ایرج نامہ

دفتر چہارم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

یہ تو سب حضرات کو معلوم ہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک بحر مواج ہے جسکی تہ تک نہنگ فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن حضرات نے اِن داستانون کو سُنا یا ملاحظہ فرمایا ہے وہ بخوبی واقف ہین کہ اِن داستانونکو برسون سنو اور پھر تمام نہون - آفرین اُنکی اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابوالفیض فیضی کو جنھون نے واسطے تفریح طبیع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے کسقدر وسیع البیانی اور بلند خیالی کے ساتھ اِن داستانون کو تصنیف فرمایا اور اُنکی تدوین مین کسقدر عرقریزی کی - اِس داستان عزیز الوجود اور ہر دل عزیز کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ "	ششم	صندلی نامہ	۱ "
سوم	بالا باختر	۱ "	ہفتم	تورج نامہ	۲ "
چہارم	ایرج نامہ	۲ "	ہشتم	لال نامہ	۲ "

الحمد للہ کہ یہ سب جلدین مع جلد دوم تورج نامہ طبع ہوگئین انکے علاوہ کامل ہنر منشی احمد حسین صاحب قمر نے بقیہ طلسم ہوشربا دو جلد ونمین تصنیف کیا - انمین وہ داستانین ہین جو ہوشربا کی ساتوین جلد ونمین لکھنے سے رہگئی تھین پھر طلسم نور افشان تین جلد ونمین تصنیف کیا - یہ سب جلدین طبع ہوکر نذر ناظرین ہوئین اب طلسم ہفت پیکر تین جلد ونمین تصنیف کیا جسکی ہر جلد زیور طبع سے آراستہ ہوکر ملاحظہ ناظرین سے گذر چکی ہے - یہ سب جلدین قابل دید ہین اور انکا طرز تحریر بعبارت رنگین مثل ہوشربا ہے - بالفعل ایرج نامہ جلد دوم جسکو صاحب طبع سلیم عقل وفہیم بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے از جانب مطبع اودھ اخبار بڑی خوش اسلوبی سے بزبان اُردو نہایت فصیح وبلیغ ترجمہ فرمایا

باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

سنہ ۱۸۹۸ء

بار سوم

قیمت فی جلد

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر یک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمتیں بھی ارزان ہین اس کتاب کے میٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب قصہ جات نثر و نظم اُردو وغیرہ کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
بوستان خیال - مصنفہ محمد تقی خان - انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین - باشندۂ گجرات - یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی مین وارد ہوے انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا - انکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سُننے جاتے تھے - آخر انھون نے چند اجزا ایک قصہ تازہ کے تصنیف کرکے اُس محفل مین سُنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اس قصہ دلآویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین بُلائے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصہ عجیب کے واسطے دیا - یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اُسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اُردوے معلی کے اسکا رواج جاتا رہا - اس زمانہ مین کہ سواے اُردو کے فارسی کا درس تدریس بھی کم بلکہ کالعدم ہے تو اتنی بڑی کتاب کا اپنی ہی زبان مین شائع ہونا مناسب تھا لہذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع کرانے مین کارخانہ اودھ اخبار نے بہ صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑکر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرنے کرتے انکا پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۱۰ جلدین ہین اور ترجمہ ہر ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جسکی نو جلدین تفصیل ذیل ہین -	
۱ جلد مہدی نامہ -	[illegible]
۲ - جلد روحۃ الایدر موسوم بہ معزالدین نامہ -	[illegible]
۳ - جلد ضیاء الابدر موسوم بہ جمشید نامہ -	[illegible]
۴ - جلد شمس النہار ترجمہ خورشید نامہ -	[illegible]
۵ - جلد مطلع الانوار -	[illegible]
۶ - جلد خزینۃ الاسرار -	[illegible]
۷ - جلد نور الانوار ترجمہ خورشید نامہ -	[illegible]
۸ - جلد مشرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ -	[illegible]
۹ - جلد تفریح الاحزان ترجمہ معزالدین نامہ -	[illegible]
ترجمہ داستان امیر حمزہ با تصویر - ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ ترجمہ مولوی محمد اکبر و نظر ثانی مولوی تصدق حسین -	[illegible]
الف لیلہ با تصویر - دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار و یک رات کا عربی مین ہے اُسکا ترجمہ اُردو مین بہت دلچسپ مرغوب عالم منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطا رام شایان مرحوم نے چھاپا مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علیخان صاحب جامع مع تصاویر -	[illegible]
فسانہ عجائب کلان قلمی با تصویر عبارت رنگین و نمکین از رجب علی بیگ سرور -	۹ ر [illegible]
فسانہ عجائب متوسط قلم - از مرزا رجب علی بیگ المتخلص سرور -	۶ ر
ایضاً - بلا تصویر قلمی حسب مرتب بالا -	۲ ر
جادہ تسخیر مصنفہ از نواب محمد حیدر علیخان صاحب	[illegible]

ایرج نامہ

دفتر چہارم

داستان امیر حمزہؑ صاحبقران

یہ تو سب حضرات کو معلوم ہے کہ داستان امیر حمزہؑ صاحبقران ایک بحر مواج ہے جسکی تہ تک نہنگ فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن حضرات نے اِن داستانون کو سنا یا ملاحظہ فرمایا ہے وہ بخوبی واقف ہین کہ اِن داستانونکو برسون سنو اور پھر تمام نہون۔ آفرین اُنکی اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابو الفیض فیضی کو جنھون نے واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے کسقدر وسیع البیانی اور بلند خیالی کے ساتھ اِن داستانون کو تصنیف فرمایا اور اُنکی تدوین مین کسقدر عرقریزی کی۔ اِس داستان عزیز الوجود اور ہر دل عزیز کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ [illegible]	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ ″	ششم	صندلی نامہ	۱ ″
سوم	بالا باختر [illegible] ان –	[illegible] ″	ہفتم	تورج نامہ	۲ ″
چہارم	ایرج نامہ	۲ ″	ہشتم	لال نامہ	۲ ″

الحمد للہ کہ یہ سب جلدین مع [illegible] ہوگئین انکے علاوہ کامل ہنر منشی احمد حسین صاحب قمر نے بقیہ طلسم ہوشربا دو جلدونمین تصنیف کیا۔ انمین وہ داستانین ہین جو ہوشربا کی ساتون جلدونمین لکھنے سے رہگئی تھین پھر طلسم نور افشان تین جلدونمین تصنیف کیا۔ یہ سب جلدین طبع ہوکر نذر ناظرین ہوئین اب طلسم ہفت پیکر تین جلدونمین تصنیف کیا جسکی پہلی جلد زیور طبع سے آراستہ ہوکر ملاحظۂ ناظرین سے گذر چکی ہے۔ یہ سب جلدین قابل دید ہین اور انکا طرز تحریر بعبارت رنگین مثل ہوشربا ہے۔ بالفعل ایرج نامہ جلد دوم جسکو صاحب طبع سلیم عقیل و فہیم بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے ازجانب مطبع اودھ اخبار بڑی خوش اسلوبی سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا

بار سوم

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

سنہ ۱۸۹۶ع

قیمت فی جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزاران ہزار شکر و سپاس اُس خالق بیچون بیچرا کی درگاہ مین جسنے طلسم دُنیا کو اس خوبصورتی سے آراستہ فرمایا جسکی راہ پرپیچ کے نشیب و فراز سے گذرنے مین پای وہم و خیال بھی معترف بہ عجز و قصور ہی اور اگر کوئی مہندس کامل اور فرزانہ عاقل اس راہ دشوار گذار روش ظلمات مین اشہب تیز گام عقل سے بالادوی کرے تو اُسکی فہم مین قصور ہی - اور نعت اُس حبیب خدا اشرف انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جسکو حق تعالےٰ نے باعث ایجاد ہیجدہ ہزار عالم قرار دیکے لولاک لما خلقت الافلاک انکی شان مین فرمایا اور منقبت اُس شاہ ذوالفقار حیدر کرار کی جو خدا کی طرف سے سرکوب کفرہ فجار مقرر ہوئے اور جنکی تیغ انتقام سے کفار اشرار قتل یا مسلمان ہوئے اور جو خطاب لافتیٰ الا علی سے سرفراز فرمائے گئے اور تحیات زاکیات اُنکی اولاد امجاد پر تا روز قیامت اما بعد یہ ذرۂ بمقدار خاک پای سخنوران عالی تبار اذل کونین شیخ تصدق حسین داستان گو خدمت ارباب لیاقت و اصحاب فہم و فراست مین دست بستہ التماس کرتا ہی کہ اس حقیر پُرتقصیر کو یہ لیاقت نہ تھی کہ اتنی بڑی کتاب ضخیم یعنی داستان امیر حمزۂ صاحبقران کے دفترون کا ترجمہ کرتا اور زمرۂ مترجمان عالیشان مین اپنے کو منسلک جانکر مضمون نگاری کا دم بھرتا البتہ عہد طفولیت سے داستان گوئی کا شوق ہی اور اُستادون کے خوان فیض سے زلہ ربائی کا ذوق ہی نہ یہ کہ تصنیف و تالیف پر جرأت ہوتی یا یہ کہ کبھی اسکی ضرورت ہوتی مگر اتفاق روزگار سے امیر باکرم رئیس ذی ہمم مسند آرای بزم ثروت و اجلال خورشید منیر فلک ابہت و اقبال صاحب خلق موفور جناب معلی القاب منشی نولکشور صاحب سی - آئی - ای دام اقبالہ نے بذریعۂ لائق و فائق محب واثق جناب شیخ حامد حسین صاحب کے اس ذرۂ بمقدار کی عزت افزائی فرمائی اور خدمت ترجمہ کرنے دفاتر داستان امیر حمزہ صاحبقران کی میرے سپرد ہوئی - چونکہ المامور معذور قول بزرگان ہی پس روالخلائق انکار نکر سکا اور اپنا افتخار سمجھکر اس امر بزرگ اور مہم سترگ پر کمر ہمت باندھی - چنانچہ بفضل کردگار اور باقبال آقای نامدار اس حقیر نے دفتر اوّل یعنی نوشیروان نامہ کی

ہر دو جلد اور دفتر دوم کو چاپ باختر اور دفتر سوم بالا باختر اور دفتر چہارم ایرج نامہ کی پہلی جلد کا ترجمہ کیا اور الحمد للہ کہ پسند مالک ممدوح ہوا اب اسی دفتر چہارم ایرج نامہ کی جلد دوم کا ترجمہ شروع کرتا ہون خدا کی رحمت سے امیدوار ہون کہ اس جلد دوم کا بھی ترجمہ بہ حسن وجوہ اختتام کو پہونچے اور پسند اصحاب شوق ہو اب آپ حضرات سے بصد التجا تمنا ہی کہ جہان کہین اس ترجمہ مین بوجہ عدم لیاقت کمترین کے غلطی ہو تو دامن رحمت سے پوشیدہ فرمادین لان العذر عند کرام الناس مقبول والعفو من اخیارہم مامول فقط

آغاز داستان فرحت بیان پہونچنا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا ملک زبرجد نگارین اور عجائبات وہان کے قابل ملاحظہ ناظرین ہین

کہ جب شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار احراک کی خبر کے واسطے روانہ ہوا تھا دروازہ بارگاہ زبرجد شاہ پر ایک سپاہی کی صورت بنکر چپکا کھڑا ہو رہا ایک ایک کو دیکھ رہا ہی کہ اسی اثنا مین دربار برخاست ہوا ایک ایک اٹھکر جانے لگا سب کے بعد ایک مرد پیر باریش سفید پیشانی پر نور لباس سفید پہنے ہوئے خادم و خدمتگار ہمراہ لئے ہوئے چلا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ یہ تو مسلمان معلوم ہوتا ہی گلیم عیاری اوڑھکر پیچھے اسکے روانہ ہوا وہ مرد پیر آتے آتے ایک مکان مین داخل ہوا دیکھا عمرو نے کہ مکان نہایت پاکیزہ تختہ نکا چوکا لگا ہوا ہی اور ایک حجرے مین تخت علیحدہ بچھا ہوا ہی اُس مرد پیر نے لباس درباری اُتارا دوسری پوشاک پہنی وہ جو لوگ ساتھ آئے تھے اُنھین رخصت کیا آپ تنہا رہ گیا دو غلام اسکے تھے وہ پانی وضو کے واسطے لائے کہا کہ دروازہ باہر کا بند کردو اور وضو کرنے لگا دونون غلامون نے بھی وضو کیا جانماز بچھائی اُس مرد پیر نے نماز شروع کی وہ دونون غلام پیچھے اسکے کھڑے ہوئے شریک نماز ہوئے جب نماز سے فراغت ہوئی اب مرد پیر فارغ ہو کر تسبیح ہاتھ مین لیکر وظیفہ پڑھنے لگا عمرو اپنے دل مین خوش ہوا کہ جو تیرا گمان تھا وہ صحیح نکلا اب اس سے کچھ حال پوچھا چاہیے اور اپنے کو ظاہر کیجیے پھر سوچا کہ ابھی ٹھہر دیکھو یہ کچھ لشکر اسلام کا ذکر کرتا ہی یا نہین چپکا کھڑا ہوا تھا کہ اُس مرد پیر نے اپنے غلامون سے کہا کہ افسوس لشکر حمزہ مفت برباد ہوتا ہی اور یونہین چند روز گذرے تو حمزہ بھی مارا جائیگا اور دین اسلام مٹ جائیگا اگر کوئی بھی حمزہ کا دوست مجھ تک پہونچتا تو مین اُسے تدبیر بتاتا یہ سنکر عمرو نے کہا الحمد للہ ای عزیز آج تیرا حال معلوم ہوا کہ تو خدا پرست ہی دشمن خداوند زبرجد شاہ ہی تجھتا ہوں کئی مرتبہ تیرے مقدمے مین کہہ چکا ہی لیکن زبرجد شاہ کو اعتبار نہین آیا اور مجھے یاد تھا کہ تو پوشیدہ ہو کر حال دریافت کرین جاسوس ہون زبرجد شاہ کا جا کر اُس سے تیرا حال بیان کرتا ہون بس یہ آواز سنتے ہی اُس مرد پیر کے بدن مین رعشہ پڑ گیا پیشاب تک خطا ہو گیا رنگت زرد ہو گئی قریب تھا کہ غش کھا کر گر پڑے عمرو نے دیکھا کہ حال اسکا ابتر ہی ایسا نہ ہو مارے صدمے کے مر جائے تو مفت ایک خدا پرست کا خون تیری گردن پر ہو بس جلدی سے گلیم عیاری اتاری اور اس مرد پیر کے سامنے آیا کہا کہ ای عزیز تو اندیشہ نہ کر مین عیار ہون حمزہ کا میرا نام عمرو ہی مسلمان ہون اب اسکی جان مین جان آئی لپٹ گیا عمرو سے کہا کہ خواجہ تمنے تو مجھے مار ہی ڈالا تھا بھی یہ کونسی دل لگی تھی کوئی ایسی بھی ہنسی ہنستا ہی اگر ایک لمحہ آپ اپنے کو اور نہ ظاہر کرتے تو مین مر جاتا غرض اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ خواجہ نہایت مین مشتاق تھا آپکی ملاقات کا الحمد للہ کہ آپ سے ملاقات ہوئی یہ تو فرمائیے کہ آپ میرے ساتھ یہان کیونکر آئے عمرو نے کہا مین دروازہ بارگاہ زبرجد شاہ پر کھڑا تھا مین نے نور اسلام آپ کی پیشانی سے ساطع و لامع دیکھا ثابت ہوا کہ آپ مسلمان ہین گلیم ابراہیمی اوڑھے ہوئے آپ کے ساتھ چلا آیا غرض اُس مرد پیر نے کھانا منگوایا آپ بھی کھایا عمرو کو بھی کھلایا ہاتھ دھو کر پیچھے عمرو نے پوچھا کہ اسم شریف آپ کا کیا ہی کہا کہ مجھکو خواجہ افتخار کہتے ہین اور بہت مدت سے مین یہان رہتا ہون عمرو نے کہا کہ آپ کو یہ معلوم ہی کہ احراک کی آواز سے کیون لوگ بیہوش ہو جاتے ہین خواجہ افتخار نے کہا کہ ایک جادوگر نام اسکا بقراط جادو ہی اُسنے اسپر سحر کیا ہی کہ اسکی آواز سے لوگ غش کھا کر گرتے ہین اور وہ سحر بقراط نے طلسم بند کر دیا ہی

جب تک بقراط نہ مارا جائیگا اعواک پر کوئی غالب نہوگا عمرو نے پوچھا کہ بقراط رہتا ہی کہان ہی خواجہ افتخار بولے کہ
اعواک جس پہاڑ کی طرف سے آتا ہی وہین بقراط رہتا ہی عمرو نے کہا خیر سمجھا جائیگا القصہ رات کو عمرو وہین رہا صبح کو خواجہ افتخار
سے رخصت ہوکر خدمت امیر مین آیا اور تمام حال بیان کیا امیر نے فرمایا خواجہ سوا تمھارے کون ہی جو بقراط کو مارے اور
اعواک کا کام تمام کرے عمرو نے کہا کہ حمزہ یہان روپیہ کا صرف ہی اور ثواب بہت خسیس ہوگیا ہی مین بیچارہ مفلس میرے پاس کیا
ہی بوٹی بوٹی میری بندھی ہوئی قرضدار مین کیا کرسکتا ہون امیر نے پچاس ہزار روپیہ کا رقعہ لکھکر عمرو کو دیا کہ خواجہ جسوقت
تم اعواک کو مار دوگے یہ روپیہ ہمسے لے لینا عمرو نے کہا ھف مجھے اب دلوا دیجیے کہ مین خرچ کرون ملک الموت کو رشوت دون
کہ وہ قبض روح کو نہ آئے امیر نے کہا خواجہ کفر نہ بکو روپیہ لو اور اُسیوقت روپیہ منگوا کر عمرو کو دیا عمرو نے نذر زنبیل کیا اور
ایک سمت روانہ ہوا اُس روز جو اعواک میدان داری کر کے صحرا کو چلا عمرو گلیم عیاری اوڑھکر اُسکے پیچھے چلا وہ تو صحرا مین غائب
ہوگیا عمرو تلاش کرتا ہوا صحرا سے نکلکر دامنۂ کوہ مین پہونچا دیکھا کہ ایک گنبد عالیشان بنا ہوا ہی اور اندر اُسکے ایک ساحر بیٹھا ہوا
ہی دو چار اُسکے خادم سامنے کھڑے ہین ابھی سر شام ہی کوئی دو گھڑی رات گئی ہی عمرو بصورت ایک گوّیے کی بنکر اور دور ایک درخت
کے نیچے بیٹھکر گانے بجانے لگا رباب کی آواز جو بقراط کے کان مین پہونچی بیچین ہوکر اُٹھا اور سامنے عمرو کے کھڑا ہوا لگا رباب سننے
جب خوب محظوظ ہوا تو عمرو سے پوچھا کہ تو کہان سے آیا ہی بس یہ سنتے ہی عمرو نے رباب ہاتھ سے پھینکدیا ایک آہ سرد کھینچی کہ
کچھ نہ پوچھیے ستیاناس جائے ان خدا پرستون کا انھون نے مجھے تباہ کر دیا پہلے مین خاندان کیان مین تھا وہ گھر انھون نے برباد
کیا ترکستان مین آیا وہ بھی قتل ہوا لقا کی خدائی مین آیا خوب کمایا خوب اُڑایا آخرکار خدا پرستون نے لقا کو بھی بھگایا مین بھی
کے ساتھ یہانتک آیا وہ اپنے حال مین گرفتار ہی یہ کہکر رونے لگا بقراط نے بہت سی تشفی دی پوچھا کہ نام تیرا کیا ہی کہا کہ ہربابی
مجھے کہتے ہین بقراط بولا کہ ای ہربابی تو خاطر جمع رکھ سب خدا پرستون کا کام تمام ہوا جاتا ہی کہا کہ پیر و مرشد انکے کوئی عمدہ برا نہین
ہو سکتا ایک عیار حمزہ کا عمرو ہی کہ آفت روزگار ہی اسنے شہر کے شہر جادوگرون کے غارت کر دیے ہان اگر وہ مارا جائے تو یہ خدا پرست
شاید ہٹین بقراط بولا ایسا ہی ہوگا تم خاطر جمع رکھو مین سوچا ہی اسطرح اس عیار ہی کو پہلے غارت کرنا چاہیے آج کی رات تو خوشی
مین بسر کرو کل دیکھا جائیگا اسیوقت حکم دیا کہ کھانا لا خادمون نے حاضر کیا بقراط نے عمرو سے کہا کہ آؤ عمرو نے بھی کھایا بقراط نے
بھی زہر مار کیا اب فارغ ہوکر بیٹھا کہا ای ہربابی اب تم رباب بجاکر کچھ گاؤ کہ ہم نہایت مشتاق ہین عمرو نے رباب بجانا شروع
کیا اور لگا الاپنے دو تین ٹھمریان غزلین گائین بقراط نہایت مسرور ہوا اور مالا مروارید کا گلے سے اُتار کر عمرو کو دیا عمرو بولا
بلبلیان لون شراب بھی تو مجھے پلوائیے کہ نشہ ہو تو کچھ جی لگے پوچھا کیا تو شراب پیتا ہی کہا یہ تو ہماری جنم گھٹی مین ہی اور مین ساقی گری
بھی خوب کرتا ہون بقراط نے کہا تو بھی شراب پی مجھکو بھی پلا عمرو نے شیشہ و ساغر اُٹھاکر پلانا شروع کیا جب ہاتھ ٹھہرا کر شراب
اونڈیلی ساتھ ہی دارو بیہوشی بھی اسمین ملادی بقراط پیتا چلا جاتا ہی عمرو پلائے جاتا ہی ایکبار کہا کہ بس عمرو دا کر پھر گانے لگا
اور خوب تالیان بجانے مین بیہوشی اُڑائی اب بقراط مست ہوا کہا کہ ای ہربابی کیا خوب کیا تو نے میرا جی چاہتا ہی کہ ناچون
اور ہاتھ اُٹھاکر گت بھرتا ہوا چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اور چیخ مار کر گرا خادم و خدمتگار دوڑے کہ شاید کانٹا لگگیا جو اُٹھکر قریب
آیا گرا عمرو نے سب کو قتل کیا اور مال و اسباب جو کچھ تھا لیکر داخل زنبیل کیا اب بقراط کو وہان سے لیکر یہ سوچ کے کہ اگر
شاید کوئی حامی اسکا آجائے تو غضب ہوجائے صحرا مین لاکر ایک گڑھا کھودکر سر تلے ٹانگین اوپر کر کے گاڑ دیا اور اوپر جنگل کی
لکڑیان خشک چنکر آگ لگاکے راہی ہوا کہ بقراط کو جہنم کا فرا آٹھ گیا اب عمرو نے راستہ لشکر حمزہ صاحبقران کا لیا یہان حسب دستور
رات سے پھر طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے اعواک دامنۂ صحرا سے پیدا ہوا میدان مین آکر مبارز طلب ہوا
ابھی کوئی لشکر اسلام سے نہ نکلا تھا کہ ایک مرد پیر دبلا پتلا گھوڑے کی ہڈیان پسلیان نکلی ہوئین قلفل سرخ گھوڑے کی مقعد مین

رکھی ہوئی ہے تو اسکی گرمی سے جلاتا ہے اور وہ مرد پیر دگلا پرانا پہنے ہوئے پھٹی سی پگڑی سر پر باندھے ہوئے پائجامہ
مارکین کا جسمین ہزارون پیوند لگے ہوئے تلوار چمڑے کے فرغہ کے پرتلے مین پڑی ہوئی آنکھون سے کیچڑ ناک سے
رینٹ بہ رہا ہے جانب صحرا سے پیدا ہوا اور اگر مقابل اعواک رعد آواز ہوا بختیارک نے جو یہ وضع دیکھی لقا سے
کہا یا خداوند یہ مرد پیر عمرو بن امیہ ضمری ہے افسوس اعواک مارا گیا لقا نے کہا کیا واہیات بکتا ہے مین نے یہ تقدیر
ہی نہین کی بختیارک بولا خیر دیکھیے تماشا کیا ہوتا ہے مگر اعواک نے جو اس مرد ضعیف کو دیکھا للکارا کہ تو کیون میرے
سامنے آیا ہے کہا کہ تجھے قتل کرنے آیا ہون اعواک بولا کیون شامت آئی ہے دور ہو میرے سامنے سے یہ پکارا کہ او
حرامزادے تو نے بہت سے خدا پرستون کو ایذا دی ہے دیکھ تو آج کیا کرتا ہون تو جاتا کہان ہے اعواک اور برہم ہوا کہ
تو مجھے برا بھلا کہتا ہے قضا تیری تیرے پاس تجھے لائی ہے کہا دیکھ معلوم ہوا جاتا ہے کہ کسکی قضا آئی ہے بہتر یہ ہے کہ زرجد شاہ
پر لعنت کر دین اسلام قبول کر نہین تو ایک دم مین سر تیرا کاٹے لیتا ہون یہان تو یہ گفتگو ہوا اور اہل اسلام حیران
ہین کہ یہ مرد پیر کون ہے انجام کار اعواک نے گفتگو سے مرد پیر کی برہم ہو کر نعرہ کیا لیکن آواز نے اسکی بالکل اثر نہ کیا
عمرو نے کہا او حرامزادے وہ وقت گیا کہ تیری آواز مین اثر تھا وہ تمام باعث بقراط جادو کے سحر کا تھا مین نے اسے
مار ڈالا تو نہین مجھے پہچانتا منم سر عیاران قطب فلک خنجر گذاری ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران شاہ عیاران
عیار خواجہ عمرو بن امیہ ناموَر [illegible] کے حقہ آتشبازی داغ کر مارا کہ اسکے سینے پر پڑا لباس اسکا جلنے لگا وہ بھاگا ہی تھا
کہ عمرو نے دوڑ کر تیغہ مارا بیاض گردن پر پڑا صاف تن سے سر جدا ہو گیا بختیارک پکارا کہ صلوٰۃ بر محمد و آل محمد لعنت
بر لات اعلیٰ و منات معلیٰ اور [illegible] پکارا کہ اے کافران پہچانا اے نابکاران گرد غبار کہ واندوانند و سر کند انند شناسد منم
مہر سپہر عیاری و قطب فلک [illegible] شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار ہا مین نے اعواک رعد آواز کو کفار تو
اداس و پریشان پھر گئے صاحبقران نے [illegible] اشقر کو بڑھا کر عمرو کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ خواجہ چہ کارے کردی
مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند [illegible] اور ساتھ لشکر بارگاہ مین آئے بہت بھاری خلعت دیا عمرو نے کہا وہ روپیہ
بھی داخل کیجیے امیر نے باقی [illegible] دیا عمرو نے تمام حال بقراط جادو کے مارنے کا بیان کیا امیر نے بہت تعریف کی
کہ خواجہ عیاری تمھارا حصہ ہے مگر امیر نے کہا کہ خواجہ تم جا کر خواجہ افتخار سے میرا سلام کہو اور اسکا سبب بھی دریافت
کرو کہ میرے سردارون اور فرزندون نے کیون اس کافر کو سجدہ کیا عمرو نے عرض کیا بہت خوب اور وہان سے روانہ ہوا
خواجہ افتخار کے پاس جا کر عمرو نے سلام کیا اور کیفیت بقراط جادو کے مارنے کی اور اعواک کے ہلاک کرنے کی بیان
کی خواجہ افتخار بہت خوش ہوئے اب عمرو نے یہ ذکر چھیڑا کہ حمزہ صاحبقران نے آپ کو سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ
اسکا کیا سبب ہے جو شخص زرجد شاہ کو دیکھتا ہے سجدہ کرتا ہے خواجہ افتخار نے کہا کہ ایک ساحرہ آفت زمانہ علامہ خانمہ
جادو اسکا نام ہے تمام زمانے کے ساحر اس سے موافق ہین سجدہ کرتے ہین خدا جانتے ہین وہ لکاتہ زرجد شاہ پر عاشق
ہے قیطول سلق بہ بہا اسی نے بنائے ہین خدائی زرجد شاہ کی اسی کے باعث سے ہے اسنے ایک لعل سحر کا بنا کر زرجد
شاہ کے تاج مین لگا دیا ہے اس لعل کو جو کوئی دیکھتا ہے بے اختیار ہو کر سجدہ کرتا ہے عمرو نے پوچھا کہ خواجہ صاحب پھر آپ
کیونکر بچے ہوئے ہین اور سجدہ نہین کیا کہا کہ مجھکو حضرت خضر علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک تختی دی ہے کہ اسپر
اسمائے الٰہی کندہ ہین انکی برکت سے مین سجدہ کرنے سے بچا ہوا ہون مجھپر سحر تاثیر نہین کرتا خواجہ عمرو نے کہا خواجہ صاحب
وہ تختی آپ مجھے دیجیے کہ مین جا کر اس لعین سے وہ تاج مع لعل چھین لاؤن اور داڑھی بھی مونڈ لاؤن خواجہ افتخار
نے کہا کہ اے عمرو اگر وہ تختی میرے پاس نہ ہوگی تو جاتا آنا میرا بند ہو جائیگا عمرو نے کہا کہ خواجہ صاحب ایک دن

آپ دربار مین نہ جایئے کل مین تختی لاکر آپ کو دیدونگا خواجہ بولا کر قسم کھاؤ عمرو نے قسم کھائی خواجہ افتخار نے وہ تختی
حوالے کی دیکھا عمرو نے کہ تختی یاقوت کی ہے اسماے الٰہی اُسپر کندہ ہین مگر پڑھے نہین جاتے عمرو نے اُسے اپنے بازو پر
باندھ لیا خواجہ سے رخصت ہو کر بارگاہ زبرجد شاہ کی طرف چلا پہر رات گئے گلیم عیاری اوڑھ کر داخل بارگاہ ہوا دیکھا
تو سناٹا ہے کوئی شخص نہین مگر وہ جو مکان بروے ہوا ہے اسمین روشنی معلوم ہوتی ہے خواجہ عمرو فکر کرنے لگا کہ کیونکر اس مکان
معلق مین پہونچون اگر جست کرتا ہون تو اتنی بلندی پر پہونچا نہ جائیگا سوچتے سوچتے بڑی دیر کے بعد خیال مین گذرا
کہ ای عمرو حکیم ارسطو جو قصر جمشید مین جانے کا قصد کرتا تھا تو اُسنے ایک تینگ بنایا اسمین لٹکر جاتا تھا بس ایک بڑا سا
تینگ بنا کر بہت موٹی ڈور باندھکر کمند آصفاے باصفا پر اڑایا تھا اور تینگ کو غوطہ دے کر اُس قصر معلق پر گرایا اور آپ
کمند پر چڑھ کر اوپر گیا دیکھا تو زبرجد شاہ غافل پڑا سو رہا ہے اور کوئی متنفس وہان نہین ہے دو ایک خدمتگار دن کو بیہوش
کیا بعد اُسکے زبرجد شاہ کو دارو بیہوشی سنگھا کر بیہوش کیا وہ تاج اُسکے سر پر سے اُتار نذر زنبیل کیا اور داڑھی پر اُنگلی
موت کر خوب کورے استرے سے مونڈا چار ابرو کا صفایا کیا اور ایک رقعہ لکھکر مونچھ مین باندھ دیا قضاے کار خواجہ عمرو
چلتے وقت اسباب لے کر داخل زنبیل کر رہا تھا کہ اُسنے دیکھا کہ ایک تختی پہلو مین زبرجد شاہ کے زمردی رکھی ہے اُسپر لکھا ہے کہ اگر
آسمان پر جانے کا قصد کرے تو اس تختی کو سر پر رکھے اتنا بلند ہوگا کہ آسمان تک پہونچ جائیگا اور اگر زمین پر آنے کا ارادہ ہے تو
پاؤن کے نیچے رکھے زمین پر پہونچ جائیگا اور داہنی طرف جانا چاہیے تو بائین پہلو مین دبائے اور بائین طرف آنا چاہیے
تو داہنی طرف لائے اور سامنے جانا چاہے تو پشت پر اسے باندھے اور پس پشت جانے کا عزم ہو تو سینے پر رکھے عمرو اُس تختی کو
دیکھکر بہت خوش ہوا دل مین کہا بہت خوب چیز ہاتھ لگی غرض وہ تختی اُٹھالی زبرجد شاہ کو قصر سے نیچے ڈالدیا اور آپ
وہ تاج زبرجد شاہ کا اپنے سر پر رکھکر بردے ہوا وہان سے روانہ ہوا سامنے حمزہ صاحبقران کے آیا پکارا
حمزہ مجھے سجدہ کر صاحبقران کی نگاہ جو اُس تاج پر پڑی اور وہ لعل درخشان نظر آیا بے اختیار سجدے مین جھکا چاہتے
تھے کہ عمرو نے تختی خواجہ افتخار کی سامنے پھینک دی صاحبقران پر جو عکس پڑا سجدہ کرنے سے محفوظ رہے
یا تو جھکے تھے یا لاحول پڑھ کر سیدھے ہوئے اور پکارے کہ خواجہ واقعی کیا غضب کا سحر ہے اب لعل کو توڑو کہ
سردار اور فرزند میرے قید سے نجات پائین عمرو نے کہا کہ مین خواجہ افتخار سے جاکر پوچھتا ہون جیسا وہ کہینگے ویسا
عمل مین لاؤنگا یہ کہکر خواجہ افتخار کی خدمت مین راہی ہوا اُدھر زبرجد شاہ کو جو ہوش آیا اپنے کو قصر معلق
سے نیچے پایا حیران ہوا کہ مجھے یہان کون لایا کہ اسی اثنا مین لقا اور بختیارک اور تمام سردار زبرجد شاہ کے آکر
موجود ہوئے مگر جو آتا ہے صورت کو زبرجد شاہ کی دیکھکر مسکراتا ہے اپنے دل مین کہتا ہے کہ آج تو خداوند کی
عجب قطع ہے طرفہ خشیت ہے انجام کار بختیارک نے پوچھا کہ یا خداوند زبرجد شاہ آج آپ کی یہ کیا قطع ہے
تاج سر پر نہین داڑھی منڈی ہوئی ایک مونچھ ندارد یہ کیا ماجرا ہے یہ سُنکر اب تو پر بجا بہت گھبرائے کہا کہ ہان
مین بھی حیران ہون کہ مین تو قصر معلق مین سوتا تھا جب آنکھ کھلی تو اپنے کو قصر کے نیچے بارگاہ مین پایا یہ جو کہتا ہے کہ
داڑھی مونچھین منڈی ہوئی ہین اسکی خبر نہین یہ کہکر آئینہ منگوا کر دیکھا تو واقع مین داڑھی منڈی پائی تاج سر پر نہ دیکھا
پوچھا کہ یہ کسنے میرا حال بنایا بختیارک نے کہا ای زبرجد شاہ یہ کام مرشد کامل ہادی رہنما نظر کردہ ہفت پیغمبران
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا ہے کہ وہ ہر ایک کافر سے خراج داڑھی کا لیتے ہین باج ستانندہ ریش کافران
اُنکا لقب ہے زبرجد شاہ نے کہا اے بختیارک مین مکان معلق مین تھا وہان وہ کیونکر گیا بختیارک
نے کہا کہ یہ مکان معلق تو سامنے معلوم ہوتا ہے وہ تو آسمان پر پہونچتے ہین اگر دروازہ بند ہو تو دراون

کے راستے سے آئین اگر میرے کہنے پر یقین نہین ہو تو آپ کی مونچھ مین رقعہ بندھا ہی اُسے کھولکر پڑھیے معلوم ہو جائیگا
زبرجد شاہ نے کہا ہان مین نے آئینہ دیکھا تھا تو کچھ سفیدی معلوم ہوتی تھی یہ کہکر مونچھ پر ہاتھ جو پھیرا رقعہ
ہاتھ مین آیا کھولکر جو پڑھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای کافر آگاہ ہو منم عمرو بن امیہ ضمری عیار حمزہ صاحبقران
میرا دستور ہی کہ کافر سے داڑھی کا خراج لیتا ہون لقا تیرے پاس موجود ہی اس سے پوچھ لے کہ وہ مجھکو ماہ بماہ
خراج بھیجے جاتا ہی جب اسکے منھ پر داڑھی قائم ہی تجھکو بھی لازم ہی کہ میرے واسطے خراج مقرر کر دے اگر اسکے خلاف
کیا تو ہمیشہ چار ابرو کا صفایا رہیگا اسکے علاوہ اور بھی سزاے معقول دونگا اور چاہتا ہین تجھے مار ڈالتا مگر دعاے
حمزہ صاحبقران کو کہ انکا حکم نہین ہی کہ مین کسی کو قتل کردن فقط تیرا تاج و تختی لیکر چلا گیا بہتر یہ ہی کہ تو ہوش
مین آ کر دین اسلام قبول کر نہین تو اس سے زیادہ ذلیل کرونگا بس یہ پڑھکر نہایت خائف و ترسان ہوا اور
بختیارک سے کہا تو سچ کہتا ہی یہ عیار غضب کر گیا مگر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے دیکھو کسطرح اسے مارتا ہون کہ مرغان
ہوا و ماہیان دریا اُسکے حال پر گریہ کرینگے بختیارک نے کہا یا خداوند چاہیے تو یہی بس زبرجد شاہ اُٹھا دربار برخاست
ہوا اور لوگ بھی اپنے اپنے مکان کو راہی ہوئے زبرجد شاہ کھانا کھا کر سو رہا سہ پہر کو دربار مین منھ پر نقاب ڈال
کے آیا دربار کیا شام کو اور لوگ تو رخصت ہو گئے مگر بختیارک رہگیا زبرجد شاہ نے منقل منگوا کر اُسپر مشک و عنبر
جلایا کہ جسکی خوشبو سے تمام مکان مہکنے لگا اُسوقت زبرجد شاہ نے بال دمامہ جادو چنڈال کا بازو پر سے
کھولا آگ کو دکھایا اس بال نے بل کھایا ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ شعلہ ہاے آتش چمکے اور ایک دیونی آسمان پر سے
نمایان ہوئی عجب شکل تھی کہ دیکھنے سے ڈر معلوم ہوتا تھا رنگ در سیاہ و تار منھ پر چیچک کے غار بڑے بڑے
دانت دو باہر نکلے ہوئے آنکھین لال لال بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے اور وہ بال نہ تھے سانپ تھے زبانین
نکالے سر کو لپٹے ہوئے تھے دونون چھاتیان مانند دو مشکون کے لٹکی ہوئین منھ سے بو بد اسقدر آتی تھی کہ ہزار ہزار قدم
پر لوگون کا دماغ پریشان ہوا جاتا تھا بختیارک نے جو دیکھا مارے خوف کے کانپنے لگا مگر زبرجد شاہ اسے دیکھکر
اُٹھ کھڑا ہوا دوڑ کر لپٹ گیا علیحدہ لیجا کر کہا کہ ای دستگیر بیکسان و ای یاور غریبان میری دستگیری کیجیے کہ عیار حمزہ
مجھکو ذلیل کر کے چلا گیا اور تاج میرا مع اُس لعل بے بہا سمیت لیگیا اب آپ مجھے وہ لعل منگوا دیجیے کہ مین سامنے اپنے
بندون کے بے اعتبار ہوتا ہون دمامہ جادو بولی کہ وہ لعل مین نے بارہ برس کی محنت مین بنایا تھا اب ایسا
بننا بہت مشکل ہی اور کہا سُن تو ایسے کے تیسے نالائق کے نالائق مین نے تجھکو منع کیا تھا کہ لقا کو اپنے شہر مین
نہ آنے دینا تو نے نہ مانا اپنے پاس اسے بلایا لقا کے تعاقب مین خداپرست آئے کہ وہ بلاے بے درمان ہین شہر کے شہر
جادوگرون کے انھون نے غارت کر دیے عیار حمزہ پرکالہ آفت ہی ابھی کل کا ذکر ہی کہ اُسنے میرے شاگرد بقراط جادو
کو مار کر اعراک کو قتل کر ڈالا مین اُسکے نام سے کانپتی ہون اور قطع نظر اسکے ان دنون ایسے روز نحس میرے آئے
ہین کہ دم نہین مار سکتی ہون یہ نحوست مجھ سے دفع ہو جائے تو پھر جو کچھ ہو سکیگا کرونگی ایک خداپرست کو زندہ
نہ چھوڑونگی اور خبردار مجھکو اب نہ بلانا یہ کہکر اُٹھی چلی گئی زبرجد شاہ نے بختیارک کو بلایا اور کہا ای
بختیارک کسی سے دمامہ جادو کے آنے کا حال بیان نہ کرنا اور ای بختیارک سنا تُنے کہ دمامہ جادو کیا
کہ گئی بختیارک بولا یا خداوند سب سُن رہا تھا وہ منھ موڑ کر آپ سے چلی گئی زبرجد شاہ نے کہا کچھ
اندیشہ نہین اور یہ کہکر نشناس بقولی کو بلایا یہ عیار تھا اُسکا بلاے جہان آفت زمان فن عیاری مین
یکتا جب وہ آیا کہا ای نشناس اگر تو جاکر عمرو کو پکڑ لائے تو دولت دُنیا سے نہال کردون برابر عمرو کے

جواہر تولدون نشناس نے عرض کیا جاتا ہون اور اُس دزد باریک کو گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر فکر گرفتاری
عمرو مین روانہ ہوا لیکن حال عمرو کا سُنیے کہ یہ خواجہ افتخار کے پاس گیا اور تمام حال بیان کیا خواجہ افتخار بہت
خوش ہوئے اور فرمایا کہ ای عمرو خوب کیا تمنے جو اُس کافر کو ذلیل کیا عمرو نے کہا وہ لعل جو تاج مین زبرجد شاہ
کے نصب تھا لے آیا ہون اور نکال کر کمر سے پیش کیا اور پوچھا کہ اسکے توڑنے سے سرداران حمزہ ہوش مین آئینگے
یا نہین خواجہ افتخار نے کہا ہرگز ہوش مین نہ آئینگے جبتک دمامہ جادو زندہ ہی کچھ نہ ہوگا عمرو نے وہ لوح
جو خواجہ افتخار سے لیگیا تھا پھر خواجہ افتخار کو دیدی اور لعل بھی سپرد کیا اب رخصت ہوکر خدمت حمزہ مین آیا
کیفیت بیان کی کہا حمزہ جبتک دمامہ جادو نہ ماری جائیگی یہ سب سردار ہوش مین نہ آئینگے امیر نے فرمایا
خواجہ تلاش کر دمامہ جادو کہان رہتی ہی عمرو نے کہا بہت خوب اور تلاش مین دمامہ جادو کی نکلا
ہر کوہ و دشت مین جستجو کرنا شروع کی ایک دن کا ذکر ہی کہ عمرو اُس پہاڑ کے پاس پہونچا جہان بقراط جادو کو مارا
تھا وہان ایک غار ہی اُسمین سے آواز صحیفۂ ابراہیمی کی آنے لگی ٹھہرا خیال کرکے جو سُنا تو بہت خوش لحانی سے کوئی
پڑھ رہا ہی عمرو اندر غار کے اُتر گیا دیکھا کہ ایک درویش عبادت کیش پیراہن سفید پہنے ہوئے تہمد سفید بندھا ہوا
عمامہ سر سے لپٹا ہوا ایک جریب آگے رکھی ہوئی جانماز اُگالدان ایک جانب پشت خار فولادی کٹھڑ و نجی پر کورے
گھڑے علیحدہ رکھے ہوئے بجھے ڈھنکے ہوئے صافی کھاروے کی اُنپر پڑی ہوئی ایک انگیٹھی مین آگ رکھی ہوئی
دو چار حقے رکھے ہوئے دو چار خادم و خدمتگار وہ بھی گیروا لباس پہنے ہوئے درختون مین پنجرے ٹنگے ہوئے کسی مین
قمری کا جوڑا حق سرہ بول رہا ہی کسی مین طوطا نبی جی بھیجو کہہ رہا ہی کسی مین لعل صم بکم پڑھ رہے ہین شیر کی کھال پر
وہ حق رسیدہ بیٹھا ہوا ہی ماتھے پر گھٹا سیاہ پڑا ہی عمرو کو یقین ہوا کہ یہ مرد با خدا ہی اس سے پتا دمامہ جادو کا
معلوم ہو جائیگا پس قریب آکر سلام کیا اُس فقیر نے جواب سلام دیا اور کہا کہ آؤ خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری نے دوڑ کر
قدمون کو چوم لیا سامنے با ادب دوزانو بیٹھ گیا شاہ جی نے پوچھا کہ بابا تم متردد کیون ہو غرض عمرو نے کہا کہ آپ کو
جب نام میرا معلوم ہوگیا کام بھی منکشف ہوگیا ہوگا میرے کہنے کی حاجت کیا فقیر نے جواب دیا کہ بابا فقیر اپنا
صاحب کمال نہین ہی عمرو بولا کہ مجھکو تو یقین ہی کہ آپ صاحب کشف و کرامات ہین فقیر بولا کہ یہ تمھاری خوش نیتی
ہی کیون بابا تم دمامہ جادو کی تلاش مین نکلے ہو کہا کہ عیان راچہ بیان شاہ جی بولے بابا اچھا مکان معلوم ہو جائیگا
آج تو فقیر کے یہان مہمان رہو تم بھی ولی اللہ ہو نظر کردۂ ہفت پیغمبران ہو آج جو ٹکڑا فقیر کو میسر ہی اُسکے کھاؤ
عمرو کو دمبدم اعتقاد اُسکا زیادہ ہوتا جاتا ہی القصہ عمرو وہین رہگیا اُس فقیر پر تزویر نے کھانا منگوا کر سامنے رکھا
عمرو نے خوب کھایا جب فراغت ہوئی تو آثار بیہوشی ظاہر ہوئے اب عمرو حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی فقیر کی
طرف دیکھنے لگا وہ فقیر ایک مرتبہ جھپٹ کر اپنے مقام سے اُٹھا اور نعرہ کیا کہ باش او دزد بدرگ کون ساربان زاد
منم نشناس عقربی عیار زبرجد شاہ جاتا کہان ہی عمرو چاہتا تھا کہ سنبھل کر اُٹھے کہ لڑکھڑا کر گرا نشناس نے
مشکین باندھ لین اور پشتارے مین باندھ کر لیکر روانہ ہوا اب عمرو کا منھ پشتارے سے باہر نکال دیا ہی اور
لیے چلا جاتا ہی اور کہتا جاتا ہی کہ او ساربان زادے تو نے خداوند زبرجد شاہ کو ذلیل کیا ہی دیکھ تو تیری
کیا حالت کرتا ہون عمرو عجز و انکساری کر رہا ہی کہ ای عزیز اگر تجھے مال کی طمع ہی تو مجھسے لے اور مجھے
زبرجد شاہ پاس نہ لیجا وہ کہہ رہا ہی کہ مین تیری ایک نہ سنونگا یہانتک کہ سامنے سے شہر زبرجد نگار
دکھائی دیا عمرو کو یقین مرگ ہوا لگا دعائین مانگنے کہ ای پروردگار عالم سوا تیرے اسوقت بیکسی مین کوئی

مددگار نہین ہو اے خالق عالم بچا اس ظالم کے ہاتھ سے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوے نشناس نے کہا کہ او
ساربان زادے اب تو روتا ہی اپنے حال پر تو نے کیون خداوند کو ذلیل کیا تھا عمرو بولا او حرامزادے اگر
میری زندگی ہی تو بچونگا خدا میرا مجھکو بچائیگا یہ سنکر نشناس نے ایک طمانچہ مارا اور کہا دیکھوں تو تیرا خدا کیونکر
تجھے بچاتا ہی عمرو نے جواب نہ دیا نہ دل سے دعا مانگی کہ ای پروردگار اس ملعون کو سزا دے اور اگر میری حیات مستعار
باقی ہی تو اس ظالم کے پنجے سے نجات دے اب نشناس قریب شہر کے پہونچا ہی دروازہ شہر کا دکھائی دیا ہی کہ یکایک
کچھ سوار اور کچھ پیلے قراول میر شکار جانور صید گیر لیے ہوے خواجہ افتخار مرکب پر سوار شکار کھیلتے چلے جاتے ہین
نشناس خواجہ افتخار کی قدمبوسی کو آیا خواجہ نے کہا کہ اس پشتارے مین کیا ہی نشناس نے کہا کہ خواجہ سلامت
مین عجب ایک علامۂ زمانہ کو پکڑ لایا ہون کہ جسکا زمانے مین عدیل و نظیر نہین ہی جسنے ایک زمانے کو آزار ہو نچا
رکھا ہی ابھی کل کا ذکر ہی کہ خداوند کو ذلیل کر آیا ہی فتنۂ زمانہ آفت روزگار ہی یہ وہی دزد باریک گردن لنگ
ساربان زادہ عمرو عیار ہی خواجہ افتخار نے کہا ارے یہ شخص ولی اللہ نظر کردہ ہفت پیغمبران باج ستانندہ ریش
کافران ہی تو نے بہت برا کیا جو اسے گرفتار کیا اور لوگون سے کہا کہ پکڑ لو اس حرامزادے کو جبکہ یہ پشتارہ نشناس
پکارا کہ خواجہ صاحب اسکو مین نے باشارۂ خداوند اسیر دام تزویر کیا ہی اگر آپ چھڑا دیجیے گا تو خداوند آپسے
بہت ناراض ہونگے خواجہ افتخار بولے تیرا خداوند نالائق کیا ہی مجھے اس شیطان کی پروا کیا ہی لا حول لا لعنت
ہی زربرجدشاہ پر اور اسکے پرستار روسیاہ پر لوگون نے نشناس کو پکڑا اور اسیر کر لیا عمرو نے پکارا کہ او
حرامزادے دیکھا تو نے کہ میرے خداوند نے مجھے کیونکر بچا دیا اسی وقت خواجہ افتخار نے عمرو کو پشتارے مین
سے نکلوایا حلقے کمند کے کاٹے عمرو قدمون سے لپٹا خواجہ نے حکم دیا کہ قتل کرو اس نشناس بدذات کو
نشناس سمجھا کہ خواجہ افتخار مسلمان ہین پکارا کہ خواجہ سلامت مجھکو بھی مسلمان کیجیے مین نے لعنت کی زربرجدشاہ
پر خواجہ افتخار نے کہا او حرامزادے مین تجھے خوب جانتا ہون اگر تجھے مسلمان کے ساتھ ایک دیگ مین پختہ کرین
تو بھی تیرا گوشت مسلمان کے گوشت سے نہ ملیگا مجھے تو فریب دیتا ہی مصرع این را بکسے گو کہ ترا نشناسد + اور
غضبناک ہو کر کہا کہ مارو اس حرامزادے کو لوگ تلوارین کھینچ کر گرے نشناس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور دم مین
اسکی لاش کو پھینک کر راستہ لشکر اسلام کا لیا عمرو نے خواجہ افتخار سے کہا کہ آپ خوب وقت پر پہونچے مجھے
بچایا نہین تو مجھے یقین مرگ ہو چکا تھا خواجہ افتخار نے کہا کہ ای عمرو تو مقبول درگاہ جناب ایزدی ہی مجھے
شب کو اگر حضرت خضر علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نشناس عقربی خواجہ عمرو کو پکڑے لاتا ہی
تم اسے چھڑا لو اور خدمت مین حمزہ کی جا کر رہو مین جو یہ خواب دیکھکر بیدار ہوا ہر رات سے تیاری چلنے کی مع اسباب
و مال و عیال و اطفال شکار کے حیلے سے نکل آیا واقعی بموجب ارشاد حضرت خضر علیہ السلام کے تمکو اسیر پایا ہی باتین
کرتے ہوے قریب لشکر اسلام کے پہونچے خبر صاحبقران کو ہوئی کہ خواجہ افتخار آتے ہین سب سردارون کو
استقبال کے واسطے بھیجا آپ بھی دروازہ بارگاہ تک آگے خواجہ نے سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا اندر جا کر
بادشاہ اسلام کو نذر دی پایۂ تخت کو چوما عمرو نے کہا حمزہ مجھکو تو خواجہ صاحب نے بچایا نہین تو مارا گیا تھا
نشناس عیار زربرجدشاہ کا بفریب مجھکو پکڑ لیے چلا تھا کہ خواجہ صاحب پہونچے اسکو مارا مجھے چھڑایا بادشاہ نے
خواجہ افتخار کو خلعت دیا اور ایک خیمہ انکے واسطے علیحدہ استادہ کرا دیا عمرو نے کہا کہ حمزہ مین تو خبر لشکر کفار
کے واسطے جاتا ہون دیکھون وہان کیا نقشہ ہی امیر نے فرمایا خدا حافظ ہی تمھارا عمرو روانہ ہوا ادھر

ہرکارون نے جاکر زبرجد شاہ کو سجدہ کیا اور تمام کیفیت بیان کی کہ نشناس عقربی عمرو کو اسیر کیے ہوئے
پشتارہ بدوش آتا تھا اس عرصے مین خواجہ افتخار ہو بچے عمرو کو چھڑا لیا اور نشناس کو قتل کیا بعد اسکے
خواجہ افتخار جاکر حمزہ کے شریک ہوئے بختیارک نے پگڑی کو سر پر سے اچھالی اور پکارا صلوہ بر محمد وآل محمد
لعنت بر لات اعلی و منات معلی اور کہیون یا خداوند مین آپ سے اکثر کہتا تھا کہ یہ خواجہ افتخار مرد مسلمان ہے آپ
یقین نہ لاتے تھے اب تو آپکو ثابت ہوا زبرجد شاہ بولا کہ ای بختیارک مجھکو برا رنج نشناس کے مارے جانے کا ہے
افسوس میرا رفیق قدیم مارا گیا اور اوسی وقت اٹھکر اندر چلا گیا اور منقل مین عود عنبر جلایا جب خوشبو اسکی پھیلی
تو بال دمامہ جادو کا بازو پر سے کھولکر آگ پر رکھا کہ اوس بال نے بل کھایا کہ ناگاہ پرکالہ آتش چمکے اور دمامہ جادو
مثل بلاے آسمانی کے نازل ہوئی پکاری کہ مین تجھسے کہہ گئی تھی کہ یہ دن میرے اور سخت ہین مجھکو نہ بلانا تو نے
نہ مانا زبرجد شاہ رونے لگا اور کہا کہ ای مادر مہربان وای زوجہ مشفقہ سنا آپنے کہ نشناس عقربی عیار بھی مارا گیا
اور اب خدا پرست مجھے بھی زندہ نہ چھوڑینگے دمامہ جادو نے کہا کہ کیا مجال انکی اور ایک کورہ گھڑا پانی کا منگوا کر
اوسپر اسم سحر کا پڑھکر دم کیا اور کہا کہ اس پانی کو مشکون مین ملواکر گرد شہر زبرجد نگار کے چھڑکوا دے ایک حصار گرد
قلعے کے الماس کا بنکر تیار ہو جائیگا پھر جو کوئی اہل اسلام سے ادھر آئیگا وہ مانند تصویر کے اوس حصار مین چسپیدہ
ہو جائیگا تو اندرون حصار بیٹھا ہوا عیش و عشرت کیا کر دو مہینے مجھپر بہت بھاری ہین کہ اندیشہ جان کا ہے اگر یہ دو
مہینے مجھپر سے گذر گئے اور مین صحیح وسلامت رہی تو آکر سب خدا پرستون کا استیصال کرونگی ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگی اور وہ بال اسکا جو زبرجد شاہ کے پاس تھا چھین لیا کہ نہ یہ تیرے پاس ہوگا نہ مجھے بلائیگا اور اسطرح
آکر چلی گئی زبرجد شاہ صبح کو باہر آیا دربار کیا سقون کو بلا کر وہ پانی جو دمامہ جادو نے دی تھی دیا کہ اسے مشکون مین
ملاکر گرد شہر زبرجد نگار کے چھڑک آؤ سقون نے وہ پانی ملا ملا کر مشکون مین چہار طرف چھڑکا اوسی وقت ایک
حصار الماس کا گرد شہر کے بنکر تیار ہوا لیکن عمرو نے جاکر یہ خبر حمزہ صاحبقران کو دی کہ یون دمامہ جادو زبرجد شاہ
کے پاس آئی تھی اور کہہ گئی ہے کہ اب دو مہینے تک مجھسے اور تجھسے ملاقات نہ ہوگی کر بو بچکے دوسرے دن ہرکارون نے
آکر خبر دی کہ ای شہریار گرد شہر زبرجد نگار کے ایک حصار الماس کا بنکر تیار ہوا ہے اور جو ادھر سے شہر مین جاتا ہے
مانند تصویر کے چسپیدہ ہو جاتا ہے عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ دمامہ جادو کا سحر ہے صاحبقران نے فرمایا کہ لشکر مین پکارا
پکار دی جاوے کہ کوئی شہر زبرجد نگار کی طرف نہ جائے اسوقت تمام لشکر مین ڈھنڈھورا پٹا سب کو خبر ہوئی
ایک ایک ہوشیار ہو گیا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تمام فرزند اور سردار میرے جو اس کافر کو سجدہ کرتے ہین
وہ کیونکر اس گمراہی سے نجات پائین اپنے ہوش مین آئین عرض کیا کہ خواجہ افتخار سے پوچھیے انھون نے بیان کیا کہ ای
شہریار وہ سحر دمامہ جادو مین گرفتار ہین جب تک دمامہ جادو زندہ ہے انہین نجات نہ ہوگی امیر نے فرمایا کہ
دمامہ جادو کہان ہے خواجہ نے عرض کیا مجھکو نہین معلوم کبھی اوسنے اپنا مکان رہنے کا زبرجد شاہ کو بھی نہین
بتایا امیر نے عمرو سے اور شاگردان عمرو سے فرمایا کہ چار طرف پھر و تلاش کر دیتا اسکا لگاؤ سبھون نے ہر چند
جستجو کی لیکن دمامہ جادو کے مکان کا کہین پتا نہ لگا اور خواجہ بزرجمہر کے بیٹون نے عرض کیا ای شہریار یہ
دو مہینے وہ نہ ماری گئی تو اسکو قضا بھی نہین ہے اور پھر کوئی اوس سے عہدہ برا بھی نہ ہو سکیگا صاحبقران نے
فرمایا کہ ہمارے واسطے راوتی استادہ کرو کہ ہم رجوع کرینگے درگاہ ایزدی مین آگے جیسا حکم خدا ہوا اوسی وقت
راوتی سفید انکے واسطے استادہ ہوئی صاحبقران سویرے سے کھانا کھا کر وضو کرکے اوس راوتی مین

داخل ہوئے نماز مغرب وعشا ادا کی بعد اُسکے دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے بخضوع وخشوع وبہ گریہ وزاری دعا مانگنے لگے کہ خداوندا تمام بندے تیرے گرفتار سحر ہین امیدوار
ہون کہ مکان دمامہ جادو کا مجھے معلوم ہو تو تیری تائید سے اُس لکاتہ کو جاکر قتل کرون اور آگے جو مرضی تیری
ہین راضی برضا ہون دعا مانگتے مانگتے صبح ہوگئی دو گھڑی رات باقی تھی کہ آواز تسبیح وتہلیل کی آنے لگی برقع
حضرت سلیمان کا نمایان ہوا اور اُس برقع مین سے آواز آئی کہ السلام علیک حمزہ صاحبقران نے جواب سلام
دیا دوڑ کر قدمون سے حضرت کے لپٹ گئے حضرت نے سر اُس افسر صاحبقرانی کا اُٹھا کر سینے سے لگا لیا
اور فرمایا کہ آپ پریشان کیون ہین عرض کیا کہ آپ پر سب حال روشن ہے کہ سحر مین دمامہ جادو کے تمام
سردار اور فرزند میرے گرفتار ہین اور مکان اُسکا نہین معلوم ہوتا کہ کہان ہے فرمایا چاہ الماس مین وہ رہتی ہے
سمت مغرب جاؤ تو مکان دمامہ جادو کا پاؤ گے بس یہ فرما کر حضرت غائب ہوگئے صاحبقران نماز شکر پڑھکر
عبادت خانے سے باہر آئے سب حال بیان کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جسکے نام فتح نکلے وہ یہان سے جائے اور
خواجہ زادون کو بلوا کر احکام نکلوائے انھون نے علم نجوم مین دیکھکر عرض کیا کہ خود صاحبقران تشریف لیجائین
اور ساتھ انکے دو جوان زبردست اور ایک عیار جائے تو چاہ الماس فتح ہو امیر نے کرب اور مقبل کو ہمراہ لیا
اور عیارون مین عمرو بن امیہ نامدار کو تجویز کیا عمرو نے کہا حمزہ تو جانتا ہے کہ مین جادوگرون سے نہایت
ڈرتا ہون تیرے ساتھ نہ جاؤنگا بلکہ معظمہ کو چلا جاؤنگا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ خیر تم نہ جاؤ ہم
عنایت پروردگار پر تکیہ کرکے جاتے ہین یہ کہکر ناموس مین داخل ہوئے اور رخصت ہوکر نکل آئے بادشاہ اسلام
گلے مین ہاتھ ڈالکر بہت روئے اور فرمایا کہ ہماری بادشاہت آپ کے باعث سے ہے آپ ادھر تشریف
لیے جاتے ہین ہم عالم تنہائی مین کیا کرینگے اگر ہم آپکے ساتھ چلتے تو بہت اچھا تھا صاحبقران نے کہا اے شہر یار
افسر لشکر کا کون ہے جو ناموس لشکر سپرد کیا جائے حضور یہین رہین مین جاتا ہون اگر حیات مستعار باقی ہے تو پھر آکے
قدمون کو بوسہ دونگا غرض رات بھر عجب کیفیت مین گذری صاحبقران کرب اور مقبل کو ساتھ لیکر روانہ
ہوئے لیکن عمرو کو دیکھا کہ دری کاندھے پر ڈالے ہوئے لوٹا رسی ہاتھ مین کمر بندھی ہوئی سامنے چلا آتا ہے
قریب آکر کہا حمزہ خدا حافظ مین جاتا ہون خانۂ کعبہ خط وغیرہ جو کچھ بھیجنا ہو گا میرے نام بھیجیے گا امیر نے
فرمایا کہ خیر خواجہ جاؤ مگر ہمکو تمسے یہ امید نہ تھی کہ تم اس وقت مین ہمکو تنہا چھوڑ جاؤ گے عمرو بولا حمزہ مین ناچار
ہون دیدہ ودانستہ کنوئین مین نہین گرا جاتا یہ کہکر سلام کرکے ایک طرف کو راہی ہوا سرے تک لشکر کے
بادشاہ اسلام بھی امیر کے ساتھ ساتھ آئے آخر صاحبقران نے عرض کیا کہ حضور آپ تشریف لیجائین ورقسم
اپنے سر کی دی بادشاہ آبدیدہ ہوئے صاحبقران چل نکلے کوئی دو کوس آئے ہونگے کہ دیکھا عمرو چلا آتا ہے
امیر پکارے خواجہ تم کہان گئے تھے کیا خانۂ کعبہ کو نہین گئے عرض کیا کہ دل کو گوارا نہ ہوا اب آپکو چاہ الماس
تک پہونچاؤن تو چلا جاؤنگا فرمایا کہ خواجہ تم ہمارے عاشق ہو تمھین ہمارے بغیر چین کب آتا ہے یہ باتین
کرتے ہوئے چاہ الماس کو روانہ ہوئے انکو تو یہین چھوڑ دیجیے

اب چند کلمے داستان ایرج نوجوان اور شاہزادہ نورالدہر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ایرج شکار کو گیا تھا وہان سے خورشید ستارہ پرست کو اپنے ساتھ لیکر خوشی خوشی داخل لشکر ہوا مگر اسعد
نے نورالدہر سے کہا کہ بھائی صاحب آپنے اس شادی مین میری وہ آبرو دی کہ مجھکو فلک ہفتم پر پہونچا دیا اور

وصل سے بھی اُس نازنین کے کامیاب ہوا مگر خوشی مجھے جب حاصل ہوگی کہ ایرج قتل ہو یا اسیر ہو اس فریبے
قارن قمر بین کے کہے سے شکار کو گیا آپ اُسکی فیلسوفیان نہین جانتے خدانخواستہ اگر آپ پر کچھ نوعدگر
ہوئی تو مین اپنی جان دونگا اور اگر جان نہ نکلی تو فقیر ہو جاؤنگا کسواسطے کہ یہ آفتاب پرست بڑا کہتا ہی
کہ مین ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہون ابھی تھوڑے دن ہوئے ہین قارن قمر بین کو نامہ دیکر بھیجا تھا مگر قدرت خدا
کہ وہ حرامزادہ وہان سے جوتیان کھا آیا اگر شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم یہ رسوائیان سُنتے تو اپنی جان دیدیتے
یا اس پاجی کو مار ڈالتے یہ کہکر رونے لگا نورالدہر نے کہا اسد برب کعبہ مین ایرج سے مقابلہ کرونگا اور مشکین
باندھکر تیرے حوالے کرونگا تو خاطر جمع رکھ یہی باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایرج جو شکار کو گیا تھا وہان سے
آیا بلکہ خورشید ستارہ پرست کو بھی اپنے ساتھ لایا ہی نورالدہر نے اسد سے کہا کہ اب ضرور سامان جنگ و جدال
ہوگا لیکن ادھر ایرج جو خورشید کو اپنے ساتھ لیے ہوئے اپنے لشکر مین آیا سامان دعوت مہیا کیا خورشید نے کہا
ای ایرج اس دیوانے نے مجھے سخت جلایا ہی کہ تجھسے بھائی چارہ کیا اور پھر پکڑا تو کوے گیا ایرج نے نام اسد
کا سنکر آہ سرد کھینچی اور بولا کہ ای خورشید میرا تو جگر خون ہو رہا ہی اس دیوانے کے ہاتھ سے کونسا ایسا رنج تھا
کہ جو مجھکو نہین ہوچکا مین نے اقبال شاہ کی شادی کی یہ کمبخت ملکہ شور انگیز کو محافے مین سے نکال لیگیا
انجام کار اقبال شاہ کو قتل کیا مجھسے بھلا تم کیا کہتے ہو میرے سینے کو چاک کر کے دیکھو تو دل مین ہزارون
داغ نکلینگے خورشید نے کہا کہ ای ایرج نوجوان مین برسم ایلچی گری یہان سے جاتا ہون اور اُس دیوانے کو
مارکر چلا آتا ہون ایرج نے کہا ای خورشید وہ دیوانہ بڑا گھاتیا ہی وہ تمھارے ہاتھ نہ لگیگا تم یہ ارادہ نہ کرنا
خورشید نے نہ مانا اور ایک سفید کاغذ سر سے باندھکر مرکب پر سوار ہوکر دو چار خادم ساتھ لیکر روانہ ہوا ہرکارون
نے خبر دی کہ خورشید برسم ایلچی گری یہان آتا ہی اب وہ وقت ہی کہ شاہزادہ نورالدہر محل مین جا چکا ہی
ہر فن تاجدار تخت پر بیٹھا ہی اسد دنگل شوکت پر متمکن ہی اسد نے خورشید کے آنے کی خبر جو سنی سب سردارون
سے خطاب کیا کہ صاحبو تم مجھے بھائی شاہزادہ نورالدہر کا سمجھتے ہو یا نہین سب نے عرض کیا کہ بیشک و شبہہ ہم آپکو
برابر شاہزادہ نورالدہر کے جانتے ہین اسد نے کہا کہ پھر جو کچھ مین کہونگا وہ بجالاؤگے سبھون نے عرض کیا
کہ کبھی عدول حکمی نہ کرینگے ہم جان تک دینے کو موجود ہین فرمائیے جو ارشاد ہو بجالائین اسد بولا کہ بھائیو اس
ستارہ پرست سے اور مجھسے کمال دوستی اور بھائی چارہ تھا اسکی بہن مجھپر عاشق ہوئی میرا بھی دل اُسپر آگیا مجھسے بگڑکر
اب شریک اُس آفتاب پرست کا ہوا ہی اسلیے مجھکو خار ہوا اور اب ایلچی بنکر آتا ہی جسوقت وہ آکر بیٹھے اور مجھسے
گفتگوے سخت ہونے لگے اور مین تمھین اشارہ کرون تم سب ایک مرتبہ اُسپر گر پڑنا اور پکڑ لینا سبھون نے عرض کیا
بہت خوب ہم حاضر ہین کہ اس اثنا مین خورشید دررانہ بارگاہ کے اندر آیا بطریق ستارہ پرستان سلام کیا اور نورالدہر کا
دنگل خالی تھا بے تکلف اُسپر بیٹھ گیا اسد جلگیا اور نعرہ کیا کہ او ستارہ پرست تیرے اختران کی ایسی تیسی کی تھی
تو اپنے کو بھول گیا اور مقام پر شاہزادہ نورالدہر کے بیٹھ گیا نہین سُنا تو نے اس قول کو شعر کہ بجاے بزرگان نتوان زد بگزاف
مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی ✣ ایاز حد خود را بشناس تو اپنے کو دیکھ اور بھائی صاحب کے دنگل پر بیٹھنا دیکھ اٹھ
یہان سے تیرے واسطے اور دنگل آتا ہی بھائی صاحب آئینگے تو کیا تیرے سر پر بیٹھینگے اور اگر نہ اٹھیگا تو اٹھوا دونگا
خورشید نے نعرہ کیا کہ او دیوانے مجہول کیا تیری قضا سر پر کھیلتی ہی تو نے کیا کیا آج ادائیان میرے ساتھ کین ودرین
تحمل کیا مین صاحبقران ہون اگر نورالدہر کے دنگل پر بیٹھ گیا تو کیا ہوا یہ دیوانہ پن میرے ساتھ ظاہر نہ کر

اور بیہودہ نہ بک بس یہ کہتا تھا کہ اسد نے سب سرداروں کو اشارہ کیا کہ گرفتار کرلو اسے یہ شاہزادہ نورالدہر
کے ذنگل پر سے نہین اُٹھتا ساتھ ہی اشارے کے کشیدہ رو منارہ گردن وغیرہ سب مستعد تو بیٹھے ہی تھے
دوڑ پڑے اور لپٹ گئے خورشید نے چاہا کہ اُٹھے وہ بھلا ہاتھ ہلانے کی کب مہلت دیتے ہین پکڑ لیا اور مشکین
باندھ لین بلاکر آہنگرون کو اسیر غل و زنجیر کیا اسد پکارا بلاؤ جلاد کو کہ اسکی گردن مارے اُسی وقت جلاد حاضر
ہوا اور خورشید کو لیجا کر زیر تیغ بٹھایا اب جلاد تیغ علم کیے ہوے منتظر حکم استادہ ہی کہ ہرمز تاجدار نے کہا ای
اسد دلاور بے شاہزادہ نورالدہر کی اطلاع کے اسکا قتل کرنا اچھا نہین اُنسے اجازت لے لیجیے تو بہتر ہی اسد نے
کہا ای شہریار مین نے اجازت لے لی ہی اور جلاد سے کہا کہ کیا دیکھتا ہی جلد اسکا فیصلہ کر جلاد نے ہرمز کی طرف دیکھا
بادشاہ نے اشارہ کیا کہ ہرگز تلوار نہ مارنا اور نورالدہر سے پوشیدہ کہلا بھیجا کہ آپ جلد تشریف لائیے نہین تو اسد
خورشید کو مارے ڈالتا ہی جلاد نے جو قتل کرنے مین تامل کیا اسد نے دیکھا کہ جلاد تاخیر کر رہا ہی اس سے کہا کہ
دور ہو مردک مین اپنے ہاتھ سے اسے قتل کرونگا اور تلوار کھینچ کر چلا خورشید نے کہا کہ ای اسد مین ایلچی گری کے
بہانے سے تجھے قتل کرنے آیا تھا معاملہ برعکس ہو گیا کہ تو ہی مجھے قتل کرنے لگا مثل مشہور ہی کہ چاہ کندہ را چاہ درپیش
معلوم ہوا کہ میری قضا تیرے ہاتھون تھی خیر کچھ مضائقہ نہین اسد قریب خورشید کے پہونچا ہی تلوار کا ہاتھ بلند کیا
تھا کہ اُسیوقت شاہزادہ نورالدہر برآمد ہوا اور نعرہ کیا کہ ای اسد خبردار تلوار خورشید پر نہ مارنا جو اپنے گھر آئے
کوئی اُسے قتل کرتا ہی یہ کہتا تھا کہ دروازہ بارگاہ پر غلغلہ ہوا اور ایرج نوجوان اندر بارگاہ کے آیا نورالدہر بولا
ای ایرج تم کیون آئے ہو ایرج نے کہا کہ مین نے سُنا تھا خورشید قتل ہوتا ہی اسکے بچانے کو آیا ہون کوئی بھی
ایلچی کو قتل کرتا ہی نورالدہر نے کہا مین کب قتل ہونے دیتا ہون اسد نے کہا کہ بھائی صاحب یہ میرے قتل
کرنے کو آیا تھا خود اس امر کا مقر تھا اور آپ نے میرے ہاتھ سے بچا دیا القصہ نورالدہر نے حکم دیا کہ بلاؤ آہنگرون
کو کہ قید خورشید کی دور کرین اُسوقت خورشید نے آپ قید اپنی توڑ کر پھینکدی ایرج اپنے ساتھ لیکر باہر نکلا
دونون مرکبون پر سوار ہوئے اور اپنے اپنے لشکرون کو چلے راہ مین ایرج نے پوچھا کہ ای خورشید تم کیونکر گرفتار
ہوئے خورشید بولا کہ بھائی سب کے سب منارہ گردن کشیدہ رو وغیرہ مجبیر یکایک آپڑے مین گرفتار ہو گیا
ایرج نے کہا ای خورشید نورالدہر کا اتنا اندیشہ مجھے نہین ہی جسقدر ان لوگون کا ہی یہ کشیدہ رو منارہ گردن
غضب کے ہین خورشید نے کہا بھائی بلوے کی بات اور ہی میدان مین سب کو مارینگے کہان جانے پاتے ہین
اور چلے تو مین اس دیوانے کو میدان مین بلاؤنگا اُسکو مار کر اورون سے سامنا کرونگا یہی باتین کرتے ہوئے
داخل بارگاہ ہوئے پوشاک بزم پہن کر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا نشے مین آکر خورشید
نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارون نے آکر
شاہزادۂ نورالدہر کو خبر دی کہ خورشید ستارہ پرست نے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگ بجے اُسیوقت کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین
چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح معرکہ آرائے نبرد ہوے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نقیب پکر چلے
گئے خورشید ستارہ پرست ایرج سے اجازت لیکر میدان مین آیا مرکب کو جولان دیا نیزے کے ہاتھ خوب نکالے
بجا اُسکے نعرہ کیا کہ او دیوانے مجہول مکار دغاباز اگر تجھکو دعوی شجاعت کا ہی تو میرے مقابلہ کو آ کیا بھاگ بھاگ کر
لڑا کرتا ہی چورون کی طرح سرکشیدہ ہو کر آ تو مزا ہی اسد نے چاہا کہ مقابلے کو جائے نورالدہر نے منع کیا کہ ای اسد

مین تجھے خورشید کے مقابلے کو نجانے دونگا تو خورشید سے عہدہ برآنہ ہوسکیگا اور وہ تیرا دشمن ہی جان سے
مار ڈالیگا اور اگر تو مارا گیا تو مین دادا جان کو کیا مُنھ دکھاؤنگا اسد بولا بھائی صاحب مین خورشید سے
دست وگریبان نہ ہونگا دور سے تلوار کی لڑائی لڑونگا نورالدہر بولا مین تمھین نہ جانے دونگا اسد بولا کہ مین
اپنے کو ہلاک کرونگا یہی باتین تھین کہ جانب صحرا سے گرد وغبار کا تتق بلند ہوا اور نقابدار قنتورہ پوش نمایان ہوا
ایک جانب میدان مین آکر قائم ہوا خورشید کو مانند مہر تابان میدان مین مرکب پری پیکر پر سوار وجلوہ گر دیکھا عیار
کو حال دریافت کرنے کو بھیجا اُسنے آکر کہا یہ لشکر اسلام ہو وہ لشکر ستارہ پرستون کا اور آفتاب پرستون کا ہی اور
میدان مین خورشید ستارہ پرست کھڑا ہوا مبارزطلبی کر رہا ہی نقابدار نے کہا مین طرفدار ہون خداپرستون کا
کسواسطے کہ عمرو سے اور تجھسے بھائی چارہ ہی مجھے کب گوارا ہی کہ میرے ہوتے کوئی خداپرستون سے لڑے یہ کہکر گھوڑے
کو اُڑایا مقابل خورشید ہوا خورشید نگاور زن ہوا مرکب برابر سے پیچھے ہٹ گئے زانون مین مسلکر مرکبون کو پھیر کر
ایک دوسرے سے مقابل ہوا اگر خورشید نے دیکھا کہ اندر سے سحاب نقاب کے ایک آفتاب جلوہ گر معلوم ہوتا ہی اور
ہاتھ پانون عورتون کے ایسے ہین حیران ہوکر پوچھا ای نقابدار گمنام تو کیون میرے مقابل آکر کھڑا ہوا مجھسے تو مقابلا ان
خداپرستون سے پڑا ہوا ہی نقابدار بولا مین طرفدار ہون خداپرستونکا تجھکو سزا دینے آیا ہون میرے رہتے کوئی
خداپرستون سے آنکھ نہین ملا سکتا خورشید آگ ہوگیا اور کہا کہ تجھے بہت گھمنڈ ہی اپنی شجاعت کا جائیگا کہان میرے
ہاتھ سے لا اپنا حربہ نقابدار پکارا کہ پیشدستی اپنا دستور نہین خورشید نے نیزہ ہاتھ مین اُٹھایا خبردار خبردار کہکر نقابدار
پر مارا اسنے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے بہت دیر تک نیزہ بازی رہی لیکن مطلب کسی کا نہ آیا
ہاتھون سے سنانین پٹک دین تلوارین کھینچلین خورشید نے تلوار نقابدار پر ماری نقابدار نے کھلی دی کہ تلوار ٹوٹ گئی
قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگا مرکب لنگرون کی تاب نہ لاکے بیٹھگئے کود کود کر سرگرم ہوے چار پہر دن کشتی
رہی شام کو بھی جدا نہ ہوئے روشنی طرفین سے آئی تماشائیون مین باہم غل تھا کہ میان عجب تماشے کی لڑائی ہی جبتک
ان دونون مین فیصلہ نہ ہوگا ہم نہ جاوینگے اور ایرج بھی ایک طرف خیمہ استادہ کرکے بیٹھا نورالدہر و اسد دہر تاجدار
ایک جانب خیمہ استادہ کرکے بیٹھے تماشا دونون کی کشتی کا دیکھ رہے ہین تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے روز پہر دن باقی تھا
کہ نقابدار قنتورہ پوش نے لنگر خورشید کا اُکھیڑا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھکر حوالے کیا
اپنے عیار کے اور لشکرے خورشید ستارہ پرست کے پکار کر کہا کہ اب اس سے تم دست بردار ہوجاؤ اور اپنے ملک کو
چلے جاؤ یہ کہکر ایک سمت راہی ہوا ایرج کا حوصلہ نہ پڑا کہ جاکر خورشید کو نقابدار سے چھینے مُنھ دیکھتا رہ گیا پھر کر اپنی بارگاہ
کو چلا گیا ادھر لشکر خورشید کا حیران و پریشان ہوکر کوچ کرکے شہر اختریہ کو روانہ ہوا نورالدہر و اسد پھر کر اپنے
خیمے مین داخل ہوئے مگر ایرج نے اپنی بارگاہ مین بیٹھکر بہزاد ہرمزد سے کہا کہ افسوس خورشید گرفتار ہوگیا اور
نقابدار اُسکو لیکر چلا گیا اگر رہتا تو مین اُن سے لڑتا عوض خورشید کا لیتا بہزاد بولا ای شہریار چلے جانا نقابدار کا بہت
ہوا یہ نقابدار وہ بلا ہین کہ صاحبقران تک اُسنے عہدہ برآ نہین ہوتے باوجودیکہ صاحبقران مالک اسم اعظم
ہین ایرج نے کہا کیا یہ نقابدار ساحر ہی قارن محرمین نے کہا کچھ حال اسکا نہین کھلتا اگر یہ کیا آفت ہی ایرج نے کہا
خورشید کو نیر اعظم کے سپرد کیا ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل مین نورالدہر سے مقابلہ کرونگا اُسی وقت نقارہ زدگی
بجا ہرکارے خبر لیکر خدمت مین حضور تاجدار کی حاضر ہوئے دعا و ثناے بادشاہی بجا لاکر عرض کیا کہ لشکر ایرج مین
طبل جنگ بجا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ شاہزادہ عالم و عالمیان سے مقابلہ کرے نورالدہر نے فرمایا کچھ پروا نہین جو خالق

چاہیگا وہ کریگا ہمارے لشکر مین بھی تفضل ایزدی طبل جنگ بجے بموجب حکم کے کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر دونون
لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو فوج اسلام میدان کارزار مین آئی تخت بادشاہی قلب سپاہ مین قائم ہوا اُدھر
سے فوج آفتاب پرستون کی کمال عظم وشان سے دکھائی دی آگے آگے تخت مالک بن ملکوت شاہ کا تھا آکر ایک طرف
قائم ہوا صفین آراستہ ہونے لگی آفتاب بھی بلند ہو آیا مگر ابتک شاہزادہ نورالدہر کا میدان مین پتا نہین اسد نے کہا
کیا سبب ہی کہ بھائی صاحب ابتک معرکہ کارزار مین نہین آئے جاکر دیکھون تو سہی کیا ماجرا ہی اسد اور طہماس دونون
خوابگاہ مین شاہزادے کی آئے دیکھا تو خادم وخدمتگار کھڑے ہین اور شاہزادہ دوشالہ تانے بیخبر سوتا ہی پوچھا ان خادمون
سے کہ شاہزادہ ابھی تک کیون نہین بیدار ہوا شب کو کس وقت سونے کا اتفاق ہوا تھا انھون نے عرض کیا کہ سوئے تو اپنے
معمول پر تھے مگر ابھی جاگے نہین چونکہ بلکہ نماز صبح بھی قضا ہو گئی پس اسد نے جلدی سے کونا دوشالے کا منہ پر سے سرکایا
تو عجب حالت دیکھی کہ سر اُس افسر عالم کا کٹا ہوا الگ پڑا ہی اور خون سے تمام توشک تر ہی زلفین دونون طرف رخسارون
پر لپٹی ہوئی ہین چشم حیرت کھولے ہوئے آثار تبسم چہرے پر ظاہر ہین پس یہ عالم دیکھتے ہی نعرہ کوہ شگاف کیا اور پکارا کہ ای
طہماس بھائی صاحب کو کسی نے مار ڈالا سر کٹا ہوا پڑا ہی تم بھی آخری دیدار دیکھ لو اور پکار کر شاہزادہ عالی وقار افسوس
مجھکو کہین کا تمنے نہ رکھا آخری وقت مین کچھ وصیت بھی نہ کر گئے اور دونون ہاتھ منہ پر مارے یہ کہکر بیہوش ہو گیا ادھر
طہماس نے گریبان چاک کیا پچھاڑین کھانے لگا اور یہ کلمہ زبان پر تھا کہ ای آقائے نامدار وائے مولائے ذیوقار تم آپ
تنہا سفر کر گئے اور اس خدمتگار کو چھوڑ گئے یہ خادم اب کہان جائے کیا کرے یہ دونون اس عالم مین ہین اب ایک غلغلہ
ہوا اور یہ خبر وحشت اثر ہرمز تاجدار کو عین میدان جنگ مین پہونچی کہ شاہزادہ نورالدہر کو کوئی خوابگاہ مین آکر
رات کو ذبح کر گیا اسد اور طہماس اپنی حالت تباہ کر رہے ہین یہ سنتے ہی ہرمز نے تخت پر سے اپنے کو گرا دیا اور
روتا پیٹتا دوڑا کہ ہائے ہائے یہ کیا ہو گیا پھر تو تمام فوج مین ایک حشر برپا ہو گیا سردار خاک اُڑانے لگے میدان سے پھر کر
آئے اسد اور طہماس تو دیوانے ہو کر ایک ایک کفنی گلے مین پہن کر نکلے ہرمز تاجدار اور تمام سردار لاش اُس
شہریار کی دیکھکر پیٹنے لگے رونا شروع کیا کوئی سر کو لیے ہوئے منہ سے منہ مل رہا ہی کوئی لاش سے لپٹا ہوا ہی اور محل مین
قیامت مچی ہوئی ہی آثار حشر جنگل مین نمایان ہین القصہ کہانتک اس نوحہ وماتم کو طول دیا جائے لاش اُس شہریار
کی اُٹھوائی تمام سردار کاندھا بدلواتے گئے لیجا کر دامن کوہ مین دفن کیا گنبد بہت پر تکلف قبر پر استادہ کرایا
قرآن خوان مقرر کیے تمام لشکر سیاہ پوش ہوا دو روز تک رونے پیٹنے مین کھانا پانی سب کو حرام تھا آخر گھر سے اختر شناس
نے نورالدہر کو جو علم نجوم مین دیکھا زندہ پایا اور معلوم ہوا کہ بعد چند روز کے شاہزادہ اچھی طرح سے آئیگا ہاتھ باندھ کر
ہرمز تاجدار سے عرض کیا کہ شاہزادہ نورالدہر زندہ وسالم ہی بعد چند روز کے انشاء اللہ آپ سے ملاقی ہوگا اگر اسمین
فرق نکلے تو آپ مجکو قتل کیجیے گا بارے اس کلام سے کچھ بادشاہ کو تسکین ہوئی مگر حال سنیے ایرج کا جس وقت اُسنے
یہ سنا کہ نورالدہر مارا گیا ایک آہ سرد کھینچی اور آنکھون سے آنسو گر پڑے کہا افسوس ہی نورالدہر کی جوانی پر قسم ہی
نیر اعظم کی کہ مین اسکی جان کا دشمن نہ تھا یہ نہ چاہتا تھا کہ نورالدہر مارا جائے اور اس وقت پریشان میدان سے
پھر کر آیا لباس سیاہ پہنا اور تمام لشکر کو سیہ پوشی کا حکم دیا ایک ہفتہ اس طور پر گذرا تھا کہ ایک دن بہزاد مقرب نے
بہکایا کہ ای بندہ آفتاب پرستان آپ غنیمت سمجھین کہ نورالدہر مارا گیا اگر وہ زندہ رہتا تو آپ کبھی اُسکے سامنے
سرسبز نہ ہوتے شکر کیجیے نیر اعظم کا کہ دشمن کا کام تمام ہوا لباس سیاہ اتاریے بارگاہ سلیمانی ہرمز تاجدار سے
طلب کیجیے اسمین بیٹھکر دربار کیجیے ہان اگر سرداران نورالدہر سے آپ کو خوف ہی تو بارگاہ نہ منگوائیے جانے دیجیے

ایرج نے کہا کیا خوب ہین نورالدہر سے تو خوف کرتا نہ تھا سردار اُسکے کیا مال ہین اور اُسی وقت لباس سیاہ
دور کیا پوشاک نفیس پہنکر بارگاہ مین بیٹھا شاپور سے کہا کہ تم جاکر ہرمز تاجدار سے کہو کہ بارگاہ سلیمانی میرے پاس تھی
مجھے لندھور نے دی تھی دیوانہ مجھسے چھین لیگیا تھا اب بارگاہ میری آپ مجھکو بھجوا دیجیے ورنہ بجبر چھین لونگا شاپور
جاکر پیغام ایرج کا ہرمز تاجدار کو دیا تمام سرداران نورالدہر یہ پیغام سنکر درہم و برہم ہوئے پکارے کہ اے شہریار ہم
بارگاہ نہ دینگے لڑنے اور مرنے کو موجود ہین ہرمز تاجدار نے گھبرا کے اختر شناس سے پوچھا کہ تم کیا صلاح دیتے ہو
گھبرا کے اختر شناس نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ بارگاہ کا دیدینا اچھا ہے اگر نہ دیجیے گا تو کشت و خون
ہوگا اور اگر شاہزادہ زندہ و سلامت ہے تو بارگاہ پھر ہاتھ آجائیگی ہرمز تاجدار نے شاپور کو خلعت دے کر رخصت کیا
اور کہا کہ تم جاؤ ہم بارگاہ بھیجے دیتے ہین شاپور تو چلا گیا اب ہرمز تاجدار نے سب سردارون کو سمجھایا کہ صاحبو ہم اپنے
رنج و الم مین گرفتار ہین رنج تا بڑھا کیا خدا فضل کریگا اور شاہزادہ نورالدہر زندہ ظاہر ہوگا تو اُسوقت سمجھ لینا سبھون نے
عرض کیا اے شہریار ہم آپکے مطیع ہین جو آپ مناسب جانین وہ کرین ہرمز تاجدار نے اُسیوقت بارگاہ سلیمانی شتر اور
قاطر اور چھکڑون پر لدوا کر بھجوا دی ایرج نوجوان نے بارگاہ سلیمانی استادہ کرائی بدستور سابق جلوس کیا دو دن
کے بعد بہزاد مرتد نے ایرج سے کہا کہ مرکب پریوش نورالدہر کا بہت خوب مرکب ہے اسے آپ اپنی سواری کیواسطے
ہرمز تاجدار سے منگوا لیجیے اب نورالدہر تو زندہ نہین جو اُسپر چڑھیگا ایرج نے بہزاد کے ورغلانے سے ہرمز تاجدار
سے کہلا بھیجا کہ مرکب پریوش نورالدہر کا مجھے بھجوا دو اگر نورالدہر آئیگا تو مجھسے لے لینا یہ پیغام جو ہرمز کو پہونچا
گھبرا کے اختر شناس سے صلاح لی کہ اب تم کیا کہتے ہو اُسنے عرض کیا کہ حضور بھیجدینا صلاح ہے سردار مانع ہوے کہ
ایرج اسیطرح ہر روز دباؤ ڈالیگا اسباب شاہزادے کا منگوائیگا جب نہ دیجیے گا تو آمادہ جنگ ہوگا اس سے بہتر یہ ہے
کہ ایک مرتبہ لڑ لیجیے جو کچھ ہونا ہو ہو جائے اور ہم تو بارگاہ دینے مین بھی راضی نہ تھے اسپے بھی گھبرا کے اختر شناس
نے کہا جہانتک رفع شر کیا جائے کیجیے میری صلاح یہ ہے کہ لندھور کے پاس کہلا بھیجیے کہ ایرج ناحق ہمکو تنگ کرتا ہے ہم
تو شاہزادے کے غم مین بیٹھے ہین اور وہ لوگون کے بہکانے سے اسباب نورالدہر کا منگوا بھیجتا ہے آپ جانشین
حمزۂ صاحبقران ہین مرد بزرگ ہین آپ اسکا تدارک کیجیے یہ پیغام گیا لندھور بن سعدان نے سنکر اُسیوقت سوار ہوکر
ایرج کے پاس آکر کہا کہ اے ایرج نوجوان تمکو لوگ بہکاتے ہین اور تم بہکانے سے لوگون کے اسباب نورالدہر کا طلب
کرتے ہو غضب کرتے ہو کسی کے ورغلانے پر نہ جاؤ یا تو تم نورالدہر کے غم مین سیاہ پوش ہوئے تھے یا اب ایسے بیمروت
ہوگئے یہ طریقہ اچھا نہین اس سے باز آؤ تمھارے پاس اسباب کیا کم ہے مین نے تمکو اثاثہ صاحبقرانی سب دے دیا
کوئی چیز تمسے عزیز نہین کی غرض ایسا سمجھایا کہ ایرج منفعل ہوا کہا کہ اچھا مین کوئی شی طلب نہ کرونگا مگر یہ کوچ کر کے
یہان سے چلے جائین میرے سامنے نہ رہین لندھور نے کہا اچھا یہ ہو سکتا ہے اور آکر اپنے مقام پر ہرمز تاجدار سے
کہلا بھیجا کہ آپ یہان سے کوچ کر کے چلے جایئے کوئی آپ سے نہ اسباب منگیگا نہ متعرض ہوگا ہرمز اسیوقت مع لشکر
کوچ کر کے روانہ ہوا سامنے قلعہ مشتری حصار کے آیا آب و ہوا یہان کی بہت اچھی تھی یہ خبر ایرج نوجوان کو ملی
کر لشکر نورالدہر کا شہر مشتری حصار پر جا کے اترا ہے بہزاد مرتد نے کہا کہ آپ یہان سے جا بیٹھے وہ موقع دیکھکر
یہان آئینگے اور آپکے ملک لیے ہوئے اپنے تصرف مین لائینگے جس طرح اور آپ سے ملک مانند ختن اور
مشتری حصار وغیرہ کے اپنے قبضے مین کرلیے آپ اُنسے کہلا بھیجیے کہ ملک باختر سے نکلکر ظلمات یا اور کسی
سمت کو چلے جاؤ ایرج نے یہی ہرمز تاجدار سے کہلا بھیجا کہ اگر میری تلوار سے امان چاہتے ہو تو باختر مین نہ رہو ورنہ

سب کو قتل کرونگا جب یہ پیغام ہرمز تاجدار کو پہونچا نہایت پریشان ہوا باہم مشورہ کیا کہ کیا کریں
عادی کشیدہ رو مینارہ گردن ان سب کی یہ صلاح ہوئی کہ جہان سے آئے تھے وہیں پلٹ چلیں اور ایرج
سے لڑیں بعضوں نے کہا کہ ایرج کو یہاں آنے دو جسوقت وہ یہاں آئیگا سمجھ لینگے ہرمز تاجدار نے سہیل خان
گھرائے اختر شناس چالاک بن عمرو وغیرہ کو علحدہ لیجا کر مشورہ کیا کہ یہ لڑنا اور مرنا تو اُسوقت ہیں ہی کہ جب اور
کچھ تدبیر نہ ہوسکے اور میں چاہتا ہوں کہ ان سرداروں میں سے کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹے مگر عیار ہی سہیل خان کا
شعلہ شب گرد وہ بھی وہاں موجود تھا اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار اگر حکم ہو تو میں ایرج کو جاکر پکڑ لاؤں جب تک
شاہزادہ نور الدہر آئے ایرج کو مقید رکھیے گا سب نے اُس عیار سے کہا کہ بس یہی امر بہت خوب ہی اگر ایرج تجھسے
آسکے تو پکڑ لا وہ عیار یہ سنکر اُسی وقت روانہ ہوا اور وہ شخص جو پیغام ایرج کی طرف سے لایا تھا اُس سے کہا کہ
جاکر ایرج سے کہدینا کہ ہم بعد ایک ہفتے کے ظلمات کو چلے جائینگے وہ یہ جواب لیکر راہی ہوا مگر حال سُنیے
شعلہ شب گرد کا یہ دامنہ آذر کوہ میں پہونچا قضائے کار ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا کہ چیتے قراول ساتھ
میں شکار کھیل رہا ہی ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ کون ہی معلوم ہوا کہ یہی ایرج نوجوان صاحبقران زمان ہی بس یہ
سُنتے ہی سامنے ایرج کے آکر سلام کیا ایرج نے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے عرض کیا کہ میں کوکا ہوں ملکہ گیتی افروز کا مہروند
میرا نام ہی ایرج نے جو نام ملکہ گیتی افروز کا سُنا باغ باغ ہوگیا پوچھا کہ کہاں سے آتے ہو عرض کیا کہ ملکہ نے خبر
قاسم کے واسطے ظلمات کو بھیجا تھا ایرج نے پوچھا کہ پھر کیا خبر لائے بولا کہ آپ بیٹھیے تو میں جو کچھ حال ہی گذارش کروں
ایرج اُسے ساتھ لیکر خیمے میں آیا بہت سی خاطر مدارات کرکے مخاطب ہوا کہ اجمال بیان کرو اُسنے کہا اے شہریار گیتی افروز
تو آپ پر بدل و جان عاشق ہی جب آپ فولاد بازرگان کے ساتھ گئے تھے اور ہوا سے پردہ اُٹھ گیا تھا تو اُسوقت
سے وہ آپ کو دیکھکر بہزار جان عاشق و شیدا ہی علامت محبت چہرے سے ہویدا ہی اور اب جو آپ نے نامہ
قارن قمرجبین کے ہاتھ بھیجا تھا وہ نامہ جب سے دیکھا ہی اور زیادہ بیقرار ہی کہ آب و دانہ چھوٹ گیا ہی مگر کیا کرے
اپنے اختیار میں نہیں ناچار مجبور ہی بجانہ قاسم کا ہی مگر آپ کے فراق میں رویا کرتی ہی بالفعل لوگوں نے مشہور
کیا تھا کہ قاسم زندہ و سلامت چاہ الماس سے نکلا اس بنے پر ملکہ نے مجھے خبر طلب کے واسطے بھیجا تھا سو اے شہریار
واقع میں قاسم چاہ الماس سے سلامت تو نکلا ہی مگر مرنے سے بدتر ہی کسواسطے کہ جو شخص تینوں اژدہے کے
پیٹ میں رہے اُسکی زندگی کیونکر ہو نہایت زرد و ضعیف ہی تب ایک دم اُسے نہیں چھوڑتی کوئی دس پانچ دن
کا مہمان ہی مرجائیگا مجھے قاسم نے جو دیکھا کہا کہ اے مہروند میرا تو وقت اخیر ہی گیتی افروز سے کہنا کہ میں نے
اجازت دی تم اور شوہر کرلو اپنی جوانی کو برباد نہ کرو لہذا جب سے میں ظلمات سے آیا ہوں آپکی تلاش میں تھا
کہ یہ خوشخبری سناؤں ایرج کا یہ عالم ہی کہ پھولا نہیں سماتا ہر مرتبہ اُس عیار کو گلے لگاتا ہی ہر بار اشرفیاں اور جواہر
انعام میں دیتا ہی اور کہتا ہی اے مہروند دیکھ تو میں تیرا کیا مرتبہ کرتا ہوں دولت دنیا سے تجھکو غنی کردونگا پھر پوچھا
کہ اے مہروند حمزہ کہاں ہی کیا صورت ہی مہروند نے عرض کیا کہ حمزہ ضعیف ہوا تمام دست و پا میں رعشہ ہی
عمرو اُسی غم میں اندھا ہوگیا پہلوان عادی کو عارضہ استسقا ہی کرب مارا گیا ایرج نے پوچھا حمزہ نے جانشین
کسکو کیا کہا کہ نور الدہر کو ایرج نے کہا کہ حمزہ نے بیٹوں کے ہوتے پوتے کو کیوں جانشین کیا عیار نے کہا کہ
زرجد شاہ نے سب فرزندوں اور سرداروں کو قتل کیا اب کوئی نہیں رہا ایرج یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ اے
مہروند میں پھر ایک نامہ لکھتا ہوں تو گیتی افروز کو جاکر دینا اُسنے عرض کیا بہت اچھا میں آنکھوں سے نامہ آپ کا لیجاؤنگا

اور زبانی بھی آپ کا اشتیاق ظاہر کرونگا ایرج نے کہا کہ اب میرے ساتھ لشکر مین چلو اُسنے کہا بہت اچھا مگر
بصورت مبدل چلونگا القصہ ایک خدمتگار کی شکل بنکر آیا ایرج اُسے ساتھ لیے ہوئے شادان و فرحان داخل بارگاہ
ہوا بہزاد مرتد قارن قہرمین کو بلایا اُسنے تمام حال بیان کیا کہ یہ کوکا ہی ملکہ گیتی افروز کا اسکے ہاتھون نام
خوب ہو جائیگا اور اسی وقت خط شوقیہ اپنے ہاتھ سے لکھکر مہروند کو دیا اپنے ساتھ کھانا کھلایا نہایت اعزاز و اکرام
سے پیش آیا جب رات ہوئی قارن و بہزاد کو سویرے سے رخصت کیا مہروند عملی کا پلنگ اپنے پلنگ کے برابر
بچھوایا باتین کرنے لگا ایک دو گھڑی گذری تھی کہ ایرج سو گیا شعلہ نے موقع دیکھکر داروے بیہوشی باطمینان
تمام ایرج کے دماغ مین پھونکی اور باندھکر پشتارہ لیکر ایرج کا چلا باہے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی صحرا مین پہونچا
ہی کہ ادھر سے دہ دیو عیار آتا تھا جب دونون قریب ہوئے دہ دیو نے دیکھا کہ یہ لشکر ایرج کی طرف سے
پشتارہ بدوش آتا ہی پکارا کہ تو کون ہی اور پیٹھ پر تیری کیا ہی شعلہ نے کہا کہ تو کون ہی پوچھنے والا تو اپنے راستے چلا جا
مین اپنے راستے جاتا ہون دہ دیو بولا مین تجھے نہ جانے دونگا جبتک مفصل حال نہ سن لونگا کہا کہ تجھ پر ہاتھ ڈالا
شعلہ شب گرد نے جواب دیا کہ مین عیار ہون سہیل خان کا ایرج کو پکڑے لیے جاتا ہون دہ دیو بولا کہ زندگی اپنی
چاہتا ہی تو ایرج کو میرے حوالے کر دے اور تو چلا جا شعلہ نے کہا مین نے کمال محنت و مشقت سے اسے اسیر کیا ہی
کیونکر تجھے دے دون ہرگز نہ دونگا دہ دیو نے کہا مین زبردستی لونگا کب ہو سکتا ہی کہ میرے سامنے سے تو ایرج کو لیجا اور یہ
کہکر تیغ شعلہ پر مارا شعلہ نے اسکا وار روکا اور اپنا تیغ دہ دیو پر مارا دہ دیو نے تیغ شعلہ کا چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر
زمین پر دے مارا کہ شعلہ چار دن شانے چت گرا پشتارہ ایرج کا ایک طرف گر پڑا دہ دیو چھاتی پر شعلہ کی چڑھ بیٹھا
اور خنجر کھینچکر چاہا کہ ذبح کرے شعلہ دعا بدرگاہ قاضی الحاجات مانگنے لگا کہ ای حافظ حقیقی و اے نگہبان تحقیقی اس ظالم
کے ہاتھ سے مجھے بچا اور میری محنت کو ٹھکانے لگا واسطہ اپنے بندگان خاص کا شعر چو عاجز رہا نندہ دائم ترا
درین عاجزی چون نخوانم ترا کہ ایک آواز پیدا ہوئی ذرا ٹھہر جا دہ دیو ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ یہ کسکی آواز ہی کوئی اسے
نظر نہ آیا پھر اُسنے قصد کیا کہ خنجر شعلہ کی گردن پر پھیرے کہ وہ آواز نزدیک سے آئی کہ او حرامزادے نہیں مانتا تو آیا
مین اب جو دیکھا تو ایک حبشی بلند بالا قوی ہیکل سامنے سے نمودار ہوا اور پھر نعرہ کیا کہ کیون تو اُسے ذبح کرتا ہی تو
کون ہی اور یہ کون ہی دہ دیو بولا کہ مین عیار ہون ایرج کا اور یہ عیار ہی سہیل خان مشتری حصاری کا ایرج کو پکڑے
لیے جاتا تھا مین نے اُسے گرفتار کیا ارادہ قتل تھا کہ آپ پہونچے اُس حبشی نے کہا ہان یہ ارادہ ہی مین کب تجھے زندہ چھوڑتا
ہون جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اور خنجر کھینچکر چلا وہ دیو پر ایسا رعب غالب ہوا کہ بھاگا سامنے سے اس حبشی نے
بھاگتے ہوئے پر خنجر مارا کہ پشت پر پڑا اور سینے کے پار گذر گیا وہ ہائے کرکے گرا سر اُسکا دوڑ کر کاٹ لیا شعلہ شب گرد
کی مشکلین کھولدین کہا کہ پشتارہ ایرج کا لیجا اُسنے کہا کہ ای بہادر بڑا احسان تونے مجھپر کیا کہ جان بخشی میری کی اب اپنے
نام نامی سے آگاہ کر وہ بولا کہ مجھے جانسوز بن قران کہتے ہین یہ کہکر صحرا کو راہی ہوا شعلہ شب گرد ایرج کا
پشتارہ لیکر پھر روانہ ہوا ادھر لشکر ایرج مین صبح کو غل ہوا کہ ایرج بستر خواب پر سے غائب ہی اور وہ خدمتگار بھی نہین
ہی بہزاد مرتد نے کہا کہ مین تو کل ہی سمجھا تھا کہ یہ کوئی مکار ہی شاپور نے چتر زد دیکھکر کہا کہ عیار سہیل خان مشتری حصاری
کا جو ایرج کو لیگیا طرماسب بولا کہ چلو تعاقب مین شاید ملجائے ویلم نے کہا کہ ادھر چلیں صلاح ہوئی کہ مشتری حصار
کی طرف بس یہ شیاطین تعاقب مین روانہ ہوئے راہ مین دہ دیو کا لاشہ پڑا ہوا دیکھا یقین ہو گیا کہ اسی طرف گیا
ہی اور مرکبون کو تیز کیا دور سے دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش بھاگا جاتا ہی نعرہ کیا کہ آ پہونچے ہم کب چھوڑتے ہین

تجھکو کہ تو ایرج کو لیجائے شعلہ شب گرد نے دیکھا کہ طرماسپ آ پہونچا گھبرا گیا سامنے پہاڑ تھا اُسپر چڑھ گیا
اور ایرج کا سر نشتار رے سے باہر نکالکر خنجر گلے پر رکھدیا اور پکارا کہ اگر آپ تم آگے بڑھے تو مین نے اسے مار ڈالا
اب طرماسپ جھجکا کیونکر پہاڑ پر قدم رکھے مگر پہاڑ کو گھیرے ہوئے کھڑا ہے شعلہ قسپ گرد دعائین مانگتا ہے
کہ اے پروردگار مجھے ان ظالمون سے بھی بچا سوا تیرے اسوقت بیکسی مین کوئی حامی و مددگار میرا نہین ہے ہنوز
دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ پردۂ بیابان سے گرد اڑی اور ایک نقابدار پرپوش چالیس ہزار سوار سے نمایان ہوا اور
قریب آکر حال دریافت کرکے نعرہ کیا کہ باش اے کافران بیحیا کب چھوڑتا ہون تمھین کہ تم اس عیار کو ایذا دو
بہزاد مرتد نے گھوڑے کو جھکایا کہ او نقابدار مفلوک روزگار تو حمایتی اس عیار کا بنکر آیا ہے پہلے تجھکو مارلین تو آقا
کو اپنے چھڑا مین یہ کہکر تلوار اُس نقابدار پر ماری نقابدار نے تلوار اسکی روککے جو اپنا وار کیا تلوار سپر کو قلم کرکے
سر پر گری کہ تا دوابرو اتر گئی زخم کاری بہزاد مرتد کے لگا بس یہ دیکھتے ہی دیلم شاطر زنگی نے سامنا کیا ارہ تیشہ تنگ
مارا نقابدار نے تلوار سے ارے کو قلم کیا اور وہی تلوار جو ماری دیلم نے گھبرا کر سپر اٹھادی تلوار سپر کو کاٹ کر دوابرو
اتر گئی دیلم شاطر بھی زخمی ہوا اب طرماسپ نے گینڈا اپنا آگے بڑھایا اور نعرہ کیا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ دو بہادرون
کو زخمی کیا آ اب مین دیکھو تیری کیا حالت کرتا ہون یہ کہکر بار نقابدار کے آگے بڑھا جا تہ مین چڑھا ہوا تھا نقابدار پر
مارا نقابدار نے نیزہ نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے آخرکار نقابدار نے نیزہ طرماسپ ہوائی کیا طرماسپ
غیظ و غضب مین آیا اور پکارا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا ہوائی کیا خیر کیا مضایقہ ہے نیزہ بازی
خلال بازی گرز بازی حال بازی یہ کہکر سات سو من کا ساطور دو دستی نقابدار پر مارا نقابدار اپنے نے ضرب ساطور
کو رد کیا اور تلوار ماری طرماسپ نے ساطور پر روکی تلوار نے ساطور کو قلم کیا طرماسپ پیچھے کا آرا ہو گیا تلوار
ساطور کو قلم کرکے جو گری پیلپایان پر طرماسپ کی بیٹھا کر ران طرماسپ کی زخمی اور گردن گینڈے کی قلم ہوئی
یہ بھی زخمی ہوا غشی طاری ہوئی لوگ طرماسپ کو اٹھا کر لیگئے نقابدار نے اور مبارز طلب کیا جب کوئی نہ نکلا
نقابدار لشکر کفار پر گرا قتل کرنا شروع کیا وہ چند آدمی جو تھے کہ تعاقب مین طرماسپ کے چلے آئے تھے شکست
کھا کر بھاگے نقابدار نے شعلہ کو پہاڑ پر سے اتار کر کہا کہ ایرج کو میرے حوالے کر اور تو چلا جا شعلۂ شب گرد نے
کہا کہ آپ لیجیے مگر اسے چھوڑیے گا نہین اور پشتارہ ایرج کا نقابدار کو دے کر روانہ ہوا چلا مشتری حصار کو
قضائے کار اتفاقات روزگار ادھر سے یہ جاتا تھا ادھر سے اسد بن کرب غازی گیروا لباس پہنے ہوئے اداس
و پریشان چلا آتا تھا شعلہ کو جو دیکھا پوچھا تو کہان سے آتا ہے اُسنے تمام احوال ایرج کے پکڑ لانے کا بیان کیا اسدنے
جو سنا کہ ایرج نقابدار کے پاس ہے اُسی وقت روانہ ہوا کہ چلکر ایرج کو اُس سے لیجے اور قتل کیجے جب قریب ہوا دیکھا
کہ بازار آراستہ ہے خیمہ استادہ ہے سیر کرتا چلا آتا ہے دروازہ بارگاہ پر پہنچا تھا کہ نقابدار نے اسد کے آنے کا حال
سنکے دروازے پر آکے استقبال کیا اسد نے سلام کیا نقابدار نے جواب سلام دیا ہاتھ پکڑ کر اندر بارگاہ کے لیگیا
بہت عزت سے کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اسباب عشرت سامنے موجود کیا اور پوچھا کہ اے فرزند یہ کیا حالت ہے تمھاری
لباس فقیرانہ کیون پہنا ہے اسد نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا اور کہا کہ اے نقابدار کیا بیان کرون شاہزادہ
نور الدہر لشکر ظفر اثر لیکر ایرج کے مقابلے کو آیا تھا ایرج نامرد نے فریب سے دیکھا کہ مین مقابلہ نور الدہر کا نہین کر سکتا
رات کو کسی کو بھیج کر سر اُس شیر بیشۂ شجاعت نہنگ دریائے مروت کا کٹوا ڈالا مین اسکے ماتم مین فقیر ہوا یہ کہکر
پھر رونے لگا نقابدار بھی خوب رویا اور کہا کہ مین نے یہ خبر سنی تھی مگر تحقیق نہ تھا اب مفصل معلوم ہوا افسوس اس

باجی نے بہت بُرا کیا یہی باتین تھیں کہ بکاول نے آکر عرض کیا کہ خاصہ تیار رہے نوش فرمائیے کہا کہ لاؤ اور اسد غازی
نے خطاب کیا کہ بیٹا ہاتھ دھوؤ کھانا کھاؤ اسد بھر آنکھوں مین آنسو بھر لایا بولا اے نقابدار مین کیا خاک کھاؤن جہان
ایسا بھائی آنکھوں کے سامنے سے اُٹھ جائے کھانا کیونکر کھایا جائے اب ہمارے کھانے کے لیے غم ہے اور پینے کو خون جگر
ہے نقابدار نے کہا سچ ہے مگر جو کچھ کھایا جائے کھا لو اسد بولا ایک شرط سے کھاتا ہون اگر آپ صورت اپنی مجھے
دکھا دین اور نام اپنا بتا دین کسواسطے کہ مجھے نانا جان کی آواز سے آپ کی آواز مشابہ معلوم ہوتی ہے نقابدار
نے کہا اچھا آپ کھانا کھائیے مین صورت دکھا دونگا اسد نے کھانا کھایا جب دسترخوان اُٹھا ہاتھ دھوئے
نقابدار نے سب کو ہٹایا نقاب مُنھ پر سے اُٹھائی اسد نے ٹھیک صورت صاحبقران کی پائی کچھ فرق نہ تھا
پوچھا کہ آپ کو صاحبقران سے کیا تعلق ہے کہا کہ مین بڑا بیٹا حمزہ صاحبقران کا ہون عمرو بن حمزہ یونانی
مجھے کہتے ہین اسد لپٹ گیا کہ ماموں جان آپ عمو ہین شاہزادہ نورالدہر کے اور یہ آفتاب پرست خونی ہے اُسنے
بھائی صاحب کو مارا ضرور اس سے عوض لیجیے اور اسی وقت بلاکر قتل کیجیے نقابدار نے حکم دیا کہ جلد ایرج کو
زندانخانے سے لاؤ چوبدار گیا ایرج کو لایا ایرج قید سخت مین گرفتار بارگاہ نقابدار مین آیا نقابدار نے کہا کہ اے
ایرج یہ کیا نامردی تو نے کی کہ نورالدہر ایسے شخص کو قتل کرایا غضب خدا کا ایرج نے جواب دیا اے نقابدار قسم ہے
مجھے اپنے دین و مذہب کی کہ مین مرتکب اس امر کا نہین ہوا جسکو مجھپر گمان ہے غلط ہے جو مجھے کہتا ہے جھوٹ کہتا ہے
بہتان لیتا ہے اسد پکارا او بزاز بچے ہمکو تو جھوٹا کہتا ہے جسوقت نورالدہر فرنگوشیہ مین قید ہوا اور تجھے خبر ہوئی
تو نے نامہ قتل نورالدہر مین لکھکر روانہ کیا دیکھ یہ نامہ تیرا مُہری موجود ہے اور جیب مین سے وہ نامہ نکالکر سامنے
ڈالدیا ایرج نے اپنی مُہر اُسپر دیکھی تو قسم کھا کر کہا کہ مین اس سے بیخبر ہون کسی نے مجھسے پوشیدہ میری مُہر کردی ہوگی
اسد نے ایک اور کاغذ نکالا کہا کہ دیکھ یہ کہ نوشتہ ہے تیرا کہ نورالدہر جب قلعہ مرصع حصار مین قید تھا تو نے فتود
کو لکھا تھا کہ مین طہماسپ کو واسطے قتل نورالدہر کے بھیجتا ہون ایرج نے کہا تو نے اقبال شاہ کو مار ڈالا
تھا اُس غصے مین مین نے یہ مضمون البتہ لکھا تھا اس سے مجھے انکار نہین ہے اسد نے کہا پھر کیون مکرتا ہے تو ہی تو
باعث قتل نورالدہر کا ہوا ہے مین تجھے زندہ نچھوڑونگا حکم دیا کہ لاؤ جلاد کو اسے قتل کرے اسی وقت جلاد آکر
موجود ہوا ایرج کو نطع پر بٹھایا اسد نے کہا ایک ہاتھ لگا کر اسکا کام تمام ہو جلاد نقابدار کے حکم کا منتظر تھا اسد
نے دیکھا کہ نقابدار کچھ تامل کرتا ہے بس برہم ہوکر خود اُٹھا اور جلاد سے کہا کہ دور ہو او مردک مین آپ اسے قتل
کرونگا اور تلوار کھینچکر چلا ایرج کو یقین ہوا کہ اب تو مارا گیا عالم یاس مین دعا مانگنے لگا اسد قریب ہوئچا تلوار علم کی
ہے چاہتا ہے کہ قتل کرے کہ پنجہ گرا اور ایرج کو اُٹھا لیگیا اسد آسمان کو دیکھتا رہگیا خنجر گھسیٹ کر چاہا کہ اپنے کو
ہلاک کرے نقابدار نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا میری جان یہ تو کیا کرتا ہے احتمال ہے کہ نورالدہر زندہ ہو اور کوئی
ساحر اُسے لیگیا ہو اور کسی شخص کو نورالدہر کی صورت بنا کر سر اُسکا کاٹ کر ڈال گیا ہو اگر وہ بفضل الٰہی
زندہ و سلامت پیدا ہوا اور اُسنے سُنا کہ اسد غم مین تیرے ہلاک ہوا وہ اپنے کو ہلاک کریگا اُسوقت باعث
اُسکے قتل کا تو ہو جائیگا دوسرے یہ کہ اپنے ہاتھ سے آپ کو ہلاک کرنا خسر الدنیا و الآخرہ ہوتا ہے تیسرے یہ کہ
خدا نخواستہ نورالدہر کے دشمن مارے گئے اور تو بھی مرگیا تو موجب خوشنودی ایرج کا ہوگا کہ دشمن میرا ہلاک ہے
اس سے بہتر یہ ہے کہ دشمن کے ہلاک کرنے کی تدبیر کرو اور یہ عین نامردی ہے کہ جب کچھ نہ بس چلا تو جان پر کھیل گئے
ایسا سمجھایا کہ اسد معقول ہوا گردن جھکالی کہا ماموں جان آپ بجا فرماتے ہین چلیے آفتاب پرستون کو قتل کیجیے نقابدار نے کہا

مین موجود ہون چلو اور وہان سے کوچ کر کے سامنے لشکر ایرج کے دامنۂ کوہ مین اُترا اسد نے ایک عرضی ہرمز تاجدار
کو اس مضمون کی لکھی کہ ایرج کو بھیجے جاتا تھا کہ قتل کرین لیکن لشکر تیغ نکلیا اب ہم اور نقابدار پوش مقابلے کو لشکر ایرج کے
آئے ہین آپ بھی مع فوج یہان تشریف لایئے مگر اتفاق کار جبر نقابدار جو القاب و اقتاب و رکنار رنگ
دشبار رنگ کوہ تخت دریا نشین کو پہونچی اور معلوم ہوا کہ یہ عمرو بن حمزۂ یونانی فرزند اکبر صاحبقران باقبال
ہین خدمت مین آ کر حاضر ہوئے ملازمت کی نذرین دین نقابدار نے انکو خلعت دیے بہت سی شفقت فرمائی یہ
چارون اپنی فوج سمیت شریک ہوئے القصہ وہ عرضی اسد کی جو ہرمز تاجدار کو پہونچی خود پڑھی مضمون سے
آگاہ ہوئے گھبرائے اختر شناس سے صلاح کی کہ تم کیا کہتے ہو گھبرائے اختر شناس نے علم نجوم مین دیکھ کر عرض
کیا کہ اے شہریار جانا اچھا نہین ہے ایرج اور نور الدہر دونون جلد پیدا ہوا چاہتے ہین آپ یہین رہیے شاہزادے
کے ساتھ چلیے گا یہ کلام گھبرائے اختر شناس کا لشکر عادی کشیدہ رو منارہ گردن سب برہم ہوئے اور کہا
کہ ای گھبرائے اختر شناس کیا کرین کہ تو مقرب شاہزادہ نور الدہر ہے اگر کوئی اور اس مقام پر ہوتا تو اسکے ٹکڑے
ٹکڑے کرتے تیری صلاح سے بارگاہ سلیمانی بھجوادی نہین تو ہم ایک ستون بارگاہ بھی کسی کو نہ دیتے اور ہم تو ضرور
جائینگے اسد کے شریک ہونگے اور آفتاب پرستون کو قتل کرینگے یہ کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے لشکر اپنا لیکر آذر کوہ کو
روانہ ہوئے ہرمز تاجدار اور گھبرائے اختر شناس نے ان سردارون کو روکا نہ جانے دیا مگر عریضے کے آنے سے
قبل شعلۂ شب گرد عیار آیا تھا اُسنے تمام حال بیان کیا تھا ہرمز تاجدار نے شعلۂ شب گرد کو تعاقب مین
کشیدہ رویون کی خبر کے واسطے روانہ کیا کہ تو جا کر دیکھ کہ کیا ہوتا ہے وہ راہی ہوا لیکن حال سنیے لشکر
آفتاب پرستان کا کہ جسوقت بہزاد و فرہاد دیلم شاطر زنگی طہماسپ بن طہماس زخمی شکست کھائے ہوئے
بحال خراب مالک بن ملکوت شاہ پاس پہونچے حال بیان کیا تھا مالک بن ملکوت شاہ نے ہرکارے خبر کو
روانہ کیے تھے اُنھون نے دو پہر کے بعد آ کر عرض کی کہ اسد ایرج کو قتل کرتا تھا کہ بجاہ ایرج کو اُٹھا کر لے گیا سب
آفتاب پرست خوش ہوئے قارن نے علم نجوم مین دیکھ کر کہا کہ ایرج جلد آئیگا گھبرانے کا مقام نہین ہے دوسرا دن تھا کہ
نقابدار اور اسد پہونچے تیسرے روز عادی کشیدہ رو منارہ گردن وغیرہ کے آنے کی خبر اسد نے شقہ نامہ مالک بن
ملکوت شاہ کو بھیجا کہ بارگاہ سلیمانی اور بہزاد و فرہاد و طہماسپ کو باندھ کر میرے پاس بھیج دو نہین تو ایک آفتاب پرست
کو زندہ نہ چھوڑونگا مالک بن ملکوت شاہ اور قارن تخت مین سوار ہو کر لندھور کے پاس آئے اور کہا کہ اسوقت مین
سوائے آپکے ہماری کفالت کرنے والا اور کوئی نہین ہے آپ دستگیری کرینگے تو بچین گے لندھور نے کہا کہ مین فقط ایرج
کی حفاظت کے واسطے ہون کہ اُسے کوئی نہ گزند ہو بچانے کے لیے مین نہین ہون کہ تمھاری طرف ہو کر اہل اسلام سے لڑون
ایک تو اسد مجھے بدنام کر رہا ہے دوسرے اب تمام خلق بھی رسوا کریگی مجھسے ہرگز توقع کفالت کی نہ رکھنا مالک بن ملکوت
نے کہا ابھی کل کا ذکر ہے کہ آپ نے اہل اسلام کی سفارش ایرج نوجوان سے کی تھی اور انھون نے آپ کے کہنے سے
خدا پرستون کو امان دی پھر اب آپ ہماری سفارش کیون نہین کرتے لندھور نے کہا جو کچھ اسد نے کہلا بھیجا ہے اُسپر
عمل کرو اسد اب تمھین مہلت نہ دیگا اور مین دخل نہین دے سکتا کس واسطے کہ اسد مجھکو بھی خون نور الدہر مین شریک
کریگا بڑا الزام تم لوگون پر قتل نور الدہر کا ہے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ مجھے قسم ہے جو ہمنے نور الدہر کو
قتل کروا دیا ہو نیر اعظم ہمین جلا دے جو ہم اس سے آگاہ بھی ہون لندھور نے کہا او مالک مین نے تم لوگون کے
واسطے اسقدر بدنامیان اُٹھائین کہ مین خوب جانتا ہون اب کسی طرح مین تمھارا شریک نہ ہونگا چاہے اسد مین

زندہ رکھے چاہے قتل کرے مین اگر تمھاری سعی کو گیا وہ دیوانہ تم مین نورالدہر کے ٹری بنا ہوا ہو میری بات
نہ مانی تو تجھے اس سے لڑنا پڑیگا تم مجھے اہل اسلام سے لڑوایا چاہتے ہو مجھسے یہ نہ ہوگا کہ مین نبیرۂ صاحبقران سے
لڑون بس جاؤ جو تمھین بن پڑے وہ کرو مالک بن ملکوت شاہ مایوس ہو کر اپنے خیمے مین آیا سبھون سے حال بیان کیا
بہزاد مرتد نے کہا ہم تو جانتے ہین کہ لندھور ہم لوگون کا دشمن جان ہو خیر نیر اعظم جو بہتر جانینگے وہ کرینگے مگر
یہان اسد نے نقابدار سے کہا کہ دو شخص لشکر ایرج مین بہت زبردست ہین ویلم شاط زنگی اور طرماسب
وہ دونون آپکے ہاتھ سے زخمی ہو چکے ہین اب جو باقی ہین آپ طبل جنگ بجوا کر انکا کام تمام کیجیے اور
کشیدہ رومنا رہ گردن بھی آیا چاہتے ہین وہ آنکلینگے تو ایک ایک آفتاب پرست کو کھا جائینگے نقابدار نے حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ زنگی پر چوب پڑی طبل جنگی بجا ہرکارے آفتاب پرستون کے جو لگے ہوئے تھے
خبر لیکر مالک بن ملکوت شاہ کی خدمت مین آئے عرض کیا کہ اسد بن کرب نے لاور نے طبل جنگ بجوایا ہو
مالک بن ملکوت شاہ بولا کہ آفتاب تابان ہمارے نگہبان ہین یہان بھی طبل جنگ بجے اسی وقت نقارہ زری
پر چوب پڑی تمام لشکر مین غلغلہ ہوا کہ طبل جنگ بجا ہو کل سامنا ہو خدا پرستون سے ہر ایک لات حرب ضرب
درست کرنے لگا آپسمین بغلگیر ہونے لگا ایک ایک سے خطا معاف کرانے لگا کہ بھی کل نہین معلوم کون زندہ
رہے کون مارا جائے القصہ رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو معرکہ کارزار مین صف آرا
ہوئے نقیب نہیب ہوئے کر نکلگئے اُس وقت ارکان مردم در کہ سرداران لاہوت شاہ سے تھا
اجازت لیکر میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھلایا جب خوب عرق عرق ہوا گینڈا بھی عرق کرلایا روک کر
گینڈے کو ٹھہرا ہوا رخ کیا طرف لشکر اسلام کے اور نعرہ کیا کہ اے لشکر خدا پرستان جسے تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
اسد غازی نے غیظ و غضب مین آکر نعرہ کیا کہ او نالائق آیا مین اور نقابدار سے اجازت چاہی نقابدار نے
کہا کہ بیٹا تم کیون جاتے ہو مین جاتا ہون اور اسے مارتا ہون اسد پکارا اب تو مین قصد کر چکا آپ بیٹھے تماشا
کیا کرتا ہون نقابدار نے فرمایا کہ پروردگار کے سپرد کیا اسد مرکب کو بڑھا کر سامنے ارکان مردم در کے آیا
بعد از تگاورزی ارکان نے نیزہ مارا اسد نے اسکا نیزہ پر روک کر چند طعن مین ہوائی کیا کہ روز روشن نظرون
مین اسکی شب تار ہوگیا جھپٹ کر وار تلوار کا کیا اسد نے تیغ اسکی رد کرکے جو بغیظ و غضب ایک ہاتھ مارا تلوار یا تو
سر پر چلی تھی یا زیر ناف جا کر زمین کو بوسہ دیا مع کرگدن چار ٹکڑے ہوئے اسد نے پھر مبارز طلب کیا اور ایک
سردار لاہوت شاہ کا کہ نام اسکا حدید تیغ زن تھا مقابلہ کو نکلا تلوار اسد پر ماری اسد نے وار اسکا رد کرکے جو
ایک ہاتھ تلوار کا کمرگاہ پر مارا دو ٹکڑے ہوئے اور ایک سردار نکلا آتے ہی برس پڑا اسد نے وار اسکے رد کیے جب
تھک کر ذرا ٹھہرا اسد نے جھپٹ کر جو تلوار ماری ضیبو کھلگیا غرض اسی طرح شام تک سترہ سردار لاہوت شاہ کے
اسد کے ہاتھ سے بدرک اسفل پہنچے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی آرامگاہ کو پھر گئے مالک بن ملکوت شاہ
نہایت اداس کمال پریشان تھا کہ دیکھیے اس دیوانے کے ہاتھ سے کیونکر جان بچتی ہو ادھر نقابدار اسد کو ساتھ لیے
ہوئے داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم بدلکر بزم مین بیٹھا اسد سے کہا اے فرزند تم خوب لڑے خوب سرداران باخبر کو
قتل کیا تاج تحسین لوگ کر رہے شور کرتے ہین اسد نے کہا کہ ماموجان مین کسی سے یا کمی کا نہین کہتا ہون ویونہی تو
مین نے مارے اور زیر کیے مین البتہ اس آفتاب پرست ایرج سے کہ یہ حرام کے لقمے کھا کھا کر مسٹنڈا ہوا ہو اور لندھور صاحبقران نج
اتنا صاحبقرانی دے کر اسے اور ون پر چڑھا دیا ہو مین عہدہ برآ نہین ہوتا نقابدار نے کہا کہ واقعی تم ایسے ہی ہو

اور بڑے بہادر ہو مگر اب تم بیٹھو ہمین ان آفتاب پرستون سے سامنا کرنے دو کہ ہم بھی بخار اپنے دل کا نکالین اسد نے
نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ماموجان جیسا مزاج مین آئے مین بھلا منع کرسکتا ہون مگر آپ کا سن لڑنے کا نہین ہے اس سے
مین چاہتا تھا کہ آپ کو تکلیف نہ ہو نقابدار نے کہا کہ بیٹا یہ لڑائی کفر و اسلام کی ہے جہانتک ہوسکے آدمی اپنے کو اسمین
صرف کرے اگر مارا گیا شہید ہوا اگر انکو قتل کیا سعید ہوا اور بیٹا ہماری تمام عمر اسمین صرف ہوئی ہم جو تمہاری مدد کو
آئے ہین تمجہو ہی تو معلوم ہو کہ کوئی ہماری مدد کو آیا تھا اسد بولا اگر حضور کی یہی مرضی ہے تو بہتر آپ ہی سامنا کیجیے
بس نقابدار نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسی وقت کوس زرینی کو ازغن مین آیا یہ خبر مالک بن ملکوت شاہ کو پہونچی
اسنے بھی طبل جنگ بجوایا پھر چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا ہوے دشت نبرد ہوئے نقابدار
نے مرکب اپنا چمکایا میدان مین آیا مبارز طلب کیا حیات بن لاہوت مشت زن مقابلے کو آیا بعد از گفتگو اسنے
نیزہ مارا نقابدار نے سنان کو سنان پر لیا دو ایک طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا حیات نے تلوار ماری نقابدار نے
وار اسکا ملئت شمشیر پر روکا اور ایسی ضرب کی کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوے ممات بن لاہوت مشت زن بھائی
اسکا مقابلے کو آیا کئی تلوارین نقابدار پر مارین نقابدار نے وار اسکے رد کرکے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا اسکے بھی دو ٹکڑے
ہوگئے الحاصل اس روز اٹھارہ سردار نقابدار نے قتل کیے اور دس آدمیون کو زخمی کیا شام کو دونون لشکر پھر گئے
اسد نے پھر طبل جنگ بجوایا ادھر آفتاب پرستون مین بھی نقارہ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد
آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نسیب پکار چلے گئے اسد نے نقابدار سے کہا کہ آج ماموجان میری باری ہے نقابدار
نے کہا اچھا بھئی جاؤ خدا کے سپرد کیا اسد رہوار کو چمکا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا ارکان مقابل ہوا بعد از تکاور زنی
و نیزہ بازی ضرب تیغ اسد سے زخمی ہوا انیلم و فیلم زنگی مقابلے کو آئے دونون نے زخم کھائے شام تک پندرہ سردار
زخمی ہوئے دو تین جان سے مارے گئے پھر میدانداری ہوئی نقابدار نے نکلکر بہت سے سردار مارے اور زخمی کیے قصہ
مختصر چند میدانداریون مین پہلوانان آفتاب پرستان و زہرہ پرستان زخمی ہوئے اور مارے گئے اب کوئی ایسا
نہین رہا کہ مقابلہ کرسکے اسد کا مالک بن ملکوت شاہ رونے لگا طرماس نے کہا کہ مین اگر زخمی نہ ہوتا تو لڑتا
انکو بھی ذرا مزہ لڑنے کا معلوم ہوتا زخم کاری نے مجھے ناچار کردیا ہے یہی باتین تھین کہ خالد عیار مشتری حصار
سے آیا سلام کیا استفسار کیا کہ کہان سے آتا ہے جواب دیا مشتری حصار سے پوچھا کہ لشکر ہرمز تاجدار کی کیا
خبر ہے خالد بولا کہ کیا عرض کرون قیامت آیا چاہتی ہے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کیسی قیامت یہان تو
یہ حشر برپا ہے کہ ایرج نوجوان کی خبر نہین کہ کہان ہے اسد نے تمام سردارون کو مارڈالا زخمی کیا تو ایک خبر
سناتا ہے کہ تو سنی کیا ہے اسنے کہا اسد نے نامہ ہرمز تاجدار کی طلب مین لکھا تھا وہ گھبرائے اختر شناس سے
سے نہین آئے مگر عادی کشیدہ رومنارہ گردون بہت سے سردار تورالدہر کے آگئے ہین اور جب سے چلے ہین آج
تیسرا دن ہے کہ کچھ نہین کھایا کہتے ہین کہ ہم اپنا پیٹ آفتاب پرستون کے گوشت سے بھرینگے اور قریب آپہونچے ہین یہ
سنا مالک بن ملکوت شاہ اور آفتاب پرستون نے سنا بدنون مین رعشہ پڑگیا پیشاب خطا ہوگیا یقین مرگ ہوا صلاح
ہونے لگی کہ اب کیا کیجیے کیونکر جان بچے فارن قمر بین نے کہا کہ شہر عنقلی آباد نزدیک ہے سام بن عوجان
وہان کا مالک ہے وہان چلے چلیے سب کو یہ صلاح پسند آئی کہ حقیقت مین وہ مقام امن ہے وہین چلنا بہتر ہے سب
آفتاب پرست رات کو بھاگ کر عنقلی آباد کو چلے ہرکارون نے خبر اسد بن کرب دلاور کو دی کہ رات کو آفتاب پرست
بھاگ کر عنقلی آباد کو روانہ ہوے اسد نے کہا مین انہین کب زندہ چھوڑتا ہون یہ سب قاتل بھائی صاحب کے ہین انکو

دیکھکر میری آنکھون مین خون اُترتا ہی اُسی وقت مع رفقا سوار ہوا نقابدار نے ہرچند کہا کہ ہم بھی چلتے ہین کیون
اسقدر جلدی کرتے ہو یہ جاینگے کہان جواب دیا کہ ماموجان آپ تشریف لیجائیے گا مجھے اُنکی خدمتگزاری کو جانے دیجیے کہ
عنظلی آباد تک پہونچا تو آؤن یہ کہکر راہی ہوا بعد اُسکے نقابدار بھی جلدی سے تیاری کرکے چل کھڑا ہوا لشکر
مالک بن ملکوت شاہ کا کوئی پانچ سات کوس آیا ہوگا کہ بوق کی آواز بلند ہوئی سبھون کے دم نکل گئے اور
اسد روز خون آکر گرا لگا قتل کرنے مالک بن ملکوت شاہ پکارتا تھا ایہا الناس ہی کوئی تم مین ایسا کہ جو
دیوانے کو روکے کہ ہم عنظلی آباد تک پہونچ جائین کسی نے جواب نہ دیا اسد نے دوپہر تک آفتاب پرستون کو قتل کیا
بعد اُسکے آکر صحرا مین گھوڑون کو دانہ گھاس دیا آپ بھی کچھ کھایا سب رفقا کو بھی کھلایا دو پہر رات گئے پھر مسلح و مکمل ہوکر
لشکر ایرج پر چلا یہ آفتاب پرست بھاگا بھاگ چلے جاتے ہین لاشین تک اپنے کشتون کی نہین اُٹھاتے ہین بڑی رات بیتے
کوہستان مین آکر اُترے ہین کچھ کھا پکا کر چاہتے ہین کہ دم لین جو پھر بوق کی آواز بلند ہوئی غل ہوا کہ دیوانہ آیا
مالک بن ملکوت شاہ کی جان پر بنگئی اسد جو آکر گرا لگا قتل کرنے مثل شیر کے چلا آتا ہی کہ منھ پر اُسکے کوئی نہین
چڑھتا لاش پر لاش گرادی جب صبح ہوتے نکلگیا القصہ آذرکوہ سے تا شہر عنظلی آباد تین لاکھ آفتاب پرست
قتل کیے اور ہزار ہزار سر کا ایک ایک مینار بنوایا ادھر مالک بن ملکوت شاہ بھاگا بھاگ داخل شہر عنظلی آباد
ہوا سام بن عوجان استقبال کرکے لیگیا دروازہ شہر کا بند کرالیا پل تختہ اُٹھوا دیا خندق پر آب کرادی
گولنداز توپون پر مستعد ہوکر بیٹھے دوسرے دن نقابدار اور اسد سامنے قلعہ کے مع فوج پہونچے قلعہ کا محاصرہ
کرلیا رسد بند کردی نقابدار آکر بارگاہ مین بیٹھا اسد نے کہا کہ ماموجان یہ کافر جاکر مکان امن مین بیٹھے ہین
اب کیا ہوگا نقابدار نے کہا ای فرزند مین اُنکو کب چین لینے دونگا اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے نقارہ رزمی پر چوب
پڑی آواز نقارے کی گرجی خبر مالک بن ملکوت شاہ کو ہوئی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے رات بھر
ایک غلغلہ طرفین مین رہا صبح کو نقابدار سوار ہوکر سامنے قلعہ کے آیا تمام لشکر ہمراہ تھا اسد بن کرب لاور
مع اپنے رفقا کے ساتھ ساتھ تھا ادھر مالک بن ملکوت شاہ فصیل بلند دروازے پر آکے بیٹھا تمام سردار گردو اطراف
مین جمع ہوئے اسد نے کہا ماموجان مین جاکر قلعہ کو لیتا ہون آپ تماشا دیکھیے کہا ای فرزند اگر کچھ چشم زخم تجھے
پہونچا تو مین روسیاہ ہونگا سامنے صاحبقران کے مین جاکر اس قلعہ کو مسخر کیے لیتا ہون یہ کہکر گرز گران ہاتھ مین
لیکر قلعہ کی طرف چلا جب زد پر پہونچا ادھر سے گولا لگا پڑنے نقابدار گولون کو رد کرتا ہوا لب خندق پہونچا
ادھر گولندازون نے ہفت فلیتے داغ کر جو ہاتھ رکھا دیکھا نقابدار برلب خندق کھڑا ہوا ہی قلعہ مین کھلبلی مچی
مالک بن ملکوت شاہ ہاتھ باندھ کر سامنے آیا عرض کیا ای نقابدار عالیمقدار ہم آپ کے مطیع ہین ہرگز جنگ
نہ کرینگے ایک پندرہ روز کی ہمین مہلت دیجیے نقابدار نے کہا کہ اسکا اختیار اسد بن کرب غازی کو ہی مین پھر جاتا
ہون جو اسد کہے اُسپر عمل کرنا مالک بن ملکوت شاہ نے کہا اگر آپ بھی فرمائینگے تو وہ مان جائیگا نقابدار
بولا کیا مضائقہ ہی مین سمجھا دونگا یہ کہکر نقابدار پھر آیا اسد نے کہا ماموجان آپ نے قلعہ لیا ہوا کیون چھوڑ دیا
کہا کہ بیچ وہ لوگ عجز کرنے لگے مجھکو رحم آگیا وہ کچھ دنون کی مہلت مانگتے ہین اسد نے کہا کہ ماموجان
وہ ایک مکار ہین اور خونی ہین نقابدار نے کہا کہ بچی مین نے ابھی زبان نہین دی تمھارے اوپر منحصر کیا ہی
اور ای فرزند اول تو وہ قسم کھاتے ہین کہ ہم نورالدہر کے قتل سے آگاہ نہین اور ایرج بھی انکار کرتا تھا
اور صاحبقران کا بھی یہی دستور تھا کہ جسنے عاجزی کی اُسپر رحم آجاتا تھا یہی باتین کرتے ہوئے خیمے مین آئے

اور ادھر مالک بن ملکوت شاہ نے قارن قمر جبین سے کہا دیکھیے دیوانہ مہلت دیتا ہو یا نہین قارن قمر جبین نے کہا کہ مین علم نجوم مین دیکھ چکا ہون کہ پندرہ روز مین ایرج آجائیگا جس طرح اسد مہلت دے دیجیے جو وہ کہے قبول کیجیے مالک نے اختر صبا رفتار کو نقابدار کے پاس بھیجا وہ جب نقابدار کے سامنے پہونچا سلام کیا ہاتھ باندھکر اسد سے کہا کہ مالک بن ملکوت شاہ نے آپ کی خدمت مین بھیجا ہو اور دو ہفتے کی مہلت طلب کی ہو اسد نے کہا اچھا مین مہلت دیتا ہون لیکن ایک شرط ہے کہ بعد پندرہ روز کے طہماسپ و بہزاد و لاہوت شاہ ان سب کو باندھکر میرے پاس بھیجدے اختر صبا نے عرض کیا بہت خوب ایسا ہی ہوگا اسد نے کہا نوشتہ مالک بن ملکوت کا مہری مجھے لادے عرض کیا گیا اور لایا عہد و پیمان کی نوبت غرضکہ اختر صبا گیا دوسرے دن نوشتہ مہر کیا ہوا اسد کو لا دیا اسد نے وہ نوشتہ اپنے پاس رکھا اور عیش و عشرت مین مصروف ہوا

اب چند کلمے داستان خورشید ستارہ پرست کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت نقابدار قلتورہ پوش جو اسے اسیر کرکے لیگیا تھا ایک مقام پر آکے مقیم ہوا خورشید کو خیمے مین اتارا اور آپ کہین چلا گیا خورشید نے دیکھا کہ خیمہ بہت پر تکلف ہو فرش نہایت مکلف کیا ہوا ہو جھاڑ کنول لگے ہوئے ہین مسند بچھی ہوئی ہو کنیزین خدمت مین موجود ہین خورشید نہایت پریشان ہوا کہ مجکو دعوی صاحبقرانی کا تھا ایک نقابدار کے ہاتھون گرفتار ہوگیا پھر اپنے دل مین کہا کہ ای خورشید یہ نقابدار جادوگر معلوم ہوتا ہو کہ بزور سحر تجھے پکڑ لایا کسواسطے کہ تو دو دو دن ایرج اور نور الدہر سے لڑا کیا انہین سے تجھپر کوئی غالب نہوا یہ بیشک ساحر ہو جو تجھکو اتنا جلد زیر کر لیا یہی باتین دل سے کر رہا تھا کہ پردہ اٹھا اور ایک نازنین مہر جبین باہر آئی شعر

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن	جوانی کی راتین مرادون کے دن		عین شباب حسن وخوبی مین لا جواب اشعار	
جبین مطلع صبح ایجاد حسن	بھوین دست و بازو بجلا و حسن		مژہ یا کہ جور و جفا کا خدنگ	نگہ برق شمشیر الماس رنگ
قیامت نہان گوشہ چشم مین	اجل کا مکان گوشہ چشم مین		بلائے جہان نرگس شوخ و شنگ	قیامت کی آمد کچھون جیسی چال
ہنسے رعد پر قہقہے کا خروش	تبسم سے اڑ جائین بجلی کے ہوش		دہ غبغب مین اک موج آب زلال	دکھاتی تھی اک جا یہ بدر و ہلال
بس یہ دیکھتے ہی شعر	ہمدم دل نے دی اشتیاق اشتیاق		کہا صبر نے الفراق الفراق	خورشید بہزار جان عاشق

و شیدا مائل و مبتلا ہوگیا اور وہ نازنین آکر مسند پر بیٹھ گئی مگر خورشید چہرے کو اسکے دیکھ رہا ہو حیران کہ یہ کون ہو نہین معلوم اس نقابدار قلتورہ پوش کا ناموس ہو یا کوئی اور نازنین ہو پھر اپنے دل مین سوچا کہ ای خورشید کوئی اپنا ناموس غیر کے سامنے نہین کر دیتا ہو یہ خدا جانے کیا ماجرا ہو کہ اس عرصے مین اس نازنین نے خورشید سے پوچھا کہ تم حیران و پریشان کیون ہو خورشید نے کہا کہ مجھے دعوی صاحبقرانی کا تھا اب ساری صاحبقرانی میری خاک مین ملگئی کہ نقابدار نے مجھے دوپہر کی کشتی مین زیر کیا اسقدر ذلیل ہوا کہ موت مانگتا ہون اس سے مرجانا کوا اچھا تھا یہ ذلت تو مجھے نہ ہوتی اس نازنین نے کہا ای خورشید تم آزردہ نہ ہو کہ ہم نقابدارون پر حمزہ صاحبقران کبھی غالب نہ ہوئے ہمیشہ عاجز رہے اور وہ نقابدار مین ہون اور نقابدار میرے ساتھی ہین ایک نقابدار شجرفی پوش کہ اسے نقابدار گشتہ فیل سوار کہتے ہین کہ جہان اسکی صورت کسی نے دیکھی ہنستے ہنستے بیہوش ہو جاتا ہو دوسرا نقابدار سیہ پوش گریان کہ اسکی صورت دیکھکر آدمی روتے روتے مدہوش ہو جاتا ہو تیسرا نقابدار زرد پوش مقرعہ زن کہ جہان اسنے حریف کو کوڑا مارا حریف غش کھا کر گر پڑا چوتھا نقابدار ترسیان فیل سوار ہو کہ اثنائے جنگ مین اسکا یہ خاصہ ہو کہ ہر دم قد بڑھتا جاتا ہو حریف کسی طرح اسپر غالب نہین ہوتا مین ان سبکی افسر ہون وہ

میرے فرمانبردار ہین نہ مجھپر کوئی غالب آیا نہ اُن چارون نقابدارون پر کسی کو آج تک غلبہ ہوا حمزہ صاحبقران بھی ہمیشہ ہم پانچون نقابدارون سے عاجز رہے اور میرے وہ فنتو رہے اور پاتابے سحر کے بنے ہوے ہین اور دہ طلسم بند ہین کہ مجھپر کوئی غالب نہین ہو سکتا اور چارون نقابدارون کا اسباب درست کیا ہوا ساحر مشمش کا ہے تمام دنیا کے جادوگر جسکو بخدائی مانتے ہین اور سجدہ کرتے ہین اور ایک شخص فرعون شاہ مردود روسیاہ گروہ اسی حرمشمش کے بھروسے پر دعوی خدائی کا کرتا ہی اور اُسکا وزیر منوہر ہی مین اُسی کی بیٹی ہون اور بیٹیا ہو فرعون شاہ کا روشن تاجدار مین اُسکی ہمشیرہ ہون بلکہ فرعون خود مجھپر عاشق ہی اسی سبب سے آج تک شادی میری نہین ہوئی نام میرا ملکہ ناہید قمر طلعت ہی عمرو نے مجھکو مسلمان کیا ہی اور مین نے اُسکو اپنا بھائی بنایا ہی تجھکو عاشق ہوکر اُٹھا لائی ہون اگر تو دین اسلام قبول کر تو مین تجھے چھوڑ دون اور ایسی شرط دون کہ تو بہت خوش ہو خورشید بولا کہ اے ملکہ مین خود تمپر عاشق ہوا ہون جو کچھ تم کہو بسر وچشم منظور ہی مگر دین اسلام تو جناب حمزہ صاحبقران سے زور آزمائی نہ کرلونگا قبول نہ کرونگا ملکہ ناہید بولی کہ خیر اگر ابھی اسلام نہین لاتے ہو تو بھی مگر ایرج کے طرفدار ہو کر غداریستون سے نہ لڑو اور دوسری شرط یہ کہ سواے میرے دوسری عورت نہ کرنا خورشید نے کہا مجھکو یہ سب شرطین قبول ہین اور مین تو ہمیشہ سے خداپرستون کا عاشق تھا اسد نے میرے ساتھ ایک ایسا امر نالائق کیا کہ مین اُس سے بیزار ہوگیا ملکہ نے کہا خیر جو ہوا وہ ہوا گذشتہ را صلوت اب تم اُس سے عداوت نہ کرو کہ عمرو کے باعث سے اسد میرا بھائی ہوتا ہی خورشید نے کہا کہ اب مین کبھی دشمنی نہ کرونگا اور سوا تمھارے کسی عورت کی طرف نگاہ نہ ڈالونگا ملکہ یہ سنکر خوش ہوئی اور انگوٹھی اپنی اُنگلی سے اُتار کر خورشید کو دی خورشید نے دیکھا کہ اُس انگوٹھی مین دو نگ ہین ایک مین آفتاب کی چمک دوسری مین مہتاب کی چمک ہی پوچھا کہ اس انگوٹھی مین وصف کیا ہی ناہید بولی کہ نام اسکا انگشتر چہرہ نما ہی وصف اسمین یہ ہی کہ جب کوئی ساحر سحر کرے اس انگوٹھی کو اُسکے سامنے کرنا سحر اُسکا دور ہو جائیگا مطلق تاثیر نہ کریگا بعد اُسکے ایک تیغہ روہین چکاچوند دکھایا کہ اگر روئین تن آہنی بدن پر پڑے تو اُسکے دو ٹکڑے ہو جائین اور ایک مرکب دیکر کہا کہ نام اسکا اسپ باد خور ہی یہ کھاتا ہی نہ پیتا ہی بغیر پر پرواز کے اُڑتا ہی خورشید یہ تینون چیزین لیکر بہت خوش ہوا تین دن ملکہ ناہید پاس صحبت آرا رہا اور وعدہ ہوا کہ بعد استیصال فرعون شاہ ہمارے تمھارے بالمشافہ ملاقات ہوگی القصہ چوتھے روز خورشید ستارہ پرست ملکہ ناہید سے رخصت ہو کر شہر اختریہ کو روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان غضنفر بن اسد کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب غضنفر اسد سے رخصت ہو کر قید ایرج سے چھوٹ کر آیا ایک دامنہ کوہ مین اسکے رفقا سے ملاقات ہوئی انھین ساتھ لیکر سنجان مین گیا سعد وسعید جرگہ نشین سے ملاقات ہوئی اُن دونون نے ملازمت اسکی حاصل کی چند روز اسی جگہ گذرے تھے کہ خبر ہو گئی ایرج نے سر نورالدہر کا عالم خواب مین کٹوا ڈالا اور ایرج کو بچا اُٹھا کے لیگیا اب بالفعل نقابدار سبز پوش اسد کا شریک ہی اور اسد نے آفتاب پرستون کو مار کر تین سو کلہ منار بنوائے ہین اور سب آفتاب پرست شہر غلطی آباد مین قلعہ بند ہین غضنفر نے سعد وسعید سے کہا کہ غضب ہوا شاہزادہ نورالدہر مارا گیا غم مین نورالدہر کے بابا جان کی خدا جانے کیا حالت ہوگی مین تو بابا جان کے پاس جاؤنگا سعد وسعید نے کہا ہم آپ کے ساتھ ہین جہان چاہیے چلیے اُسیوقت غضنفر آذر کوہ کو روانہ ہوا کوچ کرکے برابر لیسہ سرا کے پہونچا کہ دیکھا گرد وغبار تا فلک بلند ہوا اور ایک مرد پیر بہت ضعیف چار ہزار آدمی سلح وکمل اسکے ساتھ زنانی سواری بیچ مین ایک طرف کو چلا جاتا ہی غضنفر گھوڑے کو اُڑا کر قریب آیا اور اُس مرد ضعیف سے

پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ ناموس کسکا ہی جو تم لیے جاتے ہو اور یہ لوگ زرہ پوش کیسلیے ہین اُس پیر مردنے ایک
جوان ماہ طلعت مہر صورت کو جو دیکھا کہ آثار سروری و سالاری چہرے پر ہویدا ہین جھککر غضنفر کو سلام کیا اور
کہا ای شہریار امیدوار ہون کہ پہلے آپکے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ ہون بعد اُسکے اپنا حال گذارش کرون
غضنفر کے ساتھ جو لوگ تھے اُنھون نے کہا کہ ای عزیز یہ حمزہ صاحبقران کے نواسے کا بیٹا ہی غضنفر بن اسد نام ہی وہ
مرد پیر یہ سنتے ہی قدمون پر غضنفر کے گر پڑا کہا کہ ہزار جانین میری فدا ہون آپ پر میرا نام سلیم اختر شمار ہی مین
وزیر ہون عنادل شاہ کا عنادل شاہ بادشاہ ہی لیسہ سرا کا وہ بھی مرد مسلمان ہی اور مین بھی دین اسلام رکھتا ہون
جس وقت لاہوت شاہ ایرج پاس چلا ہی اُسنے نامہ شہاب بن فولاد اژدر گیر کو لکھا تھا کہ تو جاکر عنادل شاہ کو
اپنے ساتھ لیکر میرے پاس آ اور اگر وہ نہ آئے اور سرکشی کرے تو اُسے مار کر لیسہ سرا کو اپنے قبضے مین لا شہاب بن
فولاد اژدر گیر جب لیسہ سرا مین پہونچا عنادل شاہ نے مجھسے کہا کہ ای سلیم مین مرد مسلمان ہون مجھسے دین لقا پرستی
نہ قبول کیا جائیگا مین لڑونگا جب دیکھونگا میدان لڑائی مین اُسپر غالب ہوگا تو قلعہ بند ہوکر لڑونگا اور اگر قلعہ بھی
اُسنے لے لیا تو اپنی جان دونگا تو ناموس میرا لیکر قلعہ مینار حصار مین چلا جا اسلیے کہ اگر مارا جاؤن تو ناموس میرا
برباد نہ ہو مین نے عنادل شاہ سے کہا کہ آپ ایک عرضی حمزہ صاحبقران کو لکھیے اُسنے کہا کہ وہ ظلمات کو لقا کے
تعاقب مین گئے ہوئے ہین یہان لندھور کو چھوڑ گئے ہین وہ ایرج کے عشق مین دیوانہ ہی نور الدہر بھی
ظلمات سے آیا تھا اُسے ایرج نے قتل کروا ڈالا مین کسے عرضی لکھون اگر زندگی ہی تو بچونگا نہین مارا جاؤنگا تو ناموس
کو لیجا ای پیر و مرشد یہ ناموس عنادل شاہ کا ہی مین قلعہ مینار حصار کو لیے جاتا ہون غضنفر نے یہحال سنکر سعد و سعید
سے کہا کہ مدد کرنا عنادل شاہ کی ایسے وقت مین ضرور ہی سعد و سعید نے عرض کیا کہ ہم آپکے ساتھ ہین غضنفر نے سلیم
خطاب کیا کہ تم میرے ساتھ چلو ناموس کو یہین چھوڑ دو وہ بولا کہ بہت خوب مین ہمراہ رکاب ہون بس غضنفر وہان سے
لیسہ سرا کو روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ عنادل شاہ شہاب بن فولاد اژدر گیر سے لڑکر زخمی ہوکر قلعہ بند ہوا ہی
اور شہاب بن فولاد یورش کرکے گولون کو روکتا ہوا لب خندق آ پہونچا ہی عنادل شاہ دعا مین مانگتا ہی کہ ای
دادرس وای فریادرس اس وقت بیکسی مین سوا تیرے کون حامی ہی بھیج کسی ایسے زبردست بندے کو کہ اس ظالم کو قتل
کرے اور مجھے اسکے شر سے بچائے ہنوز دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ دامنۂ صحرا سے گرد اُڑی اور غضنفر بن اسد پہونچا
شہاب بن فولاد اژدر گیر کو لب خندق دیکھکر نعرہ کیا او نالائق آیا مین قلعہ پر کہان جاتا ہی شہاب نے جو نعرے کی
آواز سنی قلعہ کی طرف سے پھرا اور پکارا کہ او اجل رسیدہ کہان تو آیا کہ جب مین لب خندق پہونچ چکا محنت میری تو نے برباد
کی خیر پہلے تجھی کو قتل کرلون تو پھر قلعہ والون کا کام تمام کرون ادھر سے غضنفر مانند شیر خشمناک کے آیا ادھر سے شہاب نے
مرکب کو بڑھایا باہم مقابلہ ہوا بعد ازان نگاہ دونون کی ایک کی دوسرے پر پڑی غضنفر نے دیکھا کہ شہاب بن فولاد جوان
خوبصورت ہی ابھی مثل بائیس برس کا سن ہی نقشہ درست ہاتھ پاؤن سڈول دل مین اپنے کہا کہ اگر یہ دین اسلام قبول
کرے تو قابل اسکے ہی کہ رفاقت مین رکھیے ادھر شہاب بن فولاد نے غضنفر کو دیکھا کہ ایک چاند کا ٹکڑا ہی چودہ
برس کا سن تاج کج سر پر رکھے ہوئے بھورے بھورے بال تاج سے باہر نکلے ہوئے گریبان مانند صبح صادق کے چاک زدہ
آستین چڑھی ہوئی جرأت شجاعت چہرے پر برستی ہوئی بس دیکھتے ہی ایک محبت پیدا ہوئی غضنفر سے کہا کہ ای شہریار آپ
کون ہین کہا کہ مین بیٹا ہون اسد دلاور کا نام میرا غضنفر ہی شہاب بن فولاد اژدر گیر نے کہا کہ آپ دین لقا کا
اختیار کیجیے تو باہم صلح ہو جائے غضنفر بولا ای شہاب بن فولاد لقا قابل خدائی نہین ہی اور بدست لقا کی نوح کی

بعد اسکے چند کلمے وحدانیت الٰہی مین بیان کیے کہ زنگ کفر دل آئینہ تمثال سے شہاب بن فولاد کے دور ہوگیا شہاب
پکارا اے شہریار معلوم ہوا کہ دین آپ کا برحق ہے اور اُتر کر گنبد سے غضنفر کے قدمون کو بوسہ دیا اور کہا کہ لعنت کی مین نے
لقا پر اور دین آپ کا مین نے بدل و جان قبول کیا بس یہ تماشا جو عناد دل شاہ نے دیکھا دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور باہر آیا
ملازمت شاہزادے کی حاصل کی شہاب بن فولاد سے بغلگیر ہوا غضنفر قلعہ مین داخل ہوا عناد دل شاہ نے سامان دعوت
مہیا کیا شہاب بن فولاد نے اپنے تمام لشکر کو مسلمان کیا عناد دل شاہ نے اپنے ناموس کو مُلوایا ایک روز غضنفر شکار
کو نکلا شہاب بن فولاد بھی ہمراہ تھا کیطرے تو پرندون کا شکار کیا پھر چرندون کی جانب مخاطب ہوا ایک ہرن کے
پیچھے گھوڑا ڈالا چلا اُسکے تعاقب مین وہ ہرن جاتے جاتے ایک دشت پرفضا مین پہونچا اور درختون کی آڑ مین ہو کر غائب
ہوگیا غضنفر ہرن کو تلاش کرتا ہوا چلا دیکھا کہ گلہاے رنگا رنگ پھولے ہوئے ہین ہواے سرد چلی آتی ہے خوشبو سے
پھولون کی دماغ معطر ہوا جاتا ہے غضنفر ہرن کو ڈھونڈھتا چلا آتا ہے کہ آواز طبلے سارنگی کی کان مین آئی زورا سارنگی کا
کھینچ رہا ہے پائین کی گمک سمان کو ہیچ رہی ہے گھونگرے کی جھنکار بلند ہو گئے بڑھکر جو دیکھا تو ایک چبوترہ بلور کا ہے اُسپر فرش زر کا
ہے نازنینان مہ جبین حسینان مہر تمکین وہان موجود ہین ناچ ہو رہا ہے غضنفر نے اپنے دل مین کہا کہ نہین معلوم یہ کون ہین
جاہتا تھا کہ اُدھر سے پھر کر اور طرف کو جائے کہ آواز پیدا ہوئی آئیے ہرن آپ کا یہان موجود ہے غضنفر اُس صحبت مین آیا
دیکھا کہ ایک نازنین نہایت خوبصورت حسین بیٹھی ہے تگرتیکا سیندور کا ماتھے پر دیا ہوا ہے سمجھا کہ یہ جادوگرنی ہے بس پھرا
وہان سے کہ اسکے پاس نہ جانا چاہیے وہ پکاری کہ اے عزیز مین تجھکو ہرن بنکر لائی ہون میرا دل تجھپر آگیا ہے تو جاتا کہان
ہے غضنفر بولا او مردار ہمارے یہان جادوگر سے صحبت نہین ہوتے یہ کہکر چلا تھا کہ وہ نازنین قریب آگئی بولی اے عزیز مین
ساحران عنظلی آباد مین سے ہون حمزہ نے تمام ساحران عنظلی آباد کو مارا مین بھاگ کر یہان آرہی ہون جو خدا تیرے
ادھر سے گذرا مین نے اُسے قتل کیا نام میرا مرجانا جادو ہے لیکن ازبسکہ تجھپر دل میرا آگیا ہے اس سبب سے تجھکو کچھ دکھ نہ
دے آ اب میرے گلے مین ہاتھ ڈالدے یہ کہکر دونون ہاتھ پھیلا کر غضنفر کی طرف دوڑی جب قریب آئی غضنفر نے
ایک ہاتھ تلوار کا مارا یہ لگا تہ روئین تن آہنی بدن تھی تلوار اسپر سے اُچٹگئی بس اُسنے سحر کرکے غضنفر کو پکڑ لیا اور
اسیر سحر کرکے سامنے بٹھایا منت سماجت کرنے لگی کہ مجھے قبول کر مطلب دلی میرا برلا مین تجھے بادشاہ ہفت اقلیم
کردونگی غضنفر نے کہا کہ مین تجھپر تھوکتا بھی نہین اُسنے کہا کہ مین تجھے مارڈالونگی غضنفر بولا تیرا جو جی چاہے وہ کر مین
تیرے اختیار مین ہون اُسنے کہا خیر ابھی تو نہین تجھے قتل کرتی ہون شاید دو ایک دن مین تو سمجھ جائے یہ کہکر غضنفر کو
اُسی چبوترے پر بٹھایا اور کچھ رائی سرسون کے دانے پڑھکر گرد اُس چبوترے کے مارے کہ ایک سد سحر قائم ہوگئی
کہ جو کوئی اُسکے قریب آئے وہ بھی گرفتار سحر ہو جائے اور ظاہرا کچھ نہ معلوم ہوتا تھا بس وہ ساحرہ انتظام کرکے
وہان سے چلی آئی مگر غضنفر نے اب اپنے ہاتھ پاؤن مین حرکت کرنے کی بھی طاقت نہ پائی اسی چبوترے پر بیٹھا رہگیا
قضاے کار شہاب بن فولاد غضنفر کو ڈھونڈھتا ہوا وہین پہونچا غضنفر کو بیٹھے ہوئے دیکھا دوڑا کہ آقا مین
تو آپکو چہار طرف ڈھونڈھتا پھرتا ہون آپ یہان کہان بیٹھے ہین غضنفر نے ہر چند اشارے سے منع کیا کہ یہان نہ آ
گرفتار ہو جائیگا وہ مطلق نہ سمجھا بس اُس حد کے اندر جو پہونچا آنکا اٹک گیا غضنفر پکارا کمبخت مین تجھے منع کرتا
رہا تو نہ سمجھا چلا آیا آخر گرفتار ہوا ارے مجھکو ایک جادوگرنی نے اسیر کیا ہے تو بھی میرے ساتھ مبتلاے بلا ہوا خیر
ناچاری ہے یہی باتین تھین کہ وہی جادوگرنی آئی شہاب بن فولاد کو دیکھا کہ جوان وضعدار ہے کہا کہ تو اسکے
پاس کیون آیا اُسنے کہا کہ مین اسکا غلام ہون تیرے سحر مین قید ہوگیا کہا کہ مین تجھے چھوڑ دونگی تو ترک نہ کرنا اور

یہ کہکر شہاب کو اپنے پاس بُلا کر بٹھایا اسباب عیش و عشرت مہیا کیا جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر اُسے دیا بات
کرنے مین بوے بد جو اُسکے مُنھ سے نکلی شہاب بن فولاد کا دماغ پریشان ہو گیا کہا او لکاتہ مُنھ تیرا کاہے کو ہے
سنڈاس ہے اور ہٹ کر پیچھے بیٹھا وہ دوڑ کر لپٹی اسنے اُلٹا طمانچہ مارا کہ وہ دور جا کر گری اور کھسیانی ہو کر اُٹھی
شہاب کو پکڑ کر غضنفر کے پاس لا کر بٹھایا اور کہا کہ موذون تم سب ایک ہی سے ہوئے ہو دیکھو تو تمھارا کیا
حال کرتی ہون اور بھی تمھارے ساتھی آلین تو یکسر تم سب کو قتل کر دونگی یہ کہکر چلی گئی اتفاق کا جانسوز بن قران
جو صحرا نوردی کرتا ہوا اس دشت پر خطر مین گذرا غضنفر بن اسد کو دیکھا چبوترے پر طور کے بیٹھا ہے اور ایک شخص
اور اُسکے پاس ہے باقی نہ کوئی ملازم نہ خدمتگار نہ مرکب نہ جلودار حیران ہوا کہ یہ کیا امر ہے چلا کہ حال دریافت کیجے جب
قریب آیا غضنفر نے پہچانا کہ یہ جانسوز بن قران ہے پکار کر کہا کہ ای جانسوز میرے پاس نہ آنا چبوترے پر ہرگز نہ چڑھنا
ورنہ گرفتار سحر ہو جائیگا مجھکو ایک جادوگرنی نے یہان قید کیا ہے اور گرد میرے ایک حصار باندھا ہے کہ جو میرے پاس
آئے وہ بھی گرفتار سحر ہو جائے دیکھو یہ فولاد اژدر گیر کا بیٹا میرے پاس آیا تھا گرفتار ہو گیا جانسوز رکا اور پوچھا
ای شہریار وہ جادوگرنی کہان ہے مین اُسے مار ڈالونگا یہی باتین تھین کہ مرجانہ جادو آئی جانسوز پر جو نگاہ پڑی
دیکھا ایک جوان سبز رنگ نقشہ درست چست و چالاک کھڑا ہوا ہے باتین کر رہا ہے عاشق ہو گئی پکاری کہ ارے تو
میرے قیدیون سے کیون باتین کر رہا ہے تو ہے کون جانسوز نے کوپین مین خنجر دے کر مارا کہ او لکاتے اسے مرجانہ
جادو کے سینے پر پڑا مگر اچٹ گیا کچھ اُسکو اثر نہ ہوا مرجانہ نے پھر کہکر ہاتھ زمین پر مارا جانسوز تا کمر زمین مین دھنس گیا
مرجانہ نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا ارے موے تو نے مجھے مارا تھا مگر خیر جو تو نے کیا اچھا کیا مین تجھپر مائل ہون تو مجھے قبول کر
جانسوز کا یہ عالم ہے کہ یہ باتین کرنے مین جو اس مردار کے منھ سے بوے بد آتی ہے دماغ پھٹا جاتا ہے نہایت پریشان ہے جانسوز
نے کہا او لکاتہ تو مجھے مار ڈال مین تجھے قبول نہ کرونگا تیرے مُنھ مین تمام زمانے کا گوہ بھرا ہوا ہے مجھے تیرے پاس نہین بیٹھا جاتا
تیرے پہلو مین بیٹھنے سے خنجر پہلو پر کھانا بہتر ہے مرجانہ نے ہرچند خوشامد کی مگر جواب سخت پایا اُسوقت مرجانہ نے
جانسوز کو بھی غضنفر کے پاس لا کر بٹھایا اور کہا ارے موؤ ابھی دیکھون تمھارے حمایتی کتنے آتے ہین تم سب کو کباب
کر کے کھاؤنگی یہ کہکر پھر چلی گئی مگر خورشید ستارہ پرست جو نقابدار قلعہ ستارہ پوش سے رخصت ہو کر شہر اختر کو چلا تھا
اسی راہ سے گذرا لشکر تو پیچھے تھا یہ شکار کھیلتا ہوا آگے آگے چلا آتا تھا ناگاہ اُسکی غضنفر پر پڑی دیکھا کہ ایک لڑکا
ٹھیک صورت اسد کی ہے قریب آیا اور پوچھا کہ ای جوان تو کون ہے صورت اسد بن کرب غازی کی تجھ مین
بہت ملتی ہے غضنفر نے خورشید کو دیکھا کہ نہایت حسین خوبصورت ہے آثار سروری و سالاری چہرے پر ظاہر ہین
پکارا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا کہ مین صاحبقران لشکر ستارہ پرستان ہون نام میرا خورشید ہے وہ بولا کہ مین بیٹا ہون
اسد بن کرب دلاور کا نام میرا غضنفر بن اسد ہے مرجانہ جادو کی قید مین یہان گرفتار ہون یہ دونون رفیق بھی
میرے ساتھ قید ہوئے ہین خورشید ستارہ پرست نے کہا کہ ای غضنفر مجھے اور تیرے باپ سے بھائی چارہ تھا ایسی محبت
میری اُسے تھی کہ ایک جان دو قالب مشہور تھے لیکن اُسنے میرے ساتھ ایسی حرکت نالائق کی کہ مجھے اور اس سے
عداوت قلبی ہو گئی خیر جو کچھ ہوا سو ہوا مگر مجھے ایک محبت پیدا ہوئی ہے جو تو میری بیعت قبول کرے تو ساحرہ کی
قید سے تجھے نجات دوان غضنفر نے کہا ای خورشید اس ساحرہ کا مارنا بہت مشکل ہے کوئی اسپر غالب ہوگا کس واسطے کہ
یہ روئین تن آہنی بدن ہے خورشید نے کہا کہ اس ایسے ہزار جادوگر ہون تو مین مار ڈالون اُسکی حقیقت کیا ہے غضنفر
بولا جب مین قید سے چھوٹونگا تو بیعت کر لونگا ابھی تو مجھے یقین نہین کہ وہ جادوگرنی کسی کے ہاتھ سے قتل ہو گی

خورشید نے کہا اچھا چلے مین اُسے مار لون پھر تجھسے گفتگو کرون بتا وہ کہان ہی غضنفر بولا کہین گئی ہوئی ہی آتی
ہوگی یہی باتین تھین کہ مرجانہ جادو ایک طرف سے نمودار ہوئی غضنفر پکارا کہ وہ آتی ہی مرجانہ جادو خورشید نے
ایک بلاے بد کو آتے دیکھا کہ کوئی سوا ایچ کا اُسکا قد ہی رنگ سیاہ دونون چھاتیان مانند دو بیگنون کے لٹکی ہوئی آنکھین
لال لال سر کے بال کھلے ہوئے بُت کمنی سے شانے تک بندھے ہوئے جھولی کھاروے کی لگی ہوئی ہاتھ مین ناریل سب
اسباب سحر درست جی مین کہتا ہی ای خورشید حقیقت مین اُسکا مارا جانا بہت مشکل ہی مگر تجھکو جو ملکہ نامید نے انگوٹھی
اور تیغہ اور مرکب دیا ہی اُسکی آزمایش ضرور چاہیے اور مرجانہ جادو کو تو دھیان تھا ہی کہ اب کوئی اور سا آیا ہوگا یہ جو آئی
ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا کہ نہایت خوبصورت ابھی پندرہ یا سولہ برس کا سن عین شباب جوانی لبن بھیگتے ہی عاشق
ہوگئی پکار کر کہا ای عزیز تو ان قیدیون سے بات نہ کر میرے پاس آ کہ مین تیری مہمانداری کرونگی مجھکو تجھسے ایک محبت پیدا
ہوئی ہی خورشید پکارا او مردار تو اپنی شکل تو دیکھ کسی دیو بچے پر عاشق ہو جس سے خوب تیری مطلب براری ہو مین تجھ
قابل نہین ہون اور بہتر یہ ہی کہ ان قیدیون کو چھوڑ دے نہین میرے ہاتھ سے ماری جائیگی مرجانہ جادو بولی ای عزیز یہ
شکل تو مین نے ڈرانے کے واسطے بنائی ہی اصلی صورت جو تو میری دیکھیگا تو کسی عورت کے دیکھنے کی آرزو نہ کریگا اور تیری جان
کی قسم مجھے ابھی اٹھارہوان سال ہی زیادہ سن میرا نہین ہی اور تیری خاطر سے مین انھین چھوڑ بھی دونگی تو میرے پاس تو آ کر تجھے
خوش تو کر پھر جو تو کہیگا وہی کرونگی خورشید پکارا او لکاتہ تیری قضا آئی ہی تجھکو بے مارے نہ چھوڑونگا مرجانہ بولی کہ زیادہ
ناز نہ کرو نہین تو انھین کیطرح سے تمھین بھی قید کرونگی خورشید تلوار کھینچکر جھپٹا اور لکارا کہ گھڑی تو رہ آیا مین مرجانہ نے کہا کیا
کریگی تلوار تیری اور ناریل جو ہاتھ مین تھا سحر کرکے خورشید پر مارا خورشید نے انگوٹھی کا عکس ڈالا ناریل سامنے آکر گر پڑا
اُس ساحرہ نے پھر سحر کرکے اپنے بالون کی رسی بنا کر پھینکی وہ ناگنی بنکر چلی خورشید نے انگوٹھی سامنے کی وہ وہین رہ گئی آگے
نہ بڑھ سکی دیکھا مرجانہ نے کہ سحر تیرا اسپر کام نہین کرتا خود ایک شیر کی صورت بنکر دوڑی انگوٹھی کا عکس جو پڑا وہ صورت
اُسکی شکلی کتے کی طرح زمین پر ہاتھ پانون مارنے لگی خورشید پکارا او مردار دیکھ اپنی ہیئت کو اُسنے دیکھا کہ یہ بھی سحر تیرا
رد ہوا گھبرا کر پرواز پیدا کرکے آسمان پر اُڑ چلی اور پکاری کہ خیر سمجھ لونگی تو جائیگا کہان جیسے ہی اُڑ کر چلی خورشید نے
مرکب باد خوار کو اشارہ کیا وہ بھی آسمان پر اُڑکر چلا پہونچا برابر مرجانہ جادو کے خورشید نے تیغہ رد طلسم تنگاف کھینچکر
جو مارا دو ٹکڑے ہوئے بس زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آواز گیرودار کی بلند ہوئی آگ برسنے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ ہی
نام مرا مرجانہ جادو بود اور روشنی ہوئی دیکھا خورشید نے غضنفر اور وہ دونون شخص جو اُسکے ساتھ اسیر تھے قید سے
رہا ہوئے جانسوز بن قران تو غضنفر سے رخصت ہو کر راہی ہوا اب خورشید نے غضنفر سے کہا میری بیعت کرنے مین
کیا تامل ہی غضنفر نے کہا ای خورشید مین تجھسے بیعت کرنے کو موجود ہون مگر یہ مجھسے نہ ہوگا کہ تم خدا پرستون سے لڑو
اور مین کھڑا تماشا دیکھون خورشید بولا ای غضنفر مجھے خدا پرستون سے عداوت نہین ہی مین نہ انکی مدد کرونگا نہ اُنسے
لڑونگا لیکن تم بھی یہ شرط کرلو کہ اپنے باپ سے نہ لڑنا غضنفر نے کہا کہ مین اُنسے نہ لڑونگا بلکہ اُنسے مجھکو تنفر ہی مگر
تم بھی ایرج سے ملاقات نہ کرنا خورشید ستارہ پرست بولا کہ مجھے اُس سے کیا سروکار غضنفر خورشید سے دست بیعت
ہوا ہاتھ پر ہاتھ مارا اور پکارا کہ مین تمھارے دوست کا دوست دشمن کا دشمن ہون القصہ دونون آپسمین بغلگیر
ہوئے خورشید ستارہ پرست اپنے خیمے مین غضنفر کو لایا اور دعوت کی غضنفر بن اسد نے بھی اپنے رفقا کو وہین
بلوایا دوسرے روز غضنفر بن اسد نے خورشید ستارہ پرست کی دعوت کی بعد فراغ دعوت دونون شریک
ہوکر لشکر ایرج پر بعد کرو فر روانہ ہوئے اُنکو تو اثناے راہ مین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت ایرج کو بارگاہ نقابدار بیہوش سے پنجہ اٹھا لیگیا تھا آنکھ جو ایرج کی کھلی اپنے کو ایک مکان نفیس مین
پایا اور ایک دیو سامنے استادہ نظر آیا ایرج نے پوچھا کہ تو مجھے اٹھا لایا ہی وہ بولا کہ ہان ایرج نے کہا کہ تو نے بڑا
احسان کیا جان میری بچائی ورنہ اسد دیوانہ مجھے مار ڈالتا اب اپنا حال کہ کیون مجھے لایا ہی کیا مطلب ہی تیرا وہ
دیو رونے لگا کہ ہاے مین برگشتہ قسمت اپنا حال کیا کہون درد عشق سے مرتا ہون ایرج کے دل پر نام عشق آتے ہی
ایک چوٹ لگی اور ملکہ گیتی **افروز** کو یاد کرکے آنکھون مین آنسو بھر لایا دیو اپنا رونا بھول گیا حیران ہو کر پوچھا آپ
کیون آبدیدہ ہوے کہا کہ مین بھی عاشق ہون تیرے منھ سے نام عشق سنکر دل میرا بیچین ہو گیا اپنی معشوقہ کو یاد کرکے رونے
لگا کہ کوئی صورت اسکے وصل کی ممکن نہین ہوتی وہ دیو یہ سنکر اور زیادہ مضطرب ہوا بولا کہ جب تو اپنی معشوقہ کو نہین پا سکتا
تو میری محبوبہ کو کیونکر مجھسے ملائیگا مین ناحق تجھے لایا مثل مشہور ہی کہ پیر آپ ہی درماندہ ہی شفاعت کسکی کریگا ایرج نوجوان
نے کہا تو اپنا حال تو بیان کر مین تیری معشوقہ کو تجھسے ملا دونگا وہ بولا اے شہریار سنیے حال میرا پردہ کوہ قاف مین ایک
دیو ہی ملک ابصار اسکا نام ہی وہ وہان کا بادشاہ ہی اور میرا نام دیو سنجاب مین اسکا سپہ سالار ہون بیٹی ہی دیو ابصار
کی کہ نام اسکا مہر آرا ہی مین اسپر عاشق ہون دیو ابصار کو مین نے پیغام اسکی خواستگاری کا دیا تھا اسنے کہا تھا اگر آئینہ سکندری
میرے واسطے لا تو تیرے ساتھ شادی اپنی دختر کی کر دون مین نے پوچھا کہ آئینہ سکندری کہان ہی اسنے بیان کیا کہ یہان سے
کئی منزل پر ایک صحرا ہی وہان ایک طاق بلند بنا ہوا ہی اسمین وہ آئینہ رکھا ہی اور ایک دیو ہی کہ دیو **افرغہ** اسکا
نام ہی وہ آئینہ اسکے قبضے مین ہی مین وہان گیا دیو افرغہ سے لڑا اس سے مغلوب ہوا منت سماجت کرکے اسکے ہاتھ سے
رہا ہوا چلتے وقت اسنے کہدیا تھا کہ اب بار دگر جو آئیگا تو زندہ نہ چھوڑونگا پھر میری جرأت نہ پڑی کہ ادھر جاؤن وزیر
ہی ملک ابصار کا سلیم اختر شمار اس سے مین نے کہا کہ علم نجوم مین تو دیکھ کہ کوئی بھی اس زمانے مین دیو افرغہ پر
غالب آسکتا ہی اسنے علم نجوم مین دیکھکر بتایا کہ پردۂ دنیا مین ایک آدمزاد ہی کہ نام اسکا ایرج نوجوان صاحبقران
آفتاب پرستان ہی وہ آئے تو دیو افرغہ زیر ہو مین نے کہا اے سلیم اختر شمار مین اسے کیونکر پہچانون اسنے اپنے
علم کے زور سے تصویر کھینچکر مجھکو دی کہ وہ اس صورت کا آدمی ہی پس آپ کو ڈھونڈھ کے یہان اٹھا لایا آپ
اپنے ہی حال مین گرفتار ہین ایرج نوجوان نے کہا کہ تجھکو میرے حال سے کیا مطلب تو مجھے جہان دیو افرغہ ہی
وہان لیچل اسنے کہا کہ دیو افرغہ تجھے مار ڈالیگا ایرج بولا مجھے دور سے بتا کر ہٹ آنا سامنے اسکے نہ جانا کہا منت
خوب اور اسی وقت ایرج نوجوان کو اپنی گردن پر سوار کرکے روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے ایک بیابان پرفضا مین
پہونچا دور سے وہ طاق بتایا دیو افرغہ کا نشان بتا دیا اور کہا کہ مین اب آگے نہین جا سکتا ایرج نوجوان دیو کے
کاندھے سے اترکر آگے روانہ ہوا سیر بیابان پرفضا کی کرتا ہوا چلا جاتا تھا پھر پھر مین قریب اس طاق کے پہونچا دیکھا
کہ وہ طاق جواہر نگار ہی اندر کوئی ہزار گز اونچا ہی اور ایک آئینہ گز بھر سے گز بھر تک مدور اسمین نصب ہی مثل آفتاب کے
چمک ہی ایک دیو دراز قامت ہزار گز سے قد اسکا کم ہوگا دار شمشاد ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھا ہی شراب پی رہا ہی اژدہے کے
کباب رکھے ہوے ہین نشے مین سرشار نگاہ دیو کی ایرج نوجوان پر جو پڑی دیکھا کہ ایک آدمزاد نہایت فربہ سامنے سے
چلا آتا ہی خوش ہوا کہ خداوند ابلیس پر تلبیس نے لقمہ چرب بھیجا ہی پکارا کہ او آدمزاد آ میرے حلق مین کود پڑ نہ دانت
لگاؤنگا نہ ڈاڑھ لگاؤنگا بلیلا کر کھا جاؤنگا ایرج پکارا آیا مین حلق اپنا کھول اسنے آنکھین تو بند کرلین اور منھ اپنا
کھولدیا ایرج نے قریب جا کر ہاتھ اسکی گردن مین ڈالدیا اور ایک ہاتھ مین تھوڑی خاک لیکر اسکے منھ مین ڈالدی دیو نہایت

بس ہم ہوا کہ تو میرا دل لگی باز ہی کہ موت قریب ہی لیکن شرارت سے نہین باز آتا کہا او حرامخوار مین تجھکو زیر کرنے اور آئینہ لینے
آیا ہون مین لقمہ سخت ہون تو مجھے کہا نہ سکیگا دیو افرغہ نے دیکھا کہ واقعی ہاتھ آدمزاد کا نہایت زبردست ہی ایرج سے لڑنا
آمادہ کشتی ہوا دونون پیچ ہونے لگے کسواسطے کہ یہ دیو پردہ قاف مین کشتی گیر مشہور ہی کوئی دیو اس سے کشتی لڑ نہین سکتا
ایرج سے دن بھر کشتی رہی شام کو دیو نے کہا کہ او آدمزاد تو بڑا زبردست ہی کہ مجھ ایسے دیو سے دن بھر لڑا اب شام ہوئی کچھ
کھالے تو پھر لڑنا ایرج نے کہا کہ مین بغیر تیری مشکین باندھے کچھ نہ کھاؤنگا نہ پیونگا دیو نہایت غصے مین آیا اور پھر لڑنے لگا
رات بھر کشتی رہی صبح ہوئی دیو سنجاب دور سے دیکھ رہا ہی کہ اسی طرح کشتی ہو رہی ہی سارا دن گذرا شام ہو گئی دیو افرغہ نے
کہا او آدمزاد دو دن گذرے ہین مین بھوک سے ہلاک ہون ایرج نوجوان نے کہا مین بھی تو بھوکا ہون تیرا کیون دم نکلا جاتا
ہی آئینہ مجھے دیدے مین تجھے چھوڑ دون اسنے کہا آئینہ تو ہرگز نہ دونگا اور پھر ایرج سے لڑنے لگا اب تیسرا دن ہی دیو افرغہ کی یہ
کیفیت ہی کہ دم اسمین نہین ہی اپنے کو بچا بچا کر لڑتا ہی اور کہتا ہی کہ ای آدمزاد تو عجب بلاے بد ہی کہ نہ تجھکو بھوک لگتی ہی نہ پیاس
اب بھی مجھکو چھوڑ دے کہ مین کچھ کھا پی لون کہ میرا برا حال ہی ایرج نے کہا تجھے بے پچھاڑے ہوئے کبھی نہ چھوڑونگا دیو نے
غصے مین آکر کہا اچھا مین تجھی کو کھائے لیتا ہون یہ کہکر منہ کھولکر چاہا کہ ایرج کو منہ مین لے یا کاٹ کھائے ایرج نے تھپڑ
مارا کہ دیو کو چکر آگیا ایرج نے اسے اٹھا کر دے مارا کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا کہ دین آفتاب پرستی قبول کر نہین تو مار ڈالونگا
دیو افرغہ از سر صدق آفتاب پرست ہوا اور وہ آئینہ طاق سے اتار کر ایرج کو نذر دی دیکھا ایرج نے کہ مانند آفتاب کے آئینہ
روشن ہی اسماے الہی اسپر کندہ ہین جو کٹھا اسکا الماس کا ہی ایرج سے دیکھا بہت خوش ہوا دیو سنجاب کو آواز دی کہ
آ وہ دوڑکر ایرج کے قدمون پر گر پڑا تصدق ہوا ایرج نے افرغہ سے بغلگیر کرایا افرغہ نے کہا ای سنجاب تو اس
بہانہ کو لیکر آیا تھا کہا کہ ہان میری تو جان پر بنی ہوئی تھی عشق مین دختر ملک البصار کے بیقرار جان سے بیزار تھا
غرض اس روز دیو افرغہ نے ایرج نوجوان کی دعوت کی دوسرے دن ایرج آئینہ سکندری کو لیکر دیو سنجاب
کی گردن پر سوار ہو کر دیو افرغہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا پردہ سوم قاف مین ملک البصار کو خبر ہوئی کہ دیو سنجاب
ایک آدمزاد کی مدد سے آئینہ سکندری لایا اور دیو آئینہ دار بھی ہمراہ ہی ملک البصار یہ سنکر نہایت مسرور ہوا کہا کہ
لاؤ دیو سنجاب کو لوگون نے دیو سنجاب سے کہا کہ بادشاہ بلاتا ہی دیو سنجاب سامنے آیا سلام کیا وہ آئینہ نذر دیا
ہاتھ باندھکر کہا کہ ای شہریار میری قدرت نہ تھی کہ آئینہ لا سکتا مگر ایک آدمزاد کہ وہ صاحبقران ہی اسنے میرے حال پر
رحم کیا کہ دیو افرغہ کو زیر کیا جب یہ آئینہ اس سے لیا ملک البصار نے پوچھا کہ وہ آدمزاد کہان ہی عرض کیا کہ اسکے
استقبال کو لے لائیے اسیوقت دیو البصار مع اہل دربار سوار ہوکر خدمت مین ایرج نوجوان کی آیا قدم چومے سلام کیا
بہ توقیر تمام ساتھ لایا سامان دعوت وضیافت مہیا کیا ایرج نوجوان نے کہا ای ملک البصار اب تم اپنی بیٹی کی شادی
دیو سنجاب کے ساتھ کر دو اسنے کہا بہت خوب مجھے انکار نہین ہی اور سامان شادی مین مصروف ہوا ایرج نوجوان نے
پوچھا کہ دین تمھارا کیا ہی اسنے کہا کہ ابلیس پرست ایرج نوجوان نے مذمت ابلیس بہت کی دین آفتاب پرستی کی
مدح کی ملک البصار از روے صدق و صفا آفتاب پرست ہوا اور تمام فوج اور رعایا کو بھی آفتاب پرست کیا
اور شادی ملکہ مہر آرا کی دیو سنجاب کے ساتھ بہت دھوم سے کر دی بعد اسکے ایرج نوجوان نے ملک البصار سے پوچھا
کہ یہ آئینہ جو تمنے اس گرد و کوشش سے منگوایا سوا آرسی مصحف دیکھنے کے اور کسی کام کا بھی ہی اسنے کہا ای شہریار
حضور اسکی صفت سے آگاہ نہین ہوئے یہ عجیب و غریب شی ہی آرسی مصحف کا تو فقط حیلہ ہی تھا در حقیقت اسکے
لیے یہ آئینہ ایسا ہی کہ جس مقام کا یا جس شخص کا حال دریافت کرنا منظور ہو اسمین دیکھ لیجیے جہان کی کیفیت

چاہیے دریافت کر لیجیے جو شی غائب ہی بخوبی تمام نظر آئے جسوقت سکندر نے جام جمشید کو جہان نما دیکھا لیعنی تمام عالم کا حال
اُسمین معلوم ہوتا ہی حکیم ارسطو سے کہا کہ مقابل مین اس جام جہان نما کے کوئی شی ایسی بنا کہ تا قیامت میرا بھی نام رہے
ارسطو نے یہ آئینہ اسکندری بنایا ایرج نوجوان نے جو یہ صفتین اُسکی سنین نہایت اشتیاق ہوا کہا کہ لاؤ آئینہ مین دیکھون
ملک البصار نے آئینہ منگوایا سامنے رکھا عرض کیا کہ ای شہریار آپ پہلے یہ کام کیجیے کہ کچھ خوشبو اس آئینہ کے سامنے جلائیے
اور کہیے کہ ای آئینہ سکندری تجھے قسم ہی سکندر ذوالقرنین کی کہ مجھے حال فلان شہر یا دیار یا فلان شخص کا معلوم ہو جائے
ایرج نے جو کچھ ملک البصار نے کہا تھا وہی کیا پھر کہا مجھے حال حمزۂ صاحبقران اور فرزندان حمزۂ صاحبقران کا
معلوم ہو جائے کہ شہر زبرجد نگار مین کیونکر ہین بس مجرد اس کہنے کے اب جو آئینہ مین دیکھا تو لشکر امیر کشورگیر سامنے
شہر زبرجد نگار کے نظر آیا اور فرزندان ذوالفقار سرداران نامدار بارگاہ زبرجد شاہ مین بیٹھے ہوئے معلوم ہوتے کہ لقا
اور بختیارک بھی وہین موجود تھے اور صاحبقران کو دیکھا کہ کرب غازی مقبل وفادار عمرو بن امیہ ضمری ساتھ
ہین ایک صحرای ہول خیز وحشت انگیز مین چلے جاتے ہین ایرج نوجوان حیران و پریشان ہوا کہ یہ کہان جاتے ہین بعد
اُسکے حال داراب کشور کشا کا دیکھا کہ مالک اژدر ہمراہ ہی اور ملک سنجان کو چلا جاتا ہی بعد اُسکے حال خورشید
ستارہ پرست کا دیکھا کہ ایک ساحرہ کو مار کر غضنفر کو چھڑایا ہی اور وہ اس سے بیعت کر رہا ہی یہ دیکھکر کمال رنج ہوا اور ایسا
محو ہوا کہ پکار اُٹھا ای خورشید ستارہ پرست ہمسے ترک محبت اور اس دیوانے سے ملاپ پھر تو وفا یا بجا یہ میل جول اچھا
اچھا نہین ہی ملک البصار نے کہا ای شہریار آپ کس سے باتین کر رہے ہین ممکن نہین کہ آپ جس شخص کو دیکھیں اُس تک
آواز بھی آپ کی پہونچے اس آئینہ مین طلسم ہی ایرج نوجوان خاموش ہو رہا اور پھر حال ملکہ گیتی افروز کا دیکھا کہ وہ نازنین جبین
مہر تمکین سیاہ لباس پہنے ہوئے بیٹھی ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہین گرد نجوم پریزادان ماہ طلعت اور نازنینان
پری صورت کا ہی بس ایرج نوجوان کی بھی آنکھون سے آنسو گر پڑے رونے لگا بیخود ہو کر پکار اُٹھا کہ آہ تو نے یہ اسکے غم مین
اپنی حالت کی پھر ملک البصار نے سمجھایا کہ ای شہریار مین عرض کرتا ہون کہ آپ کی کیفیت سے طرف ثانی نہین واقف
ہو سکتا آپ عبث روتے ہین ناحق اپنا جی کھوتے ہین کہا کہ ای ملک البصار کیا اپنا حال بیان کرون مدت سے جس شخص
پر عاشق ہون اُسکو اسوقت روتے دیکھا نہین معلوم اُسپر کیا صدمہ سہ رہی مین اسواسطے روتا تھا تو نے پکار کر غضب کیا
مین اپنی معشوقہ کو دیکھ رہا تھا تو نے جدا کر دیا اُسنے کہا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہو گی پھر ایرج نوجوان ملکہ گیتی افروز
کا تصور کر کے رونے لگا شکوہ پرداز جور فلکی ہونے لگا کہ او ظالم تجھ تیرے ستم کی حد بھی ہی اب تو بر سر رحم آ مجکو میری
محبوبہ سے ملا بعد تھوڑی دیر کے خیال آیا کہ اب اپنے لشکر کا تو حال دیکھ کہ دیوانے نے کیا سلوک کیا اب جو آئینہ کو
دیکھا مالک بن ملکوت شاہ کو شہر عنقطلی آباد مین قلعہ بند پایا طہماسپ اور دیلم شاہ زنگی وغیرہ زخمی نظر آئے
گرد قلعے کے لقا بدار سرپوش اور اسد غازی کو دیکھا کہ محاصرہ کیے ہوئے مع لشکر پڑے ہین بیقرار ہو گیا اور
کہا کہ ای دیو سنجاب جلد مجھے پردہ دنیا مین جہان سے لایا تھا وہین پہونچا دے اور ملک البصار سے کہا کہ یہ آئینہ
چند روز کے واسطے مجھے دیدو میرا ایک دشمن ہی کہ وہ مجھے پریشان کرتا ہی اور نہایت گریز پا ہی کہ مین اُسے نہین پاتا جب
یہ آئینہ ہوگا تو وہ بھاگ کر جہان جائیگا معلوم ہو جائیگا اُسے قتل کر کے بھیجدونگا ملک البصار نے عرض کیا ای شہریار
میری جو آرزو تھی وہ پوری ہو گئی آپ آئینہ لیجائیے مین اب اُسے کیا کرونگا میرے کس کام کا ہی غرض ایرج ملک البصار
سے رخصت ہوا دیو سنجاب کی گردن پر سوار ہو کے چلا اب حال بیان کا سنیے کہ جتنے دنون کی مہلت اسد غازی
نے مالک بن ملکوت شاہ کو دی تھی وہ دن تمام ہو گئے اسد غازی نے کہلا بھیجا کہ اب طہماسپ اور لاہوت شاہ

اور بہزاد و مرتد کو باندھ کر میرے پاس بھیجدو نہیں تو کل سب کو قتل کرونگا مالک بن ملکوت شاہ نے کہلا بھیجا کہ
آج کا دن تمام ہوجانے دیجئے کل جو چاہیے گا وہ کیجئے گا یہ جواب تو بھیجا مگر جان پر صدمہ ہے قارن قمر بین سے کہا کہ
تیرا کلام کبھی سچا نہ نکلا کل ہم سب مارے جائینگے اور ایرج ابتک نہیں آیا اسنے پھر علم نجوم میں دیکھا اور کہا اگر آج
ایرج نہ آئے تو مجھکو قتل کیجیے گا کہا اچھا یہ بھی دیکھتے ہیں اب سب انتظار میں ہیں آنکھیں آسمان کو لگی ہوئی ہیں نیر اعظم
کو پکار رہے ہیں کہ ای آفتاب تابان تیرے بندے اس تاریکی غم والم میں گور ہو رہے ہیں دیکھیے کیونکر شکل رہائی کی
نکلتی ہے اب کوئی پہر دن باقی ہوگا ناگاہ ایک لکہ ابر فلک پر نمایان ہوا اور دیکھا کہ اسی طرف چلا آتا ہے اور ہوا تند ہوئی
جاتی ہے جب وہ ابر قریب آیا اور چہرہ ایرج نوجوان کا مانند آفتاب نمایان ہوا قارن قمر بین پکارا کہ وہ نیر آفتاب یہین
آ پہونچا پھر تو سب نے دیکھا کہ ایرج نوجوان ایک دیو سیاہ کی گردن پر سوار چلا آتا ہے پس نقارہ شادمانی قلعہ پر بجنے لگا
ہر ایک کو ایک عید ہوئی یہانتک کہ اوپر قلعہ کے آکر اترا سبھون سے ملاقات کی مالک بن ملکوت شاہ نے حکم دیا
کہ دروازہ قلعہ کا کھلوادو اسی وقت دروازہ شہر کا کھلگیا ایک غلغلہ شادمانی قلعہ میں برپا تھا ایرج نے اپنا تمام حال
مالک بن ملکوت شاہ سے بیان کیا اور پوچھا کہ مین نے آسمان پر سے دیکھا تھا کہ صحرا میں بہت سے کلہ منار ہیں یہ کیسے سرون
کے منار ہیں اور کسنے بنوائے ہیں مالک بن ملکوت شاہ رو دیا اور کہا کہ ای ایرج نوجوان جب سے ہم آذر کوہ سے بھاگے
دیوون نے اتنے روز خون اور شبخون مارے کہ تین لاکھ آفتاب پرستون کو قتل کیا وہی تین سو کلہ منار آذر کوہ سے تا شہر
عنطلی آباد و اسد غازی نے انکے سرون کے بنوائے ہیں لشکر کا خاتمہ ہوگیا ایرج نوجوان نے کہا کہ اسکا عوض اس بونکے
سے نہ لیا ہو تو اپنا نام ایرج نہ رکھا ہوگا دیو سنجاب کو تو پردہ قاف کی جانب رخصت کیا اور آپ خیمہ شہر سے نکلوا کر
داخل بارگاہ ہوا ادھر ہرکارے لشکر نقابدار و اسد کے جو لگے ہوئے تھے انھون نے آکر نقابدار اور اسد غازی سے
عرض کیا کہ ایرج آگیا اور بڑی خوشی آفتاب پرستون میں ایرج کے آنے کی ہوئی یہانتک کہ دروازہ شہر کا کھلگیا ہے لشکر
آفتاب پرستان بیرون شہر نکلا ہے بارگاہ ایرج نوجوان کے لیے استادہ ہو رہی ہے اسد غازی نے کہا ماموجان سنا
آپ نے مین تو پہلے ہی جانتا تھا کہ یہ مہلت اسی واسطے مانگی ہے کہ اس عرصے مین شاید وہ آفتاب پرست آجائے اور وہی
ہوا میں انکو بیکار سمجھے ہوئے تھا کبھی فرصت نہ دیتا آپ کے فرمانے سے اور سعی کرنے سے چپ ہو رہا وہ برا زیچہ آگیا
اب کوئی کیا کرسکتا ہے وہ زورون پر چڑھا ہوا ہے نہایت زبردست ہے نقابدار بولا ای اسد دلاور خوب ہوا ایرج
آگیا سر میدان اسکی مشکین باندھ کر کھینچین وہ دیدونگا اسد بولا ماموجان وہ بہت مشکل ہے اسپر غالب ہونا یہی
باتین تھین کہ دوجوڑی ہرکارون کی آئی دعا و ثنا بجا لا کر عرض کیا کہ لشکر ایرج مین طبل جنگ بجا ہے نقابدار نے کہا
کچھ پروا نہین بفضل ایزدی و بہ تائید بانی ہمارے یہان بھی بجے نقارہ زنی غرض دونون طرف نقارے گڑگڑائے
لشکرون تیاری جنگ کی ہونے لگی ہر ایک آلات حرب و ضرب درست کرنے لگا شب اسی بندوبست مین گذری صبح
کو دونون لشکر میدان جدال و قتال مین آمادہ پیکار صف آرا ہوئے نقیب نقابت کرکے چلے گئے ایرج نوجوان نے
مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آکر اجازت میدان طلب کی اسنے کہا کہ سپرد کیا ہے نیر اعظم
کو جاؤ اور بدلہ اپنے لشکر کے قتل کا لو ایرج سلام کرکے مرکب کو جولان دیکر میدان مین آیا سراپا دکھلایا جب خوب
عرق عرق ہوگیا اور گھوڑے کو بھی پسینا آگیا تھم کر نیزہ زمین پر گاڑا اور مبارز طلب کیا نقابدار سیہ پوش نے بھی مرکب
اپنا صف سے نکالا ادھر سے ایرج نوجوان نے مرکب دوڑایا اور تگاور زن ہوا دونون مرکب برابر ہوگئے مسلکر
رانون مین بھیر کر مرکبون کو ایک دوسرے کے مقابل ہوا ایرج نوجوان نے دیکھا کہ نقاب کے باہر ریش سفید نقابدار کی

نکلی ہوئی ہی مگر شجب دبدبہ ہی کر بوڑھا شیر ہی کہا کہ ای نقابدار تو کون ہی نام اپنا ظاہر کر نقابدار بولا ملکوت قابض
ارواح کا فرمان جواب دیا کہ خیر معلوم ہو گیا کہ تو اُس دیوانے کا بھکایا ہوا ہی لاحرہ اپنا نقابدار نے کہا کہ اہل اسلام کا
یہ طریقہ نہیں کہ پیشدستی کریں تو اپنا حملہ کرلے اسوقت ایرج نوجوان نے نیزہ ہاتھ میں سنبھالا اور خبردار کہکر نقابدار
پر مارا نقابدار بیہوش نے نیزہ ایرج کا اپنے نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی آخر کار
مطلب کسی کا حاصل نہ ہوا سنانیں بنائیں بیکار ہوگئیں نیزے ہاتھ سے پٹک پٹک دیے تلواروں کے قبضوں کو چھوا
تلوار چلنے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیاں ہیں کہ کوندرہی ہیں تین پہر کامل تلوار چلی مال کار یہ ہوا کہ گھوڑے نے نقابدار کے
سکندری کھائی اور دفعتہً تلوار ایرج نوجوان کی سر پہ پہنچی اور تا دو ابرو اتری ہی تھی کہ نقابدار نے دستانہ مارا کہ تلوار
جھٹکا کر نکلگئی اور چادر خون کی سر سے جاری ہوئی مگر نقابدار نے زخم کو نہ مانا اور اسی حالت میں تلوار ایرج نوجوان پر
ماری کہ سپر کاٹ گئی مگر ایرج پیچھے پر جا رہا تلوار گردن مرکب پر پڑی کہ مرکب مارا گیا مرکب اور ایرج دونوں تہ و بالا ہوکر
گرے فوج آفتاب پرستوں کی دوڑ پڑی کہ شاید ایرج زخمی ہوا مگر ایرج بھی جلدی سے اٹھا اور مرکب دوسرا منگواکر اسپر
سوار ہوا ادھر سے فوج نقابدار کی بھی آگئی اسد غازی بھی اپنے رفیقوں سمیت دوڑ پڑا تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ
ہوگئی عین گرمی جنگ میں اسد بن کرب دلاور سے اور ایرج نوجوان سے سامنا ہوا کئی تلواریں اسد غازی
نے ایرج پر ماریں ایرج نے تمام حملے اسکے روکے اور خود جو تلوار ماری سپر کو قلم کرکے سر پر اسد کے پڑی کہ تا دو ابرو
اُتر گئی اسد غازی نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکالی مگر سر سے ایک چادر خون کی باہر آئی غش طاری ہوا لوگ
اسد غازی کے جانثاروں نے بیچ میں آپڑے اسد کو سامنے سے ہٹالے گئے شام تک تلوار چلی اب نقابدار میں بھی
حالت نہیں جو زخمی لڑ رہا ہی کہ طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی فرودگاہ کو آئے نقابدار راستے میں بیہوش ہوکر
مرکب سے گرا لوگ دوڑ پڑے اور اٹھاکر سکھپال پر ڈالا اور کوچ کرکے چلے گئے اسد بن کرب دلاور بھی اپنے لشکر
کو ساتھ لیکر صحرا کا راستہ لیا ادھر ایرج جو پھر کر آیا جو لوگ لشکر کے زخمی ہوئے تھے جراحوں کو بلواکر انکے
زخموں میں ٹانکے لگوائے پٹیاں بندھوائیں اور کھانا کھاکر سو رہا صبح کو جو بیدار ہوا کہا کہ آج ان سب خداپرستوں
کو قتل کرونگا کہ ہرکاروں نے آکر عرض کیا کہ رات کو تمام خداپرست بھاگ کر چلے گئے ایرج نوجوان نے کہا کہ مجھ
سے دامن بھاگ کر مجھسے کہاں جائینگے جلد لشکر تیار ہو کہ دیوانہ جہاں جائیگا وہیں پہونچکر اسکو قتل کرونگا
مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوگا کہ وہ دیوانہ فلان مقام پر ہی کہا کہ میں آئینہ سکندری لایا
ہوں اسمیں تمام جہان کا حال معلوم ہو جاتا ہی اور یہ کہکر آئینہ صندوق میں سے نکلوایا مشک عنبر و اگر وغیرہ مجمر میں
جلواکر دھونی دی اور قسم دی کہ آئینے تجھے قسم ہی روح سکندر ذوالقرنین کی اسد غازی کا حال مجھے معلوم ہو جائے
کہ وہ دیوانہ کہاں ہی یہ کہکر جو آئینے میں نظر کی دیکھا اسد بن کرب غازی کو کہ ایک پہاڑ پر بیٹھا ہوا ہی اپنے زخم کے
علاج میں مصروف ہی رفیق اسکے گرد و اطراف جمع ہیں یہ کیفیت اور مخصوص سرداروں کو بھی دکھائی اور
اسیوقت سوار ہوکر چلا قضاے کار ضرغام شیردل لشکر ایرج میں موجود تھا ایرج نوجوان کو دیکھا کہ اسد غازی
کے تعاقب میں چلا ہی بھاگا وہاں سے اور قبل از ایرج خدمت اسد دلاور میں پہونچا عرض کیا کہ ہوشیار
ہوجیے ایرج قریب آپہونچا اسد غازی یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور بوق بجائی کہ تیار شوید بس سب تیار
ہوگئے دوسری بوق میں گھوڑوں پر کاٹھیاں پڑگئیں تیسری بوق میں سوار ہو بیٹھے ضرغام شیردل سے
پوچھا کہ کس راہ سے یہ پاجی آتا ہی ضرغام شیردل نے بتا اس طرف کا بیان کیا اسد دوسرے راستے سے

روانہ ہوا اور پشت لشکر پر آکے شبخون گرا تلوار کھینچکر قتل کرنا شروع کیا بوقین بج رہی ہین غل ہو رہا ہی کہ لینا مالک بن ملکوت شاہ کو اور وہ ہزار بردون مین چھپتا پھرتا ہی اسد غازی ڈھونڈھ رہا ہی خیمون مین آگ لگا رہا ہی آفتاب پرست بھاگتے پھرتے ہین ادھر ایرج نوجوان کچھ سردارون کو لیکر لشکر سے آگے نکل آیا ہی دیکھا کہ وہ گھیر کر اندر درے کے گھس پڑا کہ لینا دیوانے کو جانے نہ پائے اور سب لینا لینا کرکے دوڑے اندر درے کے آکر جو دیکھا تو پھر ون تاچتا ہی سناٹا ہی ایک متنفس کا بھی نام و نشان نہین ہی گھوڑون کی لید رکابون کے شکستہ تسمے پرانی رسیان کہین ٹوٹی ہوئی ہین ہانڈیان پھوٹی ہوئی ہین جو لٹے پٹے ہوئے ہین ایرج نوجوان نے کہا کہ دیوانہ میرے آنے کی خبر سنکر ابھی کہین بھاگ گیا ہی مگر جائیگا کہان مین بغیر اسکو قتل کیے مین ٹلونگا وہ مجھسے کہین چھپ سکتا ہی یہ کہکر آئینہ نکالکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسد میرے لشکر پر گرا ہوا قتل کر رہا ہی سر پیٹ لیا کہ ارے یہ دیوانہ بلا کی چیز ہی ادھر چلا اپنے لشکر کی طرف ادھر شبرنگ عیار نے اسد غازی کو خبر دی کہ ایرج آتا ہی کوچ بجائی کہ ای یاران بدر رو دیا ور نکلکر لشکر ایرج سے صحرا کو روانہ ہوا چلتے وقت تھال مٹھائی کے اٹھالیے ہین گھوڑون پر سوار کھاتے چلے جاتے ہین نانبائی کی دکان سے شیرمالین کباب باقرخانیان لے لی ہین نوش جان کرتے ہوئے چلے جاتے ہین اسد بن کرب ولا ور کہتا جاتا ہی کہ میان مالک بن ملکوت شاہ حرامزادہ ہاتھ نہ لگا یہ نہین کا کہین پہونچ گیا بعد گھڑی بھر کے ایرج نوجوان اپنے لشکر مین پہونچا دیکھا کہ لشکر مین وا ویلا وا مصیبتا کی آواز بلند ہی سیکڑون آفتاب پرست مرے ہوئے پڑے ہین خیمے جل رہے ہین دیوانے کا پتا بھی نہین ہی حیران ہوا مالک بن ملکوت شاہ دوڑا کہ آپ مجھکو تشنہ کرائیے گا اقبال شاہ کے پاس پہونچا دیجیے گا دیکھیے منہ اس شخص کا کالا ہو رہا ہی تنور مین جا کر چھپا تھا تو زندہ رہا ایرج بولا ای مالک بن ملکوت شاہ مین تو اس وبولنے کو بغیر قتل کیے نہ بیٹھونگا اسمین جو کچھ ہو اور آئینہ نکالکر دریافت کیا کہ اب اسد غازی کہان ہی دیکھا کہ ایک صحرے سبز مین بیٹھا ہوا وہ چیزین جو یہان سے لوٹ لیگیا ہی کھا رہا ہی بس گھوڑے کو اڑا کر اسی طرف چلا یہان ضرغام شیردل ایک درخت بلند پر چڑھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ یکایک گرد جو بلند ہوئی اسنے پکار کر کہا ای شہریار ایرج آ پہونچا اسد غازی تو مسلح و مکمل بیٹھا تھا اسی وقت اور راستے سے جاکر روز خون لشکر ایرج پر مارا لگا قتل کرنے اور لوٹنے مالک بن ملکوت شاہ خیمے سے نکلکر حلال خور کی جائے ضرور کی قنات مین لیٹ رہا اسد غازی چار طرف ڈھونڈھ رہا ہی مگر کہین پتا نہین لگتا ایک کو پکڑتا ہی مارتا ہی کہ بتا مالک بن ملکوت شاہ حرامزادہ کہان ہی جہان ہو بتا اسنے کہا مجھے نہین معلوم تلوارون سے اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے ایرج نوجوان جو یہان صحرا مین پہونچا اسد غازی کو نہ پایا کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ ابھی لوگ یہان بیٹھے تھے کیونکہ دونے پتون کے مٹھائی کا چورا روٹیون کے ٹکڑے حلوائی کے تھال ہر طرف پڑے ہوئے ہین زانو پر ہاتھ مارا پشت دست کو کاٹا کہ یہ دیوانہ کدھر گیا آئینے مین جو دیکھا تو پھر اپنے لشکر مین پایا چلا وہان سے یہان جو آیا اسد غازی جا چکا تھا لشکر کو تباہ کر چکا تھا کوئی پکارا کہ ہمکو دیوانے نے لوٹ لیا کوئی پکارا کہ ہمارے کنبے بھر کو قتل کیا ایرج نے سر اپنا دھنا کہ ہائے کیا کرون اس دیوانے نے مجھکو دیوانہ کر دیا مین تو آئینہ سکندری سے اسکا حال دریافت کرتا ہون معلوم نہین وہ میرے آنے سے کیونکر آگاہ ہو جاتا ہی لوگون نے عرض کیا کہ ای شہریار عیار اسکے چار طرف لگے رہتے ہین اسکو خبر پہونچا دیتے ہین ایرج نے پھر آئینے مین نظر کی دیکھا کہ اسد غازی پر چم کوہ مین بیٹھا ہوا ہی ایرج اسی طرف کو روانہ ہوا خبردار جو اسد غازی کے لگے ہوئے تھے انھون نے اسد کو خبر دی کہ ایرج آتا ہی اسد نے ضرغام شیردل سے پوچھا کہ ای ضرغام مین جہان جاتا ہون اسکو کیونکر خبر ہو جاتی ہی کہ مین فلان مقام پر بیٹھا ہون کیا خبردار اسکے پیچھے پیچھے میرے رہتے ہین جو اسکو خبر دیتے ہین ضرغام شیردل نے عرض کیا

کہ اے شہریار ایرج پردہ قاف سے آئینہ سکندری لایا ہے وہ جہان نما ہے اُسمین آپ کا حال معلوم کرتا ہے وہی آئینہ اُسے خبر دیتا ہے اسد یہ سُنکر بہت حیران ہوا کہ خیر جو مرضی خدا کی اور وہان سے بھاگ کر بیشۂ مرفوع مین آیا
راوی کہتا ہے کہ تین شبانہ روز ایرج نوجوان نے اسد غازی کا تعاقب کیا کہ کھانا اور پانی حرام تھا القصہ بوقت بیشۂ مرفوع مین پہونچا اور وہان بھی اسد غازی کو نہ پایا اسلیے کہ اسد پہلے ہی آمد ایرج کی خبر سُنکر وہان سے بھی چلا گیا تھا بہت پریشان ہوا طرماسپ نے کہا کہ پیر و مرشد دور سے جانے دیجیے اب اُسکے تعاقب سے کیا فائدہ وہ دیوانہ ہاتھ نہ آئیگا اُسکے ہرکارون کی ڈاک بیٹھی ہے مفت مین آپ ہلاک ہوتے ہین ایرج نے کہا اے طرماسپ مین نے قسم کھائی ہے کہ مین اس دیوانے کو بغیر مارے صبر نہ کرونگا اسمین یا تو مین نے اُسکو مارا یا اپنی جان دی یہ کہکر پھر آئینے کو دیکھا معلوم ہوا کہ اسد کنارۂ دریا پر اپنے رفیقون سمیت موجود ہے طرماسپ سے کہا کہ اسد دریا کنارے بیٹھا ہے ایک طرف اُسے تم جاؤ ایک سمت سے دیلم شباط زنگی جاے ادھر سے مین جاتا ہون تین طرف سے چلکر گھیرو چوتھی طرف دریا ہے یا تو وہ دیوانہ ڈوب مریگا یا ہم اُسے مار لینگے یہ صلاح باہم ٹھہرا کے چلے شبرنگ اور خضر غلام یہ خبر لیکر بدحواس اسد غازی کے پاس آئے اور عرض کیا کہ پیر و مرشد غضب ہوا کہ ایک طرف سے ایرج اور دوسری سمت سے طرماسپ اور تیسری جانب سے دیلم شباط زنگی آتا ہے اب کدھر جائیے گا کسی طرف مفر نہین اور ادھر یہ دریاے قہار ہے خدا ہی بچائے تو بچیے گا ورنہ کوئی صورت اب بچاؤ کی نہین معلوم ہوتی اسد غازی یہ سُنکر نہایت مضطر ہوا دریا کنارے آیا دیکھا تو دریاے زخار و مواج پُر پیچ آفت زا ہے ایک ایک موج اُسکی کوہ کوہ اُٹھ رہی ہے نہایت تیزی سے دریا بہ رہا ہے کہ بڑے بڑے پتھر بہتے چلے جاتے ہین تنکا ڈالدیجے تو تین ٹکڑے ہو جائین دوسرا کنارہ ہمکنار عدم ہے آسمان اُسکی وسعت کے سامنے ایک حباب ہے بس یہ صورت جو دریا کی دیکھی زہرہ آب ہو گیا لیکن اپنے رفیقون سے کہا کہ اگر ایرج آ گیا تو ابھی دریا مین ڈوب کر مر جائینگے زندہ تو اُسکے ہاتھ نہ آئینگے سب نے کہا بیشک ایسا ہی ہوگا ہر ایک آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دریا کو دیکھ رہا ہے کہ کہین کوئی جہاز یا کشتی معلوم ہو مگر کچھ نظر نہین آتا ہے ایک طرف عالم آب ہے اس اثنا مین دیکھا کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا بس یقین ہوا کہ ایرج آیا بلبلا کر اسد غازی نے دعا مانگی کہ اے پروردگار عالم اگر حیات میری باقی ہے تو ہاتھ سے اس آفتاب پرست کے بچا اور سب رفقا آمین کہ رہے ہین کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا اور کچھ جہاز دریا مین نظر آئے اسد غازی نے آواز دی اے جہاز والو تمھین قسم ہے اپنے دین مذہب کی کہ اس ظالم کے پنجے سے مجھے بچاؤ اتفاقات روزگار یہ جہاز مین خواجہ جہان گرد فضل بن آشوب کے وہ فضل بن آشوب جسنے بدیع الزمان کی جان بخشی کی تھی شاہزادہ بدیع الزمان جب زخمی ہو کر باغ مین آیا ہے اور اسنے شاہزادے کو چھپایا ہے اور گرد مرد عیار نے آکر دیکھا ہے اور عالم گنجاب کو خبر دی ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہون کہ باغ مین فضل بن آشوب کے پلنگ پر پڑا سو رہا ہے گنجاب نے ارباب باختری کو بھیجا تھا کہ تو جا کر پکڑ لا اور فضل بن آشوب نے یہ خبر سُنکر بدیع کو تہخانے مین چھپا دیا تھا اور آپ اپنے ہاتھ سے تلوار سر پہ مار کر زخمی ہو کر پلنگ پر لیٹ رہا تھا اور ارباب باختری فضل بن آشوب کو زخمی دیکھکر چلا گیا تھا بس لوگون نے خواجہ فضل بن آشوب سے کہا کہ کچھ لوگ کنارے دریا کے کھڑے ہوئے پکار رہے ہین اور واسطہ خدا کا دلوا رہے ہین کہا کہ دریافت کرو کون لوگ ہین جہاز اُدھر نزدیک آئے اور پوچھا کہ تم کون ہو کہا کہ یہ نواسا امیر حمزہ صاحبقران کا اسد بن کرب دلاور ہے اور وہ گرد اُٹھتی چلی آتی ہے ایرج قتل کو اسکے چلا آتا ہے فضل بن آشوب نے سُنا کہ یہ نواسا ہے حمزہ صاحبقران کا جہازون کو جلد بڑھا کر اسد غازی کو مع رفقا جلدی سے سوار کر لیا اور کہا کہ مین غلام ہون

آپ کے گھر کا باپ میرا پردہ قاف مین حمزہ صاحبقران کے ساتھ لڑ رہا ہی اب ایرج آپ کو نہ پا سکے گا اور جلد
جہازون کو آگے بڑھایا ادھر ایرج خوشی خوشی آیا کہ اب مارا اس دیوانے کو یا دریا مین ڈبویا جسوقت کنارہ دریا پر
پہونچا دیکھا کہ اسد جہاز پر سوار چلا جاتا ہی اسد ایرج کو دیکھکر وہان سے بوق بجا کر پکارا کہ او کر پاس فروش بچہ بازاری
تو نے میرا کیا کیا آئینہ سکندری نہین دیکھ دیکھکر بہت دوڑا کیا اب تعاقب مین میرے آ تو مین جانون کہ حلال زادہ
ہی یہ کہتا ہوا اسد غازی چلا جاتا ہی ایرج مایوس کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی باتین سن رہا ہی دم بخود ہی کیا کرے
طرماسپ اور دیلم بھی آئے ایرج نے کہا دیکھو دیوانہ وہ جاتا ہی ہماری محنت و مشقت مفت برباد ہوئی کچھ نہ کر سکے
اس دیوانہ کا اور یہ آنکھون کے سامنے سے چلا گیا اور دعا مانگی کہ ای نیر اعظم کوئی جہاز کشتی سبک غراب ناخدا تو مجھکو
بھیج کہ مین اسپر چڑھکر اس دیوانے کا تعاقب کرون کہ اسنے بہت سے تیرے بندون کو مار ڈالا ہی کہ دیکھا جہاز کچھ دریا مین
آتے ہوئے معلوم ہوتے ہین اور اسی طرف چلے آتے ہین یہان سے پکارنا شروع کیا کہ ای جہاز والو بندہ آفتاب پرستان
ایرج نوجوان کھڑا ہوا ہی تمھین بلاتا ہی اور اب اسد غازی کے جہاز بہت دور نکلگئے کچھ بوندین سی سیاہی معلوم
ہوتی ہی اتفاقات روزگار یہ جہاز خواجہ فولاد غلام فرخ بازرگان کے ہین وہ خواجہ فولاد کہ جو ایرج کو قفل ہیرین
سلیمانی سے لیکر قلعہ ذوالامان مین آیا تھا اور ملکہ گیتی افروز کو دکھایا تھا اسنے جو نام ایرج کا سنا جلدی
جہازون کو دوڑا کر کنارے پر لایا ایرج کو سلام کیا حال پوچھا کہا کہ وہ دیوانہ بھاگا جاتا ہی مجھے تو اس تک پہونچا
نیر اعظم نے تجھے وقت پر پہونچایا خواجہ فولاد نے کہا کہ چلئے سوار ہو جیے مین تو آپ کا غلام ہون ایرج نوجوان مع
طرماسپ اور دیلم شاطر زنگی سوار ہوا اور تعاقب مین اسد غازی کے چلا یہین سے نعرہ کیا کہ او دیوانے آیا
مین کہان جاتا ہی ایرج کی آواز جو کان مین اسد غازی کے پہونچی پھر کر جو دیکھا کچھ جہازون کے آنے کی کیفیت معلوم
ہوئی اسد نے کہا کہ یارو غضب ہوا کہ اس پاجی کو بھی جہاز ملگئے آتا ہی تعاقب مین سب رفیقون نے عرض کیا
پیر و مرشد کچھ اندیشہ نہین ایک مرتبہ لڑ کر مر جائینگے اسد غازی نے کہا مرتا کیا نہ کرتا پھر اور کیا ہوگا سو اسکے
مثل مشہور ہی کہ دبلے پر جیونٹی بھی کاٹ کھاتی ہی گو وقت دعا کا ہی اگر زندگی باقی ہی تو خدا مدد کریگا سبھون نے
دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اپنے مولا علی ابن ابیطالب غالب کل غالب کو پکارا کہ آقا
باپ میرا آپ کا نظر کردہ ہی مجھپر بھی نگاہ شفقت فرمائیے آپ حلال مشکلات دافع مہمات ہین مین اس دیوانے کے
گرداب بلا مین پھنسا ہوا ہون مجکو اکر نکالیے اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے بچائیے بس دعا مانگتا تھا اور سب
رفیق آمین یا رب العالمین کہتے ہین کہ یکایک سامنے سے ایک قلعہ دریا مین دکھائی دیا کہ چار طرف اسکے دریا حائل
ہی اور بیچ مین وہ قلعہ مانند حباب کے ہی اور قلعہ کی طرف سے ایک کشتی نمایان ہوئی اور کچھ لوگ اس کشتی کے پکار
رہے تھے کہ اسد بن کرب غازی کس جہاز پر ہی اسد پکارا کہ مین ہون اسد بن کرب دلاور بس وہ کشتی قریب
آئی اور ایک تاجدار اس کشتی پر سے جہاز پر آیا قدمون کو اسد غازی کے بوسہ دیا اور کہا کہ جلد چلیے قلعہ کے اندر
یہ قلعہ حضوری کا ہی اسد غازی نے پوچھا کہ تو کون ہی اور نام تیرا کیا ہی اسنے عرض کیا کہ مجھے سہراب قلعہ نشین
کہتے ہین شب کو خواب مین حضرت ابراہیم علی نبینا و آلہ و علیہ السلام تشریف فرما ہوئے تھے مجکو مسلمان کیا
اور آپ کے آنے کی خبر دی کہ ایرج تعاقب مین آتا ہی اسد فرمایا کہ اسد میرا فرزند ہی اپنے قلعہ مین
اسے لے آؤ اور ایرج کے ہاتھ سے بچاؤ اور یہ مژدہ اسد غازی کو دو کہ شاہزادہ لندھور الدہر زندہ ہی اور
وہ عنقریب جام جہان نما یعنے جام جم تیرے واسطے بھیجا چاہتا ہی اسد یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہوا اور

ہمراہ شہراب دریا نشین کے قلعہ مین داخل ہوا فضل بن آشوب وغیرہ کو بھی اپنے قلعہ مین لے آیا اور کہا کہ
ابھی نہ جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ آفتاب پرست کچھ تمکو ایذا دے اور پوشاک فقیرانہ اتاری گولہ اندازون کو حکم دیا کہ
جہاز ایرج کے اگر سامنے سے نمودار ہون تو مار کر گولے اڑا دینا قلعہ مین سب انتظام درست ہو گیا گولہ انداز توپون
پر بیٹھ گئے دوربین لگائے ہوئے دیکھ رہے ہین کہ یکایک سامنے سے جہاز خواجہ فولاد کے نمایان ہوئے ایرج
نوجوان نے اسد غازی کو دیکھا کہ فیلبند دروازے پر بیٹھا ہوا ہی رفیق گرد و پیش جمع ہین اور پکار رہا ہی کہ
او آفتاب پرست اب یہان آ تو معلوم ہوا ایرج نے للکارا کہ او دیوانے آیا ہین کہ ادھر سے گولہ چھوٹنے لگا ایک دو جہاز
تو ٹکڑے اڑ گیا اب تو جہاز پیچھے بھگائے اسد نے توق بجائی بس ساتھ ہی اسد غازی کے بارہ ہزار توپون کی آواز
ملکر بلند ہوئی گویا صور اسرافیل پھنکا جہاز ایرج کے گولون کی زد سے ہٹکر دور کھڑے ہوئے ایرج بڑی دیر تک دیکھا کیا کہ
یہ دیوانہ مکان اس مین جا بیٹھا اب یہ ہاتھ نہ آئیگا طہماسپ نے کہا پیر و مرشد دو دریچے چلئے جب یہان سے نکل آئیگا
اُسوقت سمجھ لیا جائیگا بس ایرج وہان سے پھر کر شہر عنطلی آباد مین آیا اور لشکر کو آراستہ کرکے ملک سبائل کو
راہی ہوا کوچ بکوچ منزل بہ منزل چلا جاتا ہی ایک دن صبح کا وقت ہی بہزاد مرتد کا ہاتھ پکڑے ہوئے
اور دو چار سردار ہمراہ دارائے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان ایک طرف چلا آتا ہی فوج دریا ہی دور
دور ہین کہ ایک طرف سے سیاہی ایرج کو معلوم ہوئی لندھور سے پوچھا کہ یہ سیاہی کاہے کی ہی لندھور نے کہا
کہ کوئی پہاڑ ہوگا ایرج خاموش ہوا تھا کہ بہزاد نے کہا ای شہریار لندھور آپ سے چھپاتے ہین ظاہر نہین کرتے یہ
قلعہ ارتنوس حصار ہی عمرو کا بنوایا ہوا اسمین تمام خزانہ عمرو کا بھرا ہوا ہی جو عمرو نے تمام عمر مین پیدا کیا ہی
وہ سب اسمین ہی تو گنج یہان ہین ایرج نوجوان نے کہا تم کیون چھپاتے تھے ای دارائے ہند مجھے تجھسے یہ امید نہ تھی
لندھور نے کہا کہ تم طمع کو کام فرماؤگے اور یہ مال بلائے بے درمان آفت جان کا ہی جو ایک کوڑی پر اپنی جان دیتا ہی
ایرج بولا خوب مجھکو تو مال و خزانہ درکار ہین اس قلعہ کو ضرور لونگا مال و اسباب اپنے تحت و تصرف مین لاؤنگا
لندھور بن سعدان نے کہا اول تو یہ قلعہ عیارون کے قبضے مین ہی دروازہ قلعہ کا ظاہر مین کسی طرف نہین ہی ہاتھ
آنا قلعہ کا بہت دشوار ہی مقابلہ عیارون سے ہوگا دانتون پسینہ آجائیگا اور بعد وقت ہاتھ بھی آیا تو عمرو سے بغض
مول لیا اس قلعہ کی طرف رخ کرنا اچھا نہین ایرج نے کہا کہ مین جہانگیر ہون بغیر اس قلعے کے لیے آگے نہ بڑھونگا
اور خواجہ عمرو نے تو میرے پیر قطب دوران کو مارا ہی مین اُسکا دشمن جانی ہون مال اسکا لونگا اور حکم دیا
کہ لشکر ہمارا اسی طرف چلے لندھور نے کہا ایرج میرا کہنا مانو ادھر کا رخ نہ کرو ورنہ بہت پچھتاؤگے ایرج کا ارادہ
ہرچہ بادا باد اسوقت لندھور بن سعدان نے کہا ہمارے تمھارے وعدہ ہی کہ جو مال ملک گیری مین ہاتھ لگے
اُسے ہم تم نصف نصف بانٹ لین تمہین یہ قول یاد ہی اقرار پر اپنے قائم ہو یا نہین ایرج بولا قول مردان
جان دارد جو منہ سے کہا وہ کہا مین کیا اپنے اقرار سے پھرا جاتا ہون لندھور نے کہا خیر مین نے
یاد دلا دیا صاحب اقبال ہو قلعہ ضرور لوگے اسمین کچھ شک نہین القصہ ایرج کوچ کرکے قریب قلعے کے آیا
چارون طرف سے قلعہ کا محاصرہ کر لیا فوج گرد قلعہ کے اُتر پڑی اوپر سے ایک ادھ گولہ پڑنا شروع ہوا دس بیس آدمی
کام آئے گولے کی زد سے ہٹ کر اُترے سرہنگ علی غلام خاص خواجہ عمرو کا قلعہ پر سے پکارا کہ او آفتاب پرست
تو نے احسان ولی اللہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے فراموش کر دئیے بھول گیا اسے کو یاد تو تو بزاز کی دکان پر بیٹھکر کپڑا بیچا کرتا تھا
خواجہ عمرو نے تجھے اس مرتبے کو پہونچا دیا پہلے تو نے وہ بیمروتی کی کہ ملک عنطلی آباد اسکی زوجہ سے چھینا اب تو یہان

مال اُنکا لینے آیا ہی تو واقعی حلال زادہ ہی سب نشانیاں تجھ مین حلال زادگی کی موجود ہین ایرج نے کہا کمند داس سے
کیون شامت آئی ہی اگر زندگی اپنی چاہتا ہی تو خزانہ خواجہ عمرو کا جلدی سے میرے حوالے کر اور میری بیعت مین آ اگر
موجود ہو اگر اسکے خلاف کیا تو دم بھر مین قلعہ لے لونگا اور پھر ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سب عیارون کو قتل کر دونگا
سرہنگ نے کہا خیر اب تو یہان آ گیا ہی معلوم ہو جائیگا ایرج نے سامنے سے قلعہ کے پھر کر اپنی بارگاہ مین آ کر باہم مشورہ
کرنا شروع کیا کہ دو ایک روز اور دیکھتا ہون اگر یہ عیار میرے پاس اگر موجود ہوا تو خیر نہین تو سمجھ لیا جائیگا یہان تو یہ
صلاح و مشورے ہین اُدھر دو پہر رات گئے عیارون نے قلعہ سے باہر نکلکر لشکر ایرج کے قریب جا کر حقہاے آتشبازی جو داغ کر
مارے ہزارہا آدمی جلگئے خیمون مین آگ لگگئی بہت سا اسباب جلگیا صبح کو وہ آگ بجھی ایرج نوجوان نے کہا کہ یہ بڑا غضب
ہوا ارے دریافت کرو یہ کدھر سے آئے لوگ تو کہتے ہین اس قلعہ کا راستہ نہین ہر چند ہرکارون نے تفحص کیا کہین
سراغ نہ لگا ناچار ایرج سے آ کر عرض کیا کہ ہمین نہین معلوم ہوتا کہ عیار کدھر سے آئے دوسری شب کو پھر ان عیارون
نے آ کر حقے آتشبازی کے مارے کہ تمام آفتاب پرست الامان پکارے ایرج نے کہا کہ لوگ کمینگاہ مین لگے رہین
دیکھین کہ کدھر سے وہ آتے ہین اور پھر کدھر جاتے ہین لوگ کمینگاہ مین بیٹھے لیکن وہان سرہنگ کی کو جو
خبر ہوئی کہ عیار جاتے ہین اور حقے آتشبازی کے مار کر جلاتے ہین عیارون پر بہت درہم برہم ہوا کہ تم کیون قلعہ
سے نکلکر باہر جاتے ہو جو کوئی کمین آتے جاتے دیکھ لیگا اور راستہ قلعہ کا اُسے معلوم ہو جائیگا تو قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا
تم لوگ عمداً قلعہ ہاتھ سے گنواتے ہو خبردار اب قلعہ سے باہر قدم نہ رکھنا سبھون نے عرض کیا کہ بہت اچھا اب ہم
اس ارادہ سے باز رہینگے مگر سرہنگ کی رات کو قلعہ سے باہر نکلا صورت بدلکر داخل لشکر ایرج ہوا آیا دروازہ
بارگاہ پر دیکھا تو دربار لگا ہوا ہی اور ذکر ہو رہا ہی کہ یہ عیار نہین معلوم کدھر سے آتے ہین اور جلا پھونک کر چلے جاتے
ہین شاپور شیر دل کہ رہا ہی کہ آج رات کو آئین تو معلوم ہو جائیگا جسوقت آوینگے سب کو گرفتار کر دونگا اگر چالاکی
سے وہ نکلجائینگے تو راستہ ہی آمد و رفت کا معلوم ہو جائیگا ایرج کہ رہا ہی کہ اے شاپور شیر دل ایک عیار کو بھی اگر پکڑا
تو اُس سے راستہ قلعہ کا معلوم ہو جائے شاپور بولا کہ سردست مین فکر مین لگا ہوا ہون سرہنگ کی سب گفتگو
سُنا کیا اور اپنے دل مین کہا کہ یہ آفتاب پرست تو سرہنگ ہی مگر تو بھی اپنی سرہنگی اسے دکھا دے کہ یہ آفتاب پرست
بھی جانے کہ کسی عیار سے پالا پڑا تھا جہانتک اسنے صبر کیا کہ دربار برخاست ہوا اور سب سردار اُٹھ اُٹھ کر اپنی اپنی
خوابگاہون کو روانہ ہوئے اور سرہنگ ایک خدمتگار کی صورت بنکر طرماسب کے ساتھ ہوا طرماسب اپنے
خیمے مین آیا لباس درباری اُتارا اور کپڑے پہنے کھانا طلب کیا خادمون نے لا کر حاضر کیا اسنے کھانا کھایا اور بستر خواب
پر جا کر سو رہا سرہنگ کی نے کھانا جو بچا تھا بیہوشی ملا کر سب کو تقسیم کر دیا اندر باہر والے سب کھا کر بیہوش ہوئے
اُسوقت سرہنگ روشنی گل کر کے پاس پلنگ کے آیا طرماسب کو بیہوش کیا حلقہاے کمند مین گرفتار کرکے صاف
لیے ہوئے چلا گیا صبح کو ایرج آ کر بارگاہ مین بیٹھا شاپور شیر دل سے پوچھا کہ معلوم ہوتا ہی رات کو کوئی عیار نہین
آیا شاپور بولا آتا تو گرفتار ہو جاتا مارے ڈر کے کوئی نہین آیا یہان ابھی یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک غلغلہ بلند ہوا
کہ طرماسب بستر خواب پر سے غائب ہو گیا یہ سنتے ہی ایرج دوڑا آ کر دیکھا کہ ایک کہرام مچا ہوا ہی ماتم برپا ہی سب لوگ
طرماسب کے رو رہے ہین ایرج نے شاپور کو طلب کیا اور تمام سرگذشت بیان کی شاپور شیر دل نے کہا
کہ عجب نہین سرہنگ کی طرماسب کو لیگیا ہو ایرج نے کہا کہ کیا غضب ہی کہ عیار اپنا کام کر جاتے ہین اور
ہم نشانہ بنے بیٹھے ہین اے شاپور تم غفلت نہ کرو اور راستہ انکی آمد و رفت کا بہت جلد دریافت کرو

شاپور نے عرض کیا کہ مین کسی وقت غافل نہین ہون تمام رات آنکھون مین کاٹتا ہون اُس روز شاپور شیر دل نے سر شام سے لوگ بٹھا دیے دبے کی چوکیان قائم کین اور آپ طلایہ کی گشت پر موجود ہوا اُس رات کو سرہنگ کی نقب دیگر دیلم شباط زنگی کو پکڑ لیگیا صبح کو ایرج نے جو سُنا بہت شاپور پر خفا ہوا شاپور نے عرض کیا کہ میری کیا خطا ہے مین کسی طرح قصور نہین کرتا تیسری شب کو سرہنگ کی بہزاد مرتد کو اسیر کر لیگیا اب ایرج حیران ہو کر کیا کرے شاپور شیر دل سے کہا کہ تم سے کچھ نہین ہوسکتا اُسنے کہا کہ مین مجبور ہون کسی اور کو میرا کام دیجیے مین اپنی جان کھپاتا ہون اور پھر میری قسمت مین ذلت و رسوائی ہے ایرج چپ ہو رہا مگر سرہنگ کی تو نہین دس بارہ سردارون کو لشکر ایرج سے لیگیا اور اسیر غل و زنجیر کر کے زندانخانے مین بھیجدیا اب خیال مین گذرا کہ آج چلکر ایرج کو پکڑ لائیے اور اس سے توبہ کروا لیے کہ پھر کبھی ادھر کا رخ نہ کرے بس یہ تہیہ کر کے لشکر ایرج مین آیا جب دربار برخاست ہوا اور سردار اپنے اپنے خیمون کو گئے ایرج اپنی آرامگاہ مین آیا کھانا کھا کر آرام فرمایا شاپور شیر دل نے چہار طرف چوکی پہرا قائم کیا آپ گرد خیمے کے پھر اگشت دیکر چلا گیا دو پہر رات گئی تھی کہ سرہنگ علی نے خیمے کے گرد پھرنا شروع کیا پشت پر جو خیمے کی آیا تو دیکھا کہ فراش بیٹھے ہوئے ہین کوئی شطرنج کھیل رہا ہے کوئی پچیسی مین مصروف ہے کوئی گنجیفہ کھیل رہے ہین شراب چل رہی ہے بس سرہنگ علی شاپور کے ایک شاگرد کی صورت بنکر آیا اور کہا کہ صاحبو غافل نہ ہونا اکثر تمہاری طرف سے کھٹکا ہوتا ہے اور مین بھی تمہارے پاس بیٹھا ہون جو تم نے کہا آئیے بیٹھیے شراب پیجیے حاضر ہے اسنے ذرا سی شراب خود پی باقی شراب مین بیہوشی ملا دی تمام فراش پی پی کر بیہوش ہو گئے اسنے قنات چاک کر کے جھانکا دیکھا تو خیمہ بہت تکلف کا کھنچا ہوا ہے پلنگ اُسکے نیچے بچھا ہوا ہے قمقمہ مانند برق کے تڑپ رہا ہے گرد شمعہائے مومی و کافوری روشن ہین عطر کے شیشون کے مُنہ کھلے ہوئے ہین خوشبو چلی آتی ہے خاصبردار پہرے پر کھڑے ہین خدمتگار چوکی پر بیٹھے ہین نکالکر پروانے بیہوشی کے تفنگ مین رکھکر جو مارے وہ شمع کی لو پر پڑے دھوئین سے اُسکے خاصبردار خدمتگار سب بیہوش ہو گئے سرہنگ کمال سرہنگی سے اندر آیا روشنی کو چادر عیاری سے گل کیا اب پلنگ کی طرف چلا اتفاقات روزگار ایرج کو تو کھٹکا لگا ہی ہوا تھا کہ جہان اور سردار اسیر ہو گئے ہین کہین کوئی مجھے بھی نہ پکڑ لیجائے نیند آنکھ اُسکی کھلگئی ایک سیاہ پوش کو سامنے آتے دیکھا دیدہ و دانستہ آنکھ اپنی بند کر لی مگر چشم پر پلکین مژگان ڈالدی ہاتھ کو سیدھا کر کے چپکا لیٹا رہا کہ یہ شخص قریب آئے تو پکڑ لیجیے سرہنگ علی جب پلنگ کے پاس آیا ہاتھ بڑھایا کہ دوشالہ مُنہ پر سے لے ایرج نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور ایک جھٹکا دیا کہ مُنہ کے بل آ رہا ایرج اسے دبوچ بیٹھا کہا تو کون ہے سچ سچ بتا سرہنگ نے کہا کہ آپ مجھے مار ڈالیے تو کشمکش رنج و الم سے نجات پا جاؤن ایرج بولا کہ تو حال اپنا کہہ اُسنے کہا کہ اے شہریار مین غلام ہون سرہنگ کی کا نام میرا فرخ ہے بیٹی پر سرہنگ کی عاشق ہوا تھا اُسنے خبر سنکر مجھے قید کیا تھا کل مجھے بلا کر کہا کہ جو تو ایرج کو جا کر پکڑ لا تو اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ کر دونگا نہین مار ڈالونگا مین نے کہا اچھا مین ایرج کے اسیر کرنے کو جاتا ہون اے شہریار یہان مین آیا تو گرفتار ہو گیا ہائے برا ہو اس عشق کا یہ جو چاہے سو کرے یہ کہکر رونے لگا ایرج بھی از بسکہ عاشق ہے اس درد سے واقف ہے کہا کہ اگر تو آفتاب پرست ہو اور مجھے قلعہ کا راستہ بتا دے تو وعدہ کرتا ہون کہ سرہنگ کی بیٹی تجھے دلوا دونگا اُسنے کہا کہ آپ مجھے چھوڑ دین تو کل مین آپ کو قلعہ مین لیچلونگا ایرج نے اُسے چھوڑ دیا کہا کہ جا اُسنے کہا کہ خالی ہاتھ جاؤنگا تو سرہنگ مجھے مار ڈالیگا ایک سردار کو پکڑ کر مجھے دیجیے کہ مین لیے جاؤن ایرج نے اُسی وقت طیفور صحرا نشین کو بلا کر جبراً و قہراً مشکین باندھکر حوالے کیا سرہنگ علی طیفور صحرا نشین کو پشتارے مین باندھکے لیکر چلا

صبح کو برج پر قلعہ کے آکر نعرہ کیا کہ ای آفتاب پرستو کمدواٹش کہ پاس فروش بچہ بازاری سے کہ مین رات کو تیرے
ہاتھ مین گرفتار ہوا تھا یون فریب دیکر چھوٹا مین اور ایک سردار کو بھی لے آیا لوگون نے ایرج نوجوان سے جاکر
تمام حال بیان کیا ایرج نے شاپور شیر دل سے کہا کہ سُنا تو نے عیار ایسے ہوتے ہین کہ کیا فریب دیکر چھوٹ
گیا ہی ایک تم ہو کہ آج تک کچھ سُراغ نہین لگا یا کہ دروازہ قلعہ کا کہان ہی اور یہ عیار کدھر سے آتے جاتے ہین
تم تو نام عیاری کا نہ لو شاپور نے کہا کہ ای شہریار آپ زیادہ نہ فرمائین اب مین جب دروازہ قلعہ کا پتا لگا لونگا
اُسیوقت آپ کو صورت دکھاؤنگا ورنہ لشکر مین نہ آؤنگا ایرج نے شاپور کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ بھائی تم آزردہ
نہ ہو مین جانتا ہون کہ تم قصور نہین کرتے مگر مجھکو کمال رنج ہی کہ مین نے سرہنگ کو گرفتار کیا اور وہ اس فریب سے
چھوٹ گیا القصہ شاپور عیارون کو ساتھ لیکر ہنگام شام سے ایک سمت کو زیر قلعہ کمینگاہ مین چھپا رہا تمام رات
گذر گئی کوئی آتے جاتے نہ معلوم ہوا دوسری شب کو دوسری طرف قلعہ کے گھات لگا کر بیٹھا ادھر بھی کسی آیندہ روندہ
کو نہ دیکھا ان دو شبون مین جو گذرین انھین فیروز دریا باری و مرجان دریا باری کو عیار گرفتار کر کے لے گئے تیسری
شب کو تیسری جانب قلعہ کے پہونچا اور ایک گوشے مین بیٹھ رہا کوئی دو پہر رات گئی تھی کہ ایک سیاہ پوش نظر آیا یہ
سرہنگ ملی تھا اسنے بھی دیکھا کہ کوئی کمینگاہ مین چھپا ہی بس پکارا کہ افسوس مین پڑیا داروے بیہوشی کی بھول آیا
کہکر اُسی طرف پھر گیا اور بعد گھڑی بھر کے بہت سے عیار ساتھ لیکر آیا یہان شاپور شیر دل اپنے شاگردون سے کہتا
ہی کہ سرہنگ ملی آیا تھا مگر پھر گیا بیٹھے رہو شاید پھر آئے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ سرہنگ نے نعرہ کیا کہ او ناعیارو
تم میری نظر مین چھپے ہو جاؤگے کہان میرے ہاتھ سے اور تیغ کھینچکر کر کے لگی تلوار چلنے تمام عیار شاپور کے مارے
گئے شاپور خود بجان واحد ہزار خرابی سے بچکر نکلگیا سرہنگ نے سب عیارون کی لاشین دور پھنکوا دین ادھر
شاپور نے آکر تمام احوال ایرج سے بیان کیا ایرج نے کہا ای شاپور آج شب کو ہم تمھارے ساتھ چلین اور وہان
بیٹھکر دیکھین شاید راستہ قلعہ کے جانے کا ملجائے کہا بہت اچھا چلیے گا القصہ رات کو شاپور اور ایرج دونون آکر گھات
کے مقام پر بیٹھے دو پہر رات گئی ہوگی کہ دیکھا ان دونون نے ایک عیار پیدا ہوا اور مانند باد صرصر کے نکلگیا ایرج
نے شاپور سے کہا کہ دیکھا تمنے کس چالاکی سے نکلگیا آؤ دیکھو تو سہی کہین نشان معلوم ہو یہ کہکر دونون ڈھونڈھتے
ہوئے روانہ ہوئے آتے آتے ایک غار معلوم ہوا شاپور نے فتیلہ عیاری روشن کیا غار مین چلا دور تک تاریکی
معلوم ہوئی بعد اُسکے روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک چرخ بلند قائم ہی اور ایک کھٹولا اُسمین لٹکا ہوا ہی ایرج نے شاپور
سے کہا کہ سبحان اللہ عمرو کیا عاقل ہی دیکھو راستہ کیا چھپا ہوا رکھا ہی کہ کوئی لاکھ تلاش کرے مگر نہ ملے شاپور نے کہا کہ آپ
کہین چھپ کر کھڑے ہو رہین سرہنگ ملی آتا ہوگا دیکھیے کس طرح قلعہ پر جاتا ہی یہ دونون پوشیدہ کھڑے ہین
کوئی چار گھڑی رات باقی ہوگی سرہنگ ملی پشتارہ بدوش پیدا ہوا ایرج نے شاپور شیر دل سے کہا کہ اسے
پکڑ لے شاپور نے عرض کی کہ ای شہریار اگر یہ ہاتھ نہ آیا تو مقدمہ ابتر ہو جائیگا پھر کچھ نہ ہو سکیگا دیکھیے تو جاتا
کیونکر ہی بس یہ دیکھتے تھے کہ سرہنگ نے آواز دی کہ ارے مین آیا ہون کھٹولا نیچے اُتارو بس بمجرد اس کہنے
کے آواز غراڑے کی بلند ہوئی اور کھٹولا زنجیرون مین بندھا ہوا نیچے آیا سرہنگ اُسپر سوار ہوا کھٹولا
اوپر کھنچ گیا ایرج نے شاپور سے کہا کہ نہین معلوم آج سرہنگ کس کو یہان سے پکڑ لے گیا اور یہی باتین کرتے
ہوئے وہان سے اپنے لشکر مین آئے سُنا کہ رات کو مالک بن ملکوت شاہ کو کوئی لیگیا ایرج نے کہا خیر سمجھا
جائیگا اب سواے ارسلان شاہ کے کوئی لشکر مین باقی نہین رہا سرہنگ ملی سب کو اسیر کر لیگا

ایرج نے شاپور سے کہا کہ آج شب کو قلعہ کے اندر چلینگے اور قلعہ کو لے لینگے بارے کھانا کھا کر سو رہے دن گذر گیا
رات کو شاپور شیر دل اور ایرج دونون روانہ ہوئے اُسی غار مین آکر چھپ رہے دو پہر رات گئے دیکھا کہ سرہنگ
اُسی طرح چرخ برسے اُترا اور راہی ہوگیا ایک لحظہ بھر کے بعد شاپور نے آواز دی ارے کھٹولا نیچے پھینکو مین کچھ کام
کے واسطے آیا ہون عیار تو وہان موجود تھے ہی اُنھون نے سرہنگ کے دھوکے مین کھٹولا نیچے پھینکا ایرج اور
شاپور اُسپر سوار ہوئے کھٹولا اوپر کھینچا ایک طرفۃ العین مین اوپر آگئے بس ایرج نے نعرہ کیا منم زبدۂ آفتاب پرستان
ایرج نوجوان اور شاپور نے نعرہ کیا کہ منم شاپور شیر دل اور تلوارین کھینچکر عیارون پر گرے اُنکی تلوار چلنے ادھر
سردار جو ایرج کے زندانخانے مین قید تھے اُنھون نے ایرج کے نعرے کی آواز سنکر پکڑ دھکڑ ہتھکڑیان بیڑیان گلے کے
طوق جھٹکے دیے قیدین توڑ توڑ کر نکلے لڑنے لگے مگر عیار اور سردار کا مقابلہ کیا عیار کب پہلوان کے سامنے ٹھہر سکتا ہے
طرماسپ نے چار چار کو ایک ایک ضرب مین نقش زمین کر دیا ایرج نے لاش پر لاش گرا دی دیلم شاطر زنگی نے
بھی بہتون کو مارا بہت سے عیار قتل ہوئے اکثر عیار چھپ رہے اکثر عیار بھاگنے کا راستہ پا کر بھاگ گئے لشکر ایرج
بھی اسی راہ سے داخل قلعہ ہوا سرہنگ کو جو یہ حال معلوم ہوا روتا ہوا ایک سمت کو چلا گیا یہان اب ایرج
نے مال عمرو کا ڈھونڈھنا شروع کیا کسی تہخانے مین کسی کوٹھری مین ایک حبہ نہ نکلا ایرج نے کہا ای بہزاد یہ فقط
نام ہی سُنتے تھے کہ خواجہ عمرو کا بڑا خزانہ ہے اور نو گنج ہین اب وہ کہان گئے وہ جو مثل مشہور ہے کہ دور کے ڈھول سہانے
وہ سچ ٹھہرا بہزاد نے کہا کہ ای شہریار یہ ممکن نہین جو خزانہ عمرو کا یہان نہ ہو ایرج نے کہا نہین معلوم کہان ہے ایک
ایک گوشہ ایک ایک کونہ ہم ڈھونڈھ چکے ہر جگہ کی زمین کھُدوا چکے اب کیا تحت الثری مین ہوگا بہزاد مکرر
کہ رہا ہے کہ پیر و مرشد خزانہ عمرو کا یہین ہے القصہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے حیران ہو گئے تھے کہ وسط قلعہ مین ایک
گنبد سبز معلوم ہوا بہزاد نے کہا کہ اسے تو کھلوائیے القصہ اُس گنبد کو وا کیا اندر اُسکے آئے وہان بھی کچھ نہ پایا ایرج
نے کہا کہ کچھ کہین نہین ہے عبث مین نے لندھور کا کہنا نہ مانا خواجہ عمرو کے عیارون کو بھی قتل کیا اور کچھ ہاتھ نہ آیا
اسی اثنا مین طرماسپ کے پاؤن کے نیچے سے ایک اینٹ سرکی طرماسپ نے اور زور کیا دو چار اینٹین اور
ہٹ گئین گڑھا ہو گیا ایرج نے کہا یہان کھدواؤ وہانکی زمین کو جو کھدوایا ایک دروازہ پایا اُسے جو کھولا تہخانہ معلوم
ہوا روشنی ساتھ لیکر اندر گئے دیکھا کہ انبار زر و جواہر کا لگا ہوا ہے ایرج نہایت خوش ہوا بہزاد بولا کہ دیکھا آپ نے
کسقدر خزانہ ہے ای پیر و مرشد اسنے عالم کو لوٹا ہے اسی اثنا مین ایرج نے دیکھا کہ سب مال کے اوپر ایک صندوقچہ ہے اور اسپر
لکھا ہوا ہے کہ این جان عمرو بن امیہ ضمری ست ایرج نے بہزاد سے کہا کہ کوئی بہت تحفہ چیز معلوم ہوتی ہے کہکر
صندوقچہ کھولا اُسمین ایک ذری سی ڈبیا نکلی اسپر لکھا تھا کہ این روح عمرو است ایرج نے اُسے زور سے کھولا اور آواز
بھق سے ہوئی غبار بیہوشی جو اُڑا ایرج اور بہزاد دونون بیہوش ہو گئے قضا نے کار راستہ اس تہخانے کا باہر
سے قلعہ کے بھی ہے نقب کا منہ لگا ہوا ہے اُدھر سے سرہنگ نکل آیا کہ دیکھون مال و خزانہ ایرج کے ہاتھ
آگیا یا نہین اندر جو آیا دیکھا کہ ایرج و بہزاد دونون بیہوش پڑے ہین دل مین کہا ای سرہنگ یہ خواجہ سلامت کی
حکمت سے دونون بیہوش ہوئے ہین اب تو وہ تدبیر کر کہ مال برباد نہ ہو پس ایرج کو اُسنے پشتارے مین باندھا اور
ایک رقعہ اس مضمون کا لکھکر کہ منم سرہنگ نکلی ایرج کو پکڑ لیا جاتا ہون ملک سبائل مین اگر زندگی اسکی چاہتے ہو
تو اس مال سے ایک حبہ برباد نہ ہونے پائے گنجینہ رکھا رہے جسوقت حمزہ صاحبقران ظلمات سے پھرینگے اور خواجہ سلامت
اگر گنجینہ خزانہ آباد دیکھ لینگے ایرج کو چھوڑ دینگے گلے مین بہزاد کے باندھ دیا اور خود وہان سے نکلکر قلعہ کے ۔ الامان کا

راستہ لیا مگر یہان بہزاد اور ایرج کو دیر جو لگی طرماسپ نے کہا یارو چلکر دیکھو تو کہ یہ کیا ماجرا ہی کہ جو ابتک ایرج
نوجوان اندر سے نہین نکلے یہ کہکر طرماسپ اور دیلم شباط زنگی اور مالک بن ملکوت یہ سب اندر آئے دیکھا
تو مال و خزانہ تو لا انتہا ہی اور بہزاد بیہوش پڑا ہوا ہی ایرج کا نام و نشان نہین حیران ہوئے کہ ایرج کیا ہو گیا دیکھا
تو بہزاد کے گلے مین ایک کاغذ لکھا ہوا پڑا ہی اُسے جو کھولکر پڑھا سر پیٹا کہ افسوس فتح کی شکست ہو گئی ہائے یہ کیا
ہو گیا وہان سے باہر نکلے تہخانہ اُسی طرح بند کرا دیا چوکی پہرا قائم کیا عیار جو مارے گئے تھے انھین دفن کیا
شاپور شیر دل خبر کے واسطے روانہ ہوا یہ سب حال لندھور سے بیان کیا لندھور نے کہا کہ مین نے پہلے ہی ایرج
کو منع کیا تھا کہ اس قلعہ پر نہ جاؤ اُسنے نہ مانا اب اسقدر غلام عمرو کے مارے گئے ہین بڑی خرابیان لاحق ہونگی
مگر خاطر جمع رکھو ایرج کی جان کا اندیشہ نہین ہی انکو ہمین چھوڑیے حال سنیے سرہنگ ملی کا کہ یہ شاہراہ تو لیا نہین
کہ ایسا نہو کوئی میرے تعاقب مین آئے کوہ و صحرا کی راہ سے چلا ہی اُڑا ہوا جاتا ہی شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی کنوان
کھائین گڑھا سب اُسکے سامنے برابر ہی جست و خیز کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ شعر چنان میدوید از نشیب و فراز
کہ گردش نمیدید شاہین و باز ✦ جاتے جاتے ایک صحرائے سبز و خرم مین پہونچا دیکھا تو ایک جگہ کچھ درخت
گنجان ہین اور ایک فقیر بر ترو پر وہان بیٹھا ہوا ہی سرہنگ اُسے دیکھتا ہوا اُدھر سے گذرا کہ اُس فقیر نے
آواز دی کہ بابا گٹھڑا یہ تیری پیٹھ پر کیا لدا ہی سرہنگ پکارا کہ او خر دمنڈے تجھے کیا میری پیٹھ پر کچھ ہو اُسنے کہا کہ اگر
تو نہ بتائیگا تو آگے بڑھنے بھی پائیگا یہ کہکر کچھ ہاتھ زمین پر مارکر پانون سرہنگ کے زمین نے پکڑ لیے تمام سرہنگی
بھول گیا اور وہ فقیر اُٹھکر ہاتھ سرہنگ کا پکڑ کر کھینچ لیگیا اور خطاب کیا سچ بتا کہ یہ پشتارہ کسکا ہی تو کون ہی
سرہنگ نے کہا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا مین ساحران عنظلی آباد سے ہون نام میرا عنقائے جادو ہی جب سے
شہر عنظلی آباد برباد ہوا مین یہان آکر رہا ہون سرہنگ ملی سمجھا کہ ایرج کے ہاتھ سے جو شہر عنظلی آباد تباہ ہوا اور
ملکہ جادو بھاگی ہی جب سے شاید یہ یہان آرہا ہی یہ ایرج کا بیشک دشمن ہوگا سرہنگ نے کہا کہ اے عنقائے جادو
اس پشتارے مین ایرج آفتاب پرست ہی کہ اسنے بارہ ہزار غلام خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے مارے ہین اور مال و
خزانہ انکا اپنے قبضے مین لایا ہی مین اسے لیے جاتا ہون ملک سبائل مین سلیمان شاہ فارسی کے پاس عنقائے جادو
پکارا شاباش او ناعیار اگر عمرو مارا جاتا تو مین بہت خوش ہوتا اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون مین خدا پرستون کے
نام کا دشمن ہون یہ کہکر پشتارہ پیٹھ پر سے سرہنگ ملی کی لے لیا اور اسی درخت سے باندھ دیا پھر ایرج کو پشتارے
سے نکالکر ہوش مین لایا ایرج نوجوان نے جو آنکھ کھولی اپنے کو حلقہائے کمند مین اسیر پایا اور دیکھا کہ ایک
جادوگر سر پر کھڑا ہی ایرج نے پوچھا کہ آپ نے مجھے کیون باندھا ہی اُسنے کہا کہ یہ عیار تجھے پکڑ لایا ہی مین نے
اس سے تجھے چھوڑا لیا ہی ایرج نے زور کیا حلقہائے کمند ٹوٹ گئے ایرج اُٹھکر عنقائے جادو سے بغلگیر ہوا کہا کہ آپنے
مجھپر بڑا احسان کیا نہین تو یہ عیار نہین معلوم میرے ساتھ کیا کرتا اب آپ اپنا حال تو بیان کیجیے کہ اس صحرا
مین اکیلے کیون رہنا اختیار کیا ہی اُسنے بیان کیا کہ کیا پوچھتے ہو مین کوتوال شہر عنظلی آباد تھا امیر حمزہ صاحبقران
نے سب ساحران عنظلی آباد کو قتل کیا مالک بن زردہشت مارا گیا مین وہان سے بھاگ کر یہان آرہا ایرج نوجوان
نے کہا اے عنقائے جادو اب حمزہ کا عمل شہر عنظلی آباد مین نہین ہی اب وہان کا مالک مین ہون تمکو وہان کا
بادشاہ کرونگا مگر اے عنقائے جادو مین عجب مرض مین گرفتار ہون کہ اسکا علاج کسی سے نہین ہو سکتا یہ کہکر رونے
لگا یہانتک رویا کہ آنکھین لال ہو گئین ہچکی لگگئی عنقائے جادو نے استفسار حال کیا کہ اے زبدہ آفتاب پرستان

شاید مجھسے کچھ آپ کے مرض کی دوا ہو سکے ایرج نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور پکارا ۔ مرا سوزیست اندر دل
اگر گویم زبان سوزد + دگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد عنقاے جادو بولا کہ مرض آپ کا معلوم ہوا آپ
کہیں کسی کے عاشق ہیں اور معشوق آپکا آپ کو نہیں ملتا اسکی جدائی میں بیقرار ہیں فرمائیے کہاں ہے معشوق آپکا
آپ کسپر عاشق ہیں ایرج نے کہا اے عنقاے جادو تمنے خوب پہچانا واقعی میں مبتلاے درد محبت ہوں اور
جدائی یار میں بیقرار رہوں عنقاے جادو نے پوچھا فرمائیے کہاں ہے معشوق آپ کا اگر آسمان پر ہوگا تو وہاں سے بھی
لاسکتا ہوں ایرج نے کہا نہ آسمان پر ہے نہ زمین کے اندر ہے خدا پرستوں کے قبضے میں ہے اُسنے کہا کہ نام و نشان بتلائیے میں
ابھی جاکر لاتا ہوں ایرج نے بیان کیا کہ اے عنقاے جادو تمنے سنا ہوگا کہ نور خالص چکیدۂ قدرت ملکہ گیتی افروز
بیٹی لقا خداے باختر کی جسکو قاسم بیٹے پوتا امیر حمزہ کا بجبر لقا سے چھین کر لیگیا تھا اب قاسم مرچکا مدت ہوئی کہ اژدہا
اُسنے نگل گیا لقا نے اُسے مجھے بخش دیا اور وہ بھی مجھے چاہتی ہے میری جدائی میں تڑپتی ہے قلعہ ذوالامان میں ہے عنقاے
جادو نے کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں اُسے اُٹھائے لاتا ہوں ایرج نوجوان کو کھانا کھلایا سرہنگ علی سامنے بندھا
ہوا کھڑا تھا اُسے بھی دیا ایرج نے کہا میں اسے مارے ڈالتا ہوں عنقاے جادو بولا ابھی اسکو نہ قتل کرو ملکہ گیتی افروز
کو لے آؤں پھر تمھیں اختیار ہے جو چاہنا کرنا یہ کہکے اسم سحر کا پڑھکر اپنے اوپر دم کیا زمین پر گر کر لوٹا ایک عقاب کی
صورت بنکر تیار ہوا اڑکر جانب آسمان روانہ ہوا آتے آتے قلعہ ذوالامان پر پہونچا کوئی چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ
آکر دیوار سرالبستان پر بیٹھا اور چار طرف دیکھنے لگا کہ ملکہ گیتی افروز کونسی ہے قضاے کار ملکہ گیتی افروز اُسوقت چمن
کی سیر میں مصروف تھیں اپنی ہمنشین جلیسیں ہمراہ باتیں شاہزادہ خاور سیاہ کی کرتی چلی آتی تھیں کہ صاحبو ایسی ساعت سے
وہ مجھسے جدا ہوئے کہ پھر صورت انکی نہ دکھائی دی بس معلوم ہوا کہ اب قیامت کو ملاقات ہوگی ساتھ والیاں کہہ رہی تھیں کہ
واری یہ آپ کیا ارشاد فرماتی ہیں خواجہ نامدون نے جو مدت بتائی ہے اُسمیں تھوڑے ہی دن باقی ہیں خدا فضل کرے تو
اب بہت جلد اُس شہریار سے ملاقات ہوتی ہے اسی اثنا میں نگاہ ملکہ گیتی افروز کی اُس عقاب پر پڑی کہ دیوار پر بیٹھا ہوا
ہے اور چار طرف دیکھ رہا ہے کہا کہ اے دل آرام میرا تیر و کمان تو اُٹھا لا وہ جلدی سے تیر و کمان لائی ملکہ گیتی افروز نے
تیر کمان میں جوڑا ساتھ والیوں سے کہا کہ صاحبو میں فال دیکھتی ہوں کہ اگر اس عقاب کو میں نے مارا تو قاسم سے
ملاقات ہوگی اور جانونگی کہ قاسم زندہ ہے اور جو تیر میرا خالی گیا اور عقاب نہ ہدف ہوا تو امید ملاقات قطع ہو جائیگی
ساتھ والیاں سوچیں کہ اگر ملکہ گیتی افروز نے تیر مارا اور عقاب پر نہ پڑا تو طرح طرح کے خیالات ملکہ کے دل میں
آئینگے اور عجب نہیں کہ ملکہ غم میں شاہزادہ خاور سیاہ کے روتے روتے اپنی جان دیدے یہ سمجھکر کہا کہ بلاؤں فال
تو ابھی نہیں ہے اسکو دیجیے ملکہ گیتی افروز نے کہنا انکا نہ سنا تیر عقاب پر مارا عقاب کا خیال تو اور طرف تھا
ملکہ گوہر مالک وغیرہ کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا سر دیا کا بالکل ہوش نہ تھا تیر آکر سینے پر جو پڑا پار گذر گیا اور
عقاب نے ایک نعرہ کیا کہ افسوس مردم و مطلب خود نرسیدم ملکہ گیتی افروز کو لینے آیا تھا اپنی جان نذر دینے آیا تھا
بے صدا دیتا ہوا اُڑ اچھلا گیا محل میں ایک غل ہوا کہ یہ کوئی جادوگر تھا کہ ملکہ گیتی افروز کو لینے آیا تھا خدا نے خیر کی
یہ تو ذری باد فتح ہوائی اُسی وقت ملکہ پر تصدق اُترنے لگے مظفر بن ضیغم خون آشام نے خوان تصدق کے
بھجوائے اور عرض کرا بھیجا کہ حضور ذرا دیکھ بھال کر باہر نکلا کریں اور جتنے اس فال کا حال سنا کہا کہ بی بی
فال تمھاری راست آئی تمھاری کلفت کے دن بھی کٹ گئے اور قاسم بھی سلامتی سے زندہ ہیں یہاں تو یہ باتیں
ہو ہی رہی ہیں مگر عنقاے جادو حرامزادہ تیر کھائے ہوئے خون جاری برا حال آکر ایرج نوجوان کے پاس گر پڑا

اور کہا تیرے واسطے جان میری گئی ایک سیاہ پوش عورت نے مجھپر تیر مارا کہ کلیجے کو میرے ہدف کیا اور جناد شہید
کر دیا ایرج نے کہا وہی ملکہ گیتی افروز تھی جس روز سے قاسم کو اژدہا نگلگیا ہو وہ سیاہ پوش رہتی ہی یہ باتین تھین کہ
عنقاے جادو تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوا ایرج نے دیکھا کہ عنقاے جادو بصورت اصلی ہو گیا جان آسین مین ہی
ایرج خوب اُسکے غم مین رویا حالت تباہ کی ہر دم کہتا تھا کہ ای عنقا جادو مین بھی اپنی جان تیرے ساتھ دونگا
بعد تیرے زندہ نہ رہونگا آخر کار اُسے آگ مین جلوا دیا لوگ جو اُسکے پاس تھے انھین مال و اسباب اُسکا دیکر
رخصت کر دیا ایک گھوڑا فقط اپنے واسطے رکھ لیا بعد اسکے تلوار کھینچکر سرہنگ علی کو قتل کرنے اٹھا سرہنگ
نے کہا کہ اگر تو مجھے مار ڈالیگا تو اسی صحرا مین سر ٹپک ٹپک کر مر جائیگا اور راہ اپنے لشکر کی نہ پائیگا اور جو تجھے
نہ قتل کریگا تو مین تجھے تیرے لشکر مین پہونچا دونگا ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ یہ سچ کہتا ہی کہا ای سرہنگ علی
مین تجھے یہان نہ چھوڑونگا لشکر مین پہونچکر چھوڑ دونگا اور ابھی تجھے چھوڑ دون تو تو مجھے صحرا مین آوارہ و سرگردان
کرکے اپنی راہ لیگا آگے بھی تو مجھسے دغا کر چکا ہی مجھے تیری بات کا اعتماد نہین یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا اور
سرہنگ کی مشکین باندھکر ساتھ لے لیا کر چل آگے آگے جہان دن تمام ہوتا ہی اور رات ہو جاتی ہی سرہنگ علی
کو درخت سے باندھ دیتا ہی گھوڑے کو آب و غذا سے سیر کرکے سو رہتا ہی ایک دن کا ذکر سنیے کہ دوپہر کے وقت ایرج
نوجوان درخت کے نیچے پڑا سو رہا ہی اور سرہنگ درخت سے بندھا ہوا ہی گھوڑا چر رہا ہی سرہنگ اپنی گرفتاری
سے پریشان ہی اور اپنے دل مین کہ رہا ہی کہ ای سرہنگ علی عمرو تجھے اپنا مال سپرد کر گیا تھا اُسکی حفاظت تو
نہ کر سکا کیون تو قلعہ سے باہر گیا کہ راستہ اُسکا اورون کو معلوم ہوا اور حریف اسمین آگئے تیری ہی نادانی سے قلعہ
بھی گیا غلام بھی عمرو کے مارے گئے اب تجھے بھی یہ آفتاب پرست زندہ نہ چھوڑیگا ضرور قتل کریگا مال گیا جان بھی گئی
بس اسی خیال مین رو رو کر دعا مانگ رہا تھا کہ زنگولون کی صدا بلند ہوئی اور سامنے سے ایک عیار کو آتے دیکھا
اُدھر اُس عیار نے دیکھا کہ ایک شخص درخت سے بندھا ہوا کھڑا ہی اور ایک نوجوان ماہ طلعت درخت کے نیچے سو رہا
گھوڑا گھانس کھاتا پھرتا ہی قریب آکر جو دیکھا سرہنگ علی کو پہچانا ایرج نوجوان کو دیکھا سرہنگ علی سے پوچھا کہ
یہ کیا معاملہ ہی مین تو سنون اُسنے تمام حال بیان کیا جانثور بن قران نے کہا خوب مین اُسے باندھکر تیرے حوالے کرتا
ہون تو جہان جی چاہے اسے لیجا اور نکالکر دارو بیہوشی دماغ مین ایرج نوجوان کے پھونکدی کہ وہ اور بیخبر ہو گیا
حلقہاے کمند سے باندھا سرہنگ علی کو درخت سے کھولا اور کہا کہ اب تمھین اختیار ہی جہان چاہو لے جاؤ
سرہنگ علی نے بہت سی دعائین دین جانثور بن قران تو چلا گیا سرہنگ علی ایرج کو پشتارے مین باندھکر
پر پشتارہ لگاکر ملک بابل کو روانہ ہوا پاے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی کوئی دو مین کوس آیا ہوگا کہ گرد و غبار رنگ
شفق اٹھا کر چرخ دوار کو تیرہ و تار کر دیا جب وہ گرد شق ہوئی دیکھا تو خورشید ستارہ پرست پانچ لاکھ کی جمعیت سے
نظر آیا سرہنگ علی نے چاہا کہ راستہ کاٹ کر اودھر طرف جائے کہ ادھر ستارہ پرستون نے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش
ادھر آتا تھا اب اور طرف کو پھرا جاتا ہی خورشید سے حال بیان کیا خورشید ستارہ پرست نے کہا کہ خبردار وہ جانے
نہ پائے سوارون نے گھوڑے دوڑائے چار طرف سے گھیر لیا کہا کہ چل ہمارے ساتھ ہمارے صاحبقران نے تجھے بلایا
ہی ناچار سرہنگ سامنے آیا پوچھا کہ تو کون ہی اور یہ پشتارہ کسکا ہی اُسوقت سرہنگ علی نے تمام حال بیان کیا
خورشید پکارا کہ اگر اپنی جان کی سلامتی چاہتا ہی تو پشتارہ میرے حوالے کر اور جہان تیرا جی چاہے چلا جا ناچار
ہوکر سرہنگ نے پشتارہ دیدیا اور سبکبار ہوکر چلا دل مین اپنے کہا کہ ای سرہنگ علی اقبال اس صاحب پرست کا یاد ہی

طالع مددگار ہین تو اسکا کچھ نہین کرسکتا اب تو چل خدمت مین عمرو بن امیہ ضمری کی بس یہ اپنے دل مین ٹھان کر کچھ غلام عمرو
کے جو ارمنوس حصار کے علاقے مین پوشیدہ تھے انکو ڈھونڈھکر اپنے ہمراہ لیکر سیاہ لباس پہنا جانورون پر سوار ہو کر ظلمات
کا راستہ لیا ادھر خورشید ستارہ پرست نے ایرج کو اسیر غل و زنجیر کرکے زندانخانے مین بھیجدیا اور کوچ کرکے روانہ ہوا ادھر
شاپور شیر دل کئی منزل تک بدرایرج کو ڈھونڈھکر پھر گیا مالک بن ملکوت شاہ سے آکر کہا کہ مجھے تو کہین پتا ایرج
کا نہین معلوم ہوا خدا جانے سرہنگ کدھر لیگیا مالک بن ملکوت شاہ نے حکم دیا کہ مال عمرو کا قلعہ مین سے نکلوا کر
جمع کروا اور چوکی پہرا اسپر رہے کہ تلف نہ ہونے پائے بموجب حکم کے قلعہ کو کھدوا دیا مال اسمین سے نکلوا کر ایک جگہ ڈھیر
کیا چارطرف پہرے مقرر کیے مگر اب حال سنیے اسد بن کرب غازی کا کہ یہ قلعہ مین سہراب دریانشین کے بیٹھا ہی
ضرغام کو خبر کے واسطے بھیجا ہی کہ دیکھو یہ آفتاب پرست کہان ہی ضرغام نے جاکر تمام حال دریافت کرکے آکر عرض کیا کہ
قلعہ ارمنوس حصار کھدگیا سب مال عمرو کا قلعہ سے نکلکر ایک مقام پر ڈھیر ہوا اور ایرج کو سرہنگ کی پکڑ لیگیا ہی
اسد غازی نے کہا کہ غضب ہوا اور اجان کا مال تلف ہوا مین جاکر جبتک لایا جائیگا لاونگا بس اپنے رفقا سمیت
قلعہ سے باہر آیا اور رات کے وقت لشکر ایرج پر شبخون آکر گرا بہت سے لوگون کو قتل کرکے بارہ ہزار صندوق مال و
جواہر کے لیگیا اور قلعہ سرخان مین لاکر رکھا اور سہراب سے کہا کہ اسے بحفاظت رکھو اور دوسری شب کو پھر شبخون
مارکر بارہ ہزار صندوق لیگیا تیسری شب کو اور بارہ ہزار صندوق لیگیا چوتھی شب کو طرماسپ بن طہماس خود
مستعد ہوکر بیٹھا کہ اس دیوانے نے غضب کیا کہ چھتیس ہزار صندوق تین شبخون مارکر لیگیا آج جسطرح ہو اسے
لیا چاہیے کوئی دو پہر رات گئی ہوگی کہ اسد نے برابر لشکر کے پہونچکر بوق بجائی بارہ ہزار بوق بجی گویا صور اسرافیل
پھکا اور تلوار کھینچکر جو گرا لگا قتل کرنے کھاتے کو اور پیتے کو اور سوتے کو اور جاگتے کو جو ذیحیات نظر آیا اسے قتل کرنا
شروع کیا مگر طرماسپ نے جو بوق کی آواز سنی گینڈے پر سوار ہوکر دوڑا برابر اسد غازی کے پہونچکر نعرہ کیا کہ او
دیوانے آج مین کب تجھے چھوڑتا ہون کہ زندہ میرے ہاتھ سے نکلجاے اسد پکارا مجھے کیا غرض ہی کہ مین ہر کس ناکس
سے سامنا کرون اور تجھ ایسے حرامزادے سے تو اگر حلالی ہوتا یعنے اپنے باپ کے طریقے پر ہوتا تو مین مقابلہ کرتا یہ کہکر سبکو
بھگا یا ابرش گل اندام سکندری انکے زیر ران تھا ایک طرفۃ العین مین کہین کا کہین پہونچا اور کسی کی یہ جرات
نہ پڑی کہ اسد غازی کو روکتا طرماسپ نے تعاقب کیا یہانتک کہ اسد لشکر ایرج سے نکل آیا اور جانب صحرا چلا
طرماسپ بھی تعاقب مین اسد غازی کے راہی ہوا کوئی تین چار کوس اسد لشکر ایرج سے آیا ہوگا کہ دور سے
روشنی معلوم ہوئی اسد نے ضرغام شیر دل سے کہا کہ دیکھ تو یہ روشنی کیسی ہی وہ گیا اور آکر عرض کیا کہ یہ لشکر
خورشید ستارہ پرست کا اترا ہوا ہی بس یہ سنکر خوش ہوا اور ابراہیم سے کہا کہ دیکھو طرماسپ کو لشکر خورشید سے
لڑوائے دیتا ہون اور یہ کہکر لشکر خورشید پر آکر گرا اور تلوار مین مارتا ہوا ایک طرف سے آیا اور دوسری طرف سے
نکلگیا طرماسپ جو یہان پہونچا اپنے ہمراہیون سمیت وہ بھی لشکر خورشید پر گرا ادھر ستارہ پرست بھی تیار ہو گئے لگی
تلوار چلنے تلوار چلتے چلتے صبح ہوگئی طرماسپ نے جو دیکھا کہ یہ لشکر اسد غازی کا نہین ہی خورشید کا ہی اپنے دل مین کہا
کہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ خورشید دیوانے کا شریک ہو کر شبخون ہمارے لشکر پر جاکر کرتا تھا ادھر سے خورشید سوار ہو چکا تھا
آفتاب پرستون کو قتل کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ طرماسپ سے مقابلہ ہوا طرماسپ للکارا کہ او ستارہ پرست آج مجھے
معلوم ہوا کہ تو دیوانے کا شریک ہو کر شبخون لا کر گرتا تھا خورشید نے کہا کہ میرا کام یہ نہین کہ شبخون کسی پر جاکر کرون البتہ
تو نے میرے لشکر کو آکر تہ و بالا کردیا ہی مین بغیر مارے تجھے کب چھوڑتا ہون قصہ مختصر طرماسپ نے ساطور مارا خورشید نے

ساطور کو سپر پر روکا کہ دستہ ساطور کا سپر پر پڑا بس مرکب خورشید کا زمین مین غرق ہو گیا مگر باگ مرکب کی جولی اور
اشارہ کیا وہ طبقۂ زمین کا لیکر نکلا اب خورشید نے تلوار ماری کہ سپر کو قلم کر کے سر پر طرماسپ کے پڑی تلوار تا دو ابرو
اُتر گئی طرماسپ نے سر اپنا کھینچا تلوار گینڈے کے سر پر پڑی کہ دو ہو گیا گینڈا اور طرماسپ دو ٹون گرے ستارہ پرستون
نے طرماسپ کو پکڑ لیا باقی آفتاب پرست شکست کھا کر بھاگے خورشید نے حکم دیا کہ طرماسپ کو قید کرو اسیوقت
آہنگرون کو بلوا کر ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھ پاؤن مین ڈلوا دین جہان ایرج قید تھا وہین اسے بھی لاکر اسیر کیا
طرماسپ نے جو ایرج کو دیکھا بہت خوش ہوا سلام کیا حال پوچھا کہ اس عیار کے ہاتھ سے کیونکر آپ نے رہائی پائی
خورشید کے ہاتھ ہونکر لگے ایرج نے تمام سرگذشت اپنی کہی کہ عنقائے جادو کے باعث سے اس عیار کے ہاتھ سے
چھوٹا اور مارا جانا عنقائے جادو کا ملکہ گیتی افروز کے ہاتھ سے اور سرہنگ ملی کو مشکین باندھکر ہمراہ لیکر چلنا
اور اثنائے راہ مین پھر سرہنگ کے ہاتھ سے اپنا گرفتار ہونا اور خورشید ستارہ پرست کا سرہنگ سے پشتارہ
چھین لینا بیان کیا طرماسپ نے کہا آپ سے اور خورشید سے کمال دوستی تھی پھر آپ کو خورشید نے قید کیون کیا
چھوڑ کیون نہ دیا ایرج نے کہا ای طرماسپ مجھکو خورشید نے ابھی تک سامنے نہین بلایا اور مین نے سنا ہے کہ
اب خورشید اور غضنفر بن اسد سے کمال محبت ہے معلوم ہوتا ہے کہ خورشید پھر طرفدار خدا پرستون کا ہو گیا
طرماسپ بولا خیر جو نیر اعظم کی مرضی لیکن یہان خورشید جو سپہر کو آرام کر کے اٹھا منھ ہاتھ دھو کر بارگاہ مین
آکر بیٹھا تمام رفقا اسکے جمع ہوے غضنفر بن اسد مع شہاب بن فولاد اژدرگیر اور عادل شاہ کے آیا
وہ بھی جانب خورشید کے دنگل پر آکر متمکن ہوا خورشید نے تعظیم کی خیر و عافیت مزاج پوچھی اور کہا ای غضنفر
یہ آفتاب پرست نہایت بیمروت ہے کہ عمرو ایسا شخص جسنے اسکو خاک سے پاک کیا مرتبہ صاحبقرانی کو پہونچایا
اسکے ساتھ ایسی حرکت ناسزا اسنے کی کہ اسکے ناموس ملکہ جادو کو عوجان دریا باری کے حوالے کیے دیتا تھا وہ
عورت شیرزن تھی کہ اسنے عزت اپنی بچائی عوجان کو مار کر چلی گئی اور اب ایرج نے قلعہ ارسوس حصار کو کہ جسمین
تمام مال عمرو کا تھا لوٹا اور بارہ ہزار غلام عمرو کے قتل کیے ایسے نالائق بیمروت کو قتل کرنا لازم ہے غضنفر بولا آپکو
اختیار ہے حقیقت مین اسکی بیمروتیان مشہور ہین شاہزادہ نورالدہر کے ساتھ ہفت منظر سلیمانی پر کیا حرکت
بیہودہ کی تھی کہ انکے جسم اقدس پر کوڑا مارا تھا بیشک یہ پاجی ہے خورشید نے کہا مین اُسے بلا کر تلقین دین ستارہ پرستی
کرتا ہون اگر اسنے میرا دین قبول کیا فبہا نہین تو قتل کر دونگا غضنفر بولا کہ ایرج دین آپکا نہین قبول کریگا خورشید
بولا کہ پھر میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور چوبدار سے کہا کہ جاکر لاؤ ایرج کو وہ زندانخانے کو روانہ ہوا اتفاقات روزگار
اسد بن کرب غازی غضنفر کی بیعت کرنے کا حال سنکر وضع اپنی بدلے ہوئے سامنے کھڑا تھا گفتگو سن رہا تھا
یہ جو دیکھا کہ چوبدار ایرج کے لینے کو جاتا ہے اپنے دل مین کہا کہ ای اسد تو چلکر عذر و معذرت کر کے خورشید سے ملجا
اور ایرج کو قتل کرا لیں اسد اپنے دل مین یہ سوچ رہا تھا کہ داروغہ زندانخانہ ایرج اور طرماسپ کو لیے ہوے داخل
بارگاہ ہوا بس اسد بیتاب ہو کر بصورت اصلی بنکر رومال سے ہاتھ باندھکر خورشید کے سامنے آیا پاس آکر قدمون پر
سر رکھدیا اور کہا ای خورشید مین تمہارا گنہگار ہون یہ تلوار حاضر ہے مجھے قتل کرو مجھکو جدائی تمہاری کسیطرح گوارا نہین
جسقدر محبت مجھے شاہزادہ نورالدہر سے ہے اسیقدر تجھسے ہے غضنفر نے شہاب بن فولاد اژدرگیر سے کہا کہ دیکھو
باوا جان آئے اور بیچار نگ لائے مگر خورشید نے جو اسد غازی کو قدمون پر گرے ہوئے پایا سر کو اٹھا کے گلے
سے لگایا اور بولا ای اسد بن کرب دلاور مین نے بالکل خطا تمہاری معاف کی مجھکو تم سے کینہ کچھ نہین یہ کہکر

کرسی جواہر نگار منگوا کر اسد غازی کو بٹھایا مگر ایرج نے جو یہ کیفیت دیکھی جلکر خاک ہوگیا بطریق آفتاب پرستان
سلام کیا خورشید نے کہا ای ایرج بہتر یہ ہی کہ دین ستارہ پرستی قبول کر نہیں تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا ایرج نے
کہا او خورشید کچھ مجھکو تونے نہین گرفتار کیا ہی ایک عیار مکر و دغا سے مجھے اسیر کیے ہوئے لیے جاتا تھا اُس سے
تنے مجھے چھینا ہی اگر تمکو دعوی صاحبقرانی کا ہی تو مجھکو سر میدان زیر کرو مین تمہارا دین قبول کرون ورنہ
تمہارے اختیار مین ہون جو چاہو کرو خورشید نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی ہم تمھین چھوڑے دیتے ہین جب
سر میدان زیر کرینگے تو ستارہ پرست کر لینگے بعد اسکے طماسپ سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو دین ستارہ پرستی کے
قبول کرنے مین اسنے کہا کہ آپ نے مجھے زخمداری مین اسیر کیا ہی مجھکو بقوت بازو زیر کیجیے تو مین بھی ستارہ پرست
ہو جاؤن خورشید نے کہا بہتر ہی اور اسد غازی سے خطاب کیا کہ بھی انکو چھوڑے دیتے ہین یہ حجت لائے ہین
چاہا خداوند پروین نے تو انکو سر میدان پکڑ کر تمہارے حوالے کرینگے اسد نے کچھ جواب نہ دیا چپ بیٹھا رہا خورشید نے
کہا بلواؤ آہنگرون کو کہ قید انکی دور کرین ایرج نے کہا کچھ آہنگرون کی حاجت نہین ہی قید کا ٹوٹنا وقت پر مقرر
ہی یہ کہکر پکڑ کر ہاتھ کی ہتھکڑی پاؤن کی بیڑی گلے کا طوق جھٹکا دیا کہ قید کو مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا
اور اُٹھ کھڑا ہوا طماسپ نے بھی قید توڑ ڈالی خورشید نے تعظیم کی اپنے برابر بٹھا لیا صحبت گرم ہوئی ناچ ہونے لگا
ساغر مے گردش مین آیا ایرج نے جو کئی جام متواتر پیے دماغ اُسکا گرم ہوا خورشید سے کہا کہ ای خورشید مجھکو عشق
نے مار ڈالا ہای عجب طرح کا بدقسمت ہون عنقائے جادو گیا تھا کہ قلعۂ ذوالامان مین سے ملکہ گیتی افروز
کو اُٹھا لائے وہ خود ہاتھ سے اُسکے مارا گیا ہای جسوقت عنقائے جادو تیر کھا کر میرے سامنے گر گیا تڑپ
تڑپ کر اُسنے اپنی جان دی اور مین بے نیل مقصود رہا اسد غازی نے جو نام ملکہ گیتی افروز کا سنا آگ ہوگیا
نعرہ کیا کہ او کرباس فروش بچۂ بازاری بادر بخطا تو میرے سامنے نام ملکہ گیتی افروز کا لیتا ہی دیکھ تو تیری کیا
حالت کرتا ہون اور تلوار کھینچکر ایرج پر ماری ایرج نے مسند کے تکیے پر روکی کہ تکیہ کٹ گیا ایرج سنبھلا تھا کہ
اسد دور ہو گیا اور خورشید ستارہ پرست سے کہا کہ تو نے اسی سے اس پاجی کو چھوڑ دیا تھا یہ کہکر بارگاہ سے
باہر آیا اور مرکب پر سوار ہوکر چلا یہان ایرج نے خورشید سے کہا کہ یہ دیوانہ نکل گیا مگر کہان جائیگا مار ڈالونگا اسے
اور خورشید سے رخصت ہوکر مع طماسپ اپنے لشکر کو روانہ ہوا غضنفر نے اپنے رفیقون سے کہا کہ دیکھا
بابا جان خفا ہو کر چلے گئے خورشید بولا ای غضنفر مجھے اور اسد غازی سے ایسا ربط و ضبط تھا کہ ہم اور
اسد یک جان دو قالب تھے مگر فلک تفرقہ انداز نے تفرقہ ڈلوا دیا اور اسوقت وہ ناحق مجھسے خفا ہو گئے
غضنفر نے کہا وہ آپ سے نہین خفا ہوئے ایرج کے کلام بیہودہ سے برافروختہ ہو کر چلے گئے اور مجھے انکی خفگی سے
کچھ مطلب نہین آپ نے دیکھا کہ مین نے انھین سلام تک نہین کیا آپ نے مجھے منع کیا تھا کہ اپنے باپ سے ملنا
اس سبب سے نہ ملا خورشید نے کہا کہ بھی صادق القول ایسے ہی ہوتے ہین اور دیکھو مین نے بھی ایرج سے کچھ برا اچھا
نہین کہا اور اب چلکر اُس سے مقابلہ کرتا ہون یہ آفتاب پرست جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اور بھی مین تمھین تمہارے
باپ سے ملنے کو اب منع نہین کرتا شوق سے ملو اور بھی باپ تمہارا اس کمزوری پر ایسا بہادر ہی کہ رستم بھی اگر ہوگا تو
ایسا ہی ہوگا اور عجب بے کینے نڈر آدمی ہی کہ مرنے کو تو ڈرتا ہی نہین اور اب تو وہ مجھسے بھی عذر خواہی کر چکا مجھکو
اب اُس سے کینہ نہین رہا اور حکم دیا کہ کوچ کی تیاری ہو انکو تو اثنائے راہ مین چھوڑیے حال ایرج اور طماسپ
کا سنیے کہ یہ دوسرے روز اپنے لشکر مین آئے مال جو عمرو کا قلعہ مین سے نکلا تھا آدھا آپ لیا اور آدھا

لندھور کو دیا لندھور نے اپنا نصف حصہ احتیاط سے رکھوا دیا کہ کبھی یہ مال بہت بڑے تحفے کا ہے دیکھیے کسکے
واسطے کیا آفت آئی ہے قصہ مختصر ایرج بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ عادی اور کشیدہ رو
آپہونچے ایرج بولا کچھ پروا نہین ہے جو نیر اعظم چاہیگا وہ کرینگے اتنے مین لشکر عادیون کا مقابل لشکر ایرج
اُترا ثمود عاد خیمے مین داخل ہوا بیٹھا مسند پر غم مین شاہزادہ نورالدہر کے راگ رنگ سب کچھ ترک کر دیا ہے اور
کشیدہ رویون کی طرف دیکھکر کہا کہ بھائیو طبل جنگ بجواؤ کل یا تو ہمنے اس آفتاب پرست کو مارا یا اپنی جان دی بعد
اُس شہریار کے زندگی کو جی نہین چاہتا غضب کیا اس بزرازچے نے کہ ایسے شاہزادے کو قتل کیا ڈالا کشیدہ رویون
نے کہا کہ بھائی ہم اپنے کو مردون مین شمار کرکے آئے ہین یا اپنے آقا کے قاتل کو مارا یا ہم بھی آقا پاس پہونچے طبل جنگ
بجنے کو حکم دیا اُسیوقت نقارہ رزمی گڑگڑایا یہ خبر ایرج کو ہوئی اُسنے بھی کوس حربی بجوایا چار پہر رات تیاری جنگ
رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے نبرد ہوئے صفین آراستہ ہوئین میدان تیار ہوا نقیب نعرے کرکے چلے گئے
ثمود عاد جو بدست گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوئے میدان مین آیا مبارز طلب کیا طرماش نے چاہا کہ مقابلے کو جائے
ایرج نے نہ جانے دیا کہا کہ مین اس تو سے تجھے مقابلہ نہ کرنے دونگا اگر تو مارا گیا تو پھر مین تجھے کہان پاؤنگا اور
مین نے تو سیکڑون دیون کو مارا ہے مین جاکر اسکا کام تمام کرونگا یہ کہکر آپ مرکب کو جھکا کر ثمود عاد کے مقابل ہوا دیکھا
ایرج کو ثمود عاد نے آنکھون مین خون اتر آیا کہا کہ او آفتاب پرست بے مروت تیرے دل نے کیونکر گوارا کیا کہ ایسے
شاہزادے کو تو نے مار ڈالا ایرج نے کہا اے ثمود عاد قسم ہے نیر اعظم آفتاب تابان کی کہ مین اس امر سے نہین آگاہ
ناحق اسد نے مجھے بدنام کیا ہے تحفہ غلط ہے اگر مین نورالدہر کو قتل کراتا اُسکے غم مین سیہ پوش کیون ہوتا آٹھ روز تک
اپنے لشکر سمیت سیہ پوش رہا اور پھر مجھکو قاتل نورالدہر مشہور کیا ثمود عاد بولا کہ تو نے قتل نہین کرایا تو بارگاہ
سلیمانی کیون طلب کی بعد اُسکے اسباب بھی شاہزادے کا منگوا بھیجا تھا اس سے ثابت ہوا کہ تو ہی باعث قتل شاہزادہ
نورالدہر ہے دوسرے یہ کہ تجھکو خیال تھا کہ نورالدہر کے سامنے شوکت و شان میری خاک مین ملی ہوئی ہے یہ زندہ ہے تو
مین سر نہ اُٹھا سکونگا اس باعث سے تو نے اُسکو قتل کرایا اور اب مکر کرتا ہے ہم تو بے آقا ہوگئے بغیر مارے تجھے
نہ چھوڑینگے ایرج نے کہا خیر اگر مین نے اُسے نہین مارا تھا تو بارے دیکھون کہ تو میرا کیا کرتا ہے لا جو حربہ تیرے پاس ہو
ثمود عاد پکارا تیرے حربے سے خدا بچائیگا تو مین بھی حربہ کرونگا بس ایرج نے نیزہ اُٹھا کر خبردار خبردار کہکر ثمود عاد
پر مارا ثمود نے نیزہ ایرج نوجوان کا نیزے پر روکا گئی طعن پر طعن چلنے دو گھڑی بھر مین ایرج نے نیزہ ثمود عاد کا ہوائی
کیا ثمود نے غیظ و غضب مین آکر جو بدست گران سنگ سر پر چرخ دے کر ایرج پر ماری ایرج نے گرز پر روکی تڑاقا پیدا ہوا
شرارے نکلے جگر زمین خوف سے شق ہوگیا مرکب تنگ تنگ غرق ہوگیا ہر موے سے پسینا جاری ہوا ایک سے ناک بند
ہوگئی ایرج بیہوش ہوگیا ایک تتق گرد کا بلند ہوا ثمود عاد پکارا کہ آکر ایرج کی خبر لو دیکھو اسپر کیا گذری شاہ نور دوڑا
گرد کے اندر گھسا پانی کا چھینٹا دیا گرد چھٹی دیکھا ایرج کو بیہوش کھڑا ہوا ہے پکارا کہ شہریار ہوشیار ہوجیے دیکھیے حریف
لاف و گزاف کر رہا ہے ایرج کی آنکھ کھل گئی کہا اے شاہ نور اس عادی نے بڑی ضرب لگائی روکی تو مین نے مگر ہاتھون
مین درد ہو رہا ہے یہ کہکر گھوڑے کو چاہا کہ زمین سے نکالے وہ اسپ گلی ہو چکا تھا پشت زمین سے کود کر خشمناک
ہوکر ثمود عاد پر دوڑا ادھر سے وہ بھی لپکا کشتی ہونے لگی دن بھر کشتی رہی تمام فن بینون کی یہ کیفیت ہے کہ لوہے مین
پارہ دیو آدمی کی لڑائی ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے جب تک ان دونون مین فیصلہ نہو گا ہمین تو کھانا پینا حرام ہے غرض آ
پانچ شبانہ روز کشتی رہی مگر اب ثمود عاد کی یہ کیفیت ہے کہ دم آچکا ہے فقط اپنے جسم کے لنگر پر اڑ رہا ہے کہ ایک

مقام پر ایرج نے تکمہ مار کر لشکر ثمود عاد کا توڑا اُٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر چڑھ کر مشکیں
ثمود عادی کی ایرج نے باندھ لیں طبل بازگشت بجوا کر پھر دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کو آئے ایرج بارگاہ میں
آکر بیٹھا ثمود کو سامنے بلایا اور کہا کہ دین میرا قبول کر ثمود عاد نے انکار کیا ایرج نے کہا بیعت میری اختیار کر
وہ بولا یہ بھی نہ ہوگا مجھکو بعد شاہزادہ نورالدہر کے زندگی منظور نہیں ہے جہان آپ سے تو نے قتل کرایا مجھے بھی قتل کر
ایرج نے ثمود عاد کو زندانخانے میں بھیجدیا اس اثنا میں ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ عادیوں نے پھر طبل جنگ
بجوایا ہے ایرج نے حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے دونوں لشکروں میں چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو
معرکۂ کارزار میں صف آرا ہوئے نقیب نہیب سُنا کر چلے گئے عاد بن ثمود میدان میں آیا مبارز طلب کیا ایرج
مقابلے کو نکلا بعد از نگاوری و رزنی و ہمسخنی نیزہ بازی ہوئی ایرج نے نیزہ عاد بن ثمود کا ہوائی کیا عاد بن ثمود نے
تلوار ماری ایرج نے وار اُسکا رد کر کے جو اپنا وار کیا تلوار سپر کو کاٹ کر خود کو دو کر کے سر پر پہنچی کہ تا دوابرو اُتر گئی
عاد بن ثمود نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکالی چادر خون کی جاری ہوئی غشی طاری ہوئی اقیاش کشیدہ رو
یہ حال دیکھ کر گینڈا بڑھا کر مقابل ہوا خوب نیزہ و تیغزنی کی لیکن ہاتھ سے ایرج نوجوان کے زخمی ہوا القاش کشیدہ رو
میدان میں آیا لیکن وقت جنگ زخم کھایا اقران کشیدہ رو نکلا وہ بھی زخمی ہوا آج ایرج تلوار کی لڑائی لڑ رہا ہے
اسلیے کہ سردار بہت ہیں کس کس کو زیر کرکے لیجائے گا آخرکار جتنے سردار تھے سب زخمی ہوئے اب کشیدہ رو
غصے میں آکر ایرج پر دوڑ پڑے یہ حال دیکھکر طرماسپ و دیلم شاط نے بھی اپنے گینڈوں کو دوڑایا لگی تلوار
چلنے جنگ مغلوبہ ہوئی کشیدہ رو آفتاب پرستوں کو پکڑ پکڑ کھانے لگے ایک غل آفتاب پرستوں میں ہوا کوئی منہ
پر کشیدہ رویوں کے نہیں چڑھتا بھاگے جاتے ہیں مگر ایرج نوجوان اور طرماسپ و دیلم شاط نے بہت سے
عادیوں و کشیدہ رویوں کو قتل کیا آخرکار تاب جنگ نہ لا سکے تمام عادی و کشیدہ رو اپنا مال و اسباب
لیکر بھاگے ایرج نے کہا شمار کرو کہ عادی اور کشیدہ رو کتنے مارے گئے اور آفتاب پرست کتنے کام آئے
غرض حساب جو کیا اور لاشیں گنیں تو قریب چار ہزار کے عادی اور کشیدہ رو کام آئے تھے اور آفتاب پرست
چالیس ہزار سے زیادہ اُنھوں نے کھا لیے تھے اور دس بیس ہزار لاشیں پڑی تھیں ایرج نے کہا یہ لوگ
بلا ہیں انسے عہدہ برآ ہونا بہت مشکل تھا یہ نیر اعظم آفتاب تابان کی مدد تھی کہ فتح پائی غرض یہی باتیں
کرتا ہوا فتح و فیروزی پھیر کر داخل بارگاہ ہوا سبھوں نے عرض کیا کہ ای شہریار یہ بڑی بلا لشکر پر سے دفع ہوئی
ایرج نے جواب دیا واقعی سچ ہے القصہ دوسرے دن ایرج نوجوان بارگاہ سلیمانی میں بیٹھا ہے دربار آراستہ ہے
طرماسپ بن طہماس و دیلم شاط زنگی اور سردار اپنے اپنے دنگلوں پر بیٹھے ہیں ناچ ہو رہا ہے جام شراب
گردش میں ہے ایرج کا دم گھبرایا حکم دیا کہ سراچے سامنے سے ہٹادو اسی وقت خدمتگاروں نے سراچے اُٹھوادیے
چوبہاے طلا و نقرہ پر قائم کیے گئے منقش کی ذودیگان تکمہ ہاے لعل و یاقوت سے باندھ دی گئیں ایرج سیر صحرا کی
دیکھنے لگا کہ جانوران خوش الحان مصروف ثناے رب دوجہان ہیں گلہاے بوقلموں نیرنگ عالم دکھا رہے ہیں ہوا
سرد چلی آتی ہے عجب کیفیت ہے مگر کوئی دو پہر دن چڑھا ہوگا کہ ایک طرف سے یکتی گرد و غبار بلند ہوا ہرکارے
خبر کے واسطے روانہ ہوئے لیکن جسوقت گردش ہوئی علمہاے ستارہ پیکر نمودار ہوئے بعد اُسکے اور جلوس گذرا
اور خورشید ستارہ پرست پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے دکھائی دیا اور مقابل لشکر ایرج کے اُترا ہرکاروں نے
آکر ایرج کو خبر دی کہ خورشید ستارہ پرست اور غضنفر بن اسد دونوں آئے ہیں ایرج نے کہا کچھ اندیشہ

نہین ہی مگر خورشید ستارہ پرست جو داخل بارگاہ ہوا اُسی وقت دبیر کو بلا کر کہا کہ نامہ لکھو ایرج کو کہ مال اسباب
جو عمرو بن امیہ ضمری کا ہتنے لیا ہی وہ سب بجنسہ اسی قلعہ ارمنوس حصار مین رکھوا دو جب حمزہ صاحبقران
ظلمات سے پھر کر آوینگے تو اُنسے فیصلہ کر کے لے لینا اور ملک صاحبقران عالیشان کے جو تنے لیے ہین انھین چھوڑ دو
اور مجھسے اگر بیعت کرو ورنہ مجھسے اور تمسے جنگ و جدل ہوگی دبیر نے یہ سنتے ہی نامہ تیار کیا خورشید ستارہ پرست
دوسرے دن صبح کو آکر بارگاہ مین بیٹھا چوکی مخملی منگوا کر بچھوائی اسپر نامہ سپر شمشیر جام شربت بیڑا پان کا رکھوا کر
پکارا کہ ایہا الناس کوئی ایسا ہی ہماری بارگاہ مین کہ یہ نامہ لیکر ایرج کے پاس جاے اور ہمارے نامے کا جواب
باصواب لیکر آئے ہنوز کلام ختم نہ ہوا تھا کہ غضنفر بن اسعد اپنے دنگل شوکت سے اُٹھا اور پکارا کہ اے خورشید مصرع
کار ما نیست و ما اینکار رایم + مین جاؤنگا اور جواب نامے کا لیکر آؤنگا خورشید بولا اے غضنفر تجھے اور ایرج
سے عداوت قدیم ہی تمہارے باپ کے خون کا وہ پیاسا ہی تم ہرگز نہ جاؤ تمھارا جانا مناسب نہ ہوگا غضنفر بولا کہ دد
براز بچہ اگر دشمن ہی تو ہو میرا کیا کریگا اور مین کچھ لڑنے جاتا ہون نامہ لیکر جاتا ہون اور مثل مشہور ہی کہ ایلچی
را زوالے نیست خورشید ناچار و مجبور ہو کر بولا خیر جاؤ خداوند پیرو دین تمھارا نگہبان ہی مگر کلام سخت نہ کرنا غضنفر
بولا تم تو ابھی سے اُس سے دبے جاتے ہو لڑوگے کیا خورشید نے کہا اچھا تم گالیان دینا دیکھون تو وہ کیا کرتا ہی
غضنفر تو چند رفقا ہمراہ لیکر روانہ ہوا مگر خورشید کو غضنفر کی طرف سے کھٹکا لگا ہوا ہی ہرکارون کی ڈاک بٹھادی ہی
کہ ہمین ایک ایک دم کی خبر پہونچے القصہ غضنفر آتے آتے داخل لشکر ایرج ہوا اب علم نشان اُکھڑواتا چلا آتا ہی یہ خبر
ایرج کو ہوئی کہ غضنفر خورشید کی طرف سے برسم ایلچی گری آتا ہی اور لشکر پر بدعت کر رہا ہی کہا کہ کوئی اُس سے خبر نہ لے
آنے دو یہانتک کہ غضنفر بن اسعد تمام لشکر کو طی کر کے دروازہ بارگاہ سلیمانی پر پہونچا دیکھا تو چوبدار پیادل کھڑے ہین
ہاتھی گھوڑا پالکی موجود ہی دو چار کوڑے مار کر سب کو ہٹا دیا گھوڑے پر سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوا بطریق اہل اسلام
سلام کیا لندھور بن سعدان اور رفقاے لندھور بن سعدان نے جواب سلام دیا ایرج نے حکم دیا کہ کرسی غضنفر
کے واسطے لاؤ جب تک لوگ کرسی لائین یہ سیدھا دنگل طرماسپ کے پاس آیا اور کہا کہ ایک لحظہ بھر کے واسطے دنگل
اپنا مجھے دیدو مین بیٹھکر جواب و سوال کر کے چلا جاؤنگا پھر تم اپنے دنگل پر آ بیٹھنا طرماسپ چاہتا ہی کہ کچھ کہے کہ
بہزاد مرتد دوڑ پڑا کہ او دیوانہ برج دیوانہ کیا سودائی پن کی گفتگو کرتا ہی تیرے واسطے کرسی آگئی ہی اُسپر بیٹھ جا یہ سنکر
غضنفر پکارا کہ او بے افزادے مرتد کیون تیری شامت آئی ہی بہزاد مرتد نے یہ کلمہ سخت جو سنا تلوار غضنفر پر ماری
غضنفر نے تلوار اسکی روک کر جو وار اپنا کیا سپر کٹی اور تلوار سر پر پھلی کہ تا دہا برد اُتر گئی طرماسپ اُٹھا کہ او دیوانے
تو نے بہزاد کو زخمی کیا کہان جائیگا غضنفر نے وہی تلوار طرماسپ پر ماری طرماسپ نے دھار تلوار کی بچا کر قبضے پر
ہاتھ ڈالدیا غضنفر نے بائین ہاتھ سے خنجر پشت دست طرماسپ پر مارا کہ ہاتھ کے پار گذر گیا قبضہ تلوار ہاتھ سے طرماسپ
کے چھوٹ گیا غضنفر نے پھر وہی تلوار ماری کہ کلہ طرماسپ کا زخمی ہوا زخم کاری لگا طرماسپ نے منہ پھیرا غضنفر
نے اور ایک ہاتھ مارا کہ وہ شانے پر پڑا شانہ زخمی ہوا اتنے مین ایرج دوڑ پڑا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ دو
سردارون کو زخمی کیا اب کیا طرماسپ کو مار ڈالیگا جیسے ہی ایرج قریب آیا غضنفر نے اُسپر بھی وہی تلوار ماری
ایرج نے خالی دے کر ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور ڈالکر زنجیر ہاتھ پانیر اعظم آفتاب نماہان لیکر اُٹھا لیا سر
پیچ دے کر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر بیٹھا مشکین باندھ لین اور پکارا کہ او دیوانے دین آفتاب پرستی اختیار کر
غضنفر نے کہا مین لاکھ لاکھ لعنت دین آفتاب پرستی پر کرتا ہون ایرج نے کہا خیر دین آفتاب پرستی اختیار نہ کر

تو بیعت مجھسے کر غضنفر پکارا کہ مین خورشید سے دست بیعت ہو چکا ہون اب کیا مین ہرجائی ہون کہ ہر ایک سے
بیعت کرون ایرج نے کہا کہ مین تجھے زندہ نہ چھوڑونگا اور کہا بلاؤ جلاد کو کہ اس دیوانے کو قتل کرے چوبدار جلاد
کے بلانے کو روانہ ہوا لندھور بن سعدان نے غضنفر سے خطاب کیا کہ صاحبزادے کیون اپنی جان دیتے ہو بیعت
کرنے مین کچھ تمھارا نقصان نہین ہے جوانی پر اپنی رحم کرو غضنفر بولا کہ بہت آپ کا دل میرے واسطے دکھا آپ اپنا
دل نہ دکھائیے مجھپر رحم نہ کھائیے سبحان اللہ کیا نمکحلالی آپ نے کی ہے خوب امیر حمزہ صاحبقران کے ملک آپ نے آباد
کرائے عمرو کے مال کی خوب حفاظت کی عاشق کسی پر ہو تو ایسا ہی ہو جسطرح آپ ہوئے ہین بس اب میری سعی وسفارش
نہ کیجیے گا اور ایرج سے کہا کہ تو مجھے قتل کر اس اثنا مین جلاد آکر موجود ہوا پکارا کہ کسکا پیمانۂ عمر لبریز ہوا کسکا رشتۂ
حیات منقطع ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہے ایرج پکارا کہ جلد اس دیوانے کو قتل کرو جلاد نے اسیوقت ریگ کا
چبوترہ بنا کر نطع اُسپر ڈالدیا ہاتھ پکڑ کر غضنفر کا نطع پر بٹھایا تلوار کھینچکر سر پر آکھڑا ہوا ایرج نے کہا منتظر کسکا ہے لگا
ایک ہاتھ جلاد نے خط سیاہ گردن پر کھینچا اور تیغ ہاتھ مین تولا اور پکارا کہ ہاتھ پر قوت رکھتا ہون تلوار باڑھ دار
ہے ایک ہاتھ مین کام تمام کرونگا ذرا مجھکو حکم دیجیے کسواسطے کہ مارڈالنا میرا کام ہے زندہ کرنا میرا کام نہین ہے اور غضنفر
نے دیکھا کہ اب جان بچتے نہین معلوم ہوتی آنکھون مین آنسو بھر لایا دل کو رجوع کیا پروردگار عالم کی طرف دعا مانگنے
لگا ابھی ایرج نے تیسرا حکم قتل کا نہین دیا تھا کہ دروازۂ بارگاہ پر غلغلہ ہوا اور خورشید ستارہ پرست سامنے
سے نظر آیا بطلوع ستارہ پرستان سلام کیا ایرج تعظیم کے واسطے اُٹھا خورشید کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر لاکر بٹھالا ساقی کو
اشارہ کیا کہ دے جام شراب کا اور عطردان پاندان گلگیر جو کچھ منگوا کر سامنے خورشید کے رکھے مزاج پرسی کی پوچھا
کہ آپ کیون تشریف لائے خورشید نے کہا کہ ای ایرج نوجوان مین نے غضنفر بن اسد کو برسم ایلچی گری تمھارے
پاس بھیجا تھا تم سے بعید امر ہوا کہ تمنے ایلچی کے قتل کا ارادہ کیا کسی نے بھی آج تک ایلچی کو قتل کیا ہے مثل مشہور ہے کہ
ایلچی رازدارانہ نیست ایرج نے کہا کہ ای خورشید یہ ایلچی گری کو آیا تھا یا ہر ایک کو قتل کرنے آیا تھا دیکھیے بہزاد
اور طرماسپ کو کہ انکا کیا حال بنایا ہے ماری ہی ڈالا تھا خورشید بولا یہ تو دیوانہ تھا طرماسپ کیون اسکے ساتھ
سودائی بنا اور عبث تکرار کی خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب غضنفر کو رہا کرو قتل سے باز رہو ایرج نے کہا بہت مجھے آپکی
خاطر عزیز ہے اور بلا کر آہنگرون کو کہا کہ قید غضنفر کی دور کرو اسی وقت آہنگرون نے آکر قید کاٹ دی غضنفر قید
سے چھوٹا کرسی پر آکر بیٹھا صحبت عیش گرم ہوئی لندھور سجدۂ شکر درگاہ جناب ایزدی مین بجا لایا کہ غضنفر
بن اسد چھوٹ گیا مگر غضنفر چپکا سوچ مین بیٹھا ہوا ہے کہ ایک گھڑی بھر کے بعد سر اُٹھایا اور کہا کہ ای ایرج
صاحبقران مین نے بیعت خورشید کی ترک کی مین جانتا تھا کہ خورشید کچھ بہادر ہے مگر یہ شجاعت وبہادری کیا جانے
مجھکو تمھاری خوشامد کرکے چھڑایا یہ بعید از جرأت و تہور ہے مین ایسے چاپلوس اور خوشامدی کی بیعت نہین کرتا اب
تمھاری بیعت کرنے پر راضی ہون اور اُٹھا کر لاؤ ہاتھ مین تمھاری بیعت کرون ایرج نے ہاتھ بڑھایا کہ آئیے بیعت کیجیے
خورشید محجوب اُداس بیٹھا ہے اور اپنے دل مین کہرہا ہے کہ یہ عجب طرح کا دیوانہ ہے ایسا سودائی دیکھا نہ سنا بس ایرج
نے جیسے ہی ہاتھ پھیلایا غضنفر نے ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا ایرج یہ سمجھا کہ شاید میرا ہاتھ آنکھون سے لگائیگا مگر غضنفر نے
ہاتھ پر ایرج کے تھوک دیا اور ایک طمانچہ مارا کہ اونہ ازہے ہم تیری بیعت کرینگے اور ہاتھ غضنفر کا بھرپور بیٹھا کہ
تمام بارگاہ آواز سے گونجی ایرج تیورا گیا اور ایک انگلی اُسکی آنکھ پر پڑی اس وجہ سے ایرج کو تو اُٹھنے
مین دیر ہوئی غضنفر کو دکر بھاگا ایک اور سردار اُٹھا کر غضنفر کو تھپڑ لگے مگر جو اُٹھا اُسے غضنفر نے

ایک ہاتھ مارا کہ وہ زخمی ہوا نیلم زنگی اور فیلم زنگی وغیرہ زخمی ہوئے غضنفر بارگاہ سے نکلکر مرکب پر سوار
ہوکر بوق بجاکر مع اپنے رفقا چل نکلا بعد ایک لمحہ کے ایرج بھی اُٹھکر دوڑا کہ کب چھوڑتا ہوں اس دیوانے کو
غضب کیا اُسنے جیسے ہی بارگاہ سے نکلا دیکھا دور ایک غل ہو کہ غضنفر مارے ڈالتا ہے ایرج مرکب پر سوار ہوکر چلا لینا
اس دیوانے کو غضب کیا اسنے اب یہ کیفیت ہے کہ آگے آگے تو غضنفر پیچھے پیچھے ایرج نوجوان چلے جاتے ہیں یہاں
خورشید نے اپنے دل میں کہا کہ ایرج غصے میں ہے ایسا نہ ہو کہ غضنفر کو مار ڈالے بس یہ خیال دل میں کرکے اُٹھا بارگاہ
سے باہر آیا مرکب پر سوار ہوا اور تعاقب میں ایرج اور غضنفر کے روانہ ہوا لیکن غضنفر اسی طرح بھاگا ہوا چلا جاتا ہے
ایک صحرا میں پہونچا تھا کہ ایرج بھی ساتھ ہی پہونچا اور للکارا کہ او دیوانے آپہونچا میں غضنفر نے ہر چند گھوڑے کو
کوڑا کیا مگر آگے نہ بڑھا اتنے میں ایرج آپہونچا اور تلوار غضنفر پر ماری غضنفر نے اپنے کو بچایا لیکن مرکب کے پچھلے دھڑ پر پڑی
پٹھا اور دونوں پاؤں کٹگئے غضنفر کو دپڑا اور تیر کمان میں جوڑ کر مارا مرکب پر ایرج کے پڑا کہ گھوڑا مارا گیا ایرج
بھی مرکب سے کودا غضنفر نے ایک تیر اور مارا کہ وہ بلغے پر پڑا تیر مار کے بھاگا ایرج بھی دوڑا اب دونوں پیادہ پا
ہیں غضنفر دبلا پتلا ایرج لحیم و شحیم کیونکر اُس تک پہونچے آتے آتے غضنفر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا ایرج زیر کوہ آکر
پہونچا پکارا کہ او دیوانے آیا میں وہیں آکر تجھے مارونگا مگر عجب عالم ہے ایرج کا کہ تلووں میں آبلے پڑگئے ہیں پاؤں
تھک گئے ہیں چاہتا تھا کہ پہاڑ پر چڑھے کہ ادھر سے خورشید پہونچا ادھر قہاب بن فولاد اژدگیر اور عادل شاہ
اور سب رفقا غضنفر کے پہونچے خورشید نے ایرج سے کہا کہ بس پھر جاؤ یہ شدنی نہیں کہ میرے ہوتے غضنفر پر ہاتھ
ڈالو اور غضنفر کے لوگ بھی آگئے تمہارے رفیق بھی آپہونچے ناحق کشت و خون ہوگا ارادہ فاسد سے باز آؤ کل تمہارے
تمہارے سامنا ہے ایرج بولا ای خورشید تم ان لوگوں سے ناحق ملتے ہو بابچے اس دیوانے کے تمہارے ساتھ کیا
سلوک کیا جو اس سے تم فیض کو پہونچو گے جب بچاؤ گے یہ نہایت فیلیے ہیں اور میں تو تمہارے کہنے سے پھرا جاتا ہوں
مگر یہ عہد پرست اب زیر کاہ ہیں تمہیں معلوم کیا ہے کہ اس دیوانے نے تجھے بیعت کی ہے پھر تمہیں دغا دیگا خورشید
چپکا سنا کیا جواب نہ دیا کہ اتنے میں ایرج کے سردار سامنے سے دکھائی دیے ایرج اپنے لشکر کو پھر گیا اور خورشید غضنفر ہی
ساتھ لیکر باتیں کرتا ہوا اپنے لشکر میں آیا داخل بارگاہ ہوا ناچ ہونے لگا جام مئے ارغوانی گردش میں آیا دو چار جام
شراب کے پی کر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ خبردار ایرج کے روانہ ہوئے اور بیان کیا کہ خورشید نے طبل جنگ بجوایا ہے ایرج
نے کہا کچھ پروا نہیں ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بیدرنگ بجے نقارہ زرمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی
لشکروں میں تیاری ہونے لگی ہر ایک آلات حرب و ضرب درست کرنے لگا اسیطرح صبح ہوئی دونوں لشکر میدان
جدال و قتال میں صف آرا ہوئے نقیب نقابت کرکے چلے گئے خورشید اپنے لشکر سے مرکب کو چمکاکر نکلا میدان میں
آیا سراپا جنگ کا دکھایا جب خوب عرق عرق ہوگیا گھوڑا بھی پسینے میں تر ہوگیا ٹھہر کر نیزہ گاڑا اور مبارز طلب کیا
ادھر ایرج اپنے لشکر سے نکلا گھوڑا بڑھاکر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی
مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ سپرد کیا نیر اعظم کو وہی تمہارا نگہبان ہے ایرج نوجوان مالک بن ملکوت شاہ سے
رخصت ہوکر مقابل خورشید ہوا خورشید بھی تیار تھا دوڑپڑا دونوں مرکب برابر سے ہٹلے اصل مسلکر رانوں میں
ایک نے دوسرے سے مقابلہ کیا بعد از آن نیزہ بازی ہوئی دونوں نے بھالے سنبھالے نیزہ بازی ہونے لگی
یہانتک کہ سنانیں بنانیں بیکار ہوگئیں اور مطلب کسی کا حاصل نہ ہوا پھینک پھینک کر نیزے ہاتھوں سے
تلواریں کھینچ لیں لگی تلوار چلنے دونوں کیسے زبردست ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو بجلیاں ہیں کہ کوندتی ہیں یہانتک

کہ دوپہر تلوار چلی ایکبار گھوڑے نے خورشید کے سکندری کھائی اور تلوار سر پر پہنچی کرتا دو ابرو اتر گئی اور چادر خون
کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی لوگ دوڑ پڑے اور خورشید کو اٹھا لیگئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا غضنفر بن
اسد نکلا آتے ہی برس پڑا خوب لڑا آخر کار زخمی ہوا شہاب بن فولاد اژدر گیر نے سامنا کیا یہ بھی تا دیر لڑا لیکن مجروح ہو
سعد و سعید مقابلے کو نکلے گرفتار ہوئے اب شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے رات کو خورشید اور غضنفر
کوچ کر کے مع لشکر چلے گئے یہان صبح کو ایرج آکر بارگاہ مین بیٹھا حکم دیا کہ لاؤ سعد و سعید کو میرے سامنے اسی وقت
لوگ سعد و سعید کو زندان خانے سے لائے انھون نے بطریق اہل اسلام سلام کیا ہندیون نے جواب سلام دیا
ایرج نے کرسیان انکے واسطے بچھوائین پوچھا کہ مین نے کیونکر تمھین زیر کیا انھون نے جواب دیا کہ تو زبردست تھا ہم
تیرے ہاتھون گرفتار ہوئے ایرج نے کہا کہ دین آفتاب پرستی قبول کرو میری رفاقت مین رہو انھون نے جواب دیا
کہ لاکھ لاکھ لعنت ہے آفتاب پرستی پر ایرج بولا خیر دین میرا نہین قبول کرتے ہو تو بیعت میری اختیار کرو دونون نے
کہا کہ ہمین جان دینا قبول ہے اور بیعت تیری کرنا قبول نہین ہے ایرج یہ سُنکر نہایت برہم ہوا اور لندھور کی طرف
دیکھکر کہا کہ آپ بھی انکو جہانتک سمجھانا ہو اسی وقت سمجھا لیجیے اور اگر آپ کہینگے کہ انکو قید رکھیے یعنی نہ
کے قتل کیجیے گا تو مین نہ مانونگا کسواسطے کہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ مین نے قید کیا ہے رات کو اسد آکر چھڑا لیگیا ہے اور سب
مجھپر ہنستے ہین اب مین اپنے کو ہنسوانے کا نہین لندھور نے سعد و سعید کو بہت سا سمجھایا کہ تم بیعت کر لو
آج ایرج صاحبقران بادشاہ اولوالعزم ہے مین نے بھی مصلحت وقت جانکر بیعت کی ہے تم بھی دست بیعت ہو سعد
و سعید بولے ای ہندی ہم ایرج پر عاشق نہین ہوئے ہین جو بیعت کرین اور سامنے بیٹھکر نظارہ کیا کرین تو عاشق
ہوا ہے بیعت کیے بیٹھا رہ لندھور یہ سُنکر خاموش ہوا ایرج نے حکم دیا بلاؤ جلادون کو اُسی وقت جلاد آکر موجود
ہوئے ایرج نے کہا جلد انھین چرخی پر کھینچکر تیر باران کرو میرے سامنے سے کہین نہ لیجاؤ کسواسطے کہ وہ دیوانہ اکثر آیا
ہے اور چھڑا لیگیا ہے غرض اُسی وقت اُن دونون کو تیر باران کیا وہ مرد مسلمان درجۂ شہادت پر فائز ہوئے لندھور
تو کمال متاسف اٹھکر چلا آیا یہان لاشے اُن مسلمانون کے لشکر سے باہر پھنکوا دیے گئے قضائے کار اتفاقات روزگار
ضرغام شیردل خبر کے واسطے آیا ہوا تھا لاشین انکی دیکھکر روتا ہوا اسد غازی کی خدمت مین آیا تمام حال
بیان کیا کہ خورشید و غضنفر تو زخمی ہوکر چلے گئے سعد و سعید کو ایرج نے شہید کیا بس یہ سنتے ہی پہلے تو انکے نام پر
فاتحہ پڑھا بعد اسکے کہا کہ آج چلکر لاشین انکی لا انکے دفن کرینگے اور اگر خدا نے چاہا تو انکے خون کا عوض بھی لینگے اور
فرمایا کہ سب قزاق تیار رہین القصہ رات کو کشتیون پر سوار ہوکر قلعہ سرخان سے باہر آیا اور کنارے دریا اترکر
اپنے تمام لشکر کو آراستہ کیا دو پہر رات گئے روانہ ہوا اور لشکر ایرج پر آکر شبخون کرا قتل کرنے لگا سیقل سپہر گردان
سپہر سیر گردان طلایہ کی گشت پر تھے دونون دوڑے کہ او دیوانے مدت کے بعد تو آیا ہے کہان چھپا بیٹھا تھا
آج ہم تجھے زندہ کب چھوڑتے ہین اور برابر اسد کے ہوکر چلے سیقل سپہر گردان نے تلوار اسد غازی
پر ماری اسد نے اسکا وار روک کر سر بچا کر کمرگاہ پر ہاتھ مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے سپہر سیر گردان
دوڑا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی کو مار ڈالا آیا مین تجھسے عوض لینے کو یہ کہکر تلوار ماری اسد
نے پشت شمشیر پر روک کر ایک ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار سر پر پہنچی مرکب کے نیچے جا کر ٹھہری
مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ سپہر سیر گردان بھی مارا گیا اسد نے بہت سے زنگیون کو قتل
کیا اس اثنا مین خبر ایرج کو ہوئی وہ مرکب پر سوار ہوکر دوڑا اسد غازی نے سنا کہ ایرج آتا ہے اسنے

لاشین سعد وسعید کی اٹھوالین اور بھاگا وہان سے ایرج للکارتا ہوا دوڑا کہ او دیوانے کہان جاتا ہی میرے
ہاتھ سے اسد پکارا کہ او بزاز بچے سعد وسعید کی لاشین لینے آیا تھا اور اُنکے خون کی عوض مین صیقل سپر گردان
اور سپہر سپر گردان کو مار کر چلا اب تو مجھے کیا پائیگا یہ کہکر اور گھوڑے کو تیز کیا طرفۃ العین مین کمین گاہ مین پہونچا
اور کنارے دریا کے پہونچکر کشتیون پر سوار ہوکر قلعہ کا راستہ لیا صبح ہو چلی تھی کہ ایرج لب دریا پہونچا دیکھا کہ دیوانہ
جہازون پر سوار چلا جاتا ہی یہ کھڑا ہوا دیکھا کیا اسد بوق بجاتا ہوا یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ او آفتاب پرست
آئینہ سکندری نکالکر دیکھ حیران کیون کھڑا ہوا ہی اور داخل قلعہ ہوا ایرج پکارا کہ او دیوانے ناک مین دم تو نے
کر دیا اور مجبور ہوکر وہان سے پھر آیا صیقل سپر گردان اور سپہر سپر گردان کی لاشین اٹھوائین اور آگ مین جلایا
پھونکا اِدھر اسد نے سعد وسعید کی لاشون کو کفن دیا اور دفن کیا اور نورالدہر کو یاد کرکے رونے لگا

اب چند کلمے داستان شاہزادہ نورالدہر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ جو طبل جنگ بجواکر سویا تھا کہ صبح کو ایرج سے سامنا کرونگا آنکھ جو کھلی تو اپنے کو ایک باغ مین استادہ دیکھا
حیران ہوا کہ اس باغ مین مجھے کون لایا ایک طرف چل نکلا تھوڑی دور آیا تھا کہ آواز طبلے سارنگی کی کان مین آئی
اسی طرف کو چلا تھوڑی دور آیا تھا کہ ایک بارہ دری عالیشان چھت اور پردے آراستہ سائبان زربفت آگے کھنچا ہوا
نازنینان مہ جبین کا ہجوم نورالدہر کو جو دیکھا غل ہوا کہ یہ نامحرم کہان سے آیا ہی کہ اتنے مین وہ نازنین جو صاحب مسند
تھی اسنے کہا کہ ارے بلاؤ اسے راہ بھولکر ادھر چلا آیا ہوگا سب نے آواز دی کہ آئیے ہماری خاتون آپ کو بلاتی
ہین نورالدہر جب قریب آیا تو وہ نازنین مسند سے اٹھی اور کہا آئیے خانۂ ما خانۂ شماست آپ مہمان ہین ہمارے
شاہزادے نے جو صورت اسکی دیکھی داخل ہوا اندر بارہ دری کے آیا وہ نازنین دوڑکر آئی ہاتھ پکڑ لیا لاکر مسند پر
بٹھایا اسباب عیش وعشرت سامنے دھر دیا پوچھا کہ ادھر کیون چلے تھے معلوم ہوتا ہی کہ آپ راستہ بھولکر ادھر آ نکلے
شاہزادے نے کہا کہ مین حیران ہون کہ اپنے لشکر مین سوتا تھا آنکھ جو کھلی تو اپنے کو اس باغ مین پایا خدا جانے مجھے کون
یہان اٹھا لایا وہ نازنین یہ سنکر ہنسی اور اسکی ساتھ والیون نے قہقہہ مارا کہ میان تم ایسے دودھ پیتے بچے ہو کہ کوئی
تمھین سوتے مین اٹھا لایا واہ واہ میان وہ بات کہو کہ کوئی یقین لائے ایسی بات نہ کہو کہ سنکر ہنسی آئے اور اس
نازنین مسند نشین نے ایک جام شراب کا بھر کر دیا کہ اسے پیو اور نام اپنا بتاؤ نورالدہر بولا کہ مین پوتا ہون
صاحبقران کا نورالدہر بن بدیع الزمان میرا نام ہی ایرج سے مجھسے مقابلہ تھا شب کو طبل جنگ بجواکر سویا تھا
صبح کو آنکھ جو کھلی اپنے کو یہان پایا اسنے کہا کہ ہان صاحب ایسا ہی ہوگا اگر تمھین کوئی اٹھا لایا ہی تو جہان کہوگے
وہان پہونچا بھی دیا جائیگا تم کچھ اندیشہ اپنے دل مین نہ کرو اور یہ کہکر شراب پلانے لگی نورالدہر بھی نشے مین اختلاط
کرنے لگا گلے مین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ بوسے لے منہ کے برابر جو منہ پہونچا ایک بوے بد منہ سے نکلی کہ دماغ شاہزادہ نورالدہر
کا پریشان ہوگیا بس دور ہٹ بیٹھا وہ بولی کیون صاحب یہ غرور اشوری یا یہ بے تکلفی تم دور کیون ہٹ بیٹھے نورالدہر
نے کہا کہ معلوم ہوا تو جادوگرنی ہی تیرے منہ مین سے بوے بد آتی ہی اسنے جواب دیا کہ ہان سچ ہی مین ساحرہ ہون نام
میرا بدرہ جادو ہی بیاہی ہون دمامہ جادو کی مین ایک روز آذر کوہ کی طرف سے اڑی ہوئی چلی جاتی تھی وقت شب
تھا روشنی چراغان تھی کسی کی برات دھوم سے جاتی تھی نہین معلوم کسکی شادی تھی بس مین نے تجھکو دیکھا عاشق ہوگئی
اسوقت تو اپنے مکان کو چلی آئی ضبط کیا لیکن خیال جو تیرا آکر بندھا دل نے بیقراری کی اور آنکھون نے زاری
کی ہرچند دل بیتاب کو سمجھایا اسنے نہ مانا آخر کار مین نے تیری صورت کا ایک مرد بنا کر اسکا

سر کاٹ کر تیرے پلنگ پر ڈالدیا اور تجھے لے آئی اب سب تیرے لشکر والون کو یقین ہی کہ تو مارا گیا تجھکو لازم ہی کہ
سب کی ملاقات سے امید قطع کر مجھے اپنا عاشق و شیدا جان مین تجھپر میری جان فریفتہ ہون اور میرا ابھی چودہ
برس کا سن ہی سب باتین مجھ مین اچھی ہین صورت سیرت مین میرا مثل نہین ہی سوا اسکے کہ بو بے بد میرے منھ سے
آتی ہی تو بے عیب ذات خدا کی ہی ایک زمانہ میری آرزو رکھتا ہی مین کسی سے التفات نہین کرتی تجھپر البتہ میری
طبیعت آگئی ہی اگر تو مجھسے موافقت رکھیگا تو جو کچھ تو کہیگا وہی کرونگی نورالدہر نے اپنے دل مین کہا کہ یہ کیا غضب
کرآئی افسوس اسد و طہماس کی کیا حالت تیرے غم مین ہوئی ہوگی پس بدرہ جادو کو جواب دیا کہ او مردار تو نے
تو جیتے جی مجھے مار ڈالا اور اسیر طالب وصل ہی کبھی مجھسے امید وصل نہ رکھنا مین تیری طرف تھوکنے کا بھی نہین
بدرہ جادو نے کہا کہ اگر تو مجھے رنج دیگا تو مین بھی تجھے ایذا پہونچاؤنگی نورالدہر بولا کہ جو تو چاہے سو کر پس
بدرہ جادو نے دستک دی کہ ایک زنگی پیدا ہوا اور نورالدہر کے پاس آیا اور ہاتھ پکڑ کر کہا کہ چل تجھے قید
کرون نورالدہر نے چاہا کہ ایک طمانچہ اُسے مارے جسم مین طاقت نہ پائی وہ زنگی کھینچتا ہوا لے گیا اور مکان تاریک
مین لیجا کر بند کیا بے آب و دانہ رکھا صبح کو بدرہ جادو نے پھر اپنے سامنے بلایا صحبت مین بٹھایا کھانا کھلایا
اسباب عیش و عشرت مہیا کیا کہا دیکھو ای عزیز کیون اذیت اُٹھاتا ہی جو مین کہتی ہون وہ کر ارے دیکھ اپنا
چاہنے والا نہین ملتا ہی نورالدہر نے پھر انکار کیا کہ او مردار مین ہرگز تجھے قبول نہ کرونگا مجھکو شیر کے پہلو مین
بیٹھنا سانپ کے ساتھ سونا گوارا ہی اور تیرے پاس بیٹھنا ناگوار ہی بدرہ جادو نے برہم ہوکر پھر پکارا کہ ای
شعلہ زنگی لیجا اسے میرے سامنے سے اور چاہ تاریک مین بند کر وہ زنگی تیرہ درون شاہزادے کو لیگیا
اور ایک چاہ تاریک مین لیجا کر بند کیا دو روز وہ رشک یوسف اُس چاہ مین رہا تیسرے روز بدرہ جادو
نے پھر بلایا اور کہا کہ کیون مردے اب بھی تیرا نشہ کچھ اُترا یا نہین آ مجھے قبول کر شاہزادے نے پھر انکار کیا اُسوقت
ساحرہ نے کہا ای شعلہ زنگی ابھی تو اسے قتل کر تم نے زیر تیغ بٹھایا اور چاہا کہ نورالدہر کو قتل کرے
بدرہ جادو نے منع کیا اور نورالدہر سے کہا ارے سیرا جی گوارا نہین کرتا کہ تو مارا جائے مین تجھے بہت
چاہتی ہون مجھے قبول کر نورالدہر بولا کہ مین ہزار بار مر کر جیونگا مگر تجھے نہ بات کرونگا پس بدرہ جادو
خفا ہوکر سحر سے ایک عقاب کی صورت بنکر نورالدہر کو پنجون مین دبوچ کرکے اڑی اور آسمان پر سے
پھینکا کہ نورالدہر آدھا زمین مین گڑ گیا دن کی دھوپ رات کی اوس جسم نازنین پر پڑنے لگی عجب ایذا
مین تھا دوسرا دن ہوا نورالدہر دعا مانگ رہا ہی کہ سواری قمرزاد کی ادھر سے گذری نورالدہر پر نظر جو
پڑی زمین مین گڑے ہوئے دیکھا قریب نورالدہر کے آیا پوچھا کہ ای فرزند یہ کیا حال ہی شاہزادے نے تمام
سرگذشت اپنی بیان کی قمرزاد نے کہا کہ مین اُس لکاتہ کو مارونگا اور تمکو رہا کرونگا نورالدہر نے کہا آپ میرے
ساتھ اپنے کو نہ گرفتار کرائیے وہ ساحرہ زبردست ہی آپ اُسکا کچھ نہ کر سکینگے ناحق آپ بھی پھنس جائینگے قمرزاد
نے کہا ای فرزند پھر یہی تو گوارا نہین کہ تم گرفتار بلا رہو یہی باتین تھین کہ آندھی چلی نورالدہر بولا کہ بھاگیے وہ
ساحرہ آتی ہی قمرزاد ایک درخت کی آڑ مین تیر کمان مین جوڑ کر کھڑا رہا اتنے مین بدرہ جادو آئی نورالدہر سے
کہا کیون اب تو نے سزاے معقول پائی لے اب بھی جو مین کہتی ہون اُسے منظور کر ابھی مین خیر ہی یہ تو باتون مین مصروف
تھی ادھر قمرزاد نے نشانہ باندھکر تیر مارا کہ پشت پر اسکی بیٹھا مگر یہ ساحرہ روئین تن تھی بدن ہی تیر ٹکرا کر اچٹ گیا
بدرہ جادو نے پھر کر جو قمرزاد کو دیکھا کہا کیون موے یہ تو نے تیر مارا تھا اور سحر کیا کہ قمرزاد وہین جم کر رہگیا اور

بدرۂ جادو نے آکر ہاتھ پکڑ لیا اور نور الدہر کے پاس لائی اور دوسرے ہاتھ سے نور الدہر کو پکڑ کر کھینچتی ہوئی
دونوں کو باغ کی طرف لیکر چلی تھی کہ قمرزاد کے ساتھ جو دیو و پری گئے تھے وہ حملہ آور ہوئے بدرۂ جادو نے اسم
سحر کا پڑھ کر گیر کیا کہ جو جہاں تھا وہین جم کر رہگیا بدرۂ جادو اپنے باغ مین آئی قمرزاد کو لاکر سامنے بٹھایا
پوچھا کہ تو اسکا کون ہی قمرزاد نے جواب دیا کہ یہ میرا بھتیجا ہی بدرۂ جادو بولی تو اسکی رہائی کو آیا تھا کہا کہ ہان
بدرۂ جادو بولی مین اسپر عاشق ہوکر اسے اٹھا لائی ہون لیکن یہ میری صحبت سے انکار کرتا ہی تو ہی مجھسے ہمبستر ہو
قمرزاد بولا او مردار کیا بکتی ہی ہم اہل اسلام ہین ہمسے یہ امید نہ رکھنا تو کسی کافر کو ڈھونڈھ جو تیری حاجت بر لائے
اسنے کہا ارے موے تو بھی اسی کا ساتھی ہی مین تم دونون کو قتل کرونگی قمرزاد نے کہا جو تجھسے ہوسکے وہ کر ہمکو مرنا
گوارا ہی لیکن تجھسے صحبت ہونا گوارا نہین بدرۂ جادو یہ سُنکر نہایت برہم ہوئی اور دونون کو ستون سے
بندھوا دیا گرد انکے ایک حصار آتش قائم کیا اور آپ مبتلائے خواب مرگ ہوئی دو پہر رات گئی تھی کہ ادلوس جنی
ایک طرف سے پیدا ہوا نور الدہر کو سلام کیا کہا کہ مین اس لکاتہ کو مارتا ہون آپ نہ گھبرائیے اور تلوار کھینچکر چلا
تھا کہ آنکھ بدرہ جادو کی کھلگئی ادلوس کو دیکھکر پکاری کہ ارے تو کون ہی ادلوس اُڑکر چلا گیا اسنے پہچان لیا
کہ یہ ادلوس جنی تھا رات بھر جاگا کی کہ پھر ادلوس آئے تو اسے بھی گرفتار کرون جب وہ نہ آیا تو شعلہ زنگی سے کہا
کہ تو ان دونون کو لیجا کر اُسی چاہ تاریک مین بند کر شعلہ زنگی کھینچتا ہوا لیگیا اور دونون کو اُسی چاہ تاریک مین بند
کیا اور چار جانب چوکی پہرا قائم کیا بدرۂ جادو ہر روز ایکبار نور الدہر اور قمرزاد کو اپنے سامنے بلاتی تھی اور کہتی تھی
کہ میرا کام دل حاصل کرو نہین تو اسی طرح قید خانے مین گھلا گھلا کر مار ڈالونگی مگر یہ جواب صاف دیتے ہین کہ ہمسے
توقع کسیطرح کی نہ رکھ یہ پھر قید خانے مین بھیجدیتی ہی چند دن اسی طور پر گذرے تھے کہ ایک روز ملکہ عظیمہ جادو تخت پر
سوار آئی بدرۂ جادو سے ملاقات کی اسنے کہا کہ ای عظیمہ جادو تم خداپرستون سے ملی ہوئی ہو اور مجھے بھی ملنی ہو اسنے
کہا کہ ای بدرۂ جادو مین تو خداپرستون کے خون کی پیاسی ہون انھون نے میرا گھر برباد کرا دیا تمام طلسم گوہربار کے
جادوگرون کو مار ڈالا مین طلسم سے بھاگی ہوئی تھی جب خداپرست طلسم کو برباد کرکے جاچکے ہین اسوقت پھر وہان
گئی بدرۂ جادو بولی ای عظیمہ جادو کیون جھوٹھ بولتی ہو ابھی کل بیٹا تمھارا آیا تھا کہ مجھے قتل کرے اور نور الدہر
کو چھڑائے میری آنکھ کھلگئی تو وہ بھاگ گیا عظیمہ جادو نے کہا تم سچ کہتی ہو وہ ایسا ہی خراب ہی بلکہ اُسنے خداپرستون
سے ملکر مجھے بھی تباہ کرایا بدرۂ جادو نے کہا کہ اسے تم پکڑ لاؤ تو یقین جانون کہ تم خداپرست نہین ہو عظیمہ جادو بولی
بلالون جسوقت وہ ہاتھ لگا اُسیوقت اسیر کرکے لے آؤنگی مگر آپ نور الدہر کو تو میرے حوالے کیجیے کہ مین اسے ذبح کرون
یہی تو قاتل ہی تمام ساحران طلسم گوہربار کا بدرۂ جادو بولی دو چار روز تامل کرو پھر تم جو چاہنا وہ کرنا عظیمہ جادو نے کہا
ای بدرۂ جادو جیسا کہ مین ان خداپرستون سے جلی ہون کوئی ایسا کم جلا ہوگا انکو پاؤن تو بیسے پر رکھکے بوٹیان
اڑاؤن بدرۂ جادو نے کہا ای عظیمہ جادو مین بہت خائف ہون خداپرستون سے کہ انھون شہر کے شہر جادوگرون
کے تباہ و برباد کردیے ہین عظیمہ جادو نے کہا لالون کچھ اقبال ہی انکا کہ ہین لوگون مین سے انکے شریک ہوے اور
ساحرون کو قتل کرایا چنانچہ عقطلی آباد مین ملکہ جادو نے تمام جادوگرون کو قتل کرایا اسیطرح اور مقامون پر بھی ایسا ہی
کچھ ہوا نہین تو خداپرست کیا جان رکھتے تھے کہ ہم لوگون سے سامنا کرسکتے ایک ایجھر مین تو انکا کام تمام ہوتا اور ای
بدرۂ جادو یہ خداپرست نحس قدم بھی ایسے ہین کہ جہان یہ پہونچے وہ ملک تباہ و برباد ہوا جبکے پاس رہے اسے مار ڈالا
اسواسطے مین اور زیادہ مصر ہون کہ اس موئے خداپرست کو مجھے دیدو کہ مین اسکے کباب لگاؤن بدرۂ جادو نے کہا

ای عظیمہ جادو تم اسے پروانہ کہو مین بدل اُسپر مائل و مبتلا ہون میری جان اُسپر جاتی ہی ایسا حسین تو مین نے آج تک
نہین دیکھا وہ مجھسے انکار کرتا ہی مجھکو جلاتا ہی مین اُسے ایذا دیتی ہون مگر یہ نہین چاہتی کہ مار ڈالون تم اُسے کوستی ہو
مجھے بُرا معلوم ہوتا ہی عظیمہ جادو بولی بلالون جو وہ آپکا پیارا ہی تو ہم اسے آنکھون پر بٹھائینگے اور بہت عزیز رکھینگے اور
ای ملکہ جادو حقیقت مین وہ ایسا ہی صاحب جمال ہی اور آپ فرمائینگی تو مین بھی اُسے سمجھاؤنگی القصہ عظیمہ جادو نے
بہت خوشامد اور چاپلوسی کی اور دل بدرہ جادو کا ہاتھ مین لیا نورالدہر کو صحبت مین بلوایا بدرہ جادو نہایت
حسین بنکر بیٹھی نورالدہر کو سامنے بٹھایا حرکتین معشوقانہ کرنے لگی نورالدہر ادھر سے منہ پھیرے بیٹھا ہی بالکل
اعتنا نہین کرتا آخر کو بدرہ جادو نے کہا کہ لیجا اسے شعلہ زنگی آیا شاہزادہ نورالدہر کو لیکر چلا گیا بدرہ جادو
نے آہ سرد کھینچی رونے لگی کہا ای عظیمہ جادو دیکھا تمنے ہائے کیا بیدرد ہی کہ میری طرف دیکھتا بھی نہین مین بیمار درد
کیونکر مٹاؤن اس محبت کا ستیاناس ہائے کیا بُری چیز ہی عظیمہ جادو نے اُٹھکر بلائین لین کہا کہ مین صدقے مین
قربان لاکھ جانین میری نثار بلالون سامنے آپ کے تو مین اُس سے بات نہ کرسکی اگر حکم ہو تو اب تنہائی مین جاکر
اسے سمجھاؤن کہا ای عظیمہ جادو تمھین اختیار ہی جاؤ سمجھاؤ مین منع نہین کرتی مگر خبردار زور سحر سے اسکے دل کو پھیرکر
رجوع نہ کرنا یہ مجھہ مین بھی طاقت ہی کہ بسحر اُسکی طبیعت کو اپنی طرف رجوع کرسکون مگر ای عظیمہ جادو اسمین مزہ نہین
عظیمہ جادو بولی کہ واری نہین سحر سے رجوع کیا تو پھر کیا تکلف ہی مین اُسے افسون تقریر سے تسخیر کرونگی بدرہ
جادو نے کہا اچھا تم سمجھاؤ اور شعلہ زنگی سے کہا کہ ملکہ عظیمہ جادو کو ان قیدیون کے پاس جانے دینا منع نہ کرنا
اور جب یہ نورالدہر کے پاس جائین تم وہان سے سرک آنا اُسنے کہا بہت خوب غرض بدرہ جادو جب سو رہی
ملکہ عظیمہ جادو اُٹھکر نورالدہر کے پاس آئی سلام کیا بیٹھی نورالدہر سے کہا کہ ای شہریار یہ بدرہ جادو بلاے بے درمان
آفت جہان ہی سحر مین اسکا عدیل و نظیر نہین ہی مین باوجودیکہ خود ساحرہ زبردست ہون لیکن سر بکف ہوکر اسکا
سامنا نہین کرسکتی آپ مفت اپنی جان دیتے ہین اس سے ہنسیے بولیے لگاوٹ کیجیے پھر مین سمجھ لونگی ذرا اعتبار اپنا اسپر
جمالون تو پھر اس لکانہ کو مارون نورالدہر بولا ای عظیمہ جادو مین کیونکر اس سے ہنسون بولون اسکی گندہ دہنی سے تو
دماغ پریشان ہوا جاتا ہی عظیمہ جادو بولی بلالون جس طرح ہوسکے آپ اُس سے التفات کرین نورالدہر نے کہا اچھا جیسا
تم کہوگی ویسا ہی کرونگا لیکن اس سے ہمصحبت نہ ہونگا عظیمہ جادو تو چلی گئی جاکر سو رہی بدرہ جادو جو سہ پہر کو
اُٹھی منہ ہاتھ دھوکر مسند پر بیٹھی اتنے مین عظیمہ جادو بھی اُٹھی منہ ہاتھ دھوکر آئی بدرہ جادو کو سلام کیا بدرہ
جادو نے اپنے پاس بلاکر بٹھایا پوچھا کہ کیون عظیمہ جادو تم گئی تھین کیا کیا عظیمہ نے کہا ایسا کچھ کیا ہی کہ تم اسے بلاؤگی تو معلوم
ہو جائیگا بدرہ جادو بولی سچ بتا واسطے تمنے راضی کیا عظیمہ جادو نے کہا آپ بلائیے اس سے جھوٹ سچ میرا ثابت
ہو جائیگا بدرہ جادو نے صحبت عیش آراستہ کی حکم کیا کہ لاؤ نورالدہر کو عظیمہ جادو بولی کہ بلالون رفتہ رفتہ کچھ کچھ
مین نے اسے آپ کی طرف راغب کیا ہی کہ اس شامین نورالدہر کو طوق لیکر آئے بدرہ جادو نے اپنے سامنے بٹھایا
جام شراب پیش کیا نورالدہر یا تو اسکے ہاتھ سے جام نہ لیتا تھا یا آج لیکر پی گیا اسے گزک دی وہ بھی کھا گیا اور کہا ای
بدرہ جادو عاشق ایسے ہی ہوتے ہین جیسی تم ہو ہین پیار بھی کرتی ہو اور ستاتی بھی ہو تجاہل ہو گیا کیسے تمنے ہین اندازین
ہو چکا مین دن کی دھوپ رات کی اوس ہمارے اوپر گذری چاہ تاریک مین ہمکو بند کیا پھر رو خواب بےدانہ و آب
رکھا واہ واہ سبحان اللہ اور پھر عشق و عاشقی کا دم بھرتی ہو عاشق ہم ہین کہ جو تمنے جفائین کین ہمنے اُٹھائین ہم تو
سمجھ چکے کہ ہمارے عزیز جہین مردہ جان چکے ہان تمھین اُنسے ملاؤگی تو ملاقات نصیب ہوگی بس یہ کلمے جو

شاہزادہ نورالدہر سے مُنہ سے بلائین لینے لگی دعائین دینے لگی ہاتھ پکڑکر اپنے پاس بٹھایا شاہزادے نے کہا کہ بس
زیادہ چاہت نہ دکھائیے الغرض شراب کا جام چلنے لگا گزک اُڑنے لگی بدرہ جادو نے عظیمہ جادو سے کہا کہ
ملکہ سبحان اللہ کیا کارنمایان کیا ہی اور کیا مجھکو ممنون احسان کیا ہی اس روز دو پہر رات گئے تک یہی صحبت رہی
بعد اُسکے شاہزادہ الگ سو رہا بدرہ جادو الگ سو رہی دو روز اسی طور پر گذرے تیسرے روز بدرہ جادو نے
ملکہ عظیمہ جادو سے کہا کہ یہ مجھے بے نیل مقصود چھوڑ دیتا ہی کچھ ایسا کر کہ مطلب دلی میرا حاصل ہو عظیمہ جادو بولی
بلا لون آج ایسا ہی ہوگا خوب اُسنے شراب بلا کر مست کیجیے گا ادھر عظیمہ جادو نے نورالدہر سے آکر کہا کہ آج اس
نکاح کو مین مارتی ہون آپ بھی آج ذرا اُس سے لپٹیے گا اور عظیمہ جادو نے ادلوس سے داروے بیہوشی لی کیونکہ
ادلوس جنی عظیمہ جادو کے پاس پوشیدہ آیا کرتا تھا القصہ اُس روز جو صحبت ہوئی عظیمہ جادو نے تمام
شراب کو آغشتہ بہ داروے بیہوشی کیا کھانا کھانے کے بعد لگی شراب چلنے نورالدہر آپ تو پیتا نہین بدرہ جادو
کو پلائے جاتا ہی اور یہ نشے مین شاہزادے سے لپٹی جاتی ہی جب لوگون نے یہ نقشہ دیکھا سرک گئے نورالدہر
نے بدرہ جادو کو گود مین اُٹھایا وہ تڑپنے لگی نخرے غمزے بوڑھے چوچلے جتانے لگی کہ صاحب مین اس امر کی خواہان
نہین ہون تم کیا کرتے ہو نورالدہر نے بدرہ جادو کو پلنگ پر جو ڈالا تو بیہوش پایا اب نورالدہر نے عظیمہ
جادو کو آواز دی جب وہ آئی نورالدہر پکارا کہ لو صاحب اب یہ بیہوش پڑی ہی جو چاہو کرو عظیمہ جادو نے
ادلوس جنی کو آواز دی جب وہ آیا کہا کہ بیٹا اس نکاح کو مگر یہ روئین تن آہنی بدن ہی ادلوس یہ سنکر گیا اور دو
سلین بڑی بڑی اُٹھا لایا ایک بدرہ جادو کے سر کے نیچے رکھی اور دوسری سل کو چرخ دے کر جو اسکے سر پر مارا ہزار
ٹکڑے ہوے بدرہ جادو واصل جہنم ہوئی ایک شور و غوغا بلند ہوا تاریکی چھا گئی مکان سحر کے تمام کرچیان ہو کر
اُڑ گئے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نامم بدرہ جادو بود نورالدہر اور قمرزاد اور تمام لوگ اسکے جو گرفتار سحر
تھے رہا ہوئے تمام مال و اسباب بدرہ جادو کا نورالدہر نے ملکہ عظیمہ جادو کو دیا اور بہت سی تعریفین کین کہ تمنے
بڑا سلوک کیا کہ میری جان بخشی کی قمرزاد شاہزادے کو اپنے ساتھ لیگیا دعوت و ضیافت کی بعد اُسکے شاہزادے نے کہا
کہ اب مجھے آذرکوہ پر پہونچوا دیجیے قمرزاد نے تخت پر سوار کرکے دیوون کو ہمراہ کرکے روانہ کیا دیوون نے ایک
صحرا مین لاکر اُتار دیا اور بتا دیا کہ وہ سامنے آذرکوہ معلوم ہوتا ہی یہ کہکے چلے گئے نورالدہر حیران و پریشان یہان
سے چل نکلا کوئی دو کوس آیا ہوگا کہ ایک مرتبہ بجلی کڑکی اور ایک پنجہ نمودار ہوا کہ نورالدہر کو اُٹھا لے لیے
چلا گیا بعد کچھ دیر کے آنکھ جو کھلی ایک دیو کو سامنے بیٹھے دیکھا پوچھا کہ تو مجھے اُٹھا لایا ہی بولا کہ ہان پوچھا
کسواسطے لایا ہی اُسنے کہا مین نے ایک مدت سے آدمی کا گوشت نہین کھایا تھا تجھے فربہ دیکھکر اُٹھا لایا کہ تیرا گوشت
عمدہ ہوگا خوب مزے لے لیکر کھاؤنگا نورالدہر بولا او حرامخوار تو میرا گوشت کیا کھائیگا مین تیرا گوشت کتون کو
کھلاؤنگا تیری قضا میرے ہاتھ سے آئی ہی اُسنے برہم ہوکر ہاتھ بڑھایا کہ اُٹھا کر نگلجائے نورالدہر نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر
اس زور سے دبایا کہ ہڈی ہڈی الگ ہو گئی انگلیان چٹخین دیو بلبلا گیا اور کہا کہ او آدمزاد مجھے چھوڑ دے شاہزادے نے
جھٹکا دیا کہ مُنہ کے بھل سامنے آرہا شاہزادہ اُس سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی دو گھڑی مین اسے ٹانگ [illegible]
جو مارا چارون شانے چت زمین پر آیا سنبھلنے نہ دیا کہ کود کر چھاتی پر چڑھا پوچھا او حرامزادے تو نے مجھے کیا
یا مین نے تجھے مارا بس بہتر اسی مین ہی کہ دین خدا پرستی اختیار کر نہین تو جان سے مارا جائیگا وہ رونے لگا کہ مین تو
خود آمادہ مرگ ہون تو مجھے مار ڈال تو بہتر ہی نورالدہر کو یہ سنکر رحم آگیا چھاتی پر سے دیو کی اُترا استفسار حال کیا کہ

آخر کیون توآمادۂ مرگ ہی وہ اور زیادہ رویا کر آنکھون سے دونالے خون کے بہے نورالدہر نے کہا حال تو
اپنا بیان کر اُسنے ضبط کرکے کہا کہ مین درد عاشقی مین گرفتار ہون کچھ نہ پوچھیے کہ میری کیا حالت ہی نام میرا دیو مرآت
ہی مین قبر جمشید کا مجاور ہون جام جہان نما وہان رکھا ہی اسکی نگہبانی کرتا ہون اور ایک پریزاد کہ آئینہ پری اسکا
نام ہی مین اُسپر دلدادہ تھا وہ مجھپر فریفتہ تھی ایک دیو میرا مصاحب تھا کہ نام اُسکا دیو کلواس تھا چند روز کے
بعد وہ آئینہ پری کو لیکر بھاگا مین نے اُسکا تعاقب کیا وہ اُس پریزاد کو لیکر طلسم انارستان سلیمانی مین چلا گیا
مین بھی کنارے تک طلسم کے پہونچا تھا کہ میرے ساتھیون نے مجھے پکڑ لیا اور نہ جانے دیا اور سمجھایا کہ طلسم مین جاؤگے
تو مفت مین پھنس جاؤگے اور اُسکا کچھ نہ کرسکوگے ناچار ہوکر مین وہان سے پھر آیا شب و روز یاد معشوق مین رویا کرتا
تھا ایک دن ایک دیو نے مجھے سمجھایا کہ تو اب یونہین رو رو کر اپنی جان دیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ زلزلہ قاف کو جا کہ سلطان
حمزہ صاحبقران یا اُسکی اولاد مین سے کسی کو اُٹھا لا کہ اُن لوگون نے بہت سے طلسم فتح کیے ہین وہی اس طلسم کو بھی
فتح کرینگے اور تیری معشوق کو بھی تجھے ملادینگے سو مین کمال تلاش مین تھا ڈھونڈھتا پھرتا تھا آپ کو اس صحرا مین دیکھا
زلفین خلیلی خال ابراہیمی سے پہچانا کہ آپ بھی اولاد صاحبقران مین اُٹھا لایا اور یہ لڑنا اور دھمکانا فقط آزمایش
کے واسطے تھا کہ آپ اگر اولاد زلزلہ قاف ہین تو مجھپر غالب آئینگے واقعی آپ زبردست ہین اپنے حسب و نسب
سے مجھے آگاہ کیجیے نورالدہر نے فرمایا کہ مین نبیرۂ زلزلہ قاف ہون نورالدہر میرا نام ہی دیو قہقہہ ششتمی کو کئی مرتبہ
شکست دے چکا ہون تو مجھے انارستان سلیمانی پر لیچل خدا چاہیگا تو اُسے فتح کرکے تیری معشوقہ کو تجھے ملادونگا مگر
جام جہان نما تجھسے لونگا اُسنے عرض کیا میری جان تک حاضر ہی جام آپ جب چاہین لے لین القصہ اُس روز تو دیو
مرآت نے دعوت شاہزادہ نورالدہر کی دوسرے روز اپنے کاندھون پر سوار کرکے لے اُڑا اور سامنے طلسم
انارستان سلیمانی کے لاکر اُتار دیا دیکھا شاہزادے نے کہ دور ایک قلعہ یاقوت سرخ کا معلوم ہوتا ہی اور گرد قلعہ کے
خندق ہی اُسمین بجاے آب خون جوش مار رہا ہی اور آگے قلعہ کے کوسون تک درخت انار لگے ہوے ہین شاخون مین
بڑے بڑے انار لٹکے ہوے ہین بعضے پھٹ پھٹ گئے ہین کہ دانے اُنکے سرخ سرخ معلوم ہوتے ہین گلہاے سرخ
پھولے ہوئے ہین پتون کی سبزی پھولون کی سرخی عجب کیفیت دکھاتی ہی ہواے خوشگوار چلی آتی ہی برجون مین
سے قلعہ کے شعلہاے آتش نمایان ہین نورالدہر نے دیو مرآت سے کہا کوئی گنہگار ہو تو لاؤ کہ ہم اُسے قلعہ کیطرف
بھیجین اُسنے کہا بہت اچھا یہ کہکر گیا اور ایک آدمزاد اُسکے یہان بہت دنون سے قید تھا اُسکو لایا نورالدہر نے
اُسے قید سے اس شرط پر رہا کیا کہ تو دروازۂ قلعہ تک ہو آ پھر جہان تیرا جی چاہے وہان چلا جانا وہ شخص قلعہ کیطرف
روانہ ہوا جب حد طلسم مین پہونچا پہلے اُس سرزمین پر قدم رکھا کہ جہان سے درختان انار شروع ہوئے تھے ہولے
تند چلی اور وہ انار ٹوٹ ٹوٹ کر اُس شخص پر گرنے لگے کہ وہ آدمزاد انارون مین دب گیا اور تق گرد و غبار بلند ہوا
کہ جہان تیرہ و تار ہوگیا جب روشنی ہوئی اور وہ تاریکی برطرف ہوئی دیکھا تو اُس شخص کا نام و نشان بھی نہ تھا شاہزادہ
نورالدہر وہان سے پھر آیا اور دیو مرآت سے کہا کہ میرے واسطے ایک راؤٹی سفید کپڑے کی استادہ کراؤ کہ مین گریہ و زاری
بدرگاہ جناب باری کرونگا اگر میری قسمت مین طلسم کشائی ہی تو طلسم کو فتح کرونگا اُسنے اُسی وقت لاکر راؤٹی استادہ
کی نورالدہر شام سے کھانا کھاکر وضو کرکے راؤٹی مین داخل ہوا بعد نماز مغرب مین سجادے سے نہ اُٹھا اور لگا دعا مانگنے
دو شبانہ روز گریہ و زاری مین بسر ہوگئی تیسری شب ہی اب عجب عالم ہی کہ بھوک کا جدا غلبہ ہی پیاس کی الگ شدت ہی
نیند کا جدا خمار ہی بلبلا کر پکارا کہ پروردگارا واسطے اپنے بندگان خاص کا مجھے حال اس طلسم کا معلوم ہو جائے اور لوح

تجھے ملے کہ طلسم کو فتح کرو ان اس مجروح عشق کو مرہم وصل سے صحت بخشو ان روتے روتے تین پہر رات گذری تھی کہ
آنکھ شاہزادے کی لگ گئی عالم رویا میں ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ فرما رہے ہیں ای نورالدہر تو نہ گھبرا کیونکہ فاتح طلسم
تو ہی ہی اور یہ دعا ہم تجھے دیتے ہیں اسے اپنے پاس رکھ اور صبح کو تو شمال کی جانب روانہ ہو ایک حوض پر پہنچیگا
تو وہاں دیکھنا کہ ایک ہرن برابر گھوڑے کے آئیگا اور لوح اسکے گلے میں پڑی ہوگی وہ جسوقت حوض میں پانی پی کر چلنے
پر آمادہ ہو تو یہ دعا پیکان پر دم کرکے اُسے مارنا کہ وہ گریگا لوح اُسکے گلے سے لے لینا اور اگر تیرے تیر خطا کی اُسپر تیرا
تو پھر وہ ہرن بارہ برس تک اُس حوض پر نہ آئیگا کام تیرا ابتر ہو جائیگا بس یہ خواب دیکھکر آنکھ شاہزادے کی
کھل گئی اور ایک پرچہ دیکھا کہ اُسپر دعا لکھی ہوئی ہی پاس رکھا ہی تمام مکان نورانی ہی خوشبو آتی ہی بہت خوش ہوا کہ
خواب تیرا سچا ہی وضو کیا نماز صبح پڑھی وظیفہ شروع کیا تھا کہ دیو مرآت نے آواز دی کہ آقا آپ باہر آئیے مجھکو تاب
آپ کی مفارقت کی نہیں تین روز آپ کو بیخور و خواب بے دانہ و آب ہو چکے ہیں شاہزادے نے جلد وظیفہ ختم کیا
اور سجدہ شکر بجالا کر باہر نکل آیا دیو مرآت قدموں سے لپٹ گیا نورالدہر نے اُسے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ بھئی اگر
ہمنے طلسم فتح کیا اور تمہارا معشوق تجھے ملایا کیونکہ ہمارے بزرگوں نے ہماری مدد کی یہ دعا ہمیں عنایت کی دیو مرآت
شاہزادے کو اپنے مقام پر لایا کھانا کھلایا شاہزادہ چونکہ تھکا ہوا تھا تین روز کی زحمت اُٹھائے ہوئے تھا سو رہا
جب سہ پہر کو بیدار ہوا نماز پڑھی بعد اُسکے سامنے طلسم کے آیا اور شمال کی جانب روانہ ہوا جاتے جاتے اسی حوض پر
پہونچا تماشا دیکھنے لگا کہ عجب بیابان پر فضا ہی کہ گلہائے رنگارنگ کھلے ہوئے ہیں جانوران مختلف اللون نئی نئی
آوازوں سے خوش الحانیاں کر رہے ہیں نورالدہر محو سیر تھا کہ ایک آہوئے سفید رنگ مثل برق جہندہ سامنے سے
پیدا ہوا کہ تمام بال اُسکے مقیش کی چمک دکھا رہے تھے اور دونوں سینگ مثل زلف محبوبان پیچ و تاب کھائے ہوئے
تھے اور لوح مدور مانند قرص قمر گلے میں اُسکے پڑی ہوئی ہی اور عکس آفتاب جو لوح پر پڑ رہا ہی تو لوح کی تڑپ پر
نگاہ نہیں ٹھہرتی ہی بلکہ خیرگی کرتی ہی نورالدہر نے اپنے دل میں کہا یہی آہو لوحدار ہی اگر خدا فضل کرے تو اُسکو
شکار کرکے لوح لیجیے طلسم کو فتح کیجیے کہ اس اثنا میں وہ ہرن اُس چشمے پر آیا پانی اُسمیں سے پیا اور رقاصی کرنے لگا
خوب ناچا کہ شاہزادہ نورالدہر محو ہو گیا مگر نکالکر قربان سے کمان ترکش سے تیر بکر کمان میں پیوستہ کیا وہ ہرن اب چاہتا
تھا کہ چوکڑی بھرے اور گریزاں ہو نورالدہر نے اسم پیکان تیر پر دم کرکے جو مارا ہرن کے شانے پر پڑا کہ نشانہ ہو گیا
ایک شانے پر پڑا تھا دوسرے شانے کو توڑ کر نکل گیا ہرن زمین پر گرا بس دوڑ کر شاہزادے نے لوح اُسکے گلے سے
لے لی اور وہ ہرن تڑپ تڑپ کر مر گیا بس بمجرد اسکے مرنے کے آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا غل و شور کی صدا
بلند ہوئی آوازہ گیر و دار برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من آہوئے جادو حافظ
لوح طلسم انارستان سلیمانی بود جب وہ تاریکی برطرف ہوئی اب جو شاہزادے نے لوح کو دیکھا بعد
بسم اللہ الرحمن الرحیم کے لکھا ہوا تھا کہ ای شکنندہ طلسم و بیاراین عجائبات اگر فضل الٰہی سے لوح تیرے ہاتھ
لگے تو دیکھ گرد قلعہ طلسم کے دریا بجائے خندق معلوم ہوگا کنارے اُسکے جانب شمال کو چل کھڑا ہونا سو قدم کے
بعد ایک تختہ سنگ سفید کا دیکھیگا کہ زمین میں نصب ہی اور قلابہ آہنی جڑا ہی یہ اسم پڑھکر تو اُسے اکھیڑ کر الگ ہٹ جانا
اُس تختہ سنگ کے نیچے سے ایک کنواں نمایاں ہوگا تمام پانی اُس دریا کا اُسی جا میں چلا جائیگا دریا خشک ہو جائیگا
اُس زمین خشک میں سے ایک اسپ سفید رنگ پیدا ہوگا مگر نہایت تیز و تند برق لامع اُس سے پکار کے کہنا کہ
ای مرکب طلسمی تو مجھے سوار کرکے اندر طلسم کے لیچل وہ بہ نگاہ غضب تجھے دیکھیگا تو یہ اسم جو حاشیہ لوح پر

لکھا ہی پڑھکر اُسپر دم کرنا کہ تیزی اور تندی اُسکی موقوف ہوجائیگی اور پاس تیرے سر جھکا کر کھڑا ہوجائیگا تو اُسپر
سوار ہونا وہ تجھے لیے ہوے ایک مینار پاس پہونچیگا وہ مینار فولاد ناب کا تین سو گز بلند ہی اور اُس
مینار پر سے ایک زنجیر تا بہ زمین لٹکی ہوئی ہی وہ گھوڑا تجھے مینار پاس لیجا کر گرد اُسکے کاوا لگانے لگیگا تو اُسی
حالت گردش مین اُسپر تلوار مارنا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہو دھڑ سے کچھ کام نہ رکھنا سر اُس گھوڑے کا اُٹھا کر اپنے
دامن مین لے لینا اور زنجیر پکڑ کر اوپر مینار کے چڑھ جانا جب اوپر مینار کے پہونچنا تو یہ اسم جو بائین جانب لوح
کے لکھا ہی پڑھ کر جانب آسمان دم کرنا بعد تھوڑی دیر کے ایک مرغ عظیم الشان پیدا ہوگا اور سامنے تیرے آ کر
بیٹھیگا تو سر اُس گھوڑے کا سامنے اس مرغ کے ڈالدینا اور کہنا کہ سر اپنے دشمن کا لے تو مدت سے خواہان تھا کہ
سر کمیت جادو کا میرے ہاتھ لگے جب تو وہ سر اُسکے سامنے پھینکدیگا وہ اُسے خوش ہوکر کھا جائیگا بعد اسکے
وہ مرغ بزبان انسان گویا ہوگا اور تجھسے پوچھیگا کہ مطلب تیرا کیا ہی بیان کر تو کہنا کہ مجھے طلسم نارستان سلیمانی
مین پہونچا دے وہ کہیگا کہ آ میرے اوپر سوار ہو بس تو بے تامل اُسپر سوار ہونا وہ مرغ تجھے لیکر پرواز کریگا
پھر جہان تو پہونچیگا لوح سے غافل نہ ہونا جو عجائبات تجھے دکھائی دین بغیر لوح کے دیکھے کام نہ کرنا بس
نورالدہر یہ دیکھکر وہان سے پھرا اور بموجب حکم لوح عمل کیا بعد اسکے اُسی جانور پر سوار ہوکر راہی ہوا وہ
مرغ سیمرغ سے کچھ کم نہ تھا شاہزادہ جو اسپر سوار ہوا یہ معلوم ہوا کہ گویا ہودے مین بیٹھا ہی اور وہ جانور اسقدر
بلند ہوا کہ قریب کہکشان فلک کے پہونچا فراٹا ہوا کا ان کے برابر سے جو نکلا آنکھین شاہزادے کی بند
ہوگئین بیہوش ہوگیا اُسکو کچھ خبر نہ تھی کہ اس مرغ نے کتنی دیر تک پرواز کی ایک مرتبہ جو آنکھ اُسکی کھلی اپنے
کو ایک درہ کوہ کے سامنے دیکھا شاہزادے نے اُترتے وقت کھینچکر خنجر اس مرغ کی پشت پر مارا کہ سینے سے پار
گذر گیا وہ مرغ تڑپنے لگا ایک غلغلہ حشر برپا ہوا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ
کشتی مرا نام من طائر جادو بیک طلسم بود جب روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک جادوگر مرا ہوا پڑا ہی نورالدہر نے اپنے
دل مین کہا کہ یہی مرغ بنکر مجھکو لایا تھا کتا شاہزادہ اُسکے پاس سے چند قدم چلا تھا کہ ایک بگولا خاک کا پیدا ہوا اور
اس لاش کو اُڑا کر آسمان پر لیگیا آواز گریہ و زاری کی بلند ہوئی نورالدہر سمجھا کہ وارث اسکے روتے ہوئے
لاش کو اُسکی لیے جاتے ہین یہ دیکھتا ہوا آگے روانہ ہوا جب درۂ کوہ کے اندر آیا دیکھا کہ جہانتک نگاہ کام
کرتی ہی درخت انار کے لگے ہوے ہین مگر پھل نہین ہین فقط پھول ہر درخت مین پھولے ہوئے ہین اور
جانوران سرخ رنگ ہر شاخ درخت پر بیٹھے ہین اور زمزمہ سرائی کر رہے ہین آوازین انکی ایسی سریلی ہین
کہ کبھی ایسی صدائین نہ سُنی تھی نورالدہر سیر تماشا دیکھتا ہوا مزے اُنکے سُنتا ہوا چلا آتا ہی کہ ایک بارہ دری
کے پاس پہونچا دیکھا کہ تمام بارہ دری یاقوت سرخ کی ہی اور انواع اقسام کے ساز وہان رکھے ہین اور آوازین
انہین سے چلی آتی ہین مگر کوئی بجانے والا نہین معلوم ہوتا آپ سے آپ گتین نکل رہی ہین گویا وہ ساز
بارہ دری کی نواسنجی کر رہے ہین اور کچھ طائران خوش الحان گرد اُڑتے پھرتے ہین کچھ نازنینان پری تمثال
ایسی مصروف رقص ہین کہ کسی آیندہ رونده سے انہین سروکار نہین شاہزادہ اس کیفیت کو دیکھکر مست ہوگیا
ایک دو گھڑی کا عرصہ وہان کھڑے اُسے گذرا تھا قریب تھا کہ بیہوش ہوکر گر پڑے اتنے مین ایک آواز آئی
کہ اے عزیز آیا ہی طلسم کشائی کو اور ایسی غفلت ہوش مین آ لوح کو دیکھ نہین تو گرفتار ہوجائیگا لوح چھین جائیگی
کہین کا نہ رہیگا یہ آواز جو کان مین پہونچی پردہ ہاے غفلت اُٹھ گئے ہوش مین آیا لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا

کر اے عزیز باتمیز تو اندر بارہ دری کے چلا جا جب تیسرے درجے مین پہونچیگا دیکھیگا کہ ایک جادوگر لباس سُرخ پہنے
ہوئے بیٹھا ہی اور آگے اُسکے ایک گلدستہ انار کے پھول نکا رکھا ہی اور ایک جانور سُرخ رنگ اُس گلدستے پر بیٹھا ہوا
ہی اور ایک نازنین سُرخ پوش آگے اس ساحر کے رقاصی کر رہی ہی اور وہ جادوگر اسم سحر کا پڑھ کر اُس نازنین
اور گلدستے پر دم کر رہا ہی اور ایک ساز بھی رکھا ہی جو خود بخود بج رہا ہی تو اُسے للکار کر اور جرأت دے تو کیا یہ
شعبدہ بازیان یہان بیٹھا ہوا کر رہا ہی مین ملک الموت تیری جان کا آ پہونچا وہ ساحر تیری آواز سنکر گلدستہ اُٹھائیگا
کہ تجھپر مارے تو لوح اُسکے سامنے کرنا عکس لوح کا جو اُس گلدستے پر پڑیگا اُسمین سے شعلہ ہاے آتش چمک کر جادوگر
پر گرینگے کہ اُسکے بدن مین آگ لگجائیگی وہ جلنے لگیگا اور تیری طرف دوڑیگا تو جھپٹ کر ایک خم شیشہ سُرخ کا جو اُسکے سامنے
رکھا ہی اُسمین کود پڑنا پھر جہان پہونچیگا اور جو عجائبات دیکھیگا لوح کو دیکھ لینا نور الدہر نے جو کچھ حکم لوح کا ہوا
تھا وہی کیا خوف سے آتش سوزان کے خم مین کود اغل شور کی صدا کان مین آئے ہو ہی کہ کشتی مرا نام من گلنار جادو
بود مگر نور الدہر خم مین کود کر بیہوش ہوگیا تھا جب ہوش آیا ایک میدان مین اپنے کو دیکھا کہ کھڑا ہون ایک سمت
کو چل نکلا جاتے جاتے ایک جگہ پر پہونچا کہ سبزہ زار تھا نہر جاری تھی تختہ لالے کا پھولا ہوا تھا ہواے خوش چلی
آتی تھی اس سے جو آگے بڑھا دیکھا کہ ایک بیشہ ہی اُسمین درخت انار کے لگے ہین اور ہر شاخ مین انار بڑے بڑے
لگے ہین بعضے انار شق ہوگئے ہین انکے دانے مانند یاقوت سُرخ کے معلوم ہوتے ہین بعض اناروں کے دانے سفید
مانند گوہر آبدار کے چمک رہے ہین گویا اُس لالہ زار اور سبزہ زار کی کیفیت دیکھکر وہ انار ہنس رہے ہین
اور شاخین ہوا کے جھونکون سے مستانہ وار جھومتی ہین اور ایک ایک گلاب کا درخت ہر درخت انار کے
پاس لگا ہوا ہی جسکی خوشبو سے تمام باغ مہک رہا ہی اور دماغ جان معطر ہوا جاتا ہی شاہزادہ سیر کرتا ہوا
ایک درخت انار پاس آیا توڑنے کو ہاتھ بڑھایا تھا کہ ایک مرتبہ غل ہوا کر لینا اس مفسد کو کہ یہ انار توڑنے آیا ہی
ساتھ ہی اس صدا کے چارون طرف سے شاہزادے پر انار برسنے لگے عجب حالت تھی نور الدہر کو جان بچانا مشکل
پڑ گیا تھا کوئی گرد سے بیٹھ پر پڑا کوئی سینے پر لگا کوئی سر پر اس زور سے پڑا کہ چوٹ کاری آئی گھبرا کر لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ اگر تو گلنار جادو کو مار کر بیشہ اناران مین پہونچے خبردار کسی انار کو توڑنا نہین اگر توڑ لیا تو بارش
انارون کی تجھپر ہوگی تو لوح کو سیر کرکے اندر انار کے درختون کے چلا جانا کچھ خوف دل مین نہ لانا جب کوس بھر
زمین طے کر چکیگا تو ایک درخت تجھے نظر آئیگا کہ سب درختون سے بلند ہی اور اُسپر ایک ساحر کہ تمام جسم سے اُسکے
شعلہ آتش نکل رہے ہونگے اسباب سحر اُسکے پاس ہوگا اور ایک انار آتشین اُچھال رہا ہوگا اور بیٹھا ہوا ہوگا
اُسکے سینے پر ایک داغ سفید ہی تو یہ اسم پیکان تیر پر دم کرکے اُسپر مارنا کہ اُسی داغ سفید پر پڑے کام
اُسکا تمام ہوگا بعد اُسکے قلعہ طلسمی سامنے دکھائی دیگا پھر سامنا بادشاہ طلسم انارستان جادو سے ہوگا قصہ مختصر
شاہزادہ نور الدہر نے لوح دیکھکر موافق حکم انارستان جادو کو مارا ایک دھوان اُٹھا جہان تیرہ و تار ہوگیا
ایک چار گھڑی تک یہی صورت رہی وہ لالہ زار اور انارستان آتش زار ہوگیا بعد اُسکے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا
نام من انارستان جادو بود اور وہ تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ نہ بیشہ انار ہی نہ وہ جادوگر ہی اپنے کو ایک
میدان مین کھڑے ہوئے پایا بحکم لوح ایک سمت کو قدم بڑھایا تھوڑی دور پہونچا ہوگا کہ دور سے ایک قلعہ
نظر آیا ابھی قلعے کے پاس نہ پہونچا تھا کہ گرد و غبار کا لق بلند ہوا اور لشکر ساحران غدار کا دکھائی دیا
ہزارہا ساحرون کو دیکھا کہ بصورت اصلی چلے آتے ہین اور وہ جو سپہ سالار ہی اُسکے آگے

ناقوس پھنکتا ہوا گھنٹے بجتے ہوئے کوئی ساحر فیل و کرگدن آتشین پر سوار کوئی شیر و اژدر آتش فشان پر سوار بیچ مین سب کے انارستان جادو بادشاہ طلسم تخت پر بیٹھا ہوا گرد و اطراف یمین اور ساحران غدار چلے آتے ہین یاسامری یا جمشید کا غل ہی آگے تخت کے بیرقین نقرئی طلائی اُسپر شیون کی تصویر بنی ہوئی بس ایک مرتبہ ان ساحرون کی نگاہ جو شاہزادہ نورالدہر پر پڑی غل ہوا کہ طلسم کشا یہی ہی اسی نے تمام طلسم انارستان کو فتح کیا ہی سب جادوگر در بندون کے اسی نے قتل کیے ہین تمام ساحرون کا خون اسکی گردن پر ہی اب یہ بچکر نہ جانے پائے بس تمام ساحر چہار طرف سے دوڑے شاہزادے پر یورش کی کسی نے سحر سے آگ کا دریا بہایا کسی نے پانی برسایا کسی نے تیر باران کیے کسی نے سانپ بنا کر چھوڑے کسی نے عقرب بھیجے کسی نے گنبد طلائی مارا کہ وہ مانند گولے کے چلا شاہزادے نے مضطر ہوکر لوح کو دیکھا اور جلدی سے اسم پڑھکر اپنے گرد ایک دائرہ کھینچکر بیٹھ گیا وہ سب آفتین دفع ہوئے لگین سحر سے جو بلا پیدا ہو کر آتی تھی شاہزادے کے دائرے کے پاس پہونچکر پھر جاتی تھی جسنے تیر برسائے تھے وہ تیر جو پھرے اسی ساحر پر آکر گرے کہ وہ ہدف تیر قضا ہوگیا اور اسکے ہمراہیون کا بھی کام تمام کیا جسنے سمندر آگ کا بہایا تھا وہ اپنی آگ مین آپ ہی جل گیا جسنے دریاے آب جاری کیا تھا وہ خود اُسمین ڈوب مرا اور غریق دریاے لعنت ہوا جسنے زور جادو سے عقرب پیدا ہوئے تھے وہ نیش عقرب خود ہلاک ہوئے جسکے سحر سے سانپ پیدا ہو کر دوڑے تھے وہ موذی آپ مارا گیا غرض تمام ساحر سحر کرکے تھکے اسم اعظم الٰہی کی برکت سے عاجز ہوئے انارستان بدبخت تخت پر سے اتر اژدر شیر کی صورت بنکر شاہزادے پر دوڑا قریب دائرے کے جو آیا اور عکس لوح اُسپر پڑا وہ صورت مٹگئی شاہزادہ نورالدہر سے پکار کر کہا کہ اے طلسم کشا تو مکان امن مین بیٹھا ہی اس سے باہر آ تو تجھے حال معلوم ہو جائے شاہزادہ بے تامل اسم پڑھتا ہوا آگے بڑھا انارستان جادو اژدہا بنکر دوڑا نورالدہر نے اسم پڑھکر جو دم کیا ایک دم مین ہیئت اسکی بدلگئی ہاتھ پانون زمین پر مارنے لگا شاہزادہ نورالدہر نے نعرہ کیا کہ او نابکار دیکھ تو اپنی انارستان جادو ذلیل ہوکر سامنے سے ہٹا ساحرون سے کہا سحر اسپر تاثیر نہین کرتا ہی بلوہ کرکے اسے پکڑ لو سب ساحر چہار طرف سے دوڑے اب نورالدہر نے تلوار میان سے کی لڑنے لگا دو چار گھڑی مین کشتون کے پشتے باندھ دیے لاش پر لاش گرادی کوئی مُنھ پر شاہزادے کے نہین چڑھتا دور سے غل کر رہے ہین شاہزادہ خود برابر تخت انارستان جادو کے پہونچا انارستان جادو نے دیکھا کہ تو اگر مقابلہ کرتا ہی تو ہاتھ سے اسکے مارا جائیگا سحر سے پرپرواز پیدا کرکے اُڑچلا اور کہا کہ اے طلسم کشا اور کسی وقت تجھے سمجھونگا شاہزادے نے دیکھا کہ یہ ملعون نکلا جاتا ہی نکالکر قربان سے کمان ترکش سے تیر جوڑکر کمان مین جو مارا درمیان سرین پر پڑا سر کو توڑ کر پار گذر گیا چرخ کھاتا ہوا زمین پر گرا فی النار و السقر ہوا غل و شور برپا ہوا جہان تاریک ہوگیا پھر اسکے خاک اُڑانے لگے جتنے ساحر تھے بھاگ گئے آواز آئی کہ کُشتی مرا نام من انارستان جادو بود جب روشنی ہوئی ایک گنبد سبز دکھائی دیا نورالدہر اسکے برابر آیا دیکھا کہ ایک دیو ایک پریزاد کو لیے ہوئے بیٹھا ہی اور اسکے سامنے ہاتھ باندھے کہہ رہا ہی کہ مین تجھپر دلدادہ ہون تو مجھے قبول کر وہ کہہ رہی کہ تو مجھے مار ڈال مگر مین تجھے قبول نہ کرونگی تو نے مجھے میرے تمام عزیزون سے چھڑایا بیابان لیکر آیا پھر مار کیون نہین ڈالتا دیو کہہ رہا ہی کہ تو عاشق ہی دیو مر آت پر اسکی صورت دیکھنا تجھے نصیب نہوگی مین تجھے یہین قید کر رکھونگا بس یہ کلمات سنکر شاہزادے نے نعرہ کیا کہ او ابلیس پرست تو آئینہ پری کو لیکر یہان

بیٹھا ہی جائیگا کہ ان مین آ پہونچا اُسنے دیکھا کہ ایک آدمزاد نعرہ کرتا ہوا چلا آتا ہی پکارا کہ او آدمزاد سیاہ دندان سفید شاید تو طلسم کشا ہی جو طلسم کے اندر آیا مین بغیر تجھے مارے نہ چھوڑونگا اور مردہ بھی تیرا کھا جاؤنگا یہ کہکر دار شمشاد پکڑ کر دوڑا اور شاہزادے پر حملہ کیا شاہزادے نے حربہ اُسکا خالی دیا کہ وہ زمین پر پڑا اتنی گرد و غبار بلند ہوا کہ شاہزادہ اُسمین چھپ گیا دیو پکارا کہ افسوس تیرا گوشت بھی کرکرا ہو گیا مجھے کھانا نصیب نہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے نورالدہر تیغ گرد سے باہر نکلکر پکارا کہ اسکو تونے مارا اسکا کام تمام کیا حریف تیرا مین موجود ہون دیو نے اپنی مرتبہ ہاتھ بڑھایا کہ اسے اُٹھاکر حلق مین ڈال لے نورالدہر نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ منھ کے بل آ رہا ایک گھونسا جو شقیقے پر مارا تو کہنی تک ہاتھ سر مین گھس گیا دیو چیخ کھا کر گرا تڑپنے لگا آخر دم توڑ توڑ کر تمام ہوا سامنے قلعۂ طلسمی نظر آیا وہ نازنین یعنی آئینہ پری دوڑ کر شاہزادے کے قدمون پر گری شاہزادے نے اُسے گلے سے لگایا ساحران طلسم آکر قدمون پر گرے مطیع اسلام ہوئے دیو مرآت دور سے کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی جب اُسنے دیکھا کہ درخت انار کے غائب ہو گئے اور طلسم ٹوٹا وہ بھی دوڑ کر آیا شاہزادہ نورالدہر کے قدمون کو بوسہ دیا شاہزادے نے کہا تو بھی اپنی معشوقہ کو اُسنے شاہزادے کو بہت سی دعائین دین نورالدہر نے مال و اسباب طلسم کا نکلوایا چنانچہ تیغہ زرافشان سلیمانی اور زرہ بکتر چار آئینہ اور ایک گنج زر نکلا شاہزادے نے دیو مرآت کو وہان کا حاکم کیا تمام طلسم کو اسلام آباد کیا بتخانے خراب کرائے مسجدون کی بنا پڑی سکہ نام پر ہمزہ نامدار کے جاری ہوا بعد اسکے دیو مرآت شاہزادے کو قبر جمشید پر لایا جام جمشیدی نذر دیا کہ یہ حاضر ہی دیکھا شاہزادہ نورالدہر نے کہ گرد قبر جمشید کے گلہائے رنگا رنگ کھلے ہوئے ہین ہوائے خوش چلی آتی ہی شاہزادہ وہان بیٹھ گیا نیند آنے لگی سو گیا خواب مین دیکھا کہ ایک بادشاہ جلیل القدر تخت پر سوار لوگ اُسکے ہمراہ سامنے سے نمودار ہوا اور نورالدہر سے خطاب کیا کہ اے عزیز دیکھ مین کتنا بڑا بادشاہ جلیل القدر تھا اور سات سو برس سلطنت کی ایک ذرا سا غرور اپنی شان و شوکت پر مجھے آیا تھا اور کلمۂ تکبر لب پر لایا تھا سرکشی کی سزا پائی آرے سے چیرا گیا لاش بھی خراب رہی اے عزیز تکبر اچھا نہین ہی یہی کو زیبندہ ہی اور اسی کو سزاوار ہی کہ جو حاکم ارض و سما مالک ہی دوسرا ہی شعر مرا در رسد کبریا و منی + کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی + آدمی جب تک زندہ ہی اُسے اپنے نیک و بد کا اختیار ہی چاہیے کہ خدا کو راضی رکھے اور خلق کو آباد و شاد رکھے تاکہ بعد مرگ ہر ایک اُسے بہ نیکی یاد کرے دنیا سرائے فانی ہی اسکو ثبات نہین ہی نورالدہر یہ سنکر بہت رویا یہانتک کہ آنکھ کھلگئی دیو مرآت نے کہا کہ آپ سو گئے تھے کہا ہان مجھی نیند آگئی تھی ابھی جمشید کو خواب مین دیکھا بہت سی اُسنے نصیحت کی مین کلمات پند سنکر رو رہا تھا کہ آنکھ کھلگئی القصہ شاہزادے نے منھ دھویا کہ دیو مرآت نے جام جہان نما آگے رکھا پوچھا کہ جام مین کیونکر کسی شی کو دیکھین اُسنے عرض کیا کہ آپ جام کو پانی سے لبریز کرکے اپنے سامنے رکھیے اور خطاب کیجیے کہ اے جام جہان نما تجھے قسم ہی روح جمشید کی مجھے فلان شخص کا حال معلوم ہو یا فلان شہر کا حال مجھپر منکشف ہو سب کیفیت آپ کو نظر آجائیگی شاہزادہ نورالدہر نے اُسی وقت جام مین پانی بھروا کر سامنے رکھا قسم روح جمشید کی دے کر کہا کہ مجھے حمزہ صاحبقران کا حال معلوم ہو جائے یہ کہکر جام مین دیکھنا شروع کیا دیکھا کہ امیر کشور گیر مع عمرو و کرب و مقبل وفادار ایک صحرا مین چلے جاتے ہین اور لشکر سامنے شہر زبرجد نگار کے پڑا ہی اور بہت سے سردار مع شاہزادہ بدیع الزمان بارگاہ مین زبرجد شاہ کی بیٹھے ہین حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہی بعد اسکے

پھر جام کو قسم دی کہ میرے لشکر کا حال مجھپر روشن ہو جاے بس لشکر اپنا سامنے شہر مشتری حصار کے دیکھا کہ بارگاہ
مین گہراے اختر شناس وجملہ سرداران نامدار بیٹھے ہین مگر اسد و طہماس کو نہ دیکھا تخت پریشان ہوا کہ ان
دونون پر کیا گذری پھر جام کو قسم دے کر حال اسد غازی کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ ایک قلعہ وسط دریا
مین ہی الحصین اسد مع رفقا بیٹھا ہی پھر حال طہماس بن عنقویل دیو پرور کا دریافت کیا کہ ایک ریگستان
مین مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی قریب الموت ہی بس یہ حال اپنے رفیق صادق کا دیکھکر بیقرار ہو گیا دیو
مرآت کو دکھایا کہ یہ رفیق ہی میرا میری جدائی مین جان اپنی دے رہا ہی جلد مجھے یہان سے نکال اسی صحرا مین
پہونچا دے اگر یہ مر گیا اور پھر مین پہونچا تو کس کام کا دیو مرآت نے یہ سنکر تمام کاروبار مال و اسباب بنا مقبرہ
جمشیدی کا آئینہ پری کے سپرد کیا اور ہر ایک دیو سے کہا کہ تم آئینہ پری کی اطاعت سے باہر نہ ہونا مین اس
شہریار کو پہونچا کر بہت جلد آتا ہون اور شاہزادہ نور الدہر کو مع جام اپنی پشت پر سوار کرکے پردہ دنیا کیطرف
روانہ ہوا راوی بیان کرتا ہی کہ مقبرہ جمشید کا مابین پردہ قاف و پردہ دنیا ہی بلکہ دنیا نزدیک ہی القصہ دیو
مرآت شاہزادہ نور الدہر کو طرفۃ العین مین اسی صحرا مین لایا کہ جہان طہماس مانند ماہی بے آب تڑپتا تھا
اور پکارتا تھا کہ ای پروردگار مجھے دیدار اس شہریار عالیوقار کا دکھا یا قبض روح کا میری ملک الموت کو حکم
دے کہ بعد ایسے تاجدار کے زندگی بیکار ہی نور الدہر یہ حال طہماس کا دیکھکر بے اختیار رو دیا پکار کر کہا
کہ ای طہماس مین زندہ و سلامت موجود ہون آنکھ کھولکر دیکھ مگر طہماس کا یہ حال تھا کہ غشی طاری تھا زندگی
سے عاری تھا آنکھین بند تھین کسواسطے کہ سات روز اسیر سے بے آب و دانہ گذرے تھے آنکھون مین دم
تھا فقط نفس شماری باقی تھی نور الدہر ہر چند پکارا چلایا جب طہماس نے جواب نہ دیا تو اسی فرش خاک
پر خود بھی بیٹھ گیا سر اپنے یار وفادار کا اٹھا کر زانو پر رکھا گرد منہ کی رومال سے پاک کی اپنے ہاتھ سے پانی منہ مین
ٹپکایا اور ایک چھینٹا منہ پر دیا طہماس نے گھبرا کر آنکھ کھولدی ہوش آگیا تو صدف امید کو گوہر مقصود سے
مالامال پایا دیکھا کہ شاہزادہ نور الدہر سرہانے بیٹھا ہوا ہی یقین نہ آیا عرض کیا کہ ای شہریار یہ خواب ہی یا بیداری
شاہزادہ نور الدہر نے کہا مین بیداری ہی مین زندہ ہون تم غم مین میرے کیون ہلاک ہوتے ہو مجھے ایک ساحرہ
اٹھا لیگئی تھی اور میری صورت کا ایک آدمی بناکر سر اسکا کاٹ کر میرے بستر خواب پر ڈالگئی تھی جسے تم
دیکھکر یہ سمجھے کہ نور الدہر قتل ہو گیا طہماس نے کہا ای شہریار مجھ مین طاقت گویائی نہین ہی جو کچھ عرض کرون
نور الدہر نے بغلون مین ہاتھ دے کر اسے اٹھا بٹھایا طہماس قدمون پر سر رکھکے پھر بیہوش ہو گیا آخر کار
شاہزادے نے دیو مرآت سے کہا کہ اب تو مجھے اور اسے دونون کو میرے لشکر مین پہونچا دے دیو مرآت نے
ایک کاندھے پر نور الدہر اور دوسرے کاندھے پر طہماس کو بٹھایا اور لے اڑا ادہر یہان ہرمز تاجدار کہہ رہا ہی
گہراے اختر شناس سے تم کہتے تھے کہ مین نے علم نجوم مین دریافت کیا ہی کہ شاہزادہ نور الدہر زندہ ہی اور
بہت جلد ملاقات ہوگی ابھی تک تو کچھ ظاہر نہ ہوا نہ خبر اس شہریار کی آئی نہ ملاقات ہوئی اب پھر نجوم مین دیکھو کہ
کب اس شہریار کو ہم دیکھینگے گہراے اختر شناس نے پھر نجوم مین دیکھا اور کہا کہ بہت جلد ملاقات ہوا چاہتی ہی
ہرمز تاجدار نے کہا کہ عمر لگا کب تک ملاقات ہوگی گہراے اختر شناس نے پھر نجوم مین زور دیا اور دوسرا زائچہ
کھینچا اور دست بستہ عرض کیا کہ ای شہریار اگر آج سہ پہر تک ملاقات نہ ہو تو مین بھی جھوٹھا اور میرا علم بھی غلط اور
یہ بھی عرض کیے دیتا ہون کہ وہ شہریار جانب آسمان سے آئیگا دیو اسکو لائیگا القصہ پہر دن رہے ہرمز تاجدار

اور تمام سرداران نامدار باہر بارگاہ کے آکر کھڑے ہوے اور جانب آسمان دیکھنے لگے ہر شخص کی نگاہ لڑی ہوئی ہو کہ
بعد ایک لمحہ کے دیکھا کہ آفتاب چھپ گیا روز روشن شب تاریک ہو گیا اور اُسی اندھیرے مین ایک ستارہ چمکتا
ہوا آسمان پر نظر آیا اور دیکھا کہ وہ ستارہ زمین کی طرف نیچا ہوتا چلا آتا ہو کہا اے اخترشناس نے کہا کہ یہ ابر سیاہ
دیو ہو اور اسکی پشت پر وہ ستارہ باوقار نورالدہر نامدار ہو کہ اس اثنا مین وہ ابر قریب آیا کہ نورالدہر
سب کو نظر آنے لگا غل ہوا کہ وہ شاہزادہ عالیوقار آپہونچا تمام سردار تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوئے اب وہ زمین
پر آیا نورالدہر پشت دیو سے کود اسپ سردار دوڑ دوڑ کر قدمون سے لپٹے نورالدہر نے ہر ایک کو گلے لگایا اور
آپ ہرمز تاجدار سے قدمبوس ہوا اور تکل پر آکر بیٹھا طہماس کو کہا اے اخترشناس کے سپرد کیا کہ اسکا علاج
کرو طہماس کو اور کوئی مرض نہ تھا فقط درد جدائی شاہزادہ نورالدہر تھا شربت دیدار اسکی دوا ہوگئی دو ایک
روز مین قوت و توانائی آئی طبیعت بحال ہوگئی اچھا ہو گیا بعد صحت تمام شاہزادے کی خدمت مین آیا گرد پھرا
تصدق ہوا تمام کیفیت اپنی بیان کی کہ بغیر حضور کے یہ حالت میری ہم پہونچی تھی بارے خدا نے اپنا فضل کیا کہ غلام
نے حضور کو دیکھا نورالدہر نے اسے خلعت عنایت کیا گلے سے لگایا اپنے پاس بٹھایا بعد اُسکے اسد غازی
کا حال پوچھا ہرمز تاجدار نے کہا کہ ایک قلعہ ہو وسط دریا مین کہ اسے قلعہ سرخان کہتے ہین اسد بھی ایرج
کے ہاتھ سے وہان چھپکر بیٹھا ہو مگر وہ وہ کارنمایان اُسنے کیے کہ رستم سے بھی نہ ہو سکینگے شاہزادہ نورالدہر نے
کہا کہ وہ تو کبھی ایک جگہ چھپ کر نہ بیٹھا تھا اب کیون پوشیدہ ہو کر بیٹھا ہرمز تاجدار نے بیان کیا کہ اسد جس
کوہ یا صحرا مین قیام کرتا تھا ایرج پاس آئینہ سکندری ہو اُسمین دیکھکر حال دریافت کرتا تھا اب اسد
بھاگتے بھاگتے مجبور ہو کر قلعہ سرخان مین جا بیٹھا نورالدہر نے کہا مین اُسکے واسطے جام جم لایا ہون یہ جام آئینے
سے بھی زیادہ ہو مین اسے ابھی بھیجتا ہون اور شاہزادہ نورالدہر کے پاس تین تلوارین طلسمی ہین ایک طلسم تنقہری
سے نکالی ہو کہ نام اُسکا تیغہ نخان ہو دوسری طلسم خیال مین سے ہاتھ آئی ہو کہ اُسے بلاسان کہتے ہین
تیسری طلسم انارستان سے پائی ہو کہ اُسکا لقب تیغۂ زرافشان ہو چنانچہ جام جم مع تیغۂ زرافشان
سلیمانی دیو مرآت کو دے کر فرمایا کہ مژدۂ سلامتی ہمارا مع ان تحفون کے اسد بن کرب کو پہونچا اور کو دیو
مرآت نے عرض کیا کہ مین اسد غازی کو نہین پہچانتا نورالدہر نے کہا اچھا مین تجھین اسد غازی کو
دکھائے دیتا ہون یہ کہکر جام جہان نما مین پانی بھروا کر رکھا اور کہا کہ اے جام جہان نما تجھے قسم ہو روح
جمشید کی کہ حال اسد بن کرب غازی کا معلوم ہو جائے اور صورت اُسکی نظر آجاے بعد ایک لمحہ کے
اُسی قلعہ سرخان کے اندر مع رفقا اسد دلاور نظر آیا نورالدہر نے دیو مرآت سے کہا کہ لے دیکھ اور
پہچان لے دیو مرآت نے اسد غازی کو مع رفقا دیکھا عرض کیا کہ اب مین نے پہچان لیا ابھی جا کر یہ
دونون تحفے پہونچاتا ہون بس یہ کہکر جام جہان نما اور تیغہ زرافشان لیکر روانہ ہوا یہان اسد
بن کرب غازی اپنے رفیقون سمیت قلعہ سرخان مین بیٹھا ہو اور کہ رہا ہو کہ افسوس کچھ حال بھائی صاحب
کا معلوم نہ ہوا کہا اے اخترشناس کہ نجومی بیدل ہو اکثر احکام اُسکے سچے ہوئے ہین مگر شاہزادے
کے حق مین جو کچھ کہا وہ ابتک ظہور مین نہ آیا اور اس آفتاب پرست کے واسطے دن بدن ترقی
ہوتی جاتی ہو یہ کہکر نورالدہر کی یاد مین رونے لگا اور تمام رفقا بھی آبدیدہ ہوئے کہ یکایک تیز ہوا
کی چلنے اور روے آفتاب پر سیاہی آگئی غور سے جو دیکھا تو ایک دیو چلا آتا ہو اور اُسی طرف

دیکھتا آتا ہی یہانتک کہ اسد کی جانب اسنے رُخ کیا اور لوگ تو وہان سے بھاگ گئے مگر اسد غازی نے
تیر کو کمان مین پیوستہ کر کے کمان کو کھینچا کہ سیہر قوس کا کُڑکا دیو مرآت نے دیکھا کہ یہ تیر تجھپر مارا چاہتا ہی
سہم کر چلایا کہ خطا میری کیا ہی یہان تو کوئی گوشہ بھی نہین کہ اسمین چھپ رہون ای شہریار مین شاہزادہ
نورالدہر کی خدمت سے آتا ہون تحفے آپ کے واسطے لایا ہون مجھپر تیر نہ مارئے اسد غازی نے جو
نام شاہزادہ نورالدہر کا سُنا تیر و کمان کو ہاتھ سے پھینکدیا دیو کی جانب دیکھنے لگا دیو جس وقت قریب آیا قدمون
پر گرا مگر اسد نے سر اُسکا اُٹھا یا گلے سے لگایا حال شاہزادہ نورالدہر کا پوچھا دیو نے تمام حال جو شاہزادے
سے سُنا تھا بیان کیا اور وہ جام اور تیغہ نذر کیا اسد نہایت خوش ہوا اور وصف اس جام کا پوچھا دیو مرآت نے
کہا کہ یہ جام جہان نما ہی اسمین جس شخص کا حال چاہیے دریافت کیجیے اسد نے یہ اوصاف جو سُنے اچھلنے لگا کہا
کہ اب یہ بد ازلی بچہ میرے ہاتھ سے کہان جائیگا بچکر جائیگا بہت آئینہ سکندری پر نازان تھا مجھکو خدا نے جام جمشید
عنایت کیا دیکھو تو کیسے ناکون چنے چبواتا ہون خدا بھائی صاحب کو سلامت رکھے عجب تحفہ میرے واسطے بھیجا ہی
الغرض دیو مرآت کو رسید اُس جام اور تیغے کی دی اور ایک عرضی لکھدی کہ بھائی صاحب کو دینا اور عرض کر دینا
کہ جان نثار جلد آکر قدمبوسی مین حاضر ہوتا ہی دیو مرآت تو رسید لیکر راہی ہوا ادھر اسد دلاور نے اپنے
رفیقون سے کہا کہ اب جلکر لشکر پر اس آفتاب پرست کے شبخون مارونگا سبھون نے کہا بسم اللہ چلیے غرض
مال و اسباب تو حاکم قلعہ کے سپرد کیا اور آپ کشتیون پر سوار ہو کر دریا پار اُترا اور ایک درۂ کوہ مین پہونچکر قریب
لشکر ایرج کے قیام کیا لشکر ایرج کا ارمنوس حصار کے سامنے اُترا ہوا ہی تیاری کوچ کی ہو رہی ہی کہ دو پہر رات
گئے اسد آکر شبخون گرا اور لوگون کو قتل کرنا شروع کیا کھاتا پیتا سوتا جاگتا جو ذی حیات سامنے دکھائی دیا وہ
مارا جاتا ہی تمام خیمون مین آگ لگا دی ہی سارا لشکر تہ و بالا ہی چار طرف ایک غلغلہ ہی کہ اسد دیوانہ آکر شبخون
گرا ہی غیر اعظم اسکی شر سے بچائے یہان تک کہ اب کوئی پہر رات پچھلی باقی ہی کہ ایرج بیدار ہوا سُنا کہ اسد آکر
شبخون گرا ہی تمام لشکر کو قتل کر رہا ہی ایرج بولا پھر یہ قلعہ سرخان سے کہان نکلا تھا مگر میرے ہاتھ سے ابکی بغیر مارے
نہ چھوڑونگا اور جلدی سے مرکب پر سوار ہو کر چلا اسد کو جو ایرج کے آنے کی خبر معلوم ہوئی بوق بجائی کہ
یاران بدر روید غرض مع رفقا ایک سمت کو راہی ہوا ایرج صبح تک اسد غازی کو ڈھونڈھا کیا کہین پتا
نہ لگا بہت جھنجھلایا اور پشت دست کو اس زور سے کاٹا کہ خون بہنے لگا اور کہا کہ جان جائیگا وہین پہونچکر ہلاک
کرونگا اور ویلم شاط زنگی سے خطاب کیا کہ تم جاکر کنارہ دریا کا روک لو کہ یہ دیوانہ قلعہ سرخان کی طرف
نہ جانے پائے پھر تک اسکو صحرا مین گھیر کر مار لونگا ویلم شاط زنگی تو یہ لشکر چالیس ہزار زنگیون سے جاکر کنارہ
دریا کا روک کر کھڑا ہو رہا یہان ایرج نے آئینہ سکندری مین دیکھا معلوم ہوا کہ اسد دامن کوہ مین ہی بہت
خوش ہوا کہ ابھی قلعہ سرخان مین نہین پہونچنے پایا اب بچکر میرے ہاتھ سے کہان جائیگا کہ راستہ دریا کا
رکا ہوا ہی بس مع چند سرداران نامدار روانہ ہوا ادھر اسد جو آیا جتنی رات باقی رہی تھی سو کر کاٹ دی صبح کو
نماز پڑھی جام نکالکر دیکھا معلوم کیا کہ ایرج اسیطرف چلا آتا ہی اور قریب آ پہونچا ہی بس جلدی سے بوق بجائی
کہ ای یاران تیار شوید جو جس مقام پر بیٹھا تھا جس کام مین تھا سب چھوڑکر جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا دوسری
بوق مین سب تیار تھے گھوڑون پر اسوار تھے تیسری بوق مین راہی ہوئے اور دوسرے راستے سے آکر لشکر ایرج
پر روز خون مارا قتل کرنا شروع کیا مگر یہان ایرج جو دامنہ کوہ مین آیا پہلے درہ کو گھیر لیا کہ کسی طرف سے نکلنے پائے

بعد اسکے لینا لینا پکڑنا پکڑنا کہتا ہوا اندر جو در سے کے آیا کسی متنفس کو وہان نہ پایا گھوڑون کی لید ٹوٹی ہوئی رسیان
تسمے رکابون کے پڑے ہوئے دیکھے حیران ہوا کہ یہ دیوانہ کدھر گیا سیماب کی خاصیت رکھتا ہی کہ کسی جگہ استقرار
نہین نہ کبھی پھٹکتا ہی نہ کبھی بیار پڑتا ہی عجب طرح کا آفت جان ہی پھر خیال مین گذرا کہ شاید میرے آنے کی خبر سنکر
چلا گیا ہوگا نکالکر آئینہ سکندری کو جو دیکھا عجب طرح پر دیکھا کہ لشکر پر گرا ہوا آفتاب پرستون کو قتل کر رہا ہی
گھوڑے کو کوڑا کیا چلا اپنے لشکر کی طرف یہان اسد غازی کی یہ کیفیت ہی کہ ہزارہا آفتاب پرست قتل کر ڈالے
ہین خیمے جلا دیے ہین کچھ دکانین حلوائیون نانبائیون کی لوٹ لی ہین کھانے کا سامان درست کر لیا ہی مگر مالک بن
ملکوت شاہ اور بہزاد مرتد کو ڈھونڈھ رہا ہی دیر بہت ہو چلی ہی یہ خیال مین گذرا کہ ایرج پھرا ہوا نہ آتا ہو پس
جام جمشید مین دیکھا معلوم ہوا کہ ایرج قریب آ پہونچا ہی پس بوق بجائی کہ ای یاران بدر روید مع رفقا صاف نکل
چلا گیا ایرج جو لشکر مین پہونچا شور و غل سنا کہ دیوانہ لوٹ لیگیا قتل کر گیا ابھی چلا گیا ایرج نے کہا ارے یہ کیونکر
میرے آنے سے آگاہ ہو جاتا ہی ہر ایک نے جواب دیا کہ نہین معلوم کیا امر ہی مالک بن ملکوت شاہ اور
بہزاد مرتد دونون آئے اپنی سرگذشت بیان کی کہ ہم چھپے ہوئے تھے ہمکو دیوانہ ڈھونڈھ رہا تھا اگر پا جاتا تو کبھی
زندہ نہ چھوڑتا ایرج نے جواب دیا کہ مین نے تو قسم کھائی ہی کہ اس دیوانے کو بغیر مارے ہوئے گھوڑے سے نہ اترونگا مگر
نہ گھبراؤ کیونکہ راستہ دریا کا مسدود ہی و طلسم شاطر زنگی وہان موجود ہی یہ کہکر پھر آئینہ دیکھا اسد غازی کو ایک صحرا مین
پایا پھر اسد کے تعاقب مین روانہ ہوا اسد نے یہان لوٹ کا مال خوب نوش جان کیا اور فراغت حاصل کر کے
جام جہان نما مین دیکھا معلوم ہوا کہ ایرج نے پھر تعاقب کیا ہی پس بوق بجائی اور مع رفقا سوار ہو کر اور راہ سے
آکر لشکر ایرج پر گرا قتل کرنا شروع کیا تمام لشکر کو تہ و بالا کر دیا ادھر ایرج جو صحرا مین پہونچا اسد کو نہ پایا وہان
سے پلٹا ادھر اسد نے جام مین دیکھا معلوم ہوا کہ ایرج پھرا ہوا آتا ہی پھر ایک سمت کو راہی ہوا کہان تک گذارش
کیا جائے کہ ایرج نے تین شبانہ روز اسد کا تعاقب کیا مگر اسد کو نہ پایا سات بار ان تین شبانہ روز مین اسد نے لشکر
ایرج پر شبخون مارا مگر ساتوین مرتبہ جب شبخون مار کر جانے لگا تو پکار کر کہا کہ اس بنا زیبہ سے کہدینا کہ کیون میرے
پیچھے مفت تباہ ہوتا ہی زندگی بھر مجکو نہ پائیگا اگر اسکے پاس آئینہ سکندری ہی تو میرے پاس بھی جام جمشیدی ہی
کہ مجھکو شاہزادہ نورالدہر نے بھیجا ہی وہ آئینہ مین کیفیت دیکھتا ہی مین جام مین اسکا حال دریافت کرتا ہون
میرے تعاقب سے کچھ حاصل نہ ہوگا اگر تا قیامت میری جستجو کریگا تو بھی نہ پائیگا ایرج جو لشکر مین اپنے آیا اور
حال جام جمشید کا سنا متردد ہوا اور سوچا کہ اب تعاقب کرنا اس دیوانے کا فضول ہی پس کمر کھولی بارگاہ مین
آیا کھانا کھا کر تین روز کا تھکا ماندہ تو تھا ہی سو رہا پھر جو بیدار ہوا بارگاہ مین آکر جلوہ فرما ہوا صحبت عیش برپا ہوئی
ادھر اسد نے ضرغام شیر دل سے کہا کہ جا کر خبر تو لا کہ اب ایرج کس فکر مین ہی ضرغام وہان سے چلا لشکر
مین ایرج کے پہونچا صورت تبدیل کر کے داخل لشکر ہوا یہانتک کہ دروازہ بارگاہ پر پہونچا دیکھا کہ ایک خدمتگار
اندر سے آتا ہی وہ تو چلا گیا اب ضرغام شیر دل اسکی صورت بنکر اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ ایرج بیٹھا ہی سامنے
آئینہ سکندری لگا ہوا ہی دربار آراستہ ہو رہا ہی سردار آتے جاتے ہین اپنے اپنے دنگل پر بیٹھتے جاتے ہین یہ رنگ
دیکھکر وہان سے پھرا اور آکر خدمت مین اسد دلاور کی تمام حال بیان کیا اسد نے ،، ای ضرغام مین بھی اس سے
آئینہ لیے آتا ہون یہ کہکر اٹھا اور وضع اپنی تبدیل کی ایک کاغذ دستار مین رکھ لیا نامہ بر کی صورت بنکر لشکر ایرج
کی طرف روانہ ہوا ضرغام شیر دل ہر چند کہتا رہا مگر اسد نے کسی کو ساتھ نہ لیا آتے آتے داخل لشکر ایرج ہوا

سیر کرتا ہوا دروازۂ بارگاہ پر پہونچا دربان سے کہا کہ جا کر ایرج سے خبر کرو کہ ایلچی شاہزادۂ نور الدہر کا آیا ہی
چوبدار نے آکر ایرج سے عرض کیا حکم دیا کہ آنے دو خبردار روکنا نہین اسد اندر بارگاہ کے گیا بطریق اہل اسلام
سلام کیا ایرج نے کرسی پر بٹھایا نامطلب کیا اسد نے نامہ دستار سے نکالکر ایرج کے ہاتھ مین دیا ایرج نے جو دیکھا
لفافے کے اوپر کچھ نہین لکھا ہی پوچھا کہ ای ایلچی یہ نامہ کیسا ہی جسکے سرنامے پر کچھ نہین لکھا ہی جواب دیا کہ جو کچھ لکھا ہی اندر
اسے سے لکھا ہی ایرج نامے کو کھولنے لگا اسد نے ہاتھ آئینے کی طرف بڑھا کر آئینے کو دیکھنا شروع کیا اہل دربار
یہ سمجھے کہ آئینہ سکندری نہایت عمدہ آئینہ ہی شاید یہ اسکے نقش و نگار دیکھتا ہوگا جیسے ہی اسد نے دیکھا کہ
آنکھ طرف ماسب کی بچی ہی جست کرکے قریب دروازۂ بارگاہ کے پہونچا دربان سمجھے کہ ایلچی جواب نامے کا لیکر
پھرا جاتا ہی ادھر ایرج نے جو نامے کو دیکھا کچھ لکھا نہ پایا محض کاغذ سفید سر اُٹھایا کہ ایلچی سے کہے یہ کیسا نامہ تو لایا ہی
دیکھا تو ایلچی دروازۂ بارگاہ پر پہونچ چکا ہی اور آئینہ اُسکے ہاتھ مین ہی نعرہ کیا کہ او چور تو آئینہ لیے جاتا ہی اسد
پکارا کہ او بزرابچے مین اسد بن کرب لاو آئینہ لینے آیا تھا لیچلا کیسی نامہ بری و ایلچی گری ایرج خود اٹھکے دوڑا
کہ او دیوانے مین تجھے کہان جانے دیتا ہون لیکن اسد غازی بارگاہ سے باہر آیا کسی نے اسکے روکنے کا قصد بھی
نہ کیا بلکہ نام سنتے ہی لوگ سامنے سے ہٹ گئے راستہ صاف کر دیا اور کہا کہ میاں یہ ملک الموت ہی اسے کون ٹوکے
جو روکے وہی مارا جائے اسد گھوڑے پر سوار ہو کر صاف نکلا چلا گیا اتنے مین ایرج بارگاہ سے نکلا دیکھا کہ اسد
دور پہونچ گیا ہی بس پشت مرکب پر بیٹھ کر تعاقب کیا للکارتا جاتا ہی کہ او دیوانے تو جان جائیگا مین کبھی
وہین آ دونگا اور آئینہ تجھسے لونگا یہ کہتا جاتا ہی اور مرکب کو تیز کرتا جاتا ہی اسد یہ بھی نہین کہتا کہ تو بکتا
کیا ہی بگٹٹ گھوڑا اڑائے ہوئے چلا جاتا ہی اسد کا مرکب بہت چالاک و چست تھا دور نکل گیا اور جاتے جاتے
ایک قلعۂ کہنہ پاس پہونچا کہ ایک مدت سے وہ قلعہ ویران پڑا تھا آبادی نہ تھی آدمی کا نام و نشان بھی نہ تھا مکان
ٹوٹے ہوئے دکانین خالی بعضی گری ہوئی بعضی بوسیدہ گھاس جا بجا اُگی ہوئی بو سے انسان کوسون نہین ہر مقام
پر ابابیلون کے جھونجھ ہر دیوار پر چھپکلیان بیٹھی ہوئین زاغ بول رہے ہین کوٹھون پر درخت اُگے ہوئے
ہین عجب ہیبتناک وہ مقام ہی اسد دل مین کہہ رہا ہی کہ خدا خیر کرے یہ مقام مجھے بہت بد معلوم ہوتا ہی لیکن ایرج
کے خوف سے اندر اُس قلعہ کے چلا آیا ہی کہ قریب ایک بارہ دری کے پہونچا دیکھا کہ ایک غول
چوبدست گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوئے نکلا اور بولا کہ او آدمزاد ابلیس پر تلبیس نے تجھے میرے واسطے بھیجا ہی
تو جائیگا کہان اسد پکارا کہ او حرامزادے مین ملک الموت ہون تیری جان کا وہ غول یہ سُنکر بہت برہم ہوا
اور ایک چوبدست پھرا کر اسد پر ماری اسد نے خالی دی وہ چوبدست زمین پر پڑی خاک اڑی غول پکارا کہ
افسوس تیرا گوشت بھی کرکرا ہو گیا کھانا نصیب نہ ہوا اسد نے نعرہ کیا کہ او حرامزادے مین زندہ ہون تو نے مارا
کسے غول نے دیکھا کہ آدمزاد کھڑا ہی پھر چوبدست اُٹھانے لگا کہ مارے اسد نے چالاکی سے تلوار ماری کمرگاہ
پر پڑی دو ٹکڑے ہوئے لاش اسکی تڑپنے لگی مگر جب غول سے اور اسد سے سامنا ہوا تھا تو اُسنے ایک چیخ
ماری تھی اسد تو اُسے مار کر آگے بڑھا ایک جادوگرنی سیاہ فام زشت رو کریہ منظر بدہیئت وہان سے نکلی اور
اُس غول کو جو مردہ دیکھا اپنی دونون ہاتھون سے سینہ پیٹ لیا اور پکاری کہ او ظالم غضب کیا تو نے کہ میرے
معشوق کو مار ڈالا دیکھ تیرا کیا حال کرتی ہون اور اسم سحر کا پڑھ کر کچھ دانے ماش کے اسد پر مارے اسد تلوار
کھینچکر ساحرہ پر چلا تھا کہ ہاتھ خشک ہو کر رہگیا بدن مین طاقت باقی نہ رہی اس ساحرہ نے سلسل جادو

اسکا نام تھا اسد کو اسیر کر لیا مگر صورت دیکھتے ہی بیہوش ہوگئی اور پکاری کہ تو نے خوب کیا جو اس موئے غول
کو مار ڈالا مین تجھپر عاشق ہوئی ہون مجھے تو قبول کر اسد بولا او لکاتہ یہ دوسرا غمزہ کیا تجھسے تو یہ گفتگو نہ کرنا
ہمارے خاندان مین کوئی جادوگرنی سے ہمصحبت نہین ہوا مین تیری طرف نگاہ بھی نہ کرونگا تو چاہے مجھے زندہ
رکھ چاہے مار ڈال اُسنے کہا دیکھ پچتائیگا اسد بولا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر مین آمادہ مرگ ہون اُسنے کہا کہ تجھکو
دفعتاً تھوڑی ہی مار ڈالونگی اس طرح تارونگی کہ تو بھی یاد کریگا کہ کسی نے معشوق کو مارا تھا یہ کہکر اسد کو قلعہ سے باہر لائی
اور سامنے پہاڑ کے لا کر آدھا زمین مین گاڑ دیا اور کہا کہ اب دن کی دھوپ رات کی اوس تجھپر گذریگی تجھے دانہ ملیگا
نہ پانی اسد نے کہا تو جو چاہے سو کر مین تیرے اختیار مین ہون اور اپنے دل مین کہا کہ ای اسد یہ تو اب چلی جائیگی
اور ایرج اگر تجھے مار ڈالیگا ایسی صورت ہو کہ ایرج کے ہاتھ سے تو بچے بس جیسے ہی مسلسل جادو اسد کو قید
کر کے چلی اسد غازی نے پکار کر کہا کہ ای مسلسل جادو جو تجھین یہ منظور ہے کہ تجھکو کوئی جانور درندہ کھا جائے
تو خیر نہین تو کچھ ایسا بندوبست کر جاؤ کہ کوئی جانور موذی تجھے گزند نہ پہونچا سکے اُسنے کہا اچھا سوا میرے
اور کوئی نہ آسکیگا اور کچھ سرسون کے دانے پڑھکر گرد اسد کے پھینکدیے اور کہا کہ اب خاطر جمع رکھ کوئی تیرے
پاس نہ آسکیگا یہ کہکر مسلسل جادو چلی گئی بعد تھوڑی دیر کے ایرج بھی وہان پہونچا اسد غازی کو دیکھا کہ زمین
مین گڑا ہوا ہے نعرہ کیا کہ او دیوانے اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ تجھے کسنے قید کیا ہے کہا کہ ایک ساحرہ نے
ایرج نے کہا کہ مین تجھے بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگا اور تلوار کھینچکر چلا جب حد سحر مین پہونچا دیکھا کہ دیوار آہنی حائل
ہوگئی ہے سمجھا کہ جادوگرنی حد سحر قائم کر گئی ہے پیچھے ہٹا پکارا کہ او دیوانے تو مبتلائے سحر ہے بس یہی قید تجھے کافی
ہے یہ کہکر وہان سے پھرنے کا ارادہ کیا تھا اسد پکارا ای ایرج یہ آئینہ اور جام دونون میرے پاس موجود
ہین تو اپنا آئینہ تو مجھسے لیے جا ایرج پکارا او دیوانے پکار خود ہوشیار تو مجھکو فریب سے پھنسایا چاہتا ہے کہ مین
بھی تیرے پاس آکر گرفتار سحر ہو جاؤن ہرگز تیرے دم مین نہ آؤنگا اسد پکارا کہ بس ای منہ پر دعوی صاحبقرانی
اور لاف و گزاف کرتا ہے کہ مین صاحبقران ہون اور حمزہ میری نسبت شمشیر سے بھاگ کر ظلمات کو چلا گیا
تو امیر کشورگیر کی برابری کیا کریگا صاحبقران نے تو شہر کے شہر جادوگرون کے غارت کر دیے اب ظلمات
مین دوا مہ جادو کے تباہ کرنے کو گئے ہوے ہین تو ایک جادوگرنی سے ڈر کر بھاگا جاتا ہے لعنت ہے تیری
اس صاحبقرانی پر صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نورالدہر ہے کہ پردہ قاف مین جادوگرون کو مارا
طلسم کو ہر بار فتح کیا یہان بھی کئی طلسم توڑے تو جا کر پیشہ بزازی کر اسمین تجھکو نفع خوب ہوگا اگر لندھور
تیرا شریک نہ ہوتا تو تیرا یہ اوج ہرگز نہ ہوتا اور مین تو اگر حیات مستعار باقی ہے تو اس عذاب سے چھوٹ ہی
جاؤنگا یہ کلمے جو سنے ایرج کو غیرت آئی کہا کہ او دیوانے اگر مین صاحبقران ہون تو اس ساحرہ کو بغیر مارے
نہ جاؤنگا وہ ساحرہ کہان رہتی ہے مجھے نشان تو دے اسد غازی نے کہا وہ سامنے قلعہ کہنہ ہے اسمین رہتی ہے
ایرج نے کہا کہ جا کر اُسے مارتا ہون یہ کہکر اُسی طرف روانہ ہوا اسد غازی نے اپنے دل مین کہا کہ یہ اُس
جادوگرنی کا کیا کر سکیگا خوب تو نے اسکو پھنسوایا مگر ایرج جو ادھر کو چلا اپنے دل مین خیال کیا کہ
حمزہ صاحبقران جو ساحرون کو مارتا تھا تو اسکو اسم اعظم یاد تھا سحر ساحر کا اثر نہین کرتا تھا مجھکو تو کوئی اسم
یاد نہین تو کیا کر سکیگا مگر بہ فریب پیش آنا چاہیے بس یہ یقین اپنے دل سے کرتا ہوا قریب اُس جادوگرنی کے
مکان کے آیا قربان سے کمان ترکش سے تیر نکالکر تیر کو بحر کمان مین پیوستہ کر کے آواز دی کہ ای مسلسل جادو

مین تمھاری ملاقات کو آیا ہون ذرا باہر آؤ مسلسل جادو کے کان مین جو آواز آئی حیران ہوئی کہ کون تیرا
ملاقاتی آیا ہو دیکھو تو سہی بس کوٹھے پر آئی دریچے سے سر باہر نکالا ادھر ایرج تو دیکھ ہی رہا تھا کہ نظر آئے اور
نشانہ کر دن پر جو مارتا ہو گلے پر چڑا کر توڑ کر نکلگیا وہ تڑپ کر گری شور گیر و دار بلند ہوا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا پیر
اسکے خاک اڑا رہے تھے کوئی تدبیر پیش نہ جاتی تھی آخر کار وہ ساحرہ جہنم واصل ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین
مسلسل جادو بود جب روشنی ہوئی ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ اب چلکر اس دیوانے کو دیکھے مگر اسد غازی نے
جو قید سحر سے نجات پائی بھاگا ایک پہاڑ کی طرف چلا ایرج جو اسد کو ڈھونڈھتا ہوا آیا جہان اسد مقید سحر
تھا وہان نہ پایا بلکہ دیکھا کہ بھاگا ہوا چلا جاتا ہی ایرج دوڑا کہ او دیوانے کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچ کر آیا
مین اور تعاقب مین اسد کے چلا لیکن اسد دبلا پتلا ہی بھاگا ہوا چلا جاتا ہو اور ایرج جسیم جسیم اس سے دوڑا
نہ جاتا تھا یہان تک کہ اسد جاتے جاتے ایک غار کے پاس پہونچا بے تکلف اُس غار مین کود پڑا ایرج جو
وہان پہونچا پکارا کہ او دیوانے تو اپنے پاؤن سے گور مین گیا یہ کہکر ایرج بھی اُس غار مین کودا اسد غار مین چلا جاتا
تھا کہ ایک مرتبہ روشنی معلوم ہوئی بس بھاگا ایرج بھی تاریکی سے نکلکر للکارا کہ او دیوانے آیا مین اسد پکارا
کہ آؤ تو معلوم ہو ایرج جھنجھلا کر دوڑا اسد غازی کو ایک بڑا سا پتھر دکھائی دیا اپنے دل مین کہا کہ ای اسد
تو اسکی آڑ مین ہو کر کھڑا رہ جب ایرج تیرے پاس آنے لگے تو تو پھر کر اس پتھر کی آڑ سے نکلجانا یہ خیال اپنے
دل مین کرکے کھڑا ہو رہا جب ایرج قریب آیا دہنی طرف سے چلا کہ اسد کو گرفتار کرلے اسد بائین طرف
سے نکلکر غار کی طرف چلا رجعت قہقری کی ایرج بھی غار کی جانب روانہ ہوا اسد تو راہ طی کرکے غار پاس پہونچگیا
اور نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست اب تو یہان سرگردان رہ مین تیرے مرکب پر سوار ہوکر جاتا ہون ایرج
پکارا کہ ارے ارے خدا میرا گھوڑا نہ لیجانا اسد غازی پکارا ارے بزادیجے اب ذرا تو حیران و سرگردان تو
پھر یہ کہتا ہوا غار سے باہر آیا اپنے گھوڑے پر سوار ہوا ایرج کے مرکب کو مار ڈالا اور مرکب کو جھکاتا ہوا راہی
ہوگیا ایرج جو غار سے نکلا دیکھا اسد کو جاتے ہوئے نہایت غمناک ہوا کہ افسوس یہ دیوانہ ہاتھ نہ لگا اور
خیال مین گذرا کہ ای ایرج پیادہ ہوی تجھے مار ڈالیگی دیوانے نے غضب کیا کہ تیرے گھوڑے کو مار کر چلا گیا
اسد تو ایک طرفۃ العین مین غائب ہوگیا ایرج حیران و پریشان پہاڑ سے اترا اور مسلسل جادو کے مکان
مین آیا وہان جو تلاش کیا تو کچھ لوگون کو قید پایا بہت سا مال و اسباب اور کچھ مرکب بھی نکلے لوگون کو
قید سے رہا کیا اور مال و اسباب بھی انکو دیا اور کہا کہ جہان تمھارا جی چاہے چلے جاؤ کچھ لوگ تو دعائین
دیتے ہوئے چلے گئے کچھ لوگون نے کہا کہ ہم آپ کے قدمون سے جدا نہ ہونگے اور وہ ایرج کے ساتھ رہے
القصہ ایرج مال و اسباب ساحرہ کا اپنے تخت مین کرکے روانہ ہوا تھوڑی دور آیا ہوگا کہ اسکا رفیق
اور لشکر والے اُسکو ڈھونڈھتے ہوئے چلے آتے تھے ان سبھون نے حال پوچھا کہ دیوانہ ہاتھ نہ لگا کہا کہ
وہ ایک مکار ہی بھلا کب ہاتھ لگتا ہی اور تمام اپنی نقل گذشتہ بیان کی ظہر اسپ اور بہزاد حیران
ہوئے کہ دیکھیے کس گھات سے جادوگرنی کو قتل کرکے نکلگیا ایرج جب آکر داخل لشکر ہوا کہا صاحبو جتنا
ہو کہ نور الدہر پیدا ہوا اور ادھر آتا ہی اگر اس سے مقابلہ ہوگیا تو جاتا میرا قلعہ زد الامان پر
رہجائیگا مین چاہتا ہون کہ کوچ دلدار مین پہونچون کہ مجھکو جدائی ملکہ گیتی افروز کی مارے ڈالتی ہی
بہزاد مرحد بولا ای شہریار آپ وہان پہونچے اور ملکہ آپ سے آملی وہ تو دشمنون مین گرفتار ہی نہین تو

آپ پاس اپنک چلی آئی ہوتی ایرج کی نگاہون کے نیچے تصویر ملکہ گیتی افروز کی پھر گئی بے اختیار چیخ مار کر
رونے لگا بعد گریہ وزاری کے کہا کہ ہمارا کوچ ہو ملک سبائل کی طرف اُسی وقت بموجب حکم کوچ کی تیاری
ہوئی دوسرے دن ایرج مع لشکر روانہ ہوا بعد کئی دن کے پیش خیمہ ایک چوراہے پر پہونچا لوگون نے آکر ایرج
سے عرض کیا کہ یہان سے چار راہین چار طرف گئی ہین ایک راہ نوشاباد اور بیشۂ کلنگان کو گئی ہو اور ایک
ارمنوس حصار کو اور ایک سبائل کو اور ایک قلعہ فروالامان کو اب جس طرف ارشاد ہو اسطرف چلین ایرج نے
کہا اب مین پہلے ان دونون ملکون سے فراغت کر لون تو قلعۂ فروالامان کی طرف چلون اور طہماسپ سے کہا کہ تم
باشندے ہو نوشاباد کے جاکر وہان سے خراج لاؤ اور ہماری بیعت پر سب کو رضی کرو طہماسپ بولا بہت خوب
مین جاتا ہون ایرج نے کہا ای طہماسپ خبردار جو بیعت کرنے پر راضی ہو پھر اُسے ایذا نہ دینا طہماسپ نے عرض کیا
ایسا ہی ہوگا اور رخصت ہو کر مع لشکر نوشاباد کو روانہ ہوا بعد چند روز کے قریب نوشاباد کے پہونچا مقام کیا خیمہ
استادہ ہوا طہماسپ داخل خیمہ ہوا اور ایک نامہ لکھکر شیر دہن بن کوہ لخت کو روانہ کیا لیکن عنقویل پرور
چند روز سے واسطے شکار کے بیشۂ کلنگان کو گیا ہوا ہی شیر دہن بن کوہ لخت عنقویل کی بہن کا بیٹا ہی نہایت
مرد فہمیدہ و سنجیدہ مسلمان با اعتقاد بہادر زبردست خود بھی نہایت جری ہی سب رعایا نوشاباد کی اس سے
راضی ہی اسنے کبھی کسی کو ایذا نہین پہونچائی اسنے جو خبر سنی طہماسپ نوشاباد پر آتا ہی کہا کہ جو تیاری کرو کہ مین
طہماسپ کی دعوت کرونگا کہ میرے بھائی کا بیٹا ہی کہ اتنے مین دوسرا چوبدار آیا اور اسنے عرض کیا طہماسپ نے
نامہ بھیجا ہی کہا کہ لاؤ نامہ بر کو جب ایلچی سامنے آیا شیر دہن نے اُسے بہت تعظیم و تکریم سے بٹھایا کمال خاطر و مدارات
سے پیش آیا بعد اُسکے نامہ اُس سے لیکر دبیر کو واسطے پڑھنے کے دیا اُسنے پڑھنا شروع کیا پہلے تعریفین نیر اعظم
آفتاب تابان کی بعد اُسکے مدح پیر قطب دوران کی تھی بعد اُسکے لکھا تھا کہ ای شیر دہن آگاہ ہو کہ مین
فرستادہ زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران گرشاسپ زمان ایرج نوجوان کا ہون اور مجھے
جو اُسنے یہان بھیجا ہی فقط اسلیے کہ مین یہان کا باشندہ ہون اور تم میرے عزیز ہو مین وعدہ کرکے آیا ہون کہ تمام
نوشاباد کو آفتاب پرست کرکے لاؤنگا بہتر یہ ہی کہ نامے کو دیکھتے ہی میرے پاس حاضر ہو دین آفتاب پرستی اختیار
کرو اور اگر یہ منظور نہین تو آمادہ جنگ ہو شیر دہن جب مضمون سے آگاہ ہوا ایلچی سے کہا کہ مین ابھی جواب لکھے
دیتا ہون مجھکو اطاعت مین زبدۂ آفتاب پرستان کی کچھ انکار نہین ہی اور بیعت کرنے کو خراج دینے کو موجود
ہون مگر دین اپنا ترک نہ کرونگا مسلمان سے کافر نہ ہونگا ایلچی یہ جواب لیکر طہماسپ کے پاس پہونچا وہ حرامزادہ
یہ سنکر نہایت برہم ہوا پھر کہلا بھیجا کہ اگر دین آفتاب پرستی تو قبول نہ کریگا تو مین بغیر تیرے قتل کیے چین نہ لونگا
اور مین بیعت کو کچھ نہین جانتا کہ بیعت کسے کہتے ہین یہ پیغام شیر دہن کو جو آیا بولا کہ یہ بھی نہ ہوگا کہ مین دین اسلام
ترک کرکے باطل پرستی اختیار کرون ہان لشکر میرا تیار رہو غرض حکم سنتے ہی تیاری ہوئی شیر دہن لشکر کو لیکر شہر سے باہر
نکلا طہماسپ نے یہ خبر سنکر طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر مین شیر دہن کے بھی طبل جنگ بجا رات بھر دونون لشکرون
مین تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو معرکۂ کارزار مین صف آرا ہوئے ادھر سے طہماسپ گینڈے کو بڑھا کر میدان
مین آیا اور مبارز طلب کیا ادھر سے شیر دہن آکر مقابل ہوا بعد از نگاہ تندی شیر دہن نے کہا کہ ای طہماسپ
مین نے سنا ہی کہ جسنے ایرج سے بیعت کی وہ آگ مین جلا یہ پھر کچھ ایرج نے اُسکے دین و آئین سے غرض نہ کیا مین بدل
اقرار بیعت کا کرتا ہون خراج دینے پر راضی ہون مگر تم نہین مانتے آمادۂ رزم و پیکار رہو اچھا نہین طہماسپ نے کہا

مین نوشاباد بھر کو بغیر قتل کیے یا آفتاب پرست کیے نہ رہونگا بیعت اسے کوئی مطلب نہین نکلتا اور طہماس
و عقوبل یہ دونون پہلے لقا پرست تھے خدا پرستون نے ان دونون کو مسلمان کر لیا نہین معلوم ان پر کیا جادو
کیا غرض یہ ہو کہ ای شیر دہن اگر تجھے آفتاب پرست ہونا منظور ہو تو تیری جان بخشی کرتا ہون نہین تو سر تیرا کاٹ کر
خدمت مین زبدۂ آفتاب پرستان کی لیجاؤنگا شیر دہن بن کوہ لخت نے کہا کہ مین ہرگز دین آفتاب پرستی
قبول نہین کرونگا جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر طرماسپ حرامزادے نے نیزہ اٹھا کر مارا شیر دہن نے نیزے پر نیزہ
لیا لگی نیزہ بازی ہونے لیکن مطلب کسی کا نہ نکلا نیزے ہاتھون سے پھینک پھینک کر تلوارین کھینچکر آمادہ پیکار ہوے
شیر دہن نے تلوار طرماسپ پر ماری طرماسپ نے ساطور پر روک کے جو ساطور مارا سپر کو قلم کرکے نصف ساطور
کاٹتا دوابرو اترا شیر دہن نے دستانہ مارا ساطور تو چھٹنا کر نکلگیا سر سے خون جاری ہوا مگر شیر دہن دلاور نے
اس عالم زخمداری مین بھی تلوار طرماسپ پر ماری کرا دچھاسنا زخم لگا اسنے پھر جو ساطور مارا تو شیر دہن کے شانے
پر زخم لگا شیر دہن نے بائین ہاتھ سے خنجر مارا کہ طرماسپ کی بھون پر زخم لگا اب طرماسپ نے جو ساطور مارا
تو زخم سر شیر دہن کا چوپارا ہوگیا غش کھاکے گرا تھا کہ اس نامرد بدذات طرماسپ نے سر اس مرد بیندار
کا کاٹ لیا اور لشکر پر شیر دہن کے دوڑ پڑا یہ دیکھکر فوج بھی اسکی فوج شیر دہن پر دوڑی تلوار چلنے لگی خوب
جنگ مغلوبہ ہوئی آخرکار بسبب نہ ہونے سردار کے دل فوج کا ٹوٹا اور لشکر شیر دہن نے شکست کھائی لاش
اپنے سردار کی اٹھاکر بیشہ گلنگاں کو روانہ ہوے طرماسپ حرامزادہ فوج شکست خوردہ کے تعاقب شہر نوشاباد
مین چلا آیا تمام لوگون کو وہان کے قتل کیا بچون تک کو نیزون پر اچھال اچھال کے مارا ہر چند لوگ امان کے
چلاتے کہ ہم رعایا ہین ہمارا کیا قصور ہے ہمکو قتل نہ کیجیے اس ظالم نے کچھ نہ سنا انجام کار لوگ اپنی جانین بچا کر
شہر سے نکلگئے اس بدذات نے شہر کو ویران کیا مال و اسباب لوٹ لیا بعد کئی روز کے خدمت مین ایرج نوجوان
کی آیا تمام مال و اسباب پیشکش کیا اور کہا کہ کسی طرح ان لوگون نے اطاعت آپ کی منظور نہ کی مین نے
تمام شہر کو قتل کیا ایرج حسب ہو رہا مگر لندھور کو پرچۂ اخبار گذرا کہ شیر دہن بیعت کرنے پر راضی تھا
طرماسپ نے اسے ناحق قتل کیا اور شہر کو برباد کیا لندھور ایرج کے پاس آیا اور کہا ای ایرج کیا خوب
تمنے عہد کو ہمسے بنایا شیر دہن بیعت کرنے پر راضی تھا اسکو ناحق طرماسپ نے قتل کیا اور تم خبر نہ ہوے
یہی ہمسے تمسے عہد و پیمان تھا واہ سبحان اللہ ایرج نے طرماسپ کی طرف دیکھا کہا کہ دارائے ہند کیا کہتے
ہین طرماسپ بولا میرا شہر تھا وہ سب میرے عزیز تھے مجھکو گوارا نہ ہوا کہ وہ لوگ اور دین مین رہین خصوصاً
دین آفتاب پرستی قبول نہ کیا مین نے انھین قتل کیا لندھور بولا کہ سنا آپ نے مین نے اس واسطے آپ سے
بیعت نہ کی تھی کہ اہل اسلام قتل ہون ایرج نہایت طرماسپ پر برہم ہوا اور کہا دور ہو میرے سامنے
سے تو نے پیمان شکن مجھے کہوایا اب خبردار میرے سامنے نہ آنا طرماسپ کو اپنے سامنے سے اٹھوا دیا لندھور
نے کہا آپ میرے قبلہ و کعبہ ہین مین نے آپ کو باپ کہا ہے قسم ہے نیر اعظم کی مین نے یہ جان کر طرماسپ کو
نوشاباد پر نہین بھیجا تھا کہ یہ جاکر سب کو ناحق قتل کریگا مین یہ سمجھا تھا کہ یہ وہان کا رہنے والا ہے وہین پیدا
ہوا ہے اسکو وہان کے لوگون کا بہت پاس ہوگا اور ہر ایک کو اپنے وطن کا پاس و لحاظ ہوتا ہے برخلاف اس
بدذات کے کہ اسنے غضب کیا کہ نہ میرے کہنے کا پاس و لحاظ کیا نہ دوستی کا اسے خیال رہا سچ ہے کہ طرماسپ بڑا
بدذات ہے ای رستم ہند اس نالائق نے مجھے آپ کے سامنے ذلیل کرایا اب آپ معاف کرین پھر ایسا نہ ہوگا

لندھور عذر خواہی سے ایرج کی چپ ہو رہا اور اپنے دل مین کہا کہ اب تو شیر دہن مر چکا کسی طرح زندہ نہ ہوگا کیا
فائدہ کہ ایرج سے بگاڑیے اور اپنے لوگون کو سمجھایا کہ کچھ خطا اسمین ایرج کی نہین اسنے میرے سامنے عذر خواہی کی
مین چپ ہو رہا کرون تو کیا کرون اب تو شیر دہن مارا جا چکا مانند شہر فرنگو شیہ اور اشتم کے نوشاباد بھی برباد
ہوا سب رفیقون نے کہا کہ ہمین کیا مطلب جب حمزہ صاحبقران ظلمات سے پھرینگے آپ جواب دہی کر لیجیے گا
لندھور بولا مین سمجھ لونگا ایرج جب قریب شہر ارمنوس حصار کے پہونچا بہزاد مرتد نے ایرج سے عرض کیا کہ اگر
مجھکو حکم ہو تو مین ارمنوس حصار مین جاؤن باپ کو اپنے آفتاب پرست کر کے لاؤن ایرج نے کہا ابھی ٹھہر تو
جا کر فتنہ برپا کر چکا ہے اب تو چاہتا ہے کہ کچھ فساد کرے اسنے کہا کیا مجال غلام کی کبھی خلاف نہ ہوگا ایرج نے کہا
ارے بہزاد جو تیرے دل مین ہے وہ میرے ناخنون مین ہے مین تجھے خوب جانتا ہون تیرا فکر حرامزدگی مین اول ہے یہی
باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ مظفر ارمنوس حصاری تحفے لیے ہوے آتا ہے ایرج یہ خبر سنکر بہت خوش
ہوا لندھور نے کہا اے ایرج نوجوان مظفر نہایت ذی عزت شخص ہے صاحبقران اسے اپنا قبلہ و کعبہ جانتے ہین
ایرج نے تمام سردارون کو حکم دیا کہ استقبال کر کے لاؤ سب سردار ایرج کے گئے مظفر کو باعزاز و اکرام پیشوائی
کر کے لائے مظفر نے آکر ایرج کو سلام کیا نذر گذرانی تحفے پیش کیے عرض کیا کہ مجھے آپ سے بیعت کرنے مین انکار
نہین ہے مین موجود ہون ایرج بولا مجھے بھی یہی منظور ہے مظفر نے اسی وقت ایرج سے بیعت کی ایرج نے
اسے خلعت دیا صحبت عیش آراستہ ہوئی شام تک عجب جلسہ رہا اب مظفر رخصت ہو کر جانے لگا تھا کہ بہزاد
مرتد نے ایرج سے کہا کہ آج مین اپنے باپ کی دعوت کرونگا ایرج بولا تجھے اختیار ہے بہزاد مرتد نے مظفر
سے عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار آج غلام کو سرفراز فرمایئے مظفر نے کہا اچھا بہزاد مرتد اس مومن کو اپنے خیمے
مین لایا سامان دعوت مہیا کیا صحبت عیش گرم رہی یہان تک کہ جب نصف شب گذری صحبت برخاست ہوئی
اب مظفر اور بہزاد تنہا رہ گئے بہزاد نے مظفر سے کہا اے پدر بزرگوار دیکھیے کہ ایرج نے میرے پاس خاطر سے کیا
آپ کی خدمت کی ہیں آپ کو لازم ہے کہ آپ دین آفتاب پرستی اختیار کیجیے ایرج آپ سے اور زیادہ خوش
ہوگا اور مین بھی آپ سے نہایت مسرور ہونگا اور غور کیجیے کہ دین نیر اعظم کا عجب روشن دین ہے اگر ظہور اسکا
نہ ہو تو تمام زمانہ تاریک رہے کوئی شی زمانے کی پختہ نہ ہو آفاق انکی ہی سے روشن ہے اور اے پدر بزرگوار مجھے
آپ کے باعث سے بدنامی ہوتی ہے کہ بہزاد کا باپ مسلمان ہے اگر آپ آفتاب پرست ہو جائین تو میری بدنامی
مٹ جائے مظفر نے یہ سنکر کہا کہ اے بہزاد ایک تو تو نے دین اسلام ترک کیا ایسے پروردگار عالم کو بھولا کہ جسنے
آفتاب و مہتاب آسمان و زمین سب پیدا کیے ہین تو نے ایک مخلوق کی پرستش کی خدا کو بھول گیا اور اب مجھسے کہتا
ہے کہ مین حق پرستی چھوڑ کر باطل پرستی اختیار کرون یہ مجھسے کبھی نہ ہوگا لاکھ لاکھ لعنت ہے ادیان باطلہ پر لعنت
کا کرنا تھا کہ بہزاد مرتد نے تلوار کھینچکر جو مظفر پر ماری وہ موحد شہید ہوا لاش اسکی تڑپنے لگی اس حرامزادے
نے لاشہ بے سر وہین چھوڑا اور صبح کو سر لیکر خدمت ایرج نوجوان مین حاضر ہوا اور سر مظفر کا سامنے رکھ دیا
اور کہا کہ یہ سر مظفر کا حاضر ہے کہ زبردستی مجھسے کہتا تھا کہ دین آفتاب پرستی ترک کر مجھکو برا معلوم ہوا مین نے
اسے قتل کیا ایرج نے سر اس مرد مومن کا دیکھا بے اختیار آنکھون سے آنسو گر پڑے اور کہا کہ او نالائق یہ
تو نے کیا کیا ارے بدذات یہ تو مجھسے بیعت کر چکا تھا اور حکم دیا کہ گرفتار کرو بہزاد کو باندھ لو مشکین اسکی
اسی وقت لوگون نے مشکین بہزاد مرتد کی باندھین ایرج نے لندھور سے کہا کہ آپ اس نالائق کو جو چاہیے

وہ بہزاد بیچے لندھور مظفر کے واسطے رو رہا تھا اور جتنے ہندی تھے دست بقبضہ بیٹھے ہوئے تھے مگر بہزاد کو
جو باندھکر ایرج نے لندھور کے سامنے کیا اب غصہ ہندیون کا فرو ہوا اودھر لندھور نے اپنے دل مین کہا
کہ ایرج اس بہزاد مرتد ملعون کو عزیز رکھتا ہے اگر تونے اسے مار ڈالا تو ایرج بہت آزردہ ہوگا اس سے
بہتر یہ ہے کہ اسکو ایرج ہی کے حوالے کر دے وہ چاہے قتل کرے چاہے بخشے بس یہ اپنے دل مین خیال
کرکے ایرج سے خطاب کیا کہ اب مظفر تو کسی طرح زندہ ہو نہین سکتا بہزاد کو مین نے مارا تو کیا حاصل ہوگا
اسکا اختیار آپ ہی کو ہے آپ جو چاہے کیجیے مجھکو صرف لاشہ مظفر کا دیجیے کہ مین تجہیز و تکفین کرون ایرج
نے حکم دیا کہ لاشہ مظفر کا لندھور کو دو اور اس نالائق بہزاد کو قید شدید مین گرفتار رکھو لندھور نے لاشہ
مظفر کا وہین قلعۂ ارمنوس حصار مین دفن کرایا اور وہان حاکم اپنی طرف سے اس مصلحت سے مقرر کیا کہ
کہ اگر کوئی آفتاب پرست ایرج کے جانب سے حاکم ہوا تو وہ خدا پرستون پہ ظلم کریگا مگر ایرج از بسکہ [illegible]
اور بہزاد مرتد سے آزردہ تھا اور یہی اسکے رفیق خاص اور رازدان ہین اسی بد دماغی مین حکم دیا کہ صبح کو ہم
شکار کے واسطے چلینگے جانوران صید گیر تیار ہوکر آئین رات کو تیاری ہوئی صبح کو ایرج برائے صید افگنی
روانہ ہوا جب صحرا مین پہونچا شکار کھیلنے لگا باز شاہین بہریان چھوٹین قراولون نے جھنڈیون جھاڑیون کو
ہلایا تیتر لوے بٹیر اڑنے لگے شکار ہونے لگا پرندون کا شکار خوب کھیلا اب چرندون کی جانب رخ کیا دو ایک
نیلگاؤ صید ہوئے اب ہرن کی تلاش ہوئی ہرکارون نے خبر دی کہ یہان سے مغرب کی طرف
ایک آدھ کوس پر ہرن چر رہے ہین ایرج گھوڑا اٹھا کر اس طرف روانہ ہوا دیکھا کہ واقعی دس بیس ہرن
مصروف چرا ہین بس اسنے ایک ہرن کو تاک لیا اور نیت کی کہ اگر اسکو مین نے صید کیا تو وصل سے ملکہ
گیتی افروز کے کامیاب ہونگا یہ نیت کرکے گھوڑا اسکے پیچھے ڈالا اب آگے تو وہ ہرن ہے پیچھے اسکے ایرج ہر چند
چاہتا ہے کہ اسے صید کرے مگر وہ زد پر نہین آتا حتے کہ یہ ہرن کے تعاقب مین تنہا رہگیا سب فوج و ہمراہی چھوٹ
گئے یہان تک کہ ہرن ایک درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوگیا ایرج جو اسکی تلاش مین آیا ہرن کو نہ پایا بہت پریشان ہوا
جب کہین پتا نہ لگا حیران ہوکر ایک طرف کو چل نکلا متردد و متفکر چلا آتا ہے کہ ایک جانب سے کچھ لوگ دکھائی دیے
جب وہ قریب آئے دیکھا کہ کوئی ہزار بارہ سو خاصبردار عصاہاے زرین ہاتھون مین لیے ہوئے کچھ چوبدار
لباس پر تکلف پہنے ہوئے کچھ خدمتگار پگڑیان باندھے ہوے ایک مرد پیر باریش سفید تاج سر پہ رکھے ہوے
چارقب شاہی زیب بدن کیے ہوئے تخت پر سوار چلا آتا ہے ایرج نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ کہان کا بادشاہ ہے اور یہ
کونسی سرزمین ہے اسنے بیان کیا کہ یہ سرحد غروبیہ باختر ہے یہ بادشاہ ہے یہان کا غروب شاہ اسکا نام ہے درۂ سہیل
کی طرف شکار کھیلنے گیا تھا اب اپنے شہر کو جاتا ہے مگر غروب شاہ کی نگاہ جو ایرج پر پڑی ایک جوان ماہ طلعت
مہر صورت کو دیکھا کہ چہرے سے فر فریدونی و دبدبۂ اسکندری پیدا نور سروری و سالاری ہویدا ہے دنگ ہوگیا
قریب ایرج کے آیا اور سلام کرکے پوچھا آپ کون ہین کہ مین آپ مین نشان اولاد صاحبقرانی کے پاتا ہون
نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کیجیے ایرج نے کہا اے غروب شاہ نام ہے میرا زبدۂ آفتاب پرستان
نظر کردہ پیر فلک دوران ایرج عالیشان لندھور جو جانشین حمزۂ صاحبقران ہے اسنے میری بیعت کی اور
میرے ہمراہ ہے باقی تمام ملک جو حمزہ نے اسلام آباد کیے ہین وہان کے سردارون سے خراج لیتا ہوا بیعت لیتا
چلا آتا ہون اب ارادہ میرا ملک سباکل اور قلعہ ذوالامان پر جانے کا ہے شکار کو نکلا تھا ایک ہرن کے

تعاقب مین یہان تک چلا آیا اپنے لوگون سے جدا ہوگیا اب ہرن بھی غائب ہو گیا اُسکا ٹھکانا نہ لگا راہ بھی گم گئی
تھی کہ تمھین دیکھا کہو تمھارا دین و مذہب کیا ہے لقا پرست ہو یا خدا پرست اسنے کہا کہ مین مسلمان ہون امیر کشور گیر
نے مجھے مسلمان کیا ہے ایرج نے کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کرو میرے ہمراہ رہو اسنے کہا کہ یہ جواب خواب
مین ہرگز مجھسے نہ ہوگا بلکہ کوئی مسلمان اپنا مذہب نہ چھوڑیگا مگر مین بیعت کرنے کو آپ کی موجود ہون اس شرط
سے کہ ایک مشکل میری آپ حل کرین ایرج نے کہا کہ وہ مشکل بیان کرو اُسنے کہا آپ مجھے سرفراز فرمائین شہر مین تشریف
لیچلین بعد خدمتگذاری اور مہمانداری کے مشکل اپنی گذارش کرونگا ایرج نے کہا کیا مضائقہ ہے چلو مین تمھارے ساتھ
ہون غروب شاہ نے عرض کیا آپ تخت پر سوار ہوکر چلین ایرج نے کہا کہ مین صاحبقران ہون مجھے تخت نشینی
زیبا نہین تم تخت پر سوار ہوکر چلو مین تمھارے ہمراہ ہون القصہ غروب شاہ تخت سے نیچے اُترا اور گھوڑے
پر سوار ہوکر ہمرکاب ایرج نوجوان ہوا کوئی دو گھڑی دن رہے داخل شہر غروبیہ باختر ہوا دیکھا ایرج
نے کہ شہر بہت آباد ہے خلقت شاد ہے ہر طرف مسجد مدرسے بنے ہوئے ہین کاروانسرائین پاکیزہ لوگ متبرک
ہر خانقاہ اور مدرسے مین بیٹھے ہین بازار مین عجب مجمع ہے کٹورہ کھنک رہا ہے جنس عمدہ ہر دکان پر مہیا ہین
جس وقت چوک مین آیا اور ہی سمان پایا کسی کمرے مین سے رقص و غنا کی صدا آتی ہے کہین خالی ساز چھڑ رہا
ہے سارنگیان بج رہی ہین طبلے کی گمک آسمان تک پہونچ رہی ہے رنڈیان بصد کرشمہ و ناز مثل عروس طناز
آراستہ و پیراستہ کوٹھون پر کرسیان بچھائے ہوئے بیٹھی ہین دھڑی مسی کی لاکھا پان کا شام و شفق کا جلوہ دکھاتا
ہے چارطرف ایک گلزار پھولا ہوا ہے ایرج سیر کرتا تماشا دیکھتا چلا آتا تھا یہان تک کہ ایوان بادشاہی مین آکر
پہونچا کرسی زرنگار پر متمکن ہوا اُسی وقت چند منتخب طائفے آکر حاضر ہوئے ساقیان سیمین ساق طناز و مشتاق
جام مرصع کا ہاتھ مین لیے ہوئے موجود ہوئے صحبت عیش آب آتش رنگ سے اور گرم ہوئی ناچ ہونے لگا جام
شراب گردش مین آیا تمام ایوان مین جھاڑ کنول روشن تھے شمعین کافوری جل رہی تھین عطر کے شیشون کے منہ
کھلے ہوئے تھے خوشبو سے تمام صحبت مہک رہی تھی ایرج مست و مدہوش بیٹھا ہوا تھا روپیہ اشرفی کشتیون مین
بھرا ہوا پاس ایرج کے رکھا تھا ہر ایک کو حسب لیاقت انعام و اکرام دیتا جاتا تھا پہر رات گئے غروب شاہ
نے کمال عجز و انکسار سے عرض کیا کہ خاصہ نوش فرمایئے پھر ناچ دیکھیے گا ایرج اُٹھ کھڑا ہوا نعمت خانے مین
آیا انواع اقسام کی نعمت موجود تھی بعد الفراغ طعام پھر صحبت مین آکر بیٹھا دو پہر رات گئے تک ناچ دیکھا کیا
طائفون مین جسکی طرف طبیعت کو میلان تھا اُسے طلب کیا آکر پلنگ پر لیٹا مشغول عیش و عشرت ہوا القصہ تین
شبانہ روز تک یہی صحبت رہی بعد تین روز کے ایرج نے غروب شاہ سے خطاب کیا کہ اب تم وہ مشکل اپنی
بیان کرو تاکہ ہم اُسے حل کرین اُسنے عرض کیا کہ ابھی آپ چند روز تو اور سرفراز فرمایئے پھر مین عرض کرونگا
ایرج نے کہا کہ مجھکو زیادہ رہنے کی فرصت نہین ہے مین جاؤنگا غروب شاہ نے عرض کیا کہ میرا جی نہین چاہتا
کہ مین آپ کو بلا مین پھنساؤن مین بیعت آپ کی کرتا ہون خراج آپ کو دیتا ہون آپ کو تو غرض خراج
لینے سے اور بیعت کرنے سے ہے ایرج نے کہا کہ مین صاحبقران ہون جب تک تمھاری مشکل نہ حل کرونگا
مجھکو قرار نہ آئیگا تم جلد بیان کرو کہ تمکو کیا مشکل ہے اور حمزہ صاحبقران نے تو بہت لوگون کی مشکلین آسان
کی ہین مین ایک تمھاری مشکل بھی آسان نہ کرسکونگا تو پھر صاحبقران کیونکر ٹھہرونگا غروب شاہ
نے عرض کیا کہ اے شہریار جسوقت لقا خداے باختر ہاتھ سے امیر کشورگیر کے بھاگ کر ملک سباکل سے

شہر داخل ہو آیا تھا شیر بیشہ کلنگان یعنے طہماس بن جنقویل دیو بروالقا کی مدد کو آیا تھا اور لشکر حمزہ سے مقابلہ کیا تھا تو حمزہ بھی
طہماس کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا اور اسے گھوڑا لیکر میرے شہر کی طرف چلا آیا تھا مین حمزہ کو ایک صحرا مین بیہوش پڑا
دیکھکر اٹھا لایا تھا مگر گھوڑا حمزہ کا اشقر دیوزاد صحرا مین چرا کرتا ہوا دار رہگیا یہان دریا مین ایک گھوڑی رہتی تھی
کہ مادیان بحری اسکا نام تھا وہ گھوڑی ایسی زبردست تھی کہ اکثر آدمی اور گھوڑے بلکہ گینڈے اور
ہاتھی تک اسنے مار ڈالے تھے جب وہ دریا سے نکلتی اور کسی بستی مین جا پڑتی تھی تو اسے نیست و نابود کر دیتی
تھی اسنے گانؤن قصبے بہت سے ویران کر دیے اتفاق سے وہ گھوڑی چرا کو نکلی اشقر اسپر دوڑا اور اس سے جفت
ہوا معلوم ہوتا ہی کہ اشقر نہایت زبردست گھوڑا ہی کہ مادیان بحری اس سے دبگئی اور حاملہ ہوئی بعد
چند روز کے بچہ سیاہ رنگ سفید پیشانی سیہ چشم ابلق سرین پیدا ہوا بچہ اسپ کا ہی کو تھا بچہ دیو معلوم ہوتا تھا
جب وہ بڑا ہوا تو مادیان نے یہ مقام اپنے بچے کو دیا اور آپ اور طرف کو چلی گئی لوگون نے کرہ بن اشقر
اسکا نام رکھا ہی اسنے تمام بستی دریا کنارے کی ویران کر دی ہی کوئی اس سے سامنا نہین کر سکتا یہ اپنی مان سے
بھی زیادہ زبردست ہی کہ اکثر شیر تک اسنے مارے ہین اور اگر کبھی شہر کی طرف آجاتا ہی تو لوگ دروازے
گھرون کے بند کر لیتے ہین بعضے گھر چھوڑ کے بھاگ جاتے ہین خلائق کا ناک مین دم ہی حمزہ صاحبقران یہان
ہوتے تو مین انسے جا کر عرض کرتا وہ مقرر کچھ تدارک فرماتے شاہزادہ بدیع الزمان نے گلگون باختری کو
دریائے باختر سے پکڑا تھا اسنے بھی بستیان ویران کر دی تھین مگر یہ گھوڑا مانند مرکب حمزہ صاحبقران کے ہی
ایرج نے جو یہ سنا کہ یہ گھوڑا بچہ ہی اشقر دیوزاد کا اپنے دل مین کہا کہ اگر تو صاحبقران ہی تو اس گھوڑے کو
گرفتار کریگا اور اقبال یاور ہی تو اپنی پشت پر یہ تجھے سوار کریگا اور نیر اعظم نے مدد کی تو اسی گھوڑے پر
چڑھکر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرونگا بس غروب شاہ سے کہا ہم اس گھوڑے کا تدارک کرینگے
بتاؤ کس جگہ سے وہ گھوڑا نکلتا ہی اور کون سا وقت ہی اسکے نکلنے کا غروب شاہ نے عرض کیا کہ اے شہریار
یہان سے کئی فرسنگ دریا کے کنارے پر ایک بہت بڑا درخت برگد کا لگا ہوا ہی اور وہان سے کئی کوس تک
بستی آبادی نہین ہی اس مقام پر سے وہ نکلتا ہی مگر آپ وہان جانے کا ارادہ نہ کرین کیونکہ وہ گھوڑا آدمخوار ہی
ایرج نے کہا اے غروب شاہ حمزہ اور اولاد حمزہ نے ایسے کام بہت سے کیے ہین اگر مین نے اس گھوڑے
کو بھی نہ پکڑا تو پھر دعوی صاحبقرانی کا عبث ہی اب تم مجھے وہان لیچلو یا کسی واقف کار کو ساتھ کر دو
کہ مجھے وہان پہونچا آئے وہ مقام دور سے دکھا آئے غروب شاہ بولا کہ مین ہمراہ ہون چلیے مجھے آپ سے
اپنی جان زیادہ عزیز نہین ہی اسیوقت ایرج کو ساتھ لیکر روانہ ہوا دوسرے دن مقام مذکور پر پہونچا
کوئی چار گھڑی دن باقی تھا کہ ایرج نے دیکھا کہ ایک دریائے زخار موجین مار رہا ہی کمال تیزی سے بہ رہا
ہی دوسرا کنارہ اسکا ہمکنار عدم ہی ادھر کنارے کنارے کوسون تک سبزہ زار ہی دور دور قصبے قریے
ویران معلوم ہوتے ہین غروب شاہ نے دور خیمہ استادہ کرایا رات کو وہین رہا صبح کو جو ایرج بیدار ہوا
منھ ہاتھ دھوکر مسلح و مکمل ہو کر دریا کے کنارے کھڑا ہوا غروب شاہ ایرج کے پاس ہی اور لوگ دور
دور کھڑے ہوئے ہین ابھی آفتاب طلوع نہ ہوا تھا کہ دریا مین ایک تلاطم پیدا ہوا غروب شاہ نے کہا کہ
وہ گھوڑا نکلتا ہی یہ کہکر پیچھے ہٹا ایرج نوجوان نے اپنا گھوڑا آگے بڑھایا تھا کہ دیکھا کہ دریا کا پانی پھٹا اور ایک
مرکب سیہ چشمی مانند خنگ سے نکلا عجب ہیئت تھی کہ رستم دیکھے تو زہرہ آب ہو جائے مگر ایرج مردانہ وار آگے بڑھا

اپنے دل مین کہتا تھا کہ یہ حمزہ ہی کا جگر تھا کہ اشقر ایسے گھوڑے کو اپنا مطیع کیا لیکن کرہ بن اشقر نے جو دیکھا کہ
آج کچھ آدمی کھڑے ہوئے ہین اور ایک انسان بڑھا ہوا چلا آتا ہی بس کانون کو بچیا کر دم سے چنور کرتا ہوا
دانت چمکا کر ہنہناتا ہوا دوڑا جتنے آدمی تھے مع غروب شاہ وہان سے بھاگے درختون کی آڑ مین چھپکر
کھڑے ہوئے اور ایرج کا گھوڑا اُس مرکب کو دیکھکر پیچھے ہٹا ہر چند ایرج نے کوڑے مارے آگے نہ بڑھا جب یہ لگا
انجام کار ایرج نے گھوڑا چھوڑ دیا وہ تو بھاگ گیا ایرج دامن گردان کر آستینین چڑھا کر کرہ بن اشقر کی جانب
چلا جب کرہ بن اشقر قریب آیا آنکھین غصے سے سرخ تھین دونون ٹاپین اگلی اُٹھا کر ایرج پر ماری ایرج شاگردی
آقا کرگ مست قلماق کا تیر اپنے ٹالکر خالی دیا گھوڑے کی ٹاپین زمین پر پڑین کر گز گز بھر زمین کھد گئی خاک وہان
سے اڑی غروب شاہ وغیرہ سمجھے کہ ایرج مارا گیا لیکن ایرج نے تیر آگے بڑھایا تھا کہ یال اُسکی پکڑے گھوڑے
نے پھر مُنہ مارا ایرج نے گھونسا مارا کہ مُنھ اُسکا پھر گیا ایرج نے کاکل اُسکی پکڑ کر جست کی کہ روے زمین سے پشت
مرکب پر آیا رانون کو جما یا کرہ بن اشقر ایرج کو لیکر مانند باد صرصر کے بھاگا ایرج بھی ایسا شہسوار تھا کہ اُسکی پیٹھ پر
قائم رہا دیکھا ایرج نے کہ دریا کی طرف گھوڑے نے رخ کیا ہی بس ایک طمانچہ مُنہ پر مارا کہ مُنھ گھوڑے کا دریا کی طرف
سے پھر گیا اب اُسنے صحرا کی راہ لی یہ عالم ہی کہ کبھی درختون سے ایرج کو رگڑتا ہی کبھی زمین پر گر کر لوٹتا ہی کبھی سیخ پا
ہو جاتا ہی ایرج اپنے کو ہر جگہ بچاتا ہی کسی طرح گھوڑے سے جدا نہین ہوتا مگر جب کرہ بن اشقر دریا مین جانے کا
ارادہ کرتا ہی ایرج اسقدر گھونسے اُسکے مُنھ پر مارتا ہی کہ وہ مُنھ ادھر سے پھیر لیتا ہی قصہ مختصر ایک شبانہ روز
ایرج والا ور اور کرہ بن اشقر سے جنگ رہی آخر ایرج نے لگام مُنھ مین دی اور لگا دوڑانے جہان پر تندی
کرتا ہی ایرج گھونسا اُٹھاتا ہی گھوڑا سر ڈال دیتا ہی ڈر جاتا ہی غرض خوب ایرج نے اُسے دوڑایا اور
دہنی بائین طرف پھیر خوب کاوے پر لگایا دو پہر مین گھوڑا عرق عرق ہو گیا اب ایرج نے گھوڑے کو
روکا گردن پر ہاتھ مارا چمکارا نیچے اُتر پڑا ٹہلانا شروع کیا کہ عرق اُسکا خشک ہوا دانہ گھاس منگا کر
کھلایا پھر ایرج نے زین اُسپر کسا وہ تندی کرنے لگا پھر ایرج نے اُسے مارا اور چڑھ کر خوب دوڑایا بعد
تھوڑی دیر کے ٹھہرایا چمکارا پھر دوڑایا غرض تین دن کے عرصے مین گھوڑا شائستہ ہوا اور کہنا ماننے لگا
اب ایرج گھوڑے کو لیکر غروب شاہ کے پاس چلا اپنے دل مین نہایت خوش ہو کہ اے ایرج ایسا
گھوڑا سوا حمزہ صاحبقران کے اور کسی کے پاس نہین ہی کیا نیر اعظم نے مدد کی ہی غروب شاہ گرد پھرا
تصدق ہوا پکارا کہ اے زبدہ آفتاب پرستان آپ ہی کا کام تھا کہ اس وحشی کو آپنے رام کیا سبحان اللہ
عجب کام کیا بیشک آپ صاحبقران ثانی ہین غرض ایرج کو شہر مین لایا پھر دعوت و ضیافت کی بعد اُسکے
بیعت کی مال و خزانہ جو ایرج کے دینے کو جمع کیا تھا فرد اُسکی ایرج کے سامنے رکھدی ایرج نے اُٹھا کر پھینک دی اور
کہا اے غروب شاہ ہمکو تمھارے باعث سے ایسا تحفہ مرکب ہاتھ لگا کہ اسکے عوض مین ہمنے یہ مال تمھین
بخشا اور تم ہمارے ساتھ چلو غروب شاہ نے عرض کیا کہ حضور تشریف لیجائین آپ ملک بزرائل تک پہنچینگے
کہ غلام اپنے ملک کا بندوبست کرکے حاضر ہوگا ایرج نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی یہ کہکر ایرج نے کچھ لوگون کو
اپنے ہمراہ لیا اور لینے لشکر کو روانہ ہوا جب قریب ہو پہنچا ہرکارون نے مالک بن ملکوت شاہ کو خبر دی وہ
بات تو متردد بیٹھا تھا خوشی خوشی مع سرداران نامدار استقبال کے لیے ایرج نوجوان کو لیگیا مگر جسنے وہ
مرکب دیکھا خوش ہوا ایرج نے تمام حال اس مرکب کا بیان کیا لندھور بولا اے ایرج یہ مرکب

صاحبقران کے مرکب سے بھی اچھا ہی مگر سائیس اسکے واسطے چاہیے ہی ایرج نے کہا ای دارائے ہشتکل سائیس
اسکے واسطے تلاش کر کے رکھونگا اور نام اس گھوڑے کا مین نے شبدیز بن اشقر رکھا ہی اور حکم دیا کہ لشکر مین
ہمارے جارچی جار دے کہ صبح کو جتنے سائیس اچھے ہین وہ حاضر ہون اور شامیانہ استادہ کرا کے اپنے سامنے
گھوڑے کو بند ہوا یا ادھر تمام لشکر بھر مین ڈھنڈھورا پٹا کہ صبح جتنے سائیس اپنے فن مین کامل ہین اگر موجود ہون
کہ ایرج نوجوان جس سائیس کو پسند کریگا یہ گھوڑا اسکے سپرد کریگا تمام سائیس رات سے تیاری کرنے لگے
قضائے کار ضرغام شیر دل خبر کے واسطے آیا ہوا تھا اُسنے یہ گھوڑا بھی دیکھا سائیس کے رکھنے کی بھی خبر سنی
اسد غازی سے جا کر تمام حال بیان کیا اور عرض کیا کہ عجب مرکب ایرج لایا ہی کہ مین نے آجتک ایسا گھوڑا نہین دیکھا
سُنتے ہین کہ حمزہ صاحبقران کے مرکب کا نطفہ ہی اسد غازی نے پوچھا کہ ایرج کہان سے اس مرکب کو
لایا ہی ضرغام نے عرض کیا کہ دریائے غزو میہ باختر سے بہم پہونچایا ہی تین دن اس گھوڑے سے لڑا جب
اسے زیر کیا اب سائیس کی تلاش ہی اسد نے فتاح پلنگینہ پوش سے کہا کہ چچا ایسا گھوڑا اس نیزاز بچے کو
زیبا نہین ہی مین جا کر اس سے چھینے لاتا ہون فتاح نے کہا کہ تمھین دو دو بھی کر دو جانے دو کیا فائدہ تمھین مرکب
کی کچھ کمی ہی کبھی ایسا بھی موقع ہوگا تو خیر سمجھ لینا اسد غازی نے کہا کہ چچا اس سے زیادہ قابو کا وقت نہ ہوگا
مین جا کر لاتا ہون اور اسی وقت لباس عیاری منگوا کر کپڑے سائیسون کے پہن کر پہر رات باقی رہے سے
روانہ ہوا یہان ایرج صبح کو آ کر دروازہ بارگاہ پر کھڑا ہوا رفیق گرد و اطراف مین جمع تھے کہ چند آدمی شکل
سائیسون کے سامنے آئے مانند مہتر قیاس و مہتر قباد و مہتر جست مہتر عثمان مہتر فریدون مہتر جان قلمی
مہتر یزدان قلمی مہتر دو دمس مہتر جیس مہتر شنگبیس وغیرہ سب آکر موجود ہوئے ایرج نے دو ایک کو
گھوڑے کے پاس بھیجا جو گھوڑے کے پاس آیا گھوڑے نے قریب اپنے نہ آنے دیا دانت جھکا کر ٹاپین زمین پر
مارنے لگا آنکھین بدلنے لگا سائیس بھاگے ایرج حیران و پریشان ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی اور اب کوئی سائیس گھوڑے
کی جانب اس خوف سے رُخ نہین کرتا کہ گھوڑا کھا جائیگا بلکہ دو چار سائیس ہری ہری گھانس اور دانہ لیے
ہوئے قریب جو اُسکے گئے کسی کو ٹاپ سے کچل ڈالا کسی پر دانت مار کر کام اُسکا تمام کیا ایرج متردد ہی کہ اس
گھوڑے پر کسے مقرر کیجے کہ اس اثنا مین ایک سائیس نہایت معقول وضع کتی سر پر لپیٹے ہوئے مرزائی گلے مین
کمر بندھی ہوئی پائجامہ تنگ پائنچون کا پاؤن مین تنگ کوڑا ہاتھ مین سامنے سے آیا اور ایرج کو سلام کیا اور دعا دی
کہ نیر اعظم آپ کو سلامت رکھے غلام اس گھوڑے کی خدمت کریگا ایرج سوچا کہ سائیس جوان ہی اور بہت
چست و چالاک ہی کہا ای عزیز یہ گھوڑا کسی کو اپنے پاس آنے نہین دیتا جواب دیا کہ پیر و مرشد جو ناخلف ہوتے
ہین انکو گھوڑا اپنے پاس نہین آنے دیتا یہ ہمارے گھوڑے کے مزاج سے واقف کیا ہونگے فرمائیے تو
مین ابھی گھوڑے کے پاس جاؤن اور خدمت اُسکی کرون ایرج نے کہا اچھا اس سے بہتر کیا ہی اسد
سلام کر کے گھوڑے کی طرف چلا جب قریب اُسکے پہونچا گھوڑے نے دانت جھکائے کان کھڑے کیے اسد
نے پاس اُسکے جا کر چپکے سے کہا کہ بیٹا باپ تیرا اشقر دیوزاد میرے نانا حمزہ صاحبقران کی سواری مین ہی
مین تجھپر سوار ہونے آیا ہون تو مجھے جانتا نہین شبدیز نے جو بو اپنے سوار کی پائی سر ڈال دیا اسد اُسکے گلے
لپٹ گیا گردن پر ہاتھ پھیرنے ایرج نے دیکھا کہ یہ شخص خوب ہی گھوڑا اس سے رام ہوا ایرج
نے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ بیان کرو تم کہان سے آئے ہو کیا نام ہی عرض کیا کہ غلام نوشاباد کا

رہنے والا ہو نام میرا مہتر مرزبان ہو شیر دہن بن کوہ بخت کا مرکب میرے پاس رہتا تھا تمام اصطبل
میرے حوالے تھا وہ ہاتھ سے طرماسپ کے بیگناہ مارا گیا مین اُس روز سے بے آقا ہو گیا نہایت پریشان
تھا کہ اب کہان جاؤنگا اور ایسا آقا کہان پاؤنگا اندنون سُنا مین نے کہ صاحبقران آفتاب پرستان ایرج
نوجوان مرکب دریائی لائے ہین اور اُنھین سائیس کی تلاش ہو یہ سُنکر خدمت عالی مین حاضر ہوا ہون جو
حضور پرعقل فرماینگے تو افتخار اپنا سمجھکر خدمت عالی مین حاضر رہونگا ایرج نے دیکھا کہ سائیس بہت شائستہ
ہو زبان درست گفتگو بھی اچھی کہا کہ تم یہ تو بتاؤ کہ گھوڑے نے تمھین اپنے پاس کیونکر کہنے دیا عرض کیا [illegible]
مزاج پہچاننا بہت مشکل ہو ہر ایک کو یہ امر نہین معلوم کہ گھوڑے کو کس وقت ملتے ہین اور کب پانی پلاتے ہین اور
کیونکر دانہ دیتے ہین مصالحہ کھلانے کی کیا ترکیب ہو اور گھوڑا جو دوڑ کر آتا ہو تو عرق اُسکا کیونکر خشک کرتے
ہین اور باندھتے کیونکر ہین ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہو اور ہر فعل کے لیے ترکیب مقدم ہو ایرج اسکی باتون
سے بہت خوش ہوا کہا اچھا تم گھوڑے کے پاس رہو ہم درماہا معقول تمھارے واسطے مقرر کرینگے کہا بہت اچھا
اور تین تسلیمین کین اور کہا کہ مین بھی حضور کو خوب راضی کرونگا یہ کہکر گھوڑے کے پاس آیا اور کھریرا ہاتھ مین پکڑکر
ملنا شروع کیا ایرج نے دیکھا کہ گھوڑا اس سے کان تک نہین ہلاتا نہایت خوش وخرم باطمینان تمام بارگاہ مین
داخل ہوا مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ مین نے تمام عمر مین ایسا سائیس نہین دیکھا جیسا سائیس حمزہ
کو قندس دیوانہ ملا تھا ویسا ہی نیر اعظم نے مجھکو بھی دیا یہان اسد غازی نے کرہ بن اشقر کو دانہ گھاس
دیا پانی پلایا اور اسکو تھان پر سے کھولا ادھر اُدھر پھیرا پھر لاکر باندھ دیا ہر روز ایرج آتا ہو اور گھوڑے
کو دیکھا کرتا ہو اسد گھوڑے کی خدمت کیا کرتا ہو ایک روز صبح کا وقت ہو ایرج اور رفیق اسکے کھڑے ہین
کہ اسد نے آگے بڑھ کر کہا کہ اے صاحبقران آفتاب پرستان گھوڑا آپ کا بے مثل ہو اور دیکھیے غلام نے کیسا اسکو
بنایا ہو کہ اب اشارے مین پھرتا ہو اگر حکم ہو تو چڑھکر پھیر دون ایرج نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہو بس
اُسی وقت اسد نے زین اُسپر کسا اور سوار ہوا لگا دہنی بائین طرف پھیرنے کبھی چورانون مین سلاتو
وہ چلا گیا اپنے دل مین سوچا کہ اب ایرج تجھے کہان پائیگا چلا بھی چل پھر خیال کیا کہ جلدی کا کام اچھا
نہین ہوتا ابھی زین اسکے موافق نہین ہو اس آفتاب پرست سے ایک عمدہ سی زین بھی لے لو اور ایرج کو آگاہ کرکے
چل کہ وہ بھی جانے کہ اسد بردی گھوڑا لیگیا غرض پھر وہان سے باگ پھیری اور گھوڑے کو جھکاتا ہوا پشت
زین سے بلا سے زین آیا سلام کیا ایرج نے بہت تعریفین کین کہ اے مہتر مرزبان سبحان اللہ تمنے خوب
اس گھوڑے کو آراستہ کیا اور خلعت منگوا کر دیا اسد نے عرض کیا کہ پیر و مرشد گھوڑا تو حضور کا نایاب ہو
مگر زین اسکے موافق نہین ہو ایرج نے کہا کہ زین ہمارے پاس بہت اچھا ہو کہا کہ پھر منگوائیے اسی وقت
ایرج نے تحویلدار سے کہا کہ وہ زین جو مالک بن ملکوت نے تین برس کا خراج شہر فرنگوشیہ کا خرچ کرکے
بنوایا ہو اسے نکلوا کر جڑواؤ کہ ہم شبدیز بن اشقر پر کسوائینگے القصہ دوسرے دن وہ زین تیار ہو کر آیا
اسد غازی نے دیکھا کہ کروڑہا روپیہ کا جواہر اسمین نصب ہو اسد نے جلدی جلدی گھوڑے پر اس
زین کو کسا ہیکل الماس بے نگینون کی گلے مین ڈالی تمام اسباب اسپر آراستہ کیا اب تو گھوڑے کی اور ہی
چمک وتاب ہو گئی کہ جیسے دلھن خلعت عروسی پہنے ہوئے کھڑی ہو لندھور نے کہا اے ایرج یہ گھوڑا
مقابل مرکب حمزہ صاحبقران ہو ایسا گھوڑا اولاد حمزہ مین کسی کو نہین ملا یہی باتین تھین کہ اسد

خوشی خوشی مرکب پر سوار ہوا اور وضع اصلی اپنی بنائی اور گھوڑے کا رخ میدان کی طرف کیا اب ایرج نے وضع
بدلی ہوئی دیکھی اور پہچانا کہ مرزبان کیسا یہ تو اسد معلوم ہوتا ہے جان نکلگئی کہ یہ اب گھوڑا لیچلا اور ہرگز نہ
چھوڑیگا بس پکار کر کہا کہ جہتر مرزبان اسکا زین پوش بھی اُٹھا ہے وہ بھی اسپر ڈال لو تو گھوڑا پھیرنا اسد غازی
نے نعرہ کیا کہ او کرباس فروش بچہ بازاری تو جہتر کسے کہتا ہے میں تجھسے بہتر ہوں منم اسد بن کرب دلاور
تو کہاں اور یہ مرکب سبز چشمی کہاں تیرے موافق جو گھوڑا ہو تو اسپر سوار ہو اسکو تو میں لینے آیا تھا لیچلا اگر تجھ میں
طاقت ہے تو لے لے تجھسے دیکھو بہادر یوں چھین لیجاتے ہیں یہ کہکر گھوڑے کو کڑا کیا کہ کرہ بن اشقر مانند باد صرصر
روانہ ہوا ایرج ہر چند پکارا کہ ارے لینا ارے مگر کون اُسے پا سکتا ہے گھوڑا ایسا منہ زور سوار دلاور زبردست
طرفۃ العین میں کہیں سے کہیں پہونچ گیا ایرج نے کہا میں اسے چھوڑتا کب ہوں ہر چند سبھوں نے سمجھایا کہ دوم
لیجے جب موقع پایئے گا سمجھ لیجیے گا ایرج بولا قسم ہے نیر اعظم کی میں اس دیوانے سے گھوڑا لاؤنگا یہ کہکر
پشت مرکب پر بیٹھکر کوڑا لیا اور تعاقب میں اسد غازی کے روانہ ہوا ادھر اسد گھوڑے کو بھگائے ہوئے
چلا آتا ہے کوئی دس فرسخ آیا ہوگا کہ ایک ندی نظر آئی اسد غازی نے بے تکلف اسمیں گھوڑا ڈالدیا گھوڑا
ایک دم میں کلائیاں مارکر پار اُترگیا اور ایک درخت چنار کے پاس پہونچا دوپہر کا وقت تھا سبزہ کوسوں
تک دریا کی تری سے شاداب تھا خیال میں گذرا اے اسد اب وہ آفتاب پرست کہاں تو دو گھڑی
آسایش کر لے یہ سوچ کر گھوڑے سے اُترا اسے چھوڑ دیا وہ تو مصروف چرا ہوا اسد زین پوش بچھا کر بیٹھا کچھ میوہ
کمر سے نکالکر کھایا پانی پیا لیٹ رہا ہوا بے خوشگوار چلی آتی تھی اسد کی آنکھ لگگئی ادھر ایرج سم مرکب کے
نشان پر چلا آتا تھا جیسے ہی دریا سے پار اُترا چند قدم آگے بڑھا ہوگا کیا دیکھا کہ اسد پڑا ہوا سوتا ہے اور
شبدیز بن اشقر چر رہا ہے بہت خوش ہوا کہ اے ایرج گھوڑا بھی تجھے ملا اور دیوانے کو بھی قتل کیا یہ خیال
دل میں لا کر گھوڑے سے اُترا اسد کی طرف دبے پانوں چلا پھر دل میں خیال کیا ایسا نہ ہو کہ تو دیوانے تک
نہ پہونچنے پائے اور آنکھ دیوانے کی کھلجائے دو گھوڑے ہیں ایک پر چڑھکر بھاگ جائے یہ خیال کر کے پہلے
اپنے گھوڑے کو مار ڈالا اور کرہ کو پشت کی طرف کر کے اسد پر چلا پاس آکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا اسد کا سینہ
جو دبا چونک پڑا مگر آنکھ جو کھلی ملک الموت کو چھاتی پر سوار دیکھا یقین مرگ ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ مکاری کیجے
شاید جان بچ جائے ایرج پکارا کہ اے دیوانے تو نے غضب کیا تھا کہ ایسا گھوڑا کہ جسے تین دن کی مشقت سے
زیر کر کے میں لایا تھا تو یوں بھلا تھا اب بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا اسد نے کہا کہ اے ایرج ہر چند میں نے
تجھسے دشمنی و عداوت کی مگر تو عجب صاحب اقبال ہے کہ میں تیرا کچھ نہ کر سکا میں نے تجھسا اقبالمند زمانے میں
نہیں دیکھا تیرا اختر اوج اقبال نہایت بلند ہے تو بیشک صاحبقران ہے اب میں تجھسے بیعت کرتا ہوں اسلیے
کہ حمزہ تو ظلمات کو گیا ہے نور الدہر کی ملاقات سے بھی امید قطع ہو چکی اب ہاتھ میرا ہے اور دامن تیرا
ہے دشمنی تو تو نے میری دیکھی اب دوستی بھی دیکھنا کہ تیرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں کہ تو بھی یاد کرے
ازبسکہ میں قابل بخشنے کے نہیں ہوں مگر تیری مروت سے بعید نہیں ہے جو خطا میری معاف کر دے
ایرج نے جو یہ کلمات اسد سے سُنے نہایت خوش ہوا اور چھاتی پر سے اسد کی اُترا گلے سے لگایا کہا اے
اسد تو میرا بھائی ہے میں تو یہی چاہتا تھا اسد بولا کہ اے ایرج میں تیرا غلام ہوں تو نے میری جان بخشی
کی اب ایرج نے اسد غازی سے کہا میں نے اپنا گھوڑا تو مار ڈالا اس خوف سے کہ

ایسا نہ ہو کہ تم سوار ہو کر چلے جاؤ اور مین تمھین نہ پاؤن اور اکثر تمنے ایسا ہی کیا ہو کہ مجھے بیابان مین حیران چھوڑ گئے
ہو اسد بولا ای ایرج تم مجھے زیادہ شرمندہ نہ کرو مین آپ نادم ہون کون سی حرکت بدی کی مین نے
تمھارے ساتھ نہین کی مگر تمنے کسی پر خیال نہین کیا اور مجھکو بخش دیا اب مین تمھارے ساتھ پیادہ چلونگا ایرج
کرہ بن اشقر پر سوار ہوا اور اسد سے کہا کہ بھئی آؤ میرے پیچھے بیٹھ لو اسد بولا کہ آپ تشریف لیچلین
مین آپکے ہمراہ رکاب ہون میرا یہی باعث فخر ہو ایرج بولا ای اسد مجھکو تمھارا پیادہ چلنا گوارا نہین
ہو تم بھی سوار ہو لو اسد بولا مجھے پیادہ روی کی عادت ہو اسی طرح باتین کرتا ہوا دریا کنارے تک آیا
اور کئی مرتبہ ایرج نے کہا کہ سوار ہو لو اسد نے نہ مانا جب دریا پر پہونچا تو ایرج کو دھڑا اسد سے کہا کہ تم سوار
نہ ہوگے تو مین بھی گھوڑے پر نہ چڑھونگا تمنے غضب کیا کہ اتنی دور میرے ساتھ پیادہ آئے اب ہم تم دونون
سوار ہوکے دریا سے پار اُترین پھر اور کوئی صورت نکل آئیگی ہمارے لوگ آجائینگے کوئی اور سواری دیا ہو جائیگی
الگ سوار ہو لینا اسد بولا ای ایرج حقا کہ تم بہت با مروت ہو مین تمکو ایسا خلیق نہ جانتا تھا نہین تو
ایسی حرکتین تمھارے ساتھ نہ کرتا اور آئو زبدۂ آفتاب پرستان تجھکو شادری مین خوب حمل ہو مین پیرتا ہوا
تمھارے ساتھ مرکب آبی پر چلونگا میری آبرو اسی مین ہو ایرج پکارا اچھا چلو ہم تم دونون شادری کرین
اسد بولا آپ گھوڑے پر سوار ہون کہا بغیر تمھارے سوار نہ ہونگا جتنے کہ زبردستی اسد کا ہاتھ پکڑ کر اپنے
پیچھے سوار کر لیا ہر چند اسد نے انکار کیا نہ مانا گھوڑا دریا مین ڈالدیا وہ مرکب اسطرح پانی پر جاتا تھا جیسے
کوئی زمین پر چلتا ہو ایرج نہایت خوش ہو اسد سے کہتا ہو کہ ای اسد ولاد حمزہ صاحبقران کا گھوڑا
بھی یونہین پانی پر جاتا ہو اسد بولا کہ ای شہریار وہ بڑے بڑے دریا جو قاف مین ہین انکو اتر گیا ہو
وہ گھوڑا دیونژاد یہان انکی پری ماں باپ اسکا دیوزاد ہو اور وہ تو صاحبقران سے باتین کرتا ہو اور کسکی
تاب و طاقت ہو کہ اس سے لڑکر عہدہ برآ ہو جب صاحبقران قاف گئے دیو دن کو مار کر آئے تو قلعہ
مغرب پر لشکر نوشیروان کا پڑا ہوا تھا صاحبقران قلعہ مین تشریف لیگئے اشقر کو باہر چھوڑ گئے تھے اشقر
نے جسوقت صاحبقران کو نہ پایا تو کرور سوار کا لشکر پڑا ہوا تھا وہ گھوڑا اندر لشکر کے در آیا لشکریون نے
چاہا کہ اسے پکڑلین اسنے ایک ایک پر دانت مارنا شروع کیا ہزارہا آدمی رات بھر مین مارڈالے اور کسی کے
ہاتھ نہ لگا نوشیروان حیران تھا کہ کیا کیجے کہ اتنے مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آئے اور نوشیروان
سے بہت زر نقد لیا اور اشقر کو اپنے ساتھ لیگئے ای ایرج نوجوان وہ گھوڑا تو قدرت خدا ہو مگر یہ بھی اس سے
کم نہین ہو اور یہ بھی یہ تمھاری قسمت کا تھا جو تمکو ملا ایسے گھوڑے کا ہر کو نصیب ہوتے ہین اسد ایرج کو باتون
مین لگائے ہوئے ہو اور اس فکر مین ہو کہ کیونکر اسے دریا مین ڈھکیل دون اور گھوڑا لیکر چلا جاؤن یہانتک کہ
نصف دریا مین پہونچا اسد نے کہا کہ ای ایرج نوجوان آپ نے مردم آبی دیکھا ہو ایرج نے کہا کہ بھئی مردم آبی
کیسا اور کہان ہو اسد نے جواب دیا کہ وہ پانی کی تہ مین معلوم ہوتا ہو جھک کر دیکھیے ایرج ایک طرف
کو جھکا پوچھا کہ بھئی کہان ہو مین تو نہین معلوم ہوتا اسد بولا کہ وہ ایک جگہ قائم نہین رہتا ہے دیکھیے
ابھی وہ نکلگیا اور ذرا ایک ذرا غور سے نگاہ جمائے رہیے تو یقین ہو کہ معلوم ہو ایرج اتنا جھکا کہ ایک پاؤن
رکاب سے نکلکر پشت زین پر آگیا اسد نے ایرج کو بھین دریا مین الٹ دیا آپ جلد کھڑا ہوا جلدی تمام
اُسنے دریا طے کر گئے مع شبدیز بن اشقر راہی ہوا ایرج نے یہان کئی غوطے کھائے مگر دریا تھا چھوٹا

ڈوبتا اچھلتا دریا کنارے آگیا تمام لباس تر ہوگیا تھا کھڑا ہوا پچھتا رہا تھا کہ ایرج افسوس تو اس دیوانے کے قریب
مین آگیا اُسنے تجھے ذلیل بھی کیا اور گھوڑا بھی لیگیا مگر اب کیا ہوتا ہو مثل مشہور ہو کر سانپ نکلگیا لکیر کو پیٹا کرو
شعر۔ ہے ہوے شبان ہزار دسود * گرگ از گلۂ گوسفند ربود * کبھی اپنے دل مین کہتا ہو کہ ای ایرج یہ
دیوانہ تجھ ایسا نا ہی تجھکو دیوانہ بنا گیا اس اثنا مین لوگ ایرج کے پہونچے اپنے آقا کو آب خجالت مین غرق دیکھا
شاپور نے کہا کہ پیرو مرشد آپ نے جہالت کرکے اپنا یہ حال کیا ایرج نے کہا ہان بھی جو چاہو سو کہو قصہ مختصر
ایرج وہان سے سوار ہوکر اپنے لشکر مین آیا تمام حال مالک بن ملکوت شاہ سے بیان کیا اُسنے کہا کہ صد بار تم
دیوانہ تمھین جل دیچکا ہو بکاری پیش آیا ہو پھر تم اُسکے قریب مین آگئے خیر یہی غنیمت ہی کہ تمھاری جان بچگئی
یہی باتین تھین کہ شہزادہ مرتد اور طرناسپ تصدق لیکر آئے گرد پھرے اور کہا کہ خیر اعظم نے آپ کی دوبارہ
زندگی کی کہا کہ ہان بھی اُس دیوانے نے کلیجا ہلا دیا کہ اسی اثنا مین لندھور بھی صدقہ لیکر آیا ایرج نے تعظیم کی
اور تمام حال اسد کا بیان کیا کہ میرے ساتھ یہ مکر کر گیا مین جو اسے پاؤنگا تو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا لندھور
نے کہا کہ ای ایرج نوجوان تمکو خوب معلوم ہی کہ وہ مجھے کیا کہتا ہو اور مجھکو تمنے کسوقت اُسکا جنبہ کرتے پایا
تم جانو وہ جانے بلکہ اگر وہ تمھین قتل کرنے کا ارادہ کریگا تو مین اپنے مقدور بھر تمھین بچاؤنگا اور اُسکی
طرفداری نہ کرونگا ایک شخص سخن ناشنوا ہی اسکو مین کیا کرون ایرج چپ ہو رہا لیکن اسد گھوڑا لیے ہوئے
نہایت خوش کمال بشاش اپنے رفیقون مین آیا فتاح ملنگینہ پوش کو سلام کیا گھوڑا دکھایا اور کہا کہ چچا دیکھا
آپ نے ایسا گھوڑا اور اُس باجی کے پاس چھوڑا مین سائیس بنکر لایا اور تمام حال بیان کیا فتاح اُٹھکر
لپٹ گیا اور کہا کہ ای اسد حقا کہ تو مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہی مین تیرے باپ کے پاس بھی رہا مگر یہ
جرأت اُسکی بھی نہین دیکھی سپاہ گری کے جتنے فن تھے سیکھے تھے لیکن تجھ مین دیکھ لیے کہ ایسے زبردست سے
اس طرح پیش آیا اور کچھ خوف نہ کھایا اور بہت سی تعریفین کین اسد غازی نے کہا کہ عمو جان یہ سب آپ ہی
کا فیضان صحبت ہی مین کیا کہون بعد اُسکے ضرغام شیر دل سے خطاب کیا کہ تم شاہزادہ نورالدہر کی خدمت
مین جاؤ اور میری طرف سے آداب تسلیمات بجا لاکر عرض کرنا کہ ای شہریار ایرج قریب مالے زائل
کے آپہونچا ہی اور ارادہ اُسکا قلعۂ ذوالامان پر جانے کا ہی تعجب ہی کہ آپ غفلت کیے ہوئے بیٹھے ہین
جلد تشریف لاکر روک لیجیے اُس باجی کو کہ زائل تک نہ پہونچ سکے اور اگر وہ زائل پر پہونچ گیا تو وہان
سے جانور پر سوار ہوکر قلعہ ذوالامان پر جائیگا اور وہ وہان خدا جانے کیا قیامت برپا کریگا پھر کون
ایسا ہی جو اُسے روکیگا اور ناموس صاحبقرانی کی عزت و حرمت بچائیگا آپ کو آگاہ کر دیا آگے آپ کو اختیار
ہی ضرغام شیر دل اُسی وقت راہی ہوا پاے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی قضاے کار اتفاقات روزگار خالد
بن مرلوخیر اسد کی خبر کو نکلے چلا ہی دور سے دیکھا کہ ضرغام شیر دل ایک طرف کو چلا جاتا ہی اپنے دل مین
کہا کہ اسکو پکڑ کر ایرج کے پاس لیچل ایرج تجھسے بہت خوش ہوگا یہ سوچ کر آگے بڑھا اور سر راہ ایک سفید رومال مین کچھ
نقل اور میوہ باندھکر ڈالدیا اور آپ پوشیدہ ہوگیا ضرغام جو وہان پہونچا دیکھا رومال سفید کسی شخص معقول کا گرا
پڑا ہے اُٹھا لیا گرہ جو کھولی اور نقل اور میوہ پایا دل مین کہا خدا جانے کس شخص کا گرا ہو دو چار پاؤ اس مین دین کہ یہ رومال
کسکا ہی آئے اور لیجائے ادھر اُدھر پکارکر چل نکلا اور کہا کہ خدا نے مجھکو دیا ہی خوب نقل اور میوہ تنقل کرتا ہوا چلا چند قدم
آیا ہوگا کہ ایک چکر آیا اور بیہوشی کھا کے پا چھینک مار کر دھم سے گرا خالد کمینگاہ سے نکلا اور حلقہ ہاے کمند سے ضرغام کو

باندھا چادر عیاری مین پشتارہ لپیٹ کر شیشہ پر لگا کر راہی ہوا ایرج بارگاہ مین بیٹھا ہوا باتین کر رہا ہی کہ مین نے
خبر اسد کی منگوائی ہی ذرا معلوم ہو جائے کہ فلان مقام پر ہی ابھی جاتا ہون اور اس سے مرکب اپنا لاتا ہون وہ
تو غضب کر گیا کہ ایسا مرکب کہ جسکا مثل سوائے مرکب صاحبقران کے نہین ہی مجھسے دغا کر کے لیگیا کہ اسی اثنا
مین خالد بن دیو چہر پشتارہ بدوش ہونچا سلام کیا ایرج نے پوچھا ای خالد یہ پشتارہ کیسا ہی کیا تو اسکو دیوانے
کو پکڑ لایا خالد نے کہا ای شہریار اسد تو نہین ہی مگر اسکے عیار صبا رفتار یعنے ضرغام شیر دل کو لایا ہون ایرج
نے کہا ای خالد یہ کیا اسد سے کچھ کم ہی اور سات پارچے کا خلعت دیا اور پوچھا کہ ای خالد یہ تو بلائے بے درمان
ہی کیونکر تیرے ہاتھ لگا اسنے سب حقیقت بیان کی ایرج بہت خوش ہوا کہا کہ اسے ہوش مین تو لا عرض کیا کہ پہلے
قید آہنی مین گرفتار کرا لیجے نہین تو یہ زبردست کمندین توڑ کر بھاگ جائیگا ایرج نے کہا کہ بلاؤ آہنگرون کو
اسی وقت آہنگر حاضر ہوئے ضرغام کو اسیر غل و زنجیر کیا اب قلیلہ رفع بیہوشی دیا ضرغام چھینک مار کر ہوش مین
آیا دیکھا کہ سامنے ایرج مع سرداران نامدار بیٹھا ہی اور تو بندھا ہوا ہی بس صاف خیال اسکے دل مین گذرا کہ وہ
نقل و میوہ جو تو نے کھایا تھا اسی سے بیہوش ہوا اور کوئی عیار تجھے پکڑ لایا خیر ہر چہ بادا باد بس ایک اگر توڑے
اٹھا کر خانۂ زنجیر مین فغان ہوئی غل سے زنجیر کے قریب تھا کہ لوگ دیوانے ہو جائین اور یقین ہوا کہ قید اسنے توڑی
سب دست بہ قبضہ ہو گئے تھے ضرغام نے بطریق اہل اسلام سلام کیا جو اہل اسلام تھے انھون نے جواب سلام کا
دیا ایرج نے کہا کہ ای مکار تو نے کیا کیا مکاریان کی ہین کہ دل پر میرے داغ ہین اب کہہ کہ تو آپ کو کس طرح پاتا ہی
ضرغام پکارا کہ جس طرح شیر زر و باہ حیلہ گر کے دام مین گرفتار ہو جاتا ہی ایرج پکارا کہ تو نے دغا بازیان نہین کین
ضرغام نے کہا کہ مین نے آج تک دغا سے کوئی کام نہین کیا تجھے تو پہلوانی کا دعوی ہی جو شخص مجھے یہ جرأت بہادری
زیر کرے پھر جو کچھ وہ کہیگا مین قبول کرونگا اسد نے مجھے زیر نہین کیا مین فقط از راہ دوستانہ اسکے ساتھ ہو گیا
ہان البتہ نور الدہر سے مجھے دعوی ہمسری نہین اگر تجھے دعوی صاحبقرانی کا ہی تو مجھے چھوڑ دے اور مجھسے
مقابلہ کر اگر فن سپاہگری مین تو مجھپر غالب آئیگا تو مین تیرا حلقہ بگوش ہونگا ایرج نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی فوراً
حکم دیا کہ قید اسکی کٹوا دو ہر چند عیارون نے اور لوگون نے عرض کیا کہ یہ مکاری کرتا ہی آپ اسکے فریب
مین نہ آئین ایرج نے ایک کی نہ سنی اور قید ضرغام کی کٹوا دی اور کہا کہ لاؤ گھوڑا اور بارگاہ سے باہر نکلا
تمام اسلحہ جنگ ضرغام کو دیے آپ مرکب پر سوار ہوا اور ضرغام سے کہا کہ آؤ مجھسے سامنا کرو ضرغام شیر دل
ایرج کے پاس سے دور جا کر پکارا کہ ای آفتاب پرست مین عیار ہون مجھسے سر مکھ ہو کر لڑنے سے کیا غرض
بفریب دام سے چھوٹا ایرج للکارا کہ لینا اس مکار کو جانے نہ پائے آفتاب پرست ضرغام پر دوڑے
ضرغام نے خنجر کھینچکر دو چار کو مار کر میدان پکڑا اجل نکلا اب ایرج نے تعاقب مین اسکے گھوڑا ڈالا اور پکارتا
جاتا ہی کہ ارے لینا اس مکار کو جان پر لوگ ضرغام کو گھیرتے ہین ضرغام دو چار دس پانچ کو مار کر صاف
نکلا جاتا تھا یہان تک کہ تمام لشکر کو طی کر کے باہر نکلا اور ایرج بھی تعاقب مین چلا ضرغام نے نعرہ کیا کہ او بزادیے
دیکھون کہان تک میرے تعاقب مین آتا ہی اگر بیابان مرگ تجھے نہ کیا ہو تو نام اپنا ضرغام شیر دل نہ رکھو
لوگون نے ایرج سے کہا کہ پیر و مرشد جانے دیجے اس مکار کا پیچھا نہ کیجے ایرج نے نہ مانا چلا اسکے تعاقب مین
اور ضرغام کبھی داہنی طرف کبھی بائین طرف پھرتا جاتا ہی ایرج بھی مرکب کو پھیرتا جاتا ہی کوئی دو کوس ایرج
آیا ہوگا کہ بیابان کی طرف سے گرد و غبار کا تتق اٹھا ایرج نے مرکب کو روکا ہرکارون سے کہا

خبر لاؤ کون آتا ہی ہرکارے مثل باد نظر جاکر پھر آئے عرض کیا کہ باپ طہماس کا عنقویل دیو پرور آتا ہی کہا کیا ارادہ ہی اُسکا عرض کیا کہ قصد رزم و پیکار رکھتا ہی ایرج بولا کچھ اندیشہ نہین ہی اور پھر کر داخل لشکر ہوا ادھر عنقویل دیو پرور کا خیمہ استادہ ہوا عنقویل خیمے مین آکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا مصروف شراب خواری ہوا جب نشہ خوب ہوچکا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ بموجب حکم کوس حرب و ضرب بجا ہرکارون نے خبر ایرج کو دی ایرج نے کہا کچھ پروا نہین ہمارے لشکر مین بھی بجے طبل جنگ بموجب حکم نقارہ رزمی نوازش مین آیا غرض چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار مین صف آرا ہوئے نقیب نقیب دے کر چلے گئے اس وقت عنقویل دیو پرور نے گردن کو نکالا لشکر مین اسکے علم جلوہ گری پر آئے آواز باجون کی بلند ہونے لگی سلامی اترنے لگی عنقویل خود میدان مین آیا خوب گینڈے کو جولان کیا مبارز طلبی کی کہ کہان ہی وہ نالائق کہ جسنے شیر دہن کو ناحق مارا یہ کہنا تھا کہ طرماسپ نے گینڈا اپنا بڑھایا سامنے ایرج کے آیا اجازت میدان چاہی ایرج نے کہا ای طرماسپ عنقویل تیرے خون کا پیاسا ہی تو اُسکے مقابلے کو نہ جا مین جاکر اُس سے مقابلہ کرونگا طرماسپ نے عرض کیا ای شہریار اگر مین اُسکے مقابلے کو نہ جاؤنگا تو وہ سمجھیگا کہ طرماسپ ڈر گیا آپکے اقبال سے سر اسکا کاٹ کے لاؤنگا ایسا جلوہ نہین کہ عنقویل مجھے نگل جائیگا اور اگر آپ نہ جانے دینگے تو مین اپنے آپکو ہلاک کرونگا خنجر مار کر مر جاؤنگا ایرج ناچار ہوگیا کہا کہ جاؤ نیر اعظم تمھارا نگہبان ہی طرماسپ سلام کرکے گینڈا جھکا کے میدان مین آیا عنقویل نے جو اسے دیکھا انگار ورن ہوا برابر سے گینڈے پیسا ہوگئے مار مار کر گینڈون کو بڑھایا ایک دوسرے سے مقابل ہوا عنقویل پکارا او نالائق تو نے شیر دہن کو ناحق قتل کیا اور تمام نوشاباد پر کیسا ظلم کیا ارے او ناہنجار کوئی بھی اپنے عزیزون اور وطن والون سے ایسا سلوک کرتا ہی جو تو نے کیا کہ ذرا ذرا سے بچون کو چھید چھید کر مار ڈالا اگر شیر دہن تجھے خراج بھی دیتا تھا سجدہ بھی کرتا تھا تو نے جب بھی نہ مانا طرماسپ بولا بس زبان سنبھالکر بات کر مجھکو غیرت آئی کہ مین ایرج کی خدمت مین ایسا معزز ہون اور میرا عزیز آفتاب پرست نہ ہو مین نے ہر چند کہا کہ نیر اعظم کو سجدہ کر اُسنے نہ مانا میرے ہاتھ سے مارا گیا اور رعایا بیچارا یا گھانس پھونس کی طرح کٹتا ہی ہو یہ ہین کس حساب مین عنقویل پکارا او نالائق سب بندگان خدا نہ تھے تو انکو گھانس پھونس کہتا ہی اگر عوض اُنکا تجھسے نہ لیا ہوگا تو عنقویل نام اپنا نہ رکھا ہوگا طرماسپ بولا کیون قضا آئی ہی جو اپنے دین قدیم پر قائم ہی چلکر ملازمت ایرج صاحبقران کی اختیار نہین تو شیر دہن سے بدتر تیرا حال کرونگا عنقویل برہم ہوا کہا او بدتمیز جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر طرماسپ پکارا تم اپنا حربہ چھیڑ کر لو عنقویل بولا ہمارے یہان پیشدستی نہین کرتے اُسوقت طرماسپ نے نیزہ اٹھا کر خبردار خبردار کہکے مارا عنقویل نے نیزہ اسکا نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی کسی کا مطلب حاصل نہ ہوا نیزے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے طرماسپ نے دوڑ کر ساطور ارابے پر سے لیا اور عنقویل پر مارا عنقویل نے رد کیا اور چوبدست اٹھا کر ماری طرماسپ نے ساطور پر روکی اور پھر ساطور مارا عنقویل نے پھر رد کیا اور پھر چوبدست ماری اسی طرح تادیر رد و بدل ہوتی رہی ایک مقام پر طرماسپ نے کمر بتا کر سر پر ساطور مارا کہ ادھا سا زخم عنقویل کے لگا عنقویل نے بھی جو چوبدست ماری تو دستے پر سے ساطور کے اُچٹ کر شانے پر پڑی کہ شانہ زخمی ہوا اور وہان سے کولے پر آ لگی کہ وہ بھی زخمی ہوا وہان سے گینڈے کے پہلو پر پڑی کہ گینڈا اور طرماسپ دونون تہ و بالا ہوکر گرے عنقویل نے چاہا کہ ایک چوبدست اور مارے کہ کام

اس کافر کا تمام کرے مگر ابھی تو قضا اسکی نہین ہو ایرج دوڑ پڑا نعرہ کیا کہ ای عنقویل یہ کیا حرکت نامردانہ ہی
مین آ بہونچا یہ تو بیہوش پڑا ہو اسکا مارنا نامردی ہو اور گھوڑا بڑھا کر قریب آیا عنقویل نے ہاتھ اپنا روکا اور کہا کہ
ای ایرج اس نامرد کا مار ڈالنا ہی بہتر ہو مگر خیر تمھارے آجانے سے مین اسے چھوڑے دیتا ہون ایرج نے
اسی وقت پالکی منگوا کر طرماسپ کو سوار کرایا اور عنقویل سے کہا کہ آج دن کم رہگیا ہو کل پھر ہمارے تمھارے
مقابلہ ہو وہ بولا کیا مضائقہ ہو تم بھی کل سامنا کر لینا یہ کہکر پھر آیا اپنے خیمے مین داخل ہوا پوشاک رزم
اتاری لباس بزم پہن کر بیٹھا صحبت عیش آراستہ ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آیا جب خوب نشہ تیز ہوا
حکم دیا کہ بجے طبل جنگ ادھر ایرج طرماسپ کو جو لایا جراحون کو بلوایا زخم مین ٹانکے دلوائے کولا ملوایا خانہ شعلوایا
کہ اتنا مین خبر ہوئی کہ لشکر حریف مین طبل جنگ بجا ہو حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے غرض رات بھر
تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر پھر میدان مین صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال وقتال عنقویل
دیو پیکر نے گینڈا اپنا صف سے نکالا اور مبارز طلب کیا ادھر سے ایرج نکلا بعد از تگا ودو زبانی ایرج نے کہا ای
عنقویل تو دین آفتاب پرستی اختیار کر مین تیری بہت عزت کرونگا اسنے جواب دیا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہو دین
آفتاب پرستی پر اور تو میری عزت کیا کریگا تو خود بیعزت ہو ایرج آگ ہوگیا کہا کہ معلوم ہوا حال تیرا خیر اب
بر جنگ حقول تجھے دونگا لا حربہ اپنا عنقویل دیو پیکر نے کہا اگر ہم اہل اسلام ہین سبقت نہین کرتے جو خدا
تیرے حربے سے بچائیگا تو اپنا وار کرینگے ایرج نے کہا خیر اور نیزہ مارا عنقویل نے نیزہ پر نیزہ لیا خوب نیزہ بازی
ہوئی آخر کار ایرج نے نیزہ اسکا ہوائی کیا عنقویل نے برہم ہو کر جو بدست ماری ایرج کے آگے دو وقت جو بدست
کو خیال مین کرتے تھے بڑی زور کشمکش کے ہونے لگے گھوڑے لنگر دن کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے مآل کار دونون
پیادہ ہوگئے اور سرگرم تلاش ہوئے لگی کشتی ہونے چار پہر دن کشتی رہی شب کو بھی جدا نہ ہوئے تمام میدان
مین روشنی ہوگئی افسران فوج اپنے ہمراہیون سمیت جا بجا بیٹھکر کھانے منگوا کر کھانے لگے کشتی کا تماشا دیکھ رہے
ہین غرض چار پہر رات کشتی رہی صبح کو بھی وہی عالم تھا تین شبانہ روز کشتی رہی اب چوتھے دن یہ حال ہی کہ
عنقویل کا دم آ چکا ہوا ود ود بچا بچا کر زندہ ہی مگر کہان تک بجے چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ ایرج نے لنگ عنقویل
کا توڑا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا سینے پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور لیکر میدان سے پھرا ادھر لوگ عنقویل
کے اداس و پریشان پھر گئے عنقویل کو اسیر طوق و زنجیر کرا کے زندانخانے مین بھیجدیا آپ کھانا کھا کر آرام کیا
صبح کو بارگاہ مین آیا اورنگ شوکت پر متمکن ہوا طرماسپ کا زخم بھی قریب بصحت تھا وہ آیا سلام کر کے
اپنے دنگل پر بیٹھا ادھر لندھور بھی اس خیال سے آیا کہ دیکھون عنقویل گرفتار ہوا ہی اس سے کیا گفتگو ہوتی
ہی جب تمام دربار معمور ہوچکا ایرج نے حکم دیا کہ لاؤ عنقویل کو جو بدار گیا اور لیکر آیا عنقویل نے بطریق اہل اسلام
سلام کیا لندھور نے جواب سلام کا دیا ایرج نے کرسی بیٹھنے کو مرحمت کی ساقی سے اشارہ کیا کہ دے جام شراب
کا ساقی جام مے ارغوانی سے پر کر کے پاس عنقویل کے لایا اسنے جام پھینکدیا ایرج کو غصہ آیا مگر ضبط کیا کہا کہ
ای عنقویل مین نے تجھے کس طرح زیر کیا جواب دیا کہ تو زبردست تھا نہین تجھسے مغلوب ہوا ایرج نے کہا اب تو
دین آفتاب پرستی قبول کر اسنے کہا کہ مین لعنت کرتا ہون آفتاب پرستی پر جان دینا قبول ہو مگر آفتاب پرست
ہونا قبول نہین ایرج نے کہا اچھا آفتاب پرست نہو تو میری بیعت کرو مین تمھین چھوڑ دونگا چاہنا
میرے پاس رہنا چاہنا چلے جانا عنقویل پکارا کہ او تاجزادے مین کبھی تیری بیعت قبول نہ کرونگا اگر

شاہزادہ نور الدہر کا دشمن ہون تو تیری بیعت کرون یہ مجھسے کبھی نہ ہوگا کہ باجی سے آشتی کرون طرماسپ
نے جو یہ کلمہ سُنا کمر سے زرکابی ساطور نکالکر دوڑا کہ ارے او زبان دراز ایرج صاحبقران کو باجی کہتا ہی قضا
تیری آئی ہی ایرج جب تک منع کرے کرے کہ او طرماسپ یہ تو کیا کرتا ہی طرماسپ نے عنقویل پر ساطور مارا
عنقویل اسیر غل و زنجیر تھا کیا کرتا ہاتھ اُٹھا دیے ایک طرف جھکا تھا کہ ساطور سے ہاتھ قلم ہوئے گردن پر
ساطور بیٹھا کہ صاف گلا اُس مرد مومن کا کٹگیا اور زمین پر تڑپنے لگا درجۂ شہادت پر فائز ہوا لندھور نے
جو یہ دیکھا غضبناک ہوکر اُٹھا اور پکارا کہ او نالائق یہ تو نے کیا کیا اسنے کہا کہ عنقویل نے دین قبول نہ کیا
نہ بیعت اختیار کی اتمام حجت ہو چکی تھی مین نے اسے مارا لندھور نے ایرج سے کہا کہ کیا بیعت شکنی پر کمر باندھی
ہی مجھسے آپ سے اقرار تھا ایرج طرماسپ کی حرکت دیکھکر دم بخود بیٹھا تھا ہاتھ باندھکر کہا کہ ای
دارائے ہند قسم ہی نیر اعظم کی مین نے اس بدذات سے نہین کہا تھا کہ تو عنقویل کو مار بلکہ مین اسے
منع کرتا رہا اسنے نہ سُنا لندھور نے کہا کہ ای ایرج مین نے بیعت فقط اہل اسلام کے بچاؤ کے واسطے
کی ہی نہ کہ اہل اسلام قتل ہون اور مین دیکھتا رہون جب تک یہ دو چار بانی فساد نہ مارے جاینگے
جب تک کچھ نہ ہوگا بہزاد نے اپنے باپ کا سر کاٹ کر لا کے تمھارے سامنے رکھدیا اور تمنے کچھ نہ کہا آج
سامنے میرے اس ملعون نے عنقویل کو مارا مین صبر کرتا چلا جاتا ہون اسی پر لوگ مجھے بدنام کرتے ہین
ایرج نے کہا ای رستم زمان طرماسپ حاضر ہی جو چاہیے سو کیجیے لندھور بولا فقط تمھاری محبت سے
مین اسے چھوڑے دیتا ہون اگر تمھارا درمیان نہ ہوتا تو ابھی اسکے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ایرج نے طرماسپ
سے کہا کہ اگر تو نے اب ایسی حرکت کی اُسی وقت تجھے مار ڈالونگا معلوم ہوا کہ تیرا لہو سفید ہی کہ اپنے
دادا کو تو نے مارا اُسکی محبت تجھے نہ آئی ہزار ہزار لعنت ہی تجھپر طرماسپ نے کچھ جواب نہ دیا
لندھور نے لاش عنقویل کی وہان سے اُٹھوائی فوج والون کو جو اُسکے بلوا کر سبھون کو تشفی دلاسا
دیا اور کہا کہ صاحبو قضا سے سب ناچار ہین اسکو یونہین مارا جانا بدا تھا تم صبر کرو لاش لیجا کر
بیشۂ کلنگان مین دفن کردو وہ سب لاش کو لیکر گریان و نالان بیشۂ کلنگان کو روانہ ہوئے مگر
طرماسپ نالائق نے دوسرے روز ایرج سے کہا کہ ثمود عاد مدت سے آپ کی قید مین گرفتار ہی آپنے
کیون اُسے گرفتار کر رکھا ہی اُسے بلوائیے بیعت کرے فبہا نہین تو قتل کیجیے ایرج نے لندھور سے کہا کہ آپ
اب ثمود عاد کے مقدمے مین کیا کہتے ہین اسے قید مین گرفتار ہوئے عرصہ ہوا آپ نے بھی اسے چھڑانے
مین سعی نہ کی ہوگی لندھور نے کہا کہ جبتک تمھین اختیار ہی مین اُسکے مقدمے مین کچھ دخل نہین دونگا ایرج
نے کہا لاؤ ثمود عاد کو اسی وقت چوبدار روانہ ہوا یہان ثمود عاد نے جسوقت سے سُنا ہی کہ طرماسپ
نے عنقویل کو مار ڈالا عجب صدمہ ہی دل مین اپنے کہہ رہا ہی ای ثمود عاد کیونکر اس کافر کو قتل کیجیے
عوض خون عنقویل کا لیجیے افسوس مفت مین طہماس کا باپ مارا گیا یہی باتین دل سے کر رہا تھا کہ چوبدار
نے آکر داروغۂ زندان سے کہا کہ لیچلیے ثمود عاد کو زبدۂ آفتاب پرستان نے یاد کیا ہی داروغہ اسیوقت
ثمود عاد کو لیکر سامنے آیا ثمود عاد نے آکر سلام کیا ایرج نے اُسے کرسی پر بٹھایا اور کہا کہ ای ثمود عاد
مدت سے تو میرے یہان قید ہی یا تو بیعت میری کر نہین تو آمادہ مرگ ہو ثمود عاد نے کہا مین نور الدہر
کی امید پر تھا کہ شاید وہ آکر مجھے رہا کرے اب مجھکو امید قطع ہو چکی مین بیعت کیا جانون

دین آفتاب پرستی اختیار کرتا ہون مگر اس شرط سے کہ طماسپ کی رفاقت مین رہا کرون ایرج یہ کلمہ سنکر
بہت خوش ہوا کہا ای ثمود عاد تم ہمیشہ طماسپ کے پاس رہا کرو مجھے اسمین کیا عذر ہی اور حکم دیا بلاؤ آہنگر
کو کہ قید ثمود عادی دور کرین اسی وقت قید ثمود عاد نے توڑ ڈالی اٹھکر ایرج کے قدمون کو بوسہ دیا
طماسپ کے ہاتھ چومے از روے حکمت دین آفتاب پرستی اختیار کیا ایرج نے حکم دیا کہ ثمود عادی کی
فوج کو ڈھونڈھ کر لاؤ اور خیمہ و اسباب ضروری سب اسکے واسطے مہیا کرو القصہ ثمود رہنے لگا
ایک روز طماسپ بارگاہ سے ایرج کی اٹھا ثمود عاد باتین کرتا ہوا چلا طماسپ بولا کہ ابھی ثمود عاد
رات زیادہ جا چکی ہی تو آج ہمارے ہی خیمے مین کھانا کھاؤ اور یہین سو رہو اسنے کہا کہ اچھا وہان کسکا ہی اور
یہان کسکا ہی سب ایک ہی غرض کھانا کھایا شراب پی ناچ خوب دیکھا دو پہر رات گئے طماسپ سو یا
ثمود عاد بھی پلنگ پر لیٹا جب دیکھا کہ طماسپ بالکل غافل ہو گیا اُس وقت ثمود عاد اٹھا ساطور
طماسپ کا ہاتھ مین لیا پہرے والے نے پوچھا کہ ساطور آپ نے کیون اٹھایا ہی بس یہ سنکر وہی ساطور
جو اسکو مارا پہرے والے کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر سے پھر کر خدمتگار کو مارا اب طماسپ کی طرف
چلا مگر ہول کے مارے عجب حال تھا کہ ایسا نہ ہو کہ طماسپ بیدار ہو جاے اسی خوف مین ساطور
جو طماسپ پر مارا ساطور ہاتھ سے نکلگیا اور سینہ پر طماسپ کی پڑا دو ٹکڑے تو نہ ہوئے مگر زخم کاری
لگا طماسپ بیدار ہوا پکارا کہ لینا اس کو جانے نہ پاوے ثمود عاد اگر دوسرا ہاتھ مارے تو اسکا کام
تمام ہو مگر رشتۂ حیات اس موذی کا قطع نہ ہوا تھا بسبب خوف کے ثمود عاد بھاگا غل جو ہوا کہ ثمود عاد
نے طماسپ کو مارا لوگ چہار طرف سے دوڑے ثمود عاد دو چار کو مار کر طماسپ کے کرگدن
پر سوار ہوکر بھاگا قضاے کار ایرج غل و شور سنکر بیدار ہوا کہا کہ ارے خبر تو لاؤ یہ غل کیسا ہی ہرکارے
گئے اور بعد گھڑی بھر کے آئے عرض کیا کہ ثمود عاد طماسپ کو مار کر بھاگا ہی ایرج یہ سنتے ہی آگ ہو گیا
کہا کہ قسم ہی نیر اعظم کی جہان یہ عادی جائیگا وہین پہونچکر اسے مارونگا جب تک اسے نہ مارونگا
آب و دانہ مجھپر حرام ہی یہ کہکر مسلح و مکمل ہوکر باہر آیا دیکھا کہ قارن بن بلوط ٹہل رہا ہی اسنے سلام
کیا ایرج نے کہا ای قارن تم جاکر طماسپ کو دیکھو اگر طماسپ زندہ ہی تو اسکے علاج زخم مین مصروف
ہو مین ثمود عاد کے پیچھے جاتا ہون القصہ قارن تو طماسپ کی طرف راہی ہوا اور ایرج مرکب پر سوار
ہوکر تعاقب مین ثمود عاد کے چلا فوج ثمود عادی کی چلی جاتی تھی اثناے راہ مین ملی ایرج نے نعرہ کیا کہ
ثمود عاد کہان ہی سبھون نے کہا کہ ہمین نہین معلوم ہمسے ملاقات تک نہین ہوئی ایرج نے اُنسے کچھ نکہا
پھر گھوڑے کو آگے بڑھایا مگر ثمود عاد پہر ڈیڑھ پہر رات سے چلا تھا اتنی رات برابر چلا آیا اور دو پہر دن
بھی برابر چلا گیا ایک سبزہ زار مین پہونچا وہان چشمہ آب بھی بہتا ہوا سرد ہوا بھی چلی آتی تھی گینڈے پر
سے اُترا اسے چھوڑ دیا کہ وہ تو چرنے لگا آپ ایک درخت چنار کے سایے تلے لیٹا کوئی دو گھڑی گذری ہوگی
کہ ایرج پہونچا ثمود عاد کو دیکھا نعرہ کیا کہ ہانش ای عادی کہان جائیگا میرے ہاتھ سے اسی واسطے تو نے
رفاقت طماسپ کی اختیار کی تھی کہ دغا بازی کر کے اسے مار ڈالے اسکا خون تیری گردن پر سوار ہی بغیر مارے تجھے
نہ چھوڑونگا اور تلوار میان سے کھینچکر دوڑا ثمود عاد وہی درخت چنار کو گھیر کر دوڑا کہ او
آفتاب پرست تو کیا کریگا قضا تیری جان مجھے لائی ہی یہ کہکر درخت چنار اسرج

پر مارا ایرج نے اُسے خالی دیا ثمود عاد اسکے جھونک مین گیا تھا کہ ایرج نے تلوار ماری کمر پر پڑی مانند خیار تر
کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ اُسکا تڑپتا ہوا چھوڑ کر نہایت خوشنود کمال مسرور وہان سے پھرا جدھر سے
فوج ثمود عادی کی آئی تھی وہ راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے سے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا مگر فوج
ثمود عادی کی جو ملی آتی تھی اور اس مقام پر پہونچی کہ جہان لاش ثمود عادی کی پڑی تھی پس لاشہ جو اپنے سردار
کا دیکھا خون اُسکا لیکر مُنھ پر ملا گریبان چاک کیے خوب روئے پیٹے ارادہ کیا کہ چلکر ایرج سے لڑیں پہ بھی
جان رہیں وہ جو عادی عاقل تھے اُنھون نے کہا کہ ہم چاہیے ایرج پر غالب ہوں یہ ممکن نہین مگر مارے
جانا ضرور ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ لاش کو شاہزادہ نورالدہر کے پاس لیچلیے وہ خود خون کا عوض لینے آئیگا
اُسکے ساتھ ہو کر لڑیے تو بہتر ہی یہ صلاح کرکے لاشہ ثمود عاد کا لیکر خدمت مین شاہزادہ نورالدہر کی روانہ
ہوئے یہان نورالدہر جام جم اسد غازی کو بھیج کر عازم ہی کہ اب ایرج پر روانہ ہوا اسباب سفر تیار
ہو رہا ہی دامنہ کوہ مشتری حصار مین لشکر فرسنگ فرسنگ اُترا ہوا ہی ایک روز صبح کا وقت ہی شاہزادہ بیٹھا ہوا سیر صحرا
کی کر رہا ہی اور رفیق گرد و اطراف مین جمع ہین طہماس سامنے بیٹھا ہی شاہزادہ اخبار نویس سے پوچھ رہا
ہی کہ ایرج کہان تک پہونچا وہ عرض کر رہا ہی کہ نوشاباد در بیشہ کلنگان مین ہی یہی باتین تھین کہ دور
سے کچھ لوگ سیاہ پوش معلوم ہوئے جب قریب آئے تو دیکھا کہ ایک تابوت سیاہ مخمل سے منڈھا ہوا
اُسپر سیاہ منگیرہ تنا ہوا لوگ کاندھا بدلتے ہوئے آگے تابوت کے ٹکنے کے لوبنے روشن بخورات جلتا
ہوا حافظ صحیفے پڑھتے ہوئے لا الہ الا اللہ کی آوازین بلند چلے آتے ہین نورالدہر نے کہا خبر لو یہ کس
مرد مومن کا تابوت ہی طہماس نے عرض کیا کہ لوگون کی وضع سے ثابت ہوتا ہی کہ نوشاباد کے ہین
ہرکارون نے دریافت کرکے آکر عرض کیا کہ یہ لاش طہماس کے بھائی شیر دہن کی ہی کو بخت کی ہی طہماس
بہت آبدیدہ ہوا عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ بہت مرد فہمیدہ و سنجیدہ تھا نہین معلوم کیونکر مارا گیا کہ اس اثنا مین
وہ لاشہ لاکر سامنے نورالدہر کے رکھا گیا اور ان سب نے عرض کیا کہ اے شہریار طرماسب نے اسے ناحق مارا
یہ نوشاباد کا خراج بھی ایرج کے دینے کو راضی تھا اور بیعت بھی کرتا تھا اُسنے نہ مانا یہی کہا کہ دین
آفتاب پرستی اختیار کر اس مرد مومن نے اسلام ترک نہ کیا آخر لڑکر مارا گیا درجہ شہادت پر فائز ہوا
طہماس بولا صاحبو وہ نالائق میرا نطفہ نہین ہی وہ نطفہ شیطان ہی خیر جیتا ہون تو عوض اسکا لونگا شاہزادہ
نورالدہر نے فاتحہ اسکے تابوت پر پڑھا لوگون کو تشفی دلاسا دیا لاش کو سمت خانہ کعبہ روانہ کیا دو دن گذرے
تھے کہ لاشہ منظفر ارغوس حصاری کا آیا لوگون نے رو رو کر بیان کیا کہ خود ایرج کی بیعت کو گیا تھا کہ بہزاد مرتد
نے اپنے خیمے مین لیجا کر اسے شہید کیا نورالدہر اسکے واسطے بہت رویا اور کہا کہ ایہا الناس یہ وہ مرد بزرگ ہی کہ
صاحبقران نے اسکو اپنا باپ کہا تھا بہت معزز تھا افسوس نالائق بہزاد مرتد نے اسے شہید کیا الغرض اسکی
لاش پر بھی فاتحہ پڑھا اور مکہ معظمہ کو روانہ کیا اسکے تیسرے دن لاش عنقویل دیو پرور کی آئی لوگون
نے خاک اُڑاکر نورالدہر سے عرض کیا کہ اے شہریار اسکو طرماسب نے مار ڈالا ایرج نوجوان اسے زیر
کرکے لیگیا تھا گفتگو ہو رہی تھی عنقویل اسیر قتل و زنجیر تھا کہ طرماسب نے ساطور مارا یہ شہید ہوا پس یہ سننا
تھا کہ آتش غضب سینے مین مشتعل ہوئی دود بد دماغی دماغ جان سے اُٹھا رخ روشن نظر مین تاریک ہوگیا
طہماس سے کہا کہ جاؤ اس نالائق کا سر لیکر آنا تو اپنی صورت ہمین دکھانا ورنہ ہمارے سامنے نہ آنا

طماس نے قدموں کو بوسہ دیا عرض کیا کہ غلام ابھی جاتا ہو اور باہر نکلکر گینڈے پر سوار ہو کر لشکر اپنا ہمراہ
لیکر چل کھڑا ہوا اثناے راہ مین لاش ثمود عاد کی ملی معلوم ہوا کہ یہ بھی طرماسپ کی بابت ایرج کے ہاتھ
سے مارا گیا اور غصہ دونا ہوا اب اسکو تو اثناے راہ مین چھوڑیے مگر حال سنیے لاشہ ثمود عاد کا آخر جب لوگ
اُسکے سامنے شاہزادہ نورالدہر کے آئے بعد فاتحہ خوانی ہیت اُسکی اُسکے وطن کو بھجوائی اور آپ دوسرے روز
کوچ کرکے برسر ایرج روانہ ہوا لیکن ادھر ایرج ثمود عاد کو مار کر اپنے لشکر مین آیا دیکھا کہ طرماسپ بیہوش
ہو اور قارن بن بلبو طبج گردن مصروف تیمارداری ہو جراح کو بُلوایا زخم اُسکا دکھلایا زخم مین ٹانکے
دلوائے علاج ہونے لگا قارن نے ایرج سے عرض کیا کہ مین زخم مین ٹانکے دلوا چکا ہون آپکے اقبال سے
طرماسپ جلد اچھا ہو جائیگا ایرج نے قارن کو خلعت دیا خود آکر بارگاہ مین بیٹھا ثمود عاد کے مارنے کا حال
سبھون سے بیان کیا سبھون نے تعریفین کین لندھور بھی بیٹھا ہوا ہو کہ ایک عیار نے آکر نامہ ہاتھ مین لندھور
کے دیا لندھور اُسکے لفافے کو پڑھ رہا ہو ابھی اُسے کھولا نہین ہو کہ ایرج نے ہاتھ سے لندھور کے وہ نامہ لے لیا
کہ مین دیکھون لندھور نے کہا اے ایرج تمنے جلدی کسواسطے کی مین خود تمھین دے دیتا ایرج شرمندہ ہو
کہا کہ مجھسے نادانی ہوئی آپ مجھے معاف فرمائین لندھور بولا خیریت ہو مگر نامہ جو کھولا دیکھا تو جمشید نے
خورشید ظلماتی نے لکھا ہو کہ اے جانشین حمزہ صاحبقران خسرو بلاد ہندوستان آگاہ ہو جیے کہ ہمارے
ملک ظلمات کے قریب ایک ملک ہو کہ نام اُسکا شہر صفدریہ ہو اور صفدر شاہ وہان کا بادشاہ ہو بیٹا اُسکا
ختنج خان نہایت ظالم ہو اور سپہ سالار اُسکا زبردست روزگار قارن فیل زور ہو دین زمرد پرستی رکھتا ہو
وہ لشکر بے پایان لیکر ہمپر چڑھ آیا ہو ہم اُس سے لڑ نہین سکتے اُسکے خوف سے قلعہ بند ہین اور آقا ہمارا
بدیع الزمان یہان نہین ہو امیدوار ہین کہ کفالت اور معاونت ہماری کیجیے کہ شر سے اُسکے ہم محفوظ رہین
نہین تو ہم سب مارے جائینگے اور دین زمرد پرستی اختیار نہ کرینگے ایسے وقت مین دستگیری ہماری کرنا ضروری ہے
ایرج جو اس مضمون سے آگاہ ہوا کہا کہ مین جاؤنگا مدد اُنکی کرونگا لندھور بن سعدان نے کہا کہ تم کیون
تکلیف کرتے ہو ایرج نے کہا کہ اے رستم زمان تمنے مجھے بیعت کی ہو تم میرے دوست کے دوست ہو اور
دشمن کے دشمن مجھے بھی لازم ہو کہ مین تمھاری کفالت کرون دوسرے یہ کہ مین جہانگیر ہون ہر ملک کو اپنے
زیر حکم کرتا چلا آتا ہون اس ملک کو بھی جا کر اپنے قبضے مین لاؤنگا دشمن کو وہان سے دفع کرونگا لندھور
نے کہا اگر آپکی خوشی اسی مین ہو تو بسم اللہ مین منع نہین کرتا تشریف لیجائیے مین بھی آپکے ساتھ چلون
ایرج بولا آپ یہین تشریف رکھیے مین جلد وہان سے فراغت حاصل کرکے آتا ہون اور مرجان ریا بازی
کو چالیس ہزار سوار سے ساتھ لیکر روانہ ہوا وہان جمشید و خورشید ظلماتی بیٹھے تھے دربار آراستہ تھا کہ
جوڑی ہرکارون کی آئی اور خبر دی کہ لشکر صفدر شاہ کا قریب آگیا ہو ایسا نہ ہو کہ شہر کو گھیرے جمشید و
خورشید نے باہم مشورہ کیا کہ نامہ دارا ے ہند کو لکھ چکے ہین وہ مدد کے لیے ضرور آئینگے جب تک ایک دم
میدانداری کرینگے اسی اثنا مین یقین ہو کہ رستم زمان لندھور بن سعدان آجائینگے حکم دیا کہ ابھی لشکر تیار
ہو کر شہر سے باہر نکلے خیمہ آراستہ ہوا دونون داخل خیمہ ہوئے اتنے مین خبر گئی کہ لشکر میں صفدر شاہ کے
طبل جنگ بجا ہو حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے غرض چار پہر رات دونون لشکرون مین
تیاری جنگ و جدال رہی صبح کے وقت دونون لشکر میدان مین آئے جمشید اور خورشید

نماز صبح پڑھ کر مرکبوں پر سوار ہوکر میدان میں آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں لشکر سے صفدر شاہ
کے قارن فیلزور اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا جمشید ظلمانی نے مرکب اپنا صف سے نکالا بعد
از نگاہ رزنی نیزہ بازی ہوئی نوبت شمشیر زنی کی پہونچی دن بھر تلوار چلی قریب شام جمشید ظلمانی ہاتھ سے
قارن کے زخمی ہوا طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے خورشید نے جراح کو بلا کر زخم میں
جمشید کے ٹانکے دلوائے پٹی بندھوا رہا تھا کہ جوڑی ہرکارون کی آئی عرض کیا کہ لشکر حریف میں پھر طبل جنگ
بجا ہی کہا کچھ پروا نہیں پروردگار مالک و مختار ہی ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے غرض رات بھر نقارے
گڑگڑائے صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نعیب دے کر چلے سے ایرج
خنجر خان بن صفدر شاہ باپ سے اجازت لیکر میدان میں آیا سر اپا میدان کا دکھایا نیزے ہاتھ لے
جب خوب گھوڑا عرق عرق ہوگیا نیزہ زمین پر گاڑ دیا آواز دی کہ جسے تمنائے مرگ ہی کہ جو میرے مقابلے کو
نکلے خورشید نے مرکب اپنا بڑھایا خنجر خان بڑھ کر تگا ورزن ہوا مرکب پیچھے ہٹ جھکے پھر سنبھل کر دونوں نے
پھیر کر باگوں کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا خنجر خان نے نیزہ مارا خورشید نے نیزہ نیزے پر روکا تا دیر
نیزہ بازی رہی مطلب حاصل نہ ہوا تلواریں کھنچیں دو بجلیاں کوندنے لگیں آخر کار گھوڑے سے خورشید کے
سکندری کھائی تیغ خنجر خان کا سر پر بیٹھا کہ تا دو ابرو اتر گیا جادر خون کی باہر آئی غش طاری ہوا لوگ ہٹ کر
آئے اور خورشید کو لیگئے کچھ دن باقی تھا اسنے اور مبارز طلب کیا جمشید نے طبل بازگشت بجوا دیا اور خنجر خان
سے کہا کہ کل ہمارے تمہارے مقابلہ ہوگا آج دن کم ہی گو میں زخمی ہوں مگر لڑونگا القصہ دونوں لشکر اپنی
اپنی فرودگاہ پر آئے خنجر خان جو پھر کر آیا بارگاہ میں بیٹھا دو چار جام شراب کے پیے جب نشہ ہوا حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ مگر جمشید و خورشید جو مجروح پھرے بارگاہ میں آئے باہم مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے
کل سب خدا پرست ہاتھ سے ان کفار کے قتل ہونگے اتنے میں خبر طبل جنگ کی پہونچی جمشید نے کہا رات کو
قلعہ میں بھاگ چلیں خورشید نے کہا کہ بہتر ہی مگر اس طرح کہ آپ بھی طبل جنگ بجوا دیجیے جسمیں حریف کو
گمان رہے کہ طبل جنگ بجا ہی صبح کو مقابلہ ہوگا طبل جنگ یہاں بجا کرے آپ مع لشکر قلعہ بند ہو جائیے
صبح کو دیکھا جائیگا جمشید نے یہ صلاح بہت پسند کی اور حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی کوس حربی بجے اور خود
مع لشکر قلعہ کی طرف چلا اور خیمے اسی طرح استادہ چھوڑ دیے جسمیں یہ معلوم ہو کہ فوج پڑی ہی پانچ چار
نقارچی رات بھر نقارہ پیٹا کیے خورشید جمشید نے قلعہ بند ہو کر انتظام اپنا رات بھر میں بدرست کر لیا
صبح کو لشکر کفار میدان میں آیا مگر حیران کہ فوج کا پڑاؤ معلوم ہوتا ہی اور اب تک کوئی صف میدان
میں آراستہ نہ ہوئی حالانکہ رات بھر طبل جنگ بجا ہی اور اب تک نقارہ برابر بجتا رہا ہی قارن فیلزور
نے کہا کہ کیا ساری فوج کو سانپ سونگھ گیا کہ سوتے ہیں صفدر شاہ سے عرض کیا کہ معلوم ہوتا ہی وہ
شب کو دغا دے کر بھاگ گئے اتنے میں جوڑی ہرکارون کی سامنے سے آئی اور عرض کیا کہ جمشید و خورشید
رات کو بھاگ کر قلعہ بند ہوئے ہیں اور یہ خیمے بارگاہیں فقط دھوکے کی ٹٹیاں ہیں صرف اسلیے چھوڑے کہ یہ
گمان ہو کہ فوج پڑی ہی کوئی نہ سمجھے کہ یہ جاتے ہیں اس فریب سے نکلے صفدر شاہ نے یہ سنکر حکم دیا کہ اس قلعہ
کا محاصرہ کر لو کہ کہیں اور نہ بھاگ جائیں غرض قارن فیلزور اور خنجر خان قلعہ پر آئے محاصرہ کر کے آگے سے اور
طبل جنگ بجوا دیا دوسرے دن صبح کو یورش کی ادھر سے گولہ چلنے لگا بہت سے لوگ صفدر شاہ کے مارے گئے

فوج پیچھے ہٹ آئی قارن فیلزور یکہ و تنہا گرز گران سر ہاتھ مین لیکر قلعہ کی طرف متوجہ ہوا تمام گولون کو
روکر کے لب خندق جا پہونچا اور نعرہ کیا ای خدا پرستو تم میرے ہاتھ سے بچکر اب کہان جاؤگے سب کو قتل
کیا ہوگا تو اپنا نام قارن نہ رکھا ہوگا قلعہ پر سے ماتا ستوالاتیل کا گرھا و گرگ کا پولا بارود کی ہنڈیان منجنیق کے
پتھر مارنا شروع کیے اور جمشید و خورشید ظلماتی تاج سرون پر سے اتار کر محتاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہوئے
کہ ای خالق حقیقی و ای مالک تحقیقی اس وقت بدمین سوا تیرے ہمارا کون ہی ای کس بیکسان و ای یاور غریبان
ہماری مدد کر ہاتھ سے اس ظالم کے نجات دے پس انکا بلبلا کر از تہ دل دعا مانگنا تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر
بیٹھا ابھی قارن خندق کو نہ پھاندا تھا کہ دیکھا جانب صحرا سے ایک گرد اٹھی اور جس وقت وہ گرد نزدیک
آکر شق ہوئی دیکھا کہ ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت مرکب پری پیکر پر سوار پشت پر فوج جرار لیے چلا آتا ہی
پس وہ جوان جو پہونچا نعرہ کیا کہ ای قارن خبردار قلعہ کی طرف نہ جانا پہلے مجھسے سامنا کرلے یہ کہکر گھوڑا
بڑھایا قارن نے جو اسکو اپنی طرف آتے دیکھا قلعے والون سے کہا کہ پہلے اسے مارلون تو بعد اسکے تمسے
سمجھونگا خورشید و جمشید پکارے او ملعون اب اگر تو زندہ پھریگا تو سمجھ لینا قارن غضبناک پھرا اس
جوان سے مقابلہ کیا بعد اسکے وز زبی پوچھا تو کون ہی کیون انکا حمایتی بنکر آیا ہی اسنے کہا کہ تو مجھے نہین جانتا منم
زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران صاحبقران جہان ایرج نوجوان قارن نے کہا کہ یہ خدا پرست
ہین تجھکو انکی طرفداری سے کیا مطلب ہی ایرج بولا کہ اسکا قصہ طویل ہی بعد فیصلے کے بیان کرونگا قارن
نے کہا مین چاہتا تھا کہ تجھ ایسا جوان میرے ہاتھ سے نہ مارا جائے ایرج نے کہا کہ مین تجھے بغیر سر جنگ دیے
نہ رہونگا اسوقت قارن خشمناک ہوا کہا معلوم ہوا حال تیرا تو بر سر پرخاش ہی جائیگا کہان یہی گرز ہی
جس سے قلعہ کا دروازہ توڑنے چلا تھا اب اس سے تیرا سر نہ توڑا ہو تو اپنا نام قارن فیلزور نہ رکھا ہوگا
یہ کہکر وہی گرز ایرج پر مارا ایرج نے ضرب کو خیال مین کرکے کلہ عمود پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا کہ اگر قارن
گرز نہ چھوڑے تو ہاتھ اکھڑ جائے گرز ہاتھ سے مارے خوف کے چھوڑ دیا اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا تھا کہ
ایرج لپٹ پڑا تلوار چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر یا غیر اعظم کہکر اٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا
مرکب سے اترکر چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین عیار کے حوالے کیا خنجر خان نے جو یہ حال دیکھا دوڑ پڑا
للکارتا ہوا کہ باش ای تیرہ روزگار غضب کیا تو نے کہ قارن ایسے زبردست کو باندھ لیا دیکھ تجھے کیونکر
مارتا ہون اور برابر ایرج کے آکر تلوار ماری ایرج نے لفن سپہ گری چھکی دے کر تلوار چھین لی اور کمربند
مین ہاتھ ڈالکر اسے بھی اٹھا لیا صفدر شاہ نے جو یہ نقشہ دیکھا فوج کو یہ حکم دیا کہ مار و اسے چہار طرف سے
لوگ صفدر شاہ کے تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے ایرج نے خنجر خان کو تو باندھ کر عیار کے حوالے کیا آپ
تلوار کھینچکر گرا لگا قتل کرنے مرجان دریا باری چالیس ہزار سوار سے صفدر شاہ کے لوگون پر گرا ادھر
سے جمشید و خورشید ظلماتی اپنی فوج ساتھ لیکر قلعہ سے نکلے صفدر شاہ کے لوگون پر گرے جنگ مغلوبہ
ہوئی بہت کشت و خون ہوا ہزارہا آدمی طرفین کے مارے گئے ایرج لڑتا ہوا صفدر شاہ کے
تخت پاس پہونچا دو چار رفیق اسکے جو نکلے اور نکلال تھے ہاتھ سے ایرج کے مارے گئے صفدر شاہ
نے دیکھا کہ ایرج قریب آگیا اس وقت اسنے تلوار ماری ایرج نے تلوار اسکی چھین لی کمر مین
ہاتھ ڈالکر تخت پر سے اٹھا لیا اور بجائے سپر ہاتھ مین لے لیا قصہ مختصر فوج بے سردار شکست

کھا کر بھاگی ایرج مظفر و منصور وہان سے پھرا خورشید وجمشید نے قدمبوسی حاصل کی عرض کیا کہ حضور
قلعہ مین تشریف لیجلیین کہ کچھ خدمت حضور کی ہم بجا لائین کیونکہ آپ نے ہماری جان بخشی کی ہم آپکے
ممنون احسان ہین ایرج اُنکے ساتھ داخل قلعہ ہوا ایرج نے حکم دیا کہ صفدر شاہ کو مع دونون سرداران
کے قید کرو صبح کو سمجھا جائیگا اُسکو تو زندانخانے مین بھیجدیا آپ اگر ایوان بادشاہی مین بیٹھا صحبت
عیش و عشرت آراستہ ہوئی خوب ناچ دیکھا کھانا کھا کر آرام کیا بعد اسکے صبح کو جو [illegible] ہوا خورشید و
جمشید سے کہا کہ تمھاری عرضی لندھور بن سعدان کے پاس پہونچی تھی لندھور نے مجھسے بیعت کی ہے
تمام اثاثہ صاحبقرانی مجھکو دیا ہے اور مین تمام ممالک حمزہ سے خراج لیتا ہون بیعت کراتا ہوا چلا آتا ہون
تمھاری عرضی کو پڑھکر مین نے لندھور سے کہا کہ مین جاکر خورشید وجمشید کی مدد کرونگا وہ راضی نہ تھا لیکن
اسے اپنے لشکر کی حفاظت کو چھوڑا خود تمھاری مدد کے واسطے آیا بارے وقت پر پہونچا کر دشمنون کو تمھارے
گرفتار کیا ان دونون نے عرض کیا کہ ای شہریار ہم آپکے مطیع و فرمانبردار ہین کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار
کرنے مین کیا کہتے ہو عرض کیا کہ بس یہ حضور نہ ارشاد فرمائین کہ غلامون سے عدول حکمی ہوگی مگر بیعت
کرنے کو بدل و جان حاضر ہین کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے ہمنے بیعت تمھاری قبول کی خورشید جمشید
نے اسی وقت بیعت کی بعد اسکے ایرج نے صفدر شاہ اور خنجر خان اور قارن فیلزور کو بلایا اُنھون نے
آکر بطریق لقا پرستان سلام کیا ایرج نے اُنھین کرسیون پر بٹھایا تعظیم و توقیر کی جام شراب تواضع کیا جب
وہ نشے مین آئے ایرج نے خطاب کیا کہ ای صفدر شاہ تمنے لقا مین کیا خوبی دیکھی کہ تم اُسے خدائی جانتے
ہو لقا وہی ہے کہ حمزہ نے اُسے ملک سائل سے بھگایا قیطول خدائی چھین لیے مدتون لقا میرے
پاس شہر فرنگو شیر سے ہفت منظر سلیمانی تک رہا جب مین قید مین الفرصت جادو کی گرفتار
ہوگیا اور وہ جادوگرنی میری صورت کا اور ایک شخص بناکر مار کے ڈال آئی تھی اُسوقت لقا
مایوس ہوکر بھاگ کے ظلمات کو چلا گیا اور مین ہوتا تو لقا کبھی ظلمات کو نہ جاتا قابل خدائی نیر اعظم
آفتاب تابان ہے دیکھو کیا نور کیا ظہور ہے جہان دیکھو وہین موجود ہے اگر ظہور نیر اعظم کا نہ ہوتا تو زمانہ
تیرہ و تار رہتا اور کوئی شی پختہ نہ ہوتی ایسا ایسا صفدر شاہ کو سمجھایا کہ اُسنے کہا ای صاحبقران جہان
ایرج نوجوان مین نے دین آفتاب پرستی اختیار کیا بعد اسکے خنجر خان اور قارن فیلزور بھی آفتاب پرست
ہوئے ایرج نے قید اُنکی دور کرائی وہ قدمون پر گرے ایرج نے سب کو خلعت دیے بعد اسکے
اُنھون نے جاکر اپنی فوج کو بھی آفتاب پرست کیا اور ایرج سے عرض کیا کہ ہم اُمیدوار ہین کہ ہمارے شہر
مین تشریف لیچلیے ایرج اُنکے ساتھ شہر صفدریہ مین آیا دیکھا کہ شہر نہایت آباد رعیت شاد ہے ایرج سیر وتماشا
دیکھتا ہوا داخل ایوان بادشاہی ہوا صفدر شاہ نے دعوت کی تمام شہر کو آفتاب پرست کیا جہان جہان
بتخانون مین لقا کی تصویرین تھین آفتاب کی تصویرین بنوائین چار طرف یا نیر اعظم کا غل بتخانون مین
رکھی گئین دوسرے دن صفدر شاہ نے عرض کیا کہ شہر سے قریب ایک باغ ہے کہ وہ بنوایا ہوا اسکندر
ذوالقرنین کا ہے اور اسمین ایک گنبد ہے مگر مدت سے بند ہے کسی نے اُسے کھلوایا نہین معلوم نہین کہ اُسمین
کیا ہے اور دروازے پر اُسکے لکھا ہے کہ جو صاحبقران ہو وہ اس گنبد کو کھلوائے اور اندر جائے ایرج
نے کہا کہ ہم وہان چلینگے اور اُسی وقت سوار ہوکر اُس باغ مین آیا دیکھا کہ باغ بہت سرسبز و شاداب ہے

اور گنبد سنگ سبز کا ہی نہایت صاف و شفاف اور دروازے پر سنگ سرخ نصب ہی اُسپر لکھا ہی کہ جو صاحبقران
یا اولاد صاحبقران ہو وہ اُسکے اندر آئے ایرج نے دروازہ اُسکا کھلوایا اندر جا کر جو دیکھا تو چار طرف گلدستے
رکھے ہین اور بیچ مین ایک چبوترہ نہایت بلند ہی اور چار طرف گنبد سنگین مین ہوائے سرد چلی آتی ہی خوشبو
سے دماغ معطر ہوا جاتا ہی ایرج اُس چبوترے پر بیٹھا ہوائے سرد کے سبب سے لیٹ گیا مگر اپنے دل مین
کہتا ہی کہ ای ایرج تو جانتا تھا کہ کچھ تحفہ اسمین رکھا ہی اس باعث سے یہ بند ہی یہان کوئی شی معلوم نہ ہوئی
پھر خیال مین گذرا کہ ای ایرج کوئی چیز ضرور ہوگی مگر نہین معلوم کہان پوشیدہ ہی یا یہ کہ حمزہ صاحبقران اور
اولاد حمزہ صاحبقران کے لیے کوئی تحفہ یہان پوشیدہ ہوگا تیرے واسطے نہین ہی خیر تھوڑی دیر آرام کرلے
پھر اُٹھکر ڈھونڈھیو اسی خیال مین خواب طاری ہوا بس آنکھ کا لگنا تھا کہ عالم خواب مین دیکھا کہ ایک
بادشاہ جلیل القدر تخت پر سوار ہی اور بہت سا جلوس اُسکے گرد و اطراف مین ہی ایرج اُسے دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا
ہوا سلام کیا آکر قدمون سے لپٹا عرض کیا کہ امیدوار ہون کہ نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ ہون کہا ای
ایرج نام میرا اسکندر ذوالقرنین ہی یہ باغ میرا بنوایا ہوا ہی اور جہان پر تو سوتا ہی یہان پر زمین کھدوا
ایک دروازہ معلوم ہوگا اُسے کھولنا اسکے اندر ایک صندوقچہ ہی قفل دیا ہوا کنجی اُسکے اوپر رکھی ہی صندوق
کھولنا اسمین تیغہ دودمہ سکندری اور مہرہ ہشت پہل یاقوت کا نکلیگا اُسمین اسمائے الٰہی کندہ ہین
تیغہ تو لے لینا اور مہرہ طلسم بنوا کر اسمین رکھوا دینا کیونکہ اولاد حمزہ نے طلسم فتح کیے ہین مگر طلسم بنائے نہین
تم طلسم بنواؤ ایرج نے کہا کہ یہ طلسم کس سے بنواؤن فرمایا کہ ایک حکیم قریب شہر صفدریہ کے رہتا ہی وہ پوتا
ہی حکیم ارسطاطالیس کا نام اسکا حکیم بقراط ثانی ہی تم جاکر منت اور خوشامد اُسکی کرنا اُسے یہ مہرہ ہشت پہل
دینا وہ طلسم کو درست کردیگا یہ طلسم زمانے مین تمہارا یادگار رہیگا اور ایرج تمہارے ہاتھ سے مسلمان کشی بہت
ہوئی ہی یہ بھی مناسب نہین ہی چاہیے تمہین اہل اسلام سے بہ محبت پیش آؤ ہرگز اُنکے ساتھ کوئی حرکت
عداوت کی نہ کرو اور اگر اُنسے بہ عداوت پیش آئے تو آخر کو پشیمان ہوگے علی الخصوص اولاد حمزہ سے کبھی
دشمنی نہ کرنا کیونکہ تم وہ ایک ہو چند روز کے بعد حال کھلجائیگا ایرج نے چاہا پوچھے کہ مین اور اولاد حمزہ کیونکر
ایک ہون یہ معما ارشاد فرمائیے کہ آنکھ کھلگئی کسی کو وہان نہ پایا مگر خوشبو سے تمام گنبد معطر تھا ایرج حیران تھا
کہ افسوس یہ معما دکھلا کر تو اور اولاد صاحبقران کیونکر ایک ہین پھر آنکھین بند کرلین کہ شاید بازدگر سکندر
کو دیکھے مگر اب کہان آخر گھبرا کر اُٹھ بیٹھا صفدر شاہ کو آواز دی کہ یہان آؤ جب وہ آیا اُس سے پوچھا
کہ یہان کوئی حکیم بقراط ثانی رہتا ہی اُسنے عرض کیا کہ آپ اُسے کیا جانین وہ ایک مرد عابد و زاہد ہی جنگل کے
مکان مین بیٹھا رہتا ہی مین بادشاہ ہون اُسنے کبھی مجھے رجوع نہین کی نہ میرے پاس آیا اور مین بھی اُسکے
پاس نہین گیا ایرج نے کہا ای صفدر شاہ مجھکو عالم خواب مین سکندر ذوالقرنین نے اُسکو بتایا اور اپنا
تیغہ اور مہرہ ہشت پہل عنایت کیا ہی بلاؤ بیلدارون کو کہ یہان کی زمین کھودین صفدر شاہ نے اُسوقت
بیلدار بلوائے زمین کو کھدوایا تہخانے مین سے صندوق نکلوایا اُس صندوق کو کھولا تیغہ جو نکلے
دیکھا تو قبضہ اُسکا الماس کا اور نیام پر زمرد و یاقوت اور مروارید ایسے بیش قیمت نصب تھے
تیغے مین بہت بڑے بڑے جوہر مانند تخم خیار کے تھے تلوار کیا سانپ کی کینچلی معلوم ہوتی تھی ایرج اُس
تلوار کو دیکھکر بہت خوش ہوا اُس تہخانے کو بند کروادیا آپ وہان سے شہر مین آیا اور صفدر شاہ

کو ساتھ لیکر حکیم بقراط ثانی کے مکان پر گیا دیکھا کہ خانہ باغ نہایت پرتکلف بنا ہی اور اُسمین ایک گنبد بلور کا ہی
ایرج اندر اُسکے جو آیا دیکھا کہ حکیم بقراط ثانی عجب شکل نورانی باریش سفید عمامہ سر پر بندھا ہوا پیراہن گلے
مین تخت پر بیٹھے ہین داہنے کچھ شاگرد جامے نیمے پہنے ہوئے کتابین کھولے ہوئے درس ہو رہا ہی کہ ایرج اور
صفدر شاہ نے سلام کیا حکیم مذکور تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آئیے اے صفدر شاہ و اے ایرج نوجوان
ان دونون نے دوڑ کر ہاتھون کو بوسہ دیا حکیم صاحب نے دونون کو داہنی بائین طرف بٹھالیا اسباب
دعوت منگوا کر سامنے رکھا پوچھا کہ اے ایرج نوجوان کہو تیغۂ دودمۂ سکندری اور مہرۂ ہشت پہل یاقوت
تمھارے ہاتھ لگا ایرج بولا کہ ہان اور دونون چیزین دکھائین اور عرض کیا کہ آپ اگر ایک طلسم تصنیف کرکے بنائیے
اور اُسمین یہ دونون تحفے امانت رکھدیجیے تو آپ کا بھی نام اور میرا بھی نشان تاقیامت رہیگا حکیم صاحب نے
کہا کہ مجھکو تمھارے آنے سے پیشتر سکندر نے خبر دی تھی مین طلسم بنانے کو موجود ہون مگر آج آپ کی دعوت
ہے ایرج نے قبول کیا اُسی وقت صحبت عیش آراستہ ہوئی رقص ہونے لگا پریزادان ماہ طلعت آکر
مصروف رقص و غنا ہوئین بھوک کے وقت کھانا انواع و اقسام کا مہیا ہوا ایرج نے کھایا مگر حکیم صاحب
کو دیکھا کہ سوا عبادت کے کسی بات سے سروکار نہین ہی ایرج نے خیال کیا کہ یہ مرد خوش نہاد پاکیزہ دین و پاکیزہ
اعتقاد ہی اور اسی اثنا مین اکثر حکیم صاحب نے ایرج کو نصیحت کی کہ اے ایرج اہل اسلام سے ہمیشہ محبت پیش
آنا اور کبھی اُنکے قتل اور ایذا رسانی کا ارادہ نہ کرنا کہ نتیجہ اسکا اچھا نہین ہی ایرج نے پوچھا کہ حکیم صاحب
مجھے اور خدا پرستون سے واسطہ کیا ہی سکندر نے بھی عالم خواب مین یہی وصیت کی تھی کہ اہل اسلام سے
عداوت نہ کرنا اور آپ بھی یہی فرماتے ہین اگر حال آپ کو معلوم ہی تو بیان کیجیے حکیم صاحب بولے کہ اے ایرج
یہ اسرار الٰہی ہین ہمین اسمین دخل نہین ہی مگر اتنا ہم جانتے ہین کہ تم اولاد صاحبقران مین سے ہو اور خود
بھی صاحبقران ہو بعد چند روز کے تمھین کھل جائیگا ایرج نے کہا کہ حکیم صاحب اتنا ارشاد کر دیجیے کہ مجھکو جسکے
ساتھ محبت ہی اُسکا وصل بھی مجھے نصیب ہوگا یا نہین حکیم صاحب بولے کہ بیشک اُسکا وصل تمھین میسر ہوگا
بلکہ حمزۂ صاحبقران خود تمھین اُس سے ملائینگے ایرج یہ سنکر بہت خوش ہوا بعد اسکے کہا کہ حکیم صاحب
اب آپ طلسم بنائیے جواب دیا بہتر ہی ایک ہفتے مین طلسم تیار ہو جائیگا آپ یہان سے تشریف لیجائین
اور جو چیز طلسم مین رکھنا منظور ہو وہ لاکر مجھے دیجیے ایرج نے وہ مہرہ اور تلوار تو اُسی وقت حوالے کیا
بعد اُسکے اور چند اشیا خورشید اور جمشید ظلمانی سے منگوائین اور صفدر شاہ سے ایک گنج زر لیا
اور خیمہ اور نقار خانہ اور سلاح جنگ چالیس ہزار جوان کا مرتب کیا اور جس مقام پر حکیم صاحب نے کہا
تھا وہان رکھدیا اب حکیم صاحب نے ایک جانب شہر صفدریہ کے دروازے کے سامنے ایک مینار
فولاد کا بزور اسماے الٰہی موکلون سے بنوایا اور اُس مینار پر ایک طاؤس زمردین بناکر بٹھایا اور
وہ مہرۂ یاقوت اُس طاؤس کے مُنہ مین دیا اور وہ تیغۂ دودمۂ سکندری اُس مینار پر لٹکایا اور
علامت طلسم کی یہ تھی کہ جسوقت شہر صفدریہ پر کوئی غنیم آئے اور شہر سے تین کوس پر لشکر اُسکا رہے
اُس وقت وہ طاؤس مینار پر سے بلند ہوکر کہے کہ اے یاران جادو غنیم آتا ہی بس بمجرد اس صدا کے
بغیر ابر کے پانی برسنے لگے اہل شہر آگاہ ہو جائین کہ دشمن آتا ہی اپنی اپنی فکر مین سب مصروف ہون
اور جب دشمن سامنے شہر کے آئے ایک دیوار آہنی بہت بلند پیدا ہو شہر بالکل غائب ہو جائے حریف ناچار

پھر کر چلا جائے الحاصل جب وہ طلسم تیار ہو چکا نام اُسکا طلسم بقراطی رکھا اور اُس مینار پر کندہ کر دیا کہ اس طلسم
مین ایرج نے تیغہ دودمۂ سکندری اور تحفہاے طلسم رکھے ہین جو کوئی زور و طاقت مین میرے برابر ہو
وہ اس طلسم کو فتح کرنے کا قصد کرے اور مال و اسباب طلسمی پر قابض ہو بس ایرج وہان دو روز
اور رہا بعد اُسکے کوچ کرکے لشکر کو اپنے روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان لشکر ایرج نوجوان سے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہان سرداران ایرج انتظار مین ایرج کے ہین کہ دیکھین کب وہ بہادر آتا ہے کہ ایک دن جانب صحرا سے
گرد و غبار کا تتق بلند ہوا اور ایک نقابدار سفید پوش تین لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا اور مقابل لشکر ایرج
اُترکر خیمہ برپا کرایا دوسرے روز نقابدار نے لشکر ایرج مین ایلچی بھیجا کہ بہتر یہ ہے کہ طرماسپ کو باندھکر ہمارے
پاس بھیجدو نہین تو آمادۂ جنگ ہو مالک بن ملکوت شاہ نے اُسکا جواب دیا کہ طرماسپ زخمی تھا
اُسے ملک غوبیہ باختر مین بھیجدیا ہے اور ایرج ملک ظلمات مین جمشید و خورشید ظلمانی کی مدد کو گیا ہوا
ہے ابھی تک وہان سے نہین پھرا ایرج کو آلینے دیجیے پھر جو کچھ آپ کہیے گا وہ کیا جائیگا نقابدار یہ سنکر
برہم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی یہ خبر مالک بن ملکوت شاہ
کو پہونچی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے غرض چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح
کو میدان کارزار مین صف آرا ہوے نقیب نسب دے کر چلے گئے نقابدار سفید پوش میدان مین آیا
مبارز طلب کیا ادھر لشکر مین سے ایرج کے دیلمان زنگی گینڈا اپنا بڑھا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ
کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی کہا جاؤ نیر اعظم تمہارا نگہبان ہے وہ سلام کرکے گینڈا اپنا مقابل نقابدار
سفید پوش لایا نقابدار کا گھوڑا ہم وزن ہوا گینڈا اسکا تگاور مین پست ہو گیا تھا مسکرا رانون مین کچک مارکر
گینڈے کو پھیرا مقابل نقابدار ہوا اور کہا کہ او نقابدار مفلوک روزگار تو کون ہے نقاب کو منھ پر سے
اُٹھا کہ حال تیرا معلوم ہو یہ کیا برقع منھ پہ ڈالکر مردان عالم کو للکارتا ہے تو کون ہے اور نام تیرا کیا ہے نقابدار
بولا کہ او زنگی روسیاہ کندہ چشم مجھے نام ظاہر کرنا ہوتا تو نقاب کاہے کو منھ پر ڈالتا اور او کافر ملکوت
کو کسی نے بے پردہ نہین دیکھا اور اگر نام کا تفحص ہے تو مجھے قابض روح کفار کہتے ہین بس یہ سنکر دیلمان
آگ ہو گیا پکارا کہ او نقابدار معلوم ہوا حال تیرا کہ موت تیری دامنگیر ہے لا اپنا حربہ کہ حسرت دل مین نہ
رہجائے نقابدار بولا کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تو مین بھی اپنا حربہ
کرونگا اُسنے کہا خبردار رہنا اور نیزہ اُٹھا کر نقابدار پر مارا نقابدار نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا
دیلمان زنگی نہایت غضبناک ہوا اور کھینچکر ارۂ پشت نہنگ نقابدار پر مارا نقابدار نے اُسے رد کیا
اور تلوار ماری دیلمان نے بھی بڑھکر تلوار نقابدار کی رد کی اور پھر ارۂ پشت نہنگ مارا نقابدار نے
پھر ضرب اُسکی رد کی تین پہر تک برابر یہی رد و بدل رہی آخرکار ایک مقام پر نقابدار نے سرتا کر
جو کمر پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ دیلمان زنگی مارا گیا دیلم شباط زنگی نے گریبان اپنا
چاک کیا اور لاشہ اُٹھوا کر آیا نقابدار سے کہا تو نے غضب کیا کہ بھائی کو میرے مار ڈالا اسکا عوض
نہ لیا ہوگا تو نام اپنا دیلم شباط نہ رکھا ہوگا کل میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا نقابدار للکارا
کہ ای روسیاہ مین آج ہی موجود ہون تجھکو تیرے بھائی پاس بھیجدونگا اگر تیرا ارادہ کل کا ہے

کل سہی یہ کہکر میدان سے پھرا اور دیلم شباط زنگی لاش اپنے بھائی کی لیے ہوئے روتا پیٹتا ہوا آیا لاش کو
جلایا ہوتا اس جہنمی کو دارالسقر میں پہونچا دیا ادھر نقابدار داخل خیمہ ہوا پوشاک نبرد اتاری لباس
بزم پہنکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل دیلم شباط زنگی
سے سامنا ہو اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی آواز نقارے کی گرجی یہاں دیلم شباط بھائی کا کریا کرم
کرکے گریان و نالان مالک بن ملکوت شاہ کے پاس آیا سلام کیا دلگیر ہو بیٹھا مالک بن ملکوت شاہ
نے اسے خلعت ماتم پرسی کا دیا اور سمجھانا شروع کیا کہ اس اثنا میں ہرکاروں نے خبر طبل جنگ بجنے کی دی
دیلم شباط زنگی نے عرض کیا کہ آپ بھی طبل جنگ بجوائیے کل میں ہوں اور نقابدار یا میں نہیں یا نقابدار
نہیں کی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ بھئی تم ابھی رنج میں اپنے بھائی کے ہو اور لوگ سامنا کرینگے
تم نہ ارادہ کرو دیلم شباط زنگی بولا پیر و مرشد نقابدار زبردستان روزگار میں سے ہے سوا میرے اور
کوئی اس سے عہدہ برآ نہیں ہوسکیگا دوسرے یہ کہ میرا بھائی مارا گیا ہے زمانہ میری آنکھوں میں تیرہ و تار
ہے میں اس نقابدار سے جب تک عوض نہیں لیتا ہوں مجھے چین نہیں ہے مالک بن ملکوت شاہ
بولا اے دیلم اگر تم بھی اسکے ہاتھ سے قتل ہوئے تو میں ایرج کو کیا جواب دونگا دیلم بولا کچھ ہو کل میں
سامنا ضرور کرونگا مالک بن ملکوت شاہ نے طبل جنگ بجوایا چار پہر رات تیاری جنگ و جدال
رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب آکر میدان میں للکارے
کہ کون سا بہادر ہے جو میدان کارزار میں آئے اور کار رستمانہ کرے بس نقابدار نے مرکب کو چمکایا تمام
لشکر میں علم جلوہ گری پر آئے افسران فوج پیادہ ہوکر ساتھ ہوئے نقابدار ان سب کو رخصت کرکے
عرصۂ کارزار میں آیا مبارز طلب کیا دیلم تو مستعد ہی کھڑا ہوا تھا پوری بات منہ سے نقابدار
کے نہ نکلی تھی کہ دیلم شباط زنگی مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر گینڈے پر سوار ہوکر مقابل
نقابدار ہوا نقابدار بڑھکر تنگا ور زن ہوا کہ گینڈا دیلم شباط کا پانچ قدم اور مرکب نقابدار کا تین
قدم ہٹا لیکن ناگہ دیلم نے گینڈا اپنا بڑھایا اور نقابدار کا سامنا کیا یہاں تو رد و بدل ہونے لگی
لیکن مالک بن ملکوت شاہ نے لوگوں سے کہا کہ دیلم نقابدار پر غالب نہ ہوگا نقابدار بہت
زبردست معلوم ہوتا ہے یہی باتیں تھیں کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد
بآسمان رسیدہ دریا سے گرد در زمین پیچیدہ یکایک قریب آکر گرد شق ہوئی دیکھا تو ایرج نوجوان مع
مرجان دریا باری و خنجر خان و قارن فیلزور چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا سرداران پیشوائی کو
گئے ایرج کو استقبال کرکے لائے ایرج نے مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا قدمبوس ہوا اور
لندھور سے سب نقل گذشتہ مع سکندر ذوالقرنین کے خواب میں آنے کی اور طلسم بنوانے کی
بیان کی بعد اسکے مالک بن ملکوت شاہ سے پوچھا کہ یہ نقابدار کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اسنے یہاں
کیا کیا ہے آئے ہوئے آج تیسرا روز ہے اور کل دیلمان زنگی اسکے ہاتھ سے مارا گیا اب دیلم شباط زنگی
سے سامنا ہے اور ہتھیاری اور طرہ باپ کی تلاش میں ہے ایرج بولا خیر سمجھا جائیگا اب تو میں آیا ہوں دیلم شباط
نے جو ایرج کو دیکھا خیال گذرا کہ اے دیلم اب نقابدار کو باندھکر ایرج کے پاس لیچل پکارا او نقابدار
اب آقا میرا آ پہونچا اسکے سامنے تیری مشکیں باندھونگا خبردار رہ یہ کہکر نیزہ اٹھاکر سینے پر

نقابدار کے مارا نقابدار نے نیزہ نگاہ میں رکھا جب انی قریب سینے کے پہونچی پکڑ کر گوگاہ جھٹکا دیا کہ دیلم اگر نیزہ
ہاتھ سے چھوڑ نہ دے تو یقین تھا کہ ہاتھ اُکھڑ جائے مارے خوف کے چھوڑ دیا اور غضبناک ہوکر ارو پشت نہنگ
نقابدار پر مارا نقابدار نے تلوار جو ارے پر ماری ارے کے دو ٹکڑے ہوئے دیلم شباط زنگی نے ٹکڑا ارے کا
پھینکر نقابدار کے منھ پر مارا نقابدار نے خالی دیا اور تلوار دیلم پر ماری اسنے سپر پر روکی سپر قلم ہوئی دیلم شباط
زنگی ہٹکر گینڈے کے پٹھے پر جا رہا تلوار سے گردن گینڈے کی قلم ہوئی دیلم شباط زنگی کود پڑا اور تلوار کھینچکر
مرکب نقابدار پر دوڑا اگر دیکر فرائے نقابدار نے مرکب تر جا کر کے تلوار خالی دی آپ بھی بچا مرکب کو بھی بچایا
اور کود پڑا گھوڑے سے دیلم شباط زنگی نے دیکھا کہ اسنے مرکب اپنا بچا لیا اور آپ مرکب پر سے کود پڑا پیادہ ہی
کشتی پکڑ کر اسکی مشکیں باندھ لے یہ خیال اپنے دل میں کرکے سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر نقابدار پر دوڑا نقابدار
نے دیکھا کہ یہ زنگی بارادہ کشتی آتا ہے خود بھی ہتھیار رکھکے دوڑا کشتی ہوئی چار پہر دن کشتی رہی شام کے وقت
نقابدار نے لنگر دیلم شباط زنگی کا توڑا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا اگر چارون شانے چت گرا چڑھ کر چھاتی پر
مشکیں باندھ لیں اور طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اپنے لشکر میں آیا بلا کر آہنگرون کو حکم دیا کہ دیلم شباط زنگی
کو غل و زنجیر میں گرفتار کرو اسی وقت دیلم شباط کو قید آہن میں گرفتار کیا سامنے نقابدار کے لائے
دیلم شباط زنگی نے بطریق آفتاب پرستان سلام کیا نقابدار نے کہا اے دیلم شباط زنگی بہتر ہے گر دین آفتاب پرستی چھوڑ
مسلمان ہو دیلم شباط زنگی پکارا کہ کبھی نہ ہوگا کہ میں اسلام اختیار کرون کہ جان دینا مجھے قبول ہے اور آفتاب پرستی
ترک کرنا قبول نہیں ہے نقابدار نہایت برہم ہوا کہا اسے زندانخانے میں لیجاؤ اور میدان خونی تیار ہو کر وقت صبح
اسے دار پر چڑھا دینگے بموجب حکم نقابدار دیلم شباط زنگی کو زندانخانے میں لیگئے اور تیاری میدان خونی کی
شروع کی لیکن ادھر ایرج دیلم شباط کے گرفتار ہو جانے سے کمال غمناک ہو کر داخل لشکر ہوا ہرکارون سے
فرمایا کہ جا کر خبر تو لاؤ نقابدار دیلم شباط سے کیونکر پیش آتا ہے ہرکارے گئے کوئی پہر رات گئے آکر عرض کیا
کہ نقابدار نے دیلم کو ہرچند چاہا کہ مسلمان ہو دیلم مسلمان نہ ہوا نقابدار نے اسے زندانخانے میں بھیجا ہے
میدان خونی کی تیاری ہے صبح کو اُسے دار پر چڑھائیگا بس یہ سنتے ہی ایرج نے کہا کہ دیلم شباط زنگی میرے سے
ساتھ ہے ہا تو میں صبح کو اُسے چھڑا لا یا اپنی جان بھی دی یہ کہکر نہایت غضبناک اپنی خوابگاہ میں آیا کھانا کھایا اور
حکم دیا کہ مجھے چار گھڑی رات رہے سے بیدار کر دینا یہ حکم دے کر سو رہا مگر مالک بن ملکوت شاہ نے دیکھا کہ صبح کو ایرج
متقرر دیلم شباط زنگی کو چھڑانے جائیگا بہت کشت و خون ہوگا خدا جانے کیا اتفاق پڑے بس اسنے خالد بن
دیو چہر کو بلا کر کہا کہ اے خالد باپ نے تیرے کیا کیا کارنمایاں کیے ہیں یہانتک کہ اُسنے ہمارے واسطے اپنی جان دی
صبح کو عجب ہنگامے کا سامنا ہے کہ ایرج دیلم شباط زنگی کو چھڑانے جائیگا خوب تلوار چلیگی اگر ایرج مارا گیا تو
آفتاب پرست تباہ و برباد ہو جائینگے اگر تجھسے ہو سکے تو جا کر دیلم شباط کو چھڑا لا خالد نے عرض کیا کہ میں موجود
ہون مجھے آج شب کو دیلم شباط کو لیجیے مالک بن ملکوت شاہ یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور اسنے خلعت
دیا خالد عیار وہاں سے روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے بھائی دیو چہر عیار کا خرم وش سبز پوش اسکا نام
ہے اسنے مالک بن ملکوت شاہ سے عرض کیا کہ مجھے فرمائیے تو میں جا کر نقابدار کو پکڑ لاؤن مالک
بن ملکوت شاہ نے اُسے بھی خلعت دیکر رخصت کیا مگر اب پہلے حال خالد بن دیو چہر کا بیان کیا جاتا ہے
بصورت اپنی تبدیل کرکے ایک اہل موشہ والے کی شکل بنکر نقابدار کے لشکر میں آیا سیر تماشا دیکھتا ہوا

برابر زندانخانہ دیلم کے ہو بجا ادھر اُدھر آواز دینے لگا کیا اباب آدھ پیسے کی دال موٹھ بھی جب رات زیادہ
گئی سامنے زندانخانے کے آکر آواز لگائی کہ دال موٹھ گرما گرم وہ جو نگہبان و پاسبان بیٹھے ہوئے شراب پی رہے
تھے دائرہ چکارا بجا بجا کر گا رہے تھے آواز جو دال موٹھ والے کی سُنی آستین کہا کہ میاں خدا نے اسوقت گزک
خوب بھجوائی ارے بھائیو اس سے سب خوانچہ چکا لو آستین بانٹ لینا اُسیوقت بلا کر کہا کہ جو تو کہ ہم تیرے خوانچے
کا دین کہا کہ پیر و مرشد خوانچہ بہت بھاری ہے دال موٹھ کے علاوہ مٹھائی چڑوے ریوڑیان بھی ہین مال بھی سب
خستہ ہے وہ بولے کہ میاں کیا سیکڑون روپیہ کا مال ہے اُسنے کہا کہ خداوند آپ ہی لوگ کھانیوالے ہین جو چاہیے سو
دیجیے بلکہ تنخواہ پر دیجیے گا شوق سے لیجیے غرض پانچ روپیے کو سب خوانچہ چکا سب نے ملا کر پانچ روپیے اسے دئیے
اور حصہ کر کے کھانا شروع کیا دو پہر رات گئے بیہوشی نے اثر دکھایا واہی تباہی بکنے لگے بیٹا تک کر گالیون پر
نوبت آگئی آستین چڑھا چڑھا کر ایک دوسرے سے لڑنے کو اُٹھا بس جو اُٹھا لڑکھڑاتا ہوا بیہوش ہو کر گرا اب خالد
نے جو میدان خالی پایا جا کر دروازہ زندان کا کھولا دیلم شاط زنگی اس سوچ مین بیٹھا ہوا تھا کہ صبح کو تو مارا جاؤنگا
اور کبھی یہ اپنے دل مین کہتا تھا کہ اے دیلم شاط شعر ایرج تیرے چھڑانے کو آئیگا یا کسی عیار کو تیری رہائی
کے واسطے بھیجیگا قتل ہونے نہ دیگا اسی خیال مین تھا کہ دروازہ زندان کا کھلا اور ایک عیار سامنے سے نظر آیا
حیران ہوا کہ یہ کون ہے خالد نے پاس آکر سلام کیا کہا کہ چلیے مین آپ کو چھڑانے آیا ہون سب نگہبان بیہوش
پڑے ہین اور قید دیلم کی کاٹی دیلم شاط زنگی ساتھ خالد عیار کے روانہ ہوا خالد تمام لشکر سے نقابدار کے
نکالکر باہر لایا اب وہان سے لشکر ایرج کو روانہ ہوا مگر اب حال خردوس سبزپوش کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ
شامت زدہ صورت ایک سپاہی کی بنکر داخل لشکر ہوا نقابدار کے خیمہ پاس پہونچکر گرد پھرا کیا جب دیکھا کہ
نقابدار کھانا کھا کر سویا اور نگہبان پاسبان جا بجا قائم ہوئے اور سناٹا پایا یہ برگشتہ بخت اس فکر مین ہوا کہ
نقابدار کو گرفتار کیجیے ہر چند چارطرف خیمے کے پھرا لیکن راہ اندر جانے کی نہ پائی ناچار ایک مقام چھپکر
خنجر سے نقب کنی شروع کی ایک پہر بھر مین دوسرا سرا نقب کا خیمے مین نکالا فرش کو چاک کرکے دیکھا
کہ خیمہ مخمل سبز کا بہت پر تکلف ہے فنگیرو کھنچا ہوا ہے اُسکے نیچے پلنگ الماس نگار بچھا ہوا ہے اور قمقمہ مانند
برق کے چمک رہا ہے گرد شمعدانے کافوری دنوری روشن ہین عطر کے شیشون کے مُنہ کھلے ہین خوشبو سے خیمہ
معطر ہو رہا ہے اور دو خاصبردار پہرے پر کھڑے ہین دو خدمتگار چپکے بیٹھے ہین بس اُسنے نکالکر پروانہ
بیہوشی تفنگ مین رکھکر شمع کی لو پر مارے کہ وہ جلے اور غبار بیہوشی اُڑا دماغ مین خاصبردارون کے گیا
کہ وہ چکر کھا کر بیٹھے بیہوشی طاری ہوئی دین و دنیا کی خبر نہ رہی اُدھر دونون خدمتگار بھی پر سر رکھ کے
سو رہے اب خردوس نقب سے نکلا چلے چادر عیاری ہلا کے روشنی گل کی بعد اسکے بیلچہ عیاری کا ہاتھ مین
سنبھالا تو کو خرب کیا برابر نقابدار کے آیا معرفت چند نقاب کا کاٹا اور نقاب منہ پر سے اُسکے ہٹائی بس
ایک آفتاب چمکا کہ نگاہ اسکی خیرگی کرنے لگی آنکھ جھپک گئی ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین کو دیکھا کہ کبھی اسنے یہ
حسن و جمال نہ دیکھا تھا ہر چند چاہا ضبط کرے لیکن ضبط نہ کر سکا تاب جمال نہ لا سکا بیہوش ہو کر گر پڑا
اب صورت یہ ہے کہ ادھر تو نقابدار پڑا سوتا ہے ادھر خردوس عیار بیہوش پڑا ہے ایک طرف خدمتگار
بیہوش ہین کہ اسمین قریب صبح نقابدار کی آنکھ کھلی دیکھا تو نقاب اُلٹی ہوئی ہے حیران ہو کے ادھر اُدھر
دیکھنے لگا سامنے ایک عیار کو بیہوش پڑے دیکھا یقین ہوا کہ اسی نے نقاب میرے منہ پر سے اٹھائی ہے

بس جلدی سے نقاب تو منھ پر ڈالی اور اُٹھا کر گرفتار کرے خروس بھی بیدار ہوا دیکھا کہ اُس نازنین نے
نقاب منھ پر ڈالی ہی اور تیرے گرفتار کرنے کو آتی ہی بس جست کرکے قنات پاس پہونچا وہ نازنین بھی
جست کرکے اُسکے قریب آنے کو تھی کہ وہ اجل رسیدہ قنات پھاند کر بھاگا وہ نقابدار بھی باہر آیا اور
بجلدی تمام مرکب پر بیٹھ کر تعاقب مین اُسکے للکارتا ہوا چلا کہ او نالائق جائیگا کہان میرے ہاتھ سے تو نے
غضب کیا کہ بے پردہ مجھے دیکھ لیا اب اگر تو زندہ رہا تو بیشک افشاے راز کریگا اور نعرۂ نقابدار کی صدا سنکر
کرلینا اسے یہ جانے نہ پاوے لوگ اس عیار کو گھیرے ہین مگر خنجر برہنہ اسکے ہاتھ مین ہی جو قریب آتا ہی اسے مارتا
ہی اور بھاگا جاتا ہی کہین جمکر نہین لڑتا ہی کسی مقام پر نہین رکتا اپنی جان بچائے ہوے چلا جاتا ہی اسطرح
تمام لشکر نقابدار سے لڑتا بھڑتا نکلا اب میدان صاف مین پہونچا لشکر ایرج کا رخ کیا مگر یہان مالک بن
ملکوت شاہ سویرے سے بیدار تھا کہ خالد عیار دیلم شاطر زنگی کو لیکر پہونچا مالک بن ملکوت شاہ نے
اُسے گلے سے لگایا اور بارگاہ مین لیکر آیا سردار آنے لگے مجرا کرکے بیٹھنے لگے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا
کہ صاحبو خالد بن دیوچہر نے وہ کار نمایان کیا کہ دیلم شاطر زنگی کو چھڑا لایا اسے تم سب اپنے اپنے حسب
مقدور جو کچھ ہو سکے دو سبھون نے کہا بہت خوب اور ہر شخص نے حسب لیاقت منگوا کر روپیہ اشرفیان
جواہر دینا شروع کیا مگر ایرج جو بیدار ہوا شاپور سے کہا کہ دیلم شاطر زنگی کی کیا خبر ہی اسنے عرض کیا کہ
آپ کے آنے کے بعد مالک بن ملکوت شاہ نے خالد عیار کو بھیجا تھا کہ تو جا کر دیلم شاطر زنگی کو چھڑا لا وہ
اُسوقت کا گیا ہوا ہی ذرا اُسکا راستہ دیکھیے ایرج یہ سنکر بارگاہ کی طرف چلا جب وہان پہونچا دیلم شاطر
زنگی کو بیٹھے ہوے دیکھا اسنے ایرج کو سلام کیا قدمون سے لپٹا ایرج اسے دیکھکر بہت خوش ہوا اور
خالد بن دیوچہر کو خلعت دیا دو توڑے اشرفیون عطا کیے اور احوال پوچھنے لگا خالد نے تمام واقعہ
دیلم شاطر کے چھڑانے کا بیان کیا کہ اتنے مین مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ خروس عیار مجھسے نقابدار
کے پکڑنے کا وعدہ کرکے گیا تھا پھر اُسکا حال نہ معلوم ہوا خالد نے کہا کہ مجھسے اُس سے ملاقات نہین ہوئی
یہی باتین تھین کہ خروس سراسیمہ بدحواس اندر بارگاہ کے آیا مگر صید خائف کے مانند پیچھے پھر پھر کر دیکھتا
آتا ہی ایرج پکارا ای خروس تو اتنا بدحواس کیون ہی کچھ حال تو بیان کر اُسنے کہا ای شہریار مین نقابدار
کے اسیر کرنے کو گیا تھا نقب کنی کرکے اُسکے خیمے مین گیا سب کو بیہوش کیا بعد اُسکے چاہا نقابدار کو بیہوش
کرون بند جو نقاب کا اُسکے منھ سے اُٹھایا ایسا حسن و جمال نظر آیا کہ بیہوش ہوکر گر پڑا پھر جو آنکھ کھلی
دیکھا مین نے کہ نقابدار مجھے پکڑنے آتا ہی بس مین بھاگا ایرج نے کہا کہ ای خروس تو نے نقاب تو اُٹھائی اور اُسکی
صورت بھی دیکھی کچھ پہچانا کہ یہ کون ہی خروس چاہتا ہی کہ کچھ کہے یکایک دروازۂ بارگاہ پر غلغلہ ہوا اور
نقابدار مانند شعلۂ جوالہ اندر بارگاہ کے آیا خروس ایرج کی طرف دوڑا کہ ای شہریار مجھے بچائیے مگر اُسی جلدی
مین ٹھوکر کھا کے گرا نقابدار نے دوڑ کر تلوار ماری کہ خروس کی کمر پر پڑی مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے لاش اُسکی
تڑپنے لگی غل ہوا کہ نقابدار نے خروس عیار کو مارا چار طرف سے لوگ تلوارین پکڑ پکڑ اُٹھے ہی تھے لیکن
ایرج نے سب کو منع کیا کہ خبردار کوئی نقابدار سے متعرض نہ ہونا اور نقابدار سے کہا تو نے غضب کیا کہ میرے عیار
کو میرے سامنے مارا اگر مین تجھسے عوض لینے کا ارادہ کرتا ہون تو میرے لیے باعث بدنامی کا ہی لوگ کہینگے کہ
نقابدار اکیلا تھا ایرج نے بارگاہ مین تنہا پا کر اُسے مارا اس بدنامی کے سبب سے مین کچھ نہین کہتا اگر تو میری

بارگاہ مین نہ ہوتا اور میرے عیار کو میرے سامنے قتل کرتا تو حقیقت معلوم ہو جاتی نقابدار بولا کہ ای
ایرج اس نالائق نے میرا پردہ فاش کرنے کا ارادہ کیا تھا یہ وجہ تھی کہ مین نے اسے مارا اور مین موجود ہون
جسکا جی چاہے مجھسے سمجھ لے ایرج نے کہا کہ بس اپنے لشکر مین جاؤ تمنے جو کچھ کیا خوب کیا طبل جنگ بجواؤ
کل سر میدان میرے تمھارے مقابلہ ہی نقابدار وہان سے باہر آیا اور اپنے مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا
اپنے لشکر مین پہونچا اہل لشکر نے جو نقابدار کو آتے دیکھا دوڑ دوڑ کر قریب آئے سلام کیا قدمون کو بوسہ
دیا احوال پوچھا نقابدار نے کہا عنایت الٰہی سے سامنے ایرج کے اُس مفسد کو مارا سبھون نے تعریفین کین کہ
آپ بہادر بے نظیر ہین نقابدار بولا کہ صاحبو اسمین شک نہین کہ ایرج مرد میدان ہی کہ اُسنے بڑی مروت
میرے ساتھ کی نہین تو خوب تلوار چلتی اور مین تو واقعی مرجانے کو گیا تھا اپنے کو زندون مین شمار کرتے نہین
گیا تھا اور اب مجھے اور ایرج سے وعدہ میدانداری کا ہوا ہی کل سامنا ہی دیکھون پروردگار عالم کیا دکھاتا
ہی یہی باتین کرتا ہوا خیمے مین داخل ہوا ملبوس رزم اُتار لباس بزم پہنکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب
گردش مین آیا نقابدار نے نشۂ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت طبل جنگ بجا ادھر ایرج نے
لاش خردس کی اُٹھوائی بارگاہ کو پاک کرایا اُسکے وارثون کو خلعت ماتمی دیا اور سب سے کہہ رہا ہی کہ مجھکو یہ
نقابدار عورت معلوم ہوتی ہی کیونکہ آواز اسکی بہت نرم ہی دیلم شاطر بولا پیر و مرشد بھلا عورت ایسی زبردست
کہان کہ مجھکو ایک دن مین باندھکر لیجائے اور اس طرح تعاقب کرکے حریف کو مار جائے جان کا خوف
نہ کرے مجھکو کبھی یقین نہ آئیگا کہ یہ عورت ہی ایرج بولا ضرور یہ عورت ہی عیار کو تعاقب کرکے اسی واسطے
مار ڈالا کہ یہ افشائے راز کریگا اور لوگ بھی بولے کہ ایرج صاحبقران آپ بجا فرماتے ہین عیار کا مار ڈالنا
اسکے عورت ہونے پر دلیل ہی ایرج بولا یہ معاملہ کل کھل جائیگا کہ اتنے مین سامنے سے جوڑی ہرکارون کی نمودار
ہوئی اور بعد دعا و ثنا عرض کیا کہ نقابدار نے طبل جنگ بجوایا ہی ایرج نے کہا خوب ہوا ہمارے یہان بھی
نقارۂ رزمی بجے غرض یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی رات بھر
غلغلہ رہا صبح کو دونون لشکر مقابل یکدگر ہوے صفین آراستہ ہوئین نقیب نشیب دے کر چلے گئے کہ کون
بہادر ہی جو معرکہ کارزار سے نبرد آزما ہو کہ نقابدار نے مرکب کو چھیڑا تمام افسران فوج پیادہ ہو گئے اور گرد
نقابدار کے آکر کھڑے ہوئے علم جلوہ گری پر آئے نقابدار نے سب کو رخصت کیا آپ برچھا ہاتھ مین ہلاتا
ہوا مرکب کو دوڑاتا ہوا میدان مین آیا خوب نیزے کے ہاتھ نکالے یہانتک کہ پسینے پسینے ہو گیا اُسوقت مرکب
کو روک لیا اور دم کو آراستہ کرکے مبارز طلب کیا ایرج بھی مرکب کو جھکا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ
کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ جاؤ نیر اعظم تمھارا نگہبان ہی
ایرج بمقابلہ نقابدار چلا جسوقت برابر ہو پہنچا نقابدار تکاور زن ہوا ایرج کا مرکب کوئی تین قدم پیچھے
ہٹا اور نقابدار کا گھوڑا پانچ قدم پسپا ہوا دونون مرکبون کو رانون مین دبا کر مقابل ہوے ایرج نے
کہا ای نقابدار کل تونے غضب کیا کہ میرے سامنے میرے عیار کو مارا آج اسکا عوض تجھسے لونگا نقابدار بولا مین
کل بھی موجود تھا آج بھی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ایرج بولا کہ تو پہلے اپنے دل کا حوصلہ نکال لے نقابدار
نے کہا کہ ہم اہل اسلام ہین پیشدستی نہ کرینگے ایرج نے جواب دیا مین صاحبقران ہون پہلے پیشدستی
نہ کرونگا اُس وقت نقابدار نے نیزہ اٹھا کر ایرج پر مارا ایرج نے نیزہ اُسکا تیرے پر روکا

نیزہ بازی ہونے لگی آخر کار ایرج نے نیزہ نقابدار کا ہوائی کیا نقابدار نے برہم ہو کر گرز گران مرصع سو من
کا اٹھا کر دو دستی ایرج پر مارا ایرج نے گرز گرز پر روکا تڑاقا پیدا ہوا شرارے نکلنے بعد اسکے ایرج نے گرز یکدستی
نقابدار پر مارا نقابدار نے بھی گرز کو گرز پر روکا مگر دونوں ہاتھ تھرا گئے یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ چوٹ پڑا مرکب تنگ
تنگ زمین میں غرق ہو گیا دونوں گھٹنے آشنا بزمین ہوئے کمر مرکب کی ٹوٹی نقابدار تو تیغ گرد میں ہے اور
ایرج بیکار رہا ہو کہ اگر خیر ہو نقابدار کی دیکھو کیا گزری عیار نقابدار کا دوڑا گرد کے گرد چرخ مار کر اندر گھس کے
آیا دیکھا کہ نقابدار بیہوش کھڑا ہے پانی کے چھینٹے منہ پر دیئے آنکھ کھلتی عیار نے پوچھا فرمائیے کیا حال ہے
کہا کہ بچایا پروردگار عالم نے مگر بلا کی ضرب ہے اس آفتاب پرست کی یہ کہکر گھوڑے کو اٹھایا کہ زمین سے نکلے
اسکی جان پر بنی ہوئی تھی قریب مرگ تھا مرکب کی بنگیا تھا انجام کار نقابدار گھوڑے پر سے کود پڑا تنگ
کے نیچے ہاتھ ڈالکر مرکب کو نکالکر قائم کیا وہ گر پڑا اور تڑپنے لگا نقابدار یہ حال مرکب کا دیکھکر آگ ہو گیا
اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ مرکب کو ایرج کے پی کرے ایرج نے اسے بارادۂ فاسد جو آتے دیکھا کود پڑا گھوڑے کے
اوپر سے نقابدار نے تلوار ایرج پر ماری ایرج نے جھکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور لپٹ پڑا
نقابدار تلوار کو ہاتھ سے چھوڑ کر ایرج سے لپٹا کشتی ہونے لگی چار پہر دن کشتی رہی شام کو بھی جدا ہونے
دونوں لشکروں سے روشنی آئی کھانے آئے ہر ایک کو اشتیاق ہے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے ان دونوں نے نہ کھایا
نہ پیا اسی طرح لڑ لیے رات بھر کشتی رہی صبح کو وہی عالم تھا کوئی غالب مغلوب نہ معلوم ہوتا تھا وہ دن بھی
یونہیں گذرا پھر شب ہوئی القصہ اسی طرح تین شبانہ روز کشتی رہی شام کو ایرج نے بلند کر نقابدار کا توڑا اور
چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کر مشکیں باندھ لیں شاپور شیر دل کے حوالے کیا طبل بازگشت
بجا کر مراجعت کی ادھر لشکر نقابدار کا نہایت اداس کمال پریشان ہوا ادھر شاپور نے نقابدار کو
لا کر اسیر غل و زنجیر کیا بعد اسکے زندانخانے میں بھیجدیا ایرج نے دربار نہ کیا کچھ کھانا کھا کر سو رہا صبح کو
مالک بن ملکوت شاہ تخت پر بیٹھا سردار جمع ہونے لگے لندھور بھی اپنے رفقا سمیت آکر دہنی طرف
بیٹھا ایرج سلام کر کے دنگل شوکت پر متمکن ہوا جب تمام دربار جمع ہو چکا ایرج نے شاپور سے کہا
کہ لاؤ نقابدار کو شاپور نے زندانخانے سے نقابدار کو بلوایا نقابدار نے آکر بطریق اہل اسلام سلام
کیا لندھور نے جواب سلام دیا ایرج نے کرسی پر نقابدار کو بٹھایا اور کہا اے نقابدار میں نے
تجھکو بقوت بازو زیر کیا ہے تجھے لازم ہے کہ دین آفتاب پرستی قبول کر نقابدار پکارا کہ میں لعنت کرتا
ہوں آفتاب پرستی پر ایرج نے کہا خیر اگر دین میرا نہیں قبول کرتا تو بیعت میری اختیار کر نقابدار بولا
کہ جان دینا قبول ہے مگر بیعت تیری کرنا قبول نہیں ہے ایرج نے شاپور سے کہا کہ نقاب تو اسکے منہ پر سے
اٹھاؤ شاپور نے اسیوقت نقاب منہ پر سے نقابدار کے اٹھائی بس نقاب کا اٹھنا تھا کہ ایک آفتاب چمکا
ایک نازنین مہ جبین پر حسین کو دیکھا کہ نگاہ نے خیرگی کی آنکھیں جھک گئیں ایرج نے نگاہ اپنی قائم کر کے
کہا کہ اے نازنین سچ بتا تو کسکی اولاد ہے باپ تیرا کون ہے اسنے کہا کہ کیا نام اپنے باپ کا بدنام کروں فلک
نے مجھکو ذلیل کرا دیا لندھور پکارا اتبو جو ہونا تھا ہوا اب نام چھپانے سے کیا حاصل اسوقت اسنے
کہا کہ میں بیٹی ہوں شیر بیشۂ کمانگان صاحب ساطور گران طہماس بن صنقوبیل دیو پرور کی ملکہ
نیرنگ نوشابادی سے میں پیدا ہوئی ہوں ملکہ ماہ نوشابادی میرا نام ہے عوض خون صنقوبیل دیو پرور کا

لینے آئی تھی کچھ نہ ہو سکا فاک نے گرفتار کرا دیا مگر لاہوت بن لقا کہ جب سے نگاہ اُسکی پڑی ہی عاشق ہوا
آہ سرد دل پر درد سے کھینچی یہانتک کہ صبر نہ ہو سکا پکارا ای محبوب جانی وای یار جاودانی آپ کیون جان لینے پر
آمادہ ہین آپکے دشمنون کی جان جائے مین نے جسوقت سے کہ چہرۂ زیبا آپکا دیکھا ہی دلدادہ و فریفتہ ہو گیا ہون
اگر مجھے قبول کیجیے اور اپنا خادم تصور کیجیے تو مین ایرج سے عرض کر کے قید سے چھڑوا لون ملکہ نے جو یہ کلمہ اُس کافر نا ہنجار
کے منھ سے سُنا نہایت برہم ہو کر پکاری کہ او اجل رسیدہ مین گرفتار نہ ہوتی تو اس عاشقی کا مزہ تجھے چکھا دیتی
واہ رے نالائق تو اور مجھپر عاشق ہوا ہی بڑے بڑے پہلوان اور گردن کشون کی نسبتین میرے واسطے آئین مین نے
قبول نہ کیا بھلا تیری کیا حقیقت ہی لاہوت شاہ اُس حالت بیقراری مین پکارا کہ ای معشوق جفا کار مین بیٹا
ہون زہرہ شاہ کا خداوند زادہ ہون مجھسا شوہر کاہے کو ملیگا اور چند کلمات نامناسب زبان پر لایا بس ملکہ
عرق شرم مین غرق ہو گئی غصہ دونا ہو گیا پکڑ کر ہتھکڑی بیڑی جھٹکا مارا اور قید کو توڑا اور دوڑی لاہوت شاہ
کی طرف کہ او نالائق آئی مین بیچ مین عراب گرہ پیشانی بیٹھا تھا کہ اُسکی بھی نسبت کا پیام ایک مرتبہ ملکہ کے واسطے
گیا تھا وہ للکارا کہ او زن زبان دراز کہان جاتی ہی خداوند زادے پر اور تلوار ملکہ پر ماری ملکہ نے تلوار آتی خیال
مین کر کے جھکی دی کہ تلوار پٹ پڑی مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور وہی تلوار اُسپر ماری کہ عراب کے دو ٹکڑے
ہوے لاش اُسکی تڑپنے لگی اور مار کر اُسکو با تیغ خون آلود چلی لاہوت شاہ کی طرف وہ جب تک اُٹھے اُٹھے
ایک تلوار سر پہ ماری کہ او نالائق لے پھل ہی عاشقی کا سپر کا ہاتھ بلند ہو گیا تھا تیغ سپر کو کاٹ کر سر پر بیٹھی کہ
کہ تین انگل سر مین اُتر گئی لاہوت نے گھبرا کر سر نیچے کھینچا تلوار نکل گئی یہ ملعون بیہوش ہو کر گرا چاہا اُسنے کہ دوسرا
ہاتھ تلوار کا لاہوت پر مارے ایرج نے نعرہ کیا کہ خبردار اب وہ زخمی ہی تلوار اُسپر نہ مارنا اور آیا مین ملکہ اب
با تیغ برہنہ چلی دروازے کی طرف جو سامنے آیا وہ مارا گیا ملکہ باہر آئی گھوڑا ایرج کا موجود تھا جلودار کو
مار کر اُس گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوئی ایرج جو باہر آیا کئی لاشین پڑی دیکھین گھوڑے کو اپنے نہ پایا
دیکھا کہ ملکہ اُسپر سوار چلی جاتی ہی بیتاب ہو کر کہا کہ مین اُسے چھوڑتا اب ہون کہ میرے ہاتھ سے یہ زندہ چلے
اور دوسرا گھوڑا منگوا کر سوار ہو کر چلا تعاقب مین ملکہ لشکر ایرج سے باہر نکلکر چلی تھی کہ ایرج قریب پہونچ گیا اور
نعرہ کیا کہ کہان جاتی ہی میرے ہاتھ سے ملکہ نے دیکھی کہ ایرج آ پہونچا پھر کر وہی تلوار ایرج پر ماری کہ تو آیا تو
کیا کر لے گا اسے ایرج نے سپر پر روکی کہ وار اُسکا رد ہوا اور خود تلوار ملکہ پر ماری کہ ملکہ کی سپر قلم ہوئی اور سر پر
پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی ملکہ نے دستہ مارا تلوار جھٹکا کر نکل گئی مگر سر سے ایک چادر خون کی جاری ہوئی غش
کھا کر گری کہ اتنے مین ملکہ کے لوگ پہونچ گئے ایرج پر آ پڑے اور ملکہ کو سامنے سے ایرج کے لے گئے ایرج نے پھر تعاقب
نہ کیا پھر آیا جب خیمے مین پہونچا دیکھا کہ جراح زخم مین لاہوت شاہ کے ٹانکے لگا رہا ہی مگر لاہوت شاہ
نے جراح کو دیکھا پوچھا کہ ای زبدہ آفتاب پرستان ملکہ کہان گئی ایرج نے کہا کہ وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوئی
لشکر والے اُسکے اُسکو لے گئے پھر مین نے اُسکا تعاقب نہ کیا یہ سُنتے ہی لاہوت شاہ نے آہ سرد دل پر درد
سے کھینچی اور کہا افسوس یہ اُسکو آپ نے زخمی نہین کیا گویا مجھے مجروح کیا اور غضب کیا آپ نے کہ اُسے جانے دیا
مین اب اُسے کہان ڈھونڈھنے جاؤن میری جان اُسکی فرقت مین جائیگی یہ کہکر تھپڑین مار مار کر رونے لگا ایرج
نے دیکھا کہ اس نالائق کو خبط ہو گیا ہی ظاہر اُسکی دلداری شروع کیا کہ ای لاہوت شاہ تم گھبراؤ نہین مین
ہرکارے خبر کے واسطے بھیجتا ہون جہان وہ ہوگی مین جا کر پکڑ لاؤنگا تم اپنا حال تباہ نہ کرو دیکھو دیکھو

کہ ہم اپنے معشوق کی جدائی مین کیسے بیقرار ہین مگر ناچار ہوکر صبر اختیار کیا ہی تم بھی ضبط کرو اس خبط سے کچھ حاصل
نہوگا یہی باتین ہو رہی ہین کہ چوبدار نے عرض کیا کہ ایلچی گیرنگ بن مرزبان زرائلی کا دروازے پر حاضر ہی
حکم دیا کہ جلد اُسے لاؤ اور مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ ہمنے اُسے نامہ لکھا تھا کہ ہم زرائل مین آتے ہین
اور وہان سے جلد ملک سبائل کو جائینگے تم ہمارے واسطے بہت سی کشتیان جہاز تیار کر رکھو یقین ہی کہ اسنے جہاز
تیار کرا لئے ہونگے مالک بن ملکوت شاہ بولا کہ ضرور اُسنے تعمیل حکم کی ہوگی کہ اتنے مین وہ نامہ بر سامنے آیا ایرج کو
سلام کیا نامہ پیش کیا ایرج نے دبیر سے کہا کہ پڑھ اس نامے کو دبیر نے پڑھنا شروع کیا پہلے تعریف لقا کی تھی
بعد اُسکے لکھا تھا کہ ای زبدہ آفتاب پرستان بموجب حکم عالی مین نے جہاز اور کشتیان بہت سی تیار کرائی تھین
مگر لقا بدار سبز پوش نے آکر سب کو جلا دیا جو دریا مین تھین اُنھین غرق کروایا ملاحون کو قتل کیا مجھے زخمی کرکے
چلا گیا بس یہ مضمون سنتے ہی ایرج نہایت رنجیدہ خاطر ہوا سر پکڑے دیر تک چپ بیٹھا رہا بعد ایک ساعت کے سر
اُٹھایا دبیر سے کہا کہ ہماری طرف سے جواب لکھو کہ ہم روپیہ تمکو ین اور بھیجتے ہین تم سات ہزار کشتی اور جہاز تیار کرو کہ
لشکر ہمارے ساتھ بہت ہی اور تمھاری کمک کے واسطے مرجان دریا باری کہ پہلوان زبردست ہی اور ہمارا رفیق قدیم
ہی اُسے بھیجتے ہین وہ ہر حال مین تمھارا شریک رہیگا ہمارے آتے آتے جہاز اور کشتیان تیار ہو رہین دبیر نے یہی
مضمون نامے مین لکھا ایرج نے کئی لاکھ روپیہ خزانے سے نکلوا کر چھکڑون پر لدوا کر مرجان دریا باری کو سات
ہزار سوار کی جمعیت سے ہمراہ اُسکے کرکے روانہ کیا وہ نامہ بر مع مرجان دریا باری وارا بہائے زر ملک زرائل
کو راہی ہوا دوسرے روز ایرج نہایت حیران و پریشان آزردہ خاطر پژمردہ دل چپ اور سُن بیٹھا ہوا تھا تمام
دربار معمور تھا اور بسبب افسردہ خاطری ایرج نوجوان کے سب راگ رنگ موقوف تھا صحبت مین سناٹا تھا
کہ بہزاد مرتد اور قارن قمر بین نے عرض کیا کہ ای ایرج نوجوان چلکر کنارے دریا کے سیر کیجیے دل بہلائیے
ادھر لندھور نے بھی کہا کہ ای ایرج بہتر ہی چلو دل بہلاؤ ایرج اُٹھ کھڑا ہوا اور لندھور سے کہا کہ آپ بھی چلیے
رستم زمان ساتھ ہو لیا ایرج کنارے دریا کے پہونچا سیر کرتا چلا جاتا ہی آتے آتے ایک جگہ پر پہونچا دیکھا کہ ایک
ٹیلہ بہت اونچا ہی اور سامنے اُس ٹیکرے کے سبزہ زار ہی گلہائے رنگا رنگ پھولے ہوئے ہین ایرج اُس ٹیلے
پر چڑھ آیا اُس جگہ فرش کرایا آکر بیٹھا بہزاد مرتد نے کہا کہ حکم ہو تو طائفے بلائے جائین شراب منگوائی جائے
ایرج بولا بہتر ہی اور لندھور سے کہا کہ ای وارائے ہند ہرچند چاہتا ہون کہ دل اپنا بہلاؤن مگر نہین
معلوم کیا باعث ہی اسقدر طبیعت گھبرائی ہی کہ قابل بیان کے نہین ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی صدمہ عظیم مجھے
پہونچیگا لندھور بولا خدا نہ کرے یہ تم کیا کہتے ہو جی ہی تو ہی کبھی خوش ہی کبھی ناخوش ہی یہی باتین تھین کہ جانب
مشتری حصار سے گرد و غبار کا ستون بلند ہوا ایرج نے ہرکارون سے کہا خبر تو لاؤ یہ گرد کیسی اُٹھی ہی کون آتا ہی
ہرکارے روانہ ہوے لیکن گرد جو نزدیک آکر شق ہوئی دیکھا تو شیر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران گرد زور آور
یعنی طہماس بن عنقویل دیو پرور ساتھ ہزار کی جمعیت سے چلا آتا ہی اور ادھر طہماس کو ہرکارون نے خبر دی
کہ لشکر ایرج کا تو یہان سے دور ہی مگر ایرج چند آدمیون سے نہر کنارے بیٹھا ہوا سیر کر رہا ہی طہماس نے کہا
کب چھوڑتا ہون اس آفتاب پرست کو کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچے بس فوج سے خطاب کیا کہ تم یہین ٹھہرو
مین جاکر اُسکو مارتا ہون کس واسطے کہ اگر تم لوگ ساتھ ہوگے تو میرے واسطے موجب بدنامی ہی سب کہینگے کہ
ایرج تنہا تھا اور طہماس کے ساتھ فوج تھی یہ کہکر گھوڑا اُڑا کر تنہا ایرج کی طرف چلا ادھر ایرج نوجوان نے جو

طہماس کی آمد سنی اور دیکھا کہ طہماس یکہ و تنہا سامنے سے چلا آتا ہی جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوا لندھور بھی
ساتھ اُسکے اُٹھا کہ اسی اثنا مین طہماس قریب آگیا اور نعرہ کیا کہ باش او کرپاس فروش بچہ بازاری جائیگا کہان
میرے ہاتھ سے آیا مین ایرج نے کہا ای طہماس مین جانتا ہون کہ تو عنقویل کے خون کا عوض لینے آیا ہی
مگر میرے ہاتھ سے وہ نہین مارا گیا لندھور بن سعدان اسکا گواہ ہی طہماس پکارا مجھکو معلوم ہی کہ اُس نالائق
طرماسپ نے مارا ہی مگر باعث قتل کا تو ہی تو ہوا پہلے تجھے مارلون بعد کو اُس نابکار کا کام تمام کرونگا ایرج نے
کہا ای طہماس آج تم منزل کے تھکے ماندے آئے ہو آسائش کرو کل میرے تمہارے مقابلہ ہوگا طہماس للکارا
کہ او آفتاب پرست کئی لاشین متواتر خدمت مین شاہزادہ جہان نور الدہر بن بدیع الزمان کی گئی ہین
اُنکے صدمہ والم مین شاہزادے نے مجھسے فرمایا کہ ای طہماس جا اگر اُنکے قاتل کا سر لیکر آ تو مجھے صورت اپنی دکھانا
ورنہ میرے پاس نہ آنا بنا برین اب جب تک مین تیرا اور طرماسپ کا سر لیکر نہین جاتا ہون مجھے صورت شاہزادے
کی دیکھنا نصیب نہ ہوگی اور مجھے ایک دم مفارقت شاہزادہ نور الدہر کی گوارا نہین ایرج نے کہا تو سمجھتا ہی
کہ مین تجھسے دبکر یہ کلام نرم کرتا ہون خیر اگر تجھسے صبر نہین ہوسکتا ہی تو جو کچھ تجھسے ہوسکے قصور نہ کرنا بس
یہ کہتا تھا کہ طہماس تو آگ بگولا ہو ہی رہا تھا اُٹھا کر ساڑھے نو سو من کا ساطور جو ایرج پر مارا ایرج نے سپر پر روکا تھا
مگر ساطور نے سپر کے دو ٹکڑے کیے سر پر آیا کہ خود دو لخت عرق چین زرہ توپ کو کاٹ کر تا دو ابرو اُتر گیا
ایرج نے دستانہ مارا کہ ساطور تو جھنّا کر نکل گیا مگر ایرج مین تاب سنبھلنے کی باقی نہ رہی غش کھا کر گرا طہماس نے
جوش غیظ و غضب مین دوسرا ساطور اُٹھایا تھا کہ ایرج پر مارے کہ لندھور نے للکارا ای طہماس خبردار اب ساطور
اسیر نہ مارنا تو نے ایک ہی ضرب ایسی لگائی کہ ایرج جانبر ہوتا نہین معلوم ہوتا طہماس پکارا ای ہندی تو ہرگز
سعی نہ کر مین کبھی نہ مانونگا کیونکہ باپ اور بھائی میرا دونون اُسکے باعث سے مارے گئے ہین لندھور بولا ای
طہماس ایرج اولاد حمزہ صاحبقران مین سے ہی تجھے یاد نہین کہ صاحبقران نے مکرر ارشاد فرمایا ہی کہ ایرج
میری اولاد مین سے ہی جو کوئی اُسے ماریگا مین اُسکی ذریات مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا طہماس نے کہا
کہ جان اسوقت آنکھون مین میری اندھیر ہی مجھے کچھ اسوقت نہین سوجھتا مین اسے ضرور مارونگا لندھور بولا
ای طہماس اگر تجھکو صاحبقران کے کہنے پر خیال نہین ہی اور تو میرا کہنا نہین سنتا تو خیر مجھکو امیر کشورگیر محض
اسکی حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہین اور یہی فرمایا تھا کہ مین ایرج کو تمہارے سپرد کرتا ہون سو مین اسے قتل
نہ ہونے دونگا پہلے مجھے مارلے تو اسپر ہاتھ ڈالنا طہماس آگ ہوگیا کہا اسد سچ کہتا ہی کہ تو اسپر عاشق ہی
بیجا کیون تو اپنے کو بدنام کرتا ہی لندھور بولا یہ نہوگا کہ مین ایرج کو اپنے سامنے قتل ہونے دون طہماس پکارا کہ میرے
تو باپ اور بھائی دونون اُسکے سبب سے مارے گئے ہین خیر اگر تو حمایت کرتا ہی تو تجھکو مار کر اسے قتل کرونگا لندھور
بولا جو تیرا جی چاہے سو کر مگر مین اپنی زندگی مین اسپر آنچ نہ آنے دونگا طہماس نے کہا ای ہندی بڑا پاس مین نے تیرا
کیا اور تو نہین مانتا تو لے اسے بھی لیکر وہی ساطور لندھور پر مارا لندھور نے خالی دیا ساطور زمین پر گرا لندھور
نے پانون اپنا ساطور پر رکھدیا پانون کے نیچے دبا لیا اور کہا ای طہماس دیکھ باز آ اس ارادے سے نور الدہر
کو بھی ایرج کا قتل گوارا نہ ہوگا جہالت اچھی نہین قاتل تیرے باپ اور بھائی کا طرماسپ ہی ایرج کا اسمین
کچھ قصور نہین طہماس نے کہا کہ تو جو ایرج پر پروانہ ہی وہ محبت تجھے نہین چھوڑتی ہین بے قتل کیے نہ چھوڑونگا
اور ساطور لگا کھینچنے مگر لندھور کا پانون ساطور پر جما ہوا ہی کیونکر ساطور چھوٹے قضائے کار ضرغام شیر دل

مخبر کے واسطے آیا ہوا تھا اسنے جو یہ حال دیکھا کہ طہماس ایرج کو زخمی کر چکا ہی اب چاہتا ہی کہ اُسے قتل کرے لندھور
خارج ہی بس یہان سے بھاگا خدمت مین اسد بن کرب غازی کی آیا تمام حال بیان کیا اسد مرکب پر سوار
ہو کر روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ لندھور ساطور پاؤن سے دبائے ہوئے ہی چھوڑتا نہین اور طہماس خشمناک
ساطور کو کھینچ رہا ہی اور ایرج ایک طرف بیہوش پڑا ہوا ہی ادھر اسد کو لندھور نے جو آتے دیکھا گھبرایا کہ رب
خدا ہی جان ایرج کی بچائے اسد نے نعرہ کیا کہ او ہندی تو طہماس کو نہین چھوڑتا کہ ایرج کو مارے مین آکر
ایرج کو مارتا ہون اور تلوار کھینچکر چلا لندھور نے دیکھا کہ اگر تو اسد کو روکتا ہی تو طہماس ایرج کو مار ڈالیگا
اور اگر طہماس کو روکے رہیگا تو اسد اسکا کام تمام کریگا اب ایرج کا بچنا بہت مشکل ہی ناچار ہو کر پکارا ای
پروردگار عالم میری آبرو تیرے ہاتھ ہی تو ہی ایرج کو بچانے والا ہی از تہ دل دعا مانگتا تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت
پر بیٹھا اسد قریب ایرج کے تیغ برہنہ لیے ہوئے پہونچا ہی اور لندھور پکار رہا ہی کہ ای اسد بن
کرب غازی کیا صاحبقران کا فرمانا تمھین یاد نہین ہی ایرج کو قتل نہ کرنا اسد جواب نہین دیتا ہاتھ
تلوار کا بلند کیا کہ تلوار ایرج پر مارے کہ ایک بجلی کڑکی آنکھ اسد کی جھپکگئی ایک پنجہ پیدا ہوا اور
ایرج کو اُٹھا کر طرف آسمان کے لیگیا لندھور نہایت خوش ہوا ساطور طہماس کا چھوڑ دیا طہماس نے
کہا کہ بچا دیا تو نے میرے ہاتھ سے نہ چھوڑا ساطور کو کہ مین مارتا اُسے لندھور بولا مین موجود ہون مجھے
مار لے اسد پکارا ای لندھور ابھی تک محبت تمھاری ایرج کے ساتھ اُسی طرح چلی جاتی ہی اب تو اسکے داڑھی
مونچھین نکل آئی ہین اب زمانہ عشق و عاشقی کا گذر گیا کسی اور کو دیکھو اس سے باز آؤ تمھین نے عاشق ہو کے
ایرج کے ہاتھ سے ملک حمزہ صاحبقران کے برباد کرائے اور اب وہ ناموس صاحبقرانی کی بربادی پر آمادہ ہی
افسوس کہان گئی غیرت تمھاری بہت کچھ اسد نے کہا لندھور نے کچھ جواب نہین دیا بلکہ یہ کہا کہ صاحبزادے
حال اُسکا حمزہ صاحبقران کے سامنے کھلجائیگا یہ بلا انکی مجھپر ڈالی ہوئی ہی اور پھر کر لشکر کیطرف روانہ ہوا
اسد نے طہماس سے کہا کہ بھئی اب چلکر لشکر ایرج کا کام تمام کرو طہماس بولا اچھا چلیے اور اگر مقابل لشکر
ایرج خیمہ برپا کیا مگر حال ایرج کا سُنیے کہ وہ جو پنجہ اُٹھا لیگیا تھا وہ ایک دیو تھا لیے ہوئے سامنے نقابدار
سفید پوش کے آیا کہا کہ آقا یہ موجود ہی نقابدار نے کہا کہ لاؤ دیو نے ایرج کو سامنے رکھدیا دیکھا نقابدار
نے کہ زخم کاری اسکے سر پر لگا ہی بیہوش و بدہوش ہی اُسی وقت جراحون کو بلایا زخم ایرج کا دکھایا
اُنھون نے عرض کیا کہ زخم بہت کاری ہی کہا کہ اچھا تم ٹانکے تو لگاؤ جراحون نے زخم کو بخیہ کیا نقابدار نے
ڈبا مرہم سلیمانی کا منگوا کر سامنے رکھدیا کہ اسکی پٹی زخم پر چڑھاؤ اُنھون نے اُسی وقت پٹی مرہم سلیمانی کی چڑھادی
ایک دوپہر کے بعد ایرج کو ہوش آیا دیکھا کہ وہان نہ طہماس ہی نہ لندھور ہی سامنے نقابدار سفید پوش
بیٹھا ہی اور کچھ دیو پری موجود ہین نقابدار سے پوچھا کہ کیا آپ نے مجھے اُٹھوا منگوایا ہی نقابدار بولا کہ ہان
مین نے اُٹھا منگایا ہی سواری میری ادھر سے آتی تھی تمکو مین نے بیہوش پڑے ہوئے دیکھا اور دو شخصون کو
مستعد قتل پایا بس ایک دیو سے مین نے کہا کہ اس جوان بیہوش کو اُٹھا کر لے آ یہ اولاد صاحبقران مین سے
معلوم ہوتا ہی یہ دیو تمھین اُٹھا لایا اب تم بیان کرو کہ کون ہو ایرج نے کہا زخم میرا اچھا ہوے تو بیان کرون
کہا کہ تمھارے زخم کا تو آج ہی نام و نشان بھی نہ باقی رہیگا مین نے مرہم سلیمانی کا پھاہا چڑھوا دیا ہی مگر طاقت
البتہ دو چار روز مین آئیگی القصہ تین پھاہے متواتر مرہم سلیمانی کے زخم پر چڑھوائے گئے دوسرا دن

تھا کہ زخم بالکل اچھا ہو گیا ایرج نے غسل صحت کیا آکر صحبت مین بیٹھا ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین
آیا نقابدار بولا کہ ای نوجوان اپنا حال بیان کر کہ تو کون ہی اور دین و مذہب تیرا کیا ہی ایرج نے کہا ای
نقابدار نام میرا اظہر بن الشمس ہی وہ جو تو نے سنا ہو زبدہ آفتاب پرستان نظر کردہ قطب دوران صاحبقران
جہان ایرج نوجوان وہ مین ہی ہون جانشین حمزہ لندھور بن سعدان میرا مطیع ہو گیا ہی مجھسے بیعت کی ہی اور
میرے ساتھ ہی تمام ممالک حمزہ پر قبضہ کر چکا ہون فقط ملک سایل باقی ہی نقابدار نے کہا ای ایرج وہ دونون
شخص کون تھے جو تیرے پاس گذشتہ ہوے بحث رہے تھے کہا کہ ایک تو لندھور تھا اور دوسرا طہماس تھا کہ جسکے
ہاتھ سے مین زخمی ہوا تھا نقابدار بولا کہ طہماس تو شاہزادہ نورالدہر کا ایک ملازم ہی جب اسکے ہاتھ سے تو زخمی ہو گیا
تو دعوی صاحبقرانی کیا کرتا ہی ایرج بولا ای نقابدار طہماس کے ہاتھ سے حمزۂ صاحبقران بھی زخمی ہو گئے تھے
زخمی ہونے سے صاحبقرانی نہین جاتی رہتی اول تو حربہ اسکا بیٹھ گیا دوسرے پر تلوار کے آگے پانچ
برس کا لڑکا اور سو برس کا بوڑھا برابر ہی جسکا ہاتھ چلے پڑ گیا وہی غالب رہا طہماس کو جو نورالدہر نے مطیع اپنا
کیا ہی مجھے حیرت ہی کیونکہ اس عادی کو مطیع کیا اور خیر آج مین زخمی ہوا بار دگر تو ایسا نہ ہوگا نقابدار نے کہا
ای ایرج سب باتین تمھاری اچھی ہین مگر خدا کو تم نہین پہچانتے بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر دین آفتاب پرستی
کو چھوڑ و جیسا کہ آفتاب ہی ویسا ہی ماہتاب ہی دیکھو کیا حکم پروردگار عالم ہی کہ جہان رات ہوئی آفتاب
غائب ہو جاتا ہی ماہتاب نکل آتا ہی یہ سب مخلوقات مین کہے ہین خدا وہی ہی جسنے سب کو پیدا کیا ہی ایرج
بولا ای نقابدار تو میرا محسن ہی کہ مجھکو تعویذ منگوایا زخم سر میرا اچھا کرایا اس سبب سے مین کچھ نہین کہتا
اب زیادہ نہ فرمائیے یہ دین کا معقد ہی ہر ایک اپنے دین کو اچھا جانتا ہی اور مین تو دین تمھارا قبول کرنے
کو موجود ہون بشرطیکہ فن سپہگری مین مجھپہ غالب آؤ نقابدار نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا کل ہمارے تمھارے مقابلہ ہی
ایرج نے کہا مین موجود ہون ذرا مجھ مین طاقت آلے قصہ مختصر تیسرا دن ہی ایرج کو یہان آئے ہوئے کہ ایک
ہواے تیز چلی گرد ابر نمایان ہوئے اور فوج دیوون کی دکھائی دی خبر نقابدار کو پہونچی کہ دیو عفیف
بن خفیف بن عفوان راہدار چالیس ہزار دیوون سے آپ پر آیا ہی اس ارادے پر کہ آپ اولاد
زلزلۂ قاف کو جنگ سلیمان مین آپ سے عوض اپنے باپ اور دادا کا لے نقابدار نے کہا کچھ پروا نہین ہی جو
خالق عالم بہتر جانیگا وہ کریگا بار دگر خبر پہونچی کہ اسنے طبل جنگ بجوایا ہی نقابدار نے کہا کہ ہمارے لشکر مین بھی
طبل جنگ بجے اسی وقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا ساری رات سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون
لشکر میدان کارزار مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین اور نقیب نقابت کر کے چلے گئے دیو عفیف
میدان مین نکلا مبارز طلب کیا ایرج نے نقابدار سے کہا کہ مین اسکے مقابلے کو جاؤنگا نقابدار مانع ہوا کہ
تم مین طاقت ابھی اچھی طرح نہین آئی ہی تم تماشا دیکھو مین جا کر اسے مارتا ہون اور آپ ایک مرکب نژاد
پر سوار ہو کر مقابلے کو اس دیو کے نکلا دیکھا دیو نے نقابدار کو کہا کہ سن ای نقابدار اگرچہ باپ نے تیرے میرے باپ
اور دادا کو مارا ہی مگر جو تو دین ابلیس پرستی اختیار کرے تو مین تجھے کچھ نہ کہون نقابدار پکارا کہ تیرا ابلیس
نالائق کیا ہی جو تجھے ہو سکے قصور نہ کر یہ سنکر وہ برہم ہوا کہا کہ شاید قضا تیری آئی ہی خبردار رہنا اور اٹھا کر
تبرزین سر پر چرخ دیکر نقابدار پر مارا نقابدار نے خالی دیا یعنی دیو کے شانے پر سوار تھا دوسرے شانے کی طرف
ہو گیا اور اس دیو نے بھی اپنے کو بچایا مگر اسپر بھی ایک کونا تبرزین کا اس دیو کے سر پر لگا سر اسکا زخمی ہوا

شانہ کٹا دیو چرخ کھا کر زمین پر گرا نقابدار پر بھی تبرزین کی نوک لگی کہ وہ بھی زخمی ہوا اور گرا دیو عفیف نے چاہا
کہ نقابدار کو ٹکڑے ٹکڑے کرے ایرج کو تاب باقی نہ رہی پیادہ دوڑا للکارتا ہوا کہ خبردار نقابدار پر ہاتھ نہ ڈالنا آیا
میں تیری خدمتگذاری کو دیو نے نعرے کی آواز جو سنی پھر کر دیکھنے لگا ایک جوان ماہ طلعت مہر شوکت سامنے
سے نظر آیا حیران ہوا کہ یہ کون ہے جب ایرج قریب آیا دیو عفیف پکارا کہ تو کون ہے ایرج نے کہا کہ تو مجھے نہیں
جانتا منم زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران ایرج نوجوان نیر اعظم نے مجھے ایسی قوت
و جرأت بخشی ہے کہ کوئی مجھ سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا دیو عفیف نے انکار کیا تو آفتاب پرست ہے ایرج نے کہا
کہ ہاں دیو عفیف بولا آفتاب بھی ایک بندہ خداوند ابلیس کا ہے بہتر یہ ہے کہ دین ابلیس پرستی اختیار کر
ایرج پکارا کہ او شیطان پرست میں ابلیس پر لعنت کرتا ہوں تو بھی لعنت کر اور نیر اعظم کو سجدہ کر دیو عفیف یہ
سنکر نہایت خشمناک ہو کر پکارا کہ کیا قضا تیری بھی آئی ہے لا حربہ اپنے جی کا حوصلہ نکال لے دیکھوں کہ صاحبقرانی
تیری کیسی ہے ایرج نے کہا تو اپنا حربہ پہلے کرے میں بعد اسکے اپنا حربہ کرونگا دیو نے کہا کہ تجھکو بڑا گھمنڈ ہے اپنی شجاعت
و مردی پر لے حربہ میرا اور سمجھ کہ یہ غضب ہے خداوند ابلیس کا یہ کہکر وہی تبرزین ایرج پر مارا ایرج نے سپر
بدلکر خالی دیا تبرزین زمین پر پڑا کہ در آیا زمین میں خاک اڑی ایرج پکارا کہ اے دمزاد مفت میں تو نے اپنی جان دی
میرا کہنا نہ مانا ابلیس کو سجدہ کیا ایرج نے نعرہ کیا کہ او ابلیس پرست کسکو تو نے مارا میں تیری روح قبض کرنے والا
موجود ہوں اور دوڑ کر ہاتھ سے دیو کے لے لیا تبرزین بزور صاحبقرانی چھین لیا اور وہی تبرزین جو دیو عفیف
لے کر بلند پر مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ دیو عفیف مارا گیا پس وہ دیو جو اسکے ساتھ تھے
ہاتھ پکڑ کر حربے بگڑ بگڑ کر دوڑے کہ لینا اس آدمزاد کو جانے نہ پائے ایرج بھی ادھر دوڑا ادھر سے فوج
نقابدار کی کمک کو آئی لڑائی ہونے لگی جنگ مغلوبہ ہوئی ایرج کی یہ کیفیت ہے کہ بہت دیو اسنے مارے ہیں
ہزاروں زخمی کیے ہیں آخر کار لشکر بے سردار شکست کھا کر بھاگا تمام مال و اسباب اسکا نقابدار کے دیووں
نے لوٹ لیا ایرج کو بھی خیمے میں لائے نقابدار کے زخم میں ٹانکے دلوائے پٹی مرہم کی زخم پر چڑھائی
دوسرے دن ایرج نے کہا کہ اے نقابدار تجھے جو مجھپر احسان کیا تھا میں نے اسکی تلافی کی اب تحقیق
لازم ہے کہ مجھکو میرے لشکر میں بھجوا دو نقابدار نے کہا کہ زخم میرا اچھا ہو جائے تو میرے تمہارے کشتی ہو بعد
اسکے ملکین تحقین پردۂ دنیا میں بھجوا دونگا ایرج نے کہا اے نقابدار جب تک تمہارا زخم اچھا ہو اور طاقت
تم میں آئیگی اسوقت تک لشکر میرا تباہ ہو جائیگا ہاتھ سے طہماس کے سب مارے جائینگے میرے تمہارے
لڑائی پھر ہو سکیگی اب تم مجھے پردۂ دنیا پر پہونچوا دو نقابدار نے کہا اچھا اسی وقت ایرج کو تخت پر
سوار کیا دیووں کو حکم دیا کہ جلد جا کر اسکو لشکر میں اسکے پہونچا آؤ اور اس دیو کو بھی ساتھ کیا جو ایرج کو
اٹھا لایا تھا الحاصل دیو ایرج کو لیکر پردۂ دنیا کی جانب روانہ ہوئے لیکن ادھر کا حال سنیے کہ اسد نے
طہماس سے کہا کہ جب تک ایرج پیدا ہو تم لشکر کا اسکے کام تمام کرو وہ بولا کہ بہت خوب اور حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ یہ خبر مالک بن ملکوت شاہ کو پہونچی کہ طہماس نے طبل جنگ بجوایا ہے مالک بن ملکوت شاہ
نہایت پریشان ہوا سرداروں نے کہا آپ اندیشہ نہ کیجیے ہم لڑنے کو اس عادی سے موجود ہیں غرضکہ یہاں بھی
طبل جنگ بجا رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو ایک یک مسلح و مکمل ہو کر میدان جنگ میں آیا
دونوں لشکر صف باندھ کر کھڑے ہوئے طہماس میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر ایرج سے

طوفان بن سماک اژدر گیر مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا پکارا او طہماس تو اپنے
کو بڑا بہادر جانتا ہی یہ کون سی بہادری ہی کہ لشکر بے سردار سے مقابلہ کرتا ہی طہماس بولا کہ جیسا ظلم ایرج نے کیا ہی
ویسا کوئی نہ کریگا مین تو ایک متنفس کو بھی اس لشکر مین سے زندہ نہ چھوڑونگا طوفان نے کہا کہ خیر تجھکو بڑا گھمنڈ
ہی اپنی شجاعت کا باپ میرا پہلوان خداوند لقا کا تھا مین بھی اسی کا بیٹا ہون کسی سپاہی کو نہین رکھتا ہون
لا جو کچھ کہ حربہ رکھتا ہو طہماس بولا کہ مین پیشدستی نہ کرونگا پہلے تو اپنا حربہ کرلے یہ سنکر طوفان نے نیزہ طہماس پر مارا
طہماس نے ایک دو گھڑی کی نیزہ بازی مین نیزہ طوفان کا ہوائی کیا طوفان نہایت خشمناک ہوا کھینچکر
تیغہ آبدار طہماس پر مارا طہماس نے سپر پر روکا وار اسکا رد کرکے ساطور مارا کہ سپر کو قلم کرکے سر پر پڑا کہ تا دو ابرو
اُتر آیا طوفان نے دستانہ مارا ساطور تو چھنا کر نکلگیا مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی بیہوش ہوکر
گرا طہماس پکارا کہ لیجاؤ اسے یہ اب بیکار ہوچکا لوگ طوفان کو بیہوش پاکر اُٹھالے گئے طہماس نے پھر مبارز طلب
کیا اگلی مرتبہ دیلم شباط زنگی سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی مالک
بن ملکوت شاہ بولا دیلم شباط یہ عادی بہت بے ڈھب ہی حربہ اسکا کوئی رد نہین کرسکتا اگر تو ہاتھ سے اسکے
ضایع ہوا تو مین ایرج کو کیا جواب دونگا دیلم شباط نے جواب دیا کہ مین ایسا حلوا نہین ہون کہ کوئی مجھے
کھاجائیگا مالک بن ملکوت شاہ بولا خیر خدائے اعظم تیرا نگہبان ہی جا دیلم شباط زنگی سلام کرکے گینڈے پر سوار ہوا
اور سامنے طہماس کے آیا للکارا کہ او عادی آیا مین تیرے مقابلہ کو تو نے غضب کیا کہ ایرج کی غیبت مین اُسکے لشکر کے
قتل کا ارادہ کیا یہان ایک ایک ملازم اُسکا تیری خدمتگذاری کو موجود ہی طہماس پکارا او روسیاہ بکتا کیون ہی
مین کھڑا ہوا ہون تجھسے جو ہوسکے قصور نہ کر دیلم نے کہا نیزہ بازی تم لوگون سے کرنا ناحق ہی یہ ارہ پشت نہنگ ہی
خبردار رہنا یہ کہکر ارہ پشت نہنگ طہماس پر مارا طہماس نے پشت ساطور پر روکا اور ساطور دیلم پر مارا دیلم نے بھی
خالی دیا کئی مرتبہ رد و بدل ہوئی انجام کار طہماس نے ایک ساطور جو مارا ارے کے دو ٹکڑے ہوئے اور پھر جو ساطور
مارا دیلم شباط نے خالی دینے کا ارادہ کیا تھا مگر گینڈا اُس طرف کو نہ پھرا ساطور جو سر پر آیا سپر کا ہاتھ بلند ہوگیا
تھا مگر سپر بھی کٹی دیلم شباط نے چاہا کہ سر و گردن بچائے مگر نہ بچا سکا ساطور خود کو کاٹ کر کوئی چار انگل سر مین
در آیا تھا کہ دیلم نے سر کھینچا ساطور گینڈے پر پڑا کہ سر گینڈے کا قلم ہوا دیلم شباط مع گردن گرا شام قریب تھی
طہماس طبل بازگشت بجواکر یہ کہتا ہوا پھرا کہ او آفتاب پرستو کل تم سب کا استیصال نہ کیا ہو تو نام اپنا طہماس
نہ رکھا ہو ادھر دیلم شباط زنگی بیہوش پڑا تھا اسے اُٹھواکر مالک بن ملکوت شاہ نہایت اداس کمال پریشان
پھرا داخل بارگاہ ہوا جراحون کو بلواکر زخمون مین ٹانکے لگوائے حیران و مضطر بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی
کہ طہماس نے طبل جنگ بجوایا ہی ناچار مجبور ہوکر مالک بن ملکوت شاہ نے بھی طبل جنگ بجوایا صبح کو دونو
میدان مین صف آرائی ہوئی طہماس میدان مین آیا مبارز طلب کیا نیلم زنگی مالک بن ملکوت شاہ
سے اجازت لیکر میدان مین آیا بعد از تکاوری و نیزہ بازی نیلم زنگی نے تلوار طہماس پر ماری طہماس نے
پشت ساطور پر روک کر جو ساطور مارا نیلم نے ہرچند سپر کی آڑ کی لیکن نہ بچ سکا سپر کٹی اور ساطور سر پر پہنچا کہ
تا دو ابرو اتر گیا دستانہ مارا ساطور تو چھنا کر نکلگیا مگر نیلم زنگی غش کھاکر گرا فیلم زنگی نے مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا
آخر کار شام تک آٹھ نو سردار زخمی ہوئے دو ایک جان سے مارے گئے شام کو دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر
آئے غرض چار میدانداریون مین جتنے سردار ایرج کے تھے سب ہاتھ سے طہماس کے مجروح و مقتول ہوسے

چوتھے روز طہماس یہ کہکر بیٹھا کہ کل تم سب کا خاتمہ ہی اور آگر داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر
بیٹھا ناچ شروع ہو گیا جام شراب گردش مین آیا اسد نے کہا ای طہماس صبح کو ان سب آفتاب پرستون کو
قتل کرنا ایک کو زندہ نہ چھوڑنا عرض کیا ای شہریار ایسا ہی ہو گا آپکے کہنے کی حاجت نہین ہی اور حکم دیا کہ
بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارے پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر مالک بن ملکوت شاہ کے پاس آئے سلام کیا
طبل جنگ بجنے کی خبر دی مالک بن ملکوت شاہ مردہ تھا طبل جنگ تو بجوایا مگر عجب حالت ہی سب رسالدار
عرض کر رہے ہین کہ آپ نہ گھبرائیے اگر طہماس آپڑا تو ہم بھی اپنی جانین لڑا دینگے اور قطع نظر اسکے طہماس کے ساتھ
فوج قلیل ہی ہم اُسے بلوہ کرکے مار لینگے مالک بن ملکوت شاہ کہہ رہا ہی کہ صاحبو طہماس بلائے بے درمان آفت جہان
ہی نیر اعظم اُسکے ہاتھ سے بچائیگا تو بچینگے نہین تو جانبر ہونا دشوار ہی موت کا سامنا ہی القصہ چار پہر رات آفتاب پرست
سوئے نہین آلات حرب و ضرب درست کیا کیے ہزارہا آدمی دہشت کے مارے بھاگ گئے عجب بدحواسی
تھی جو باقی ماندہ تھے صبح کو مستعد مرگ ہو کر میدان مین آئے طہماس پہلے ہی میدان مین آچکا تھا جب لشکر
آفتاب پرستون کا آیا صفین آراستہ ہوئین میدان تیار ہوا اسد نے طہماس سے کہا کہ اب تم انتظار کسکا کر رہے ہو
جاؤ لوان ناقون کو طہماس نے گینڈا اپنا بڑھایا جب نصف میدان مین پہونچا اور آفتاب پرستون کی نگاہ پڑی
ملک الموت کو دیکھا کہ میدان مین کھڑا ہی ایک ایک مثل قالب بیجان تھا جان باقی نہ تھی مالک بن ملکوت شاہ
مثل تصویر گلی تخت پر بیٹھا ہوا تھا کہ طہماس نے نعرہ کیا ای آفتاب پرستو نکلو میرے مقابلے کو یہان کون ہی جو مقابلے
کو جائے سب دم بخود کھڑے ہوے ہین کوئی ارادہ میدان کا نہین کرتا سر جھکالیے ہین طہماس نے پھر نعرہ کیا ارے
ایک ایک میرے مقابلے کو نہین آتا تو دو دو چار چار ملکر سامنا کرو پھر کسی نے جواب نہ دیا گویا منہ مین کسی کے زبان نہ تھی
ایک پہر انتظار کرکے پھر طہماس نے نعرہ کیا کہ ای کافرو اگر نہین آتے ہو تو مین تیر آتا ہون اب مالک بن ملکوت شاہ
نے دعائین مانگنا شروع کین اور سب آفتاب پرست بھی رونے لگے ایک غلغلہ یا نیر اعظم آفتاب تابان کا
بلند تھا پروردگار عالم تو کافر و مومن سب کو بچاتا ہی اور ابھی انکی قضا بھی نہ تھی طہماس چاہتا تھا کہ گینڈے کو بڑھا کر
آفتاب پرستون پر جائے کہ ایک ہوائے تند چلی اور لکہ ابر آسمان پر نمایان ہوا اور بجنے لگا اُترنے اب قریب جو آیا
تو دیکھا کہ ایرج نوجوان تخت پر سوار چلا آتا ہی آفتاب پرستون مین تو جان آگئی غل ہوا کہ وہ زبدہ آفتاب پرستان
آیا وہ ایرج نوجوان آپہونچا اسد غازی طہماس کے پاس آکر پکارا کہ اتنی دیر تمنے کی کہ یہ یاجی آپہونچا طہماس
بولا کہ صاحبزادے آنے دو اچھا ہوا اسکا آنا پہلے اسے مارون بعد اُسکے اُن سب کو قتل کرونگا مگر ایرج جو آیا
مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا اور اپنی سرگذشت بیان کی اسنے کہا ای ایرج اگر تم گھڑی بھر اور نہ آتے تو
یہان سب کا خاتمہ ہو چکا تھا سب سردار تمہارے زخمی ہوے اور مارے گئے ہم سب مستعد مرگ کھڑے ہوے تھے کہ
نیر اعظم نے آپ کو پہونچایا ایرج نے اُن دیوون کو رخصت کیا اور آپ مرکب پر سوار ہو کر مقابلے کو طہماس
کے آیا پہلے تو تکا و رزنی ہوئی پھر مرکبون کو انھون نے ملکر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا اور ایرج نے کہا ای
طہماس اگر مین نہ آجاؤن تو تو نے لشکر کا میرے خاتمہ کیا تھا طہماس نے کہا ای ایرج تیری تو ذریات مین
سے ایک کو باقی نہ رکھونگا تو نے باپ کو میرے قتل کرایا ہی ایرج نے کہا اسکو نیر اعظم خوب جانتے ہین کہ مین نے
تیرے باپ کو نہین قتل کرایا بلکہ مین منع کرتا رہا اور ظلم سب اسیر سا طور مارتھا طہماس بولا مجھے حیرت
ہی اس عذرخواہی سے کیا حاصل ہو گا اب دیکھ تو کہ مین تیرے ساتھ کیا کرتا ہون اُس روز تو

لندھور نے تجھے میرے ہاتھ سے بچا دیا تھا آج کون بچائیگا کہا کہ اُس روز مین زخمی ہو گیا تھا آج اُسکا عوض لونگا
بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی چار گھڑی مین ایرج نے نیزہ طہماس کا ہوائی کیا طہماس نے خشمناک ہو کر جا طورا مارا ایرج
نے جھپکی دیکر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا لپٹ پڑا اور قصد کیا کہ طہماس کو مانند نور الدہر کے اپنے اُوٹھا لے بس کمر زنجیرین ہاتھ
ڈالکر یا نیر اعظم کہکر جو ہکر مارا زمین سے اُٹھالیا چاہتا تھا کہ سر سے بلند کرے ممکن نہ ہوا طہماس نے لنگر یارا کر زمین
پر آگیا ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ ای ایرج نور الدہر پہلوان یگانہ ہو یہ رتبہ اسی کے واسطے ہو کہ طہماس کو
طرفۃ العین مین اُٹھالیا دوسرے کی یہ قوت نہین قصہ مختصر طہماس بھی دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی
کلہ بہ کلہ مشت بہ مشت لڑائی ہوتی رہی چار دن کشتی رہی شام کو بھی جدا نہ ہوئے طرفین سے روشنی آئی تمام میدان
روشن ہوگیا لوگ کمرین کھول کھولکر بیٹھے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے چار پہر رات کشتی رہی صبح کو بھی وہی عالم تھا
غالب و مغلوب کوئی معلوم نہ ہوتا تھا دو شبانہ روز اسی طرح گذرے تیسرا دن تھا کہ ایک لکہ ابر آسمان پر
نمایان ہوا اور جب وہ قریب آکر منتشر ہوا تو نقابدار سفید پوش دکھائی دیا اور ایک طرف کو قائم ہوا اور دیو
پری جو نقابدار کے ساتھ تھے وہ بھی کشتی دیکھنے لگے ادھر طہماس کی فوج تماشائی ہے ادھر ایرج کی فوج نگران ہے کہ
قضائے کار اسد بن کرب غازی جو کھڑا تھا اُسکے خیال مین گذرا کہ ای اسد سب تو تماشا دیکھ رہے ہین اور
ایرج بھی سرگرم تلاش ہے تو چلکر ایک تلوار ایرج پر مار کہ اُسکا کام تمام ہو یہ اپنے دل مین ٹھان کر گھوڑے
پر سے اُتر کر دبے پاؤن ایرج کی طرف روانہ ہوا جب قریب ایرج کے پہونچا کھینچکر تلوار ایرج پر ماری قضائے کار
چمک تلوار کی جو ایرج نے دیکھی طہماس کو چھوڑ کر علیحدہ ہوا طہماس جو قد مین بہت بڑا ہے ایرج پر چھایا ہوا تھا
ایرج کے ہٹنے سے زمین پر جھکا تلوار اسد کی طہماس پر پڑی کہ پشت و شانہ طہماس کا زخمی ہوا طہماس بیہوش
ہو کر زمین پر گرا ایرج اسد پر دوڑا کہ او دیوانے تو تو مجھے قتل کرنے آیا تھا لیکن تقدیر طہماس کی برگشتہ تھی
کہ وہ زخمی ہوا دوسرے یہ کہ شکار میرا کھویا اب زخمی سے کیا لڑون اگر یہ زخمی نہ ہوتا تو مین اسے زیر کرلیتا کب
چھوڑتا ہون تجھے یہ کہکر اسد پر دوڑا مگر اسد کو کب پاتا ہے اسد دوڑ کر اپنے مرکب پر سوار ہوا لیکن
ندامت زدہ کہ ای اسد افسوس تقدیر پلٹ گئی تدبیر اُلٹی ہوگئی کیا کیا تھا اور کیا ہوگیا یہ پاجی تو بچگیا طہماس
زخمی ہوا اب تو کیا صورت طہماس کو دکھائیگا یہ خیال کرکے گھوڑا اُٹھا کر ایک طرف کو روانہ ہوا دوسرے لوگ
طہماس کے دوڑ پڑے اُدھر سے نقابدار سفید پوش آیا مرہم سلیمانی منگوا کر طہماس کے لوگون کو دیا کہ اسے
لگانا تین پہر مین زخم اچھا ہوگا ایرج نے طہماس کو پالکی پر سوار کرکے نوشاباد کو روانہ کرادیا بعد اسکے
نقابدار سفید پوش کو ایرج اپنے خیمے مین لایا دعوت کی کہا ای نقابدار دیکھا تمنے جو مین یہان ایک دن
اور نہ آؤن تو تمام لشکر میرا آتش عادی کے ہاتھ سے قتل ہوچکا تھا اور ابھی یہ دیوانہ کہ جسکے ہاتھ سے طہماس زخمی
ہوچکا ہے ایک کو میرے لشکر سے زندہ نہ چھوڑتا اور اس دیوانے نے تو مجھکو مارا تھا مگر یہ قدرت نیر اعظم کی
تھی کہ مین بچا بلا میری طہماس پر ٹلی نقابدار بولا کہ سچ ہے دیکھا مین نے حال اس دیوانے کا مگر ابھی کیا خفیف ہو کر
گیا ہے غرض رات کو نقابدار ایرج کے خیمے مین رہا صحبت عیش گرم رہی صبح کو ایرج سے کہا کہ مین نے جو تم سے
وعدہ کیا تھا سو آیا مگر ٹھہر نہین سکتا ایک کار ضروری درپیش ہے اب تو جاتا ہون پھر مین آؤنگا میرے تمہارے
آزمایش ہو جائیگی ایرج نے کہا بہتر ہے جائیے اور دل مین کہا ای ایرج خوب ہوا جو اس سے نجات ہوئی تو خود چاہتا ہے
کہ قلعہ ذوالامان پر جلد پہونچے حاصل کلام نقابدار سفید پوش تو رخصت ہوا اور ایرج ملک زرائیل کی طرف روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان امیر حمزۂ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ وہ شہریار با وقار ہاتھ سے دیامہ جادو کے پریشان ہو کر حالت اضطراب میں چاہ الماس کو ڈھونڈھتے ہوئے روانہ ہوئے ہیں عمرو بن امیہ ضمری مقبل وفادار کرب دلاور ساتھ ہیں کوہ و بیابان طے کرتے چلے جاتے ہیں شام کو جہاں مقام اُترنے کا پاتے ہیں وہاں ٹھہر جاتے ہیں شب بسر کرتے ہیں دن کو شکار مار کر رفع اشتہا کرتے ہیں اور جو کوئی بستی آباد ملجاتی ہے پتا چاہ الماس کا پوچھتے ہیں وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمنے نام بھی چاہ الماس کا نہیں سُنا مایوس ہوتے ہیں یہانتک کہ سات شبانہ روز متواتر چلے گئے آٹھویں روز ایک صحرائے ہول خیز و وحشت انگیز میں پہونچے کہ عجب طرح کا بیابان تھا ہوائے گرم چل رہی تھی کہ منھ جلا جاتا تھا دھوپ اسقدر تیز کہ سر کا بھیجا پکنے لگا تھا ہتھیار تمام جلنے لگے تھے قبضہ تلوار کا جو ہاتھ میں لگجاتا تھا پھپھولا پڑجاتا تھا زبان تالو سے لگکر چھوٹنا مشکل پڑگئی تھی دھوپ آنکھوں کے سامنے ناچتی معلوم ہوتی تھی ہوائے تند ایسی کہ سنگریزے اُڑکر منھ میں جو لگتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ بندوق سے نکلکر چھرے پڑتے ہیں ہوا کی تیزی سے ادھر کا تل ریگ کا اُدھر جا رہتا تھا اُدھر کا ادھر آرہتا تھا کوسوں نشان آب نہ تھا چشمہ سوائے چشمۂ آفتاب نہ تھا اگر ایک آدھ چشمہ معلوم ہوا تو وہ مانند چشم کور تھا کہ اسمیں پانی کا پتا نہ تھا اور اگر کوئی چھتر پر آب پایا تو کف مار و اژدر اسمیں نظر آیا اور جو کوئی چیل بھولکر بیابان میں آگئی ہے تو گری ہے پھڑک رہی ہے پر مار رہی ہے درخت سایہ دار نشان تک نہ معلوم ہوتا تھا اور جو کوئی نظر بھی آیا تو جیسے جلی ہوئی لکڑی کہ پتے کا کہیں پتا نہیں ایک آدھ چغد اُسپر بیٹھا ہوا پر پھیلائے ہوئے لخ لخ کر رہا ہے آواز کٹ بھورے کی چلی آتی تھی سوائے صدائے چغد و فغان بوم اور کچھ نہیں سُنائی دیتا تھا عجب بیابان تھا

نظم

کوسوں کا وہ چٹیل بیابان — انسان وہاں نہ کوئی حیوان
رکھتی تھی ہوا قدم نہ واں پر — ہر ذرہ تھا آفتاب محشر
گرمی میں ہر ایک لو کا جھونکا — اک شعلۂ آتش سقر تھا

آسمان پر بھی سوائے آفتاب کے کچھ نہیں نظر آتا وہ تو البتہ پامردی سے بیچ میدان میں ٹھہرا ہے اُسکا بھی یہ حال کہ اپنی آگ میں آپ ہی پھنک رہا ہے اور دم بھر ایک جگہ قرار نہیں غرض افتان و خیزان با حال پریشان حمزۂ صاحبقران چلے جاتے تھے ہر مرتبہ معلوم ہوتا ہے کہ ابکی گرے تو نہ اُٹھینگے اسی حالت میں پھر چلے گئے قریب ہلاکت پہونچے دعا مانگنا شروع کی کہ اے قاضی الحاجات اے مجیب الدعوات اپنے بندگان گنہگار پر رحم فرما اب تو یہ مارے پیاس کے قریب ہلاکت پہونچ گئے ہیں یہ دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ ناگاہ دور سے کچھ درخت معلوم ہوئے سمجھے کہ پانی یہاں ہوگا جب قریب پہونچے تو وہاں بھی پانی کا پتا نہ ملا مگر دیکھا کہ ہوائے سرد چل رہی بیٹھ گئے کچھ تسکین ہوئی وہاں سے آگے بڑھے تھے کہ باغبان کی آواز کان میں آئی امیر نے فرمایا کہ خواجہ یہاں کہیں باغ معلوم ہوتا ہے تم جاکر پانی میرے واسطے لاؤ عمرو بولا کہ حمزہ میں اس بیابان میں تجھسے جدا نہ ہونگا کرب نے عرض کیا کہ اے شہریار میں جاتا ہوں پانی بھر کر لاتا ہوں یہ کہکر گھوڑا اُٹھا کر روانہ ہوا سامنے چار دیواری باغ کی معلوم ہوئی کرب قریب آیا دروازہ ڈھونڈھنے لگا کہ ایک آواز آئی صاحب کیا ڈھونڈھتے ہو ادھر دیکھو کرب نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین حور وش پری تمکین سبز لباس پہنے ہوئے نہایت خوبصورت حسین بیٹھی ہوئی ہے کرب دیکھتے ہی مائل ہوگیا اور اُسنے آنکھ ملا کر کہا کہ صاحب کسکی تلاش ہے کرب نے کہا کہ سوا تمھارے اور کسکو ڈھونڈھونگا اُسنے کہا کہ آئیے میرے پاس کرب بولا کہ آقا میرا پیاسا ہے پہلے اُسے پانی پلا آؤں تو پھر تمھارے پاس آؤں وہ بولی کہ آئیے پانی لیجیے کرب نے کہا کہ کدھر سے آؤں اُسنے راہ بتائی کرب اوپر گیا پھر وہاں سے نہ نکلا یہاں صاحبقران آہستہ آہستہ چلے آتے ہیں کرب کو جو دیر لگی مقبل سے کہا

کہ تم جاکر دیکھو کہ کرب کیا ہوا مقبل بھی اسی باغ کے پاس آیا اُسی نازنین کو دیکھا یہ بھی مائل ہوا پوچھا کہ یہان ایک
شخص اس وضع کا آیا تھا پانی کی تلاش مین اُسنے جواب دیا کہ تم آکر باغ کے اندر ڈھونڈھلو مقبل اسی راستے سے
اندر گیا پھر اُسکا حال بھی نہ معلوم ہوا کہ اسپر کیا گذری یہان صاحبقران عمرو سے کہتے چلے آتے ہین کہ خواجہ مقبل کو
بھی دیر لگی اب تک پھر کر نہین آیا کیا کرب کے ساتھ یہ بھی گم ہوگیا عمرو نے عرض کیا کہ ای شہریار یہ مقام سحر معلوم
ہوتا ہی مین اسی واسطے قدمون سے جدا نہ ہوا تھا اور اب کرب و مقبل کو خدا ملائیگا تو ملینگے امیر نے فرمایا کہ خواجہ
مجھکو بھی انکی طرف سے ہراس ہی یہی باتین تھین کہ سر کرب غازی اور مقبل وفادار کا کٹا ہوا آگرا یہ معلوم ہوا کہ باغ
مین سے کسی نے پھینکدیا ہی زلفین رخسارون پر لپٹی ہوئی چشم حسرت کھلی ہوئی شہرگ سے خون جاری لب کرب
کے سر پر جو نگاہ اُس افسر عالم کی پڑی اٹھاکر مُنھ سے مُنھ ملانا شروع کیا پکارے کہ ای کرب تم ہمکو کرب و بیقراری
مین چھوڑ گئے ہم پانی کو تمھین بھیجکر کسے ہاتھ دھو بیٹھے ای کرب کہنے کچھ وصیت بھی نہین کی ہم زبیدہ شیر دل کو
کیا جواب دینگے وہ جو مجسے پوچھیگی کہ میرے وارث کو کیا کیا تو شرمندہ ہونگا ای کرب بعد تمھارے زندگی ہمین منظور
نہین اور یہ کہکر خنجر کھینچا ادھر دیکھا تو عمرو اپنے کو ہلاک کیا چاہتا ہی سر زمین پر دے دے مار رہا ہی روتے روتے
آنکھین لال ہوگئی ہین پکار رہا ہی کہ ای حمزہ تو تو داماد کو پیار کر چکا اب مجھکو بھی سر اُسکا دے مین صورت دیکھ لون
پھر یہ شکل کہان دکھائی دیگی امیر نے فرمایا کہ بھئی لوتتے تو اسے بیٹا کیا تھا تم تو حقدار ہو عمرو نے وہ سر لیکر پیشانی کو
بوسہ دیا آنکھین چومین پکارا کچھ بات نہین کرتے کس ظالم نے تمھارا سر کاٹا کچھ بیان تو کرو حمزہ صاحبقران نے جواب دیا
کہ بس اب یہ قیامت کو بات کرینگے ہمکو دو ہم سر کو کلیجے سے لگائین عمرو بولا حاضر ہی غرض کبھی امیر سر کو لے لیتے
ہین اور کبھی عمرو اور امیر چیخین مار مار کر روتے ہین یہانتک کہ اُسی حالت بیقراری مین دونون نے چاہا کہ خنجر
مار کر مر جائین کسی نے پیچھے سے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کیون حرام موت مرتے ہو یہ دونون زندہ ہین چاہ الماس
مین انسے ملاقات ہوگی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک بزرگ سبز پوش پس پشت ہاتھ پکڑے ہوئے سمجھا رہے
ہین پوچھا کہ نام نامی آپکا کیا ہی آگاہ کیجیے اُس بزرگ نے فرمایا مجھے خضر کہتے ہین بارے حضرت کے فرمانے سے
دونون کو تسکین ہوئی استفسار کیا کہ یا حضرت یہ کیونکر مارے گئے فرمایا کہ کشتۂ سحر ہین اور قاتل انکی نرگس جادو
ہی بین دمامہ جادو کی چاہ الماس مین تمھین یہ زندہ ملینگے اور قاسم سے بھی ملاقات ہوگی بارہ برس اُسے
قید مین ہو چکے ہین امیر نہایت خوش ہوئے غم کرب کا بھول گیا قدمون پر حضرت کے سر اپنا رکھدیا تھا پھر
جو سر اُٹھایا حضرت کو نہ پایا عمرو سے کہا کہ خواجہ صبر کرو نبی کا فرمانا جھوٹھ نہ جانو عمرو کو تسکین ہوئی ان
دونون سرون کو وہین دفن کر دیا وہان سے روانہ ہوئے مگر یہ کہتے ہوئے کہ افسوس چار تھے دو ہی رہگئے لاچارہ ہی
کیا تھا چار و ناچار چلے جاتے تھے کہ زنجیر کی جھنکار کی صدا کان مین پہونچی سامنے سے ایک دیوانے کو دیکھا کہ چلا
آتا ہی بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے ہین زنجیر کمر مین لپٹی ہوئی ہی یہ سنگ گران کاندھے پر رکھے ہوئے ہی مگر چہرہ
مانند آفتاب کے روشن ہی اُس دیوانے نے آواز دی کہ ای اجل رسیدگان کہان آتے ہو خبردار ادھر نہ آنا
جدھر سے آئے ہو اُسی طرف پھر جاؤ یہ مقام شیرون کا ہی ادھر آؤگے تو مارے جاؤگے عمرو نے کہا کہ حمزہ پھر چل
سڑی سودائی سے سامنا کرنا کیا فائدہ صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ مین اسکا سب سودا ابھی نکال ڈالونگا
بڑے بڑون کو مین نے درست کیا ہی تم کیون گھبراتے ہو یہ کہکر دیوانے کی طرف کہا کہ کیا بکتا ہی ہم شیر کش ہین اسی واسطے
یہان آئے ہین کہ دیوانے کو سیدھا بنائین بس یہ سننا تھا کہ دیوانہ آگ ہوگیا پکارا کہ میرا شیری ہی تو آ تا رنگ دکھیون

کیونکہ میرے ہاتھ سے زندہ بچا ہی اور چوبدست سر پر چرخ دیکر صاحبقران کے ماری امیر نے آتے چوبدست کو خیال
مین کرکے تیکلی دی کہ چوبدست ترچھی ہوئی دستے کو چوبدست کے زبردستی پکڑ لیا دیوانہ چوبدست چھوڑ کر
صاحبقران سے لپٹا کشتی ہونے لگی ایک دو پہر کشتی ہوئی تھی کہ صاحبقران نے ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ نعرہ اللہ اکبر
کھینچکر زور کیا کہ زمین سے دیوانے کو اُٹھا لیا پھرا کر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا چھاتی پر چڑھ کر صاحبقران نے
فرمایا لعنت کر زبرجد شاہ پر مسلمان ہو اُسنے کہا کہ آپ اپنا نام بیان کرین کہ آپ حمزہ صاحبقران ہین یا کوئی اور
ہین فرمایا کہ ہان مین حمزہ صاحبقران زلزلہ قاف ثانی سلیمان ہون اُسنے کہا کہ مین کتنے برس سے زبرجد شاہ پر
لعنت کر چکا ہون مسلمان ہون رات کو حضرت خضرؑ نے مجھے بشارت دی کہ حمزہ صاحبقران آتے ہین وہی تجھے زیر
کرینگے انکی غلامی اختیار کرنا بموجب ارشاد حضرت مین آپ سے لڑا اب آپ چلیے جو کچھ ماحضر ذرہ بمقدار کو میسر
ہو اُسے تناول فرمایئے صاحبقران سینے پر سے اُسکے اُترے وہ قدمون سے صاحبقران کے لپٹا امیر نے گلے
سے لگایا فرمایا کہ حال اپنا بیان کر تو کون ہی یہین کا رہنے والا ہی یا کسی اور جگہ کا باشندہ ہی اور روز ازل ہی سے
یہ تیری وضع ہی یا کسی سبب سے یہ سودا ہی اسنے کہا کہ حضور تشریف لے چلین مین از ابتدا تا انتہا اپنا حال گزارش
کرونگا صاحبقران نے پوچھا کہ مکان تمہارا کتنی دور ہی اُسنے کہا کہ بہت قریب ہی امیر اُسکے ساتھ روانہ ہوئے
کوئی ایک میل آئے ہونگے کہ ایک بیشہ سبز و خرم معلوم ہوا اندر جو اُسکے آئے دیکھا کہ ایک بنگلہ خس کا پڑا ہوا
ہی منقش سے گندھا ہوا ہی اور دور دور اور مکانات بنے ہوئے ہین کہ اس دیوانے نے ایک آواز زور سے دی دیکھا
صاحبقران نے کہ ایک دیوانہ اور نمودار ہوا کہ بہت سی کنجیان اُسکے پاس تھین اور غول دیوانون کا اُسکے
پیچھے چلا آتا تھا امیر نے پوچھا کہ یہ دیوانہ کون ہی عرض کیا کہ یہ خزانہ دار ہی میرا اور غلہ بھی اسی کے پاس رہتا
ہی شتاق دیوانہ اسکا نام ہی یہ اسی صحرا مین رہتا تھا اور کسی کو ادھر سے راہ مین چلنے دیتا تھا مین نے آکر اسکو
زیر کیا یہ میرا رفیق ہوا امیر نے فرمایا کہ تم اپنا حال بیان کرو کب سے یہان رہتے ہو اور کیا نام ہی تمہارا
اُسنے عرض کیا کہ مین بھائی ہون زبرجد شاہ کا نام میرا ابو الہول ہی مجھکو عالم خواب مین ایک فرد بزرگ
نے مسلمان کیا جب سے مین نے شہر مین رہنا موقوف کیا ہی خود کو دیوانہ بنایا یہان مسکن اپنا مقرر کیا یہ جتنے
دیوانے ہین سب میرے زیر کیے ہوئے ہین زبرجد شاہ نے میرے واسطے جاگیر مقرر کر دی ہی مین یہان رہا
کرتا ہون جو کافر ادھر سے گذرتا ہی اُسے مارتا ہون مار کر کنوئین کھدوائے ہین اُسمین ڈالدیتا ہون اب آپ فرمایئے
کہ اس صحرائے لق و دق مین کیونکر تشریف فرما ہوئے امیر نے اپنے سردارون کا گرفتار سحر ہو کر زبرجد شاہ کو سجدہ
کرنا اور دمامہ جادو کی تلاش مین چاہ الماس کو جانا تمام حال بیان کیا اور فرمایا کہ ای ابو الہول دس روز ہو گئے
چاہ الماس کا نام جس سے پوچھتا ہون کوئی نہین بتا سکتا ہین کہتے نام بھی نہین سنا ابو الہول نے عرض کیا کہ ای
شہریار مین آپ کو لیچلونگا مین جانتا ہون کہ جہان چاہ الماس ہی مگر آپ نے بڑے کار دشوار پر کمر ہمت باندھی ہی
صاحبقران نے فرمایا ای ابو الہول لشکر میرا تمام تباہ ہی جملہ سردار گرفتار سحر ہین اور علاوہ اسکے حضرت خضرؑ نے بھی
یہ بشارت دی ہی کہ اگر ان دنون مین تمنے ارادہ استیصال دمامہ جادو کا نہ کیا تو پھر اسکا مارا جانا دشوار ہی اور وہ ایک
زمانے کو تباہ کریگی ناچار مجبور ہین وہان سے روانہ ہوا پریشانی لشکر کی مجھسے نہ دیکھی گئی چل کھڑا ہوا یا تو مین نے
دمامہ جادو کو مارا یا اپنی جان دی اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار سنیے حال چاہ الماس کا زمانۂ سابق مین جو
سکندر ذو القرنین یہان آیا دیکھا اُسنے کہ بغیر ابر کے بجلی چمکی وہ نہایت متحیر ہوا کئی روز اسی فکر مین غلطان و پیچان رہا

آخر کار دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہان کان الماس کی ہے بس سکندر نے زمین کو کھدوایا دیکھا تو واقعی معدن الماس
ہے جب الماس تمام نکال لیا گیا تو ایک کنوان سا وہان بنگیا اسی سبب سے نام اُسکا چاہ الماس ہو گیا اب اسکے
اندر دمامہ جادو نے مسکن اختیار کیا ہے اُس کنوین مین کودیے گا تو دمامہ جادو تک رسائی ہوگی امیر نے فرمایا
کہ اے ابوالہول ہر چہ بادا باد مثل مشہور ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا مین ضرور جاؤنگا اور بغیر جائے چارہ ہی کیا ہے القصہ
ابوالہول نے اُس روز تو دعوت کی امیر نے دعوت اُسکی قبول فرمائی مگر خواجہ نے کہا کہ مین کسی کی دعوت
نہین قبول کرتا مین سفر مین ہون اور زمانہ بہت نازک ہے البتہ اگر کچھ نقد سے دعوت ہو تو کیا مضائقہ ہے امیر نے
فرمایا کہ خواجہ تم کہین نہین چوکتے ابوالہول نے عرض کیا کہ مجھے بدل منظور ہے اور ایک ہزار دینار خواجہ کی نذر
کیے اور امیر کے واسطے جملہ سامان دعوت مہیا کیا کھانے قسم قسم کے تیار کر لئے کوئی چار گھڑی رات گئی ہوگی کہ
ابوالہول خدمت امیر مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور خاصہ تیار ہے سویرے سے نوش فرمایئے تو بہر استراحت
فرمایئے کیونکہ آپ تھکے ہوئے ہین اور پھر چاہ الماس کا بھی عزم رکھتے ہین خواجہ نے کہا ہان حمزہ سچ ہے سویرے
سے کھا پی کے سو رہو صبح تڑکے اُٹھکر چاہ الماس جانا ہے امیر نے فرمایا کہ تمکو کیا ہے تم اپنی دعوت کا نقد لے چکے عمرو نے
عرض کی حمزہ مین تمھارے ہی واسطے کہتا ہون مجھے کیا ہے القصہ امیر خاصے پر تشریف لائے اور عمرو کی صلاح کی
کہ آؤ خواجہ کھانا کھاؤ عمرو نے کہا نہین حمزہ مین نہ کھاؤنگا اگر مین نے دعوت کا نقد نہ لیا ہوتا تو خیر کیا مضائقہ
تھا ابوالہول نے کہا کہ آپ کچھ اسکا خیال نہ کیجیے ادھر امیر نے فرمایا کہ بھئی تم ہمارے کھانے مین سے کھاؤ جب بہت
اصرار کیا تو یہ بھی آکر بیٹھے سب نے کھانا کھایا اور جا کر فرش خواب پر سو رہے کوئی پہر رات باقی ہوگی کہ آنکھ امیر
کی کھلگئی دم گھبرانے لگا عمرو کو آواز دی کہ خواجہ خواجہ کیا سوتے ہو عمرو نے چونک کر جواب دیا کہ یا امیر آپ تو
سونے بھی نہین دیتے ہین فرمایئے کیا ارشاد ہوتا ہے امیر نے فرمایا کہ خواجہ اسوقت کچھ دم گھبراتا ہے جب سے آنکھ کھلی
ہے کسی طرح نیند نہین آتی عمرو نے کہا کہ کسی کی یاد آگئی ہوگی الغرض باتین کرتے کرتے صبح ہوگئی امیر نے ابوالہول
کو بلا کر فرمایا کہ اب مجھے وہان لیچلو وہ مستعد ہوا کہ چلیے خواجہ نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ حمزہ خدا حافظ تجھکو دیوانہ
کنوئین مین گرانے کو لیچلا ہے مین دیدہ و دانستہ نہ گرونگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ تم بھی اُس چاہ تک پہونچا کر
چلے جانا ہم تمھین آپ رخصت کر دینگے عمرو بولا اچھا چلیے چاہ الماس کو دیکھکر چلا جاؤنگا القصہ یہ تینون وہان
سے روانہ ہوئے دیوانہ دو چار کوس چلکر تھکگیا اور وہین مقام کیا گوشت شکاری کے کباب کھائے اشتہا کو رفع کیا
پھر وہان سے صبح کو چل نکلے چلتے چلتے پہر دن رہا تھا کہ ایک کوہ زرد زہر مہرے کا دکھائی دیا اور فرسنگ در فرسنگ
سبزہ زار نظر آیا نہرین جاری تھین درخت میوہ دار لگے تھے گلہائے رنگا رنگ پھولے ہوئے تھے ہوائے خوش عیسی دم مسیح
نفس چلی آتی تھی طائران خوش الحان زمزمہ سرائی مین مصروف تھے عجب مقام با فضا اور دلچسپ تھا حمزہ صاحبقران
عمرو سے تعریفین کرتے ہوئے چلے آتے ہین عمرو کہتا آتا ہے کہ حمزہ یہ فضائے روح افزا ہے الحاصل رات کو وہین مقام کیا صبح
کو پھر چل نکلے دو پہر تھی کہ ایک چمک مانند آفتاب کے زمین پر معلوم ہوئی امیر نے فرمایا کہ بھئی ایک آفتاب تو آسمان
پر ہے یہ دوسرا آفتاب زمین پر کیسا نکلا ہے ابوالہول نے عرض کیا کہ اے شہریار یہی چاہ الماس ہے آفتاب کے
عکس سے جلت اُسکی چمک رہی ہے صاحبقران اور قریب اُسکے پہونچے دیکھا کہ واقعی آفتاب کے عکس سے
جلت چاہ الماس کی مانند آفتاب کے تابندہ ہے اور جواہر بیش قیمت اُسپر نصب ہین چار زمردین مینار سے تھے
ہر ایک پر کلس کی جگہ شعلہ آتش مانند شمع روشن تھے اور وہان چاہ سو قدم سے سو قدم تک مدور تھا جب قریب

چاہ کے پہونچے عمرو نے کہا حمزہ خدا حافظ اب غلام رخصت ہوتا ہی اور روکر پکارا کہ ای ماہ تابان سپہر صاحبقرانی وای مہر درخشان بارگاہ سلیمانی عمرو کہ غلام قدیم تیرا ہی برائے خدا اسکے کہنے پر عمل کر اور چاہ پر بلا مین نہ جا کسی طرح جی نہین چاہتا کہ تجھے تنہا چھوڑون اور اکیلا چاہ مین گرنے دون عالم مجبوری ہی فرمایا کہ ای یار وفادار وای مونس و غمخوار تو نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ فرزندون اور رفیقون پر میرے کیا حادثہ گذرا ہی لشکر کس آفت مین گھرا ہوا ہی اس زندگی سے تو مرگ ہی بہتر ہی کہ نہ کوئی رفیق و یار نہ کوئی فرزند و سردار باقی ہی سب بلائے سحر دمامہ جادو مین گرفتار ہین اور روکر پکارے اشعار

افسوس کہ نی رفیق ماندو نہ قدیم
یک یک رفتند زین گلستان چو نسیم
اکنون چکنم چرا نہ نالم بیدل
منقار بدیدہ و لیک گردیدہ دو نیم

ای عمرو ایک تو باقی رہگیا ہی تو ساحر تیرے بھی دشمن جان اور تشنہ خون ہین اگر کوئی ساحر تجھکو پا جائیگا تو مار ڈالیگا اور بہت بری طرح پیش آئیگا اور عمرو کو گلے سے لگاکر خوب روئے فرمایا کہ خواجہ مین خود نہین چاہتا کہ تم بلا مین گرفتار ہو تم جاؤ لشکر مین اور حقیقت ہماری بیان کر دینا اگر خدا نے فضل کیا اور ہم دمامہ جادو پر فتحیاب ہوگے تو آکے اور جو ہمارا خاتمہ ہوگیا تو تم وہ جو دست و پا شکستہ یعنی پردہ داران سرادق عصمت ہین انکو خانہ کعبہ مین پہونچا دینا اور بعد ہمارے بجز تمھارے انکا اور کوئی دستگیری کرنیوالا نہین ہی عمرو قدمون پر گر پڑا کہ ای حمزہ یہ مجھکو کسی طرح گوارا نہین ہی کہ تنہا تجھکو چھوڑون فرمایا کہ بھی پھر ہمارے ساتھ چلو ہم تم ایک حال مین رہین عرض کیا کہ یہ بھی نہین جی چاہتا کہ اس بلا مین دیدہ و دانستہ گرفتار ہون کوئی بھی آج تک ایسے کنوئین مین گیا ابوالہول پکارا کہ یا صاحبقران عمرو کا ساتھ چلنا جلد واجبات سے ہی اگر یہ ساتھ نہ ہوگا تو کچھ نہ ہوسکیگا یہ شخص قاتل ساحران عالم ہی عمرو نے یہ سنکر کہا کہ تو دشمن ہی معلوم ہوا کہ حمزہ کے لگا لانے کے واسطے زرجد شاہ نے تجھے یہان مقرر کیا تھا تو چاہتا ہی کہ حمزہ کو چاہ بلا مین گرائے اور ورطہ ہلاکت مین گرفتار کرائے امیر یہ سنکر ہنسے اور کہا کہ خواجہ جو کچھ تقدیر مین لکھا ہی وہ ہوگا عمرو بولا کہ مین ایسے مقدر سے درگذرا مجھے کنوئین مین گرنا منظور نہین آپ اس دیوانے کے فریب مین گرفتار ہوکر جائیے مجھے جو کچھ فرمانا ہو وہ فرمائیے مین بادشاہ اسلام سے جاکر عرض کرون خدا حافظ جاتا ہون مگر اتنا عرض کیے دیتا ہون کہ خدا نخواستہ اگر یہ خبر وحشت اثر تیری سنی کہ تیرے دشمنون کا کام تمام ہوا تو مین بھی اپنے کو زندہ نہ رکھونگا اور مین جس وقت مین خود اپنی جان دینے پر آمادہ ہوا پہلے زرجد شاہ کو واصل جہنم کرونگا پھر اپنی جان دونگا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تم ایسا ہی کروگے مین خوب جانتا ہون اور ابوالہول سے کہا کہ بھی تم کہتے تھے چاہ الماس مین کان الماس ہی تمنے خود بھی دیکھی تھی یا فقط کان ہی سے سنا تھا اسنے عرض کیا کہ سامنے موجود ہی دیکھ لیجیے جھوٹھ سچ میرا معلوم ہو جائیگا عمرو بولا حمزہ تجھے خبر ہی کہ کان الماس کہان ابوالہول دیوانہ دوڑکر جگت پر کنوئین کی چڑھ گیا جھککر دیکھنے لگا اور سر اٹھاکر کہا ای شہریار یہان تشریف لائیے دیکھیے کہ تمام چاہ الماس سے بھرا ہوا ہی عمرو پکارا کہ ای ابوالہول وہان کچھ خطرہ تو نہین ہی مین بھی آکر دیکھون وہ بولا آئیے مین تو کھڑا ہون اندیشہ کیا ہی عمرو نے جو نام معدن الماس کا سنا منہ مین پانی بھر آیا صاحبقران سے کہا کہ حمزہ چل دیکھ تو سہی کہ حقیقت مین معدن الماس ہی یا نہین فرمایا کہ بھی چلو عمرو دوڑا کہ ای دیوانے کہان ہی الماس اور جگت پر چڑھ آیا ابوالہول نے کہا جھککر دیکھیے عمرو دونون ہاتھ جگت پر رکھکر جھکا صاحبقران نے ابوالہول کو اشارہ کیا کہ ڈالدے عمرو کو کنوئین مین یہ یون ہمارے ساتھ نہ جائیگا ابوالہول نے جلدی سے عمرو کو دھکیل دیا عمرو غلطان پیچان کہتا ہوا چلا کہ او

دیوانے بڑی دغا کی تو نے بعد اسکے ابوالہول کو دا اور کہا کہ خواجہ مین بھی تو آپ کے ساتھ آیا بعد اسکے
حمزہ صاحبقران بھی یاد کرکے پروردگار عالم کو کود پڑے غلطک کھاتے چلے تھے کہ پانون زمین پر آشنا ہوے
دیکھا تو ایک میدان وسیع ہی عمرو اور ابوالہول دونون کھڑے ہوئے ہین عمرو کہ رہا ہی کہ او دیوانے یہ کیا سلوک
تونے میرے ساتھ کیا اسنے کہا کہ خواجہ مین بیقصور ہون باشارہ صاحبقران مین نے تمھین گرایا تھا کہ اتنے مین آواز
آئی خواجہ ہم بھی تو آئے تم ہمین تنہا چھوڑے جاتے تھے خواجہ تم تو ہمارے ہر جگہ شریک رہے ہو ہمین ہمین تجھے تنہا
نہین چھوڑا عمرو پکارا ہین تو جانتا تھا کہ آپ ہی کے اشارے سے مجھکو گرایا ہی نہین تو دیوانے کی یہ قدرت
نتھی کہ مجھکو وہ ڈھکیل دیتا فرمایا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا اب چلو کوئی ملے تو اس سے راستہ دمامہ جادو کے مکان
کا پوچھین یہ کہکر چل کھڑے ہوئے تھوڑی دور آئے ہونگے کہ ایک مرد پیر مشائخ وضع دکھائی دیا کہ بادامی عمامہ
سر پر بندھا ہوا پیراہن سفید پہنے ہوئے پائجامہ قلندرے کا پانون مین کفش پہنے ہوئے سامنے سے چلا آتا ہی
آتے آتے جب قریب امیر کے ہو تجا پکارا کہ سلام علیک یا حمزہ صاحبقران امیر نے جواب سلام دیا وہ بولا
کہ تمنے بڑا قصد کیا خدا تمھین فتحیاب کرے صاحبقران نے کہا کہ امیدوار ہون کہ آپ میرے واسطے دعا کیجیے
کہا کہ باہم کیا اور دعا ہماری کیا یہ کہتا ہوا برابر سے صاحبقران کے گذرا عمرو تو ذرا پیچھے امیر کے ہو گیا
بس وہ مرد پیر کہ خرس بادیہ ضلالت تھا اسنے عمرو کو دوڑ کر پکڑا اور شیر کی صورت بنکر عمرو کو پیٹھ پر ڈالکر
لیچلا عمرو چلایا کہ ای حمزہ مجھکو تو یہ نالائق پکڑ لیچلا جلد میری خبر لے مین تو اسی واسطے یہان نہ آتا تھا کہ میرا
زمانہ دشمن ہی صاحبقران نے پھر کر دیکھا کہ وہ مرد پیر کیا ایک شیر عمرو کو پکڑے لیے جاتا ہی یقین ہوا کہ یہ
ساحر ہی لرزہ کیا کہ او تیرہ روزگار میرے یار وفادار کو کہان لیے جاتا ہی آیا ہین اور دوڑ کر اسم اعظم تلوار پر دم
کرکے جو شیر پر ماری اسکی کمر پر پڑی کہ مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے شیر لگا تڑپنے صورت شیر کی مٹ گئی پتھر
اسکے خاک اڑنے لگے زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا گیر و دار کی صدا بلند تھی آگ اور پانی برس رہا تھا آندھی
چل رہی تھی بعد چار گھڑی کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ذوفنون جادو دربان چاہ الماس بود اب
جو روشنی ہوئی عمرو دوڑ کر قدمون پر صاحبقران کے گرا اور کہا کہ ای شہریار آپنے کار نمایان کیا نہین تو مجھے
یہ ساحر پکڑے لیچلا تھا اور ای حمزہ مین نے تو پہلے ہی جانا تھا کہ یہ کوئی مکار ہی خیر عمرم رسیدہ بود ولے بخیر گذشت
امیر نے فرمایا کہ الحمد للہ کہ ہمنے پہلا تک تو توڑا ایک ساحر کو تو مارا اب وہان سے آگے روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک صحرا
مین پہونچے دیکھا کہ عجب دشت ہولناک ہی کوسون کا میدان ہی درخت کوئی نام کو نہین آندھی چل رہی ہی بگولے
اٹھ رہے ہین گرمی اسقدر ہی کہ پناہ بذات خدا جو جھونکا ہوا کا آتا ہی تمام جسم مین آگ لگا دیتا ہی پانی کا
کوسون نام و نشان نہین دل ہین کہ مارے پیاس کے بجھے جاتے ہین امیر نے عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ
بھی کبھی اور بھی تمنے ایسا میدان دیکھا تھا عمرو عرض کرتا ہی یا امیر کیا عرض کرون بڑے بڑے جنگلون مین
گذر میرا ہوا بڑے بڑے میدان دیکھے لیکن آج تک ایسا ہولناک میدان نظر سے نہین گذرا نہ یہ گرمی کہین
دیکھی بالکل میدان قیامت کا گمان ہوتا ہی آفتاب ہی کہ سر پر چلا آتا ہی زمین ہی کہ تابہ آہن ہی پانون رکھا
اور چھالے پڑ گئے پھر امیر ابوالہول کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ کیون بھئی تمنے بھی کبھی ایسا دشت
ہولناک دیکھا اسنے بھی جواب دیا کہ یا صاحبقران اس غلام کو ایک زمانہ گذرا ہی کہ شہر مین رہنا چھوڑ کر
جنگلون مین بود و باش اختیار کی ہی مگر ایسا جنگل وہ ایسا ہولناک مقام آج تک کبھی خواب مین بھی نظر نہین آیا سرہی

کہ تڑپا جاتا ہے زبان مین مارے پیاس کے کانٹے پڑے جاتے ہین اے شہریار اگر یہی حال رہا تو زندگی بھی نہوگی
یہ غلام تو کوئی دم مین مارے پیاس کے ہلاک ہو جائیگا امیر فرماتے ہین کہ ہمارا بھی تو یہی حال ہے کہین پانی کی تلاش
کرنا چاہیے یہ سب یونہین تلاش آب مین چلے جاتے ہین مگر نہ کہین کوئی چاہ نظر آتا ہے نہ کوئی دریا دکھائی دیتا
ہے القصہ جاتے جاتے دور سے ایک دریا نظر آیا عمرو نے کہا یا امیر سامنے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دریا ہے امیر نے
فرمایا کہ ہان خواجہ انداز تو ایسے ہی پائے جاتے ہین مگر کہین دریاے ریگ تو نہین ہے لیکن خیر جو کچھ ہو چلنا چاہیے
شاید پانی ملجائے بغیر پانی کے اب تو دم پہ بنی ہوئی ہے یہ سب چلے جاتے ہین مگر کسی طرح قریب اُس دریا کے
نہین پہونچتے اب دن بھی بہت کم رہگیا ہے عمرو کہتا ہے یا امیر یہ دریا نہین ہے اسکی طرف جانا بیکار ہے
اور اگر ہے بھی تو دریاے سحر ہے دو پہر ہوگئے کسی طرح قریب اسکے پہونچتے ہی نہین الغرض کوئی دو چار گھڑی دن باقی ہوگا
کہ قریب اُس دریا کے پہونچے ابوالہول سب سے زیادہ مارے پیاس کے بیتاب تھا سب سے پہلے دہی ایک ڈولچی لیکر
دریا کی طرف دوڑا قریب ہونچا جلدی سے ڈولچی دریا مین ڈالدی اور نکالکر جلدی سے پانی پر گر پڑا خود پانی پیکر
چاہتا تھا کہ دوسری ڈولچی بھر کر امیر کے واسطے پہنچے کہ ایک نہنگ پیدا ہوا اور جلدی سے ابوالہول کو اپنی
پیٹھ پر لیکر روانہ ہوا اب ابوالہول لگے چیخنے کہ یا امیر دوڑیے جلد آئیے مجھکو یہ نہنگ لیے جاتا ہے امیر نے کہا کہ غضب
ہوا اور یہ کہکر دوڑے جاکر کود کر دریا مین اور تلوار پر اسم اعظم دم کرکے ایک ضرب جو ماری دو ٹکڑے کیا اور
ایک تلاطم برپا ہوا آوازین ہیبتناک آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من نہنگ جادو بود
اب جو دیکھا تو نہ دریا ہے نہ کہین پانی ہے لاش ایک جادوگر کی پڑی ہوئی ہے پھر وہان سے روانہ ہوئے جاتے جاتے
قریب شام ایک صحراے سبز و خرم نظر آیا کہ جا بجا چشمۂ آب مصفا جاری گھانس وہ سرسبز ہو رہی ہے کہ زمرد
اُسکے سامنے شرماتا ہے نسیم عنبر شمیم چل رہی ہے گلہاے رنگا رنگ شگفتہ ہین اشعار

ہر برگ گلے چو شجر اشے در ہر گلے چشم بینا	در دامن ہر شگوفہ باشے مینو کدہ برنگ مینا	گلہاے شگفتہ جام بردست سیرابی سبزہ ہاے نوخیز	برخاستہ بانگ بلبل مست از لولوے تر زمرد انگیز

اور سامنے ایک کوہ زمردین دیکھا کہ گرد اسکے لالہ کمر تک پھولا ہوا ہے اور ایک طرف کوہ طلا نظر آیا
کہ مثل خورشید چمک رہا ہے اب دن کوئی دو ہی ایک گھڑی باقی ہے ہوا سرد چلنے لگی ہے شفق پھول رہی ہے
ٹکڑے ابر کے رنگا رنگ آسمان پر پھیلے ہین جانور درختون پر آ آکر بسیرا لیتے جاتے ہین صاحبقران قریب کوہ طلا
کے پہونچے دامن کوہ مین دیکھا کہ گھانس مینا کار لگی ہوئی ہے یعنے ہر برگ گیاہ پر تحریرین طلائی ہین سبزی اور
زردی عجب رنگ دکھا رہی ہے نہرین نہایت پاک اور لطیف جاری ہین جا در آبشار پہاڑ پر سے گر رہی ہے
رنگ رنگ کی پتھریان اُسمین لوٹتی ہوئی چلی آتی ہین اور اُس سبزۂ مینا کار مین ایک چبوترہ بلورین ہے کہ
اُسپر جواہر بیش بہا بیشمار نصب ہین اور گرد اسکے سبزہ زار نہایت خوشنما گویا زمرد کی تختہ ہے اور اس سبزہ زار
مین درخت میوہ دار لا انتہا لگے ہوئے ہین کہ پتے اُنکے زمردین ہین اور شاخین سیمین ہین پھول یاقوت کے ہین
عجب کیفیت کی جگہ ہے اور اب دن بھی تمام ہو چکا ہے آفتاب سمت مغرب کو تیزی کے ساتھ چلا جاتا ہے
امیر با توقیر صنعت کو صناع عالم کی حیران کو دیکھ رہے ہین عمرو سے فرما رہے ہین کہ خواجہ قسم ہے
پروردگار عالم کی کہ کبھی ایسا مقام دلچسپ نظر سے نہین گذرا شب باشی کے واسطے اس سے بہتر مقام نملیگا
عمرو کہتا ہے یا امیر پانی تو پی لیجیے صاحبقران فرماتے ہین کہ خواجہ اب تو نہ بھوک ہے نہ پیاس ہے

عمرو بولا یا امیر میرا تو مارے بھوک پیاس کے عجب حال ہی امیر فرماتے ہین کہ خواجہ ہین تمکو منع تھوڑی کرتا ہون غرض عمرو گیا اور طرح طرح کے میوے توڑ کر لایا امیر نے بھی کچھ کھائے عمرو نے بھی کچھ کھایا باقی داخل زنبیل کیا کہ وقت بیوقت کام آئیگا جب کھا چکے تو امیر نے فرمایا کہ خواجہ افسوس ہی کہ مکان ایسا تکلف کا لیکن نہ فرش ہی نہ پلنگ ہی نہ اسباب عیش ہی عمرو بولا حمزہ بڑے آدمی کے لیے سب چیزین موجود ہوجاتی ہین بقول شاعر شعر

شعر بدشت وکوہ وبیابان غریب نیست ✽ ہرجا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت ✽

اگر کچھ روپیہ صرف کرو سب کچھ مہیا ہوجائے صاحبقران نے ہنسکر کہا کہ خواجہ اگر یہان مال عالم بھی ہو تو اسباب عیش کہان میسر ہوسکتا ہی عمرو بولا کہ حمزہ اگر روپیہ ہو تو مین اپنا ذمہ کرتا ہون کہ جلد اسباب عیش مہیا ہوجائے فرمایا کہ خواجہ اگر اسباب عیش تم مہیا کر سکتے ہو تو کچھ روپیہ بھی ہین تمھین قرض دو عمرو نے عرض کیا کہ کچھ حاجت قرض کی نہین ہی آپ فقط تمسک لکھدین فرمایا قلم دوات کاغذ لاؤ عمرو نے زنبیل سے قلم دوات کاغذ نکالکر سامنے رکھدیا امیر نے پانچ ہزار روپیہ کا تمسک لکھکر مہر کرکے عمرو کو دیدیا عمرو نے اسے زنبیل مین رکھ لیا اور اسباب عیش زنبیل سے نکالنا شروع کیا طلائی زردوزی کی نکالکر بچھائی اسپر نمگیرہ تمامی کا استادہ کیا بعد اسکے پلنگ جواہر نگار بچھا دیا پلنگ پر چادر محمودی کی بچھائی اور تکیے سادی مخمل کے رکھدیے چارون گوشے پلنگ کے موتیون کے گچھے سے باندھکر پلنگپوش اوپر ڈالدیا سامنے مسند بہت تکلف کی بچھائی تکیے لگائے صاحبقران والاشان کو اسپر بٹھایا کشتیان شراب کی مہیا کین بوتلین شراب کی چُن دین اور جام جواہر نگار سامنے رکھدیے صاحبقران نے سجدہ شکر ادا کیا کہ ایسے مقام مین اس طرح کا سامان بعنایت الٰہی موجود ہوگیا اور اسوقت رنگریز قدرت نے ٹکڑے ابر کے رنگ رنگ کر آسمان پر پھیلا دیے ہین اُسکا عکس جو آکر پڑتا ہی تو چبوترہ بلور کا شفقی رنگ کا معلوم ہوتا ہی امیر با توقیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ جان سب سامان تمنے درست کر دیا ہی مناسب ہی کہ اب تم نے نوازی بھی کرو کہ مدت سے تمھین نہین سنا اور خواجہ سامنا ایسی نالائق جادوگرنی سے پڑا ہی خدا جانے زندہ بچین یا نہ بچین خیر تمھین سُن تو لین عمرو نے عرض کیا کہ مین حاضر ہون اور جوڑی ہفت پیوندی نَے کی کمر سے نکالکر قفلیان اُسکی درست کرکے بجانا شروع کیا ایک گھڑی بھر مین سمان بندھ گیا امیر کا یہ عالم ہوا کہ آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے اور بیخود ہوکے جھومنے لگے یہ عالم تھا کہ جانوران صحرائی گرد اُس چبوترے کے آکر کھڑے ہوگئے تھے پرند آشیانے اپنے اپنے چھوڑ چھوڑ کر سر پہ عمرو کے سایہ فگن تھے عجب محویت کا عالم تھا یہی کیفیت تھی کہ جانب مغرب سے ایک غبار بلند ہوا اور ایک سناٹا سا ہوگیا آوازین ہیبتناک آنے لگین کرگس و زغن ساتھ اُس غبار کے چلے آتے ہین کتنے ہکتے وہ غبار اوپر اس چبوترے کے قائم ہوا اور ایک آواز آئی کہ ای اجل رسیدگان قیامت کی تم کہ یہان چلے آئے ارے کیا تم جانتے نہین ہو کہ یہ جاہ الماس ہی خاص مقام رہنے کا ملکہ دمامہ جادو کا اب مین کب چھوڑتا ہون کہ تم زندہ بچکر میرے ہاتھ سے نکلجاؤ سنتے ہی اُس آواز کے سب تھر تھر کانپنے لگے عمرو نے نے نوازی موقوف کر دی ابوالہول نے مارے خوف کے دونون ہاتھ اپنے آنکھون پر رکھ لیے امیر بھی جلدی جلدی اسم اعظم پڑھنے لگے کہ غبار کسی قدر برطرف ہوا اور ایک بہت بڑا طائر مثل کرگس کے پیدا ہوا اور آکر قریب چبوترے کے اُسنے ہیئت بدلی انسان کی صورت بنکر طرف امیر کے چلا عمرو نے جو دیکھا کہ یہ امیر کی طرف جاتا ہی اپنے دل کو سخت کرکے ایک حقہ آتشبازی کا کھینچکر بارادہ چلا عمرو کیطرف تھا عقب سے امیر نے تلوار پر اسم اعظم دم کرکے یا قادر و قیوم کہکر ایک ضرب ماری

دو ٹکڑے کیے پھر ایک۔ آندھی چلنے لگی آواز آنے لگی کہ کشتی مرا نام غبار جادو فرستادہ برق جادو بو دیکایک
ایک تیز و تند جھونکا ہوا کا آیا اور لاش اسکی اُٹھا کر لیے چلا گیا اب غبار بالکل برطرف ہو گیا ہی آسمان صاف
ہی عمرو امیر سے عرض کرتا ہی یا امیر آپ نے کیا کام کیا ہی امیر کہتے ہین کہ خواجہ ہین نے کیا کیا بڑا کام تو تمنے کیا کہ
حقہ آتشبازی کا مارا او بھی خوب لگے سے نل تو تو زندگی کا کیا اعتبار رہا ابھی مر گئے ہوتے اور خواجہ تمنے نی کی جوڑی
کمان چینکدی آؤ بجاؤ اور گاؤ ذرا دل بہلے اب عمرو کے دل سے بھی خوف کم ہو گیا ہی جوڑی اُٹھائی ہی اور کسیقدر
درست کرکے پھر بجانا شروع کیا اور گانے لگا پھر وہی حال صاحبقران کا ہو گیا ابو الہول بھی لگا جھومنے پھر
طائران وحشی آ آ کر جمع ہو گئے اور سننے لگے یہی عالم تھا کہ چبوترے کو ایک گونہ حرکت سی ہوئی عمرو چارون طرف
دیکھنے لگا امیر نے کہا کہ خواجہ بھئی کیا ہی عمرو نے کہا کہ یا امیر کچھ زلزلے کے ایسے آثار پائے جاتے ہین امیر نے
فرمایا کہ بھئی تمکو کچھ وہم ہو گیا ہی کہ اتنے مین پھر زمین کو حرکت ہوئی اور اب جو ہوئی تو پہلے سے کچھ زیادہ حرکت
پائی گئی عمرو نے کہا کہ دیکھیے امیر مین جھوٹھ تھوڑی کہتا تھا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی جادوگر آورہا ہی امیر نے کہا آتا ہی
تو آنے دو جو منظور خدا ہو گا وہی ہو گا شعر سر نی تخم رشمتسر حبیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + عمرو نے
کہا کہ یا امیر مجھے خوف معلوم ہوتا ہی آپ اسم اعظم پڑھکر گرد چبوترے کے حصار کر دیجیے کہ خاطر جمع ہو جائے
یہ ضرور کسی ساحر کی آمد ہی امیر اُٹھے اور اسم اعظم پڑھکر دستک دیدی اور کہا کہ خواجہ تم خوش ہوئے اب کچھ
خوف نہین ہی اب تو تم نی نوازی کرو اب عمرو پھر نی نوازی کر رہا ہی کہ یکایک اب جو دیکھتے ہین تو چبوترے کو
بالکل حرکت نہین ہی لیکن سارے جنگل کو ایک تزلزل ہو رہا ہی مع کوہ طلا اور کوہ زمرد اور اشجار میوہ دار سب
متزلزل معلوم ہوتے ہین اور تمام زمین گرد چبوترے کے گھومتی معلوم ہوتی ہی کہ یکایک طبقہ زمین کا شق ہوا اور اسمین
سے ایک گنبد نمایان ہوا وہ گنبد نکلکر برروے ہوا قائم ہوا اس گنبد مین ایک کلس تھا اور اسپر ایک شعلہ قائم
تھا کہ جسکے دیکھنے سے نگاہ خیرگی کرتی تھی اور جب وہ شعلہ ہوا سے بھڑکتا تھا زلزلہ زیادہ ہوتا تھا یکایک وہ شعلہ
زیادہ بھڑکنے لگا حتے کہ مثل ایک گنبد کے ہو گیا اور معلوم ہونے لگا کہ گنبد خاکی پر ایک گنبد آتشین قائم ہی گنبد کی شکل
یہ تھی کہ چارون طرف سے بند تھا کوئی راستہ نہ تھا اور چیخ مار رہا تھا اب زلزلہ اس انتہا کو پہونچ گیا ہی کہ العظمت للہ
ساری زمین مثل چاک کے گھوم رہی ہی اور عمرو کا تو یہ حال ہی کہ مارے خوف کے آنکھین بند کر لیتی ہین جوڑی نی کی
ہاتھ سے چھوٹ گئی ہی اور سارا جسم مارے خوف کے تھر تھر کانپ رہا ہی لیکن صاحبقران بغور اس گنبد کو دیکھ رہے
ہین اور دل مین خیال کرتے ہین کہ دمامہ جادو تو کہین نہین آگئی کہ یکایک گنبد مین بارہ دریچیان نمودار ہوئین
اور ان دریچون مین سے بارہ ساحر پیدا ہوئے سامان سحر سے آراستہ پتلے بلاؔ آفت کے پرکالے جھولیان سحر کی
کاندھون پر ڈالے کوئی اژدر سوار کوئی شیر سوار کوئی نہنگ سوار کوئی طاؤس سوار سبھون نے آکر
چارون طرف سے چبوترے کو گھیر لیا لیکن جو آگے بڑھتا ہی اندھا ہو جاتا ہی اور کچھ نظر نہین آتا مجبور پلٹ آتا ہی
آپسمین ان سب نے صلاح کی کہ شاید یہ تینون شخص جو بیٹھے ہین یہ بھی جادوگر ہین اور انھون نے یہ حد سحر
قائم کی ہی کہ جو ہم لوگون کو آگے بڑھنے سے مانع ہی یہ خیال کرکے دور سے ترنج و نارنج سحر کے مارنا شروع
کر دیے لیکن جو حربہ آتا تھا قریب چبوترے کے آکر گر پڑتا تھا کیسا ہی سحر کرتے تھے مگر کچھ کارگر نہ ہوتا تھا
آخر کار سبھون نے اپنا منہ پیٹ لیا اور یہ کہکر چلے کہ معلوم ہوتا ہی کہ تو بڑا ساحر زبردست ہی یہ کہکر سب کج
کی طرف چلے تھے کہ امیر نے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچکر اور تیر کمان مین پیوستہ کرکے اسم اعظم پکارکر تیر پھینکا

دم کرکے جو مارا پشت پر جا ایک ساحر کی پڑا تو سینے توڑ کر نکلگیا وہ قلا کرتا ہوا گرا اور تڑپ تڑپ کر تمام ہوگیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من تمساح جادو غلام تزلزل جادو بود وہ گیارہ جادوگر قریب اس برج کے پہونچے دیکھا تو اب گنبد میں وہ کھڑکیان نہیں ہیں فریاد کی یا خداوند تزلزل جادو ہم ان تینوں شخصوں کا کچھ نہ کر سکے سحر ہمارا کارگر نہ ہوا بلکہ ایک ساتھی ہمارا مارا گیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ تینوں شخص بھی ساحران زبردست سے ہیں بغیر آپکے انکا مارا جانا مشکل ہے یہ غلامان وفادار جان نثاری کو حاضر ہیں اگر حکم ہو تو گردنیں کٹوا دیں کہ یکایک اس آواز کے سنتے ہی ایک تڑاقا پیدا ہوا وہ برج ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اڑگیا اور ہر ٹکڑے سے ایک جانور مہیب پیدا ہوا کسی سے نہنگ کسی سے شیر کسی سے اژدر اندر سے اس برج کے ایک جادوگر پیدا ہوا تخت ہوا پر سوار تاج سر پر رکھے ہوے تاج میں بجاے پر ہماکے ایک مار سرخ دم اونچی کیے ہوئے ایستادہ تھا لنگ کھاروے کا بندھا ہوا تھا کرتا چیتے کی کھال کا گلے میں جھولی سحر کی کاندھے پر اب وہ شعلہ جو برج پر قائم تھا اسکے سر پر قائم ہوا ہے اور اسنے رخ طرف امیر با توقیر کے کیا اور اسم سحر پڑھتا ہوا چلا ہے طرف صاحبقران کے وہ گیارہ جادوگر اسکی پشت پر ہیں اور وہ جانور جو برج کے ٹکڑوں سے بنے ہیں وہ بھی اسکے ساتھ ساتھ ہیں قریب آکر اسنے ایک اشارہ سا طرف نہنگ کے کیا وہ جھپٹ کر چبوترے کی طرف چلا اور قریب چبوترے کے آکر غائب ہوگیا بعد اسکے اسنے شیر کی طرف اشارہ کیا وہ بھی ہوکتا اور غراتا ہوا دوڑا جب قریب پہونچا نظروں سے نہان ہوگیا اور بتانہ لگا الغرض اسی طرح جانور سب قریب چبوترے کے جا جا کر غائب ہوگئے اب اسنے عاجز ہوکر ایک چیخ ماری کہ جس سے جا بجا طبقے زمین کے شق ہوگئے اور درخت اکھڑ اکھڑ کر گر پڑے لیکن چبوترے کو بالکل حرکت نہ ہوئی یہ بھی سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑا زبردست ساحر ہے کہ میرا سحر اسپر اثر نہیں کرتا لیکن امیر نے دیکھتے دیکھتے پھر تیر کمان میں پیوستہ کیا اور اسم اعظم پیکان پر دم کرکے اس شعلے پر مارا لیکن تیر قریب اس شعلۂ آتش کے ہو تکلہ ٹکرا کر گر پڑا کیونکہ یہ شعلہ حفاظت تزلزل جادو کا ہے دمامہ جادو نے اسے بنا دیا ہے اسلیے کہ تزلزل شاگرد ہے دمامہ جادو کا جب تک دمامۂ جادو نہ ماری جائیگی طلسم اس شعلے کا نہ ٹوٹیگا اور کام اس شعلے کا یہ ہے کہ جو حربہ تزلزل جادو پر آتا ہے یہ اسے رد کر دیتا ہے امیر اپنے تیر کے خالی جانے پر متحیر ہوے اور ایک تیر اور خاص تزلزل جادو پر مارا دیکھا تو وہ شعلہ بڑھ کر سپر ہوگیا اور وہ تیر ٹکرا کر گر پڑا یہی ردوبدل ہو رہی ہے کہ امیر کا وار اسپر اثر نہیں کرتا اور اسکا حربہ امیر تک نہیں پہونچتا کہ یکایک تزلزل جادو مکار نے پکار کر کہا کہ اے شخص اگر تو مرد میدان ہے تو میدان میں آ کیا ایک چبوترے پر بیٹھا ہوا تیر اندازی کر رہا ہے تو کس گروہ کا چیلہ ہے کہ جسنے تجھے بوتے دو اچھے بتا دیے ہیں ایک چوکی اپنے حفاظت کی دوسری چوٹ حریف پر مارنے کی ذرا میدان میں آ کچھ کرشمہ دکھا بس یہ سننا تھا امیر غیظ و غضب میں آکر تیغہ عقرب سلیمانی پکڑ کر اٹھے کہ آتا ہوں او کافر تو مجھے جادوگر بتاتا ہے یہ کہکر چلے تھے عمرو نے دیکھا کہ اس وقت کہنا میرا امیر نہ مانینگے حباب بیہوشی مارا کہ امیر چھینک مار کر بیہوش ہوکے گرے دوسرا حباب ابوالہول پر مارا کہ وہ بھی بیہوش ہوا جال الیاسی مار کر دونوں کو داخل زنبیل کیا اور آپ گلیم اوڑھکر غائب ہوگئے تزلزل جادو حیران کھڑا ہے کہ یہ سب کہاں گئے مگر عمرو گلیم اوڑھے ہوے بھاگا سامنے چبوترے کے ایک درخت بہت بڑا تھا اسکے نیچے صورت ایک جادوگر کی بنکر بیٹھا اور

انگیاری روشن کی اور بوتلین شراب کی نکالکر رکھین کہ اُن سب مین زہر تھا اور کچھ جام مینا کا دو تکلف نکالکر
قریب اُسکے رکھے اور کچھ کباب مار و عقرب کے لگانا شروع کیے اور نعرے یا سامری یا جمشید کے بلند کیے اُدھر
تیز لزل جادو نے دیکھا کہ ایک آواز درخت کے نیچے سے آتی ہے جھپٹ کر قریب اُسکے آیا دیکھا کہ ایک جادوگر
کباب لگا رہا ہے سمجھا کہ کوئی بھائی بند ہمارا ہے اُدھر اُس فقیر نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا اور کہا کہ آئیے اے تیز لزل
جادو آئیے تشریف لائیے اگر کچھ تکلف نہو تو شراب کباب حاضر ہین تیز لزل نے کہا کہ مجھے کوئی عذر نہین ہے
مگر مین سخت حیران و پریشان ہون کہ مجھسے تین شخصون سے مقابلہ ہوا سحر نے میرے اُنپر تاثیر نہ کی نہ وہ مجھپر غالب
ہوئے لیکن بیٹھے بیٹھے غائب ہوگئے درویش ہنسا اور کہا کہ بابا تم پریشان نہو مین اسکا حال تمھین بتادونگا
مجھے بھی معلوم ہے کہ تم بہت عرصے سے اُنکے پیچھے پریشان ہو کہ تمھین کھانے تک کا ہوش نہین ہے شراب کباب سے
سیر ہو تو مین بیان کرونگا یہ سنکر تیز لزل نے ساغر ہاتھ مین لیا اور شیشے سے شراب انڈیلی درویش نے
آواز دی کہ بابا ذرا سمجھکر پینا کہ یہ تیز و تند بہت ہے سوا میرے دوسرا اسے پی نہین سکتا تیز لزل یہ سنکر غصے
مین آکر سارا جام غٹ غٹ چڑھا گیا شراب کے پیتے ہی آنکھون کا رنگ بدل گیا اب جو دیکھا تو فقیر غائب
اُدھر زہر نے کلیجا کاٹا تیز لزل جادو تڑپنے لگا اور چیخ چیخ کر تمام ہو گیا خاک اُڑی آندھی آئی زلزلہ پیدا ہوا سب
گرد و غبار ہر طرف ہوا پھر چلا کے آواز آئی کہ کُشتی مرا نام من تیز لزل جادو بود اب وہ گیارہ جادوگر لاش اسکی
لیکر چلے اور بدی پر کالہ آتش گرد اسکے چرخ مارتا ہوا جانب فلک روانہ ہوا اب عمرو آکر پھر اسی چبوترے پر
بیٹھا اور امیر اور ابو الہول کو نکالکر زنبیل سے فتیلہ مرقع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا امیر نے پوچھا کہ خواجہ وہ
جادوگر کہان ہے عمرو نے کہا کہ یا امیر مین نے کبکا اُسے مار ڈالا اور تمام حال اسکے مارنے کا بیان کیا امیر بہت
خوش ہوئے اور کہا کہ خواجہ تمنے وہ کار نمایان کیا کہ سبحان اللہ عمرو نے کہا یا امیر آپ ان تعریفون کو رہنے
دیجیے اس سے کسی کا پیٹ نہین بھرتا امیر نے کہا کہ خواجہ یہان میرے پاس کیا ہے جو تمھین دون عمرو بولا کہ
فقط آپ اقرار کیجیے اور ایک پرچے پر اپنے دستخط فرما دیجیے امیر نے قبول فرمایا اور بیس ہزار روپیہ کا تمسک لکھکر
دستخط کرکے عمرو کو دیدیا اب یہ سب بیٹھے ہوئے ہین آپس مین باتین ہو رہی ہین کہ امیر نے فرمایا کہ خواجہ محفل
سونی ہو رہی ہے کچھ گاؤ اور دف بجاؤ عمرو نے کہا کہ غلام کو عذر ہی کیا ہے اب پھر نے نوازی شروع ہوئی گانا
ہونے لگا ایک تھوڑی ہی دیر مین سمان بندھ گیا زیر درخت کا کیا ذکر ہے اشجار تک جھومنے لگے یہی عالم تھا
کہ ایک ابر سیاہ ایک جانب سے دکھائی دیا خواجہ عمرو بغور اُس طرف دیکھنے لگے امیر نے فرمایا خواجہ خیر تو
ہے عمرو ابھی کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ ہوائے تیز چلنے لگی صدائے رعد آنے لگی ہر ہر ہا بجلیان چمکنے لگین
اور دیکھا کہ اُس ابر سیاہ نے اسی طرف کو رخ کیا اور آتے آتے اُس چبوترے پر قائم ہوا اور گرجنے کی صدا
بلند ہوئی اور ایک بجلی گر گر کر چبوترے کے پھرنے لگی عمرو تو خوف جان سے مثل بید کانپنے لگا اور
امیر باوجودیکہ وہ جرات شجاعت رکھتے تھے کہ دیوون کو مارا تھا مگر یہ عالم تھا کہ زہرہ آب ہوا جاتا تھا
سے کہ وہ بجلی گرد پھرتے پھرتے قائم ہوئی اور شق ہوئی یہ معلوم ہوا کہ لاکھون تارے ٹوٹے بعد اُسکے دیکھا
کہ ایک نازنین مہر جبین نمایان ہوئی کہ قشقہ پیشانی پر کھنچا ہوا تھا سیندور کا دونون بھوون کے بیچ مین
رخسارے مانند ماہ کامل کے جلوہ گر مالا مروارید کا گلے مین دونون ہاتھون مین موتیون کی سمرنین
کانون مین بالے الماس نگار آویزے زمرد کے پڑے ہوئے کہ جھومک جو انکی رخسارون پر

پڑ جاتی ہی کشت حسن سرسبز نظر آتی ہی ابروے خمدار خنجر خونخوار یا کعبۂ حاجت رواے عاشقان اور محراب دعاے
مشتاقان بقول شاعر **شعر**

خوشا چشمیکہ با آن طاق ابرو آشنا گردد | ازین محراب ہر حاجت کہ میخواہی روا گردد

اور وہ چشم سحر کار سامری جسکا پرستار لب رنگین رشک لعل بدخشان دانت ہیرے کی کنیان چشمۂ آب حیات
دہن چاہ بابل ذقن صراحی گلو بادۂ حسن سے مملو سینے کا اُبھار آفت جان محرم کرتی کی وضع دستان پیشواز گلے مین
دوپٹہ کارچوبی اوڑھے ہوے پائجامہ اطلس سبز کا پانؤن مین موتیون کی پازیب پہنے ہوے بس یہ طلعت زیبا اور
جمال ہوش ربا دیکھتے ہی عمرو فریفتہ ہو گیا دونون ہاتھون سے کلیجا پکڑ لیا بے اختیار پکارا کہ ای سرو گلستان رعنائی
وای تذرو بوستان زیبائی آئیے قدم رنجہ فرمائیے مگر وہ سامنے آئی وہ پکار کر کہا کہ ای اجل رسیدگان تم کیا اپنی زندگی
سے سیر ہوے ہو کہ یہان بیابان چلے آئے یہ **چاہ الماس** ہی مقام خاص ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ ساحران
کے رہنے کا اور مین خوب تمھین پہچانتی ہون کہ ایک تم مین سے حمزہ اور دوسرا **ابوالہول** اور تیسرا عمرو ہی تم
غضب کیا تمنے کہ **ذوفنون جادو** اور غبار جادو اور نہنگ جادو اور **تزلزل جادو** کو مارا صاحبقران نے
فرمایا کہ ہم تو آمادۂ مرگ دنیاے تھا ہین تم جو چاہو سو کرو وہ نازنین بولی یہ تو بتاؤ کہ اسوقت تم مین سے
گاتا کون تھا اُسی کے باعث سے تم سب بچگئے ورنہ قتل کرتی **عمرو** پکارا کہ ای جان مشتاقان مین گنگناتا بانسری
بجا رہا تھا اور گا رہا تھا اسنے تیوری چڑھا کر کہا نام تیرا کیا ہی **صاحبقران** نے فرمایا کہ عمرو بن امیہ ضمری
یہی ہی عمرو نے نہایت آزردہ ہو کر کہا کہ تو ناحق مجھے بدنام کرتا ہی اور اس نازنین سے خطاب کیا کہ ای ملکہ
مین ایک ادنے عیار حمزہ کا ہون ملکہ نے عمرو سے کہا کہ ای عزیز مین اسوقت اس ارادے سے آئی تھی کہ تم سب
کو قتل کرون مگر آواز بانسری کی جو کان مین پہونچی بیچین ہو گئی طبیعت قابو مین نہ رہی اُس آواز نے دل
مین راہ پیدا کی ہان جس طرح تو گاتا تھا گاے جا جب کیون ہو رہا مین تو اسی کی مشتاق ہو کر آئی ہون اور
اسی سے خطاب کیا کہ آپ مجھے جانتے ہین کہ مین کون دمامہ جادو کی بہن کی بیٹی ہون ملکہ برق جادو مجھے
کہتے ہین مین تمام گھر بار کی دمامہ جادو کے مختار ہون سب کاروبار میرے حوالے ہین شہر زمرد مین بغیر میرے
پتا نہین ہلسکتا مجھکو خبر پہونچی کہ **حمزہ چاہ الماس** مین داخل ہوا اور کئی جادوگرون کو مارا ادھر آتا ہی شہر زمرد
کی طرف میرے خیال مین گذرا کہ مین دمامہ جادو کو اطلاع کاہے کو کرون چلکر اُن سب کے سر
کاٹ لاؤن اور دمامہ جادو کے آگے رکھدون مگر مین تو آواز بانسری کی سُنکر خود قتل ہو گئی یہ کہکر سامنے
صاحبقران کے بیٹھ گئی اور عمرو سے مخاطب ہوئی کہ ای شخص کیا میرا آنا تجھے ناگوار ہوا کہ گاتے گاتے خاموش
ہو گیا بانسری بجانا موقوف کیا گران خاطر نہ ہو تو گاے جا عمرو بولا کہ صاحب آپ کی آمد مین روح تو خشک
ہو رہی تھی گاتا کیون اب خاطر جمع ہوئی ہی گاتا ہون بانسری بجاتا ہون اور آپ کے سامنے نہ گاؤنگا تو پھر
کسکو سناؤنگا جو برا بھلا مجھے آتا ہی سنیئے مگر بیوفائی نہ کیجیے گا مجکو غلام اپنا جانیے گا یہ کہکر پھر بانسری بجاکر
گانے لگا پھر ملکہ سننے لگی ایک گھڑی بھر مین بیخود ہو گئی ہوش باقی نہ رہے آنکھون سے آنسو جاری ہوئے مُنھ
سے واہ واہ کی آواز بلند ہوئی عمرو خوب خوب بجاتا رہا اور گاتا رہا یہانتک کہ **برق جادو** کا یہ حال ہوا
کہ اُٹھکر گرد عمرو کے پھرنے لگی جس وقت عمرو نے بانسری ہاتھ سے رکھدی **برق جادو** بہزار زبان تعریفین
کرنے لگی اور صاحبقران سے کہا کہ ای شہریار مین دوستانہ آپ سے کہتی ہون کہ یہان سے چلے جائیے
دمامہ جادو سے لڑنے کا قصد نہ کیجیے **دمامہ جادو** علامۂ دہر آفت روزگار ہی اُسپر غالب ہونا

ممکن نہین ہے شہنشاہ ساحران ہی بڑے بڑے جادوگر اس سے کانپتے ہین اگر آپ کو اپنے اسم اعظم پر بھروسا
ہی تو سُن لیجیے کچھ اسم اعظم سے نہ ہوگا ادنے ادنے ساحرون نے اسم اعظم آپ کا بند کر دیا ہی محو کر دیا ہی
اسکے سامنے اسم اعظم آپ کا بند کرنا کچھ بڑی بات نہین دیدہ و دانستہ گرفتار بلا نہ ہو جیے چلے جایئے
صاحبقران نے فرمایا کہ ای ملکہ برق جادو مین اپنی زندگی سے خود بیزار ہون مجھکو دمامہ جادو سے
بے لڑے چارہ نہین یا مین نے اُسے مار لیا یا مین خود مارا گیا اور تمام حال اپنے لشکر کی پریشانی کا اور سرداران
کا گرفتار سحر ہوکر زربرجد شاہ کو سجدہ کرنا اور اپنا تلاش مین دمامہ جادو کے نکلنا بیان فرمایا برق جادو
نے کہا خیر آپ کو اختیار ہی مگر میری طرف سے آپ اطمینان رکھین مین آپ کی مددگاری سے دستبردار نہ ہونگی
اب مین جاتی ہون ایسا نہ ہو کوئی مجھکو دیکھ لے بدنام کرے اور آگاہ کیے جاتی ہون کہ آگے مکان ہی نرگس
جادو کا وہ علاقہ اُسی مین ہی ملکہ دمامہ جادو کی اُس سے بہت ہوشیار رہیے گا اور کرب و مقبل دونون
نرگس کی قید مین ہین اگر آپ یہان سے سلامت گذرے تو زندگی کو غنیمت جانیے گا دمامہ جادو کی تین بہنین تھین
چنانچہ ایک میری مان خوشحال جادو وہ تو مر گئی دوسری بوتیسال جادو تیسری یہ نرگس جادو ہی مگر بڑی آفت
روزگار ہی اور عمرو سے کہا کہ خواجہ ہم جانتے ہین ایک مرتبہ اور بانسری بجاکر گاؤ تو جانین عمرو تو یہ خدا سے
چاہتا تھا کہ یہ بجے جسنے صورت بخش تو تیری جیسی ہی ویسی ہی شاید تیری سیرت ہی پر مائل ہو جائے پکارا کہ ای
جان جہان وای روح عاشقان مین موجود ہون یہ کہے اور بانسری بجاکر گانا شروع کیا رباعی

مین نالۂ آتشین کشیدہ استم	این سوز دل حزین کشیدہ استم
نگذاشتی از ہستی من نام و نشان	ای عشق ترا چنین کشیدہ استم

اس رباعی کو ایسا بڑا یا اور گایا کہ اس بحر خوبی کی صدف چشم سے گہرہائے اشک علی الاتصال دامن رخسار پر گرنے
لگے عمرو نے جو برق جادو کو اشکبار پایا بانسری کو ہاتھ سے رکھدیا ملکہ بیقرار ہو کر پکاری کہ ای خواجہ تمہین قسم ہی
سر صاحبقران کی کہ ابھی مجھے سیری نہین ہوئی پھر بجاؤ عمرو نے کہا کہ ای ملکہ مین تیرا دلدادہ ہون مجھسے عہد
کر لو کہ بیوفائی نہ کرو گی برق جادو نے کہا کہ یہ کیا کلام ہی ذرا اپنی صورت دیکھ اگر تجھکو آئینہ نصیب
نہین تو کسی ظرف چینی مین موت کر اپنی صورت دیکھ لے یہ باتین اچھی نہین کیا کرون کہ عاشق ہون علم
موسیقی کی دل میرا بجے سنواتا ہی ورنہ کہا ہے کو گُنتی امیر سے کہا کہ منع کیجیے یہ اتنا بڑا عاقل ہوکر ایسے
کلام زبان پر لاتا ہی امیر چاہتے ہین کہ عمرو کو منع کرین کہ خواجہ ایسی باتین نہ کرو کہ عمرو دوڑ کر برق جادو
کے قدمون پر گر پڑا کہ مجھسے قصور ہوا عفو جرم کیجیے عالت اضطراب مین یہ باتین مُنہ سے نکلتی ہین
برق جادو نے سر اُٹھا لیا اور چپکے سے کہا کہ کیا مجھسے عہد لیتے ہو مین تمسے زیادہ بیقرار ہون جب تک
میرے تن مین جان ہی رفاقت سے تمہاری باہر نہ ہونگی کوئی صدمہ اپنے مقدور بھر نہ ہونے دونگی اور
پکار کر صاحبقران سے کہا کہ اسے سمجھایئے اور غصے کا منہ بنا کر کہا بس خواجہ الگ ہو قصہ مختصر دوپہر رات
تک یہی صحبت رہی عمرو اپنی بیقراریان جتاتا رہا اور برق جادو برا بھلا کہتی رہی آدھی رات گئے برق
جادو نے کہا کہ اب مین جاتی ہون تا امکان اپنے بے خبر دمامہ جادو کو نہ ہونے دونگی یہ کہکر اٹھی عمرو بولا کہ ای
ملکہ بغیر تمہارے زندگی کیونکر ہوگی تم مجھکو قتل کرتی جاؤ برق پکاری بس واہیات نہ بک اور صاحبقران سے
کہا کہ خدا حافظ نرگس کے مکر سے ہوشیار رہیے گا اور ہنس پر سوار ہو کے روانہ ہوئی عمرو پکارا شعر مرا کشتی و
بگذشتی بعجب سنگین دلی اللہ اکبر + جو وقت تک برق جادو نظر آتی رہی عمرو دیکھتا رہا جب نظرون سے

غائب ہوگئی ہاے کہکر غش کھاکر زمین پر گرا صاحبقران نے دوڑکر عمرو کو اُٹھایا مُنھ کی گرد دامن سے جھاڑی پانی کے چھینٹے دیے عمرو کی آنکھ کھلی ہوش آیا حیران وار چہار طرف دیکھنے لگا گروہ غارتگر صبر و ہوش کہان ہو جب اُسے نزدیکھا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور پکارا شعر بس اپنا اب نہین کچھ آہ چلتا ہو * کہ دل کو لیگیا اک راہ چلتا ہو * امیر نے اُسے گلے لگایا فرمایا کہ خواجہ کیون اتنی بیقراری کرتے ہو جان اپنی کھوتے ہو اس سے حاصل کیا ہوگا یہ ہم جانتے ہین کہ تمھین جدائی اُسکی شاق ہو مگر عالم مجبوری ہو خدا کو یاد کرو ہم دنامہ جادو کی سر ہوے تو معشوق تمھارا تمسے ملجائیگا اور یہ بھی افضال الٰہی سمجھو کہ برق جادو تمھاری دوست ہوگئی اور ابھی اُسکی دوستی کا کیا اعتبار جب ہم اُسکا امتحان کر لینگے تو سمجھینگے کہان وہ ہماری دوست ہو اور یون منھ سے ہزار کہے تو کیا اعتبار ہو عمرو بولا حمزہ تو سچ کہتا ہو مگر میرے تو دل کو قرار نہین آتا اے حمزہ بچشم انصاف کہو کہ ایسی صورتین کبھی دیکھین ہین امیر نے فرمایا کہ خواجہ کیا کہنا اُسکا زبان نہین کہ اُسکے حسن کی تعریف کیجیے مگر اختیار کیا ہو سولے صبر کے چارہ نہین بارے عمرو کو سمجھا کر اُس بیقراری سے باز رکھا شب کو تو سو رہے صبح کو عمرو نے تمام اسباب حوالۂ زنبیل کیا اور اُس مقام سے مع ابوالہول آگے بڑھے تمام دن رہ ردی کی شام کو وہی کوہ طلا وہی سبزہ وہی چبوترہ بلور کا معلوم ہوا صاحبقران نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ کیا خوب سرزمین بنائی ہین کہ ایک ہی صورت کی ہین اُس مقام سے اور اس مقام سے ایک ذرا فرق نہین ہو عمرو بولا آپ بجا ارشاد فرماتے ہین مگر مجھکو یہ معلوم ہوتا ہو کہ ہم دن بھر پھرے اور جہان سے چلے تھے اُسی جگہہ آگئے امیر نے فرمایا کہ نہین بھی وہ مقام یہ نہین ہو کیا ایک صورت کے مکان ہوتے نہین ہین اچھا ہم اب صبح کو نشان کرکے چلینگے عمرو بولا بہت اچھا شب کو وہان آرام کیا مگر اس طرح سوتے تھے کہ امیر سوگئے تو عمرو جاگتا رہا اور عمرو سویا تو امیر بیدار رہے علی الصباح فریضۂ سحری ادا کرکے ایک درخت پر تیر لگاکر روانہ ہوئے دن بھر چلے شام کو وہی مقام دکھائی دیا امیر نے تیر اپنا بیچانا معلوم ہوا کہ دن بھر پھرتے ہین اور شام کو پھر اسی مقام پر آجاتے ہین فرمایا کہ خواجہ دیکھو برق جادو نے ظاہرا تو دوستی کا دم بھرتی تھی اور باطن مین یہان ہمکو قید کرگئی عمرو بولا حمزہ مین نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ یہ وہی مقام ہو آپ کو یقین نہ تھا اب صبح کو جو چلیے تو اسم اعظم پڑھتے ہوے چلیے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا تم سچ کہتے تھے تمھارے کہنے مین سرمو فرق نہین ہوتا عمرو نے کہا کہ آپ کو یاد نہین ایسی سرحدین سحر بند بہت سی دیکھی ہین یہ کوئی ایسی نئی بات نہین ہو القصہ ساری رات وہان جاگ کے بسر کی اور علی الصباح بعد نماز صبح اسم اعظم پڑھکر بائین طرف کا راستہ چھوڑ دیا داہنی طرف کو روانہ ہوے کوئی پہر بھر چلے ہونگے کہ وہی صحراے ہول خیز وحشت انگیز جو باہر چاہ الماس کے ملا تھا جسمین مقبل وفادار و کرب غازی غائب ہوے تھے پھر ملا اس صحرا مین نہ کوئی چشمہ ہو نہ چاہ ہو نہ سبز لون فقط سوکھی ہوئی گیاہ ہو شدت کی دھوپ پڑ رہی ہو آگ برس رہی ہو درختون سے زرد زرد پتے زمین پر گر رہے ہین تنچے سوکھ سوکھ کے کانٹا ہوگئے ہین گل پژمردہ پڑے ہین شاخین بصورت اعضاے مشلول نظر آتی ہین کسی مین برگ و بار کا نام نہین فقط سوکھے ہوے ڈنڈ کھڑے ہین کہین سائے کی چھاؤن تک نہین بادسموم کے جھونکے دل کو بریان کیے دیتے ہین جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہو مسدس

وہ ٹھیک دوپہر وہ بیابان پرشرار	کانٹے زبان غنچۂ گل مین ہین مثل خار	ہر دو حشیون مین شور قیامت کا بار بار	آتش فشان ہین سارے شجر صورت چنار

کوسون گیاہ زرد ہو مانند زعفران

اکثر پرند خاک پہ گر گر کے مرگئے
چنگاریون کو ریگ بیابان پہ ہو گمان
گرمی سے جل کو جامۂ تن تک اُبل گیا ہو

دریا تمام ریگ بیابان سے بھر گئے
سنسان ہو رہا ہی بیابان الامان
اس دشت ہولناک مین ٹھہرنا محال ہی

مارا پڑا ہی جو ادھر آیا ہی کاروان

تمازت و حرارت آفتاب سے امیر کی یہ حالت ہوئی کہ از سر تا پا پسینے مین غرق ہو گئے دل ڈوبنے لگا راستہ چلنا دشوار ہوا ہونٹھ آپس مین ملگئے زبان تالو سے لگگئی بات کرنا مشکل ہوا بیتاب ہو کے عمرو سے کہا کہ اے خواجہ پیاس کے مارے عجب حال ہی زندگی محال ہی دم ہونٹھون پر آگیا ہی ساقی کوثر کے واسطے جستجو کر و کوئی سبیل نکالو کہین سے تھوڑا سا پانی تلاش کر کے لاؤ ادھر ابوالہول دیوانہ بھی بلبلایا کہ میرا تو کام تمام ہوا جاتا ہی حلق خشک ہو رہا ہی زبان مین کانٹے پڑ رہے ہین عمرو نے صاحبقران سے عرض کیا کہ اے شہریار مین جاتا ہون اگر کہین کوئی چشمہ یا چاہ نظر آتا ہی تو مین ابھی پانی لاتا ہون آپ آہستہ آہستہ بڑھے چلے آئیے دل کو ٹھنڈا کیجیے یہ کہکے بسرعت تمام روانہ ہوا اور طرفۃ العین مین امیر کی نظرون سے غائب ہو گیا اب حال امیر کا سُنیے کہ یہ با حال پریشان چلے جاتے ہین جاتے جاتے کچھ درخت ایک جگہ پر معلوم ہوئے ابوالہول سے کہا کہ مقرر یہان پانی ہوگا آؤ بھئی جلدی چلو بزودی قدم اٹھاؤ یہ کہکے اُن درختون کے پاس پہونچے دیکھا تو پتے اُنکے پانی نہ ہونے کے سبب سے مرجھا گئے ہین جب ہوا چلتی ہی تو وہ پتے سوکھ سوکھ کے گرے پڑتے ہین پانی کا کہین نام بھی نہین امیر مایوس ہوئے اور ابوالہول سے کہا خدا جانے عمرو کہان گیا نہین معلوم کہین پانی ملا بھی یا نہین ملا اُسنے عرض کیا اے شہریار آپنے مقبل و کرب کی طرح عمرو کو بھی اپنے ہاتھ سے کھویا یہ وہی صحرائے چاہ الماس ہی جہان اُن دونون کو آپ نے پانی کے واسطے بھیجا تھا اور وہ زندہ پھر کر نہ آئے بلکہ اُنکے سر نظر آئے پیر و مرشد اس صحرا کا ایک ایک مقام سحر بند اور طلسم بستہ ہی جو آپ سے جدا ہوا پھر ملنا دشوار ہی خدا جانے خواجہ عمرو کہان گئے کہان نہین اب خدا ہی اُنکو صحیح زندہ ملائیگا تو ملینگے صاحبقران نے فرمایا اے ابوالہول تو سچ کہتا ہی کہ عمرو کو مین نے دیدہ و دانستہ اپنے ہاتھ سے کھویا افسوس صد ہزار افسوس غرض امیر عالیشان اور ابوالہول ایسے ہی کلمات حسرت و افسوس کہتے ہوئے چلے جاتے تھے ناگاہ دیکھا کہ سامنے سے ایک ہرن نہایت خوبصورت اور خوش قطع دوڑتا چلا آتا ہی سینگ اُسکے زلف مہوشان عنبرین مُو کی طرح بل کھائے ہوئے چہرہ مانند مہر تابان روشن گردن مثل ہلال کے پر تو فگن جوڑ بند نور کے سانچے مین ڈھلے ہوئے پیٹھ اُسکی مانند شب تار کے پیٹ اُسکا مثل سحر سفید رگ و پے سے شوخی و چالاکی پیدا نگرانداز سے کچھ حسرت و یاس ہویدا اُس ہرن نے جون ہی دیکھا امیر حمزہ کے پاس آگیا اور قدوم میمنت لزوم سے اپنی آنکھین ملنے لگا صاحبقران نے فرمایا اے ابوالہول بھئی دیکھو کیا اچھا پیارا ہرن ہی ذرا تم اسکی محبت و الفت تو دیکھو کہ میرے قدمون سے لپٹا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کسی کا پالو ہی شاید اپنے مالک کے شبہے مین میرے پاس آیا ہی نہین تو یہ بڑی وحشی قوم ہوتی ہی آدمی کی پرچھائین سے ہزارون کوس رم کر جاتے ہین کسی کو اُنکے نقش قدم بھی نہین نظر آتے ہین ابوالہول نے عرض کیا کہ اے شہریار سچ ہی نہایت خوبصورت اور عجیب ہرن ہی مجھے بھی اسکی اس حرکت پر تعجب ہوتا ہی کہ بھلا یہ جانور صحرائی غیر آدمی سے اس طرح لپٹتا کیا جانے خدا جانے یہ کیا اسرار ہی شعر بغیر چارہ گرفتار دام ہو جائے ۔ ہمیشہ رم جو کرے یون وہ رام ہو جائے ۔ اتنے مین نظر ابوالہول کی اُس ہرن کی آنکھون پر جو پڑی تو دیکھا ہرن امیر حمزہ صاحبقران کے قدمون پر مُنہ ملتا جاتا ہی اور آنکھون سے آنسو جاری ہین ابوالہول نے عرض کیا کہ اے

شہریار رم اور بھاگنا کیسا ذرا ملاحظہ تو فرمایئے یہ کیا ماجرا ہی کہ یہ ہرن رو رہا ہی اب امیر نے جو دیکھا تو فی الحقیقت اُسکی
آنکھوں سے دو سیلاب اشک جاری ہین امیر کو اُسکے حال پر رحم آیا اپنا دست شفقت اُسکی پیٹھ پر پھیرنے لگے وہ
ہرن یہ عنایت و شفقت امیر کی دیکھکر اور زیادہ رونے لگا اور سر ہلانے لگا گویا کہ کچھ اشارے سے کہنے لگا اُسکی
اس غربت اور حالت پر قریب تھا کہ امیر بھی رونے لگین ابو الہول نے پھر عرض کیا کہ اے امیر ملاحظہ تو کیجیے
کہ ہرن روتا بھی جاتا ہی اور کچھ اشارہ بھی کر رہا ہی گویا مانند انسان کے بولا چاہتا ہی مجھے عقلیہ معلوم ہوتا ہی کہ
کہین یہ ستم رسیدہ بلا کشیدہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تو نہین ہی آپ نے اُنھین پانی لانے کے واسطے بھیجا
تھا وہان آفت مین پھنسگئے کسی ساحر کافر نے اُنھین ہرن بنا دیا ذرا کسی تدبیر سے دریافت تو فرمایئے اور نہین
تو ہرن کیسا ہی پالو ہو مگر اس طرح کبھی نہ پیٹیگا ابو الہول کا یہ کہنا تھا کہ ہرن نے سر ہلایا گویا اقرار کیا ہان مین
عمرو ہی ہون تو سچ کہتا ہی امیر نے جب یہ حال دیکھا تو خود بنفس نفیس اُسکی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ اے ہرن
تجھکو قسم ہی حضرت سلیمان کی سچ بتا کہ تو کوئی آہوے صحرائی ہی یا جیسا ابو الہول نے بیان کیا تو عمرو بن
امیہ ضمری ہی ہرن نے پھر سر ہلایا کہ ہان مین عمرو ہون جب صاحبقران کو معلوم ہوا کہ درحقیقت ابو الہول
دیوانہ سچ کہتا ہی یہ جنگلی ہرن نہین ہی بلکہ ہمارا آہوے حرم عمرو بن امیہ ضمری ہی اُسی وقت اُسکی پیٹھ پر
ہاتھ رکھکے اسم اعظم پڑھکے دم کیا ببرکت اسم اعظم وہ ہرن فوراً زمین پر گرکے لوٹا اور لوٹ پوٹ کے اپنی ہیئت
اصلی یعنی انسان کی صورت بنگیا اب جو دیکھا تو وہ ہرن نہین خواجہ عمرو ہین امیر نہایت خوش ہوئے اپنے گلے
سے لگا لیا ہنس کے پوچھنے لگے کہ اے خواجہ تمھین کسنے انسان سے حیوان بنا دیا تھا تم تو خود ماشاء اللہ بڑے
طرار و فرار ہوشیار شاہ عیاران عیار ہو سیکڑون کو تم خود انسان سے حیوان بناتے ہو تم پر یہ کیا مصیبت
پڑی کس دام بلا مین پھنسے کہ اچھے بھلے آدمی سے ہرن بنگئے خواجہ نے عرض کی کہ اے امیر با توقیر کیا گزارش
کرون عجیب آفت کا سامنا ہوگیا تھا بری بلا مین پھنسا تھا مگر فضل ایزدی و تائید سرمدی سے بچگیا جب
مین پانی لینے کے واسطے چلا تو بہت جگہ مین نے پانی کی جستجو اور تلاش کی مگر کوئی سبیل نہ ہوئی اسی طرح غرق بحر تفکر
چلا جاتا تھا کہ راہ مین ایک ایسی نازنین مہ جبین کو دیکھا جسکے دیکھنے سے انسان کی بھوک پیاس جاتی رہے
وہ بصد ناز و انداز پانی لیے چلی جاتی تھی دیکھتے ہی میرے منہ مین پانی بھر آیا مین نے اُس سے پانی
طلب کیا اُسنے کچھ جواب نہ دیا مین سمجھا کہ شاید اسنے نہین سُنا اور آگے بڑھکے مین نے پانی مانگا اُسنے
باوجود یکہ پھر کچھ جواب نہ دیا مجھے خیال ہوا کہ شاید یہ اپنے غرور حسن کے سبب سے اتنی دور سے جواب
نہین دیتی اُسکے پاس جاکے کہا کہ اے گل باغ محبوبی و اے سرو روان گلشن خوبی بقول شخصے شعر

ایک بوسہ جو مانگا راہ مولا دو جی　　بھولے منہ سے یہ نہ نکلا لیتے جاؤ شاہ جی

ہمنے دو مرتبہ تجسے پانی مانگا تمنے
پانی دینا تو درکنار جواب بھی نہ دیا اسوقت ہماری زبان مین مارے پیاس کے کانٹے پڑگئے ہین برائے
خدا تھوڑا سا پانی ہمین دو شعر

ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات　　لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

یہ سنتے ہی اُسنے ایک چھینٹا پانی کا ایسا میرے منہ پر دیا کہ مین بیہوش ہوکے گر پڑا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش
آیا تو اپنے تئین آدمی سے جانور بنا ہوا پایا دل گھبرایا مگر کیا چارہ تھا ادھر نکل آیا آپ کو آتے دیکھا جان
مین جان آئی آپ کے پاس آیا خدا نے پھر مجھے حیوان سے انسان بنایا قید سحر سے چھڑایا اگر مین یہ جانتا
کہ وہ گیسو بریدہ ساحرہ ہی تو چاہے مارے پیاس کے میرا دم بھی نکلجاتا مگر مین کبھی اُس لکا سے پانی

مانگنے نہ جاتا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ خیر جو ہوا سو ہوا مصرع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت
گذشتہ را صلوٰۃ آیندہ را احتیاط اب کبھی کہین ہمسے الگ نہ ہو جانا عمرو نے کہا کہ ای شہریار کیا مجھے خبط ہی
کہ مین آپ سے جدا ہو جاؤنگا آپکو پیاس سے بیقرار دیکھکر میرے جی مین آیا کہ جہان سے ممکن ہو آپکے
لیے پانی لاؤن اب انشاء اللہ تعالیٰ کبھی ایسا نہ ہوگا مجھے تو یہ دیوانہ بہتر ہی کہ آپ سے ایک دم جدا نہین ہوتا
ہی الغرض امیر و خواجہ اور ابوالہول تینون باتین کرتے ہوئے چلے جاتے ہین اب یہ حال ہی کہ راستہ نہین
چلا جاتا دھوپ کی حدت پیاس کی شدت ساعت بساعت زیادہ ہوتی جاتی ہی جاتے جاتے سامنے سے
ایک باغ دکھائی دیا ذہن مین آیا کہ اس باغ مین چلکر درختون کے سائے مین تھوڑی دیر دم لیجیے ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوا کھائیے چمنون کی سیر کیجیے اگر ممکن ہو تو پانی بھی پی لیجیے راہ کا کسل دور ہو دل کو سیری ہو غرض دل مین
یہ تصور کرکے اس طرف کو بڑھے تھوڑی دور گئے تھے کہ اب ایک باغبان کے بولنے کی آواز معلوم ہوئی
اسکی آواز سنکے دل کو اور بھی سہارا ہوا اب جلدی جلدی قدم اُٹھاتے دوڑتے ہوئے دروازہ باغ پر پہونچے
دیکھا کہ یاقوت سرخ کا ترشا ہوا پھاٹک لگا ہوا ہی چار دیواری بلور کی ہی پھاٹک کے دونون طرف صحنچیان
بہت معقول بنی ہوئی ہین وہان کی ہواے روح افزا سے دل کو فرحت ہوئی تھوڑی دیر ٹھہر کے اندر گئے دیکھا
کہ چمن آراستہ و پیراستہ ہین ہر طرف سبزۂ خوابیدہ ہی گویا فرش مخمل سبز کا بچھا ہوا ہی دو رویہ روشون پر
مہندی کی ٹٹیان لگی ہوئی ہین ہر جگہ سرو و شمشاد ایک پاؤن سے کھڑے ہین گویا چمن کا پہرا دے رہے
ہین کہین سنبل اپنے بال کھولے کھڑا ہی کسی جگہ نرگس شہلا چار طرف با چشم حیران نگران ہی کہین لالے کا
داغ دل دہر کی ضیا کو مات کرتا ہی کہین گل شبو جلوہ افگن ہی کہین گل مہندی اور گل دوپہریا کا جوبن ہی
کسی جگہ سورج مکھی گل خورشید پر چشمک زن ہی کہین گلاب کا تختہ کھلا ہوا ہی قدرت خدا کا تماشا نظر آتا ہی کسی مقام پر
گل داؤدی اور گل جعفری اور گل عباس کا جدا جدا جلوہ ہی کسی جگہ گل صد برگ اپنا رنگ روپ دکھاتا ہی کہین بیلا
چنبیلی موتیا جوہی کے تختے لگے ہوئے ہین کوسون تک مہک جا رہی ہی کسی چمن مین گل ہفت رنگ
بصد جلوہ گری اپنا رنگ دکھا رہے ہین کہین غنچے مسکراتے ہین کسی جگہ گل شگفتہ اپنا جوبن دکھاتے ہین
بلبلین چہک رہی ہین پھولون کی کلیان مہک رہی ہین کہین شمشاد پر فاختہ کوکو کر رہی ہی عشق شمشاد کے دم
بھر رہی ہی کسی جگہ قمری کا نعرۂ حق سرہ بلند ہی کہین پپیہے کا شور ہی کہین تیہو کا زور ہی مرغان چمن کی نواسنجی
سے کان پڑی آواز نہین سنائی دیتی کہین زمرد و یاقوت و الماس تراش ناندون مین چھوٹے چھوٹے
درخت پھولون کے اپنا لطف دکھا رہے ہین سیر کرنے والے کے دل کو ہر روش لبھا رہے ہین غرض کہ
امیر حمزہ کشورگیر ہر چمن کی سیر کرتے ہوئے لطف نسیم تازہ اٹھاتے ہوئے چلے جاتے تھے ناگاہ
ایک طرف کچھ نازنین دکھائی دین کہ لہنگے بادلے کے پہنے ہوئے سرخ دوپٹے اوڑھے ہوئے انوٹ چھلے
پاؤن مین پڑے ہوئے جڑاؤ پتے کانون مین پاکیزہ صورتین بیلچے ہاتھون مین لیے کہ پھل اُنکے
طلائی اور دستے نقرئی تھے روشین بنا رہی ہین اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک قصر زمرد نگار بنا ہوا ہی
کہین اُسمین یاقوت احمر جڑا ہوا ہی کسی جگہ لعل شب چراغ نصب ہی ستون اُسکے الماس کے تراشے ہوئے
ہین محرابین مثل محراب ابروے نازنینان خوش قماش ہین رفعت مین آٹھوان آسمان ہی عجب قصر
عالیشان ہی آگے اُسکے ایک سائبان زربفتی کھنچا ہوا ہی مقیش کی جھالر لگی ہوئی ہی تھمے نقرئی و طلائی

چارطرف لٹک رہے ہین آویزہ مروارید آویزان ہین مطلا کارچوبین استادہ ہین اندرون قصر عالیشان زیر سایبان فرش مخمل زردوزی کا نہایت نفیس وپرتکلف بچھا ہوا ہی ایک طرف قصر مین ایک چھپرکھٹ نہایت عمدہ جڑاؤ لگا ہوا ہی طرح طرح کا شیشہ آلات نصب ہی جھاڑ کنول ہر رنگین یکے دو ڈالے جوڑ ڈالے قرینے سے اپنے اپنے مقام پر لگے ہوئے ہین میزون پر کنٹر شیشے قرابے عطر کے رکھے ہوئے ہین کہین عطر گلاب کی خوشبو آرہی ہی کہین کیوڑا مہک رہا ہی کسی جگہ موتیے اور سہاگ کی خوشبو فتنہ برپا کر رہی ہی کسی مقام پر عطر حنا اور عنبر مشام جان کو تازگی بخش رہا ہی زیر سایبان دسترخوان بچھا ہوا ہی ہر طرح کا کھانا مہیا ہی دنیا کی نعمتین موجود ہین اور ایک نازنین مہ جبین بصد ناز و ادا بیٹھی کھانا کھا رہی ہی گرد اسکے بہت سی انیسین جلیسین بھی اسکے ساتھ کھانا کھانے مین مصروف ہین امیر دیکھکر حیران ہوئے خیال مین گذرا کہ شاید یہ کسی بادشاہ کا محل ہی ہم ناحق یہان چلے آئے واپس چلنے کا قصد کیا اُدھر سے پلٹے ہی تھے کہ کسی کی نظر پڑگئی اُسنے دوسری سے کہا دوسری نے تیسری سے کہا کہ ایک مرتبہ غل ہوا کہ ارے دیکھنا یہ کون لوگ نامحرم بے پوچھے بچھے بیتحاشا حرم محترم بادشاہی مین گھس آئے صاحبقران نے جواب دیا کہ صاحبو معاف کرو ہمین معلوم نہ تھا نادانستہ ادھر چلے آئے دروازے پر کوئی حاجب دربان بھی منع کرنے والا نہ تھا کہ ہمین معلوم ہوتا کہ یہان زنانہ ہی اتنے مین وہ نازنین مسندنشین کھانا چھوڑ کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور عرض کیا کہ ای شہریار آپ شوق سے تشریف لائیے اسے اپنا کفش خانہ تصور فرمائیے تکلف کو راہ نہ دیجیے یہان تھوڑی دیر توقف کیجیے اگر آپ تشریف لائے تو کیا قباحت ہوئی بسر وچشم تشریف رکھیے مصرع ای آمدنت باعث آبادی ما ای شہریار ہمارے یہان اسقدر پردہ نہین کرتے ہین اسکی وجہ سے کسی کو دروازے پر نہین بٹھاتے یہ کہکر اُٹھی اور تا لب فرش لینے کو آئی صاحبقران نے جو یہ صورت زیبا اور محبت اس پریچہرہ کی دیکھی دلدادہ و فریفتہ ہوگئے ہر چند عمرو نے منع کیا کہ ای حمزہ نہ جا خدا جانے یہ کون بلا ہی مگر چونکہ امیر حمزہ صاحبقران دلدادہ ہوچکے تھے خواجہ عمرو کا کہنا نہ سنا اور اسکی طرف بڑھے جب پاس اسکے پہونچے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اسنے بھی ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور ناز و کرشمہ کے ساتھ باتین کرتی ہوئی دسترخوان پر لیجا کے بٹھایا اور عرض کیا کہ ای شہریار جب سے آپ چاہ الماس مین رونق افروز ہوئے ہین مین ہزار جان سے آپ پر شیدا ہون جب سے آپکا جمال باکمال نظر آیا ہی دلدادہ و مبتلا ہون جہان تک میرا بس چل سکیگا مین آپ کی کفالت و رہبری کرونگی ہمیشہ آپ کی اطاعت گزار و فرمانبردار رہونگی ای شہریار یہان کے جتنے باشندے ہین سب مکار و دغاباز فیلیے جلساز ہین انکے فریب سے جانبری مشکل ہی یہان کے لوگون سے ذرا خوب ہوشیار رہیے گا اور ای شہریار معلوم ہوتا ہی کہ آپ ابھی صحراے وحشت خیز اور دشت بلا انگیز سے تشریف لائے ہین کیونکہ چہرہ آپ کا تمتمایا ہوا ہی عرق آیا ہوا ہی بیابان کی باد صرصر سے گل رخسار پژمردہ ہو رہے ہین یقین ہی کہ کھانا پانی بھی کہین نہ میسر آیا ہو خیر جو حصہ آش حاضر ہی اسکو تناول فرمائیے پھر تھوڑی دیر استراحت کیجیے گو کہ یہ کھانا آپ کے قابل تو نہین مگر بقول شاعر مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف ٭ آپ کا ایک نوالہ اور ایک دانہ بھی چکھ لینا باعث میرے عز و افتخار کا ہوگا امیر یہ محبت و مروت اُس مہ طلعت کی دیکھکے اور بھی خوش ہوئے اور اُسکے اصرار سے چاہا کہ ہاتھ قاب مین ڈالین اور کچھ نوش فرمائین ناگاہ پس پشت سے ایک صدا آئی صاحبقران خبردار کھانا نہ کھانا امیر نے جو یہ آواز سنی ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا

ادھر اُدھر دیکھنے لگے کہ یہ صدا کہان سے آئی یہ کون شخص ہی اور یہ کیا راز ہی مگر کوئی صدا دینے والا دکھائی نہ دیا
اُس نازنین عشوہ ساز دغاباز نے جو یہ دیکھا تجاہل عارفانہ کر کے پوچھا کہ ای شہریار آپ نے ہاتھ کیون کھینچا امیر
نے فرمایا کہ تجھے یہ صدا نہین سُنی کہ کوئی منع کرتا ہی خبردار کھانا نہ کھانا اُسنے کہا کہ مین نے پہلے ہی عرض کیا ہی کہ یہان
کے لوگ بڑے جلساز و مکار و دخیل ہین نہین چاہتے کہ آپ کو راحت ملے آپ کچھ دل مین ایسی ایسی آوازون کا
خیال و وسواس نہ کیجے خاصہ نوش فرمائیے صاحبقران نے اُسکے سمجھانے سے پھر ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ نوالہ بنا کے
مُنھ مین رکھین پھر صدا آئی کہ ای عزیز تو عجب طرح کا نادان ہی دوست دشمن کو نہین پہچانتا خیرخواہ و بدخواہ
کو نہین جانتا ارے پھر تجھسے کہے دیتے ہین کہ آہین دغا ہی خبردار خبردار اور زنہار زنہار کھانا نہ کھانا
صاحبقران نے پھر نوالہ ہاتھ سے ڈالدیا اس ماہ پیکر نے کہا ای شہریار آپ کو بڑا وہم ہی مین نے
دو مرتبہ آپسے عرض کیا کہ یہان کے لوگ آپ کی راحت نہین چاہتے آپ کو میرے کہنے کا کچھ اعتبار نہوا
اور صدائے نامعلوم کا خیال ہوا اگر آپ جانتے ہین کہ یہان پر کوئی میرا دوست و خیرخواہ ہی تو بلا اُسے
بلائیے تو دیکھین وہ کون ہمسے زیادہ آپ کا خیرخواہ ہی صاحبقران نے اُسکے کہنے سے ہرچند آواز دی
کہ ای شخص تو کون ہی سامنے آ مجھے اپنی صورت تو دکھا مگر کوئی نہ دکھائی دیا نہ کچھ جواب ہی ملا جب اُس
دلرُبا نے یہ دیکھا تو عرض کیا کہ ای شہریار عالیوقار یہان ہزار طرح کی بلائین ہین آپ مطلق ایسی
صداؤن پر کان نہ رکھیے اپنا کام کیجیے کھانا نوش فرمائیے صاحبقران نے اپنے دل مین کہا لاحول ولا قوۃ
الا باللہ کیا کارخانے سحر کے ہوتے ہین کوئی صدا تو دیتا ہی مگر معلوم نہین ہوتا واقعی یہ آواز مجھے بہکاتی
ہی یہ خیال کر کے مستعد ہوئے کہ اب کیسی ہی آواز آئیگی مگر مین دھیان مین نہ لاؤنگا بے تکلف کھانا کھاؤنگا
اور نوالہ بنا کر مُنھ کی طرف لیگئے چاہتے ہین کہ نوالہ مُنھ مین رکھین کہ ابکی مرتبہ ایک آواز غضبناک آئی
کہ ای امیر ہمنے دو دفعہ منع کیا اور تجھکو کچھ اثر نہ ہوا یہ نہ جانا کہ کوئی دوست ہمارا ہمین سمجھاتا ہی دھوکھا کھانے
اور دام فریب مین پھنسنے سے بچاتا ہی کوئی سبب تو ایسا ہی کہ ہم تجھے بار بار منع کرتے ہین ہر مرتبہ تیری جان
بچاتے ہین کھانا کھانے سے باز رکھتے ہین اور تو اُسکے عوض مین گویا زخم پر نمک چھڑکتا ہی کہ ہمکو چاہین رسوا
کرنیکے لیے سامنے بلاتا ہی واہ کیا عقل ہی اور کیا فہم ہی اسی عقل کے بھروسے پر چاہ الماس مین آیا
ہی اور ایسی منزل دشوار گذار مین قدم رکھا ہی مصرع بر این عقل و دانش بباید گریست ٭ ارے غافل عقل
سے جاہل اس کھانے مین عوض نمک کے زہر ملا ہوا ہی اگر ایک نوالہ بھی کھائیگا تو فوراً مر جائیگا دیکھ ای
حیران و پریشان اور بیجان یہی نرگس جادو ہی اسنے دام تزویر بچھایا ہی کھانے مین زہر ملایا ہی اس سے
یہان کا ہر ایک جادوگر پست ہی سب تیرے مار ڈالنے کا بند و بست ہی اور اگر تجھکو میرے کہنے کا اب بھی
یقین نہ ہو تو اسم اعظم پڑھو طرفۃ العین مین حال معلوم ہو جائیگا صاحبقران نے یہ باتین سُنکے فوراً ہاتھ
سے نوالہ پھینکدیا اور بسم اللہ کہکے اسم اعظم پڑھنے لگے امیر کا اسم اعظم پڑھنا تھا کہ دفعتہً اُسکی وہ صورت پیاری
اور ایک عجیب کریہ منظر عورت نظر آئی کہ امیر کو کلیتہً نفرت ہوگئی چاہا کہ گرفتار کرین لیکن وہ ہاتھ نہ لگی
کود کر الگ جا کھڑی ہوئی اور پکاری کہ ای حمزہ معلوم ہوا کوئی ہم مین سے تیرا شریک ہی مگر وہ میرے
ہاتھ سے کہان جائیگا امیر تلوار کھینچکر دوڑے کہ او کٹنگڑی تو رہ کہان جاتی ہی میرے ہاتھ سے نرگس جادو
نے کہا کہ ای حمزہ مین تجھے مار چکی تھی مگر تیرے دوست نے تجھکو بچا دیا اور مجھکو تو بھلا تو کیا پائیگا سوا افسوس و ندامت

کچھ نہ ہاتھ آئیگا یہ کہکر تھوڑی سی خاک اٹھا کر اپنے دونون بازوون پر ملی خاک کے ملتے ہی دونون طرف دو پر
پیدا ہوئے شعر اسکے پرون کو دیکھکے غل مچا ہوا ہنستے تھے کیا یہ پر حضین نرگس نے واکیا + اور پھیتی ہوئی
بالائے ہوا پرواز کر گئی کہ چلے تیرے دوست و خیرخواہ کو تلاش کرے گرفتار کرون پھر تجھے سمجھ لونگی تو میرے
ہاتھ سے زندہ وسالم بچکر کہان جائیگا قیامت تک تو تجھے یہان سے نجات نہ ہوگی اور طرفۃ العین مین نظرون
سے غائب ہوگئی خواجہ عمرو نے کہا کہ ای حمزہ یہ لکا تہ بلائے بے درمان آفت جہان ہی یہی غنیمت سمجھئے کہ
اسوقت جان بچگئی مگر ای حمزہ کیا جلدی آپ بھی ہر ایک پر عاشق و فریفتہ ہو جاتے ہین جسکی کچھ انتہا نہین
اور اپنے دل مین یہ سمجھتے ہین کہ بس اب اس سے زیادہ کوئی دوست میرا نہین اُسکو دعا دیجیے جسنے ایسے وقت
مین آپ کی جان بچائی آپ کو آپ کے دشمن جانی اور عدوے روحانی کے ہاتھ سے نجات دلوائی امیر نے
فرمایا ای خواجہ یہ تو سچ ہی مگر خیال تو کرو کچھ ذہن تو دوڑاؤ کہ یہ جو آواز کسی دمساز کی آئی تھی یہ کون تھا
عمرو نے کہا کہ ای امیر یہ کوئی فرشتہ جان بخش تھا اور کون تھا اب سُنیے کہ نرگس جادو تو اُدھر پرواز کر گئی
ادھر امیر شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے کھڑے تھے دل مین خیال آیا کہ اگر ایک شکار خالی گیا تو اور شکارون کو
کیون جانے دیجیے اسکی نسبین طلبین جتنی تھین وہ سب ابھی وہین تھین امیر اُنپر تلوار لیکر دوڑے جو
جادوگرنیان تھین وہ اڑگئین جنکو سحر مین کچھ دخل نہ تھا وہ اپنی اپنی جان بچا کے بھاگ گئین امیر حمزہ
مع خواجہ عمرو اور ابوالہول دیوانہ کے اس قصر سے نکل کے دروازے کی طرف راہی ہوئے ایک مقام پر
پہونچے وہان ایک صداے دردناک کان مین آئی کہ کوئی شخص کہہ رہا ہی کہ ای پروردگار عالم وای خالق واکرم
صدقہ اپنے بندگان خاص کا اس عذاب الیم سے ہمکو نجات دے اور ایک مرتبہ صورت ہمارے آقاے
ولی نعمت اور خداوند سکندر صولت امیر حمزہ صاحبقران کی دکھادے پھر تجھے اختیار ہی چاہے زندہ
رکھ چاہے ہمارا دم نکال لے یہ صداے دردناک سنتے ہی حمزہ صاحبقران بیچین ہوگئے عمرو سے کہا
کہ خواجہ یہ آواز تو گوش آشنا معلوم ہوتی ہی خدا جانے کون دوست ہمارا کہ میری جان فدا گرفتار مبتلاے
آفت ہی نہین معلوم کیا مصیبت ہی جو اُسکی یہ حالت ہی آؤ چلو دیکھین کیا ماجرا ہی یہ کہکے اُس آواز کی
طرف چلے اتنے مین پھر آواز آئی کہ ای قاضی الحاجات وای حلال مہمات تو سب کے دل کی آرزو برلاتا ہی
ہماری بھی مراد دلی برلا کہ ہمین ہمارے آقا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حضرت امیر حمزہ صاحبقران کی
صورت دکھا یہ سنکے امیر کے دل کو کھینچی اور دوڑی ہوگئی اسی طرف جلدی جلدی قدم اٹھائے چلے دیکھا کہ ایک
حجرہ بنا ہوا ہی اسی مین سے یہ صداے حسرت خیز اور آواز درد آمیز آتی ہی دوڑکے دروازے پر حجرے کے
پہونچے دیکھا کہ قفل دیا ہوا ہی چاہا کہ کھولین مگر کسی طرح وہ قفل نہ کھلا چاہا کہ توڑ ڈالین کسی طرح نہ ٹوٹا آخرکار
اسم اعظم پڑھکے قفل پر جو دم کیا تو فوراً قفل کھلکر گر پڑا امیر نے دروازہ وا کیا اندر جاکے دیکھا کہ دو شخص پیچھے
کیے ہوئے زمین پر چت پڑے ہین اور سینون پر انکے دو پتھر مثل کوہ گران کے رکھے ہوئے ہین وہی یہ گریہ وزاری
جناب باری سے یہ دعا مانگ رہے ہین قریب جاکے جو غور سے دیکھا تو پہچانا کہ وہ دونون مقبل وفادار اور
کرب غازی ہین پہچانتا تھا کہ جلدی سے انکے ہاتھ پاؤن کھولے مگر انمین اسقدر سکت اور قوت نہ تھی کہ
اٹھ سکین ہاتھ پاؤن کھولنے پر بھی وہ اسی طرح پڑے رہے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکے اُنپر دم کیا فوراً
ببرکت اسم اعظم انمین قوت آئی اور وہ دونون اٹھکے امیر کے قدمون سے لپٹگئے امیر نے انھین قدمون پر سے

اُٹھا کے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ بھئی ہم تو تمھارے مر کئے ہوے دیکھکے بہت پریشان ہوئے تھے چاہا تھا کہ خنجر مار کے
مرجائیں مگر قضا نہ تھی حضرت خضر علےٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمھارے زندہ رہنے کی خبر دی ہمین حرام موت سے
محفوظ رکھا دونون نے اپنی سرگذشت عرض کی کہ ہم جاتے باغ مین پانی لینے کو گئے نرگس جادو نے ہمین گرفتار
کیا ہمسے طالب وصل ہوئی ہمنے انکار کیا اُسنے آزردہ ہوکے اس حجرے مین قید کیا دوسرے دن بلاتی تھی اور نہایت
دلجوئی و مدارات سے کھانا کھلاتی تھی آرام دیتی تھی آنکھین بچھاتی تھی پھر غمزہ و کرشمہ ناز و ادا سے ادھر اُدھر کی
باتین عشق عاشقی کی گاتین حسن و عشق کے افسانے محبت و الفت کے قصے بیان کرکے طالب وصل ہوتی تھی جب
ہم کسی طرح اُسکے داؤ پر نہ چڑھتے تھے اُسکی باتون کا جواب صاف دیتے تھے تو پھر ہمین اسی حیثیت سے جسطرح آپ نے
ملاحظہ کیا قید کرتی تھی ہمین نہین معلوم اُسنے کیسے سر کاٹ کے بیرون باغ ڈلوا دیے تھے امیر نے کہا معلوم ہوتا ہی
اُسنے تمھاری صورتون کے لوگ سحر سے بنائے ہونگے خبر مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + اب تم
ہمارے ساتھ چلو القصہ امیر حمزہ صاحبقران مقبل وفادار اور کرب غازی کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے
ہر چند چاہتے تھے کہ اُس باغ سے نکلین مگر دروازہ نہین معلوم ہوتا تھا چہار جانب دیوارین اس باغ کی
آسمان سے ملی ہوئی معلوم ہوتی تھین غرض چہار طرف بہت سر ٹکرایا مگر کہین راستہ نکلنے کا نہ پایا عمرو
نے کہا کہ ای حمزہ نرگس جادو آپ کو قید کر گئی ہی آپ کس خیال مین ہین اسم اعظم پڑھیے گا تو راستہ
یہان سے نکلنے کا پیدا ہوگا ورنہ ہمین پھڑک پھڑک کے دم نکلجائیگا قیامت تک راستہ نظر نہ آئیگا امیر حمزہ
نے ایک جانب دیوار اسم اعظم پڑھکے دم کیا فوراً آواز تڑاقے کی آئی اور دروازہ باغ کا دکھائی دیا امیر مع
ہمراہیون کے باہر آئے ایک طرف کو روانہ ہوئے چند قدم آگے ہونگے اب جو پیچھے پھرکے دیکھا تو اُس باغ کا
کہین نام و نشان بھی نہ پایا جہان ہزارون طرح کے گل بوٹے تھے وہان ایک کانٹا تک نہین دکھائی دیتا جہان
قمری و بلبل کا شور تھا وہان زاغ و زغن کا شور تک نہین سُنائی دیتا بلکہ ایک صحرائے مہیب و دشت عجیب
نظر آتا ہی عمرو نے عرض کیا کہ ای صاحبقران دیکھیے ابھی یہان کیا تھا کیا ہوگیا فرمایا ہان ای خواجہ سحر کے
کارخانے ایسے ہی ہوتے ہین جہان سوائے خس و خاشاک کے اور کچھ نظر نہین آتا وہان ایک دم مین
گلشن پُر فضا کھلجاتا ہی جہان باغ پر فضا ہوتا ہی وہان ساعت بھر مین سوائے خس و خاشاک کے اور کچھ
نہین دکھائی دیتا ہی جس جنگل مین ایک قطرہ پانی کا کہین نہین ملتا وہان طرفۃ العین مین دریائے زخار اور
بحر مواج موجین مارتا ہی جس مقام پر پانی کے سوا کچھ اور نہین ہوتا وہان چشم زدن مین لق و دق میدان نکلا آتا
ہی غرض آپسمین یہی باتین کرتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ سامنے سے ایک فیل کوہ عدیل دکھائی دیا کہ ایک
ایک دانت اُسکا نو نو گز کا تھا اور کان اُسکے مثل فراشی پنکھون کے تھے سونڈ بھی بیس گز سے کم نہ تھی مستک
بھی دس بارہ گز کی چوڑی تھی دونون کنپٹیون سے مستی بہ رہی تھی امیر کو دیکھتے ہی وہ فیل مست دوڑا
سب تو اسکو اپنی طرف حالت غیظ و غضب مین آتے دیکھکر پیچھے ہٹ گئے مگر شاہ شاہان سلطان السلطان
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر کشورستان حمزہ صاحبقران اُسی فیل کی طرف بڑھے قریب آکے اُسنے سونڈ کو
دوڑایا کہ امیر کو لپیٹ لے امیر شیر گیر نے اس زور سے ایک وار شمشیر آبدار کا کیا کہ سونڈ اُسکی دانتون سمیت
کٹ گئی وہ ہاتھی پیچھے ہٹا اور دوڑ کر دونون دانت امیر پر مارے امیر نے حملہ اُسکا خالی دیا اور جھپٹ کر
ایک تلوار جو ماری تو وہ جو باقی ماندہ اُسکے دانت تھے وہ بھی مثل شمع مومی کے کٹ کے گر پڑے وہ ہاتھی سامنے سے بھاگا

اور تھوڑی دور جاکے پھر پلٹ پڑا اب جو امیر نے دیکھا تو دونون دانت اُسکے سالم و درست پائے پھر وہ مثل حملۂ
اوّل کے صاحبقران پر جھپٹا امیر نے اسی طرح سے پھر اُسکا خالی دیکر چاہا کہ تلوار ماریں عمرو گلیم عیاری
اوڑھے سامنے کھڑا یہ کل کیفیت دیکھ رہا تھا آواز دی کہ حمزہ اس ہاتھی کو یون نہ مار لے گا بلکہ اسم اعظم پڑھ کے
تلوار ماریے امیر حمزہ صاحبقران نے موافق کہنے عمرو کے اسم اعظم پڑھ کے ایک تلوار جو اُسکی کمر پر جھٹک کر
بہزار جستی و چالاکی ماری معاً وہ ہاتھی دو ٹکڑے ہوا اور غلغلۂ دار و گیر بلند ہوا آواز آئی کشتی مرا نامم مرزوق
جادو دربان نرگس جادو بود صاحبقران بعد اس مرحلۂ عظیم کے آگے روانہ ہوئے یکایک آواز مہیب
پیدا ہوئی کہ باش او خیرہ سر تیرہ روزگار کہان جائیگا اگر ہزار جانین لیکر آیا ہوگا تو ایک سلامت نہ جائیگا
صاحبقران نے دیکھا کہ ایک دیو مہیب صورت دار شمشاد ہاتھ مین لیے چلا آتا ہے جب قریب امیر آیا تو قہر
کے آیا امیر اس سے بھی مقابل ہوئے اسنے دار شمشاد ماری امیر نے حربہ اسکا خالی دیا دار شمشاد اسکے ہاتھ سے
چھوٹ کے گر پڑی زمین مین دراڑ پڑی خاک اُڑی دیو اُس حالت غیظ و غضب مین چونکہ از خود رفتہ تھا سمجھا کہ اسکی
چپیٹ سے امیر کا کام تمام ہوگیا پکارا کہ افسوس ای حمزہ گوشت تیرا کرکرا ہوگیا کھانا بھی نصیب نہ ہوا امیر
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان نے فرمایا کہ او کافر اکفر ہوش مین آ حواس کی باتین کر ایسا خود رفتہ اور مختل الحواس ہو کے
نہیں لڑتے ہین تو نے کسکو مارا کسکا کام تمام کیا کسکا گوشت کرکرا ہوگیا تجھکو کھانا نہ نصیب ہوا دیکھ کہ مین تیرا
حریف موجود ہون اُسکو اور بھی غصہ آیا چاہتا تھا کہ ابکی مرتبہ ایک ایسا وار کرے کہ اگر کوہ گران بھی ہو تو
ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے امیر حمزہ صاحبقران نے تیغ عقرب سلیمانی پر اسم اعظم پڑھ کے دم کیا اور جستی تمام
ایک ہاتھ جو اُسکی کمر پر مارا وہ ملعون ایک ہی وار مین دو ٹکڑے ہو گیا غلغلۂ قیامت کا برپا ہوا بعد دو گھڑی کے
آواز آئی کشتی مرا نامم عفریت جادو باغبان نرگس جادو بود صاحبقران چاہتے تھے کہ آگے روانہ ہون
دفعۃً ایک ابر تیرہ و تار آسمان پر نمایان ہوا بجلی چمکنے لگی دیکھا کہ برق جادو چلی آتی ہے جسوقت وہ قریب آئی
صاحبقران کو تسلیم بجا لائی اور عرض کیا کہ کنیز نے آپ کو اسقدر سمجھا دیا تھا کہ نرگس جادو دست بکار ہے اسکے
فریب مین نہ آئیے گا مگر آپ نے بالکل میری گذارش کو دل سے بھلا دیا اور اُسکے کہنے سے کھانا کھانے پر آمادہ ہوگئے
اگر اُس کھانے کا ایک لقمہ بھی آپ خدا نخواستہ نوش فرما لیتے تو نصیب اعدا اپنی جان سے ہاتھ دھوتے فوراً
پانی ہو کے بہجاتے جب مین نے دیکھا کہ آپ اسکی باتون مین معروف ہو کر کھانا کھایا چاہتے ہین مجھسے کسیطرح ضبط
نہو سکا مجبور ہو کے آپ کو آواز دی کہ ہرگز یہ کھانا نہ کھائیے گا ورنہ پچھتائیے گا آپ نے تامل کیا پھر اسکے دام فریب
مین گرفتار ہو کر نوالے اُٹھا کے کھانے کا قصد کیا پھر مین نے آواز دی کہ زنہار یہ کھانا نہ کھائیے گا اسمین فریب
ہے آپ نے پھر تامل کیا جب اسنے مکاری کی باتین کین پھر آپ کھانے پر راضی ہوگئے جب تیسری مرتبہ
آپ کھانے کی طرف متوجہ ہوئے مین بے اختیار ہو کے پکاری کہ اسمین زہر ملا ہوا ہے اس کھانے کو تناول
نہ فرمائیے اور دیکھیے یہی نرگس جادو ہے اُسوقت آپ خبردار ہوئے اور کھانے سے ہاتھ کھینچا وہ آپکے
پاس سے بھاگ گئی اور ای شہریار اُسوقت جو کلمات گستاخانہ حالت اضطراب و بیقراری مین میری
زبان سے آپ کی شان مین نکلے ہین برائے خدا معاف فرمائیے گا صاحبقران نے فرمایا ای برق جادو
یہ تم کیا کہتی ہو سچ پوچھو تو ہم پر تمھارا بڑا احسان ہے کہ تمنے ہماری جان بچائی ورنہ اب تک تو مدت کا خاتمہ ہوگیا
ہوتا کہین تمسے کچھ ملال اور جائے شکایت نہین ہے پھر برق جادو نے عمرو کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ای خواجہ مین

تجھے تو بڑا عقلمند جانتی تھی تو نے بھی صاحبقران کو کچھ نہ سمجھایا اور کھانا کھانے کو منع نہ کیا شاید تیرے بھی ذہن مین آیا کہ دستر خوان پر دنیا کی نعمتین اور طرح طرح کے کھانے چنے ہوئے ہین اگر حمزہ عالیشان کھاینگے تو مین بھی خوب بڑھ بڑھ کے ہتھے لگاؤنگا مین کیون منع کرون اگر انھین منع کرونگا تو مین بھی بھوکا رہونگا نعمتین نہ کھلنے مین آینگی ارے اسی عقل ودانش پر سر برندہ جادوگران نام رکھا ہے بھلا تو نے جادوگرون کو کیونکر مارا ہوگا عمرو نے کہا کہ اے ملکہ برق جادو مین نے تو ایک چیونٹی کو بھی کبھی نہین مارا ناحق ناحق مجھے لوگون نے بدنام کیا ہے اور حمزہ سنتے کسکی ہین اس سن مین بھی جہان کوئی اچھی صورت دیکھی وہین لٹو ہوگئے ہمیشہ سے انکی یہی عادت ہے شعر پرورش پائی ہے حسینون مین + ہے مزہ عشق کا لڑکپن سے + واقعی اگر تم خبردار وہوشیار کردو تو بیشک سب کا کام ہی تمام ہو چکا تھا پھر برق جادو نے صاحبقران سے عرض کیا کہ اے شہریار مین تو اب زیادہ ٹھہر نہین سکتی جاتی ہون مگر آپ اب نرگس جادو کے فریب مین نہ آیئے گا ہر وقت خوب خبردار وہوشیار رہیے گا اور اگر آپ نے اسے مار لیا تو گردنامہ جادو کی ٹوٹ جائیگی بڑا دشمن آپ کا دفع ہوگا یہ کہکر وہ بسوے آسمان روانہ ہوئی صاحبقران آگے چل نکلے عمرو سے کہا کہ خواجہ اب مین یقین کلی ہوا کہ برق جادو ہماری دوستدار ہے عمرو نے عرض کیا یہ میری آواز پر عاشق ہے مانند ملکہ جادو کے یہ بھی جانفشانی کریگی یہی باتین کرتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ پھر وہی صحرا لا جہان مقبل وکرب گم ہوئے تھے پیاس کے مارے عجب حالت ہوئی بیقراری مین امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ کہین سے پانی لاؤ اب پیاس کے مارے حلق خشک ہو رہا ہے عمرو نے عرض کیا کہ اے حمزہ اب مین بار دگر آفت مین گرفتار ہونے نہ جاؤنگا ایک مرتبہ جو پانی لینے گیا تو آدمی سے جانور بنگیا خیر خدا نے آپ تک پہونچا دیا کہ برکت اسم اعظم مین اپنی ہیئت اصلی پر آیا اگر اب کی مرتبہ مین پھر پانی کی جستجو مین گیا تو یقین ہے کہ زندہ وسالم بچکر نہ آونگا میری لعل سی جان جائیگی آپ کا کچھ نہ جائیگا اپنی زندگی سے ہاتھ دھوؤن تو پانی لینے کو جاؤن امیر چپ ہو رہے مگر پیاس سے زبان مین کانٹے پڑ رہے ہین بات نہین کیجاتی بدن سے آگ کے شعلے نکل رہے ہین ناگاہ دور سے کچھ جانور اڑتے ہوئے دیکھے کچھ درخت دکھائی دیے اسی طرف جلدی جلدی دوڑے جب وہان پہونچے دیکھا پانی تو نہین ہے مگر ادھر ادھر دو گاؤن بسے ہوئے ہین اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک پیرزال کورے جھجر مین پانی بھرے ہوئے ایک گاؤن سے دوسرے گاؤن مین لیے جاتی ہے صاحبقران نے کہا کہ خواجہ اس سے پانی لیا چاہیے عمرو بھی سوچا کہ اب کیا اندیشہ بیابان مین کچھ تنہا نہین ہون جو کچھ خوف ہو چلکے اس سے پانی لانا چاہیے یہ اپنے دل مین سوچ کے پکارتا ہوا دوڑا کہ اری بڑھیا تھوڑا سا پانی دیتی جا جب یہ کہتا ہوا اسکے قریب پہونچا وہ بولی کچھ دیوانہ ہوا ہے گھانس کھا گیا ہے ہرگز اسمین سے ایک قطرہ پانی کا نہ دونگی مین بڑی محنت سے بھرکے لائی ہون اگر تجھکو ایسی ہی پانی کی خواہش ہے اس قصبے سے جاکے لے آ کچھ بڑھیا سے کیون مانگتا ہے عمرو نے کہا ارے مادر مہربان آقا میرا حمزہ صاحبقران اسوقت پیاس سے بیقرار ہے ایک تھوڑا سا پانی دیدے آخر تیرے بھی بال بچے ہین یا نہین تجھکو رحم نہین آتا وہ دیکھ حمزہ صاحبقران آ پہونچے ترس کھا کے یہ پانی انھے پلا دے مین اسکے عوض مین ہمیشہ پانی تجھے بھر لادونگا اتنے مین صاحبقران بھی قریب آگئے اس بڑھیا کو سلام کیا اور بے اختیار ہو کر اس سے پانی مانگا اسنے جو صورت امیر با توقیر کی دیکھی بیساختہ کہا کہ لو بیٹا پانی حاضر ہے پیو اور بڑا سا آبخورہ ہاتھ مین تھا وہ بھر کر امیر با توقیر کو دیا اور کہا کہ لو پیو امیر پیاس کے مارے بیتاب تو ہو ہی رہے تھے

جلدی سے آبخورہ اُسکے ہاتھ سے لیا چاہتے ہیں کہ یکایک آواز آئی کیوں ای حمزہ تو پھر اپنے ہاتھ سے اپنی جان
دیا چاہتا ہی فریب میں آکے جام زہر ہلاہل پیا چاہتا ہی ہوشیار رہو یہ پیرزال نرگس جادو ہی اور یہ پانی زہر ہلاہل
ہی صاحبقران زمان نے یہ صدا سنتے ہی آبخورہ زمین پر دے مارا فوراً دھوان اُٹھا زمین پھٹنے لگی اُتنی جگہ
سیاہ ہوگئی امیر کو یقین ہوا کہ بیشک یہ پانی زہر آلود تھا اگر ایک قطرہ بھی اُسکا حلق سے اُتر جاتا فوراً دم
نکلجاتا خدا نے خوب بچایا شعر

آیا تھا لینے حضرت دل آپکو وہ ترک　　یہ کہیے آج خوب بچے خیر ہوگئی

یہ آواز سنکے نرگس جادو یعنے اُس بنی ہوئی بڑھیا ستم کی پڑیا نے جو ادھر اُدھر خیال کیا تو دیکھا کہ ایک درخت
کی ٹہنی پر ایک لال بیٹھا ہوا بول رہا ہی اُسی نے امیر حمزہ صاحبقران زمان کو ہوشیار کیا پانی پینے سے
روکا میرے دام فریب سے بچایا پکاری کہ او گیسو بریدہ میں نے تجھے پہچانا او برق جادو اب مجھے معلوم ہوا تو
اس سے ملی ہوئی ہی میں بھی حیران تھی کہ کون ہمارے یہاں سے انکا شریک ہوا ہی اب معلوم ہوا کہ تو ہی خیر
سمجھا جائیگا کیوں ای برق جادو دمامہ جادو نے تجھے اسی واسطے پالا تھا اور اپنے سارے گھر کا مالک و مختار
کر دیا تھا کہ تو اُسکے سارے گھر کو برباد کر دے میں پہلے تجھی کو گرفتار کرکے سزا دونگی بعد اُسکے حمزہ سے سمجھ لونگی
صاحبقران دوڑے کہ او لکاتہ میرے ہاتھ سے بچکے کہاں جاتی ہی اور چاہتے تھے کہ عقرب سلیمانی کا وار کریں فوراً
وہ ساحرہ بزور سحر اژدہاے آتش فشاں کی صورت بنکے امیر حمزہ صاحبقران پر دوڑی منھ سے شعلے آتشین
چھوڑے کہ تمام خس و خاشاک صحرا کے جلنے لگے صاحبقران زمان نے اسم اعظم پڑھکے دم کیا فوراً وہ اژدہے
کی صورت سنگی کتے کی طرح زمین پر ہاتھ پانوں مارنے لگی صاحبقران نے فرمایا او مردار ذرا اپنی ہیئت کذائی
تو دیکھ نرگس جادو نے جو دیکھا کہ صورت میری اصلی ہوگئی دل میں نہایت شرمندہ ہوئی حیران تھی کہ
سامنے سے بھاگی امیر با توقیر با شمشیر برہنہ دوڑے نرگس جادو نے دیکھا کہ اب امیر کے ہاتھ سے
میری جان بچتے نہیں معلوم ہوتی اسم سحر کا پڑھ کے اپنے دونوں شانوں پر دم کیا دونوں طرف دو پر
پیدا ہوئے پرواز کرکے آسمان کی طرف چلی اور پکارا کہ حمزہ اگر نرگس جادو آپکے ہاتھ سے اسوقت
بچکے صحیح و سالم نکلگئی تو برق جادو رسوا ہوگی قتل ہوگی حمزہ یہ زندہ بچکے نہ جانے پائے صاحبقران
نے جلدی سے ایک تیر کمان میں پیوستہ کرکے مارا جیسے ہی نرگس جادو اُڑکے چلی تھی کہ تیر جو پڑا تو اسفل
سے اعلی تک گذر کر مغز کو توڑ کے باہر نکلگیا چرخ کھا کر زمین پر گری شور و غل کی آواز بلند ہوئی گرد اُڑی
اندھیرا چھا گیا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا تلاطم عیاں ہوا آواز آئی کہ کُشتی مرا نام من نرگس جادو بود بعد تھوڑی دیر
کے گرد و غبار بیٹھا اندھیرا دور ہوا تلاطم برطرف ہوا روشنی ہوئی بجلی چمکی برق جادو سامنے آئی سلام
کیا ایک سوا ایک تختی الماس کی نذر دی اور عرض کیا کہ ای شہریار عالیمقدار شاہ شاہان سلطان سلطانان
زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان آپ نے بڑا کار نمایان کیا کہ اس لکاتہ شوخ دیدہ
گیسو بریدہ نرگس جادو کو جہنم واصل کیا اگر کہیں یہ آج بچکر چلی جاتی تو مجھکو دمامہ کے سامنے خوب رسوا کرتی
مجھکو تو یقین ہوگیا تھا کہ آج کسی طرح یہ بھید چھپ نہیں سکتا ضرور افشاے راز ہوگا مگر خداوند کریم آپ کو
سلامت باکرامت رکھے کیا ہی تیر مارا ہی کہ یہ لکاتہ ہدف تیر قضا ہوگئی تمام کھٹکا اور خوف و اندیشہ مٹگیا سارا
قصہ پاک ہوگیا مگر ای شہریار دیکھیے پھر آپ اُسکے دام فریب میں آگئے تھے پانی پیا ہی چاہتے تھے اگر میں نہ ہوتی
تو اُسنے آپکے دشمنوں کو ہلاک ہی کر ڈالا تھا اور میں تو کہیں گئی نہ تھی پوشیدہ آپ کے ہمراہ تھی

صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ برق جادو تمنے خوب وقت پر آگاہ کیا نہین تو ہمارا کام تمام ہوچکا تھا یہ
احسان بالاے احسان ہی شعر

تا حشر نہ بھولیگی یہ امداد تمھاری	ہوگی نہ فراموش کبھی یاد تمھاری

اُسنے عرض کیا ای شہریار مین کنیز ہون ہر وقت راہ اسلام مین سر دینے اور جان نثار کرنے کو موجود ہون خدا
آپ کو فتحیاب کرے اور ای شہریار آب آگے سرامہ جادو کا مکان ہی وہ دمامہ جادو کی بیٹی ہی مین وہ ایک جگہ
کھیلکر بڑی ہوئی ہون مجھسے اُس سے کمال محبت و اتحاد ہی وہ علم سحر مین بلاے روزگار ہی دنیا مین اپنا عدیل و نظیر
نہین رکھتی بڑے بڑے ساحر اُسکے سامنے کان پکڑتے ہین خبردار اُسکے چہار طرف پھرتے سب جگہ جاتے آتے
ہین اگر اُسکو آپ نے مار لیا تو گویا دمامہ جادو کو مارا مگر مارنا اُسکا کچھ آسان نہین نہایت دشوار ہی آپ کو
ہر وقت اور ہر ساعت اُسکے مکر و فریب سے نہایت ہوشیار و خبردار رہنا چاہیے اُسے سوا خواجہ عمرو کے
اور جاہے کوئی مار سکے تو یہ امر بہت مشکل بلکہ غیر ممکن ہی صاحبقران نے عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ سنا خواجہ
تمنے برق جادو کیا کہتی ہی عمرو نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ صاحبقران عورت کے کہنے پر اعتماد نہ کرنا چاہیے
اُسے سودا ہوگیا ہی بھلا مین اسے کیونکر قتل کرسکونگا اول تو مجھے اُسکا ٹھکانا نہین معلوم دوسرے راہ نہین
کدھر سے اُس تک پہونچون برق جادو نے کہا کہ خواجہ پتا اُسکے مکان کا تم مجھسے سن لو یہان سے سامنے
سیدھے چلے جانا ایک دو کوس پر جاکے تمھین دریاے سیماب ملیگا اُس دریا کو طی کرکے تھوڑی دور اور
آگے بڑھنا وہان ایک پہاڑ زمرد کوہ نام ہی بس وہین سرامہ جادو کا مکان ہی اور وہان سے شہر زمرد
بہت ہی قریب ہی عمرو نے کہا کہ ای صاحبقران آپکو معلوم ہی کہ مین تین چیزون سے بہت ڈرتا ہون ایک تو
دریا سے کہ جہان اُسمین گرداب پڑا ہوا پھر کچھ نہین ہوسکتا کیسا ہی کوئی پیراک بیباک و چالاک ہو مگر
جہان سر سے ذرا بھی پانی اونچا ہوا اور اُسکے حواس باختہ ہوے غوطے کھانے لگا ادھر غوطے کھائے اُدھر
زندگی سے ہاتھ دھونا پڑا کشتی عمر ڈوبنے لگی جان کا کہین تھل بیڑا نہ لگا چٹ پٹ گھڑی ملاحی یا تھی سب
بھولگیا آخر اُسی گرداب بلا مین تڑپ تڑپ کے غرق چاہ فنا ہوگیا دوسرے نقابدار سے کہ جہان اُسنے
چشم حیا پر برقع بیحیائی کا ڈال لیا شرم و حجاب اُسے باقی نہین رہتا تیسرے ساحر سے کہ جہان اُسنے کچھ پڑھکر
پھونکا کیسا ہی مرد میدان و شیر نیستان ہو مگر کچھ بہادری اور دلاوری اُسکی پیش رفت نہین جاتی عقل ایک
گوشہ عافیت کو ڈھونڈھتی ہی محض بیکار ہو جاتا ہی کیسا ہی عیار طرار و فرار ہو لیکن ساحر کے آگے نہ کچھ اُسکی عیاری
چلسکتی ہی نہ کوئی طراری کام آتی ہی حمزہ مین دیوانہ نہین ہون کہ مفت مین اپنی جان دون بھلا جیگا اچھا خاصہ
خود شیر کے منھ مین اُسکا نوالہ بننے کو گھس جاؤن توبہ استغفار مجھسے یہ کبھی نہ ہوسکیگا سکندر صولت ارسطو فطرت
سلطان زمان صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ دیکھو خدا نے برق جادو کو کیسی توفیق و ہمت دی کہ اُسنے
ہمپر رحم کھایا اور کبھی ہماری شکل سے بھی واقف نہ تھی دوستی اور ملاقات تو شی دیگر ہی چشم انصاف سے
دیکھو یہ ہمارے ساتھ کیسی جانبازی و جان نثاری کر رہی ہی تمھین تو چاہیے کہ اور اُسکی تعریف و توصیف
اور شکر گذاری کرو اور اُسکا دل بڑھانے کو ہزار ہزار تحسین و آفرین کے بعد کہو مصرع آفرین باد برین ہمت
مردانۂ تو ۔ نہ کہ بخلاف اُسکے اور اُلٹے طعنہ زنی کرتے ہو یہ امر تمھاری فہم و فراست و عقل و کیاست سے
نہایت بعید معلوم ہوتا ہی خواجہ نے امیر با توقیر کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر برق جادو کی طرف مخاطب
ہوکے کہا کہ مین تو جانتا تھا تم میری دوست ہو مگر واہ واہ کیا خوب حق دوستی ادا کیا سبحان اللہ

برق جادو جل کے کہنے لگی مجھکو کیا کام ہے جو تیرے جی مین آئے وہ تو کر معلوم ہوا کہ تجھسے کچھ نہ ہوا ہے نہ ہوگا بعد
اُسکے صاحبقران زمان سے گذارش کیا کہ اب مین نے آپ کو خداے کریم کے سپرد کیا بس مین زیادہ نہین
ٹھہر سکتی اب مین سرامہ جادو کے پاس جاتی ہون یہ کہکے اڑ گئی بعد اُسکے جانے کے امیر با توقیر نے عمرو سے
ارشاد کیا کہ خواجہ برق جادو تو جا چکی اب کہو سرامہ جادو کو کیونکر مارو گے عمرو بولا کہ حمزہ کیا آپ مجھے
چاہ الماس مین اسی واسطے لائے تھے کہ ہر جگہ پر اول دیجیے اور ہر ایک بلا مین مجھے ڈالیے واہ آپ کیا
حق شناسی اور قدردانی فرماتے ہین اپنے رفیق قدیمی اور خیر خواہ صمیمی کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرنا چاہیے اور
اُسکی جان کو جان سمجھنا نہ چاہیے اس بچے کی رفاقت اور جان نثاری کا یہی صلہ ہے جو آپ سے حاصل ہو رہا ہے
گو کہ مین یہ جانتا ہون کہ اب یہان سے نکلکر نہ جا سکونگا مگر اپنی جان تو بچا سکونگا مین آپ کی رفاقت سے
درگذرا القول مختصر بیچ پی ہزار لعنت کھالی اگر جان ہے تو جہان ہے مثل مشہور ہے آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ
جہان مردہ اگر اپنی ہی جان نہ ہوگی تو کسی کی رفاقت کیا کام آئیگی بقول شاعر شعر نہین کیا جو تربت پہلے رہے
یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے + امیر حمزہ صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ سلامت اگر تم سرامہ جادو کو
مارو گے تو مین وعدہ کرتا ہون کہ دو لاکھ روپیہ نقد تمکو دونگا عمرو بولا کہ شہریار مین روپیہ سے درگذرا مجھے روپیہ
نہین چاہیے اگر میری جان صحیح و سلامت ہے تو ایسا ایسا دو لاکھ روپیہ بہت سا ہو رہیگا اور اگر خدانخواستہ مین ہی
نہ ہوا تو بتاؤ وہ روپیہ میرے کس کام آئیگا میرے بعد لوگ اُسکا حصہ بخرا کر لینگے کسی سے یہ بھی تو نہ ہوگا کہ میری
قبر مین اس روپیے کو رکھدے اور مین نہین جانتا کہ مین نے کیا دشمنی آپکے ساتھ کی ہے کہ آپ ہر وقت میرے
درپے قتل ہین اسطرح کے تو امور اپنے دشمن قوی اور حریف زبردست کے ساتھ کرتے ہین کہ جسطرح مارا جائے
معلوم ہوا کہ آپ میرے دشمن جانی ہین چاہتے ہین کہ کسی طرح یہ دفع ہو آپ ایسا میرا دشمن جہان مین
پیدا نہ ہوگا امیر عالیشان نے ارشاد کیا خواجہ تم جو چاہو میری نسبت اسوقت گمان فاسد کرو مگر واقعی
امر تو یہ ہے کہ سوا تمھارے اور کسی کا یہ کام نہین اور اسیر کیا موقوف ہے جب ہمپر کوئی آفت دیکھو گے مقرر
ہمارے شریک ہوگے عمرو نے جواب دیا کہ اچھا اگر یہی منظور ہے تو بھلا دو لاکھ روپیے مین میرا کیا ہوگا مین
خود کیا کھاؤنگا کیا بونگا بال بچون کو کیا دونگا قرضہ ہونکا ادا کرونگا کم سے کم چار لاکھ روپیہ دیجیے کہ کچھ میرا
بھلا تو ہو جائے دوران امیر عالیشان نے منظور فرمایا کہ اچھا ہم چار ہی لاکھ روپیہ دینگے تم منزل مقصود کا
ارادہ تو کرو جب امیر نے چار لاکھ روپیہ دینا منظور کر لیا تو عمرو نے ایک فرد چار لاکھ کی لکھی ہوئی نکالی امیر
کے ہاتھ مین دی کہ اسپر مہر کر دیجیے امیر نے جو فرد کو ملاحظہ فرمایا تو اسمین لکھا ہوا تھا منکہ امیر حمزہ صاحبقران
ابن عبدالمطلب ساکن شہر مکہ کا ہون جو کہ مبلغ چار لاکھ روپیہ سکہ رائج الوقت کہ نصف اسکے مبلغ دو لاکھ روپیہ
ہوتے ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے بمقام چاہ الماس بطور قرض کے لیکے اپنے تحت تصرف مین لایا
لہذا اقرار کرتا ہون اور لکھے دیتا ہون کہ خزانچی دیکھتے ہی فرد ہذا کو زر مذکور مع اصل و سود عمرو کو دیدے
اور اگر احیانا خلاف اسکے ظہور مین آئے تو خواجہ موصوف کو اختیار ہے کہ میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ سے
وصول کر لین مجھے کوئی عذر و حیلہ نہ ہوگا لہذا یہ چند کلمہ بطریق تمسک کے لکھدیے کہ سند رہے اور عندالحاجت
کام آئے فقط امیر فرد کو دیکھتے ہی متبسم ہوئے اور چاہتے تھے کہ کچھ کہین مقبل نے التماس کیا کہ جلدی مہر
کر دیجیے امیر نے مقبل کے کہنے سے اس کاغذ پر مہر فرما کے عمرو کے حوالہ کیا خواجہ نے اُسے بحفاظت تمام زنبیل

مین رکھ لیا اور صاحبقران کو مع مقبل وفادار و کرب غازی اور ابوالہول دیوانہ کے ساتھ لیکر روانہ
ہوا آتے آتے ایک دامن کوہ مین پہونچا ان سب کو تو وہان ایک مقام پر پوشیدہ کر دیا اور اپنی صورت
ایک کلاونت کی بنائی کر جامہ چکن کا گلے مین اُسپر سبز و سُرخ ریشم کی بوٹیان پڑی ہوئین گول پگڑی سر پر
اُسپر گوشوارہ ایک انگشتی شال کے حاشیہ کا بندھا ہوا دوپٹہ سموسہ کیا ہوا دونون کاندھون پر تانگا قلندرے
کا دھویا ہوا پانون مین عصا ہاتھ مین ایک پیر ضعیف منحنی اندام پست قامت بنکر درۂ کوہ سے نکلا سامنے
دریاے سیماب کے آیا دیکھا کہ بحر مواج و دریاے زخار بہ رہا ہے نہین معلوم کہان سے کہان تک ہے مگر عرض اسکا
عرض کیا جاتا ہے کہ کوئی تین کوس کا ہوگا اُس ندیا کو دیکھکر ہاتھ پانون مین لرزہ ہوا دل ڈوبنے لگا اُس پار دریا
کے ایک طرف زمرد کوہ ہے اور ایک جانب مکان سرامہ جادو کا معلوم ہوتا ہے لب دریا اسکا پائین باغ ہے دیوار
باغ کی گنگا جمنی ایک اینٹ چاندی کی ایک اینٹ سونے کی زیر دیوار باغ تیس چالیس مور پنکھیان کہ جن
پر انکے طاؤس بنے ہوئے سینے انکے زمرد کے ملے مروارید سفید کے ٹھپے مین لیے دونون بازو کھولے ہوئے نظر آئین
کہ ہر مور پنکھی پر بنگیرہ تمامی کا کھنچا ہوا جھالر مقیش کی گرد موتی اُسمین آویزان کچھ ملاحیان لہنگے زربفت
کے پہنے ہوئے دوپٹون کی گاتیان بندھی ہوئی جوڑون مین لچکا ٹکا ہوا لوٹ بچھوے پانون مین پہنے ہوئے
ڈانڈین طلائی و نقرئی ہاتھون مین لیے ہوئے ٹیکے سیندور کے ماتھون پر دیے ہوئے کشتیون پر سامنے
استادہ پائین عمرو اس پار ایک مقام پر چادر بچھا کر بیٹھ گیا اور کمر سے جوڑی ہفت پیوندی نے کی نکال
کے قفلیان اُسکی درست کرکے بجانے لگا اور باواز بلند یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

کیون نہ جانے کو وہان چاہے طبیعت میری
شان حق دیکھیے آپ اور محبت میری
مہربانی بھی نہین انکی ستم سے خالی
کوچہ اُس حور شمائل کا ہے جنت میری
ذکر تو میرا ہر طور کیا کرتے ہین
سامنے آنکھون کے لوٹی گئی دولت میری
دھیان تو میرا ہر حال انھین رہتا ہے
کچھ جہنم ہی نہ میرا نہ ہے جنت میری
آپ خبر لاتے ہین کیون میرے گریبان نے سے
میری عزت کا سبب ہوگئی ذلت میری
ایک جا چین سے دم بھر نہ ملا مجھکو قرار
ای جنون یاد کرینگے وہ محبت میری

خاک سے کوچۂ جانان کی ہے طینت میری
ای مسیحا یہ نقاہت سے ہے صورت میری
کرتے ہین خانۂ اغیار مین عزت میری
پاس جز داغ جنون کچھ نہین دینار و درم
نہین شکوہ جو وہ کرتے ہین شکایت میری
باغ مین وہ ملتے ہین کیا گل و بلبل کو حضور
انکے دل مین ہے محبت کہ عداوت میری
بیخطا آرزو مین کشتہ ہوئی ہین لاکھون
کون ہے پاس اگر ہے بھی تو حسرت میری
وہ نہ آئے تو گیا مین بھی نہ اُنکے گھر پر
صورت برق ازل سے ہوئی خلقت میری

مجھسے فرماتے ہین وہ سنکے حقیقت میری
کہ بدل سکتی نہین نزع مین رنگت میری
واعظا تذکرۂ باغ جنان کون سنے
لیکے جورنہ جسکو وہ ہے دولت میری
دل کو وہ لیگئے پہلو سے نہ کچھ زور چلا
اُٹھین خواب کی ہوا مین ہے خصلت میری
بھیجدے چاہے جہان مالک و مختار ہے تو
روز عاشورہ ہوئی ہے شب فرقت میری
تھا گنہگار مجھے پہلے سبھون سے بخشا
بڑھ گئی انکی نزاکت سے نقاہت میری
گر انھین بھی کوئی ملجایگا اُنسا بیرحم

آواز بانسری کی جو اُنکے کان مین پہونچی ایک نے دوسری سے کہا لو آگیا
اچھی صدا ہے آؤ نزدیک چلکر سنین غرض اپنی اپنی مور پنکھیان لیکر اس پار آئین ادھر خواجہ عمرو نے گوشۂ چشم
سے دیکھا کہ میرے گانے کا اثر پیدا ہوا سب سننے کو چلی آئین اور بھی جی کھولکے اور جان توڑکے گانے بجانے لگا
وہ سب بیتاب ہو ہو کر کشتیون سے اُتر اُتر کے نیچے آئین چار طرف سے عمرو کو گھیر کر بیٹھ گئین اور
سنتے سنتے یہ عالم محویت ہم پہونچا کہ روپیہ اشرفی چھلا انگوٹھی عمرو کی چادر پر پھینک رہی ہین

اور جب عمرو چپکا ہوتا ہے یہ پھر تحسین کرتی ہین اور گواتی ہین چار چھ گھڑی تک عمرو نے خوب گا بجا کے بانسری ہاتھ
سے رکھی ان سبھون نے پوچھا کہ اے عزیز تو کہان کا رہنے والا ہے اور یہان کیونکر آیا یہان تو کوسون ادہرون
آدمی کا نام نہین اشعار | کہان تھی راہ ہوا کس طرق سے آنا | کہ ہے یہ سرحد ملک عدم یہ ویرانہ
اداس دھوپ زندگی چاندنی کھلتی ہے | ہوا ہمیشہ یہان ورسے تیز چلتی ہے | عمرو نے جواب دیا صاحبو مین
زبرجد شاہ کا کلاونت ہون شہر زبرجد نگار مین رہتا تھا وہان خدا پرست آگئے ہوئے ہین ایک ہنگامہ
ہو رہا ہے گانے بجانے کو کون پوچھتا ہے اب کوئی قدردان اور جوہر شناس نہ رہا ناچار ہو کر اس شہر سے نکلا سفر
اختیار کیا شہر بشہر پھرنے لگا اتفاق کا رات مین نے سنا کہ شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو علم موسیقی سے نہایت
ذوق رکھتی ہین اور چاہ الماس مین رہتی ہین راہ پوچھتے پوچھتے ادھر آیا اپنے کو چاہ الماس مین گرایا
یہان تک تو خوبی طالع سے پہونچا ہون مگر حیران ہون کہ اس دریا سے کیونکر گذرون اور کس طرح ملکہ کی حضوری
حاصل کرون ان سبھون نے جواب دیا اے عزیز قسمت تیری بہت اچھی ہے اب تو ایسی جگہ پہونچا ہے کہ دولت
دنیا سے نہال اور زر و جواہر سے مالامال ہو جائیگا دمامہ جادو سے بہتر ہماری ملکہ ہے وہ اسقدر دیگی کہ پھر
تجھے یہان سے وہان جانے کی حاجت نہ رہیگی عمرو نے پوچھا تمھاری ملکہ کا کیا نام ہے یہ کس خاندان سے
ہے سب نے کہا اے شخص آگاہ ہو کہ یہ ملکہ سرامہ جادو کا مکان ہے یہ شہر زمرد کی رونق اور چشم و چراغ
ملکہ دمامہ جادو کی ہے ملکہ دمامہ جادو تو پیر ہو چکی اسکو اب ان چیزون کا کہان مزہ ہے مگر ہان ملکہ سرامہ
جادو صاحب ہمت و سخاوت ہے جسکو چاہے ایک دم مین نہال کر دے لاکھ دو لاکھ دیدینا اسکے سامنے
کچھ بات نہین اور علم موسیقی کی تو عاشق ہے اور خود بھی اس فن مین نہایت دخل رکھتی ہے وہ اگر تیرا
ذکر سنے گی اور تو اسکے سامنے گائیگا تو تجھے طرفۃ العین مین مالامال کر دیگی اور پھر عمر بھر ایک دم اپنے
سے جدا نہ کریگی عمرو نے کہا شعر | کب لگاتا ہے کوئی اس دل بیحال کا مول | سب گنوا دیتے ہین مفلس کے غرض مال کا مول
صاحبو بھلا مجھ وطن آوارہ غریب بدنصیب کا کون اسکے آگے ذکر کریگا جو وہان تک میری رسائی ہوگی مجھے
تو تم ایسے کچھ سننے والے قدردان ملجاتے ہین وہ مجھے سنکے اپنا دل خوش کر لیتے ہین مجھے اسکے عوض مین
کچھ دیتے ہین کہ اپنا پیٹ پالتا ہون اور بال بچون کی پرورش کرتا ہون ان سبھون نے ایک نے ہان ہو کر کہا
لو اور سنو واہ میانجی واہ یہ خوب کہی کہ ہم ایسے لوگ تمھین سنکے دل خوش کر لیتے ہین وہی کچھ ایسا تمھین
دیتے ہین کہ تمھاری بسر ہو جاتی ہے بھلا ہماری اوقات ہی کیا ہے جو ہم تمکو کچھ دینگے اور تم تو بادشاہزادیون
کی صحبت کے آدمی ہو غریبون سے تمھارا کیا کام نکلسکتا ہے اور بالفرض یہ بھی سہی تو ہمنے کہین ایک دن
تمھین سنلیا پھر اس سے کیا ہوتا ہے صاف صاف تو یہ ہے کہ ہم اپنے مزے کے واسطے آپ ہی تمھارا ذکر اپنی
ملکہ سے کرینگے وہان تم گئے اور روزگار لگا سمجھنے مین آیا تم خاطر جمع رکھو یہین بیٹھے رہو کہین جانا نہین ہم ابھی
ملکہ سے جا کے کہتے ہین اور تمھین یہان سے لیے جاتے ہین عمرو نے کہا سامری تمھارا بھلا کرے کہ مجھ غریب
پر تمنے ترس کھایا القصہ وہ یہ کہکے عمرو کو وہین بٹھا کے خدمت مین سرامہ جادو کی گئین وہ وقت ہے کہ
سرامہ جادو اپنے محل مین بیٹھی ہوئی ہے گرد و پیش اسکے انیس جلیس ہمراز بیٹھی ہین حد مین جمع ہین
گانیین موجود ہین ساز بج رہے ہین گانا ہو رہا ہے سرامہ جادو کہہ رہی ہے کہ اے صاحبو مین نے زر کثیر اٹھایا
بڑی بڑی دور سے نامی گویون کو بلوایا مگر کسی کو اچھا نہ پایا آج تک کوئی ایسا نہین گایا جسکے سننے سے

محویت ہو جائے بیہوشی و خود فراموشی کا عالم دل پر چھائے معلوم ہوا اب کوئی اچھا گانے والا نہ رہا فقط نام ہی
نام باقی رہگیا اور یہ جو لوگ میرے پاس ہین انسے اچھا تو مین خود گا لیتی ہون سب نے کہا بلائین آپ کا
تو مثل نہین ہی بجنے یہ گلا کسی کا دیکھا ہی نہین اس طرح کا آج تک کوئی سنا ہی نہین آپ کے سامنے
کیا کوئی گائیگا کیا کوئی بجائیگا اس زمانے مین صرف آپ کے دم سے یہ فن زندہ ہی ورنہ سوا آپ کے اور
کوئی نظر بھی نہین آتا ہی چہار طرف سے لوگ تعریفین کر رہے ہین بلکہ نشہ بادہ کبر و نخوت سے جھوم رہی ہی
اُتنے مین اُن ملاحنون نے آگے سلام کیا اور ہاتھ باندھے کھڑی ہو گئین سر امہ جادو نے جو اُنکو خلاف وقت
حاضر دیکھا پوچھا خیر باشد ارے تم سب کی سب کیون کھڑی ہو کیا کچھ کام ہی سب نے دست ادب باندھ باندھ
کے عرض کیا قربانت شوم یہان اسوقت ہم لونڈیون نے جو گانے بجانے کی صحبت دیکھی ہم بھی کھڑے ہوے کہ
حضور کو سنتین اور آج اُتنے بھی ایک گویے کو سُنا ہی کہ تمام عمر نہ سُنا تھا اس معلومات کا شخص کبھی نہ دیکھا تھا
کیا خوب گاتا اور کیا بجاتا ہی اگر حضور سنین تو اُسے بہت پسند کرین یقین ہی کہ اپنے پاس سے عمر بھر جدا نہ کرین
سر امہ جادو اُنکے کلام سے بہت قہقہہ مار کے ہنسی اور کہنے لگی دور ہو حرامزادیو تو یہی ایسی ہو گئین کہ
گانے کا اچھا برا جاننے لگین شعر

عجب تیری قدرت عجب تیرا کھیل ۔ چھچھوندر لگائے چنبیلی کا تیل

اری مردارو تم ناؤ کھینا جانو یا علم موسیقی کے راگ تانون کو بیجا تو بس زیادہ نہ جھک مارو اتنا جھوٹ نہ بولو
اُن سبھون نے عرض کیا بلائین حضور یہ تو سچ فرماتی ہین کہ ہم بھلا آگے پردے کی باتون کو کیا جانین اچھا برا کیا
سمجھین لیکن ہم بھی تو حضور ہی کا نمک کھاتے ہین آپ کی صحبت ہر وقت دیکھے بھالتے ہین اس فن کو گو نہین
جانتے مگر کان رس تو ضرور ہین حضور کے فیضان صحبت سے کچھ تو ہم بھی ضرور سمجھ لیتے ہین اگر حضور کو ہمارے عرض کرنیکا
یقین نہین تو آپ اُسے بلوائین اور ایک آدھ تان سنین پھر حضور کو لونڈیون کا جاننا نہ جاننا آپ ہی معلوم
ہو جائیگا ہمارا جھوٹ سچ کھل جائیگا اگر اچھا ہوگا سُنیے گا برا ہوگا کچھ دیکے رخصت کیجیے گا اور کنیزین اُس سے وعدہ
کر کے آئی ہین کہ ہم اپنے مالک کو تیرا گانا سنوائینگے حضور اُسے بلا کے سُن لین پسند آنے نہ آنے سے کچھ مطلب نہین
سر امہ جادو نے اسقدر اصرار ملاحنون کا سُنکے حکم دیا کہ اچھا تمھاری خوشی ہی تو اُسے جا کے بلا لاؤ بس یہ
سنتے ہی سب دعائین دیتی ہوئین خوشی خوشی روانہ ہوئین یہان عمرو بیٹھا ہوا انتظار کر رہا ہی اُن بھی تھوڑا
سا باقی ہی کہ سامنے سے وہ ملاحنیان آئین اور کہا چلو صاحب ہم تمھارا ذکر کر آئے بڑی مشکل سے ملکہ راضی ہوئی
ہین انکو ہمارے کہنے کا ہرگز اعتبار نہ تھا مگر اب آبرو تمھارے ہاتھ ہی ذرا ملکہ کے سامنے خوب گانا بجانا لیکن
ایسا نہ کرنا کہ کچھی بھرے نہ گاؤ تو مفت مین ہمین بھی ذلت ہو کہ واہ اسی گانے بجانے کی تعریفین کرتی تھین اور
تمھین بھی کچھ قدر قلیل ہی فائدہ ہو عمرو نے کہا کہ مین اپنے فائدے کے لیے آپ ہی جان توڑ کے گاؤنگا تمھارے
کہنے کی کیا ضرورت ہی ایسا تھوڑی کرونگا کہ مین بھی بے نیل مقصود پھر آؤن اور تمھین بھی ذلت دلواؤن غرض
وہ سب کی سب عمرو کو ساتھ اپنے کشتی پر سوار کر کے اُس پار لائین داخل باغ کیا عمرو نے دیکھا کہ باغ نہایت
سبز شاداب بیحد لا جواب درخت عجیب میوہ ہاے غریب روشین آراستہ چمن پیراستہ کیاریان جاری جاری
ہر طرف نہرین جاری طائران خوش الحان شاخون پر چہچہہ زن کبک دری روشون پر قہقہہ زن ہواے
روح افزا چل رہی ہی نکہت گل سے دماغ جان معطر ہو جاتا ہی ہر جھونکے مین نسیم عنبر شمیم کے دل کو فرحت تازہ
سرور بے اندازہ حاصل ہوتا ہی عمرو سب طرف کی سیر کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ سامنے ایک بارہ دری عالیشان

دکھائی دی در اسکے زمرد سبز کے ترشے ہوئے چھت یاقوت سرخ کی بنی ہوئی آگے سائبان مخمل سرخ کا کھنچا ہوا جھالر
مقیش کی اسمین لگی ہوئی استادین سونے کی ٹنکے ہوئے چوبین اسکی جواہر نگار مرصع کار تمام بارہ دری مثل فردوس
کے سجی ہوئی قریب آٹھ نو سو عورتون کے وہان موجود ہر ایک از پا تا فرق دریائے جواہر مین غرق لباس
رنگ رنگ کا پہنے ہوئے کھڑی ہین اور ایک مسند جواہر نگار پر ایک جادوگرنی کو بیٹھے دیکھا کہ رنگ مانند
آبنوس کے سیاہ بڑے بڑے گومڑے ماتھے پر اور گالون پر کمال بدصورت نہایت کریہ منظر لباس شاہانہ پہنے
ہوئے عمرو نے سامنے جا کر سلام کیا ہاتھ اٹھا کے دعا دی کہ اعلی اعلی مراتب رہین چراغ ملکہ دمامہ جادو
شہنشاہ ساحران کا ہمیشہ روشن رہے اُسنے ایک کبر و نخوت سے عمرو کو دیکھا کہا اچھا بیٹھ جا احوال پوچھا تو
کون ہی کہان سے آیا ہی عمرو نے جو ان ملاحینون کے سامنے کہا تھا وہی اُس سے بھی بیان کیا وہ بولی کہ یہ
ملاحینان بہت تیری تعریف کرتی ہین عمرو پکارا بلیا لون تمام عمر یہی کرتے گذری ہی حضور سے زیادہ انسے اور
کون ہی غلام بھی آپکا نام سنکے آیا ہی حضور کی پسند آؤن تو جانون کہ مجھے بھی کچھ آتا ہی کہا خیر ہم سنینگے اور حکم دیا
کہ کوئی جا کر ہمشیرہ برق جادو کو بلا لائے جب تک وہ نہ آئیگی ہم اسکا گانا نہین سنینگے ابھی یہ کہہ رہی تھی
کہ آسمان پر بجلی چمکی اور ساعت کی ساعت مین برق جادو تہس پر سوار نمایان ہوئی سامنے آکر سلام کیا سرامہ
اُٹھ کھڑی ہوئی برق جادو سے لپٹ گئی اور کہا ہمشیرہ مین انتظار مین تھی ابھی تمہارا ہی ذکر ہو رہا تھا مین آجو
چار چار چھ چھ دن گذر جاتے ہین کہ تمہاری صورت بھی نہین دیکھنے مین آتی خیر تو ہی ملاقات نہونے کا کیا
سبب ہی برق بولی کہ ہمشیرہ تمھین کیا معلوم تم اپنے عیش و عشرت مین مصروف ہو ساری بلا ہمارے سر ہی تمہاری
والدہ صاحبہ نے تمام کاروبار ہمارے سپرد کیا ہی لیکن فرصت عیش و عشرت کی کہان ایک دم لینے کی تو مہلت نہین
تمہارے پاس تک پھر آ کر اسکین تمام چاہ الماس کا بندوبست میرے حوالے ہی اور آجکل حمزہ چاہ الماس مین
آیا ہوا ہی تمہاری خالہ نرگس جادو کو مار چکا ہی چاہ الماس مین قیامت برپا ہی خدا پرستون کا زور ہو رہا ہی
عجب طرح کے تلاطم کا شور ہی مین اس فکر مین ہون کہ کسی طرح اُسے گرفتار کر کے ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ ساحران
کے پاس لیجاؤن تا کہ سرخرو ہون نہین تو دیکھیے کیا ہوتا ہی سرامہ جادو نے پوچھا ہمشیرہ حمزہ نے خالہ امان کو
کیونکر مارا وہ تو علامۂ دہر آفت روزگار تھین برق بولی بہن یہ مین نہین جانتی کہ حمزہ نے ایسی زبردست
ساحرہ کو کیونکر مارا اسی سبب سے میرے ہوش و حواس اور بھی بجا نہین ہین کہ جب ان ایسی سن رسیدہ
جہان دیدہ کو مار ڈالا تو بھلا اور کسی کی کیا حقیقت ہی سرامہ جادو بولی کہ ہمشیرہ تم اپنے دل مین کچھ تردد
اور اندیشہ نہ کرو ایک طرفۃ العین مین اسکو مار لونگی وہ میرے ہاتھ سے جاتا کہان ہی نہین معلوم کہ خالہ
نرگس جادو کس سبب سے ماری گئین اور یہ ہنگامے تو ہمیشہ رہینگے اسکا غم و اندیشہ کیا ہی کوئی اپنے کو
کہانتک غم مین گھلا دے آخر کوئی دم آسائش و آرام بھی کرے یا نہ کرے بہن آج ایک گویا آیا ہی لوگ
اُسکی بہت تعریفین کرتے ہین ہمنے بغیر تمہارے اُسے سنا نہین خوب ہوا کہ تم عین وقت پر آگئین آؤ بیٹھو اسکا
گانا سنو برق جادو بولی کہ ملکہ اس وقت گرمی بہت ہی آؤ کوٹھے پر چلکے بیٹھو سرامہ جادو اُٹھ کھڑی ہوئی
اور برق جادو کا ہاتھ پکڑ لیا کوٹھے پر آکے ٹہلنے لگی اب دن کوئی ایک گھڑی باقی ہی عجب سہانا وقت
ہی آسمان پر شفق پھولا چاہتی ہی طائر اپنے نشیمنون کی راہ لے رہے ہین آفتاب غروب ہونے کو ہی چاندنی
نکلنے کو ہی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہی سامنے دریا لہرین مار رہا ہی تختۂ گلاب کا کھلا ہوا

معلوم ہو رہا ہے نگیرہ تمامی کا کھنچا ہوا ہے فرش بادلے کا بچھا ہوا ہے سرامہ جادو مسند پر آکے بیٹھی کہا لاؤ اُس کلاونت کو مصنوعی کلاونت یعنی عمرو بن امیہ ضمری نے آکر سلام کیا برق جادو حیران حیران دیکھنے لگی مگر پہچانا نہیں اپنے دل میں خیال کر رہی ہے کہ یہ گویا چاہ الماس میں کدھر سے آیا کچھ سمجھ میں نہیں آیا سوچتے سوچتے دل میں آیا کہ کہیں یہ وہی دزد بار یاب گردون تک یا مکار عیار عمرو بن امیہ ضمری تو نہیں ہے پھر غور سے دیکھا جب بھی نہ پہچانا عمرو نے ملکہ برق جادو کو دیکھا کہ عجب عالم ہے چہرہ مانند ماہ تابان اور مہر درخشان کے روشن ہے ٹیکا سیندور کا پیشانی پر گویا ہاتھ میں ماہ تابان کے چراغ دیدیا ہے شاخ گل سے دست بازو پنجۂ مرجان چاند سا سینہ پیشواز آب روان کی پہنے ہوئے چھاتیاں مانند کاسۂ حباب کے اسمین سے معلوم ہوتی ہین دوپٹہ چاندتارے کا گردن سے ڈھلکا ہوا کاندھے پر پڑا ہوا غرض سرامہ جادو نے عمرو سے خطاب کیا کہ ای کلاونت ہمشیرہ بھی آ چکین اب توجہ کا عمرو نے عرض کیا بیٹیان لون مین حاضر ہون اور سازندون سے جو وہان تھے کہا کہ ہان بھیا تم ذرا ساز ملاؤ ساتھ میرا دو شاید مین بہک کر سکون انھون نے کہا بہت اچھا ہم موجود ہین اور سب ساز آپس مین ملانے لگے عمرو نے جوڑی ہفت پیوندی زنبیل سے نکالکے قفلیان ملائین جب ساز ملچکا اُٹھکے بانسری بجانا شروع کی اور یہ غزل گانے لگا غزل

مرتے ہین ہم آپکے کوچے مین رہنے کے لیے
خضر دل موجود ہے رستہ بتانے کے لیے

سنتے ہین کیا کیا ستم گردون کے عمر چار دن
سب رخصت ہوتے ہین سب مین جانے کے لیے

آپ کے نقش قدم کی ہے تلاش اس واسطے
لوگ ایذا سہتے ہین بستی بسانے کے لیے

خون کا طوفان مٹکے اُٹھا مین ہون تنکا ساتھ
منتظر بیٹھے ہین کب سے تیرے آنے کے لیے

دیدہ و دل دونون تیری راہ مین قربان ہین
آنکھین دے کے ملین جو غم اُٹھانے کے لیے

انکی چشم و لب کے قبضے مین ہے سب بود و نبود
دوست آمادہ ہین آفت مین پھنسانے کے لیے

دل وہ دل ہے جو ہو تیرے ناز اُٹھانے کے لیے
آرزو کرتے ہین سب جنت مین جانے کے لیے

دل سے باتین ہم سکین تیری ہین ممکن کبھی
مشق کرتے ہین تمہارے ناز اُٹھانے کے لیے

دل مین جا دیتے ہین یاد عارض پر نور کو
چاہیے تھوڑی سی جا تربت بنانے کے لیے

لاش اپنے دلجلے کی دفن کرکے آئے ہین
آپ بیٹھین تو ذرا مہندی لگانے کے لیے

ہے جو اہل حشر مین برپا قیامت ایک اور
ہو وہ تیری دید کو یہ ناز اُٹھانے کے لیے

سیر دنیا مین کرتے کرتے کیا عجب ہر جا دل مین
قتل کرنے کے لیے وہ یہ جلانے کے لیے

کیون نہ دیوانون مین شور حشر برپا ہو بخون

سرو وہ سر ہے جو ہو تیرے آستانے کے لیے
ہمسفر کی کیا ضرورت ہمکو راہ عشق مین

جیسا لازم ہے تیرے ناز اُٹھانے کے لیے
قبر کا ہے دھیان تجھے جاتے ہین اپنے خیال

آئینے لیتے ہین ہم گھر مین لگانے کے لیے
اپنے در سے تم اُٹھائے دیتے ہو عشاق کو

جستجو ہے ٹھنڈے پانی کی نہانے کے لیے
اب لبون پر دم ہے جلدی آ کہین روز وصال

کٹتے تیری چال کے شاید ہین کرنے کے لیے
ہمکو تقسیم ازل سے بس یہی تحفے ملے

ہوتی ہین ٹھنڈی ہوائین سنسنانے کے لیے
میرے عصیان کی گواہی دیتے ہین عضو تن

جلتے ہین درگاہ وہ تیری بڑھانے کے لیے

ایسا گایا ایسا بجایا کہ سب محو ہو گئے مع سرامہ جادو کے سب کی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور برق جادو کہ اسکی ذی نوازی پر عاشق تھی اسے دریافت ہوا نہ وہ کوئی نہیں ہے عمرو ہے بے اختیار رو رہی تھی اسکے رخسارہ زیبا پر جو آنسو جاری تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ الماس کی تختی پر گوہر بے بہا غلطان ہین یا صدف کے منھ سے گوہر آبدار نکل رہے ہین یا مشاطۂ تقدیر نے عروس بنانے کے لیے موتیون کا سہرا منھ پر ڈالا ہے واہ واہ کی آواز بلند ہے اور سرامہ جادو ہزار تحسین و آفرین کر رہی ہے عمرو نے جب بانسری کو بجاکے ہاتھ سے رکھدیا سرامہ جادو نے کہا ای عزیز مین ملکہ دمامہ جادو کے سر کی قسم کھاکے کہتی ہون کہ تو اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا چونکہ مجھے بھی علم موسیقی کا شوق ہے اور ہمشیرہ اسی کا ذوق ہے مین نے بڑی بڑی دور سے بڑے بڑے نامی گویون کو بلواکے سُنا مگر کسی کو صاحب کمال اور

صاحب تاثیر نہ پایا ای شخص فی الحقیقت تو صاحب کمال اور یگانۂ آفاق ہے آج تیرا ثانی دنیا مین کوئی نہین ہے
کہکے ایک مالا مروارید سفید کا جو نہایت بیش قیمت تھا موتی اُسکے گول سڈول قد مین بیضۂ کبوتر شیرازی کے برابر
تھے اپنے گلے سے اُتار کے عمرو کو دیا خلعت عنایت کیا اور حکم دیا کہ دو توڑے اشرفیون کے اسے دو پھر کہا کہ ابھی
مین نے تجھکو کچھ نہین دیا ہے تیرے ساتھ بہت کچھ سلوک کرونگی تو نے ایک عمر مین آج میرے دل کو محظوظ و مسرور
کیا ہے عمرو بولا قربانت شوم تمام عمر مین مین نے ایک قدردان پایا ہے مین ابھی اچھی طرح سے نہین گایا ہون
کسی روز گاؤنگا اور تنہا بھلا کیا گاؤن - مثل مشہور ہے اکیلا نہ روتا بھلا نہ ہنستا بھلا سنگتی کوئی میرے ساتھ نہین ہے
اگر سنگت میری درست ہو اور ہمراہی میرے ساتھ ہون پھر سُنیے کیسا گاتا ہون اور دیکھیے کہ مین کیا کرتا
ہون سرامہ جادو نے کہا کہ ساتھی تیرے کہان ہین اسنے عرض کیا ملیان لون ہین مین اسنے پوچھا یہان کہان
اسنے عرض کیا کہ دریا پار حاضر ہین مین اُنکو ایک جگہ بٹھا کر یہان آیا تھا اگر حضور کا حکم ہو تو اُنکو جا کے
بلا لاؤن سرامہ بولی ایسا نہ ہو کہ تو وعدہ و حیلہ کر کے چلا جائے اور پھر نہ آئے تو ہمین تیرے اچھی طرح
سُننے کا اشتیاق ہی رہجائے عمرو نے گذارش کیا ای ملکۂ آفاق آپ سا قدردان کہان پاؤنگا مدتون
خاک چھانتے آپ تک پہونچا ہون میری آرزو تو یہ ہے کہ تمام عمر اب قدمون سے جدا نہ ہون سرامہ نے
کہا تو بتا تا دے ہمارے آدمی جا کے بلا لائینگے عمرو نے کہا ای ملکۂ دوران وہ کسی کے جانے سے نہ آئینگے
وہ تو سپاہی وضع ہین مجھکو اپنا بزرگ نہین جانتے بڑے بانکے ٹیڑھے ہین مین ہی جاؤنگا تو وہ آئینگے اور
مین ابھی جا کے اُنھین لیے آتا ہون کیا کچھ دیر تھوڑی ہوگی

شعر

یہان سے مین پیک صبا کی طرح
گیا اور دم مین اُنھین لیکے آیا

سرامہ جادو نے اور دو توڑے دیے اور کہا میرے سر کی قسم کھا کر دغا تو
نہ کریگا پھر آئیگا عمرو نے دوڑ کے سرامہ کے قدمون پر ہاتھ رکھدیا کہ مین ضرور انھین لیکے حاضر ہونگا اس
امر مین کبھی دغا نہ کرونگا اور پھر باکمال ادب ملتمس ہوا کہ ای ملکۂ گیتی ستان دریا مین ہزارون بلائین صدہا
آفتین ہوتی ہین مجھکو آتے جاتے اندیشہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی گھڑیال وغیرہ غلام کو نہ کھا جائے سرامہ جادو
نے ایک انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کے دی کہ اسے پہن لے اسکے باعث سے کوئی جانور موذی تیری طرف رخ بھی
نہ کریگا اب جا کر جلدی اپنے ساتھیون کو لا میرے سر کی قسم دیر نہ کرنا دیکھون کتنا جلدی آتا ہے اور ملاحون
سے کہا کہ جلد اسے اُس پار پہونچا دو اور فوراً اسکو اسکے ساتھیون سمیت لے آؤ مین تمھین انعام دونگی ملاحینان
عمرو کو ساتھ لیکر روانہ ہوئین باتین کرتی ہوئی کہ کہو میان کلاونت تمنے ہماری سرامہ جادو کی داد دہش
دیکھی ہمارے کہنے کی تصدیق ہوئی ملکہ تمسے بہت محظوظ ہوئین خواجہ عمرو نے کہا ابھی کیا ہے دیکھو تو کیسا
اُنکو راضی کرتا ہون بھلا وہ بھی کیا یاد کرتی ہین زندگی مین تو انکو کسی نے ایسا نہ خوش کیا ہوگا جیسا مین کرونگا
غرض یہی باتین چیتین کرتا ہوا کشتی پر سوار ہو کر پار اُترا کہا تم کشتی یہین لگائے رہو مین ابھی اپنے
ہمراہیون کو لیکے آتا ہون وہ سامنے درہ کوہ مین میرے منتظر بیٹھے ہوئے ہین عمرو اُن سب سے یہ کہکر
ادھر روانہ ہوا یہان دامن کوہ مین مقبل وفادار کرب غازی ابو الہول دیوانہ امیر حمزہ صاحبقران
کے پاس بیٹھے ہوئے باتین کر رہے تھے کہ خدا جانے عمرو کو کیا ہوا جو صبح سے ابھی تک نہین آیا نہین معلوم
اسے کیا کہان گیا ابو الہول بولا کہ وہ اپنے داؤن گھات مین لگا ہوگا آپس مین ابھی یہی باتین تھین کہ ایک
کلاونت کو دیکھا کہ سامنے سے چلا آتا ہے قریب آکر سلام کیا دعا دی کہ اعلٰے اعلٰے مراتب ہین قربانت شوم

حضور یہان کوہستان مین کہان بیٹھے ہین غلام کا مکان یہان سے بہت قریب ہو وہان تشریف لیچلیے آرام سے
استراحت فرمائیے جو کچھ ماحضر ہو اُسے نوش فرمائیے غلام کی عزت کو بڑھائیے امیر حیرت زدہ اُسکی طرف
دیکھ رہے ہین ہرگز نہین پہچانتے آخر کار پوچھا اے شخص تو کون ہو اُسنے عرض کیا کہ ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ
ساحران کا کلاونت ہون شہر زمرد مین دھوم پڑی ہوئی ہو کہ حمزہ چاہ الماس مین آیا ہو ذوفنون جادو
اور نرگس جادو کو مار چکا ہو اب ملکہ دمامہ جادو نے ساحرون کو حکم دیا ہو کہ حمزہ کو مع اُسکے ہمراہیون کے پکڑ لاؤ
ساحر چارون طرف ڈھونڈتے پھرتے ہین مین بھی تلاش مین حمزہ کی نکلا ہون کہ اگر کہین کسی مقام پر کسی صحرا کسی
درۂ کوہ مین ملجائے تو اُسے گرفتار کر کے بحضور ملکہ لیجاؤن اور انعام مین بہت سا روپیہ پاؤن امیر حمزہ صاحبقران
پکارے دور ہو مردک میرے سامنے سے تو بھلا حمزہ کو کیا گرفتار کریگا تو نے کبھی حمزہ کو دیکھا بھی ہو پہچانتا
بھی ہو اُسنے کہا معلوم ہوا حمزہ تو ہی ہو بیٹھا تو رہ مین جاکر جادو گردن کو لاتا ہون تجھے گرفتار کراتا ہون یہ
کہکر بھاگا صاحبقران عالیشان نے فرمایا لینا اسے جانے نہ پائے مقبل دوڑا قریب ہو کر کمر مین ہاتھ ڈالدیا
اور کہا کہ چلا آ وہ بولا کہ مجھے اسوقت اکیلا جانکر گھیرا ہو جانتے ہو کہ یہان میرا کوئی حمایتی نہین ہو یاد رکھو اگر
مین نے یہین کھڑے کھڑے ایک آواز دی تو ابھی سیکڑون دل جادو گردن کے مثل ٹڈی دل کے
اسی کوہ و صحرا سے نکل آئینگے اور تمکو فوراً گرفتار کر لیجائینگے کہ تمھارا کہین پتا بھی نہ معلوم ہوگا امیر یہ
باتین سنکے چین بجبین ہو کے کہنے لگے مقبل مار تو اسے مقبل نے بموجب ارشاد فیض بنیاد امیر حمزہ صاحبقران
ہاتھ اٹھایا کہ طمانچہ مارے عمرو نے کہا اُدلا کا کیون شامت آئی ہو مجھے نہین پہچانتا یہ کہکے اپنی بائین آنکھ
کا تل دکھایا مقبل نے جلدی سے ہاتھ عمرو کا چھوڑ دیا امیر پکارے مقبل تو نے چھوڑ کیون دیا اسے کیون
نہ مارا کیا یہ جادو گر ہی عمرو پکارا حمزہ یہ تو مجھے کیا ماریگا تو ٹھہرا تو معلوم ہو جائے امیر باتوقیر خشمناک ہو کر چاہتے
ہین اٹھین کہ مقبل پکارا شہریار یہ خواجہ سلامت ہین امیر نے جو یہ سنا تو دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا کہ خواجہ بخدا
مین نے نہین پہچانا تھا کہو آج صبح سے جو غائب تھے تو کیا کیا عمرو نے عرض کیا کہ حمزہ مین بڑی شفقت سے
سرامہ جادو تک ہو آیا ہون فرمایا الحمد للہ عمرو بولا چلو اُسنے تمھین بلایا ہو مین اُسکو تمھارا مشتاق کرکے
تمھین لینے کو آیا ہون امیر باتوقیر نے ارشاد کیا اے خواجہ کیا واہیات بکتے ہو وہ لکاتہ میری کس چیز کی مشتاق
ہوئی عمرو نے گذارش کیا اس سے کیا غرض ہو آپ کو چلنا ہوگا بغیر آپ کے جائے ہوئے سرامہ جادو قتل نہ ہوگی
اگر چلنا ہو تو چلیے نہین تو مین اپنی جان کیون بلا مین گرفتار کرون امیر نے کہا اچھا چلو مین چلنے کو موجود
ہون مگر اسی صورت سے چلونگا کہا نہین صورت ضرور تبدیل کیجائیگی پوچھا کہ اچھا کون سی صورت میری بناؤگے
کہا گوتیا بناؤنگا اور مجھکو اپنا باپ کہنا فرمایا مردود کیا جھک مارتا ہو دور ہو میرے سامنے سے مین تیرے باپ کا بھی
باپ ہون عمرو نے کہا اچھا باپ نہ بنانا تو اُستاد کہنا امیر نے فرمایا مین تجھے اُستاد بھی نہین کہونگا خواجہ نے کہا
اچھا خیر مگر جو مین کہون اُسکی تعمیل مین توقف نہ لانا امیر نے کہا خیر کیا مضایقہ ہو بس خواجہ عمرو نے تین چار
دستے زنبیل سے نکالے امیر نے پوچھا کہ یہ کیا سانگ ہو عمرو نے کہا دیکھیے تو سہی اور ایک ایک دستہ
مقبل و کرب ابو الہول کو دیا اور ایک صاحبقران کے سامنے رکھدیا اور ایک جوڑی طنبورے کی نکال کے
رکھدی امیر نے پوچھا کہ یہ کیا ہو کہا یہ لباس پہنیے اور طنبورہ اُٹھا لیجیے امیر نہایت برہم ہوئے کہا مین صاحبقران زمان
ہون مجھکو سزاوار نہین ہو کہ مین طنبورہ ہاتھ مین لون عمرو نے کہا حمزہ اگر دریائے سیماب سے پار اترنا ہو اور

سرامہ جادو کو مار کر شہر زمرد مین پہونچتا ہو تو یہ شکل اختیار کرو نہیں تو تمھین اختیار ہی مجھسے شکایت نہ کرنا مجھسے پھر کچھ نہ ہو سکیگا اور حمزہ ملکہ گرد یہ بانو پر عاشق ہو کر کیون گوییے بنکر گئے تھے اب اسقدر انکار کرتے ہو فرمایا کیا تو نے یہ قول حکیمون کا نہین سنا کہ عشق از قسم جنون است جب انسان مرض عشق مین مبتلا ہوکے خود رفتہ اور دیوانہ ہو جاتا ہی تو حالت خود رفتگی و دیوانگی مین کسب فعل اُس سے ظہور مین آتے ہین جو افعال و کردار باعث اُسکی ننگ و ذلت کے ہوتے ہین اُنھین وہ اپنی عزت و حرمت کا سبب سمجھتا ہی نصیحت کو دشنام سمجھتا ہی بدنامی کو اپنا نام جانتا ہی ہر وقت یہی تگ و دو ہوتی ہی کہ جس طرح ہو خواہ رسوائی ہو خواہ کچھ خطرہ ہو لیکن معشوق تک گذر ہو کسی کے روکے سے نہین رُکتا منع کیے سے نہین مانتا شعر

لاکھ روکین رہ اُلفت کے بھلانیوالے || جاتے ہین کوچۂ محبوب مین جانیوالے

اُس زمانے مین جو کچھ ہوا وہ ہوا گذشتہ را صلوٰۃ آیندہ را احتیاط اب تو ہرگز مین کبھی گویا نہ بنونگا اور جو شکل چاہے تو بنا عمرو نے کہا تمھین اختیار ہی ساحر تمھاری تلاش مین پھرتے ہین تمھین اور تمھارے ساتھ والون کو پکڑ لیجائینگے اور مین تو سرامہ جادو کا کلاونت بنا ہوا ہون یا اور کوئی صورت بنکر بچ جاؤنگا لیکن تم کسی طرح نہین بچسکتے صاحبقران نے فرمایا او بدذات دزد بایک گردن لک لک پاساربان زادے کیا اور کوئی عیاری تجھے یاد نہ تھی جو گویا بنکے گیا عمرو نے کہا آپ کا اجارہ نہین ہی جو موقع مین نے دیکھا وہ کیا اور اب کچھ نہین ہو سکتا امیر نے مکرر قسم کھائی کہ مین کبھی ہرگز گویا نہ بنونگا طنبورہ ہاتھ مین نہ لونگا عمرو نے کہا کہ حمزہ اگر یہ شکل نہ بنوگے کام خراب ہوگا بہت ذلیل ہوگے فرمایا کچھ ہو مگر مین گوییے کی صورت نہ بنونگا اور جسکی شکل تیرا جی چاہے مجھے بنا دے عمرو نے کہا کہ اچھا اگر گوییے کی صورت بننے سے انکار ہی تو غلام کی صورت تمھین بناؤنگا کہ غلاف طنبورے کے تمھارے پاس رہینگے سب کی جوتیان لیکے تمھین بیٹھنا ہوگا کپڑے پھٹے پُرانے نہایت بوسیدہ پہناؤنگا فرمایا یہ سب مجھے گوارا ہی مگر گویا بننا طنبورہ اُٹھانا ناگوار ہی کہا بہت اچھا اور کرب سے خطاب کیا کہ تو تو لباس اپنا پہن کرب نے کہا آپ نے مجھکو آبرو دی ہی مین نے کبھی ایسا لباس نہین پہنا عمرو بولا کہ او ناشدنی تو بھی حمزہ کی طرح عذر کرتا ہی ہین جلدی کیون شامت آئی ہی کرب غازی ناچار ہوا عمرو نے دستبچہ کھولکر ایک تھی نیمہ پہننے کا نکالکر کرب کو پہنایا پگڑی بھانڈونکی سر پہ باندھی اُسپر طرہ مقیش کا لگایا کمر بند طلائی کمر سے باندھا پائجامہ کمخواب کا پہنایا مقبل وفادار اور ابوالہول دیوانہ کو بھی ایسا ہی بنایا کرب سے کہا کہ طنبورہ ہاتھ مین لے کرب بولا مین طنبورہ بجانا کیا جانون ایسا نہ ہو تار اسکے میرے ہاتھ سے ٹوٹ جائین کہا کہ جو تار تو نے توڑے تو مجھسے بُرا کوئی نہین اور بجانے کا طریقہ یہ ہی کہ تار پر آہستہ سے اُنگلی مارنا کہ اسمین سے آواز پیدا ہو ایک دو تین اکہرے و تین اور جو خلاف اسکے کیا اور کوئی تار توڑا تو گردن تیری توڑ ڈالونگا کرب نے ناچار طنبورہ اُٹھا کر دامن مین چھپایا اور تو بنا اُسکا چھاتی پر رکھا طنبورہ زرد کہربا کے رنگ کا تھا تار اسپر سارنگ پوری چڑھے ہوئے تھے مقبل سے کہا تو بھی طنبورہ اُٹھائے مقبل نے کہا مجھسے طنبورہ اُٹھوا کر شامت اپنی لاؤگے مین بھلا طنبورے کی قدر کیا جانون مثل مشہور شیخ کیا جانے صابون کا بھاؤ عمرو نے آنکھین نکالکے کہا او کا کا تو بھی صاحبقران کی طرح تکرار کرتا ہی مقبل بولا مین سچ کہتا ہون مین کیا جانون طنبورہ کیا شی اُٹھا کے تیرے سر پر مارونگا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا عمرو دبکارا کہ اُٹھا طنبورے نہین تیرا سر توڑ دونگا مقبل نے بھی مجبور ہو کر طنبورہ اُٹھا لیا مانند گرز کے کاندھے پر رکھا ڈھولک ابوالہول کو دی ہر چند اُسنے بھی تکرار کی کہ مین ڈھولک بجانا کیا جانون ایک ہاتھ ایسا مارونگا

ڈھولک پھٹ جائیگی عمرو نے کہا کہ اچھا جو تو ڈھولک نہین لیتا تو یہین پڑا رہ ہمارے ساتھ نہ چل جادوگر تجھے
پکڑ لیجائینگے تو اُسنے سمجھ لینا حمزہ یہان ہوگا نہ مین ہونگا ابوالہول ڈرا ناچار ہوکر اُسنے بھی ڈھولک کا
تسمہ گلے مین لپیٹ کر سپر کی طرح اُٹھا لیا عمرو نے امیر سے کہا اے امیر یہی وضع آپ بھی بن لیجیے یہ وضع
بہت اچھی ہی صاحبقران نے کہا کہ مین قسم کھا چکا ہون یہ وضع کبھی نہ بنونگا طنبورہ سارنگی کچھ ہاتھ مین
نہ لونگا عمرو بولا خیر آپ کو ذلیل ہی ہونا منظور ہی مین ناچار ہون یہ کہکر ایک پائجامہ میلے کا اُسکے گھٹنون پر
لال سوسی کے پیوند لگے ہوے انگرکھا موٹی دھوتر کا کہ اُسکے بھی دونون شانون پر گاڑھے کے پیوند تھے پہننے کو اور
چادر گاڑھے کی اوڑھنے کو دی اس حیثیت سے صاحبقران کو لیچلا چلتے وقت آئینہ ہاتھ مین دیا کہ ذرا صورت
اپنی دیکھیے امیر نے فرمایا کہ یہ وضع مجھے پسند ہی مگر وہ طرح ناگوار ہی القصہ عمرو بن امیہ ضمری سب کو اپنے
ساتھ لیکر دریا کنارے آیا ملاحینون نے کہا خوب جلدی آئے عمرو نے کہا اب چلو ملکہ راہ دیکھتی ہوگی
اُنھون نے سب کو سوار کرکے لا کر پار اتار دیا کوئی دو گھڑی رات گئی ہوگی کہ سرامہ جادو کا مصنوعی کلانوت
پہنے عمرو بن امیہ ضمری اپنے ساتھیون سمیت داخل باغ ہوا اسوقت فراش ماہ نے چاندنی کا فرش صحن باغ
مین بچھا رکھا تھا اور درختون کے منھ تمامی سے منڈھے ہوے تھے اور ہر ایک درخت مین گیند مقیشی آویزان تھے
کنارے ندیکے چراغان تھا ہر جگہ اور ہر مقام پر عجب طرح کا سامان تھا عمرو سیر کرتا ہوا خدمت سرامہ
جادو مین چلا یہان سرامہ بیٹھی ہوئی برق جادو سے باتین کر رہی ہی اور کہہ رہی ہی کہ کیون بہن اس گویے
کی کیا اچھی آواز ہی برق کہہ رہی ہی کہ اے ہمشیرہ مینے تمام زمانے کے گانے والون کو سنا مگر ایسا کسی کو نہ پایا یہ تو دنیا
مین اپنا ثانی نہین رکھتا گانا ہے کہ سحر ہی اور سچ پوچھو تو سحر سے بھی زیادہ ہی کہ ہم لوگ جادوگر مشہور ہین
اور جادو کی ہمارے سامنے کوئی اصل و حقیقت نہین دن رات اسی شغل مین ہماری بسر ہوتی ہی ہم پر کسی دوسرے
جادوگر کا چلنا دشوار ہی مگر یہ ایسا جادوگر ہی کہ اپنے گانے کے سحر سے ہمارے دل کو بے چین کر رکھا ہی بلا کا
شخص ہی اور طرہ یہ کہ نہ اسکا یہان کوئی سنگتی نہ ساتھی اکیلے اسی طرح گاتا بجاتا اسی کا کام ہی سرامہ جادو بولی
سچ ہی مگر دیکھیے اپنے ساتھ سنگت والون کو لینے گیا ہی آتا ہی یا نہین برق جادو بولی کہ بہن تمنے اُسے ایسا
مالا مال کیا ہی کہ وہ ضرور ہی آئیگا یہی باتین ہو رہی تھین کہ عمرو سامنے سے دکھائی دیا برق نے سرامہ سے
کہا لو بہن وہ آگیا دیکھو وہ چلا آتا ہی برق نے کہا سامری اُسے لایا مین سمجھ چلی تھی کہ یہ گیا ہی اب نہ آئیگا
عمرو نے قریب آکے سلام کیا دعا دی کہ چراغ خاندان سامری و جمشید کا روشن رہے اعلیٰ اعلیٰ مراتب ہون
یہ جوڑی زہرہ و مشتری کی تا دور فلک برقرار رہے کبھی کوئی آسیب نہ آئے برق نے مقبل و کرب کو
پہچانا مگر امیر باتوقیر کو نہین جانا ہر طرف دیکھنا شروع کیا کہ حمزہ صاحبقران کہان ہین بعد تھوڑی دیر کے
دیکھا کہ امیر باتوقیر لباس کہنہ پہنے ہوئے برا لفش کن کے کھڑے ہوئے ہین برق نہایت شرمندہ ہوئی دل
مین کہنے لگی کہ لعنت ہی اس دزد بار ریاب گردن لنگ پا ساربان زادے عمرو بن امیہ ضمری عیار پر کیا پیچ
امیر کو لایا ہی سرامہ جادو نے کہا کہ ہمشیرہ کیا دیکھتی ہو برق نے جواب دیا بہن مین دیکھتی ہون کہ لڑکے اس گویے
کے بہت خوبصورت ہین لباس بھی اچھے اچھے پہنے ہوئے ہین سرامہ جادو نے کہا یہ صاحب کمال ہی روپیہ
اسنے بہت پیدا کیا ہی اگر لڑکے اسکے عمدہ لباس پہنے ہوئے ہین تو کیا تعجب ہی قاعدے کی بات ہی اچھی غذا
کھانے سے اچھی صورت ہوتی ہی غرض سرامہ جادو نے عمرو کو بلا کر بٹھایا مقبل و کرب وغیرہ بھی پاس آکر

بیٹھ گئے سرامہ بولی کر میان گویے بڑی دیر مین تم آئے خیر ہم مشتاق ہین اب تو تمھارے ساتھ والے بھی آگئے جلدی
کچھ گاؤ عمرو نے مقبل وفادار و کرب غازی کی طرف دیکھا اُنھون نے گردنین نیچی کر کے سب کی آنکھ بچا کر
عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تمھارا افشائے راز ہوگا خوب جوتیان پڑینگی ہمکو ناحق یہ صورت بنا کے لائے اگر سرامہ
نے کوئی فرمایش کی تو ہم تو کچھ جانتے نہین کیا ہوگا عمرو نے چپکے سے کہا مین جس طرح تعلیم کر دون وہ تم کرو انھون نے
کہا ہمسے کچھ نہ ہوگا گو کہ ان لوگون نے سب کی آنکھین بچا کے چپکے چپکے یہ باتین کین مگر اتفاقات روزگار انکی
سرگوشیون پر سرامہ جادو کی نظر پڑ گئی بیساختہ پوچھنے لگی کیون کیا ہے اب کس بات کا تردد ہے آپس مین
کیا قیل و قال ہے کس امر کی تکرار ہے عمرو نے عرض کیا قربانت شوم یہ لوگ مجھکو خاطر مین نہین لاتے ہین جسوقت
انکا جی چاہتا ہے گاتے بجاتے ہین جب نہین جی چاہتا کوئی ہزار کہے یہ صم بکم کی طرح بیٹھے رہتے ہین اسوقت
ہر چند مین کہتا ہون کہ تم ساز بجاؤ مین گاؤن یہ میرا کہنا نہین مانتے میری آبا کی طرح وضع کو انھون نے چھوڑ دیا
ہے سپاہ گری پر کمر باندھی ہے بانکپن اختیار کیا ہے بزرگون کے طریقے کو ہاتھ سے دیا ہے سرامہ جادو نے جواب
دیا اچھا اگر یہ اسوقت نہین گاتے بجاتے تو نہ سہی مجھے انسے کچھ سروکار نہین مین تمھاری مشتاق ہون تم کچھ
گاؤ جسوقت جی چاہیگا یہ بھی شریک ہو جائینگے عمرو یہ سُنکے بطور سابق اور سازندون کو شریک کر کے گانے لگا
دورہ جام گردش مین آیا عمرو نے کہا قربانت شوم یہ کیا انصاف ہے کہ شراب بھی عنایت نہین ہوتی شعر

تم کے خم ساقی مدہوش نے دیے غیرون کو　||　وائے قسمت ہین محروم رہے محفل مین

سرامہ جادو بولی کیا تجھے بھی اس
شوق ہے اسنے عرض کیا بلبلیان لون یہ تو ہماری جنم گھٹی ہے کہا ارے اسے بھی دو عرض کیا قربانت شوم اگر مجھکو دیجیے
تو اس طرح دیجیے کہ مین جسے چاہون اسے دون اور شراب کو آراستہ کر کے آپکے واسطے لاؤن کہ آپ
بھی پیئین تو کہین کہ ہان شراب ایسی ہوتی ہے اس ذائقے کی شراب آپ نے یقین ہے عمر بھر نہ پی ہو گی
سرامہ جادو نے کہا اس بنی ہوئی شراب کو تو کیا بنائیگا اسنے کہا بلبلیان لون اسکا تاہل کوئی نہین
جانتا اسے مین ملا جلا کر آپکے واسطے نکال لونگا سرامہ نے کہا ارے سب شرابخانہ اسکے حوالے کر دو ہم بھی
دیکھین کیسی شراب بناتا ہے سب میخانہ عمرو کے حوالے کر دیا گیا اُسنے سب مین داروے بیہوشی ملا کر پہلے
محفل والون کو تقسیم کی بعد اُسکے کچھ شراب مین خوشبو ملا کے گلابیان بھر بھر منہ انکے تمامی سے باندھے
ہوے اُنپر رنگ برنگے کشتیون مین رکھوا کر سامنے لایا سرامہ جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی بھڑک گئی برق جادو
سے کہا بہن دیکھتی ہو اسکے سلیقے کو بہت بڑا عقلمند معلوم ہوتا ہے اُسنے کہا کہ اِسے تحقیق ابھی ابھی دیکھی
ہین جہان دیدہ بوڑھا آدمی ہے سرامہ جادو نے کہا کہ بہن اسکو اب عمر بھر اپنے پاس سے جانے
دونگی تعویذ گلو بنا کر رکھونگی ایک دم اپنے پاس سے جدا نہ کرونگی برق جادو نے جواب دیا
کہ یہ لوگ کسی کے پاس نہین رہتے بیوفائی کر کے چلے جاتے ہین سرامہ جادو نے کہا یہ سب کہنے
کی باتین ہین جب نوکر کو راحت سے رکھو گی اسکی قدر و منزلت کرو گی تو ہرگز نہ جائیگا غرض عمرو
نے گانا شروع کیا جام شراب گردش مین آیا خواجہ نے ایک سادی گلابی بلکہ برق جادو کے آگے
رکھدی اور ایک اپنے واسطے رکھلی باقی سب مین بیہوشی ملا کے صحبت بھر کو قسم دی کہ اس شراب کو
پیو دیکھو مین نے اسمین کیا کاریگری کی ہے سب نے اسمین سے خوب نیت بھر کے پی ایک دو گھڑی
کے بعد سب کے دماغون مین بیہوشی نے اثر کیا عجب عالم ہوا نشہ داروے بیہوشی سے خود رفتہ و مدہوش ہو کر

اور قول اور وہ ابیات بکنے لگے عمرو اور بھی زور دیکے گانے لگا سرامہ جادو ایسی بیخود ہوئی کہ ناچتی اٹھلاتی ہوئی دو قدم چلی تھی کہ پانؤن لڑکھڑایا بیہوش ہوکر گر پڑی چار طرف سے لوگ اٹھے کہ ملکہ کو اٹھا لین جو اٹھکر چلا وہ خود بیہوش ہوکر گر پڑا ایک طرفۃ العین مین ساری صحبت کی صحبت بیہوش ہوگئی برق جادو تو ہوش مین تھی جب اُسنے دیکھا کہ کوئی ہوش مین نہین ہو اُسنے خواجہ عمرو سے کہا کہ ارے بس سبھی تو صاحبقران عالیشان کو کسکی صورت بنا کے لایا ہو اور دوڑکر قدمون پر امیر کے گر پڑی کہ خدا کے واسطے یہ کیا رسوائی ہو یہ بدذات آپ کو کس ذلت سے لایا ہو عمرو بولا اے ملکہ مین نے ہر چند چاہا کہ اچھی طرح سے لیچلون مگر انھون نے میرا کہنا نہ مانا یہ غلامون کی وضع قبول کی طنبورہ ہاتھ مین نہ لیا ملکہ برق جادو نے امیر حمزۂ صاحبقران عالیشان سے عرض کیا کہ اب کنیز رخصت ہوتی ہو اسلیے کہ سرامہ جادو کا مارا جانا مجھسے نہ دیکھا جائیگا مجھسے اور اس سے کمال درجہ محبت تھی مگر از بسکہ مین نے راہ اسلام مین قدم مارا ہو اگر میری جان بھی کام آئے تو آپ پر نثار کرنے کو موجود ہون پھر کسی اپنے بیگانے کی کیا حقیقت ہو اور اب سرامہ جادو کے مارے جانے سے شہر زمرد مین ہلچل پڑ جائیگی قیامت برپا ہوگی دمامہ جادو اپنی حالت نہایت تباہ کریگی آپ کا پوشیدہ ہونا مشکل ہوجائیگا یہ کہکے برق جادو تو ہر دے ہوا ہوا ہوگئی ادھر عمرو نے جھٹ پٹ کمر سے خنجر نکالکے سرامہ جادو کو ذبح کر ڈالا بعد اُسکے اُسی خنجر خونچکان سے اور سب اُسکی ساتھ والی جادوگرنیون کا بھی کام تمام کیا سرامہ جادو اور اُن جادوگرنیون کا مارا جانا تھا کہ آسمان سے آگ برسنے لگی سنگ باران ہونے لگے آندھی سیاہ چلنے لگی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا سب مکانات جو سحر کے بنے ہوئے تھے کہ جین ہوکے اڑ گئے بڑی دیر تک یہ تلاطم برپا رہا جب بعد کئی ساعت کے یہ سب کیفیتین برطرف ہوئین روشنی ہوئی تو اب نہ وہ باغ ہو نہ وہ مکان ہو نہ دریا کا کہین نام و نشان ہو صاف میدان معلوم ہوتا ہو یا جو کچھ اصلی اسباب تھا وہ باقی ہو عمرو نے وہ سب اسباب سمیٹ سمٹا کر نذر زنبیل کیا اور امیر حمزۂ صاحبقران سے التماس کیا کہ اب جلد کہین چلکے پوشیدہ ہو جیے ایسا نہ ہو ملکہ دمامہ جادو آ جائے تو کچھ بنائے نہ بن پڑے امیر باتوقیر مع عمرو بن امیہ ضمری اور مقبل وفادار و کرب غازی اور ابو الہول دیوانہ کے جانب صحرا روانہ ہوئے انھین تو صحرا مین جانے دیجیے

جب تک دو کلمے داستان مصیبت بیان شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کے بیان کیے جاتے ہین ملاحظہ فرمائیے

راوی کہتا ہو کہ شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو شہر زمرد مین تخت حکومت پر بیٹھی ہوئی ہو اور صورت دمامہ کی پہلے ہی بیان ہوچکی ہو مسدس

زلف سیاہ تھی شب عصیان کی دوخوار
تھین مثل تیغ دست جفائی کی انگلیان
رنگ اُسکا تھا گنہ کی سیاہی سے بھی سیاہ

ابرو مثال خنجر جلاد آشکار
کہتی تھی تیرگی ہی خال سیاہ کی
خنجر لہو بھری ہوئی چہرون کا تھا گمان
آنکھین تھین [illegible] پہ ہوئے
تھی [illegible] ہوئے کفر اللہ کی پناہ
یہ اُس نے یون بھری جسامت کا حال تھا

پلکین تمام وادی ظلم و ستم کے خار
نقطے تھی [illegible] کے سیاہی گناہ کی
تھے دشمنی واحد دیکھکے دین نشان
اپنے تئین غرور و خودی سے لیے ہوئے
تن کے عرق سے تھی متعفن وہ بارگاہ
بے درد ہوئے سے تھین آنا محال تھا

ایمان کی خزان رخ گلرنگ کی بہار
خاصان حق کے بغض کی لیلی مجنون نما
جمشید و سامری کی محبت دشمن الہ

رخسارون پر داغ چیچک کے گڑھے پڑے ہوئے اور ہر گڑھے مین ایک ایک چھالہ اٹھا ہوا گویا پہاڑ کے اندر اپنے اپنے

بتون مین سو دو کھڑے ہوے ہین اس شکل و شمائل پر لباس شاہانہ نہایت تکلف سے پہنے ہوئے قدتیس ایرج کا
تاج سات کنگرون کا سر پر رکھا ہوا کہ ہر کنگرے سے اُسکے شعلہ آتش نکل رہے ہین اور وہ شعلے صورتین عجیب و غریب پیدا
کرکے آواز دیتے ہین کہ یا خداوند سامری یا خداوند جمشید اور یہ صدا دیکے آپ ہی آپ غائب ہوجاتے ہین اور
گرد تخت دمامہ جادو کے نوسو جادوگر سردار نو لاکھ جادوگرون کے شان و شوکت سے دنگلون پر بیٹھے ہوئے ہین کسی کے
دنگل مین چار شیر آتشین لگے ہوے ہین اور ان شیرون کے منھ سے شعلۂ آتشین نکل رہے ہین کسی کے دنگل مین اژدہے
بنے ہوے ہین کہ جب وہ اژدہے سانس لیتے ہین کوسون تک صحرا کے درخت جل جاتے ہین جب جسم کشی کرتے ہین
منزلون سے پہاڑ کھنچکے اُنکے مُنھ مین سما جاتے ہین کسی کی کرسی مین فیل آتشین لگے ہین کسی کی دسون انگلیان مانند
پنجشاخے کے روشن ہین اور کسی کے مُنھ سے شرارے نکل رہے ہین کسی کی ناک مین سے دھوان اٹھ رہا ہے کسی کے
کان سے بخارات نکل رہے ہین کسی کے موے سر کے عوض مین مار سیاہ لپٹے ہوے بل کھا رہے ہین کسی کی پیشانی پر
بڑے بڑے بچھو بجاے ابرو بیٹھے ہوئے نیش زنی کر رہے ہین گھٹنے سے شانون تک بت بندھے ہوئے ہین جنیو
گلون مین پڑے ہوئے دھوتیان سُرخ تافتون کی بندھی ہوئین بنارسی دوپٹے اوڑھے ہوئے آنچل دونون
کاندھون پر پڑے ہوئے وہ ہیبتناک شکلین انکی کہ اگر رستم بھی ایک نظر دیکھے زہرہ آب ہوجائے سب
گرد تخت ملکہ دمامہ جادو کے بیٹھے ہین باتین ہو رہی ہین باہم ذکر ہو رہا ہے کہ سنا ہے حمزہ شہر زبرجد نگار سے
چاہ الماس کو چلا ہے اور عمرو عیار بھی اُسکے ساتھ ہے کسی نے کہا مین نے سنا ہے کہ ابوالہول دیوانہ بھی اُس
خداپرست کے ساتھ ہے اور وہ ہادی ہوا ہے اور اقرار کیا ہے کہ مین چاہ الماس مین لیچلونگا ایک بولا کہ حمزہ کیا اپنی
جان سے بیزار ہے جو ادھر کا ارادہ کیا ہے اور اگر بالفرض کہ یہان آئیگا بھی تو فوراً مارا جائیگا ایک نے جواب دیا کہ
حمزہ نے شہر کے شہر ساحرون کے غارت کر دیے وہ اپنے زعم مین سمجھتا ہے کہ مین سب کو غارت کردونگا لوگ تو یہ باتین
کر رہے ہین مگر دمامہ جادو نام سے امیر حمزہ صاحبقران عالیشان اور عمرو بن امیہ ضمری کے تھرا رہی ہے اور
کہہ رہی ہے کہ صاحبو یہ دونون بلاے بے درمان آفت جان ہین خداوند سامری و خداوند جمشید اُنسے اپنی
حفاظت مین رکھے اور میرے تو جو ایام نحوست فرجام تھے وہ سب نکلگئے فقط ایک ہفتہ اور باقی ہے یہ
بھی اگر بفضل خداوند سامری و کرم جمشید سے گذر گیا تو پھر مین ایک خداپرست کو زندہ نہ چھوڑونگی ایک ایک
کو چن چنکے قتل کرونگی پھر ابدالآباد تک دین اسلام کا کہین نام و نشان نظر نہ آئیگا کوئی خداے سماوی کا نام
بھی نہ جانیگا یہان ابھی آپسمین یہ باتین ہو رہی ہین کہ یکایک ایک شور و غل واویلا کا ایک طرف سے بلند ہوا
دمامہ جادو نے متحیر ہوکے کہا ارے کوئی دیکھنا کہ یہ غل کیسا ہے خیر تو ہے کچھ ساحر بموجب حکم ملکہ دمامہ جادو کے
دیکھنے کو اپنے اپنے دنگلون کرسیون پر سے بعجلِ تمام اٹھ کھڑے ہوئے دریافت حال کو بڑھے کیا دیکھتے ہین کہ ایک
پلنگ پر لاش ملکہ سرامہ جادو کی ڈالے ہوے اُسکی ساتھوالیان چلاتی ہوئی چلی آتی ہین کہ آج شہر زمرد
ویران ہوگیا آج چراغ آپ کے گھر کا بجھگیا آج ہمارے سرون کا تاج اٹھ گیا ملکہ دمامہ جادو نے جو لاش لخت
پارہ جگر اپنی بیٹی ملکہ سرامہ جادو کی دیکھی بیساختہ مضطر و بیتاب ہوکر لپٹ گئی اور چلانے لگی کہ بیٹیا تم کہین ہمکو
جیتے جی قتل کر گئین ہاے آنگن میری بے چراغ ہو گئی ہاے تقدیر میری جاگ کے سو گئی ہاے چشم و چراغ میرے گھر کو
اندھیر کر گئین ہاے سرامہ تنے میری پریشانی و تنہائی پر نظر نہ کی مجھکو اکیلا چھوڑ گئین آج گھر میرا ویران ہوگیا
ہاے یہ کیا سامان ہوگیا باغ میرا سنسان ہوگیا ہاے اے لال تیرے مرنے سے شہر زمرد مین خاک اڑنے لگی

یاس و حسرت بہنے لگی ہائے ای نور بصر تنے اپنے مرنے کی ہمسے خبر بھی نہ کی چپکے سے عدم کی راہ لی ہائے مین کو کدھر جلی
اب کسکو بیٹی کہکے پکارونگی ہائے اب کسکے سر پر اپنا سر وارونگی ہائے سرامہ تم میری کمر توڑ گئین اس بڑھیا
مان کو ٹھوکرین کھانے کے لیے چھوڑ گئین ہائے ای بیٹا آج کل ہمیرا بام بخش آکے تھے ہم سمجھتے تھے کہ ہم مر جاینگے
تم ہماری مٹی عزیز کروگی ہم یہ نہ جانتے تھے بیشتر تم چل بسوگی ہمسے پہلے تمھین مروگی غرض اسی طرح کے بین
بیان کرکے رو رہی تھی جب زیادہ محبت مادری نے زور کیا منھ ملنا شروع کیا پچھاڑین کھانے لگی بیٹھے بیٹھے منھ
سوج گیا اسی حالت مین ملکہ برق جادو بھی پہونچی کیونکہ اسی نے عمرو کو سرامہ کے مکان کا رستہ بتایا تھا اور یہ
بذات خود امیر حمزہ عالیمقدار کی طرفدار ہی مگر چونکہ یہ اور سرامہ جادو ساتھ کھیل کے بڑی ہوئی تھین اور ساتھ
کھیلنے کی بڑی محبت ہوتی ہی یہ دونون آپسمین یکجان و دو قالب تھین گھڑی بھر اسکو بغیر اسکے چین نہین آتا تھا اسکو
بغیر اسکے کوئی سیر کوئی تماشا نہ بھاتا تھا مصرع یہ اسپر تصدق وہ اسکی فدائی + بچپنے کی محبت نے جو زور کیا خون نے
جوش مارا دل قابو سے باہر ہوگیا تاب ضبط باقی نہ رہی بیساختہ ہائے ہمشیر کہکے لاش سے لپٹگئی اور بعد گریہ و زاری
و ہزار نالہ و بیقراری یہ بین کرنے لگی کہ ہائے ای بہن تمکو کیا ہوگیا تمنے کچھ ہماری محبت و الفت کا بھی خیال نہ کیا
ہمسے منھ موڑ لیا ساتھ چھوڑ دیا ہائے ای بہن تمھین تو بغیر میرے کہین چین نہ آتا تھا آج کیا ہوگیا کہ ہمسے
بے کہے سنے اور ہمین بغیر ساتھ لیے راہی ملک عدم ہوگئین ہائے بہن اب ہمین بھی اپنے پاس بلالو اکیلی سفر نہ کرو
اب ہمین ایک لحظہ بھر زندگی دشوار ہی تمھارے بلانے کا انتظار ہی ہان بہن خوب سو چکین اب بیدار ہو نیند سے ہشیار ہو
کچھ منھ سے جواب دو کہ تسلی دل خانہ خراب ہو ہائے وہ کون ظالم تھا جسے تمھاری جوانی پر رحم نہ آیا ہائے میری
تقدیر آج سو گئی مین بن بہن کی ہوگئی اور اسی حالت بیقراری و نوحہ و زاری مین پکاری کہ ارے لوگو اتنا
ثواب لینا کہ مجھے بھی انکے ساتھ دفن کردینا مین اور یہ یکجان و دو قالب تھے آپسمین مطلوب و طالب تھے مجھے
اور انسے عہد تھا کہ جہان جائینگے ہم تم ساتھ جائینگے اب یہ کیا بدعہدی انھون نے کی کہ خود چلی گئین ہمکو چھوڑ گئین
اور چاہا کہ سر زمین پر دے مارے لوگ لپٹگئے غرض ایسا روئی کہ حالت غیر ہوگئی دمامہ اپنا رونا بھی بھولگئی
لوگون نے دمامہ سے کہا کہ یہ دونون آفتاب و مہتاب شہر زمرد کی تھین سرامہ جادو تو مر چکی اب برق
جادو کو غنیمت جانیے انکو بھی آنکھ کا دیدہ سمجھے اپنا رونا موقوف کیجیے برق جادو کو تسلی دیجیے کہ
حالت انکی تباہ ہی اور اگر آپ نے بھی اپنا حال تباہ کر لیگی تو انکو کون روکیگا انکی زندگی غنیمت جانیے ہمارا کہنا
مانیے بس دمامہ جادو نے رونا موقوف کرکے برق جادو کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور کہا بیٹا تو کیون
اپنے کو ہلاک کرتی ہی اس پیٹنے سے کیا فائدہ ہی تیرے رونے سے سرامہ زندہ نہ ہو جائیگی اب تو جو کچھ ہونا تھا
وہ ہوا صبر کرو ہمارا جگر دیکھو کہ یہ تو ہمینے ہمارے پیٹ مین رہی اپنا لہو پلا پلا کر ہمنے اسکو پالا تھا ہمارے
دل کی کیا حالت ہوگی مگر ناچار صبر کیا تو بھی اب صبر و شکر کر برق جادو نے کہا کہ خالہ امان آپ جو
فرماتی ہین بجا فرماتی ہین آپ کا حق بطرف ہی مگر مین تو سوا ملکہ سرامہ جادو کے اور کسی کے پاس بیٹھتی اٹھتی
بھی نہ تھی میری تو آنکھون کے نیچے انکی صورت پھر رہی ہی اور ہیکے پھر پکاری کہ ہائے ای بہن ملکہ سرامہ
جادو تم جہان سے اٹھ گئین ہم رہ گئے ایسی جگہ تم جا بسین کہ وہان سے کوئی جاکے پھر نہین آسکتا نہ کسی کا
کچھ حال معلوم ہوسکتا ہی مصرع نہ قاصد نہ صبا نہ مرغ نامہ برے + وہ تمھاری مجلسین یاد آتی ہین
دل ٹکڑے ہوا جاتا ہی ہائے ای بہن کیا تنے اسی واسطے ہمسے محبت بڑھائی تھی کہ آپ چلی جاؤ گی ہمکو

اپنی یاد مین تڑپاؤ گی بہن کچھ وصیت تو ہمسے کر گئی ہوتین ہائے ای بہن آخری وقت مین ہمنے تمھین نہ دیکھا دمامہ جادو اور جتنے بھر ساحر تھے سبکے سب ملکہ برق جادو کے بین جانگزا پر بے اختیار رو رہے تھے آخر دمامہ نے کہا کہ بیٹا رونا تو عمر بھر ہی شعر

جب وقت یاد آئیگی یہ جان کھوئینگے	جب تک جئینگے انکی جدائی پہ روئینگے

اب آخری خدمت تو سرامہ جادو کی کرلو انھین جلا پھونک دو برق جادو نے تڑپ کے جواب دیا کہ خالہ امان مین انکو کبھی نہ جلاؤنگی یہ مجھسے ہرگز نہ ہوگا مین انکو زمین مین دفن کرونگی برابر انکے اپنی بھی قبر بناؤنگی مگر مین سخت جان ہون دم تو نکلیگا نہین خیر قبر پر ملکہ کی جھاڑو دیا کرونگی دمامہ بولی اچھا بیٹا تیرا جسطرح جی چاہے تو کر ہم منع نہین کرتے گو کہ یہ طریقہ خدا پرستون مسلمانون کا ہی مگر مجھے بہرطور تیری خوشی منظور ہی برق جادو چیخ مار کر روئی اور کہنے لگی کہ کیون بہن ہم اسی واسطے زندہ رہے کہ تمھاری قبر بنوائین تمھین دفن کرائین یہ کہکر دونون ہاتھ اپنے منھ پر مارے کہ ہائے سرامہ کچھ بات کرو منھ سے بولو ایسی ہمسے خفا ہو کہ ہماری بات کا جواب بھی نہین دیتین اور ہان سچ ہی تم ہمسے خفا ہو اچاہو کہ تمھارے قاتلون کو بھی ہمنے نہین ڈھونڈھا مگر ہمشیرہ یہ سمجھ لو کہ کیا ہم انھین چھوڑ دینگے ہین یہ تو تم بتاؤ کہ قاتل تمھارا کون ہی اس بین سے ہر طرف اور بھی کہرام برپا ہوا آخر کار بطور خدا پرستون کے دفن کا سامان ہونے لگا صندوق چوب صندل سفید کا بنوایا گیا اسمین لاش لاکر رکھی اور جہان کہ سرامہ جادو پیدا ہوئی تھی اسی مکان مین لاکر دفن کیا پختہ قبر بنوائی گئی اسپر ایک بہت بھاری مکلل و مغرق کار چوبی کمخواب کا شامیانہ استادہ کرایا قمقمے کے لوہے گرد پیش قبر کے روشن کروائے اب برق جادو قبر سے لپٹی ہوئی رو رہی ہی اور کہہ رہی ہی کہ بہن مجھے بھی اپنے پاس بلالو مین تمھارے بغیر زندگی کیونکر بسر کرونگی دمامہ جادو نے ہاتھ پکڑ کر اٹھایا کہ بیٹا بس جانے دو اٹھو چلو یہان سے برق جادو نے کہا کہ خالہ امان کہان جاؤن میرا جانے آنے کا تو ٹھکانا انھین کے پاس تھا اب تشریف لیجاتے ہین ہین منھ بھی رہونگی شاید یہ کبھی کچھ بات کرین تو کوئی تو جواب دینے والا مصاحب اور انیس انکے پاس چاہیے دمامہ جادو نے کہا کہ بیٹا تو اور مجھ نیم جان بیتاب و توان کو مارے ڈالتی ہی اب سرامہ کیا زندہ ہوگی جو تو اسکی بات کا جواب دیگی ارے کہین مردے بھی زندہ ہوئے ہین کیسی کیسی صورتین خاک مین ملگئین کیسے کیسے عاشق و معشوق آن واحد مین جدا ہو گئے مسدس

باغ دنیا مین نئے پھول کھلا کرتے ہین
فصل گل مین گل و بلبل جو جدا ہوتے ہین
سیکڑون قافلے پردیس مین لٹجاتے ہین
آسمان ظلم و ستم روز نیا کرتے ہین
ہائے آغوش لحد ایک ان مین ملجاتے ہین
راز مخفی اہل زمین انکا گلا کرتے ہین

جو بناتے تھے سدا راتون کو نہالی گل
انکی تربت پہ نہین سایہ نخل سنبل
فاتحہ پڑھنے کو گاہے جو صبا آتی ہی
دوست جو کہتے تھے جو پھولون کو بھی کہتے گل
رحم کھا کے کبھی جاروب دیکھاتی ہی
پھول ہین انکی لحد پر نہ صدائے بلبل

جسمین ہر دم تھے کبھی بلا خود رو خمدان
تربتین سیکڑون جنمین جگر دیکھی ہین خان
سونی ڈیوڑھی ہی تو سنسان جلو خانہ ہی
ایک مدت رہے آباد جو شاہ و گدا مکان
ہر کسی جا پہ اداسی کہین ویرانہ ہی
دل مایوس کے مانند وہی ہین ویران

عمر بھر عطر ملے جسمین حشمت عشق
ہائے افسوس کسی نے نہ انھین دی مٹی
ایک شب بھی نہ ہوا رنج ہے افق جنکو کبھی
ہائے جو لوگ بسر کرتے تھے گلزار وہین
جنکے سبزہ ہی اب اگے ہین جو اور وہین
انکی ناشاد پہ کیا کیا یحر یاس ملی

تاج شاہانہ جو اور نکو نجانین افسوس
راہ ہر ٹھوکرین قبرون کی لگاتین جو س
انکی میت کبھی جنکو نہ منہ تک
پاس جس تن کے کسی تک نہ بھی ابر پر
تختہ قبر میں ابر کشت رکھ دیئے
قبرون کرم اسی جسم کو کھاتین افسوس

جنہیں شاہانہ رہا کرتا تھا اکثر ساماں
جنہیں مرتا تھا اکیلے میں نہ جنکو دم بھر
چرخ کجرو نے فقیروں کو دیے تاج دوا
جام جم ہے نہ وہ آئینۂ اسکندر ہے
نخوت و کبر کی ہر وقت جو پیتے تھے شراب
اب کدھر یوسف کنعاں ہیں کہاں ہے وہ جمال
جسکا سر رکھتے تھے زانوں پہ حسیناں جہاں
جو گیا ملک عدم پھر نہ پھرا کیا دیکھا

خانۂ گور کی صورت ہے وہ مکان ہیں ویراں
سینے چھلنی ہیں نہ کیوں چاک ہوں دیوار دیکھے
گوشۂ قبر میں تنہا ہیں جو تھے رشک قمر
ناز اٹھاتے تھے سدا جنکے پرستار و زن
شاہ جو تھے انہیں کشکول گدائی بخشا
ہیکلیں زیب گلو کل جو تھیں زینت کے لیے
ساغر چشم بعینہ نگہ شیشہ ہے
جن مطیع انکے تھے کیا حال کہوں شوکت کا
منہ چھپائے ہیں کفن میں وہ جنہیں پاس حجاب
پوچھنے آنا تو کوئی کیسے منہ موڑ گئے
اب بھی ہے عشق کا کچھ انکے زلیخا کو خیال
دیکھیں کیا ہے بنا اور نہ مکان باقی ہے
ڈھیلے اس سر کے تلے رکھتے ہیں جو پیر و جواں
فرش سنجاب کا ہر وقت جہاں بچھتا ہے
شیشۂ عمر سکندر نے شکستہ دیکھا
آب بقا سے کبھی سیر تونگر نہ ہوئے

طاق کسریٰ کا اسی واسطے باقی ہے نشاں
ڈھیر مٹی کے ہیں یا قصر ہیں زرنگار دیکھے
تنگ ہوتے تھے گریبان کی جو تنگی سے بشر
ظلم قاتل کے سبب اب انہیں بیچارہ کفن
آئے اپنے گھروں میں جمع لگاتے تھے سدا
آج ہیں قبر کے تعویذ حفاظت کے لیے
کل جو تھا صاحب تاج وہی بلند ہے
اب نشان تک نہیں ملتا ہے کہیں تربت کا
کل جدائی کی نہ جس شخص کی لا سکتے تھے تاب
جاکے کیوں گور غریباں میں اسے چھوڑ چلے
کیا ہوئی سر سے زلیخا کے وہ شاہی جنجال
نام کو مصر میں تربت کا نشان باقی ہے
جنکے گھر میں تھیں ہمیشہ سے مرادیں مہماں
خس و خاشاک کا اب فرش مکاں بچھتا ہے
عقل حیران ہے کیا جاکے تماشا دیکھا
یک دن بھی تو کب ساغر جم تر نہ ہوئے

پڑھتے ہیں فاعتبروا دیکھ کے سب پیر و جواں
پھر گیا زیر فلک حلق پر انکے خنجر
ظلمت قبر سے حیران ہیں اب وہ کیا کیا
ہیں سلیمان کہاں اور کدھر لشکر ہے
آج تابوت اٹھاتے ہیں اسی کا احباب
باغ حسرت ہے ہوا سب وہ خزاں ہے پامال
اب گل باغ تمنا ہیں انہیں خنداں
بھولا اس کی بیٹھنے کی سیر کچھ ایسا دیکھا

بیٹا اب قبر کو چھوڑ دے گھر میں چلکے بیٹھ ایسا ہی ہے تو گھر میں چلکے خوب سا دل کھولکر رو لیجیو برق جادو کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں کہہ رہی ہے خالہ اماں آپ کیا کہتی ہیں کسکا گھر کسکا در اب میرا گھر یہی ہے جہاں بیٹھی ہوں میں انہیں اس اکیلے گھر میں تنہا چھوڑ کے نہ جاؤنگی آپ ناحق اسقدر اصرار کرتی ہیں ہاں انکے قاتلوں کو ڈھونڈھوا دیجیے اگر وہ ہاتھ لگجائیں تو مجھے بھی بلا لیجیے کا برق جادو نے وہ حال بنایا کہ دمامہ جادو کو یقین کلی ہو گیا کہ اگر میں اسے یہاں چھوڑ کے چلی گئی تو بیشک یہ اپنے کو ہلاک کر ڈالیگی غرض سمجھا بجھا کے اسے قبر سے چھڑا کے اپنے گھر لیگئی لیکن ہر وقت اسے خوف لگا ہی رہتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ اپنے کو ملکہ سرامہ جادو کے غم میں ہلاک کرے اس خیال سے اسے چھوڑ کر گھر سے کہیں نہیں جاتی ایک دن اس مکارہ دمامہ نے کہا کہ اے برق جادو کہیں سیر کو جا کے دل کو بہلا کہ تجھے تو غم غلط ہو بیچ دام بچھے اور جادوگروں سے اشارہ کیا کہ اسے کہیں لیجاؤ کسی مقام کی سیر کرا لاؤ بموجب حکم ملکہ دمامہ جادو کے جادوگر ملکہ برق جادو کو اپنے ہمراہ لیکے ایک طرف روانہ ہوئے اور وہ برق جادو انسے جدا ہوکے امیر حمزہ صاحبقران کی ملاقات کو روانہ ہوئی اب وہاں کا حال سنیے کہ جب ملکہ دمامہ جادو سرامہ جادو کو گاڑ تو پ سکے اپنے مکان پر آکے بیٹھی تو لوگوں نے عرض کیا کہ حمزہ نے چاہ الماس میں داخل ہو کر پہلے ذوفنون جادو کو مارا بعد اسکے نرگس جادو کو جہنم واصل کیا اب جب سرامہ جادو کو مارا ہے تو آپ کو خبر ہوئی مگر نہیں معلوم حمزہ نے ان تینوں کو کیونکر مارا ایسے سنتے ہیں کہ وہ سحر بالکل نہیں جانتا پھر کس طرح نرگس جادو اور سرامہ جادو پر غالب ہوا دمامہ جادو نے جواب دیا کہ تم لوگ نہیں جانتے حمزہ مالک باطل السحر ہے اسنے لاکھوں جادوگروں کو اسی طرح قتل کیا ہے تم توقف کرو

مین چلے اُسکی تدبیر کرون تو حمزہ کو بھی گرفتار حسب الحکم کرنے جاؤن اور تم سب کو چہار طرف روانہ کرون کہ جہان ہاتھ لگجائے وہ اُسے پکڑ لائے یہ کہکر اسباب سحر طلب کیا جب موم سیندور شراب طائر صحرائی کالے ماش موہن بھوگ کے کڑھاؤ پان کا بیڑا ہار پھول لونگین سب چیزین لاکر رکھی گئین ڈھرو بجانیوالے حاضر ہوے پہلے اسنے بچۂ خوک کو جھٹکا کیا اور خون اُسکا ایک تھال مین لیا اور اسی خون خوک سے چوکا دیا باقی خون پانی مین ملا کر اس سے وہ نجس العین نہائی نہا دھوکے چوکے مین بیٹھ کر ایک سو ایک طائر کی گردنین مروڑ مروڑ کر اُنکا خون چوسا اور اسم سحر پڑھنے لگی پھر اُس بچۂ خوک پر جو ایک طرف مرا ہوا پڑا تھا چھ دانے ماش کے پڑھ پڑھکے مارے کہ وہ بزور سحر زندہ ہوکے اسکے سامنے کھڑا ہوا اُسنے اُسکی پیشانی پر سیندور کا ٹیکا دیا گلے مین ہار ڈالے اور پھر کچھ اسم سحر پڑھنے لگی کہ وہ خوک گرد پھرنے لگا ایک سات چکر مارے تھے کہ دمامہ نے اشارہ کیا وہ ٹھہر گیا کڑھاؤ موہن بھوگ کے تیار تھے دمامہ نے وہ اسے کھلائے سات کڑھاؤ اُسنے کھائے بعد اُسکے سات قرابے شراب تند و تیز کے اُسکو پلائے بنگالی جو ڈھرو بجانے کو بیٹھے تھے اُنکی جان پر صدمہ تھا اور دل مین کہتے تھے کہ یہ بچۂ خوک تو اتنا سا ہی سات کڑھاؤ موہن بھوگ کے کون کھا گیا اور اتنے بڑے بڑے سات قرابے شراب تیز و تند کے کون پی گیا مگر ناچار ڈھرو بجا رہے تھے جب دمامہ ہاتھ سے اشارہ کرتی تھی تو زور زور بجانے لگتے تھے نہین تو آہستہ آہستہ بجاتے تھے یہان تک کہ اُس خوک نے کھا پی کے جماہی لی منھ جو اُسکا کھلا دمامہ نے تھوڑا سا موم لیکے اُسمین ڈالدیا اُسنے منھ بند کر لیا اور پھر دمامہ جادو کے آس پاس چکر مارنے لگا ایک سو ایک چکر لگائے تھے کہ اُسنے اشارہ کیا وہ کھڑا ہو گیا اور منھ کھولدیا دمامہ نے وہ موم اُسکے منھ سے نکال لیا وہ خوک معاً گر پڑا اور مثل مردۂ صد سالہ کے ہو گیا اسنے بنگالیون سے اشارہ کیا کہ تم لوگ اب چلے جاؤ وہ اُسی وقت اپنی اپنی جانین لیکے بھاگے دمامہ نے اُس موم کا ایک پتلہ بنایا اور اُسکے منھ پر اور سینے پر سوئیان چبھوئین اور ایک شیشے مین اُس پتلے کو رکھکے منھ پر شیشے کے کوری مٹی کا سکورا رکھکے موم سے بند کر دیا اور کچھ پڑھ کے زمین مین دفن کر دیا بعد اُسکے پھر نہا دھوکے اپنے مقام پر آکے بیٹھی چند ساحرون کو طلب کیا ساحر حاضر دربار ہوئے بعد سلام و دعا کے سب نے دست ادب باندھکے عرض کیا اے شہنشاہ ساحران ملکۂ عالم کیا ہی خیر تو ہی کیون غلامون کو یاد کیا ہی دمامہ جادو نے جواب دیا کہ مین نے بزور سحر حمزہ کو بیکار کر دیا ہی یعنے اسم اعظم اُسکا بند کر لیا اب تم سب جاؤ اور جہان جسے وہ ملجائے فوراً بے عل و غش اُسے گرفتار کر لائے اور مین بھی جاتی ہون جہان کہین مجھے ملجائیگا مین ہی پکڑ لاؤنگی کام اُسکا تمام کرونگی یہ سنکے سب جادوگرون نے سلام کیا اور اپنی اپنی طرف روانہ ہو گئے کوئی کسی طرف گیا کوئی کسی جانب روانہ ہوا دمامہ جادو بھی اُن سب کو رخصت کر کے تلاش زبدۂ آفاق ثانی سلیمان امیر حمزۂ صاحبقران عالیشان مین روانہ ہوئی اُس لکاتہ دمامہ جادو کو تو یہین سرگردان تلاش امیر حمزۂ صاحبقران مین حیران و پریشان چھوڑا جاتا ہی

جب تک وے کلمے داستان حیرت بیان آنا برق جادو کا خدمت امیر با توقیر مین بیان کیے جاتے ہین

کہ جب صاحبقران عالیشان مع عمرو بن امیہ ضمری اور مقبل وفادار و کرب غازی اور ابو الہول دیوانہ کے ملکہ سرامہ جادو و جادو کو جہنم داصل کر کے جانب صحرا روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک مقام پر پہنچے دیکھا شام ہو گئی ہی سوچے کہ اب رات کو اس صحرائے پر خار اور دشت تیرہ و تار مین کیونکر راہ چل سکینگے نہین معلوم اندھیرے مین کہان سے کہان چلے جائین راستہ پائین نہ پائین خدا جانے کیا ہو کیا نہ ہو نہ کوئی راہ گیر راستہ چلتا ہی

کہ اس سے راہ پوچھین نہ کوئی پگڈنڈی معلوم ہوتی ہو کہ اُسی لکیر پر فقیر ہوکے چلین اس سے بہتر یہی ہو کہ آج
رات کی رات یہین بسر کرین جس طرح ہوسکے گذر کرین جب سفیدۂ صبح نمودار ہو اسافر مغرب اپنی منزل کشرق سے
برآمد ہوکے رہرو مغرب ہو تو ہم بھی یہان سے روانہ ہو جائین ابھی امیر باقبال اپنے دل مین یہ خیال کر رہے تھے
یکایک بجلی چمکی اور ملکہ برق جادو سامنے سے نمایان ہوئی آتے ہی صاحبقران کو سلام کیا نذر دی عرض کیا ای
شہریار مبارک ہو کہ آپنے کمر دمامہ جادو کی توڑ ڈالی شہر زمرد مین قیامت برپا ہی عجب طرح کا تہلکہ ہی دمامہ
کے ہوش و حواس بجا نہین ہین سارا زور اور گھمنڈ اُسکا مٹ گیا ہی مگر ای شہریار اُس حرامزادی نے آج بزور سحر اسم اعظم
آپکا بند کر دیا ہی اب بہت خبردار و ہوشیار رہیے گا کہین نرگس جادو والے معاملے کی طرح غفلت نہ کیجیے گا
نہین نصیب دشمنان جانبری مشکل ہوگی اُسکی مرتبہ تو مین آپ کے ساتھ رہتی تھی ہر جگہ پر آپ اُسکے دام مکر و
فریب مین گرفتار ہوا چاہتے تھے مگر مین خبردار و ہوشیار کر دیتی تھی لیکن یہ ایسا نازک اور مشکل مقدمہ ہی کہ مین
دمامہ جادو کے مقابلے مین ظاہر بظاہر آپ کے ساتھ نہین رہ سکتی اور میری رائے ناقص مین تو یہ آتا ہی کہ ابھی آپ
اپنے کو چہان تک ہوسکے پوشیدہ کیجیے دمامہ کے دل کو سر امہ جادو کا ابھی تازہ غم ہی ہر وقت اُسی کا رنج والم ہی
غصے مین بھری ہوئی آگ بگولا بنی ہوئی ہی خدا جانے ابھی وہ کیا کیا آفتین برپا کریگی کیسی کیسی قیامتین ڈھائیگی آپ کا
کچھ زور نہ چل سکیگا نصیب دشمنان پریشان ہوجیے گا صاحبقران عالیشان نے یہ کلام وحشت انجام برق جادو
کی زبان سے سُنکے اسم اعظم کو جو یاد کیا تو بالکل فراموش تھا ایک حرف نہ یاد آتا تھا کوئی شکل نام کو بھی نہ ذہن مین
آتی تھی ہر لفظ لوح دل سے محو تھا نہایت مضطرب ہوئے برق جادو نے عرض کیا ای شہریار آپ اسقدر ہراسان
و پریشان نہ ہوجیے کریم کارساز کو یاد کیجیے مین نے سُنا ہی کہ اکثر اسم اعظم بند ہوگیا ہی مگر آپ پر خدا نے اپنا فضل کیا ہی
دشمن پر آپ فتحیاب ہوئے ہین اسم اعظم کا بند ہو جانا گویا آپ کے مظفر و منصور ہونے کی علامت ہی امیر باتوقیر
نے فرمایا ای برق جادو سچ ہی مجھپر ایسا ہی کرم الٰہی ہوا کیا ہی اور عمرو کے باعث تو ایسے ایسے کار ہائے مشکل روبراہ
ہوئے ہین اور ایسی ایسی مہمین سر ہوئی ہین کہ مین بیان نہین کر سکتا اسنے بعض بعض مقامات پر ایسی ایسی عیاریان
اور چالاکیان کی ہین کہ بشر کی عقل دنگ رہے برق نے کہا کہ پھر خواجہ صاحب تو آپ کے ساتھ موجود ہی ہین
اور کنیز بھی حاضر ہی مجھسے جو کچھ خدمتگذاری آپ کی ہوسکیگی مین باہر نہین ہون کبھی کسی امر مین کمی نہ کرونگی مگر بالفعل
دمامہ جادو دیوانی ہو رہی ہی چڑیل بنی ہوئی ہی اور آپ کو ڈھونڈھتی پھرتی ہی آپ اپنے کو ایسا چھپا لیجیے
کہ کوئی آپ کو نہ پائے چندے چھپ کر بیٹھیے پھر سمجھ لیجیے گا ذرا یہ جو آگ بھڑک رہی ہی اسے ٹھنڈا ہو جانے دیجیے
پھر دیکھیے خدا کیا کرتا ہی آپ کا تو ہر کام محول بخدا ہی پھر آپ کو کیا اندیشہ ہی اور کنیز اب جاتی ہی دوم چار روز نہ
حاضر نہ ہوگی امیر عالیمقام نے کہا خدا حافظ برق جادو نے سلام کیا اور برے ہوا روانہ ہوئی اب امیر
نے عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ ای یار وفادار و ای دوست غمگسار اسوقت مین سوا خدا کی ذات کے کوئی ہمارا
یار و مددگار نہین ہی اسم اعظم بھی بند ہو چکا برق جادو نے دمامہ کے خوف سے آمد و رفت موقوف کی
اب دیکھیے خدا کیا کرتا ہی ظاہرا تو کوئی صورت ہمارے زندہ رہنے کی نہین معلوم ہوتی اور دو چار روز ہم بھلا
کہان پوشیدہ ہون کہ کوئی ہمکو نہ جانے نہ کوئی پہچانے عمرو نے جواب دیا حمزہ چھپنے کی بہت سی صورتین
ہین فرمایا بیان کرو اسنے عرض کیا ایک تو یہ کہ مین تنورِ حضرت دانیال پیغمبر کی استادہ کرون آپ اُسمین
دو چار دن کیا مہینون برسون بیٹھے رہیے زمانہ بھر جائے تو کچھ نہ بنا سکے سحر تاثیر نہ کرے جن دیو پری کا

سایہ کہین ہمسایہ مین بھی نہ آسکے دوسری صورت یہ ہی کہ گلیم ابراہیمی مین چھپا رکھون تیسری صورت یہ ہی کہ کلاہ خضری دون
اُسے پہن لیجیے آپ کو کوئی نہ دیکھ سکے چوتھی شکل یہ ہی کہ مین آپ کو مع مقبل اور ابوالہول کے زنبیل مین ڈال لون
اور خود پوشیدہ پھرا کرون پانچوین صورت یہ ہی کہ تین گلیم عیاری اوڑھ کر پوشیدہ جا کے دمامہ جادو کو
مار ڈالون صاحبقران نے عمرو کو اپنے گلے سے لگا کے کہا کہ خواجہ مرحبا صد مرحبا کیون نہ ہو تمکو ایسا ہی جانتا ہون
بلکہ شعر گل باغ مہر و وفا جانتا ہون ✲ پھر اسے بھی تمکو سوا جانتا ہون ✲ مگر اے خواجہ تم خوب واقف ہو
کہ مین نے کبھی ان چیزون سے کام نہین لیا بلکہ تمسے بھی اکثر یہی کہا کیا کہ خواجہ ان اشیا سے اپنی جان تو بچانا مگر
کسی کو مارنا نہین مین یہ ننگ اپنے واسطے کبھی گوارا نکرونگا کہ وقت صعب و سخت سے ڈرون اور تمھاری
پناہ مین چھپ کے بیٹھون ہمیشہ میری نظر خداے لایزال وایزد متعال پر رہی اُسنے ہر مشکل مین میری مدد کی اب
بھی اگر اسے میرا بچانا منظور ہی تو میری حفاظت کیا دور ہی اور جو اسی بہانے قضا میری آئی ہی تو بسم اللہ راضی برضا
ہون اور خواجہ یہ جو اسباب تمھارے پاس موجود ہین مین نے کبھی انسے کام نہین کیا اور ہزارون ساحرون
کو قتل کیا بہت سے شہر جادوگرون کے لیے مگر مین کہین چھپ کر نہین بیٹھا جہان خدا نے سب آفتون و مصیبتون
سے مجھے بچایا ہی اب بھی اپنے فضل و کرم سے محفوظ رکھیگا اور مین تمکو منع نہین کرتا تم شوق سے جاؤ دمامہ
جادو کے قتل کی تدبیر کرو مگر اسی طرح کہ عیاری کر کے قتل کرنا خبردار گلیم مین غائب ہو کے ہلاک نہ کرنا عمرو
بولا خیر سمجھا جائیگا اب تو یہان سے نکلیں کہین محفوظ مقام پر پوشیدہ ہو کے بیٹھین غرض امیر یہ باتین کرکے
آگے بڑھے جاتے جاتے ایک اور صحراے وحشت انگیز اور دشت ہولخیز مین پہونچے یہ ویسا ہی صحرا ہی
جیسا کہ نرگس جادو کے باغ مین جانے کے وقت انکو ملا تھا امیر حمزہ صاحبقران باحال پریشان اس
صحراے ہولناک کو طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہین یکایک ایک طرف سے آواز گریہ وزاری و
نوحہ و بیقراری کی کان مین آئی امیر متحیر ہوئے کہ اس جنگل مین نہ کوئی مکان ہی نہ کہین کوئی بستی نظر آتی
ہی پھر یہ آواز رونے کی کہان سے کان مین آتی ہی عمرو و مقبل و کرب وغیرہ بھی دیکھنے لگے کہ
یہ آواز کس ستم رسیدہ مصیبت کشیدہ کی ہی دریافت حال کے لیے اسی آواز کی طرف بڑھے ابھی تھوڑی دور
آگے گئے ہین ناگاہ دیکھا کہ ملکہ سرو سیمین باحال پریشان گریبان و نالان سر کے بال کھلے ہوے کپڑے
پھٹے ہوئے چلاتی چلی آتی ہی کہ یا امیر حمزہ کہ صاحبقران عالیشان آپ تو ساحرون کے استیصال کے لیے
یہان تشریف لائے ہین مگر کچھ اپنے ناموس کی بھی خبر ہی امیر باتوقیر چونکہ نہایت غیور ہین ناموس کا نام
سنتے ہی نہایت حیران و پریشان ہو کے وہین سے پوچھتے ہوئے بڑھے کہ اے ملکہ سرو سیمین خیر تو ہی کچھ مفصل
حال تو بیان کر کیا گذری کیا ماجرا ہی جو تو اس طرح بے حواس سراسیمہ یہان چلی آئی برائے خدا جلدی بیان کر
دل ٹھکانے ہو فکر و تردد دور ہو معشوقہ سیمین نے دست ادب باندھ کے عرض کیا کہ اے شہریار آپ تو
اس طرف تشریف لائے اور وہان دمامہ جادو قلعہ ذوالامان سے جا کے تمام ناموس صاحبقران کو
پکڑ لائی ہی اب شہر زمرد مین قتل کرنے کو لیگئی ہی مین گستاخانہ عرض کرتی ہون کہ حضور کی وہ غیرت و حمیت کہان
گئی کیا ساحرون کا قتل کرنا ناموس کی حفاظت و نگہداشت حرمت سے زیادہ ہی جو آپنے اسے فوق دیا
آدمی جو کچھ کرتا ہی عزت و ناموس کے واسطے کرتا ہی تمام ناموس آپ کے برباد ہو گئے اور آپ کو اصلا خبر
نہین صاحبقران زمان نے فرمایا اے سرو سیمین تو یہ کیا کہ رہی ہی کسکی مجال ہی کہ میرے ناموس کو قید کرے

اُسنے عرض کیا کہ اَی امیر با توقیر مین سچ عرض کرتی ہون بھلا میری مجال ہی کہ آپکے حضور مین کوئی کلمہ
خلاف و دروغ عرض کرون اور کلمۂ دروغ بھی کون کہ ناموس صاحبقران کی نسبت مین ایسے کلمات
نازیبا و ناسزا اپنی زبان پر لاؤن اور کسی سے بھی نہین بلکہ خود آپ ہی کے سامنے ایسی گستاخی کرون بقول شخصے
دروغ گویم بر روے تو اور مین بھی تو انھین کے ساتھ گرفتار ہوکے آئی تھی بھاگ کے ادھر نکل آئی ہون اور عمرو
کی طرف مخاطب ہوکے کہا واہ سبحان اللہ خوب سر برندۂ جادوگران نام رکھوایا ہم اس حال کو پہونچین
اور تمکو خبر نہین

شعر

ہم آہین کر رہے ہین یہان پہ اثر نہین	کیا بیخبر ہی یار ہماری خبر نہین

عمرو تو اُسکا عاشق ہی یہ کہتا ہوا دوڑا کہ اَی ملکہ بخداے عزوجل مجھکو بالکل حال نہین معلوم تھا اور آکر لپٹ گیا اور
صاحبقران سے کہا کہ حمزہ اس بیعزتی سے مرجانا بہتر ہی امیر بھی پاس آئے اور کہا کہ اَی سرو تمکین بتا تو سہی نامہ جادو
کس کس کو گرفتار کرلائی ہی بس صاحبقران کا پاس آنا تھا کہ اُسنے ایک ہاتھ کمر مین عمرو عیار کی اور دوسرا ہاتھ
حمزۂ صاحبقران کی کمر مین ڈال کے اسم سحر پڑھکے دم کیا کہ دونون شانون مین سے دو پر پیدا ہوئے بس
امیر و عمرو کو اُٹھاکے ہمنے سوئے آسمان روانہ ہوئی اور پکاری یا حمزۂ صاحبقران آگاہ باش منم ملکہ دمامہ جادو
امیر و عمرو مانند بچے کے دونون ہاتھون مین دمامہ جادو کے لٹکے ہوئے تھے مقبل وفادار و کرب غازی
اور ابوالہول دیوانہ نے جو دیکھا کہ دمامہ جادو حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کر لیچلی چلاے کہ او لکاتہ اگر ہمارے
آقاے ولی نعمت کو تونے گرفتار کیا ہی تو ہمین کسواسطے چھوڑے جاتی ہی اُسنے آواز دی کہ انھین دونون کا گرفتار
کرنا ضرور تھا بانی شر و فساد اور باعث ظلم و بیداد یہی دونون تھے اب انھین کو لیے جاتی ہون آیندہ تمھے
بھی سمجھ لونگی تم بھلا میرے ہاتھ سے کہان چلے جاتے ہو بس یہ آواز دیکر نظرون سے غائب ہوگئی ان سب نے
گریبان اپنے اپنے چاک کیے خاک اُڑانے لگے پچھاڑین کھانے لگے چلانے لگے کہ ہاے اَی مولاے قدر شناس
ہاے اَی آقاے خجستہ اساس ہماری آنکھون کے سامنے دمامہ جادو آپ کو گرفتار کر لیگئی اور ہم کچھ نہ کرسکے
ہاے اَی صاحبقران زمان اگر ہم جانتے کہ یہ سرو تمکین کی صورت دمامہ جادو ہی آپ کو بات بھی نہ کرنے دیتے
پہلے ہی کام اس لکاتہ کا تمام کرتے ہاے اَی امیر با توقیر اس بیحیائی کی زندگی سے تو کاش ہم مرجاتے تو خوب
تھا ہاے اَی حمزۂ عالیشان اگر لوگ ہمسے پوچھینگے کہ امیر کو کس جنگل مین چھوڑا کس مقام سے تمنے منھ موڑا
تو ہم انھین کیا جواب دینگے اور کس منھ سے بیان کرینگے کہ ہمارے سامنے صاحبقران کو دمامہ اُٹھا لیگئی
غرض یہ تو بیان گریہ و زاری نوحہ و بیقراری کر رہے ہین ادھر کا حال سُنیے کہ دمامہ جادو عمرو و امیر کو
لیے ہوئے چلی جاتی ہی دل مین اپنے کہتی جاتی ہی کہ اَی دمامہ ان دونون نے بڑا غضب کیا کہ تیری پارہ جگر
نور بصر خوش اندام و خوشخو ملکہ سرامہ جادو کو مار ڈالا تو بھی انکے ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے کرکے اپنے
کلیجے کو ٹھنڈا کر پھر خیال مین گذرا کہ اَی دمامہ یون مار ڈالنے مین لطف نہین جیسا انھون نے تیرا دل جلایا
ہی اسی طرح تو بھی انکو تڑپا تڑپا کر مار پہلے لشکر حمزہ کا استیصال کرے بعد اُسکے زرجد شاہ اور زمرد شاہ
لقا خداے سجدہ ہزار ملک باختر وغیرہ کو یہان بلاکے انکی دعوت کرا اور انکے گوشت کے کباب بریان
کرکے سب کو کھلا اس طرح سے کہ ایک بوٹی کاٹی اور نمک مرچ اُسپر چھڑکا پھر دوسری بوٹی کاٹی اُسپر
نمک مرچ چھڑکا دفعہ دفعہ اور باری باری سب کو اُسکے گوشت کا مزہ چکھاؤن تو یہ بھی جانے کہ
کسی کا کلیجا جلانے مین یہ مزہ ہی اور ناحق کسی کا دل دکھانے مین یہ سزا ہے اور بالفعل انکو لیجا کر

قید کرنا چاہیے چونکہ حافظ حقیقی کو ابھی انکا زندہ رکھنا منظور تھا اسلیے اُس لکاتہ دشمن جان عدوے جان
کے دل مین یہ آئی دوہا

جا کو راکھے سائیان مار نہ سا کے کوئے	بال نہ بیکا کر سکے جو جگ بیری ہوئے

شعر جو قاتل ہو وہی ہو حافظ جان تو اگر چاہے ٭ سوا زہر ہلاہل مین ہو لذت شیر مادر سے
بس یہ سوچ کے دمامہ جادو امیر و عمرو کو لیے ہوئے جزیرۂ چار موجہ مین آئی کہ وہ جزیرہ خضر و محیط و عمان
و بحرین کے درمیان مین ہی اور وہان ایک گنبد بلورین اسنے بنایا ہی اگر یہ مردار جو پرائے سر آتی ہی تو
اُسی گنبد بلورین مین بیٹھتی ہی اسمین دونون کو قید کیا اور اسم سحر پڑھ کے ایک حصار آتشین گرد اُس گنبد
بلورین کے کھینچدیا اور آپ بعجیل تمام شہر زمرد کو روانہ ہوئی جس وقت شہر زمرد مین اپنے مکان پر پہونچی اپنے
بیگانے دوست و دشمن ساحر سردار غیر ساحر غیر سردار سب مین اسنے مشہور کیا کہ مین نے جا کر حمزہ صاحبقران
اور انکے عیار عمرو بن امیہ ضمری کو عوض مین خون سرامہ جادو کے قتل کر ڈالا اور چارچی کو بلا کے
حکم دیا کہ اسی وقت جا کے چارسو بازار اور شہر کے محلہ محلہ اور کوچہ کوچہ اور گلی گلی پکار دے کہ بفضل
سامری و تائید جمشیدی امیر و عمرو نا دیدہ خداے آسمانی کے بندون کو ملکہ دمامہ جادو نے بعوض
خون سرامہ جادو کے قتل کیا اور حکم دیا کہ چار طرف شہر مین بلکہ ہر دوراہے اور تراہے اور چوراہے پر
نوبتین خوشی کی رکھی جائین اور نقارے شادمانی کے بجین ہر امیر و رئیس کے دروازے پر مجلسین ناچ رنگ
کی آراستہ ہون دکانین شہر کی آئینہ بندی سے پیراستہ ہون پس بموجب حکم دمامہ جادو کے ڈھنڈورے
نے تمام شہر مین ڈھنڈھورا پیٹنا شروع کیا گلی گلی نوبتین رکھی گئین ہر جگہ قتل عمرو و امیر کا چرچا ہونے لگا
قضاے کار اور اتفاق روزگار یہ خبر وحشت اثر برق جادو کو جو معلوم ہوئی کہ دمامہ نے
امیر حمزہ صاحبقران اور عمرو عیار کو قتل کر ڈالا بس ایک گھونسا اسکی چھاتی پر لگا اپنے دل مین کہا کہ ای
برق جادو وا افسوس تجھسے کچھ نہ ہوسکا اور وہ جنت آرامگاہ دار دنیا سے سفر کر گیا حیف ہی تیری اس زندگی پر
اور تونے تو یہ تہیہ کیا تھا کہ مین تا زندگی امیر با توقیر کی فرمانبرداری و کاربرآری مین مصروف رہونگی افسوس
ہی کہ اس برگزیدۂ روزگار رضا صبر کردگار کی کچھ خدمت و اطاعت نہ ہو سکی اور چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے پھر
خیال گذرا کہ ای برق ایسا نہ ہو کہ عمرو و امیر صحیح و سلامت ہون دمامہ نے قتل نہ کیا ہو بلکہ کہین پوشیدہ
قید کر دیا ہو اور محض براے خوشنودی و سرخروئی یہ امر مشہور کر دیا ہو پہلے چلکے دمامہ سے مفصل حال
تو دریافت کرے بعد اسکے جیسا ہوگا سمجھا جائیگا اپنے دل مین یہ خیال راسخ کرکے روتی ہوئی سر کے
بال کھولے ہوئے حیران و پریشان دمامہ جادو کے پاس آئی وہ وقت ہی کہ دمامہ کو ساحر نذرین دے رہے
ہین شادیانے فتح کے بج رہے ہین نوبتین خوشی کی رکھی ہوئی ہین ایک غلغلہ ہی کہ حمزہ اور عمرو
مارے گئے برق جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی تاب ضبط باقی نہ رہی اور زیادہ رونے لگی سر
پیٹنے لگی زمین پر پچھاڑین کھانے لگی باطن مین تو امیر و عمرو کے واسطے حال تباہ کر رہی تھی اور ظاہر مین
نام سرامہ جادو کا زبان پر جاری تھا کہہ رہی تھی کہ ہاے ای ہمشیر سرامہ جادو وا ابھی تمھاری برسوین
بھی نہین ہوئی اور یہان نقارے شادمانی کے بج رہے ہین فلک بیدادگر و چرخ کجرفتار نے یہ
رنگ دکھایا یہ روز سیاہ پیش آیا اور یہانتک روئی پیٹی کہ روتے روتے بیحال ہو گئی اور پیٹتے پیٹتے غش
کھا کے زمین پر گر پڑی دمامہ جادو نے جو یہ حالت دیکھی اُٹھ کے پاس آئی دیکھا کہ برق غش مین

بیہوش پڑی ہی تشنجد متون باری دار نیون سے پنکھا جھلوانا شروع کیا منھ دھلوایا کیوڑے گلاب کے چھینٹے
دیے عطر سنگھایا تلوے سہلوائے جب بعد تھوڑی دیر کے ملکہ برق جادو کو ہوش آیا دمامہ جادو نے اپنی
چھاتی سے لگایا سمجھانے لگی کہ میری جان حق بطرف ہی تیرا اگر تجھے رنج نہ ہوگا تو کیا کسی غیر کو تھوڑی ہوگا کہ وہ
تیرے ساتھ کی کھیلی ہوئی تھی تجھے اس سے محبت تھی اُسے تجھسے الفت تھی تو اُسپر نثار تھی وہ تجھپر فدا تھی ہر وقت کی
صحبت رہتی تھی کوئی کام بغیر تیری صلاح اور مشورے کے نہ ہوتا تھا سیر اور تماشے کو دونون مین سے
کوئی اکیلی نہ جاتی تھی یکجان دو قالب کی کیفیت تھی مگر بیٹا اب حال تباہ کرنے سے کچھ حاصل نہین مثل مشہور
ہی کہ مرنیوالے کے ساتھ کوئی مر نہین جاتا یہ سمجھا بجھا کے پھر کہنے لگی کہ اے بیٹا برق جادو تجھے ایک خوشخبری سناتی
ہون کہ دل تیرا خوش ہو جائے سارا رنج والم صدمہ وغم بھول جائے برق جادو نے کہا خالہ امان اب مجھے کسی
خوشخبری سننے کی ضرورت نہین ساری مبارکبادیان اور خوشخبریان اور جتنی مسرتین اور شادیان تھین سب
ہمشیرہ سرامہ جادو کے ساتھ گئین اب اگر آپ مجھے میرے مرنے کی خوشخبری سنائیے تو بیشک مین بہت
خوش و مسرور ہون دمامہ نے کہا بیٹا سن تو سہی اسنے کہا اچھا آپ کو اختیار ہی بیان کیجے دمامہ نے کہا
کہ مین نے تیری بہن سرامہ جادو کے دونون قاتلون کو قتل کر ڈالا اور یہ اسی کی خوشی کی ہی برق تڑپ کے
بولی کہ خالہ امان آپ نے اُن خونیون کو تو قتل کیا مگر کیا ہم ایسے دشمن تھے کہ بہن کے قاتلون کو آپ نے
ہمین دکھا بھی نہ دیا ہمارے دل مین تو یہ حسرت تھی کہ ہم بہن کے قاتلون کو ڈھونڈھ لائینگے اور
جس طرح چاہینگے اُنکو قتل کرینگے اور بسزا پہونچائینگے سو ہم انکین آنکھ سے بھی دیکھنے نہ پائے افسوس ہزار افسوس
دل کی دل ہی مین رہی امید نہ بر آئی ہماری آرزو پوری نہ ہوئی ہائے اے فلک بیوفا یہ تو نے کیا کیا
یہ کہکے پھر زمین پر تڑپنے لگی سر دے دے مارنے لگی جب دمامہ نے دیکھا کہ حال اسکا بہت ہی تباہ ہی
اور یہ کسی طرح نہین مانتی اُسوقت چپکے سے کان مین کہا کہ بیٹا مین نے اُنکو ابھی جان سے نہین مارا ہی فقط
فلان جزیرے مین لیجا کر قید کر دیا ہی اگر تیری یہی خوشی ہی تو تو اپنے ہاتھ سے اُنکو قتل کر کے اپنا کلیجا ٹھنڈھا
کرنا اور دل کی حسرت نکالنا برق نے کہا خالہ امان مین ایسی باتین خوب جانتی ہون آپ میری
تسکین کے لیے کہتی ہین جسمین مین رونا دھونا موقوف کر دون خاموش ہو کے بیٹھ رہون دمامہ بولی بیٹا
تیرے سر کی قسم مین جھوٹ نہین کہتی اور کنارے لیجا کے تمام سرگذشت امیر و عمرو کے گرفتار کر کے لانے اور
جزیرہ کا جار موجہ مین قید کرنے کی بیان کی اور کہا بیٹا جس طرح تیرا جی چاہے تو اُنکو قتل کرنا تجھے اختیار ہی
مگر مین نے تو یہ ارادہ کیا ہی کہ پہلے لشکر حمزہ کا استیصال کرین بعد اُسکے زمرد شاہ لقا خداے باختر
کو یہان بلا کے اُسکی دعوت کرین اور اس دعوت مین اُن دونون خونیون کے کباب کر کے ہم تم کھائین
اور سب اپنے بیگانے و بیگانے کو کھلائین اور یہ حال مین نے سوا تیرے اور کسی سے نہین کہا اب تک
سب سے پوشیدہ رکھا ہی تو بھی کسی سے بیان نہ کرنا کہین ایسا نہو کہ سارا کھیل بگڑ جائے کیا کرایا گھر منجائے
تو اور بھی آفت آئے یہ سنکر پھر برق جادو رونے لگی کہ ہائے اب تک قاتل سرامہ جادو کے زندہ ہین
خالہ امان اب تاب ضبط کی نہین ہی آپ مجھے حکم دیجیے کہ مین ابھی جاکر انکو قتل کرون دمامہ بولی بیٹا
ابھی دو چار روز صبر کرنا چاہیے برق جادو کو یہ خیال بندھا ہوا تھا کہ افسوس حمزہ صاحبقران اور عمرو
بے یار و مددگار اُس مقام تیرہ و تار مین قید ہین جہان آدمی کا نام نہین کھانے پانی کا کچھ سرانجام نہین

نہین معلوم ہو کہ وہان سے کیا حالت ہوگی نصیب اعدا جانکنی کی نوبت ہوگی افسوس صد ہزار افسوس مجھسے کچھ
امداد انکی نہین ہوسکتی یہ تصور کرکے اسقدر روئی کہ دونون آنکھین خون کبوتر ہوگئین دمامہ نے اوس جادو
سے کہا کہ اسے سرامہ جادو کے جوش محبت نے مدہوش وخود فراموش کر رکھا ہے اسے جاکر سیر کراؤ اور برق
جادو سے بولی کہ اے نور دیدہ دو کو تو ہم پکڑ لائے ہین باقی مفسدون کو تم ڈھونڈھکر گرفتار کر لاؤ برق نے
کہا بہت اچھا یہ تو عین میرے دل کی مراد تہی اسی بات کی تو مجھے حسرت تھی کہ مین ملکہ کے قاتلون کو چن چنکے
گرفتار کرون اور طرح طرح کی ایذائین اور مصیبتین پہونچا کے انکو لہو مین بہرون مگر خالہ اماں جہان مین انکو
پا جاؤنگی پھر مجھسے ضبط نہو سکیگا فوراً ہی قتل کرونگی اس بارے مین آپ کچھ تعرض نہ فرمائیے گا کہ ابہی انکو
کیون قتل کیا ہے کیون نہ دکھایا دمامہ نے کہا نہین بیٹا تجھے اختیار ہے جسوقت اور جہان جسطرح جی چاہے
اور تیرے کلیجے مین ٹھنڈک پڑے دل کی آگ بجھے تو انکو قتل کر مجھے کبھی کسی طرح کا کوئی معترض نہوگا مجھے تو
بسبب قتل ہونے اپنی بیٹی کے ان مفسدون کا برباد کردینا منظور ہے کہ جس طرح انہون نے سرامہ کو مارکے
مجھے تباہ و برباد کیا ہے یہ بھی اسی طرح خانہ خراب ہوکر بسزا پہونچین تیرے دل مین بھی یہی کد وکاوش ہے کہ جس طرح
میری بہن کو انہون نے مارکے مجھے اکیلا بن بہن کا کردیا ہے اسی طرح مین انکو قتل کرکے انکی اولاد کو بن باپ کا
اور انکے بھائیون کو بن بھائی کا کرکے اپنے دل کے داغ بجھاؤن پھر وہ خواہ میرے ہاتھ سے قتل ہوئے خواہ تیرے
ہاتھ سے مارے گئے دونون باتین ایک ہی ہین غرض برق جادو دمامہ سے سب کہہ سنکے اسکے سامنے سے
باہر آئی اور اپنے دل مین کہا کہ اے برق جس طرح بنے چلکے صاحبقران و عمرو کو قید سے چھڑا اسواسطے کہ اسکی
یہ طاقت نہین ہے کہ رد سحر دمامہ کا کرکے حمزہ کو قید سے چھڑائے یہ دل مین سوچ سمجھ کے طاؤس پر سوار ہوئی ساتھ والیون
سے کہا کہ تم سب یہین ٹھہری رہو مین جاتی ہون اور اگر وہ مفسد ہاتھ لگتے ہین تو پکڑے لاتی ہون ہرچند
سب نے کہا کہ بلائین ہم آپ کے ساتھ نہ چلینگے راہ مین پیچھے پیچھے رہینگے کہا نہین کیا ضرورت ہے کیون تکلیف
اٹھاؤ یہین ٹھہری رہو مین بہت جلد آؤنگی ان سب سے یہ کہکے خود تن تنہا جزیرہ چار موجہ کی طرف
روانہ ہوئی سیلاب کی طرح جلدی جلدی راہ طے کرتی چلی جاتی تھی آخر الامر جاتے جاتے جب اس جزیرے
مین پہونچی دیکھا کہ گنبد آتشین سر بفلک روشن ہے اور گنبد بلورین کا کہین نام ونشان بھی نہین معلوم ہوتا بعد
غور و فکر کے معلوم ہوا کہ گنبد بلورین مین حمزہ و عمرو کو بند کرکے مقفل کر دیا ہے اور گرد اسکے گنبد آتش
سحر کا قائم کیا ہے مگر اسوقت برق کا یہ احوال ہے کہ دمامہ کے خوف سے حال دگرگون ہے ہاتھ پاؤن مین رعشہ
حد سے فزون ہے دل تھرا رہا ہے کلیجا کانپ رہا ہے رنگ چہرے کا اڑا ہوا ہے مگر چونکہ صاحبقران عالیشان
کی محبت غالب ہے اسنے اپنے دل کو خوب مضبوط کرکے ایک روئی کا پہل نکالکے ہاتھ پر رکھا اور اسم سحر پڑھ کے
اسے بر روے ہوا اڑا دیا پھر کچھ دانہ ماش کے پڑھ کر اس روئی کے پہل پر مارے کہ وہ ایک بادل کا ٹکڑا
بنکے محیط ہوگیا اور اس گنبد آتشین پر اسمین سے پانی برسنے لگا مگر وہ پانی مثل تیل اور رال کے اس آگ
پر پڑتا معلوم ہوتا تھا کہ وہ آگ گنبد آتشین کی اور زیادہ بھڑکتی تھی اور جسقدر بارش آب ہوتی تھی آگ
اور بھی مشتعل ہوتی جاتی تھی برق جادو نے اپنے دل مین کہا کہ یہ سحر دمامہ جادو کا ہے کیا مقدور
کسی کا کہ اسے رد کر سکے مگر اے برق تو بھی تو اسی کی تعلیم یافتہ و ساختہ و پرداختہ ہے پس آزمائش کا مقام ہی
ہے اگر تو نے اسکا سحر رد نہ کیا تو کچھ بھی نہ کیا تجھکو لازم ہے کہ جان پر کھیل کے جس طرح ہوسکے اس سحر کو برطرف کرتے

صاحبقران کو رہا کر یہ خیال اپنے دل مین کرکے ایک گاؤن مین گئی اور وہان سے دو خوک صحرائی لائی اور
قریب اُس گنبد کے بیٹھ کر پہلے تو لنگ باندھا بعد اسکے اوپر سے دوپٹے کی گاتی باندھ کر دونون خوکون کو ذبح
کیا خون انکا لیکر تھوڑے سے خون سے نہائی اور باقی ماندہ سے چوکا دیا اور اسم سحر کا پڑھنا شروع کیا پھر پانی
اُس دریاے مواج چہار موجہ کا چلو مین لیکر اسمین خون خوک ملاکر پھر اسی دریا مین پھینکدیا بمجرد اسکے دریا
کے پانی نے جوش مارا ایک تلاطم عظیم برپا ہوا اور چہار طرف سے دریا نے اُس گنبد پر زور کیا اونچا ہوتے ہوتے
گنبد کو چھپا لیا آواز آگ کے بجھنے کی آنے لگی چار گھڑی کے بعد طغیانی کم ہوئی اب صاف گنبد بلورین معلوم
ہونے لگا مگر حال صاحبقران کا یہ ہے کہ اُس گنبد بلورین مین بحس و حرکت بیٹھے ہوئے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
سے کہہ رہے ہین کہ فلک ناہنجار نے ہمین گرفتار کروا دیا اب سوا جان جانے کے کوئی صورت رہائی کی نہین معلوم
ہوتی اگر تم ہمارے ساتھ گرفتار نہ ہوئے ہوتے تو خیر کچھ امید بھی تھی کہ تم کوئی نہ کوئی صورت رہائی کی نکالتے
فلک کج رفتار نے تمکو بھی ہمارے ساتھ پھنسوا دیا عمرو نے جواب دیا کہ مین تو اسی واسطے آپ کے ساتھ چاہ الماس
مین نہ آتا تھا آپ نے زبردستی ابوالہول سے اشارہ کرکے چاہ مین گروا دیا آپ کے سبب سے مین بھی
گرفتار ہوا نہین تو مجھے کون پاتا اگر آپ اکیلے یہان گرفتار ہو جاتے تو دامہ جادو زبرجد شاہ پاس فوراً
جاتی مین کبھی نہ کسی تدبیر سے اُسکو مارتا اور آپ کو بھی قید سے چھڑاتا اب مین بھی آپ کے ساتھ پھنسا ہوا ہون
مجبور ہون کچھ نہین ہو سکتا اور پھنسے بھی ایسی خراب جگہ ہین جہان کوسون اور منزلون آدمی کا نام و نشان تک
نہین ہے کسی کو کیا خبر ہم کہان قید ہین کہان نہین ہین صاحبقران عالیشان نے فرمایا خواجہ تم سچ کہتے
ہو تمھارے لانے کا باعث مین ہی ہوا ہون خیر بھئی ہمارے تمھارے از عہد طفولیت تا این جلد
ایک جگہ گذری آپسمین خوب بنی خدا کا شکر ہے کہ اب مرتے وقت بھی ہمارا تمھارا ساتھ ہوا عمرو نے
جواب دیا حمزہ یہ کیا کلمہ کہا کہ مرتے وقت بھی ہمارا تمھارا ساتھ ہوا اب بار دگر ایسا کلمہ نہ کہیے گا
مرنے والے اور لوگ ہوتے ہین مجھے مرنے کی عادت نہین مجھسے پروردگار عالم نے کوہ سراندیپ
پر وعدہ کیا ہے کہ جب تک تو تین مرتبہ اپنے منہ سے موت نہ مانگیگا موت تیرے نزدیک نہ آئیگی
مین نے ابھی اُس بُری چیز کا خیال بھی نہین کیا ہے کیونکر مر جاؤنگا ملک الموت میرے پاس کاہے کو
آوینگے صاحبقران نے کہا خواجہ جب یہان بے آب و دانہ رہوگے آپ ہی مروگے اپنے منہ سے
موت مانگوگے عمرو نے کہا حمزہ میرے پاس مشکیزہ اور کلیچہ حضرت خضر علیہ السلام کا ہے مین بھوکا پیاسا
کیون رہنے لگا میرے دشمن بھوکے رہین پیاسے مرین صاحبقران نے فرمایا خیر اے خواجہ ہلکو بھی بھوک
پیاس کی طرف سے اطمینان ہوا مگر بقول شخصے تاک بچے تو کیا اگر اس طرح سے دو ایک دن زندہ رہینگے
پھر آخر موت کا سامنا ہے اور اے خواجہ ہماری تو آرزو یہ تھی کہ جب دار دنیا سے اُٹھائین تو اپنی شجاعت
و مردانگی کا صفحۂ روزگار پر افسانہ باقی رہجائے اور ابد الآباد بہادرون اور دلاورون مین یہ چرچے ہون
کہ حمزہ نے وہ تلوار اور وہ رزم و پیکار کی کہ آخر الامر لڑتے لڑتے خاک و خون مین آغشتہ ہوکر راہی ملک عدم
ہوا لیکن گردون دوار و فلک ناہنجار نے بیکس و بے بس کرکے اسیر پنجۂ قضا کروا دیا آرزو دل کی
دل ہی مین رہگئی شعر

دل کے دل ہی مین رہگئے ارمان
ہم چلے نامراد دنیا سے

ابھی حمزہ صاحبقران عالیشان اور عمرو بن امیہ ضمری مین یہی باتین ہو رہی تھین یکایک تراقے کی آواز

آئی صاحبقران نے پھر کے دیکھا معلوم ہوا کہ گنبد شق ہوگیا امیر با توقیر نے فرمایا خواجہ شاید کوئی دوست ہمارا آیا
کہ سحر دامہ جادو کا برطرف ہوا نہین معلوم خدا نے کسکو یہ توفیق دی کہ ہماری رہائی کی اسکو فکر ہوئی
خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ ای امیر سوائے برق جادو کے یہان اور کون ہمارا دوست ہی جو ایسے مقام
ہولناک مین آئیگا اور ہمین اس قید شدید سے چھڑائیگا اگر مقبل وفادار یا کرب غازی کا خیال کیا
جائے تو بھلا وہ بیچارے یہان کہان آسکتے ہین اور ہمکو چھڑا سکتے ہین اور اگر وہ آنے کا ارادہ بھی کرین
نہ راستے سے واقف نہ مقام سے آگاہ کہان نہ آئین ای امیر ہو نہ ہو یہ بلکہ برق جادو ہی ابھی
یہ کلام ختم نہ ہوا تھا کہ سامنے سے برق جادو کو آتے دیکھا دونون رخسارے آفتاب و ماہتاب کی طرح
درخشان و تابان دونون ہاتھ شانون سے پہونچون تک مانند مشعل نور کے فروزان چاند سا پیٹ بال سی کمر
نازنین دونون پنڈل ساعد حور جلوہ کنان گات جو بندھی ہوئی ہر سینے کا ابھار آفت ڈھاتا ہی نہائی جو ہی تو بالون
سے پانی ٹپک رہا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ افعی سیاہ من اگل رہا ہی ایک آدھ بوند جو کان مین اٹک کر رہ گئی ہی وہ
آویزہ گوش معلوم ہوتی ہی اور پیشانی نورانی پر جو کچھ بوندین باقی رہ گئی ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ مشاطہ قدرت نے
ماتھے پر موتیون کی افشان چنی ہی عمرو یہ عالم دیکھتے ہی بسمل ہوگیا بھوکھ پیاس کی شدت قید کی
اذیت بالکل بھول گیا بیساختہ یہ غزل پڑھنے لگا

غزل

حیا تیری مگر ای گلبدن کچھ اور کہتی ہی
کلام اللہ بھی پڑھتے پڑھا ہی بارہا او بت
مگر الفت تری ای برہمن کچھ اور کہتی ہی
تکلف کی ہوا جاتی نہین ہر چند کبھی سے
مگر شرم ادا کی ہر لحظہ تحسین کچھ اور کہتی ہی
ابھی تو کھو دیتا ہی قبر تو غیرون کی دنیا مین
کہ ہر دم تیری تنگی دہن کچھ اور کہتی ہی
نگاہ کے وار دیکھا سا چلا ہی کس طرف ظالم
نزاکت تیری ای سیمین بدن کچھ اور کہتی ہی
بظاہر گو نہین پروانون کے جلنے کا غم تجھکو
مگر اب یاد یاران وطن کچھ اور کہتی ہی
بظاہر لیکے دل کرتا تو ہی تو وصل کا وعدہ
مگر ہان وفتی تحسین کچھ اور کہتی ہی

خدا کی شان ہیئے اپنے بت کو لوگ کہتے ہین
خدا شاہد تری طرز سخن کچھ اور کہتی ہی
سنا دل کا لہو تو باغ مین ہر سال ہوتا تھا
ہوس حنا کی ای گورو کفن کچھ اور کہتی ہی
بڑی مشکل سے تو نے کوہ تو کاٹا ہی تیشے سے
قضا تیری تجھے ای گورکن کچھ اور کہتی ہی
قیامت کا ہی جوبن ہر کہ ہی چھوتون بڑی آفت
دل بسمل کی حسرت تیغ زن کچھ اور کہتی ہی
مسلمانون کا ایمان لے لیا تو بات ہی کیا ہی
ادائی بت تری شمع لگن کچھ اور کہتی ہی
مداوا چارہ گر سے اسکا ہوگا عقل کہتی ہی
مگر حیرون تری بیمار غمگین کچھ اور کہتی ہی

ہمارے دل کی حسرت تو سخن کچھ اور کہتی ہی
تجھے تو انجمن کی انجمن کچھ اور کہتی ہی
بتون کو گر خدا تو نے کہا تو کیا کہا کافر
مگر ابکی تو شوخی چمن کچھ اور کہتی ہی
ہمارا جذبہ دل تو لانے پر لگے ہو آمادہ
مگر شیرین کی چاہ ای کوہکن کچھ اور کہتی ہی
طلب تیرے لبون کا بوسہ لیجیے تجھسے کرون لیکن
طبیعت تیری کچھ بانکپن کچھ اور کہتی ہی
ہمارا شوق تو کہتا ہی تیرے ساتھ سونگا
تری شوخی تو طفل برہمن کچھ اور کہتی ہی
قیامت تک ای دشت جنون [illegible]
مگر ای زخم دل تیری جلن کچھ اور کہتی ہی
جنون دوزخ مین لیجانے کو کہتے ہین عمل تیرے

بعد اسکے پکارا کہ ای جان جہان وای روح عاشقان کیا کرون کہ ہاتھ پاؤن
مین طاقت نہین بدن مین قوت نہین ورنہ تمہارے گرد پھرتا تصدق ہوتا اسوقت قاضی الحاجات کا شکر ہی کہ تمنا
بر آئی اور دل کی آرزو نے تقلبی بر لایا تمہارا جمال جہان آرا مجھے دکھایا

شعر

صدقے ہون اس حبیب علیم الشان کے | جسنے مجھے دکھا دیے جلوے جمال کے

ای ملکہ قسم ہی مجھی مالک بے نیاز اور
خالق چارہ سازی کی جسنے اس وقت مایوسی اور عالم تنہائی مین مجھے تمہاری صورت دکھائی کرین ابھی یہی دعا مانگ رہا
تھا کہ وقت آخر ایک نظر تمہاری صورت دیکھ لون خدا نے اپنے فضل و کرم سے دعا میری مستجاب فرمائی اور تمہاری

صورت دکھائی برق جادو نے جو صاحبقران اور عمرو کو بیٹھے دیکھا سامنے سے شرما کے ٹھٹکی جلدی سے اُڑ مین لباس پہنا بالون کا جوڑا باندھا پھر سامنے امیر کے حاضر ہو کی سلام کیا امیر نے بعد جواب سلام کے فرمایا کہ ای دوست وفادار وای ہمدم وغمخوار ای مددگار بیکسان وای یاور غریبان ای رہا کنندہ تازہ گرفتاران بخدا تو نے عجب کار نمایان کیا ہی عمر بھر یاد رہیگا کبھی یہ تیرا احسان فراموش نہ ہوگا برق جادو نے عرض کیا کہ ای شہریار با وفا یہ جو کلمات آپ ارشاد فرما رہے ہین یہ فقط حضور کی عزت افزائی ہی ورنہ کنیز ناچیز کس لائق ہی سب آپ کا صدقہ ہی مگر ہان مین نے اپنے سر کو ہتیلی پر رکھلے اور موت کو پیش نظر سمجھکر سحر دبامہ جادو کا دور کیا ہی ورنہ ممکن نہ تھا کہ یہ سحر آسانی سے برطرف ہوتا اور یقین ہی کہ اگر دبامہ کو اس حال سے آگاہی ہوگئی تو مجھے زندہ نہ چھوڑیگی امیر نے فرمایا خدا نہ کرے جو وہ آگاہ ہو برق جادو نے گذارش کیا خیر جو کچھ ہوا دہ ہوا مثل مشہور ہی کہ اوکھلی مین سر دیا تو دھمکیون سے کیا ڈرنا اگر آپ کی محبت مین قتل بھی ہون تو پروا نہین ہی شعر

شمع ساں کٹجائے سر میرا تو کچھ پروا نہین	تمام روشن عشق کی محفل مین ہو تو خوب ہی

یہ کہکے اسم رد سحر کا پانی پر پڑھکے دم کیا اور وہی پانی امیر وعمرو پر چھڑکا کہ قید انکے بدنون سے دور ہوگئی اور برق جادو صورت عقاب کی بنکے امیر وعمرو کو دونون پنجون مین اُٹھا کے اُڑکر اسی صحرا کی طرف روانہ ہوئی جہان مقبل وفادار اور کرب غازی اور ابو الہول دیوانہ امیر حمزہ صاحبقران عالیشان کے واسطے سرگردان مضطر وپریشان چارطرف پھر رہے تھے اور درگاہ مجیب الدعوات مین دعائین مانگ رہے تھے کہ پروردگار عالم تجھے واسطے اپنی خدائی کا اور صدقہ اپنی کبریائی کا ہمارے آقا کو ہمین دکھادے پھر پردۂ دنیا سے ہمکو اُٹھالے جب برق جادو بسرعت تمام امیر وعمرو کو لیے ہوئے وہان پہونچی اور نظر اُن سب کی صاحبقران عالیشان پر پڑی بیساختہ سب کے سب دوڑ کے لپٹگئے اور چیخین مار مار کے رونے لگے صاحبقران نے انکو گلے سے لگایا تسلی دی حال اپنا بیان فرمایا کہ دبامہ جادو نے مجھکو اور خواجہ کو یہان سے لیجاکے بمقام چارموجہ ایک گنبد بلورین مین قید کیا تھا اور گرد اسکے بزور سحر ایک گنبد آتشین قائم کرکے چلی گئی تھی سبب اس بیچاری برق جادو کو خبر ہوئی اسنے بکوشش تمام وسعی مالا کلام اس سحر کو برطرف کرکے ہمکو قید سے چھڑایا اور یہان تک پہونچایا خدا اسکو جزاے خیر دے سبھون نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کرکے برق جادو کو نہایت دعائین دین اور بہت شکرگذار ہوئے پھر برق جادو نے امیر با توقیر سے التماس کیا کہ مین نے پیشتر بھی خدمت عالی مین گذارش کیا تھا کہ آپ کہین پوشیدہ ہوکر بیٹھیے آپ نے میرے التماس پر کچھ توجہ نہ فرمائی آخر کار اُس لکاتہ کے ہاتھ گرفتار ہوگئے اگر میرے عرض کرنے پر حضور عمل فرماتے ہرگز اسکے دام فریب مین نہ آتے صاحبقران نے فرمایا کہ دبامہ جادو نے تو غضب کا مکر کرکے ہمکو پاس اپنے بلاکے گرفتار کیا تھا برق نے عرض کیا کہ اگر وہ اپنی صورت اصلی مین آپ سے مقابلہ کرتی تو ظاہر ہی کہ آپ کی تیغ آبدار سے بچکے کہان جاتی اور آپ کو کیونکر گرفتار کرتی اُسنے صورت سرو سیمتن کی بناکے آپ کو فریب دیا جب آپ اسکے دام مکر وفریب مین آگئے اسنے آپ کو گرفتار کرلیا آپ یہ نہ سمجھے کہ بھلا سرو سیمتن یہان کہان امیر با توقیر نے جواب دیا الانسان مرکب من الخطا والنسیان سہو اور نسیان کا تو انسان پتلا ہی پھر کہان اس سے بچ سکتا ہی برق جادو نے عرض کیا خیر گذشتہ را صلوات آئندہ را احتیاط اب ایسا فریب کسی کا نہ کھائیے گا اور کسی اور کے دام مکر مین نہ آئیے گا نہین تو خدا نخواستہ بہت پچتائیے گا بلکہ مین خود آپ کو پوشیدہ کیے جاتی ہون یکلخت

صاحبقران کو مع اُنکے ہمراہیون کے ایک عظیم الشان سر بآسمان پہاڑ کے پاس لائی اُس عظیم الشان پہاڑ کے نیچے ایک بہت بڑا غار تھا کہ اگر لاکھون آدمی اُسمین چھپ جائین تو کوئی شخص پتا نہ پائے اول تو اس پہاڑ تک ہر کس و ناکس کی رسائی غیر ممکن تھی اور اگر بالفرض والمحال کوئی وہان تک اپنی جان بچ کے پہونچ بھی گیا تو وہ پہاڑ اُس غار پر اسطرح واقع تھا کہ اگر برسون انسان ڈھونڈھا کرے تو بھی غار کا سراغ نہ پائے وہان ان سب کو لیجا کے بٹھا دیا اور عرض کیا کہ اب مین اس فکر مین جاتی ہون کہ شیشہ باطل السحر کا لاؤن خبر دار خبر دار جب تک مین واپس نہ آؤن آپ ایک ساعت اور ایک قدم یہان سے جنبش نہ کیجیے گا اور کہین تشریف نہ لیجائیے گا یہ کہکے قدمون سے امیر کے لپٹگئی اور دست بستہ عرض کرنے لگی ای افسر صاحبقرانی و ای گوہر تاج کشورستانی سریر آرائے مملکت و حشمت و بزم پیرائے شوکت و صولت مرگ و زیست سب کے ساتھ ہی ہر وقت گویا ملک الموت کے ہاتھ مین ہاتھ ہی ہر ذی روح کو اپنی موت نہ بھولنا چاہیے اس دو دن کی حیات مستعار اور زندگی ناپایدار پر نہ پھولنا چاہیے پس ملتمس ہون کہ اگر کنیز پر کوئی افتاد پڑے اور آپ کے قدمون پر تصدق ہو جائے تو عواطف شاہانہ اور مراحم خسروانہ سے یہ امیدوار ہون کہ جو کچھ خطا یا گناہ اس کنیز بے تمیز سے خدمت فیضدرجت مین ہوا ہو اُسپر قلم عفو کھینچیے گا کہ پھر کنیز کو حاضر ہو کر معاف کرانے کی مہلت نہ ملیگی اور عمرو کی جانب مخاطب ہو کے کہا کہ خواجہ مین نے تمکو اکثر بُرا بھلا کہا ہی تم بھی میرا عفو جرائم کر دو اور خواجہ افسوس ہی کہ میرے دل مین ایک حسرت باقی رہگئی کہ مین صاحبقران والاشان کی کوئی شرط خدمت نہ بجا لاسکی یہ کہکے برق جادو اس طرح چیخین مار مار کے روئی کہ عمرو بھی بے اختیار رونے لگا اور کہا ای ملکہ یہ باتین تمھاری دل کو ٹکڑے ٹکڑے اور جگر کو پاش پاش کیے دیتی ہین خدا تیرے روز بد نہ لائے ہمکو ایسی خبر وحشت اثر نہ سنائے ایسے کلمے تم زبان سے نہ نکالو دل پر برچھیان نہ مارو دیکھو اشک کو جلا آتا ہی ضبط نہین کیا جاتا ہی اور امیر کشورگیر نے فرمایا کہ ای برق جادو تم تو ہماری جان بخش ہو خطا و گناہ کیسا ہمنے ہی تمھارا تو خود مین پر احسان ہی اور تمھاری باتون پر بے اختیار رونا چلا آتا ہی پروردگار تمھاری عزت و حرمت کا حافظ و نگہبان ہی ہر آفت سے تمکو خدا بچائے رکھے برق جادو تڑپتی روتی اُٹھی اور خواجہ سے کہا اب ہم جاتے ہین اگر موت نے ہمین چھوڑا تو پھر آکے تمھین دیکھینگے اور جو مر گئے فاتحہ خیر سے فراموش نہ کرنا اشعار کسی صورت سے دل کو شاد کرنا + ہمین دشمن سمجھکے یاد کرنا + مسیحائی دکھانا بعد مردن جو جی چاہے تو کچھ ارشاد کرنا + عمرو نے رو کر کہا کہ ای مہ سپہر محبوبی و ای قمر برج خوبی اگرچہ یقین مرگ ہی تو ہمارا کہنا مان اب ہرگز یہان سے نہ جا مثل مشہور ہی مرگ انبوہ جشنے دارد جو ہم سب پر گذریگی وہ تجھپر بھی گذریگی پہلے ہمپر آفت آئیگی تو تجھپر آئیگی برق جادو نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا تم جو کچھ کہتے ہو محبت سے کہتے ہو مگر جب تک اسم اعظم صاحبقران کا نہ کھلیگا امیر و بامہ جادو کے ہاتھ سے ہرگز نہ چھٹینگے اور مین اسی فکر مین جاتی ہون کہ شیشہ باطل السحر کا لاؤن پروردگار میرا حامی و مددگار ہی اگر ابھی میرا رشتۂ حیات مضبوط و استوار ہی تو میرا کوئی کچھ نہین بنا سکتا دشمن جانی اور عدوے روحانی مجھکو ایذا نہین پہونچا سکتا شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے + نہ برد رگے تا نخواہد خداے + جس طرح ممکن ہوگا اور جس صورت سے بن پڑیگا مین شیشۂ باطل السحر کا لاؤنگی اور اگر اسی بہانے موت میری بدی ہی تو کیا اختیار ہی اسکی مصلحت مین کیا دخل ہی مین راضی برضا ہون ابھی سے فداے قضا ہون

ہو کے ہنس پر اپنے سوار ہو کر شہر زمرد کی طرف روانہ ہوئی ہوا کی طرح ہنس کو اڑائے ہوئے چلی جاتی ہو مگر دمامہ
جادو کے خوف سے عجب حال ہی ہر قدم پر یہی خیال ہی کہ اگر دمامہ جادو جزیرہ چار موجہ مین گئی اور وہان عمرو امیر
کو نہ پایا تو مقرر وہ سمجھ جائیگی کہ یہ کام برق جادو کا ہی تو ہر چند مکر کی مگر کچھ نہ ہوگا دیکھیے خدا کیا کرتا ہی اسی فکر مین
چلی جاتی ہی ناگاہ ادھر سے دمامہ جادو اژدر آتش فشان پر سوار کرب و مقبل و ابو الہول کے گرفتار
کرنے کے لیے چہار طرف نگاہ دوڑاتی ہوئی ڈھونڈھتی ہوئی چلی آتی ہی ادھر سے برق کو جاتے دیکھا مثل مشہور
ہی کانے چور کے گنوڈے بھینٹ برق جادو کی نگاہ جو دمامہ جادو پر پڑی دیکھتے ہی بیحواس ہوگئی ہاتھ
پانون پھولگئے سارے خیالات بھولگئے چاہا کہ آنکھ بچا کر کترائی دیکے جلدی سے نکلجائے ہنس کو تیز کیا ہی تھا کہ
دمامہ پہلے ہی دیکھ چکی تھی اسنے اپنے دل مین کہا کہ اسوقت خلاف معمول برق مجھے دیکھکر بھاگی کیون جاتی ہی
ای دمامہ کچھ نہ کچھ دال مین کالا ہی کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہی کہین ایسا تو نہ ہو کہ یہ گیسو بریدہ شوخ دیدہ خدا پرستون
کی شریک ہوگئی ہو وہین سے غیب کی کہ ای برق تو مجھے دیکھکے کیون بھاگی جاتی ہی کہان گئی تھی کدھر سے آتی
ہی برق جادو کے رخ کا رنگ اڑا ہوا ہی زبان سے بات نکل نہین سکتی بے اختیار گھبرا کے بولی کہ مین تو کہین
نہین گئی تھی اتنے مین دمامہ جادو قریب آگئی پکاری کہ مرنجا تو کہین سے چلی آتی ہی اور کہتی ہی کہین نہین
گئی تھی اسکے کیا معنی برق جادو نے جواب دیا کہ شہر زبرجد نگار کی سیر کو گئی تھی دمامہ جادو نے جواب دیا
اری کمبخت غارت گئی ادھر زبرجد نگار کہان ہی تو کہتی کیا ہی برق کے گھبرا کر جواب دینے سے دمامہ جادو
کا ماتھا ٹھنکا دل کو یقین ہوگیا کہ کہین ایسا نہ ہوا ہو کہ اسنے جاکے امیر اور عمرو کو چھڑا دیا ہو اسکے حواس
جاتے رہنے سے ثابت ہوتا ہی کہتی کچھ ہی منھ سے نکلتا کچھ ہی نعرہ کیا کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ معلوم ہوا کہ تو
خدا پرستون کی شریک ہی باعث بربادی شہر زمرد تو ہی ہی شاید تو نے جاکے حمزہ کو میری قید سے رہا کر دیا
ارے خاک مین ملی یہ کیا غضب کیا برق جادو نے جواب دیا خالہ اماں مجھے اُنسے کیا علاقہ کیا سروکار
کچھ خیر ہی آپ کو آپ فرماتی کیا ہین آپ کو سرامہ جادو کے غم مین جنون ہوگیا ہی جو بکا کرتی ہین وہ فرماتی
ہین دمامہ جادو چلائی او برق تو مجھے اڑاتی ہی مجھ ایسی سن رسیدہ جہان دیدہ سے اڑن گھائیان
کرتی ہی مین اڑتی چڑیا کو پہچانتی ہون صاف تیری نگاہ اور بات چیت سے پایا جاتا ہی کہ جیسے کوئی
چوری کرکے آتا ہی اور چھپاتا ہی میرے ساتھ جزیرہ چار موجہ مین چل تو برق بولی خالہ جان اسوقت
طبیعت میری بہت پریشان ہی اور ابھی تک کچھ مین نے کھایا بھی نہین ہی مجھکو اتنی دور نہ لیجائیے اور وہان
ہمشیرہ سرامہ جادو کے قاتل ہین مین انکی صورت دیکھنے نہ جاؤنگی اسنے کہا کہ او مکارہ مین نے تجھے
خوب پہچانا ہی مین تجھے لیے چلتی ہون ادھر آ وہان سرامہ کے قاتل نہین ہین اور ہاتھ پکڑکے برق کو کھینچکر
اپنے اژدہے پر ڈال لیا اور روانہ ہوگئی جب جزیرہ چار موجہ مین پہونچی تو دیکھا گنبد آتشین بالکل
معدوم ہوگیا ہی برق سے پوچھا کہ بتا یہ رد سحر میرا کسنے کیا سوا تیرے کسکی طاقت تھی کہ میرے سحر کو رد کرے
اور بجز میرے تیرے اور کون اس راز سے واقف تھا کہ حمزہ اور عمرو یہان قید ہین یہ کہکر دونون ہاتھ
اپنے منھ پر مارے کہ او بدذات معلوم ہوا کہ تو ہی نے ذوفنون جادو اور نرگس جادو اور سرامہ
جادو کو قتل کروایا ہی یہ تیرا ہی سارا بس بویا ہوا ہی لعنت ہی اس زمانہ ناہنجار پر ایسے مین نے تجھکو پالا پرورش
کیا سب طرح سکھایا پڑھایا اپنے مقابل مین کردیا اور تو آستین کا سانپ اور بغلی دشمن میری ہی شعر

کس نیاموخت علم تیر از من ✤ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد ✤ دیگر بگڑ جاتے ہین اب تو وہ ذرا سی بات پر بھی ✤ سلیم الطبع سمجھے تھے جنھین وہ تند خو نکلے ✤ برق نے کہا کہ خالہ امان آپ مالک ہین جو چاہین سو زبان سے جیسا بھی چاہے الزام لگائین مگر مجھے دوستی اہل اسلام سے کچھ سروکار نہین ہین اس واقعہ سے مطلق خبردار نہین ہین ہرگز نہین جانتی کہ کسنے آپ کا سحر رد کیا کسنے آپ کے دشمنون کو قید سے رہا کر دیا یہ کہکے سر بر دمامہ کے ہاتھ رکھدیا کہ آپ کے سر کی قسم ہی مین نہین جانتی کہ بن سرامہ کا قاتل کون ہی اور کہان ہی دمامہ بولی او برق تو ہزار جھوٹی قسمین کھائے لگر مجھے یقین نہ آئیگا اور مین ابھی تیرا جھوٹ سچ تجھپر ثابت کیے دیتی ہون اور ہاتھ برق کا پکڑے ہوئے اندر گنبد بلورین کے آئی دیکھا کہ ہتھکڑیان بیڑیان سب ٹوٹی پڑی ہین عمرو امیر کا نام و نشان بھی وہان نہین بولی کہ او گیسو بریدہ عمرو امیر یہان کہان ہین غضب کیا تونے کہ انکو چھوڑا کر دیگی برق نے پھر قسمین کھانا شروع کین کہ مین واقف بھی نہین آپ ناحق مجھپر تہمت لگاتی ہین خالہ جان مین انہین کیا جانون دمامہ نے کہا خیر تو نہ بتا مجھسے یہ چور چھپنے کا نہین مین ابھی دریافت کیے لیتی ہون تو میری تعلیم کردہ ہی مین تیری شاگرد نہین ہون بازی بازی بارِیش بابا ہم بازی یہ کہکے ادھر ادھر نظر کی دیکھا دریا کنارے دو خوک مردہ پڑے ہوئے ہین چونکہ تیار ہی دمامہ نے جاکر اُس جو کے کی مٹی کو گوندھ کر ایک پتلا بنایا اور ہر سون بے دلنے اسم سحر پڑھکے اسپر مارے کہ اُسمین جان پڑگئی ہاتھ پانون متحرک ہوئے پھر اسپر دو چار کالے ماش کچھ پڑھکے مارے کہ اُس پتلے نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کیا حکم ہی دمامہ نے کہا جلد بتا کسنے سحر کو رد کرکے میرے قیدیون کو کون چھڑا لیگیا اُس پتلے نے معاً جواب دیا کہ ملکہ برق جادو نے رد سحر کرکے انکو رہا کیا برق جادو کا یہ حال ہی کہ مارے خوف کے تھرا رہی ہی دمامہ نے کہا او دشمن جان شریک خدا پرستان سنا تونے تو تو مجھسے مکرتی تھی مین وہ نہین ہون کہ تجھے کوئی پیش رفت ہوجائے یہ کہکے دمامہ جادو نے برق جادو کی مشکین باندھ لین اور اپنے اژدہے پر ڈالکے شہر زمردین لائی ایوان شاہی مین آئی ساحر جمع ہوئے دیکھا کہ برق جادو کی مشکین بندھی ہوئی ہین اپنے اپنے دل مین کہا کہ شاید برق جادو کو سرامہ جادو کے غم مین جنون ہوگیا ہی جو اس طرح کسکے باندھ دیا ہی ایک آدھ جو منہ چڑھا تھا اسنے کہا ای شہنشاہ ساحران اگر ملکہ برق جادو کو جنون کی شدت ہی تو یہ خوب علت ہی کہ آپ انکی فصد کھلوا دیجے اسطرح ہر وقت کیون قید کیجے اور کیونکر سوداتہ ہو جائے کہ برابر کی بہن آنکھون کے سامنے اٹھ گئی زندگی کا لطف جاتا رہا ہر وقت کا عیش و سرور رنج و غم سے مبدل ہوگیا دمامہ جادو نے جل کے جواب دیا تو کیا کہتا ہی ارے غافل تجھے کیا خبر ہی اسی نے میرا گھر برباد کروایا یہی ترکس جادو اور سرامہ جادو کے قتل کا باعث ہوئی امیر و عمرو دونون خدا پرستون مفسدون کو مین پکڑ لائی تھی اسنے رہا کر دیا ہرچند پوچھتی ہون کہ کدھر لیگئی کہان چھپا دیا ہرگز نہین بتاتی اُس ساحر نے عرض کیا کہ آپنے تو مشہور کیا تھا کہ مین نے امیر و عمرو کو مار ڈالا اور اسکا بڑا جشن کیا تھا گلی گلی نوبت خانے رکھوائے تھے خوشی کے شادیانے بجوائے تھے ہم سب نے نذرین دی تھین خوشیان کی تھین اور آج آپ فرماتی ہین کہ مین نے انھین قید کر دیا تھا قتل نہین کیا تھا مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ✤ کہان گرفتار کرنا کہان قتل کا اظہار کرنا ای ملکہ یہ کیا بات ہی دمامہ نے جواب دیا کہ مین نے انکی قید کا اسلیے کسی سے اظہار نہین کیا تھا کہ مبادا ایسا نہو کہ کسی کو اُن مفسدون کے حال پر رحم آجائے اور وہ انھین رہا کر دے اور قید اسواسطے کیا تھا کہ فوراً

قتل کرنا منظور نہ تھا بلکہ ارادہ تھا کہ جس طرح اُنھون نے میرے دل کو سرامہ جادو کے غم مین جلایا ہی اسی طرح
مین بھی انھین جلا جلا کے مارونگی اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرونگی اور یہ راز مین نے سوا اسکے کسی سے نہین بیان کیا تھا
پھر اگر اسنے انھین نہین رہا کیا تو کیا کوئی از غیبی فرشتہ آسمان سے آکے انھین چھڑا لیگیا ایک نے عرض کیا کہ
ہمین دوستی اہل اسلام کا کبھی اسپر گمان نہین یہ بدگمانی ہرگز انکی نسبت شایان نہین دمامہ جادو نے
جواب دیا کہ مین اس بات کو ثابت کر چکی ہون جب تو اسی پر زور دیے پوچھتی ہون یہ کہکے پھر برق کی طرف
مخاطب ہوکے پوچھا کہ اری اب بھی بتا دے کہ امیر و عمرو کہان ہین نہین تو مارتے مارتے بند بند تیرا توڑ ڈالونگی
برق نے کہا آپکو اختیار ہی جو چاہیے سو کیجیے مگر مین عمرو و امیر کو نہین جانتی دمامہ جادو نے کہا کہ او جلی سیدہ
تو یون نہ بتائیگی بس سامنے ایک درخت کھڑا تھا اُسمین برق جادو کو باندھا اور بال سر کے بائین ہاتھ
مین پکڑے اور دہنے ہاتھ مین کوڑا لیکر کہا کہ دیکھ او برق اب بھی سچ سچ بتا دے کہ حمزہ اور عمرو کو کہان لیجا کے
تو نے چھپایا ہی وہ بیچاری یہ محض مجھپر بہتان ہی مین نہین جانتی کہ انھین قید سے کسنے رہا کیا اور کہان چھپا دیا دمامہ
نے کوڑا برق پر مارا کہ جا بجا سے وہ جسم نازنین پھٹ کے خون جاری ہوا برق جادو تڑپ گئی اور پکاری کہ
صاحبو مین نے لعنت کی دین سامری و جمشیدی پر اور آج سے دین اسلام قبول کیا مین اگر حمزہ کی طرفدار
نہ بھی تھی اب ہون دیکھون تو کوئی میرا کیا کرتا ہی عزت تو گئی جان بھی جائے تو اچھا ہی ہزار جانین میری
حمزہ صاحبقران کے ایک ناخن پا پر نثار اور صاحبو اگر تم مین سے کسی کو امیر حمزہ صاحبقران کشورستان
مقبول درگاہ یزدان ملجائین تو کہدینا کہ آپکی کنیز برق جادو آپ پر نثار ہوئی اور آپکی حسرت
زیارت مین تڑپ تڑپ کے مر گئی اور کہہ گئی کہ یا صاحبقران زبان فاتحہ خیر سے مجھکو نہ فراموش فرمایئے گا
برق جادو پکار پکار کے یہ کہہ رہی ہی اور دمامہ کوڑے مار رہی ہی کہ ہان او شوخ دیدہ گیسو بریدہ اب تیرا
حال ثابت ہوا بھید کھلا ارے مین تجھے جیتا کاہے کو چھوڑونگی کہ تو اپنے دشمنون کی طرفداری کرے اور
اوپر ہی اوپر مزے لوٹے اور اسقدر کوڑے مارے کہ تمام بدن برق جادو کا شق ہو گیا فوارے خون کے
ہر زخم سے چھوٹنے لگے اور برق جادو پکار پکار کے کہہ رہی ہی کہ ای پروردگار عالم مین نے تو اپنی جان
راہ اسلام مین نثار و قربان کی مگر صدقہ اپنی خدائی کا کہ سرگروہ اسلامیان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان
کو سلامت رکھ جنھون نے مجھے چاہ کفر و ضلالت سے نکالکے سرچشمۂ ہدایت ہو گیا یا آتش جہنم سے بچایا
اور دمامہ سے کہا کہ تو چاہے مار ڈال نہین تو حمزہ کی طرفداری سے ہاتھ نہ اٹھاؤنگی جب چھوٹونگی اسی کا جنبہ
کرونگی دمامہ کہہ رہی ہی کہ او علام جب تو زندہ رہیگی تو طرفداری کر لینا اور پھر مارنا شروع کیا یہان تک مارا کہ
برق جادو بیدم ہو گئی غش پر غش آنے لگے تیور پھرنے لگے جتنے پھر ساحر ہین سب دمامہ جادو کی بیدردی
اور سنگدلی پر نفرین کر رہے ہین اور جسقدر دمامہ جادو کو سمجھاتے ہین اسیقدر وہ اور برافروختہ ہوتی ہی شعر

جسقدر صبر کو ہم دخل دیے جاتے ہین	اتنے ہی وہ ستم و جور کیے جاتے ہین

دمامہ جادو کی خالہ ریحانہ جادو
نامے وہان سے قریب رہتی تھی آخر کچھ لوگون نے ناچار و مجبور ہوکے اُس سے جا کے بیان کیا کہ تمہاری
بھانجی دمامہ جادو اس وقت بیخطا و قصور برق جادو کو مارے ڈالتی ہی اور اسقدر مارا ہی کہ
بدن سے لہو کی دھارین چھوٹ رہی ہین ہڈیان پسلیان اُس بیچاری کی ٹوٹ رہی ہین جلدی جا کے
بچاؤ اور اگر ذرا بھی دیر کی تو پھر زندہ نہ پاؤگی مفت کام اُسکا تمام ہو جائیگا سوا حسرت و افسوس کے

کچھ نہ ہاتھ آئیگا ریحانہ نے پوچھا خیر تو ہی کیا ہوا دمامہ نے تو اُسے اپنی اولاد کی طرح پرورش کیا ہی بڑے
بڑے ناز و نعم سے پالا ہی بلکہ اگر سچ پوچھو تو جو بات اُسکے ساتھ اُسنے کی وہ اپنی پیٹ کی اولاد کے ساتھ بھی
نہین کی سرامہ جادو اسکی بیٹی تھی اُسے اُسنے اپنے پاس نہین رکھا اور اسے ایک دم بھی اپنے سے جدا نہین کیا
وہ تو سب سے زیادہ اُسے چاہتی ہی آج یہ کیا ہوا جو اسکا یہ حال کیا سب نے جواب دیا کہ اے ملکہ ہماری سمجھ مین
تو کچھ نہین آتا کہ یہ کیا ماجرا ہی کاہے کا قصہ بکھیڑا ہی تم وہان جاؤ گی تو آپ ہی معلوم ہو جائیگا تیر سارا حال کھل جائیگا
ریحانہ جادو کو انکی اس طرح کی گفتگو سے نہایت تشویش پیدا ہوئی اور طرح طرح کے خیالات دل مین آنے لگے
فوراً مضطرب و بیتاب وہان سے دوڑی بجلدی تمام آئی دیکھا کہ برق جادو درخت مین بندھی کھڑی ہی اور
دمامہ جادو ایک ہاتھ سے اُسکے بال پکڑے اور دوسرے ہاتھ مین کوڑا لیے سٹاک سٹاک مار رہی ہی اور برق
جادو کا یہ حال ہی کہ اب آواز بھی نہین نکلتی آنکھین بند کیے ہوئے خاموش و بیہوش بیحس و حرکت درخت مین
بندھی کھڑی ہی ریحانہ جادو کو تاب نہ رہی جاتے ہی دمامہ جادو کی پیٹھ پر ایک دو ہتھڑ مار کے کہا او
گھوجڑے پیٹی غارت گئی تیرا ستیاناس جائے خداوند سامری تجھے اُڑھائے ایک کو ہاتھ سے کھو بیٹھی اسکو بھی
مارے ڈالتی ہی کمبخت جل موہی کالا مُنہ تیرا اسلیے ہاتھ پھر چھوڑ اسے ارے سرامہ جادو اور برق جادو
دونون شہر زمرد کی آفتاب و مہتاب تھین ایک کو تو خدا پرستون نے مارا اسے تو قتل کرتی ہی اری نگوڑی ماری
تو نے ڈائن کا خواص کب سے پیدا کیا اور کوڑا ہاتھ سے دمامہ کے چھین لیا کہ بس تقریر ہو چکی آخر
تقریر کی بھی کچھ حد ہی اب کیا بچی کی جان لیگی اری بیدرد سنگدل اولاد کو یون نہین تنبیہہ اور فہمایش کرتے
ہین دمامہ نے کوڑا ہاتھ سے چھوڑ دیا مگر کہا واہ واہ خالا جان آپ نے خوب انصاف کیا ہی اور کیا اچھا
صلہ میری محنتون کا دیا ہی آپ سے تعجب ہی کہ آپ بھی اُسی شوخ دیدہ گیسو بریدہ کی طرفداری کرتی ہوئی آئین
آپ نے پہلے یہ تو دریافت نہ کیا کہ کیا ماجرا ہی اصل قصہ کیا ہی مجھی کو اُلٹا دینا شروع کیا آپ خوب واقف
ہین مین نے اسے پالا پرورش کیا دن کو دن رات کو رات نہ سمجھی ہمیشہ صدقے قربان رہی مان اسکی
اسے دو برس کا چھوڑ کے مر گئی اُسکا مرنا جینا سب مین ہی نے کیا اسکو علم سحر سکھایا پڑھایا یہان تک کہ
اپنے برابر کر دیا مین کہتی تھی کہ سوا اسکے اور کون میری جان و مال کا مالک و مختار ہی اسے میری موت زندگی
کا سب اختیار رہی تمام گھر بار اسکے حوالے کر دیا تھا جاہ و املاس کا سارا بند و بست اسکے سپرد کیا تھا
ہلے مین یہ نہ جانتی تھی کہ یہ لونڈون کے واسطے میری جان کی دشمن ہو جائیگی اور میرے بھرے گھر کو برباد
کر دیگی ریحانہ نے کہا آخر کیا ہوا کیا کچھ کہ تو کوئی بار اسکی بغل مین سے پکڑ لیا یا کسی نامحرم سے جا لپٹا ہنستے
دیکھا کون سا لوٹا اسکا تو نے قصور کیا ہی دمامہ جادو نے کہا کہ خالہ اس مین کیا کہون اسنے کیا کیا ہی
سینے کو میرے چیر کر دیکھو تو دل پر کئی داغ ہین ریحانہ جادو بولی ارے کچھ کہ تو سہی دمامہ جادو
نے کہا کہ اسنے پہلے ذوفنون جادو کو قتل کروایا مجھکو خبر نہ ہوئی پھر نرگس جادو کو تہ تیغ کروایا
مجھے معلوم نہ ہوا اب میرا کلیجا نکال لیا سرامہ جادو کو مروا ڈالا مجھے حال نہ کھلا اُن سب پر طرہ یہ ہوا کہ
حمزہ اور عمرو سرامہ کے قاتلون کو مین پکڑ لائی تھی اُسنے انھین قید سے چھڑا کے نہین معلوم کہان چھپا دیا مجھکو
سب طرح اسنے خاک مین ملا دیا کہین کا نہ رکھا اب مین اسے بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگی ریحانہ جادو بولی دمامہ
تجھے کیونکر یقین ہوا کہ یہ خدا پرستون کی شریک ہی اپنی آنکھ سے تو نے دیکھا یا کسی خبردار نے تجھسے کہا دمامہ

نے کہا آپ تو بزرگ ہین آپ سے کیا کہون کہ مجھے کیونکر معلوم ہوا اول تو مین نے اُسکے چہرے پر ایسے آثار
دیکھے جن سے ثابت ہو گیا کہ یہ خدا پرستون کی شریک ہی دوسرے میرے ہیرون نے مجھسے کہا کہ امیر وعمرو
کو یہی خبر الیگی ریحانہ نے کہا چہرے کے آثار کا کیا اعتبار ہی اکثر ناکردہ گناہ کے چہرے پر اپنی عزت وحرمت
کے خوف سے ہوائیان چھوٹنے لگتی ہین رنگ چہرے کا پرواز کر جاتا ہی جن سے صاف یہی ثابت ہوتا
ہی کہ یہی شخص مجرم ہی اور بعض مجرم دیدے کے نڈر ایسی روکھی صورت بنا لیتے ہین جس سے کبھی انکی طرف
سان گمان بھی نہین ہوتا اور ہیرون کے کہنے کو جو کہو تو انکو اپنے بھوگ سے مطلب ہی بقول شخصے مردہ چاہے
دوزخ مین جائے چاہے بہشت مین اُنکو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہی اُنکے کہنے کا بھلا کیا اعتماد اور اولاد تو
بہت بہت بدفعلیان کرتی ہی مگر کوئی اولاد کو مار نہین ڈالتا فقط تنبیہ کر دیتے ہین تیری طرح جور وجفا نہین
کرتے ستم نہین ڈھاتے کہ دیکھیے اب یہ جانبر ہوتی بھی ہی یا نہین اتنے مین برق جادو کو کچھ ہوش آیا اُسنے کہا
نانی امان تم اس مقدمے مین دخل نہ دو میرے بارے مین کچھ نہ کہو مجھکو اب خود اپنی زندگی منظور نہین ہی یا تو
مین سب کے سامنے سرفراز و ممتاز تھی ہر شخص میری عزت کرتا تھا ہر کس وناکس میری اطاعت وفرمانبرداری
کا دم بھرتا تھا یا اب مین ایسی ذلیل ہوئی سب کی آنکھ مین حقیر ہو گئی اب زندگی میری ہیچ ہی مثل مشہور ہی
نکلتا جیا بُرے احوال مین آئین تو ہون نہین کہ کان کٹے مبارک ناک کٹی سلامت عزت جائے پھر عزت
نہین ملتی بس امر جانا ہی اچھا ہی ریحانہ جادو نے کہا میری جان مین قربان تو اس بات کا اپنے دل مین
کچھ نہ خیال کر دمامہ اندنون سودائی ہو رہی ہی حواس باختہ ہین ایک تو اسے علم نجوم سے ثابت ہوا
ہی کہ یہ دن مجھپر سخت اور ناقص ہین دوسرے برابر کی بیٹی ماری گئی بہن قتل ہوئی تیرے سامنا اُن لوگون
سے ہی جنھون نے شہر کے شہر ساحرون کے غارت کر دیے پھر اسکے حواس کیونکر بجا ہون دیوانی نہ ہو تو کیا ہو
اور یہ کہکر برق جادو کو درخت سے کھولکر پیار کیا گلے سے لگایا لیجا کے پلنگ پر لٹایا بدن پر آنبہ ہلدی
وغیرہ لگا کے آگ سے سینکنا شروع کیا برق جادو بیہوش ہو گئی تھی بعد تھوڑی دیر کے پکاری لا دمامہ
خوب کیا تمنے جو کچھ کیا اور جو میرے مقدر مین تھا وہ ہوا اگر جیتی بچی تو عوض اسکا لونگی اور اب
حمزہ صاحبقران کی دوستی و خیرخواہی سے ہاتھ نہ اٹھاؤنگی اُنکی محبت مین اپنی جان نثار کرونگی ریحانہ جادو
نے کہا ای برق کیا تجھکو سودا ہو گیا ہی تو یہ کیا اول فول بکتی ہی منہ سے نکالتی ہی ارے نا سمجھ دمامہ تیری
بزرگ ہی آجکل اسپر فلک ٹوٹ پڑا ہی خود رفتہ ہو رہی ہی اُسنے تیرے پیچھے اپنی جان کو جان نہ سمجھا تجھے
بچپنے سے پالا پرورش کیا آپ تکلیف اٹھائی تجھے راحت پہنچائی شعر

بچپن مین جو تجھی ہی سنبھالا ہی اسی نے
حقا ارے بیٹا تجھے پالا ہی اسی نے

نہ اُسکی دشمنی نہ اور کسی کی دوستی پھر تیرا درد ہوگا تو اسی کو ہوگا ماں باپ
پڑھانے لکھانے تمیز سکھانے کے لیے اکثر بیٹا بیٹی کو مارتے ہین سزا دیتے ہین تو کیا اُنسے بالکل رنج
پھرا لیتے ہین اپنی بزرگ اور بڑی خصوصاً ماں باپ کے مارنے سے عزت نہین جاتی عزت و توقیر
شان شوکت مین چھوٹون کی بات نہین آتی اگر اُسنے تجھے مارا تو کچھ عزت نہین گھٹیگی بلکہ اگر چشم غور
و انصاف سے دیکھو تو تیرے خاموش ہو رہنے پر اُسکے دل مین تیری طرف سے اور زیادہ جگہ ہو جائیگی اگر
آج نہین تو کل اس غربت اور بُردباری کا مزا اٹھائیگی برق جادو نے عرض کیا نانی امان یہ سب آپ
بجا فرماتی ہین مگر مجھے تو اس بات کا ملال ہی سب سے زیادہ یہ خیال ہی کہ مین نے کبھی بچپنے مین

مار نہین کھائی اور آج اس بھری محفل مین اپنے بیگانے کے سامنے اس طرح بے عزت ہوئی اور اب تو مین کچھ نہین
کہتی انھون نے خوب کیا جو مجھے مارا اور چاہے اس سے زیادہ مار لین مجھے کچھ پروا نہین اب جان میری حمزہ
کے قدمون پر نثار ہوئی ریحانہ جادو نے کہا ارے کمبخت بدنصیب تو تو حمزہ کی صورت سے بھی واقف نہین
یہ کیا کہ رہی ہے بیٹا اب غصے کو جانے دے برق جادو نے جواب دیا نانی اماں مجھے اپنی زندگی منظور نہین
ہے اسواسطے یہ کلمے کہتی ہون کہ دمامہ اور غصے مین آکر مجھے مار ڈالے چلو پھر سارا قصہ پاک ہو جائے جیسے
سرامہ کے قاتل ٹھہرے تو اب جینا بیکار ہے یا تو ہم اور سرامہ یک جان و دو قالب تھے یا اب ہم اسکے
قاتل مشہور ہوئے خیر اب جہان وہ ہے مین بھی وہین جانا چاہیے دشمن و قاتل بنکے زندگی نہ کرنا چاہیے
یہ کہکے چیخین مار کے رونے لگی کہ ہائے فلک یہ تو نے کیا سنوایا یہان ریحانہ جادو برق جادو کو سمجھا بجھا
رہی ہے تشفی اور دلاسا دے رہی ہے ادھر کا حال سنیے کہ جب دمامہ کا غصہ موقوف ہوا برق جادو کو
اسنے پرورش کیا ہے سرامہ جادو سے زیادہ عزیز رکھتی ہے کمال محبت ہے اب خیال آیا کہ اے دمامہ یہ تو نے
کیا کیا جوان جہان کو تو نے سب کے سامنے مارا یہ کیا کیا ارے غضب کیا وہ بڑی غیرت دار ہے کہین ایسا
نہ ہو کہ اپنی جان پر کھیل جائے بیٹی تو تیری مر چکی ہے اب فقط اسی کا دم باقی ہے اگر یہ بھی مر گئی تو بڑا غضب
ہوا گھر تیرا بالکل برباد ہو جائیگا سارا شہر بیچراغ ہو جائیگا خداوند سامری و جمشید اسے زندہ رکھے
اب یہی آنکھ کا دیدہ جو کچھ ہے یہی ہے یہ خیال جو آیا بیتاب ہو دوڑی ہوئی آکے برق جادو سے لپٹ گئی اور
کہنے لگی بیٹا میری تقصیر معاف کر یہ شیطانی حرکت تھی غصے مین مجھے یہ سوجھا کہ تو ہی میری ہمسر ہے تو ہی نے
میرا گھر برباد کیا اے برق اب تو اپنے ہاتھ سے مجھے جوتیان مارے قصور میرا عفو کر دے اور بیٹا مین تو دو چار روز
کی مہمان ہون یہ صدمہ مجھپر ایسا سخت ہے کہ مین بچنے کی نہین برق جادو نے جواب دیا خالہ امان آپنے
ناحق کیون مجھے بے عزت کیا آپ میری بڑی ہین مالک ہین جو آپ نے میرے حق مین بہتر جانا وہ کیا
میرے زبان ہے نہ بات ہے جو کچھ ہین سو آپ ہی ہین مگر رنج اس بات کا ہے کہ آپ نے اتنی بڑی تہمت
کیونکر مجھپر لگائی خیر یہ میرے طالع کی خوبی ہے میری تقدیر مین یہی لکھا تھا آپ یہ سمجھین کہ مین خدا نخواستہ
کو کیا جانتی ہون اور سرامہ ساتھ کھیلکے بڑی ہوئی تھی یک جان و دو قالب تھے کیونکر میرا دل گوارا کرتا
کہ وہ قتل ہو دمامہ نے کہا اے برق بس ان باتون کو منہ سے نہ نکال جا جسطرح بندوبست شہر کا تیرے
ہاتھون تھا اسی طرح کر برق بولی کہ خالہ امان مین آپ کی کنیز ہون مگر ابھی تو تمام بدن میرا زخمی ہے مجھمین
پھرنے چلنے کی طاقت کہان ہے دو چار دن مین اچھی ہونگی تو آپ کی تعمیل حکم کرونگی اور جب تک دشمن بھی
آپ کے دفع ہو جائینگے اور رنج قطع نظر اسکے آجکل میرے دن بھی برے ہین اگر اچھا کام بھی کرونگی تو وہ برا ہوگا
دمامہ نے کہا بیٹا میرا دل تو تجھسے صاف ہے مگر تیرا دل میرے طرف سے صاف نہین ہوا تو مجھکو آزردہ کرتی
ہے رنج دیتی ہے ارے کم نہم میرے برابر کوئی تجھکو پیار نہ کریگا برق بولی کہ مین بھی تو آپ کی لونڈی ہون
مین نے کبھی کسی کام مین عذر نہین کیا مگر تمام بدن میرا مجروح ہے اس سے ناچار ہون ریحانہ نے کہا اے دمامہ
تو نے مارتے مارتے اسمین جان بھی باقی رکھی ہے کہ وہ کوئی کام کر سکے اسکو اچھا ہو لینے دے پھر سب ہی کام
یہ کریگی تو جا اور اپنے دشمنون کی تلاش کر القصہ دمامہ وہان سے اٹھکے ایوان بادشاہی مین آکر بیٹھی
اور ساحرون سے خطاب کیا کہ صاحبو تم مین سے جو کوئی خبر حمزہ کی مجھے لا دے یا اسے زندہ پکڑ لائے

مین آسے دولت دُنیا سے نہال کردونگی قسم ہو سامری و زرد ہشت کی مالامال کردونگی یہ سُن کے
ساحر تلاش امیر حمزہ صاحبقران مین چہارطرف روانہ ہوئے اب یہان امیر کا تو قبر کا حال سنیے یہ ہنوز
تک تو اُس غار مین چھپے بیٹھے رہے تیسرے دن عمرو سے فرمایا کہ خواجہ آج تیسرا دن ہو کہ برق جادو نہین
آئی خدا جانے اُسپر کیا گذری شب و روز یہی خیال رہتا ہو کہ مبادا دمامہ جادو اُسکے حال سے مطلع ہوگئی ہوگی
تو نہین معلوم کیا حال کیا ہوگا عمرو نے عرض کیا کہ حمزہ خدا نہ کرے جو وہ قطامہ اُسکے حال سے آگاہ ہو ای
صاحبقران آپکو یاد ہو کہ مالک بن زرد ہشت جادو نے ملکہ جادو کا کیا حال کیا تھا باوصفیکہ ملکہ جادو
اُسکی بیٹی تھی مگر ایسا مارا تھا کہ وہ بیدم ہوگئی تھی اور برق جادو تو دمامہ جادو کی کچھ بیٹی نہین ہی
بھانجی ہی فقط دمامہ نے اُسکی مان کے مرنے بعد اُسکو پرورش کیا ہو پالا ہو اگر خدانخواستہ یہ حال دمامہ
پر کھلگیا کہ برق جادو ہماری دوست ہو تو وہ اُسے زندہ نہ چھوڑیگی ای امیر آپ کو یاد ہو کہ برق جادو نے
رخصت ہوتے وقت کیا کیا کلمے یاس کے کہے تھے مجھکو بھی اُسکے کلام یاس اور گفتگو سے ہراس سے اندیشہ ہی
خدا دمامہ کی شر سے اُسکو محفوظ رکھے امیر نے فرمایا خواجہ اب ہم کہان تک انتظار برق جادو کا کرین
کب تک چھپے بیٹھے رہین خدا جانے اُسکو کیا ہوا اور مین اب یہان ٹھہرنے کا نہین مین کچھ برق کے بھروسے
پر یہان نہین آیا تھا جو اُسکے انتظار مین بیٹھا رہون مجھے بھروسا پروردگار عالم کا ہی جو میرے حق مین بہتر
جانیگا وہ کریگا اس مین کہان تک چھپے بیٹھے رہینگے خواجہ عمرو نے گزارش کیا ای صاحبقران آپ کا اسم اعظم
بھی بند ہو چکا ہو اور ساحر چہارطرف تلاش مین پھر رہے ہین کوئی سوائے پروردگار عالم کے ہمارا آپ کا
دشت غربت و صحرائے مصیبت مین یار و مددگار نہین ہی ہم بیکس و مجبور ہو رہے ہین مناسب یہی ہی کہ ابھی
یہین بیٹھے رہیے اور کہین یہان سے نہ جائیے نہین تو خدانخواستہ فوراً گرفتار ہوجائیے گا جب تو برق جادو
نے چھڑایا تھا اب کون رہا کرنے والا ہی امیر کشورگیر نے فرمایا کہ خواجہ یہ تمھارا خیال خام ہی کہ اگر یہان بیٹھے
رہینگے تو محفوظ رہینگے بھی قضا سے کوئی چارہ نہین خداوند جل و علا خود ارشاد فرماتا ہی کہ اذا جاء اجلہم
لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ جو قضا آئی ہی تو ایک ساعت بھی نہین ٹل سکتی ہو اگر لوہے کے
کوٹ مین بھی ہونگے وہان بھی قضا نہ چھوڑیگی ای خواجہ کیا تمھین حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا قصہ یاد نہین ہی کہ وہ جناب بادشاہ ہفت کشور فرمانروائے بحر و بر تھے فوج بیشمار رکھتے تھے ایک دن
لشکر کی تعداد ملاحظہ کرنے کو ایک میدان وسیع مین سب کو آراستہ و پیراستہ کرکے کھڑا کیا اور آپ نفس نفیس
ایک تنہا مکان کے کوٹھے پر گئے کہ اپنی فوج و سپاہ کو دیکھین کسقدر ہی اور حاجب و دربان بیادل مردے
سب سے حکم دیدیا کہ خبردار خبردار اس مکان مین کوئی آنے نہ پائے حضرت ابھی اپنے لشکر کے معائنہ مین مصروف
تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک شخص صحن خانہ سے بالاخانے پر چلا آتا ہی متعجب ہوکے اُس سے پوچھا کہ ای شخص تو کون
ہی اور یہان کیونکر آیا ہی مین نے تو قدغن کردیا تھا کہ خبردار یہان کوئی آنے نہ پائے تو کیونکر چلا آیا کیا کسی حاجب
و دربان نے بھی تجھکو منع نہ کیا اُسنے جواب دیا کہ ای سلیمان پیغمبر مین اُسکا فرستادہ آیا ہون جسکے حکم کو کوئی
روک نہین سکتا بھلا مجھے کوئی پہرے والا کیا روکتا اور منع کرتا حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ
آخر وہ کون شخص ہی جسکا تو فرستادہ ہی صاف بیان کر اُسنے جواب دیا مین عزرائیل فرستادہ رب جلیل ہون
اسوقت آپ کی قبض روح کے واسطے آیا ہون جب حضرت کو معلوم ہوا کہ یہ ملک الموت ہی اُسوقت

میری قبض روح کے لیے آیا ہو رضینا بالقضا فرما کے آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو گئے ملک الموت نے وہین کھڑے
کھڑے قبض روح کر لیا اور جب عصا حضرت سلیمان علیہ السلام کا دیمک خوردہ ہو کے گرا تو سب کو معلوم
ہوا کہ حضرت نے رحلت فرمائی ای خواجہ جب ایسے ایسے پیغمبر مرسل موت سے نہ بچے اور انھین ایک دم کی
مہلت دُنیا مین ٹھہرنے کی نہ ملی تو ہماری کیا حقیقت ہی جس وقت وہان سے طلب ہوگی فوراً رخصت ہو جاینگے
اور اگر تمکو یہی خیال ہو تو تم سب یہین بیٹھے رہو مین تن تنہا باہر نکلتا ہون ہر چند خواجہ عمر نے سمجھایا مگر
حمزۂ صاحبقران نے نہ مانا اُس غار سے نکلکر روانہ ہوے آخر عمرو بن امیہ ضمری و مقبل وفادار اور
کرب غازی اور ابو الہول دیوانہ بھی ساتھ چلے ایک صحراے لق و دق معلوم ہوا تھوڑی دور گئے ہونگے
کہ آواز زنجیرون کی جھنکار کی کان مین آئی سب اُسی طرف دیکھنے لگے ایک دیو کو دیکھا کہ تمام بدن اُسکا زنجیرون
سے جکڑا ہوا گلے مین بڑا بھاری طوق پڑا ہوا ایک زنجیر طلائی کئی سو من کی ہاتھ مین قوی ہیکل قوی بازو
نہایت زبردست اُسکو دیکھتے ہی عمرو کا تو یہ حال ہوا کہ جلدی سے دوڑ کر امیر با توقیر کے پیچھے چھپ گیا جب
وہ قریب آیا تو چلایا السلام علیک یا امیر حمزۂ صاحبقران عالیشان امیر شیرگیر نے جواب سلام کا دیا اور پوچھا
کہ ای عزیز تو کون ہی اور مجھکو تو نے کیونکر پہچانا یہان تو سوا جادوگرون کے مسلمان کا کہین نام و نشان تک
نہین ہی تیرا کیا نام ہی اور مجھسے کیا کام ہی اُسنے عرض کیا ای شہریار میرا نام میمود اے زنگی ہی مین بیٹا ہون
ملک دودہ زنگی کا کہ وہ بادشاہ ہی غوربیہ باختر کا ایک دن مین بارگاہ مین اپنے باپ کی بیٹھا تھا اتفاقاً
ذکر آیا کہ اگر کوئی آبحیات کو پی لے تو قیامت تک نہ مرے میرے دل مین اشتیاق پیدا ہوا کہ کسی طرح مین اُس
چشمے تک پہونچون اور وہان کا پانی پی کے حیات ابدی حاصل کرون قیامت تک نہ مرون ہر چند باپ بھائی
یگانے بیگانے دوست آشنا نے سمجھایا کہ کوئی شخص وہان نہین جا سکتا آبحیات نہین لا سکتا تو وہان نہ جاؤ
مگر مین نے نہ مانا اور یہی کہا کہ مین جاؤنگا جس طرح ہوگا آب حیات لاؤنگا سب کو پلاؤنگا القصہ سب سامان
سفر کا درست کر کے چشمۂ حیات کی جستجو مین روانہ ہوا جب قریب چاہ المناس کے پہونچا سرامہ جادو
و مامہ جادو کی بیٹی مجھکو گرفتار کر کے اپنے مکان پر لیگئی اور خلوت مین مجھسے کہا کہ مین تجھپر عاشق ہو کے تجھکو
لے آئی ہون میرا مطلب دلی پورا کر مین تجھے بادشاہ ہفت کشور کر دونگی ای شہریار صورت تو اُس بدسیرت
کی جیسی تھی خیر تھی ہی مگر اُسکے دہن نجس سے ایسی بوے بد آتی تھی کہ دماغ اُڑا جاتا تھا اُسکی بو سے مجھکو اُس سے
نفرت کلی ہو گئی مین نے انکار کیا وہ منتین کرنے لگی جب منتون پر بھی مین کسی طرح راضی نہ ہوا تو اُسنے مجھے
ایک قید خانے مین قید کیا جہان کسی اپنے ہمجنس کا کیا ذکر ہی پرچھائین تک نظر نہ آتی تھی وہ زندان
ایسا تیرہ و تار خشمناک تھا کہ جان نکلی جاتی تھی مین رات دن رویا کرتا تھا آتش ہجر جان کھویا کرتا تھا
خواب و خور حرام تھا ہر وقت گریہ وزاری اور نالہ و بیقراری سے کام تھا دمبدم افزونی ہراس تھی زندگی سے
یاس تھی جب کئی رات دن برابر جاگتے ہوے عرصہ گذرا اتفاقاً ایک دن روتے روتے اور صدمہ و رنج سے
جان کھوتے کھوتے کچھ غنودگی طاری ہوئی آنکھ لگ گئی عالم خواب مین ایک بزرگوار مقبول کردگار فرشتہ خصلت
نورانی صورت تشریف لائے اُنکے جمال باکمال سے چارون طرف نور ہی نور نظر آیا گویا ظلمات
مین آفتاب اُتر آیا تمام مکان روشن ہو گیا وہ مقام تیرہ و تار وادی ایمن ہو گیا اُنھون نے مجھے کلمۂ طیبہ
تلقین فرمایا کفر و ضلالت کے قید خانے سے چھڑایا مین نے کلمہ پڑھا مسلمان ہوا بعد اُسکے

اُنھون نے مجھسے فرمایا کہ ای یہوداے زنگی تو زیادہ دلتنگ نہ ہو تیری مصیبت و کافری کا زمانہ نکل گیا روز سخت و صعب ٹلگیا کہ امیر حمزہ صاحبقران دمامہ جادو کے استیصال کو عنقریب یہان آیا چاہتے ہین تو انکا رفیق ہوجیو وہ سرامہ اور دمامہ وغیرہ جادوگرنیون کو مارینگے تو قید سے چھوٹیگا بس اتنا فرماکے وہ بزرگوار نظرون سے غائب ہوگئے میری آنکھ کھلگئی دل مین کہنے لگا کہ یا الٰہی یہ واقعی خواب تھا یا خیال تھا ہر وقت دعا کرتا تھا کہ ای رب الارباب و ای مسبب الاسباب اگر تونے اُن بزرگ کے ذریعہ سے میرے دل مین چراغ ہدایت روشن کیا ہو اور کفر و ضلالت کی سیاہی کو برطرف کرکے نور ایمان ڈالدیا ہو تو اب اپنے فضل و کرم سے جلد امیر حمزہ صاحبقران کی زیارت سے مشرف فرما اور بزودی تمام اُنکے قدم مبارک مجھے دکھا ہر روز گھڑیان گن گن کے بسر کرتا تھا شعر آمدنی جو اُس صنم گلعذار کی + گھڑیان گنا کیا مین شب انتظار کی + یہانتک کہ آج رات کو پھر وہی بزرگوار تشریف فرما ہوئے ارشاد کیا ای یہودا خاطر جمع رکھ صبح کو تیری آرزو دلی اور تمنائے قلبی برآئیگی کہ تجھسے حمزہ صاحبقران سے ملاقات ہوگی بس ای شہریار آج صبح سے آپ کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا الحمد للہ کہ قدمبوسی آپ کی حاصل ہوئی مراد دلی برآئی اور وہ لکاتہ بھی ماری گئی یہ کہکے صاحبقران کے قدمون پر گر پڑا امیر باتوقیر نے سر اُسکا اُٹھاکے سینے سے لگایا دست حق پرست اُسکی پیٹھ پر رکھا پوچھا کہ ای یہودا تو کتنے دن سے یہان قید تھا اُسنے عرض کیا کہ حضور مجھے اس قید مین برس کا عرصہ گذرا اور پوچھا کہ ای صاحبقران عالیشان کیا آپ کو بھی بشارت ہوئی تھی جو حضور میری رہائی کے واسطے رونق افروز ہوئے امیر نے تمام حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا بعد اُسکے پوچھا کہ ای یہودا تجھے معلوم ہی شہر زمرد نگار یہان سے کتنی دور ہی یہودا نے عرض کیا کہ غلام کبھی وہان نہین گیا مگر سنا ہی کہ یہان سے آٹھ نو منزل ہی فرمایا کہ راہ مین قصبہ قریہ دیہ پُروہ گانون گرانون شہر رباط کچھ ہی اُسنے ہاتھ باندھکر جواب دیا کہ یہان سے تین فرسخ پر ایک باغ ہی کہ تمام چار دیواری اُسکی زمردین ہی عجب کیفیت کی جگہ ہی بوتیسال جادو کا باغ مشہور ہی امیر یہ سنکے اُس طرف کو روانہ ہوئے جب وہان پہونچے دیکھا کہ واقعی چار دیواری اُسکی زمرد ریحانی کی ہی اور دروازے کا چوکھٹا طلاے احمر کا پٹ یاقوت سرخ کے کل میخین الماس کی ایک پٹ بند ہی دوسرا کھلا ہی صاحبقران نے بسم اللہ کہکے اندر باغ کے قدم رکھا عجب کیفیت کا باغ دیکھا کہ داربست انگور بہار دکھا رہی ہی خوشہ ہاے انگور پر تھیلیان کمخواب و زربادلے کی چڑھی ہوئی ہین چمن بندی کی ہوئی گرد گرد لعل اور مہندی کی ٹٹیان کیلون کی باڑھ حوض لبریز نہرین جاری جابجا چبوترے بلور کے بنے ہوئے ہیکلے ہشت پہل شش پہل چوپہل اُن پر طرفہ گلکاری کی ہوئی درخت میوہ دار لاانتہا جانوران خوش الحان شاخون پر بیٹھے ہوئے زمزمہ پرا امیر اس باغ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایک آواز حزین و دردناک کان مین آئی کہ کوئی رو رو کے کہ رہا ہی کہ ای پروردگار عالم بارہ برس مجھے قید مین گرفتار ہوئے ہوچلے اور اب تک کوئی میرا خبر لینے والا پیدا نہین ہوا اب کہانتک مصیبت جھیلون عذاب کھینچون یا تو مجھے اس قید شدید سے نجات دے یا ملک الموت کو حکم ہو کہ آکے میری قبض روح کرے کہ اب روز کے صدمے اور ہر وقت کے ملال اُٹھانے کی طاقت نہین رہی اور افسوس ہی کہ قریب مرگ پہونچے مگر عزیزون کے دیکھنے کی حسرت ہی دل مین رہے چلے ہین پروردگار عالم گواہ ہی کہ آجکل شاہ شاہان امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان چاہ الماس مین رونق افروز ہوئے

ہین ہین انھین کی صورت دکھا دے کہ آرزو دل کی پوری ہو جائے اور اے خالق عالم جب تک اُس شہریار
کی قدمبوسی نہ حاصل ہووے دم نہ نکلے بس یہ آواز جو صاحبقران کے کان مین آئی بے اختیار آنکھون
سے آنسو جاری ہوئے فرمایا کہ ای خواجہ یہ آواز تو ہمارے کسی عزیز و آشنا کی معلوم ہوتی ہی عمرو نے
عرض کیا جی ہان مجھے کچھ گوش آشنا مفہوم ہوتی ہی غرض امیر اُسکے تجسس مین اُسی طرف کو بڑھے
چند قدم آئے ہونگے کہ پھر آواز آئی کہ ای پروردگار مین ایسا گنہگار ہون کہ تجھے دعا کرتے ہوئے بارہ برس
گذرے اور اب تک دعا میری مستجاب نہین ہوئی یا الٰہی اب جلد میری مشکل آسان کر اب امیر بیتابانہ
دوڑے کہ پھر صدا آئی کہ ای خالق جز و کل یہ آرزو ہی کہ اپنے آقائے نامدار اور مولائے ذیوقار کی صورت
ایک نظر دیکھ لون یہان تک کہ سامنے آئے دیکھا کہ ایک چبوترہ بلور کا بنا ہوا ہی اُسپر طرح طرح کے پھول جواہر
کے نصب ہین اور بیچ مین اُس چبوترے کے ایک درخت ہی کہ تنہ اُسکا سونے کا شاخین چاندی کی پتے زمرد کے
ہین اور اُسکے تنہ مین ایک جوان خوش نہاد مانند سرو آزاد کے لپٹا ہوا ہی چہرہ مانند آفتاب کے درخشان
مگر نہایت زار و ناتوان کہ ہڈیان دکھائی دیتی ہین تمام رگین مثل تار مسطر کے نمایان ہین بال سر کے سنبل کے
مانند پریشان ہین لنگ تمامی کا بندھا ہوا ہی ضعف سے آنکھین بند ہین غش کی حالت ہی عجب کیفیت ہی
امیر حیران ہوئے کہ یہ کون ہی کرب و مقبل سے پوچھا تم پہچانتے ہو عمرو سے فرمایا خواجہ تم جانتے ہو کہ یہ
کون ہی کہین اسے دیکھا ہی سب نے التماس کیا شاید کہین دیکھا ہو ہم خیال کر رہے ہین مگر یاد نہین آتا امیر نے
فرمایا ای خواجہ اسوقت میرا عجب حال ہی اس جوان کے دیکھنے سے دل بیقرار ہی بال تمام جسم کے کھڑے ہوگئے
ہین خون عزیزی جوش مار رہا ہی اس اثنا مین اُس جوان نے جو آنکھ کھولی تو سامنے صاحبقران وغیرہ کو
کھڑے دیکھا پکارا کہ ای شہریار شکر ہی کہ قاضی الحاجات مجیب الدعوات نے دعا مجھ گنہگار کی قبول فرمائی جو آرزو تھی
وہ بر آئی کہ بعد بارہ برس کے آپ کی صورت دکھائی امیر نے فرمایا کہ ای جوان نام و نشان سے اپنے آگاہ کر کہ دل
متفکر و متردد و مضطر ہوا اسلیے کہ آواز تیری شناسا معلوم ہوتی ہی مین شبہہ گذرتا ہی کہ تجھے کہین دیکھا ہی یہ سنکے وہ
جوان چیخ مار کر رویا اور عرض رسا ہوا کہ ای شہریار عالیمقدار غلام کو حضور پرنور سے یہ توقع کبھی نہ تھی کہ مجھکو
آپ اپنا فراموش کر دینگے غلام تو آپ کا غلامان ہی پیر و مرشد خاکسار کو خوب یاد ہی کہ جمہور جہانسوز نے
شہر فتحا کیہ مین گرفتار طلسم ہوا تھا اور ملک سلیجان سے اسکو عیار پکڑ لیگیا تھا اور حضور لقا پر تشریف
لے گئے تھے جب اُسکو لڑکر قلعہ بند کیا تھا اسوقت حضور کو خبر جمہور کے گرفتار ہو جانے کی معلوم ہوئی تھی
اور حضور نے تمام لشکر کو چھوڑ کر جا کے طلسم فتح کیا تھا اور کمال کد و کوشش سے جمہور کو رہا کر کے لائے تھے
اور غلام کو ایسا دل سے فراموش کر دیا کہ پہچانتے تک نہین یہ کہکے پھر رونے لگا صاحبقران بھی اپنے ہمرہیون
سمیت رونے لگے اور فرمایا کہ ای عزیز تو خود کہتا ہی کہ مفارقت کو بارہ برس کا عرصہ گذرا ہی پھر چار دن مین
تو شکل بدل جاتی ہی نہ کہ بارہ برس اگر مین نے نہ پہچانا تو کچھ تعجب کی بات نہین ہی برائے خدا نام اپنا بیان کر
کہ اندیشہ موقوف ہو اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار آپ کے کسی غلام کو اژدہا نگلگیا تھا یا نہین صاحبقران
نے سر ہلا کے فرمایا کہ کسی غلام کو تو نہین مگر ہان میرے پوتے قاسم کو نگلگیا تھا اُسکا آج تک پتا نہین معلوم
ہوا کہ وہ اژدہا کون بلا تھا کہان گیا کہان نہین اُسنے عرض کیا ای شہریار مین وہی ہون بیٹا آپ کے
فرزند ارجمند علمشاہ رومی کا شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری

بوتیسال جادو واژدہا بنکے مجھے نگلگئی تھی جب سے مین اُسکی قید مین ہون وہ مجھپر عاشق ہو ہمیشہ مجھسے خواہان وصل رہتی ہو مین قبول نہین کرتا وہ انواع انواع طرح کی ایذا مجھکو پہونچاتی ہو اب جو خفا ہو کر گئی ہو تو دو ہفتہ سے نہین آئی اکثر تین تین دن بے آب و دانہ گذر جاتے ہین صاحبقران یہ سنتے ہی بیقرار و بیتاب یہ کہکر رونے لگے اے نور نظر پارۂ جگر واللہ مین نے تجھے نہین پہچانا کہ تو قاسم ہو بلیا یہ صورت تیری مین نے کاہے کو دیکھی تھی تو تو اسقدر لاغر ہو گیا ہو کہ فقط پوست و استخوان باقی ہو ہائے اے راحت جان و دل یہ کیا حالت ہوگئی کہ مین نے مطلق نہ پہچانا قاسم نے عرض کیا کہ دادا جان میری زندگی تھی اس سے اب تک زندہ ہون نہین تو بارہ برس کی قید مین کوئی جانبر نہین ہوتا اور خصوصاً وہ شخص جسپر ہر روز کی مصیبت و کلفت ہو مین ایسا سخت جان تھا کہ زندہ رہا مر نہ گیا امیر صاحبقران قاسم سے لپٹ کے خوب روئے کرب و مقبل و عمرو بھی آنسو بھر لائے پھر صاحبقران نے فرمایا کہ اے قاسم کیا کہون جو تیری ماں کا حال ہو اور باپ تیرا جسطرح تیرے واسطے روتا ہو اور بدیع الزمان پر تو بغیر تیرے زندگی تلخ ہو اور بیتابی اجال تو مین ایسی ایک بلا مین گرفتار ہون کہ خدا دشمن کو بھی ایسی بلا مین نہ ڈالے شعر

بلا مین نہ ڈالے کسی کو خدا ‌‌ | سنتے ہین مجھے دیکھے سب تیرے واسطے

اللہ برا وقت کسی پر بھی نہ لائے | جتنے فرزند ارجمند اور سرداران دیو بند تھے سب نے جاکے زرجد شاہ

کو سجدہ کیا ہو دین اسلام کو ہاتھ سے دیا ہو ایک مین اور بادشاہ اسلام اور کرب غازی اور مقبل وفادار فقط باقی رہگئے ہین بس مین اپنی جان پر کھیلکر اور موت کو برضا و رغبت گوارا کرکے جاہ الماس مین آیا ہون کہ یا تو دمامہ جادو کا استیصال کرون یا اپنی جان دون تین جادوگرنیون کو واصل جہنم کر چکا تھا کہ دمامہ قطامہ نے مجھے اور عمرو کو گرفتار کر لیا لیجاکے ایک حجرے مین قید کیا برق جادو کا خدا بھلا کرے اسنے آکر چھڑایا اور اب اسم اعظم میرا کھولنے کی تدبیر مین گئی ہو قاسم نے کہا اے شہریار مین نے بوتیسال جادو کے منھ سے سنا ہو کہ برق جادو کو دمامہ جادو نے اسقدر مارا ہو کہ اسکا بند بند پھوٹ گیا ہو اگر پہچانہ جادو آکے نہ بچاتی تو یقین تھا کہ وہ اسی وقت مرجاتی صاحبقران نے قاسم سے یہ خبر سنکے آبدیدہ ہوگئے فرمایا کہ حیف ہی آج کئی دن سے وہ ہمارے پاس نہین آئی اور عمرو تو اسقدر رویا کہ روتے روتے ہچکی بندھ گئی ہر مرتبہ کہتا تھا کہ اے دوست جانی و محبوب جاودانی مجھے اختیار نہین کہ مین آکے تیری خبر لون اے برق جادو میرا کچھ بس نہین چلتا کہ مین تجھ تک پہونچون تو اپنے دل مین یہ نہ سمجھنا کہ عمرو میری یاد سے غافل ہو بخدا مجھے ہر وقت تیرا خیال ہو شعر

رہتا ہو مجھکو اُسکا تصور فراق مین | تھا ہجر مین یار سے نزدیک اور دور

ہر وقت تیری تصویر میرے پیش نظر ہو تیرا دھیان مجھے آٹھ پہر ہو اے

جان جہان اگرچہ اسوقت مین تجھسے اتنی دور ہون مگر دل سے اپنے تجھے نزدیک سمجھتا اور جسوقت خدا نے ہمارے دن پھیرے اور امید دلی بر آئی کمان ابرو دیکھ ہی لینا ہم تیرے پاس پہونچ جائینگے غرض صاحبقران نے چاہا کہ مشکین قاسم کی کھلوا دین اُسے بھی اپنے ساتھ لین قاسم ترش ہوا اے دادا جان میری مشکین نہ کھولیے اور یہ ضرور خیال فرمایئے کہ مین بغیر بوتیسال کے قتل ہوئے قید سے نہ چھوٹونگا آپ کو اسم اعظم یاد نہین ہو کہین خدا نکردہ آپ کے دشمن بھی آفت مین نہ پھنسجائین تو لینے کے دینے پڑجائین یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہوائے تیز و تند چلنا شروع ہوئی یہ معلوم ہوا بڑے بڑے درخت جڑ سے اکھڑ جائینگے اور تاریکی چھاگئی قاسم نے عرض کیا کہ اے شہریار عالی مقدار آپ جلد یہان سے تشریف لیجایئے اور کہین پوشیدہ ہو جیے یہ

نشان بوتیسال جادو کی آمد کے ہین اور بوتیسال علامہ دہر آفت روزگار ہی دمامہ جادو سے کچھ نہین ہی
بلکہ اس سے بڑھی ہوئی ہی آپ کے دشمنون کو بھی گرفتار کریگی مجھکو اور زیادہ رنج ہوگا جیتے ہی جی مین مرجاؤنگا
فرمایا کہ اے نور چشم بارہ برس بعد تو تجھے دیکھا ابھی دیکھنے سے طبیعت سیر بھی نہین ہوئی کہ چرخ شعبدہ باز فتنہ انداز
پھر تجھسے ہمکو جدا کرنے لگا شعر

دیکھو کیون غم سے مجھکو روز رلاتا ہی او فلک	فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا	کہ جسکے عوض یون رولانے لگا
	مین تو کبھی ہنسا بھی نہین شب کو خواب مین	بیٹا اب مین تجھے چھوڑ کے کہان جاؤنگا

جو کچھ ہوگا سب پر ہوگا مثل مشہور ہی مرگ انبوہ جشنے دارد قاسم نے کہا اگر یہ بدنامی غلام کو گوارا نہین
ہی کہ خود تو گرفتار رہون آپ کو بھی مبتلائے آفت کرواؤن آپ میرے ساتھ گرفتار ہون خدا کے واسطے
آپ اپنے کو بچائیے یہان سے جلد چلے جائیے کوشش کرکے دمامہ کو مار ڈالیے اہل اسلام کو گرداب بلا
سے نکالیے عمرو نے بھی عرض کیا کہ صاحبقران زیادہ جہالت اچھی نہین دمامہ جادو خون کی پیاسی
ہو رہی ہی بھلا جادوگر سے آپ کس بھروسے پر مقابلہ کیجیے گا اسم اعظم بھی تو یاد نہین مفت اپنی جان دینے
سے کیا حاصل اور قاسم کو تو بوتیسال جادو خدا نہ کرے مار نہین ڈالیگی پھر آکر دیکھ لیجیے گا اب یہان سے
جلد بھاگیے صاحبقران نامدار مع کرب غازی و مقبل وفادار وغیرہ کے چار ناچار باغ سے
نکل بھاگے کہ دور سے دو چار مشہد ستیون کے دکھائی دیے کہ بت پرستون مین اکثر عورتین جنکا خاوند
مرجاتا ہی وہ بھی اپنے خاوند کی لاش کے ساتھ جیتے جی جلجاتی ہین انھین کو ستی کہتے ہین بس صاحبقران
عالیشان خوف جان سے مع عمرو عیار و مقبل وفادار اور کرب غازی و ابوالہول دیوانہ
اور بہوداے زنگی کے ان ستیون کے مشہد مین جاکے چھپ رہے اور انہین جا بطرف سنگ مرمر
کی کھدی ہوئی جالیان جو لگی ہوئی تھین انہین سے جھانکنا شروع کیا بعد تھوڑی دیر کے ہوا کی تیزی موقوف
ہوئی شعلہ آتش آسمان پر چمکا ایک اژدر آتش فشان نمایان ہوا قد اسکا تخمیناً پچاس یا ساٹھ گز کا تھا
قلاب آتشین اسکے منھ سے نکلتے ہوئے اسپر ایک بلائے سیاہ کو سوار دیکھا کہ نہایت بدہیئت کریہ منظر
سیاہ فام زشت رو سر چار منھ پھاڑ چلی آتی ہی بال اسکے برگد کی ڈاڑھی کیطرح اژدہے سے بھی نیچے
لٹک رہے ہین اور ہر لٹ سے شعلہ آتشین چمک رہے ہین مانگ مین سیندور بھرا ہوا ہی ایک سیندور کا
ٹیکا ماتھے پر بھوؤن کے بیچ مین دیا ہوا مردے کی کھوپڑی کا بنا ہوا کاجل اس طرح آنکھون مین دیے
ہوئے کہ دنبالے اسکے کانون تک کھنچے ہوئے گلے مین ہار مردون کی ہڈیون کا پڑا ہوا جھولی کمار وسے
کی لگی ہوئی اسمین اسباب سحر بھرا ہوا آکے باغ مین اتری شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کے پاس گئی
دیکھا کہ آج اسکے چہرے پر ایک خوشی سی پائی جاتی ہی رنگ بھی سرخ ہی ہر روز زرد و ضعیف و پژمردہ دیکھتی تھی
آج جو اسنے بحال پایا فوراً دل مین خیال کیا کہ مقرر کوئی دوست اسکا آج یہان آیا تھا پکاری کہ اے خاوری
آج تو نہایت بشاش ہی شاید کسی گھر کے دوست یا عزیز قریب سے ملاقات ہوئی جسکی یہ خوشی ہی بتا کون
آیا تھا خاور سیاہ نے جواب دیا او لکاتہ خدا تجھے غارت کرے ایک مدت سے مین تیری قید مین گرفتار ہون
کبھی کوئی میرے پاس نہ آیا آج میرے پاس کوئی آگیا اگر تجھے میرا قتل ہی کرنا منظور ہی تو قتل کر ڈال تہمت
لگاکے مارنا کیا ضرور ہی ارے کمبخت مین خود اپنی زیست سے تنگ ہون ہر وقت موت کی دعا مانگا کرتا ہون
کیا کرون مجبور ہون دم نہین نکلتا سخت جانی کی شکایت ہی او ر لکاتہ تجھے مجھکو دھمکانے سے کیا حاصل

بوتیسال جادو نے کہا ارے موئے تو مجھسے چھپاتا ہی یہ نہین جانتا کہ اگر تو نہ بتائیگا تو مین خود دریافت کرونگی پھر
تجھے کیسی ذلت ہوگی نہین تو سچ بتا دے کون آیا تھا شہزادہ قاسم بولا تو کہتی کیا ہی میرے پاس کوئی بھی
نہین آیا تھا بوتیسال جادو بولی خیر کیا مضائقہ تو اگر نہ بتائیگا تو اچھا نہ بتا دیکھ مین خود دریافت کیے لیتی
ہون یہ کہکے چارطرف چبوترے کے دیکھنا شروع کیا جا بجا پانون کے نشان بنے ہوئے دیکھے کہا دیکھ یہ کسکے
قدم کے نشان ہین تو تو کہتا تھا کہ یہان کوئی نہین آیا پھر کیا یہ نشان خود بخود بنگئے اور ابھی کوئی میری آمد سنکر
بھاگا ہی خیر میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا شعر ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہی + کہے دیتی ہی شوخی نقش پا کی +
سچ بتا یہ کون لوگ تھے شہزادہ خاور سیاہ نے جواب دیا مین کیا جانون کون تھے کون نہ تھے یہ نشان
باغبانون کے قدم کے ہونگے وہ ادھر سے اُدھر آئے گئے ہونگے بوتیسال نے جواب دیا این گل دیگر شگفت
ارے بتا میرے باغ مین تو نے کبھی اور بھی باغبان دیکھے ہین یا آج ہی دیکھے میرا باغ سحر کا بنا ہوا ہی سحر کے
زور سے تر و تازہ رہتا ہی اسکا ایک ایک پتا اور ایک ایک گل بوٹا سحر کا بنا ہوا ہی اسمین باغبان کا کیا
کام ہی یہ کہکے اُن نشانون کو جو گنا تو بارہ نشان تھے کہا کیون موذی چھہ آدمی یہان آئے تھے اب دل
مین کچھ شش و پنج نہ کر جلد بتا یہ چھون آدمی کون تھے شہزادہ قاسم نے کہا تو تو خود غیب دان ہی
پھر مجھسے بار بار کیا پوچھتی ہی جہان اسقدر تجھکو دریافت ہوا ہی وہان نام و نشان بھی معلوم ہو جائیگا
گھڑی گھڑی مجھکو کیون ستاتی ہی ایک مرتبہ کیون نہین مار ڈالتی بوتیسال جادو نے کہا ارے کمبخت
تجھے ایک مرتبہ قتل نہ کرونگی یونہین گھلاؤنگی جسطرح تو مجھے اندر ہی اندر جلاتا ہی اسیطرح مین بھی تجھے
خاک مین ملاؤنگی یہ کہکے اُن نشانون کی خاک سونگھنا شروع کی جب سب نشانون کی خاک سونگھ چکی
تو کہنے لگی کہ او قاسم مجھے معلوم ہوگیا کہ حمزہ اور عمرو اور مقبل اور کرب اور ابوالہول اور بیو دایہ
چھون آدمی یہان آئے تھے اور قہقہہ مارکے کہا کہ بعد مدت تمھارے دادا جان تمھارے دیکھنے کو یہان
آئے تھے آج اسی سبب سے چہرہ بشاش ہی تو خاطر جمع رکھ مین اُنکو بھی تیرے ہی پاس لاکے بٹھاتی ہون
خوب جی بھر کے اُنھین دیکھنا بلکہ تمام گھر کا اور اپنی امان بی بی کا احوال اُنسے پوچھنا دل کھول کے ملاقات
کرنا مین ابھی اُنھین ڈھونڈھے لاتی ہون یہ کہکے نشان قدم دیکھتی ہوئی ڈھونڈھتی چلی ہر چند قاسم
پکارا کیا کہ ارے کہان جاتی ہی تجھ جیسا فاقہ ہی کیا مجھے بھوکون مار ڈالیگی ادھر آ بات تو سن مگر اُس لعینہ
نے کچھ نہ سنا اور نقش پا کو دیکھتی ہوئی چلی جاتی ہی ہر مرتبہ خاک اُٹھاتی ہی سونگھتی ہی اور پھینک دیتی ہی
جب تک باغ مین رہی شہزادہ ملک قاسم نے بہتیرا پکارا گالیان بھی دین کہا کہان جاتی ہی ادھر آ
اور اگر جاتی ہی تو مجھے قتل کیے جا بوتیسال جادو نے کچھ جواب نہ دیا گویا سنا ہی نہین اسم سحر کا پڑھتی ہوئی
چلی گئی باغ سے باہر نکلی نقش پا کو دیکھتی ہوئی اُن ستونون کے سمتون کی جانب چلی جب قریب پہونچی
تو دیکھا یہان سے نشان غائب ہین چارون طرف دیکھا کہین نشان نقش قدم نہ پایا اپنے دل مین کہا او بوتیسال
معلوم ہوتا ہی کہ چھون خداپرست اسی مٹھ مین چھپے ہین آواز دی ای خداپرستو جلدی نکلو اسمین سے نہین تو
مین سب کو نکالونگی یہان کا حال سنیے کہ صاحبقران و عدان اور عمرو عیار وغیرہ شگافون سے دیکھ رہے تھے
کہ بوتیسال جادو باغ مین سے نکلکر ہماری تلاش مین ادھر آتی ہی بس سب کو یقین مرگ ہوگیا آپسمین
کہنے لگے کہ اب غضب ہوا مارے گئے قریب تھا کہ مارے صدمے کے جان نکلجائے اور اُس بدحواسی مین

عمرو کو گلیم عیاری اوڑھنا بھی یاد نہ رہا یا چاہتا تو سب کو زنبیل میں ڈالکر آپ غائب ہو جاتا یا حضرت دانیال
کی سنہ جس میں خود بھی چھپ رہتا اُن سب کو بھی پوشیدہ کر لیتا مگر ہوش بجا نہ رہے چھپے کون لو چھپالیے
کے جب وہ بلائے ناگہانی سقف کے پاس ہو چلے پکاری کہ ای خدا پرستو نکل آؤ پھر پکاری کہ او حمزہ دروازہ
کھولدے تو تو پوتے کی ملاقات کو آیا تھا اور یہاں چھپکے بیٹھا ہے محل میں تیرے پوتے کو تجھے اچھی طرح دکھادوں
اُسے خوب گلے لگا پیار کر تو امیر شیر گیر نے فرمایا کہ ای عمرو کیا ارادہ ہے میں تو تلوار کھینچکر اس سے سامنا کرتا ہوں
عمرو بولا یا صاحبقران ہرگز ایسا نہ کرنا شاید یہ فریب سے پکارتی ہو اُسنے کسی کو دیکھا نہ ہو چپکے بیٹھے رہیے
دیکھیے تو ہوتا کیا ہے امیر بھی سمجھے کہ عمرو سچ کہتا ہے چپکے بیٹھے رہے کچھ جواب نہ دیا بوتیسال جادو نے دو تین
آوازیں دیں جب کچھ جواب نہ پایا ہنسکر کہا ارے موذیو تم کیا اندر چپکے بیٹھے رہنے سے بچ جاؤ گے تم مجھکو
بھی اور کوئی سمجھے ہو میں وہ ہوں کہ اگر تم سات طبق زمین کے نیچے بھی چھپکے بیٹھو تو وہاں سے نکال لاؤں
تم جانتے ہو کہ میں نے تمھیں جانا نہیں جب امیر بھی بالکل جواب نہ پایا کہا اچھا موذی رہو تمھاری تدبیر کرتی ہوں
مثل مشہور ہے کہ سیدھی انگلیوں گھی نہیں نکلتا یہ کہکے جھولی میں ہاتھ ڈالکے چند دانے ماش کے نکال کے اُن پر
اسم سحر پڑھ کے اُس سقف پر مارے اور سب کے نقش قدم کی خاک لیکر اُسپر بھی اسم سحر دم کرکے آسمان کی طرف
پھینکی فوراً اس زور شور کی آندھی چلی اور خاک اُڑی کہ العظمت للہ وہ سقف جڑ سے اُکھڑ کے ہوائے آسمان
ہوگیا لمحہ بھر کے بعد روشنی جو ہوئی تو صاحبقران اور عمرو وغیرہ نے دیکھا کہ ہم سب میدان میں کھڑے
ہوئے ہیں اس سقف کا کہیں نام و نشان بھی نہیں اور سامنے بوتیسال جادو کھڑی ہوئی ہے اُسنے قہقہہ
مارکے نعرہ کیا کہ کیوں حمزہ تو تو مجھسے چھپکے بیٹھا تھا چھپ نہ سکا امیر پکارے او لکاتہ تو میرے ہاتھ سے
بچکر کہاں جاتی ہے اور تلوار کھینچکر چلے تھے کہ اس لکاتہ کا فیصلہ کریں اُسنے قہقہہ مارکے کہا واہ واہ کیا
خوب یہ چمکتی ہوئی تلوار مجھپر آزماتے ہو اے موذی عقل کے ناخن لو جو اس کی باتیں کرو اور پھر کہکے ہاتھ
زمین پر مارا زمین نے پاؤں پکڑ لیے جہاں تھے وہیں کھڑے رہگئے بوتیسال جادو نے اپنے سر کا
ایک بال توڑ کے اُسکی رسی بنائی اور سب کو اُس رسی میں باندھا سرا رسی کا ہاتھ میں پکڑ کر کشاں کشاں
باغ میں لائی اور پکار کر کہا قاسم لو تمھارے دادا جان امیر حمزہ صاحبقران تشریف لائے ہیں
انکی زیارت کر لو دیکھو تو کس شان و شوکت اور صولت و حشمت سے آئے ہیں اور صاحبقران سے
کہا کہ پوتے سے ملو ذرا اچھی طرح ملاقات کرو اور ان سب کو بھی قاسم کے برابر اسی درخت سے
باندھ دیا اور وہاں سے پھر کر نہر پر آئی ہاتھ منہ دھویا نہائی یہاں قاسم صاحبقران عالیشان
سے عرض پرداز ہوا کہ جد بزرگوار میری شامت اعمال سے آپ بھی گرفتار ہوئے مجھے ایک تو
اپنا رنج تھا ہی مگر اب حضور کے ملال نے میرے اُس رنج کو بھی بھلا دیا مجھپر زندگی کو دشوار کیا اُس
شیر بیشہ شجاعت و ہمت اور ضیغم نیستان صولت و شوکت نے فرمایا کہ ای فرزند میں اس بات
کو غنیمت جانتا ہوں کہ تیرے شریک ہو کر مارا جاؤں مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد
آرزو دل کی بر آئی خدا نے تیری صورت مجھے دکھائی شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم نے عرض
کیا کہ پیر و مرشد غلام کی بھی یہی تمنا تھی کہ حضور کی زیارت کر لوں تو اس دار دنیا سے
سفر کروں مگر یہ نہیں چاہتا تھا کہ اپنی طرح اسیر و دستگیر دیکھوں فلک نے حضور پر نور کا

جمال مبارک تو دکھایا مگر ساتھ ہی اسکے مجھے خاک مین بھی ملایا کہ پیر و مرشد بھی میری طرح اسیر دام بلا ہوئے ہائے یہ
کیا ظلم و ستم ہے بلا ہوئے افسوس اگر مین یہ جانتا کہ حضور جو یہان میرے پاس تشریف لائینگے تو اس مصیبت مین
گرفتار ہو جائینگے تو مین پہلے ہی اپنی جان دیدیتا آج آپکی اسیری کا رنج و ملال کیون دل پر لیتا ہان
اس روز سخت و صعب کی مجھے خبر نہ تھی کیا میری تقدیر بنکے بگڑ گئی شہزادہ قاسم ابھی یہ بیان کرکے رو رہا تھا
تھا کہ بوتیسال جادو نہا دھوکے آئی کہا کیون ای حمزہ تو اپنے پوتے قاسم کو دیکھکر خوش ہوا یا نہین ابھی تو
تو نے اسے درخت مین بندھا ہوا دیکھا ہے اب دیکھ کہ کسطرح اسکو مین تجھے دکھاتی ہون یہ کہکے خادر سیاہ
کی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا اور پرپرواز پیدا کرکے آسمان کی طرف روانہ ہوئی ایک طرفۃ العین مین
نظرون سے غائب ہوگئی امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ یہ لیکے قاسم کو کہان لیگئی دل میرا بیقرار ہے طبیعت
کو انتشار ہے خدا خیر کرے مجھے اسکا روز بد خدا نہ دکھائے خواجہ نے عرض کیا ای صاحبقران آپکو یہ کیا
گمان بد گذرا ہے بارہ برس سے تو وہ اسکے پاس قید ہے اب تک اسے اسنے نہ مارا آج مار ڈالیگی آپکو یہ
ناحق کا اضطراب ہے فرمایا ای خواجہ یہ تم سچ کہتے ہو مین بھی جانتا ہون مگر دل کو کیا کرون جی چاہتا ہے کہ
چیخین مار مار کے روؤن عمرو نے عرض کیا کہ صاحبقران وہم کی دوا تو لقمان کے پاس بھی نہین ہے آپ تو
اب آمادۂ مرگ و مبتلاے قضا ہین اور آپکو اور وہم ہوا ہے یہی باتین تھین کہ بوتیسال جادو سر بریدہ شہزادہ
خادر سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز کا ایک طشت طلا مین لیکر آئی اور لاکے سامنے امیر حمزہ صاحبقران
کے رکھدیا اور کہا حمزہ صاحبقران امانت اپنی لیجیے امیر کی نگاہ جو سر بریدہ قاسم پر پڑی دیکھا کہ
ابھی شہرگ سے لہو جاری ہے زلفین خون آلودہ دونون رخسارون پر پڑی ہوئی ہین چشم حسرت وا ہے
ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ ہائے ای نور نظر لخت جگر یہ کیا ہوگیا ہائے ای قاسم تو کدھر کھو گیا ہائے ای بیٹا
تو تو اچھا بھلا تھا دم بھر مین تجھکو کیا ہوگیا پھر اس افسر عالم نے سر ملک قاسم کا طشت طلا سے اٹھا لیا
منھ سے منھ ملانا شروع کیا اور چلائے ای فرزند دلبند ای راحت دل دردمند ای نور چشم ای آفتاب
بارگاہ سلیمانی ای لولاے شوکت صاحبقرانی بارہ برس بعد جمال جہان آرا تیرا دیکھا مگر اس طرح دیکھا
کہ خدا دشمن کو بھی اپنے فرزند کا یہ حال نہ دکھائے افسوس صد افسوس کہ تو پر حسرت و ارمان دنیا سے
اٹھ گیا وقت آخر کچھ وصیت بھی نہ کی اب تیری مان اور باپ سے کیا کہونگا بدیع الزمان کو کیا جواب
دونگا اور گیتی افروز کہ آج تک تیری امید پر زندہ ہے وہ جو تیرا ناشاد و نامراد دنیا سے سفر کر جانا سنیگی
تو کیا اپنا حال کریگی افسوس کہ تو نے مر کر سب کو مارا ای قاسم ہمارا آنا تمکو ایسا نا مبارک ہوا کہ جان
تمھاری گئی بیٹا ہمکو بھی اپنے پاس بلا لو اب تمھارے بعد زندگی دنیا کو جی نہین چاہتا صاحبقران یہ بین
دلخراش کرکے رو رہے ہین اور عمرو عیار بھی سر سے لپٹا ہوا رو رہا ہے مقبل و کرب بھی اپنی حالت تباہ
کر رہے ہین ابو الہول دیوانہ اور ریوداے زنگی بھی انکی حالتین دیکھکر کف افسوس مل رہے ہین
بوتیسال جادو سر کو سامنے صاحبقران کے رکھکے چلی گئی تھی بعد ایک پہر کے تمام ناموس صاحبقرانی
کو اسیر کیے ہوئے سر و پا برہنہ سامنے صاحبقران کے لائی اور کہا کہ حمزہ ذرا اپنے ناموس کو دیکھ کہ
اب مین انکو کس رسوائی سے قتل کرتی ہون ارے موے تو نے تمام زمانے کے ساحرون کو مارا ہے
اب اپنی زبردستی اور شیر دلی دکھانے کو چاہ الماس مین گھس آیا ہے یہان بھی آکے نرگس جادو

اور سرامہ جادو کو مارا اب دیکھ کر مین سمجھے کس طرح ایذا دیکر اور تکلیف پہونچا کے مارتی ہون کہ تجھکو بھی معلوم
ہو کہ یون کسی کا دل دکھاتے ہین کسی کو اسطرح ستاتے ہین یہ کہکے اُسی باغ مین سب ناموس کو چھوڑکر پھر چلی
گئی صاحبقران نے دیکھا کہ ملکہ گرد یہ بانو ملکہ فیروزہ ملکہ مہر گہر تاجدار ملکہ گیتی افروز ملکہ مہر افروز ملکہ گوہر ملک
ملکہ قمر چہر ملکہ خورشید خاوری ملکہ رابعہ اطلس پوش ملکہ طور بانو ملکہ ظہور بانو ملکہ سمینہ بانو وغیرہ سب
خواتین صاحبقرانی پابرہنہ باسر عریان اشک ریزان کھڑی ہین اپنے آقا و مولا وارث و والی کو دیکھکر
پکارتی ہین کہ ای شہریار مرحبا صد مرحبا آدمی جو کچھ کرتا ہی اپنے ناموس کے واسطے کرتا ہو آپنے اپنے ناموس
کی خوب خبر لی دیکھیے ہم اس حال کو پہونچے اور ہماری یہ بیعزتی ہوئی امیر حمزہ صاحبقران اس بیان پر
ناموس کے رو دیے اور جواب دیا کہ صاحبو مین کیا کرون میرا کیا اختیار رہا اور فرمایا کہ ای خورشید خاوری اور
ای گیتی افروز تم مدت سے شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کے جمال جہان آرا کے دیکھنے کی مشتاق تھین لو
ملک قاسم کو دیکھو پیار کرو گلے سے لگاؤ یہ سر بریدہ اُس سیار باغ جنان کا موجود ہی بس ملکہ خورشید نے جو دیکھا
تو دوڑکر سر شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کا اُٹھا لیا سینے سے لگا لیا اور چلائی کہ ای نونہال ریاض مادر
وای چشم و چراغ پدر بارہ برس بعد مان کو خوب شاد کیا خوب ہمارے ویرانے کو آباد کیا اور ای فرزند
ارجمند یہ تو کہو مرتے وقت مان کو بھی یاد کیا تھا کچھ وصیت بھی کی تھی یا ناشاد نامراد دُنیا سے سفر کر گئے بیٹا
اب یہ مادر ناشاد بغیر تیرے کیونکر زندگانی بسر کریگی تیرے صدمہ والم مین گھٹ گھٹ کے مریگی بیٹا یہ تو بتا
گیتی افروز کا رنڈاپا کیونکر کٹیگا یہ مصیبت و غم کا پہاڑ دل پر سے کسطرح ہٹیگا اتنے مین ملکہ گیتی افروز نے دوڑکر
سر ہاتھ سے ملکہ خورشید خاوری کے لے لیا اور عرض کیا امان جان آپ بہت پیار کر چکین اب مجھے عنایت
کیجیے یہ سر میرے افسر کا ہی اور سر کو لیکر منہ سے منہ ملنا شروع کیا اور پکاری کہ ای شہریار فلک اقتدار
آپ دُنیا سے سدھارے ہم خاک مین ملنے کو رہگئے اب ہم کسکے ہوکے رہین آپ کچھ ہمارے باب مین نہ کہگئے
اب فرمائیے کیا ارشاد ہوتا ہی گلیون مین سر پر خاک اُڑاتی پھرون یا آپ کی قبر پر بیٹھکے زندگی بسر کرون ادھر
رابعہ اطلس پوش پکار رہی تھی کہ بیٹا ہمین امید تھی کہ اس پیرانہ سالی مین تم ہماری مٹی عزیز کروگے ہمکو قبر
مین گاڑوگے مگر تقدیر نے اور ہی رنگ دکھایا کہ تمہارا کٹا ہوا سر ہمارے سامنے آیا ہاے کیا کرین عجب مشکل
ہین کہ ان صدمون پر بھی نہ مرین الحاصل جتنی بیبیان تھین سب کی سب رو رہی تھین ناگاہ اُس لکا تہ
بو تیسال جادو نے کہا کہ کیون حمزہ اپنے کنبے کو دل بھر کے دیکھ چکا یا نہین خیر اب انکا جلنا مرنا بھی دیکھ لے
تجھکو بھی تو معلوم ہو کہ اپنے عزیزون کے مرنے کا صدمہ ایسا ہوتا ہی سرامہ جادو کو مار کر تو بہت خوش ہوا
تھا خیر اب اُسکے قتل کرنے کا لطف دیکھ یہ کہکر ایک منقل آتشین لاکر اسپر کچھ اسم سحر پڑھکے پھونکا کہ
شعلہ آتشین اُسمین سے نکلے بلند ہوئے اور جو شعلہ جسپر جا پڑا اُسکو جلا کے خاکستر کر دیا وہ عورتین چلاتی
تھین کہ الامان الامان یا مستغیثاہ یا رباہ کی آوازین آسمان تک جاتی تھین اور کبھی کہتی تھین کہ یا
صاحبقران زمان خوب آپ چاہ الماس کے فتح کرنے کو آئے آپ نے خوب خوب کارنمایان کیے واہ واہ سبحان اللہ
صاحبقران ناچار و مجبور بیکسی و بے بسی کے عالم مین نگاہ حسرت سے دیکھ رہے ہین آنکھون سے آنسو جاری ہین
چاہتے ہین کہ اپنے کو خنجر مار لین مگر ہاتھ پاؤن مین سکت نہین یا تو خنجر کھینچا نہین جاتا عمرو سے کہا خواجہ کیا کرون
اسوقت مین اپنے مین تلوار کھینچنے کی بھی طاقت نہین پاتا شعر ناتوانی سے جنون میرا یہ حال زار ہی * توڑنا تار نفس کا بھی بہت دشوار ہی

اور سر اُٹھا کے آسمان کی طرف دیکھا اور عرض کیا کہ یا الٰہی جلد عزرائیل کو حکم کر کہ میری روح قبض کرے ای قادر مطلق اب جلد مجھے موت دے کہ ان صدمات کا متحمل نہیں ہوں یا ان مصیبتوں اور بلاؤں کو برطرف کر اور کبھی فرماتے تھے کہ مین بھی عجب سخت جان ہوں کہ ایسی مصیبتیں اور ذلتیں اُٹھاتا ہوں اور دم نہیں نکلتا بوتیسال جادو سر کھولے ہوئے اسم سحر پڑھ پڑھ کے دم کر رہی ہی یہاں تک کہ سب عورتیں جلکر خاک ہوگئیں بوتیسال بولی کہ حمزہ اب مین تجھے بھی جلاتی ہوں صاحبقران پکارے ای بوتیسال جادو واسطے اپنے دین مذہب کا جلد خاک سیاہ کر دے کہ مجھکو ایک ایک دم زیر دم شمشیر گذرتا ہی مین خود چاہتا ہوں کہ میرا خاتمہ ہو جائے ای بوتیسال جادو

نظم

ایک دم بھی زیست ہجر یار مین دشوار ہے — آمد و رفت نفس گویا چھری کی دھار ہے

سہل ہو دل سے بھلا دوں سارے عالم کو مگر — یاد اُسکی بھولجاؤں یہ بہت دشوار ہے

بوتیسال جب اُن سب عورتوں کو بزور سحر جلا چکی تو وہی منقل آتشین لیے ہوئے صاحبقران کے پاس آئی اور اسی منقل سے اسم سحر پڑھ پڑھ کے پھونکنا شروع کیا شعلے آگ کے بلند ہوکے گرنے لگے اُس لکاتر نے ایک مرتبہ عمرو کی طرف اشارہ کیا کہ وہ شعلے آگ کے عمرو کو لپٹگئے ہر چند عمرو چیخا چلایا مگر اُس مردار نے کچھ نہ سنا اور اُسے جلا کے خاک سیاہ کر دیا پھر یونہیں کرب و مقبل اور ابوالہول دیوانہ اور بہود اسے زنگی کو جلایا بعد اُسکے چاہا کہ صاحبقران عالیشان کو بھی جلا کے خاک سیاہ کر دے کہ سامنے سے ایک شخص قوم اجنہ سے دکھائی دیا کہ اُسکی تین آنکھیں تھیں اور گردن ناپدید تھی اور دونوں شانوں پر سر کُشا ہوا رکھا معلوم ہوتا تھا اُسنے آتے ہی بوتیسال جادو کو سلام کیا بعد دعا دی کہ آپ کو خداوند سامری و جمشید سلامت رکھے اب خاندان سحر و ساحری آپ ہی کے دم سے آباد ہو اور نادیدہ خدائے آسمانی کے بندوں کو خداوند سامری غارت کرے کہ انھوں نے بڑے بڑے شہر جادوگروں کے تباہ و برباد کر دیے کوئی جگہ ساحروں کی باقی نہ رکھی یہ خداپرست بھی عجب بلائے بے درمان اور آفت جان ہیں بوتیسال نے کہا ای اداوس جتنی شکر ہی خداوند سامری و جمشید کا کہ سب خداپرست غارت ہوگئے فقط اب ایک حمزہ باقی ہی اُسے بھی جلائے دیتی ہوں اور ای اداوس آج تو ادھر کہاں نکل آیا اُسنے جواب دیا مین نے سُنا ہی کہ اب خداپرست چاہ الماس پہ گئے ہیں مجھکو باواجان نے خبر کے لیے بھیجا تھا کہ جا کر دیکھ تو اب ایک ہی تو گھر رہگیا ہی حمزہ وہاں بھی گیا ہوا ہی خداوند سامری آپ کو سلامت رکھے کیا خوشخبری آپ نے سُنائی مگر یہ کیسے حمزہ کا عیار عمرو بن امیہ ضمری بھی یہاں آیا تھا یا نہیں ای ملکہ قاتل ساحران تو وہی ہی حمزہ کا تو فقط نام ہی اگر وہ گرفتار ہوگیا تو بیشک خداپرست غارت و برباد ہوگئے اور اگر وہ ذرہ بارہ گردن تک گرفتار نہیں ہوا اور حمزہ مع تمام اپنی فوج و لشکر کے گرفتار ہوگیا تو کچھ نہیں ہوا پھر حمزہ کو گرفتار نہ سمجھنا چاہیے بارہا ایسا ہوا ہی کہ اگر حمزہ گرفتار ہوگیا ہی تو وہ فوراً اُسے چھڑا لیگیا ہی ایک اُسکا گرفتار کرنا سارے خداپرستوں کو شکست دینا ہی بوتیسال جادو نے جواب دیا کہ ای اداوس کیا مین ایسی بیوقوف تھی کہ حمزہ کو گرفتار کرلیتی اُس ذرد بارہ گردن تک کو یا سارا جہان زندہ کو چھوڑ دیتی مین نے پہلے اُسی کا کام تمام کیا بلکہ اُسی کا منھ جھلسا دیکھ وہ جلا ہوا پڑا ہی وہ خاک کا ڈھیر اُسی کا ہی اداوس بولا کہ اب کچھ اندیشہ نہیں خداوند سامری و جمشید نے فضل کیا ساحروں کے خاندان کا نام رکھ لیا اب یہ سمجھنا چاہیے کہ خداپرستوں کی شکست ہوگئی آپ کی فتح ہوگئی اب نادیدہ خدائے آسمانی کے بندوں کا کہیں نام و نشان تک نہ رہیگا ایک حمزہ کا دم باقی ہی اُسکا بھی استیصال ہو جائیگا بوتیسال بولی اُسکے استیصال مین کیا دیر ہی مین اسے جلائے دیتی ہوں اداوس نے جواب دیا ای ملکہ اگر آپ نے حمزہ کو یوں جلا دیا تو کیا لطف ہی

اُسے جلا کے ماریے تو البتہ کچھ مزہ ہی اُسنے کہا وہ کیونکر اُسے کسطرح جلا جلا کے مار دن ادلوس نے بیان کیا کہ میری
راے ناقص مین تو یہ آتا ہی کہ اسے لیجایئے صحبت عیش ونشاط اور بزم رقص وسرور آراستہ کیجیے رات بھر شراب
پیجیے وردہ اسپر چھینکیے کباب لگائیے ہڈیان اسپر ماریے پہلے یون جلائیے پھر اسکے گوشت کے کباب کر کے تناول فرمائیے
اور کباب بھی اسطرح لگائیے کہ ایک ایک بوٹی کاٹ کے کباب کر لی جائیے اور زخم پر اسکے نمک مرچ چھڑکتی جائیے
تاکہ یہ تڑپے اور مزہ جادوگرون کے قتل کرنے کا پائے بوتیسال جادو یہ سُنکے بہت خوش ہوئی بولی ای ادلوس
معلوم ہوا تو اس سے بہت جلا ہوا ہی ادلوس نے جواب دیا کہ مین اس سے کیونکر نہ جلا ہوا ہون میرا تو طلسم اسکے
پوتے نے برباد کر دیا ہی مین اسکے خون کا پیاسا ہون مگر مجبور تھا کوئی بس نہ چلتا تھا اپنے دل ہی دل مین جلتا تھا
خداوند سامری وجمشید آپ کو سلامت رکھین آج آپ نے اسکی گرفتاری کی خبر مجھکو سُنائی تو آپ کی بدولت میرے
کلیجے کے بھی پھپھولے پھوٹینگے دل کی حسرت نکلیگی بوتیسال جادو نے کہا اچھا اسے جاکر درخت سے کھول لا
ادلوس نے آکر امیر کو کھولا اور کہا چل یہان سے دیکھ تو تجھے کسطرح مارتا ہون کہ تو بھی یاد کریگا اور تیرے یاد کرنے
پر کیا موقوف ہی زمانے بھر مین شہرہ ہو جائیگا کہ ادلوس نے حمزہ کو کسطرح مارا ہی صاحبقران حیران اسکی
صورت دیکھ دیکھ کے اپنے دل مین کہ رہے تھے کہ یا تو ادلوس ہمارا بڑا دوست اور خیر خواہ تھا یا آج ایسا
دشمن جانی ہو گیا کیا باعث ہی پھر دل مین خیال گذرا کہ ای حمزہ ادلوس نہایت عقلمند ہی کچھ نہ کچھ مصلحت
جان کے یہ اس سے ملگیا ہوگا آگے لعل جادو کو بھی اسنے اور مکلل خان نے ملکے مارا تھا اب بھی شاید
ایسا ہی کرے مگر ای صاحبقران اب کچھ مزہ زندگی کا نہین ہی جب سب ساتھی مارے جاچکے اور ایک تم بچے
تو کیا ایسی بیغیرتی کی زندگی سے مرجانا ہی بہتر ہی غرض ادلوس صاحبقران عالیشان کو بوتیسال جادو کے
ساتھ کھینچتا ہوا لایا وہ لکاتہ بصد کبر وغرور نشہ خودی مین چوبارہ دری مین آگئی مسند پر بیٹھی حکم کیا کہ صحبت ناچ رنگ
کی آراستہ ہو فوراً طائفے ارباب نشاط کے حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا حمزہ صاحبقران کو ایک ستون مین باندھ دیا
ادلوس سے کہا وہ شراب دو رنگ رکھی ہی اُٹھا لا ادلوس نے جلدی جاکر شراب کی گلابیان گزک کی قابین
لاکے حاضر کین دورہ جام گردش مین آیا ناچ ہونے لگا یہ قطامہ شراب پینے اور ناچ دیکھنے مین مصروف
ہوئی جب دو چار دور ہو چکے ادلوس نے سب کی آنکھ بچا کے اُس شراب مین تھوڑی سی دارو بیہوشی
ملا دی اور بوتیسال کو وہی شراب بیہوشی آغشتہ پلانے لگا اور ہر مرتبہ صاحبقران سے کہتا تھا کہ کیون ای
حمزہ تو نے تو بڑا غضب کیا کہ تمام عالم کے ساحرون کو مٹا دیا کیا یہ دن تجھے یاد نہ تھا لیکن ای حمزہ یہان تو کیا
سمجھکے آیا یہ نہ جانا کہ یہان شہنشاہ جادوگران رہتی ہی یہان تجھہ تیری دال نہ گلیگی کچھ بس نہ چلیگا اب تو اسطرح
مارا جائیگا کہ تیرے حال پر مرغان ہوا اور ماہیان دریا نوحہ وبکا کرینگے امیر باتوقیر باتین سُن رہے ہین کچھ
جواب نہین دیتے ادلوس صاحبقران کو بُرا بھلا کہتا جاتا ہی اور بوتیسال جادو کو شراب بیہوشی آغشتہ
پلائے جاتا ہی یہانتک کہ اُس چڑیل کو خوب نشہ ہوا اور سر اُسکا پھرنے لگا یہ تو ایک لکاتہ ہی پہچان گئی کہ ادلوس
نے مجھے بیہوشی دی پکاری کہ او ملعون ام دغاباز ادلوس معلوم ہوا کہ تو حمزہ کا دوست ہی یہ سب باتین تیری کھانے
کی تھین تو نے مجھکو شراب مین بیہوشی ملا کے پلائی مین نے پہچانا موے خیر تو میرے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگا پہلے
تجھی کو مارونگی پھر حمزہ کو قتل کرونگی یہ کہکے اسباب سحر کا اُٹھایا کہ سحر کرے ادلوس نے خیال کیا کہ غضب ہوا
راز افشا ہو گیا اب تو بھی مارا جائیگا حمزہ بھی قتل ہوگا اُسوقت اور کچھ تو بن نہ پڑا ایک سل کوئی سو من کی سامنے

پڑی ہوئی تھی بعجلت تمام اُسے اُٹھاکے چرخ دیکر جو مارتا ہی تو وہ سل بوتیسال کے سینے پر جاکے پڑی کہ وہ چت گری
پس ادلوس دوڑکے اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور گلا گھونٹنا شروع کیا کہ دم اُس لکاتہ کا مبرز کی راہ سے نکلگیا پر
اُسکے خاک اُڑانے لگے شور و غل مچانے لگے ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہوا پانی برسنے لگا آگ کے شعلے چمکنے لگے
دھوان اُٹھا پھر کامل قیامت برپا رہی درخت باغ کے اُڑ اُڑکے آسمان پر گئے تمام عمارت کرچیان ہوکے
اُڑ گئی بعد اُسکے جب روشنی ہوئی صاف میدان دکھائی دیا صاحبقران چھوٹ گئے بدن میں بھی طاقت
آگئی ادلوس دوڑکے صاحبقران گیتی ستان کے قدمون پر گر پڑا عرض کرنے لگا کہ یا حمزہ اُسوقت جو
کلمات لاطائل میں نے بمصلحت خدمت فیضدرجت میں آپ کی عرض کیے تھے برائے خدا معاف فرمایئے
اور کسی طرح کا خیال اپنے دل میں نہ لائیے گا ای امیر با توقیر سوا اُس تدبیر کے اور کوئی تدبیر پیش نہ جاتی
بوتیسال جادو علامہ ایک حرافہ تھی کبھی میرے دام فریب میں نہ آتی اُسپر بھی آپ نے دیکھا یہ لکاتہ پہچان گئی
تھی آپ بھی مارے پڑے تھے میری بھی جان گئی تھی مگر کچھ فضل و کرم خدائے ذو الکرم کا تھا کہ آپ کے اقبال سے
مین نے اُسکے مارا امیر نے فرمایا سچ تو یہ ہو کہ تو نے عجب کار نمایان کیا کہ ایسی حرافہ کو مارا لیکن ای ادلوس تمام گھر
اور ناموس میرا مارا گیا تمام عزیز و رفیق کام آئے عمرو بن امیہ ضمری میرا بچپنے کا دوست تھا ہر وقت سایہ کے
کی طرح میرے ساتھ رہتا تھا میرے واسطے بڑی بڑی مصیبتین اُٹھاتا تھا سختیان سہتا تھا اُسنے بڑی بڑی
عیاریان کین بعض مقام پر نہایت طراریان کین میں نے بڑے بڑے جادوگرون کو اُسکی عیاری سے مارا بڑے
بڑے سرکشون کو اُسکی چالاکی و بیباکی سے زیر کیا بہت سے دشوار گذار مقامات پر وہ ہو بچا مجھے اپنے ساتھ
لیجاکے مہمون کو سر کرایا اب ایسا عیار مجھے کہان ممکن ہوگا علاوہ اسکے مقبل سا وفادار کرب سا غازی
یہ کیسے میرے دوست مجھپر جان نثار کرنیوالے تھے ہر جگہ میرے عوض میں لڑنے مرنے والے تھے جب ایسے ایسے
احباب آنکھون کے سامنے پردۂ دنیا سے اُٹھ گئے تو پھر اب ہم کسکے سہارے اور بھروسے پر اپنی زندگی منائین
اب بعد ایسے ایسے احباب جان نثار و وفادار کے زندگی بیکار ہی بس

سب مرگئے فقط اکیلا میں جیا تو کیا
گوشے میں بیٹھ کے کہیں مر جاؤنگا امیر
صحرا پسند تار گلگشت باغ مین

پیاسون کے بعد سرد جو پانی ملا تو کیا
آتی ہین یاد صحبتین ویرانہ دیکھکے
جب دوست یاد آئینگے گھبرائیگا امیر
لطف حیات کثرت احباب سے تھے
دستار دین پہ کم سے کیا باغ مین
غم ایک دوست کا نہین جسکو رویئے

وہ دھوپ مین جو سایہ مین ہمدم ملا تو کیا
رکتا ہو دم یہ شوکت شاہانہ دیکھکے
کیا اُنکے اقربا سے نہ شرمائیگا امیر
جو پاس بیٹھتے تھے وہ دنیا سے اُٹھ گئے
سینہ چمن ہی لالہ عذارون کے داغ مین
کس کسکو یاد کیجیے کس کسکو رویئے

سب کچھ ہین پر یہ دل نہ شگفتہ کیا تو کیا
ہان دل کو طفل اشک سے بہلائیگا امیر
روشن ہی قصر دل کا بہت سے چراغ مین

ادلوس نے دست ادب باندھکے عرض کیا کہ ای شہریار آپ اس بات سے خاطر جمع رکھیے انمین سے کوئی عزیز
اور کوئی رفیق آپ کا جان بحق تسلیم نہین ہوا ہی سب عنایت خدا سے زندہ و سلامت ہین آپ اپنے دل مین
اس بات کا خیال بھی نہ لائین اسکا کیا ذکر ہی اب تک کسی کا رونگٹا تک نہین میلا ہوا ہی صاحبقران نے فرمایا ای
ادلوس جنی تو یہ کیا کہ رہا ہی مین نے ابھی سب خواتین اور عمرو وغیرہ کو اپنی آنکھ سے جلتے دیکھا ہی اور تو کہتا ہی
آپ خاطر جمع رکھین سب زندہ و سلامت ہین بھلا ایسا بھی سحر ہوتا ہی کہ کسی کے سامنے سے اسکے ناموس یا کسی
عزیز کو جلاکے خاک سیاہ کر دے اور پھر وہ زندہ رہے اسنے عرض کیا کہ ای صاحبقران پہلے آپ یہ تصور فرمائین

کہ آپ کے ناموس کہان یہ لکاتہ کہان یہان سے قلعۂ ذوالامان منزلون دور ہی مہینون کی راہ ہی یہ علامہ کیونکر اتنا جلد
وہان گئی اور خواتین معظمہ کو اسیر کر لائی کہین قیاس مین بھی آتا ہی پیر و مرشد پرند بھی تو اتنا جلد نہ آکے جائیگا اس
لکاتہ نے آپ کے رنج دینے کو یہ شعبدہ برپا کیا تھا کچھ لوگون کو بزور سحر مشکل بشکل خواتین کر دیا تھا صاحبقران
نے فرمایا کہ اچھا ای ادلوس یہ تو مسلم ہی کہ وہ قلعۂ ذوالامان سے اتنا جلد ناموس کو کہان لا سکتی تھی بزور سحر کچھ
شکلین بنا کے جلا دین مگر یہ تو کہو کہ عمرو و مقبل و ابوالہول و کرب و ہیودا یہ تو سب کے سب میرے ہمراہ
اور میرے ساتھ گرفتار تھے انھین جو اسنے جلا دیا تو اسمین تو کوئی شعبدہ نہین کیا اسنے عرض کیا پیر و مرشد یہ بھی
سب شعبدہ تھا سحر کا کارخانہ تھا اور میرے عرض کرنے کی کیا ضرورت ہی مصرع ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی تھوڑی دیر
مین انشاء اللہ آپ کو خود ہی معلوم ہو جائیگا میرا جھوٹ سچ کھل جائیگا ابھی صاحبقران اور ادلوس مین یہ باتین
ہو رہی تھین کہ ایک طرف سے عمرو بن امیہ ضمری اور کرب غازی اور مقبل وفادار اور ابوالہول دیوانہ اور
ہیودا ے زنگی دکھائی دیے ادلوس نے صاحبقران سے عرض کیا پیر و مرشد جو مین عرض کر رہا تھا وہی ہوا
دیکھیے وہ سب صاحب صحیح و سلامت چلے آتے ہین شعر بیجا تو نہین مین نے تیر اٹکا دیا تھا + آخر کو وہی سچ ہوا جو عرض کیا تھا
امیر نے ارشاد کیا ہان بھئی تم سچ کہتے تھے اس سحر کے بھی عجب کارخانے ہین کہ انسان کی سمجھ مین نہین آتے یہ کہکے
خوشی خوشی سب کو پہلے تو گلے سے لگایا پھر فرمایا کہ بھئی سنا ادلوس نے بوتیسال کو جہنم واصل کیا معرکہ مار لیا
عمرو متبسم ہوا کہ یا امیر صاحبقران یہ میرا شاگرد رشید ہی کیونکر نہ اسکا استیصال کرتا اس اثنا مین شاہزادہ
خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری بھی ستیون کے مٹھ کی طرف سے نمودار ہوا سلام کرکے
امیر با توقیر کے قدمون سے لپٹ گیا امیر نے قاسم کو سینے سے لگایا نہایت خوش ہوئے فرمایا کہ بھئی اس لکاتہ
بوتیسال جادو نے غضب کیا تھا کہ سر تمہارا لا کے میرے سامنے ڈال دیا تھا ای لخت جگر نور بصر قاسم کیا بیان
کرون جو اسوقت میری حالت ہوئی تھی اگر ہاتھ پانون قابو مین ہوتے تو بے تامل مین اپنے کو ہلاک کر ڈالتا ملک قاسم
نے عرض کیا کہ ای شہریار مجھکو وہ قطامہ ستیون کے مٹھ کے پاس بٹھا کر اور ایک سر میرے سے مشابہ بنا کے طشت
مین رکھکر لے گئی تھی ادلوس حبشی نے عرض کیا کہ اب تو آپ کو میرے گذارش کرنے کا اعتبار ہوا یا نہین سحر کے
ایسے ہی شعبدے ہوتے ہین سب خواتین بھی حضور کی فضل خدا سے صحیح و سلامت ہین آپ دل مین کچھ فکر و تردد
نہ فرمائیے مگر بڑا تعجب ہی کہ حضور دمامہ جادو کے استیصال کے ارادے سے تشریف لائے اور غلامون کو
ذرا بھی اطلاع نہ کی دمامہ جادو شہنشاہ ساحران افسر جادوگران فن سحر مین شہرۂ آفاق مکر و فریب مین
نہایت مشاق ہی اسکے مقابلے کو تن تنہا آنا حضور کی فہم و فراست و عقل و کیاست سے نہایت بعید ہی چاہیے
تھا کہ جتنے ساحر مطیع اسلام تھے اُن سب کو بلوا کے اپنے ہمراہ رکاب ظفر انتساب لاتے اکیلے ہرگز نہ آتے اگر غلام
اسوقت نہ آتا تو دشمنون کا کام تمام ہو جاتا کشتی اسلام ڈوب چلی تھی ہم لوگ تباہ ہوئے تھے غلام نے یہین اڑتی
ہوئی خبر سنی تھی کہ حضور زمرد جادو نگار پر تشریف لیگئے ہین خیال کیا کہ مین بھی شرف ملازمت حاصل کرون لشکر ظفر اثر
مین گیا وہان سنا کہ آپ چاہ الماس مین گئے ہین یہان جو آیا آپکو اسیر بلا پایا دل کو عجیب صدمہ ہوا خیر خواجہ سلام
نے اپنے تصدق سے یہ یاوری کی وہ بن بڑی اس لکاتہ کو جہنم واصل کیا مگر اب حضور اتنا توقف فرمائین کہ غلام جا کے تمام
ساحران مطیع اسلام کو جمع کر لے تب پھر آپ دمامہ جادو کے مقابلے کو چلین صاحبقران عالیشان نے ارشاد
فرمایا ای ادلوس مین اپنے پروردگار کے بھروسے پر یہان آیا ہون سوا اسکی ذات پاک کے اور کسی سے مین مدد نہین

چاہتا ہون یہ جو کلمے تم کہ رہے ہو تمھاری محبت وخیر خواہی پر دلالت کرتے ہین بیشک تم دوست صادق ہو اور
جو سچے دوست ہوتے ہین وہی اپنے دوست پر مرتے ہین خدا تمھارا بھلا کرے تمنے یہ کیا کار نمایان کیا کہ توتیال
کو جہنم واصل کرکے مجلوا اور خاور سیاہ کو قید سے چھڑایا جواب مین اور زیادہ تکلیف دون کہ تمھین مع فوج وسپاہ
استیصال دمامہ جادو کے لیے بھیجون جب تک اقبال یاور ہو ستارہ اوج پر ہو قضا نہین آئی ہو تو ایک دمامہ جادو
کیا اگر تمام عالم کے ساحرون سے مقابلہ ہو تو کوئی میرا کچھ نہین بنا سکتا اور جسوقت موت دامنگیر ہوگی تو تمھاری فوج کیا دنیا بھر
نہین روک سکتی پھر جبکہ فتح وشکست اور زندگی وموت اسی کے ہاتھ ہو تو بیکار کسی کا ساتھ ہو محض اسکی نصرت و
اعانت پر صبر وساکرنا چاہیے اور کسی کو تکلیف نہ دینا چاہیے اُسنے عرض کیا حضور یہ تو بجا ارشاد فرماتے ہین مگر یہ تمام
ساحر مطیع اسلام اسی دن کے منتظر تھے کہ جسوقت حضور سے اور ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ ساحران سے
چاہ الماس مین مقابلہ ہوگا تو ہم جانین اپنی لڑا دینگے حضور کے قدوم میمنت لزوم پر اپنے سرون کو قربان
کرینگے اب جو حضور تنہا اس لکاتہ بلائے بے درمان اور آفت جان سے مقابلہ فرمائینگے اور اسم اعظم بھی آپ کا
بند ہوچکا ہو تو مفت مین بنصیب دشمنان زحمت اُٹھائینگے اور علاوہ اسکے غلامون کے دل کی حسرت نہ نکلیگی
دل کی دل ہی مین رہیگی اور دمامہ ایک علامۂ دہر آفت روزگار ہو تنہا اس سے مقابلہ کرنا دشوار ہو اپنے
خادمون کو آلینے دیجیے تو پھر مقابلہ کیجیے صاحبقران گیتی ستان نے ارشاد فرمایا ای ادلوس مین سب جانتا
ہون مگر خیال تو کرو تم کب گئے اور کب لشکر وفوج لیکے میری مدد کو آئے مثل مشہور ہو تا تریاق از عراق
آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود جب تک تم جاؤگے اور انھین جمع کرکے اپنے ساتھ لاؤگے یہان ہزارہا
ساحر میری تلاش مین صحرا بصحرا اور کوہ بکوہ پھر رہے ہین مین اسنے چھپکر کیونکر بیٹھ سکونگا اگر اس حالت مین مارا گیا تو نامردی
کا الزام مجھپر عاید ہوگا کہ حمزہ صاحبقران چھپ کر بیٹھا اور پھر بھی قضا نے نہ چھوڑا ای ادلوس مین کبھی کسی
حریف سے چھپ کر نہین بیٹھا ہمیشہ کھلا کھلا لڑا کیا ہر مرتبہ خداوند کریم نے میری مدد کی ہر بلا مجھسے روکی
اور ہر مقام پر مظفر ومنصور فرمایا میری صاحبقرانی کی عزت کو بچایا اب بھی وہی حامی ومددگار ہو تردد
بیکار ہو مین خوف سے ساحرون کے ہرگز پوشیدہ ہوکے نہ بیٹھونگا ادلوس نے دست ادب باندھکے
عرض کیا کہ ای صاحبقران گیتی ستان خداوند کریم ہمیشہ آپ کو مظفر ومنصور کرے اور دشمنون کو آپ کے
مغضوب ومقہور کرے مین یہ نہین عرض کرتا کہ حضور سب سے مخفی ہوکے بیٹھین آپ کے دشمن پوشیدہ
ہون مگر مین یہ گذارش کرتا ہون کہ اپنے کو ساحرون کی نگاہ سے بچائے رکھیے غلام تین روز کا وعدہ کرتا
ہو کہ سب ساحران مطیع اسلام کو لیکے حاضر ہوجائیگا انشاء اللہ تعالیٰ انمین کسی طرح کا فرق نہ آئیگا صرف
تین روز تک آپ توقف فرمائیے ابھی برائے مقابلہ ومجادلہ تشریف نیجائیے اگر تین روز مین غلام نہ آئے تو پھر
حضور کو اختیار ہو جب مزاج اقدس مین آئے جنگ وجدال کے لیے تشریف لیجائیے دشمنون کے لہو بہائیے
سلطان صاحبقران نے ارشاد کیا کہ بھئی اچھا اگر تمھاری یہی خوشی ہی اور تم اسی بات پر مصر ہو کہنا تمھارا
بہر طور منظور ہو خواہ وہ میرے حق مین نافع ہو خواہ مضر ہو تم جاؤ جہان تک مجھسے انتظار ہوسکیگا کرونگا
ادلوس جنی تو سلام کرکے اُدھر روانہ ہوا ادھر صاحبقران والاشان نے عمرو بن امیہ ضمری سے ارشاد فرمایا
کہ خواجہ جب تک ادلوس جنی فوج وسپاہ لیکے آئے ذرا تم جاکے خبر تو لاؤ کہ شہر زمرد نگار اب یہان سے کتنی دور ہے
عمرو نے التماس کیا کہ یا صاحبقران زمان مین آپ سے کتنی مرتبہ عرض کرچکا ہون کہ دنیا مین تین چیزون سے

ڈرتا ہون اول تو دریا سے دوسرے ساحر سے تیسرے نقاب مادے پھر یہان تو ایسا روسا ساحرون کا بھلا کیا ذکر ہی
سیارا ملک ساحرون کا ہی اور ساحر بھی کون سے جو آجکل ہمارے خون کے پیاسے ہو رہے ہین چار طرف ہماری
تجسس و فکر مین پھر رہے ہین کہ جہان انھین پائیے فوراً گرفتار کر لیجائیے پس اگر مین گیا اور کوئی ساحر مجھے راستے
مین ملگیا اُسنے مجھے گرفتار کر لیا تو مین اُسکا کیا بناؤنگا قتل ہونگا یا قید مین پڑے پڑے سڑ جاؤنگا لہذا مجھے
معاف فرمایئے مین اس خدمت سے باز رکھا جاؤن اور علاوہ ازین جو کچھ حکم ہو بسر و چشم بجا لاؤن یہ سنکر یہوداے
زنگی نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ اگر حکم عالی پاؤن تو مین جاکے خبر لاؤن اسلیے کہ خواجہ صاحب تو ساحرون سے
خائف ہین اور یہان کی راہ سے بھی بالکل نابلد اور ناواقف ہین اور مین تو تین برس سے یہان حاضر ہون اکثر
راستون سے بھی ماہر ہون مین جاکے دریافت کر آؤنگا جیسا کچھ ہوگا حاضر ہوکے عرض کرونگا صاحبقران
نے فرمایا اچھا تمھین جاؤ دریافت کر آؤ یہوداے زنگی حکم پاتے ہی روانہ ہوا بعد دو گھڑی کے پھر آیا
عرض کیا پیر و مرشد شہر زمرد نگار تو اب یہان سے بہت قریب ہی مین تھوڑی دور گیا تھا کہ سواد شہر زمرد نگار
معلوم ہونے لگا فرمایا اچھا ای یہوداے زنگی ہم ادلوس جنی کا انتظار کر رہے ہین تم جب تاجپارہ الماس
کے باہر جاکے مرکب ہمارا جسے آذر اشقر دیوزاد اُسکا نام ہی تم اُس سے کہنا کہ ای اشقر تجھے تیرے آقا
امیر حمزہ صاحبقران نے بلایا ہی وہ فوراً میرا نام سنتے ہی تمھارے ساتھ چلا آئیگا یہوداے نے عرض کیا بہت
اچھا مین ابھی جاتا ہون اور ہوا کی طرح اُس اسپ وفا شعار صبا رفتار کو آپ کے پاس لاتا ہون یہ کہکے
روانہ ہوا صاحبقران نے عمرو عیار سے فرمایا کہ ای خواجہ مین تو سیدھا شہر زمرد کو جاتا مگر ادلوس جنی کے
اصرار نے مجبور و ناچار کر دیا خیر دو دن اُسکا انتظار کر لون تو چلون عمرو ملتمس ہوا کہ ای صاحبقران زمان
اب یہان میدان مین بیٹھے رہنا تو مناسب نہین ہر کسی گوشے مین چلکر پوشیدہ ہو جیے فرمایا اچھا جہان تمھارا
جی چاہے چلے چلو یہ کہکے اُٹھ کھڑے ہوئے ایک سمت کو چلے وہان حال ملکہ دمامہ جادو کا سنیے کہ یہ شہر زمرد
مین سریر جہانبانی پر بہزار کلبت و پریشانی متمکن ہی اور تمام ساحران غدار سامری منش زرد ہشت کردار گرد و
اطراف مین اُسکے بیٹھے ہوئے ہین ذکر خسرو خسروان شاہ شاہان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران
گیتی ستان کا ہو رہا ہی یکایک کچھ ساحر روتے پیٹتے سر و پا برہنہ مضطرب الحواس مبتلاے یاس و ہراس لاش
بوتیسال جادو کا لیے ہوئے سامنے دمامہ جادو کے گئے اور عرض کیا کہ مرگروہ پریشان امیر حمزہ صاحبقران
نے ملکہ بوتیسال جادو کو مار ڈالا ہم اُسکی لاش لیکے حاضر خدمت ہوئے ہین دمامہ جادو نے جو لاش
بوتیسال جادو کی دیکھی تخت پر سے اپنے کو گرا دیا اور ایک نعرہ کیا کہ ہاے بہن بوتیسال جادو تم پہ
کیا گزری مین ایک بازو تو نرگس جادو کے مرنے سے ٹوٹا تھا دوسرے بازو کو تمنے توڑا ہاے یہ کیا ہوگیا
میرے گھر پر کیسی آفت آگئی کیا بلا آگئی خوب پیٹی روئی چاہا کہ سر اپنا دیوار سے دے مارے کہ پیچھے سے
لوگون نے دوڑ کے تھام لیا اور عرض کرنے لگے آپ کیون ہلاک ہوتی ہین ناحق روتی ہین جو ہونا تھا وہ
ہوا اب اپنے کو ہلاک کرنے اور جان دینے سے کیا ہوتا ہی درحقیقت آپ کے خاندان پر دفعۃً ایسی آفت
آگئی کہ بیان نہین ہو سکتی دو ہی چار دن کے عرصے مین گھر بھر مین موت کی جھاڑو پھر گئی سب کی صفائی
ہوگئی پہلے نرگس جادو نے اس سراے فانی کو چھوڑا آپ کے بازو کو توڑا پھر ملکہ سرامہ جادو
کے مرنے نے تو قیامت برپا کر دی چراغ خاندان کا بجھا دیا شہر زمرد سونا ہو گیا رعایا برایا سب کے

دلون کو غم دونا ہو گیا زندگی کا لطف جاتا رہا آفتاب شہر زمرد کا غروب ہو گیا زمانہ تیرہ و تار نظر آنے لگا
اب انکے مرنے نے اور بھی غضب کر دیا مگر آپ اپنے کو جو ہلاک کیے ڈالتی ہین اس سے کیا فائدہ ہے پہلے ان
دشمنون کو لیجیے جنکے ہاتھ سے یہ سب آفتین آئی ہین پھر جو چاہے وہ کیجیے گا اگر آپ ہی ہلاک ہو گئین تو دشمن
خوش ہونگے ہم سب آپ کے دم سے علاقہ رکھتے ہین اگر آپ نہ ہوئین تو ہم سب مثل مور و ملخ کے پیکر
مارڈالے جاینگے دمامہ جادو نے کہا بوتیسال جادو تو مجھے کسی طرح کم نہ تھی حمزہ کا نے اسکو کیونکر مار ڈالا نرگس
جادو اور سرامہ جادو پر تو یہ گمان تھا کہ یہ سازش سے قتل کی گئین لیکن بوتیسال جادو کے قتل ہو جانے کا
مجھا تعجب ہے اول تو وہ ایسی نہ تھی کہ کسی کے دم مین آجاے اور کسی کی عیاری و مکاری سے چوٹ کھا جائے
دوسرے اسم اعظم حمزہ کا بند ہو چکا ہوا کونسی افتاد پڑی مصرع کیا بلا نازل ہوئی اندھیر کیا ہو گیا ❊ اسکی
ساتھ والیون نے جواب دیا کہ اے ملکہ عالم بلا لین ہماری ملکہ بوتیسال جادو نے تو حمزہ کے استیصال مین کچھ
باقی نہ رکھا تھا اس موے عیار سمیت سب کو پکڑ لیا تھا اور چاہا تھا کہ اچھی طرح سزا دین سب موذون کو جلا دین مگر بیٹا
مکلل خان کا ادلوس جنی آیا اس موذی کاٹے نے کچھ ایسی باتین خوشامد کی کین کہ حمزہ کو قتل ہونے دیا صحبت
عیش و نشاط کی آراستہ کرائی اسمین ملکہ کو شراب بیہوشی آلود پلائی جب ملکہ کو معلوم ہو گیا کہ اسنے مجھے بیہوشی دی
پکاری ادلوس مین نے تجھے پہچانا کہ تو دوستدار حمزہ کا ہے اور مجھے تو نے شراب بیہوشی آلود پلائی ہے خیر تو میرے ہاتھ
سے بچکے کہان جائیگا اپنے کیے کی خوب سزا پائیگا پہلے تجھی کو مار ڈالونگی پھر حمزہ کا سر تن سے اتارونگی بس اتنی بات منھ
سے ملکہ کے نکلی تھی کہ ایک بجلی سی اس مری پیٹنے اٹھا کر ماری سر پر ملکہ بوتیسال جادو کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے
ٹکڑے ہو گئے دریا لہو کا بہنے لگا آنکا تڑپنا ہمسے دیکھا نہ گیا ہم سب ڈوبے بیہوش ہو ہو کر گرے اسنے جتنی جادوگرنیان
تھین ایک کو زندہ نہ چھوڑا سب کا رشتہ حیات توڑا ہماری قضا نہ تھی بچگئے جب ہم ہوش مین آئے تو ملکہ کو مردہ
پایا لاش انکی آپکی خدمت مین لائے یہ سنکے دمامہ نے کہا یہ کیو وقت آیا اور آگئے بہن کو میری مارا ای تو سہی
کہ اس ناہنجار سے اپنی بہن کے خون کا عوض نہ لیا ہو اسکے گھر بھر کو تخس نخس نہ کیا ہو ذرا پہلے امیر حمزہ صاحبقران کو
مار لون تو مکلل سے سمجھون اور حکم دیا کہ جلدی ارتھی بناؤ لاش بہن کی اٹھاؤ اسی وقت چوب صندل کی ارتھی بنائی گئی
تماشی سے تمام منڈھی گئی کھوپرے کی بتیان اسپر لگائی گئین چارون کونون پر سونے چاندی کے نونصب کیے گئے
اسا دری کی جھنڈیان کھڑی کی گئین اس لکاتہ کی لاش کو رکھے لیچلے ارتھی کے آگے کچھ لوگ ناقوس پھونکتے ہوئے
گھنٹیان بجاتے ہوئے کچھ تعریف سامری و جمشید کی کرتے ہوئے بینڈ باجہ بجتا ہوا پیچھے پیچھے دمامہ جادو سر و پا
برہنہ روتی پیٹتی ہوئی چلاتی چلی جاتی تھی کہ اے بہن بوتیسال جادو اگر مین زندہ ہون تو عوض تمہارا ان خدا پرستون
سے لونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اگر ان مین سے کوئی بھی زندہ رہگیا تو مین نے اپنا نام دمامہ جادو نہ رکھا ہوگا
نام ہیوا اور پانی دیوا انکا باقی نہ رکھونگی جہان جہان یہ موے ہونگے ڈھونڈھ کے قتل کرونگی اور مین ایک دن نہ
سب کے واسطے ہو ہمیشہ کوئی زندہ نہ رہیگا غرض ایک مقام پر لیجاکے اسے جلایا پھونکا وہان سے پھر کے بارگاہ مین
آکر بیٹھی اتنے مین ملکہ برق جادو لاٹھی ٹیکتی ہوئی آئی دمامہ سے لپٹ گئی کہنے لگی کہ خالہ امان جو ہونا تھا وہ
ہوا اب آپ زیادہ رنج و غم نہ کرین مین اب اچھی ہو چلی ہون دو چار دن مین نہاؤنگی پھر خدا پرستون کو
جن جنکے گرفتار کرونگی اور مجھکو لوگون نے حضور سے بدنام لگا کے برا کر دیا مگر آپ نے سنا ہوگا کہ خالہ بوتیسال
جادو کیونکر ماری گئین خالہ امان ایک زمانہ حمزہ کے ساتھ ہو مین نے سنا ہے کہ لاکھون جادوگر حمزہ کے

مطلع ہین اگر وہ آگئے تو پھر حمزہ کا ہاتھ آنا دشوار ہو جائیگا جلدی اُسکی تدبیر کیجیے نہین تو سوا افسوس وندامت کے کچھ
نہ ہاتھ آئیگا دمامہ جادو نے برق جادو کو گلے سے لگا لیا کہنے لگی کہ بیٹا سوا تیرے اب کون ہی مین تو سب کو
رو پیٹ چکی ایک تیرا دم باقی ہی خداوند سامری و جمشید تجھکو زندہ وسلامت رکھین اس بُرے وقت مین تو نہ کام
آئیگی تو کیا کوئی غیر کام آئیگا مثل مشہور ہی خویش خویش ہی درویش درویش پھر اپنا اپنا ہی ہی اور غیر غیر ہی جیسی اپنے کے
دل کو لگتی ہی دوسرے کو تھوڑی لگتی ہی مثل مشہور ہی گھٹنے جب جھکتے ہین پیٹ کیطرف جھکتے ہین تو مددگاری نہ کریگی تو کون کریگا
کہین سامری و جمشید کے فضل و کرم سے تجھ مین جلد طاقت و قوت آجائے تو یہ سب قصہ بکھیڑا تصفیہ پا جائے اور
اب تو جا آرام کر مین اُنکو پکڑ بلواتی ہون پھر جیسا کچھ ہوگا دیکھ لیا جائیگا تجھے اختیار ہوئینگے برق جادو تو اپنے
مقام پر روانہ ہوئی اور دمامہ جادو نے ساحرون سے کہا کہ ارے کوئی جاکے خبر تو لاؤ کہ حمزہ کہان ہی کس صحرا کس کوہ
مین نہان ہی اُسوقت صدہا ساحر خبر کے واسطے روانہ ہوئے یہان امیر کشورگیر نے تین روز تک تو کوہ و صحرا مین پھرکے
بسر کی چوتھے روز فرمایا صاحبو بس مین انتظار ادلوس جنی کا کرچکا اب شہر زمرد کو جاؤنگا خدا جو میرے حق مین بہتر
جانیگا وہ کریگا عمرو نے عرض کیا ای حمزہ صاحبقران کچھ آپکو خبر ہی آپ اتنی جلدی کیون کرتے ہین مدد
آجائیگی تو وہان جانے کا قصد کیجیے گا برائے خدا کچھ عقل کو دخل دیجیے زیادہ جہالت و بیوقوفی سے نہ کام
لیجیے اُسنے آپکی تشفی خاطر کے واسطے تین روز کا وعدہ کیا بھلا خیال تو کیجیے اُسکا یہان سے جانا ہر ایک کو خبر کرنا اور
ہر ایک کا لشکر و فوج جمع کرکے لیکے آنا یہ ہنسی ٹھٹھا نہین ہی ایک ہفتہ تو انتظار کیجیے بعد اُسکے سمجھیے گا صاحبقران
گیتی ستان نے ارشاد فرمایا خواجہ مین ساحرون کے بھروسے پر چاہ الماس مین نہین آیا تھا مین اپنے پروردگار
کے بھروسے پر آیا ہون اب تک خدا نے مجھے کیونکر بچایا اور اُس چاہ الماس مین چار نامی جادوگرنیون کو
مارا اگر حیات مستعار میری باقی ہی تو بفضل خدا بچونگا اور جو قضا آئی ہی تو نہ بچونگا اب خواجہ مجھکو نامرد نہ بناؤ
مین کسی کی نہ مانونگا اور جاؤنگا جسکا جی چاہے میرے ساتھ چلے جسکا جی چاہے چھپ کے بیٹھے مین بخوشی کہتا ہون
کچھ اسمین میری ناراضی و ناخوشی کا خیال نہ کرنا چاہیے عمرو عیار نے التماس کیا کہ ای امیر ہم تو تیار ہین تو کچھ ڈر
نہین کسی کا بھی خوف و خطر نہین ہمارا کوئی کیا کر سکیگا جب دیکھینگے کہ کوئی آفت آتی ہی جھٹ گلیم عیاری
اوڑھ کے غائب ہو جائینگے پھر اگر ہزارون ساحر بھی ہونگے تو ہمکو نہ پائینگے ای صاحبقران زمان اگر آپ
ادلوس جنی کے آنے کا انتظار نہین کرتے ہین تو آپ کو اختیار ہی مگر اتنا توقف فرمائیے کہ بہود اسپ زنگی
آپکے مرکب پری نژاد اشقر دیوزاد کو لے آئے تو آپ بسم اللہ کیجیے فرمایا بھئی مین اُسکا بھی انتظار نہ کرونگا
پیادہ پا یہان سے چلونگا یہ کہکے فوراً تلوار ٹیک کے کھڑے ہوگئے دو چار قدم چلے ہونگے کہ بہود اشقر دیوزاد
اور باج اور گھوڑے صبا رفتار کو ہوشکار لیے ہوئے حاضر ہوا صاحبقران کو سلام کیا اشقر امیر فلک سریر کے
قدمون سے تھوتھنی ملنے لگا صاحبقران نے اُسکی پیشانی پر بوسہ دیا گردن پر ہاتھ پھیرا فرمایا کہ ای اشقر دیوزاد
اور ای مرکب عالی نژاد آج یہ آخری سواری ہماری ہی ای اسپ وفادار تو نے بڑے بڑے معرکون مین ساتھ دیا
تجھ پر سوار ہوکے مین نے بڑی بڑی مہمون کو سر کیا آج ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ ساحران سے مقابلہ ہی سخت عالم
ہی خدا آبرو رکھے مجھے ساحرون پر مظفر و منصور فرمائے ای اشقر بیچ اسواسطے تجھے تکلیف دی کہ اب ہم مرنے
جاتے ہین لہذا آج اور ہمین سواری دے یہ کلام امیر عالیمقام کا سنکے اشقر رونے لگا اور سب بھی چیخین
مار مار کے رونے لگے عمرو نے عرض کیا ای صاحبقران زمان آپ اتنا کیون گھبراتے ہین یہ کیا کلمات

ارشاد فرماتے ہین استقلال کو ہاتھ سے نہ دیجیے خدا کو یاد کیجیے وہ قادر و توانا ہے دمامہ جادو کی کیا حقیقت ہے اگر اُسکا فضل ہوگا دمامہ دم بھر مین غارت ہو جائیگی القصہ صاحبقران نے سبھون سے کہا کہ صاحبو گھوڑون پر سوار ہو اور جدھر جی چاہے چلے جاؤ مین کسی طرح مزاحم نہین سب نے ہاتھ باندھ باندھ کے عرض کیا ای شہریار ہم آپ کے ساتھ ہین جہان آپ تشریف لیجائینگے ہم بھی آپکے ہمراہ رکاب ہین سوا آپ کے ساتھ کے کہان جائینگے اور اگر لاکھون ساحرون سے مقابلہ ہو تو ہوا آخر غلام کس دن کے لیے ہوتے ہین لڑائی سے کیا ڈرنا ہے اگر آج مرینگے تو کیا اور کل مرینگے تو کیا بہر طور ایک دن مرنا ہے نظم

بھرے ہونگے تیرون سے زرہون کے روزن
پھرینگا نہ منھ جب تلک آنکھین پھرینگی

قبر مین تو ہونگے نہ کیون نام روشن
کفن رنگین ہونگے کرتون کے دامن

شجاعت کی دیکھیگے گواہی یہ دشمن
سرون پر اگر بجلیان بھی گرینگی

امیر بانوقیر نے سر جھکا لیا فرمایا اچھا تمھین اختیار ہے یہ کہکے بسم اللہ کرکے اُس اسپ صبا رفتار شیر شکار پر سوار ہوئے گھوڑا ابھی دلھن بنا ہوا تھا کس کس کے قدم ناز سے اٹھانے لگا مسدس

تھی مال سے صورت سپ سیاب بن
پھر تو نکلی جیسے بدھیان بہنے ہوئے دمن
کلغی نفیس زین مرصع بہار تن
تھا زیر کوہ طور مگر نور کا چمن
دامان مین اُڑے گرد وہ گھوڑا ہوا ہوا
کھلتے ہی پر ہما نہین معلوم کیا ہوا

دندان راہوار مین جو تھی گرگہر
سینے کو تیغ کھانے کی خواہش سپر سپر
ہر بار پوچھتا تھا ہوا سے کدھر کدھر
ڈوبا ہوا تھا بحر ضیا مین مگر گہر
جب خوب صورتی سے وہ گھوڑا رواں ہوا
گلگون بوئے گل نہ کبھی ہم عنان ہوا

چالاک تھا یہ اسپ پری جانستان
طبع غنی ہو جو صفت جیب سے رواں
کاوے کرے تو گرد مین ہوا طبع سنان
ہو شور گرد شعلہ جوالہ ہو دھوان
سوے فلک زمین سے جو یکبار اُڑ گیا
غل تھا فرشتہ تھے وہ پری زاد اُڑ گیا

کیون آہو نے ختن اسے بیکار خطا کرین
آہو نافہ سے آنکھ چرائین تو کیا کرین
سو کھینچین اسکی دم کو تو ابر سیاہ کرین
اہل ستارہ ناقہ آہو فدا کرین
یہ وہ ہرن ہے زور جسکے چلے پانون مین
آنکھین لڑے شیر سے تو غولک جانین

بیشک ہے پست فہم جو اسکو ہما بتائے
اشقر کو اسکے اوج مراتب کہین ملے
کیونکر یہ راہوار رہا برشرف نہ پائے
ہے رحم دل شکار کرے استخوان کھائے
پھر پھر کے گرد جانب چرخ کہن گیا
سچ ہے ہما اسی کے تصدق مین ہو گیا

جھکتا ہے اسکے توسن خوبے آسمان
اسکے ہلال نعل مین ابروے آسمان
ہو دیو زاد قوت بازوے آسمان
نقش قدم مین آئینہ روے آسمان
نازان جو مہر پر فلک بیحجاب ہے
اسکا سوار دین کا ایک آفتاب ہے

قربان پا رخش صبا گام ہے صبا
اس وجہ سے بشر اسے کہتے ہین مہ پا
ہے باغ امتحان مین یہ جھونکا نسیم کا
روز ازل سے اسکی ہوا خواہ ہے ہوا
جب بین اڑا ہوا ہے بشر بن لگی
مضمون یہ وہ ہے جسکو ہوا تک نہین لگی

اس سے نہین ہے مہا رسیاب کو مثال
سو کیون نہ بیقرار کرے عاشق جمال
کرتا ہے جست لیکے شوخی کی چال اچھال
خاک سم فرس کا اثر ہے کیا اچھال
اسکے غبار راہ سے اکسیر گرد ہو
زرین تمام دامن دشت نبرد ہے

طاؤس کا شرف یہ ہمایون کا سبب ہے
خود اپنے پانون ملتے اسکو حجاب ہو
ہر پر چمن نقوش سے ایک تاب ہے
خط غلامی فرس لاجواب ہے
کب داغ دیو زاد کی الفت مین ہے بنا
پر اپنے خدا نے پرون پر لگائے ہین

غرض تھوڑی دور گئے ہونگے کہ سامنے سے شہر زمرد دکھائی دیا عمرو نے دوڑ کے باگ پکڑ لی کہ بس ای صاحبقران اپنا کہنا کر چکے وہ سامنے شہر زمرد معلوم ہوتا ہے اب آگے نہ بڑھیے کہین شہر ہے کہ بیابان درخت بھی سایہ دار ہے اور میدان بھی لڑائی کا خوب ہے شہر کے اندر جانے کا ارادہ نہ کیجیے جان بوجھ کے اپنی جان نہ دیجیے اگر آپ جان نثار کا کہنا نہین کرتے تو ساتھ والون پر ترس کھائیے اب آگے نہ جائیے غرض ہزار جد و کد صاحبقران وہان

ٹھہرے اور عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تم ذرا جا کے اندرون شہر کی خبر لاؤ عمرو نے عرض کیا کہ اے امیر اگر میرا قتل ہی کرنا
منظور ہے تو آپ اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالیے وہاں کاہے کو بھیجتے ہیں صاحبقران یہ سنکے خاموش ہو رہے لیکن
دمامہ نے جن ساحروں کو خبر کے واسطے بھیجا تھا وہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے وہاں آ نکلے جہاں صاحبقران مع
قاسم و عمرو بن امیہ ضمری و مقبل وفادار و کرب غازی ابو الہول دیوانہ و بہو دائے زنگی کے
درختوں کے سائے میں کھڑے تھے اُن ساحروں نے دیکھتے آپس میں کہا یہ کیا معرکہ ہے کہ حمزہ پانچ سوار اور ایک
پیادے سے ملکہ دمامہ جادو سے لڑنے آیا ہے دوسرے نے کہا کہ حمزہ بڑا جری اور بہادر ہے اُسے فوج و سپاہ کی کیا
ضرورت ہے تیسرے نے کہا ہمنے سُنا ہے کہ حمزہ روز اول سے تن تنہا چاہ الماس میں آیا ہے چوتھا بولا کہ میاں
اسے کچھ تو بھروسا ہوگا جب تو یہ اس طرح آیا ہے پانچویں نے جواب دیا ہمیں ان باتوں سے کیا مطلب ہے ہم
جا کے ملکہ دمامہ جادو کو خبر پہونچا دینگے کہ حمزہ فلاں مقام پر چھ آدمیوں سے کھڑا ہوا ہے بس وہ جانے یہ جانے
ہم تو خبر دار ہیں ہمیں ان باتوں سے کیا کام ہے غرضکہ آپس میں یہ صلاح کر کے خدمت دمامہ جادو میں آئے
بعد دعا کے عرض کیا کہ حمزہ پانچ سوار اور ایک پیادے کی جمعیت سے دروازۂ شہر پناہ ملک زمرد سے سات کوس پر
درختوں کے نیچے کھڑا ہوا ہے دمامہ جادو نے کہا موؤ دیوانے ہو گئے ہو حمزہ میرے ڈر کے مارے کہیں چھپا ہوا بیٹھا ہوگا
یا یوں بیچ میدان میں کھڑا ہوگا اُنھوں نے کہا پیر و مرشد اگر اس میں فرق نکلے تو آپ کو اختیار ہے جو چاہیے کیجیے جو چوری کی
سزا وہ ہماری سزا دمامہ جادو نے تمام ساحروں کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ گردش فلکی ہے کہ دو چار آدمی مجھ ایسے
بلائے بے درمان آفت جان شہنشاہ ساحران سے مقابلے کو آئے ہیں مجھکو خیال تھا کہ اگر تمام عالم جمع ہو تو زبان
ہلا دینے میں سب کا کام تمام کر دوں خیر ایسا بھی ہوتا ہے اور میں تو حمزہ کو کب کا قتل کر چکی ہوتی مگر وہ میری قید سے
چھوٹ کے بچ گیا اور میں نے نادانی کی کہیں تو جیسے اُسے گرفتار کیا تھا جب ہی مار ڈالتی سبھوں نے عرض کیا کہ
خیر جب وہ چھوٹ گیا تو چھوٹ گیا مگر اب کہاں بچ کے جائیگا جسے حکم ہو وہ اسیر کر لائے یا سر کاٹ لائے کہا اب تو
وہ لڑنے آیا ہے ہمیں کو ہمیں میدان جو کچھ ہوگا سر میدان ہوگا بعد اُسکے دمامہ نے اپنے دونوں سپہ سالاروں سے
کہ ایک کا نام ماران فیل گوش شیر صولت اور دوسرے کا نام تمیز جادو ہے یہ دونوں بلائے بے درمان اور
آفت جان سحر میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتے ان دونوں سے کہا کہ تم ہمارا پیش خیمہ لیکے چلو کل ہم بھی
آئینگے ماران فیل گوش نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ اے شہنشاہ ساحران غلام کو اس بات کا بڑا تعجب ہے
کہ حضور چار شخصوں پر لشکر کشی کا ارادہ فرماتی ہیں کسی کو بھیج دیجیے وہ جا کے سر کاٹ لائے دمامہ نے کہا اے
ماران فیل گوش مثل مشہور ہے کہ لومڑی کے شکار کو جائے تو شیر کا سامان کرے اور میرا نقصان اس میں کیا ہے دیکھوں
تو حمزہ کسکی قوت پر مجھسے لڑنے کو آیا ہے ماران نے عرض کیا کہ اے ملکہ ہم تابع حکم ہیں جیسا ارشاد ہو اسیوقت
بجا لائیں یہ کہکر حکم دیا کہ پیش خیمہ باہر شہر کے استادہ ہو اور لشکر بیرون شہر جا کے اُترے اُسی وقت تمام لشکر
اُسکا مع خیمہ و خرگاہ بیرون شہر روانہ ہوا صاحبقران والا دودمان دیکھ رہے تھے کہ سات سو اژدر آتش فشان
نمودار ہوئے اُنپر سات سو علم نشان سات لاکھ کے نمودار ہوئے ہر ایک علم کا پھریرا سُرخ رنگ شعلۂ آتشیں ہر پھریرے
میں سے نکلتے ہوئے تعریف جمشید و سامری کی اُنپر لکھی ہوئی اژدہے منھ سے قلاب آتشیں چھوڑتے ہوئے
آ کے قائم ہوئے بعد اُسکے خیمے شتر فاز پر لدے ہوئے آئے اور جا بجا استادہ ہونے لگے اور اس طرح ساحروں کی
آمد شروع ہوئی کہ کوئی فاز پر سوار کوئی قرقرے پر نمودار کوئی فیل آتشیں پر بیٹھا ہوا کوئی کرگدن آتشیں

پر شکن غرض یونہین ہزار ہا ساحر آئے اپنے اپنے راوٹی اسباب بجز یک چوب قلندری سراپچے مین اُترے
بعد اُسکے ماران فیل گوش اور تمیز جادو کی سواری نمایان ہوئی تمام افسر جادوگرون کے اُنکے ہمراہ تھے یہ بھی
دونون آکے اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوئے دیکھا کہ شاہ شاہان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران
گیتی ستان پانچ سوار اور ایک پیادے سے کھڑے ہوئے ہین ماران فیل گوش نے کہا کہ ای تمیز جادو حمزہ کھڑا ہوا ہی
آؤ ابھی چلو اسے اسی وقت گرفتار کر لو ان پانچ سات آدمیون کا پکڑ لینا کیا مشکل ہی اور سب کو اسیر و دستگیر کرکے
شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کے پاس لے چلو وہ کاہے کو تکلیف اُٹھائین کیون یہان آئین تمیز نے جواب دیا
کہ ای ماران میری عقل مین کسی طرح یہ بات نہین آتی کہ حمزہ تن تنہا ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ ساحران سے لڑنے
آیا ہو اسواسطے کہ حمزہ کوئی ایسا ویسا عالم دسردار نہین ہی یہ بہت بڑا بادشاہ ذیجاہ و ذیشان ہی ہفت اقلیم
اسکے تحت فرمان ہی جملہ شہر جادوگرون کے مثل کشمیر و کاشغر اور اندرکوہ ماروچاہ شہر صندل ام الجبال
عنطلی آباد وغیرہ اُسکے قبضے مین ہین سب کو اسنے بزور تیغ آبدار اپنا مطیع و فرمانبردار کیا اور قطع نظر اسکے
عمرو بن امیہ ضمری ایسا عیار مکار و صاحب تزویر عقیل اُسکے ساتھ ہی کیونکر حمزہ شہنشاہ ساحران سے
یکہ و تنہا مقابلہ کرنے کو آیا ہوگا مقرر اسکے مددگار اسکے ساتھ ہونگے مگر ظاہر نہین ہین پوشیدہ ہین تم اُسکے پاس
پہونچے اور کسی نہ کسی آفت مین گرفتار ہو گئے تو پھر بھلا کیا تکلف ہوا بہتر یہ ہی کہ لوگون کو خبر کے واسطے مقرر کرو
کہ پہلے وہ جائین اور ٹھیک ٹھیک خبر دریافت کرین کہ انکا کوئی معین و مددگار ہی یا نہین اگر کوئی مددگار
نہین ہی تو پھر کیا باعث ہی کہ اس خاطر جمعی سے ہمارے سامنے نڈر بنے ہوئے کھڑے ہین اور اگر کوئی انکا خفیہ
مددگار رہا تو وہ باتین لڑنے کی کرینگے اور جو واقعی کوئی معین نہین ہی تو گفتگو پاس و ہراس کی کرینگے ای ماران
میرے نزدیک تو پہلے دریافت کر لینا ضرور ہی دوسرے ملکہ دمامہ جادو نے ہمسے تمسے یہ نہین کہا کہ تم جاتے ہی
حمزہ کو پکڑ لینا بہر طور ابھی سبقت کرنی کسی طرح مناسب نہین و بالفرض یہی سہی تو یہ اب جائینگے کہان اگر اسوقت
نہ گرفتار کیا تو صبح کو اسیر کر لینگے ماران فیل گوش نے کہا صلاح تمہاری اچھی ہی مین ابھی دمامہ جادو سے
سب دشمن حال یہان کا کہلوائے بھیجتا ہون آگے جیسا وہ حکم دین ویسا عمل کیا جائے دونون یہ باتین کرتے ہوئے
داخل خیمہ ہوئے اُسی وقت دمامہ جادو کو عرضی لکھکر بھیجدی اور تمیز جادو سے کہا کہ ہمنے یہی سُنا ہی کہ آج کا کام
کل پر نہ چھوڑنا چاہیے مصرع کار امروز مفگن بفردا زنہار اسوقت حمزہ تنہا تھا پکڑ لینا اسکا سہل تھا کل اگر
اسکے یار و مددگار آگئے تو پھر اسکا گرفتار کرنا بہت دشوار ہو جائیگا پھر یہ برسون ہاتھ نہ آئیگا تمیز جادو نے
جواب دیا کہ خیر اب تو تمنے ملکہ کو عرضی بھیجی ہی دیکھو وہان سے کیا حکم ہوتا ہی یہی باتین ہو رہی تھین کہ دیکھا ایک شتر سوار
اپنے شتر کو دوڑاتا ہوا چلا آتا ہی جب وہ قریب اُنکے آیا سلام کیا اور ایک حکمنامہ ملکہ دمامہ جادو کا جواب
اُنکی عرضی کے اُنکو دیا ماران فیل گوش نے اُسے لیکر لفافہ چاک کیا حکمنامے کو پڑھا اسمین لکھا تھا خیرخواہ
بلا اشتباہ ماران فیل گوش بعافیت باشند عرضی تمہاری پہونچی حال معلوم ہوا ای ماران رائے تمیز جادو کی
بہت درست اور صائب ہی وزیر ایسا ہی صائب تدبیر چاہیے تمکو اُسکی رائے پسند آئی تمکو لازم ہی کہ ہرگز ہرگز رات کو
حمزہ کے گرفتار کرنے اور اُس سے لڑنے کا ارادہ نہ کرنا اگر کوئی فی الحقیقت اُسکا مددگار نہین ہی تو صبح کو کہان سے
آجائیگا اور صبح کو ہم بھی آجائینگے ہم ملکے اسے مار لینگے ماران جادو یہ جواب اپنی عرضی کا سنکے خاموش رہا اور
ہرکارون کو تجسس کے واسطے روانہ کیا وہ ہرکارے فن سحر سے ماہر تھے سب کے سب ساحر تھے بزور سحر جانور بن بنکے

خنجر کے واسطے روانہ ہوئے لیکن جب سرگروہ خداپرستان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان نے ملاحظہ فرمایا کہ فوج
ساحرون کی بیحد وحساب آئی ہو اسوقت مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری عمرو بن امیہ ضمری کی طرف
دیکھکر فرمایا کہ خواجہ اب قضا کا سامنا ہو شعر۔ اب موت آرہی ہو لشکر چار سو ہین + تدبیر کچھ بتاؤ برائے عدو ہین +
کوئی ایسی تدبیر کرو کہ ان ملعونون کے ہاتھ سے جان بچے عمرو نے عرض کیا کہ حمزہ مین روز ازل سے اپنے کو
مردون مین شمار کیے ہوئے ہون اور اب سوا قتل ہونے کے کوئی تدبیر آتی نہین معلوم ہوتی فرمایا کہ خواجہ اگر ہمارا
رشتہ حیات نہین قطع ہوا ہو تو کوئی کچھ نہین کرسکتا اور جو خاتمہ ہماری کشورستانی اور صاحبقرانی کا اسی چاہ الماس مین
ہونیوالا ہو تو مرضی پروردگار سے کیا چارہ ہو مگر تم جانتے ہو کہ مین ایک مرد سپاہی ہون کہ سوا مارنے اور
مرجانے کے اور کچھ نہین جانتا اور تم صاحب تدبیر ہو اسوقت کوئی تدبیر تو ایسی نکالو کہ جان بچے ورنہ جان کی
جان جائیگی اور ذلت و رسوائی گھاتے مین ہاتھ آئیگی عمرو نے جواب دیا کہ اے صاحبقران زمان اب مین کیا
تدبیر کرون اسم اعظم آپ کا بند ہو چکا ہو کوئی یار و مددگار دوست و غمگسار سوا ذات پروردگار کے معلوم نہین ہوتا
مقابلہ ایسی آفت روزگار علامہ سے ہو کہ جسکا سحر و ساحری مین آج مثل و نظیر نہین بڑے بڑے ساحر اور بڑے بڑے
جادوگر اسکے سامنے کان پکڑتے ہین دیکھیے کیا ہوتا ہو بلکہ یہ خیال ہو کہ اگر خدانخواستہ ان ساحرون مردودون پر
ثابت ہوگیا کہ حمزہ صاحبقران تنہا ہین اور کوئی حامی و مددگار انکا نہین ہو تو غضب ہو جائیگا ساعت بھی
بسر نہ ہوسکیگی اسیوقت وہ ہمارا استیصال کرینگے صاحبقران نے فرمایا کہ خیر خواجہ اتنا تو کرو کہ رات کو
ان ملعونون کی شر سے محفوظ رہین شب بھر نمازین پڑھین درگاہ قاضی الحاجات و رافع البلیات کاشف المہمات
مین دعائین مانگین گریہ و زاری نالہ و بیقراری مین مصروف رہین صبح کو موت کا سامنا ہو رات کو توبہ و استغفار
کرلین اگر مرین تو پاک و پاکیزہ دنیا سے جائین یہ کہکر امیر با توقیر آنکھون مین آنسو بھر لائے عمرو بھی
بے اختیار رونے لگا شہزادہ خاورسیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری اور مقبل وفادار اور لشکر گردہ
حیدر کرار کرب غازی احمد ابوالہول دیوانہ اور بیکو وادے زنگی بھی یہ تقریر جانسوز صاحبقران کی
سنکے گریہ و زاری کرنے لگے جب رقت تھمی تو خواجہ نے التماس کیا کہ اے صاحبقران آپ اسقدر مضطرب و
بیتاب نہ ہون نظر کرم پر کریم کارساز رکھیے گھبرائیے نہین انشاء اللہ آپ کے اقبال سے رات بخوبی بسر ہوجائیگی
یہکہکے ہاتھ پیاتہ مارا اور رفیق دست کو دیکھا فوراً تین سو ساٹھ مکر یاد آئے نقاش خیال نے انواع انواع
طرح کے نقشے لا لا کر سامنے موجود کیے ان سب نقشون مین سے ایک نقشہ پسند آیا ہاتھ باندھکر عرض کیا
کہ اے شہریار فلک اقتدار رات تو بخاطر جمعی تمام و طمانیت مالا کلام بیٹھکے بسر کیجیے صبح کو خدا مالک ہی مگر
اس شرط سے کہ ذرا آپ کو حالی کرنا پڑیگی امیر نے فرمایا کہ خواجہ مجھے کیا حالی کرواؤگے کیا چیز اٹھواؤگے
عمرو نے جواب دیا جو کچھ ہو ابھی بتانے سے کیا غرض صاحبقران والاشان نے فرمایا کہ اگر حالی کرنے سے
جان بچے تو حفظ جان کے واسطے بدل قبول و منظور ہو اسوقت عمرو ہاتھ زنبیل پر رکھکے پکارا کہ
داوا جان امیدوار ہون کہ بارگاہ فلک اشتباہ حضور کی مع خیمہ و خرگاہ و مع اژدہے علی کے بھیجدو
اس کہنے کے جنات نے جملہ اسباب بارگاہ مع خیمہ و خرگاہ کے ذمہ کر دیا عمرو نے کہا کہ حمزہ اسی کو مین کہتا تھا
کہ حالی کرنا ہوگی آئیے ادہر سے ہر پایہ کھینچیے زمین مین گاڑیے طنابین کھینچیے قناتین لگائیے خیمے استادہ کیجیے بازارین
بنائیے اور قاسم و کرب و مقبل وغیرہ سے بھی کہا کہ تم سب بھی شریک ہو سبھون نے جواب دیا خواجہ

ہم فراشی کیا جانین ہمنے تو عمر بھر کبھی یہ کام نہین کیا ہاتھ سے ایک چوب بھی نہین چھوئی ہم بھلا خیمے کیا استادہ کرین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کہا صاحبو تمھین خدا نے اتنی عقل کہان دی ہی کہ تم فراشی کرو یہ سب فن تو میرے پیٹ مین بھرے ہوئے ہین تمھاری وہ مثل ہی لادو لدادو ہانکن والا ساتھ دو سب اسباب خیمے ڈیرے بھی مین ہی پیدا کرون اور مین ہی میخین گاڑون چوبین کھڑی کرون مین ہی کھینچون مین ہی قناتین لگاؤن مین ہی خیمہ برپا کرون پھر جب مین ہی یہ سب کام کرون تو لازم ہی کہ مین ہی اُنمین حفاظت سے بھی بیٹھون اور تم سب کو تو نہین میدان مین کھڑا رہنے دون تو یہ مجھسے کبھی ہونا نہین اور تم سچ کہتے ہو فراشی بہت مشکل ہی اسکا بھی ایک علم ہی جب برسون انسان سیکھتا ہی تو کہین کچھ کام کرنے لگتا ہی خیر اگر اور کچھ تمسے نہ ہوگا تو اتنا تو ہوگا کہ جو مین کہون وہ کردو سبنے جواب دیا کہ ہان اسکی قباحت نہین جو تم ہمین بتاتے جاؤ وہ ہم انجام دیتے جائین غرض صاحبقران دوران آستینین چڑھا کمر دامن گردان کو مستعد ہوئے وہ بھی پانچون شخص آمادہ ہوئے بارگاہ فلک اشتباہ حضرت آدم صفی اللہ علی نبینا علیہ السلام کی استادہ کرکے باقی خیمے ڈیرے اور بازار وغیرہ عمرو نے جنات سے استادہ کرائے تمام راوٹیان اور سایبان سفید کپڑے کے تھے القصہ پہر رات گئے تھے تک سب خیمے برپا ہوگئے دکانین آراستہ ہوگئین کٹورا کھنکنے لگا بازار گرم ہوا جلد اشیا بکنے لگین اب جو اُس خیمۂ فلک رفعت کو دیکھا تو قدرت خدا نظر آئی مسدس

تھا خیمہ آسمان کلس تھا کہ چاند تھا
بالائے عرش قمقمہ جلتا تھا نور کا
تشبیہ تو یہ پائی طبیعت کے زور نے
تار شعاع مہر تھی تشبیہ ہر طناب
باد صبا کا بھی نہ گذر زینہار تھا
تھا خیمۂ امیر کا قبہ کہ آفتاب

ای دل جو اسکو برج تجلی کہا تو کیا
سدرہ سے چہرہ اپنا نکالا ہی حور نے
تھے رشتہ ہائے نور طنابون مین خیمہ کے
چارون طرف کو حفظ خدا کا حصار تھا
تھا زیب طور عکس کلی قدرت خدا
دو وقت تھا نگار وہ خیمے کی آب و تاب

اسی طرح اور سب خیمے ڈیرے بارگاہین بچھونے راوٹیان اسکین اپنی اپنی جلوہ گری دکھا رہی تھین امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ سبحان اللہ خواجہ شب بسر کرنے کی کیا خوب تدبیر نکالی ہی مگر ای خواجہ اگر آج زندہ بچے تو کل کسی طرح نہین بچے شعر

دنیا سے تب بچین اب ہم سفری ہین ✤ جو دم ہی غنیمت ہی چراغ سحری ہین ✤

عمرو نے عرض کیا اے شہریار آپ یہ نا ارشاد کیجیے خدا کو یاد کیجیے وہ خالق برحق اور قادر مطلق ہی ایک دم مین کچھ کا کچھ کر دیتا ہی اُس سے ہر دم امید فضل و کرم کی رکھیے شعر نہین فضل کرتے اُسے لگتی بار ✤ نہ ہو اُس سے مایوس امیدوار ✤ کیسے کیسے رنج و مصائب پیش آئے ہین مگر خدا نے دفع کر دیے ہین اب بھی وہ دفع کر دیگا ہمین اور آپ کو اس بلا سے نجات دیگا صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ہان خواجہ عمرو جو تم کہ رہے ہو بیشک و لاریب یونہین ہی اُس سے امید فضل و کرم کی رکھنا چاہیے اور خیال تو کرو کہ اگر مجھکو اُمید اُسکے فضل و کرم کی نہ ہوتی تو مین چاہ الماس مین اس لکاتہ و ماہ جادو کے مقابلے کو کیونکر آتا مجھے تو ہر وقت اور ہر ساعت اُسی کے فضل و کرم پر تکیہ ہی اور اُسی کی ذات پاک کا بھروسا ہی اور یہ کلمات جو مین نے تمسے اسوقت حالت اضطراب اور کیفیت یاس و ہراس مین بیان کیے یہ فقط مقتضائے بشریت تھا اور کیا مین جانتا ہون کہ وہ معبود بے نیاز مسبب الاسباب مدد گار ساز ہی از ابتدا تا ایندم اگر اُسنے میری مدد نہین کی تو کیا بھلا اور کسی کی بھی قوت و طاقت اور مجال ہی کہ مدد کرے شعر دو جہان مین ہے تو رب العالمین ✤ ایک پتا ہل نہین سکتا کہین ✤ یہ باتین کرکے سرگروہ خدا پرستان امیر حمزہ صاحبقران نے وضو کیا نماز پڑھی بعد اوراد و وظائف کے دعا مانگنا شروع کی کہ ای رب الارباب واے مسبب الاسباب تو ہی ان دشمنون مین میری جان و آبرو کا نگہبان ہی اور اگر تیری راہ مین کام آئے تو سر بھی قربان ہی ان کافرون پر مجھکو فتح دینا مجھشمون مین عزت رکھ لینا مسدس

عروج خالق لیل و نہار دے مجھکو
بحق وقار محمد وقار دے مجھکو

سنبھال دونون جہان کے سنبھالنے والے
پناہ دے مجھے ای میرے پالنے والے

بسایۂ رحم و کرم ذوالجلال فرمایا
ریاض دہر مین کیا کیا نہال فرمایا

قصور اوکسی کا اگر ذرا کرتا
کیا جو تونے یہ کوئی نہ اے خدا کرتا

غم خزان نہ سرو بہار باقی ہین
یہ مرحلے ابھی پروردگار باقی ہین

زمانے مین بیجرم پناہ مین ہوگا
ہجوم حشر مین مار سیاہ مین ہوگا

زمین قبر کو چرخ کہن بنا دینا
سرا کو صحن جنان کا چمن بنا دینا

جو چشمہ شست ہے دولت سے تیری رحمت کی
کہونگا مین یہی معبود نے عدالت کی

اٹھاون سر کو خجالت سے غیر ممکن ہے
فرار تیری حکومت سے غیر ممکن ہے

کہے مین حرم سراسر حجاب آتا ہے
دعا مین بھی مجھے داد حجاب آتا ہے

کریگا کوئی بھلا کیا برابری تیری
زبان نہین جو کہون بندہ پروری تیری

قریب سب سے ہے تو سب سے ہے جدا مالک
کسی کو دخل تری سلطنت مین کیا مالک

عجب فقیر ہون مین در کا ہے عجب محتاج
غنی ہے تیری فقط ذات سب ہین محتاج

مجھے اعتبار نہین اعتبار دے مجھکو
خزان مین رنگ بہار دے مجھکو

گناہگار ہون محبوب شرمسار ہون مین
ترے ہی فضل و کرم کا امیدوار ہون مین

حزین کو مصیبت کے ٹالنے والے
سفر نجات کی صورت نکالنے والے

رحیم کون ہے تجھسا بھلا جہان جاؤن
بتا مجھے ترے در کے سوا کہان جاؤن

کیے قصور نہ تونے خیال فرمایا
قبول طالع جاہ و جلال فرمایا

دیا وہ نام کہ پردہ مین امیری کی
کہان کہان تری رحمت نے دستگیری کی

تری قسم نہین معلوم حال کیا کرتا
خطائین مجھکے یہ آبرو عطا کرتا

رحیم و غفار و ستار نام تیرا ہے
گناہگار کو بخشے یہ کام تیرا ہے

ملال کہ نزع نہیب مزار باقی ہین
کمال صدمۂ روز شمار باقی ہین

نہ آشکار کسی عیب کو کیا تونے
اگر خطا کے دامن رحمت چھپا لیا تونے

سفر ضرور ہے کیا حال راہ مین ہوگا
بیان قہر سزائے گناہ مین ہوگا

کوئی یہان نہ وہان آبرو بچائیگا
جہان بچائیگا اللہ تو بچائیگا

ستارے نقطۂ حرف کفن بنا دینا
لحد کو جلوہ گہ انجمن بنا دینا

رحیم دو منزل وحشت جو نور تیرا ہو
شعاع شمس فلک قبر کا اندھیرا ہو

کہ مجھکو سیر دکھائیگا باغ جنت کی
گیا جو نار مین تو جا نہین شکایت کی

مرے گناہ سے گو ہر بشر کو سکتہ ہے
جو بخشدے تو کوئی تجھکو روک سکتا ہے

ٹھہرون نہ تیری حکومت سے غیر ممکن ہے
امید قطع ہو رحمت سے غیر ممکن ہے

گناہگار بھلا جائیگا کہان تیرا
زمین تیری ہے معبود آسمان تیرا

مآل سوچ کے اکثر حجاب آتا ہے
مجال عرض ہو کیونکر حجاب آتا ہے

جو چلیے موت کے مین خلق کے بہانے مین
عجب عجب ہے تری قدرت کے کارخانے مین

کرے ذات پاک سے سب سے ہے برتری تیری
جلا رہی ہے مجھے فیض گستری تیری

ڈبیے اور سبھون کی زبان پر آتا ہے
بگاڑتا ہے یہ بندہ خدا بناتا ہے

گدا کو شاد کرے شاہ کو گدا مالک
بنا دیا جسے چاہا شاہ دیا مالک

امیدوار ہین سب کارسازی کے
نثار ہون مین تری شان بے نیازی کے

کریگا کیا کسی محتاج سے طلب محتاج
ترا فقیر کسی کا بھلا ہے کب محتاج

کسی کے سامنے کب ہاتھ پھیلاتا ہون
تجھی سے مین اور سر رحمت لگاتا ہون

اور لوگ بھی نماز مین پڑھ پڑھ کے گریہ وزاری کرنے لگے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے دعا مین مصروف ہوئے جن ساحرون کو ماران فیل گوش نے خبر کے واسطے بھیجا تھا انھون نے جو دیکھا کہ بارگاہ خلاف جاہ ایستادہ ہے جیسے سو کلس مرصع مانند ستارون کے درخشان ہین دور تک خیمے برپا ہین بازارین آراستہ ہین حیران ہوئے اسمین کہ گرد بارگاہ جاہ المامس کے اندر کیونکر آئی اور یہ تمام اسباب خیمہ و خرگاہ کون لایا آخر کار ماران اور تیر سے جاکے سارا حال بیان کیا کہ ہمنے تو سنا تھا کہ حمزہ تن تنہا بے سروسامان چاہ المامس مین آیا ہے مگر یہ غلط تھا

وہان تو ایک بارگاہ عرش جاہ آراستہ ہی گرد و پیش اُسکے اور بہت سے خیمے ڈیرے راؤٹیان اسکین بچوبے استادہ ہین بازارین لگی ہوئی ہین سب چیز لبت بک رہی ہی کٹورہ کھنک رہا ہی سامان شاہانہ اور کارخانۂ خسروانہ معلوم ہوتا ہی انھین بھی دیکھ کے حیرت ہوئی کہ ابھی ہمنے بچشم خود دیکھا تھا کہ حمزہ صرف پانچ سوار ایک پیادے کیساتھ اس میدان مین درختون کے نیچے کھڑا ہوا تھا یا اب یہ سامان کہان سے نظر مین آتا ہی کیا تم جھوٹھ کہتے ہو بھلا چاہ الماس کے اندر اسقدر خیمے ڈیرے بازار وغیرہ کیونکر آئے کون لایا کسنے آراستہ کیا تمیز جادو نے کہا کہ مین پہلے ہی کہتا تھا کہ حمزہ تن تنہا اتنی بڑی مہم پر کیونکر آیا ہوگا تمھین اس بات کا ناحق تعجب ہی مالک عالم اور دنیا و دنیا مطیع حمزہ ہی جن و پری جادوگر سب پر وہ عالم ہی اور اُن ہرکارون نے عرض کیا کہ اگر غلامون کا عرض کرنا باور نہین آتا تو مرد رشید اور کسی کو بھیجکر دریافت فرمالین ہمارا جھوٹھ سچ معلوم ہو جائیگا تمیز جادو نے ماران سے کہا کہ انکی یہ تاب و طاقت نہین ہی کہ ایسی خبر جھوٹھ بیان کردین ماران نے پوچھا کہ جب بارگاہ ایسی استادہ ہی تو فوج بھی بیشمار ہوگی ہرکارون نے ہاتھ باندھ کے جواب دیا کہ پیر و مرشد یہ سب سامان تو ہمنے دیکھا لیکن سوا اُن سات آدمیون کے آٹھوان آدمی ہمین کوئی نہین نظر آیا تمیز جادو نے کہا کہ اے ماران جادو فوج و لشکر کمینگاہ مین ہوگا اور اگر فوج و لشکر نہین ہی تو یہ سات آدمی کیونکر اتنا سامان و اسباب لائے کچھ عقل مین نہین آتا ضرور انکی فوج و سپاہ کہین نہ کہین پوشیدہ ہی ماران جادو نے کہا خیر صبح کو جیسا کچھ ہوگا معلوم ہو جائیگا غرض کہ رات بھر تو یہ خواب خرگوش مین گرفتار رہے اور یہی آپسمین گفت و شنید رہی

مسدس

چمکا جو دشت جنگ مین تاج خروس صبح
آغوش دیو شام سے نکلی پری صبح
بھاگا خدیو شب رخ سیاہ فام کرکے
روپوش تارے ڈر کے ہوا ماہتاب
پردۂ چشم مہر سے شب کا اٹھ گیا
مہر سپہر نے جو اٹھایا نقاب شب
مرغان صبح کہنے لگے داستان صبح
جب چرخ پر نظر شفق صبح آگئی
آئے نظر تمام جہان مین نشان صبح

ویران تمام بزم شب بادۂ صبح
پیکے چراغ بزم سے پروانے اڑ گئے
تھا تخت آسمان کے سن پر جلوس صبح
ہوگیا قضائے ملک میں خفاش شب
ڈر سے کھینچا ساحر گردون کا
بھاگا جو نور صبح ہوا گم سحاب شب
عنقائے مغربی نے لیا آشیان صبح
رستم کی تیغ دیکھ کے سب تھرتھرا گئی
تھا نور آفتاب سے روشن جہان صبح

ماران فیل گوش اور تمیز جادو جو بیدار ہوئے سُنا کہ سواری شاہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کی آتی ہی جب اُٹھے منھ دھویا کپڑے پہنے تنون پر سلاح جنگ آراستہ کیے استقبال ملکہ کے واسطے دوڑے ادھر حمزہ صاحبقران نے نماز صبح پڑھکے عمرو بن امیہ ضمری سے فرمایا کہ خواجہ شب تو خدا نے بخیر و خوبی اور بے کھٹکے بسر کردی مگر اب کہو کیا ہوگا خواجہ نے التماس کیا کہ یا صاحبقران زمان آپ نے فرمایا تھا کہ کوئی ایسی تدبیر کرو کہ کسی طرح بخیریت تمام رات کٹجائے رات تو تدبیر سے گذر گئی اب مین کیا کرون موت کا سامنا ہی اب میرے کیے کچھ نہین ہو سکتا ہی فرمایا خیر کچھ اندیشہ نہین ہی جس خالق و مالک نے شب بعیش و آرام کاٹ دی وہ دن بھی کاٹ دیگا شعر

مشکلے نیست کہ آسان نہ شود ٭ مرد باید کہ ہراسان نہ شود ٭

اگر زندگی ہی تو کوئی ہمارا کچھ نہ کرسکیگا خراب خیمے سے باہر چلو میدان مین نکلو عمرو نے عرض کیا ابھی باہر نہ تشریف لیجائیے اور رہیو دایہ زنگی سے کہا کہ تم دم سے لشکر کفار کو دیکھو کہ کس خیال مین ہین کیا کر رہے ہین رہیو دایہ سُنکے دوڑتا ہوا باہر گیا دو گھڑی کے بعد پھر کے آیا ملتمس ہوا اے شہریار فلک اقتدار سواری ملکہ دمامہ جادو کی آتی ہی سب اُسکے استقبال کے بند و بست مین ہین فرمایا چلو ہم بھی دیکھین کہ وہ لکا کس طرح آتی ہی یہ سُنکے صاحبقران اشقر دیو نژاد پر

بسم اللہ کہکے سوار ہوئے شہزادہ نجاور سپاہ اور کرب غازی اور مقبل وفادار اور ابو الہول ہمراہ رکاب
ہوئے عمرو کو زنبیوش کا پکڑے ہوئے ساتھ تھا خیمے سے باہر نکلے تماشا دیکھنے لگے دیکھا کر جوق جوق گروہ گروہ
انبوہ انبوہ پیچھے پیچھے غول کے غول ساحر چلے آتے ہین اور پرا باندھ باندھ کر کھڑے ہوتے جاتے ہین اور سردار
اُنکے بشکل مہیب و بہیئت عجیب اژدرہاے آتش فشان پر سوار آنکھون سے کانون سے ناک سے منھ سے
ہاتھون سے شعلہاے آتشین چھوڑتے ہوئے چلے آتے ہین دن بھر ساحرون کی آمد رہی جب چار گھڑی دن باقی
رہا تخت دمامہ جادو کا نمایان ہوا دیکھا کر تمام تخت الماس نگار اور رنگ کے نیچے چار شیر ببر آتشین لگے ہوئے تھے
شعلے آگ کے اُنکے مُنھ سے نکل رہے تھے اور چار طاؤس زمردین کہ آنکھین اُنکی یاقوت احمر کی تھین پایون الماس
کے تھے تخت کے چارون کونون پر ناچ رہے تھے اور دمامہ جادو کے سر تخس پر ایک تاج سات کنگرون کا رکھا
ہوا تھا کہ ہر کنگرے سے ایک شعلہ آگ کا نکلتا تھا اور بشکل انسان ہو کر صدا دیتا تھا کہ یا خداوند سامری یا جمشید
یا خداوند زردہشت اور یہ صدا دیکے وہ شعلہ آتشین غائب ہو جاتا تھا آگے آگے تخت کے کچھ ساحر کافر گھنٹے بجاتے
ہوئے ناقوس پھونکتے ہوئے جھانجھ بجاتے ہوئے تعریف سامری و جمشید زردہشت کی کرتے ہوئے چلے آتے
تھے ماران فیل گوش اور تمیز جادو نے دوڑ کے بصد ادب و بہزار تعظیم و تکریم پایۂ تخت کو بوسہ دیا پھر قدمون
کو ملکہ کے چوما غرض مع نو لاکھ جادوگران ہمراہی کے سواری ملکہ دمامہ جادو کی آئی بارگاہ جمشیدی مین داخل ہوئی
تخت شاہی پر بیٹھی تمام جادوگران نامی گرد و اطراف مین جمع ہوئے اپنے اپنے دنگلون کرسیون پر سلام کر کر کے
بیٹھے اُن دنگلون اور کرسیون کی یہ صورت ہے کہ ہر کسی مین چار شیر آتشین لگے ہوے ہین اور شیرون کے مُنھ سے
شعلہ آتش نکل رہے ہین کسی کے دنگل مین اژدہاے آتشین لگے ہوئے ہین کسی مین فیل آتشین لگے ہوئے ہین کسی ساحر
کی انگلیان مانند پنجشاخے کے روشن ہین کسی کے مُنھ سے شرارے نکل رہے ہین کسی کی ناک مین سے دھوان اٹھ
رہا ہے کسی کے کانون مین سے بخار نکل رہا ہے کسی کے سر پر عوض مین بالون کے بڑے بڑے کالے سانپ لپٹے
ہوئے ہین کسی کی پیشانی پر دو بچھو بجاے ابرو بیٹھے نیش زنی کر رہے ہین اور کسی ساحر کی آنکھین مثل شعلہاے
جہنم کے چمک رہی ہین کسی کا مُنھ مثل جہنم کے کھلا ہوا ہے اسمین سے شعلہ آتشین نکلے آسمان تک بلند ہوتے ہین
ہاتھون مین تصویرین سامری و جمشید و زردہشت کی لیے ہوئے گلے مین مردون کی ہڈیون کے مالے پڑے ہوئے
ہاتھون پر سیندور کے ٹیکے دیے ہوئے بازوؤن پر چندن اور سیندور لگا ہوا غرض جب وہ نو سو جادوگر سردار نو لاکھ
جادوگرون کے اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے جام شراب گردش مین آیا ملکہ دمامہ جادو نے پوچھا کہ اے ماران کچھ
حال مددگاران حمزہ کا معلوم ہوا کہ کون کون لوگ اُسکے شریک ہین کن کن لوگون کے بھروسے پر اُسنے ایسے معرکۂ عظیم کا
ارادہ کیا ہے ماران نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ اے شہنشاہ ساحران خداوند سامری و جمشید حضور کے اقبال سے تو
غلام نے تو کل ہی چاہا تھا کہ حمزہ کو گرفتار کرون مگر تمیز جادو مانع ہوا کہ ہم حمزہ کو گرفتار نہ کر سکینگے وہ تنہا
نہین ہے اُسکے معین و مددگار پوشیدہ ہونگے حالانکہ ایک حمزہ اور پانچ رفیق اُسکے اور ایک عیار کے سوا اُنکے اور
کوئی نہین معلوم ہوتا اور جو یہ فرمایئے کہ جن پری حمزہ کے شریک ہین اگر وہ شریک اُسکے ہوتے تو بھی ہمین معلوم ہو جاتا
اگر کوئی ساحر ہوتا تو وہ بھی ہمپر ظاہر ہوتا مگر عمرو بن امیہ ضمری کہ لوگ اُسے کشندۂ کافران و سر بہ بند پہلوان
کہتے ہین وہ بڑا عیار بے نظیر اور صاحب تدبیر ہے اُسنے کہین سے یہ اسباب لا کے مہیا کیا ہے شان و شوکت حمزہ
کی بڑھائی ہے اسدرات کو ہم ساحرون سے بچایا ہے لیکن اے ملکہ اگر آپ تامل کیجیے گا تو یہ خیال ہے کہ حمزہ شخص

جلیل القدر ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی مدد گار اسکا آجائے اور اُس سے لڑائی پڑ جائے بنا بنایا ہوا کام بگڑ جائے ابھی اسکا گرفتار کر لینا آسان ہی نظم

دگر ہمچنان روزگار سے ہلی	درختے کہ اکنون گرفت است پاے	بہ نیروے شخصے برآید ز جاے
چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل	بگردونش از بیخ بر نگسلی	سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل

جلدی حمزہ کا کام تمام کیجیے تساہل و توقف کو نہ دخل دیجیے تمیز جادو نے کہا کہ ای شہنشاہ جادوگران ماران جادو جو کچھ کہتے ہیں بجا ہی میں نے بیشک انھیں روکا تھا مگر اب تک کوئی مدد و معاون حمزہ کا معلوم نہیں ہوا اب جب چاہیے گرفتار کر لیجیے لیکن میری عقل میں یہی آتا ہی کہ حمزہ تنہا نہیں ہی ضرور اسکے مدد گار پوشیدہ ہیں ماران جادو نے کہا ای تمیز جادو تم اب تک وہی گمان کرتے ہو خیر ای شہنشاہ جادوگران میں خود حمزہ کی خبر لینے کو جاتا ہوں جو کچھ کیفیت ہی مفصل دریافت کر کے ابھی آتا ہوں تمیز جادو نے کہا جائیے مگر ذرا سمجھ بوجھ کے جائیے گا کہیں اُسکے عیار عمرو کے پھندے میں نہ آئیے گا ہر کلدین نے گزارش کیا کہ پیر و مرشد اندر بارگاہ کے نہ تشریف لیجائیے گا باہر ہی باہر سب کیفیت دریافت کر کے چلے آئیے گا نہیں معلوم بارگاہ میں کیا ہی کہ جو اندر جانے کا قصد کرتا ہی لوگ اُسپر گرز لے لیکے دوڑتے ہیں اندر نہیں آنے دیتے تمیز جادو نے کہا ای ملک شا حضور نے میرا گذارش کرنا جھوٹھ تو نہیں ہی حمزہ ایسا بیوقوف خارج العقل نہیں ہی کہ آپ ایسی شہنشاہ ساحران سے تن تنہا سامنا کرنے کو آئے ملک دمامہ جادو نے جواب دیا کہ ای تمیز جادو جب میں نے حمزہ کو اسیر کیا تھا تو کوئی حمزہ کا شریک نہ تھا اب کہاں سے لوگ آگئے ماران جادو نے کہا خیر اب تو میں جاتا ہوں جیسا کچھ ہوگا دریافت کیے آتا ہوں یہ کہکے کچھ اسم سحر پڑھکے زمین پر لوٹا اور فوراً لوٹ پوٹ کر ایک کبوتر کی صورت بنگیا اڑکر روانہ ہوا اور آگے سامنے بارگاہ حضرت آدم صفی اللہ علے نبینا و علیہ السلام کے قائم ہوا اور چاہا کہ اندرون بارگاہ جائے موکل گرز لے لیکر دوڑے کچھ دور اڑکے بیٹھ گیا مگر اتنی دور بیٹھا کہ باتین کہنے کی آواز اسکے کان میں آتی تھی یہان امیر حمزہ صاحبقران اور عمرو وغیرہ سواری ملک دمامہ جادو کی دیکھ بھال کے پھر کر بارگاہ میں آئے تھے امیر باتوقیر عمرو سے کہ رہے تھے کہ رات کو تو تمھارے حسن تدبیر سے اور دن کو آمد دمامہ جادو کی رہی اس سبب سے کوئی ہماری طرف مخاطب نہیں ہوا آنکھ بھر کے بھی ہمکو نہ دیکھا مگر اب کہانتک بچے رہینگے عمرو عیار نے عرض کیا کہ ای صاحبقران اگر آپ تمام عمر اس بارگاہ کے اندر یونہیں بیٹھے رہیے تو کوئی آپ کا کچھ نہ کر سکے صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ یہ تو سچ ہی مگر یہ تو کہو کہ جسوقت اُدھر سے کوئی طبل جنگ بجا کے میدان میں آیا اور مجھے للکارا تو میں کیونکر بارگاہ میں نامرد بنا بیٹھا رہونگا آخر اُسکے مقابلے کو جاؤنگا گرفتار ہونگا مارا جاؤنگا آج کی شب تو البتہ اور محفوظ ہوں کل کسی طرح نجات کی صورت نہیں معلوم ہوتی مثل مشہور ہی کا غذ کی ہنڈیا آج نہ ڈوبی کل ڈوبی صبح کو یہی گو یہی میدان ہی ہم ہیں انبوہ ساحران یہی تم سر برندہ جادوگران ہو کوئی ایسی تدبیر نکالو کہ دمامہ جادو کے شر سے نجات پائیں عمرو نے عرض کیا میں خود کل سے آمادہ مرگ و مہیاے قضا بیٹھا ہوا ہوں آپ نے مجھے لا کے خراب کیا یہاں کچھ میری عیاری کام آتی ہی نہ کوئی فطرت پیش جاتی ہی دمامہ جادو ایک علامہ دہر آفت روزگار ہی میں اُسکی شکل دیکھکے کانپنے لگتا ہوں تمام جسم میں میرے لرزہ پڑ جاتا ہی عیاری کرنا تو شی دیگر ہی خدا مددگاری کرے تو اُسکے شر سے نجات ملے ورنہ کوئی صورت بچنے کی نظر نہیں آتی ماران فیل گوش یہ گفتگو پاس ہی اس کی سُنکے پکارا کہ حمزہ معلوم ہوا اب چال تیرا کھلگیا تو ہی بے سر و سامانی کے عوض پر ہماری ملک سے چاہ الماس میں لڑنے آیا تھا اگر آج بچگیا کل ہمارے ہاتھ سے کہاں جائیگا صبح ہونے دے دیکھ تیرا

کیا حال کرتے ہین بس یہ صدا دیکے اُڑ گیا عمرو نے کہا صاحبقران غضب ہوا کوئی ساحر جاسوسی کو آیا تھا ساری
کیفیت سُنکے چلا گیا امیر نے کہا اگر وہ سن گیا ہی تو کیا اندیشہ ہی جو خدا چاہیگا وہ کریگا تم تردد و تشویش بیکار ہی وہ مالک و مختار
ہی اُسی کو اختیار ہی یہ باتین کرکے خاصہ تناول فرمایا عمرو وغیرہ نے بھی کھانا کھایا جب کھانے پینے سے فرصت ہوئی
سب کے سب نمازین پڑھنے لگے گریہ و زاری و نالہ و بیقراری مین مصروف ہوئے دعائین مانگنے لگے لیکن اُدھر جو
ماران جادو دمامہ جادو کی خدمت مین آیا تمام حال بیان کیا اور کہا کوئی یار و مددگار حمزہ کا نہین ہی محض
تن تنہا ہی گفتگو یاس و ناامیدی کی کر رہا ہی اسکے دل کو یقین کامل حاصل ہو گیا ہی کہ کل ہمارا اثر در خاتمہ ہو جائیگا
تمیز جادو نے کہا کہ در حالیکہ وہ اکیلا ہی اور کوئی یار و مددگار اسکا نہین تو تم اُسے کیون نہ پکڑ لائے ماران نے جواب دیا
کہ اندر بارگاہ کے کوئی ساحر نہین جا سکتا مین نے ہرچند قصد کیا تھا کہ اندر بارگاہ کے جاؤن مگر لوگ گرز آتشین لیے ہوئے
دوڑے مین نے اُنپر سحر کیا سحر نے کچھ نہ اثر کیا معلوم نہین وہ کون لوگ ہین جنپر میرا سحر نہ چل سکا تمیز جادو نے کہا وہ
وہی لوگ ہین جنکو ہم سمجھے ہوئے ہین ماران نے جواب دیا کہ ای تمیز جادو وہ لوگ فقط بارگاہ کے اندر کی نگہبانی
کر سکتے ہین حمزہ بارگاہ کے باہر آیا اور ہمنے اُسے گرفتار کر لیا دمامہ جادو نے کہا کہ اگر یہی حال ہی کوئی اندرون
بارگاہ سے اُسے گرفتار نہین کر سکتا تو وہ باہر کیون آنے لگا ماران جادو بول اُٹھا کہ جی ہان مین نے یہ بھی سنا تھا
کہ عمرو عیار نے حمزہ سے کہا کہ جب تک آپ کے معین مددگار رہتے ہین آپ بارگاہ سے باہر نہ نکلیےگا اور اگر یہان عمر بھر
بیٹھے رہیےگا تو کوئی آپ کا بال نہ بیکا کر سکیگا اسپر حمزہ نے جواب دیا کہ ای خواجہ مجھسے یہ کبھی نہ ہو سکیگا کہ مین بارگاہ
مین چھپا بیٹھا رہون جب حریف مجھے للکاریگا مین جا کے بے تامل اُس سے سامنا کرونگا کبھی چھپ کے نہ بیٹھونگا
لہذا ای ملکہ آج آپ طبل جنگ بجوائیے صبح کو چلکے اُسے للکاریے جب وہ بارگاہ سے باہر آئے فوراً گرفتار کر لیجیے
دمامہ جادو نے جواب دیا کہ ای ماران جادو جتنے ایام نحس و شوم میرے تھے سب بفضل سامری و جمشید منقضی ہو گئے فقط
اب تین روز اور رہگئے ہین مگر یہ تین دن مجھپر ایسے سخت و صعب ہین کہ اگر انمین جانبر ہو گئی تو پھر قیامت تک
نہین مرتی اور انھین خدا پرستون نگوڑمارون سے مجھکو اپنی جان کا کھٹکا ہی علی الخصوص حمزہ و عمرو سے مین نہایت
ہی خائف و ترسان ہون ماران جادو نے عرض کیا کہ آپ ایسے ایسے خیالات فاسد دل مین نہ لائیے کچھ خوف و خطر نہ
فرمائیے صبح کو ان سب اجل رسیدون کو ہم مارے لیتے ہین آپ طبل جنگ بجوائیے القصہ دمامہ جادو نے حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین طبل جنگ بجے اُسیوقت نقارہ زنی پر چوب پڑی تمام ساحر اپنا سحر جگانے مین مصروف ہوئے لیکن آواز
طبل جنگ کی جو گوش حق نیوش سرگروہ خدا پرستان ہادی و رہنمائے مسلمانان خسرو گیتی ستان امیر حمزہ صاحبقران
مین پہونچی عمرو سے کہا کہ خواجہ دمامہ جادو پر حال ہماری تنہائی و پریشانی اور تہی دستی و بے سر و سامانی کا شاید
ظاہر ہو گیا اُسے معلوم ہو گیا کہ ہم بے یار و مددگار ہین کوئی شخص سوا ذات پاک جناب احدیت کے ہمارا
مدد و معاون نہین ہی جب تو اُسنے طبل جنگ بجوا دیا ہی ای خواجہ اب یقین ہوتا ہی کہ رشتہ ہماری حیات مستعار کا
قطع ہوا چاہتا ہی عمر بسر ہو چکا یہ کہکے عمرو کو گلے سے لگایا چیخ مار کر روئے اور کہا کہ ای خواجہ مین تمکو جبراً قہراً جاہ بلا کی اس
مین لایا تھا مجھے ہرگز یہ نہ معلوم تھا کہ اس مرز بوم شوم پر صاحبقرانی اور میری زندگانی کا خاتمہ ہو جائیگا خیر اب
تم یہان سے جاؤ اور خدمت بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ عالی گہر والا نژاد سعد بن قباد مین میری طرف سے
بعد آداب و تسلیمات کے عرض کرنا کہ اس کمترین نے ہرچند کوشش کی مگر شومی بخت سے کوئی تدبیر نہ چلی شعر

چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو | سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے

لہذا اب حضور شہر زبرجد نگار سے

دست بردداشتہ ہو کر ملک سبائل کو تشریف لیجائین وہان نزول اجلال و درود اقبال فرمائین اور ای
خواجہ تم بھی اُن چند دست و پا شکستہ کو کہ میری امید پر زندگانی کرتی ہین فقط میرے سہارے پر مرتی جیتی ہین
قلعۂ ذوالامان سے اپنے ساتھ لیکے مکۂ معظمہ کو چلے جانا کہ وہ گوشۂ عزلت اور زاویۂ عفت و عصمت مین اپنا
رنڈاپا کاٹ دینگی اور ای خواجہ سوا تمھارے اور کوئی ایسا نہین ہی جو دستگیری اُن بیچاریون کی کریگا عمرو یہ کلمات
یاس و ہراس سُنکے بے اختیار زار زار رونے لگا اور عرض کیا کہ ای شاہ شاہان ای حمزہ صاحبقران آپ یہ کیا ارشاد
فرماتے ہین خدا نہ کرے کہ یہ جان نثار ایک لمحہ بھی بعد آپ کے زندہ رہے ای مہر سپہر عزت و وقار مین ایک ذرۂ بے مقدار
تھا آپ نے مہر و کرم سے مجھے فلک ہفتم پر پہونچایا خاک سے پاک کیا جس جگہ حضور کے اشقر دیوزاد کا قدم پڑیگا اُسکے
نقش قدم پر سر عمرو بن امیہ ضمری کا لوٹتا ہوگا پہلے یہ جان نثار قدیم اپنی جان نثار اور سر اپنا حضور کے قدمون پر
قربان کریگا بعد اسکے آپ کی نوبت آئیگی اُسوقت آپ کو اس مقام خوف و خطر مین تنہا چھوڑ کے کبھی نہ جاؤنگا مجکو اپنی
جان عزیز آپ کی جان کے سامنے عزیز نہین ہی مین حضور کے ہمراہ رکاب ہون جب امیر با توقیر نے دیکھا کہ عمرو نے
ہمارا کہنا نہ مانا گرب غازی کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ ای قبۂ دین ستون اسلام تم نظر کردہ شاہ ولایت
ہو یہان سے شہر زبرجد نگار کو جاؤ بادشاہ اسلام کو قلعۂ ذوالامان پر لیجاؤ اور وہان سے ناموس صاحبقرانی کو
ہمراہ لیکر بحفاظت تمام خانۂ کعبہ کو پہونچاؤ سوا تمھارے کوئی ایسا نہین ہی کہ یہ خدمت اُس سے ادا ہو گرب امیر کے
قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ ای صاحبقران گیتی ستان آپ اگر ایسا نامرد و بزدل مجھکو جانتے تھے تو ناحق اپنے
ہمراہ رکاب لانا تھا یہین چھوڑ آنا تھا اس غلام سے یہ امید کبھی نہ رکھیے کہ اس بہانے سے چلا جائیگا جہان خدا نخواستہ حضور کا
پسینا گریگا وہان اپنا خون گرائیگا حیف ہی میری اس زندگی پر کہ اپنے آقا کو مبتلائے بلا چھوڑ کے چلا جاؤن و حیلۂ شرعی
کرکے اپنی جان بچاؤن اگر خدا نخواستہ چلا جاؤنگا تو زمانہ مجکو کیا کہیگا بھلا غلام وہ طعن و تشنیع خلائق سن سکیگا للہ رسوائی
میری گوارا نہ کیجیے مجکو پھر جانے کی اجازت نہ دیجیے شعر آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من * آن منم کاندر میان خاک و
خون بینی سرے * پس جب گرب غازی نے جواب صاف دیا امیر کشورگیر نے شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم [illegible]
کی طرف خطاب کیا کہ ای نور نظر لخت جگر تم بارہ برس کے بعد قید سے چھوٹے ہو یہان سے جاکے بادشاہ اسلام کو ہمراہ لیکے
قلعۂ ذوالامان مین پہونچاؤ اپنی مادر مہربان کو صورت دکھاؤ گیتی افروز کے دل کو شاد کرو سب کو لیجاکے مکۂ معظمہ کو
آباد کرو شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عرض رسا ہوا کہ ای جد بزرگوار کیا مین ہی ایسا نالائق ہون جو حضور مجھسے یہ
ارشاد فرماتے ہین مین تو کب کا مر چکا ہوتا حضور نے رونق افروز ہوکے مجھے زندہ کیا جان تازہ بخشی اور مین آج اس
معرکۂ عظیم مین حضور کو یکہ و تنہا چھوڑ کے چلا جاؤن یہ مجھسے کبھی نہ ہوگا آپ کے نقش قدم مین میری تربت بنیگی ہان
اگر خدا نے فضل کیا اور حضور فتحیاب ہوئے تو انشاء اللہ آپ کے ہمراہ رکاب فیض انتساب چلکے سب کو دیکھون گا
امیر غیور ناچار و مجبور ہوئے مقبل کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ای وفادار تو ہی جاکر بادشاہ حجاج کو یہ پیغام
پہونچا اور میرے ناموس کی حفاظت کے واسطے اُنکے ساتھ جا مقبل نے بہ منت ادب بستہ عرض کیا کہ ای شہریار
فلک اقتدار ایک تو غلام کی ذات بیوفا مشہور ہی دوسرے اگر آج اس معرکہ مین حضور کو تنہا چھوڑ کے
چلا جاؤنگا تو بالکل بیوفائی ظاہر ہو جائیگی نظم

کریگا خاطر رہرو کبھی نہ وہ تنہا | اسی کو [illegible] رہے نہ جسم جدا
نہ نکلے پھول بھی باغ سے بلبل شیدا | [illegible] سب کو امید انکی بھلائی کی
نہ ہوگی شمع کو پروانے کی بھی پروا | بڑی امیر ہے مقبل نے بیوفائی کی

ای مالک رقاب یہ سر حاضر ہی کاٹ ڈالیے مگر بیوفا نہ بنائیے صاحبقران اُسکی طرف سے بھی مایوس ہوئے ابو الہول دیوانہ

اور ہیو دہاے زنگی سے سخن تراش ہوے کہ ای ابو الہول اور ہیو داتم دونون نو مسلم ہو ہمارے ساتھ اپنی اپنی جان شیرین کیون گنواؤ تم اس شب تاریک مین یہان سے چلے جاؤ اور لشکر اسلام مین پہونچکر حال پرملال ہمارا بادشاہ اسلام سے کہدو کہ حمزہ یون ہاتھ سے دمامہ جادو شہنشاہ ساحران کے مارا گیا اب جیسا حضور بہتر جانین وہ کرین ابو الہول اور ہیو دا اسکے قدمون پہ گرکے عرض کیا کہ ای عاج معاج دین اسلام وای سرگروہ اسلامیان یہ تازہ غلام بدولت حضور کے حلقۂ اسلام مین آئے آپ کے باعث سے مسلمان ہوے صاحب ایمان ہوے قید کفر و ضلالت سے چھوٹے مشرف باسلام ہوے آپ نے ہمین طریقہ دین اسلام کا تعلیم فرمایا آتش دوزخ سے بچایا آپ ہمارے ہادی و رہنما ہین اب ہم آپ کو چھوڑکے کہان جائینگے انھین قدمون پر جان اپنی نثار کرینگے حضور ہی کے زیر قدم مرینگے ہمسے یہ امید نہ رکھیے گا کہ ہم آپ کے قدمون کو چھوڑکے کہین چلے جائینگے ہر وقت اور ہر حال مین شریک ہین صاحبقران نے فرمایا ابھی مین تمھارے واسطے تم سب کے چلے جانے کو کہتا تھا کہ میر تواب خاتمہ ہی تم لوگ کیون میرے ساتھ اپنی جانین مفت گنواؤ یہان سے نکلجاؤ ہر ایک نے التماس کیا کہ ای شہریار گردون وقار ہمارا آپکے بعد کہین ٹھکانا نہین ہی خدا حضور کو سلامت رکھے اور ان ملعونون پر آپ کو فتحیاب کرے ہم آپ سے پہلے جان دینے کو موجود ہین صاحبقران نے فرمایا خیر یہ شب اخیر ہی نمازین پڑھو دعائین مانگو خدا اپنا فضل کریگا غرض سبھون نے وضو کرکے پہلے نماز مغرب و عشا کی ادا کی بعد اسکے دو دو رکعت نماز حاجت کی پڑھ کے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے دعا کرنے لگے کہ ای حافظ حقیقی صدقہ اپنے فضل و کرم کا ہمین اس بلا تہ کے شر و فساد سے محفوظ رکھ اور اگر ہماری قضا آئی ہو تو ایسے مقام پر آئے کہ جہان کفن و دفن تو نصیب ہو غرض چار پہر رات رکوع و سجود تشہد و قنوت خضوع و خشوع گریہ و زاری دعا و بیقراری مین بسر کی صبح کی نماز پڑھ کے مسلح و مکمل ہوکے کفن سرون پر باندھے مشت خاک اٹھا اٹھا کر گریبانون مین ڈالی کہ ای خاک تو ہماری لحد ہو جیو اور بارگاہ سے نکلکر مرکبون پر سوار ہوکر میدان مین کھڑے ہوئے شعر

قدوہ کہ جس سے گلشن خوش قامتی نہال
ہمسر شجاع نیر اعظم سے برچھیان
کوئی جری نہ ایسا کسی غازی نے دی جلا
شمشیر دیکھلے کسی کا یہ بولا کوئی سعید
نور سحر سے گنبد خضرا کا شاید ہو رنگ
اللہ سے دعا تھی یہی ہر جوان کی

طوبا سہی صنوبر و شمشاد و نونہال
پیشانیون سے نور رسالت کے چاند ماند
ڈھالین ہاتھ کے سپر و نیزے کریان
کمرین پہ جادہ ساز کے بجے
ہنسنے کا ہو مقام کہ رونے کی ہو جا
صاحبقران پہ صدقہ ہون سب کے عمری
اچھا ہم آج چلے نہ تم سب بچے ہوئی سعید
تلوارون کے خطوط سے ہو صورت جس مین
کافور جس طرح سے کوئی سبزہ رنگ
بیٹھا غبار آکے جو ہر جا زمین کا
ای ذو الجلال ہو سحر امتحان کی
ہو دامن امیر نفقون کے ہاتھ مین

ابرو پہ ہو غازیون کے دلیر و علی نہال
سورج چراغ آئینے قرآن ہون حائل
قبضے تنے بنے ہوئے خونخوار کمان
اکڑے سبھون کے عطر وفا مین بسے
بھرو تو کس بلا مین ہی آفت کا مقتلا
ہنسنے کا دن ہی اسکے سوا کوئی اور ہی
ہو لا لیث کے ایک نہ دوسرا وحید
ہون نقش جا بجا جس شہادت لباس مین
کیسا اداس ہی فلک نیلگی سے رنگ
غل تھا دشتر کے رہا ہی کلیجا زمین کا
تا حشر گفتگو ہو بیان سے جہان کی
ہم آج شیر عاشق صادق کے ساتھ ہین

مجرا جس خنجر بران کمان ہلال
اور گلی ہوئی بجا ہو تیغ بران برچھیان
اسنے دیا جواب کہا آپ نے بجا
پرخون لباس چاہیے ہی آج روز عید
آنکھین ہر ایک مثل بوستان جنگ
صاحبقران پہ سب نثار اپنی جان کی

داہنی طرف صاحبقران دوران کے لشکر دہ شاہ مردان شیر یزدان شہنشاہ حجازی کرب غازی بائین طرف شاہزادہ

خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری مستعد جنگ قبضوں پر ہاتھ دھرے ہوئے مقبل وفادار قریب
امیر حمزۂ صاحبقران نامدار دامن گردانے آستینیں چڑھائے زین پوش کمر پر باندھے ہوئے ہمراہ اور عمرو دلیر خضری
چست و چالاک تنا ہوا اشقر دیوزاد کے برابر ابو الہول دیوانہ اور بہودائے زنگی چوب سنگی کاندھے پر رکھے
ہوئے پشت پر سات آدمیوں کا پرا اس طور سے بندھا ہوا تھا امیر حمزہ صاحبقران ہر ایک کا منہ نگاہ حسرت و یاس
سے دیکھ رہے ہیں اور رو رہے ہیں کہ اس اثنا میں سواری ملکہ دامہ جادو شہنشاہ ساحران کی نمایاں ہوئی کہ آگے
سات سو اژدرہائے آتش فشاں کہ انکی پشتوں پر علم گڑے ہوئے پھریروں پر انکے تعریف و توصیف سامری و جمشید و زردشت
کی بخط جلی لکھی ہوئی عقب میں انکے ساتھ لاکھ ساحر کوئی ہنس پر سوار کوئی قرقرے پر کوئی سارس پر کوئی مرغابی پر کوئی
طاؤس پر کوئی قاز پر اور کوئی چیتے پر کوئی ریچھ پر کوئی نیل گاو پر کوئی گینڈے پر کوئی کرگدن پر سوار چلے آتے ہیں کسی کے
منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں کسی کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلتی ہیں کسی کے کانوں سے دھواں نکل رہا ہے کسی کی
ناک سے بخار نکلتا ہے ہاتھوں میں رنگ رنگ کے سانپ بجائے تازیانوں کے لیے ہوئے قشقے ماتھوں پر جبینوں پر سیندور
کے نشان بازوؤں پر گلوں میں مردوں کی ہڈیوں کے مالے پہنے ہوئے گلوں میں ایک ایک تصویر سامری جمشید و زردشت
کی جڑی ہوئی بیچ میں تخت شہنشاہ ساحران ملکہ دامہ جادو کا چار فیل آتشیں پر کسا ہوا چتر آتشیں سر پر لگا ہوا چنور آتشیں
ہوتا ہوا لباس نہایت پر تکلف و مکلل بزر مغرق بجواہر پہنے ہوئے زرد قشقہ ماتھے پر کھنچا ہوا مانگ سیندور کا دیا ہوا تاج
سترہ کنگروں کا سر پر رکھے ہوئے کہ انکے ہر کنگرے سے ایک آگ کا شعلہ نکلتا ہے اور بشکل انسانی ہوکے آواز یا خداوند
سامری و یا خداوند جمشید کی دیتا ہے بعد اسکے خود ہی غائب ہو جاتا ہے ڈمرو بجتے ہوئے ناقوس پھنکتے ہوئے ترہیاں
اور جھانجھ بجتے ہوئے آگے اس لکاتہ کے تخت پر اسباب سحر رکھا ہوا چاروں طرف یا سامری و یا جمشید کا غل ہوتا ہوا
غرض کمال ہیبت سے سواری ملکہ دامہ جادو کی میدان میں آئی میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ آراستہ
ہوا چاروں طرف صف بندی ہو گئی دیکھا کہ سامنے سرگروہ خدا پرستان افسر اسلامیان امیر حمزہ صاحبقران
عالیشان چھ آدمیوں سے پرا باندھے ہوئے کھڑے ہیں ماران فیل گوش نے دست بستہ ملکہ دامہ جادو سے
عرض کیا کہ ای ملکہ شہنشاہ ساحران آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حمزہ اب تک تنہا کھڑا ہے نہ کوئی یار ہے نہ مددگار ہے
تمیز جادو نے ناحق کا وہم دلایا تھا عبث عبث ڈرایا تھا انھیں تو کل بسہولت و آسانی گرفتار ہو جاتا تمیز جادو
نے جواب دیا کہ ای ماران جادو اگر کل حمزہ میرے کہنے سننے کے باعث سے بچ گیا تو آج کیا ہے اب جا کے گرفتار کر لو دامہ جادو
نے بھی کہا کہ اچھا بہتر ہے دو چار آدمیوں کے واسطے لشکر کشی کرنا کیا ضرور ای ماران جادو جا کے انھیں گرفتار کر لاؤ سنتے
بہت خوب کہکے سلام کیا اور اپنے اژدر آتش فشاں کو آگے بڑھایا اور اسم سحر کا پڑھ کے کچھ بال اپنے توڑے اور انکی رسی
بٹ کے سیندور اسپر ملکے چاہتا تھا کہ صاحبقران کی طرف پھینکے امیر بالتوقیر اسوقت تہ دل سے دعا مانگ رہے تھے کہ ای پروردگار
سوا تیرے کوئی حامی و مددگار میرا نہیں ہے تو ہی اس بندۂ گنہگار کو اس لکاتہ کے شر سے بچائیگا ہنوز دعا امیر صاحبقران کی
تمام نہوئی تھی کہ قدرت قادر برحق اور ایزد مطلق سے آسمان پر ایک ٹکڑا ابر سفید رنگ کا ایک طرف سے نمایاں ہوا وہ
ٹکڑا ابر بڑھتے بڑھتے وہاں آکے محیط ہو گیا بجلی چمکنے لگی اور اس ابر سے گوہر آبدار برسنے لگے دامہ جادو نے کہا ای ماران
جادو یہ کیسی جادوگری کی آمد معلوم ہوتی ہے دیکھو تو کون سا جادوگر ہے ماران جادو حیران پریشان ہو کے دیکھنے لگا
تمیز جادو نے کہا ای ماران جادو ہم نہ کہتے تھے کہ حمزہ اکیلا نہیں ہے ضرور اسکے مددگار کہیں پوشیدہ ہیں دیکھو ہمارا کہنا
سچ ہوا یا نہیں یہ وہ مددگار حمزہ کے آگئے ابھی یہاں یہ باتیں تھیں یکایک وہ ابر پھٹ گیا اور اس میں سے چالیس ہزار

اژدر آتش فشان دکھائی دیے کہ قلاب آتشین اُنکے مُنھ سے نکل رہے تھے اور ہر اژدر پر ایک ساحر سوار تھا اور بیچ مین اُنکے
چار اژدہون پر ایک تخت کسا ہوا اُسپر ایک شخص پیر بیٹھا ہوا تاج سر پر پہنے ہوے چتر بادشاہی فرق پر تنا ہوا گرد اُسکے
گوہر آبدار برستے ہوے دکھائی دیا امیر کشور گیر نے اُس مرد پیر کو دیکھتے پہچانا کہ یہ مکلل خان جادو بادشاہ طلسم گوہر بار
باپ ادلوس جنی کا ہی اُسطرف مکلل خان نے جو صاحبقران عالی شان کو دیکھا کہ با حال پریشان کھڑے ہوے ہین
تخت سے اُتر کر دوڑ کے صاحبقران کے قدمون سے لپٹگیا اور عرض کرنے لگا کہ قبلۂ عالم حضور نے یہ کیا غضب کیا کہ
تن تنہا ایسی علامۂ روزگار آفت زمانہ کے مقابلے کو تشریف لائے دمامہ جادو بلائے عظیم ہی اور اگر اس سے
مقابلے کا ارادہ تھا تو پہلے غلام کو یاد کر لیا ہوتا پھر تشریف لائے ہوتے مگر خیر شکر ہی خدا کا کہ اُسنے ہمکو وقت پر
پہونچا دیا ادلوس نے دست بستہ ہوکے عرض کیا کہ غلام حضور کو ٹھہرا گیا تھا اور عرض کر گیا تھا کہ جب تک
غلام نہ حاضر ہوے آپ ہرگز ہرگز دمامہ جادو کے مقابلہ کو نہ جائیے گا مگر حضور نے جلدی کو کام فرمایا اور عرض کیا کہ اب
حضور خاطر جمع رکھین کچھ تردد نہ فرمائین اور جادوگر بھی حاضر ہوا چاہتے ہین اس طرف دمامہ جادو سے یاران جادو
نے عرض کیا کہ مکلل خان جادو آکے حمزہ کا شریک ہوا ہی دمامہ جادو نے ہنس کے جواب دیا کہ اسکا حال تو مین پہلے ہی
سُن چکی تھی اسی کے بیٹے ادلوس جنی نے تو میری بہن بوتیسال جادو کو مارا ہی خوب ہوا یہ آگیا مین تو اُسکی تلاش مین تھی
ابھی یہی باتین تھین کہ پھر ایک ابر آسمان پر چھایا اور اسی طرح اُس مین سے ارزوق بن مرزوق جادو بادشاہ کشمیر و
کاشغر کا مع چالیس ہزار ساحران غدار کے نمودار ہوا صاحبقران زمان کی ملازمت حاصل کی پھر ابر اُٹھا اور اُسمین سے
چالیس ہزار سفید مرغابیان نمایان ہوئین کہ ہر مرغابی پر ایک ایک ساحرہ اور آگے اُنکے ایک عورت حسینہ و جمیلہ کوئی
بیس پچیس برس کا سن و سال لباس سفید پہنے ہوے دوپٹہ کی گاتی بندھی ہوئی ہنس پر سوار دکھائی دی صاحبقران
والاشان کی خدمت مین حاضر ہوکے تسلیم بجا لائی امیر کشور گیر نے پہچانا کہ یہ محروق جادو بیٹی ہرمز بان جادو
کی اور معشوقہ ہی شیرویہ کی بس اُسکو دیکھتے ہی صاحبقران رونے لگے تصویر شیرویہ کی آنکھون کے نیچے پھرنے لگی
فرمایا کہ جب مین محروق جادو کو دیکھتا ہون بیساختہ شیرویہ یاد ہو جاتا ہی محروق نے ہاتھ باندھ کر التماس کیا
کہ یا صاحبقران گیتی ستان قسم ہی مجھے اُس جنت آرامگاہ کی روح کی جس روز سے میرے سر کا تاج کھویا گیا یعنی وہ
فردوس منزل سراے فانی سے راہی عالم جاودانی ہوا ہی یہ کنیز بے تمیز سوا حضور کے سایۂ عاطفت کے اور کوئی وسیلہ
نہین رکھتی ہی خداوندگار حضور فیض گنجور کو تا صد و سی سال با جاہ و اقبال سلامت رکھے حضور نے ایسے وقت مین بھی کنیز کو یاد
نہ فرمایا امیر نے اُسے گلے سے لگایا اور بصد شفقت و الطاف فرمایا کہ سوا عمرو بن امیہ کے اور کون یہان تھا جاتا اور
تمھین بلاتا یہ خود میرے ساتھ تھا اس اثنا مین ساحر اندر کوہ اور مار و چاہ کے میمونہ جادو وغیرہ تیس ہزار جادوگرون
کی جمعیت سے آئے ابھی امیر باتوقیر کو مجرا کرکے کھڑی ہوئی تھی کہ اور ایک ابر طاؤسی رنگ کا اُٹھا اور توسن جادو
اور طاؤس جادو بادشاہ شہر ام الجبال کے لاکھ جادوگرون سے خدمت فیض رتبت صاحبقران دوران مین
حاضر ہوے بعد اُنکے بادشاہ بنگالہ زعفران جادو چالیس ہزار ساحران تجربہ کار سے حاضر خدمت امیر ہوا بعد
اُسکے مقبل جادو برادر ملکہ جادو بادشاہ شہر عنظلی آباد لاکھ جادوگرون کو اپنے ہمراہ لیے حاضر ہوا پھر سب
ساحر طلسم جمشید اور طلسم افراسیاب اور طلسم دقیانوس اور طلسم طہمورث دیوبند اور طلسم ہیبات
اور طلسم نہر اور اسپ اور طلسم جان بن جان یعنی طلسم قہقہری اور طلسم دوازدہ برج ہفت کواکب
اور طلسم نارستان اور طلسم بلاشان سلیمانی کے متصل یکے بعد دیگرے آکے خدمت صاحبقران عالی شان مین

حاضر ہوئے قدمبوسی حاصل کی چار گھڑی دن رہے تک ساحران کی آمد لگی رہی دمامہ جادو ان سب کو دیکھ
دیکھ کے حیران ہوتی تھی اور اپنے دل مین کہتی تھی کہ مین تو حمزہ کو تنہا سمجھے ہوئے تھی مجھے کبھی یہ گمان بھی نہ تھا
کہ لاکھون جادوگر اسکی مدد کو آجاوینگے کبھی تمیز جادو کی طرف مخاطب ہوکے کہتی تھی کہ ای تمیز جادو تو ہی نے
سچ کہا تھا کہ حمزہ کے مددگار پوشیدہ ہین پوشیدہ ہو تھا کیسا آج تو دل کے دل جوق کے جوق گروہ کے گروہ حمزہ کے
مددگار آرہے ہین یہ بڑا زبردست بادشاہ ہی کہ اتنے ساحر اسکے مطیع و فرمانبردار ہین مین نے تو اُسکا اسم اعظم اسی
خیال سے بند کر دیا تھا کہ یہ محض بیدست و پا ہو جائیگا مجھسے لڑ نہ سکیگا میری اطاعت اور فرمانبرداری کریگا یہ
تھوڑی جانتی تھی کہ اتنے مددگار اسکے آجاوینگے اگر مین یہ جانتی تو جیسے مین نے گرفتار کیا تھا خیرہ حیرت مین قید
نہ کرتی فوراً قتل کر ڈالتی تو آج کاہے کو یہ دن اُسے نصیب ہوتا پھر کبھی اپنے دل مین پیچ و تاب کھا کے آزردہ ہو کے
کہتی تھی کہ ای تمیز جادو یہ سب تیرے باعث سے ہوا تو نے مانع ہو کے حمزہ کو قوت دلوائی پہلے حمزہ تنہا تھا اُسکو
ماران جادو وطرفۃ العین مین گرفتار کر لیا اور اب تک تو مار بھی ڈالتا نام و نشان کہین اسکا باقی نہ رہا ہوتا اور بھلا
اب یکا یک کوئی اُسے کیونکر گرفتار کر سکتا ہی اب تو اُسکے پاس میرے لشکر سے بھی دو گنا چو گنا لشکر جمع ہو چکا ہی ای
تمیز جادو تیری صلاح پر جو چلے وہ خراب ہوا اگر تو میرا قدیم ملازم نہ ہوتا تو اسوقت بہت بُری طرح مین تجھسے پیش آتی
تمیز جادو نے عرض کیا کہ ای ملکہ فرمانا آپ کا بجا ہی زمانے کا یہی دستور و قاعدہ ہی کہ اگر تدبیر بن پڑی چار طرف
واہ واہ ہو گئی اور اگر کام بگڑ گیا بس اُسکے گلے مین طوق لعنت کا پڑ گیا حمزہ کی زندگی تھی اور میری قسمت مین یہ
روسیاہی بدی تھی اس سبب سے یہ بات میرے مُنہ سے نکلی دمامہ جادو یہ سُنکے چپکی ہو رہی اور کہا کہ خیر اگر یہ
جادوگر آئے ہین تو میرا کیا کرینگے جس طرح پروانون کا ہجوم شمع انجمن کا کیا کر سکتا ہی آخر خود ہی سب جل جل کے
ہلاک ہوتے ہین اسی طرح یہ سب علف شمشیر آبدار ہین ایک سحر مین ان سب کو غارت کر دونگی اور خوب ہوا کہ آج
یہ سب کے سب حمزہ کی مدد کو آگئے اس سے دوست و دشمن کا حال معلوم ہو گیا یہ سب شادی و غمی مین برابر شریک
ہوتے رہتے تھے ہم جانتے تھے یہ ہمارے ہم مذہب و ہم مشرب ہین سب ہمارے دوست ہین آج مفصل معلوم ہوا کہ
یہ سب خدا پرست ہین حمزہ کے طرفدار ہین مین ان سب کو مار ڈالونگی ایک کا بھی نام و نشان باقی نہ رکھونگی کیا
یہ لوگ مجھکو مانند ساحران ام الحبال اور عظلی آباد کے سمجھے ہین دیکھو تو مین بھی کیسا انھین تباہ و برباد کرتی ہون
کہ کوئی انکا نام بھی نہ جانیگا غرض یہ باتین کر کے کمال رنجیدہ خاطر کبیدہ میدان سے پھر کے اپنے خیمے مین گئی اُدھر جتنے
تمام ساحران مطیع اسلام کے استادہ ہوئے صاحبقران عالیشان آکر بارگاہ حضرت آدم صفی اللہ علی نبینا وعلیہ السلام
مین داخل ہوئے دنگل پر بیٹھے جادوگر گرد و اطراف مین دو رویہ باندھ کے جمع ہوئے الوس جنی نے ہاتھ باندھ
کے عرض کیا کہ ای شہریار غلام جسوقت سے حضور سے رخصت ہو کے گیا چار طرف جا جا کے سب کو حضور کے حال
سے آگاہ کیا سب موجود ہین پوچھ لیجئے ہر ایک نے گواہی دی کہ جی ہان حضور یہ بجا کہتے ہین انھون نے اس معرکہ
عظیم کے حال سے مطلع کیا ورنہ ہمین تو معلوم بھی نہین تھا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای الوس جنی تم
ایسا یار وفادار سر فروش حق نیوش جانباز دوست مساز کہان پیدا ہوتا ہی تم نے وہ کار نمایان کیا کہ کسی سے نہ ہوگا
ای الوس جب ہمکو فرامرز قارن عدلی نے عقابین پر چڑھایا ہی تو عمرو بھی ہر روز دن بھر دوڑتا تھا تمنے دیگر
سردارون کو جا جا کر خبر کرتا تھا اور جب شام ہوتی تھی تو ہمین آکے کھانا کھلاتا تھا یا تھک کر دوڑتے دوڑتے اسکے
پاؤن بیکار و ناقص ہو گئے تھے مگر وہ کام عمرو ہی کا تھا اور تمنے بھی بڑا کام کیا کہ دو ہی چار روز کے عرصہ مین تمام عالم کے

ساحرون کو جمع کرکے سے آئے یہی باتین تھین کہ نظم

تلوارین اور سپر ہوئے گرز گران بلند | اڑتے ہوے سیاہ پھریرے نشان بلند
آواز کوس حرب ہوئی ناگہان بلند | دیکھا جو دور سے تو مسافر یہ کہہ گئے
گویا ہوئی سپاہ عدو سے فغان بلند | لشکر پڑے اندھیری رات کے جنگل مین بجے

جونہین آواز طبل جنگ کی سمع اقدس صاحبقران ذیشان مین پہونچی فرمایا خیر تو ہو یہ کیسا نقارہ بجا جاسوس خبر کے واسطے گئے بعد تھوڑی دیر کے پھر آکے عرض پرداز ہوے کہ شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کے لشکر مین طبل جنگ بجا ہی صاحبقران ذیشان نے بھی حکم دیا کہ بفضل ایزدی وتائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے اسطرف دمامہ جادو نے اپنے ساحرون سے خطاب کیا کہ تم سبھون نے دیکھا حمزہ کی طرف تمام عالم کے ساحر جمع ہین لشکر بیشمار آیا ہی کہو تمنے کیا تدبیر ٹھہرائی ہی سب نے عرض کیا کہ اے ملکہ شہنشاہ ساحران ہم آپ کے سامنے کیا تدبیر کرینگے ہمارا کیا مقدور ہی جو آپ کے آگے نام سحر کا لین اور کچھ تدبیر اسکی کرسکین جو کچھ تدبیر حضور نے ٹھہرائی ہوگی وہی بہتر اور مناسب ہی دمامہ جادو نے جواب دیا کہ مین نے جو کچھ تجویز کیا ہی وہ کیا ہی تم اپنا حال کہو کیا کروگے سبنے یکزبان ہو کے جواب دیا کہ ہم سب غلام جانبازی اور سر فروشی کے لیے موجود ہین دمامہ ہنسی اور دیکھا کہا کہ مین غافل نہین تھی مین نے مدت سے اسکی تدبیر کر رکھی ہی مجکو علم نجوم سے یہ وقت اور یہ امر شدنی معلوم تھا اور دیکھو وہ تدبیر یہ ہی اور یہ کہکے اپنا جوڑا کھول کے ایک ڈبیا نکالا اسکے کھولا اسمین سے ایک بچہ میمون باہر آیا اور اچکے سر پر دمامہ جادو کے جا بیٹھا گویا اس نکاتہ ساحرہ کے سر کا تاج بنا آنکھین اسکی یاقوت سرخ کی معلوم ہوتی تھین اور گردن مین اسکی ایک کارچوبی پٹہ مرصع کار پڑا ہوا تھا اسمین سونے کی زنجیر بندھی ہوئی وہ بچہ میمون کبھی اچک کے سر پر جاتا تھا اور اسکے سر کا تاج بنتا تھا کبھی شانے پر لگ کے اسکے اعمال بد کا فرشتہ ہوتا تھا کبھی اسکی گود مین آکے اسکا سر وسینہ ہوتا تھا بس اس بچہ میمون پر جسکی نگاہ پڑی وہ منہ کے بل گرا اور بیہوش ہوگیا تمام ساحر دمامہ کیطرف کے بیہوش ہوگئے پھر دمامہ جادو نے اسم سحر کا پڑھکے انپر دم کیا وہ سب ہوش مین آئے اور بچہ میمون کو ڈبے مین بند کرکے پھر جوڑے مین رکھ لیا اور کہا ایہا الناس آگاہ ہو کہ زمانہ سابق مین خداوند سامری نے ایسا ہی ایک بچہ میمون تیار کیا تھا اب مین نے بنایا ہی کسی ساحر کا یہ مقدور نہین ہی کہ اس سحر کو رد کر سکے کیا منہ کسی کا کہ جو اسکے سامنے ٹھہر بھی سکے اور یہ آخری حربہ مین نے رکھا ہی کہ کوئی اسکی تاب لا سکیگا اسکے رد کرنے اور جواب دینے کا بھلا کیا ذکر ہی اور صاحبقران سے مجھے کچھ اندیشہ نہین ہی وہ کیا چیز ہی کہ میرے سحر کے مقابل مین ٹھہر سکے بلکہ یہ جتنے ساحر مدد کو اسکی آئے ہوے ہین یہ سب بیکار ہین ہان ایک مکلل خان جادو گروہ ساحر دیرینہ ہی مگر بفضل خداوند سامری وتائید جمشیدی اسے بھی دیکھ لونگی تم سب مقابلہ کرو جب تمسے کچھ نہ ہوسکیگا اور تمہاری حربون سے یہ لوگ بچ جائینگے تو ایک طرفۃ العین مین سب کا کام تمام کر دونگی القصہ تمام رات دونون لشکرون مین نقارہ رزمی بجا کیا دونون طرف کے ساحر اپنا اپنا سحر جگانے مین مصروف تھے ہر جگہ ہر ایک نے بچہ خوک کو جھٹکا کرکے اسکے خون کا چکر دیا تھا ہر طرف گوگل جل رہا تھا مرچون کی دھانس آرہی تھی جل بھنک رہے تھے دھوان اٹھ رہا تھا شعلہ ہائے آتش بلند تھے ٹکٹی پر بڑے بڑے چراغ جل رہے تھے حتے کہ صبح ہوگئی صبح کو شاہ شاہان سلطان السلاطین امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان اسباب صاحبقرانی بدن پر آراستہ کرکے اشقر دیوزاد پر سوار ہوے شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خنجر زن خاوری اور نظر کردہ شاہ ولایت شہنشاہ حجازی کرب غازی اور مقبل وفادار اور ابو الفول دیوانہ اور بہو والے زنگی دونون اپنے ہاتھون مین چوب دستی لیے ہوئے ساتھ ساتھ تھے عمرو بن امیہ ضمری دامن گردانے ہوے آستینین کہنیون تک چڑھائے ہوئے

اسباب عیاری تمام جسم پر لگائے ہوئے چست و چالاک بنا ہوا آگے آگے عرصہ کارزار مین آکر کھڑے ہوے ادھر محروق
جادو اور طاؤس جادو دہنے بائین اُس سپہر اقتدار کے استادہ مکلل خان جادو تخت مرصع پر سوار ایک طرف
باقی جملہ ساحر اپنے اپنے پرے باندھے ہوے صف بہ صف کھڑے ہوے کہ اتنے مین سواری شہنشاہ جادوگران ملکہ
دمامہ جادو کی بھی نمایان ہوئی سات سو اژدہائے آتش فشان پر سات سو علمدار سوار علم اژدہون کی پشت مین گڑے
ہوے پھریرے علمون کے آتشین اُنمین سے پرکالے آتش کے نکلتے ہوے ساحر اُنکے پیچھے ناریل اچھالتے ہوے کھیلتے ہوے
چلے آتے ہین آگے آگے سب ساحرون کے تخت ملکہ دمامہ جادو کا چار فیل آتشین پر کسا ہوا ہودج آتشین مین دمامہ بیٹھی
ہوئی لیکن ایرج کا قد دیونی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہو چہرے کا رنگ مانند اُلٹے توے کے سیاہ لہنگا کھاروے کا پہنے ہوے
ساری سالو کی اوڑھے ہوے قشقہ ماتھے پر کھنچا ہوا ٹیکا بڑا سا سیندور کا پیشانی پر دیا ہوا بالون کی لٹین چھوٹی ہوئین
زمین تک لٹکتی ہوئین ہر بن مو سے آگ کے شعلے نکلتے ہوے معلوم ہوتا تھا کہ اس بلا کے سر مین تمام کالے سانپ
لپٹے ہوے من اُگل رہے ہین اور گرد و اطراف مین ساحران غدار مانند ماران فیل گوش سحر صولت اور عنبر جادو اور معنبر جادو
وغیرہ کے چلے آتے ہین ہر ایک اژدر آتش فشان پر سوار قشقے ماتھون پر کھنچے ہوے میدان رزم مین آکے قائم ہوے
پرکالہ ہاے آتش سر بآسمان کشیدہ دھوان گنبد گردون مین پیچیدہ صداے نالہاے زرمی سے گوش گردون تک کر
نقارون کی صدا سے زمین متزلزل متحرک بس دمامہ جادو کا وہان پہونچنا تھا اور لشکر اسلام کی طرف بغیظ و غضب دیکھنا تھا
کہ بمجرد دیکھنے کے جہان لشکر اسلام کھڑا تھا وہان کی زمین شق ہوگئی اور مرکب زمین مین سمانے لگے جب امیر حمزہ صاحبقران
نے دیکھا کہ اشقر دیوزاد بھی زمین مین دھنسا جاتا ہو محروق جادو اور طاؤس جادو سے خطاب کیا کہ اے محروق جادو
اور اے طاؤس جادو یہ کیا آفت ہو کہ ابھی لڑائی نہین شروع ہوئی اور زمین مین زلزلہ پہلے ہی سے آگیا انھون نے
ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ اے شہریار شہنشاہ ساحران ہو اپنی ہیبت ابھی سے دکھاتی ہو مگر حضور خاطر جمع رکھین
کہ ہم ابھی اسکا تدارک کرتی ہین یہ کہکر محروق جادو دہنی طرف اور طاؤس جادو بائین طرف گئی اور جھولی
سے ناریل نکالکے کچھ اسم اُنپر دم کرکے زمین پر اس زور سے مارے کہ تحت الثری تک پہونچا اور دو مسل طلائی دہنے اور
بائین جانب لشکر اسلام کے قائم ہوگئے وہ زلزلہ موقوف ہوگیا زمین کا دھنسا جاتا رہا دمامہ جادو نے دیکھا کہ زیر لشکر اسلام
کی زمین کا موقوف ہوگیا ماران فیل گوش سے پوچھا اے ماران جادو دیکھنا یہ کسنے میرے سحر کو روکا ماران جادو نے
عرض کیا کہ محروق جادو اور طاؤس جادو نے دمامہ جادو نے ہنسکے کہا کہ یہ قدرت خداوند سامری و جمشید کی ہو
کہ کل کی چھوکریان جنکے منھ سے ابھی تک دودھ کی بو نہین گئی اور جو فن سحر کو مطلق نہین جانتین وہ ہمارے سحر کو رد کرین
تو قدرت خداوند سامری و جمشید کی دیکھو انکی بھی یہ مجال ہوئی خیر کیا مضایقہ ہو کچھ اندیشہ نہین ہین تو ایک لحظہ
مین ان سب کو خاک سیاہ کردونگی مگر مجکو رحم آتا ہو کہ یہ سب بندگان خداوند سامری و جمشید ہین کیا انھین مٹادون
یہ کہکے اپنے ہاتھی کو صف سے آگے بڑھایا اور پکار کے کہا کہ اے ساحران غدار و اے مددگاران حمزہ معلوم ہوا کہ تم اپنے ہاتھ سے اپنی
شامت لائے ہو تم سب کو لازم ہو کہ حمزہ کا ساتھ چھوڑ دو اور یہان آکے میری قدمبوسی کرو اگر اپنی جانین بچانا چاہو نہین تو
تم مین سے ایک کو زندہ نچھوڑونگی سبکو خاک سیاہ کردونگی مجکو رحم آتا ہو کہ تم میرے بھائی برادر ہو ہم قوم ہو دیکھو میرا کہنا تو مجھی
اپنی نہ بلاؤ مجکو مثل ساحران ام الجبال اور عشقلی آباد کے نہ سمجھو یہان مکلل خان جادو سب سے آگے بڑھا ہوا اپنے تخت پر
سوار تھا اُس سے دمامہ جادو نے خطاب کیا کہ اے مکلل خان جادو تو تو ہمیشہ ہمارے یہان شادی و غمی مین شریک رہتا
تھا اب تیرا حال کھلا کہ تو خدا پرستون کا شریک ہو اور مجکو بالکل بھول گیا میرے رعب و خوف کو دل سے بھلا دیا تو

نہین جانتا تمام زمانے کے ساحر اور سارے دنیا کے جادوگر میرے تابع حکم اور فرمانبردار ہین کیا تو نہین جانتا کہ کوئی مجھسے مقابلہ نہین کرسکتا اور مین تم سب کو اسواسطے سمجھاتی ہون کہ خلق مجکو بدنام نہ کرے کہ دمامہ جادو نے کسی پر رحم نہ کھایا سارے عالم کے ساحرون کا استیصال کردیا اور خود میرا دل بھی نہین چاہتا ہے کہ تم سب میرے ہاتھ سے تباہ و برباد ہو ورنہ ایک طرفۃ العین مین تم سب کا استیصال کردونگی یہان سے مکلل خان جادو نے جواب دیا کہ اے لکا تہ کیا بکتی ہے نشہ کبر و خودی مین بیہوش ہوکے کیا جھک مار رہی ہے ہم سب مطیع و منقاد سکندر صولت سلیمان شوکت سگروہ خداپرستان افسر اسلامیان امیر حمزہ صاحبقران کے ہین ایک مدت مدید اور عرصہ بعید منقضی ہوتا ہے کہ اس شہریار فلک اقتدار نے قعر کفر و ضلالت سے نکالکر ہمکو سرچشمہ ہدایت پر پہونچایا عوض مین نار جہنم کے گلزار نعیم مین ہمارا گھر بنایا آج ہم سب اسکے ساتھ اپنی جانین دینگے اور اپنے مالک غفور رحیم سے اُسکے صلے مین جنت لینگے اور یہ غرور جو تجھے ہے خدا نے چاہا تو تیرے سامنے آجائیگا کسواسطے کہ حق تعالے کو کسی کا غرور پسند نہین شعر مر او را رسد کبریا و منی + کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی + اور آج تک تکبر کسی کو نہین پھلا جسنے تکبر و غرور کیا فوراً اسکا بدلا اسکو ملا شعر تکبر عزازیل را خوار کرد + بزندان لعنت گرفتار کرد اے دمامہ جادو یہ دنیا چند روزہ ہے یہان کا جاہ و حشم ظاہری ہے کچھ اعتبار نہین کسی کو ایک حالت اور ایک طرح پر ہمیشہ قرار نہین جو آج آیا کل روانہ ہے دن رات یہان کا یہی کارخانہ ہے پھر اس چند روزہ زندگی پر اتنا کبر و غرور عقل سے دور ہے عقلمندون انجام بینون کے نزدیک یہ تکبر و نخوت خلاف عقل و شعور ہے نظم

شاہان فقط اسی کو کمال جلال ہے　　ہے اسکی ذات عدیم المثال ہے
اچھا کوئی جو اپنے کو سمجھے تو کیا حصول　　اچھا ہے بس وہی جسے چاہے وہ قبول
جسپر ہو اسکی مہر وہی لاجواب ہے　　کیا جانے کون سا ہو کون انتخاب ہے

کیسا ہو نہین عبث ہے جسے یہ خیال ہے　　ہو دوسرا بھی ایک بصاحب کمال ہے
انسان اپنی اصل کو پہچانتا رہے　　ہون ایک مشت خاک ہی جانتا رہے
دُنیا کا مال و جاہ ہے سب ہیچ اور فضول　　کا شاہی پیش خلق مگر اسکے گے پھول

اور اے دمامہ جادو ہم بھی کسی سے بابت کی کام نہین رکھتے ہین ہمسے بھی جو کچھ ہوسکے گا قصور و کوتاہی نہ کرینگے اگر ہم نجومون کی تقدیر ہی برگشتہ ہے اور اختتام امیر حمزہ کی صاحبقرانی کا اسی چاہ الماس مین مقدر ہوا ہے تو خیر رضینا بالقضا اور جو اقبال امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان کا یاور ہے اور اختر طالع منور ہے تو شہر عقلی آباد کی طرح اسکو بھی برباد کرینگے اور تجکو مار ینگے پس یہ کلمات سخت اور گفتگوے درشت جو دمامہ جادو نے سُنی تو نہایت غضبناک ہوکے پکاری او اجل رسیدہ مکلل خان جادو تو اپنے دل مین شاید یہ سمجھا ہے کہ مین کسی سے دبکر یہ باتین کرتی تھی مین تو تم لوگون کو اسوجہ سے سمجھاتی تھی کہ آج تک ہمارے تمہارے کوئی قضیہ مین جھگڑا اکھیڑا نہین ہوا ہے تم ہماری شادی و غمی کے شریک ہے ہو ہم تمہاری شادی و غمی کے شریک ہے ہین ہمیشہ تم ہم نوالہ و ہم پیالہ رہے کبھی کوئی بات ایسی نہین ہوئی جس سے تمھین ہمسے ملال ہو چکا ہو یا ہمین تمسے رنج حاصل ہوا ہو آج جو تم سب ایک شخص حمزہ کے لیے جسکی کچھ ہستی نہین یلغار کرکے آئے ہو اپنے دل مین کیا سمجھے ہو حمزہ ایسے ہزارون ہی اگر چاہ الماس مین آئینگے تو سوا قتل ہونے اور مارے جانے کے کیا بنا لینگے اور مین تو اسے پہلے ہی قتل کرچکی تھی لیکن ابھی اتنے دن کی زندگی تھی اسی سبب چھوٹ گیا اور بھلا اب یہ میرے ہاتھ سے بچکے کہان جاتا ہے دیکھو تو اپنے کیے کی کیسی سزا پاتا ہے مجھے تو یہ خیال ہے کہ گیہون کے ساتھ گھن نہ پسے یہ قتل ہو تو تم سب کی تو جان نہ جائے مگر اب تم نہین مانتے سو خیر تمھین اختیار ہے جہان تک سمجھانے کا حق تھا مین تم کو سمجھا چکی اب میرا کوئی قصور نہین مین مجبور ہون اور مین مدت سے تمہاری تدبیر کرچکی ہون یہ کہکے جوڑے سے وہی تخم ہیمون نکالا اور زنجیر پکڑکے جو اُسے کھینچی تو اسنے ایک چیخ ماری کہ صداے اُسکی تمام ساحر لشکر اسلام کے اور جملہ جادوگر فوج دمامہ کے شعلہ کے گھبل بیہوش ہو ہوکے گر پڑے بعد ساعت بھر کے جو ہوش مین آئے دمامہ جادو پکاری کہ اے مکلل خان جادو دیکھا تونے اور وہ کل کی چھوکریان جنکے

منھ سے ابھی رود دھو کی بو تک نہین گئی جنھون نے فقط نام سحر کا سُن لیا ہی اور کچھ نہین جانتین اور میرا سحر رد کرنے کو موجود
ہین انھون نے اسکا رد سحر کچھ نہ کیا اسکا رد سحر کرتین تو ہم بھی جانتے کہ ہان وہ بھی کچھ سحر کرنا جانتی ہین ابھی تو تم سب لوگ
اسکی آواز ہی نکلتے بیہوش اور خود فراموش ہو گئے منھ کے بل زمین پر گر پڑے ہو اور جسوقت مین نے اسکی دونون ٹانگین
پکڑ کے چیر ڈالین اور یہ چلایا تو کہو کیا ہوگا اسوقت ادھر اسکی آواز نکلی تو بیہوش ہو کے زمین پر گرنا کیسا تم سب کے سب اندھے
ہو جاؤ گے آنکھین بیکار ہو جاینگی مین تم سب کو قتل کر ڈالونگی اب بھی میرے کہنے پہ عمل کرو میرے سحر سے ڈرو اپنے حال زار پر رحم
کھاؤ حمزہ کا ساتھ چھوڑو ادھر آؤ مفت اپنی اپنی جانین نہ دو آکے میرے شریک ہو قسم ہی مجکو خداوند سامری و جمشید کی
مجکو افسوس آتا ہی کہ لاکھو بندگان سامری و جمشید ناحق میرے ہاتھ سے غارت ہو جاینگے اور فی الحال تامل و تساہل اس
سبب سے کرتی ہون کہ میرے سردار تم سب لوگون کا استیصال کرنے کو بیٹھے ہین جب انسے کچھ نہ ہوگا اور وہ تمھارے استیصال سے
عاجز آئینگے تو مین ایک چشم زدن مین کام تم سب کا تمام کر دونگی ابھی دمامہ جادو یہ کہہ رہی ہی یہان کا حال سُنیے کہ ساحران
اہل اسلام جو ہوش مین آئے تو صاحبقران کے پیچھے آکے چھپے کھڑے ہوئے تھر تھر کانپ رہے تھے جیسے لرزہ سیلو چڑھا ہوا
تھا اور گویا منھ مین زبان نہ تھی کہ دمامہ جادو کو کچھ جواب دیتے مکلل خان جادو کے منھ پر ہوائیان چھوٹ رہی تھین دم
بھی حیرت مین سکتے کی سی صورت بنا ہوا کھڑا تھا صاحبقران عالیشان نے مخروق جادو و طاؤس جادو سے فرمایا کہ
صاحب جو میمون سحر عجیب و غریب بنایا ہی کہ مین بھی اُسے دیکھ کے خائف ہوا تھا اور آواز اسکی مثل آواز رعد کے تھی یہ بھیانک صدا
مین نے آج تک کہین کسی کی نہین سُنی شور عجب ہولناک اس لعین کی صدا تھی یہ معاذ اللہ آفت تھی قہر خدا تھی یہ دیوؤن کی
آوازین بھی اسکے سامنے مات تھین اور تم بھی سب دمامہ کے سامنے بیکار تھے وہ چاہتی تو طرفۃ العین مین تم سب کو مار ڈالتی اور
کوئی اسکا کچھ نہ بنا سکتا خدا نے تم سب کو بچایا اب کہو تمنے کیا تدبیر تجویز کی ہی مخروق نے عرض کیا پیر و مرشد ہم جانباز
اور سر فروشی کو موجود ہین جب تک ہمارے دم مین دم ہی حاضر ہین ہم اپنی تدبیر سے غافل نہونگے اسوقت ہمین معلوم نہ تھا
کہ اسنے ایسا زبردست سحر تیار کیا ہی نہین تو کبھی یہ حالت ہماری نہ ہوتی اب ہم بھی رد اسکی تیار کرتے ہین و رہے یہ امر مکلل خان
جادو ہم سب مین سن رسیدہ اور بزرگ ہین بلکہ انھون نے صحبت جمشید و سامری کی دیکھی ہی یہ کیا کچھ کمی کرینگے مکلل خان نے
ہاتھ باندھ کے عرض کی ای امیر گیتی ستان صاحبقران زمان مین نے جب سے یہ بچہ میمون دیکھا ہی میرے ہوش و حواس بجا نہین
ہین زمانے مین کوئی اس سحر کو رد نہین کر سکتا یہ کل کی چھوکریان ہین بھلا انھون نے کیا دیکھا جب مجھ ایسے پیر ضعیف کا یہ حال ہی
کہ ابتک ہوش و حواس بجا نہین ہین تو انکی کیا حقیقت ہی اور اس بچہ میمون سے مین خوب واقف ہون اسی سے زیادہ
خائف ہون مین نے سامری کی آنکھین دیکھی ہین کہ جسکے نام سے آج تک سحر ہوتا آیا ہی اور روے زمین کے ساحر اسکے پیرو
ہین ایک مرتبہ سامری نے ایسا ہی بچہ میمون تیار کیا تھا تمام عالم کے ساحرون نے چاہا کہ اسکی رد کرین کوئی کچھ نہ کر سکا یہانتک
کہ خود سامری نے ارادہ کیا اور اس بات کی کوشش کی کہ اسکی رد بنائے ہرگز نہ بن سکی ایک بچہ میمون تو مین نے تب دیکھا تھا
اور دوسرا آج دمامہ جادو کے پاس دیکھا پیر و مرشد اسکی رد سوا اسم اعظم کے اور کسی سے ممکن نہین امیر صاحبقران نے مایوس
ہو کے جواب دیا کہ ای مکلل خان جادو اسم اعظم تو اس لکاتے نے پہلے ہی بند کر دیا ہی مکلل خان نے پھر دست بستہ ہو کے التماس کیا
کہ خیر حضور دیکھین تو کیا ہوتا ہی جو ہوگا دیکھا جائیگا مصرع بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد مکلل خان کی اس گفتگو سے تمام ساحر مثل
بید کانپنے لگے کہا جو مرضی الٰہی ادھر دمامہ جادو پھر کے اپنی صف مین آئی اور اپنے ساحرون سے کہا کہ تم سب میدان مین جاکے مین بھی
دیکھون کہ آج کیا کرتے ہو ایک ساحر خطر جادو نامے بلائے بد سامان آفت روزگار تھا اُسنے شہنشاہ ساحران دمامہ جادو کو سلام کیا
اور عرض کیا کہ اگر غلام کو اجازت ہو تو مین جاکے ان سب کا کام تمام کرون دمامہ نے جواب دیا جا خداوند سامری و جمشید تیرے

حافظ و نگہبان ہین بس معطر جادو نے اژدر آتش فشان کو میدان مین لایا اور جھولی سے ایک چوبی دانہ ناریل
نکالکے زمین پر مارا کہ شق ہوگیا اُسمین سے ایک شعلہ لپکتا ہوا نکلا وہ شعلہ بڑھتے بڑھتے ایک آگ کا دریا ہوگیا اور موجین
مارتا ہوا لشکر اسلام کیطرف بڑھا ادھر طاؤس جادو طاؤس پر سوار تھی اُسنے جو یہ ماجرا دیکھا کہ دریاے آتشین بڑھتا چلا آتا
ہے فوراً اپنے طاؤس کو صف کے آگے بڑھایا اور میدان مین آکے ایک روئی کا پہل نکالکے ہاتھ پر رکھا اور اُسپر چند قطرے
پانی کے اسم سحر پڑھ کے چھڑکے کہ وہ آسمان کی طرف اُڑا جسقدر وہ روئی کا پہل بلند ہوتا جاتا تھا بڑھتا جاتا تھا
یہانتک کہ ایک ابر محیط بنکر تیار ہوا اور اُسمین سے پانی برسنے لگا اور اس شدت سے برسا کہ دریاے خونخوار موجین مارنے لگا
اور اسطرف بڑھنے لگا حتی کہ وہ دریاے آب اس دریاے آتش پر گرا دونون دریا باہم صحرا کی طرف روان ہوگئے ان سبکی
نظرون سے نہان ہوگئے معطر جادو غیظ مین یہ کہتا ہوا طاؤس جادو پر دوڑا کہ او طاؤس تونے میرا سحر رد کیا
اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی ادھر سے طاؤس جادو پکاری کہ آ ادھر آ دیکھ تو آج تیرا کیا حال کرتی
ہون اور اسنے بھی اپنے طاؤس کو آگے بڑھایا دونون مقابل ہوے سحر ہونے لگے ادھر اس ناری نے اژدر آتش فشان
کو شعلہ بار کیا ادھر اس شعلہ جوالہ نے اپنا سحر دھوان دھار کیا وہ دونون اُس آگ اور دھوئین مین چھپ گئے مگر آواز
دونون کی چلی آتی ہے بعد دو گھڑی کے وہ آگ اور دھوان موقوف ہوا اور اُسمین سے طاؤس جادو پسینے مین غرق
سر معطر جادو کا ہاتھ مین لیے ہوے نکلی غل ہوا کہ معطر جادو مارا گیا طاؤس جادو نے سر اُس نابکار کا سامنے امیر کشورگیر
کے ڈال دیا امیر نے طاؤس جادو کو گلے سے لگایا پیشانی کو اُسکی بوسہ دیا ہمت کی تعریفین کین اُسطرف عنبر جادو نے
جو دیکھا کہ معطر جادو مارا گیا غیظ و غضب مین آکے دمامہ جادو سے رخصت طلب کی اُسنے اُسے اجازت دی یہ
میدان مین آیا نعرہ کیا کہ اے ساحران لشکر اسلام غضب کیا تمنے کہ رفیع کو شہنشاہ جادوان لمکر و دمامہ جادو کا مار ڈالا
دیکھو تو اب کیا گل کھلتا ہے ایک کے عوض مین کون کون خاک مین ملتا ہے کس کس کا قتل ہوتا ہے کون کون فرش موت پر
سوتا ہے یہ کہکے ایک تسمہ چرمین نکالا اور اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور ایک روئی کے پہل پر ان ٹکڑون کو رکھکے اسپر اسم سحر
پڑھ کے اُسے اُڑایا کہ وہ روئی کا پہل ایک ابر محیط بنگیا اور اُسمین سے سانپ بچھو مثل قطرات باران کے برسنے لگے
جسکو اُن سانپ اور بچھوون نے کاٹا وہ پانی ہوکر بہ گیا محروق جادو نے جو یہ کاٹ پہانس اُس موذی کی دیکھی
اُسی وقت ایک لوہے کی چادر نکالی اُسپر اسم سحر دم کیا کہ وہ ایک آسمان آہنی بنکر اہل اسلام کے سرون پر چھا گئی اب جو
مار و عقرب اوپر سے آتا ہے اُسی لوہے کے آسمان پر گرتا ہے طاؤس جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی ہزار ہا طاؤس
سحر بناکے اُڑا دیے وہ اُس آسمان آہنی پر جا بیٹھے اور جو مار و عقرب گرا اُنھون نے نوش جان کیا سب ساحران اہل اسلام
اُن طاؤسون اور سانپ بچھوؤن کا تماشا دیکھنے لگے عنبر جادو نے جو یہ دیکھا کہ سب اہل اسلام اس تماشے کی طرف
مخاطب ہین اُسکے دل مین خیال آیا یہ موقع خوب ہے تو جلد جلدی سے حمزہ کو پکڑ لا ایسا وقت و فرصت تقدیر سے
مل جاتا ہے بس اپنے دل مین یہ خیال فاسد کرکے زمین پر گر کے لوٹا اور اسم سحر کا جو اپنے اوپر پڑھ کر پھونکا فوراً وہ
خانہ خراب بشکل عقاب ہوگیا اور آسمان کی طرف پرواز کی جب بروے ہوا کچھ بلند ہوا وہان سے دونون پنجے
جوڑ کے صاحبقران پر آگرا اور لپٹے دونون پنجون سے دونون شانے امیر کے مضبوط پکڑ کے آسمان کی طرف لے اُڑا
اور بلندی پر جاکے لشکر دمامہ جادو کی جانب روانہ ہوا یہان لوگون نے جو یہ ماجرا دیکھا لشکر اسلام مین ایک غل
پڑگیا کہ صاحبقران کو عقاب لیے جاتا ہے محروق جادو نے جو یہ تیز پری اسکی دیکھی اُسیوقت آپ ایک
باز تیز پرواز کی صورت بنکر اُڑی اب آگے آگے وہ عقاب مصنوعی صاحبقران عالیشان کو پنجون مین دبائے

اڑاتا ہوا چلا جاتا ہو اور پیچھے پیچھے اُسکے یہ باز پھر واز سن کرتا چلا جاتا ہو لوگ دونون لشکرون کے دیکھ رہے ہین
دمامہ جادو کو نہایت خوشی ہو کہ حمزہ گرفتار ہو گیا لشکر اسلام بے سردار ہو گیا اب کوئی دم مین شادیانے
فتح کے بجوائی ہون اور سب کو بھی کسی سے گرفتار کروا منگائی ہون لشکر اسلام مین لوگ دعائین کر رہے تھے بار الٰہا
صدقہ اپنی وحدانیت کا ہم غریبون کی بیکسی و بےبسی پر رحم فرما کر صاحبقران عالیشان کو اُس عقاب کے پنجہ سے
جلد [illegible] پہونچا وہ باز تیز پرواز اس عقاب خانہ خراب تک پہونچ گیا اور پنجے مار کے اُسکو زخمی کیا اُس عقاب کے جسم کو
زخمون کی ایذا جو پہونچی صاحبقران پنجون سے چھوٹ گئے زمین پر گرنے لگے طاؤس جادو نے جو دیکھا کہ
صاحبقران زبان زمین پر گرا چاہتے ہین بر روے ہوا بلند ہو کے صاحبقران کو روک لیا اور وہان سے لا کے
پھر اشقر پر سوار کیا ادھر محروق نیچے باز مصنوعی نے عنبر جادو جیسے عقاب مصنوعی کو زمین پر گرا کے اسقدر منقارین
مارین کہ پیٹ اس ظلم سوختہ کا چاک ہو گیا اور وہ واصل جہنم ہوا ایک غل و شور برپا ہوا کہ کشتی مرا نام من عنبر جادو
بود اور وہ ابر کہ جسمین سے سانپ اور بچھو برستے تھے برطرف ہو گیا اُسکے مرتے ہی ماران فیل گوش سحر صولت جادوگر
ملکہ دمامہ جادو کا شاگرد خاص ہو آنسے جو دیکھا عنبر جادو کہ تیرے برابر کا تھا وہ مارا گیا کمال غضب ہوا اور [illegible] دمامہ
جادو کے سامنے آیا ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ محروق جادو طبیع اسلام نے عنبر جادو کو مار ڈالا مجھکو اُسکے مارے جانے کا نہایت
ملال ہو اُسکی تاب مفارقت محال ہو غضب کیا ان اہل اسلام نے کہ اتنے بڑے جادوگر کو مار ڈالا مجھسے اب نہین دیکھا جاتا
ہوا ای ملکہ میری آنکھون مین خون اتر رہا ہو اگر حکم ہو تو میدان مین جاؤن اور لشکر اسلام سے اُسکے خون کا عوض لون کچھ [illegible]
اسکا دور ہو دل مسرور ہو دمامہ جادو نے جواب دیا کیا مضایقہ ہو تم بھی میدان مین اپنے دل کا حوصلہ نکال لو یہ سنکر
ماران فیل گوش دمامہ جادو کو سلام کر کے مثل مار دم بریدہ کے پیچ و تاب کھاتا ہوا غیظ مین ہونٹھ چباتا ہوا
میدان کی طرف چلا ادھر دمامہ جادو نے اپنے ساحرون سے کہا کہ اگر ماران کو بھی لشکر اسلام نے مثل جادو
اور عنبر جادو کی طرح مار ڈالا تو تم دیکھ لینا کہ پھر مین ان ساحرون مین سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگی سبکا
رشتہ حیات توڑ ڈالونگی یہ سنکے ساحرون نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ ای شہنشاہ ساحران بھلا دنیا مین کسکی مجال ہو کہ ماران سے
مقابلہ کر سکے جسے قضا منھ دکھائے وہ بیشک اُسکے مقابلہ کو آئے جسکو اپنی جان دینا گوارا ہو وہ اُسکے سامنے آتا ہو ہان ایک
مقبل خان البتہ ان مین ساحر زبردست ہو تو وہ بھی ان سے عہدہ برا نہ ہوگا حضور کی آنکھین دیکھے ہوے ہین
آپکو نیا ہی کے سحر سیکھے ہوے مین کوئی کیا اُسکے منھ چڑھ سکتا ہو اُنسے لڑائی مین کون کیا چڑھ سکتا ہو یہان تو یہ باتین
تھین وہان ماران جادو میدان مین آکے قائم ہوا اور نعرہ کیا کہ ای ساحران اسلام اور ای تابعان حمزہ خود کام تمنے
آج بازو میرا توڑ ڈالا عنبر جادو کو مارا یہ کہکے تھوڑی سی خاک جنگلی مین اُٹھا کے اسم سحر اُسپر دم کر کے زمین پر آسے پھینکا
یہان طاؤس جادو اور محروق جادو جو کھڑی ہوئی تھین اُنکے پاس کی زمین شق ہوئی اُسمین سے ایک بگولا خاک کا
اُٹھکر دونون کے لپٹ گیا محروق جادو اور طاؤس جادو بیہوش ہو کر گرین گرتے ہی تڑپنے لگین لشکر اسلام مین غل ہوا
کہ ارے دیکھو محروق اور طاؤس جادو کا عجب حال ہو دیکھیے جانبر بھی ہوتی ہین یا نہین مقبل خان نے جو یہ
حال محروق جادو اور طاؤس جادو کا دیکھا اُسیوقت صراحی پانی کی منگوا کے اُسپر کچھ پڑھکے دم کیا بعد اُسکے اُسی پانی کو
لا کے دونون پر چھڑکا کہ وہ تڑپن اُنکی موقوف ہوئی مگر ہوش نہین آئے اُنکو تو خیمون مین بھجوا دیا اور مقبل خان نے
وہ باقی ماندہ پانی زمین پر ڈال دیا کہ وہ سب پانی زمین مین جذب ہو گیا پانی کا جذب ہونا تھا کہ ماران جادو کے
پاس کی زمین شق ہوئی اُسمین سے ایک فوارہ جلتے پانی کا نکلکر ماران جادو پر پڑا ماران جادو نے جو اسم سحر کا

پڑھکر پھونکا اور ایک گنبد طلائی اُس شگاف زمین پر مارا زمین برابر ہوگئی اور پانی کا نکلنا موقوف ہوگیا ماران
جادو پکارا کہ مکلل خان میدان مین آ اب میرا تیرا سامنا ہی تو نہین سامری کا ہی مین شاگرد شہنشاہ ساحران
لکہ دمامہ جادو کا ہون دیکھون آج تو مجھسے بازی لیجاتا ہی یا مین تجھسے گوے سبقت لیجاتا ہون ساری عمر مین آج ہی
تو تیرا سامنا ہوا مین ہمیشہ تیری سحر ساحری کا ذکر مذکور سنا کرتا تھا مجھے بھی اشتیاق تھا کہ تیری اُستادی دیکھون خیر آج
اتفاقات روزگار سے سامنا ہوگیا مین دیکھون کہ تجھ ایسے گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ کا سحر مجھپر چلتا ہی یا میرا
جادو تجھپر پیش جاتا ہی غرض یہ کلمات سخت و درشت اس ناہنجار آفت روزگار بدخلق بدخو ماران جادو سے مکلل خان
جادو نے سنکے اپنے تخت کو صف سے آگے بڑھایا مقابلے پر ماران کے آیا ماران جادو نے جو دیکھا کہ مکلل خان
میری زد پر آگیا جھٹ پٹ زمین پر لوٹا اور اپنے اوپر کچھ اسم سحر کا پڑھکے پھونکا فوراً وہ سگ ناپاک شیر کی صورت بنگیا
اور مکلل خان پر دوڑا مکلل خان نے جو دیکھا یہ خرس بادیہ ضلالت شیر کی صورت بنکے مجھپر جھپٹا ہی اُسنے بھی اپنے اوپر
اسم سحر کا پڑھکے دم کیا اور ایک ارنے کی شکل بنکے اُسپر دوڑا دونون باہم لڑنے لگے اور وہ شیر یعنے ماران جادو
ہر بار طمانچہ مارتا ہی مکلل خان جادو ارنے کی شکل بنا ہوا اُسکے طمانچے کو اپنے سینگون پر روکتا ہی بڑی دیر تک دونون
مین باہم مقابلہ رہا یہانتک کہ ماران جادو نے پنجے سے ایک پارچہ گوشت مکلل خان کے جسم سے نوچ لیا مکلل خان
کو غصہ آیا اُسنے بھی پیچھے ہٹ کے ایک سینگ اُسکے مارا تو اُسکے ایک زخم کاری لگا مگر ماران جادو بسختی تمام علیحدہ
ہوکے فیل آتشین کی صورت بنکر مکلل خان پر دوڑا اُسنے بھی چاہا کہ مین کوئی اور صورت بناؤن مگر مہلت نہ ملی یہانتک
کہ اُس فیل آتشین نے آکے اُسکو دبا لیا اور زمین پر گرا کے پامال کرنے لگا صاحبقران ذیشان نے جو دیکھا کہ مکلل خان
مغلوب ہوا اور اب کوئی دم مین کام اُسکا تمام ہوا چاہتا ہی بے اختیار پروردگار کو پکارے کہ ای کس بیکسان ای یاور غریبان
اس مرد ضعیف کو ماران جادو کے ہاتھ سے بچا لے اور ہمکو ان ساحرون کی شر سے محفوظ رکھ اور کبھی اپنی طرف کے
ساحرون سے مخاطب ہوکے ارشاد فرمایا کہ صاحبو دیکھو مکلل خان ہاتھ سے ماران کے مارا جاتا ہی اُسکا کام تمام ہوا
چاہتا ہی جلد اُسکو اُسکے ہاتھ سے بچاؤ مدد کو جاؤ کوئی جواب بھی نہین دیتا ہر شخص غریق دریاے حیرت سکتے کی صورت
بنا ہوا کھڑا ہی اور خاموش ماران جادو اور مکلل خان کو دیکھ رہا ہی اور اگر کوئی جواب بھی دیتا ہی تو یہ کہتا ہی کہ یہ مردود
یہ ملعون شاگرد رشید دمامہ جادو شہنشاہ ساحران کا ہی اور فن سحر مین ہمسر اور ہم پلہ دمامہ جادو کا اس سے کون مقابلہ کرے
کون میدان مین جائے اور جو اسوقت اُسکے پاس جائیگا وہ مارا جائیگا لہذا ہمین تو اب اُسکا خدا ہی مکلل خان کو بچانیوالا
ہی فقط اُسی کی ذات کا سہارا ہی اگر وہ مدد کریگا تو البتہ یہ اُسکا سحر رد کریگا ورنہ دشمنون کے کان بہرے کام تو اُسکا
تمام ہو چکا اب باقی کیا ہی جتنے ساحر لشکر امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان مین ہین سب کی رنگتین زرد ہین ہاتھ پاؤن سرد
ہین رخون پر اداسی چھائی ہوئی ہی چہرون پر مردنی پھری ہوئی ہی صاحبقران دوران نے جو دیکھا کہ کسنے بھی کسی
ساحر کی جرأت نہین ہوتی کہ ماران جادو کے مقابلے کو جائے اور مکلل خان کو اُسکے شر سے بچائے پھر دست
مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ ای خالق حقیقی اور مالک تحقیقی تو نے بڑے بڑے معرکون
مین میری مدد کی ہی جو بلا آئی وہ تو نے اپنے فضل و کرم سے رد کی تیری ہی مدد سے مین چاہ الماس مین آیا اور فتون
جادو اور نرگس جادو اور سرامہ جادو و بوتیسال جادو کو واصل جہنم کیا تیرے ہی فضل و کرم کے بھروسے پر مین آج
اس لکا و دمامہ جادو سے بھی معرکہ آرا ہوا اس مین بھی ابتک تیری مدد رہی اُسکے جادوگران نامی کو لشکر اسلام نے راہی
دار البوار کیا لیکن اب ایسی مشکل آپڑی ہی کہ بنی بات بگڑا چاہتی ہی ساری عزت و آبرو اس بندہ ذلیل و حقیر کی خاک

مین ملا چاہتی ہی بواسطہ اپنے بندگان خاص کا میری آبرو رکھ لے اور اس بندہ بیکس و بے بس کو اس موذی کے
چنگل سے نجات دے ابھی امیر حمزہ صاحبقران بصد گریہ و زاری و نالہ و بیقراری بدرگاہ خدا یہ دعا کر رہے تھے کہ
تیر دعا ہدف اجابت پر پہنچا شعر کشور کشایش بہ ہمت برآمد بر ہدف تیر دعا لیش ٭ یکایک دیکھا کہ ایک ملکا آسمان
پر نمایان ہوا اس مین سے آواز رعد کی آنے لگی ہزارون بجلیان چمکنے لگین اس رعد کی آواز مہیب و بجلیون کے چمکنے
سے دونون لشکرون کے جادوگر خوف کے مارے کانپنے لگے اور ہول کے سبب سے سانس پیٹ مین نہ سماتی تھی ہانپنے
لگے ہاتھ پانون پھول گئے سارا سحر بھول گئے چہرون کے رنگ زرد ہو گئے جسم سب کے سرد ہو گئے آنکھین خیرگی کرنے لگین
دمامہ جادو نے اپنے ساحرون کیطرف مخاطب ہو کر کہا معلوم ہوتا ہی ملکہ برق جادو آ پہونچی یہان دمامہ جادو یہی
کہہ رہی تھی اور ماران فیل گوش چاہتا تھا کہ دونون دانت اپنے مارے کہ مکلل خان کا پیٹ پھٹ جائے کہ آواز
گڑگڑاہٹ کی بلند ہوئی اور اس ملکا ابر مین سے بجلی تڑپ کے ماران جادو پر گری کہ وہ جہنمی جل کے خاک سیاہ ہو گیا اور
مکلل خان سراسیمہ و پریشان بھاگ کے خدمت فیضدرجت امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان مین آیا اور عرض کرنے لگا
کہ ماران جادو کے ہاتھ سے میرا کام تو تمام ہو چکا تھا مگر بفضل خدائے لایزال اور حضور کے اقبال سے بچگیا صاحبقران
زمان نے مکلل خان کو گلے سے لگایا اور بہت سا احسنت و مرحبا فرمایا ادھر دمامہ جادو نے جو دیکھا کہ ملکہ
برق جادو نے میرے شاگرد اور سردار ماران فیل گوش سیہ بخت کو بجلی گرا کے خاک سیاہ کر دیا مارے غصے کے
مثل مار سر دم بریدہ کے پیچ و تاب کھانے لگی آنکھین سرخ مثل خون کبوتر کے ہو گئین ابرون مین بل پڑ گیا ہونٹھ
چبانے لگی اور بصد غیظ و غضب چلانے لگی کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ برق جادو علامہ دہر آفت روزگار تو نے
ماران جادو میرے شاگرد اور سردار کو مار ڈالا او خام پارہ اچھال چھکے تجھے میرا بھی خوف نہ آیا ہی شرط کہ پہلے تجھی کو خاک سیاہ
کردون ماران کے خون کا عوض تجھسے لون تو نے پہلے نرگس جادو اور سرمہ جادو کو قتل کر دیا پھر انکے قاتلون کو
میری قید سے رہا کر دیا مین نے جو پوچھا تو مجھ سے جھوٹی قسمین کھا کے صاف انکار کیا آج تو تیرا سب جھوٹھ کھل گیا
کہ تو نے میری آنکھون کے سامنے ماران کو مار ڈالا او لڑکی یہ سارا تیرا ہی بس بویا ہوا ہی یہ بیڑا تیرا ہی ڈبویا ہوا ہی
خیر تو میرے ہاتھ سے کہان بچ کر جائیگی دیکھ تو کیسی اپنے کیے کی سزا پائیگی پہلے تیرے یارون کو مار لون بعد
اسکے تجھ سے سمجھ لونگی یہ کہکر اپنے ہاتھی کو صف سے بڑھایا اور ماسی بچہ میمون کو جوڑے مین سے نکال کے
دونون ٹانگین اسکی پکڑ کے چیرین اسنے ایک چیخ اس زور سے ماری کہ گنبد گردون گردان تک آواز اسکی گونج
گئی سبکے کلیجے ہلنے لگے ہاتھ پانون سرد ہو گئے حواس خمسہ جاتے رہے زبانین بند ہو گئین آنکھین چندھیا گئین
اور ساحران لشکر اسلام تو بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے بینائی آنکھون سے جاتی رہی سب کے سب مثل
کور مادرزاد کے نابینا ہو گئے امیر صاحبقران کی آنکھون مین تاریکی چھائی تھی یقین مرگ کا ہو چکا تھا
مکلل خان پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ سامری کے زمانہ مین اس بچہ میمون کا رد سحر تمام عالم کے ساحرون مین سے
کوئی نہ کر سکا بھلا اب کون کر سکتا ہی جملہ ساحران اسلام نے جواب صاف دیا تھا امیر حمزہ صاحبقران سرگروہ
خداپرستان خاموش و خود فراموش اس فکر مین کھڑے ہوے اپنے دل مین کہہ رہے تھے کہ اے پروردگار عالم
اب کیا ہوگا اسم اعظم بھی بند ہی کوئی تدبیر بن نہین پڑتی مفت آج میرے سبب سے اتنے تیرے بندون
کی جانین ضایع ہوتی ہین تو نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر آگ کو گلزار کر دیا حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو ایک
آگ کے انگارے کے سبب سے ید بیضا عطا کیا حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان سے بچایا حضرت

جیسے روح اللہ کو دشمنون سے چھڑا کے آسمان پر پہونچایا اگر تو مدد فرمائیگا تو یہ بندۂ ذلیل اس بلائے عظیم سے نجات پائیگا ابھی صاحبقران یہ دل مین کہہ رہے تھے کہ ایک مرتبہ برق جادو مثل برق جہندہ کے آسمان پر چمکی اور وہان سے طرفۃ العین مین صاحبقران کے سامنے آکے شیشہ باطل السحر کا توڑا اور آواز دی کہ ای شہریار اسم اعظم یاد کیجیے بس صاحبقران دلاہم نے اسم اعظم جو پڑھا وہ تاریکی برطرف ہوگئی اور بار دیگر اسم اعظم پڑھکے اپنے ساحرون پر دم کیا کہ وہ سب ہوش مین آگئے اب صاحبقران کے دل سے وہ تردد و تفکر دور ہوا طمانینت حاصل ہوئی سب ساحرون کی بھی جان مین جان آئی امیر اسم اعظم پڑھتے ہوے دمامہ جادو کی طرف بڑھے اور دمامہ جادو اب ہر چند اُس بچہ میمون کو چیرتی ہی مگر صدمے بناشد اُسکی آواز ہی نہین نکلتی جو جو امین سے آواز نکلنا موقوف ہوتی جاتی ہی یہ اور وہ انت ہیں ہیں کے ہونٹ چبا کے اسکو چیرتی ہی مگر وہان کچھ اثر ہی نہین وہ بچہ میمون مثل روئی کے لنگور کے چیرتا چلا جاتا ہی اور کچھ آواز نہین دیتا یہانتک کہ دمامہ جادو اُسکو کمر تک چیر چکی کہ امیر باتدبیر نے اسم اعظم جو پڑھکر اسپر پھونکا دمامہ جادو اندھی ہوگئی بچہ میمون اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا وہ چارون طرف ٹٹولنے لگی امیر باتدبیر نے فرمایا کیون ای دمامہ جادو کیا ڈھونڈھتی ہی اُسنے غصے مین آکے آواز کیطرف جواب دیا کہ ای حمزہ مین تجھی کو ڈھونڈھتی ہون گو کہ اب مین اندھی ہوچکی ہون اور کام میرا تمام ہوچکا مگر جواب بھی تو میرے ہاتھ آجائے تو تیری بوٹیان دانتون سے نوچ کے تجھے ہلاک کرون یہان سے مقبل خان نے آواز دی کہ او لکاتہ دمامہ جادو تجھے تو بڑا غرور تھا اپنے سحر پر نہایت غرا تھا اب وہ غرور کہان گیا اور وہ بچہ میمون کیون مٹی کے کھلونون کی طرح بیکار ہوگیا دمامہ جادو شرمندہ ہوکے چپ ہو رہی مگر اس شوخ دیدہ کی اندھی آنکھون سے دو آگ کے شعلے نکلے اور دونون آگ کے شعلون نے امیر کیطرف رُخ کیا صاحبقران نے دوڑکے ایک ہاتھ تیغہ عقرب سلیمانی کا بسم اللہ کہکر اُس علامہ کے مارا کہ پھل تیغۂ آبدار کا سر و سینۂ پر کینہ اُس ملعونہ کا کاٹ کے دونون ٹانگون سے نکل گیا غل ہوا دمامہ جادو ماری گئی واصل جہنم ہوئی ایک تلاطم عظیم برپا ہوا آندھی چلنے لگی خاک اُڑنے لگی چارونطرف اندھیر اچھا گیا تمام جادوگر دمامہ جادو کی طرف کے اپنے حربے لیے ہوے دوڑے ادھر سے ساحران سلطان ملک کوہ کے سحر چلنے لگے لڑائی ہونے لگی جو اسطرف کا ساحر سحر کرتا ہی اسطرف کا ساحر اُسکی رد کرتا ہی جو ادھر کا ساحر سحر کرتا ہی یہ اُسکا جواب دیتا ہی غرض چار گھڑی تک گھمسان کی لڑائی رہی دونون طرف سے خوب خوب سحر بازی ہوا کی حمزۂ صاحبقران کی بھی تلوار چلا کی اس اثنا مین برق جادو نے پکارکے کہا کہ صاحبو دمامہ جادو تو ماری گئی اب تمھاری اس رد و بدل اور کشت و خون سے کچھ وہ جی نہ اٹھیگی تم اپنی جانین کیون مفت دیے دیتے ہو قصے بکھیڑے تمام کرو لڑائی جھگڑے کو جانے دو دمامہ جادو کی پیروی چھوڑو اگر اطاعت و فرمانبرداری خاصۂ باری سر گروہ اسلامیان افسر خدا پرستان امیر حمزۂ صاحبقران کشورستان کی اختیار کرو تو تم سبکی جان بخشی ہوجائے ہر کس و ناکس امان پائیگے یہ سُنکے سب ساحر اپنے اپنے ہاتھ بلند کرکے چلانے لگے یا صاحبقران الامان شعر چار جانب سے صدا آئی بفریاد و فغان ✣ الامان والامان والامان والامان ✣ صاحبقران دوران نے جو آواز الامان الامان کی چارطرف بلند پائی ہاتھ روک لیا قبضۂ تیغۂ عقرب سلیمانی کو چومکے میان مین رکھا اور اپنی جانب کے ساحرون سے پکارکے ارشاد فرمایا کہ ای ساحران جانباز و اے مردان سحر ساز بس اب جانے دو لڑائی موقوف کرو یہ سنکر امان دی منادی چارطرف پکارنے لگے ای ساحران لشکر اسلام صاحبقران عالیشان نے سب کی جان بخشی کی اب کوئی کسی سے پرخاش نہ کرے سب طرف لڑائی

موقوف ہو گئی دونون لشکروں مین امن وامان ہوئی سب کے ہوش وحواس بجا ہوے دل ٹھکانے لگے طوفان
بے تمیزی برطرف ہوا امن وعافیت کا غلغلہ ہر طرف ہوا تمام افسر لشکر دمامہ جادو کے رومالوں سے ہاتھ
باندھ باندھ کے سامنے امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان کے حاضر ہوے عذر تقصیرات کے کلمات عرض کرنے لگے
برق جادو نے پہلے آپ نذر دی بعد اُسکے اُن سبھوں کو صاحبقران کے قدموں پر گرایا صاحبقران نے ایک ایک کو
تشفی ودلاسا دیا پھر برق جادو سے ارشاد کیا کہ اے ملکہ آج کا معرکہ بھی یادگار روزگار ہے ہمین زندگی سے یاس ہو چلی تھی آس ٹوٹ گئی
تھی موت کا سامنا تھا خدا یاد آتا تھا ہر ساعت دار دنیا سے سفر تھا ملک عدم کا راستہ پیش نظر تھا اگر تم نہ آتین تو
ہم سب کی جانین جاتین تمھاری مدد سے یہ لڑائی فتح ہوئی نہین ہمکو تو یقین مرگ ہو گیا تھا اے ملکہ کیا وقت پر شیشہ باطل السحر
کا کٹنے لاکر توڑا اور کیا خوب ماران جادو کو بجلی گرا کے جہنم واصل کیا شاباش ومرحبا آفرین صد آفرین برق جادو
نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ یہ سب حضور کا اقبال ہے ورنہ اس کنیز کی کیا مجال تھی کہ اُس لکاتہ کا سحر میمون برطرف
کر سکتی اے امیر صاحبقران سچ تو یہ ہے کہ اگر مین شیشہ باطل السحر کا لیکے نہ حاضر ہو جاتی تو ماران جادو نے
مکلل خان کو مار ہی ڈالا تھا اور بالفرض کروہ اُسکے ہاتھ سے بچ جاتا مگر اس سحر میمون کا رد تو سوا اس تدبیر کے کسی سے
ممکن ہی نہ تھا آخر الامر حضور کے دشمن قتل ہوتے اور مجھے تمام عمر کی ندامت وخجالت حاصل ہوتی غرض ابھی یہی
باتین تھین کہ سواری سیار انجم شمار جادو وزیر اعظم ملکہ دمامہ جادو کی آئی اُسنے جو دیکھا کہ دمامہ جادو کا خاتمہ
ہو چکا تمام لشکر اُسکا مطیع صاحبقران ذیشان کا ہو گیا بس وہ بھی ملکہ برق جادو کے وسیلے سے قدمبوس ہوا شرف ملازمت
حاصل کیا اب امیر کشور گیر نے حکم دیا کہ دمامہ جادو کی لاش کو گلیوں مین تشہیر کرو اور سر نجس اُسکا دروازۂ شہر زمرد پر
لٹکا دو سیار انجم شمار جادو نے امیر صاحبقران کو تخت پر سوار کیا اور زر وجواہر سر امیر عالیوقار پر نثار کرتا ہوا
شہر زمرد مین لایا تمام جادوگر ہمراہ رکاب حاضر ہوے ایوان بادشاہی مین صاحبقران دوران بصد شوکت وشان
رونق افروز ہوے تمام عمائد ورؤساے شہر وامراکین سلطنت اور مشیران مملکت کی نذرین گذرنے لگین سب کو
علے قدر مراتب خلعت وانعام معافیان جاگیرین ملنے لگین سیار انجم شمار جادو نے خزانے کی فرد لا کے حضور مین
گذرانی فرد کو جو دیکھا تو عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا طمع دنیا غالب ہوئی کہا کہ اے صاحبقران فیاض زمان یہ مال میرا
ہے اسلیے کہ مین نے بہت محنت کی ہے بڑی زحمت اٹھائی ہے جب مجھکو ابوالہول نے چاہ الماس مین گرایا ہے تو ایسی
ضرب شدید مجھکو پہونچی تھی کہ میرا ہی دل خوب جانتا ہے آج تک میری کمر کا درد نہین گیا ہے خدا جانے اب اس درد سے
مین جانبر بھی ہونگا یا نہین صاحبقران عادل زمان نے جواب دیا اے خواجہ جو وہ بکی ہمیشہ سے تمھارا معمول اور حق
ہے وہ تمکو بے حجت وتکرار ملیگا باقی ماندہ غازیان اسلام کا حصہ ہے عمرو نے جواب دیا اے صاحبقران کیا خوب آپنے
انصاف کیا ہے کہ کلیجے کو جلا کے کباب کر دیا ہے غازیان اسلام سرامہ جادو کے قتل کرنے کو نہ آئے آپ کو دمامہ جادو
کی شر سے نہ بچایا کوئی خیمہ نہ استادہ کیا آج حصہ لینے کو موجود ہوے ہین تو کبھی وہ بکی نہ لونگا وہ بکی لینے کیواسطے
مین اپنی جان بیچ کے سرامہ جادو کے پاس گیا اور پھر وہان آپ کو بھی لیجا کے اُس ملعونہ کو قتل کیا میدان مین
خیمے استادہ کرکے لشکر کو دمامہ جادو کی شر سے بچایا واہ کیا آپ نے قدردانی کی سبحان اللہ سبحان اللہ آپ نے
وہ بکی بھی رہنے دیجے میرا خدا کہین اور سے مجھکو دیگا اور اگر مین یہ جانتا تو کاہیکو اپنے بال بچون کو چھوڑ کے
ایسے بلاخیز آفت انگیز مقام پر آتا جہان پیاس کے مارے جبڑا دم نکلا آدمی سے جانور جدا بنا مجھے خدا نے اپنا
فضل کیا جو اُس پیاس کی ہلاکت سے بچا اور ہیئت حیوانی سے پھر شکل انسانی مین آیا اے امیر یہ وہ بکی انھین

لوگون کو دیجیے جو سب مال لینے کے مستحق ہین اور میرا تو کوئی استحقاق ہی نہین گویا خدا کی راہ پر مفت مانگتا ہون
ہین اس قدر قلیل کے لینے سے درگذرا آپ مجھے معاف کیجیے جب صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ خواجہ بالکل ہی
آزردہ ہوتے جاتے ہین فرمایا کہ اچھا بھئی اگر وہ بھی لینا تم نہین منظور کرتے ہو تو خیر آٹھوان حصہ تم کو ملیگا خواجہ
نے جواب دیا کہ ای امیر باتوقیر مین کچھ زن شوہر مردہ تو ہون نہین کہ آٹھوان حصہ مال مین سے لون مین تو اچھا خاصہ
مرد ہون آٹھوان حصہ تو حکم شرع کے موافق اُس عورت کو دیتے ہین جسکا خاوند مر جائے مین کوئی رنڈیا دکھیا عورت
نہین ہون صاحبقران نے فرمایا کہ کل مال فقط تمھین اکیلے کو ملنا یہ تو محض خلاف انصاف ہے مگر ہان
جسقدر مین کہتا ہون اُسے قبول کرو اور راضی برضا رہو عمرو نے عرض کیا کہ یہ تو کبھی ممکن نہین کہ آٹھوان حصہ
مین لون جاہے جسقدر آپ فرمائین اور چاہے جتنی حق تلفیان ہون مگر مین کبھی اسقدر کم نہ لونگا اور اتنی کثیر مقدار
غازیان اسلام کو نہ دونگا غرض بعد حجت و تکرار بسیار کے چہارم حصے پر تصفیہ ہوا امیر نے چہارم مال تو عمرو
کو دیا اور ثلث حصہ غازیان اسلام کو تقسیم کر دیا عمرو بھی اسقدر مال کثیر پا کے نہایت خوش ہوا بغلین بجانے
لگا اور کہنے لگا کہ اب مین تا قیامت زندہ رہونگا اس اثنا مین کبھی نہ مرونگا بعد اُسکے صاحبقران باایمان نے
حکم دیا کہ جتنے بتخانے شہر زمرد کے ہین وہ سب مسمار کیے جائین اور بجائے اُنکے مسجدون کی بنا ڈالی جائے
سکہ بادشاہ دین اسلام سعد بن قباد کے نام پر جاری ہوا اور ملکہ برق جادو کو وہان کا بادشاہ اور
فرمانروا مقرر کیا ملکہ برق جادو نے امیر حمزہ صاحبقران کی دعوت کا سامان کیا تمام شہر کو آراستہ و پیراستہ
کیا دکانون مین آئینہ بندی کرائی راستون مین روشنی کے کٹاہڑے گڑوائے قصر زمرد کو مکان دعوت قرار دیا
ایک تو وہ پہلے ہی سے از تحت تا فوق اور از عرض تا طول ایک ڈال زمرد سبز کا بنا ہوا تھا اور اُسمین شیشہ
آلات زمرد کا لگا ہوا تھا اب اسنے یہ کیا کہ جہان ایک جھاڑ تھا وہان دس جھاڑ لگائے اور جہان ایک
جھابہ تھا وہان بیس جھابے لٹکائے اور جہان ایک ہانڈی تھی وہان بیس ہانڈیان آویزان کین اور جہان
ایک مردنگ تھی وہان چالیس مردنگین لگائین جہان ایک قمقمہ جلتا تھا وہان پچاس قمقمے جلائے غرض
ہر چیز کو دس گونہ اور پچاس گونہ کر کے قصر کی آراستگی کی کہ دن دعوت کا آیا امیر باتوقیر مع ہمراہیون کے تشریف
لیگئے وہانکی کیفیت جو دیکھی تو جنت کی یاد بھی فراموش ہو گئی دسترخوان پر وہ کھانے چنے ہوے تھے کہ کھانا تو
درکنار کسی نے اُنکا نام بھی نہین سنا تھا پہلے امیر کشورگیر نے خاصہ تناول فرمایا بعد اُسکے صحبت رقص و سرود کی
آراستہ ہوئی دور جام گردش مین آیا ارباب نشاط حاضر ہوے پہلے طبلے پر تھاپ پڑی کہرا سارنگی کا بلند
ہوا ناچ ہونے لگا گانا شروع ہوا افلاک پر تانون کی آواز جانے لگی اُس طائفے نے خوب خوب گایا خوب
خوب بتایا انعام مین بہت سا زر و جواہر پایا جب اُسکی بدلی ہوئی دوسرا طائفہ آیا اُسنے بھی اپنا کسب کمال
دکھایا بہت سا انعام پایا غرض اسیطرح جب کئی طائفے ناچ چکے اب وہ وقت ہے کہ رنگ محفل خوب جما ہوا
ہے مے ارغوانی کا سرور گٹھا ہوا ہے برق جادو کی بھی یہ کیفیت ہے کہ آنکھون مین نشے کے گلابی ڈورے پڑے ہوے
ہین چنچل ہیٹی گانا سن رہی ہے یہ تو عمرو کی آواز کی عاشق ہے ایکمرتبہ اسے عمرو کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ خواجہ
صاحب اگر آپکے مزاج مین آئے تو کچھ آپ بھی کہہ اُٹھیے کچھ گائیے کچھ بجائیے دل مسرور ہو کلفت دور ہو
عمرو نے جواب دیا کہ ای ملکہ مین گانا کیا جانون نہ تان سے واقف نہ سم کو پہچانون برق جادو نے جل کر جواب دیا
کہ جی ہان سچ ہے مین بھول گئی آپ کے دشمن گانے بجانے سے واقف ہون میری گستاخی معاف کیجیے گا دریا ے حباب

کے ملاحون کو مین ہی نے گا بجا کے رجھایا تھا مین ہی سرامہ جادو کے پاس گویا بنکے گئی تھی آپ تو گویون کے
پڑوس مین بھی نہین رہے عمرو بولا کہ ہان سچ ہی مین گانا کیا جانون وہ وقت اور تھا صاحبقران کی خاطر منظور
تھی اُس لکاتہ کو جہنم واصل کرنا تھا اس وجہ سے گایا تھا ورنہ مین کچھ گویا تو ہون نہین کہ ہر جگہ اور ہر کس و ناکس
کی صحبت مین گاتا بجاتا پھرون یہ تو بھاٹ منگون گویون کا کام ہی کہ ادھر صبح ہوئی اور گلے مین ڈھولک ڈال کے
نکلے گلی گلی پھرنے لگے جہان کہین شادی اور خوشی کی صحبت دیکھی بس ہمیشہ دبرے دبرے سبحان مبارک باشد گانے لگے
ملکہ برق جادو نے بصد ناز و ادائے معشوقانہ و غمزہ و کرشمہ محبوبانہ کہا کہ ارے او دزد باریک گردن لک لکا
گاتا ہی یا نہین یا مجھ اسوقت میرے مُنہ سے سنے گا تو گائیگا اور آج کے دن سے زیادہ خوشی و شادی کا کونسا
دن ہوگا کہ صاحبقران ذیشان نے اُس لکاتہ دمامہ جادو کو جہنم واصل کرکے شہر زمرد کو فتح کیا اگر آج بھی
تجھے گانے مین انکار تھا تو پھر تو اس محفل عیش و نشاط مین کیون آیا او ہو شرط کہ اب تجھے یہان سے گردن پکڑ کے
نکال دون عمرو نے جو دیکھا کہ ملکہ برق جادو بہت اصرار کر رہی اور ناز معشوقانہ دکھا رہی ہی اسنے کہا اچھا
مین گانے کو تو موجود ہون مگر دنیا کا دستور ہی کہ جب کوئی گویا گاتا ہی تو صاحب خانہ اُسے کچھ دیتا ہی بھلا مجھے
بھی کچھ ملیگا برق جادو نے جواب دیا کہ جسطرح اور گانے والون کو انعام مین زر و جواہر ملا ہی تجھے بھی اپنا صدقہ
بلا دے دینگے عمرو نے کہا خیریت ہی یہ بات اپنے دل سے دور رکھو کہ اپنا صدقہ بلا دے دینگے صدقے بلا کے لینے
والے اور ہی لوگ ہین یہان تو جو مُنہ سے کہدینگے وہی لینگے برق جادو بولی یہ خیر صلاح منہ دھو رکھو لینے
کی چیز ہوگی انکار نہ کرینگے نہ دینے کی شی ہوگی صاف جواب دینگے اور اگر نہین گاتا تو بلا سے نہ گا یہان کوئی
سرامہ جادو کیطرح تیرے گانے کا عاشق تو ہی نہین کہ بجد ہوکے گوائے گاتا ہی گا نہین گاتا ہی نہ گا غرض عمرو نے جوڑی
ہفت پیوندی کمر سے نکالی اور قفلیان اُسکی درست کرکے بجانے لگا اور براالحان داؤدی یہ غزل گانے لگا غزل

وہ یون تو میرے گھر آنیکا وعدہ بھول جاتے ہین
تڑپ جاکر مگر میری لحد پر پھول چڑھاتے ہین
نزاکت یہ ہی پاؤن برسون ہی لڑکھڑاتے جاتے ہین
اشارہ تیری چشم مست کا جسسمت جاتے ہین
نہ کیونکر اخلاق گرم لکھو نے نکلین عشق کی بیتین
بہت نازک ہی جو شیشے کہین فوراً ہین ٹوٹ جاتے ہین
سنا ہی کشتہ دیدار جانان جب سے لوگون نے
وہی تو دوست ہین جو وقت پر کام آتے ہین
سنا ہی زندۂ جاوید جو تیرے شہیدون کو
کہین بیمار کو بیمار کی صورت دکھاتے ہین
رہ محفل نکلے چوری نہ انکی غیر ممکن ہی
وہ ذلت مین بھی عزت سے عاشق کی بڑھاتے ہین
الٰہی ہو رہا ہی ظلم بس ناشاد کے دل پر
جنون اب ہم بھی ارباب سخن مین لکھے جاتے ہین

نگر یاد آتا ہی جب پاؤن مین مہندی لگاتے ہین
بدلکے کروٹین کب سے زغم سے چین پاتے ہین
کسی شب خواب مین میرے جو بھولے سے وہ آتے ہین
نشان ناتوانی نام سے بھی پائے جاتے ہین
لب جو ہوکے گرمی لیکن صاف شگوفہ جاتے ہین
نہ کیونکر میرے رونے سے ہون غمگین وہ اجاگے
ہماری قبر پر آکے سب آنکھین چھپاتے ہین
سوا تیرے کسی کی یاد کیونکر ہو انھین ابہت
تو زندے بھی ترے کشتو نہین بلکہ وہ جیتے ہین
مجھے اے حور کیون آیا ترے گھر مین خیال دل
چُرالیتے ہین جو دلکو وہی آنکھین چراتے ہین
طلب جیسے کسی کو ہم ہون کی تیری گلی مین
جو سادے حاملان عرش اعظم کانپ جاتے ہین

وہ بیکس تھا مین اب مرگ جو غمخوار کرتے ہین
وہ پہلو جلنے لگتا ہی جو پہلو بچاتے ہین
اُسکو ساغر مے بزم مین ساقی پلاتے ہین
نہین تھی ہماری بھلا کر اُسکو اٹھاتے ہین
کسیکی بخت باتین میرے دلسے اُٹھ نکلین کیونکر
مکان برسات کے موسم مین اکثر بیٹھ جاتے ہین
نہ کیونکر ہجر مین اندوہ و غم ہمراہ ہون ہر دم
ترے بندے خرابی کو تو اکثر بھول جاتے ہین
دل رنجور کیونکر اُنکی آنکھون کو دکھاتا ہین
سنا ہی باغ جنت مین تو سب غم بھول جاتے ہین
اُٹھاتے ہین نکرکے ہاتھ تیرا اپنی محفل مین
گنہگار و نہین اگر سنگ بھی تجھے جاتے ہین
فقط عشق و ادب کے فیض صحبت کا اثر ہی

عمرو اسطرح اس غزل کو گا رہا تھا کہ سب اہل محفل وجد کرگئے کوئی خاموش خود فراموش

غرق حیرت سکتے کی سی صورت بت بنا ہوا عمرو کیطرف دیکھ رہا ہی کسی کا یہ حال ہوا ہی کہ وجد کے عالم مین جھوم رہا ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین کوئی اپنا دل پکڑے بیٹھا ہوا ہی ملکہ برق جادو کا تو یہ حال ہی کہ دونون آنکھون سے سیلاب اشک جاری ہین جسکی بیٹھی ہوئی خواجہ کو دیکھ رہی ہی غرض عمرو نے گا بجا کے بانسری کو ہاتھ سے رکھنے کا قصد کیا بیساختہ برق جادو پکاری کہ ارے ظالم یہ کیا غضب کرتا ہی ابھی اپنی استادی کی لیتا ہی بھلا ایک غزل تو اور گا عمرو نے جواب دیا کہ اتنا بھی تمھاری خاطر سے مین گا دیا نہین مین کسی کے کہنے سننے سے تھوڑی گاتا بجاتا ہون جب اپنے جی مین آتا ہی کچھ کہہ لیتا ہون اور حضار محفل نے بھی اصرار کیا کہ ای خواجہ کچھ تو اور گائیے ہمارا کہنا تو رد نہ کیجیے غرض پھر عمرو ان سب لوگون کے کہنے سننے سے بانسری بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا غزل

نہین بھولتی یاد جانی تمھاری — فقط پاس ہے یہ نشانی تمھاری
عزیز جہان شکل یوسف ہو تم بھی — سنو جسجگہ ہے کہانی تمھاری
جلاتے ہو تم کیسے مجھ سے ہزارون — غضب کی ہے متجر بیانی تمھاری
نہین ہم سے طالب کسی شی کا عاشق — فقط چاہیے مہربانی تمھاری
نہ ہوسے کبھی طالب بد ہوتے — ہوس لیتے وہ لن ترانی تمھاری
دل غیر سے بد نہین ہم دلکو کیونکر — محبت ہے ایسی نشانی تمھاری
نہ دیکھونگا محشر مین بھی مین کسیکو — رہی گر یہ نہین بدگمانی تمھاری
جنون کی مدد کیون نہین کر تماشا — کیا کرتا ہے مرغ خوانی تمھاری
ترقی ستم کو نہ کیون اندنون ہو — اگر پوشاک ہے آسمانی تمھاری
بنا دل اُسکے طوق گردن مین لا غ — جو لگ جائے جھلا انشانی تمھاری
نہ کیون داغ فرقت کو سینے مین کھون — کرا ای ماہ ہے یہ نشانی تمھاری
عیان ہوگا ای آنسوو راز الفت — ڈبوئیگی مجھکو روانی تمھاری
بھلا غیر سے مین کہون راز الفت — غضب کرتی ہے بدگمانی تمھاری
بھلا حشر مین کون دیکھیگا تمکو — رہی گر نہین لن ترانی تمھاری
نہین تمسے تو اتنا تو کہنے لگے ہو — بہت بڑھ گئی بدزبانی تمھاری

عمرو نے جب یہ غزل بھی تمام کی جوڑی ہفت پیوندی کی ہاتھ سے رکھی گانا موقوف کیا ہر شخص کہ وہ ادنی اعلی لگا نہ بیگانہ ارکین سلطنت مشیران مملکت سردار غیر سردار جتنے حاضرین صحبت تھے سب کے سب ایک زبان ہو کے تعریف کرنے لگے کہ واہ خواجہ صاحب کیا خوب بانسری بجائی ہی اور کیا گائے ہو ہمنے تو کبھی ایسا گانا نہین سنا نہ اس معلومات کا شخص دیکھا کیون نہو کسی صحبت کے آدمی ہو کسکے رفیق ہو جو کمال نہو وہ تعجب ہی اب عمرو نے برق جادو کیطرف مخاطب ہو کے کہا کہ وہ جو مین نے پہلے کہا تھا کہ جو کہونگا وہی لونگا اب اُسکی وعدہ وفائی ہونا چاہیے برق جادو بولی کہ مین نے بھی اُسیوقت کہہ دیا تھا کہ جو چیز دینے کی ہوگی دیجائیگی نہین تو صاف جواب دیا جائیگا عمرو نے کہا کہ ای ملکہ اسی واسطے تو مین گاتا نہ تھا کہ کچھ لینا ہی نہ دینا ہی مفت مین اپنا گلا پھاڑنا ہی برق جادو نے کہا کہ اچھا مین تو کہتی ہون جتنا زر و جواہر تو کہے مین تجھکو دون عمرو نے کہا زر و جواہر مجھے لیکے کیا کرنا ہی تیرا جی چاہے تو خود مجھ سے لیلے ابھی تیرے سامنے صاحبقران نے مجھکو بہت کچھ عنایت کیا ہی اور امیر کشور گیر کیطرف مخاطب ہو کر ملتمس ہوا کہ یا صاحبقران ذیشان آپ بھی ملکہ برق جادو سے کچھ اس اپنے خیر خواہ قدیمی کی سفارش نہین کرتے صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ تم اپنے دل مین انصاف نہین کرتے اور اپنے گریبان مین مُنہ نہین ڈالتے کہ برق جادو نے کہان کہان تمھاری مدد کی کہان کہان آفتون سے تمھاری جان بچائی کہان کہان یہ کام نہین آئین تمھین چاہیے کہ تم خود اسکی خدمتگذاری اور فرمانبرداری کرو نہ کہ اُلٹے اُس سے طلب کرتے ہو واہ سبحان اللہ مردون کا یہی شیوہ ہوتا ہی کہ جو اپنے کو قتل ہونے گردن مارے جانے سے بچائے اُس سے اپنا خون بہا طلب کرین ای خواجہ اسی سے لوگ تمکو طامع اور بندۂ زر کہتے ہین خواجہ نے عرض کیا کہ ای صاحبقران گیتی ستان مین کچھ اس سے روپیہ پیسا نہین مانگتا ہون زر و جواہر تھوڑی طلب کرتا ہون اور چپکے سے کہا کہ مین ایک مدت سے

اسپر مرتا ہون اُسکے دام اُلفت مین گرفتار ہون ہزار جان سے اسکا عاشق زار ہون آپ ہی اتنا ثواب لیجیے
کہ میرا عقد اُسکے ساتھ کرا دیجیے امیر کشورگیر نے عمرو کی منت سماجت کرنے سے برق جادو کو پیغام دیا کہ
خواجہ بتیر فریفتہ ہی ایک مدت سے تمھارے حسن و جمال پر شیفتہ ہی ای ملکہ جہان تجھے سب خاطر و مدارات
اسکی کی ہو تمکو لازم ہی کہ اب اپنی خدمت مین اسے قبول کرلو یہ میرا نہایت خیر خواہ اور دوست ہی اور
مجھکو بھی بہت عزیز ہی جتے کہ اپنے بھائی کے برابر مین اسکو جانتا ہون یہ بڑا طرار فرار ہی بیمثل عیار ہی اسکے
تمھارے پاس رہنے سے تم بفضل خدا کوئی غنیم لئیم آنکھ نہ اُٹھا سکے گا کوئی اپنی عیاری تمھارے آگے پیش
نہ لیجا سکیگا برق جادو نے ہاتھ باندھ کے گذارش کیا کہ ای صاحبقران زمان کنیز حضور کی عدول حکمی کسی طرح
نہین کر سکتی مگر مجھے اپنی شادی کرنا منظور نہین ہی حضور اس باب مین مجھ نہ ارشاد فرمائین بعد اسکے کہا کہ ای
صاحبقران اگر مجھکو اپنی شادی کرنا منظور ہوتی تو اس ذرد باریک گردن لک لک یا ساربان زادے کے ساتھ
نہ کرتی مین تو کبھی اس سے پاخانے مین لوٹا بھی نہ رکھواتی اس صورت کا کتا بھی نہ پالتی عمرو نے جل کے جواب دیا
کہ ارے تجھے ایسی صورت کبھی خواب مین بھی نہ میسر آتی تو اس شکل و شمائل کا آدمی کہان پاتی اور یہ تو مین نے
تیرا دل لینے کے لیے کہا تھا ورنہ مین خود ہمیشہ ایسی صورت سے بھاگتا ہون اس شکل کی عورت سے بات بھی
نہین کرتا یہ مین نے مذاقیہ تجھ سے کہا تھا ورنہ کہان مین کہان تو زمین آسمان کا فرق ہی برق جادو بولی چلو بس
زیادہ باتین نہ بناؤ بہت شرمندگی نہ مٹاؤ تمھاری تجالت میرے سر آنکھون پر امیر نے عمرو سے فرمایا کہ
بھئی اُسکو شادی کرنا منظور نہین مین زیادہ زبردستی نہین کر سکتا دوسرے دن امیر کشورگیر نے برق جادو
سے فہمایش کی کہ اب تم اپنے ساحرون سمیت ترک سحر کرکے ظاہر بظاہر اسلام اختیار کرو اُسنے عرض کیا کہ مین
حضور کی تابع فرمان ہون اور ہمیشہ سے دین اسلام کے نام پر قربان ہون اگر اس دین برحق کیطرف
میرا دل رجوع نہوتا تو ہر جگہ آکے آپکی شریک کیون ہوتی نرگس جادو اور سرامہ جادو کو کیونکر قتل کراتی
دمامہ جادو کی قید سے کیون چھڑاتی لڑائی مین آپکی جان کس لیے بچاتی شیشہ باطل السحر کیون لاتی مگر ای
شہریار ابھی بھائی دمامہ جادو کا ساحر شمشش جادو موجود ہی اور وہ کسی طرح دمامہ سے کم نہین ہی بلکہ کچھ
اُس سے زیادہ ہی ہی جب بفضل و تائید ربانی اور باقبال صاحبقرانی اُس نافرجام کا اختتام ہو جائیگا یہ
کنیز مع اپنے ساحرون کے ترک سحر کرکے انشاءاللہ بے غل و غش ظاہر بظاہر اسلام قبول کریگی صاحبقران
نے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہی پھر صاحبقران زمان نے جو جو ساحر مدد کے واسطے آئے تھے سب کو خلعت
دے دے کر رخصت کیا اور آپ ایک دن اور رونق افروز رہے بعد اسکے وہان سے رخصت ہو کے
شہر زبرجد نگار کو روانہ ہوے اب شہر زبرجد نگار کا راستہ بے کھٹکے صاف کھلا ہوا ہی کچھ چاہ الماس مین
سے نکلنے کی ضرورت نہین کسواسطے کہ دمامہ جادو کے باعث سے طلسم بندھا ہوا تھا سوا چاہ الماس کے
اور کوئی راستہ نہ تھا القصہ صاحبقران دوران شہزادۂ خاورسپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری
اور نظر کردۂ شاہ شرق و غرب کرب پرحرب اور مقبل وفادار اور بیوہ وا کے زنگی وغیرہ کو اپنے ساتھ
لیے ہوے ابوالہول دیوانہ کے مکان پر تشریف لائے ابوالہول نے بڑی دھوم دھام اور نہایت تزک و احتشام
سے امیر عالیمقام کی دعوت کی ایک شب صاحبقران نے وہان قیام فرمایا دوسرے روز شہر زبرجد نگار کو
روانہ ہوے اور عمرو بن امیہ ضمری کو پیشتر سے لشکر اسلام کی خبر کے واسطے روانہ کیا اب لشکر اسلام کا حال سنیے

کہ یہان تمام سرداران نامی اور فرزندان گرامی اور سپہ سالار صاحبقران عالیشان کے زبرجد شاہ کے
بندے بنے ہوئے ہر وقت اسکی بارگاہ مین بیٹھے رہتے ہین لقا اور بختیارک اور سرداران لقا سب موجود
ہین اور گرد تمام شہر زبرجد نگار کے دمامہ جادو بزور سحر حصار باندھ گئی ہو کہ جو کوئی لشکر اسلام سے
زبرجد نگار کے جانے کا قصد کرتا ہو وہان ایک دیوار حصاری بنی ہوئی ہو وہ اسمین جیبدہ ہو جاتا ہی
اور سامنے شہر کے لشکر اسلام آ جا ہوا ہو ایک دن کا ذکر ہو کہ زبرجد شاہ کو بیٹھے بیٹھے امیر حمزہ صاحبقران
کا خیال آیا اپنے بارگاہ نشینون کیطرف مخاطب ہو کر پوچھا کہ تم مین سے کسی کو کچھ حال حمزہ کا بھی معلوم ہو
کہ وہ آجکل کہان ہو اور کس فکر مین ہو کیا کیا کرتا ہو سب نے عرض کیا کہ ای خداوند ہمکو بالفعل حمزہ کے حال سے
بالکل آگاہی نہین ہو معلوم نہین وہ کہان ہو کہان نہین زبرجد شاہ نے ہرکارون کو حکم دیا کہ جاؤ دوچار ان اور
جسطرح ہو سکے حمزہ کا مفصل حال دریافت کر کے مجھے بیان کرو بموجب حکم زبرجد شاہ کے ہرکارے واسطے
دریافت حال امیر با اقبال کے روانہ ہوے اور پہر چار گھڑی کے بعد بارگاہ مین پھر آئے ہاتھ باندھ کے عرض کرنے
لگے کہ ای خداوند غلام حمزہ کا حال دریافت کر آئے زبرجد شاہ نے حکم دیا بیان کرو انھون نے عرض کیا کہ
امیر حمزہ صاحبقران عمرو و کرب و مقبل کو اپنے ساتھ لیے ہوے تہیۂ قتل شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو
چاہ الماس کو گیا اور اسکے تیسرے روز ابو الغول دیوانہ کے پاس پہونچا وہ اپنے ہمراہ حمزہ کو چاہ الماس مین لیگیا
اور اس بات کو مہینا بھر سے زیادہ ہو چکا ایک مہینا ہوا اُدھر کا یہ حال ہو جو حضور مین عرض کیا گیا اب آجکل کا حال
کچھ نہین معلوم کہ حمزہ کس خاص مقام پر ہو اور کیا کر رہا ہی زبرجد شاہ نے جو ہرکارون کی زبانی سُنا کہ حمزہ استیصال
ملکہ دمامہ جادو کیواسطے چاہ الماس مین گیا ہوا ہو ہاتھ پانون کے طوطے اُڑ گئے تمام جسم کانپنے لگا رنگ زرد ہو گیا
ہوائیان منھ پر چھوٹنے لگین مضطرب و پریشان ہو کے بیساختہ کہنے لگا کہ دمامہ مجھسے کہ گئی تھی کہ مجھے چالیس دن بہت سخت
وصعب ہین اور کوئی دیمعو تو کاغذ مین ان چالیس روز مین کے روز باقی ہین یا چلہ تمام ہو گیا اور جسے جو خدا پرستون
نے مہلت طلب کی تھی وہ وعدہ انکا منقضی ہوا یا ابھی نہین فوراً صاحب دفتر نے کاغذ دیکھ کے عرض کیا کہ یا خداوند
خدا پرستون کے وعدے کے دن کل تمام ہو گئے اور شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کے ایام نحس کی مدت کا آج خاتمہ
ہو جائیگا ملک بختیارک نے اپنے دلمین کہا کہ جسوقت دمامہ جادو مارلیگی فوراً یہ سب کے سب خدا پرست ہوش مین
آ جائینگے پھر ہم لوگ بھاگنے کا بھی کہین راستہ نہ پائینگے بڑی مشکل ہوگی یہ یزدان پرست نہ بزدست
ہم لوگون مین سے ایک ایک کو پیس پیس کے مار ڈالینگے خوب اپنے دل کے جلے پھپھولے پھوڑینگے جو جلے نکال لینگے آجکل جو کچھ
ہو گیا وہ ہو گیا پھر کچھ نہ ہو سکیگا نبس اپنے دلمین یہ سوچ کے اسنے زبرجد شاہ سے کہا کہ یا خداوند جلد ان خدا پرستون کا
استیصال کیجیے زیادہ غفلت اور تساہل کو نہ دخل دیجیے اور انھین کے سوار دنکو انسے لڑوائیے آپ الگ رہیے اور اگر کہین
اس اثنا مین شیطان کے کان بہرے حمزہ آ گیا تو پھر استیصال انکا مشکل ہو جائیگا حمزہ ایک ایک کو ناک چنے چبوائیگا
زبرجد شاہ کم ہمت نے جواب دیا کہ ای بختیارک دمامہ جادو مجھکو منع کر گئی ہو کہ جبتک مین نہ آلون تو خدا پرستون سے
ہرگز ہرگز مقابلہ نکرنا بختیارک نے عرض کیا خیر آپ خود مقابلہ کو نہ جائیے ملکو بھیجی تو بھیجے زبرجد شاہ نے بختیارک کی
اس رائے ناقص کو پسند کیا اور اسی وقت دبیر کو طلب کر کے حکم دیا کہ ایک نامہ بادشاہ سعد بن قباد کو ہماری طرف
سے لکھو کہ جتنی مہلت تمنے ہم سے مانگی تھی وہ بالفعل تمام ہو گئی اب یا تو ہمین آکے سجدہ کرو یا آمادہ جنگ ہو اور اب ہم
تمھارا کوئی عذر و حیلہ نہ مانینگے دبیر نے بموجب حکم زبرجد شاہ کے بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ شہریار والا نژاد سعد بن قباد

کو ایک نامہ مشتمل بمضمون مندرجۂ بالا تحریر کیا اور اُسے ملفوف کر کے سامنے زبرجد شاہ کے لا کے حاضر کیا زبرجد شاہ
نے سرداران لشکر اسلام کیطرف دیکھکر کہا کہ ای سرداران نامی وای دلاوران گرامی ہی تم مین سے کوئی ایسا کہ اس
نامے کو بادشاہ اسلام سعد بن قباد کے پاس لیجائے اور جواب باصواب اسکا لیکے فوراً آئے ابھی پوری بات
اسکے مُنھ سے نہ نکلی تھی کہ شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن فرزند رشید امیر حمزہ صاحبقران
والا دودمان اپنے ڈنگل پر سے اُٹھا زبرجد شاہ کو سلام کیا اور کہا کہ مجھسے اور بادشاہ اسلام سے کمال محبت ہی
نہایت مہر و مروت ہی مین یہ نامہ لیجاؤنگا اور اُنکو سمجھا بجھاکے یہان لاؤنگا زبرجد شاہ یہ جسارت اور سبقت
شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی دیکھ کے اُسنے بہت خوش ہوا اور ایک خلعت
پر زر نہایت پر تکلف دے کر انکو روانہ کیا بدیع الزمان نامہ زبرجد شاہ کا سر سے باندھ کے روانہ لشکر اسلام ہوا
بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد کو خبر ہوئی کہ بدیع الزمان برسم ایلچی گری آتا ہی حکم کیا کہ خبردار کوئی اُسکو نزدیک صبح
آتا ہی آنے دے اس اثنا مین بدیع الزمان ابن صاحبقران اندر بارگاہ ہشامی کے آیا اور بطریق زبرجد پرستان
سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا بدیع الزمان نہایت خشمگین وغضبناک طورسرکن کے پاس آیا اور کہا ای
طورسرکن اُٹھ اپنے ڈنگل پر سے کہ مین تھوڑی دیر تیرے ڈنگل پر بیٹھ کے کچھ سوال وجواب سعد بن قباد سے کر کے
چلا جاؤنگا اُسنے جواب دیا کہ صاحبزادے ڈنگل آپ کا تو موجود ہی آپ اُس ڈنگل پر کیون نہین بیٹھتے جو مجھے طلب
کرتے ہین اور مجھے میرے ڈنگل پر سے اُٹھاتے ہین بدیع الزمان نے اور زیادہ چین بجبین اور خشمگین ہو کر کہا کہ
جلد اُٹھ نہین تو مین تجھے مار ڈالونگا طرفۃ العین مین کام تیرا تمام کرونگا اور گھونسا مارنے کو اُٹھایا طورسرکن
چاہتا تھا کہ بدیع الزمان سے کچھ گفتگو کرے بادشاہ فلک بارگاہ نے ارشاد فرمایا کہ ای طورسرکن تو کس سے
گفتگو کرتا ہی یہ وہی بدیع الزمان ہی جسنے پانچ سو ملک کو چک باختر کو اسلام آباد کیا بڑے بڑے کافران غدار
اور بڑے بڑے کفار اشرار سے جہنم کو بھر دیا آج وہی بدیع الزمان گلے مین بت پہنے پیشانی پر قشقہ کھینچے یہ باتین
کر رہا ہی ای طورسرکن یہ اپنے ہوش مین نہین ہی اگر اپنے ہوش مین ہوتا تو ایسے کلمہ وکلام نہ کرتا طورسرکن نے
یہ سنتے ہی ڈنگل اپنا خالی کر دیا بدیع الزمان اُس ڈنگل کو اُٹھا کے سامنے تخت بادشاہ اسلام کے لایا اور
وہان اُسے بچھاکے بیٹھا بادشاہ سعد بن قباد نے شاہزادۂ بدیع الزمان کی صورت دیکھی حیران ہوا کہ خدا خیر
کرے نہین معلوم کیا ماجرا ہی ساقی کو حکم دیا کہ شراب لاؤ شہزادہ بدیع الزمان کو پلاؤ ساقی بموجب ارشاد
بادشاہ جمجاہ کے ساغر شراب ارغوانی کا بھر کر سامنے شاہزادۂ بدیع الزمان کے لایا بدیع الزمان نے اُس
ساغر کو اُسکے ہاتھ سے لیکر زمین پر پھینک دیا اور بادشاہ اسلام سے کہا کہ مین شراب پینے کیواسطے نہین آیا
ہون بلکہ ایک فرمان واجب الاذعان اپنے خداوند کا لایا ہون بادشاہ اسلام نے کہا لائیے وہ فرمان
مجھے دیجیے بدیع الزمان نے کہا کہ پہلے اُسکے آداب بجا لائیے تعظیم کیجیے زر وجواہر نثار کرنے کو منگوا لیجیے پھر
مین آپ کو نامہ اپنے خداوند کا دون بادشاہ تقریر اس طلسم بستہ کی سُنکے آبدیدہ ہوئے فرمایا کہ ای شاہزادۂ انجم
گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن بدیع الزمان لشکر شکن آپ فرزند رشید حمزہ صاحبقران عالیشان کے ہین آپ نے
اپنی قوت وزور بازو سے برسون جہاد کیا کفر اسلام آباد کیا تعجب ہی کہ ایک کافر ازلی اور مرتد دغلی کے نامے
کی آپ مجھسے تعظیم وتکریم کرواتے ہین آپکو یہ کیا ہو گیا مگر ہان آپ میرے عم نامدار بجائے والد بزرگوار کے ہی
اگر کہیے مین آپ کو تسلیم کرون آپکی تعظیم کرون اور زبرجد شاہ مردود درگاہ الٰہ تو قابل لعنت ہی اُس پر

لعنت کیجیے اس کلمہ و کلام کو چھوڑ دیجیے بس یہ کلام حقیقت التیام جو بادشاہ اسلام سے بدیع الزمان نے سُنا نہایت خشمگین و غضبناک ہوکے دیوانہ وار نعرہ کیا کہ او خیرہ سر تو خداوند کی جناب مین کلمات گستاخانہ اور کلام بیہودہ کہتا ہو اور مجھکو نصیحت کرتا ہی ہو شرط کہ ایک وار مین تیغ آبدار کے کام تیرا تمام کرون اور اس بارگاہ مین خون تیرا بہادون اور پھر تو جا اب مین تجھے کیا چھوڑتا بھی ہون بغیر مارے اور یہ کہکے تلوار کھینچکر بادشاہ اسلام کیطرف دوڑا تمام بارگاہ مین ایک غلغلہ ہوا ہنگامہ برپا ہوگیا سب سردار اُٹھے تھے کہ بدیع الزمان کو پکڑ لین اور بادشاہ اسلام کو اس طلسم بستہ کی شر سے بچائین بادشاہ سبکو منع کر رہے تھے کہ صاحبو تم نہ بولو تم اس راز سے نہین واقف ہونا حق کا ملال نہ مول لو مین سمجھ لونگا کہ یکایک شاہزادہ بدیع الزمان تھر تھر کانپنے لگا اور دفعۃً زمین پر گرکے بیہوش ہوگیا لوگون نے چاہا کہ شہزادے کو گرفتار کرلین بادشاہ اسلام نے منع کیا کہ خبردار ہاتھ نہ لگانا تعرض نہ کرنا اسمین کچھ سر مخفی ہی تم لوگ نہ بولو اگر اسوقت یہ مجھے مار ڈالیگا تو مین نے خون اپنا اسے معاف کیا یہ سنتے ہی لوگ اپنی اپنی جگہ رُک رہے کہ اس اثنا مین شاہزادہ بدیع الزمان کو ہوش آیا اپنے کو دیکھا کہ شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے تخت بادشاہی کے سامنے بیٹھا ہوا ہی اور صاحبقران فلک قرا پنے دنگل نادعلی پر رونق افروز نہین ہین لوگون سے پوچھا کہ کیون صاحبو صاحبقران ذیشان کہان تشریف لے گئے ہین اور مین نے کس پر تلوار کھینچی ہی کیا معاملہ ہی طورسرکش نے کہا کہ صاحبزادے اب شاید آپ ہوش مین آئے ہین ابھی آپ نے مجھے گھونسا تان کے دنگل پر سے اُٹھا یا تھا میر اِ دنگل لیجا کے سامنے تخت بادشاہ اسلام کے بچھایا تھا زبرجد شاہ کا نام لیکر آپ برسم ایلچی گری آئے تھے بادشاہ اسلام پر تلوار کھینچکے دوڑے تھے کہ آپ خود بخود کانپ کے بیہوش ہوگئے اب ہوش آیا تو آپ یہ سب باتین پوچھنے لگے اور صاحبقران با اقبال تم لوگون کے افعال سے تنگ ہوکے اس خیال مین نکل گئے ہین کہ یا تو خدا نخواستہ نصیب دشمنان اپنی جان دین یا دمامہ جادو کو جہنم واصل کرین شہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن گردنشکن بدیع الزمان بن صاحبقران نے کہا کہ ای طورسرکش ہم لوگون نے کیا کیا جو صاحبقران ہم لوگون کے افعال سے تنگ آکے اپنی ہلاکت پر آمادہ دمامہ جادو کے قتل پر دل دادہ نکل گئے ہین طورسرکش نے کہا واہ صاحبزادے واہ کہتے ہو کہ ہم لوگون نے کیا کیا ارے اس سے بڑھ کے اور کیا غضب کروگے کہ تم لوگ یزدان پرستی ترک کرکے سب جا جا کے زبرجد پرست ہوگئے ہو بالکل اپنے پروردگار مالک و مختار حاکم قضا و قدر خالق جن و بشر کو بھول گئے ہو یہ کلام حقیقت التیام طورسرکش سے سُنکے بدیع الزمان لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہکے رو دیا اور ہاتھ باندھکے بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ حضور معاف فرمایئے گا مین خود رفتہ تھا مجھکو مطلق ہوش نہین کہ مین نے حضور سے کیا گفتگو کی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای بدیع الزمان مین پہلے ہی سمجھا تھا کہ تم اپنے ہوش مین نہین ہو جب تو ایسی بے عقلی اور بیحواسی کی باتین کرتے ہو اور نہین زمانے مین تمھارے برابر مرد فہمیدہ و سنجیدہ ہوتا بھی ہی تم نے کفر و کافری کے کیسے کیسے نشان اُکھاڑے عالم مین خدا پرستی اور ایمانداری کے جھنڈے گاڑے کیسے کیسے کفرستانون کو اسلام آباد کیا تمنے کیسا کیسا جہاد کیا بلکہ مین اور لوگون سے کہتا تھا کہ بدیع الزمان سحر مین گرفتار ہی نہین تو ایسے کلام نامناسب نہ کرتا تم ہرگز میری طرف سے اپنے دلمین خیال رنجیدگی کا نہ لاؤ بخدا مجھکو تمسے نہ کوئی ملال ہی نہ کسیطرح کا میرے دلمین کچھ خیال ہی بعد اسکے بدیع الزمان نے طورسرکش کیطرف مخاطب ہوکے کہا کہ ای طورسرکش تم بھی مجھے معاف کردو کہ مین نے تمھاری خدمت مین بھی بڑی بے ادبی کی تم مرد مسن ہو مین نے تمسے یہ کیا گستاخی

طور سرکش نے کہا آپ میرے مرشد زادے ہین جو کچھ آپ نے میرے حق مین کیا بہت خوب کیا مجھے آپ سے
کوئی شکایت نہین ہو نہ کسی بات کا ملال میرے دل مین ہو مگر ای شاہزادے آپکے نامے کو جو اس کافر ازلی
مرتد و شقی کے اپنے سر چڑھایا ہو اُسے تو اُتاریے بدیع الزمان نے یہ سُنتے ہی گھبرا کے اُس نامے کو اپنے سر سے کھولا
اور پھاڑ کے پھینک دیا اور لوگون سے پوچھا کہ کیا شہر زبرجد نگار سے ہمارے ساتھ بھی کوئی آیا ہو لوگون نے
عرض کیا کہ بارہ ہزار سوار آپکے ہمراہ ہین بدیع الزمان والاشان نے حکم دیا سب حرامزادون کو قتل کرو انکی صورتین
اُنکے خون سے بھرو بادشاہ اسلام بدیع الزمان کا یہ کلام سُنکے بہت خوش ہوے فرمایا کہ صاحبو دیکھا تمنے جب یہ
فی الحقیقت اپنے ہوش و حواس مین نہ تھے جب تو ویسی باتین کرتے تھے اب سحر سے چھوٹے ہین تو ہوش و حواس کی
باتین کر رہے ہین غرض اُن سبنے زبرجد پرستون کو قتل کیا اور بادشاہ اسلام نے بدیع الزمان کو گلے سے لگایا اپنے
پاس بٹھایا کہ اس ثنا مین نعرۂ علمشاہ رومی کی آواز قیطول زبرجد شاہ پر لیسے بلند ہوئی بدیع الزمان نے
عرض کیا کہ ای شہریار معلوم ہوتا ہو کہ میری طرح سے سب سردار ہوش مین آگئے و نامہ جادو ماری گئی اب قیطولون پر تلوار
چل رہی ہو جلد تشریف لیچلیے اُسیوقت بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ فوج تیار ہو ہم زبرجد نگار پر جائینگے فوراً کمر بندی
ہوگئی ہرکارے خبر لیکے آئے کہ وہ حصار سحر جو شہر زبرجد نگار کے گرد تھا بالکل مٹ گیا اب بخوبی آتے جاتے ہین
اور جو لوگ اہل اسلام سے سحر مین مبتلا ہوکے دیوار مین چسپیدہ ہوگئے تھے وہ بھی سب رہا ہوے الغرض
بادشاہ تخت پر سوار ہوے آگے آگے بدیع الزمان پیچھے پیچھے فوج شہر زبرجد نگار کو چلے لیکن وہان کا
حال سُنیے کہ جب زبرجد شاہ شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن گرد لشکر شکن بدیع الزمان بن صاحبقران
گیتی ستان کو بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ سعد بن قباد عالی مقام بادشاہ اسلام کے پاس برسم ایلچی گری
روانہ کر چکا تو پھر ہرکارون کو بلا کے پوچھا کہ تمھین خوب بتحقیق معلوم ہوا ہو کہ حمزہ چاہ الماس مین گیا ہو ایک
ہرکارے نے عرض کیا کہ خداوند ہمین بتحقیق معلوم ہوگیا ہو کہ حمزہ کو چاہ الماس مین گئے ہوے آج پندرہ دن ہوے
دوسرے نے التماس کیا کہ پیرو مرشد حمزہ کو گئے ہوے بائیسوان دن ہو بلکہ عمرو عیار اُسکا نہ جاتا تھا ابوالہول نے
زبردستی اُسے اُسمین ڈھکیل دیا زبرجد شاہ نہایت برہم ہوا کہ کیا واہیات بکتے ہو کبھی سُنا بھی نہین کہ آدمی
دیدہ و دانستہ اندھون کیطرح اپنے کو کنوئین مین گرادے جاؤ دور ہو میرے سامنے سے اب خبردار کبھی ایسی جھوٹی
خبر میرے سامنے نہ بیان کرنا پہلے تمنے بیان کیا کہ حمزہ کو چاہ الماس مین گئے ہوے ایک مہینہ کا عرصہ ہوا آج
پندرہ دن اور بائیس دن بتاتے ہو تمھاری بات کا کہین بھی کچھ ٹھکانا ہو جو مُنھ مین آیا بک دیا دربار خداوندی تھا
ترکاری منڈی ہوئی یا کوئی افیونی کی صحبت ہوئی کہ جو جی مین آیا جھوٹھ سچ گپ اُڑا دی اور گپ بھی وہ جو محض خلاف
عقل ہو کیسکے ذہن مین آسکتا ہو اور کون اس بات کو یقین لاسکتا ہو کہ کوئی اپنے کو خود کنوئین مین گرادے اب کبھی
اگر ایسی جھوٹی خبر میرے سامنے بیان کروگے تو مین تمکو سزاے سخت دونگا اور اپنی خدائی سے نکال دونگا ابھی زبرجد شاہ
ہرکارون سے یہ کہہ رہا تھا یکایک آندھی بڑے زور شور سے چلنے لگی زمانہ تیرہ و تاریک ہوگیا خاک اُڑنے لگی وہ گنبد بجنے لگا
شور قیامت برپا ہوا جتنے مکانات مثل گنبد مینا اور قیطول خداوندی وغیرہ کے سحر کے بنے ہوے تھے سب
گرد چین ہو ہوکے اڑ گئے قصر معلق بھی ہوا ہوگیا اور علمشاہ رومی اور جتنے سردار لشکر اسلام اور فرزند
امیر عالی مقام تھے کانپ کانپ کے دنگلون اور کرسیون پر سے گر کے بیہوش ہوگئے بختیارک ملعون نے
زبرجد شاہ روسیاہ سے کہا کہ ای خداوند جلد ان سرداران لشکر اسلام کو قید کر لیجیے اور جھٹ پٹ ان سبکو سلسل

اور مطوق کرکے قید خانے مین بھجوا دیجے ورنہ یہ ہوش مین آجاینگے تو غضب ڈھائینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے
سب کے رشتۂ حیات توڑینگے یہ اب تک سحر شہنشاہ جادوگران ملکہ دمامہ جادو مین گرفتار تھے جو خداوند کے بندے
بنے ہوے ہر وقت فرمانبردار تھے مگر اب غضب ہوگیا کہ حمزہ نے ملکہ دمامہ جادو کو مار ڈالا یہ قید سحر سے چھوٹ جائینگے
پھر اگر ہزارون برس بھی کوئی خاک چھانیگا تو یہ ہاتھ نہ آئینگے زبرجد شاہ یہ سنکے نہایت برہم ہوا اور گھونسا اسی زور
سے بختیارک کے منھ پر مارا کہ قریب تھا اسکے سب دانت ٹوٹ کے پیٹ مین جا رہین اور کہا او حرامزادے ایسی فال بد
تو ابھی سے اپنے منھ سے نکالتا ہی دمامہ جادو کو تو کیا کوئی چھوکری سمجھے ہوے ہی اگر حمزہ ایسے ہزار آدمی جائین تو
اسکا بال بیکا نہ کر سکین اسکے ایک سحر مین تو تمام عالم کا کام تمام ہی بھلا حمزہ کی تو کیا حقیقت اور کیا ہستی ہی کہ اسکے
سر پر ہو سکے اگر حمزہ ہزار برس بھی کوشش کرے تو اسکے سحر سے نہ جانبر ہو سکے تو نہین دیکھتا کہ حمزہ کی تمام اولاد اور
سردار اسوقت میری خدائی کے قائل ہو کے مجھکو سجدہ کرتے ہین یہ دمامہ جادو کے سحر کا اثر نہین ہی تو اور کیا ہی پھر
جو ایسی ساحرہ زبردست ہو وہ حمزہ ایسے ضعیف البنیان شخص سے پست ہو یہ بات کہین قیاس مین بھی آتی ہی
یا زبردستی ہی تو نے دل سے گڑھ کے خیالی پلاؤ پکا کے بے سمجھے بوجھے کہدیا دمامہ جادو کو حمزہ نے مار ڈالا خبردار
اگر پھر ایسا کلمہ تو نے کبھی زبان سے نکالا تو تجھے جان سے مار ڈالونگا بختیارک بولا یا خداوند آپ کو اختیار ہی
چاہیے غلام کو مار ڈالیے چاہے جان بخشی کیجیے مگر ملاحظہ فرمایئے کہ وہ گنبد مینا اور قصر معلق اور قیطول خدائی
کہان گئے یہ سب مکانات سحر اور سامان خدائی کیا ہوے مین یہی عرض کرتا ہون کہ انھین قید کر لیجیے نہین پھر کچھ
نہو سکیگا آپ ہی پچتائیے گا زبرجد شاہ بولا او دہن دریدہ کیا بکتا ہی چپ رہ اب یہ سب میرے بندگان خاص
مین سے ہین یہ میری خدائی سے کہان جائینگے اور میرا کیا بنائینگے ابھی یہی باتین تھین کہ علم شاہ رومی اور تمام
سرداران لشکر اسلام ہوش مین آئے اپنے کو بارگاہ جہنم پایہ گاہ زبرجد شاہ مین پایا متعجب ہو کے پوچھا کہ ہم کیونکر
یہان آئے کون ہمین لایا ہی یہ مقدمہ کیا ہی زبرجد شاہ پکارا تم سب میرے بندگان خاص مین سے ہو مدت سے تم نے مجھکو
سجدہ کیا ہی اور حمزہ تنگ ہو کر عاجز آکے صحرا کو نکل گیا ہی اور بدیع الزمان کو مین نے برسم ایلچی گری بادشاہ اسلام
سعد بن قباد کے پاس بھیجا ہی ای بندگان مجھ مین یہ قدرت ہی کہ چاہون تو زمین و آسمان کو درہم برہم
کر دون پھول آسمان پر جائین ستارے زمین پر آگین دریا سے آگ نکلے آگ سے پانی بہے علم شاہ یہ گفتگو
اس خرس بادیۂ ضلالت کی سنکے بولا او ملعون تو کیا جھک مار رہا ہی اور تلوار میان سے کھینچکر اسپر دوڑا اور سب
سرداران لشکر اسلام بھی تلوارین پکڑ پکڑ کے یہ کہتے ہوے جھپٹے کہ او مشرک سگ پلید اب تجھے ہم زندہ و سالم کب
چھوڑتے ہین لشکر کفار نے جو دیکھا کہ سرداران لشکر سب دست بقبضہ ہین وہ بھی تلوارین لیکر دوڑے
لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی علم شاہ رومی نے بڑھ کے زبرجد شاہ پر تلوار ماری وہ ملعون تو تخت پر سے
کود کے علحدہ ہو گیا اور علم شاہ کی تلوار نے تخت کو کاٹ کے زمین کو بوسہ دیا ادھر لقا نے جو یہ نقشا دیکھا یہ
بھی تخت پر سے کودا زبرجد شاہ اور زمرد شاہ دونون سنگدلون کے رنگ زرد ہو گئے سرداران لشکر اسلام کا
یہ ڈھنگ دیکھ کے مارے خوف کے ہاتھ پاؤن سرد ہو گئے جسم مین تھرتھری پڑ گئی دل کانپنے لگے ایوان شاہی
سے باہر نکل کر مرکبون پر سوار ہوے فوج کفار نے اہل اسلام پر نرغہ کیا لاکھ کافرون نے مسلمانون کو گھیر لیا
ایک ہنگامۂ قیامت برپا ہی چہار طرف دار و گیر کی صدا ہی تلوارون کی جھنکارین بلند ہین امن و امان کے
رستے بند ہین علم شاہ کے نعرے کی آواز آسمان تک جاتی ہی یہ چن چنکر کفار کو مار رہا ہی اور سرداران اسلام

آیا جو کوئی پاس گری برق درخشان
سر پہ جو گری تیغ نے مغفر کو اڑا دیا
ٹوٹا تو جبین بھی گر کے جوشن سے نکل آئی
پھر اسکو پکارا کہ سر کس سوئے گھیرا
اس پر جو گری تیغ الٹ کے اسے مارا
خیاط ظفر جس میں مرگ لیے تھے

تنے انا ہوا تن میں چلی روح کہان
پھرتی تھی جو وہ مرگ صفت لشکر غنیمن
شہباز کی دہشت نے کبوتر کو اڑایا
ابرو کو جو کاٹا تو فرح سے نکل آئی
تلوار سر تو تھی کس سے نکل آئی
غش میں بھی عدو کو جھلک اسکی نظر آئی
دو ٹکڑے ہوا وہ رخ اعدا تیغ دلیرا
تھا قصد کہ ہان ابھی ہان کہا تھا
سیدھی گئی اس پر تو سمٹ کے اسے مارا
اللہ رے صفائی کہ کوئی تک بھرا تھا
تلوار نے تر دامنوں کو پاک کیے تھے
تھی دھوم یہ قراض اثر تیغ سخن کی

منور بنا خم بطن ہو گئی بریان
پوشیدہ تھین جوشن میں ملک لوٹ گئے تن
بند سپر کافر خود سر کو اڑایا
تھی برق فلک جس تیغ سے نکل آئی
در آئی جبین میں تو درج سے نکل آئی
سونا ہوا اکسیر کر چاندی نظر آئی
اگرتے ہیں کہان سے ہوا فیصلہ تیرا
شغل ساتھ تیغ رو دم لوٹ رہا تھا
پشت کے اسے مارا تو لپکے سینے پار
یہ کاٹ کے گلی بھی تو سر لوٹ جرا تھا
جیسون کے جگر چاک تھے تیغ فلک سے تھے
کیا قطع بریدہ ہوئی جامہ تن کا

غل سامریون میں کہ یہ بچھر فراوان
مرغ شب بچو نے شہپر کو اڑایا
آنکھی ہوئی گہ خانہ تیغ نکل آئی
یہ برق گری آگیا آنکھون میں اندھیرا
لہر اسکی وہان بڑھ گئی لگتے اسے مارا
دم بند تھے یہ جامہ ہستی ہو گئے تھے

راوی بیان کرتا ہو کہ تین شبانہ روز اسی طرح برابر تلوار چلا کی تیسرا روز تھا کہ نیر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار پہونچا اور حال دریافت کرکے بجلدی تمام خدمت صاحبقران عالیمقام میں آیا سب کیفیت بیان کی کہ اے صاحبقران عالی شان آپ تو یہان ہین اور وہان سب آپ کے فرزندان نیکنام اور سرداران لشکر اسلام نے ہوش میں آکے زبرجد پرستی چھوڑ دی اور اپنے خدائے یکتا کی وحدانیت کے قائل و معترف ہوکے پھر اپنے دین اسلام پر قائم ہوے اور اس سگ روسیاہ زبرجد شاہ پر لعنت کی شہر زبرجد نگار میں ایک طوفان عظیم برپا ہی ہر گلی کوچے میں شور قیامت زا ہی بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ سعد بن قباد اور شہنشاہ و ضاعف قدر بھی وہان رونق افروز ہوے ہین علم شاہ رومی و بدیع الزمان وغیرہ لڑ رہے ہین کافرون کے سر کٹ رہے ہین میدان کے میدان ان ناپاکون کی لاشون سے پٹ رہے ہین آپ بھی جلد تشریف لیجلے زبرجد شاہ گمراہ کو واصل جہنم کیجے تمام مال و اسباب اسکا لوٹ لیجے یہ سنتے امیر کشور گیر نے اشقر دیوزاد کو بڑھایا یہان زبرجد شاہ نے حکم دیا کہ ارے بدیع الزمان کو مار لو کہ شریر ابن اعواک رعد آواز ستون بارگاہ قدرت نے آگے بڑھ کے بدیع الزمان کا سامنا کیا اور نعرہ کیا کہ اے بدیع الزمان بندۂ منحرف قدرت یہ تو نے کیا غضب کیا کہ خداوند زبرجد شاہ سے منحرف ہوکے پھر دین اسلام اختیار کر لیا ارے او جاہل گم گشتہ یہ تو نے کیا آفت برپا کی ہزارون بندگان زبرجد شاہ کا بقصور خون بہایا تجھے کچھ خوف و خطر خداوند کا نہ آیا اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہو دیکھ تو اپنے کیے کی کیسی سزا پاتا ہو بدیع الزمان نے جھنجھلا کے جواب دیا کہ او شریر بے پیر کیا بیہودہ بک رہا ہو دیکھ تجھے بھی واصل جہنم کرتا ہون شریر نے جھنجھلا کے سر بدیع الزمان نامدار پر تلوار ماری بدیع الزمان نے تلوار اسکی پشت شمشیر پر روک لے اور کچھ بھی تمام زرا ہاتھ اپنا ترچھا کرکے جو ایک تلوار اس تیز دست پر ماری تو اسکے شانے پر پڑی کر اس شانے اور سینہ پر کینہ کو اسکے کاٹتی ہوئی دوسری طرف زیر بغل اتر گئی اس شقی کا منہ نے تا منہ لاکٹ کے گر پڑا غل ہوا کہ شریر بیا شریر تھا آخر مارا گیا زبرجد شاہ نے نعرہ کیا کہ افسوس ستون میری بارگاہ قدرت کا

کر پہونچا ناگاہ آواز نعرۂ صاحبقرانی کی کان مین آئی اور ساتھ ہی اُسکے نعرۂ خاور باہ ملک قاسم
لعل خفتان خونریز خاوری کی صدا بھی سُنائی دی اور کرب دغیرہ بھی نعرہ کرکے فوج کفار پر آپڑے
لقائے مشرک خدا نے جو آواز نعرہ صاحبقرانی کی سُنی بدحواس ہو گیا ہاتھ پانوٴن بھول گئے بختیارک نے کہا
ای خداوند حمزہ آپہونچا جلد یہان سے بھاگ چلیے نہین تو مارے جائیے گا لقا نے زبرجد شاہ سے کہا کہ ای
زبرجد شاہ مین نے تقدیر کی ہی کر تو حمزہ کے ہاتھ سے مارا جائیگا نہین تو میرے ساتھ بھاگ چل زبرجد شاہ
بگڑا اور گیدی خر روباہ خصلت بزدل تو کہان جاتا ہی دیکھ مین حمزہ کو دم بھر مین مارے لیتا ہون زبرجد شاہ
خدائے باختر بولا تو کیا بکتا ہی مین نے تو تقدیر کی ہی کر یہان سے بھاگ جاؤن اور یہ کہ کر اپنے رفقا اور لشکر
سمیت شہر زبرجد نگار سے نکل کر کشتیون پر سوار ہوکے بھاگا ملک فرعونیہ کا راستہ لیا یہان شہر زبرجد نگار
پر خوب لڑائی ہوئی بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ ہاتھیون کو ریل دو عمارتین شہر کی گرا دو صاف میدان ہو جائے
اچھی طرح جنگ کی جگہ نکل آئے بموجب حکم جہان مطاع بادشاہ گیتی پناہ مکانات مسمار ہونے لگے میدان لڑائی
کیواسطے صاف ہونے لگا اب وہ وقت ہی کہ دونون لشکر ملے ہوئے لڑ رہے ہین کہ پھر نعرہ صاحبقرانی
بلند ہوا کہ زمین و آسمان اور عمارات عالی شان مین زلزلہ پڑ گیا تھے کہ امیر کشورگیر تلوارین مارتے ہوئے زبرجد شاہ
تک پہونچے اور ایک تلوار زبرجد شاہ پر ماری وہ تو خواصی مین جا رہا تلوار نے ہودا اور زنجیر اور ہاتھی کو
کاٹ کے زمین کو بوسا دیا زبرجد شاہ کود کر بھاگا گھوڑے پر سوار ہوا چاہا کہ نکل جائے کہ امیر حمزہ صاحبقران پہونچے
نعرہ کیا کہ او کافر ناسمجھ میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جاتا ہی زبرجد شاہ نے ناچار ہوکے جب کوئی راستہ بھاگ نے
اور جان بچانے کا نہ پایا تو امیر باتوقیر پر تلوار ماری امیر فلک وقار نے تلوار اُس ناہنجار کے ہاتھ سے چھین لی اور
کمر مین ہاتھ ڈال کے قاش زین سے اُٹھا لیا اور دست حق پرست بلند کرکے بالائے سر چکر دینا شروع کیا
زبرجد شاہ کی عقل چکر مین آئی گردش تقدیر نے یہ صورت اُسے دکھائی زمانے کا اور طور ہوا اہل اسلام کا دور ہوا
صاحبقران عالیشان چاہتے ہین کہ اُسے زمین پر دے پٹکین کہ ملک قاسم نے آواز دی دادا جان اسے مجھے دیجیے
امیر نے زبرجد شاہ کو قاسم کی طرف پھینکا اُسنے ہوا پر ہاتھ مین روکا پھر زمین پر دے مارا سینہ پر سوار ہوکے
مشکین باندھ لین عمرو عیار کے حوالہ کیا کہ ابوالہول دیوانہ اور بہو وا سے زنگی سات ہزار دیوانون سے آئے
اُنھون نے بھی لڑنا شروع کیا تمام شہر زبرجد نگار کو تہ و بالا کر دیا بہت سے کفار اشرار مارے گئے بہت سے
ناہنجار گرفتار ہوئے اکثر بندے بھاگ گئے الامان یا بدیع الزمان الامان یا امیر حمزۂ صاحبقران کشورستان
کی آواز چار طرف بلند ہوئی امیر حمزہ صاحبقران نے امان دی جملہ دلاوران اسلام کو منع کیا کہ اب نہ لڑو تلوار
روک لو یہ امان مانگ رہے ہین غرض بموجب حکم امیر باتوقیر سب نے اپنے اپنے ہاتھ روک لیے تلوارین میان مین
رکھ لین نقارے فتح کے بجشادیانے نصرت کے نوازش مین آئے تمام غازیان دین اسلام بفتح فیروزی پھرے
قاسم نے بادشاہ اسلام کو سلام کیا نذر دی علم شاہ دوڑ کر بیٹے سے لپٹ گیا پیار کیا گلے سے لگایا احوال پوچھا
شہزادہ ملک قاسم نے سب حال بوتیمال جادو کا اژدہا بنکر نگل جانے اور اپنے باغ مین لیجا کے قید کرنے کا
بیان کیا اور عرض کیا کہ اگر دادا جان صاحبقران دوران وہان تشریف لیجاتے اور اُس لکاتہ کو فنے الناد
نہ فرماتے تو میری جانبری محال تھی اُسی کے قید مین پڑے پڑے سڑ جاتا کسی کو میری قبر کا بھی نشان نظر نہ آتا
مگر ابھی زندگی تھی اس سے بچ گیا جو آج حاضر خدمت ہون بدیع الزمان روتا ہوا اگر قاسم سے بغلگیر ہوا انراج کا

حال پوچھا پھر تو جتنے سوار دست راست اور دست چپ کے تھے سب باری باری قاسم سے ملے سب کو بڑی
خوشی حاصل ہوئی لیکن عمرو بن امیہ ضمری مال و اسباب کی فکر مین مضطر و حیران سرنگون بیٹھا ہوا ہی ہر چند دوزخ
و بہشت زبرجد شاہ کے دیکھے وہان بھی خاک نہ پایا البتہ حور و غلمان ہاتھ لگے انکو فروختہ باشد کیا خوب
بردہ فروشی کی کل قیمت انکی نقد جمع کر لی مگر اسپر بھی نہایت غمگین و ملول ہی کہ نقد کچھ نہ ہاتھ آیا بیکار کی شقت
ہوئی مفت کی زحمت ہوئی آخر کار یہ کام کیا کہ زبرجد شاہ کو ایک گوشے مین لاکے باندھ کے کھڑا کیا اور کہا کہ او
دغاباز جلد از جلد بتا کہ مال تیرا کہان ہی مین نے اسقدر محنت و مشقت کی اور ایک حبہ تک تجھسے مجھکو نہ ملا اور
کوڑا ایک کے مستعد ہوا کہ بتاتا ہی تو بتا نہین تو آج تجھے مارتے مارتے مار ڈالونگا مارے کوڑون کے تیری کھال
گرا دونگا اور یہ کہکے ایک آدھ کوڑا کھینچ مارا اُس بزدل کو یقین ہو گیا کہ یہ بندۂ زر ہی اگر مین اُسے مال اپنا نہ بتاؤنگا
تو بیشک آج مجھے مار ڈالیگا بس وہ کافر خاسر کانپ گیا اور کہنے لگا کہ خواجہ صاحب آپ کو کسنے منع کیا ہی
خزانہ تو میرا بہت سا ہی آپ انھین سے جاکے کیون نہین لے لیتے ہین جو مجھے اسطرح بخطا و قصور کوڑون کی
مار دیتے ہین خواجہ نے کہا او مکار اُس خزانے سے مجھے کیا کام ہی وہ مال بادشاہی ہی حمزہ نے اُسپر پہرے
بٹھائے ہین انھین سے مجھے کیونکر ملیگا تو اپنا خفیہ خزانہ بتا نہین تو آج تجھے مار ڈالونگا یہ کہکے اور ایک دھکا
اُسے مارا کہ وہ بلبلا گیا اور کہنے لگا مجھے مارئیے نہین مین بتائے دیتا ہون عمرو بولا جلد بتا اُسنے نشان دیا کہ
میری خوابگاہ مین جاکے پلنگ کے نیچے زمین کو کھودیے وہان بارہ ہزار صندوق اشرفیون سے بھرے ہوئے
دفن ہین آپ انھین لے لیجے اور مجھے چھوڑ دیجے عمرو نے جواب دیا کہ او مردود تو حمزہ کا قیدی ہی مین تجھے
چھوڑ نہین سکتا ہون وہ چاہے تجھے قتل کرے چاہے تیری جان بخشے یہ کہکے زبرجد شاہ کو پھر زنبیل مین
ڈال لیا اور بسرعت تمام شہر زبرجد نگار مین آیا دیکھا کہ تمام خزانون اور جملہ مکانون پر چوکی پہرہ کرب غازی
کے لوگون کا ہی اور کرب خود ہوشیار بیٹھا ہوا ہی کرب نے عمرو کو سلام کیا اور عرض کیا کہ حضور کیون
تشریف لائے ہین عمرو نے جواب دیا کہ بیٹا مین آج کل قرضدار بہت ہون اور کچھ روپیہ زبرجد شاہ کا پوشیدہ
ہی اُسکا حال کسی کو معلوم نہین ہی اگر تم کہو تو مین اُسے تلاش کرکے لے لون کرب نے کہا کہ مین آپ کا
تابع فرمان ہون مگر یون ظاہر بظاہر اگر آپ جاکے اُسے لینگے تو یہ میرے واسطے بڑی بدنامی کی بات ہی
سب یہی کہینگے کہ دیدہ و دانستہ کرب نے مال ذخیرۂ بادشاہی عمرو کو اٹھوا دیا عمرو بولا اے فرزند مین
تجکو بدنام نہ کرونگا یہ کہکے چلا گیا اور رات کو گلیم عیاری اوڑھکر خوابگاہ زبرجد شاہ پر آیا اور تلاش
کرکے اُس تہخانے کو نکالا اور وہ صندوق اشرفیون کے لیکے پھر اسی طرح بند کر دیا اور خوشی خوشی جاکے
سو رہا صبح کو خدمت امیر فلک سریر مین روانہ ہوا اُدھر صاحبقران نے شادی و خرمی مین شب بسر
کی صبح کو دربار کیا بادشاہ کو پھر آکرکے دنگل پر بیٹھے تمام سردار جمع ہوئے اس اثنا مین عمرو نے آکے سلام کیا
صاحبقران ذیشان نے فرمایا کہ خواجہ زبرجد شاہ کو لاؤ عمرو نے اُس کافر کو زنبیل سے نکالکر سامنے حاضر
کیا فتیلہ دفع بیہوشی کا دیا زبرجد شاہ کو جو ہوش آیا دیکھا کہ سامنے صاحبقران بیٹھے ہین اور مین گرفتار ہون
پکارا کہ حمزہ تو نے مجھے گرفتار کیا ہی میرے غضب خداوندی سے نہین ڈرتا ہی شرط کہ ابھی تجھے خاک سیاہ
کر دون صاحبقران نے فرمایا او کافر دروغگو کیا منہ خرافات بکتا ہی اگر تجھ مین کچھ قدرت ہی تو قید سے
چھوٹ کے چلا جا ارے تو تو شخص مجبور ہی ہر طرح معذور ہی لعنت کر اپنے اعمال و افعال قبیحہ پر اور دین اسلام

قبول کرین تیرا ملک تجھے پھیر دونگا بلکہ اور جو ملک مجھسے مانگیگا وہ بھی تجھے حوالے کرونگا زبرجد شاہ سنگدل
اور سیاہ قلب تھا نصیحت نے صاحبقران کی کچھ اثر نہ کیا مثل مشہور ہے کوا دھوے سے سفید نہین ہوتا شعر
باآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ✤ گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ ✤ کلام صاحبقران کے سنکر بولا کہ حمزہ
چونکہ مین نے تجھے پیدا کیا ہے خلعت حیات دیا ہے اسوجہ سے شرم آتی ہے نہین تو ابھی تجھے غارت کر دیتا امیر
نے فرمایا اس گمراہ ضلالت آگاہ کو نصیحت ہرگز اثر نہ کریگی حکم دیا کہ ابھی میدان خونی تیار ہو اُسی وقت
اسباب سب آگے موجود ہوا ارہ کش تسمہ کش قنچیان سولیان جلادان مریخ جبین زحل ہیبت حاضر ہوے
بارہ ہزار سولیان کھڑی ہوئین امیر عالیجناب مالک الرقاب نے فرمایا کہ زبرجد شاہ کو اُسکے ہمراہیون سمیت
چرخی پر کھینچو جلادون نے بفور حکم امیر اُسکے پانؤن کی بیڑیون مین رسیان باندھکے چرخی پر کھینچا زبرجد شاہ
زمین سے بلند ہوا پھر صاحبقران باکرم نے فرمایا کہ ای زبرجد شاہ کیون جہالت کرکے اپنی جان دیتا ہے اور
بارہ ہزار بندگان خدا کا بھی تیرے ساتھ خون ہوتا ہے کیون انکا بھی عذاب اپنے سر لیتا ہے ارے غافل ہوشیار ہو
گمراہی سے باز آ لقا کو دیکھو کہ میرے ہاتھ سے کیونکر بھاگتا پھرتا ہے اور کچھ وہ میرا نہین کرسکتا مین تجھے بندہ خدا
سمجھتا ہون چاہتا ہون کہ اگر اب بھی تو راہ راست پر آجائے اور دین اسلام قبول کرے تو کیون تیرے خون مین
ہاتھ بھرے زبرجد شاہ نے جواب دیا کہ حمزہ تو اپنے گمان مین مجھے مار ڈال مگر مین کسی طرح نہ مرونگا زمین کو چھوڑ
کے آسمان پر جاکے خدائی کرونگا یہ کلام حماقت انجام اُس گبر پر غرور سے سُنکے امیر نے فرمایا ہان اور اسے
بلند کرو جلادون نے رسی کھینچی جب یہ خوب بلند ہوا صاحبقران نے تیر و کمان ہاتھ مین لیا اُدھر سب
سردارون نے تیرون کو کمانون مین پیوستہ کیا امیر نے تیر چلہ کمان مین جوڑکے زبرجد شاہ پر مارا اور جتنے
ہمراہیان زبرجد شاہ تھے اُن خطا شعارون پر سردارون کے تیر پڑنے لگے زبرجد شاہ اور سب تڑپ تڑپ کے
واصل جہنم ہوے صاحبقران ذیشان شکر الہی بجالائے نقارے شادمانی کے بجنے لگے اور بجاے زبرجد شاہ
ابوالہول دیوانہ کو شہر زبرجد نگار کا حاکم مقرر کیا خلعت دیا پھر صاحبقران نے عمرو سے پوچھا کہ ای
خواجہ لقا کدھر بھاگ گیا ہے عرض کیا جانب ملک فرعونیہ گیا ہے امیر نے فرمایا کہ مین اُسے ابھی کب
چھوڑتا ہون کہ وہ زندہ میرے ہاتھ سے نکل جائے اور پھر صاحبقران نے خواجہ زادون کو بلاکے ساعت سعید
دریافت کی اور جو ساعت سعید اُنھون نے بتائی اُسیوقت مع فوج دریا و نصرت پناہ کشتیون اور جہازون
پر سوار ہوے لقا کے تعاقب مین ملک فرعونیہ کو روانہ ہوے اُنکو تو یہین چھوڑیے

جتبک چند کلمے داستان خورشید ستارہ پرست اور غضنفر بن اسد کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ دونون یعنے خورشید ستارہ پرست اور غضنفر بن اسد ہاتھ سے ایرج نوجوان کے زخمی ہوکر دامن کوہ
مین اُترے ہین اور اپنے زخمون کا علاج کر رہے ہین چند روز مین جب زخم انکے اچھے ہوے ایک دن کا ذکر
ہے کہ یہ دونون بیٹھے ہوے ہین صبح کا وقت ہے سراپچے کھلوا دیے ہین جھونکے نسیم سحری کے آرہے ہین صحرا کی
سیر کر رہے ہین شراب پی رہے ہین کہ ایک طرف سے بگولہ گرد کا اُٹھا جب دامن گرد ہونے چاک کیا ایک
مرکب صبا رفتار نمودار ہوا اور دیکھا کہ اُس مرکب پر ایک نقابدار سفید پوش زخمی و بیہوش پڑا ہوا ہے وہ گھوڑا
آتے آتے ایک مقام پر چرا مین معروف ہوا دو چار تنکہ گھانس پر مارکے اپنے کو جھر جھرایا کہ نقابدار بیہوش
زمین پر گرا گھوڑا پھر گھانس کھانے لگا خورشید و غضنفر نے جو یہ ماجرا دیکھا دونون اُٹھکر اُس

گھوڑے کے پاس آئے اور نقابدار کو وہان سے اُٹھا کے اپنے مقام پر لائے یہان لا کے اُسکا علاج کروایا جب زخمون کی ایذا کم ہوئی غش برطرف ہوا نقابدار کو ہوش آیا اسنے جو آنکھین کھولین تو اپنے کو ایک خیمے مین پایا اور خورشید اور غضنفر کو اپنے پاس بیٹھے ہوے دیکھا اسنے سلام کیا اور کہا کہ آپ نے مجھپر بڑا احسان کیا کہ میرے زخم کا علاج کروایا ان دونون نے اس سے پوچھا کہ ای نقابدار یہ زخم تو نے کہان کھایا نقابدار نے کہا کہ مین ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہو کر اُسکے سامنے سے چلا آیا تھا کیونکہ مین نے سنا تھا کہ گیرنگ بن نیرنگ شاہ رزائی نے ایرج کے واسطے بہت سے جہاز تیار کروائے ہین تاکہ ایرج اُنپر سوار ہوکے قلعہ ذوالامان کو جائے میرے خیال مین آیا کہ وہان ناموس حمزہ صاحبقران کے ہین اور ان دنون وہان کوئی ایرج سے مقابلہ کرنے والا نہین ہے ایسا نہو کہ ایرج وہان جائے اور ناموس صاحبقرانی کو تباہ و برباد کردے اس سے بہتر یہ ہی کہ چل کے اُن جہازون کو جلا دیجے اسلیے کہ نہ جہاز ہونگے نہ ایرج اُنپر سوار ہوکے وہان جائیگا اور اگر بارِ دگر جہاز بنوانے کا قصد کریگا تو بنتے بنتے بہت عرصہ لگیگا جبتک کوئی نہ کوئی مددگار ناموس صاحبقرانی کا آجائیگا یہ سوچ سمجھ کر مین نے جا کر اُن تمام جہازون مین آگ لگا دی سب جہاز جل گئے اُدھر گیرنگ بن نیرنگ آیا اُسنے جو یہ ماجرا دیکھا مجھپر تلوار لیکے دوڑا مین نے بھی اپنی تلوار کھینچی میرے اُسکے رد و بدل ہونے لگی اسی اثنا مین زخم سر میرا شق ہوگیا غشی مجھپر طاری ہوئی گھوڑا مجھے جنگل لیکے بھاگا پھر جو میری آنکھ کھلی تو مین نے آپ دونون صاحبون کے پاس اپنے کو پایا آپ کا کمال احسان ہوا مین نہایت درجہ آپ کا ممنون ہون خورشید اور غضنفر نے کہا کہ آپ ذرا اپنی نقاب تو اُٹھائیے اپنا جمال مبارک تو دکھائیے کہ آواز آپکی عورتون کی سی پائی جاتی ہی نقابدار نے جواب دیا کہ آپنے خوب پہچانا فی الحقیقت مین عورت ہون اور جب آپ لوگون نے میری یہ دوا دوش کی کہ مجھے وہان سے لائے اور یہان لا کے میرا علاج کیا تو اب مین بندۂ احسان ہون پھر آپسے کیا پردہ کرون یہ کہکے بند نقاب کو کھولا چہرے سے حجاب برطرف کیا نقاب کا اُسکے رخ روشن سے ہٹنا تھا معلوم ہوا کہ بدلی سے چاند نکل آیا شعر اُسکا چہرہ نقاب سے نکلا + آفتاب اک سحاب سے نکلا + بس دیکھتے ہی خورشید و غضنفر دونون اُس محبوب پری پیکر پر دل و جان سے فریفتہ و شیفتہ ہوے اور وہ نازنین بھی غضنفر پر عاشق ہوئی ان دونون نے کہا کہ ای قمر برج خوبی وای مہر سپہر محبوبی اگر آپ نے اپنے جمال باکمال کو دکھایا تو اپنے حسب نسب سے بھی آگاہ کیجے یہ فرمائیے شعر پھول کس بوستان کے ہین صاحب + چاند کس آسمان کے ہین صاحب + دیگر اگر ماہی ترا منزل کدام است + و گر شاہے ترا آخر چہ نام است + اُس نازنین نے جواب دیا کہ صاحبو مجھ ننگ خاندان کا نام و نشان کیا پوچھتے ہو شعر نہ پوچھو ای پرہبدو عبث نام و نشان میرا + جنون میرا تخلص ہی مجھے دیوانے کہتے ہین + ملکہ نوشابادی اس بدنام کنندۂ خاندان کا نام ہی مین بیٹی ہون طماس بن عنقول دیو پرور کی دادا کو میرے اس آفتاب پرست نے مار ڈالا مین اپنے جد بزرگوار کے خون کا عوض اُس سے لینے کیواسطے آئی تھی فلک کج رفتار نے نہ چاہا اور مجھے اُسکے ہاتھ سے زخمی کروایا خیر یا زندہ و صحبت باقی اگر زندگی ہی تو پھر کبھی نہ کبھی دیکھا جائیگا خورشید و غضنفر نے کہا کہ عورتون پر جہاد حرام ہی عورتون کا مجادلہ و مقاتلہ کرنا خلاف شریعت اسلام ہی مگر تم خاطر جمع رکھو کچھ دل مین اندیشہ نہ کرو ہم تمھارے عوض مین اُس سے لڑینگے اور تمھارے جد بزرگوار کے خون کا عوض اُس آفتاب پرست سے لینگے چونکہ ملکہ نوشابادی خود غضنفر پر مائل ہو چکی ہی وہ جو اس سے ہنس ہنس کے باتین کرتی ہی خورشید جلا جاتا ہی دل ہی دل مین جل رہا ہی غضنفر بن اسد نے جو دیکھا کہ ملکہ مجھپر مائل معلوم

ہوتی ہی اپنے دل مین بہت خوش ہوا جلدی سے ایک جام شراب ارغوانی کا بھر کے خورشید ستارہ پرست
کو دیا اُسنے جام تو پیا مگر دل مین ایک کانٹا لگا بعد مینوشی کے غضنفر سے پوچھا کہ ای غضنفر اسوقت مجھکو خود بخود
جام شراب دینے کا کیا باعث ہی شعر بھر بھر کے جام مجھکو جو دیتا ہی آج تو ٭ ساقی خفا نہیں یہ تری بے سبب نہیں ×
جلد اپنے دل کا مطلب بیان کرو کہ تمھاری کیا مراد ہی غضنفر نے جواب دیا کہ ای خورشید مقصد میرا یہ ہی کہ تم اس
نازنین مہ جبین کو مجھے بخشدو تم اس سے ہاتھ اُٹھاؤ کہ مین اسپر دل دادہ و فریفتہ ہون میرا یہ حال ہی شعر
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ ٭ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ ٭ خورشید یہ سُنتے ہی آگ ہو گیا کہنے لگا کہ او دیوانے
ہوش مین آ مین خود اس ماہ پیکر زہرہ جمال مشتری خصال پر عاشق ہون تو خود اسکی محبت والفت سے ہاتھ اُٹھا
نہین تو تجھکو سزا دونگا اور جسطرح ہوگا ملکہ کو مین ہی لونگا غضنفر بولا ای خورشید اول تو ملکہ مسلمان ہی تم ستارہ پرست
ہو تمھارا اسکا طالع ایک کیونکر ہو سکتا ہی کہان وہ نادیدہ خدائے آسمان کی ماننے والی کہان تم ایک ستارے
کو اپنا خدا جاننے والے تمھارے اسکے زمین آسمان کا فرق ہی تمھے اُس سے کیا علاقہ دوسرے یہ کہ وہ مجھپر شیفتہ
ہی مین اُسپر فریفتہ ہون جسطرح ہو سکے تم اس سے ہاتھ اُٹھاؤ مین تمھارا کمال ممنون ہونگا خورشید بولا کہ ای
غضنفر باپ نے تیرے وہ حرکت بد کی کہ میری بہن پیکر بانو کو لے گیا باوجودیکہ مجھ سے پگڑی بدلی تھی بھائی چارہ
کر لیا تھا کچھ پگڑی بدلنے اور بھائی چارے کا پاس و لحاظ نہ کیا اب تجھسے مجھ سے دوستی ہوئی تو بھی بموجب اس
قول کے کہ الولد سر لابیہ ویسا ہی نکلا جیسا تیرا باپ تھا یعنی وہ میری بہن کو لیگیا اور تیرا یہ سلوک ہی کہ جسپر مین
عاشق ہون تو اُسی کا طالب ہی کہتا ہی کہ یہ مجھے دیدو ای غضنفر یاد رکھ کہ یہ تو کبھی نہوگا اور جو تو زیادہ اصرار کریگا
تو مین بری طرح پیش آؤنگا بس ہٹ جا میرے سامنے سے زیادہ دیوانگی کی باتین نکر مین ایسے دیوانے کو خوب
ٹھیک بناتا ہون یہ سُنکر غضنفر نہایت برہم ہوا کہا او خورشید تو مجھے کیا ایسا کمزور سمجھا ہی مین ہرگز اس سے
دست بردار نہونگا یہ کہکے ایک خنجر خورشید پر مارا خورشید نے نعرہ کیا کہ او دیوانے کیون تیری شامت آئی
ہی اور بغلی دیکے ہاتھ سے غضنفر کے خنجر چھین لیا اور کمر مین ہاتھ ڈال کے اُسکو اُٹھا لیا پھر چرخ دیکر زمین پر
مارا سینہ پر چڑھکے مشکین اُسکی باندھ لین بعد اسکے خورشید نے ملکہ نوشابادی کی طرف مخاطب ہوکے پوچھا
کہ ای ملکہ تم کیا کہتی ہو ہم دونون مین کس کو قبول کرتی ہو نوشابادی نے جواب دیا کہ ای خورشید مجھکو اپنے عقد
مین بالکل اختیار نہین ہی مسلمانون مین دستور ہی کہ نا کتخدا عورت کو اپنے عقد مین کچھ اختیار نہین ہوتا ہی جسکے
ساتھ اُسکے والدین شادی کر دیتے ہین وہ اُسکو قبول کرتی ہی مالک و مختار میرا طہماس ہی وہ جسکے ساتھ
چاہے میرا عقد کر دے خورشید سوچا کہ یہ تو غضنفر کی طرف مائل ہی گو کہ صاف صاف مجھ سے نہین کہتی اس سے
بہتر یہ ہی کہ غضنفر کو قتل کرون جب وہ نہوگا تو یہ مجھ سے ضرور راضی ہو جائیگی بس یہ سوچ سمجھکر اپنے نوکرون
سے حکم دیا کہ جلد جلاد کو بلاؤ کہ اس دیوانے کو قتل کرے چوبدار جلاد کو جاکے بلا لاے اسنے باندھ کمبخت کا
چبوترہ ڈال فلاکت کا بوریہ غضنفر کو اسپر لیجاکے بٹھایا اور کہا صاحبو مین اپنا پیٹ پالنے کے لیے یہ شغل ادا
کرتا ہون اور ایک خط کوے کا اُسکی گردن پر کھینچکر تلوار برہنہ لی اُسکے قریب کھڑا ہوا اور کہنے لگا ای شخص
کھانے پانی جس چیز کو تیرا جی اسوقت چاہتا ہو بیان کر اور اگر کسی عزیز و آشنا سے ملے یا کچھ اُسے پیام دینے کا
خواہان ہو تو اظہار کر اسلیے کہ پھر تجھے کوئی دم مین دنیا کا گرم کھانا ٹھنڈا پانی کسی عزیز و دوست کی ملاقات
میسر نہ آئیگی غضنفر نے جلاد سے تو نہ کچھ کہا مگر آنکھون سے آنسو جاری تھے دل مین دعا کرنے لگا کہ رب کریم

تو مجھے اس شقی و لئیم کے شر سے بچا ابھی تیسرا حکم غضنفر کے قتل کا خورشید نے نہیں دیا ہو کہ اختر اختران نے کہا کہ
خورشید غضنفر کا قتل کرنا اچھا نہیں ہو ایرج سے تو تمسے عداوت ہو ہی چکی ہو اب خدا پرستوں سے بھی مفت کی
عداوت مول لیتے ہو اور جسکے واسطے یہ امر کرتے ہو کہ اپنے ایسے دوست کا خون ناحق اپنی گردن پر لیتے ہو وہ
بھی تمسے راضی نہیں پھر اگر تمنے اسے قتل بھی کروا ڈالا تو کیا نتیجہ ہوا خیر اگر اسنے تمہارے ساتھ کج ادائی کی ہو تو اسے
قید کر رکھو مگر قتل کرنا اچھا نہیں خورشید بھی سمجھا کہ اختران شاہ سچ کہتا ہو کہا کہ اچھا اس دیوانے کو ابھی اسیر
کرو اور حکم دیا کہ خبردار زنہار کوئی خدا پرست ہمارے لشکر میں نہ رہے صبح کو جس خدا پرست کو اپنے لشکر میں دیکھونگا
فوراً اُسے قتل کر دونگا اور جسے مجھسے محبت ہو وہ دین ستارہ پرستی اختیار کرے اور ڈھنڈھورے والے کو بلا کے
حکم دیا کہ تو چار جانب ڈھنڈھورا پیٹ اگر جسکو ہماری محبت ہو اور ہمارے لشکر میں رہنا منظور ہو وہ دین
ستارہ پرستی اختیار کرے نہیں تو فوراً ہمارے لشکر سے نکل جائے جارچی بموجب حکم خورشید ستارہ پرست
کے چار جانب ڈھنڈھورا پیٹ آیا تمام لشکر غضنفر لشکر خورشید ستارہ پرست سے علیحدہ ہو کر چلا گیا مگر شہاب
بن فولاد اژدر گیر خدمت خورشید ستارہ پرست میں حاضر ہوا اور مصلحتاً بظاہر دین ستارہ پرستی اختیار کیا
اور منتظر کمین وقت کا رہا جب رات کا وقت ہوا اور لشکر خورشید ستارہ پرست میں سب سو گئے تو شہاب بن
فولاد اژدر گیر چپکے سے اُٹھکر اُس قید خانہ میں آیا جہاں غضنفر قید تھا اور میان سے تلوار کھینچکر پاسبانوں
اور دربانوں کو وہان کے قتل کرنا شروع کیا یہاں تک کہ سب کو قتل کیا اور چاہتا ہو کہ اندر قید خانے کے
جا کر غضنفر کو قید سے رہا کرے یکایک خورشید ستارہ پرست کی آنکھ اُس غل و شور سے کھل گئی اور پوچھا کہ ارے یہ
غل کیسا ہو سب نے عرض کیا کہ حضور شہاب بن فولاد اژدر گیر قید خانے میں غضنفر کو چھڑانے کے واسطے گیا ہو
اور وہاں کے دربانوں اور پاسبانوں کو قتل کیا یہ اُسی کا غلغلہ ہو بس خورشید یہ سنتے ہی کمال غیظ و غضب میں
وہی لباس شب روی پہنے ہوئے وہاں آیا نعرہ کیا کہ او خیرہ روزگار مکار اسی واسطے تو ستارہ پرست ہوا تھا
کہ غضنفر کو قید سے چھڑا لیجائے ارے او شہاب ستارہ شر گردش میں ہو اب میں تجھے کب چھوڑتا ہوں
کہ تو میرے ہاتھ سے نکل جائے جب شہاب بن فولاد اژدر گیر نے دیکھا کہ بڑا غضب اور اندھیر ہو گیا
سارا حال کھل گیا خورشید ستارہ پرست آگیا شہاب اُسکی طرف پھرا نعرہ کیا کہ او خورشید پہلے تجھے مارون
بعد اُسکے اپنے آقا کو چھڑاؤن یہ کہکے وہی تیغہ خون آلود خورشید پر مارا خورشید نے سپر کو زخم کی پناہ کیا مگر
تیغہ شہاب کا سپر کو کاٹ کے سر پر اُس خیرہ سر کے پڑا کرتا دو ابرو اُتر گیا خورشید نے پہلے دستانہ مارا کہ تلوار
سر سے نکل گئی بعد اُسکے خورشید قبضہ تیغ سے لپٹ گیا اور ہاتھ مروڑ کے تلوار شہاب کی چھین لی پھر کمر میں
ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا اور سر پر چکر دیکے زمین پر دے مارا کہ شہاب بیہوش ہو گیا خورشید نے مشکیں اسکی باندھ کے
غل و زنجیر میں سلسل کرکے غضنفر کے پاس قید کیا مگر خورشید کے زخم سر سے خون جو بہت سا بہہ گیا تھا اُسکو
اُسکو فرط ضعف سے غش آگیا تھا اور خورشید آفتاب لب بام ہو گیا تھا اختر اختران نے جو یہ حال اُسکا
دیکھا فوراً جراح کو بلوایا زخم میں ٹانکے دلوائے پٹی مرہم کی زخم پر چڑھوائی علاج ہونے لگا تیسرے دن
اُسکو ہوش آیا مگر ضعف سے یہ حال تھا کہ بولا نہیں جاتا تھا اختر اختران نے جلدی سے شوربا مرغ کا پکواکے
پلوایا کچھ قوت آئی مگر ابھی زخم بالکل نہیں اچھا ہوا ہو خورشید بیٹھا ہوا ہو کہ دیکھا آسمان پر ایک ٹکڑا ابر
دکھائی دیا اور وہ ابر بڑھنے لگا ٹھنڈی ہوا چلنے لگی بڑھتے بڑھتے محیط عالم ہو گیا زور شور سے پانی برسنے لگا

رعد گرجنے لگا ہوا مین ایسی تیزی ہوئی کہ سردی کے مارے لوگ کانپنے لگے بعد تھوڑی دیر کے بڑے بڑے اولے
پڑنے لگے برف برسنے لگی اب اس شدت کی سردی ہوئی کہ جو جانور اور آدمی ضعیف الجثہ اور لاغر اندام تھے
مرنے لگے ہر چند انگیٹھیون مین تنورون مین الاؤ مین آگ جلاتے ہین تاپتے ہین مگر کچھ سردی مین کمی نہین ہوتی
آگ بجھی جاتی ہی جان نکلی جاتی ہی ہوا کی وہ تیزی ہی کہ جیسے ڈیرے راوٹیان اسکین چھولداریان سائبان
بیچارے گرے پڑتے ہین ہر چند دوہرے چوہرے موٹے موٹے رسون سے لوگ باندھتے ہین لیکن وہ سب کے سب ایک
جھونکے مین ٹوٹے جاتے ہین عجب حالت ہی کہ ہر شخص اپنی زندگی سے مایوس ہی سب کے دل کو یقین مرگ
ہو گیا خورشید نے یہ کیفیت دیکھ کے کہا کہ صاحبو مجھکو یہ ابر سحر کا معلوم ہوتا ہی مین نے اسد کی زبانی لشکر اسلام پر
برف برسنے کا حال سنا ہی یہ بیشک بارش ابر سحری ہی پھر حکم دیا کہ ہمارے عیار جائین ڈھونڈھین اور تلاش کرین کہ
کوئی ساحر کہین بیٹھا ہوا ہمارے لشکر پر سحر تو نہین کر رہا ہی عیار طرار فوراً بحکم خورشید ستارہ پرست چار طرف تلاش
کرنے لگے دیکھتے دیکھتے ایک طرف جو نظر گئی تو دیکھا کہ ایک جانب کنگرۂ کوہ پر ایک عورت بیٹھی ہوئی ہی منقل آتشین
اسکے آگے رکھی ہوئی ہی اور وہ کالے تل کچھ پڑھ پڑھ کے اس منقل آتشین پر مارتی ہی کہ وہ تل جلتے ہین اور
انمین سے ایک گھٹاٹوپ دھوان اٹھتا ہی اور اسی ابر مین جا کے ملجاتا ہی کہ وہ ابر اور زیادہ غلیظ ہوتا جاتا
ہی اور ساعت بساعت بارش زیادہ ہوتی جاتی معلوم ہوا کہ یہ کوئی ساحرہ ہی اور یہ ابر غلیظ و ہوائے تند اور
بارش باران اسی کے سحر کے سبب سے ہی غرض ان عیارون نے وہان سے آکے تمام حقیقت خورشید ستارہ پرست
سے بیان کی اور عرض کیا کہ حضور جلد اسکی فکر کیجیے نہین تو صبح تک بھور ہو جائیگا لشکر حضور مین ایک کا بھی
نام و نشان نظر نہ آئیگا خورشید بولا کہ صاحبو مجھ مین تو زخم کے سبب سے چلنے کی طاقت نہین ورنہ مین
خود جاتا اور اسکا استیصال کر آتا مگر تم مین ایسا کوئی شخص ہی کہ مجھ سے یہ انگوٹھی دفع سحر کی لیجائے اور
وہان جا کے اس ساحرہ کو مارے ہر ایک نے انکار کیا کہ شہریار ہم سے ساحرہ کا سامنا نہو سکیگا اختر اختران
نے عرض کیا کہ یہ سوا غضنفر کے اور کسی کا کام نہین ہی آپ اسے قید سے رہا کیجیے اور اس سے یہ کیفیت بیان
کر کے اسے وہان بھیجیے خورشید نے جواب دیا کہ وہ مجھسے آزردہ ہی بھلا میرا کہنا کاہے کو مانے گا اختر اختران نے
کہا کہ ای شہریار آخر وہ بھی تو اسی حال مین گرفتار ہی کیونکر نہ مانے گا خورشید نے اسی وقت غضنفر کو زندان خانہ
سے طلب کیا قید اسکی کھلوا دی جب غضنفر قید سے رہا ہو کے خورشید کے پاس آیا خورشید نے نہایت
تعظیم و تکریم سے اپنے پاس بٹھایا کہا بھئی مجھسے بڑی خطا ہوئی کہ مین نے ملکہ کے بارے مین تمہارا کہنا نہین مانا
میری خطا معاف کرو اور ملکہ کو تمہین نے تو مین نے اس سے ہاتھ اٹھایا مگر یہ ساحرہ جو برف برسا رہی ہی
میرا لشکر تمام ہوا جاتا ہی اس بلا کو تو دفع کرو معلوم ہوتا ہی یہ اسی ساحرہ کی بیٹی ہی جسنے تمکو گرفتار کیا تھا اور
مین نے اسے مار کر تمہین قید سے چھڑایا تھا اور مین تو زخمی ہون مجھ مین طاقت کھڑے ہونے کی نہین ہی ورنہ
مین جا کے اسے مارتا تمہین براہ عنایت و محبت اتنی تکلیف گوارا کرو غضنفر نے جواب دیا کہ مین جانے کو موجود
ہون کسی طرح کا مجھے انکار نہین ہی مگر میرے پاس کیا ایسی شی ہی جس سے رد سحر اس لکاتہ کا کرون خورشید نے
جواب دیا کہ یہی انگوٹھی رد سحر کی ہی مین تمکو دیتا ہون تم اسے لیجا کے اسکا رد سحر کرو اس شرط سے انگوٹھی دیتا ہون
کہ اس ساحرہ کو مار کے پھر انگوٹھی لا کے مجھے دے دینا غضنفر نے کہا مجھے قبول ہی بھلا انگوٹھی مین اپنے
پاس رکھکر کیا کرونگا بعد فراغت اس معاملے کے فوراً پھیر دونگا لیکن ای خورشید اگر وہ ساحرہ

روئین تن ہو تو مین اسکو کیونکر مارون خورشید بولا کہ مین تمھین تیغہ روئین شگاف دیتا ہون وہ مجھسے لو غضنفر
نے کہا کہ جو وہ سحر کرکے آسمان پر اُڑ جائے تو مین کیونکر اُسے پاؤن کہا کہ اسپ بادخور بھی لو وہ بھی تمھین دیتا ہون
مدعا یہی شرط ہے کہ یہ تینون چیزین دیتا ہون کہ اُس ساحرہ کو مار کے پھر مجھکو لاکے دے دینا غضنفر نے کہا اچھا مین تو
پہلے ہی کہہ چکا کہ مجھے کیا کرنا ہے غرض غضنفر نے انگشتری مہر و ماہ لیکر انگلی مین پہنی تیغہ روئین شگاف کمر مین
لگایا اسپ بادخور پر سوار ہوکے روانہ ہوا اور بسرعت تمام اسی کوہ پر پہونچا جہان خلدانہ جادو بیٹھی ہوئی
سحر خوانی مین مصروف تھی غضنفر نے نعرہ کیا او کافرہ تونے لاکھون بندگان خدا کو بے قصور مار ڈالنے کا ارادہ
کیا ہے اب دیکھ مین تجھے کب چھوڑتا ہون خلدانہ جادو نے جو ایک جوان حسین کو آتے ہوئے دیکھا بس دیکھتے ہی
اُسکی رال ٹپک پڑی اُسکے حسن و جمال بے مثال پر مائل ہوئی غضنفر سے کہنے لگی کہ ای عزیز تجھکو ستارہ پرستون
سے کیا مطلب ہے تو میرے پاس آ مین تجھکو پیار کرتی ہون جو تو کہیگا مین کرونگی ہمیشہ تیری تابع فرمان رہونگی غضنفر
نے کہا تو گھبرا نہین مین تیرے پاس آتا ہون اور قریب پہونچکے تلوار کھینچکر اُسپر ماری وہ ساحرہ روئین تن تھی تلوار
نے اُسپر مطلق اثر نہ کیا اور اُسنے اسم سحر کا پڑھکر جو اُس منقل آتشین پر پھونکا اُسمین سے ایک دریا آگ کا جاری ہوا
اور غضنفر کیطرف دوڑا غضنفر نے فوراً وہ انگشتری مہر و ماہ اُس آگ کو دکھائی کہ وہ دریاے آتشین پھٹ گیا
اور غضنفر تلوار کھینچکے دوڑا خلدانہ جادو نے دیکھا کہ سحر میرا اسپر کارگر نہین ہوتا ایک چٹکی خاک کی اٹھاکے اپنے
دونون بازوون پر ملی کہ دونون طرف دو پر پیدا ہوئے خلدانہ جادو آسمان کیطرف اُڑکے چلی غضنفر نے اسپ بادخور
کو اشارہ کیا وہ بھی ہواے آسمان ہوا اور طرفۃ العین مین برابر اُسکے پہونچکے ایک ہاتھ تیغہ روئین شگاف کا جو مارا تو
اُس ساحرہ کے دو ٹکڑے ہوئے ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا کہ کشتی مرا نام من خلدانہ جادو بود اور وہ ابر و باد سب کی
گرما گرمی موقوف ہوگئی برف باری بھی ٹھنڈی ہوگئی اب وہ وقت ہے کہ صبح ہوگئی تھی ابر سحر کے سبب سے آفتاب
نہین معلوم ہوتا تھا جب خلدانہ جادو جہنم واصل ہوگئی تو وہ علامات سحر برطرف ہوئین آفتاب نکلا خورشید ستارہ پرست
نے اختر اختران سے کہا کہ ای اختر اختران غضنفر نے اُس جادوگرنی کو مار ڈالا دیکھو وہ آفتاب نکل آیا اور وہ
ابر و باد سحر موقوف ہوگیا یہان ابھی یہ باتین تھین کہ سامنے سے غضنفر آیا کہا مین نے تیرے کہنے کے موافق اُس ساحرہ کا
کام تمام کر دیا اور بعوض اپنی محنت و مشقت کے انگشت مہر و ماہ اور تیغہ روئین تن اور اسپ بادخور مین نے لیا یہ
کہہ کے روانہ ہوا خورشید چلایا کہ ای دیوانے تو دغابازی اور جعلسازی سے یہ سب اسباب میرا لیے جاتا ہے خیر اچھا
ہونگا تو تجھسے سمجھ لونگا غضنفر نے جواب دیا کہ مین نے دغابازی و جعلسازی نہین کی اپنا حق محنت لیا ہے اور اگر تجھے
کچھ گھمنڈ اور غرور ہے تو مین کہین بھاگا نہین جاتا ہون اچھا ہوکے مجھسے سمجھ لینا یہ کہہ کے چلا گیا اور ملکہ نوشابادی
کو بھی خورشید نے قید کیا تھا وہ اسی بارش برف مین قید توڑکے نکل گئی تھی اب غضنفر جو قید سے چھوٹ کے اور
خلدانہ جادو کو مار کے آیا تو وہ اسکے پاس ملاقات کو آئی باہم دونون عاشق و معشوق ملے دل کو کمال خوشی
حاصل ہوئی مزے اُڑنے لگے عیش و سرور مین بسر ہونے لگی ادھر کا حال سنیے کہ جب دو چار دن مین زخم سر
خورشید ستارہ پرست کا اچھا ہوا اسنے ہرکارون کو بھیجا کہ غضنفر کی خبر لاؤ کہ وہ آجکل کہان ہے مین اُس مکار
دغاباز سے اپنے تینون تحفے چھین لاؤنگا ہرکارون نے بموجب حکم خورشید غضنفر کی جستجو و تلاش کی آکے خبر دی
کہ خداوند غضنفر اور ملکہ ماہ نوشابادی دونون فلان مقام پر مصروف عیش و عشرت ہین خورشید نے یہ
سنتے ہی کوچ کیا اور آکے مقابل مین لشکر غضنفر کے اُترا اور غضنفر سے کہلا بھیجا کہ ای غضنفر تمھارے

حق مین یہی بہتر ہو کہ بفور پہونچنے اس پیام کے انگوٹھی اور تیغہ اور اسپ باد خور بھیج دو نہین تو آمادۂ جنگ ہو
جسکی فتح ہو وہی یہ چیزین لے جو بداروں نے غضنفر کے پاس آکے بیان کیا کہ ہمارے مالک و آقا نے آپکے
کہلا بھیجا ہو کہ وہ انگوٹھی اور تیغہ اور اسپ باد خور بھیج دیجیے اور اگر نہ بھیجیے گا تو سامان جنگ کا کیجیے غضنفر نے
پیام خورشید کا سنتے ہی جواب دیا کہ تم میری طرف سے خورشید سے کہ دینا کہ مین تینون چیزین ہرگز نہ دونگا جو
تجھسے ہو سکے تو قصور و کوتاہی نہ کر خدائے ما بزرگ است ہرچند ملکہ ماہ نوشابادی نے سمجھایا کہ دیکھو صاحب
کسی سے بگاڑنے سے کیا فائدہ ہو وہ اگر مانگتا ہو تو یہ تینون چیزین اُسکو بھیج دو ہمارا کہا مانو مگر غضنفر نے کہا مین ہرگز
نہ دونگا اور تم میرے لشکر سے علحدہ ہو جاؤ کہ تمھارا یہان قیام کرنا مناسب وقت نہین ہو اور علاوہ اسکے
عورت کا جہاد کرنا حرام بھی ہو ملکہ ماہ نوشابادی لشکر غضنفر سے علحدہ ہو کر دامن کوہ مین جا اُتری ادھر
خورشید نے یہ جواب غضنفر کا سُنکے طبل جنگ بجوایا اُدھر لشکر غضنفر مین طبل جنگ کی آواز سُنکے کوس حربی
نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکرون مین سامان جنگ ہوا کیا صبح کو لشکر میدان مین آکر مبارز طلب ہوا شہاب
بن فولاد اژدر گیر غضنفر سے اجازت میدان لیکے مقابل ہوا بعد رد و بدل زبانی کے نیزہ بازی ہونے لگی
دو دو چار چار طعنین چلی ہونگی کہ خورشید نے نیزہ شہاب کا ہوائی کیا شہاب نے خورشید پر تلوار ماری
خورشید نے تلوار اُسکی سپر پر روکی شہاب نے دستانہ مارا خورشید نے چمک کے ایک تلوار جو شہاب کے
سر پر ماری سپر کو قلم کرکے تا دو ابرو اُتر گئی ایک چادر خون کی جاری ہوئی غش کھا کے گرا خورشید نے پکارا
کہ یہ زخمی ہو چکا ہو اسے لیجاؤ اور خود میرے مقابلے کو آؤ غضنفر خود میدان مین مقابلہ کو آیا شہاب کو پھیر دیا
اب مقابلہ ہوا خورشید نے کہا ای غضنفر تیرے خاندان مین دغابازی و جعلسازی ہوتی آئی ہو باپ نے
تیرے بیٹے محبت کرکے اسطرح دغا کی تو نے یون جفا کی غضنفر بولا ای ستارہ پرست باپ نے میرے کیا برائی کی
بہن تیری خود اُسپر عاشق ہوکے اسلام لائی اُسکو وہ لے گیا تجھکو صبر نہوا کہ تو تامل کرتا تو نے آپ اُس سے
بگاڑی عبث میرے باپ کو بدنام کرتا ہو اور مجھسے عداوت کا سبب زیادہ تر یہی ہو کہ طہماس کی بیٹی ملکہ
ماہ نوشابادی پر تو عاشق ہوا اُسکو مجھسے محبت ہوئی وہ میری طالب ہوئی تجھکو رشک کیا خورشید جل کے بولا
مین یہ کچھ نہین جانتا تو مجھکو میری انگوٹھی اور تیغہ اور گھوڑا دیدے پھر مین تجھسے کچھ سروکار نہ رکھون غضنفر نے جواب دیا
وہ تینون چیزین تو مین نے بڑی جانکاہی کرکے پائی ہین وہ میری جان کے ساتھ ہین مین تجھے کبھی وہ چیزین نہ دونگا
خورشید جھنجلا کے بولا ای غضنفر مین تجھسے بزور شمشیر وہ چیزین لونگا غرض بعد گفتگوے بسیار و حجت و تکرار کے
نیزہ بازی ہونے لگی دونون طرف سے طعنین چلنے لگین دو گھڑی تک یہی رد و بدل رہی بعد دو گھڑی کے
غضنفر نے نیزہ خورشید کا ہوائی کر دیا خورشید نے تلوار کھینچی غضنفر بھی تلوار لی وار ہونے لگے اسنے طمانچہ مارا اُسنے
خالی دی سر پر وار کیا اسنے سپر پر روکا اُسنے کلائی پر لگائی اسنے کمر پر ضرب کی اُسنے خالی دی اسنے بالٹ کا ہاتھ چلایا
اُسنے ہتھکٹی کی غرض اسی رد و بدل مین پہر کامل کے بعد ایک جگہ ہاتھ غضنفر کا ذرا رک گیا کہ سر پر تلوار
پڑی تا دو ابرو اُتر آئی چادر خون کی غضنفر کے سر سے جاری ہوئی تا خام تک اور وہ ایک سردار زخمی ہوے
رات کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر کے اپنے خیمون ڈیرون مین داخل ہوے لوگ غضنفر کو
لیکے پہاڑ پر چڑھ گئے زخم مین ٹانکے دلوائے صبح کو خورشید نے سنا کہ غضنفر پہاڑ پر جاکے چھپا ہو کہا مین اس
دیوانے کو کب زندہ چھوڑتا ہون کہ میرے ہاتھ سے بچکر صحیح و سالم نکل جائے اور اپنے لشکر کو حکم دیا کہ پہاڑ پر

غرض کہ دو لشکر خورشید نے چہار طرف سے پہاڑ کا محاصرہ کر لیا خورشید نے طبل جنگ بجوایا ملکہ ماہ نوشابادی کو خبر
ہوئی کہ غضنفر نے زخمی ہوکے پہاڑ پر پناہ لی ہے اور خورشید کل یورش کریگا کہا خیر صبح کو سمجھا جائیگا ادھر صبح کو
خورشید زیر کوہ آیا نعرہ کیا کہ ای غضنفر بزدل میرا اسباب میرے پاس بھیجدے مین اُسے لیکر چلا جاؤنگا نہین تو
تیرے ٹکڑے اڑاؤنگا اپنا اسباب لونگا یہان سے سنتے ہی للکارا کہ او ستارہ پرست کیا واہیات بکتا ہے بہادرون سے
جو اسباب لیا وہ لیا کہین پھیر دیتے ہین جو چیز لی وہ لی تو زبردست ہے تو لے لے اور اگر پہاڑ پر آئیگا تو
ساری قدر و عافیت معلوم ہو جائیگی خورشید یہ کلمات سنکے نہایت غضبناک ہوا اور نعرہ کیا کہ اچھا آیا مین اور چاہا
کہ گھوڑے پر سے اُتر کے پہاڑ پر جائے یکایک ایک جانب سے آواز نعرے کی پیدا ہوئی کہ او ستارہ پرست منحوس ظالم
خبردار پہاڑ پر نہ جانا پہلے مجھ سے مقابلہ کر لے پھر تجھے اختیار ہے خورشید نے دیکھا کہ ایک نقابدار سبز پوش نعرہ
کرتا ہوا چلا آتا ہے اور کچھ لوگ اُسکے پیچھے پیچھے آتے ہین پس خورشید بھی نقابدار کیطرف متوجہ ہوا جب
دونون مقابل ہوے خورشید نے کہا ای نقابدار مین اُس دیوانے پر ناحق یورش نہین کرتا ہون یہ دیوانہ
دغابازی سے میری انگوٹھی تلوار گھوڑا لے آیا ہے تو اگر بزرگی و آشتی اس سے میری چیزین مجھے دلوا دے مین
چلا جاؤن لڑنے مرنے سے مجھے کچھ کام نہین نقابدار نے جواب دیا ای خورشید مین سب حال سن چکا ہون کہ تُنے
بڑی محنت و مشقت کرکے جادوگری کو مارا ہے اور اپنے حق الخدمت مین یہ اسباب لیا ہے تجھے لازم کہ تو ان
چیزون سے دست بردار ہو یہ سنکے اُس نقابدار سے خورشید آگ ہوگیا کہا یہ وہی مثل ہے چور کا بھائی گرہ کٹ
شعر اللہ ہووے بلبل ناشاد کیطرف + گلچین بھی بولتا ہے تو صیاد کیطرف + تو بھی اُسی دغاباز جعلساز کا شریک
ہے اُسی مکار کی ایسی کہتا ہے خیر ای نقابدار جو حربہ رکھتا ہو لا اُسنے کہا ہم اہل اسلام مین سے ہین ہمارے مذہب ملت
مین پیشدستی روا نہین مین کبھی تجھ پر سبقت نہ کرونگا خورشید اہل اسلام کا نام سنکے اور بھی جلگیا کہا معلوم ہوا
اچھا لے یہ کہکے نیزہ نقابدار سبز پوش پر مارا اُسنے نیزہ اسکا اپنی سنان نیزہ پر روکا خوب نیزہ بازی ہوئی آخرکار
خورشید نے نیزہ اسکا ہوائی کر دیا نقابدار نہایت برہم ہوا جلدی سے تلوار کھینچکر خورشید پر ماری خورشید
نے سپر کو گنج کی پناہ قرار دیا بعد اسکے اپنا وار کیا نقابدار نے تلوار خورشید کی پشت شمشیر پر روکی پانچ پانچ چار چار
ہاتھ چلے تھے کہ نقابدار نے جو کر بتا کے سر پر خورشید کے ایک ہاتھ مارا تو تلوار سپر کو کاٹ کے سر پر ترچھی تا دو ابرو
اُتر گئی خورشید نے دستانہ مارا تلوار او ٹوجہا کے نکل گئی سر سے خون کی چادر جاری ہوئی نقابدار نے چاہا کہ
اور تلوار مارے کہ ستارہ پرست دوڑ پڑے اُدھر سے نقابدار کے ساتھ کے لوگ دوڑے غضنفر کے لوگ
پہاڑ سے اُتر آئے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی عین گرما گرمی جنگ مین نقابدار اختر اختران کے پاس پہونچا
اختر اختران نے جو نقابدار کو اپنے پاس آتے ہوے دیکھا جھپٹی تمام تلوار نقابدار پر ماری نقابدار
نے جو وار اُس تیز دست کا رد کرکے ایک ہاتھ اپنی تلوار کا مارا فوراً اُسکے دو ٹکڑے ہوے اُدھر خورشید تو زخمی
تھا اب بادشاہ لشکر جو مارا گیا تو ستارہ پرستون کے پانون اُٹھ گئے شکست فاش کھا کے بھاگے سب
مال و اسباب ستارہ پرستون کا خدا پرستون نے لوٹ لیا نقابدار غضنفر کے پاس آیا غضنفر نے نقابدار سے
کہا کہ ای نقابدار سبز پوش تم نے ہمارے اوپر بڑا احسان کیا تم حسب و نسب اور نام و نشان تو اپنا ظاہر کرو کہ تم
کس خاندان سے ہو کہان مکان ہے کیا نام ہے کیا نشان ہے نقابدار نے کہا مجھے نقابدار سبز پوش کہتے ہین غضنفر نے
کہا یہ تو مین بھی جانتا ہون کہ تم اپنے چہرۂ نورانی پر نقاب سبز ڈالے ہوے ہو جو تمھارا نام و نشان نہ جانتا ہوگا

تمھین نقابدار سبز پوش کہیگا مگر یہ بتاؤ کہ تمھارا نام کیا ہے اُسنے کہا کہ صاحب تمھین اپنے مطالب سے مطلب ہے نام
سے کیا کام ہے مثل مشہور ہے آم کھانے سے مطلب یا درخت گننے سے غرض تمھین خورشید ستارہ پرست پریشان کررہا
تھا اور تم زخمی پڑے ہوے تھے مین نے آکے اُسے بسرا ہو گیا یا سارے لشکر کو اُسکے بھگا دیا اب تم آرام سے بیٹھو میرا
نام و نشان پوچھنے سے کیا فائدہ ہے غضنفر نے جواب دیا کہ تمنے آج وہ احسان مجھپر کیا کہ تمام عمر تمھارا ممنون ہونگا
کہ جان نہ پہچان میرے تمھارے نہ ملاقات نہ شناسائی تھی محض عنداللہ آکے میری مدد کی ستارہ پرستون کو شکست
دی تو مجھے بھی تو یہ معلوم ہو کہ میرے محسن کا یہ نام ہے نقابدار نے کہا کہ واہ صاحب تم تو کیا جلدی بھول جاتے ہو بیت
آگہ جو ہین وہ آج آہین جانتے نہین ٭ جو روز دیکھتے تھے وہ پہچانتے نہین ٭ تمنے آئندہ کوئی کیا امید رکھے یہ کہکے
نقابدار نے مسکرا کر اپنے چہرے سے نقاب اُٹھا دی صورت زیبا اپنی غضنفر کو دکھا دی غضنفر کو گو کہ آواز پہلے ہی شبہہ
ہو چکا تھا مگر کچھ کہہ نہ سکتا تھا اب جو نقابدار نے چہرے سے نقاب اُٹھائی اور صورت اپنی غضنفر بن اسد کو
دکھا دی تو اُسنے دیکھا کہ یہ تو ملکہ ماہ نوشابادی اُسکی معشوقہ ہے بیساختہ یہ اُٹھکر اُس سے لپٹ گیا بہت خوش ہوا اور کہا ای
ملکہ کار سعدی مصرع جو کام کیا تمنے وہ رستم سے نہوگا ٭ مگر ای ملکہ اسوقت تو تمنے جگہ پاکے ایسی جسارت کی اور میری مدد کی
مگر عورتون کو جہاد منع ہے خبردار اور زنہار اب بار دگر کبھی ایسا غضب نہ کرنا غرض بعد اسکے سب اپنے اپنے حوائج ضروری
مین مصروف ہوے زخمیون کے زخمون پر ٹانکے دلوائے گئے مرہم پٹی کی گئی شب کو حسب معمول لوگ اپنی اپنی خوابگاہ اور
اپنے اپنے بستر پر جہان جسکی جگہ تھی سو رہے جب رات گذر گئی صبح ہوئی آفتاب جہانتاب افق مشرق سے برآمد ہوا روشنی
چہار طرف پھیلی سویرا ہوا لشکر مین غل ہوا کہ رات کو کوئی بیس بائیس آدمیون کے سر کاٹ لیگیا غضنفر نے جو سنا بڑی حیرت
ہوئی پاسبانونکو بلا کے اُنسے حال پوچھا کہ بتاؤ شب کو کیا واقعہ ہوا کون شخص ان لوگون کے سر کاٹ لیگیا اُنھون نے ہاتھ
باندھ کے عرض کیا خداوند ہمکو نہین معلوم کسی شخص کو ہمنے رات کو آتے جاتے نہین دیکھا اور اگر دیکھتے تو کیا ہم اُسے نہ روکتے
جب صبح ہوئی تو ہمنے دیکھا کہ کوئی اُنکے سر کاٹ گیا ہے غضنفر نے کہا اچھا خبردار آج رات کو نہ سونا تمام شب جاگتے رہنا
دیکھتے رہنا کہ یہ کیا واقعہ ہے کون شخص انکے سر کاٹ گیا ہے اُسکے منہ کو تو خون لگ گیا ہے آج بھی ضرور
آئیگا دیکھنا وہ کون دشمن جلاد ہے صبح کو ہمسے آکے بیان کرنا غرض پاسبان یہ حکم غضنفر کا سُنکے اپنے اپنے مقام پہ گئے
اور شام کو تاک مین اُس دشمن بیباک کی بیٹھے جب آدھی رات کا عمل ہوا اُنھون نے دیکھا کہ صحرا کیطرف سے چند غول
بیابانی آئے آنکھون سے اُنکی آگ کے شعلے نکلتے تھے جب سانس لیتے تھے تو دونون نتھنون سے ناک کے دو شعلے آتشین
نکلتے تھے اُنھون نے آکے لوگون کو قتل کرنا شروع کیا اور بعد قتل و قمع کے پھر اُسی صحرا کیطرف چلے گئے پاسبان اُنکے
خوف سے اپنی جان بچانے کے لیے ایک گوشے مین پوشیدہ ہو گئے تھے جب وہ پرکشت و خون کر کے چلے گئے اور صبح ہوئی
تو پاسبانون نے آکے سارا حال غضنفر سے بیان کیا غضنفر نے سُنکر کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ بفضل ایزدی و بتائید ربانی
آج مین اُن غولون کو مارونگا اور شام سے مسلح و مکمل ہو کے تاک مین اُنکی بیٹھا دو پہر رات گئے وہی غول بیابانی
ایک سمت صحرا سے نمودار ہوے غضنفر نے نعرہ کیا کہ ای تیرہ روزگارو مین آپہونچا اب تمھین مین کب چھوڑتا ہون
جہان جاؤگے تمھین جا کے مارونگا اور یہ کہکے تعاقب مین اُنکے چلا رات بھر اُنکے پیچھے دوڑا کیا مگر اُنکو کہین نہ پایا
جب صبح ہوئی تو وہ غول تو غائب ہو گئے اور یہ تن تنہا رہ گیا ایک صحرائے ہول خیز وحشت انگیز معلوم ہوا کہ
مانند صحرائے محشر کے وسیع تھا زمین وہان کی زرد تھی چار طرف درخت مثل شمع کے جل رہے تھے اور گرمی کی وہ
شدت تھی کہ اگر کوئی جانور اُس صحرا کی طرف سے اُڑ کر جاتا تھا تو پر و بال اُسکے جلجاتے تھے گرکے ہی کباب ہو جاتا تھا نظم

آنکھیں ملیں جو دھوپ سے تا نظر جلا ‏ ‏ ‏ پتے تمام جل گئے سارے شجر جلے

آیا جو کوئی طیر بگولوں میں پر جلے ‏ ‏ ‏ آیا جو دم سموم کا جھونکا شجر جلے

تھا رنگ لال آگ کے مانند سرخ تھے ‏ ‏ ‏ شاخیں بنی تھیں ڈالیاں غنچے کباب تھے

گرمی کا تھا وفور کہ اللہ کی پناہ ‏ ‏ ‏ آتی تھی ہر مقام سے آواز آہ آہ

وہ دھوپ تھی کہ جسمیں جلے طائر نگاہ ‏ ‏ ‏ گرمی کے مارے رنگ تھا ہر چیز کا سیاہ

کنکر زمین تھی ریگ کے ذرے سپند تھے ‏ ‏ ‏ ہر سنگ آتشبار سے شعلے بلند تھے

تھا گرم و پر شرار وہ میدان بے قدر ‏ ‏ ‏ دوزخ کا تھا نمونہ وہ صحرائے پرخطر

دانہ زمین پر جو گرے جل کے ہو شرر ‏ ‏ ‏ ممکن نہ تھا ٹھہر جو سکے ایک دم بشر

اخگر نمط ہر ایک خزف لال لال تھا ‏ ‏ ‏ شعلے تھے آگ کے کہ بگولوں کا حال تھا

غضنفر اُس صحرائے ہول خیز اور دشت وحشت انگیز میں ابھی تھوڑی دور آیا ہوگا کہ چند غول قوی ہیکل قوی بازو زبردست مغرور کبر و نخوت سے مست بلند و بالا اور ایک غول کہ اُن سب کا سردار تھا قد اُسکا سب کے قد سے بڑا تھا آنکھیں سرخ مانند دو طاؤس خون کے دونوں بازو مانند منارے کے سینگ سفید رنگ سر پر منہ قعر جہنم کی صورت الحاصل وہ سب غول غضنفر پر دوڑے اُس شیر بیشۂ شجاعت نے ایک تیر چلہ کمان میں جوڑ کے جو پیشانی پر اُس غول بیابانی کی مارا کاسۂ سر کو اُس خیرہ سر کے توڑ کے نکل گیا وہ ایک چیخ مار کے گر پڑا اب غضنفر تلوار کھینچکر اُن غولوں پر دوڑا ا بجلدی تمام چند غولوں کو واصل جہنم کیا کچھ بھاگ گئے جا کے اپنے بادشاہ سے بیان کیا کہ آج ایک آدم زاد آیا ہے اُسنے ہمارے سردار غول سرخ چشم کو بھی مارا اور غولوں کو بھی قتل کیا بادشاہ غولان یہ سُنکے نہایت مضطر و پریشان ہوا تمام غولوں کو جمع کیا اور کہا کہ تم جاکے اُس آدم زاد کو جو زندہ ہاتھ آئے تو گرفتار کر لاؤ کہ میں اُسکے گوشت کے کباب پکوا کے کھاؤنگا اور اگر زندہ نہ ہاتھ آئے تو سر اُسکا کاٹ لاؤ کہ میں اُسکے سر کو بھنوا کے چباؤنگا یہ سُنکے سب غول لخت کوہ پکڑ پکڑ کے میدان میں آئے غضنفر نے ہزارہا غولوں کو دیکھا کہ غل مچاتے شور کرتے چلے آتے ہیں اور وہ غول جو اُسوقت غضنفر کے سامنے سے بھاگ گئے تھے وہ آگے آگے اُن سب کو بتاتے آتے ہیں کہ دیکھو وہ فلان مقام پر آدم زاد کھڑا ہوا ہے اسی نے غول سرخ چشم ہمارے سردار اور چند اور غولوں کو مار ڈالا ہے آخر کار وہ سب غول لخت کوہ لیے ہوئے غضنفر پر دوڑے اُدھر سے غضنفر بھی خدا کو دل میں یاد کرکے شمشیر برہنہ لیے ہوئے اُنپر جھپٹا شپاشپ ہاتھ تلوار کے مارنے لگا اُدھر وہ غول جو لخت کوہ اُسپر مارتے تھے یہ اُسکے وار رد کرتا ہوا اپنے وار کرتا جاتا تھا جس غول کی کمر پر ایک کے ہاتھ مارتا تھا اُسکے دو ٹکڑے ہوتے تھے غضنفر کار رستمانہ کر رہا تھا اور جرأت شیرانہ دکھا رہا تھا جب بہت سے غول ہاتھ سے غضنفر کے مارے گئے تو اب کوئی مارے ڈر کے پاس نہیں آتا دور ہی سے سب چابکدستی دکھاتے ہیں ڈھیلے پھینکتے ہیں پتھر مارتے ہیں اور جو کوئی اُس تلاطم میں پاس آجاتا ہے مارا جاتا ہے الغرض تین شبانہ روز تک لڑائی رہی مگر وہ غولوں کا غول کسی طرح کم نہیں ہوتا بلکہ ساعت بساعت اور وقتاً فوقتاً اُنکا گروہ زیادہ ہوتا جاتا ہے اور چونکہ غضنفر نے تین شبانہ روز سے نہ کچھ کھایا ہے نہ پیا ہے نہ کوئی دم سویا ہے اب اُسپر بھوک پیاس کی شدت ہے نیند کا غلبہ آنکھیں ضعف اور نیند کے سبب سے بند ہوئی جاتی ہیں ہاتھ رُکا جاتا ہے اب یہ حال ہے کہ کوئی دم میں گرا چاہتا ہے دعا مانگنا شروع کی کہ اے کس بیکسان و اے یاور غریبان اے رب جلیل اس اپنے بندۂ ذلیل کو اس بلا سے جلد نجات دے غضنفر نے تہ دل سے جو دعا مانگی فوراً تیر دعا بہدف اجابت پہنچا کہ ایک سمت سے ایک تتق گرد و غبار کا اُٹھا جب دامن گرد چاک ہوا غضنفر نے دیکھا کہ شہاب بیں فولاد اژدر گیر اور ملکہ ماہ نوشابادی مع فوج و لشکر کے چلے آتے ہیں یہاں غضنفر تو اُن غولوں کو فنا کر رہا تھا اب ان دونوں نے بھی جنگ اُس کرنا شروع کیا اور کوئی چار گھڑی کے عرصے میں سب کا خاتمہ کر دیا دس پانچ

بزور بھاگ گئے غضنفر نے شہاب بن فولاد سے کہا بھئی ابھی تلاش کرو ڈھونڈھو انمین سے ایک کو زندہ
نہ چھوڑو شہاب نے ہرچند چارون طرف تلاش کیا مگر کہین بھی کسی کا پتا نہ ملا مال و اسباب انکا بہت سا ہاتھ
آیا اُسے اپنے قبضے مین کیا غضنفر بن اسد اور ملکہ ماہ نوشابادی اور شہاب بن فولاد اژدر گیر کمال شاد
و مسرور وہان سے پھرے صحراے سبز و خرم مین آکے صحبت عیش و سرور بپا کی دور شراب ارغوانی کا چلنے لگا غضنفر
نے جام شراب کا اپنے ہاتھ سے بھر کے ملکہ کو دیا اُسنے ہاتھ سے جام لیکے پی لیا غضنفر نے چاہا کہ ملکہ کے گلے مین ہاتھ ڈالکے
بوسہ لے ملکہ نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای شہریار مین تمھاری لونڈی ہون مین سواے تمھارے اور کسی سے اپنا عقد
نہ کرونگی مگر بغیر اپنے باپ کی اجازت کے مجبور ہون ابھی مجھے معاف فرمائیے چند روز اور نہ ہاتھ لگائیے بالفعل صبر
کیجیے اضطراب سے کام نہ لیجیے ابھی زیادہ اختلاط مین خرابی ہی اور قطع نظر اسکے حرام کاری اہل اسلام مین منع ہی جب
ہمین فعل حلال ہی منظور ہی تو حرام کرنا کیا ضرور ہی غرض اُسکے سمجھانے سے غضنفر دست درازی و بوسہ بازی سے
باز رہا دوسرے دن ملکہ رخصت ہوکے نوشاباد کو روانہ ہوئی غضنفر لشکر ایرج پر چلا انھین تو ادھر جانے دیجیے

اب چند کلمے داستان خورشید ستارہ پرست کے بیان کیے جاتے ہین

کہ خورشید ستارہ پرست ملکہ ماہ نوشابادی کے ہاتھ سے زخمی ہوکے لاش اختر اختران کی لیے شکست
کھائے ہوئے شہر اختریہ کو روانہ ہوا ہی چند منزلین طی در پطی کرکے ایک دامن کوہ کے قریب صحراے سبز و خرم
مین آکے اُترا ہی اب کچھ زخم خورشید کے سر کا اچھا ہوچکا ہی سیر سبزہ صحرائی اور لالہ کوہی کی کر رہا ہی قضاے کار
یہان ایک زنگی رہتا ہی کہ رنگ اُسکا نہایت سیاہ ہی گویا چہرہ دیجور کا خال ہی نہایت طویل القامت ہی چربہنگ
استخوان نہنگ ہی ایسا بد ہیبت اور کریہ منظر ہی کہ ہیبت سے اُسکی غول اور دیو بھاگتے ہین اور تمام زنگی اُس دیار اور
قرب و جوار کے اُسکے فرمانبردار ہین بہت عمدہ عمدہ کھانے پکا پکا کے اُسکے واسطے لاتے ہین اور اُسکو نہار کرواتے ہین اور
ایک نازنین ہچدہ سالہ ماہ طلعت اُسکے پاس ہی کہ وہ تیرہ درون ہر وقت اُسکی صورت دیکھا کرتا ہی کبھی اُسکے ہاتھ
سے جام شراب لیکے پیتا ہی گاہے کباب کھاتا ہی دن رات عیش و عشرت مین بسر کرتا ہی اور کچھ زنگی اُسکی طرف سے
آیند و روند کی خبر کو درۂ کوہ مین بیٹھے رہتے ہین کہ جہان کوئی قافلہ مسافرون کا وہان ٹھہرا انھون نے جاکے اُس زنگی
سیاہ رنگ آدم خور کو خبر کی وہ وہان سے آکے سب کو کھا گیا اور مال و اسباب اُنکا لیگیا ان لوگون نے جو قریب
دامن کوہ کے لشکر خورشید کو اُترے ہوئے دیکھا پکار کے کہا خبردار زنہار اسطرف آنے کا قصد نہ کرنا یہان ایک بلا آتی ہی
یہ خبر خورشید کو ہوئی کہ کچھ زنگی درۂ کوہ مین بیٹھے ہوے ہین انھون نے کہا خبردار ادھر کوئی نہ آئے نہین تو بلا کا سامنا ہوگا خورشید
بولا کہ اگر یہان کوئی بلا ہی تو مین بھی ایک ہی بلا ہون مین ابھی اُس بلا کو دفع کرونگا یہ کہکے اُس جانب چلا
اور وہان ایک گھڑیال لٹکا رہتا تھا کہ جب کچھ اُن لوگون کو اُس سے کہنا ہوتا تھا یا کسی شخص کے آنے کی اطلاع کرنی
ہوتی تھی تو یہ اُس گھڑیال کو بجا دیتے تھے اُس زنگی مردم خوار کو معلوم ہو جاتا تھا آج بھی جو پاسبانون نے درۂ کوہ سے
ایک شخص حسین کو اسطرف آتے دیکھا اُس گھڑیال پر زور سے ایک موگری ماری اور آواز دی کہ ای بادشاہ
زنگیان جلد آئیے خداوند ابلیس نے ایک لقمۂ چرب و شیرین آپ کے واسطے غیب سے بھیجا ہی اُسے نوش کیجیے
اُس زنگی نے جو آواز گھڑیال کے بجنے کی سُنی استخوان نہنگ ہاتھ مین اُٹھا کے درۂ کوہ سے باہر آیا اور ایک نعرہ
اس زور سے کیا کہ تمام صحرا ہل گیا بعد اُسکے خورشید پر جھپٹا خورشید ستارہ پرست نے جو اُس بد ہیئت کو آتے
دیکھا اپنی زندگی سے مایوس ہوکے اپنے خدا کو یاد کرنے لگا اُس زنگی دیو صورت نے قریب خورشید کے پہونچ کے

ایک پتھر بیس من کا اُٹھا کے اسطرح اسپر مارا جیسے کوئی ایک چھوٹی سی کنکری چٹکی مین اُٹھا کے پھینک دیتا ہو خورشید
نے اُسے خالی دیا وہ پتھر اس زور سے زمین پر گرا کہ زمین دھنس گئی اور وہ سنگ گران آہین سما گیا جب اُس زنگی
دیو اندام نے دیکھا کہ اس آدمزاد پر وہ پتھر نہ پڑا غصے مین ہونٹھ چبانے لگا پھر پیچھے ہٹکے سنبھالا اور دوڑ کے استخوان نہنگ
خورشید پہ مارا خورشید نے بچتی تمام ایک تلوار استخوان نہنگ پر ماری کہ وہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا
زمین پر گر پڑا اور ایک ٹکڑا اُسکے ہاتھ مین رہ گیا اُسنے وہ آدھا ٹکڑا ابھی خورشید پر مارا اور دوڑ کے لپٹ گیا دونون
مین کشتی ہونے لگی دو گھڑی تک کشمکش کے زور ہوا کیے ادھر خورشید سر سے پانون تک پسینے مین ڈوب گیا اُدھر
اُسکے ماتھے پر بھی جھری پسینے کی ظاہر ہوئی غرض کامل دو گھڑی زور کرنے کے بعد خورشید نے اُسکو اُٹھا کے زمین پر
مارا اور سینے پر چڑھ کے اس زنگی گردن کش کی گردن کو چرخ دے کے دھڑ سے کھینچ لیا اور وہ جو زنگی نگہبان تھے
اُنکے سامنے وہ گردن پھینک دی وہ سب دوڑ کے خورشید کے قدمون پر گر پڑے گرد پھرنے لگے اور عرض کرنے لگے
کہ ای شہریار خدا اسکی جزاے خیر آپ کو دے کہ آپ نے اس شیطان کے شر سے یہان کی خلق اللہ کو بچایا اور ای
شہریار مال و متاع اسکا حد سے زیادہ ہو آپ ٹھہر لیے کہ ہم جا کے اور لوگون کو خبر کرین یہ کہکے سب کے سب
اُس پیر کو لیے ہوے اندر درہ کوہ کے گئے اور جو لوگ وہان تھے اُنسے جا کے یہ سب حال بیان کیا کہ اسطرح سے
ایک شخص قبول صورت آیا اور اُسنے اُس زنگی آدم خوار کو جہنم واصل کیا اور یہ کہکے سر اُس روسیاہ کا آنکے
سامنے ڈالدیا وہ سب نہایت خوش ہوے اور جوق جوق گروہ گروہ جیسے تیسے جمع ہو کر خوشیان کرتے ہوے
خورشید کے پاس آئے اور اُسے ساتھ اپنے درۂ کوہ مین لائے زر و جواہر اُسکے پیشکش کیا مشک و عنبر بہت سا دیا
اور وہ دختر خوبرو کہ حسن و جمال مین مانند شب چاردہ کے تھی خورشید اُسے دیکھ کے نہایت خوش ہوا پوچھا یہ
کون ہو اُنھون نے جواب دیا کہ یہ نازنین ماہ جبین اس نواح کے بادشاہ کی بیٹی ہو زنگلہ بانو اسکا نام ہو اور
بادشاہ یہانکا زنگارشاہ زنگی ہو یہ جائی ہو ملک و دولت زنگی کا خورشید نے پوچھا یہ یہان کیونکر آئی اُن
نے عرض کیا کہ یہ ایک دن سوار ہو کے سیر سبزۂ صحرائی اور لالۂ کوہی کی کرنے کو یہان آئی تھی اتفاق روزگار
مین نظر اس بلاے بدبین کی اس ماہ جبین کی صورت پر پڑ گئی وہ اسے گرفتار کرکے یہان لے آیا اُس زمانے سے یہ
اُس عفریت کی قید مین تھی اب خدا آپ کا بھلا کرے خیر آپ کے سبب سے یہ اُس قید شدید سے رہائی اور
زنگارشاہ اسکے ملنے سے مایوس ہو چکا تھا خورشید نے کہا کہ کسی کو زنگارشاہ کے پاس بھیجو کہ وہ جا کے اُس سے
کہے کہ بیٹی تمھاری زندہ و سلامت ہو اور وہ بلا دفع ہوئی بموجب فرمائش خورشید کے کچھ زنگی یہان سے گئے
اور تمام حال زنگارشاہ زنگی سے بیان کیا کہ صاحبقران ستارہ پرستان نے اُس بلاے ایذا دہندہ کو مارا تمھاری
بیٹی کو قید سے چھڑایا زنگارشاہ یہ سنکے نہایت خوش ہوا خورشید ستارہ پرست کی شجاعت و ہمت پر تحسین و آفرین
کی اور اُس خبر رسان پر نہایت نوازش و مکرمت کی خلعت دیا اور خود دو ہزار شتر بغدادی پر از مال و متاع
اور دو ہزار شتر پر اثاثہ بارگاہ لدا ہوا اور سو شتر وان پر خلعت گران بہا اور دو ہزار گھوڑے عراقی و تازی
صبا رفتار آہو شکار اور دو ہزار سلاح بیش قیمتی جواہر نگار مرصع کار خورشید ستارہ پرست کے لیے اپنے ہمراہ لیکے خدمت
مین خورشید کی آیا ملازمت اُسکی حاصل کی خورشید نے کمال عزت و توقیر کی سب تحفے لے لیے اُسکو خلعت دیا خیمے
کے اندر لیگیا اُسکی بیٹی زنگلہ بانو سے اُسکو ملایا زنگلہ بانو نے باپ کو سلام کیا دوڑ کے قدمون سے لپٹ گئی زنگارشاہ
بیٹی کو دیکھ کے خوش ہوا خورشید سے کہا کہ مین کمال ممنون و مشکور ہوا ہون اب چاہتا ہون کہ ملکہ کو آپ کی کنیزی

مین دون خورشید ستارہ پرست نے کہا کہ اگر تم ستارہ پرست ہو جاؤ تو خیر کیا مضائقہ والا مین اپنے خلاف طریقہ و مذہب کو قبول نہین کر سکتا زنگار شاہ نے خورشید کے کہنے سے زمرد بے ایمان پر لعن و طعن بیحد کی اور دین ستارہ پرستی اختیار کر کے ملک کو خورشید کے ساتھ منسوب کر دیا اور اپنے ساتھ اپنے ملک والون اور تمام اپنی رعیت کو دین ستارہ پرستی مین لایا خورشید نے تابوت اختر اختران کا تو شہر اختریہ کو بھجوا دیا اور خود زنگار بانو کے ساتھ عیش و عشرت مین مصروف ہوا اب اسکو تو عیش و عشرت مین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان ایرج صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

مرحلہ پیمایان وادی داستان و راہ طی کنندگان افسانہائے ندرت بیان منازل تحریر اور مراحل تقریر کو یون طی کرتے ہین کہ ایرج نوجوان کوچ کر کے ملک زرافکل کو روانہ ہوا بعد قطع مراحل اور طی منازل کے قریب ملک زرافکل کے پہونچا ہرکارون نے گیرنگ شاہ زرافکلی کی خدمت مین جا کے عرض کیا کہ حضور ایرج صاحبقران نے ورود اجلال و نزول اقبال قریب شہر پناہ کے فرمایا ہے گیرنگ بن گیرنگ شاہ نے حکم دیا کہ تمام شہر مین آئینہ بندی کیجائے راستے صاف ہون مکانات آراستہ ہون باغات پیراستہ ہون یہ حکم دیکے آپ استقبال ایرج کیواسطے بیرون شہر آیا ایرج کی ملازمت حاصل کی بعد تعظیم و ہزار تکریم ایرج کو اپنے ساتھ لیے ہوے شہر مین آیا اپنی بارگاہ مین اُکے اُتارا بعد اُسکے بڑی دھوم دھام اور تزک و احتشام سے دعوت کا سامان کیا ہزارون طرح کے عمدہ عمدہ کھانے پکوا کے ایرج کو کھلائے صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ایرج آکے وہان بیٹھا گیرنگ بن گیرنگ شاہ زرافکلی بھی حاضر ہوا اور جملہ سردار بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ارباب نشاط طلب ہوے طبلے پر تھاپ پڑنے لگی اور اسارنگی کا بلند ہونے لگا ساز ملنے لگا ایک مہ جبین نازنین مشتری خصال زہرہ جمال ناچنے کو کھڑی ہوئی تھوڑی دیر تک ناچا کی توڑے لیا کی اُسکے ناچنے سے سب حاضرین محفل نہایت خوش ہوے اب یہ حال ہے ہر کوہ مسوار غیر سردار سکوت کے عالم مین محو حیرت سکتے کی صورت بت بنا ہوا بیٹھا ہے مگر آنکھین اُسطرف لڑی ہوئی ہین جب اُس بایۂ ناز و انداز نے یہ حال اہل محفل کا دیکھا کہ اب خوب میرا رنگ بندھ چکا ہے ہر شخص سکتے کے عالم مین بیٹھا ہوا میری طرف دیکھ رہا ہے اور جان توڑ توڑ کے توڑے لینا شروع کیے بعد اُسکے بعد ناز و انداز یہ غزل گانے لگی غزل

ذبح کرنے کو ہے تو او ستم ایجاد مجھے
خوش رہے وہ بھی یہ نہین سمجھے کیا شاد مجھے
کیا صیاد نے بیفائدہ آزاد مجھے
ذبح کر ڈال جو کرتا نہین آزاد مجھے
تنے دن ہو گئے ہین قید مین صیاد مجھے
حلقۂ دام ہوے دیدۂ صیاد مجھے
ہے تمکا تو نہین شکوۂ بیداد مجھے
بے جھری قتل کیا او ستم ایجاد مجھے
عشق گیا اُسنے کیا حلق کی انظر و ذبح کر
غیر کی یاد تجھے اور تری یاد مجھے
باغ فردوس کو دوزخ سے مین بدتر سمجھے
اب تو دل کھول کے کر لینے دے فریاد مجھے
عمر بھر ہوئیگی ہرگز نہ یہ بیداد مجھے
طرز پرواز تو ابتک نہین یاد مجھے
آگے کیا اپنے نشیمن کی بھلا یاد مجھے
کر خدا طرز فغان تک بھی نہین یاد مجھے
میرے نالے جو سُنے چھوڑ دے صیاد مجھے
درہن زخم ہون آتی نہین فریاد مجھے
خیر آنا تو صلہ ظلم اُٹھانے کا ملا
ہاے بیٹھے سے نظاہر اُٹھی پڑ تا د مجھے
مین وہ ہون یاد تمھاری نہ کبھی بھولا
کوچہ از خود ترا آج گیا یاد مجھے
فصل گل مین کیا صیاد نے آزاد مجھے
کیا پر کاٹ کے صیاد نے آزاد مجھے
دن بہت گذرے قفس مین ستم ایجاد مجھے
بند آنکھین کیے آیا تھا صیاد مجھے
اُنکی نظرون نے نہ ہونے دیا آزاد مجھے
پر ستم یہ ہے کہ نہین عادت فریاد مجھے
بزم مین غیر سے ابرو کا اشارہ جو کیا
یاد کرتے ہین بہت وہ دم بیداد مجھے
ہے تسلسل یہ عجب دیکھیے کیا ہوتا ہے
تم وہ ہو بھولے سے تمنے نہ کیا یاد مجھے
تھا مین وہ کشتۂ حسرت کہ عوض ہنسے کے

دیر تک رویا کیا دیکھ کے جلاد مجھے
فخر کیونکر نہ شرف مین ہو ہما پر حاصل
مال کھویا ہوا ہاتھ آیا خداداد مجھے
ہاتھون ہاتھ اندنون کھتا ہو جو مجلاغ کو
کوچۂ یار ہوا گلشن شداد مجھے
حسن بندش مین جنون کیون نہو مضمون کو نئے

حشر کے روز تری دید سے محروم رہون
اپنے صدقے مین رہا کرتا ہو صیاد مجھے
اپنے کوچے سے نہ اُٹھوائیے میری مٹی
طائر رنگ حنا سمجھا ہو صیاد مجھے
قطع امید رہائی کی ہوئی جاتی ہو
عشق مرحوم سا ہاتھ آیا تھا اُستاد مجھے

بھولتی ہو جو کوئی دم بھی تری یاد مجھے
بعد مدت کے ملا کوے ستم مین دل زار
آپ بے فائدہ اب کرتے ہین یاد مجھے
شوق مین جان گئی جانب یار ہی تک
دیکھتا ہو نقر شوق سے صیاد مجھے

جب اُس دلربا نے یہ غزل گا تا تلکے گائی ہر شخص کی یہ حالت تھی کہ ہر شعر پر بسمل ہوا جاتا تھا جو مصرع اُسکے مُنہ سے نکلتا تھا خنجر کیطرح دل کو ٹکڑے ٹکڑے کیے دیتا تھا بعد اُسکے دوسرا طائفہ آیا اُسنے اسیطرح سے ناچ گا کے محفل مین اپنا رنگ باندھا اُسکے ناچ گانے سے بھی حاضرین بہت محظوظ ہوے قصہ مختصر یہ کہ اسیطرح بہت سے طائفے آئے اور ناچے گائے جب وقت صبح کا قریب ہوا بھیرون گا کے سب طائفے رخصت ہوے صحبت برخاست ہوئی ایرج نے کہا کہ ای کیرنگ بن نیرنگ ہم تم سے نہایت خوش ہین ہمارے نزدیک تو اب یہ مناسب ہی کہ تم بھی دین آفتاب پرستی اختیار کرو اگر ابھی یہ دین بالکل نہین اختیار کر سکتے ہو تو ہماری بیعت ہی کرلو کیرنگ بن نیرنگ نے جواب دیا کہ ای شہریار مین نے حمزہ کے خوف سے دین اسلام اختیار کرلیا تھا ورنہ مین تو آفتاب پرست ہونے کو موجود ہون بیعت کیسی مین ہر طور آپ کا غلام ہون جو فرمائیے وہ بجالاؤن یہ کہکے دین آفتاب پرستی قبول کیا ایرج نے اُسے گلے سے لگا یا خلعت ذلت پہنایا لندھور اُسکے تبدیل مذہب سے نہایت ہی ناراض و آزردہ ہوا اپنے دل مین کہنے لگا کہ پہلے بہزاد مرتد ہو گیا بعد اُسکے یہ مرتد ہوا خیر سمجھا جائیگا کیرنگ نے ایرج سے کہا کہ ای شہریار مین نے بہت سی کشتیان اور جہاز تیار کرولئے تھے مگر نقابدار سفید پوش نے آ کے اُنکو جلا دیا ایرج نے کہا خیر اگر وہ جل گئے تو جل جانے دو اب بار دگر ہمارے سامنے تیار کراؤ دیکھین تو وہ نقابدار کیونکر آکے جلا دیتا ہو کیرنگ نے اُسی وقت آہنگرون نجارون وغیرہ کو بُلوایا سب حسب الطلب حاضر ہوے جہاز بننے لگے اور ایرج نے جشن کیا صحبت عیش برپا کی دور شراب ارغوانی کا چلنے لگا ایرج نے جام پر جام پینا شروع کیا جب خوب نشۂ شراب سے بدمست ہوا تمام ملک امیر حمزہ صاحبقران کے اپنے سردارون کو تقسیم کرنے لگا لاہوت سے پوچھا کیون بھئی تم کونسا ملک لوگے اُسنے عرض کیا کہ مین ان ملکون مین سے کوئی نہ لونگا اگر شفقت و مہربانی فرمائیے اور ملک سبائل آپکے قبضہ مین آگئے تو وہ مجھے عنایت فرمائیے گا مجھکو آرزو ہے کہ بار دیگر قبطو لعاے لقا کو آراستہ کراؤن اور آپ کو دکھاؤن ایرج نے کہا اچھا ہم ملک سبائل تمکو دینگے اسیطرح اپنے تمام سردارون کو ہر ایک ملک کا صوبہ دار کیا جشن شادی برپا ہو اس اثنا مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ملک قہار بن ملک سوکیا سے طوفانی ساٹھ ہزار کی جمعیت سے آتا ہو لاہوت شاہ نہایت خوش ہوا سردارونکو اُسکی پیشوائی کے لیے بھیجا جب وہ آیا تو ایرج کی ملازمت حاصل کروائی ایرج نے اُسے بھی خلعت دیا مگر اب حال سنیے کہ اسد نے جو سنا کہ ایرج نے تمام ملک اپنے سردارون کو بانٹے ہین ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ ای فلک یہ تو نے کیا خبر سنوائی کہ نانا جان کے ملکون پر یہ آفتاب پرست قابض ہوا اور اپنے سردارون کو بخشے اور ہائے یہ ہندی بیٹھا دیکھا کرے افسوس بھائی صاحب کو اس قدر کہلا بھیجا مگر وہ نہ آئے خدا جانے کس فکر مین ہین اور ای اسد اب تیری زندگی ہیچ ہو یہ کہکے خوب رویا اور خنجر کھینچ چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے سب رفیق لپٹ گئے کہ ای شہریار آپ یہ کیا کرتے ہین آپ کی ہلاکت مین تو عین خوشی ہو اُس نراز بچے کی اگر ایسا ہی مرنا اور جان دینا ہو تو

دشمن کو مار کے مریے لڑ کر جان دیجیے یون اپنے ہاتھ سے اپنی جان دینے سے کیا فائدہ ہی اور کافر سے لڑ کے مریے گا تو شہید ہو جیے گا اسد نے اُن لوگون کے سمجھانے سے خنجر میان مین کیا اور قتاح سے کہا اچھی صلاح خوب ہی کہ اُس بزازیچے ! ابھی سے لڑ کر جان دیجیے گو کہ وہ حرام خور کنگڑا موٹا مشٹنڈا ہی مگر خیر ہر چہ بادا باد ای چچا جان اگر مین مارا جاؤن تو آپ میرے رفیقون سمیت بھائی صاحب پاس جا کے میرا حال بیان کر دیجیے گا اور کہیے گا کہ میرے خون کا عوض اس آفتاب پرست سے لے لین اور مجھکو فاتحہ خیر سے نہ فراموش کرین قتاح نے کہا کہ بیٹا مین مدت سے تیرے باپ کے ساتھ ہون اور وہ مجھکو تیری حفاظت کے واسطے چھوڑ گیا ہی تیرے دشمن مارے جائین اور مین زندہ بچکے چلا جاؤن یہ نہین ہو سکتا مین بغیر جان دیے نہ جاؤنگا اسد ابراہیم کیطرف مخاطب ہوا اس سے بھی ایسے ہی کلمات یاس ہر اس کے ابراہیم نے کہا ای شہریار آپ مجھکو ایسا نامرد جانتے ہین کہ مین بعد آپ کے زندگی کرونگا بخدا آپ سے پہلے مین اپنی جان دونگا اسد نے کہا ای ابراہیم اگر ایسا ہوا ہی کہ مین گرفتار ہو گیا ہون اور تم سبکو اپنے ہمراہ لیکے نکل گئے ہو اور مین پھر چھوٹ گیا ہون اسیطرح اب بھی مین تمکو اپنا نائب کرتا ہون کہ شاید کہین گرفتار ہو جاؤن تو تم خبردار خبردار یہان نہ ٹھہرنا سب کو اپنے ساتھ لیکے نکل جانا ابراہیم نے عرض کیا بہت اچھا اور علقمہ سے کہا کہ عطبیٰ اگر مین بھی مارا جاؤن یا گرفتار ہو جاؤن تو تم میرے نائب ہو سب کو ساتھ لیکے نکل جانا علقمہ نے کہا بہت اچھا اور اسیطرح علقمہ نے نعر زنگ بن مرزبان کو اپنا نائب کیا اسیطرح جو بیس امرازادے اسد کے ساتھ تھے اُنمین یہی سلسلہ بندی ہوئی ایک نے دوسرے کو اپنا نائب کیا اور وصیتین کین اور کفن اپنے سرون پر باندھے مشت خاک اُٹھا کے اپنے گریبانون مین ڈالی کہ ای خاک تو ہماری لحد ہو جیو اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا اور سب مسلح و مکمل ہو کے لشکر ایرج کیطرف روانہ ہوے جب وہان پہنچے تو بین بجا کر لشکر ایرج پر جا گرے تلوارین مارنے لگے غل ہوا کہ دیوانون کا روز خون گرا چار طرف لوگ مسلح و مکمل ہو کے نکلے تلوار چلنے لگی ایرج بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ اسنے اسد کے آنے کی خبر سُنی اپنے سردارون سے کہا کہ آج وہ دیوانہ دن کو آگیا ہی دیکھو بچکے نہ جانے پائے یہ سنتے ہی سب سردار اُٹھ کے بارگاہ سے باہر آگئے ادھر اسد پر روانہ ہوے ادھر سے اسد شیر دل مع اپنے رفقا کے تلوارین مارتا چلا آتا ہی کہ ملکوب بن الجوب سے اور طماسپ سے سامنا ہوا ملکوب نے اُسپر تلوار ماری طماسپ نے تلوار اسکی سپر پر روکے جو ایک ساطور مارا تو ملکوب کی سپر کو کاٹ کے سر پر پڑا کہ ملکوب مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوا الکوب بن الجوب سے ایرج کا سامنا ہوا الکوب نے تلوار ماری کہ گوشہ سپر کو کاٹ کے جوشن پر ایرج کے زخم لگا مگر ایرج نے جو تلوار ماری الکوب کی سپر قلم ہو کے سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی الکوب نے دستانہ مارا تلوار تو نکل گئی مگر سر سے چادر خون کی جاری ہوئی عدیل بن عادی اور دیلم سے مقابلہ ہوا اسنے تلوار ماری دیلم نے خالی دیکے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ عدیل کے سر پر پڑا تلوار تا دو ابرو اُتر گئی عدیل نے دستانہ مارا تلوار جھٹکے سے نکل گئی پھر عدیل نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ دیلم کی سپر کو کاٹ کے اُسکے سر پر تلوار پڑی مگر اسد شیر دل لڑتا ہوا چلا آتا ہی کہ طوفان بن سماک اغر در گیر سے سامنا ہوا طوفان نے ہاتھ تلوار کا بلند کیا کہ اسد پر مارے اسد نے زیر بغل جو تلوار ماری اسکے دو ٹکڑے ہوے ادھر سے بہزاد نے پہلو پر اسد کے تلوار ماری اسد نے چپ تلوار کی دیکھ کر خالی دی بہزاد جھکا تھا کہ اسد نے کمر پر اُسکی تلوار ماری بہزاد کے دو ٹکڑے ہوے قہار بن سو کیاسے طوفانی یہ کہتا ہوا دوڑا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ دو بہادرون کو مار ڈالا اب تو میرے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگا اور پاس آ کے اُسپر تلوار ماری اسد نے اُسکی تلوار کو پشت شمشیر پر روکا اور خود

تلوار ماری کہ قہار کی سپر کو کاٹ کے زیر تنگ جا کے زمین کو بوسہ دیا ارفیل خونخوار دوڑا کہ او دیوانے مین تجھے
کب چھوڑتا ہون اور ارہ پشت نہنگ اسد پر مارا اسد نے ارہ اُسکا تلوار سے کاٹا اور سر تا کمر شانے پر جو ہاتھ
مارا تلوار زیر بغل اتر گئی وہ بھی ملک الموت سے بغلگیر ہوا ایرج کو خبر ہوئی کہ اسد کے ہاتھ سے کئی سردار نامی قتل ہوے
ایرج دوڑا مگر طہماسپ اسد کے قریب پہنچ گیا تھا اُسنے اسد پر ساطور مارا اسد نے مرکب ترچھا کر کے ساطور
اُسکا خالی دیا وہ جھونک مین ساطور کی جھکا تھا کہ اسد نے تلوار ماری کہ سپر کو کاٹ کے طہماسپ کے سر پر زخم لگا
دوسری تلوار اور اسد نے ماری کہ شانہ بھی طہماسپ کا زخمی ہوا تیسری تلوار اسد نے اور ماری کہ پہلو بھی گھائل ہوا
طہماسپ چلایا کہ دیوانہ مجھے مارے ڈالتا ہے ایرج قریب اسد کے آ پہونچا تھا نعرہ کر کے دوڑا کہ او دیوانے ہوشیار ہو
مین آگیا او برگشتہ بخت تیرے ہاتھ سے جگر خون ہو گیا ہے اب میرے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگا اسد پکارا کہ او بزانچے مین
فرخ بازارگان کی جورو کے پاس جاؤنگا اور تیرا سر کاٹ کے اُسکے کسی مقام پر تحفی رکھ آؤنگا ایرج پکارا او دریدہ دہن
بیہودہ گو شہدے لڑتا ہے یا گالیان دیتا ہے شعر لگے مُنہ بھی چڑھانے دیتے دیتے گالیان صاحب +
زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا + تو لڑنے آیا ہے یا گالیان دینے آیا ہے اسد للکارا او باجی مین تو
ہمیشہ ایسا ہی کرونگا تو بکتا کیا ہے یہ کہکے ایرج پر برس پڑا اجھڑ اجھڑ تلوارین مارنے لگا کہ ایرج کو روکنا مشکل ہو گیا مگر
ایک جگہ جو اسد کا ہاتھ سست ہوا ایرج نے تھیلی دیکے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور ہاتھ مروڑ کے تلوار اسد کی چھین لی
اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے گھوڑے پر سے اُٹھا لیا اسد پکارا ای یاران بدر روید بس یہ سُنتے ہی تمام رفقائے
اسد تلوارین مارتے ہوے باہر نکل گئے ایرج نے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ اسے قید کرین اُسی وقت اسد
کو غل و زنجیر مین گرفتار کیا ایرج نے حکم دیا کہ جو جو لوگ ہماری طرف کے قتل ہوے ہین سب کی لاشین اُٹھواؤ
اور خدا پرستون کی لاشون کو فرنبلے پر پھکواؤ لوگون نے ایرج سے عرض کیا کہ حضور کوئی لاش خدا پرست کی
نہین ہے سب آفتاب پرست مرے پڑے ہین ایرج حیران ہوا اپنی بارگاہ مین آیا کوئی پہر چار گھڑی دن باقی
تھا کہ مالک بن ملکوت تخت پر بیٹھا ایرج دنگل پر بیٹھا تمام سردار گرد و اطراف مین جمع ہوے لندھور
آکر اپنے مقام پر قائم ہوا ایرج نے کہا اُس دیوانے کو لاؤ اُسیوقت لوگ اسد کو سامنے لائے اسد نے بطرق
اہل اسلام سلام کیا کہ سلام من بر آن کسے باد کہ داند خدا یکے ست و رسول او برحق ہندیون نے جواب سلام دیا
ایرج نے کہا ای اسد دیکھ مین تیرے اچھے کے لیے سمجھاتا ہون کہ جہالت سے باز آ میری بیعت اختیار کر لندھور
بن سعدان کیطرح تو بھی میرے ساتھ رہ اسد بولا او بزانچے شعر بیعت خدا سے ہے مجھے بواسطہ نصیب +
دست خدا ہے نام مرے دستگیر کا + او بزانچے مین کبھی تجھ سے پاجی کی بیعت نہ کرونگا ایرج نے کہا ای دیوانے
تو نے مجھے بہت ایذا دی ہے مین تجھے مار ڈالونگا اسد نے کہا ارے تو مجھے مار ڈالیگا تو جورو فرخ بازارگان کی
جو مجھپر عاشق ہے وہ بہت روئیگی ایرج نے کہا بلاؤ جلاد کو کہ اسے قتل کرے لندھور بول اُٹھا ای ایرج ہمارے
تمہارے جو وعدہ ہے اگر قائم رہو تین دن بعد اسے قتل کرنا ایرج نے کہا ای رستم زمان یہ دیوانہ تمہارا کہنا مانیگا
تم ناحق اُسکی سعی کرتے ہو لندھور نے جواب دیا ای ایرج مین بدنامی سے تو بچونگا ایرج نے شاپور سے کہا کہ اس
دیوانے کو لیجا اور بحفاظت تمام قید رکھ سوا لندھور کے کوئی اُسکے پاس نہ جانے پائے شاپور نے اسد کو لا کے
قید کیا لندھور آیا اور اسد کو ہرچند سمجھایا کہ بیعت ایرج کی اختیار کر دو جھوٹ کے لیے جاؤ صاحبزادے یہی
جہالت کر کے اپنی جان نہ دو مجھکو امیر حمزہ صاحبقران گشورستان کے سامنے رسوا کرو اسد نے کہا او ہندی

تو تو عشق مین اُسکے دیوانہ ہو تمام ملک نانا جان کے اُسکے قبضہ مین کروا دیے اور اُسنے اپنے سردارون کو تقسیم کر دیے
تجھکو ذرا غیرت نہ آئی اسی واسطے نانا جان حمزہ صاحبقران اپنا نائب کر گئے تھے کہ تو اُنکے ملکون کو برباد کرا دے اور
تو مجھکو بیعت پر اُس برازبچے کی مائل کرتا ہے مین کبھی اس باجی کی اطاعت و فرمانبرداری نہ کرونگا لندھور نے کہا جبوقت
صاحبقران زمان پرستان ظلمات سے مراجعت فرمائینگے جو جو کچھ مین نے ایرج کو دیا ہے وہ سب لے لونگا اب مصلحت وقت
یہی ہے کہ تم اصلی بیعت کرکے چھوٹ جاؤ اسد بولا کہ مین اسکے ساتھ رہون اور یہ کلمے سُنون کہ وہ گیتی افروز کی
عاشقی کا دم بھرے اور مین کچھ نہ بولون مین ایسا بے غیرت نہین ہون کہ یہ کلمے ایرج سے سُنون عاشق بھی ہوتے ہین
مگر یہ بیغیرتیان کسی نے نہین کین جیسا کچھ تجھسے وقوع مین آرہا ہے اور اپنے آقا کے ناموس کو ذلیل کروا رہا ہے اور تو کیا
کرے تیرا دل تجھکو خراب کر رہا ہے مین ہرگز تیرا کہنا نہ مانونگا لندھور نے کہا صاحبزادے مین تمھارے نانا کا نمکخوار ہون
تم جو چاہو وہ کہو لیکن مین نے ایرج سے مصلحت سمجھکے نہین بگاڑی ہے اور وقت پر دیکھنا کہ کیونکر یہ ناموس
صاحبقرانی پر جاتا ہے دروازہ ناموس پر لندھور کا خون بہتے دیکھنا اسد نے کہا بس معلوم ہوا مجھکو آپ
نہ سمجھائیے مین کسی طرح کہنا آپ کا نہ مانونگا آخرکار لندھور ناچار ہو کر چلا آیا شاپور رات بھر نگہبانی مین مصروف رہا
دو گھڑی رات رہے ضرغام شیردل نے نقب کنی کرکے مہرہ نقب کا زندانخانے مین نکالا اور اسد کو نقب کے
راستے سے لیگیا یہان صبح کو ایرج بارگاہ مین آکے بیٹھا دربار معمور ہوا لندھور بھی آیا ایرج نے پوچھا اے دارا ہند
آپ نے اسد کو سمجھایا اُسکو میری بیعت پر راضی کیا لندھور بولا اے ایرج وہ دیوانہ راہ راست پر نہ آئیگا
تمھین اختیار ہے جو چاہو وہ کرو کہ اسمین شاپور نے آکے سلام کیا ایرج نے پوچھا کہو شاپور اُس دیوانے کی
کیا خبر ہے شاپور نے عرض کیا کہ دو گھڑی رات رہے تک تو مین زندانخانہ مین اُسے چھوڑ آیا ہون ایرج نے
کہا جلد جاکے اُسے لاؤ شاپور اُٹھا چاہتا تھا کہ جاکر اُسے لائے کہ بوق کی آواز بلند ہوئی ایرج نے کہا اے شاپور معلوم
ہوتا ہے کہ اُس دیوانے کو کوئی صبح ہوتے چھڑا لیگیا وہ بوق کی آواز آتی ہے شاپور نے کہا پیر مرشد اسد تو کیا
چھوٹیگا مگر اُسکے رفقا آگئے ہونگے انہین بھی تو آیا ایک اسد بن کرب غازی ہے ایرج نے کہا بہر تقدیر
اُنکو پکڑنا چاہیے اور اُسی وقت اپنے سردارون سمیت سوار ہوا اور کہا آج اس دیوانے کو زندہ نہ چھوڑونگا
اور یہان اسد جو آفتاب پرستون پر گرا ہے تو اُسنے آتے ہی اندھیر برپا کر دیا ہے ایک ایک کو قتل کر رہا ہے چیخ
چلا رہا ہے کہ ایرج کا نعرہ ہوا کہ او دیوانے مین آج تجھے زندہ نہ چھوڑونگا آج تو جان جائیگا دہین تجھکو مارونگا
اسد پکارا او برازبچے دیکھون تو کیا گندہ کرتا ہے اور باگ گھوڑے کی پھیر کے بھاگا شمشیر برہنہ ہاتھ مین ہے کوئی
آگے سے اُسے روک نہین سکتا ہر ایک طرح دیتا ہے کہ میان اسے روکو نہین جانے دو مگر ایرج تعاقب مین آتا ہے
اسد لشکر ایرج سے باہر نکلا دیکھا کہ ایرج چلا آتا ہے اسد نے اپنی فوج کے آٹھ غول کیے اور آٹھ سمت کو بھگا
ایرج جس غول مین کہ اسد تھا اُسی کے پیچھے چلا اسد نے دل مین کہا کہ یہ تیرے ہی پیچھے آتا ہے اُسکے بھی مڑ آٹھ سو
کے چار غول کیے مگر ایرج نے گھوڑا اسکا پہچان لیا ہے کہ اسد کرہ بن اشقر پر سوار ہے اور زرہ و قبا پہنے ہوئے ہے جس
غول کے بیچ مین اسد ہوتا ہے ایرج اُسی کا تعاقب کرتا ہے ہرچند اسد نے ایرج کو بہکایا بھلاوے دیے مگر
ایرج نے تعاقب اسد کا نہ چھوڑا یہان تک کہ اسد تنہا رہ گیا اور ایرج للکارتا ہوا چلا آتا ہے اب کنارے
دریاے زنائل کے پہونچا یہ وہ دریاے تمارا اور بحر زخار ہے جہان آٹھ جہاز لشکر امیر حمزہ صاحبقران کے
ملک زنائل کو آتے ہوئے تباہ ہو گئے تھے بس ایرج نے نعرہ کیا کہ او دیوانے اب کہان جائیگا اسد نے دیکھا کہ

آفتاب پرست آپ ہو بچا دل مین کہا کر دریا مین ڈوب کے مرنا اس سے بہتر ہی کہ اس بزاز بچے کے ہاتھ سے گرفتار ہو کے قتل ہو جیے بس خالق اکبر مالک خشک وتر کو یاد کر کے گرہ بن اشقر کو دریا مین ڈال دیا وہ مرکب دریائی ہی اسطرح دریا پر جاتا ہی جیسے کوئی زمین پر چلتا ہی ایرج نے بھی کنارۂ دریا پر پہونچکر چاہا کہ دریا مین گھوڑا ڈالدے شاپور شیر دل ساتھ تھا اسنے باگ پر ہاتھ ڈالدیا کہ پیر ومرشد آپ نجائیے گا دیوانہ آپ ہی دریا مین ہلاک ہو جائیگا اتنی دیر مین دیکھا کہ اسد نظرون سے غائب ہو گیا ایرج ناچار ویرشا ن وہان سے پھرا راستے مین اور رفیق ملے انسے حال بیان کیا کہ اسد دریا مین جاکے غائب ہو گیا غرض ایرج باتین کرتا ہوا اپنے لشکر کو چلا اسے تو اسکی فکر مین جانے دیجیے

چند کلمے داستان فتح کرنا اسد کا طلسم فیروزۂ جمشیدی کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسد شیر دل اس دریاے قہار اور بحر زخار سے دو روزہ کے بعد باہر ایک بیشۂ سبز وشاداب مین پہونچا گھوڑے سے اُتر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا دل مین خیال کیا کہ اس ذلت ورسوائی سے تو مرجانا بہتر ہی تو اولاد صاحبقران ہو کے اُس بزاز بچۂ بازاری کے سامنے سے بھاگتا پھرتا ہی پھر ویسی ذلت وخواری کا سامنا ہو یہ خیال کر کے اپنے حال پر خوب رویا شکوہ پرداز جور فلکی ہوا کہ ای فلک کج رفتار واے چرخ ناہنجار کیا گردش زمانہ ہی کہ وہ آفتاب پرست ہو کے ایسی ایسی باتین کرے اور ہم باوصف خدا پرست اور اولاد صاحبقرانی مین ہین کچھ اسکا نہ بنا سکین یہ خیال اپنے دل مین کر کے کمر سے خنجر کھینچا کہ اپنے کو ہلاک کرے پھر خیال گذرا کہ ای اسد اگر تو خنجر مار کے مریگا تو لاش کو تیری گیدڑ کوے کھا جائینگے اس سے بہتر یہ ہی کہ تو اپنے گلے مین پھانسی لگا کوئی آیندہ روندہ جو تیری لاش کو پڑا ہوا دیکھیگا ترس خدا کر کے وہ گاڑ توپ دیگا دفن وکفن تو نصیب ہوگا یہ بات اپنے دل مین قرار دے کر باگڈور گھوڑے کی لیکر ایک سرا درخت مین باندھا اور دوسرے سرے مین پھندا بنا کے لٹکا دیا اور کئی پتھر لا کے تلے اوپر رکھے آپ پر کھڑا ہوا اور وہ پھندا باگڈور کا اپنے گلے مین ڈال کے پاؤن سے پتھر کو ہٹا دیا بس معلق لٹک گیا رسی کو گردش ہوئی اسد کی آنکھین نکل آئین قریب تھا کہ طائر روح قفس جسم سے جانب صحراے عدم پرواز کر جاے یکایک اسدنے دیکھا کہ وہ تمام صحرا از زمین تا چرخ برین منور ہو گیا ہی تمام اُس صحرا کا خوشبو سے معطر ہو گیا اور ایک شہسوار عالیوقار کو دیکھا کہ اسکے دونون شانون سے نور حضرت محمد مصطفے خاتم الانبیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہویدا تھا بس وہ شہسوار عرش وقار طرفۃ العین مین اسد کے پاس آیا حلقۂ کمند کا کاٹ کر کمر مین ہاتھ ڈال کے اسد کو زمین پر کھڑا کر دیا اسد نے پرشوکت وشان اور رعب وجلال جو اُس شیر حق کے چہرۂ انور پر دیکھا قدمون پر سر رکھ کے اپنی پیشانی کو پاے مبارک پر خوب رگڑا اور گرد پھرا تصدق ہوا ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ یا حضرت آپ کون بزرگوار ہین حضور نے میری جانبخشی فرمائی گویا مجھکو دوبارہ زندہ کیا نظم

فرمائیے تو آپ پیمبر ہین یا امام	کی عرض ہاتھ باندھ کے ای خسرو انام	کرتا ہی پھر حضور کے قدمون پہ یہ غلام
بندہ خدا گواہ ہی پہچانتا نہین	ہو کیا مجال زبان ملک آستان کا کام	یہ خانہ زاد کیا ہی کچھ جانتا نہین

امیدوار ہون کہ حضور کے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ ہون حضرت نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا ای اسد شیر دل مصرع مین وہ ہون جسنے شیر سے سلمان کو دی نجات سلمان فارسی کو دشت ارجن مین شیر سے چھڑایا اسود کے کٹے ہوے ہاتھون کو ملایا نوح کو طوفان سے بچایا ابراہیم خلیل اللہ پر آگ کو گلزار کر دیا تیرے باپ کو بیشۂ اندلس مین نظر کردہ کیا نظم

آن حلیم کہ اگر خیل گنہگاران را	بدعا باز رہانم کہ خدا امیدانند	آن علیم کہ اگر تیغ کشم عالم را

بفنا باز رسانم کہ خدا امید انند	آن علیم کہ در باز دہن غیر نزہ	بیکے حلہ رہانم کہ خدا امیدانند

سنو شہسوار بل کی اے یکتاز میدان لافتی شکنندۂ باب خیبر کشندۂ عمرو وعنتر ابی الشبیر والشبر امیر المومنین
یعسوب الدین حیدر صفدر وصی پیغمبر حامی دین مبین وارث شرع متین بادشاہ الثقلین امام المشرقین
مظہر العجائب والغرائب غالب کل غالب علی ابن ابیطالب اسد کو جو معلوم ہوا کہ شاہ مردان شیر یزدان ہی
ہین دوڑ کے قدمون پر گر پڑا حضرت نے سر اسکا اٹھا کے فرمایا کہ ای اسد تو کیون اپنی جان دیتا تھا کیون اپنے کو ہلاک
کرنے کا ارادہ کیا تھا ابھی قضا تیری نہین ہے مین نے بحکم خلاق عالم تجھے نجات دی اسد نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ
یا شاہ نجف امیر عرب مین ایک تاجر زادے کے ہاتھ سے عاجز آیا ہون میرا باپ بھی حضور کا نظر کردہ ہے وہ غلام ہے تو
مین غلام ابن غلام ہون امیدوار ہون کہ حضور اپنے غلام کو اسقدر قوت و طاقت بخشیے کہ اُس نبرد از بچے سے انتقام
لے اور اسکو قتل کرے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ای اسد خبردار ایرج کو برا مت کہنا ایرج کافرون مین سے نہین ہے اولاد
حمزۂ صاحبقران سے ہے اور زنہار زنہار اسکے قتل کا ارادہ نہ کرنا اور تو کمزوری سے رنجیدہ خاطر نہو ناجا در بکمر
مضبوط باندھ مین حکم خدا سے تجھے اسقدر زور دونگا کہ سوا حمزۂ صاحبقران کے کوئی تجھپر غالب نہوگا کوئی پہلوان
قوی ہیکل پنجہ تیری زمین سے نہ لگا سکے گا اور طلسم فیروزۂ جمشیدی کو تو فتح کریگا مال جمشید کا تیرے ہاتھ لگیگا یہ
فرما کے اپنا دست حق پرست پشت پر اسد کی پھیرا اور دلاسا دیا کہ تجھکو مین نے اپنا نظر کردہ کیا اسد پھر
قدم مبارک پر حضرت کے گرا اور پھر جو سر اٹھایا تو حضرت کو نہ پایا فقط صحرا خوشبوے جسم شریف سے مہک رہا تھا
اسد نے اپنے مین زور خوب پایا اور اپنے زور کی آزمائش کے لیے ایک بڑا سا درخت چنار تھا اُسکو لپیٹ
کے اُکھیڑ لیا اسیطرح دوسرا درخت تیسرا درخت غرض سات درخت اُسی جوش مین جڑ سے اکھیڑ ڈالے سارے جوڑون
کے ایسی تاکید کی ہوئی کہ پیرہن بدن مین پھنس گیا اپنے دل مین کہا کہ اب یہ نبرد از بچہ تیرے ہاتھ سے کہان
جائیگا اُسکو گوشمالی معقول دینا چاہیے اور خیال مین گذرا کہ ای اسد مولا اور آقا فرماتے تھے کہ ایرج اولاد
حمزہ سے ہے ہر چند کہ ایرج کا باپ فرخ بازارگان موجود ہے مگر ارشاد حضرت کا معاذ اللہ یہ خلاف
ہو نہین سکتا کچھ نہ کچھ اسمین اسرار ہے خیر تجھے تو فقط اسکی تنبیہ سے کام ہے کچھ جان سے مارنا تو منظور نہین ابھی
یہ باتین اپنے دل مین کر رہا تھا ناگاہ خیال گذرا کہ مولا فرما گئے ہین کہ تو طلسم فیروزۂ جمشیدی فتح کریگا ای اسد
اب کوہ بلور کیطرف چل یہ سوچ کے گھوڑے پر سوار ہوا گھوڑا سواری نہ دے سکا پیٹ کے بل زمین پر بیٹھ گیا اسد
ناچار ہو کے اسپ سے اُتر پڑا دامن گردانے آستینین چڑھائین سیئون کی صورت باگ ڈور ہاتھ مین لیکے چل نکلا اب
دھیان آیا کہ ای اسد تیرے رفیقون کا کیا حال ہوا ہوگا اور ضرغام شیر دل تو ہلاک ہو گیا ہوگا بس یہ خیال
کر کے اسد رونے لگا اور پکارا کہ ای خالق اکبر اور ای مالک خشک و تر ای قادر مطلق ای معبود برحق اگر ضرغام
زندہ ہو تو مجھے اسکی صورت دکھا دے اسکو مجھسے ملا دے یہ دعا کرتا ہوا کبھی کوس دو کوس گھوڑے پر سوار ہو لیتا
ہے کبھی جب دیکھتا ہے کہ گھوڑے کی حالت غیر ہے تو اُتر پڑتا ہے اسیطرح کوئی دو فرسخ راہ طی کی ہوگی کہ سامنے سے
ایک بگولہ گرد کا اٹھا جب وہ بگولہ پھٹا تو اسمین سے ایک شخص پیادہ پا دکھائی دیا قریب جو آیا دیکھا کہ ضرغام ہے
ضرغام نے جو اسد کو دیکھا دوڑ کے قدمون پر گر پڑا اسد نے اُسے قدمون سے اُٹھا کے گلے سے لگایا اور کہا کہ
ضرغام مین نظر کردۂ شاہ ولایت ہوا میرے گرد پھر میرے ہاتھون کو چوم اُسنے عرض کیا کہ شہریار مین خود
آپ سے عرض کرنے کو تھا کہ مین نظر کردہ ہوا ہون میرے ہاتھون کو چومیے اسد نے کہا کہ اچھا تو اپنا حال بیان کر

کہ کیا کیفیت ہوئی تیری کیا حالت ہوئی ضرغام نے عرض کیا کہ جب غلام نے دیکھا کہ آپ کو کرہ بن اشقر
لیکے دریا مین غائب ہوگیا مین بھی دریا مین کود پڑا جان تو مشکل سے نکلتی ہی غشاوری کرنے لگا یہان تک کہ
قریب تھا خلق کے غروق بحر فنا ہو جاؤن دیکھا مین نے کہ ایک درخت بہتا ہوا چلا جاتا ہی مثل مشہور ہی کہ ڈوبتے
کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہی میرے سامنے اتنا بڑا درخت آگیا مین جلدی اُسکے ایک ٹہنے پر بیٹھ گیا وہ بہتے بہتے
ایک جگہ کنارے لگا مین اُس پر سے اُتر کے آگے بڑھا ایک دشت سبز و خرم نظر پڑا ہزارون طرح کے پھول سیکڑون طرح
کے ثمردار درخت وہان لگے ہوے تھے وہان کی بہار رشک بہار جنت پر خندہ زن تھی مگر مجھے حضور کی جدائی مین کچھ
نہ بھلا معلوم ہوتا تھا ہر وقت آپ کا خیال دل مین لگا رہتا تھا جب بہت شدت سے بھوک لگتی تھی کہ تاب ضبط
کی نہوتی تھی تو وہ میوۂ صحرائی کھا کے کچھ پیٹ بھر لیتا تھا اور دن رات آپکے فراق مین رویا کرتا تھا آتے
آتے ایک دامن کوہ مین پہونچا وہان اسقدر آپ کو یاد کر کے رویا کہ بیہوش ہوگیا عالم رویا مین جمال باکمال
حضرت امیر المومنین سید الوصیین مظہر العجائب و الغرائب طالب کل طالب غالب کل غالب علی ابن ابیطالب
علیہ الصلوۃ والسلام کا نظر آیا اور دیکھا مین نے کہ اُن جناب نے میرے پاس آکے اپنا دست حق پرست میری پشت
پر پھیرا اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ای ضرغام ہم نے تجھے اپنا نظر کردہ کیا اور آقا تیرا اسد بن کرب غازی بھی ہمارا
نظر کردہ ہو چکا ہی وہ آتا ہی تو اُسکے استقبال کو جا بس مین جو نیند سے چونکا اُسیوقت اُٹھ کے وضو کیا نماز
پڑھی بعد فراغ نماز کے آپکی خدمت مین روانہ ہوا الحمد للہ کہ اسوقت آپ کی زیارت سے مشرف ہوا
ای شہریار اب اپنے زور و طاقت کا حال ارشاد فرمایئے اسد شیر دل نظر کردۂ شاہ ولایت نے جواب دیا
کہ ای ضرغام مین نے حضرت کے تشریف لیجانے کے بعد ایک بالش کے واسطے سات درخت چنار کے بڑے بڑے
متواتر جڑ سے اکھیڑ کے پھینک دیئے اگر تمھین یقین نہو تو دیکھو یہ کہکے پھر پانچ درخت بڑے بڑے جڑ سے اکھیڑ کے پھینک دیے
ضرغام نے عرض کیا ای شہریار بس مجھکو معلوم ہوا کہ شہسوار دلدل سوار صاحب ذوالفقار فاتح خیبر قاتل عنتر
ساقی کوثر قاسم جنت و سقر جناب حیدر کرار غیر فرار نے آپ کو طاقت و قوت بخشی اسد نے پوچھا کہ ای
ضرغام اب جو آفتاب پرست میری اس طاقت و قوت خداداد کو دیکھے گا تو کیا کہیگا ضرغام نے عرض کیا
ای شہریار اُنکو بڑی حیرت ہوگی اور حضور اسپر کیا موقوف ہی جو آپ کو اسطرح کا زور آور اور طاقتور دیکھے گا وہ
ششدر و حیران ہوگا اسد نے پوچھا ای ضرغام سب رفیق میرے کہان ہین اُسنے عرض کیا پیر و مرشد
آپ کے دھیان مین مجھے اپنا تو ہوش نہ تھا مین آپ کے رفیقون کا حال کیا جانون کہ کہان ہین کہان نہین
اسد نے کہا ای ضرغام ہم کوہ بلور کیطرف طلسم فیروزۂ جمشیدی کے فتح کرنے کو جاتے ہین تم ذرا جا کے
ہمارے رفقا اور لشکر کو بلا لاؤ اور انھین ہمارے حال سے آگاہ کرو اور سب کو ہمراہ اپنے لیکے کوہ بلور پر آؤ
ضرغام نے عرض کیا بہت خوب غلام جاتا ہی اور اسد کے قدمون پر بوسہ دیکر روانہ ہوا ادھر اسد
بعد اُسکے رخصت کرنے کے طلسم فیروزہ کیطرف چلا تیسرے دن منزل مقصود پر پہونچا دیکھا کہ پہاڑ بلور کا
فرسخ در فرسخ معلوم ہوتا ہی گلہاے رنگا رنگ شگفتہ ہین جا بجا آبشار پہاڑیون پر سے گر رہی ہی
جگہ جگہ چشمے لبریز ہین درخت میوہ دار جا بجا لگے ہین جانوران خوش الحان درختون کی شاخون پر بیٹھے
ہوے زمزمہ پردازی کر رہے ہین پھولون کی خوشبو سے دماغ جان معطر ہوا جاتا ہی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
چل رہی ہی بالاے کوہ ایک قلعہ فولادی بنا ہوا ہی اسمین کئی برج مثل گنبد گردون گردان بنے ہوے ہین

اور ہائس برج مین ایک زنجیر طلائی تا پائین قلعہ آویزان ہی اور ہر برج پر زنگیان سیہ رو تیرہ درون نفیرین ہاتھون
مین لیے ہوے کھڑے ہین اور گرد قلعہ کے ایک خندق خون کی بھری ہوئی ہی کہ خون تازہ اسمین جوش مار رہا ہی
اسد نوجوان آتے آتے کنارے خندق کے ہونچا تھا کہ اُن زنگیون نے جو برجیون پر کھڑے ہوے تھے نفیرین
بجانا شروع کین اور ایک غلغلہ برپا ہوا کہ طلسم کشا آیا ہی ساکنان طلسم آگاہ ہو اور جلد خبردار ہو اور انکے غل کی
صدا زمین سے آسمان تک پہونچی تھی پہاڑ جنبش مین آگیا تھا اسد بن کرب غازی نے جو یہ کیفیت در غل و شورا
دیکھا خندق کے پاس سے دور ہٹ گیا کہ وہ غل اور شور اور آواز نفیرون کی موقوف ہو گئی اسد نے اپنے
دل مین کہا کہ طلسم تو یہی ہی مگر دیکھیے یہ کیونکر فتح ہوتا ہی غرض شب کو یہ وہین رہا جب صبح ہوئی اسنے
وضو کیا نماز پڑھی سامنے قلعے کے آکے دیکھنا شروع کیا چار طرف کی سیر کرنے لگا کہ سامنے سے ایک تتق گرد کا اٹھا
جب نزدیک آکے دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ آگے آگے حضر غام اور پیچھے پیچھے اُسکے ابراہیم بن مالک اور
علقمہ بن جمہور وغیرہ اور تمام قزاق چلے آتے ہین جب سب لوگ اسد کے پاس آئے سلام کیا ہر ایک گرد
پھر التصدق ہوا حال پوچھا اسد نے اپنی ساری حقیقت اور سب کیفیت بیان کی خیمہ استادہ کیا گیا
اسمین اسد مع رفقا کے داخل ہوا خاصہ تیار ہوا اسد اور اسکے رفقا نے کھانا کھایا اسد نے خاصہ تناول کرکے
آرام کیا وقت معمول پر خواب سے بیدار ہوا اپنے رفقا سے کہنے لگا کہ صاحبو مین یہان حکم سے اپنے آقا و مولا
امیر المومنین یعسوب الدین حیدر کرار غیر فرار قاتل عنتر فاتح خیبر غالب کل غالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام
کے آیا اور جیسا انھون نے ارشاد فرمایا تھا طلسم کو بھی پایا مگر حیران ہون کہ آقا نے میرے مجھے طلسم کو تو بتایا
لیکن اُسکے فتح کرنے کی تدبیر کو نہین ارشاد فرمایا اب مین سوچتا ہون کہ کسطرح اس طلسم کو فتح کرون کبھی اپنے
اوپر نفرین کرتا ہون کہ تو نے اُن حضرت سے اسکے فتح کرنے کی تدبیر نہ پوچھ لی یہ کیا بیوقوفی و نادانی کی سب نے
دست ادب جوڑکے عرض کیا کہ پیرو مرشد جسنے طلسم فتح کیا ہی بغیر مدد غیبی نہین فتح کیا ہی آپ بھی عبادت خانہ استادہ
کیجیے اسمین بیٹھیے نماز پڑھیے دعا کیجیے اگر قسمت مین آپکی طلسم کشائی ہی تو فضل ایزدی شریک ہوگا طلسم کو فتح
کر لیجیے گا اسد نے کہا صاحبو مین طلسم کشائی تو ضرور کرونگا کیونکہ میرے آقا و مولا نے مجھے خبر دی ہی یہ اور کسی کی
خبر کبھی ہوئی نہین ہی کہ صدق و کذب پر محتمل ہو یہ ارشاد وصی مخبر صادق کا ہی اسمین معاذ اللہ کیا شک و شبہ ہی
القصہ اسد عبادت خانہ استادہ کرا کے اسمین داخل ہوا اور بخشوع و خضوع نماز حاجت ادا کرکے سجدہ اپنا خاک پر
ملا اور برجوع قلب و نیت خالص گریہ وزاری کرکے بدرگاہ جناب باری دعا کرنے لگا کہ ای کس بیکسان و ای
چارہ ساز بیچارگان تیرے فضل و کرم سے امیدوار ہون کہ مین تیری مدد سے طلسم کو فتح کرون اسد کو یہ دعا مانگتے
مانگتے تین پہر رات گذر گئی یکایک اسے غنودگی طاری ہوئی آنکھ لگ گئی چشم ظاہری بند ہو گئی دیدۂ باطنی
کھل گئے ایک باغ بہشت آئین دیکھا کہ گلہاے رنگارنگ کھلے ہوے ہین جانوران خوش الحان ہر شاخ پر بیٹھے
ہوے زمزمہ سنجی کر رہے ہین اس بہار اور کیفیت کا کوئی باغ پردۂ دُنیا پر نظر سے نہین گذرا تھا اسد نے جو یہ کیفیت
اور نزہت اس باغ بہشت آئین کی دیکھی یہ محو حیرت سکتے کی صورت ہو گیا دل مین سوچنے لگا کہ بار الٰہا مین
بیدار ہون یا عالم خواب مین سرشار ہون مین نے ایسا باغ کبھی پردۂ دُنیا پر نہین دیکھا یہ کونسا باغ ہی کون سے
مالک کا ہی پھر سیر کرتا ہوا آگے بڑھا دیکھا کہ ایک پیر مرد شکل نورانی چہرہ مانند آفتاب کے منور تاج شاہی سر پر
رکھا ہوا سامنے سے نمودار ہوا اور پکار کر سلام علیک ای اسد بن کرب غازی نظر کردۂ شاہ حجازی اسد نے

جواب سلام دیا اور پوچھا کہ آپ نے مجھے کیونکر پہچانا مین تو مدت العمر کبھی اس باغ مین نہین آیا اُسنے جواب دیا کہ
ہان سچ ہے آپ کبھی اس باغ مین نہین آئے مگر پہلے آپ اپنا حال بیان کیجیے کہ یہان آنے کا کیا سبب ہے اسد
نے کہا کہ ای پیر روشن‌ضمیر مین حکم سے اپنے آقا و مولا شاہ ولایت شیر یزدان شاہ مردان علی اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب
علیہ السلام کے یہان اسواسطے آیا ہون کہ طلسم فیروزۂ جمشیدی کو فتح کرون مگر حیران ہون کیا کرون اسواسطے
کہ کوئی طلسم بغیر لوح کے فتح نہین ہوسکتا اور میرے پاس لوح موجود نہین ہے نہ مجھکو معلوم ہے کہ لوح کہان ہے مین
عنایت خدا سے پروائے مال و زر نہین رکھتا ہون فقط اتنا چاہتا ہون کہ لوح طلسم ہاتھ آئے کہ یہ طلسم فتح ہوجائے
اب آپ ارشاد فرمائیے کہ آپ کون بزرگ ہین اُس مرد پیر نے کہا ای اسد نوجوان نام میرا جمشید خورشید چہر ہے
یہ طلسم میرا ہی بنایا ہوا ہے اسوقت مین فرستادہ شیر خدا وصی جناب محمد مصطفےٰ مظہر العجائب و الغرائب غالب
کل غالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا ہون کہ آپ کو راہ و رسم طلسم سے آگاہ کرون اسد یہ مژدۂ روح افزا سُنکے
نہایت خوش ہوا اُس مرد پیر سے مصافحہ کیا ہاتھون کو بوسہ دیا استفسار حال طلسم کیا اور لوح طلسم کے ہاتھ آنے کی راہ
پوچھی جمشید خورشید چہر نے کہا کہ صبح کو جو تم سو کے اُٹھو تو وہ جو قلعۂ طلسمی ہے اور اُسکے گرد خندق کھدی ہوئی ہے اُس
خندق کے کنارے پر جاؤ وہ خندق چالیس گز کی چوڑی ہے بس کنارے پر جاکے ایسی ایک جست کرو کہ خندق کے
پار پہونچو اور جو خندق مین گر پڑے تو طعمۂ نہنگ ہوجاؤ گے جب ایک ہی جست مین تم اُس پار پہونچو گے تو
دیکھوگے کہ خندق سے دروازۂ قلعہ تک تینتیس زینے ہین اُن زینون سے گذر کے جلد اپنے کو دروازۂ قلعہ پر پہونچانا
اور اگر کہین ایک دم بھی ٹھہرے تو زینے سے ایک شعلۂ آتش نکلیگا فوراً وہ تمھین جلا کے خاک سیاہ کر دیگا خبردار خبردار
وہان نہ ٹھہرنا جب دروازۂ قلعہ پر پہونچنا تو دیکھنا کہ ایک تختۂ سنگ مرمر کا سفید و شفاف چمکتا ہوا حلقہ دار اُسمین
نصب ہے اور اُس تختۂ سنگ کے دونون طرف دو سونے کی اینٹین جڑی ہوئی ہین وہ اینٹین اسقدر چوڑی ہین کہ
دونون پاؤن اُسپر بخوبی قائم ہوسکتے ہین پس تمھین لازم ہے کہ دونون پاؤن اپنے اُن دونون اینٹون پر قائم کرکے
دونون حلقون مین ہاتھ ڈال کے زور کرو کہ وہ تختۂ سنگ اُکھڑے مگر وہ تختۂ سنگ پانچسو من کا ہے پانچسو آدمیون کی
طاقت سے اُکھڑے گا ورنہ اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کریگا جب تم اُس تختۂ سنگ کو اُکھیڑ لوگے تو ایک غل و شور اُٹھے گا
خبردار ڈرنا نہین اور ایک غبار پیدا ہوگا کہ اُس سے آگ کے شعلے نکلتے ہونگے جسوقت وہ غبار گم نکل جائیگا تو منہ
نقب کا نمودار ہوگا اُسمین بے خوف و خطر چلے جانا اسی زینے کے طے کرنے کے بعد ایک دروازہ سنگ مرمر کا دکھائی دیگا
اُس دروازے مین قفل یاقوت احمر کا لگا ہوا ہوگا کنجی اُسکی طاق مین رکھی ہوئی ہوگی تم وہ کنجی اُٹھا کے قفل کھول کے
اُسکے اندر جانا ای اسد تم ایک مکان وسیع مین پہونچو گے بیچ مین اُس مکان کے ایک تالاب ہے اور وسط تالاب
مین سو گز کا بلند ایک میل فولادی ہے اُس میل پر ایک جانور سرخ رنگ بیٹھا ہوگا لوح مرصع نقرۂ مصقول کی اُسکے
گلے مین پڑی ہوگی اور سینے پر اُس جانور سرخ کے ایک خال سفید ہوگا بس تمھین چاہیے کہ اُس خال سفید پر تیر مارو وہ
جانور تیر کھا کے کنارۂ تالاب پر گرکے گریگا تم لوح اُسکے گلے مین سے لینا اور جو کچھ اُسمین لکھا ہو اُسپر عمل کرنا یہی
تمھاری اُستادی ہے اسد چاہتا تھا کہ کچھ اور پوچھے کہ آنکھ اُسکی کھل گئی تمام عبادت خانے کو معطر پایا وضو کیا نماز
پڑھی عبادت خانے سے باہر آیا سب رفیق دوڑ کے قدمبوس ہوئے اسد نوجوان نے سب کو گلے سے لگایا سب کا
حال پوچھا اسد نے خواب اپنا سب سے بیان کیا اور کہا کہ مین حسب ارشاد شہنشاہ مشرق و مغرب حضرت
علی ابن ابیطالب غالب کل غالب علیہ السلام کے توکلت علی اللہ جاتا ہون یقین ہے کہ فتحیاب ہون اس طلسم

فیروزہ جمشیدی کو توڑ دون اور جو پھر کے نہ آؤن وہین مر جاؤن تو میری تسلیم میرے پدر بزرگوار اور نور الدہر نامدار
اور صاحبقران عالیوقار کو پہونچا دینا سب نے دعائین دینا شروع کین کہ الٰہی شہریار با وقار حق تعالیٰ آپ کو
فتحیاب کرے اور زندہ و سلامت پھیرے اسد سب سے رخصت ہوا مسلح و مکمل ہو کر شادان و خندان اسطرح چلا جیسے
کوئی شیر نر شکار پر جاتا ہی آتے آتے کنارے پر خندق کے آیا عرض اس خندق کا جتنا عرض کر چکا ہون اتنا ہی پایا
جناب باری سے مدد طلب کر کے بسم اللہ کہہ کر جست کی خدا کے فضل و کرم سے اسی جست مین خندق کے پار ہو پہونچا
شور و غل برپا ہوا وہ جو زنگی برجون پر نفیرین لیے کھڑے ہوئے تھے سب کے سب نفیرین بجانے لگے گیر و دار کی آواز
بلند ہوئی اسد نے کسی طرف مطلق خیال بھی نہ کیا دوڑ کے ان تینون زینون سے جلد جلد گذر کے سنگ مرمر
پاس اپنے کو پہونچا دیا اور جسطرح جمشید خورشید چہر بانی طلسم نے اسکو تعلیم کر دیا تھا دونون طلائی انٹون پر کھڑے
ہو کے میٹھ قلعے کی طرف کر کے دونون قلابون مین ہاتھ ڈالکے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر زور کیا کہ اس تختہ سنگ کو اکھاڑ کے
پھینک دیا بمجرد اس تختہ سنگ کے اکھڑنے کے غلغلہ محشر انگیز اور شور وحشت خیز برپا ہوا زلزلہ شدید آیا کہ ایک زمانہ
گردش مین آگیا اسد نے دونون قلابے جو اس پتھر مین تھے انھین اکھاڑ کے اپنے پاس رکھ لیا اور جو رہ نقب کا جو
نمودار ہوا تھا اسمین سے ہو کر دروازے پر قلعے کے ہو پہونچا بسم اللہ کہہ کے قفل کھول کے اندر گیا دیکھا کہ وسط مین اس
مکان وسیع کے ایک بہت بڑا تالاب ہی بیچ مین اس تالاب کے ایک میل فولادی نصب ہی اور اسپر ایک جانور
سرخ رنگ بیٹھا ہوا ہی لوح مرصع نقرہ مصقول کی اسکے گلے مین پڑی ہوئی اور سینے پر اس طائر سرخ کے ایک خال
سفید نمایان ہی اسد نے تیر چلہ کمان مین جوڑ کے اس خال کو تاک کے مارا بالفضل خدا وہ تیر نشانے کے پار ہوا طائر زمین
پر گر پڑا شہزادے نے دوڑ کے لوح اسکے گلے مین سے اتار کے پڑھی اسمین لکھا ہوا تھا کہ ای طلسم کشا اس اسم کو پڑھ کے
تالاب پر دم کر کہ پانی اسکا خشک ہو جائیگا تو تالاب کے اندر جا کے میل کو اکھیڑ ایک کنوان دکھائی دیگا تو کود پڑنا
اور جہان پہونچنا اور جو عجائبات دیکھنا بغیر لوح کے کچھ کام نہ کرنا اسد نوجوان موافق حکم لوح کے اس چاہ مین
کود پڑا اب جو بازمین آشنا ہوئے ایک صحرائے ہولناک نظر آیا اس صحرا مین جو پہونچا دیکھا ابر تیرہ و تار گھرا ہوا
ہی شدت سے ہوائے تند و تیز چل رہی ہی چار طرف تاریکی چھائی ہوئی ہی زمین مین قہر زلزلہ ہی شیر چیتے ہر جانب پھر رہے
ہین زمین سے شعلہ ہائے آتشین بلند ہین گرمی کا یہ عالم ہی کہ بدن سے چنگاریان اٹھ رہی ہین پسینا بہ رہا ہی پیاس سے
زبان مین کانٹے پڑ رہے ہین تالو سے چمٹی جاتی ہی دل سے شعلے ابھر رہے ہین اسد اس گرمی کی تاب نہ لایا آخرکار
بیہوش ہو گیا رفقائے اسد جو طلسم کے باہر کھڑے ہوئے تھے انھون نے دیکھا کہ ایک ابر تیرہ و تار اٹھا آندھی
سیاہ چلنے لگی قلعہ ہلنے لگا آپس مین کہا اس آفت سے معلوم ہوتا ہی کہ یا تو خدا نخواستہ نصیب دشمنان آقا ہمارا
مارا گیا یا طلسم شکست ہوا ہر ایک بسر بسجدہ ہو کر دعا کرنے لگا کہ ای کس بیکسان وای چارہ ساز بیچارگان ای
حافظ حقیقی ای مالک تحقیقی اسد بن کرب غازی کو صحیح و سالم دکھائیو ای جامع المتفرقین پھر اسے ہم سے
زندہ ملائیو مگر یہان بعد تھوڑی دیر کے اسد جو ہوش مین آیا ایک سمت کو چل نکلا ابھی تھوڑی دور وہان سے
آیا تھا کہ دور سے ایک چمک مانند آفتاب درخشان کے زمین پر معلوم ہوئی متعجب ہوا پروردگارا کیا چیز چمکتی
ہی جب قریب آیا دیکھا کہ ایک بڑا سا حوض ہی سیماب جوش مار رہا ہی اور اس حوض پر ایک بہت بڑی چرخی لگی ہوئی
ہی کہ وہ خود بخود پھر رہی ہی اور اسمین سے زنجیر کی جھنکار کی آواز آ رہی ہی اور ایک طرف اس حوض کے کنارے
پر ایک گرز گرانبار سو من کا رکھا ہوا ہی اسد نے لوح کو دیکھا اسمین لکھا تھا کہ ای عزیز اگر تو نسل حمزہ سے ہی تو اس

گرز کو اُٹھا کے اُس چرخ پہ مار کہ وہ چرخ ٹوٹ کے گر پڑے اور جو گرز تجھسے نہ اُٹھا تو اس حوض میں سے ایک شعلۂ آتش نکلکے تجھ پر گرے گا اور تیری کیا حقیقت ہی اگر تجھ ایسے ہزار ہا ہونگے تو وہ شعلۂ آتش جلاکے خاک سیاہ کر دیگا اور پھر تیرے ہی سبب سے قلعہ میں شعلۂ آتش اُٹھکے بارہ بارہ فرسخ تک جنس حیوان و انسان و وحوش و طیور جمادات و نباتات کو جلاکے خاک سیاہ کر دیگا اور جو تونے گرز اُٹھا کے چرخ پر مارا اور وہ ٹوٹ کے گر پڑا تو پھر گرز اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑیو مع گرز اُس حوض میں کود پڑنا اسد نے یہ سب کیفیت لوح سے دریافت کرکے جبین نیاز کو بدرگاہ کریم کارساز رکھا اور عرض کیا کہ ای خالق ہر دو سرا ای قادر و توانا تو ہی اپنے بندے کو قوت دینے والا ہی تیری ہی قوت و امید پر گرز اُٹھاتا ہوں یہ دعا کرکے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے اُس گرز کوہ سر پر ہاتھ ڈالا اور بسہل اُسے اسطرح اُٹھا لیا جیسے کوئی شخص کسی پھول کو ایک چٹکی کے اشارے سے اُٹھا لیتا ہی سجدۂ شکر درگاہ جناب باری ادا کیا کہ اے کس بیکسان و ای قوت دہندۂ ناتوانان تو چاہے تو مور ضعیف کو سلیمان کی قوت عطا کرے یہ تیرا ہی کام ہی سوا تیرے اور کسی کی کیا مجال و قدرت جو یہ قوت عطا کر سکے اور وہ گرز اُٹھا کے اُس چرخ ہمسر چرخ گردون پر مارا کہ وہ ٹوٹ کے گر پڑا ساتھ ہی اسد بھی حوض میں جستی تمام کود پڑا اگرچہ یہ حال ہی کہ آنکھیں و کان اسکی بند ہیں بیہوش و مدہوش و خود فراموش ہی آواز غول اور شیر اور چیتے اور ہاتھی گھوڑے اور نہنگ و اژدہون کے بولنے کی کان میں چلی آتی ہی ایک شور وحشت خیز اور غلغلۂ قیامت انگیز برپا ہی بیرون طلسم تمام رفقاے اسد یہ ہیبتناک آوازین سن سنکے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ای حافظ حقیقی و ای مالک حقیقی تو ہی ہمارے آقا کی جان کو ان بلاؤن سے بچائیگا اور پھر ہم سے اُسے زندہ ملائیگا یہان سُنیئے کہ جب اسد کی وہ کیفیت برطرف ہوئی اور اُسے ہوش آیا اُسنے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ میں نقب کے اندر چلا جاتا ہوں اور گرز ہاتھ میں ہی نہ وہ حوض ہی اب ہی نہ وہ چاہ ہی دل میں کہا کہ سحر کے بھی کارخانے ہوتے ہیں غرض یہ اُس نقب سے باہر آیا اب ایک باغ بہشت آئین دیکھا کہ چار دیواری اسکی کنگا جمنی تھی اور زمین اُس باغ کی پیتل کے رنگ کی تھی درخت چاندی کے تھے پھل آن کے زرین تھے پھول طلاے احمر کے کھلے ہوے تھے ہر طرف نہرین سلسبیلیں آبشار جاری تھے یہ اُس باغ عجیب و غریب میں گیا سب طرف کی سیر کرنے لگا ہر جانب سے صداے مرغان خوش الحان مع بلبل ہزار داستان کی چلی آتی ہی کبک دری و طاؤس روشون پر پھر رہے ہیں اسکے دل کو فرحت تازہ اور سرور بے اندازہ حاصل ہی سیر کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ ایک عمارت عالیشان دکھائی دی جب پاس اُسکے پہونچا تو دیکھا کہ تخت پر ایک بادشاہ ذیجاہ بیٹھا ہوا ہی اور گرد تخت کے چار سو بت طلائی رکھے ہوے ہیں اور چار سو آدمی کہ ہر ایک کا قد پچاس گز کا گرز گاو سر مانند کوہ البرز کے ہاتھوں میں لیے ہوے تاج مرصع سرون پر رکھے ہوے حلقہ باندھے ہوے ہاتھ میں ہاتھ پکڑے ہوے ناچ رہے ہیں اور اُستادان نادرفن چنگ عود و بربط و رباب بجا رہے ہیں اسد نے غور سے جو اُس تخت کو دیکھا تو پہچانا کہ یہ تخت نشین جمشید خورشید چہر ہی جسکو میں نے خواب میں دیکھا تھا پکارکے کہا اسلام علیک ای جمشید خورشید چہر کوئی نہ بولا کسی نے جواب سلام نہ دیا پھر اسنے نزدیک آکے سلام کیا پھر اسنے جواب نہ دیا تیسری مرتبہ اسد نے غصہ میں آکے کہا کہ صاحبو کیا تم بہرے ہو کہ جواب سلام نہیں دیتے ہو اور بادشاہ کو تو غرور ہی جو جواب سلام سے معذور ہی پھر بھی کچھ صدا نہ آئی ناچار ہوکے اسد بارہ دری کے اندر گیا اور وہان جاکے بادشاہ کا ہاتھ پکڑکے کہا کہ ای شخص تو کیا گونگا ہی یا بہرا ہی جو میرے سلام کا جواب نہیں دیتا اب جو اسد نے دیکھا تو وہ بادشاہ پتھر کا بنا ہوا ہی اور تمام اہل صحبت بھی پتھر کے ہیں اسنے اپنے دل میں کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ یہ پتھر کے پتلے ہیں یہ کیا خاک جواب

دیکھینگے مگر کیا خوب صحبت آراستہ کی ہے کیا اچھی تصویرین بنائی ہین یہ دیکھ کے اب اُس بارہ دری سے باہر آیا کہ آواز
نعرے کی بلند ہوئی کہ کوئی شخص کہ رہا ہے کہ او خیرہ سر غضب کیا تو نے کہ نقل صحبت بادشاہ مین آیا اگر تو لاکھ
جانین یہان لایا ہوگا تو ایک صحیح و سلامت لیکے نہ جائیگا اسد نے اُس آواز کیطرف خیال کیا دیکھا کہ ایک
زنگی سیاہ رو تیرہ درون خونخوار نیزہ ہاتھ مین لیے ہوے چرخ مارتا ہوا چلا آتا ہے اسد کو اُسکی صورت ہیبتناک سے
خوف معلوم ہوا لوح کو دیکھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای عزیز شکنندۂ طلسم اگر تو ایسی جگہ پہونچے کہ زنگی مہیب صورت
تجھپر حملہ آور ہو تو حملہ اُسکا رد کرکے وہی گرز کوہ سر جو تیرے پاس ہے اُس زنگی پر مار اسد نے لوح تو بغل مین رکھی
اور اُس زنگی سے مقابل ہوا زنگی نے اُسپر نزدیک آکے اپنا حربہ کیا اسنے اُسکے حربہ کو رد کرکے ایک گرز جو اُسکے سر پر
مارا تو وہ زنگی پیوند زمین ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من زنگبار جادو بود بیر لینے چاہا کہ وہان سے آگے بڑھے
یکایک اُسکے بائین طرف سے آواز نعرے کی بلند ہوئی کہ او تیرہ روزگار غضب کیا تو نے کہ زنگبار جادو کو
مارا اب میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا اسد نے جو پھر کے دیکھا ایک شخص کو دیکھا کہ منھ اُسکا اژدہے کا قد دیو کا
سر پر دو سینگ گرز ہاتھ مین لیے ہوے چلا آتا ہے اسد حیران ہوا کہ یا الٰہی یہ کیا آفت ہے جلدی سے لوح کو دیکھا
اُسمین تحریر تھا کہ ای شکنندۂ طلسم اگر تجھے شخص اژدہا صورت نظر آئے تو ذرا دل مین خوف نہ کرنا اور حملہ اُسکا رد
کرکے کشتی مین اُسے زیر کرنا اور بجلدی تمام خنجر سے سینہ اُسکا چاک کرکے دونون شاخین اُسکی اُکھیڑ لینا
ایک شاخ مین سے خنجر فیروزہ نگار نکلیگا اور دوسری شاخ مین سے نصیحت نامہ پس تم اُس نصیحت نامہ پر
عمل کیجیو اور وہ خنجر کمر مین رکھ لیجیو اسد نے اُس تحریر لوح پر عمل کیا کہ جب وہ اژدہا صورت حملہ آور ہوا اُسکے
حملہ کو رد کرکے اُس سے لپٹ گیا اور کشتی لڑنے لگا بعد چار گھڑی کے اسد نے اُسے پشت بزمین کیا اور جھٹ پٹ
کمر سے خنجر نکال کے سینہ اُسکا چاک کیا بعد اُسکے دونون سینگ اُسکے پکڑکے جو زور کیا تو وہ کاسۂ سر سے باہر آئے
ایک مین سے خنجر فیروزہ نگار نکال کے اپنی کمر سے باندھا اور دوسرے سینگ مین سے نصیحت نامے کو کھولکر
پڑھنے لگا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای عزیز اگر مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک تیرا عمل ہو جاے اور
بادشاہ ہفت اقلیم مطیع و تابع فرمان تیرے ہون تجھے چاہیے کہ عقل کو ہاتھ سے نہ دے اور منصوبہ نیک رکھ
خاص و عام کے حال سے غافل نہ رہ داد و دہش کر ابیات فریدون فرخ فرشتہ نبود * بمشک و بعنبر سرشتہ نبود *
بداد و دہش کرد او نیکوئی * تو داد و دہش کن فریدون شوی * اُس نصیحت نامے کو دیکھ کے اسد خوب رویا پھر لوح
کو دیکھا اُسمین لکھا پایا کہ جس جگہ لاش اُس ناپاک اژدہا صورت دو شاخ کی پڑی ہے اُس مقام کو کھود وہان نقب کا
پیدا ہوگا اُسمین چلا جا ایک دروازے پر پہونچیگا کہ اُسمین قفل دیا ہوا ہے اُسکو توڑکے دروازہ کھولکر اندر جا
ایک چار دیواری لوہے کی زمین آہنی پر دیکھیگا درمیان مین اُسکے ایک حوض ہے کہ اُسمین بجاے آب آگ جوش
مار رہی ہے اُسکی گرمی سے زمین اور دیوارین مانند انگارے کے سرخ ہو رہی ہین اور حوض پر دو ستون گڑے ہوے
ہین اُنپر ایک چرخ گردش مین ہے تو اُس چرخ کے پاس جاکے ایک گرز مار کہ وہ چرخ ٹوٹ کے گر پڑے بس ای طلسم کشا طلسم
تو نے فتح کیا اسد بموجب حکم لوح کے اُسی طریقہ سے اُس چار دیواری آہنی مین گیا دیکھا کہ سو زنجیرین گز گز ڈیڑھ ڈیڑھ
گز کی لمبی اُس چرخ پر نصب ہین اور اُس حوض سے شرارہ ہاے آتشین بلند ہین اور چرخ کی گردش مین اُن زنجیرون سے
عجیب غریب صدائین نکلتی ہین اسد نے چاہا کہ حوض کے پاس جاے مگر گرمی کی شدت سے ہو آگے نہ بڑھا اپنے دل
مین کہا کہ ای اسد حوض تک جاتے جاتے تو جل جائیگا ڈر کے پیچھے ہٹا اور خدا کو یاد کیا پھر لوح کو دیکھا لکھا ہوا تھا

کرا ی شکنندۂ طلسم اگر حرارت آتش سے اُس حوض تک تو نہ جاسکے تو ایک کام کر کہ وہ دونون قلابے جو
تو نے تختۂ سنگ مرمر کیسے لیکر اپنے پاس رکھے ہین وہ اسی کام کے ہین کہ حرارت آتش کو مٹا دینگے تو ان قلابون کو
نکالکر ایک کو زمین پر ڈال دے اور دوسرا حوض مین پھینکدے اور ساتھ ہی اُسکے تو حوض پر چلا جا کہ پھر گرمی
نہ معلوم ہوگی زمین مانند یخ کے ٹھنڈی ہو جائیگی اسد نے خدا کو بہ بزرگی یاد کیا اور دونون قلابے کمر سے نکالے
ایک زمین پر پھینکا کہ ساتھ ہی اُسکے ایک غل ہوا کہ ارے دوڑو اس مفسد کو پکڑو کہ یہ طلسم کو خاک سیاہ کیے دیتا
ہے اسد شیردل مطلق اس آواز سے خائف نہوا دوسرا قلابہ حوض مین ڈالا ایک شور قیامت خیز اُٹھا کہ ارے
تم سب مارے گئے قیامت آگئی طلسم کشا کا کچھ نہ کر سکے اسد جلد قدم بڑھا کے چلا اب زمین بالکل سرد ہوگئی
تھی گرمی آگ کی مطلق نہ محسوس ہوتی تھی بس کنارے حوض کے جاکے ایک پانون آگے بڑھا کے جو گرز اُٹھا کے
اس چرخ پر مارا وہ ٹوٹ کے گر پڑا صدائے مہیب پیدا ہوئی آندھی چلنے لگی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور بارش سنگ
ہونے لگی پہر بھر تک وہ حشر برپا رہا بعد اُسکے وہ آندھی کچھ کم ہوئی بارش سنگ موقوف ہوئی تاریکی برطرف ہوئی
روشنی ہوئی اب اسد نے دیکھا کہ اُس باغ مین کھڑا ہوا ہے جہان جمشید خورشید چہر بیٹھا ہوا تھا مگر اب فقط تخت
خالی پڑا ہوا ہے سنگی تصویر جمشید کی تخت پر نہین ہے اور وہ چار سو بت جو رقاصی کر رہے تھے وہ جانور بنے ہوے
صدائے مبارکباد دے رہے ہین اور وہ ساز بجانے والے کہ ستونون پر اُنکے ساز جڑے ہوے تھے زمین پر پڑے ہوے
ہین اور وہ ساز غائب ہین اور پیچھے اُس تخت کے ایک صندوق رکھا ہوا تھا اُسکے پاس آیا چاہا کہ قفل صندوق
کا کھولے دیکھے کہ اسمین کیا ہے کہ ایک آواز اُسکے کان مین آئی کہ ای بہادر خبردار صندوق کو نہ کھولنا نہین تو
بہت پچھتائیگا اسد یہ آواز سُنکے خاموش کھڑا ہو رہا اپنے دلمین سوچا کہ خدا جانے کیا بلا اسمین ہے اور یہ معلوم
یہ آواز کسکی ہے سامنے آئے تو حال اس سے پوچھا جائے پکارا کہ ای شخص تو کہان ہے اور کون ہے سامنے آ حال صندوق
کا بیان کر کہ اسمین کیا بلا ہے آواز آئی کہ اچھا آتا ہون بعد اُسکے اُسنے دیکھا ایک دیو دراز قد سر اُسکا مانند برج حصار
کے دونون ہاتھ مانند شاخہاے چنار کے صورت نہایت بد ہیئت عجیب و غریب تلوار کمر مین گرز ہاتھ مین لیے
ہوے چلا آتا ہے اسد اُسکو بھی دیکھ کے ذرا نہ ڈرا بلکہ اُسکی طرف بڑھا اُسنے کہا کہ او آدمزاد سیاہ سر دندان سفید تو
تمام طلسم کو تباہ و برباد کرکے یہان تک آیا ہے اب میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا دیکھ تو اپنی اس چالاکی اور
تیز دستی کی اب کیسی سزا پائیگا یہ کہکے اُسنے گرز اسد پر مارا اسد نے گرز اُسکا اپنے گرز پر روکا گرز تا بزانو غرق ہو گیا لیکن
دونون ہاتھ جس طرح ستون گرز تھے اُنمین خلل واقع ہوا عالم بیہوشی طاری ہوا جب ہوش آیا تو گرد سے باہر نکلا
اُس دیو نے دوسرا گرز نہایت غیظ و غضب مین آکے مارا اسد نے خالی دیا اور دوڑ کے اُسکے ہاتھ سے لپٹ گیا گرز
چھین لیا اور گردن مین اُسکی ہاتھ ڈالدیا دیو بھی اُس سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی چار گھڑی کامل کی کشتی مین اسد
نے اُچھلکے پر چڑھا کے دیو کو دے مارا کہ چارون شانے چت گرا یہ اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ اُسے ذبح
کرے وہ دیو پکارا کہ ای بہادر مجھکو کیون قتل کرتا ہے جو تیرا جی چاہے مجھسے پوچھ اور جو تو کہیگا مین بسر و چشم قبول کرونگا
کبھی مجھکو تیری فرمانبرداری سے انکار نہوگا احوال صندوق کا بھی بتادونگا اور تمام مال و اسباب خزانہ اور زر و جواہر
طلسمی کا بتادونگا اور مین جو آپ سے لڑا تو فقط آزمایش کے واسطے لڑا تھا کہ آپ کی طاقت و قوت دیکھون جو طاقت
شکنندۂ طلسم مین ہونا چاہیے وہ آپ مین ہے یا نہین اب معلوم ہوا کہ بیشک آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہین مین آپکا
غلام حلقہ بگوش اور بندہ بے دام و درم ہون چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے لیکن اگر مار ڈالیے گا تو آپ بہت پشیمان

ہوجیگا اسد اُس سے یہ کلمات سُنکر نہایت حیران ہوا کہ اسے قتل کرون یا چھوڑ دون غرض یہ سوچکے لوح طلسمی کو
دیکھا اُسمین تحریر تھا کہ ای فاتح طلسم جو تو اطراق بن طارق کو زیر کرے خبردار زنہار اُسے قتل نکرنا اور اگر
مار ڈالیگا تو بہت پچھتائیگا اُس سے کسی طرح اپنے دل مین نہ ڈر جو کچھ وہ کہے اُسکے کہنے پر عمل کر اسد نے لوح کو تو بغل
مین رکھ لیا اور اُس سے استفسار نام کیا اُسنے کہا کہ نام میرا اطراق بن طارق ہی اسد اُس کے سینے پر سے اتر پڑا اور
کہا ای اطراق بن طارق تو میرا بھائی ہی مگر دین اسلام قبول کر اُسنے اُٹھ کے اسد کے قدمون کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکے
کھڑا ہوا اور عرض کی کہ طریقہ دین اسلام کا ارشاد فرمائیے مجھے زمرۂ خدا پرستان مین لائیے اسد نے اُسے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا
وہ کلمہ پڑھکے از سر صدق مسلمان ہوا اسد نے اُس سے پوچھا کہ ای اطراق اب طلسم کچھ باقی ہی یا بالکل فتح ہو چکا اُسنے
عرض کیا کہ ای شہریار مبارک ہو کہ سب طلسم آپنے فتح کر لیا اب کچھ باقی نہین ہی دیکھیے وہ سامنے قلعۂ طلسمی معلوم ہوتا ہی اسد
نے کہا کہ ای برادر مجھکو میرے لشکر مین لیچل کہ سب رفیق میرے میرے واسطے بہت پریشان ہونگے اُسنے عرض کیا بسم اللہ تشریف
لیچلیے آئیے میرے کاندھے پر سوار ہو لیجیے اسد شیر دل دیو اطراق کے کاندھے پر سوار ہو لیا وہ لیکے روانہ ہوا یہان تمام رفقاے
اسد سامنے قلعے کے بیٹھے ہوے اپنے آقا کے فتحیاب ہونے کی دعا مانگا کرتے ہین اُس روز اُنھون نے دیکھا کہ ایک تاریکی
قلعہ مین سے اُٹھا کہ تمام کوہ و دشت مین تاریکی چھا گئی بالکل اندھیرا ہو گیا زمین کو زلزلہ ہوا پہر بھر تک وہ آثار قیامت ظاہر رہے
کہ سب کو یقین مرگ ہو گیا تھا ہاتھ زندگی سے دھو چکے تھے بعد پہر بھر کے وہ زلزلہ موقوف ہوا تاریکی دور ہوئی روشنی
پھیلی وہ صورتین جو برجون پر قلعے کے شیر اور چیتے اور نہنگ اور اژدہے وغیرہ کی معلوم ہوتی تھین وہ برطرف
ہو گئین ان سب کی جان مین جان آگئی حواس ٹھکانے ہوے نہایت خوش ہوے سب نے کہا کہ اب ہمارے
آقاے ولینعمت نے طلسم فتح کیا پھر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ ای پروردگار عالم اب ہمارے آقا
اور خداوند کو ہمین دکھا دے ہنوز دعا تمام ہونے پائی تھی کہ آسمان کیطرف بردے ہوا چہرۂ نورانی اسد غازی کا چمکا
دیکھا کہ دیو کے کاندھے پر سوار چلا آتا ہی دیو اطراق نے اسد کو وہان پہونچکر اپنے کاندھے پر سے اُتارا سب رفقاے اسد
قدمبوسی کو جھپٹے ہوکر شرف ملازمت حاصل کرنے لگے اسد شیر دل نے ہر ایک کو گلے سے لگایا سب کو اپنے ہمراہ لیے
ہوے خیمے مین آیا دنگل شوکت پر بیٹھا گرد و اطراف مین رفقاے جان نثار جمع ہوے احوال طلسم کا پوچھا شہزادہ اسد
نے تمام و کمال حال بیان کیا سب نے سجدۂ شکر ادا کیا دیو اطراق ہاتھ باندھے کھڑا تھا اسد نے فرمایا کہ ای اطراق تم جاکے
اب مال و اسباب زر و جواہر خزانۂ طلسمی کا لاؤ اُسنے عرض کیا بہت خوب جاتا ہون اور جو کچھ مال و خزانہ موجود ہی سب
لیے آتا ہون یہ کہکے رخصت ہوکے روانہ ہوا اور تھوڑی دیر مین زر و جواہر لیے ہوے آیا پھر گیا پھر آیا غرض
اسقدر زر و جواہر تھا کہ کئی روز تک متواتر صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک لایا کیا اور اُس شہریار با اقتدار
کی نظر سے گذرانا گیا بعد اسکے چار سو مرغ سرخ رنگ پکڑکے سامنے اسد کے لایا اسد نے کہا کہ ای دیو اطراق ان
مرغون کو کیون لایا ہی انکو چھوڑ دے دیو اطراق نے عرض کیا ای شہریار دراصل یہ جانور نہین ہین بلکہ ہر مرغ ایک
خروار زر سرخ ہی اسد نے کہا یہ جانور کیونکر زر سرخ ہو جائینگے اطراق نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ پیر و مرشد آپ
جس وقت جس مرغ کے سینے پر تیر ماریے گا اور وہ تیر اُس کی پشت کو توڑکے پار گذر جائیگا وہ مرغ زمین پر گرکے
مرغ زرین ہو جائیگا یعنی سونے کا بنجائیگا اسد یہ سنکے بہت خوش ہوا اور ہر ایک مرغ پر تیر مارنا شروع کیا
واقعی جس مرغ پر تیر پڑا اور اسکی پشت سے گذر گیا وہ گرکے زمین پر تڑپا اور اسی وقت طلاے احمر بنگیا اسد
صبح سے شام تک تیر اندازی اور طلا سازی کیا کیا جتنے مرغ سرخ رنگ تھے سب ہدف تیر ہوے کئی من طلاے احمر جمع

ہوا جب اسد کو اُن طائران مصنوعی یعنی مرغان طلائی کے شکار سے فراغت حاصل ہوئی دیو اطراق بن طارق
نے وہ چار سو بت طلائی لا کے خدمت شاہزادۂ اسد نوجوان مین حاضر کیے کہ سینون پر اُنکے قفل دیے ہوے
تھے جب ان قفلون کو کھولا دیکھا تمام جسم اُنکا مجوف ہی اور بجاے استخوان و اعصاب زر و جواہر اُنکے جسمون
مین بھرا ہوا ہی شہزادۂ اسد نوجوان یہ مال و اسباب زر و جواہر دیکھ کے نہایت شاد و مسرور ہوا پھر تھوڑی دیر
مین دیو اطراق جو آیا تو اب چالیس اپنی صندوق شترون پر بار کیے ہوے لایا اسد شیر دل نے پوچھا اے دیو
اطراق اسمین کیا چیز ہی دیو اطراق نے عرض کیا حضور انکے قفلون کو کھولین ملاحظہ فرمائین کہ انمین کیا شے ہی
اسد نے ان صندوقونکو کھولنا شروع کیا انمین سے چالیس ہزار جوانون کا اسباب فیروزی اور چالیس ہزار اسلحہ
برآمد ہوے اور انھین مین سے تیغ فیروزہ جمشیدی بھی نکلا اور بارگاہ فیروزہ نگار اور چار سو جوڑی نقارون
کی نکلی اب اسد نے دیو اطراق سے حال اس صندوق کا پوچھا جو تخت جمشید خورشید چہر کے عقب مین
رکھا ہوا تھا دیو اطراق نے وہ صندوق بھی لا کے حاضر کیا اور گذارش کیا کہ اے شہریار عالی وقار اگر کوئی غافل
اس صندوق کو کھولتا تو معاً ایک دھوان اس مین سے نکلتا کہ اُس کی آنکھون مین تاریکی چھا جاتی سوجھنا
موقوف ہو جاتا پھر ہر چند وہ علاج اور تدارک اسکا کرتا مگر کوئی علاج کارگر نہوتا اور عالم مین کوئی اس کا
تدارک نہ کر سکتا مگر اس صندوق مین ایک تحفۂ نادر و عجیب ہی کہ جہان بھر مین کسی کو بھی وہ تحفہ نصیب نہین ہی
اسد نے پوچھا کہ بھئی جلد بیان کر وہ کیا تحفۂ عجیب و غریب ہی کہ جہان مین کسی کو بھی نصیب نہین ہی دیو اطراق
نے التماس کیا کہ حضور وہ تحفہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی بیان نہین ہو سکتا اسد نوجوان نے پوچھا کہ پھر اُس
تحفے کو ہم کیونکر دیکھین دیو اطراق نے عرض کیا حضور ملاحظہ فرمایئے مین آپ کو وہ تحفہ دکھاتا ہون یہ کہہ کے
اُس صندوق کو صحبت سے الگ دور لیجا کے رکھا اور اسد سے عرض کیا کہ اے شہریار اب آپ اسپر ایک تیر
چلۂ کمان مین جوڑ کے نشانہ تاک کے اس زور سے لگایئے کہ صندوق کو توڑ کے پار نکل جائے اسد نے
موافق دیو اطراق کے کہنے کے ایک تیر چلۂ کمان مین جوڑ کے گوشۂ کمان تا بناگوش لا کے نشانہ خوب تاک کے
جو مارا تو وہ صندوق کو توڑ کے پار نکل گیا پس ایک دود سیاہ رنگ اسمین سے نکل کر سوے آسمان گیا
دیو اطراق نے اسد سے عرض کیا کہ اے شہریار یہی دھوان تھا جسکو مین نے عرض کیا تھا جسکی آنکھ مین
لگتا اُسے طرفۃ العین مین اندھا کر دیتا جب وہ دھوان صندوق مین سے نکل گیا دیو اطراق نے
اُسے کھولا اور اسمین سے ایک ڈبا نکالکے شہزادۂ اسد کو دیا وہ ڈبا بلور کا تھا اسپر جمشید خورشید چہر کی
مہر کی ہوئی تھی اسد شیر دل نے مہر اسکی توڑ کے ڈبا کھولا اُسکے اندر سے ایک کاغذ لپٹا ہوا نکلا اُسے
جو کھولا تو تصویر جمشید خورشید چہر کی نکلی کہ مانند آفتاب کے چمک رہی تھی ہیبت و جلال و رفعت و اقبال
اس تصویر پر تنویر کے چہرے سے ایسا ساطع و لامع تھا کہ دیکھنے سے آنکھین خیرہ ہوئی جاتی تھین مصور رشک
بہزاد و مانی کی صناعی کو اسد دیکھ کے نہایت شاد ہوا اور ابراہیم کو وہ تصویر جمشید خورشید چہر کی سپرد کی اور
فرمایا کہ اے ابراہیم اسے بہت حفاظت سے رکھنا کہ مین یہ تحفہ صاحبقران گیتی ستان کو دونگا ابراہیم نے عرض کیا
کہ آپ خاطر جمع رکھین مین اُسکو اپنی جان کے برابر رکھونگا بعد اسکے اسد نے اپنی فوج کو شمار کیا تو بارہ ہزار قزاق
اُسکے تھے اور اسد نے پھر اپنے دل مین لشکر کرب غازی کو شمار کیا تو اسمین بارہ ہزار آدمی نکلے [illegible] سولہ ہزار
آدمی اور تھے اب سب چالیس ہزار آدمی ہوے ان سب کو وہ اسباب فیروزی تقسیم کیا چالیس ہزار تیغ فیروزہ [illegible]

اُنکے ہمراہ ہوے ان سبکو چالیس چالیس مہینے کی تنخواہ تقسیم کر دی جتنے اہل لشکر تھے از کہ تا مہ سب کو اُسنے
بالا مال کر دیا سب دعائین دینے لگے کہ الٰہی روز بروز ماہ و سال ترقی جاہ و جلال از دیاد ملک شہزادہ بلند اقبال ہو
دشمن پامال ہو بعد اسکے اسد شیر دل نے لوح طلسم دیو اطراق کو دی اور فرمایا کہ ای اطراق اب ہمنے اپنی طرف سے
فرمانروا اس قلعہ طلسمی کا تجھکو کیا اور خلعت بیش بہا اسکو دیا اور جتنا خزانہ اور جواہر طلسمی تھا سب اُسی کے سپرد کیا کہ تم اُسے
یہین رہنے دو ہم جب جا ہینگے تم سے منگا لینگے دیو اطراق نے سلام کیا نذر دی بعد اسکے شاہزادہ اسد شیر دل
چالیس ہزار جوانون سے اپنے رفیقون سمیت کوچ کر کے ملک زرائیل کو روانہ ہوا تیسری منزل تھی کہ یکبارگی طرف
سے ایک تتق گرد و غبار کا اٹھا اسد نے ہرکارون سے فرمایا کہ فوراً جاکے خبر تو لاؤ یہ گرد کیسی اٹھی ہر ناگاہ وہ گرد
چاک ہوا دیکھا کہ ساٹھ علم نشان ساٹھ ہزار سوار جرّار کے نمودار ہوے اُدھر ہرکارون نے جو خبر کے واسطے گئے تھے
حاضر ہوکے عرض کیا کہ ای شہریار فلک وقار غرماسپ بن طرماسپ کہ بیٹی ہے رجبیں اختر شمار کی پیدا
ہوا ہی آتا ہی اور اُسی کا یہ سب لشکر ہی اور برجیس وزیر تھا خورشید و جمشید ختمی کا اسد نے جواب دیا خیر
آنے دو اُدھر غرماسپ نے جو لشکر اسد کو جاتے ہوے دیکھا اپنے ہرکارون سے کہا کہ جلد جاکے خبر لاؤ کس کا
لشکر جا رہا ہی کونسا بادشاہ یہان آیا ہوا تھا ہرکارے بموجب حکم اپنے مالک اور آقا غرماسپ کے دریافت حال
کے واسطے روانہ ہوے یہان سے واپس جاکے بیان کیا کہ حضور شاہزادہ اسد شیر دل طلسم فیروزہ جمشیدی
کو فتح کیے ہوے اور تمام مال و اسباب طلسمی ساتھ لیے ہوے ایرج پر جاتا ہی غرماسپ کو جو یہ معلوم ہوا کہ
اسد دیوانہ طلسم فیروزہ جمشیدی کو فتح کیے ہوے تمام مال و اسباب طلسمی ساتھ لیے ہوے مع چالیس ہزار
جوانون اور اپنے رفیقون کے ملک زرائیل مین ایرج نوجوان پر جاتا ہی یہ اپنے دل مین سوچا کہ بس یہی موقع
خوب ہی اسے اسی مقام پر ٹوک لیجیے یہان سے آگے نہ بڑھنے دیجیے یہین روک لیجیے اسنے اپنے سردارون کو
حکم دیا کہ اب آگے نہ بڑھو اسد دیوانہ یہان موجود ہی اسے آگے جانے کی مہلت نہ دو یہین اسکا فیصلہ کر دو
سردارون نے بھی ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ حضور ہان یہ خوب موقع ہی اس دیوانے کو اسی صحرا مین اسیر زنجیر
کرنا چاہیے غرض غرماسپ بن طرماسپ کا سب لشکر اور فوج اسی مقام پر اُتر پڑی خیمے ڈیرے چھولداریان
اسکلین راوٹیان بچھے استادہ ہوے سردار اپنے اپنے گھوڑون سے اُتر کے اپنے اپنے خیمے ڈیرے وغیرہ مین
آئے غرماسپ کیواسطے بھی جو ایک خیمہ عالیشان استادہ ہوا تھا وہ بھی اپنے مرکب سے اُتر کے اس خیمہ مین
داخل ہوا اِدھر اسد شیر دل نے جو دیکھا کہ غرماسپ مجھ سے بارادہ جنگ یہان مقیم ہوا ہی اسنے بھی اپنے
لشکر کو حکم دیا کہ آج یہین قیام کرو آگے نہ جاؤ غرماسپ بارادہ جنگ یہان ٹھہر گیا ہی ہم بھی آج یہین رہ کر
شب بھر تو بسر کرو کل جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا اگر فی الحقیقت غرماسپ مجھسے لڑنے کے واسطے قائم ہوا ہی
تو بسم اللہ یہین گوئی میدان اور اگر اسے لڑنا منظور نہین بلکہ اپنے اور کسی سبب قیام پذیر ہوا ہی تو ہمین اس سے
کوئی تعرض نہین ہی ہم شب بھر یہان رہینگے اور صبح کو روانہ ہو جائینگے یہ حکم شاہزادہ اسد نوجوان سے سنکے
اُسکے رفیق اور سردار بھی وہان اُتر پڑے بارگاہ فیروزہ اسد شیر دل کے واسطے استادہ ہوئی اور خیمے ڈیرے
بچھے چھولداریان اسکلین راوٹیان اور چوب چوبے اُٹھ چوبے اسکے رفیقون اور سردارون اور لشکریون
کے لیے استادہ ہوے اسد اپنی بارگاہ فیروزہ مین آکے رونق افزا ہوا رفیق گرد و اطراف مین جمع ہوے
باتین ہونے لگین سردار غیر سردار اپنے اپنے خیمون ڈیرون مین گئے اب رات کا وقت ہی اسد اپنی بارگاہ فیروزہ

مین بیٹھا ہوا ہی سب رفیق اسکے حاضر ہین باتین ہو رہی ہین یکایک آواز نقارے کے بجنے کی کان مین آئی
اسد نے کہا دیکھنا یہ نقارے کی آواز کیسی آئی ہی کسی کو بھیجو ذرا جا کے خبر تو لائے ہرکارون کو طلب کر کے اُنسے
کہا کہ دیکھو نقارے کی آواز آئی ہی ذرا جا کے دریافت تو کرو کہ یہ نقارے کی آواز کیسی ہی ہرکارے حکم پاتے ہی دریافت
خبر کے واسطے روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے حاضر ہو کے عرض کیا کہ حضور غرماسپ بن طرماس نے نقارۂ رزمی
بجایا ہی آپ سے جنگ کا ارادہ ہی اسد نے حکم دیا کہ اچھا بالفضل ایزدی و تائید سرمدی ہمارے لشکر مین بھی
طبل جنگ بجے ادھر بھی طبل جنگی بجنے لگا رات بھر تیاری جنگ کی رہی صبح کو لشکر غرماسپ میدان مین آیا ادھر بھی
دلاوران میدان کارزار و بہادران انجمن روزگار کمرین باندھ باندھ کے مسلح و مکمل ہو کے ترکی و تازی عراقی و عجمی پر
سوار ہوے اسد بھی خود و مغفر چار آئینہ و زرہ و بکتر زیب بدن کر کے اسپ صبا رفتار شیر شکار پر سوار ہوا مع لشکر مقابلہ
مین آیا تبردار جھاڑی جھنڈی میدان کی صاف کر گئے نقیب نقابت کر کے چلے گئے کڑکیتون نے کڑکا کہا نقارے
پر چوب پڑی دونون صفین آراستہ ہوئین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ لشکر پیراستہ ہوا ادھر سے
عفریت کوہ پیکر نامے بہت بڑا نامی و نامور سردار فوج غرماسپ مین تھا اُسنے گھوڑا بڑھایا میدان مین آیا نعرہ
کیا کہ اُنمون مین ہی کوئی ایسا دلیر اپنی جان سے سیر کہ میرے مقابلہ کو آئے یہ آواز لشکر اسد مین جو گوش زد ہوئی
ادھر سے مرزنگ بن مرزبان رفیق شاہزادہ اسد نوجوان اپنے مرکب کو جھپٹ کے میدان مین بمقابلہ عفریت کوہ پیکر
کے آیا نعرہ کیا کہ او مغرور کیا بکتا ہی دیکھ تو آج کون اپنی جان سے سیر تلوار کے پھل کا بھوکا ہی اُسنے کہا کہ ای مرزنگ
دیکھ تو آج میدان کارزار کا کیا رنگ ہوتا ہی کس کس کے گلے کٹتے ہین کس کس کا لہو بہتا ہی تو اسد کے لشکر سے کہدے کہ
یا تو اسد کی فرمانبرداری و خدمتگزاری ترک کر کے سب غرماسپ کی اطاعت قبول کرین یا اپنے اپنے ہاتھ سے
اپنا سر کاٹ ڈالین اسلیے کہ مین جس معرکہ مین گیا ہون کبھی بغیر فتح کیے وہان سے نہین پھرا ہون اور آجتک مین
کبھی شخص واحد سے نہین لڑا جب لڑا دس بیس آدمیون سے لڑا تو تن تنہا میرے مقابلہ کو ناحق آیا جا اپنے
لشکر مین جا اور میرا یہی پیام سب سے بلکہ اسد سے بھی کہہ کہ اگر اپنی جانون کی خیر منظور ہی تو غرماسپ کی
اطاعت قبول کرو اور اگر خود تم اپنے خون کے پیاسے ہو تو مجھے کیون تکلیف دو خود ہی اپنے اپنے سر کاٹ ڈالو
مرزنگ نے جواب دیا کہ او خود فراموش بدمست بیہوش یہ تو بکتا کیا ہی پہلے میری تلوار کے پھل کا تو مزا چکھ لے اور
میرے ہاتھ سے زندہ و سالم بچ جا تو یہ پیام دینا اسقدر کیون لاف و گزاف کر رہا ہی معلوم ہوتا ہی تجھے کچھ جنگ سے
بہرہ نہین ہی جو یہ باتین بیہودہ بک رہا ہی کہ شاید کوئی تیرے اس لاف سے ڈر جائے تو نے شاید یہ مثل نہین سنی کہ جو گرجتے
ہین وہ برستے نہین ارے غافل تو پہلے مجھ تن تنہا سے مقابلہ کر لے پھر سارے لشکر کے مقابلہ کا ارادہ کرنا اور ایسی
لاف و گزاف تو بہت سنی ہی آ مقابلہ مین عفریت کوہ پیکر پر یہ کلام مرزنگ کے سنکر نہایت غیظ و غضب طاری
ہوا پکارا کہ او مرزنگ معلوم ہوا مجھے کہ اجل تیری آگئی خیر پھر اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہی یہ کہکے گرز کا وار
ہوا مرزنگ کا مرکب کوئی چار قدم پیچھے ہٹا تھا اور عفریت کوہ پیکر کا گھوڑا کوئی سات قدم پسپا ہوا اُسنے جھنجھلا کے
مرزنگ پر نیزہ مارا ادھر سے مرزنگ نے بھی نیزہ ہاتھ مین لیکر ایک اُسکے رسید کیا رد و بدل ہونے لگی پانچ پانچ
چھ چھ گھڑیین نیزے کی چلی ہونگی کہ مرزنگ نے نیزہ عفریت کوہ پیکر کا اپنی سنان نیزہ پر گانٹھ کے ہوا مین پھینک دیا
عفریت نے جھپٹ کے مرزنگ پر تلوار ماری مرزنگ آزمودہ جنگ نے تلوار اُسکی پشت تیغ پر روک کے رد کی پھر
عفریت کوہ پیکر نے جھنجھلا کے اور ایک تلوار ماری مرزنگ نے سپر کو پناہ کیا پھر عفریت نے تیسری تلوار [illegible]

زور سے سر پر لگائی مرزنگ نے بچستی تمام ذرا اپنے گھوڑے کو ترچھا کر دیا کہ تلوار اُسکی خالی گئی اور وہ کسی قدر جھکا اُسکا
جھکنا تھا کہ مرزنگ آزمودہ جنگ نے ایک تلوار جو چھیٹ کے سر پر اُس کوہ پیکر کے ماری تو کاسہ سر کو کاٹتی ہوئی
تا دو ابرو اُتر آئی مرزنگ نے اور ہاتھ کو دبایا کہ پیشانی سے گلو و صدر و کمر اُس خیرہ سر کی کاٹتی ہوئی زمین پر
پہونچی وہ گبر مغرور نصف بدن گھوڑے کے اِدھر اور نصف اُدھر گر پڑا جب عفریت کوہ پیکر کو مرزنگ بن
مرزبان نے جہنم واصل کیا تو غبریت اژدہا سر ایک بہت بڑا پہلوان نامی لشکر غرماسپ میں تھا وہ اپنے مرکب کو
چھیڑ کے صف سے باہر نکلا میدان میں آیا اسنے اُس سے بھی زیادہ لاف و گذاف کی تیغ بلبھاری تگاور زن ہوا
گھوڑا اُسکا پیاسا ہوا اسنے مرزنگ پر نیزہ کا وار کیا مرزنگ نے اُسکا بھی نیزہ ہوائی کر دیا غبریت اژدہا سر
نے تلوار کھینچی مرزنگ نے بھی تلوار لی وار ہونے لگے آخر ایک جگہ مرزنگ نے سر کی بجائے ایک تلوار کمر پر اُس نامرد کے
ماری کہ بیچ سے دو ٹکڑے ہوا اسی طرح بہت سے سرداران غرماسپ کو اسنے واصل جہنم کیا پھر اور چند سردار
اُسکی طرف کے آئے اسد کیطرف کے بھی سرداران نامور میدان میں آئے اُن کافروں کو ان بہادروں نے
راہی دار البوار کیا جب غرماسپ نے یہ ماجرا دیکھا کہ میرے لشکر سے جو میدان میں جاتا ہے خون میں نہاتا ہے
کوئی سر برآوردہ جانبر نہیں ہوتا کیسے کیسے دلاوران نامی اور بہادران گرامی شیر بیشہ کارزار ہزبر میدان رزم و پیکار
خاک و خون میں نہائے لشکر اسد نے کیسے کیسے لوگ میری طرف کے خاک میں ملائے اب میدان میں خود جانا
چاہیے اور اسد کا سر کاٹ لانا چاہیے یہ اپنے دل میں سوچ کے اپنے مرکب کو چھیڑ کے میدان میں آیا نعرہ کیا
کہ او دیوانے صف سے نکل کے میرے مقابلے کو آ تیرے رفیقوں نے میرے کئی سرداروں اور پہلوانوں کو قتل کیا
ہے بڑے بڑے بہادران عرصۂ کارزار اور شیران میدان رزم و پیکار کی جدائی کا داغ میرے دل کو دیا ہے اب تو میدان
میں میرے مقابلے پر آ تو میں اُنکے خون کا عوض تجھسے لوں اُنکی طرح تجھے بھی از سر تا پا خون میں بھروں ای اسد تو
ایرج پر شبخون مار مار کے شیر ہو گیا ہے یہ نہیں جانتا کہ ہمارا بھی کوئی سرکوب موجود ہے اب آج میں تجھے کب زندہ
چھوڑتا ہوں کہ میرے ہاتھ سے بچ کے نکل جائے شاہزادہ اسد بن کرب غازی نے جو یہ نعرۂ مستانہ اُس
خوش بادۂ ضلالت کا سُنا شیر کیطرح بپھر کے اپنے مرکب صبا رفتار آہو شکار کو چھیڑ کے صف لشکر سے باہر نکلا
بسرعت تمام میدان میں آیا نعرہ کیا کہ او ہرزہ درا یاوہ گو کیا فضول بک رہا ہے ایرج پر تو میں نے ایسے ایسے
شبخون مارے کہ سارے آفتاب پرستوں کے رُخ چھوٹ گئے حوصلے پست ہو گئے اور کیا آخر تو نہ جانتا ہوگا کہ اُس
جہاز بچۂ بازرگان سے کیسا کیسا مکر کر پڑا مگر میرا بال نہ بیکا ہوا اور او موذی تو میری سر کوبی کیا کریگا میں ہی تیرا
سر کچلونگا یہ کہکر تگاور زن ہوا غرماسپ کا گھنٹہ چھ سات قدم پیاسا ہوا تھا کہ مرکبوں کو رانوں میں مسل کر اِدھر
سے پھیر کر یکدیگر مقابل ہوئے اسد غازی نے دیکھا کہ غرماسپ کی شکل ٹھیک ہو بہو طرماسپ کی ہے شوخ رخ
کا قد ہے ابھی کوئی بارہ تیرہ برس کا سن ہے آنکھ ناک ہاتھ پاؤں سب خوبصورت ہیں مگر سیاہی کفر کی منہ پر چھا رہی ہے
اور غرماسپ نے اسد نوجوان کو دیکھا کہ ڈاڑھ جاتا بہ ناف اسطرح جلوہ افگن ہے جیسے سورج کے گرد کرن پر تو فگن
ہوتی ہے چہرہ مانند آفتاب تابان کے روشن لال لال ڈورے وحشت کے آنکھوں میں تاج مرصع سر پر
گریبان چاک زرہ آستین لٹکی ہوئی اپنے دل میں کہا کہ یہ غرماسپ دیوانہ خوبصورت ہے پکارا کہ او دیوانے
تو نے جو طلسم فیروزۂ جمشیدی توڑا ہے اور سب مال و اسباب اُس میں سے نکالا ہے وہ میرے حوالے کر اور تو اپنے ہاتھ
باندھ کے میرے ساتھ ہولے میں ایرج نوجوان سے اپنے ساتھ چلکے تیری خطا معاف کرا دونگا اور اگر تو

میرے ساتھ اسطرح ایرج کے پاس نہ چلے گا تو تجھکو ایک ضرب ساطور مین دو ٹکڑے کرکے تیرے رفیقون ور سرداروں
کو باندھ کے سب مال و اسباب تیرا لیکے ایرج کے پاس جاؤنگا اور وہان جاکے سب اُسکے حوالے کر دونگا اسد
نے نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار ضلالت شعار معلوم ہوا کہ جیسا تیرا باپ طرماسپ آفت روزگار شریر و
مفسدہ پرداز ہے ویسا ہی تو بدذات ناہنجار دغاباز و جعلساز ہی تو بھلا میرا مال اسباب کیا لیگا ناحق ناحق
ساری خدائی مین ذلیل و رسوا ہوگا اور میرے مال مین سے ایک حبہ تجھکو نہ ملے گا باپ تیرا ہمیشہ مجھسے بھاگا کیا کبھی
اُس سے میرا بال بیکا نہوسکا اُسی کا بیٹا تو بھی ہو میرے مقابلہ مین کیا آئیگا انجام یہ ہوگا کہ تھوڑی دیر مین یا تو بھاگ
جائیگا یا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور ایرج جسپر تجھکو بڑا گھمنڈ اور سارا بھروسا ہو وہ بھی میرے سامنے کیا ہو ادنا سا
ایک بزرگ بچہ ہو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے بدولت اُسکو یہ دن نصیب ہوا نہین وہی گزی گاڑھا دھوتر بیچا
کرتا تھا غرماسپ نے جو یہ پتے کی سنین پیچ و تاب کھا کے کہا کہ او دیوانے بس زیادہ زبان درازی اور
فضول گوئی نہ کر اب جو تیرے دست و بازو سے ہوسکے وہ کر جنگ کے ہنر دکھا تلوار کھینچ نیزہ ہلا اسد نے جواب دیا
کہ او کافر خاسر ہمارے مذہب مین کبھی دشمن پر سبقت نہین کرتے مین کبھی تجھپر پیشدستی نہ کرونگا اسلیے تو اپنا وار
مجھپر کرلے تو خیر کیا مضائقہ جو کچھ مجھ سے ہوسکے گا مین جواب دیدونگا غرماسپ نے کہا اچھا پہلے مین ہی تجھپر وار
کرتا ہون مین نے تو اسلیے تجھسے کہا تھا کہ میرے ایک ہی وار مین بعد آفتاب تابان قطب و دوران تیرا کام تمام
ہو جائیگا تو تیرے دلمین آرزو رہجائیگی اسد نے جواب یا خیر دیکھا جائیگا تو وار تو کر القصہ غرماسپ نے خبردار خبردار
کہکے نیزہ اپنے ہاتھ مین اُٹھایا اور اپنے گینڈے کو پیچھے ہٹا کے سینۂ بے کینۂ اسد پر مارا اُس شیر بیشۂ شجاعت ہنر بر
صحرائے شہامت نے نیزہ اُسکا اپنے نیزے پر لیا بعد اُسکے اسد نے اُسپر نیزہ مارا اُسنے بھی نیزہ اسد کا اپنے نیزے پر
روک لیا اسطرح دونون مین چند طعنین ہوئین بعد چند طعنون کے اسد شیردل نے نیزہ غرماسپ کا انی سنان
نیزے پر گانٹھ کے ہوائی کر دیا غرماسپ آگ ہوگیا دوڑ کے اپنے اراب پر سے سات سو من کا ساطور گران سنگ
اُٹھایا اور خبردار خبردار کہکر اسد پر مارا اسد نے بڑھ کے سپر پر روکا کہ قبضہ ساطور کا سپر پر آ شنا ہوا اسد نے صاف
ساطور کو رد کیا اور ساتھ ہی اسکے تیغ فرودی کھینچکر غرماسپ پر مارا کہ سپر کو اُس سیاہ دل تیرہ درون کی کاٹ کے
سر پر اُس خیرہ سر کے پڑا کہ خود دو طبقہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹ کے سر اُس پلید کا جبڑے کو کاٹا تمام گردن کو تراشا
اور سینہ سے مانند سیماب کے گزرکے تمام جسم کو کاٹ کے گینڈے کے دو ٹکڑے کرکے زرتنگ اُس کرگی کمند لنگ
کے بوسہ دیا چار طرف غرماسپ کے مارے جانے کا غل ہوا کہ آج طرماسپ کا چراغ گل ہوا غرماسپ کے
لشکر نے جو دیکھا کہ آقا و سردار ہمارا ہاتھ سے اسد شیردل کے مارا گیا سب کے سب تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑ پڑے
اسد نوجوان بھی شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے مثل شیر غضبناک کے اُنپر جا پڑا لشکر اسد نے جو دیکھا کہ اب تو ہمارے
آقا اور مولا سے اور غرماسپ کی فوج کے لوگون سے تلوار چلا چاہتی ہو یہان سے ان چالیس ہزار سوارون نے
بھی گھوڑون کی باگین اُٹھا دین تلوارین کھینچ لین ایک ایک بہادر اسطرح سے اُن روباہ خصالون پر جا پڑا جیسے
شیر گرسنہ گلۂ گوسفند پر جا پڑتا ہو تلوار چلنے لگی پھر تو یہ جنگ معلوم ہوئی کہ ایک قیامت کبرے برپا ہوگئی ایک دم سے
لاکھ تلوارین چلنے لگین ہر طرف سے شپاشپ کی آواز آرہی ہو سوا تیغون کی جھنکار کے کان پڑی آواز نہین سنائی
دیتی تلوار چل رہی ہو کہ العظمۃ للہ لوگی چھینٹین آسمان تک پہونچتی ہین کشتون کے ڈھیر ہو رہے ہین سرون کے
انبار لگے ہوے ہین کوسون تک خون کا دریا جوش مار رہا ہی بہر بہر کا اُس قیامت کی تلوار چلا کی گھمسان کی

لڑائی ہوا کی آخر کار تا بہ کے بے سر کی فوج کب تک ٹھہر سکتی ہے لشکر غرباسپ تاب مقاومت نہ لاسکا لاش اُس جہنمی بدقماش کی اُٹھا کے لے بھاگا ایرج کی خدمت مین روانہ ہوا اسد کی فوج تک اُنھین بھگاتا چلا آیا شکست عظیم دی مال و اسباب اُنکا سب لوٹ لیا بعد اسکے شاہزادہ اسد نوجوان مع اپنے رفیقان جان نثار کے اپنی بارگاہ فیروزی مین آیا سرداران لشکر اور سب دلاور اپنے اپنے خیمون مین گئے کمرین کھولین غسل کیے سجدہ شکر بدرگاہ جناب باری ادا کیا کہ اے پروردگار عالم تو نے آج ہمین ان آفتاب پرستون کافرون پر فتحیاب فرمایا شہزادۂ اسد غازی نے اُس روز وہین مقام کیا دوسرے روز کوچ کر کے برسر ایرج روانہ ہوا تیسری منزل تھی کہ پھر ایک طرف سے تتق گرد کا اُٹھا بعد تھوڑی دیر کے جیب دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ تین سو علم نشان تین لاکھ سوار کا نمودار ہوا ہر علم پر تعریف نیر اعظم آفتاب تابان کی لکھی ہوئی ہے اور پھریرے علمون کے سُنہرے رنگ کے تھے بعد اسکے ہتھالین شتر نالین تھنچیان بالون کی خاصبرداردن کے غول مین اُنکے پیچھے مرکب تازی ترکی عجمی یمنی عراقی باساز مرصع سائیس جلوریان ہاتھون مین لیے ساتھ سقے چھڑکاؤ کرتے ہوے چلے آتے ہین پیچھے اُنکے ایک جوان حسین چاند کی صورت مرکب پر سوار علم آفتاب پیکر کے سایہ مین چلا آتا ہے اور تین لاکھ سوار اُسکی پشت پر ہین اسد نے ہر کارون کی جوڑیون کو خبر کے واسطے بھیجا بعد تھوڑی دیر کے انھون نے اسد سے آکے عرض کیا کہ حضور یہ بیٹا ایرج کا ہے تورج بدرگ حرامی اسکا نام ہے ملک فرنگوشیہ مین مظفر بازرگان کی زوجہ ایرج کی حرم تھی اُس سے یہ پیدا ہوا ہے ایرج کی ملاقات کے لیے جاتا ہے اور ادھر تورج نے اپنے ہرکارون کو بھیج کے خبر منگائی کہ یہ لشکر اسد دیوانے کا ہے کہ طلسم فیروزہ جمشیدی کو فتح کر کے مال و اسباب بہت سا تکال کے لیے جاتا ہے اسکے خیال مین آیا کہ اے تورج باپ تیرا ایرج کیا صاحبقران ہے اُسنے کیسا نام پیدا کیا ہے کہ حمزہ اُسکی ہیبت شمشیر سے بھاگ کے ظلمات کو چلا گیا اور یہ دیوانہ ایرج کا دشمن ہے اسکے تیرے باپ کو سخت حیران کیا ہے اور تو کوئی تحفہ کوئی سوغات اپنے باپ کے لیے نہین لیجاتا ہے بس اس سے بہتر اور تحفہ کوئی تحفہ نہین ہے کہ اسے گرفتار کر کے لیچل اور یہ دیوانہ تو نہایت ہی کمزور و زار ہے اسکا گرفتار کر لینا کیا دشوار ہے اور قطع نظر اسکے ابھی تک تجھسے کوئی کام بھی جرأت و بہادری کا نہین ہوا ہے کہ زمانہ تیرا لوہا مانے اور تجھے جانے بس اس سے زیادہ بالفعل کوئی کام جرأت و دلاوری کا نہین ہے بس یہ اپنے دل مین خیال کر کے نقارۂ رزمی بجوایا اسد نے جو دیکھا کہ تورج بدرگ حرامی نے نقارۂ رزمی بجوایا ہے اسنے بھی اپنے لشکر مین حکم دیا کہ بفضل ایزدی و تائید ربانی ہمارے یہان بھی کوس حربی نوازش مین آئے غرض دونون طرف طبل جنگی کی صدا بلند ہوئی تورج اپنے لشکر کو آراستہ کر کے مقابل لشکر اسد غازی کے لایا صف بندی کی صفون کے آگے آپ آمادہ رزم ہو کے کھڑا ہوا ادھر اسد نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا صفوف جدال و قتال کو پیراستہ کیا دونون لشکر باہم صفین باندھ باندھ کے مقابل ہوے تبردار جھاڑی جھنڈی میدان کی صاف کر گئے نقیب نقابت کر گئے کر کٹ گر دکا کھے چلے گئے ادھر تورج بدرگ حرامی گھوڑا جمکا کے میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا مبارز طلب کیا ادھر اسد شیر دل اپنے لشکر والون سے رخصت ہو کے تورج کے مقابل ہوا پہلے تگاورزن ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے بعد اسکے مرکبون کو پھیر پھیر کے ایک دوسرے کے مقابل ہوا اسد نے دیکھا کہ چہرہ تو اسکا ایرج کے چہرے سے مشابہ ہے مگر کوتاہ گردن تنگ پیشانی حرامزادے کی یہی نشانی ہے کہا کہ او حرامی باپ تیرا ایرج کہ اپنے کو صاحبقران بناتا ہے وہ تو بفضل ایزدی و تائید غیبی کبھی مجھسے عہدہ برا نہین ہوا اُسنے کیا کیا کوششین نہین کین کہان کہان کی خاک نہین چھانی مگر مجھ سے پیش رفت نہین لے گیا تو کیا سمجھ کے میرے مقابلے کو آیا ہے آخر اپنے دل مین کیا سوچا ہے

تورج پکارا کہ مین تو سمجھا اپنے دل مین سوچا یا نہین مگر او دیوانے تو اپنے دل مین کیا سوچ کے میرا مقابل ہوا حالانکہ تو ہمیشہ میرے باپ سے بھاگا کیا کبھی برملا ہوکے تونے سامنا نہین کیا اور اگر کہین اتفاق روزگار قضا کے کا مقابلہ بھی ہو گیا تو تجھکو پدر بزرگوار نے گرفتار کر لیا تو اپنی بچیا زندگی سے بچ گیا خیر اگر اُنکے ہاتھ سے بچ کے نکل بھاگا تو نکل بھاگا مگر بفضل نیر اعظم آفتاب تابان مین آج تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہون کہ پھر تو نکل بھاگے ارے دیوانے بیوقوف مجھکو تو کس سمجھکر میرے مقابلے کو آیا ہو اگر تو اپنی زندگی چاہتا ہو تو تمام مال وخزانہ طلسم فیروزہ جمشیدی کا جلدی سے میرے حوالے کر اور جدھر تیرا جی چاہے جا مین تجھسے مزاحم نہونگا اور نہین تو آج مین ہون اور تو ہو بغیر قتل کیے تجھکو نہ چھوڑونگا اسد نے جواب دیا کہ او نطفہ حرام تو کیا مال ہو کہ میرا مال لیگا مگر البتہ مین تیرا مال واسباب لونگا تورج یہ سنکے نہایت خشمناک ہوا نیزہ اُٹھاکے اسد پر مارا اسد نے نیزہ اُسکا نیزے کی سنان پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی آخر کار اسد نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری اسد نے خالی دی اور قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا زور کشمکش کا ہونے لگا گھوڑے زمین پر بیٹھ گئے تاب اُنکے لنگرون کی نہ لاسکے یہانتک کہ دونون پشت زمین سے برد ے زمین آئے دامن گردانے آستینین چڑھاکے سرگرم کشتی ہوئے صبح سے دوپہر تک کشتی رہی اسد کو معلوم ہوا کہ یہ زبردست ہو ایرج سے کم نہین ہو اور ادھر تورج اسد کے زور وطاقت سے حیران تھا اپنے دل مین کہتا تھا کہ اس دیوانے کو جو کمزور کہتا ہو وہ خود دیوانہ ہو یہ تو بلا کا زبردست ہو نہین معلوم اسکو میرے باپ نے کیونکر گرفتار کیا ہو گا کسی پیچ سے یہ دیوانہ اسکے ہاتھ لگ گیا ہو گا یہ خیال کر رہا ہو کہ ایکبارگی سے بجلی گری کہ آنکھین جھپک گئین اور ایک پنجہ آسمان سے گرا اور تورج کو اُٹھا کرلے گیا اسد دیکھا رہگیا بعد اُسکے سوچا کہ اب اسکا لشکر تباہ کرنا چاہیے جلدی سے گھوڑے پر سوار ہو تلوار کھینچکر لشکر تورج پر گرا مارنا شروع کیا تمام قزاق بوقین بچا بچا کر آپڑے ہزارہا آفتاب پرستون کو قتل کیا سیکڑون کو گرفتار کر لیا لاکھون جانین بچا بچا کے بھاگ بھاگ کر نکل گئے کوئی سامنے اسد دلاور کے نہ ٹھہر سکا تاب جنگ نہ لا سکا تمام لشکر شکست خوردہ اسطرح بھاگا کہ سب مال واسباب چھوٹ گیا اسد نے باطمینان تمام خزانہ ومال اُنکا اپنے قبضہ مین کیا اور وہان سے آکر ایک منزل مین اُترا تمام لوگ اسد کے مالا مال تھے ایک تو اسد نے طلسم فتح کر کے تین تین برس کی تنخواہ سب کو بانٹ دی تھی دوسرے یہ دولت جو ہاتھ لگی ایک ایک شخص متمول ہو گیا اسد کے پاس ایک تو خزانہ طلسم جمشیدی کا تھا دوسرے مال واسباب خزانہ گرشاسپ بن طہماسپ اور تورج کا جو قبضہ مین آیا مال بیحد ہوا اسد نے اپنے دل مین کہا کہ اسکو کہین پوشیدہ کر کے رکھنا چاہیے کیونکہ دقت ہو بیوقت کسی کے ہاتھ نہ آئے اپنے رفیقون سے صلاح کی کہ یہ مال وخزانہ لیے پھرنا اچھا نہین کوئی مکان محفوظ ہو تو وہان رکھنا چاہیے سب نے عرض کیا جو ٹھہرا جیسا مناسب ہو اسد نے ہرکارون سے کہا کہ جاکر گرد واطراف مین تلاش کرو کہ کوئی قلعہ ایسا ہو جہان مین اس مال کو رکھون ہرکارے یہ حکم سنکر کمر ہمت باندھکر اُسیوقت روانہ ہوئے اور ہر چہار جانب تلاش کرنے لگے تیسرے دن اسد سے آکر عرض کیا کہ خداوند نعمت یہان سے سات منزل پر ایک قلعہ برسر کوہ ہو اور نام اُسکا حصن حصین ہو احمر زرین تاج شاہزادہ بدیع الزمان کیطرف سے وہان کا حاکم ہو جب کشتیان ملک زرائیل کو آتے ہوئے تباہ ہوئی تھین تو بدیع الزمان پہلے یہین آیا تھا اس قلعہ کو اسلام آباد کیا تھا بعد اُسکے شہر نجانیہ پر گیا تھا اسد یہ سنکر نہایت خوش ہوا کہ اب محنت بھی نہ کرنا پڑیگی اسلیے کہ اگر کسی کافر کا قلعہ ہوتا تو اُسسے لڑکر لینا پڑتا غرض اُسیوقت کوچ کر کے طرف قلعہ حصن حصین کے روانہ ہوا جب یہ خبر احمر زرین تاج کو پہونچی کہ اسد بن کرب دلاور

آتا ہی دروازہ قلعہ کا کھول کر باہر نکلا اور استقبال کرکے اندر قلعہ کے لایا سامان دعوت مہیا کیا بعد اسکے دست بستہ
عرض کیا کہ اسطرف کس ارادے سے آنا ہوا اسد نے جواب دیا مین چاہتا ہون کہ اپنا مال و خزانہ یہان رکھون
تاکہ دشمنون سے محفوظ رہے احمر زرین تاج نے عرض کیا کہ مین اسکی نگہبانی کو بسر و چشم حاضر ہون اسد نے کہا
جزو کل ہم اسکا انتظام کرینگے غرض رات کو تخلیہ کیا اور مال و اسباب صندوقون سے نکالکر ایک قصبہ قریب شہر تھا
اسمین تہخانہ بنواکر دفن کرا دیا اور سایک میل خشتی نشان کے واسطے وہان بنا دیا اور صندوقون مین کنکر پتھر کوڑا
پرانے جوتے جو چمارون کے کام سے بھی فضول سمجھے جاتے تھے وہ بھروا کر قفل چڑھا کر قلعے مین رکھوا دیے مگر اس
بھید سے سوا اسد اور ضرغام شیر دل اور چالیسون رفیقون سے کسی کو آگاہی نہ تھی اور احتیاطاً قلعہ کے اندر سے
کوہستان کیجانب ایک نقب لشکر کے نکلجانے کے واسطے کھدوائی اور چہرہ نقب کا دونون طرف سے بند کرا دیا
کہ شاید ایرج کو خبر ملے اور وہ آئے تو پائیگا کیا مگر مسلمانون کا خون بھی نہو نقب سے نکل کر چلے جائین بعد اسکے حکم دیا
کہ سامان سفر تیار رکھو کہ ہم ملک زرائل پر جائینگے اور اس آفتاب پرست کو بسرا ہو نجا لینگے یہ تو یہان سامان سفر
مین مصروف ہین مگر اب حال سنیے گرشاسپ جہان ایرج نوجوان کا کہ یہ ملک زرائل پر جہاز اور کشتیان تیار
کرا رہا ہی ارادہ یہ ہی کہ اب جلد قلعہ ذوالامان پر چلیے اور اپنے سردارون سے باتین کر رہا ہی کہ اتنے چند روز
سے وہ دیوانہ غائب ہی کچھ حال اسکا معلوم نہین ہوا کہ کہان گیا اسپر کیا گذری کہ میرا تعاقب ترک کیا یا رحم اسکے
دل مین آگیا کہ میری ایذا رسانی سے باز رہا کہ دار عرض کر رہے ہین کہ پیر و مرشد دیوانہ دریا مین ڈوب کے مر گیا
اب وہ کہان نیر اعظم نے اسے غارت کر دیا ایرج نے کہا بھئی ایسا نہ کہو کیونکہ مین اسکی جان کا دشمن نہین وہ بہادر
بے نظیر ہی نیر اعظم اسے میری اطاعت پر راغب کرے اور بھی اگر اسپر کوئی وقت پڑ جائے اور کوئی دشمن اسکا
اسے قتل کرتا ہو تو مین ضرور بچا لون یہی باتین تھین کہ آواز شور و غل نالہ و بکا کی بلند ہوئی ایرج نے کہا ارے خبر
تو لو یہ شور و غوغا کیسا ہی ہرکارے روانہ ہوے بعد گھڑی بھر کے آکر عرض کیا کہ لاش غرماسپ بن طہماسپ
کی آئی ہی ایرج بچارا رے کس نے اسے مارا لوگون نے عرض کیا کہ اسد دیوانے نے سر میدان مقابلہ کر کے مارا
ایرج متحیر تھا کہ اس اثنا مین لاش غرماسپ کی آئی سامنے ایرج کے رکھی گئی ایرج نے دیکھا کہ سر غرماسپ
کے جو تلوار پڑی ہی تو ساغری تک دو ٹکڑے ہوے ہین اپنے سردارون سے مخاطب ہو کر کہا کہ صاحبو
اس دیوانے نے یہ طاقت کہان پائی کہ ایسے جوان زبردست کو یون مارا لوگون نے کہا کہ پیر و مرشد اب آپ
طلسم توڑ کے نذر شکن بھی ہو گیا ہی القصہ ایرج نے اسکی لاش کو نوشاباد کیطرف روانہ کیا آپ غمگین ہو کر بیٹھا
تیسرے دن خبر وحشت اثر توریج کی پہونچی کہ اسکے لشکر کو اسد نے لوٹ لیا اور توریج کو بچنے گیا نہین تو
دیوانہ قتل کر ڈالتا بس یہ سنتے ہی ایرج نہایت غضبناک ہوا کہا کہ یار چندے اس دیوانے کے ہاتھ سے محفوظ
رہا تھا اب جو اسنے سر اٹھایا تو یہ آزار پہونچا اب مین قسم کھاتا ہون نیر اعظم آفتاب تابان کی جبتک اس
دیوانے کو نہ مار لونگا آرام سے نہ بیٹھونگا یہ کہکر حکم دیا کہ لاؤ اسباب جنگ ہمارا اسکا یورنے صندوقچہ اسلحہ کا سامنے
رکھا ایرج بایکون ہتھیارون سے آراستہ ہو کر اٹھا اور دیلم شاطر زنگی کو ساٹھ ہزار سوار سے ساتھ لیا اور برسر
اسد دلاور روانہ ہوا قضائے کار اتفاقات روزگار کہ ترضرغام شیر دل یہان خبر کیواسطے آیا ہوا
تھا دیکھا اسنے کہ ایرج قسم کھا کر چلا ہی کہ اسد کو قتل کرونگا سوچا کہ قبل از ایرج پاس اسد دلاور کے
پہونچنا چاہیے بس اسیوقت پاے شاطری مارتا ہوا چلا یہانتک کہ ایرج سے قبل خدمت اسد مین

آکر تمام حال بیان کیا کہ ایرج آپ پر نہایت خشمناک ہوکر آتا ہی اسد نے کہا کچھ پروا نہین ہی بلکہ بہتر ہوا کیونکہ
مین خود اُسپر چڑھکر جانیوالا تھا اب اجل اُسکی خود کھینچے لیے آتی ہی غرض اُسیوقت اسد دلاور بھی مسلح و مکمل
ہوکر اپنے رفیقون کو ہمراہ لیکر بمقابلۂ ایرج روانہ ہوا اب یہ کیفیت ہی کہ اُدھر سے تو اسد جاتا ہی اور ادھر سے
ایرج آتا ہی راہ ایک ہی ہی ایرج نے ایک منزل چلکر مقام کیا تھا سائیس گھوڑون کو ٹہل رہے تھے نہلا رہے تھے
سپاہی لشکر کے کارہاے ضروری سے فراغت حاصل کر رہے تھے کہ ابکی کوچ مین پہونچ جائینگے اور مقابلہ ہو جائیگا
ایرج ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھا ہوا دامن سے ہوا دے رہا ہی پسینا اپنا خشک کر رہا ہی کہ یکایک
از پردۂ بیابان گردے برخاست تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ یہانتک کہ
جب وہ گرد قریب آکر شق ہوئی ایک لشکر نمایان ہوا اور آواز بوق کی کان مین آئی بس ایرج سمجھ گیا کہ شاید
وہ دیوانہ آ پہونچا کہین لشکر پر شبخون مار کر نہ نکل جائے جلدی سے مرکب پر سوار ہوکر آگے بڑھا کہ اسے روک لون
ادھر لشکر مین کھلبلی ہو گئی کہ دیوانہ آپہونچا ہر شخص اپنے اپنے کام کو چھوڑ کر مرکب پر سوار ہوا لشکر کی صفین آراستہ
ہو گئین ادھر اسد دلاور نے قریب آکر دیکھا کہ لشکر ایرج کا اُترا ہوا ہی وہین ٹھہر کر صفین آراستہ کین اور مرکب کو
جھکا کر پکارا کہ او آفتاب پرست آ میرے سامنے کہ تجھے سزاے معقول دینے آیا ہون ایرج نے دیکھا کہ آج تو دیوانہ دشمن
پر چڑھا آتا ہی حیران ہوا کہ یہ دیوانہ اور کبھی میرے سامنے اسطرح نہ آتا تھا آج یہ کیون مردانہ وار چلا آتا ہی نہین
معلوم اسکا باعث کیا ہی کونسی فکر میرے قتل کی کر کے آیا ہی کہ اسطرح باطمینان تمام چلا آتا ہی بعد ایک لمحہ کے مرکب
اپنا آگے بڑھایا اور مبارز طلب ہوا اسد مرکب جھکا کر مقابل ایرج ہوا اور نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست شعر

منم آن شہسوارم کہ در روز جنگ ✣ بدرم دل شیر و چرم پلنگ ✣ نظر کردۂ شاہ خیبر ستان ✣
اسد شیر دل رستم این زمان ✣

ایرج بڑھکر نگاور زن ہوا دونون مرکب برابر سے پیدا ہوے وصل کمر زانان
مین ایک نے دوسرے کا سامنا کیا ایرج نے چہرہ کو جو اسد کے دیکھا کچھ اور ہی نور پایا عجب شان و شوکت عجب
دبدبہ نظر آیا حیران ہوا کہ یہ قزاق ایسی شان و شوکت کہان سے لایا پکارا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ
غرماسپ کو قتل کیا تورج کا مال و اسباب لوٹ لیا اب بہتر یہ ہی کہ دونون لونڈین میرے حوالے کر دے اسد نے
کہا او کرباس فروش بچہ بازاری یہ آرزو اپنے دل سے دور رکھ ایک حبہ بھی تیرے ہاتھ نہ لگے گا ایرج نے کہا خیر تجھے
مار لونگا تو مال و اسباب لونگا لا جو کچھ کہ حرب رکھتا ہو تا کہ ہوس دل مین نہ رہجاے اسد بولا تو جانتا ہی کہ اہل اسلام
کبھی پیشدستی نہین کرتے ایرج ہنسا اور کہا کہ یہ کب سے تو پیشدستی نہین کرتا اسد بولا جب سے مین زور آور ہوا ایرج
نے خبردار خبردار کہکر نیزہ اسد پر مارا اسد نے نیزہ پر روکا تلی نیزہ بازی ہونے لگی دونون برچھون کی زبانین اسطرح چلتی
تھین جیسے شعلہ ہوا مضطرب ہوتا ہی غرض تا دیر نیزہ بازی رہی مگر مطلب دلی کسی کا حاصل نہوا سنانین شانین
بیکار ہو گئین نیزے مثل شاخ درخت کے ہو گئے ہاتھون سے پٹک دیے ایرج نے عمود گران سر اٹھا کر کہا کہ ای
اسد یہ ضرب طمانچہ ہی قضا کا بچ اس سے یہ کہکر گرز مارا اسد نے سر گرز پر روکا تڑاقا پیدا ہوا شرارے
آسمان کو نکل گئے مرکب تنگ تنگ زمین مین غرق ہو گیا تنق گرد بلند ہوا مگر اسد تنورہ گرد سے باہر آیا اور
خبردار و ہوشیار کہکر گرز مارا ایرج نے بھی گرز اسکا سر گرز پر روکا مگر اس ضرب سے طبق زمین کے ہل گئے یہ معلوم
ہوا کہ ایک کوہ طویل پھٹ پڑا مرکب ایرج کی کمر ٹوٹی مگر دونون ہاتھ مثل ستون فولادی قائم رہے ایرج
حیران ہوا کہ اللہ ری تیری ضرب کہ مرکب کو میرے مار ڈالا بس گھوڑے سے علحدہ ہوا تلوار کھینچکر مرکب اسد پر

دوڑا اسد بھی دوڑ پڑا ایرج تلوار میان مین کرکے اسد سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی یا تو ایرج اسد کو گھڑی دو گھڑی مین پکڑ لیتا تھا اب ایک کوہ وقار اُسے پایا کہ کسیطرح لنگر نہین اُکھڑ سکتا ہی حیران ہوکر پوچھا کہ او دیوانے کیا زور بھی تو کہین سے لوٹ لایا اسد نے جواب دیا کہ مجھکو میرے مولا غالب کل غالب علی ابن ابیطالب نے زور عطا فرمایا ہی ایرج حیران ہوا کہ یہ کہتا کیا ہی ہر چند بل کرکے کچلتا ہی کہ اُٹھالون مگر ممکن نہین ہوتا لنگر نہین ٹوٹتا یہانتک کہ دو پہر کشتی رہی تھی کہ یکایک بجلی کڑکی کہ آنکھین ہر ایک کی جھپک گئین اور ایک پنجہ آسمان پر سے پیدا ہوا اسد کو اُٹھا کے لیے چلا گیا ایرج نے کہا کہ آج انکے لشکر سے شبخون مارنے کا عوض لینا چاہیے بس جلدی سے آ کھڑا مرکب پر سوار لشکر پر اسد کے گرا فوج بھی یہ دیکھکر آ پڑی لگی تلوار چلنے ایرج پکار رہا ہی کہ انکے لوگ اسد کے بچانے پائین بس تمام آفتاب پرستون نے آ کر نرغہ کر لیا فوج اسد کی تھوڑی تھی اور بے سردار کہان لڑ سکتی تھی ایرج قتل کرتا چلا جاتا تلوار چل رہی تھی ایک ہنگامہ برپا تھا خداپرست جانون پر کھیلے ہوے تھے کہ عین گرمی جنگ مین ادھر سے ایرج جاتا تھا ادھر سے ابراہیم بن مالک تلوار زن مارتا چلا آتا تھا دونون کا سامنا ہوا ابراہیم نے تلوار مارنے مین تامل کیا ایرج پکارا کیون تو نے وار اپنا نہ کیا ابراہیم بولا اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے ایرج بولا مین بھی پیشدستی نہ کرونگا کیونکہ مین صاحبقران ہون القصہ بعد از گفتگو تلوار چلی کہ ابراہیم بن مالک زخمی ہوے غش طاری تھا کہ شاپور شیر دل نے کمند مار کر پکڑ لیا ایرج پھر لڑتا ہوا آگے بڑھا حارث بن سعد سے سامنا ہوا حارث پکارا او ایرج شرم نہین آئی کہ فوج بے سردار سے لڑتے ہو ایرج بولا میرے کلیجے مین اُس دیوانے کیطرف سے داغ پڑے ہین اُسنے کتنے شبخون میرے لشکر پر مارے مین تو ایک کو بھی اُسکے طرفدارون مین سے نہ چھوڑونگا حارث بولا کہ اگر تجھکو عداوت ہی تو اسد سے ہی لشکر کا کیا قصور ہی کیونکہ نوکر تو مالک کے حکم کا تابع ہی جو وہ کہیگا وہی کریگا اور یہ کونسی مردانگی اور کونسا انصاف ہی کہ چند آدمیون پر تو لاکھ فوج کا نرغہ ہو اگر تو صاحبقران ہی اور تجھے دعوی مردی ہی تو جتنے لوگ اسد کے ہین اُتنے ہی فوج لیکر سامنا کر ایرج نے شاپور سے کہا کہ بارہ نشان ہمارے لشکر کے علامت بارہ ہزار سوار کی تو جلوہ گر رہے اور سب نشان گروا دے کہ فوج پلٹ آئے شاپور نے بارہ نشان چھوڑ کر سب گروا دیے فوج پلٹی ادھر لشکر اسد غازی کا صف آرا ہوا حارث بن سعد سے ایرج سے سامنا ہوا حارث نے تلوار ماری ایرج نے پشت شمشیر پر روک کر جواب مارا آدھا وار دم تیغ اُتر گئی حارث نے دستانہ مارا تلوار تو چھینا کر نکل گئی چادر خون کی زخم سے باہر آئی غش طاری ہوا شاپور نے کمند مار کر اسے بھی پکڑ لیا غرض اسیطرح نو سردار اسد کے زخمی ہوکر گرفتار ہوگئے باقی فوج نے راہ فرار لی ایرج بھی میدان سے پھرا اور وہین خیمہ استادہ کرایا اُتر پڑا کچھ کھانا کھا کر آرام کیا صبح کو بارگاہ مین آکر دنگل شوکت پر متمکن ہوا مالک بن ملکوت شاہ تخت پر بیٹھا ہی سردار آ آکر مجرا کرکے دنگل پر بیٹھتے جاتے ہین مگر ضرغام شیر دل جسوقت سردار گرفتار ہوگئے تھے اور فوج شکست کھا کر بھاگی تھی یہ بھی صورت ایک سپاہی کی بنکر رات بھر لشکر مین رہا صبح کو ایک خدمتگار کی شکل بنکر داخل بارگاہ ایرج ہوا کہ دیکھون ایرج کیونکر سردارون سے پیش آتا ہی اتنے مین ایرج نے حکم دیا کہ لاؤ سرداران اسد کو میرے سامنے یہان حکم ایرج سے سردارون کے زخمون مین ٹانکے لگے ہین پٹیان بخیہ لگائی گئی ہین کہ خبر پہونچی کہ زندہ آفتاب پرستان سردارون کو طلب فرماتے ہین داروغہ زندانخانے کا سبھون کو لیکر حاضر ہوا سب نے بطور اہل اسلام سلام کیا ایرج نے گریبان بیٹھنے کو دیکر بعد اسکے کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کرنے مین کیا کہتے ہو وہ بولے ہم لعنت کرتے ہین آفتاب پرستی پر اے ایرج

نے کہا اچھا اگر دین میرا اختیار نہیں کرتے ہو تو بیعت میری اختیار کرو جواب دیا کہ یہ بھی ہم سے نہ ہوگا
ہمارے آقا نے تیری بیعت کب کی جو ہم کرینگے جو تجھ سے ہو سکے وہ ہمارے ساتھ کر ایرج نے کہا اچھا اگر بیعت
بھی نہیں کرتے ہو تو یہ بتاؤ کہ اسد نے خزانہ جمشیدی کہاں رکھا ہی اگر اس سے بھی انکار کروگے تو ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا سب کو ابھی قتل کردونگا ابراہیم بن مالک نے کہا ای ایرج تجھے اختیار ہو چاہے قتل کر یا ہمین چاہے
بخشدے ہم خزانہ نہیں جانتے مگر ہان ضرغام شیر دل کہ نائب ہی اسد دلاور کا سوا اُسکے کوئی خزانہ جمشیدی
سے آگاہ ہی نہیں رکھتا ایرج نے کہا ضرغام کو مین کہان ڈھونڈھتا پھرون مین کیا جانون ضرغام کہان ہی
اور وہ مارے خوف کے میرے پاس کاہیکو آئیگا ایرج یہ کہکے جیسے ہی چپ ہوا ایک آواز پیدا ہوئی کہ اگر تم
یہ بدی دیش آؤ تو مین تمھارے سامنے آؤن ایرج متحیر ہوا کہ یہ آواز کیسی آئی مگر جدھر سے وہ صدا آئی تھی
اسطرف منہ کرکے پکارا کہ ای ضرغام تو شوق سے میرے سامنے آ قسم ہی نیر اعظم آفتاب تابان کی کہ مین تجھسے
دغا نکرونگا ضرغام پکارا کہ حاضر ہوا اور ایک خدمتگار آگے بڑھکر آیا ایرج نے کہا ای شخص اگر تو ضرغام ہی تو
صورت اصلی اپنی بنا ضرغام نے پانی گرم منگواکر منہ اپنا دھویا بصورت اصلی ہوگیا ایرج نے تعظیم کرکے کرسی
بیٹھنے کو دی بہت کچھ خاطر کی بعد اسکے پوچھا کہ ای ضرغام شیر دل تجھے معلوم ہی کہ خزانہ طلسم جمشیدی کا اسد نے
کہان پوشیدہ کیا ہی ضرغام بولا بیشک جانتا ہون ایرج نے کہا بتا ضرغام بولا کہ اگر سرداران اسد کو میرے حوالے
کیجیے تو بتادون ایرج نے کہا ای ضرغام بھلا تیری بات کا اعتبار نہیں ہی کیونکہ اگر تو نے میرے ساتھ دغا کی ہی تو پہلے
خزانہ مجھے بتادے تو مین سرداران اسد کو تجھے دیدون مجھ سے عہد و پیمان لے لے ضرغام نے کہا بہت اچھا مین
پہلے خزانہ ہی بتائے دیتا ہون بعد اسکے سردار دیجیے گا صبح کو میرے ساتھ چلیے مین خزانہ بتادون ایرج نے کہا
اچھا غرض دربار اپنے وقت پر برخاست ہوا ضرغام نے کہا مین جاتا ہون کل آجاؤنگا آپ چلنے کی تیاری
کرین ایرج نے کہا تم جاؤ کیون نہیں رہو بلکہ ہمارے خیمے مین رہو غرض ایرج ضرغام کا ہاتھ پکڑے ہوے
اپنے خیمے مین لایا اتنے مین ایک خدمتگار نے ایرج کے کان مین کہا کہ آپ ضرغام کو قید کرکے اپنے پاس رکھیے
اگر یون رکھیے گا تو یہ آپ کو بیہوش کرکے لیجائیگا اور سرداران اسد کو بھی چھڑا لیجائیگا اور مین بن شاپور
یہ کہکر چلا گیا بعد اسکے دوسرے خدمتگار نے آکر عرض کیا کہ حکم ہو تو خاصہ حاضر کیا جاے ایرج نے کہا لاؤ
دسترخوان بچھا ایرج نے ضرغام شیر دل سے کہا کہ آؤ ضرغام بھی ہاتھ دھو کر آبیٹھا لیکن کھٹکا سوا ہی کہ یہ
خدمتگار کان مین کیا کہہ گیا ہی کہین اس کھانے مین بیہوشی نہو پھر یہ سوچتا ہو کہ ایرج کے یہ شیوے نہین کہ کسی کو
بیہوش کرکے پکڑے اور وہ چاہتا تو یونہین مجھے گرفتار کرلیتا یہ سوچکر بے تکلف ہاتھ دھو کر آبیٹھا کھانا شروع کیا
جب کھانے سے فراغت پائی ہاتھ دھوے ضرغام کا پلنگ برابر ایرج کی مسہری کے بچھا دونون لیٹے لیکن نیند
نہین آتی ایرج سوچتا ہی کہ ایسا نہو یہ رات کیوقت مجھے بیہوش کرکے لیجاے ضرغام بھی سوچتا ہی کہ ایرج کو
بیہوش کیجیے اور پہلے کبھی خیال کرتا ہی کہ سرداروں کو چھڑا لیجیے غرض یہ دونون تو اسی فکر مین تھے مین شاپور شیر دل
ایرج کو جاگتا ہی جانتا ہی اور خود بھی ایک چوبدار کی صورت بنا ہوا کھڑا ہی کہ شاید ضرغام کوئی عیاری کرے کہ ایرج نے
کہا ای ضرغام کیا جاگتے ہو ضرغام نے جواب نہ دیا ایرج کو گمان ہوا کہ یہ تو سو گیا یہ خیال کرکے سو رہا اور خراٹے لینے لگا
مگر ضرغام دم چرائے سونے والون کی صورت بنائے پڑا ہوا تھا خراٹے کی آواز سنکر سمجھا کہ ایرج سو گیا یہ دین آئی
کہ اسے بیہوش کرکے اور سرداران اسد کو چھڑا کر لیچلیے پھر خیال آیا کہ ایسا نہو یہ راز کھلجاے تو غضب ہوجائیگا کل جیسا

ہو گا ویسا ہوگا مصرع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد * یہ خیال کرکے یہ بھی سو رہا مگر شاپور نے صدائے نفس سے
پہچانا کہ دونون سو گئے ہین قریب ضرغام شیر دل کے آیا اور کچھ عیاری مین بیہوشی رکھکر قریب ضرغام کے
لیگیا بس جیسے ہی اوسکی سانس کی بیہوشی اسقدر پھونک دی کہ بغیر صبح ہوئے ہوش نہ آئے اور آپ شاپور بھی
خیمے سے نکلکر اپنی خوابگاہ مین آکر سو رہا غرض صبح ہو گئی ایرج اٹھا اور تمام سردار بھی اپنے اپنے خیمون سے نکلنے لگے
مگر ضرغام کو ابھی تک ہوش نہین آیا ایرج نے شانہ ہلایا اور پکارا اے ضرغام اٹھو صبح ہوئی لیکن وہ اسیطرح پڑا ہوا
ہے جواب نہین دیتا اتنے مین شاپور اپنی خوابگاہ سے اٹھکر ایرج کے خیمے مین آیا دیکھا کہ ایرج ضرغام کو جگا رہا ہے کہا اے
شہریار مین نے اسے بیہوش کر دیا تھا کہ آپ سے دغا نہ کرے ایرج نے کہا اچھا اب اسے ہوشیار کرو شاپور نے کہا
اسے خود گھڑی دو گھڑی مین ہوش آجائیگا اگر مین ہوشیار کرونگا وہ سمجھ جائیگا کہ کسی نے مجھے بیہوش کیا تھا ایرج
نے کہا مجھے دیر ہوتی ہے مجھے اس سے وعدہ خزانہ جمشیدی بتلانے کا ہے جلد ہوشیار کرو شاپور ہر چند مانع ہوا ایرج
نے نہ مانا شاپور مجبور ہو کر فتیلہ رفع بیہوشی لیکر جیسے ہاتھ قریب ناک لیجانے لگا ضرغام کو اتفاق سے ہوش آگیا دیکھا کہ
شاپور ایک فتیلہ لیے ہوئے ہے پکارا کیون مہتر جی یہ کونسی مردانگی ہے کہ اپنے مہمان کو بیہوش کرکے پکڑنے کا ارادہ کیا تھا
شاپور نے کہا مین تمھین ہوشیار کر رہا تھا ضرغام بولا مین سوتا تھا یا بیہوش تھا مجھ سے مکر کرتے ہو شاپور نے کہا مین نے
تمھین رات کو بیہوش کیا تھا کہ تم بھاگ نہ جاؤ اسوقت ہوشیار کرنے کو تھا کہ تمھین خود ہوش آگیا ضرغام چپ ہوا دل مین
کہا کہ یہ عیار بلائے بیدرمان ہے خوب پہلے سے انتظام کر لیا یہ باتین تو اسمین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی ملتی ہین وہ
بھی اسیطرح حفظ ماتقدم کر لیتے ہین غرض ایرج نے کہا اے ضرغام چلو خزانہ بتا دو ضرغام بولا بسم اللہ چلیے غرض ایرج کو
اپنے ہمراہ لیکر قلعہ آہنین حصار کیطرف روانہ ہوا جب قریب اس قلعہ کے پہونچا وہ لوگ جو اسد کیطرف سے اس قلعے
مین تھے انکو خبر ہوئی کہ ایرج آتا ہے انھون نے دروازہ قلعے کا بند کر لیا پل تختہ اٹھوا لیا آمادہ جنگ ہو بیٹھے ضرغام نے
ایرج سے کہا کہ آپ یہین اتریے مین دروازہ قلعے کا کھلوائے دیتا ہون ایرج سامنے قلعے کے اترا ضرغام شیر دل سامنے قلعے
کے آکر پکارا کہ صاحبو اگر مجھے تم جانتے ہو کہ مین عیار ہون اسد بن کرب دلاور کا اور اسکی جانب سے تم سب پر
حاکم ہون تو دروازہ قلعے کا کھولدو اور جو کچھ مین کہون وہ تم کرو سبھون نے آپسمین کہا کہ بیشک ضرغام کو ہم
بجائے اسد جانتے ہین اور اسکے کہنے سے باہر بھی نہونگے مگر عقل یہ کہتی ہے کہ پہلے دریافت تو کر لو کہ یہ ضرغام اصلی ہے یا
نقلی ہے یہ مشورہ باہم کرکے پکارے کہا اے ضرغام شیر دل ہمین کیونکر معلوم ہو کہ تو ضرغام اصلی ہے ضرغام بولا مرحبا صد مرحبا
اور دو چار پتے ایسے دیے کہ جو مثل راز کے تھے جسے کوئی واقف نہ تھا وہ لوگ سمجھ گئے کہ یہ حقیقت مین ضرغام ہے بس
دروازہ قلعے کا کھولدیا ضرغام شیر دل اندر قلعے کے آیا سبھون سے ملاقات کی اور کہا کہ صاحبو مین چاہتا ہون کہ
ابراہیم و حارث بن سعد وغیرہ سرداران اسد سے جو ایرج پاس قید ہین انکو رہا کراؤن اور مال تو ایرج پائیگا
نہین ہمارا اسد نادان نہین ہے کہ مال اسکا ایرج پائے مین تم سب کو ایرج پاس لیے چلتا ہون اس سے تمھین
خلعت دلواؤنگا قلعے مین لاؤنگا مال و خزانہ دکھاؤنگا اور کہونگا کہ صبح کو سب مال و خزانہ اپنے قبضے مین کیجیےگا
وہ سردارون کو رہا کرکے میرے حوالے کریگا بس ہم تم سب رات کو قلعے سے نکلکر چلدینگے ایرج صبح کو اپنا سر پیٹتا
رہجائیگا سبھون نے کہا جیسی تمھاری رائے ہو ہم ہر وقت مین تمھارے مطیع ہین غرض ضرغام شیر دل سب کو
ہمراہ لیے ہوئے قلعے سے نکلکر پاس ایرج نوجوان کے آیا نذرین گذرانین ایرج بہت خوش ہوا نذرین لین کرسیان بیٹھنے کو
دین خلعت بیش بہا عنایت کیے ضرغام نے ایرج سے کہا کہ اب چلیے خزانہ دیکھیے ایرج ساتھ ہوا ضرغام قلعے کے اندر لایا

احمر زرین تاج سے مندد لوائی ایرج نے اُسے بھی خلعت دیا حال پوچھا ضرغام نے کہا کہ مالک قلعہ بھی ہو بعد اسکے
ضرغام ایرج کو وہین گنج پر لایا اور شمہ خزانے کا کھولکر دو تین صندوق نکالے اور سامنے ایرج کے قفل اُنکے
کھولے جواہر بیش قیمت اُنمین سے نکلا ایرج بہت خوش ہوا تحسین و آفرین ضرغام پر کی ضرغام نے اور ایک چاہ
کا مُنھ کھولا اسمین سے بھی کئی صندوق نکالکر کھولے اُنمین اشرفیان بھری تھین ایرج کا یہ عالم ہوا کہ خوشی کے مارے
اُچھلنے لگا ضرغام کو گلے سے لگا لیا اور بہت بھاری خلعت دیا اور اُسیوقت وہ سرداران اسد جو اُسکے قیدی
تھے خلاص کرکے ضرغام کے سپرد کیے ضرغام نے کہا اب آپ اپنے پہرے قائم کیجیے صبح کو آکر نکلوا لیجیے گا خیر آپ
تو مجھے دغاباز جانتے تھے اب تو مین آپکے سُرخرو ہوا ایرج نے کہا کہ بھئی مرد ایسے ہی ہوتے ہین جو مُنھ سے
کہتے ہین وہی کرتے ہین تمھاری کیا بات ہے اور اُسیوقت اپنے پہرے بلوا کر خزانے پر قائم کیے اور ضرغام سے
کہا کہ ابھی تم اسد کی تلاش کو نہ جانا کل جسوقت ہم خزانہ لیکر چلے جائین اُسوقت تم بھی تلاش اسد کو جانا ضرغام
بولا بہت خوب ایسا ہی ہوگا ایرج تو قلعے مین سے چلا گیا ضرغام نے دروازہ قلعہ کا بند کر دیا شب کو کوئی
دو گھڑی رات گئے لوگ جو ایرج کے خزانے پر تھے اُن سب کو کھانا بھجوایا وہ کھا کھا کر بیہوش ہوئے ضرغام نے
اُن سب کے سر کاٹے اور تمام مال و اسباب لیکر مع احمر زرین تاج اور سرداران اسد وغیرہ نقب کے راستے
سے نکل گیا جاتے جاتے قریب صبح کے قلعے سے کوئی دس بارہ فرسخ پر آکر ٹھہرا سب سردارون سے کہا کہ تم مع لشکر
کوہستان مین ٹھہرو مین اسد کی تلاش مین جاتا ہون خدا چاہتا ہے تو ڈھونڈھ کے لاتا ہون یہ کہکر ایک سمت
روانہ ہوا یہان ایرج جو صبح کو بیدار ہوا مع فوج خوشی خوشی قلعے پر آیا دل مین کہتا ہے بڑے بخت کا مال ہاتھ لگا
مگر دروازہ قلعہ پر جو پہونچا بند پایا کہا کہ دیکھنا تو کیا بھید ہے دروازہ کیون بند ہے دو چار آوازین دین جب کوئی
نہ بولا حکم دیا کہ توڑ ڈالو دروازہ اُسیوقت بیلدار آگے بڑھ آئے دروازہ اکھیڑا اندر قلعے کے آئے تو کیا دیکھا کہ
جو لوگ پہرے پر قائم کیے تھے وہ مرے پڑے ہین اور کسی کا پتا نہین ایرج حیران ہوا کہ یہ کیا سحر ہے دیلم شاط
زنگی سے کہا کہ قلعے کے لوگ کہان چلے گئے ضرغام کیا ہوا اگر یہ گمان ہو کہ سب مال و اسباب لیکر نکل گئے تو
خلاف عقل ہے کس واسطے کہ رات بھر مین اتنا بڑا خزانہ کیونکر لے گئے دیلم شاط زنگی بولا ای شہریار کچھ نہ کچھ تو
پیچ ضرور ہے خزانہ ہاتھ لگنا بہت مشکل ہے مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خزانہ یہان نہین ہے اگر یہان ہوتا تو ضرغام
یہان سے بھاگ نہ جاتا ایرج نے کہا ای دیلم مجھکو بھی کھٹکا معلوم ہوتا ہے جلدی چل کر خزانہ دیکھو غرض خزانہ پر
آئے دیکھا تو چوکی پہرے والے مرے پڑے ہین یقین ہوا کہ خزانے مین ضرور کچھ نہ کچھ خلل ہے اور صندوقون کو جو
نکلواکر کھلوایا دیکھا تو اُنمین کنکر پتھر بھرے ہین بعضون مین پرانے جوتے نکلے بس ایرج نے ہاتھ پر ہاتھ
مارا انگشت دست کو اس تدر سے کاٹا کہ لہو بہنے لگا کہا کہ افسوس یہ عیار مجھکو بڑا فریب دے گیا اور سردارون
کو لیگیا لوگون نے عرض کیا پیرو مرشد رات بھر تو ہم سب قلعے کے گرد پھیرا کیے یہ سب گئے کدھر سے غرض
قلعے بھر مین ڈھونڈھنا شروع کیا معلوم ہوا کہ راہ نقب سے نکل گئے ایرج ناچار افسوس کرتا ہوا قلعہ سے
باہر نکلا ہرکارون کو خبر کے واسطے بھیجا کہ کہین دیوانے کے لوگ چھپے ہون تو خبر لاؤ اُنھون نے ہر چند تجسس کیا
مگر کہین سراغ نہ لگا ایرج مجبور وہان سے پھر کر داخل لشکر ہو تمام حال مالک بن ملکوت شاہ سے بیان کیا
اُسنے کہا ای زبدہ آفتاب پرستان یہ اسد و ضرغام دونون بلاے بے درمان ہین جال انکا ہاتھ آنا بہت دشوار ہے کچھ غنیمت
جانیے کہ آپ بخیر و خوبی چلے آئے ایرج نے کہا اب مین یہان نہ ٹھہرونگا قلعہ ذوالامان پر جاؤنگا یہ تو اُسکی تیاری مین معروف ہوا

اب چند کلمے داستان اسد دلاور کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ اسد کو کشتی میں بجرہ اٹھا کر لیگیا تھا آنکھ جو اسد کی کھلی ایک باغ میں اپنے کو پایا دیکھا کہ باغ نہایت پر تکلف ہے نہریں دو طرفہ جاری ہیں بیچ میں چمن ہے کہ جسمیں چھوٹے چھوٹے درخت ہیں انواع و اقسام کے پھول کھلے ہوئے ہیں جانوران مختلف اللون خوش الحانیاں کر رہے ہیں ایک قصر پر تکلف پر جو نظر پڑی عجب قصر دیکھا کہ در و دیوار میں جواہر کی نقش کاری بیلیں گلبوٹے بنے ہوئے کہ جسکے سامنے فضا باغ کی گرد ہو گئی بیچ میں فرش بچھا ہے مسند لگی ہوئی ہے نازنینان مہر جبین گرد و اطراف میں مسند کے بیٹھی ہیں ناچ ہو رہا ہے ایک نازنین دُر در گوش مرصع پوش دریائے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے بیٹھی ہے نظر جو اسد کی اُسپر پڑی بس منھ اپنا اُدھر سے پھیر لیا کہ نہیں معلوم یہ کس کا ناموس ہے نامحرم عورت کو نہ دیکھنا چاہیے بس ویسے ہی پلٹ کر چلا تھا کہ آواز قہقہے کی آئی کہ اے جوان تو عجب مرد ہے کہ عورت سے بھاگتا ہے اسد نے جواب دیا کہ ہم خدا پرست ہیں کسی کے ناموس کو نہیں دیکھتے اتنے میں وہ نازنین مسند نشین اٹھی اور پکاری میں کسی کا ناموس نہیں ہوں میرا یہ باغ ہے آپ تشریف لائیے اور قریب اسد کے آ کر ہاتھ اسد کا پکڑ کر لیے چلی گئی اور مسند پر لا کر بٹھایا اسد نے کہا اے ملکہ میں حیران ہوں کہ یہاں مجھے کون لایا اُسنے کہا اے شہریار آپ اندیشہ نہ کریں میں آپ کو اٹھا لائی ہوں اسد نے کہا کیوں کہا کہ میں آپ کو طلسم جمشیدی میں دیکھکر عاشق ہوئی تھی اب آپ میرا مدعائے دل پورا کیجیے یہ کہکر باہیں گردن میں ڈال دیں اسد اس بیباکی پر اُسکی سمجھ گیا کہ یہ لکاتہ جادوگرنی ہے کہا صاحب ہٹو تو ذرا سنبھلو تو میں کیا کہیں بھاگا جاتا ہوں آخر تمھارا نام کیا ہے اتنی بیتابی عورت کو زیبا نہیں اُسنے کہا میرے دل کو تیری مفارقت کی تاب نہیں نام نشان سے کیا مطلب کام سے کام ہے اسد نے کہا جبتک نام نہ بتاؤگی میں تجھسے بات بھی نہ کرونگا اُسنے کہا کہ نام میرا **سنگلاخ جادو** ہے اگر تو میرا کہنا مانیگا تو تجھے بادشاہ ہفت کشور کر دونگی اور تمام زمانے کا حاکم کر دونگی مگر اسد پوتا ہے **خواجہ عمرو بن امیہ ضمری** کا اپنے دل میں سوچا کہ جادوگرنی کو ملکر مارنا چاہیے اگر انکار کیا تو خرابی ہوگی یہ سوچ کر بولا اے **سنگلاخ جادو** میں بھی تمکو دیکھتے ہی عاشق ہو گیا ہوں معلوم ہوتا ہے تمنے میرے دل کو بزور سحر اپنی طرف رجوع کر لیا ہے وہ بولی اے شہریار قسم ہے سامری و جمشید کی کہ میں نے اسوقت تک آپ پر سحر نہیں کیا اسد نے کہا اے ملکہ تمھارا حسن دلفریب ساحر ہے سنگلاخ جادو نے ہنسکر سر جھکا لیا اپنے دل میں سمجھی کہ یہ حقیقت میں فریفتہ ہے اسد بولا اے ملکہ تمنے بڑا احسان مجھ پر کیا کہ لڑائی سے بچا کر یہاں لے آئیں لگا چاپلوسی کرنے ساحرہ سمجھی کہ شاید یہ میرے دام میں گرفتار ہوا حکم کیا کہ لاؤ اسباب عیش موجود کرو اُسیوقت کشتیاں شراب و کباب کی سامنے لا کر رکھی گئیں طبلے پر تھاپ پڑی گانیں ناچنے لگیں ساقیان سیمین ساق جام بھر کر سامنے لائے اسد نے اپنے پاس گلابی شراب کی لے لی اور سنگلاخ جادو کو پلانے لگا مگر موقع بیہوشی ملانے کا نہیں پاتا جب خوب شراب پلا چکا سنگلاخ جادو مست ہوئی لپٹنے لگی بوسہ بازی ہونے لگی لوگ یہ رنگ محفل کا دیکھکر ہٹ ہٹ گئے اسد نے سنگلاخ جادو کو گود میں اٹھایا اور مسہری کیطرف چلا وہ تڑپنے لگی بوڑھے غمزہ کرنے لگی کہ صاحب یہ کیا کرتے ہو میں کسی اور کی خواہان نہیں ہوں اسد نے مسہری پر بٹھایا اور دست درازی کرنا شروع کی ایک مرتبہ کہا کہ ملکہ یہ لباس جو گلے میں پہنے ہو کیا اچھا ہے اُسنے کہا تمھیں پسند ہو تو لے لو میں اتارے دیتی ہوں اسد نے کہا اچھا میں خود اتارے لیتا ہوں یہ کہکر ہاتھ دونوں گلے پاس لیگیا بھلا اب اسد کہاں چوکتا ہے دونوں ہاتھوں سے اپنا گلا اُسکا گھونٹا کہ ہوا بادمخالف

کے دم اُسکا نکل گیا روح واصل جہنم ہوئی ایک آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا جو مکانات سحر کے تھے کہ حیان ہوکر اُڑ گئے پیر اُسکے خاک اُڑانے لگے آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام من سنگلاخ جادو بود ارے بڑی دغا کی اس دیوانے نے میرے ساتھ عاشق بنکر میری جان لی اب جو بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی تو باغ اُس کیفیت پر نہ تھا اسد نے لاش اُسکی اُٹھا کر فیلے پر ڈالدی باقی اور جتنی عورتیں تھیں وہ آکر اسد کے قدموں پر گریں عرض کیا ای شہریار یہ مردار ہمکو بہلاتی تھی کام خدمت لیتی تھی اور ظلم کرتی تھی حضور کی بدولت ہم سب اُسکی قید سے چھوٹے اب آپ کو ہمارا اختیار ہو ہم سب کنیزیں آپکی ہیں اسد نے کہا کہ مجھے تمسے کچھ سروکار نہیں ہو جہاں جی چاہے چلی جاؤ سبھوں نے عرض کیا کہ ہم آپ ایسے آقا کو چھوڑ کر کہاں جائینگے اسد نے کہا اگر میرے ساتھ رہنے کا ارادہ ہو تو دین اسلام اختیار کرو اُن سبھوں نے کہا کہ فرمائیے تو ہم آپ کو سجدہ کریں اسد نے کہا نہیں یہ بھی کفر ہو اور بہت سی تعریفا خداوند کریم کی بیان کی کہ وہ سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئیں اب اسد کو فکر ہوئی کہ مال و خزانہ اسکا بہت کچھ نکلا ہو کیونکر لیچلوں یہ اسی فکر میں تھا مگر اب حال سُنیئے مہتر ضرغام شیردل کا تلاش میں اسد دلاور کی نکلا تھا جاتے جاتے قریب شام ایک ایسے صحرا میں پہونچا کہ جہاں نہ درخت نہ چاہ نہ دریا کچھ معلوم نہیں ہوتا بھوک کی شدت دن بھر کی زحمت کھاے کیا پیے کیا رہے کہاں متردد و متفکر دعا کرتا ہوا کہ ای معبود حقیقی و ای رازق حقیقی مجھکو طعام سے سیر کر کہ بھوک کے مارے میرا عجب حال ہو غرض چند قدم اور آگے بڑھا ہوگا اب رات ہو گئی ہو کہ ایک چراغ سا سامنے نظر آیا ضرغام سمجھا کہ شاید ادھر کوئی قصبہ پڑا ہو اُسی طرف کا رُخ کیا جاتے جاتے قریب پہونچا تو ایک منڈھی معلوم ہوئی دیکھا کہ ایک فقیر بارش سفید بیٹھا ہوا ہو تلاوت قرآن مجید میں مصروف ہو ضرغام بہت خوش ہوا کہ یہ فقیر مسلمان ہو سامنے آکر کھڑا ہو رہا فقیر نے قرآن پڑھتے میں اُنگلی سے اشارہ کیا کہ بیٹھ جا ضرغام جھکا کھڑا رہا جب تو فقیر نے آیۃ ختم کر کے کہا کہ ای شخص تو کیا صحرائی ہو کہ اشارہ نہیں سمجھتا ضرغام سلام کر کے بیٹھ گیا اور سمجھا کہ فقیر صاحب کمال ہو عرض کیا کہ ای شاہ صاحب میں سرگشتہ صحرائے جستجو ہوں مجھکو گم کی جو کہیں شہر نا شاد ہو کیونکہ نہیں معلوم میرے آقا اسد غازی پر کیا گذری فقیر نے کہا بابا وہ خیریت سے ہو تو نہ گھبرا اُسے ایک جادوگرنی اُٹھا لیگئی تھی اُسنے فریب دے کر اُس ساحرہ کو مارا اور مال و خزانہ اپنے قبضہ میں کیا لیکن اس تردد میں ہو کہ کیونکر لیچلوں ضرغام شیردل نے کہا شاہ صاحب مجھے پتا اُسطرف کا بتائیے شاہ صاحب نے ایک نقش لکھ دیا اور کہا کہ اسے بالائے ہوا نام اسد غازی کا لیکر اُڑا دینا جسطرف یہ نقش اُڑکر گرے اُسیطرف چلے جانا ضرغام شیردل سلام کر کے چلا باہر نکل کر نقش اُڑایا جسطرف وہ نقش اُڑکر گرا بس اُسیطرف ضرغام چل نکلا جاتے جاتے دیکھا اسنے کہ کچھ درخت سامنے سے نمودار ہوے جب ضرغام قریب اُن درختوں کے پہونچا دیکھا تو باغ ہو لیکن سنسان معلوم ہوتا ہو اور آگے بڑھا دیکھا کہ اسد غازی کھڑا ہوا ہو لیکن متردد اور چند عورتیں گھیرے کھڑی ہیں ضرغام نے سلام کیا قدموں سے لپٹا اسد نے گلے سے لگایا اور حال لشکر کا پوچھا ضرغام نے تمام حال ایرج کا بیان کیا اسد نے کہا ای ضرغام جا کر ہمارے لشکر کو بھی یہیں لے آؤ تو چلیں کیونکہ اس مال کو تنہا ہم کیونکر لے چلینگے ضرغام یہ سنکر روانہ ہوا اسد نے اُس روز وہیں توقف کیا ضرغام دوسرے روز لشکر کو لیے ہوے پہونچا سبھوں نے ملازمت اسد دلاور کی حاصل کی نہایت خوش ہوے اب اسد مال و اسباب اس جادوگرنی کا لدوا کر روانہ ہوا دوسری منزل تھی کہ ناگاہ گرد و غبار بلند ہوا ضرغام خبر کیواسطے روانہ ہوا گھڑی بھر

مین آکر عرض کیا کہ سردار لشکر چوبین بن اسفندیار خان زرریج آبادی خزانہ لیے ہوئے ایرج پاس جاتا ہی اسد نے کہا کہ چھوڑتا اُسے کب ہون کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر جائے اور آکر سر راہ صف باندھکر کھڑا ہوا اُدھر چوبین نے سُنا کہ اسد دیوانہ سدراہ ہوا ہی کہا کہ قضا اُسکی دامنگیر ہوئی ہی اور اُسنے بھی صف راست کرائی مرکب چمکا کر میدان مین آیا اودھر سے اسد شیردل گھوڑا اڑا کر پہونچا مقابلہ ہوا اُسنے کہا کہ او دیوانے یہ مال وخزانہ مین ایرج صاحبقران کیواسطے لیے جاتا ہون تو کیون سدراہ ہوا ہی اسد بولا ادھر افرادے یہ مال صاحبقران دوران ثانی سلیمان امیر گیتی ستان کا ہی کب تجھے لیجانے دیتا ہون اُسنے کہا خیر معلوم ہوجائیگا یہ کہکر نیزہ مارا اسد نے نیزہ نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے اسد نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسکی دیکھتے ہی چوبین آگ ہوگیا پکارا نیزہ بازی خلال بازی تیغ بازی راستبازی ہے اسے یہ کہکر تلوار ماری اسد نے تلوار اُسکی رد کرکے جو ہاتھ مارا سپر کو کاٹا سر پر پڑی کہ خود و بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹکر سر ابر کلے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب کے گذر گئی صندوق سینہ سے مثل سیماب کے گذرکر تمام جسم کو کاٹکر زین اور تنگ زین کو کاٹا خوگیر کو تراشا گینڈے کو قلم کرکے زیر تنگ بوسہ دیا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے اُسکے سپاہیون نے جو دیکھا کہ سردار ہمارا مارا گیا اسد پر دوڑ پڑے اسد بھی مانند شیر غضبناک کے حملہ آور ہوا سپر بدست چپ تیغ بدست راست جا پڑا اُدھر سے رفیق اسد کے اور چالیس ہزار قزاق بوقین بجا بجا کر فوج کفار پر آپڑے لگی تلوار چلنے ہنگامۂ محشر برپا ہوا کشتون کے پشتے بندھ گئے لاش پر لاش گری ہوئی تھی دریاے خون رواں تھا تلوارین جو شکستہ سپاہیون کی گری پڑی تھین قبضے اُنکے مانند نہنگ خون آشام کے معلوم ہوتے تھے اور بازو جو زرہ پوشون کے کٹ کٹ کر گرے تھے معلوم ہوتا تھا کہ مچھلیان جال مین پھنسی ہوئی پھڑک رہی ہین لاشین جو زرہ پوشون کی گری ہوئی پڑی تھین تو معلوم ہوتا تھا کہ زمین خوف سے بہادرون کے زرہ پوش ہوئی ہی تیر یا تک میدان مین گرے تھے کہ معلوم ہوتا تھا زمین کے رونگٹے کھڑے ہوئے ہین دریاے خون مین سپرین مانند کچھوون کے تیرتی پھرتی ہین غرض اُس سرزمین پر ایسی خونریزی ہوئی کہ یقین تو ہی کہ اب کبھی سبزہ وہان نہ اُگیگا بلکہ بجاے سبزہ لالہ اُگیگا وہ بھی داغ بدل یا دم الاخوین کہ جس سے ہمیشہ خون جاری رہتا ہی غرض دوپہر کامل لڑائی رہی آخر کار فوج بے سردار شکست خوردہ بھاگی لاشہ اُس کافر کا اُٹھالیا لیکن خزانہ اسد کب لیجانے دیتا ہی سب مال و اسباب چھین لیا اور دامنہ کوہ مین آکر خیمہ برپا کیا مگر وہ لوگ لاش چوبین بن اسفندیار خان زریج آبادی کی لیے ہوئے سامنے ایرج نوجوان کے پہونچے اور تمام حال اُسکے مارے جانیکا بیان کیا ایرج متاسف ہوا اور اُنکی تسکین کو کہدیا کہ وہ دیوانہ بھی ادھر آتا ہوگا دیکھو اس سے کیسا عوض لیتا ہون اور لاہوت شاہ سے کہا کہ تم لشکر لیکر قلعۂ ذوالامان پر چلو مین بھی آتا ہون لاہوت شاہ فوج بے پایان لیکر جہازون پر سوار ہوکر روانہ ہوا اُدھر ایرج نے کہا دیوانہ آتا ہوگا سامان جنگ تیار رہے اُنکو تو ہمین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان امیر حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر عالمگیر زبرجد نگار کو فتح کرکے تعاقب مین لقا کے روانۂ فرعونیہ ہوئے ہین دن رات جہاز چلے جاتے ہین ایک روز دوپہر ڈھل چکی ہی کہ وہ جہاز جو آگے تھے اُن مین شور و غل پیدا ہوا امیر نے جو یہ کیفیت دیکھی فرمایا دریافت تو کرو یہ غوغا کیسا ہی عرض ملاحون کو بلاکر پوچھا اُنھون نے بیان کیا کہ یہان سے دو دن کی راہ کم کیجائیگی تو ساحل پر پہونچینگے وہان ایک شہر ہی مانند کشمیر کے آب و ہوا بہت عمدہ ہی کہ اگر مرد پیر چند دن رہے تو جوان ہوجائے شہر تو ایسا اچھا ہی مگر لوگ وہان کے بدسرشت ہین سب بلند بالا قوی ہیکل ہین سر اُنکے مانند فیل

کے چنگال مانند شیر کے لڑائی مین ایسے ہین کہ شیر اُنسے بھاگتا ہے وہان کے ایک آدمی سے دس آدمی عہدہ برآ نہونگے
امیر کشور گیر نے یہ سُنکر فرمایا کہ برب کعبہ مین بغیر اس شہر کو لیے آگے نہ بڑھونگا مین مرد نہین جو اس شہر کو نہ لون
جہاز جلد اسیطرف چلین سبھون نے دیکھا کہ صاحبقران قسم کھا بیٹھے ہین اب کسیطرح نہ باز رہینگے غرض رات بھر
جہاز چلے گئے سبھون کو اندیشہ لڑائی کا تھا کہ دیکھیے کیا ہوگا اُن بدنہادون سے کیونکر سامنا ہوگا جب صبح
ہوئی دو فرسخ سے وہ شہر نظر آنے لگا صاحبقران نے شاہزادہ بدیع الزمان اور کرب لاور کیطرف
دیکھا اور فرمایا تم دونون اپنے لشکر کو لیکر پار اُترو اور نگہبانی لشکر کی کرو کہ کوئی کسی پر ظلم و تعدی نہ کرے
دلجوئی مین سبکی مصروف رہو عدل و انصاف سے کام لو بدیع الزمان اور کرب یہ حکم سنکر رخصت ہوے دریا سے
پار اُترکر دامنہ کوہ مین خیمہ اپنا برپا کیا امیر بھی بعد کو روانہ ہوے مگر حال اسطرف کا سنیئے کہ بادشاہ اس شہر کا ارخیل بے بہرہ
ہو ہرکارون نے جاکر اُسے خبر دی کہ لشکر حمزہ کا تعاقب مین لقا خدائے باختر کے جزیرہ جدنگار سے ملک فرعونیہ کو
گیا تھا آیا ہے اور قبل حمزہ کے آنے سے دو فرزندون نے اُنکے اس پار آکر خیمہ برپا کیا ہے ارخیل نے کہا قضا اُنکی لائی
ہے اور حکم دیا فوج کو کہ تیاری جنگ کرے شہر سے باہر نکل کر خیمہ برپا کرو غرض فوج اُسکی مقابل لشکر اسلام آکر اُتری
ارخیل خیمہ مین داخل ہوا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ صبح کو ان لوگون کو مار کر بھگا دونگا اسیوقت طبل جنگ بجا ادھر
شاہزادہ بدیع الزمان و کرب دلاور کو خبر ہوئی انھون نے بھی کوس حربی بجوایا رات بھر دونون لشکرون مین
تیاری رہی صبح کو معرکہ کارزار مین صف آرائی ہوئی نقیب نقابت کرکے چلے گئے جرخیل فیل سر بادشاہ سے اجازت
لیکر میدان مین آیا نعرہ کیا کہ ای خدا پرستو ایسا غرہ تمھین اپنی شجاعت کا ہے کہ تم گھر بیٹھیون پر چڑھکر آگئے ہو کیون
شامت تمھاری آئی ہے جلد مرے آئے ہو اسیطرف پھر جاو نہین تو ذلیل ہوگے مارے جاوگے یہان سے بہادرون نے جواب دیا
کہ ای کافرو اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو تو مسلمان ہو ورنہ مال سے ہاتھ باندھکر چلے آو اسی مین بہتر ہے نہین تو واصل جہنم
ہوگے جرخیل فیل سر خرس طینت یہ آواز سُنکر نہایت غضبناک ہوا کہا کہ اگر دعوی مردانگی ہے تو نکلو مقابلہ کرو بس
یہ سنتے ہی قبہ دین ستون اسلام کرب پر حرب نظر کردہ امیر عرب مرکب چمکا کر اُسکے مقابل ہوا جرخیل فیل سر
تگا دو دن ہوا کئی قدم گینڈا اُس فیل سر کا پیچھے ہٹ گیا مسلکر رانون مین لگب مار کر مقابل کرب لاور ہوا بعد گفتگو بسیار
اژدہ پشت نہنگ کرب طلا اور پیارا کرب نے زیر تیغ شمشیر پر روک کر جو دوہی تیغہ کر بہوش اُسپر مارا مع گردن چار ٹکڑے
ہوے لاش تڑپنے لگی یہ حال دیکھکر اسکے بھائی گرگیل فیل سر کو بھائی کا خون کھولا کر تاب ضبط باقی نہ رہی بیتابانہ پکارتا
ہوا دوڑا کہ ارے غضب کیا تو نے کہ ایسے بہادر کو مارا جسکا عدیل و نظیر نہ تھا جاتا کہان میرے ہاتھ سے اور برابر کرب کے
ہو کر تلوار ماری کرب نے سپر پر روکی اور نعرہ کیا کہ او کافر ایک ضرب میری بھی روک یہ کہکر تیغہ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تا ہو سر
جسکا تھا بازہ ہنگ ہو کر بوسہ دیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوگئے اسیطرح کرب نے اس روز چھتیس فیل سرون کو مارا جنگ مغلوبہ
ہوئی بہت سے فیل سر مارے گئے قریب تھا کہ شکست کھائین کہ از پردہ بیابان گرد سے پر غبار سیاہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گردہ
بر آسمان رسیدہ و بپا کے گرد مین پیچیدہ دل گرد سے فوج گلیم پوشون کی پیدا ہوئی آکر فیل سرون کی شریک ہوئی
یا تو وہ بھاگا چاہتے تھے یا اُنکی تقویت سے ٹھہر گئے اور تلوار چلنے لگی لیکن گلیم پوشون کی جنگ سے فوج اہل اسلام کی پسپا
ہونے لگی قریب تھا کہ شکست ہو جائے کرب و بدیع الزمان دونون جیداری کیے ہوے لڑ رہے تھے کیونکہ بالکل دل تنگ
ہوگئے تھے مگر دل سے دعا کر رہے تھے یکایک تیرہ و حادث جانب پر پڑا اور ایک غبار بلند ہوا آواز طبل سکندری
کی آئی اور حمزہ صاحبقران با لشکر بے پایان نمودار ہوے اور خبر سنی کہ احوال لشکر کرب و بدیع الزمان کا دگرگون ہے

اُسیوقت حکم دیا کہ ہان مارلوان نابکارون کو تمام پہلوان ان کافرون پر حملہ آور ہوے اسقدر گلیم پوشون کو قتل کیا
کہ آخر کار فیل سر گلیم پوش بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گئے اُدھر امیر کشورگیر نے بدیع الزمان و کرب کو ساتھ لیکر
مراجعت فرمائی و داخل بارگاہ ہوئی پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھے زخمیون کو اپنے سامنے بلوا کر
ٹانکے لگوائے اُدھر فیل سر جو پھر کر اپنے خیمے مین آئے جو زخمی تھے اُنکے زخمون مین بخیہ کرایا اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے
اُدھر لشکر اسلام مین بھی رات بھر نقارہ بجا صبح کو دونون لشکر مقابل ہلکے صف باندھکر کھڑے ہوے طائر فیل سر
اپنے بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا بدیع الزمان گرد لشکر شکن اپنے مرکب آنزر کو سامنے
تخت بادشاہ اسلام کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ حافظ حقیقی تمھارا نگہبان ہے بدیع الزمان
بارہ گر سوار ہوکر مقابل اُس فیل سر کے آیا نگاہ و زن ہوا بدیع الزمان کا مرکب چار قدم پیچھے ہٹا طائر فیل سر کا
گھوڑا کوئی سات قدم پسپا ہوا اسلمسکر مرکبون کو رانون مین ایک دوسرے کا مقابل ہوا طائر فیل سر نے پکارا
کہ ای خدا پرست نام اپنا بیان کر کہ بغیر نام میرے ہاتھ سے نہ مارا جاوے فرمایا کہ نام میرا شاہزادہ انجم گروہ رشک شکوہ [illegible]
ملک باختر ثانی تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن ہو بیٹا ہون حمزہ صاحبقران کا نعرہ مہ برج خوبی اختر انجمن +
بدیع الزمان گرد لشکر شکن + یہ سنکر اُسنے کہا ای پسر حمزہ پہلے تو وار اپنا مجھپر کرلے کہ آرزو دل کی پوری کرلے کہ حسرت
دل مین باقی نہ رہے فرمایا اہل اسلام کا یہ دستور نہین ہے کہ پیشدستی کرین تو اپنا حربہ پہلے کرلے جب خدا تیرے
زور سے بچائیگا تو مین بھی اپنی قوت کھاؤنگا اُسنے کہا معلوم ہوا کہ تجھکو بڑا گھمنڈ ہے اپنی شجاعت پر خبردار رہنا
یہ کہکر ڈھال کے قبضہ شمشیر پر ہاتھ خبردار خبردار کہکر ایک ہاتھ مارا بدیع الزمان نے آگے تلوار پر اُسکی تلوار ماری
کہ تیغہ اُس کافر کا ٹوٹ گیا اُسنے اپنا عمود گران سے سات سو من کا اُٹھا کر سر پہ چرخ دیکر بدیع الزمان پر مارا شاہزادے
نے سر گرز پر روکا کہ تڑاقہ پیدا ہوا شرارے نکلے تتق گرد بلند ہوا شاہزادے نے گرد سے نکلکر اپنا گرز اُس کافر پر مارا
اُسنے بھی گرز پر روکا مگر دونون ہاتھ تھرا گئے گرز چھوٹ گیا دونون گرز سر پر پڑے کہ سر گردن مین گردن چھاتی
مین چھاتی پیٹ مین پیٹ جوڑون مین جوڑ رانون مین رانین پنڈلیون مین یہ مجموعہ گینڈے مین گینڈا زمین پر
ایک خون کا تھلتھلا بنکر رہ گیا خاک اڑی کہ چنبر گردون غبار سے بھر گیا بدیع الزمان علیحدہ ہوا اور آواز دی کہ آکر
اسکی خبر لو دیکھو اسے کیا ہو گیا اُدھر سے فیل سر دوڑے پانی کے چھینٹے دیکر جو دیکھا تو ایک تھالا خون کا پایا معلوم ہوا
کہ طائر فیل سر مارا گیا بدیع الزمان نے پھر مبارز طلب کیا ارژفیل بے بہرہ خود مقابلہ کو نکلا اور نعرہ کیا کہ ارے
خدا پرست غضب کیا تو نے طائر فیل سر کو مارا ہزار جانین لیکر آیا ہوگا تو ایک سلامت لیکر جا سکیگا اور چودہ سو من کا
گرز اُٹھا کر مارا شاہزادے نے سر گرز پر روکا مگر یہ معلوم ہوا کہ ایک پہاڑ پھٹ پڑا تتق گرد بلند ہوا مرکب مین غرق
ہوگیا اور خود بدیع الزمان بھی غرق عرق ہو گیا غشی طاری ہوا پھر جو ہوش آیا تو نعرہ کر کے گرد سے نکلکر تلوار ایسی
ماری کہ سپر کو قلم کرکے تا دوابرو اُتر گئی اُسنے سر اپنا کھینچا تلوار کھینچے کی گردن پر پڑی کہ صاف قلم کرگئی وہ مع
گردن غلطان بیجان گرا یہ حال دیکھکر فیل سر بیتاب ہوکر دوڑ پڑے بدیع الزمان ایزد دوڑ پڑا اُدھر سے
فوج اسلام حملہ آور ہوئی تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوئی قریب شام فیل سر و گلیم پوش شکست کھا کر بھاگے شہر
مین آکر قلعہ بند ہوے اہل اسلام نے خوب مال و اسباب اُنکا لوٹا اور حکم امیر سے شہر کا محاصرہ کر لیا امیر نے فرمایا کہ کوچ بی
بے اُسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی ارژفیل بے بہرہ کے زخم مین ٹانکے لگے اُسے بھی ہوش آیا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے
غرض رات بھر نقارے گرگراے صبح کو امیر کشورگیر فوج ظاہر و لیکر سامنے قلعے کے آئے اُدھر سے گولے چلنے لگا

کہ عالم تیرہ و تار ہو گیا وہ جو لوگ یورش کر کے گئے تھے بہت سے مارے گئے باقی پھر آئے لیکن بدیع الزمان نامور
گرز گران بر سر ہاتھ میں لیے ہوے گولے رد کرتا ہوا لب خندق جا پہونچا اور نعرہ کیا ای کافرو آ پہونچا میں قلعے پر سے
مانا ستوالاتیل کا کروہ بارود کی ہنڈیان پڑنے لگیں سبکو اس شہریار نے رد کیا خندق پھاند کر پار گیا گرز کو کھینچ دیکر دروازے
پر مارا کہ دروازہ ٹوٹ کر گرا بدیع الزمان اندر قلعے کے داخل ہوا فوج اسلام بھی آگئی اور بہادر بھی عقب میں چلے آتے
تھے سب قلعے میں در آئے تلوار چلنے لگی غلغلۂ گیر و دار برپا ہوا قتل عام ہونے لگا عین گرمی جنگ میں ازفیل بے بہرہ سے
اور بدیع الزمان سے سامنا ہوا ازفیل نے تلوار ماری بدیع الزمان نے پشت شمشیر پر روک کر جو کمر گاہ پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے
ہوے غل ہوا کہ بادشاہ مارا گیا فوج نے طبل امان بجا دیا اور چار طرف سے غل ہوا کہ دوہائی ہے حمزہ صاحبقران کی بدیع الزمان
نے ہاتھ روک لیا تمام روساے شہر مجتمع ہو کر خدمت میں امیر کشورگیر کی حاضر ہوے اور عرض کیا جو حکم ہو وہ ہم بجا لائیں
خطا ہماری معاف کیجیے بادشاہ ہمارا حرامزادہ تھا وہ مارا گیا ہم آپ سے لڑنے کو راضی نہ تھے امیر نے خطائیں انکی معاف
کیں اور سبکو تلقین بدین اسلام کیا تمام فیل سر اور گلیم پوش کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے فرعون ولقا رعنت کی امیر کشورگیر
نے بیٹے کو ازفیل کے کہ نام اسکا عزفیل ہے بادشاہ کیا اور تمام بتخانے تڑوا ڈالے مسجدوں کی بنا ڈلوائی سکہ و خطبہ
بادشاہ اسلام کے نام پر جاری ہوا ایک ہفتہ وہاں صید و شکار میں مصروف رہے بعد اسکے جہازوں پر سوار ہو کر تعاقب
میں لقاے ملعون کے روانہ ہوے بعد چند روز کے کشتیان قریب ساحل پہونچیں دور سے کنارہ دریا پر چند آدمی اس
شکل کے دکھائی دیے کہ سر اسکے مانند شیر کے تھے اور جسم انکے مثل انسانوں کے تھے انھوں نے جو کشتیوں کو اپنی طرف
آتے دیکھا غل مچایا کہ خبردار ادھر نہ آنا لشکر اسلام والوں نے جو یہ صورتیں دیکھیں متعجب ہوے خبر صاحبقران کو
پہونچی ملاحوں کو بلا کر پوچھا کہ یہ کون مقام ہے انھوں نے عرض کیا ای شہریار یہ جزیرہ شیر سروں کا ہے اور بادشاہ
انکا آدمی ہے نہایت شجاع اور بہادر بکر اپنی قوت بازو سے ان سب کو زیر کیا ہے نہایت خوبصورت شخص ہے کہ چہرہ
مثل آفتاب کے رنگ مانند گلاب کے آنکھیں نرگس شہلا رشک زن ہونٹھ نازکی میں برگ گل ہوسن میں ہمیشہ آثار
تبسم چہرے پر عیاں سرو قد غنچہ دہان نام اسکا سعدان شاہ اولاد میں حضرت شیث پیغمبر کی ہے جب ان حضرت نے
دنیا سے رحلت فرمائی ان لوگوں نے تصویر حضرت شیث ع طلاے احمر کی بنوا کر بہت عزت و تکریم سے رکھی ہے دن بھر
میں چار مرتبہ ہر ایک اسکے سجدہ کرتا ہے صاحبقران نے یہ سنکر فرمایا خبردار اور طرف کشتیان نہ لیجانا اسی جزیرہ میں
چلو حکم صاحبقران سے کشتیان کنارے پر آ کر لگ گئیں خیمے استادہ ہو گئے کچھ شیر سر جو وہاں کھڑے تھے پکارے کہ
اگر اپنی جان کی سلامتی چاہتے ہو تو خبردار یہاں نہ ٹھہرو جلد چلے جاؤ ادھر سے لوگ پکارے کہ ای جانورو تم کتنے
کیا ہو یہ لشکر ہے صاحبقران گیتی ستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کا جسنے تمام دیوان قاف کو
مار کر زیر کیا ہے تمکو بھی سر جنگ معقول دینے آیا ہے اگر سہل میں طاعت کی فبہا نہیں تو مارے جاؤگے جاؤ اپنے
مالک کو آگاہ کرو کہ دیو شکار ہفت قلعۂ قاف ضیغم روز مصاف امیر کشورگیر یہاں ہے یہ سنکر اس شیر سر نے وہاں سے
بھاگ کر اپنے بادشاہ سے جا کر عرض کیا پیر و مرشد مجھکو دمان سیاہ سر مثل سیل دمان کے چلے آتے ہیں تمام دریا سیاہ
معلوم ہوتا ہے فرسخ در فرسخ جہاز نظر آتے ہیں سعدان شاہ یہ خبر سنکر نہایت برہم ہوا پوچھا کہ وہ ابھی دریا ہی
میں یا کنارے اتر آئے عرض کیا کہ ای شہریار خیمے انکے اس پار برپا ہو چکے ہیں لشکر اتر رہا ہے بادشاہ بدحواس ہوا
سے غضبناک ہو کر حکم کیا جلد فوج تیار ہو کر جائے اور مانع آنے کا ایسا نہو کہ وہ شہر میں چلے آئیں خبردار ادھر
نہ آنے پائیں اور ان مخبروں سے کہا کہ غضب کیا تمنے جیسے ہی جہاز آتے دیکھے تھے اگر اسیوقت آکر خبر دیتے تو

کاہیکو وہ اُترنے پاتے اُنھون نے عرض کیا کہ پیر و مرشد جبتک ہمنے کسی کو خبر نہ کیطرف آنے نہین دیا تھا ہم جانتے
تھے کہ ادھر کاہیکو آئینگے جب وہ اُترنے لگے ہمنے ڈرایا دھمکایا مگر اُنھین سے کسی نے نہ مانا بلکہ جواب دیا کہ جاکر اپنے بادشاہ
سے کہو کہ خدمت صاحبقران مین اگر حاضر ہو ہم آپکے پاس خبر لیکر آئے کہ ماخیر جو ہونا تھا وہ ہوا سمجھا جائیگا غرض فوج
شیر سرون کی مسلح و مکمل ہو کر روانہ ہوئی اور سامنے لشکر صاحبقران کے آکر پکاری کہ حکم ہی ہمارے بادشاہ کا کہ تم یہانسے
چلے جاؤ ادھر سے بہادر للکارے کہ ہرگز جگہ نہین چھوڑتے ہین اور جاکر صاحبقران سے حال فوج کے آنے کا بیان کیا کہ شیر سر
مانند مور و ملخ کے چلے آتے ہین اور ہر ایک دریاے آہن مین غوطہ مارے ہوئے ہی فرمایا کچھ پروا نہیں ان شاء اللہ تعالی
اُنکو بھی گوشمالی دونگا اور تاکید کی کہ کشتیون کو کنارے پر لگاؤ اور شیر کش جاکر ان شیر سرون کو مارین پس بہادران
شیر شکار تلوارین کھینچ کھینچ دوڑے کہ تلوار چلنے لگی یہانتک اہل اسلام نے اُنھین قتل کیا کہ ہزارہا شیر سر مارے گئے باقی
بھاگ کر بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوئے سعدان شاہ سے تمام حال بیان کیا وہ بہت برہم ہوا اور اسی وقت
باقی فوج اپنے ساتھ لیکر شہر سے باہر آیا سامنے لشکر صاحبقران کے خیمہ استادہ کرا کر اُترا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت
نقارۂ رزمی پر چوب لگی ہرکارے لشکر اسلام کے خبر لیکر روانہ ہوئے دعا و ثناے بادشاہی بجا لا کر صاحبقران سے
عرض کیا کہ سعدان شاہ نے طبل جنگی بجوایا ہی فرمایا کچھ پروا نہین ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے
طبل جنگی غرض رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی رہی صبح کو میدان جدال و قتال مین دونون لشکر مقابل
یکدیگر صفین باندھکر کھڑے ہوئے نقیب و نجیب پکار کر چلے گئے فرہاد شیر سر سعدان شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا
مبارز طلبی کی اور پکارا کہ اے بادشاہ عرب تو نہین جانتا ہی کہ ہم کون ہین ہم وہ ہین کہ جنکے خوف سے رستم جاکر قبر مین
سو رہا افراسیاب غار مین چھپا تم لوگ سوسمار خوار ریگ بیابان خشک کیون اپنی قضا اپنے سر پر لاتے ہو بہتر ہی کہ
اب بھی اپنے اوپر رحم کھاؤ اور یہانسے چلے جاؤ نہین تو تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہم لوگ کھا جائینگے اور ایسے
تم تباہ و برباد ہو کر مارے جاؤگے کہ تمہارے حال پر مرغان ہوا گریہ و زاری کرینگے یہ آوازہ بہادران اسلام نے
جو سنا مانند افعی خونخوار بل کھایا اور پکارے کہ او شیر سر کیا لاف و گزاف کر رہا ہی اپنی تعریف آپ کرنا ذلیل ہو
ذلیل ہونے کی تو نہین جانتا کہ ہم لوگ شیر کش ضیغم شکار ہین ایک کو تم مین سے زندہ نہ چھوڑینگے پہلے بھی تو تم سب
جمع ہو کر آئے تھے نہین دیکھا کسطرح ہمنے مار کر بھگا دیا تھا اب بھی وہی حال کرینگے کبھی تمہاری ان گیدڑ بھبکیون سے
نہ ڈرینگے یہ سنکر فرہاد شیر سر نہایت غضبناک ہو کر پکارا کہ اچھا اگر بڑا دعوی شجاعت ہی تم لوگون کو تو جسکا جی چاہے
میرے مقابلے کو نکلے ہنر جنگ کے دکھاے ابھی دونون کا حال کھلجائے بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ علمشاہ رومی مرکب کو
چمکا کر سامنے تخت شاہی کے آیا بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ خدا تمہارا نگہبان ہو اور ایک جام
عنایت ہوا علمشاہ وہ جام پی کر بادشاہ کو سلام کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہو کر مقابل فرہاد شیر سر آیا پوچھا او شیر سر
کیا نام ہی تیرا اُسنے جواب دیا کہ مجھے فرہاد شیر سر کہتے ہین اور سپہ سالار ہون شیر سرون کا یہ کہکر وہ شیر علمشاہ سے
مستفسر حال ہوا کہ تو کیا علاقہ شاہ عرب سے رکھتا ہی فرمایا کہ مین بیٹا ہون امیر کشورگیر کا رستم صف شکن و پیل کش کشندۂ قوپل ہندی
و دو پیل ہندی و سر برندۂ کیبتان فرنگی ہمنے علمشاہ رومی میرا نام ہی یہ کہکر نعرہ کیا نعرہ علمشاہ رومی شہ زور
گرز بدست مزرق افگندہ شور ہے یہ سننا تھا کہ اُس شیر سر نے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے
بعد چند طعن کے شاہزادہ علمشاہ نے نیزہ فرہاد شیر سر کا ہوائی کیا اُسنے غیظ مین آکر عمود گران سر اٹھا کر سر چرخ
علمشاہ پر مارا شاہزادے نے آئی ضرب خال مین کرکے تیغ کیبتان فرنگی کا ہاتھ مارا اگرز دستے پر سے کٹ کر گرا اُسنے دستہ

ہاتھ سے پھینک کر تلوار کھینچی اور شاہزادہ علشاہ پر ماری شاہزادے نے پھر کر سپر پر روکی کر قبضہ دو نیم اسپر پر اٹھا ہوا تلوار رد ہوئی بعد اسکے خبردار خبردار کہکر جو تلوار ماری یاتو سپر پر چلی تھی یا زیر تنگ اتر کر زمین کو بوسہ دیا مع مرکب کے دو ٹکڑے ہوئے علشاہ نے اور مبارز طلب کیا رستم شیر نے اپنا مرکب نکالا سعدان شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا نگاہ درمان ہوا لیکن مرکب اسی کا لیا ہوا بعد از گفتگو نیزہ بازی ہوئی شاہزادے نے چند طعن میں انی اسکے نیزے کی نکالدی خالی لکڑی ہاتھ میں رہگئی رستم نے خفیف ہوکر نیزہ پھینک یا اور تبر زین اٹھا کر مارا شاہزادے نے آتی ضرب خیال میں کرکے تھپکی دی کر حریف کا پٹ پڑا جھٹکا دیکر تبر زین چھین لیا اور وہی تبر زین پھر مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے یہ حال دیکھکر بھائی اسکا غرمست شیر مقابلے کو آیا ارہ پشت نہنگ مارا شاہزادے نے تلوار ماری کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے اسنے وہی ٹکڑا جو ہاتھ میں رہگیا تھا منھ پر کھینچ مارا شاہزادے نے سپر پر روکا جب اسنے دیکھا کہ حربہ میرا کٹ کر بیکار ہوگیا کود کر گھوڑے سے کھینچکر تلوار دوڑا کہ مرکب کو علشاہ کے پے کرے شاہزادہ بھی گھوڑے سے کود پڑا غرمست تلوار پھینک کر لپٹ پڑا شاہزادے نے بھی تلوار ہاتھ سے رکھدی اور مصروف کشتی ہوا بعد گھڑی بھر کے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ استخوان شکستہ ہوگئے اور روح پرواز کرگئی غرض اس روز شاہزادہ علشاہ نے دس سوار مارے کوئی زخمی ہوکر نہیں بچا سعدان شاہ طبل بازگشت بجواکر میدان سے پھر گیا ادھر امیر کشور گیر شاہزادہ علشاہ پر سے زر نثار کرتے ہوئے پھرے لیکن ادھر سعدان شاہ لاشیں شیر سرون کی میدان سے اٹھواکر جو بھائی دفن و کفن کرایا بعد اسکے آکر بارگاہ میں بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب گردش میں آیا شیر سرون سے خطاب کیا کہ ماجو یہ لوگ مجھے نہایت زبردست معلوم ہوتے ہیں مگر کہاں جائینگے میرے ہاتھ سے سب کا کام تمام کرونگا اور نشہ شراب میں حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ زنی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی وہاں امیر کشور گیر بارگاہ میں جلوہ افروز تھے دربار آراستہ تھا شاہزادہ علشاہ کی تعریفیں ہو رہی تھیں کہ جوڑی ہرکارون کی سامنے سے نمایاں ہوئی دعا و ثنائے بادشاہی بجالا کر عرض کیا کہ شیر سرون نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں ہمارے یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آئے القصہ حسب دستور چار پہر رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح ادھر سے فوج شیر سرون کی نمودار ہوئی ادھر سے لشکر اسلام میدان میں آیا صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں نقیب نقیب دیکر چلے گئے کہ شیر زاد شیر سر بھائی فرہاد شیر سر کا نہایت زبردست روزگار سامنے تخت سعدان شاہ کے آیا اور عرض کیا کہ مجھے اجازت ہو کہ عوض خون برادر کا لوں فرمایا جاؤ بشت پیغمبر تمہارا نگہبان ہو شیر زاد نے سلام کیا اور شیر پر سوار میدان میں آیا پکارا کہ جسنے کل میرے بھائی کو مارا ہو وہی آئے میرے مقابلے کو یہ آواز سنتے ہی شاہزادہ علشاہ نے مرکب اپنا نکالا مانند طاؤس فرنگستانی جلوہ گری پر آئے سامنے تخت بادشاہ گیتی پناہ کے اتر کر مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ حافظ حقیقی تمہارا نگہبان ہو شاہزادہ بار دگر مرکب پر سوار ہوکر مقابل شیر زاد ہوا اسنے پوچھا کہ تو ہی نے کل فرہاد کو مارا تھا کہا کہ ہاں اسکی قضا میرے ہاتھ سے تھی مارا گیا شیر زاد بولا خیر کچھ تیری قضا میرے ہاتھ ہے یہ کہکر نیزہ مارا علشاہ نے چند طعن میں نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے برہم ہوکر تلوار کھینچی اور پکارا غضب کیا تونے کہ نیزہ میرا ہوائی کیا خیر نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی جمال زی تیغ بازی رہا ستازی یہ کہکر تلوار ماری شاہزادے نے تھپکی دی کہ تلوار اچٹ پڑی ڈالکر قبضے پر ہاتھ مروڑ کر کلائی تلوار چھینلی اور ڈالکر کمر زنجیر میں ہاتھ نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر زور کیا کہ قاش زین سے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا اسنے چاہا کہ مونڈھے کی کھاکر سنبھلے کود کر گھوڑے سے ٹھوکر ماری کہ چاروں شانے چت ہوگیا خنجر لیکر چھاتی پر

کھولکر توڑا از نجیر فولادی کا شکین باندھکر اپنے کسی سردار کے سپرد کیا اور پھر مبارز طلب کیا سہیم چلہ کش نکلا اور
شیر کے چلے پر جاکر کھڑا ہوا اور پکارا کہ ای پسر حمزہ اگر تو کچھ فن سپاہگری مین کمال رکھتا ہی تو روک میرے تیرون
کو کہ ناوک میرا خدنگ قضا ہی اور دیکھ توڑ میرے تیر کا یہ کہکر دوش سے کمان لیکر کھینچ کر ترکش سے تیر بالائے ہوا
مار کر نظر سے غائب ہو گیا بعد چند ساعت کے خود پر شاہزادہ علمشاہ کے گرا کر اُنگل بھر خود مین در آیا شاہزادے
نے وہی تیر خود سے نکال کر کمان رستم مین جوڑ کر فرمایا کہ اب میرے تیر کا پلہ دیکھ یہ کہکر بالائے آسمان لگایا تیر بھی
نظر سے غائب ہو گیا جسوقت تیر نظر سے غائب ہوا سہیم سمجھا کہ یہ مجھ سے کم نہین معلوم ہوتا شاید اسکا تیر بھی میرے
سر پر پڑے سپر کو سر کی پناہ کیا لیکن تیر شاہزادے کا بعد چند ساعت کے سپر پر پڑا اور مانند برق کے خود کو کاٹتا
سر مین سوراخ کیا سر مین سے ہوتا ہوا جسم کو کاٹتا ہوا زمین پر پڑا کہ ایک سوراخ تو زمین مین نظر آیا لیکن
تیر نہ پایا سہیم تڑپ کر مر گیا گوشہ امان نہ ملا آخر کار اس سیداندازی مین بھی شام تک پندرہ سردار شیر پسر دین
کے مارے گئے کچھ گرفتار ہوے شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے سعدان شاہ
نہایت اُداس کمال پریشان جا کر محل مین سو رہا ادھر صاحبقران نے بھی دربار نہین فرمایا صبح کو بارگاہ
مین آئے شیرزاد کو بلا کر تلقین بدین اسلام کیا فرمایا ای شیرزاد لعنت کر تو فرعون پر کہ وہ قابل خدائی
نہین ہی مسلمان ہو اور چند کلمے مذمت کفر مین بیان کیے کچھ تقریر وحدانیت الٰہی مین فرمائی کہ زنگ کفر دل
سے شیرزاد کے برطرف ہو گیا آئینۂ قلب مصفا ہو گیا عرض کیا کہ طریقہ بھی دین کا تعلیم فرمائیے امیر نے کلمہ طیب
ارشاد فرمایا شیرزاد از سر صدق مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ مین خدمت مین شاہزادہ علمشاہ کی رہونگا فرمایا
بہت مناسب ہی مگر ہرکارے سعدان شاہ کے جو خبر کیواسطے لگے ہوے تھے اُنھون نے یہ خبر سعدان شاہ کو
پہونچائی کہ شیرزاد مسلمان ہو گیا سعدان شاہ یہ سنکر نہایت خشمناک ہوا اِسی غصے مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
نقارہ رزمی اسیوقت گڑگڑایا ادھر لشکر اسلام مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا بہادران جنگی سلاح جنگ سے
آراستہ و پیراستہ ہونے لگے القصہ رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر مقابل یکدیگر آکر قائم ہوے صفین آراستہ
ہوئین نقیب نہیب دینے لگے کہ کون ایسا بہادر رود لاور ہی کہ اس معرکہ کارزار مین نام اپنے باپ دادا کا روشن کرے
اور نشان رستم کا لوح دل سے مٹا دے بس نوشاہ بن سعدان شاہ سامنے اپنے باپ کے آیا اجازت میدان چاہی
سعدان شاہ نے کہا ای فرزند تو نہ جا مین چلکر سامنا کرونگا اُسنے کہا مین اپنے ہوتے کبھی آپ کو نہ جانے دونگا
سعدان شاہ نے کہا ہرگز مین نجانے دونگا کہ وہ لوگ بہت زبردست ہین اگر تو مارا گیا تو چراغ میری سلطنت کا
گل ہو جائیگا اُسنے جواب دیا کہ قضا سے چارہ نہین ہی اگر میری زندگی ختم ہو چلی ہی تو آپ بچا نہین سکتے اور موت
نہین ہی تو کوئی مار نہین سکتا اور اگر اجازت نہ دیجیے گا تو اپنا گلا کاٹ کر مر جاؤنگا سعدان شاہ نے مجبور ہو کر
رخصت کیا نوشاہ میدان مین آیا مبارز طلب ہوا چاہا تھا بہادران اسلام سے کہ کوئی اُسکے مقابلے کو جائے کہ شیرزاد
خود مسلمانون پر سبقت کر کے مرکب سے پیادہ ہو کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا سلام کر کے عرض کیا کہ اس
حقیر نے ابھی تک کوئی کوشش دوستی دین اسلام مین نہین کی امیدوار ہون کہ مجھے رخصت میدان ملے کہ جاکر حریف
سے سامنا کرون اگر مارا اُسے تو غازی ہوا مر گیا تو شہید ہوا فرمایا جاؤ جو خدا تمھارے حق مین بہتر چاہیگا
وہ کریگا شیرزاد سلام کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھکر مقابل نوشاہ ہوا اور کہا کہ ای نوشاہ بن حمزہ صاحبقران
کے باعث سے اس مرتبہ کو پہونچا کہ انجام میرا بخیر ہوا یعنے مسلمان ہوا دین حق کو پہچانا اپنے خدائے حقیقی کو جانا

ای نوشاہ تو بھی مسلمان ہو جا کر خدمت صاحبقران مین حاضر ہو امیر تیری بہت عزت کرینگے نوشاہ کو یہ سنکر
غیظ آیا پکارا او نمک حرام ایک تو تو نے اپنے دین کو چھوڑ کر ملت بخیر اختیار کی جسے الگ ہو گیا دوسرے ہمین
نصیحت کرنے آیا ہے تیری بھی یہ حقیقت ہے کہ ہمین نصیحت کرے بس اگر زندگی اپنی چاہتا ہے تو دین قدیم پر قائم
ہو چل میرے ساتھ خطا تیری معاف کرا دون نہین تو سر کاٹ کر تیرا لیجاؤنگا اسنے کہا مسلمان کبھی کافر نہو گا جو تجھے
ہو سکے قصور نہ کر بس نوشاہ نہایت برہم ہوا پکارا کہ پھر حربہ کیون نہین کرتا ہوس دل نکال لے کوئی دین
نہ بچا ہے شیرزاد بولا مسلمان پیشدستی نہین کرتے اگر خدا تیرے حربے سے بچائیگا تو وار اپنا بھی کرینگے نوشاہ نے
کہا کہ تو مسلمان ہونے سے متکبر بھی ہو گیا ہے یہ سزا اٹھانے کی سزا ہے یہ کہکر تلوار ماری شیرزاد نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا لیکن یہ جوان زبردست ہے تیغ جو سپر پر پڑا صاف [illegible] کر گئی سر پر بیٹھا کر تا دو ابرو اتر آیا شیرزاد نے
داستانہ مارا تلوار جھٹکا کر نکلگئی مگر چادر خون کی سر سے جاری ہوئی بیہوش ہو کر گرا نوشاہ نے چاہا کہ دوسری تلوار
مار کر کام اسکا تمام کرے کہ یعقوب تیغزن اللہ کا رہا جوا دوڑا کہ او نامرد کیا کرتا ہے آیا مین تیرے مقابلے کو کوئی زخمی کو
مارتا ہے بس نوشاہ نے ہاتھ روکا تھا کہ یعقوب قریب گیا بس وہی تلوار خون آلودہ جو نوشاہ نے یعقوب کے بلدی
سر پر پڑی تا دو ابرو اتر آئی یہ بھی زخمی ہوا عقرب رومی نکلا وہ بھی مجروح ہوا بس یہ دیکھنا تھا کہ شاہزادہ علمشاہ کو
تاب نہ رہی مرکب کو جھکایا بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان مین آیا نوشاہ نے جو دیکھا کہ یہ وہی شخص ہے جسنے
لاشون سے شیر سرون کے جنگل کو پاٹ دیا اسکے ہاتھ سے بچنا مشکل ہے پکارا ای جوان کہان تھا تو مین تیرا ہی جویا تھا
شہزادہ پکارا آ گیا مین کہا کہ تمہارے یہان تو پیشدستی نہین کرتے ہین ہی تلوار تم خدا پرستون کے خون سے آشنا ہے خنجر دار ہے
یہ کہکر تلوار ماری شاہزادے نے سپر پر روک کر روکی اور پکارا کہ اب وار میرا روک یہ کہکر تیغہ کپتان فرنگی مارا اسنے بھی
سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر سپر کے دو ٹکڑے ہوئے دیکھا اُس کافر نے کہ تیغہ ہے لنگر دار تجھے بھی قلم کریگا خود سے بھی سر کریگا
اچک کر پیچھے پر گینڈے کے جا رہا تیغہ کر گردن پر پڑا گردن اسکی قلم ہوئی نوشاہ کو دفنایا اور دوسرا گھوڑا منگوا کر
اسپر سوار ہوا اور تلوار کھینچے ہوئے چلا اور پکارا کہ ای جوان تیرے گھوڑے کے دہنے پیر کیطرف ہوش خانہ ہے دیکھ کہین
سکندری نہ کھاے علمشاہ دیکھنے لگا بس اسنے دوڑ کر جو تلوار ماری چھلتا سا زخم شاہ نے پر شاہزادے کے پڑا بس
غیظ و غضب مین آکر فرمایا کہ او دغاباز لعنت ہے تیری سپاہگری پر اور تیغہ کپتان مارا کہ تیغ اس سے کہ یہ ضرب
ہے قضا کی نوشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار کو سامنے دیا مگر تیغ علمشاہ نے غصے مین ماری ہے کب رک سکتی ہے
کوہ گران بھی ہو تو قلم ہو جاے یا تو سپر چمکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا مع گردن چار ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ وہ نوشاہ
مارا گیا سعدان شاہ نے جو دیکھا کہ بیٹا مارا گیا حکم دیا کہ ہان لینا ان نابکارون کو اہل اسلام نعرہ اللہ اکبر تیغ کھینچکر
جا پڑے لگی تلوار چلنے جنگ مغلوبہ ہوئی اہل اسلام نے پامال کر دیا لشکر مین عجب ہنگامہ برپا تھا گرد دشت بلاخیز مین
ہر طرف یہ معلوم ہوتا تھا کہ بجلیان کوند رہی ہین الغرض عین گرمی جنگ مین سعدان شاہ سے اور علمشاہ سے
سامنا ہوا سعدان شاہ پکارا کہ او خدا پرست غضب کیا تو نے کہ سیکڑون سردار میرے مار ڈالے بیٹا تک میرے کو
قتل کیا کلیجا تیرے ہاتھ سے زخمی ہو جائیگا کہان یہ کہکر تلوار ماری علمشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نظر تلوار
کی دھار سے لڑی ہوئی تھی جب تلوار نزدیک سپر کے پہونچی علی بند سپر کا چھوڑ دیا کہ سپر پشت پر جا چھوئی پنجہ خورشید نما
دراز کرکے تھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی قبضہ پر اسکے ہاتھ ڈالا مرد یا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور ڈالا کمر بند مین ہاتھ
نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر زور کیا کہ قاش زین سے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت

گرا خنجر حلق چھاتی پر شکین باندھ لیں راوی کہتا ہے کہ اُسی لڑائی میں چالیس ہزار شیر سر واصل جہنم ہوئے باقی بھاگ
بھاگ کر کوہ و صحرا میں پوشیدہ ہو رہے لشکر اسلام با فتح و فیروزی پھرا ہر ایک اپنی آرامگاہ میں گیا امیر کشورگیر
نے اُس روز دربار نہیں کیا خاصہ نوش فرما کر آرام کیا صبح کو امیر کشورگیر بارگاہ شاہی میں بکمال شوکت پر جلوہ افروز
ہوئے بادشاہ اسلام نے تخت شاہی پر جلوس فرمایا سردار آآ کر مجرے کر کرکے بیٹھنے لگے جسوقت دربار خلوہو گیا حکم دیا
صاحبقران نے کہ لاؤ سعدان شاہ کو چوبدار گئے داروغۂ زندانخانہ سعدان شاہ کو اسیر غل و زنجیر کیے ہوئے
حاضر ہوئے سعدان نے سلام کیا امیر نے کرسی زرنگار بیٹھنے کو عنایت فرمائی جسوقت سعدان شاہ کرسی پر بیٹھا
عجب ملالت اُسکے چہرے سے ظاہر تھی امیر نے اہل دربار سے خطاب کیا کہ ایہا الناس یہ شخص سزاوار سلطنت ہے
اور فرمایا کہ اے سعدان شاہ میں یہاں نہ طمع مال و زر سے آیا تھا نہ ملک گیری کو آیا تھا فقط سیر و شکار کو نکل آیا تھا
تو مجھ سے ناحق لڑنے کو آیا آخر ثمرہ اُسکا دیکھا تو نے اُسنے جو یہ کلام سُنے پشیمان ہوا اور عرض کیا کہ اے شاہ جہانگیر آپ ایک عالم
پر غالب آئے ہیں دیو پری جن و انس سب آپکے مطیع و معتقد ہیں میں برگشتہ بخت تھا کہ آپ سے لڑکر ذلیل و خوار ہوا اب
آنکہ میری حضور سے جا نہیں ہوتی فرمایا کہ اے سعدان شاہ تو مسلمان ہو کہ ہم تجھے اپنا برادر ایمانی سمجھیں عرض کیا
کہ میں نے تمام ادیان باطلہ پر لعنت کی مجھے طریقۂ دین اسلام تعلیم فرمائیے امیر نے کلمۂ طیب زبان پر جاری کیا
سعدان شاہ از صدق مسلمان ہوا امیر نے حکم دیا کہ بلاؤ آہنگروں کو تاکہ قید سعدان شاہ کی دور کریں
اُسیوقت آہنگروں نے آکر قید کاٹی سعدان شاہ اُٹھکر امیر کشورگیر کے قدموں پر گرا امیر نے اُسے گلے سے لگایا
خلعت دیا غرض بعد تھوڑی دیر کے سعدان شاہ نے کہا اے شہریار اگر اجازت ہو تو میں اپنے شہر میں جاکر سبکو
مسلمان کروں فرمایا بہت مناسب ہے القصہ سعدان شاہ خلعت فاخرہ پہنے ہوئے گھوڑے پر سوار ہوکر راہی ہوا
جسوقت اپنے شہر میں آیا جو لوگ بھاگے ہوئے تھے یا چھپے ہوئے تھے سب اُس کے آنے کی خبر سنکر آئے اور استقبال
کرکے لیگئے سعدان شاہ بارگاہ میں آیا تخت پر بیٹھا سبھوں نے پوچھا کہ آپ کی رہائی کیونکر ہوئی سعدان شاہ
نے کہا کہ میں تو مسلمان ہو گیا اگر تمسبکو بھی میرا ساتھ دینا منظور ہے تو مسلمان ہو اور اطاعت حمزۂ صاحبقران کی
اختیار کرو کہ وہ شہریار عجب خدا کی قدرت ہے اور نہایت زبردست ہے کہ جسنے دیووں کو قاف میں جاکر مارا اور زیر کیا
رزاق قاف لقب پایا اور مذہب بھی اس شہریار کا ایسا ہے کہ جسے مذہب دین برحق کہنا چاہیے اور بہت سی تعریف
پروردگار عالم کی بیان کی کہ زنگ کفر دل سے اُن لوگوں کے برطرف ہوا اور دین حق آئینہ ہو گیا سبھوں نے عرض کیا کہ
جو آپکی رائے وہ ہماری رائے کیونکہ ہم آپسے علم و عقل میں بہتر نہیں ہیں کہ اپنی رائے ظاہر کریں ہم بھی مسلمان ہیں
سعدان شاہ نے کلمہ پڑھاکر سبکو مسلمان کیا بعد اُسکے تحائف لیکر مع لشکر خدمت امیر کشورگیر میں آیا امیر نے
سرداروں کو استقبال کے لیے بھیجا سعدان شاہ سامنے امیر کے آیا مجرا کیا امیر نے کرسی زرنگار بیٹھنے کو عنایت کی
سعدان شاہ سلام کرکے بیٹھا اور عرض کیا کہ اے شہریار میں نے تمام شہر کو مسلمان کیا امیر نے فرمایا مرحبا صد مرحبا
بعد اُسکے خلعت عنایت کیا سعدان شاہ نے تحائف پیش کیے اور بعد بادشاہ اسلام اور صاحبقران کے تمام
سرداروں کو دیے بعد اُسکے دست ادب بستہ امیر سے عرض کیا کہ اب امیدوار ہوں کہ حضور شہر میں رونق افروز ہوں
اور جو کچھ نان خشک و آب گرم اس ذرہ بیمقدار کو میسر ہو اُسے قبول فرمائیں فرمایا کیا مضائقہ ہے غرض سعدان شاہ
اُسیوقت رخصت ہوکر شہر میں آیا اور تیاری دعوت میں مصروف ہوا دوسرے روز امیر کشورگیر مع لشکر شہر چلے ادھر سے
سعدان شاہ سامان دعوت درست کرکے مع لشکر واسطے استقبال امیر کے شہر سے باہر آیا اور اپنے ہمراہ لیے ہوئے

اہتمام کرتا ہوا شہر مین لایا تمام خلقت شہر کی اہل اسلام کو دیکھکر نہایت محظوظ و مسرور ہوئی چار جانب سے روپیہ
جواہر اشرفیان نثار ہو رہا تھا غرض سعدان شاہ اسطرح امیر کو لیے ہوے ایوان بادشاہی مین آیا بادشاہ اسلام
کے سامنے دست بستہ عرض کیا کہ جبتک حضور یہان فروکش ہین تخت پر بیٹھنا مجھے زیبا نہین یہ آپ ہی کیواسطے
ہے بادشاہ نے عرض اُسکی قبول کی اور سکہ نام پر سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا بعد اس دعوت کے امیر
سعدان شاہ سے بہت خوش ہوے بات بات پر اُسے خلعت سے سرفراز فرماتے تھے دوسرے روز سعدان شاہ
نے صاحبقران سے عرض کیا کہ ای شہریار یہان عجب عجب طرح کے عجائبات ہین اگر حضور ملاحظہ فرمائین تو مین
اُس بیشہ کیطرف لیچلون فرمایا ضرور ہم چلینگے اور دوسرے روز مع فرزندان عالیمقدار و سرداران نامدار سوار ہوکر
ہمراہ سعدان شاہ کے روانہ ہوے اُٹھتے آتے ایک مقام نظر آیا کہ زمین وہان کی مروارید کی تھی تمام موتی بچھے
ہوے ہین اور چمک اسطرح کی ہے کہ نگاہ نہین قائم ہوتی اور ایک چشمہ ہے کہ پانی اُسکا نہایت صاف و شفاف ہے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ آب مروارید بست کر ایک جگہ ہوگیا ہے سعدان شاہ نے عرض کیا ای شہریار یہ پانی جو کوئی پیتا
ہے مانند میخوار کے بدمست و بیہوش ہو جاتا ہے اور بعد ایک لمحہ کے ہوش مین آتا ہے امیر نے یہ سنکر آزمائش کے لیے
ایک آدھ آدمی کو پانی اُس چشمے کا پلوایا جیسا سعدان شاہ نے کہا تھا ویسا ہی ہوا کہ جسنے پیا بدمست و بیہوش
ہوکر بکنے لگا بعد تھوڑی دیر کے حالت اصلی پر آگیا امیر نے فرمایا واہ سبحان اللہ کیا قدرت خدائی ہے سعدان شاہ
نے عرض کیا کہ حضور اور تماشا دیکھیے آگے تشریف لے چلیے صاحبقران آگے بڑھے تھوڑی دور آئے تھے کہ کچھ درخت
دیکھے چھوٹے چھوٹے کہ رنگ اُنکا سفید تھا پھول سرخ و سیاہ تھے پتے مانند شاخ بید کے میوہ مانند انار کے صاحبقران
نے فرمایا واللہ ایسا درخت انار کا آجتک نہین دیکھا سعدان شاہ نے عرض کیا ای شہریار اس انار کو جو کوئی کھاتا ہے
روتے روتے بیہوش ہو جاتا ہے مگر جان کا ضرر نہین ہے ساعت بھر بعد پھر ہوش مین آجاتا ہے امیر نے کئی آدمیون کو
وہ انار کھلوائے وہی صورت ہوئی جیسا کچھ سعدان شاہ سے سُنا تھا فرمایا کیا شان ایزدی ہے کیا کیا چیزین
خلق کی ہین وہان سے اور آگے بڑھے ایک گھاس دیکھی کہ پتی اُسکی مانند عقد پروین کے چمکتی تھی صاحبقران نے
بہت سی تعریفین کین فرمایا کہ مین نے تمام عمر ایسی گھاس نہین دیکھی سعدان شاہ نے کہا ای شہریار رات کو یہ گھاس
مانند چراغ کے روشن ہوتی ہے اور اگر شمع یا چراغ روشن کرو تو روشنی اُسکی بالکل پھیکی معلوم ہوتی ہے جسطرح دن کو چراغ
کی روشنی بیرونق ہوتی ہے اور جو کوئی اس گھاس کو سونگھتا ہے قہقہے مار مار کر بیہوش ہو جاتا ہے لیکن جان کا خطرہ
نہین ہے بعد ایک ساعت کے ہوش آجاتا ہے صاحبقران رات کو وہین رہے دیکھا کہ شام ہوتے ہی تمام
صحرا عالم نور ہوگیا اور جسکو وہ گھاس سنگھائی وہ ہنستے ہنستے بیہوش ہوگیا اور پھر بعد تھوڑی دیر کے ہوش آگیا امیر نے
فرمایا کیا صنعت صناع عالم عالمیان ہے صبح کو وہان سے آگے بڑھے سیر کرتے ہوے چلے جاتے تھے کہ ایک پہاڑ نظر آیا قریب
اُسکے گئے دیکھا کہ درمیان کوہ مین ایک سوراخ ہے اور اُس سوراخ مین سے پانی مانند فوارے کے اُچھل کر آسمان کیطرف
جاتا ہے اور وہان ابر بنکر برستا ہے اور پھر اُسی سوراخ تنگ مین چلا جاتا ہے ایک قطرہ ادھر اُدھر نہین جاتا امیر
نے اور سرداران امیر نے ہر چند تفحص کیا مگر معلوم نہوا کہ پانی کہان سے آتا ہے اور کہان غائب ہو جاتا ہے
فرمایا یہ طلسم قدرت کا ہے غرض چند روز وہین رہے عجائبات دیکھا کیے سعدان شاہ کو خلعت و تاج و سپر و شمشیر
مرحمت فرمائی پھر شہر مین کئی مسجدون کی بنیاد ڈالی اب لشکر تیار کرکے [illegible] کی آراستگی ہو رہی ہے قصد
سفر ہے کہ پردۂ بیابان سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب اُسطرف متوجہ ہوے جب گرد شق ہوئی تو ایک بادشاہ

بحر جاہ نظر آیا کہ مال و اسباب لا انتہا اُسکے ساتھ تھا دیکھا کہ اسطرف چلا آتا ہے امیر نے خیال کیا کہ یہ اگر لڑنے
کو آتا تو اسقدر اسباب کیون ساتھ لاتا اسے آنے دینا چاہیے اس اثنا مین وہ بادشاہ سامنے آیا امیر اور
بادشاہ اسلام کو مجرا کیا نذر گذرانی قدمبوس ہوا اور عرض کیا کہ دین اسلام مجھے تعلیم کیجیے امیر نے کلام ارشاد
فرمایا اور شرع دین محمدی سے آگاہ کیا وہ از سر صدق و صفا مسلمان ہوا اور بہت سے تحفے اپنے دیار کے پیشکش کیے
اور تمام سرداروں اور سپاہ امیر کو اسقدر لعل و جواہر تقسیم کیا کہ بیان سے باہر ہے کوئی ادنی اعلی باقی نہ رہا
تھا کہ جسکو اُسنے نہ دیا ہو امیر نہایت خوش ہوے فرمایا کہ اپنے نام سے ہمین آگاہ کر اُسنے عرض کیا کہ نام غلام
کا مرنج شاہ ہے مدت سے مشتاق قدمبوسی تھا الحمد للہ کہ آج آرزوے دلی پوری ہوئی حضور کی زیارت کیے
آنکھین روشن ہوئین امیر نے جو فصاحت و بلاغت اُسکی سُنی اور زیادہ مسرور ہوے اور اُسکی رنگین بیانی
کی تعریف کی بعد فرمایا اے مرنج شاہ مین اور تمام لشکر میرا تیرا ممنون و مشکور ہے تو نے سب پر احسان کیا ہے مگر تو بھی
مجھسے اپنی حاجت بیان کر کہ مشکل تیری بحکم خدا آسان کرین عرض کیا اے شہریار اسیواسطے غلام حاضر ہوا ہے
مین عجب عذاب الیم مین گرفتار ہون نہ مجھسے کچھ ہو سکتا ہے نہ سپاہ سے کام نکلتا ہے مجھ پر عجیب مشکل ہے فرمایا کہ
جلد بیان کر اُسنے عرض کیا اے شہریار دریا سے ایک دیو نکلتا ہے کوئی ہزار نو سو گز کا اُسکا قد ہے دو سینگ سر پر مثل
دو میناروں کے ہین آنکھین مثل کاسۂ خون کے سُرخ ہین چنگال مانند شیر کے ہین مگر اتنا بڑا چنگل ہے کہ کئی ہاتھی
اُسمین اسکتے ہین مُنہ سے اُسکے مانند اژدہاے دہان شعلہ آتش نکلتے ہین جسوقت وہ دیو دریا سے نکلتا ہے اور شہر
مین آتا ہے آدمی جانور جو ذی حیات سامنے اُسکے آجاتا ہے لقمہ ہو جاتا ہے وہ دیو جہانتک آدمی کھائے جاتے ہین
کھا جاتا ہے باقی دو دو تین تین جنگلون مین سو سو آدمی دبا لیجاتا ہے لوگ اُسکے ڈر سے تہخانون مین چھپنے لگے مین نقب کے راستے سے
باہر نکلتے ہین اگر دروازہ قلعہ کا بند کر لیتے ہین تو وہ اُڑکر آسمان پر سے آتا ہے جب گولے مارتے ہین وہ اور اونچا
ہو جاتا ہے غرض کردم اگر ایک آدھ گولا اُسپر پڑ بھی جاتا ہے تو اثر نہین کرتا غرض اُسکے ہاتھ سے خلقت تباہ و
برباد ہے اگر کوئی کشتی پر سوار ہوتا ہے تو وہ کشتی کو غرق کر دیتا ہے آدمیون کو کھا جاتا ہے اے شہریار شہر اپنا چھوڑا
نہین جاتا اُسکے ہاتھ سے سخت عاجز و پریشان ہین ہزارہا بندگان خدا کا رفتہ رفتہ خون ہوتا ہے یہ جو سنا کہ حضور ساحل
تشریف لائے ہین اور دیو کش ہین اور فریادرس ہین لہذا حاضر ہوا ہون کہ مشکل میری حل کیجیے فرمایا اے مرنج شاہ
پہلے ہم اُس دیو کو مار کر شہر تمہارا پاک کر دینگے تو آگے بڑھینگے چلو ہم تمہارے ساتھ ہین یہ سنکر چند سردار اور خواجہ عمرو
کو ساتھ لیا سب لشکر کو مع بادشاہ اسلام وہین چھوڑا اور ساتھ مرنج شاہ کے روانہ ہوے وہ صاحبقران کو
شہر مرنجیہ مین لایا پہلے دعوت کی دوسرے دن امیر نے فرمایا اے مرنج شاہ اب مجھے اُس ساحل کا پتا بتا دے
جہان وہ بحر ضلالت رہتا ہے مرنج شاہ ہمراہ امیر کشورگیر کے لب ساحل آیا اور کشتیان طلب کین جب وہ
کشتیان آئین امیر اور مرنج شاہ دونون سوار ہوے ہر چند امیر نے منع کیا لیکن مرنج شاہ نے نہ مانا عرض کیا
اے شہریار میری جان آپ کے دم کے ساتھ ہے اگر خدا نخواستہ کوئی افتاد پڑے تو پہلے مجھ پر پڑے یہ نہو کہ میری
وجہ سے آپ گرفتار بلا ہون اور مین بچ جاؤن تو آپ کے لشکر کو اور بادشاہ اسلام کو کیا مُنہ دکھاؤن امیر نے
فرمایا کہ انشاء اللہ اُس دیو کو مارونگا تم کیون ہراسان ہو غرض کشتیان ملاح کھیتے چلے جاتے ہین امیر سیر دریا مین
معروف ہین مرنج شاہ سے دمبدم استفسار کرتے جاتے ہین کہ وہ دیو کس مقام سے نکلتا ہے مرنج شاہ کہتا آتا ہے کہ وہ مقام
قریب ہے کہ ایک مرتبہ دریا مین تلاطم ہوا اور آواز نعرے کی بلند ہوئی کہ گوش گردون کر ہو گئے دریا شق ہوا

اور ایک دیو مانند کوہ کے نکلا اور منھ کھولکر کشتی کیطرف چلا کہ کشتی کو نگل جائے بس یہ دیکھتے ہی صاحبقران
اور سرداران صاحبقران نے تیر بحر کمان مین پیوست کیے چاہتے تھے کہ مارین دیو سیانا تھا غوطہ مار گیا مگر اُس
تلاطم مین کشتیان منتشر ہو گئین بعد ایک ساعت کے اُس دیو نے قریب ایک کشتی کے سر نکالا اگر وہ کشتی مریخ شاہ
کی تھی نہ امیر کشور گیر کی تھی بیرونی آدمی اسپر بیٹھے ہوئے تھے کہ جنکا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا تھا دیو نے کشتی کو اُلٹ دیا
تمام آدمی غرق ہو گئے ایک قیامت برپا ہوئی دیو پھر دریا مین غوطہ مار گیا امیر نے نعرہ کیا کہ او نامرد کہان جاتا ہی
دیو پھر نکلا لوگ چلائے خداوندا بچانا ابھی ایک کشتی ہاتھ سے اس موذی کے ڈوب چلی ہی دیو قریب کشتی امیر کے
آیا ہاتھ بڑھا کر چاہتا ہی کہ کشتی اُلٹے امیر نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالدیا دیو نے چاہا پہلے اس آدمزاد کو کھینچ منھ مین
رکھلون ادھر دیو نے کھینچا ادھر امیر نے زور کیا ادھر کشتی بیٹھنے لگی امیر نے دیکھا کہ کشتی ملعون ڈوب جائیگی اپنا
لنگر ہلکا کرکے جست کی کہ دیو کے شانے پر جا بیٹھے دیو نے چاہا امیر کو لیکر بیٹھ جائے امیر نے لنگر مارا کہ دیو سمیت غرق
دریا ہوئے دیو گھبرا گیا کہ یہ آدمزاد بلا کا ہی یون اس سے جان نہ بچیگی اسے لیکر اُڑنا چاہیے اور آسمان پر سے
پھینکنا چاہیے کہ ہڈیان اسکی چورہ ہو جائین یہ خیال کرکے دریا سے نکلکر اُڑا امیر نے لنگر ہلکا کر دیا دیو امیر کو
لیکر بہت اونچا ہو گیا مریخ شاہ دیکھ رہا ہی تمام سرداران امیر کی یہ حالت ہی کہ نگاہ آسمان سے لڑی ہوئی ہی
اور تعجب کر رہے ہین کہ امیر کا لنگر یہ دیو اسطرح توڑ لیگیا کہ یکایک اُس دیو نے چاہا کہ امیر کو پھینکے صاحبقران نے
بغلون مین سے ہاتھ نکال کر سینگ اسکے تھام لیے اور پشت پر قائم ہو کر لنگر مارا کہ دیو سمیت زمین پر آرہے دیو غصے مین
عاجز آکر کشتی لڑنے لگا امیر نے گھڑی بھر مین لنگر اُسکا توڑا اور چت کیا خنجر کھر چاقی پر گلا اُسکا گھونٹ کر
مار ڈالا اور سر دھڑ سے کھینچ کر سامنے مریخ شاہ کے ڈالدیا جسم ناپاک اُسکا دریا مین پھینکدیا مریخ شاہ
قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ یہ حضور ہی کیواسطے بات ہی کہ ایسے دیو کو یون مارا اب
غلام امیدوار ہی کہ حضور دو ہفتے اور غلام کے شہر مین رونق افروز رہین دربند مریخیہ کو چلکر اپنے مین قدم سے
منور و ممتاز فرمائین امیر عالیشان نے پہلے تو تامل فرمایا بعد اُسکے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی جبتک لشکر یہان آئے
ہم تمہارے جزیرے مین مقیم ہین اور ہرکارون کو روانہ کیا کہ جاکر بادشاہ اسلام اور سعدان شاہ سے کہو کہ ہم
مریخ شاہ کے یہان مہمان ہین آپ بھی یہین تشریف لائیے کہ اسی طرف سے مالک فرعونیہ کو روانہ ہونگے
ہرکارے تو حکم سنکر اُدھر روانہ ہوئے امیر کشور گیر مریخ شاہ کے ساتھ دربند مریخیہ مین داخل ہوئے سیر
کرتے ہوئے ایوان شاہی مین آئے مریخ شاہ نے نہایت دھوم سے دعوت کی سب اہل شہر آکر تصدق
ہوئے اور از سر صدق مسلمان ہوئے صاحبقران نے مریخ شاہ سے کہا کہ بتخانے تڑوا ڈالو اور
مسجدین بنواؤ اُسی وقت سے بتخانے توڑے جانے لگے اور مسجدون کی بنا پڑنے لگی مسجد جامع چھٹے روز
تیار ہو گئی اُسمین صاحبقران نے نماز جماعت پڑھائی ساتوین دن امیر اور مریخ شاہ شہر سے نکلکر
واسطے شکار کے چلے تھے کہ سامنے سے تتق گرد و غبار بلند ہوا ہرکارے خبر کیلیے روانہ ہوئے بعد تھوڑی دیر
کے آکر عرض کیا کہ لشکر اسلام آتا ہی جب وہ گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا تو لشکر چلا آتا ہی امیر کشور گیر
مع مریخ شاہ آگے بڑھے بادشاہ اسلام کا استقبال کرکے شہر مین لائے مریخ شاہ نے بادشاہ اسلام کی مع
لشکر دعوت کی بادشاہ نے اکیس پارچے کا ایسا بھاری خلعت عطا کیا کہ اُس سے اُٹھ نہ سکتا تھا بعد اُسکے
امیر نے سامان سفر مہیا کیا غلہ اور میوہ بہت سا بھروالیا مریخ شاہ کو چلتے وقت امیر نے ایک خلعت عنایت کیا

سعدان شاہ کو اُسکے شہر کیطرف رخصت کیا آپ مع لشکر اور سرداروں کے جہازوں پر سوار ہوکر تعاقب مین
نمرود شاہ باختری کے روانہ ہوے جاسوسون کو واسطے خبر کے آگے روانہ کیا کہ جلد خبر لاؤ وہ ملعون اس عرصے مین
کہان پوشیدہ ہوا اور آپ ایک پر تکلف کشتی پر بیٹھکر سیر کرتے ہوے روانہ ہوے ایک روز امیر نے ملاحون کو
دیکھا کہ نہایت مضطر ہین پوچھا کہ باعث تمھارے اضطراب کا کیا ہی ملاحون نے عرض کیا ای شہریار اس نواح مین
کنارے دریا کے ایک مقام ہی کہ لوگ وہان کے نہایت زبردست و خونخوار ہین سر اُنکے مانند چیتے کے سینہ مثل فیل
بدست کے پنجے مثل شیر کے ناخن خرس کے سے ہین غذا اُنکی فقط درختون کے پھل ہین اور کوئی چیز نہین کھاتے دریا کے
کنارے کھڑے رہتے ہین جب کوئی کشتی یا جہاز اُسطرف نکل آتا ہی سب ملکر دریا مین کود پڑتے ہین اور لوگون کو پکڑ
لیجاتے ہین اور چیر پھاڑ کر خشک کرکے رکھ چھوڑتے ہین اور تحفہ جانکر تھوڑا تھوڑا کھاتے ہین اُنکے خوف سے کوئی اس
راہ سے نہین گذرتا ہم رات کو غافل ہوکر ادھر نکل آئے امیر نے ملاحون سے ارشاد کیا تم ہرگز اضطراب نہ کرو اگر
چاہا پروردگار عالم نے تو مین روے زمین پر دو دام حرامی نژاد شیاطین جتنی بلائین ہین سب کو دفع کرونگا اور
جبتک جسم مین جان ہی راہ خدا مین جہاد کرونگا اور حکم کیا کہ جلد کشتیان اسطرف لیچلو غرض چوتھے روز سواد شہر معلوم ہوا
دیکھا کہ قلعہ نہایت مستحکم اور بلند سر بفلک کشیدہ ہی اور دروازہ پر اُن لوگون کا ہجوم ہی قضاے کار دو شخص اُس قوم
کے قلعے سے سیر کیواسطے آئے تھے گذر اُنکا دریا کیطرف ہوا جیسے ہی اس لشکر کو دیکھا شور و غل مچاتے ہوئے اپنے شہر
کیجانب روانہ ہوے سب کو جاکر اطلاع کی بس یہ سنتے ہی وہ سب خوش ہوکر مسلح و مکمل شہر سے باہر آئے اور حلقہ
باندھکر کھڑے ہوے لشکر کو دیکھنے لگے کہ فرسخ در فرسخ فوج اُتری ہوئی ہی حوصلہ نہ پڑا کہ لشکر پر آئین یا کسی کو ایذا
پہونچائین مگر حمزہ صاحبقران نے جو اُنکو دیکھا کہ حلقہ باندھے ہوے کھڑے ہین فرمایا کہ ایک کو ان لوگون مین سے
بلا لو پھر آدمی لشکر امیر سے بڑھکر پکارے کہ تم مین سے ایک شخص کو ہمارا آقا بلاتا ہی کچھ کہنا ہی اُنمین سے ایک پلنگ سر
کہ نہایت زبردست وجری تھا سامنے امیر با توقیر کے آیا سلام کیا امیر نے استفسار کیا کہ حاکم تمھارا کہان ہی
اُسنے جواب دیا کہ بادشاہ ہمارا ابھی تک قلعے سے باہر نہین آیا ہی جسوقت قلعے سے نکلے گا اُسوقت دیکھنا کیسا
ہی اور کسقدر لشکر اُسکے ساتھ ہی امیر نے فرمایا کہ تم جاکر اپنے بادشاہ سے کہو کہ ایک پہلوان نامور کہ ہاتھ سے اُسکے
بہت سے شاہان شہ زور اور کفار جہنم واصل ہوے ہین اب اُسکا گذر ادھر ہوا ہی چاہتا ہی کہ تمکو بھی دیکھے اُسنے
عرض کیا کہ مین اسیطرح جاکر کہونگا اور وہان سے روانہ ہوا سب ساتھ والون سے آکر بیان کیا پھر بادشاہ
کیخدمت مین روانہ ہوا دوسرے روز بادشاہ پاس پہونچا نام بادشاہ کا خسرو پلنگ سر ہی اُس سے تمام حال
بیان کیا خسرو نے جو یہ حال امیر با توقیر کا سنا مانند مار سر دم بریدہ کے بل کھایا اور حکم دیا کہ جلد لشکر تیار ہو اور کسی
کو سردار لشکر کرکے آگے بھیجا دوسرے روز آپ بھی کوچ کرکے روانہ ہوا القصہ مقابل لشکر اسلام خیمہ برپا کیا اور خسرو پلنگ سر
تخت پر آکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب گردش مین آیا جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ کل ان سب کو
نہ مار کھایا ہو گا تو نام اپنا خسرو پلنگ سر نہ رکھا ہو گا قدرت فرعون شاہ کی یہ لوگ کہ جنکو ہم پکڑ کر کھاتے ہین
وہ ہمارے مقابلے کو آئین اور ہمین ذرا ڈرائین دھمکائین کچھ لوگون نے دست بستہ عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ لوگ
زبردست روزگار ہین آپ نہین جانتے الغرض نقارہ رزمی گڑگڑایا گویا ابر جوش مین آکر گرجنے لگا ہرکارے خبر لیکر
لشکر امیر مین آئے اور عرض کیا کہ پلنگ سرون نے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے یہان
بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی بجے طبل جنگی القصہ دونون طرف رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح ہوتے

ستارے مانند چراغ صبح کے جھلملا کر غائب ہونے لگے باد سحر چلنے لگی اشجار جھومنے لگے مرغان دشت ودریا تعریف
پروردگار عالم مین مصروف ہوئے امیر کشورگیر فریضۂ سحری ادا کرکے اشقر پر سوار ہو کر مع فوج میدان قتال مین
صف آرا ہوئے اُدھر سے خسرو شاہ تخت پر بیٹھا ہوا شیرکنگلی آگے آگے مرکب پر سوار پشت پر فوج پلنگ سرون
کی لیے ہوئے مقابل لشکر ظفر پیکر امیر صف آرا ہوا جب دونون طرف صف بندی ہو چکی نقیب نیب دیکر چلے گئے
لشکر پلنگ سرون مین سے شیرکنگلی نے مرکب کو نکالا سامنے تخت خسرو شاہ کے آیا مجرا کیا اجازت میدان
چاہی خسرو شاہ نے اُسے گلے سے لگایا اور کہا کہ جاؤ حوالہ کیا خداوند فرعون کے وہی تمھارا نگہبان ہے شیرکنگلی
بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا کہ اے لشکر خدا پرستان وائے گروہ مسلمانان ہے کوئی تم مین
سے ایسا کہ میرے مقابلے کو آئے پوری بات مُنھ سے نکلی تھی کہ شاہزادہ سلطان سعد نبیرۂ صاحبقران
پسر عمرو بن حمزہ مرکب بڑھا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا پیادہ ہوا مجرا کیا اجازت میدان چاہی
فرمایا کہ سپرد کیا پروردگار عالم کے کہ وہ حافظ حقیقی ہے اور جام کل عفریت عنایت کیا شاہزادہ جام پی کر مست
بادۂ شجاعت ہو کر مرکب پر بیٹھ کر عازم میدان قتال ہوا شیرکنگلی سلطان سعد کو آتے دیکھکر نگاور زن ہوا
مرکب اُسکا چھ قدم پسپا ہوا اور گھوڑا شہزادے کا کوئی دو تین قدم پیچھے ہٹا شیرکنگلی نے پوچھا کہ نام آپکا
کیا ہے فرمایا مجھے سلطان سعد نبیرۂ حمزہ صاحبقران کہتے ہین وہ بولا اے خدا پرستو تم کیسے ڈرتے نہین جو
ہمارے مقابلے کو آئے ہو شاہزادہ پکارا او نابکار ہم لڑنے مین کسی سے نہین ڈرتے سوا پروردگار عالم کے یا
بزرگان دین کے تیری کیا حقیقت ہے بس یہ سنکر وہ آگ ہو گیا اور نیزہ اُٹھا کر مارا شاہزادے نے نیزہ نیزے پر
روکا لگی نیزہ بازی ہونے غرض چند طعنون مین شاہزادے نے نیزہ شیرکنگلی کا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری
شاہزادے نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ شیرکنگلی مارا گیا شاہزادہ
نے مبارز طلب کیا عفریت پلنگ سر اجازت لیکر میدان مین آیا پکارا غضب کیا تونے کہ اتنے بڑے بہادر
کو مار ڈالا کیا تو جادوگر ہے شاہزادے نے فرمایا مین ہرگز جادوگر نہین ہون لیکن زور آور ہون مین نے مارا
اُسنے کہا اچھا اگر تو زور آور ہے تو مجھسے کشتی لڑ شاہزادے نے کہا بہتر اُسنے کہا گھوڑے سے اُتریے سپر تلوار
رکھکر آئیے یہ سیدھے سادھے مرکب سے کود کر تلوار ڈھال ہاتھ سے رکھکر عفریت کیطرف دوڑے وہ بھی
مرکب سے کودا لیکن تیغ بکف شاہزادے پر دوڑا اور آتے ہی تلوار ماری شاہزادے نے دیکھا کہ اسنے دغا کی
بس آتی تلوار کو خیال مین کرکے تھپکی دی کہ تلوار پیٹ پڑی مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین کر پھینک دی اور فرمایا او
دغا باز یہ کیا حرکت نامردانہ تھی عفریت پلنگ سر لپٹ پڑا لگی کشتی ہونے جب اُسنے دیکھا کہ مین کسی
طرح سے غالب نہ آؤنگا کاٹنے لگا دو تین مکّیان مارین سلطان سعد کو غصہ آیا بس اُسی طیش مین جو گھونسا
مُنھ پر مارا بس پشت منھ اُسکا پھر گیا اور تڑپ کر مر گیا شاہزادہ بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور مبارز طلب
کیا اور کہا معلوم ہوا تم لوگ دغا باز بھی ہو یہ سنکر اور ایک پلنگ سر کہ نام اُسکا ابلیس پلنگ سر
تھا یہ بھائی ہے عفریت پلنگ سر کا خسرو پلنگ سر سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور پکارا او مرد سیاہ
سفید دندان غضب کیا تونے کہ دو بہادرون کو مارا کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر آرہ پشت نہنگ
مارا شاہزادے نے آتے آرے پر تلوار ماری کہ آرے کے دو ٹکڑے ہوئے اُسنے ٹکڑا آرے کا ہاتھ سے پھینک دیا
اور تلوار کھینچکر ماری سلطان سعد نے آتی تلوار خیال مین رکھ کے جب تلوار قریب آئی ڈھال پر بچا کر

ہاتھ قبضے پر ڈالدیا اور ڈرد ڈ کر رہا تھ تلوار چھین لی ڈالکر کر زنجیر مین ہاتھ نعرہ اللہ اکبر جگہ سے کھینچ کر اُٹھالیا اور
چرخ دیکر طرف آسمان کے اُچھالدیا گرتے وقت چورنگ ہوا ای کا ٹا غرض اسی طرح شام تک سترہ پلنگ سرون
کو مار کر واصل جہنم کیا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے خسرو پلنگ سر نہایت متردد داخل
بارگاہ ہوا دربار جمع ہوا اُسنے خطاب کیا اہل دربار سے کہ یہ لوگ نہایت زبردست معلوم ہوتے ہین پر تعجب
ہونا مشکل ہے یہ سنکر آہو نہنگ بازگیر اپنے دنگل سے اُٹھ کھڑا ہوا اور دست ادب بستہ خسرو شاہ سے کہا کہ
کل مین سامنا کرونگا آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے خسرو شاہ نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ زرین پر
چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی یہ خبر امیر کشورگیر کو ہوئی کہ پلنگ سرون نے پھر طبل جنگ بجوایا ہی
فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہی ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے القصہ چار پہر رات سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون
لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دینے لگے کہ کون ایسا مرد بہادر ہی کہ نام اپنے باپ دادا
کا روشن کرے اور افسانہ رستم وسہراب کا مٹا دے یہ سُننا تھا کہ آہو نہنگ بازگیر نے بودا باگ کا لیا سامنے
تخت خسرو شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی اُسنے کہا کہ جاؤ سپرد کیا ہی خداوند فرعون کو آہو نہنگ
سلام کرکے بارہ دیگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آیا لیکن صورت اُسکی یہ ہی کہ سر تو پلنگ کا ہی اور مُنھ اور کان
مثل فیل کے ہین آکر غرایا اور مبارز طلب ہوا سلطان سعد بادشاہ سے اجازت لیکر مقابل ہوا آہو نہنگ بولا
کہ اے خدا پرست کیا نام ہی تیرا جواب پایا کہ نام میرا سلطان سعد ہی پوتا ہون امیر کشورگیر کا اُسنے کہا کہ کل تونے
شیر کنگلی سے جوان کو کیونکر مارا فرمایا کہ بزور شمشیر پس یہ سنکر آگ ہوگیا پکارا کہ آج مین تجھے بزور شمشیر مارونگا
شاہزادہ یہ سُنکر ہنسا اور فرمایا کہ مین نے تجھ ایسے کلب بہت سے جہنم واصل کیے ہین مین تیرے اس غرور
کو نہین ماننے کا اور نام تیرا کیا ہی اسنے جواب دیا کہ مجھے آہو نہنگ بازگیر کہتے ہین قوم پلنگ سر سے ہون
صورت چیتے کی ہی اور خصلت شیر کی رکھتا ہون سلطان سعد نے کہا بس لاف و گزاف کرنے سے کیا حاصل ہی شعر
زبان برکش و تیغ راکش غلاف * کہ جائے سخن نیست دشت مصاف * جو کچھ حربہ رکھتا ہی لا شعر
بیارا نچہ داری ز مردی نشان * کمان کیانی و گرز گران * پس یہ سُنتے ہی اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا
اور کھینچکر تلوار سر بنا کر ہاتھ بھر کا مارا اور پکارا کہ یہ طمانچہ ہی قضا کا سلطان سعد نے سپر سر کی طرف بلندی کی تھی
جیسے ہی دیکھا کہ حریف نے دھوکا دیا ہی بس جلدی سے داہنے ہاتھ مین تلوار تھی پشت شمشیر بردار اسکا روکا اور ہاتھ
تلوار کا مار کر کہا کہ وہ تھا دیکھ یہ طمانچہ ہی قضا کا تلوار جو پڑی تھی اسطرف سے گوش مع سر قلم کرکے دوسرے کان
اور عارض اور بینی کو کاٹ کر صاف نکل گئی آہو نہنگ بازگیر مارا گیا بھائی نے اُسکے جو یہ حال دیکھا گریبان
پھاڑا اور با شمشیر برہنہ دوڑا برابر سعد کے آکر تلوار ماری شاہزادے نے تلوار اُسکی رد کرکے اب جو ہاتھ تلوار
کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے شاہزادے نے مبارز طلب کیا ارژنگ پلنگ سر اجازت لیکر میدان جنگ کا
نگاور ہوا بعد از گفتگو بسیار نیزہ بازی ہوئی سعد نے نیزہ ارژنگ کا ہوائی کیا اُسنے غصے مین آکر گرز مارا
شاہزادے نے کار عمود دیا ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگے گھوڑے لنگر دن کی تاب نہ لاسکے بیٹھ گئے دونون
جوان کود کر رکیبون سے مصروف کشتی ہوئے سلطان سعد نے گھڑی بھر مین ارژنگ کو دے مارا اور چیر کر پھینکدیا
گیرنگ پلنگ سر آیا وہ بھی مارا گیا القصہ تین پہر مین تئیس پلنگ سر واصل جہنم ہوئے خسرو پلنگ سر نے جو یہ
حال دیکھا حکم دیا فوج کو کہ مار لو اس خدا پرست کو جانے نہ پائے تعجب کیا اسنے کہ کل سے آج تک کیسے ایسے سردار

مارے بس تمام پلنگ سر پکڑ پکڑ کر حربے دوڑ پڑے ادھر سے سلطان نے بھی قتل پر اُن کفار کے کمر باندھی
تلوار چلنے لگی امیر کشورگیر نے یہ حال جو دیکھا کہ تمام پلنگ سر شاہزادے پر آ پڑے ہیں بس اشارہ کیا غازیان
دیندار کو وہ سب تیغ بکف آ پڑے لگی تلوار چلنے خون کی ندیاں بہنے لگیں جبین سر مانند حباب معلوم ہوتے تھے
اور دست و پا کٹ کٹ کر جو گرے تھے مانند ماہی بے آب دریاے خون میں تڑپ رہے تھے طوفان آب تیغ
برپا تھا غرض عین گرمی جنگ میں سلطان سعد سے اور قاہر شیرگیر سے سامنا ہوا قاہر نے تلوار ماری سعد نے
تلوار اسکی چھین لی اور کمربند پکڑ کر قاش زین سے اٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا گھوڑے سے کود کر مشکیں باندھ
عیاروں کے سپرد کیا اور آپ پھر عازم قتال ہوا ادھر علمشاہ رومی لڑتا ہوا خسرو پلنگ سر پاس پہونچا اسنے تلوار
ماری علمشاہ نے تھکی دی کہ تیغ لپٹ پڑی ہاتھ قبضے پر ڈال کر زور کر کے تلوار چھین لی اور ڈالکر کمر زنجیر میں ہاتھ
اٹھا لیا غرض شام تک لڑائی رہی آخر فوج بے سردار شکست کھا کر بھاگی امیر با فتح و فیروزی میدان سے پھرے
قاہر اور خسرو شاہ کو زندانخانے میں بھجوا دیا آپ خاصہ نوش فرما کر آرام کیا صبح کو بارگاہ میں تشریف لائے اور
حکم کیا کہ لاؤ خسرو پلنگ سر اور قاہر شیرگیر کو داروغہ زندانخانہ اسیوقت دونوں قیدیوں کو لیکر حاضر ہوا خسرو
اور قاہر نے بطریق فرعون پرستان سلام کیا جواب سلام کسی نے نہ دیا مگر امیر با توقیر نے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی اور
فرمایا کہ اے خسرو شاہ اگر تو مسلمان ہو جائے تو میں تیری بادشاہی پھر تجھکو دیدون نہیں تو مارا جائیگا اور چند
کلمے مذمت کفر میں بیان کیے اور بہت کچھ تعریف پروردگار عالم کی پس خسرو شاہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور
دست بستہ عرض کیا کہ جبتک جیتا ہوں غلام ہوں امیر نہایت خوش ہوے اور تاج و تخت اُسے عطا اور
ایک خلعت بہت بھاری عنایت کیا خسرو شاہ امیر سے رخصت ہو کر اپنے شہر میں گیا سب کو مسلمان کیا
بعد اسکے امیر کو شہر میں لیگیا دعوت و ضیافت کی امیر نے سکہ و خطبہ نام پر سعد بن قباد شہریار کے جاری کر دیا
بتخانے تڑوا کے مسجدیں بنوائیں بعد آٹھ روز کے سامان سفر مہیا کیا خسرو شاہ سے رخصت ہو کر جہازوں پر
مع لشکر کثیر سوار ہو کر تعاقب میں زمرد شاہ باختری کے روانہ ہوے کوچ بکوچ چلے آتے ہیں کہ ایک جزیرۂ
سبز و خرم میں پہونچے کشتیاں کنارے پر قائم ہوئیں لب ساحل خیمے برپا ہوے اُس دن تو استراحت کی
دوسرے روز سے مصروف سیر و شکار ہوے ساتویں روز چاہا کہ کشتیوں پر سوار ہوں کہ ایک شور و غل کشتیوں
کی طرف سے پیدا ہوا صاحبقران نے کہا جلد خبر لاؤ کہ یہ غلغلہ کیسا ہے ملاحوں نے آکر سلام کیا اور دست بستہ
عرض کیا کہ اے شہریار ہم راہ راست گم کر کے اسطرف آ گئے تھے یہاں سے قریب جزیرہ شتر سرون کا کہ ہیبت سے
انکی انسان کی تو کیا حقیقت جانوران درندہ تک رات کو نہیں رہتے انھیں کے خوف سے یاجوج و ماجوج نے
سد باندھی ہے اور بادشاہ اُن سبھوں کا سپید ارشتر سر نام ہے اگر ارشاد ہو تو اس راہ سے جلد پھر چلیں کیونکہ ابھی
انھیں خبر نہیں ہوئی ہے کہیں ایسا نہو کہ لشکر کو آسیب پہونچے اور وہ آ جائیں یا درتعاقب کریں یہ جو صاحبقران
نے سنا فرمایا کہ اے ناخدا تو مرد عاقل ہے تجھکو زیبا نہیں ہے کہ یہ کہے کہ جب تمام شیر سرون اور فیل سرون اور
پلنگ سرون کو زیر کیا تو انکی کیا حقیقت کہ میرے لشکر کو آزار پہونچا سکینگے اگر چاہا خالق عالم نے تو سب
شتر سرون کو مار ڈالونگا یا مسلمان کر دونگا یہی گفتگو تھی کہ غل اٹھا اور خاک اڑتی دیکھا کہ شتر سر دریا سے آتے ہیں غوطہ
مارے ہوے قوی بازو قوی ہیکل مانند دیوون کے آ پہونچے لشکر اسلام نے جو انکو اس ہیئت سے دیکھا جلد صف باندھ کر
کھڑے ہوے اور انکو دیکھ دیکھ کہتے ہیں کہ کیا قدرت ہے پروردگار عالم کی کہ اسنے کیا کیا شکلیں پیدا کی ہیں ادھر شتر سر بھی

پہونچکر صف باندھکر کھڑے ہوئے لیکن لشکر اسقدر کثیر تھا کہ اُنکی ہمت نہ پڑی آپس مین صلاح کی کہ سو سو دو دو سو روز
مار لیجا ینگے اور بھون بھون کر کھا ینگے اور اگر جا پڑینگے تو کچھ بنائے نہ بنیگی یہ خیال کرکے ایک شترسر فیل مست
پر سوار گرز آہنی لیے ہوئے نہایت زبردست کہ نام اُسکا حمال شترسر گرززن تھا بادشاہ سے اپنے اجازت لیکر
میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ ای گروہ خداپرستان ہو لشکر مین سے کوئی ایسا مرد زبردست بہادر کہ میرے مقابلہ کو
آئے اور ضرب گرز سے سلامت بچکر جائے پس یہ سُنتا تھا کہ شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان تیغ زن خاوری
مرکب بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا گھوڑے سے اُتر کر سلام کیا اجازت میدان کی چاہی فرمایا کہ سپرد کیا
پروردگار عالم کو وہی تمھارا حافظ و معین ہو اور جام کلہ عفریت عنایت کیا شاہزادہ جام پی کر بار دگر مرکب
پر سوار ہوکر گھوڑے کو جھکا کر سامنے اُس شترسر کے آیا ناگاہ اُس شترسر پر پڑی عجب ہیئت دیکھی کہ سر تو شتر کا
اور جسم فیل کا دانت مانند گراز کے نکلے ہوئے گردن دراز مُنہ سیاہ دل مین کہا کہ یہ آدمی تو کا ہیکو ہی قسم دیو سے
معلوم ہوتا ہی کیونکہ یہ قوت العین مین خدا نے دی ہی جیسی چاہین شکل بنالین ادھر اُس شترسر نے جو قاسم
کو دیکھا کہ مانند آفتاب کے چہرہ روشن ہی پوچھا کہ تو کون ہی اور سردار لشکر سے کیا علاقہ رکھتا ہی فرمایا کہ مین
پوتا ہون حمزۂ صاحبقران کا بیٹا ہون شاہزادۂ علمشاہ رومی کا کہ جسنے ابھی شیر سرون کو تباہ و برباد
کر دیا تھا ایک میدان داری مین دس بیس کو مارا اُسنے کہا کہ کیون اپنی جوانی برباد کرتا ہی سجدہ کر خداوند
فرعون شاہ کو اطاعت میری اختیار کر تاکہ جان تیری بچ جائے فرمایا کیا بکتا ہی او مسخرے فرعون کیا کُتّا
ہی اُسنے غضبناک ہوکر گرز گران سر تیغ دیکر قاسم پر مارا قاسم نے آتے گرز کو خیال مین رکھا جب گرز قریب سر
پہونچا کلۂ عمود پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دیا کہ گرز اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا پس خبردار و ہوشیار رکھکر وہی گرز مارا
اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر گرز جو پڑتا ہی لنگر نہ رک سکا سپر ہاتھ سے چھوٹی سر پر گرز پورا بیٹھا کہ سپر سر مین
اور سر گردن مین گردن سینے مین سینہ پیٹ مین پیٹ کمر مین کمر کولون مین کولے ہاتھی مین ہاتھی پیوند زمین
ہو گیا ایک تتق گرد بلند ہوا قاسم نے نعرہ کیا کہ خبر لو اس حرامزادے کی آکر بھائی اسکا حمال شترسر تبرزن دوڑ کر آیا
پانی کا چھینٹا دیا گرد مین گھس کر جو دیکھا تو ایک تھالا خون کا پایا نہ فیل کا پتا تھا نہ حمال کا نشان تھا پس یہ
دیکھتے ہی کلیجہ اسکا خون ہو گیا پکارا غضب کیا تو نے کہ بھائی کو میرے مار ڈالا کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے
یہ کہتا ہوا دوڑ پڑا اور آتے ہی تبرزین قاسم پر مارا قاسم نے آتی ضرب پر تیغہ بلارک افراسیابی جو مارا سر
تبرزین کا کٹکر گرا اور خالی دستہ ہاتھ مین رہگیا اُسنے دستے کو پھینک کر تیغہ کمر سے کھینچکر قاسم پر مارا قاسم نے
پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے قاسم نے پھر مبارز طلب کیا چوپان شترسر
میدان مین آیا بعد از گفتگوے بسیار اُسنے تلوار ماری قاسم نے سپر پر تلوار روکی اور اُسی اثنا مین کمر کا ہاتھ مارا
کہ دو ٹکڑے ہوئے الغرض اُس روز قاسم نے پچاس شترسرون کو مارا شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر
اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے پھر شام سے طبل جنگ بجا کیا صبح کو صفین آراستہ ہوئین گردان گرد شترسر کہ سپہ سالار
لشکر زبردست روزگار تھا کہ اُسی پر سلطنت کا شترسرون کی بھروسا تھا میدان مین آیا اور نعرہ مارا کہ وہ اہل عرب
کہان ہی جسنے کل پچاس بہادرون کو مارا کہ آج اُسکی قضا میرے ہاتھ ہی بدیع الزمان نے قصد کیا کہ مین
جاؤن مگر قاسم اپنے کلمے سنکر کب رکتا ہی اُڑا کر مرکب سامنے تخت بادشاہ کے آکر اجازت لیکر میدان مین
آیا تھا در زن ہوا کہ گردان گرد کو گرد برد کر دیا اُسنے کہا کہ ای جوان تو اس کوتاہ قد و قامت پر ایسا زبردست

ہو کہ ایسے بہادرون کو تو نے بزور شمشیر مارا تجھکو لازم ہو کہ اطاعت میری کرین تیرا بہت مرتبہ کرونگا اورنہین تو
مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا قاسم نے کہا او دشتر سر کیا مجال ہو تیری کہ تو مجھے قتل کرے اگر چاہا پروردگار عالم
نے تو انھین سب تیرے ہمچشمون کیطرح تجھے بھی مارونگا یہ سنکر وہ بہت برہم ہوا اور وارہ پشت نہنگ قاسم
پر مارا قاسم نے آتے آرے پر تلوار ماری کہ آرے کے دو ٹکڑے ہوے اُسنے وہی ٹکڑا آرے کا مُنھ پر قاسم کے
کھینچ مارا قاسم نے خالی دیا گردان گرد دشتر سر مرکب سے کود کر تلوار کھینچکر دوڑا کہ گھوڑے کو قاسم کے ٹکڑے کرے
قاسم ارادہ اُسکا سمجھ گیا کود کر مرکب سے تیغ بکف دوڑا اُسنے سپر تلوار ہاتھ سے رکھ دی اور کہا اگر قوت رکھتا
ہی تو مجھسے کشتی لڑ قاسم نے بھی تلوار ہاتھ سے ڈالدی اور جھپٹا مگر وہ مکار اب اپنے مقام سے آگے نہ بڑھا جب
قاسم قریب پہونچا تنہا پاکر اُسنے اپنی تلوار اُٹھا کر قاسم پر ماری قاسم کو بھی چھتیس فن سپہ گری کے یاد ہین جگہ
بدلکر خالی دی وہ اپنے زور مین اوندھے مُنھ زمین پر جا رہا قاسم نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر
پنجہ تلوار چھین کر پھینک دی وہ لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی قاسم نے گھڑی بھر کے عرصہ مین لنگر اُسکا توڑا اور
سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کود کر چھاتی پر دھڑ سے سر اُسکا کھینچ لیا بس یہ جو دیکھا دشتر سرون نے کہ سالار
مارا گیا سمجھ گئے کہ یہ تو زبردست ہو یون نہ مارا جائیگا بلوہ کرکے اسے قتل کرو سب کے سب دوڑ پڑے
ادھر سے قاسم بار دگر مرکب پر سوار ہو کر بکٹر کر میلارک افراسیابی جا پڑا قتل کرنا شروع کیا امیر نے جو یہ
کیفیت دیکھی اشارہ کیا غازیان دیندار کو وہ سب تیغ بکف دوڑ پڑے جنگ مغلوبہ ہوئی مین گرمی جنگ مین
قاسم تلوارین مارتا ہوا قریب تخت سپہدار دشتر سر کے پہونچا اُسنے تلوار ماری قاسم نے تلوار اُسکی چھین کر
کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا سردار کے اسیر ہوتے ہی تمام دشتر سر شکست کھا کر بھاگے چھ ہزار دشتر سر مارے گئے امیر
بفتح فیروزی وہانسے پھرے قاسم تا بارگاہ سپہدار دشتر سر کو ہاتھ پر بلند کیے ہوے لایا سامنے امیر کے مشکین باندھکر
ڈالدیا فرمایا کہ اُسے زندانخانے مین بھیجو صبح کو دیوان کیا جائیگا اُسیوقت آہنگرون کو بلا کر اسیر غل و زنجیر کرا کر
قید خانے مین بھیجدیا دوسرے روز جب دربار معمور ہوا امیر نے فرمایا کہ لاؤ سپہدار کو اُسیوقت لا کر جو دیکھا
اُسنے آکر سلام کیا اور دست بستہ عرض کیا کہ مین نے غلامی حضور کی اختیار کی فرمایا لعنت کر فرعون پہ اور
کلمہ بتایا اُسنے ہزارہا لعنتین فرعون پر کین اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا امیر نے قید اُسکی دور کرائی خلعت
عنایت کیا سپہدار دشتر سر امیر سے رخصت لیکر اپنے شہر مین آیا سبکو بھی مسلمان کیا اور تحفے لیکر پھر خدمت صاحبقران
مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اب حضور شہر کو میرے قدوم میمنت لزوم سے منور و ممتاز فرمائین ارشاد کیا کہ اچھا کیا
مضائقہ ہی اُسنے جا کر دعوت کی تیاری کی بادشاہ اسلام اور امیر ذوالاحترام کو مع سرداران عالی مقام کے گیا
انواع اقسام کے طعام لذیذ کھلائے بعد اُسکے معشوقان پری جمال حور تمثال کو طلب کیا وہ مصروف رقص و غنا
ہوئین صحبت عیش و عشرت آراستہ ہوئی امیر نے فرمایا کہ سبحان اللہ اس قوم مین خدا نے ایسے حسین پیدا کیے
ہین کہ مقابل حوران بہشت کے ہین عین صحبت رقص مین سپہدار دشتر سر شاہ نے عرض کیا کہ حضور اگر کہین تو بندہ
نے نی و چنگ و رباب موسیقار بجائے فرمایا کہ ضرور ہمکو اشتیاق پیدا ہوا سپہدار دشتر سر نے جو ساز بجائے سب کو محو
کر دیا کبھی رلا دیا کبھی ہنسا دیا کبھی سلا دیا کبھی جگا دیا امیر نے بہت تعریفین کین سب سردارون کی یہ
کیفیت تھی کہ سوائے واہ وا کے دوسری صدا مُنھ سے نہ نکلتی تھی عمرو نے بھی بہت سی تعریف کی اُسنے سلام کیا اور
کہا خواجہ صاحب یہ مجال میری نہین کہ آپ کے سامنے بجا سکون مین لے کی بہت تعریف سُنی ہو اب امیدوار ہون

کر کچھ حضور بھی گائین اگر خلاف نہ ہو ادھر امیر نے بھی اصرار کیا عمرو نے نی بجانا شروع کی پھر بھلا اسکا کیا پوچھنا ہی
جس راگ راگنی کو بجایا تصویر کھینچکر دکھادی ہر شخص کی یہ کیفیت تھی کہ سرد آہین بھر رہا تھا عجب اثر ہی عمرو کے
گانے مین کہ آدمی بے اختیار ہو جاتا ہو الغرض صبح کو صحبت برخاست ہوئی سب رات بھر کے جاگے تھے
سو رہے سہ پہر کو اُٹھے امیر نے نماز پڑھی آکر بارگاہ مین بیٹھے پھر وہی صحبت آراستہ ہوئی غرض سات دن تک
یہی رنگ رہا آٹھوین روز امیر نے قصد سفر کیا تھا سپہدار شتر سر نے عرض کیا کہ پیرو مرشد اس نواح مین ایک چشمہ ہی
کہ پانی مین سے اُسکے آگ نکلتی ہو اور جو کچھ اُسمین کپڑے کی قسم سے ڈالتے ہین جلجاتا ہو اور قریب اُسکے ایک بیشہ اور ہی
اُسمین ایک جانور ہو کہ نام اُسکا ققنس ہو اور موسیقار بھی اُسے کہتے ہین علم موسیقی کا عالم باعمل کہ بارہ سوراخون
مین بارہ جگہ سے راگ نکلتا ہین منقار مین اُسکی بہت سے سوراخ ہین بارہ سوراخ بڑے ہین انھین بارہ سوراخون مین سے
بارہ آوازین بعد ایک ایک ساعت کے نکلتی ہین امیر نے فرمایا اے سپہدار مین مشتاق ہون چشمہ آتش خیز
کا عمرو بولا کہ مجھے موسیقار کے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہو اُسنے عرض کیا کہ چلیے امیر مع عمرو اور چند سردارون
کے اُسکے ہمراہ ہوے سپہدار شتر سر نے بھی کچھ منتخب شتر سرون کو ساتھ لیا اور روانہ ہوا ساتوین روز ایک
جزیرے مین پہونچے دیکھا کہ گلستان جنت نظیر ہو اور اُسمین ایک چشمہ ہو کہ پانی اُسکا مانند گلاب کے
خوشبودار ہو سپہدار نے عرض کیا کہ یہی چشمہ آتش خیز ہو صاحبقران نے فرمایا کہ جلد ایک چادر مشک و عنبر
مین بسا کر لاؤ اور اُس چشمے پر ڈالو ملازمون نے بموجب حکم چادر حاضر کی بس بمجرد چادر ڈالنے کے چشمہ آب
جوش مین آیا اور شعلہ آتش ظاہر کا کہ وہ چادر جل کر خاک ہوگئی صاحبقران نے فرمایا کہ یہ طلسم ہو سپہدار نے عرض کیا
کہ اے شہریار یہ طلسم نہین ہو بلکہ طلسم قدرت اسے کہنا چاہیے امیر نے فرمایا اچھا دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہو اور
کئی آدمی جو واجب القتل تھے انھین اُس چشمے مین ڈلوا دیا وہ اُسمین خوب نہائے شناوری کی عجائبات دکھائی
دیے امیر نے فرمایا سچ ہو یہ آتش قدرتی ہو کہ کپڑے کی قسم کو جلا دیتی ہو اور آدمی کو ضرر نہین پہونچاتی اور
اُسکا تماشہ دیکھکر بیشہ جانوران کی طرف روانہ ہوے راہ سنگ و خار واقع تھا اور کژدم و خرچنگ و عقرب
دار بے انتہا تھے اور پانی وہ شور و تلخ تھا کہ منھ پر ڈالنے سے پلکین بھوین مونچھین ڈاڑھی سب گر جائین
مگر باغ مانند گلستان ارم کے شاداب و سبز بے خزان دیکھا کہ انواع اقسام کے گلہائے رنگارنگ پھولے ہوے
ہین خوشبو سے دامن گلشن لبا ہوا ہو جانوران خوش الحان درختون پر بیٹھے ہوے چہک رہے ہین پانی
چشمے کا وہ صاف و شفاف کہ آئینہ اُسکے آگے خجل ہو کر گرد کدورت پیدا کرے بوے خوش اُسمین سے چلی آتی عجب
طرح کی خوشبو ہو کہ محسوس نہین ہوتا نہ مشک سے ملتی ہو نہ عود سے مناسبت رکھتی ہو کل خوشبوؤن سے علیحدہ
خوشبو ہو ہوا ایسی خوشگوار ہو کہ روح تازہ ہوتی ہو جب کوئی جھونکا آگیا معلوم ہوا کہ قوت روحانی کچھ بڑھ گئی
غرض امیر کشورگیر مع سرداران با توقیر و سپہدار شتر سر و عمرو بن امیہ نامور سیر کرتے ہوے چلے آتے
ہین جہان شام ہو جاتی ہو قیام پذیر ہوتے ہین صبح کو پھر چلتے ہین کچھ میوہ تر و تازہ توڑ کر کھا لیتے ہین اشتہا
دفع ہو جاتی ہو اسیطرح تیسرے روز وہان پہونچے کہ جہان وہ مرغ موسیقار تھا دیکھا کہ منقار مین اُسکی
ہزارون سوراخ ہین اور ہر سوراخ مین سے آواز راگ کی نکلتی ہو کہ جسکے اثر سے بعضے بیہوش ہو جاتے ہین
بعضے رونے لگتے ہین بعضے ہنسنے لگتے ہین اور ہزار ہا جانور اُسکے گرد و جوار مین جمع ہین مگر خاموش بیٹھے ہوے
اُسی کی صدا سن رہے ہین جب دوپہر ہوئی تو وہ جانور اُٹھا اور لکڑیان جنگل سے لا لا کر جمع کین اور جانور

بھی لکڑیان لالا کر جمع کرنے لگے جب بہت بڑا ڈھیر ہوگیا موسیقار اُسپر جا کر بیٹھا پہلے تو اور راگ گائے کہ سامعین
خوب روئے بعد اُسکے دیپک راگ جو گایا دفعتہً آگ لگ گئی اور اُسکی منقار سے بلکہ تن بدن سے شعلے پیدا ہونے
لگے کہ وہ جانور جل کر خاک ہوگیا صاحبقران تو اُسکے گانے کے عاشق ہوگئے تھے یہ جو دیکھا کہ جانور جل گیا نہایت
صدمہ ہوا خوب روئے سپہدار شترسر نے عرض کیا کہ شہریار آپ روتے کیون ہین فرمایا کہ یہ جانور مثل اپنا نہ
رکھتا تھا جل گیا اب ایسا جانور کہان سے آئیگا اُسنے عرض کیا کہ پیرومرشد حضور کچھ فکر نہ کرین قدرت خدا کا
تماشا دیکھین یہ جانور مثل اپنا رکھتا تھا نہ اسکا جوڑا ہی اور سال بھر بعد اسی طرح جل جاتا ہی اور اُسکی خاک مین
سے انڈا نکلتا ہی اور وہ شق ہوتا ہی اور بچہ موسیقار کا پیدا ہوتا ہی اور پر پرزے نکال کر اُڑ جاتا ہی اور جسقدر
بلند ہوتا ہی بڑھتا جاتا ہی یہانتک کہ غائب ہو جاتا ہی یہی باتین تھین کہ ہواے تند چلی اور وہ راکھ اپنی جگہ
سے ہٹی اور انڈا دکھائی دیا اور آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی انڈا پھٹا اور بچہ موسیقار کا اُسمین سے نکل کر اُڑا
اور آسمان کیطرف چلا صاحبقران یہ دیکھکر متحیر ہوے فرمایا ای سپہدار شترسر یہ پھر یہان کب آئیگا اُسنے
کہا کہ برسوین روز پوچھا کہ سال بھر کہان رہتا ہی عرض کیا کہ سُنا ہی کہ روم مین رہتا ہی وہی اسکا مسکن ہی
یہان جلنے کو آتا ہی امیر یہ تماشا دیکھکر بہت مسرور ہوے وہان سے سیر کرتے ہوے اور بیشہ مین پہونچے
دیکھا کہ کچھ چوپاے پرند ہین اور عجب عجب شکلین اُنکی ہین کہ گاو کے چنگال شیر کے پاؤن اور ایک جانور کو دیکھا
کہ اُسکے ہزار ہاتھ ہین اور خرطوم فیل کی سی ہی رنگ کبود مانند آسمان کے صاف و شفاف اور جو آگے بڑھے
اور قسم کے بہت سے جانور دیکھے شکر پروردگار بجالائے کہ تو نے کیا کیا تماشے اپنی قدرت کے مجھے دکھائے
جب تماشے عجائبات وہان کے دیکھ چکے تو سپہدار کے ساتھ پھر اُسکے شہر مین آئے اُسے خلعت دیا تخت و تاج
بخشا اور جہاز پر سوار ہو کر مع لشکر تعاقب مین لقلاے بے بقا کے روانہ ہوے سیر دریا کرتے ہوے ساتوین روز
ایک پہاڑ کے پاس پہونچے دیکھا تو عجب پہاڑ ہی کہ پتھر مین سے درخت پیدا ہوے ہین اور گملے زنگار رنگ مین
پھولے ہوے ہین مقام فضا کا ہی حکم دیا کہ خیمے یہین برپا ہون کہ ہم سیر کرینگے یہان کی آب و ہوا عمدہ ہوگی کیونکہ
یہ مقام دلچسپ ہی غرض خیمہ استادہ ہوا داخل بارگاہ ہوے بعد دو روز کے شکار کھیلنے کو جانب صحرا روانہ ہوکے
چند ہرن شکار کیے تھے کہ ایک گورخر نظر آیا ایسا گورخر نہ کبھی دیکھا تھا نہ سُنا تھا کہ قد اُسکا برابر گھوڑے کے تھا
نقش و نگار مانند طاؤس کے اُسپر بنے ہوے تھے امیر بہت خوش ہوے دل مین کہا کہ اسکو زندہ پکڑیے اور
ملک باختر کو لیچلیے کہ لوگ وہان کے دیکھکر خوش ہون اور پروردگار کو یاد کرین یہ خیال کر کے گھوڑا اُسکے پیچھے
ڈالا وہ بھی مانند باد صرصر کے چلا امیر کو وہ اشتیاق ہی کہ تعاقب اُسکا کسیطرح نہین چھوڑتے تین روز
بے آب و دانہ گذرے ہین مگر برابر اُسکے تعاقب مین چلے جاتے ہین چوتھے روز گورخر نظر سے غائب ہوگیا امیر
اب حیران و پریشان اُس دشت ویران مین کھڑے ہوے ہین نہ پانی ہے نہ مددگار ہے کیا کھائین کہان سے لائین
گھوڑے سے اُتر کر اُسے تو چھوڑ دیا کہ وہ چرنے لگا ایک جانب کچھ درخت میوے کے معلوم ہوے آپ وہان
گئے دیکھا کہ میوہ نہایت تر و تازہ ہی شکر کا سجدہ بجالائے اور میوہ توڑ کر کھایا کہ ذرا تسکین ہوئی اور قوت آئی
قریب ایک چشمہ تھا اُسمین سے پانی پیا پھر گھوڑے پاس آئے باگ اُسکی پکڑ کر اُسے ٹہلاتے ہوے ایک کوہ
کیطرف نکل گئے بالائے کوہ آکر دیکھا کہ ایک چشمہ ہی اُسپر ایک درخت بلند ہی اُسکے سایہ مین جا کر بیٹھے اشقر کو
چھوڑ دیا وہ پھر چرنے لگا صاحبقران اِدھر اُدھر دیکھ رہے ہین کہ ایک غار مین نظر آیا کہ نہایت تنگ و تاریک تھا

آسے دیکھکر خوف زدہ ہوے کہ یہ کیا آفت ہے لیکن ملاحون سے سُنا تھا کہ اُس سرزمین مین غار جمشیدی ہے کہ ایسا
کوئی غار دُنیا مین نہین ہے کہ ایک سو ساٹھ فرسخ کا اسکا طول ہے اور پچاس فرسخ کا عرض ہے جسوقت بسبب
بزرگی بخت جمشید کو غرور ہوا کہ ہمچو ما دیگرے نیست لوگ سمجھے کہ اسپر ادبار آیا اُس سے متنفر ہوکر بھاگنے لگے
جمشید اُس غار مین آکر رہا اور نام اسکا گلستان ارم رکھا اور تیس شہر اور دس باغ اُسمین بنوائے آب و ہوا
وہان کی بہت خوش تھی اور گرد و اطراف مین چشمہاے آب مصفا تھے امیر کو عقل سے معلوم ہوا کہ یہی غار
جمشید ہوگا اشتیاق ہوا کہ اسے دیکھیے اور باغون کی سیر کیجیے توکلت علی اللہ اُس غار مین کود پڑے اور اسکی طرف
کو روانہ ہوے یہانتک کہ تاریکی سے گذرے اور ایک عمارت کے پاس پہونچے اشقر کو تو واسطے چرنے کے چھوڑ دیا
آپ اُسی عمارت کیطرف چلے کہ اسمین چلکر بیٹھیے اور سیر کیجیے کہ یکایک ایک آواز مانند رعد کے پیدا ہوئی خیال مین
گذرا کہ شاید باغبان کی یہ صدا ہے اُسیطرف دیکھ رہے تھے کہ ایک دیو مہیب سامنے پیدا ہوا کہ منھ اُسکا
گنبدے کی طرح کا سر مانند ایک گنبد کے دہانہ مثل غار عمیق کے قد اُسکا ہزار گز کا از سر تا پا سفید رنگ
سامنے صاحبقران کے آیا اور نعرہ کیا کہ او خیرہ سر تو کون ہے جو اتنی بڑی جرأت کی کہ یہان چلا آیا فرمایا امیر
نے کہ تو مجھسے واقف نہین مین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان جفت آسمان پری ہون حمزہ صاحبقران میرا نام ہے
اُسنے کہا اے آدم زاد تو یہ جھوٹھی باتین کیون بناتا ہے مین تجھسے ڈرنے کا نہین تجھے ضرور کھا جاؤنگا امیر نے فرمایا اے جاہل
تو مجھسے جابر ہوگا تو جو چاہتا وہ کرتا اُسنے کہا کیا تو مجھے مار ڈالیگا فرمایا اگر تو مسلمان ہوگا تو چھوڑ دونگا نہین تو
بے تامل مار ڈالونگا دیو نے کہا تو اگر زلزلۂ قاف ہے تو باپ سے میرے واقف ہوگا کہ سیاہ ملک سیاہ کلاہ اسکا نام ہے
جب سے وہ مسلمان ہوکر شریک آسمان پری ہوا مین نے ملنا اُس سے چھوڑ دیا بلکہ پردۂ قاف کا رہنا چھوڑ دیا غار
جمشیدی مین چلا آیا نام میرا دیو سیماب ہے مین نہایت زبردست ہون اکثر دیو آرزو اس غار جمشیدی مین
رہنے کی کرکے آئے ہاتھ سے میرے شکست کھا کر بھاگ گئے تجھکو لازم ہے کہ اطاعت میری اختیار کر مین تجھے اچھی طرح
رکھونگا فرمایا کیا گُوہ کھاتا ہے لا جو کچھ حربہ رکھتا ہو مین بھی تیرا زور دیکھون اُسنے برہم ہوکر کہا کہ قضا تیری آئی ہے بہت
امیر کشورگیر نے برہم ہوکر نعرۂ صاحبقرانی کیا کہ دیو لرز گیا بولا کہ قد تو تیرا اتنا سا ہے مگر آواز بہت بڑی ہے لیکن
مین تجھسے ڈرنے کا نہین اور معلوم ہوتا ہے کہ قضا تیری میرے ہاتھ سے آئی ہے یہ کہکر درخت اُٹھا امیر پر مارا امیر نے
پینترا بدلکر اُسے خالی دیا دیو زمین کیطرف جھکا تیغ گرد و غبار بلند ہوا دیو نے کہا افسوس ہے کہ گوشت تیرا کرا ہوگیا
مین نے لطف سے نہ کھایا جب گرد برطرف ہوئی امیر نے نعرہ کیا کہ کیا بکتا ہے کسے مارا تو نے مین تو زندہ ہون یہ کہکر
دوڑے اور اُس سے لپٹ گئے دیو بھی لپٹ گیا کشتی ہونے لگی پہر بھر کا عرصہ گذرا ہوگا کہ امیر نے اُٹھا لیا اور اُسے
گرایا کہ وہ چارون شانے چت گرا امیر اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور زانوؤن سے دبایا فرمایا کہ مسلمان ہو نہین بھی
مار ڈالونگا اُسنے کہا بیشک تو زلزلۂ قاف ہے مین نے اطاعت تیری اختیار کی بصدق دل مسلمان ہوا لعنت کی
ابلیس پر امیر نے اُسے چھوڑ دیا وہ قدمون پر گرا گرد پھر التصدق ہوا دعوت امیر کی صاحبقران نے شب کو
وہین آرام فرمایا صبح کو بیدار ہوے نماز پڑھی دیو سیماب ہاتھ باندھے سامنے کھڑا تھا صاحبقران نے وظیفہ
سے فراغت کرکے فرمایا کہ بھئی ہم اس غار کی سیر کو آئے تھے اُسنے کہا کہ چلیے مین سیر کراؤن اور اپنے کاندھے پر
بٹھا کرکے اُڑا تمام شہر اور باغ غار کے دکھائے کہ سب مکانات پتھر کے بنے ہوے سجے تھے اور دوکانین آراستہ
تھین مگر آدمی کا نام و نشان کہین نہ تھا باغ سرسبز و شاداب تھے لیکن باغبان کا کہین پتا نہ معلوم ہوتا تھا فرمایا

ای دیو سیماب یہ باغ بغیر باغبان سرسبز و شاداب کیونکر رہتے ہین عرض کیا کہ شہریار نہرین پانی کی پہاڑ سے
کاٹ کے لائے ہین کہ پانی آپ سے آپ اعتدال کے ساتھ چلا آتا ہی اور درخت پھولون کے جواہر نگار ہین فرمایا
سبحان اللہ خالق اکبر نے ایک بندے کو ایسی طاقت دی تھی کہ وقت اخیر مین اُسنے اسطرح کی عمارت اور باغ تعمیر
کرائے اور عمارتون کا یہ عالم تھا کہ ہر ایک مکان مین جواہر اعلےٰ نصب تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کاریگر بنا کے
گئے ہین نگاہ قائم نہین ہوتی فرش اسطرح آراستہ ہی کیا مجال کہ جو کہین پر شکن ہو امیر نے متحیر ہوکر پوچھا کہ بھی یہ فرش
کیونکر ہمیشہ آراستہ رہتا ہی عرض کیا کہ شہریار خاک یہان کسی جانب سے نہین آتی کیونکہ مکانات پختے ہین فرش
یونہین تیار رہتا ہی اور جب کوئی دن کو یہان بیٹھتا ہی چہار طرف ساز لگے ہوئے ہین وہ بجنے لگتے ہین عالم محویت کا
ہم پہونچتا ہی اور رات کو گوہر شبچراغ روشن ہو جاتے ہین کچھ مشعل و چراغ کی حاجت نہین ہوتی صاحبقران بہت
محظوظ ہوئے بعد اُسکے دیو سیماب امیر کو قبر جمشید پر لایا دیکھا صاحبقران نے کہ گنبد ہفت جواہر بنا ہوا ہی
چمک پر اُسکی نگاہ قائم نہین ہوتی اندر گنبد کے داخل ہوئے دیکھا کہ لخلخے کے لوٹے روشن ہین خوشبو چلی آتی ہی
گلدستے جواہر کے پھولون کے آئین رکھے ہوئے ہین جس پھول کا گلدستہ ہی اُسی گل کا عطر اسمین داخل کیا ہی کہ
تمام گنبد مہک رہا ہی چار طرف سے ہوائے سرد چلی آتی ہی بیچ مین تعویذ قبر کا ہی اور ہر قسم کا جواہر اُسپر جڑا ہوا ہی امیر
بیٹھ گئے فاتحہ پڑھا ہوا سرد چل رہی تھی امیر کی آنکھ لگ گئی دیدۂ ظاہری بند ہوگئے چشم باطنی وا ہوگئی عالم خواب مین
ایک بادشاہ جلیل القدر کو کمال عظم و شان سے دیکھا کہ لوگ اسکے فرسخ در فرسخ معلوم ہوتے تھے تخت شاہی پر سوار
تھا قریب امیر کے آکر پکارا کہ سلام علیک یا صاحبقران با اقبال امیر نے جواب سلام دیا اور پوچھا کہ آپ
کون ہین نام نامی اور اسم گرامی سے مجھے آگاہ کیجیے کہا مین وہی بندۂ گنہگار جمشید ہون یا حمزۂ صاحبقران
مین وہ ہون کہ سات سو برس تک مین نے بادشاہت کی اور کیا کیا جشن مین نے بنائین اور کیسا عدل و انصاف
کیا مگر غرور جو مجھے آیا کہ میرے برابر کوئی زمانے مین نہین خلق ہوا تکبر پروردگار عالم کو ناپسند ہوا کہ غرور اُسی کو
زیبندہ ہی شعر مراد ار رسد کبریا و منی * کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی * بس اسی غرور پر مین آرے مین
چیرا گیا آدمی کو لازم ہی کہ غرور نہ کرے بلکہ نیک کام جو اُس سے ہو جائے تو شکر پروردگار بجا لائے اور جو سر
اُٹھاتا ہی وہ خراب ہوتا ہی جب تک انسان زندہ ہی اختیار ہی جو نیکی چاہے کرے کہ یادگار اُسکی رہے خلق
اُسکو بہ نیکی یاد کرے غرض کچھ کلمات نصیحت آمیز کہے کہ امیر خوب روئے بعد اُسکے جمشید نے کہا کہ یا امیر
آپ مؤید من اللہ عم پیغمبر آخر الزمان ہین میری قبر پر چار گوہر شبچراغ نصب ہین وہ ہی آپ کی نذر کیجیے بس
آنکھ امیر کی کھل گئی کسی کو نہ دیکھا وہ گوہر شبچراغ اکھڑے ہوئے پڑے تھے امیر نے اُنکو اُٹھا لیا اور دیو سیماب نے
کہا کہ مجھکو جمشید نے یہ دیے ہین ابھی جو میری آنکھ لگ گئی تھی تو جمشید مجھے خواب مین آکر دے گیا ہی غرض
دو روز وہان رہے تیسرے روز اُس غار سے باہر آئے اشقر پر سوار ہوئے دیو سیماب سے کہا کہ وہ گورخر
نہ معلوم ہوا کہ جسکے پیچھے مین یہان آیا تھا اُسنے کہا کہ وہ گورخر مین ہی تھا کہ آپ کو لگا لایا تھا الغرض امیر نے
دیو سیماب کو رخصت کیا اور وہان سے اپنے لشکر مین آئے لوگ متفکر تھے کہ گرد اُڑی اور امیر کشور گیر پیدا
ہوئے سردار دوڑے اور استقبال کرکے امیر کو لیگئے حال استفسار کیا امیر نے تمام حال غار جمشید کا بیان کیا
اور پھر وہان سے آگے روانہ ہوئے بعد چند روز کے اور ایک پہاڑ پاس پہونچے کہ بہت بلند تھا اُسپر جو گئے
تو ایک درخت آبنوس دیکھا کہ نہایت بلند ہی اور شاخین اُسکی بہت سی ہین اور ایسا گنجان ہی کہ آسمان اُسکے

نیچے سے نہین معلوم ہوتا اور تنہ اُسکا پانچ سو ارنج کا چوڑا ہی کہ درخت عود وصندل کے اُسپر لگے ہوے ہین
امیر نے کبھی ایسا درخت نہ دیکھا تھا حیران ہوے ملاحون سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہی اُنھون نے عرض کیا
کہ یہان مسکن سیمرغ کا ہی دیو پری بھی یہان نہین رہ سکتے سیمرغ بادشاہ ہی تمام جانورون کا سب جانور اُسکے
مطیع ہین اور وہ اتنا بڑا جانور ہی کہ نہنگ اور اژدہے کو جنگل مین پکڑ لاتا ہی شکار کرتا ہی اور سیمرغ نہایت
رحم دل ہی کہ اگر کسی کو بے توشہ دیکھتا ہی اور بے زاد راہ پاتا ہی تو اُسکو میوہ اور روپیہ پہونچاتا ہی اور جو کوئی راہ
بھول جاتا ہی تو راہ پر لگا دیتا ہی اور کسی کو ایذا نہین پہونچاتا ہی یہی باتین تھین کہ ہواے تیز چلی پانی موج مارنے لگا
تمام درخت جنبش مین آگئے اور ایک سناٹا پیدا ہوا کہ شیر و پلنگ وہان سے بھاگے ملاحون نے عرض کیا کہ سیمرغ
آ پہونچا کہا کچھ پیدا نہین آنے دو کہ دیکھا یکایک روے آفتاب پر سیاہی آگئی عجب جانور تھا

نظم

پر و بالش چو شاخہاے درخت | پایہائیش مثال پایۂ تخت
چون ستون کشیدہ منقارے | بے ستونے و درمیان غارے

اور ایک پنجہ مین نہنگ دوسرے مین اژدہا تھا اور پر دونون اسقدر چوڑے تھے کہ آسمان چھپا ہوا تھا وہ مرغ آکر
اُس درخت آبنوس پر بیٹھا امیر اُسکو دیکھکر حیران ہوے اور خدا کو بہ بزرگی یاد کیا کہ ای پروردگار تو قادر و توانا
ہی اور سجدہ کرکے سر اُٹھایا مگر سیمرغ کی نگاہ جو حمزہ صاحبقران پر پڑی پہچانا کہ یہ زلزلۂ قاف ہی اور سیمرغ ممنون
صاحبقران ہی کیونکہ پردہ قاف مین سیمرغ کے بچون کو اژدہے سے بچایا تھا اژدہے کو مارا تھا سیمرغ پکارا
سلام علیک یا حمزہ صاحبقران امیر نے جواب سلام دیا سیمرغ درخت سے اُترکر قدمبوس ہوا اور کہا کہ ای
شہریار آپ یہان کہان فرمایا کہ مین ظلمات مین آیا تھا وہان کی مہم بمدد ایزدی سر کی اب ملک فرعونیہ پر
جاتا ہون اور پوچھا کہ ای سیمرغ مین نے تجھے پردہ قاف مین دیکھا تھا مکان تیرا پہلے وہین تھا اب یہان کیون
چلا آیا اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار مین چھ مہینے پردۂ قاف مین رہتا ہون اور چھ مہینے پردہ دنیا مین جاڑے
پردۂ قاف مین بسر کرتا ہون اور گرمی پردۂ دنیا مین بعد اُسکے امیر نے چاہا کہ سیمرغ سے رخصت ہو کر روانہ
ہون اُسنے دعوت کی امیر جانے سے مجبور ہوگئے کیونکہ رد دعوت جائز نہین ہی غرض سیمرغ نے امیر با توقیر کو
انواع اقسام کے میوے کھلائے اور بعد دو روز کے رخصت کیا اور چلتے وقت بہت سے پر اپنے پیش کیے القصہ
امیر اُس سے رخصت ہو کر ملاحون سمیت کشتیون کیطرف روانہ ہوے راہ مین امیر نے دیکھا کہ دفعۃً ملاح قدم
اُٹھا کر چلے جیسے کوئی ڈر کر بھاگتا ہی صاحبقران نے آواز دی کہ ارے تم کیون بھاگے جاتے ہو عرض کیا کہ اس
نواح مین گینڈے بہت سے رہتے ہین اور ایک ایک گینڈا مانند پہاڑ کے ہی معلوم ہوتا ہی کہ گویا لوہے کے
بنے ہوے ہین ہاتھ پاؤن اُنکے مانند فیل کے ہین فرمایا کہ مین نے عہد کیا ہی کہ کوئی بلا راہ مین نہ چھوڑونگا
مین ان سبکو مارونگا بہ عنایت الٰہی کبھی نہ ڈرونگا اور مین نے جب دیوون سے خوف نہ کیا تو اُنسے کیا ڈرونگا
پروردگار میرا حامی و مددگار ہی جو مشکل سخت درپیش ہوئی اُسکے فضل سے دفع ہوئی اور ملاحون سے پوچھا
کہ کسطرف کو گینڈے رہتے ہین ملاحون نے عرض کیا کہ حضور چلے چلیے جو کوئی سامنے آئیگا اُس سے
لڑ لیجیے گا صاحبقران نے برہم ہو کر کہا کہ او نمک حرامو تم مجھے نصیحت کرتے ہو جلد راستہ بیابان کرگدن کا بتاؤ
اور تم یہان سے چلے جاؤ ان سبھون نے راستہ بتا دیا امیر اُسیطرف روانہ ہوے تھوڑی دور گئے تھے کہ آواز سم کرگدن
کی معلوم ہوئی اور چند کرگدن مانند فیل مست کے نمودار ہوے اور صاحبقران پر دوڑے امیر نے اُسیوقت زبان
سے کمان ترکش سے تیر نکالکر کمان مین پیوستہ کرکے اور کشیدہ کرکے جو مارا تو ایک کرگدن کے سینہ پر پڑا کہ اسفل سے

گذر گیا دوسرے کرگدن پر مارا کہ سرین پر پڑا اور سر کو توڑ کر گذر گیا وہ بھی گر کر تڑپنے لگا تیسرے کو تیر مارا کہ پیشانی
پر پڑا اور پیچھے سے گذر گیا اب جو دیکھا کہ امیر دو کرگدن مارتے ہین تو دس آ جاتے ہین چہار طرف سے ہجوم کرکے
امیر پر چلے آتے ہین لیکن امیر با توقیر آگے نہین بڑھنے دیتے جو بڑھا تیر قضا کا نشانہ ہوا صاحبقران تیراندازی
سے نہین چوکتے القصہ تمام دن مین دو سو پچاس کرگدن مارے اب رات ہوئی مگر کرگدن چلے آتے ہین امیر کے
قریب ہو پہنچ گئے ہین تیر کی زد باقی نہین رہی امیر نے تلوار کھینچی اور دودستی تلوارین مارنا شروع کین رات بھر
لڑے بہت سے گینڈے مارے گئے امیر نے دیکھا کہ ہزارہا گینڈا مرا پڑا ہو اور لاکھون چلے آتے ہین امیر برابر تلوارین مار رہے
ہین کہ صبح تک گرد بلند ہوا اور تیس ہزار گینڈے اور آئے اور آگے ان کرگدنون کے ایک کرگدن بہت بڑا تھا کہ رنگ
اسکا سفید تھا اور نہایت خوشنما تھا امیر نے اُس گینڈے کو جو دیکھا اپنے دلمین کہا کہ یہ شاید سبکا سردار ہو اور اگر یہ
زندہ ہاتھ لگے تو جملہ عجائبات سے زیادہ ہو غرض صاحبقران نے لڑنا شروع کیا بہتونکو مارا مگر وہ کم نہین ہوتے
اور اُن کرگدنون مین شور مچا ہوا ہو چلا رہے ہین اور جوق جوق چلے آتے ہین غرض امیر با توقیر تین شبانہ روز
لڑے اور کئی ہزار کرگدنون کو قتل کیا مگر وہ لاکھون کئی ہزار ایک کے مرنے سے کم تھوڑی ہوتے ہین مانند ٹڈی ہین امڈے چلے
آتے ہین جہانتک نگاہ کام کرتی ہو سوا کرگدنون کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا اب امیر با توقیر ہراسان ہوئے تین روز
گذر چکے ہین کہ نہ کھانا کھایا ہو نہ پانی پیا ہے آب و دانہ بخور و بخواب تلوارین مارتے مارتے ہاتھ شل ہوگئے
ہین دوڑتے دوڑتے پانون تھک گئے ہین یقین مرگ ہوا کہ اب بچتے نہین تم گرے اور کرگدنون نے ٹکڑے ٹکڑے
کیا بس حالت اضطراب مین رو کر دعا مانگی کہ اے خالق بیچون مجھکو یہان سے نجات دے مین تیرے بندون کا راستہ
صاف کرنے کے لیے اتنے لڑا ہون اگر حیات مستعار باقی ہو تو یہان سے نجات دے اور اگر قضا آئی ہو تو ایسا مردن
کہ جہان کفن و دفن تو نصیب ہو بس دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرنا تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا
شعر رشست ہمت کشور کشایش ٭ برآمد بر ہدف تیر دعایش ٭ دیکھا کہ بیابان کی طرف سے گرد اٹھی اور نعرون کی آواز
سرداران لشکر اسلام کی بلند ہوئی کسواسطے کہ یہان سے جو طلایہ گئے تھے لشکر مین بیان کیا تھا کہ صاحبقران بیابان
کرگدن مین تنہا گئے ہین جلد انکی خبر لو بس یہ سنتے ہی تمام سردار مسلح و مکمل ہوکر روانہ ہوئے تھے اسوقت آکر
ہو پہنچے نعرے کرکے تیغ آبدار کھینچ کھینچکر ان گینڈون پر کے قتل کرنے لگے اور جو گینڈا جسے پہنچا یا کمند مارکر پکڑ لیا قریب بیس ہزار
کرگدنون کے زندہ پکڑ گئے اور بیس بائیس ہزار مارے گئے عمرو جو پہونچا پکارا کہ حمزہ قربانت شوم کوئی ایسی جہالت کرتا ہے
آپ تنہا کیون ان مین آگے تھے امیر نے فرمایا کہ خواجہ جو کچھ ہوا سو ہوا مگر تم دیکھو اُس کرگدن سفید کو مین نے تمام ایسا
کرگدن نہین دیکھا خواجا اسے سیلج ہو پکڑو کہ مین ملک باختر مین لیجل کر مردمان باختر کو دکھاؤنگا عمرو بولا کہ حمزہ مجھے
اپنی جان دو بھر نہین ہو امیر نے فرمایا کہ خواجہ مین کرور روپیے دونگا عمرو نے کہا حمزہ کیا مجھے تیرے فرمانے سے انکار
ہو یہ کہکر عمرو اسیوقت اُس کرگدن پر چلا اور بہت سے عیار بھی لالچ مین آکر دوڑے جان پر کھیل گئے کرگدنون
کو پکڑتے ہوئے کمندین لیے ہوئے قریب اُس کرگدن کے پہونچے کمندین مارین مگر اُسکی یہ کیفیت ہو کہ جیسے
طناب ماری وہ پیوند زمین ہوگیا جیسے سینگ مارا جسید کر اٹھا لیا یہاتک کہ دو سو عیار مارے عمرو تو یہ دیکھکر
بہت گھبرایا کہ حمزہ نے تیری جان ہی لی تھی مگر ہاتھ دیکھا ہاتھ کی پشت دیکھی ہین سو ساتھ مکر یاد آگئے ایک کو تجویز
کرکے دیکھا کہ وہ کرگدن منھ اٹھائے ہوئے چلا جاتا ہو بس اُسکے راستے مین کمندا صفاے باصفا بچھا دی اور دور کھڑا
ہو رہا جسوقت وہ کرگدن وہان ہو پہنچا جھٹکا مارا کہ وہ اُلجھ کر گرا عمرو مع عیارون کے دوڑ پڑا اور آکر اسے

گرفتار کر لیا اور سرداران امیر نے لاکھون کرگدنون کو مارا اب گنیڈون نے دیکھا کہ سردار ہمارا پکڑ گیا اور آدمی
بہت سے آگئے اور ہمارے بھائی بند بہت سے مارے گئے راہ فرار اختیار کی جنگل خالی ہو گیا سب بھاگ کر چلے گئے
عمرو کرگدن سفید کو سامنے صاحبقران کے لایا زنجیر دنین اُسے باندھا اب امیر نے دیکھا کہ رنگ تو اُسکا سفید
ہی اور خط و خال اُسپر سنہری لاجوردی سبز و سُرخ بنے ہوے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ گلکاری کی ہوئی ہی صاحبقران
اُسے دیکھکر بہت خوش ہوے فرمایا کہ اُسے جابکسوارون کے سپرد کرو کہ وہ اسپر سوار ہو کر درست کرین اور اشیقت
تین کرور کا رقعہ خزانچی کے نام لکھکر عمرو کو دیا کہ جا کر لیلو عمرو نے کہا میرے کئی عیار مارے گئے ہین انکا خونبہا انکے
عزیزون کو ملنا چاہیے اور مجھکو الگ ملنا چاہیے امیر نے کہا سبحان اللہ میان مُردے کا مال تک نہین چھوڑتے ہو اچھا
انکے عزیزون کو بلاؤ عمرو نے کہا ابھی باہر آکر زنبیل سے دو ایک فردورے نکالکر انکی شکل تبدیل کر کے سامنے
صاحبقران کے لایا پہلے سے اُنکو سکھا پڑھا دیا تھا وہ روتے ہوے سامنے امیر کے آئے کسی نے کہا ہمارا بیٹا مارا گیا
کسی نے کہا ہمارا بھائی مارا گیا غرض اسیطرح سے مختلف بیان کیا امیر نے سبکو خونبہا دیا عمرو نے کہا حمزہ مجھکو
بھی انکا خونبہا ملنا چاہیے کیونکہ یہ میرے شاگرد تھے اور شاگرد بجاے اولاد کے ہوتا ہی امیر نے عمرو کو بھی اُدا دیا
اب آپ وہان سے پھیرے باہر آکر اُن مزدورون سے سب مال جو ملا تھا چھین لیا دو دو ٹکے نکالکر دیے کہ بس چلے
جاؤ پھر خدمت امیر مین آئے اب امیر یا توقیر وہانسے با فتح و فیروزی پھرے جب لشکر مین آئے عمرو کو خلعت عنایت
کیا عمرو نے اُس کرگدن سفید کو جو جابکسوارون کا افسر تھا اُسکے سپرد کیا اب امیر نے خیمہ برپا کیا ہی قصد ہی کہ آج
یہین رہین کیونکہ تین دن کے تھکے ہوے ہین کل کوچ کرینگے کہ از پردہ بیابان گرد برخاست تیرہ تیرہ خیرہ
سرگرد بر آسمان کشیدہ و بلکہ گرد و زمین پیچیدہ اب جو دیکھا تو گرد قریب آکر شق ہوئی اور گرد سے ایک
بادشاہ جم جاہ سیاہ بشمار سے نمایان ہوا امیر نے ہرکارون کو روانہ کیا کہ دیکھو یہ کون ہی اور پوچھو اس سے کہ کیا غرض ہی
ہرکارون نے جا کر پوچھا کہ آقا نے ہمارے پوچھا ہی کہ تم کون ہو اور کیون آئے ہو بادشاہ نے کہا کہ مین امیر کشورگیر کی
قدمبوسی کو آتا ہون غلام تازہ ہون ہرکارے آئے خبر امیر کو دی امیر نے چند سردارون کو واسطے استقبال کے بھیجا جب
وہ بادشاہ کو لیکر آئے امیر کے قدمون پر گر اگر دیر امیر نے اُسے گلے سے لگایا پوچھا کہ تو کون ہی کیا نام ہی تیرا کچھ
مطلب ہی یا یونہین آیا ہی اُسنے دست ادب بستہ عرض کیا کہ اے برگزیدہ یزدان یہان سے صاحبقران دو دان جہانسے
بیس فرسخ پر ایک جزیرہ ہی کہ نام اُسکا ہد کیہ ہی اور وہان ایک ور بیشہ مانند ارم کے ہی اُسمین نازنینان جبین
اور مہ جبینان پر تمکین بہت رہتے ہین ایسے پری جمال ہین کہ حور مین قصور ہوگا مگر اُنمین قصور نہین حسینان جہان
اُنکو خراج دیتے ہین اور مین وہان کا بادشاہ ہون پیشہ کرگدنون کا میرے شہر سے قریب تھا اکثر کرگدن جا کر شہر والون
کو ایذا پہونچاتے تھے اُن معشوقون کو مار ڈالتے تھے مین کرگدنون کے باعث سے عذاب مین تھا کچھ علاج انکا مجھسے
ہو نہ سکتا تھا اب مجھے ہرکارون نے خبر دی کہ صاحبقران دو دان نے بیشہ کرگدنون کا پاک کیا سبکو مارا اور میرا مین
شکر گزاری کے واسطے خدمت مین حاضر ہوا ہون جو حضور غلام نوازی فرمائین تو آپ کو لیجا کر ان معشوقان کے جمال
کو دکھاؤن اور نام غلام شاہد شاہ بدکی ہی پوچھا کہ دین تمھارا کیا ہی عرض کی کہ فرعون پرست ہون فرمایا کہ
دین اسلام دین برحق ہی اُسے اختیار کرو اور کچھ کلمات مذمت فرعون مین فرمائے اور بہت سی تعریف پروردگار عالم کی بیان
کی کہ زنگ کفر انکے دل سے دور ہوا دین حق آئینہ ہو گیا اُسنے لعنت کی فرعون پر امیر نے کلمۂ طیب اُسے تلقین کیا وہ
از صدق و صفا مسلمان ہوا امیر نے اُس روز اُسکی دعوت کی اپنے پاس رکھا اور وعدہ کیا کہ کل ہم تمھارے ساتھ

چلینگے غرض صبح کو امیر با توقیر نے ملاحون پر بہت نوازش فرمائی اور کہا کہ تم جہاز اور کشتیان لیکر چلو ہم خشکی
کیطرف سے آتے ہین اور سردارون سے فرمایا کہ جسکا جی چاہے سیر دریا کرتا جائے جسکا جی چاہے میرے
ساتھ چلے عمرو تو دریا سے ڈرتا ہی امیر کے ساتھ ہولیا امیر شاہدشاہ کے ساتھ چند سردارون سے اور کچھ لشکر سے
جزیرۂ ہدکیہ کو روانہ ہوے کوچ بر کوچ چند روز مین جزیرہ ہدکیہ مین پہونچے شاہدشاہ نے ایک ہفتہ برابر دعوت
امیر کی کی اور نازنینان حور پیکر کو دکھایا اور بہت سے تحائف پیشکش کیے بعد اسکے امیر سیر و شکار مین مصروف
ہوے اور انتظار کشتیون کا کرنے لگے ایک روز ایک جنگل مین پہونچے کہ وہ دشت آبنوس تھا ایک چشمہ وہان
دیکھا کہ مثل دریا کے وسعت رکھتا تھا اور سرخ مچھلیان اُسمین لا انتہا تھین اور پانی اسقدر صاف و شفاف تھا
کہ وہ مچھلیان معلوم ہوتی تھین صاحبقران نے ماہی گیرونکو بلا کر کہا کہ شکار ان مچھلیونکا کرو اُنھون نے جال
ڈالا ڈالکر بہت سی مچھلیان پکڑین جو مچھلی اُس چشمے سے پکڑی اور باہر نکالی ہوا لگتے ہی پتھر کی ہوگئی مگر واسطے
آزمانے کے بہت سی مچھلیان پکڑوائین مگر سوا پتھرون کے کچھ نہ دیکھا خاک پتھر ہاتھ لگا ماہی گیرون کو منع کیا کہ کیا
حاصل اب جال نہ ڈالو بعد اسکے شاہدشاہ نے عرض کیا کہ یہان مرغزار ہی اُسمین ایک درخت بلند ہی جسوقت
ہوا تیز چلتی ہی تمام پتے اُسکے گر پڑتے ہین اور بردے ہوا اُڑکر مرغ خوش رنگ ہوجاتے ہین اور پھر آکر اسی درخت
پر بیٹھتے ہین اور جب جاڑا بہت پڑتا ہی تو وہ سب جانور مرجاتے ہین اور حوالی مین اُسکے ایک پہاڑ ہی سر بفلک کشیدہ
اُسپر ایک قصر بنا ہی پوچھا صاحبقران نے کہ اُس قصر کو کسنے بنایا ہی اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار یہ قصر مدت سے ہی اور
پرستشگاہ اس دیار کا ہی اور اس قصر مین ایک بت ہی فیروزے کا قد آدم بلند تخت یاقوت پر وہ متمکن ہی مانند
غمگینون کے سر جھکائے ہوے اور خمہ خم شراب کے اُسکے آگے رکھے ہین جسوقت کہ آفتاب نکلتا ہی وہ بت فریاد کرتا ہی
کہ افسوس صد ہزار افسوس اور دونون آنکھون سے اُسکی آنسو جاری ہوتے ہین وہ جو لوگ کہ اُسکے خدمتی اور پرستار
ہین طاس اُسکے آگے رکھ دیتے ہین وہ طاس آنسوؤن سے بھر جاتا ہی آنسو اُس بت کے تھم جاتے ہین وہ طاس اُٹھا
لیتے ہین جس بیمار کو وہ آب اشک پلاتے ہین کیسی ہی بیماری ہو دفع ہو جاتی ہی شفاے کامل حاصل ہوتی ہی مضمحل
کو پلاتے ہین رنگ اُسکا بحال ہوتا ہی نابینا کی آنکھون مین اگر لگا دیتے ہین تو بینا ہو جاتا ہی اور اگر اُس بت کو
وہان سے اُٹھا کر چار پانچ قدم لیجاتے ہین وہ بت نعرہ کرتا ہی کہ اُٹھانے والے بیہوش ہو جاتے ہین اور گر پڑتے ہین وہ
بت جا کر پھر اپنے تخت پر بیٹھ جاتا ہی نام اُس بت کا خداوند فیروزہ ہی امیر نے یہ سنکر فرمایا کہ جلد مجھے وہان لیچلو
معلوم ہوتا ہی کسی شیطان نے اُسکے اندر حلول کیا ہی یا طلسم کا کارخانہ ہی اُسنے کہا حضور ہم بزرگون سے بھی
اُسکی صفت دیکھتا سنتے آئے ہین اور آنکھون سے بھی دیکھا ہی فرمایا کہ چلو تو ہم بھی دیکھین فسون شیطانی دفع کرین
اُسنے عرض کیا چلیے اور وہان سے روانہ ہوے پہلے اُس درخت پاس پہونچے کہ جسکے پتے جانور ہوجاتے تھے
اُسے دیکھکر آگے بڑھے وہان آئے جہان پہاڑ ہی اور قصر بنا ہوا ہی دیکھا کہ پہاڑ سنگ مرمر کا ہی اور انواع انواع
کے درخت وہان لگے ہوے ہین گلہاے رنگارنگ پھولے ہوے ہین سبزہ فرح بخش دور فرسخ معلوم ہوتا ہی جا بجا آبشار
پہاڑ پر سے جاری ہی جانوران خوش الحان زمزمہ سرائی کر رہے ہین ہواے سرد چل رہی ہی بالاے کوہ آئے اُس
قصر کو دیکھا کہ وہ قصر بلور کا بنا ہوا ہی ایک عالم انوار ہی نوبت اُسکے دروازے پر رکھی ہوئی ہی جھانجھ بج رہے ہین
ناقوس پھونک رہا ہی یا خداوند فیروزہ کا غل ہی مٹھائی ہار پھول لیے ہوے لوگ چلے آتے ہین جو قصر کے اندر جاتا ہی
وہ دونا مٹھائی کا ہار پھول لیکر جاتا ہی صاحبقران اندر گنبد کے آئے اور صبح تک وہان رہے [illegible]

شاہدشاہ سے سُنا تھا وہ سب معائنہ کیا فرمایا کہ بیشک طلسم ہی اُسنے عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ طلسم قدرتی ہی
فرمایا اچھا معلوم ہو جائیگا اور اندر سے قصر کے نکل کر کہا کہ اسی پہاڑ پر عبادت خانہ واسطے ہمارے برپا کرو
بموجب حکم سفید کپڑے کی راؤٹی استادہ ہو گئی صاحبقران سر شام سے وضو کر کے اُسکے اندر داخل ہوئے
پہلے نماز مغرب و عشا ادا کی بعد اُسکے دو رکعت نماز حاجت پڑھکر دعا مانگنے لگے کہ ای پروردگار عالم امیدوار
ہون کہ حال اس بت کا مجھپر منکشف ہو جائے کہ یہ کیا ہی غرض اسیطرح دعا مانگتے مانگتے روتے روتے صبح
ہو گئی کہ یکایک دیدۂ ظاہری بند ہوئے اور چشم باطنی وا ہو گئی برقع حضرت خضر علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کا
نمایان ہوا آواز تسبیح بلند ہوئی جسوقت قریب پہونچے آواز دی کہ سلام علیک یا حمزہ صاحبقران امیر نے
جواب سلام دیا دوڑ کر قدمون سے لپٹے حضرت نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ یا صاحبقران یہ بت قدرت ربوبیت کا
سے بنا ہی اسمین آپ کچھ اصرار نہ فرمائین حضرت موسیٰ یہان آئے تھے کہ مین اس بت کو توڑ دونگا ایسا کچھ اُنکو
دکھائی دیا کہ سجدہ کر کے پھر گئے آپ یہانسے چلے جائیے یہ فرما کر حضرت غائب ہو گئے امیر نے نماز صبح پڑھی
راؤٹی سے باہر تشریف لائے سبھون سے حال بیان کیا اور وہان سے پھر کر جزیرۂ ہدکیہ مین آئے
عیش و عشرت مین مشغول ہوئے دوسرے دن خبر آئی کہ کشتیان جہاز آ پہونچے فرمایا یہان سے غلہ اور
میوہ اور پانی اچھا بھر لین ملازمون نے بموجب حکم عالی غلہ وغیرہ سب بھر لیا دوسرے روز امیر شاہدشاہ
سے رخصت ہو کر کشتیون پر سوار ہو کر روانہ ہوئے بعد چند روز کے ساحل پر پہونچے ایک بیشہ دکھائی دیا فرمایا
کہ اس بیشہ کی سیر کرتے ہوئے چلینگے ملاحون نے عرض کیا کہ ای شہریار اس بیشہ کی سیر سے درگذریے یہان
جانے سے کچھ فائدہ نہین نہ دین حاصل ہی نہ دُنیا فرمایا کہ تجکو کیفیت سے یہانکی آگاہ کر دو کہ مین خبردار ہون
ملاحون نے عرض کیا کہ اس بیشہ مین تین اژدہے بہت بڑے رہتے ہین کہ دو تین ہاتھیون کو ایک مرتبہ نگل
جاتے ہین اور اُنکے مُنہ سے شعلۂ آتش جو نکلتے ہین تمام کوہ و ہامون و صحرا کو جلاتے ہین اور زہر سے
اُنکے دریا شور ہو گیا ہی ایک اژدہا مقابل پہاڑ کے ہی دوسرے اژدہے کی یہ قطع ہی کہ بال اُسکے سر پر مانند
زلفون کے کہ مُنہ پر اُسکے پڑے ہین وہ مُنہ مین اپنے پہاڑ کو کھینچ لیتا ہی تیسرے اژدہے کے سر پر دو شاخین
ہین مانند گاؤمیش کے اگر رستم و اسفندیار اُسکو دیکھین تو زہرہ آب ہو جائے اگر بھاپ اُسکے مُنہ کی آدمی کو
لگے ہڈیان جلکر چونا ہو جائین وحش و طیر اس جنگل کے خوف سے اُن اژدہون کے نکل گئے ہین صاحبقران
نے یہ سُنکر فرمایا کہ بقوت پروردگار عالم زمانے کی بلائین مین نے دفع کی ہین حیف ہی کہ اُنکو دفع نکرون اور مین نے
ایک اژدہا بیشۂ فیض رسان مین مارا تھا جسکا علم اژدہا پیکر بنا ہی دوسرے اژدہے کو شہر روم مین رک سقل
کو پہونچایا ہی انشاء اللہ اُنکو بھی جہنم داخل کرونگا ملاحون نے عرض کیا ای شہریار آپ کے طفیل سے خلق اللہ
راہ راست پر آئی ہی خدا کو پہچانا ہی آپ اس کام سے ہاتھ اُٹھائین اپنی جان کو تصدیع نہ دین فرمایا کہ
جبتک جا کر اُنکو نہ مار لونگا آرام نہ لونگا عمرو نے کہا کہ حمزہ آگے تو نے روم مین اژدہا مارا تھا تو کیا ملا تھا اب کیا
حاصل ہوگا ناحق کو کوئی آسیب تجھے پہونچا تو ہم سب برباد ہوئے دور کر اس ارادے سے باز آ ارے آدمی سے
لڑتے ہین یا ہوا سے لڑتے ہین فرمایا برب کعبہ بغیر اژدہون کے مارے یہانسے قدم آگے نہ بڑھاؤنگا دیکھا عمرو
نے کہ حمزہ نے قسم کھائی ہی اب کسیطرح نہ مانیگا خاموش ہو رہا اور بادشاہ اسلام سے کہا کہ ہمنے ایسا شخص دنیا مین
نہین دیکھا کہ جس بات کا ارادہ کیا کچھ جان جانے کی پروا نہ کی شیر و اژدر کو بھی کچھ نہ سمجھا رزم کو بزم جانتا ہی

ایسا شخص جہان مین نہ دیکھا نہ سُنا سردارون نے سمجھانے کا قصد کیا تھا مگر جب دیکھا کہ عمرو کا کہنا نہ مانا
چپ ہو رہے مگر سب نے متفق الامر اور ایک زبان ہوکر کہا کہ شہریار خدا آپ کو ہمارے سر پر سلامت رکھے اور
خوش رکھے سب مرادین آپکی حاصل ہون خدا وہ روز بد آپ کو نہ دکھائے اور ہمیشہ کامگار و کامیاب رہیے پر اژدہے کے
سامنے کیا جان رکھتے ہین چلیے انکو مار لیے امیر نے جو یہ سُنا خوش ہوے مُسکرا کر کہا کہ مین بندۂ عاجز ہون اُسکا یہ سب تائید یزدانی
ہی کہ مجھ ایسے ضعیف کو اسطرح کی جرأت دی ہی اور جو کہ پہلوان ہی اُسکو جرأت ضرور ہی غرض امیر اُس بیشہ مین اُترے
اور پانچوین روز مسلح و مکمل ہوکر تمام پہلوانون اور فرزندون کو ساتھ لیکر اُن اژدہون پر روانہ ہوے یہانتک کہ
قریب اُس بیشہ کے پہونچے اب امیر ہاتھ قبضے پر ڈالے ہوے ہین اور اژدہون کو ڈھونڈھتے چلے جاتے ہین دیکھا کہ
درختون کے پوست اُڑے ہوے ہین درخت جلے ہوے ہین گھانس تک جلکر خاکستر ہوگئی ہی جا بجا گڑھے زمین مین
پڑے ہوے ہین اور اُن گڑھون مین سے بوے بد چلی آتی ہی کہ اژدہون نے کھا کھا کر جو کف ڈالے ہین وہ آلائش پیٹ
کی نکلکر سڑی ہی اُسکی بدبو سے دماغ پریشان ہوا جاتا ہی ایک صحراے مہیب ہولناک نظر آتا ہی بونڈرے خاک
کے اُڑ رہے ہین عجب وحشت وحشتناک ہی کہ آگے آتے دور سے ایک غار معلوم ہوا اور نار کی نظر آئی غور سے
دیکھا تو معلوم ہوا کہ دھوان اُٹھ رہا ہی سردارون سے فرمایا کہ مقرر اژدہا اس مین ہی دیکھو مین اُسے نکالتا ہون یہ
کہکر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا کہ کوہ و دشت ہلنے لگے شعر یکے نعرہ زد شیر وحشت مصاف + کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف +
یکے نعرہ زد حمزۂ نامور + کہ آہن دلے را دریدہ جگر + بس بجز د نعرہ کرنے کے ایک سیاہی اُس غار سے نمایان
ہوئی کہ سر اُسکا نکلا اور سینہ اُسکا بلند ہوا جب سب باہر آیا مانند پہاڑ کے تھا رنگت سیاہ آنکھین ازرق مانند
دو مشعلون کے روشن تھین سر مانند گنبد کے کہ دیو دیکھے تو زہرہ آب ہو جائے ہول کے مارے بھاگ جائے جب قریب
آیا دیکھا کہ مُنھ پر اُسکے کہین کہین خال ہین اور سینے سے پسینا ٹپک رہا ہی بس اُسنے جو امیر کو دیکھا قلاب آتشین
چھوڑے اور نفس کشی کی کہ پتھر تاب اُسکے مُنھ مین جانے لگے صاحبقران مع سرداران عالی شان دور ہٹ کر لنگر
مارے کھڑے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین پاؤن کے تلے سے نکلی جاتی ہی مگر صاحبقران نے نکالکر قربان سے
کمان ترکش سے تیر لیکر کمان مین پیوستہ کرکے اور نشانہ باندھکر جو اُسکی آنکھ مین مارا اور بھی سردار ساتھ امیر کے
دوڑے تھے اور تیر اژدہے پر مار رہے تھے مگر تیر امیر کا جو اُسکی بائین آنکھ پر پڑا مع سوفار غرق ہوگیا خون
اُسکی آنکھ سے جاری ہوا اور سردارون کے بھی تیر اُسکے بدن پر پڑے مگر کارگر نہوے کہ کام اُسکا تمام کرے کہ
اس مین دوسرا تیر امیر نے اُس کی دوسری آنکھ پر مارا کہ وہ بھی مع سوفار در آیا اور اژدہے نے سر زمین پر
دے مارا اور دم بلند کی چاہا کہ امیر پر مارے صاحبقران نے تیغ عقرب سلیمانی سے اُسے قلم کیا اژدہا تڑپکر
مرگیا خون جاری تھا صاحبقران دوسرے اژدہے کی طرف روانہ ہوے تھوڑی دور آئے تھے کہ سیاہی
نمودار ہوئی امیر بجلدی تمام گرز سام بن نریمان لیکر اژدہے کی طرف چلے دیکھا کہ یہ اژدہا اُس سے بھی بڑا ہی
اور بال اُسکے مُنھ پر پڑے ہین مانند زلف محبوبان کے مگر سر چھوٹا ہی وہ اژدہا قلاب آتشین نہ چھوڑنے پایا تھا
کہ امیر قریب اُسکے پہونچ گئے گرز اُسکے سر پر مارا کہ سر اُسکا زمین مین غرق ہوگیا سر پھٹ کر خون جاری ہوا
اور تڑپنے لگا چار طرف کو غل جو اُسکا پھیلا لوگ ڈرے بھاگے دریا مین کود پڑے بعضے بیشہ مین بھاگے مگر سردار
جو تلوارین پکڑ پکڑ کر اژدہے پر گرے اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اب امیر تیسرے اژدہے کی فکر مین روانہ
ہوے مگر وہ جنگل ایسا ہیبتناک ہی کہ لوگ ہراسان و پریشان ہین مگر امیر تھوڑی دور آئے تھے کہ

خاک اُڑی اور اژدہا نمودار ہوا کہ قد اُسکا کئی سو گز کا تھا اور دو شاخین سر پر اُسکے تھینا کوئی بیس بیس گز کی
تھین اور وہ اژدہا آدمیون کو دیکھکر دوڑا امیر نے ذرا اندیشہ نہ کیا اُسیطرف کو چلے اژدہے نے قلاب اُلٹے
چھوڑا امیر نے اُسے خالی دیا اور برابر پہونچ کے تیغہ عقرب سلیمانی مارا اُدھر اور سرداران نامی جو ہمراہ تھے اُنکی
بھی تلوارین پڑین ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا منون خون جاری ہوا لشکر جو امیر کا دور سے تماشا دیکھ رہا تھا اب جو
دیکھا کہ تیسرا اژدہا بھی مارا گیا مبارکباد دیتے ہوئے دوڑے ہر ایک آکر گرد پھرا تصدق ہوا علی الخصوص عمرو
بن امیہ ضمری بہزار زبان تعریفین صاحبقران کی کر رہا تھا اور مارے خوشی کے ناچ رہا تھا بادشاہ اسلام
صفت و ثنا فرما رہے تھے حمزہ صاحبقران نے دو رکعت نماز شکر ادا کی تھی اور رو کر عرض کر رہے تھے کہ ای پروردگار
تو نے مجھ ایسے ناچیز کو ایسی قوت عطا کی کہ مین نے ایسی بلاؤن کو یون دفع کیا شکر ہی تیری درگاہ مین در سجدہ شکر
بجا لاکر وہان سے اپنے لشکر مین آئے عمرو سے کہا کہ خواجہ تینون اژدہون کی پوست کشی کروا کر تیار کر دو ہم اپنے
ہمراہ لے چلینگے عمرو نے لاکھ روپیے لیکر اُنھین تیار کروا یا جہازون پر لادلیا کشتیون پر سوار ہو کر روانہ ہوئے بعد
چند روز کے ایک پہاڑ کے پاس پہونچے فرمایا کہ جہاز یہان ٹھہر جائین کہ ہم یہان کی سیر کرینگے ملاحون نے عرض کیا کہ شہریار
پہاڑ پر کان جواہر ہی یہان انسان دیونژاد رہتے ہین اور قریب چار لاکھ کے ہین کہ اُنکے خوف سے جانور درندہ تک
وہان نہین جاتا اور طائر ادھر سے اُڑکر نہین آتا اور زبان اُنکی ایسی ہی کہ کوئی سمجھتا نہین شناوری مین مشتاق ہین
غوطہ زنی مین طاق ہین موتی دریا سے خوب نکالتے ہین نہنگان دریا کو پکڑ کر چیر ڈالتے ہین جسوقت جہاز سوداگرون
کے آتے ہین وہ شناوری کر کے جہازون کے قریب اپنے کو پہونچاتے ہین موتی سوداگرون کو دیتے ہین اور لوہا اُسکے
برابر لیتے ہین اور ہر ایک تیغہ الماس گون باندھتا ہی لباس صدف پہنتا ہی اور سوا لوہے کے کسی چیز سے جواہر
کو نہین بدلتے اور کوئی آج تک راز سے اُنکے واقف نہین ہوا کہ لوہا کیون خریدتے ہین اور کیا کرتے ہین فرمایا امیر
نے کہ ہم ضرور چلکر سیر کرینگے القصہ جہاز وہان ٹھہر گئے لنگر پڑ گئے امیر مع سرداران باتوقیر اُتر کر پہاڑ پر گئے دیکھا کہ
حقیقت مین وہ کوہ کان جواہر ہی موتیون کے ڈھیر ہین زمرد یاقوت الماس وغیرہ کے انبار لگے ہوئے ہین عجائب زمین
جواہر نگار بنی ہوئی ہین عجب کیفیت دکھا رہی ہین کہ اس اثنا مین دیکھا کہ آدمزاد دیونژاد جواہر لیکر آئے
لشکر والون نے صاحبقران کے لوہا دے دیکر اتنا جواہر خرید کیا کہ اُٹھانا اُسکا دشوار ہو گیا عمرو نے بھی بہت سا
جواہر مول لیا اور اپنے دل مین افسوس کیا کہ اگر معلوم ہوتا کہ لوہے سے جواہر بدلتے ہین تو اپنے جہازون پر لوہا
بھر لاتا مگر افسوس اب کیا ہوتا ہی لیکن امیر کو وہ نواح پسند آیا چند روز وہان رہے مگر وہان کے لوگ کسی سے
بولتے تک نہین اور اگر کچھ آپس مین بات کی تو کسی کی سمجھ مین نہ آئی امیر نے ہر چند اُن سے کہا کہ مسلمان ہو وہ کچھ
نہ سمجھے جواب نہ دیا کئی روز کے بعد امیر نے قصد کیا کہ وہان سے کوچ کرین ایک ملاح نے امیر کو آکر سلام کیا
ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا فرمایا امیر نے جو کچھ کہنا ہو بیان کر اُسنے عرض کیا کہ شہریار مین تمام دریاؤن کی سیر کر کے
آیا ہون اور یہان سب جزیرون کی جانتا ہون اور ایک طشت میرے پاس ہی اُسکا یہ خواص ہی کہ جسوقت
دریا مین شور اُٹھتا ہی اُس طشت مین پانی بھر لیتا ہون اور اُس مین دیکھتا ہون جو ماہیت دریا کی ہوتی ہی معلوم ہو جاتی
ہی اُسکو بیان کر دیتا ہون اور ایک مٹی میرے پاس ہی کہ مین اُسکو سونگھ کر جو آگے دریا مین واقع ہو گا وہ بیان کر دونگا
فرمایا کہ لاؤ طشت اور مٹی وہ گیا جاکر لایا جیسا کہ بیان کیا تھا ویسا ہی پایا بعد اُسکے عرض کیا کہ یا امیر شہر گیر
نزدیک اس جزیرے کے ایک اور جزیرہ ہی کہ نام اُسکا برطائل ہی تمام سال وہ سبز و خرم رہتا ہی ہمیشہ

برگ وبار وہان کے شاداب رہتے ہین نہ جاڑے کے موسم مین کچھ ضرر پہونچتا ہی نہ گرمی مین اُسے نقصان ہو نہارین
ہمیشہ رواں رہتی ہین گلہاے رنگا رنگ ہمیشہ پھولے رہتے ہین اور وہان سے ہر وقت آواز دف و چنگ و رباب
کی آیا کرتی ہی گویا وہ تمام جزیرہ سازندون کا ہی مگر ظاہر مین کوئی معلوم نہین ہوتا اور درخت میوہ دار بفلک کشیدہ
ہین امیر کو سُنتے ہی اشتیاق ہوا کہ چلکر اُس جزیرے کو دیکھیے اور جہازون پر سوار ہوکر ملاحون سے فرمایا کہ جلد
جزیرہ برطاکل مین پہونچاؤ اور اس ملاح کو بھی نوکر رکھ لیا ساتھ لیکر بعد از چند روز کوچ بہ کوچ اُس جزیرے
مین پہونچے جاکر اُسکی سیر کی بہت محظوظ ہوے جیسا اُس ملاح نے کہا تھا ویسا ہی دیکھا اُسیوقت ملاح کو بلاکر خلعت
عطا فرمایا سیر کرنے لگے تمام پہلوان وگردن کش آواز سے دف و نَی خوش ہین اور حیرت سے ہر طرف کو دیکھتے ہین
کوئی معلوم نہین ہوتا اور ہر طرف سے آواز ناچ راگ رنگ کی چلی آتی ہی آوازین ایسی خوش آہنگ ہین کہ عالم
محویت کا ہم پہونچتا ہی امیر نے حیران ہوکر اسی ملاح سے پوچھا کہ یہ کیا باعث ہی کہ آواز سازون کی چلی آتی ہی اور
نشان سازندون کا نہین معلوم ہوتا ہی کیا یہ طلسم ہی یا کسی ساحر نے اسے آراستہ کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ پیرو مرشد یہ نہ سحر
کا کارخانہ ہی نہ طلسم ہی بلکہ بند ہلبت قدرت الٰہی ہی جس روز سے دُنیا پیدا ہوئی ہی اس جزیرے مین یہ عجائبات
ہین امیر کو یقین آیا کہ یہ ملاح سچ کہتا ہی اُس شب کو وہین رہے بعد فراغ نماز مغرب و عشا کھانا کھایا اب سب
سردار بھی بیٹھے ہین شب ماہ ہی سیر صحرا کر رہے ہین آواز سازون کی چلی آتی ہی اُسے سن رہے ہین کہ چراغ کی روشنی
دور معلوم ہوئی مگر نہایت تابان و درخشان تھی امیر حیران ہوے سردارون سے کہا کہ نہین معلوم یہ کیا شی روشن
ہی ہر چند ہرکارون کو خبر کے واسطے بھیجا کچھ خبر نہ معلوم ہوئی بڑی رات گئے تک بیدار رہے آخر آرام کیا صبح کو
بیدار ہوے بعد نماز کے اُس ملاح کو پھر طلب کیا اور اُس سے احوال روشنی کا پوچھا کہ رات کو عجب طرح کی روشنی
مین نے دیکھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب تابان ہی مین نے ہر چند تفحص کیا کچھ حال نہ کھلا اُسنے عرض کیا کہ ای
شہریار اس دریا مین ایک گاو آبی بہت بڑی ہی رات کو پانی سے نکلتی ہی اور بلند ہوکر بالاے ہوا قائم ہوتی ہی دم کو
اپنی اونچا کرتی ہی اور وہ مانند عقد پروین کے جھلکتی ہی یہ روشنی اُسی کی تھی اور صبح کو وہ گاے پھر دریا مین چلی جاتی ہی
امیر نے فرمایا کہ بھئی یہ امر نہایت اعجوبہ ہی ضرور اسے دیکھیے اور ہاتھ لگے تو اس گاے کو پکڑیے اور ملک باختر مین
لیچلیے عجیب و غریب تحفہ ہی کسی نے تمام عمر نہ دیکھا ہوگا نہ سنا ہوگا سب سردارون نے حق مین امیر کے دعاے خیر کی
کہ خداوند کریم آپکو ہمیشہ مظفر و منصور رکھے یقین ہی کہ یہ گاے آپ کے ہاتھ آجاے اُس ملاح نے عرض کیا کہ شہریارا صورت
مین یہ گاے کیا ہی مگر شیر خصال بکر و حیلہ آپ کے ہاتھ آئے تو آئے فرمایا مکر و حیلہ نامردون کا کام ہی انشاء اللہ تعالیٰ بزور
صاحبقرانی اُسے پکڑونگا غرض امیر دریا کی طرف چلے قریب دریا کے پہونچے تھے کہ دریا مین شور پیدا ہوا اور
آواز ہولناک بلند ہوئی ملاح نے عرض کیا کہ یہ آمد ہی اُسی گاے کی یا امیر ہوشیار رہیے صاحبقران مستعد و کمل
تو کھڑے ہی تھے کمند ہاتھ مین پکڑ کر اُسی آواز کی طرف چلے دیکھا پانی جوش مارکر شق ہوا اور گاے مثل سر کوہ
کے اُسمین سے پیدا ہوئی وہ ہیبت اُسکی تھی کہ گاوزمین بھی دیکھے تو ہراس اُسپر طاری ہو اب اُسنے دم اپنی علم
کی کہ روشنی اُسکی دور تک پھیلی امیر کمند کیانی پوشیدہ کیے ہوے اُسکی طرف چلے جاتے ہین کہ اُس گاے کی نگاہ
بھی امیر پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص نہایت ہی جری ہی کہ میری طرف چلا آتا ہی بس دونون شاخین ترچھی
کرکے امیر پر دوڑی کہ امیر کو شاخ مار کر ہلاک کرے امیر نے جو اُسے آتے دیکھا نہایت ہوشیار ہوکر کمند کے
حلقے کھولکر کھڑے ہوے گاے نے برابر پہونچکے شاخین ماریں امیر نے خالی دے کر کمند ماری کہ حلقہ کمند کا

گلے مین اُس گاو کے پڑا وہ زور کرکے چلی تھی کہ امیر نے جھٹکا مارا کہ زمین پر غلطان و پیچان آرہی اب سر کمند کا امیر
کے ہاتھ مین ہی اور گاے اُچھل کود رہی ہی ہر چند تڑپتی ہی چاہتی کہ کمند تڑا کر نکل جاؤن مگر ممکن نہین امیر نے
سردارون کی طرف اشارہ کیا کہ اسے گرفتار کرو یہ کمند مین پھنسی ہوئی ہی سب سردار دوڑے گاے کو پکڑا زنجیر
مین جکڑا کھینچتے ہوے اپنے مقام پر لاے امیر پر سے زر نثار ہونے لگا تصدق اُترنے لگے ہر ایک کہ رہا تھا کہ حضور
نے کیا کار نمایان کیا کہ اس گاے کو پکڑ لیا بڑے سے یہ کام نہین ہوسکتا امیر نے دوگانہ شکرانہ خداے یگانہ کا ادا کیا
اور بلا کر داروغہ دواب کو وہ گاے سپرد کی کہ اسے بہت اچھی طرح رکھنا یہ نایاب چیز ہی بعد اسکے کشتیون پر سوار
ہوکر عجائبات کی تعریفین کرتے ہوے روانہ ہوے شب و روز کشتیان چلی جاتی ہین بعد چند روز کے ایک بیشہ مین
پہونچے کہ وہ بیشہ نہایت سبز و خرم تھا اور ایک گنبد دور سے دکھائی دیا جب وہان اُترے اور سیر کو روانہ ہوے
لوگون کو دیکھا کہ سب خوبصورت شیر صولت ہین درخت میوہ دار لگے ہوے ہین گلہاے رنگارنگ پھولے
ہوے ہین کسی باغ کو اُس سے نسبت نہین ہی اور انواع اقسام کے جانوران شکاری وہان موجود ہین امیر
سیر و شکار مین مشغول ہوے مگر وہان کے لوگون نے جو تعریف صاحبقران کی سُنی کہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان ہی
تمام زمانے پر غالب آیا ہی یہ سُنکر ہول و ہراس اُنپر طاری ہوا ہاتھ باندھ کے سامنے صاحبقران کے آے اور
عرض کیا کہ ہم آپ کے مطیع و فرمانبردار ہین فرمایا کہ دین اسلام اختیار کرو وہ سب برضا و رغبت مسلمان ہوے
اور دست ادب بستہ عرض کیا کہ دعوت غلامون کی حضور قبول فرمائین فرمایا کیا مضائقہ ہی تم جاکر تیاری
کرو ہم چلینگے القصہ امیر دوسرے روز انکے ساتھ شہر مین گئے حاکم وہان کوئی نہ تھا سب اپنے اپنے گھر کے مالک تھے
مگر خرد و بزرگون کے تابع تھے اور آپسمین موافقت بہت تھی شر و فساد کبھی نہ ہوتا تھا امیر سات روز انکے یہان
مہمان رہے دنکو سیر و شکار کرتے تھے رات کو صحبت عیش برپا رہتی تھی ایک روز شکار ماہی مین مصروف تھے کہ
ایک مچھلی دکھائی دی کہ اتنی بڑی مچھلی امیر نے کبھی نہ دیکھی تھی اسواسطے کہ درازی اُسکی پانچسو گز کی تھی اور عرض اُسکا
سو گز کا تھا نہایت متعجب ہوے امیر نے اُس جزیرے مین سے ایک مرد پیر کو بلایا اُس سے پوچھا کہ اس مچھلی کا حال
بیان کر اُسنے عرض کیا ای شہریار اس مچھلی کی کیا حقیقت ہی غلام نے اس سے دونی مچھلی دیکھی ہی ایک مدت ہوئی
کہ مین نے اسی دریا سے مچھلی نکلکر کنارے پر آ پڑی تھی طول اُسکا ہزار گز کا تھا اور عرض اُسکا دوسو گز کا تھا دس ہزار
آدمیون نے کمندین پکڑ پکڑ کر اُسپر پھینکین اور اُسکو کھینچ کر لائے ایک درخت سے باندھا وہ زور کرکے جڑ سے اُس
درخت کو اُکھیڑ کر لیگئی آخر لوگ جزیرے کے جمع ہوکر اُسے پانی سے خشکی مین کھینچ لائے پہلے دانت اُس مچھلی کے
گرز و تبر سے توڑے پھر اُسے چیرا پچاس گھڑے روغن اور پچاس گھڑے چربی کے اُسمین سے نکلے اور پیٹ جو اُسکا
چاک کیا گیا تو بہت سے در شاہوار نکلے اور ہزار من عنبر سارا نکلا اور اُس مچھلی کی دریا مین یہ صورت تھی کہ جہان
جہاز آیا اُس نے سر اُٹھایا اور جہاز کو توڑ ڈالا اُلٹ دیا آدمی غرق ہوگئے آخر کار اہل جہاز یہ کرتے تھے کہ خوف
اُس مچھلی کے بوق و طبل و دمامے بجاتے تھے اور غل کرتے تھے اور جلدی جہازون کو بھگاتے تھے تب جہاز صحیح و سالم
نکل جاتے تھے اور ایک شخص نے عرض کیا کہ شہریار مین نے ایک مچھلی دیکھی ہی کہ ایک روز دریا سے خشکی مین اچھل کر
آپڑی تھی طول اُسکا سو گز کا تھا جب وہ خشکی مین تڑپ کر مر گئی اور پیٹ کو اُسکے چیرا ایک مچھلی جیتی اُسکے شکم سے
نکلی کہ بیس گز طول تھا اور دس گز کا عرض امیر نے فرمایا پروردگار عالم نے اس سے بڑھکر عجیب و غریب
مخلوقات پیدا کیے ہین اور انکو رزق پہونچاتا ہی یہ کہکر اُس پہاڑ کی طرف روانہ ہوے پہونچے اُس کوہ کے ایک دشت مین گئے

کہ تمام خاک اُس دشت کی مانند توتیا کے نرم تھی اور گھانس پر وہان کی دھوکا ہوتا تھا کہ آدمی کھڑا ہے مُنھ ہاتھ
پانوُن آنکھ ناک سب اعضا معلوم ہوتے تھے خاصہ اُس کا یہ تھا کہ جو کوئی اُسے توڑے بیہوش ہوکر گر پڑے اور پھر
بعد تھوڑی دیر کے اُسکے مانند استادہ ہو جائے اسی سبب کوئی اُسکو اُکھاڑتا نہ تھا اور ایک شخص نے اُنھین سے کہا
کہ یہان ایک جگہ بہت سرسبز و شگفتہ ہے ہر درخت سبز ہے پھل اُسمین سُرخ سُرخ لگے ہوئے ہین کچھ شاخون مین
برگ و بار ملے ہوئے ہین کچھ شاخون مین جدا جدا ہین کچھ شاخون مین برگ ہے بار کا نشان بھی نہین اور ایک طرفہ تر یہ
وہان ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اُسکا بیان نہین ہوسکتا فرمایا کہ چلو ہم دیکھین گے اور اُسی طرف روانہ ہوے جب
اُس مقام خاص پر پہونچے عجب دشت روشن نظر آیا انواع انواع کے درخت لگے دیکھے عجیب و غریب پھول کھلے
نظر آئے رات بسر ہوئی صبح کو جسوقت آفتاب برآمد ہوا زمین و آسمان شعاع سے روشن ہوگئے درختون سے آواز
شور و فغان بلند ہوئی اور تمام برگ اُن درختون کے گر پڑے دن بھر صداے گریہ و زاری آیا کی پتے گرا کیے اور
جانور وہان کے خوف کے مارے بھاگا کیے جب رات ہوئی وہ آواز نالے کی نکلنا درختون سے موقوف ہوئی
اور جانور اُن درختون پر نظر آئے اور برگ درختون مین پھر نکل آئے صاحبقران تماشاے بوقلمونی صنائع پروردگار عالم
دیکھکر وہان سے چلے اثناے راہ مین ایک ملاح دانا نے عرض کیا کہ شہریار اس نواح مین ایک پہاڑ ہے کہ اُسے
کوہ قانون کہتے ہین وہان بھی عجائبات بیشمار ہین امیر نے فرمایا کہ کشتیان دریا کی راہ سے لیچلو اور ہم خشکی کی راہ
سے سیر کرتے ہوئے آتے ہین غرض بعد چند روز کے کوہ قانون مین پہونچے اور اُس ملاح سے پوچھا کہ یہان عجائبات
کس قسم کے ہین اُسنے عرض کیا کہ نواح مین اس پہاڑ کے عجیب الخلقت لوگ رہتے ہین قد ہاتھی کے رنگ سیاہ چہرے
غولون کے جسم کتون کے بال بکری کے دانت مانند دندان گراز کے کان مانند گوش فیل کے وہ سب سگ تن غول دہن فیل گوش
مشہور ہین فرش خواب اُنکا گیاہ نوخیز ہے اور غذا اُنکی مچھلی اور میوہ صحرائی ہے ہر ایک کے پاس زر و جواہر بیشمار ہے جو
سوداگر اسباب ہر قسم کا لیکر آتے ہین اُنسے وہ خریدتے ہین اور قیمت مین گوہر و مرجان دیتے ہین اور ہر ایک کے پاس ایک
گھوڑا ہے کہ اُس گھوڑے کی تین ہزار سے زیادہ رنگ مختلف ہین اور چالاک ایسے ہین کہ ہوا سے تیز جاتے ہین اور جو لڑائی
اُنکو درپیش ہوتی ہے سب متفق ہوکر حریف سے لڑتے ہین آدمی کو کھا جاتے ہین جانوران درندہ کو پھاڑ کھاتے
ہین دریا مین غوطہ لگا کر نہنگ کو پکڑ لاتے ہین شیرون پر شمشیر آزماتے ہین کوہ کو مثل کاہ جانتے ہین دیو کو نہین
مانتے ہین صاحبقران نے یہ حال سُنکر فرمایا کہ معلوم ہوا یہ لوگ مردم آزار ہین اُنکو سزا دینا جملہ واجبات سے ہے چلیے
خیمہ اُسی طرف بیچلو ہین بحمایت پروردگار سب کو تنبیہ کرونگا غرض کوچ کرکے بعد طے مراحل و قطع منازل نواح مین
فیل گوشون غول سرون کا ۔ خیمون کے پہونچکر خیمہ برپا کیا تمام لشکر امیر با توقیر کا وہین اُترا شب بسر ہوئی صبح کو ایک
گروہ فیل گوشون کا پیدا ہوا اور سامنے لشکر ظفر پیکر کے آکر کھڑا ہوا اور پکار کر کہا کہ تم لوگ سوداگر ہو اگر کچھ اسباب بیچنے کو
لائے ہو تو اپنی قوم کو ہم جاکر خبر کرین وہ اسباب تمسے خریدین یہ سنکے لوگون نے آواز دی کہ تم نہین جانتے یہ لشکر
صاحبقران جہان کا ہے جسکے سامنے دیو و پری کی کچھ حقیقت نہین ہے جاکر کہو اپنے مالک سے کہ آکر غلامی مین اس شہریار
کی موجود ہو اطاعت کرے نہین تو سزاے معقول پائیگا جب لوگ آگے سے امیر اور لشکر امیر کے آگاہ ہوئے کہا کہ معلوم ہوا
تم ہمسے لڑنے آئے ہو خیر حال تمکو معلوم ہو جائیگا اور سامنے سے چلے اپنی قوم سے جاکر کہا کہ آج ایک لشکر بارادۂ جنگ آیا
ہے یہ سنتے ہی سب مسلح و مکمل ہوکر قبضون پر ہاتھ ڈالکر مثل رعد جوش و خروش کرتے ہوے لشکر امیر کی طرف راہی ہوئے
اور مقابلے مین آکر برے جاکر کھڑے ہوے غصے کی شدت سے زرد مُنھ اُنکے سُرخ ہو گئے تھے غل مچانے لگے کہ یہان

کو جھکانے لگے مرکب ایسے چست و چالاک کہ جنکے سامنے برق شرمندہ ہے لشکر اسلام والون نے جو انکو دیکھا بعضے
تو خائف ہوئے بعضے شادان و فرحان آپس مین کہنے لگے ایک مرتبہ مر کر پھر کوئی نہین مرتا انکو مارنا اور مر جانا
اکثر کی یہ حالت تھی کہ بسبب خوف جان کے قریب تھا کہ بھاگ جائین لیکن پیچھے صف کے جا کر کھڑے ہوئے کہ اگر
بھاگ گئے تو سب کے آگے ہون اور امیر بھی انکی تیزیان دیکھکر حیران تھے القصہ جب دونون طرف کی صفین آراستہ ہوئین
اور نقیب نقیب و یکر چلے گئے ایک پہلوان انہین سے جو نہایت قوی ہیکل تھا میدان مین آیا مبارز طلب کیا لیکن لشکر
امیر سے کوئی نہ نکلا ہر ایک کو تامل ہوا کہ یہ نیزہ و شمشیر و تیر تبر کچھ نہ کھائینگے کیونکہ نہایت چالاک ہین انسے جنگ و جدل بیکار ہے
مرکب انکے عجب مرکب ہین کہ اشارون پر چلتے ہین کیسی جا انکو قرار نہین امیر حیران پریشان ہوئے اور اسنے کئی آوازین دین
جب دیکھا کوئی مقابلے کو نہین نکلتا تو گھوڑا اٹھا کر تھوڑے سے فیل گوش ساتھ لیکر لشکر اسلام پر آ کر گرا شمشیر زنی شروع
کی بہتون کو قتل کیا بہتون کو پکڑا چیر پھاڑ کر کھا گئے دن بھر لڑا کیے شام کو پھر گئے پھر پھر رات گئے شبخون مارا صبح تک
قتل کیا کیے بہتون کو پکڑ پکڑ کر کھایا کیے صبح کو چلے گئے اب ہر روز آتے ہین اور یہی صورت ہوتی ہے کہ لشکر اسلام کو
تباہ و برباد کر کے چلے جاتے ہین سرداران لشکر اسلام ہر چند چاہتے ہین کہ کسی کو انہین گرفتار کرین یا قتل کرین یا زخمی
کرین ممکن نہین ہوتا کسواسطے کہ مانند باد صرصر آئے اور چلے گئے اور جسکو چاہا پکڑ کر لے گئے اور دور جا کر بند بند
جدا کیا دست و پا اعضا و جوارح آپس مین تقسیم کر کے کھا گئے چند روز مین اسقدر لشکر اسلام کو کھایا اور قتل کیا کہ
حساب اسکا نہ تھا ایک تلاطم لشکر اسلام مین برپا تھا بھاگ بھی نہ سکتے تھے کہ چار طرف وہی بلا مین تعین امیر اور
بادشاہ اسلام اور سرداران ذوالاکرام نے صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے کیونکہ یہ بلا دفع ہو کیا کرین کسی کے ذہن مین کچھ نہ آیا
آخر کار ناچار ہو کر امیر نے فرمایا کہ میرے واسطے عبادت خانہ کھڑا کرو کہ مین رجوع کرونگا درگاہ جناب احدیت مین
اسی وقت راوٹی سفید کپڑے کی استادہ ہوئی صاحبقران غسل کر کے اسمین داخل ہوئے نماز مغرب و عشا پڑھکر
دوگانہ حاجت کا ادا کیا دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور رو کر دعائین مانگنا شروع کیا کہ اے
جان بخش عالم داد رس بیکسان یاور غریبان واسطہ اپنے بندگان خاص الخاص کا ان ظالمون کے ہاتھ
سے نجات دے اسی کیفیت مین تین پہر رات گذر گئی کہ ایک آواز غیب سے آئی کہ یا حمزہ صاحبقران تم
ہراسان نہو صبح کو اپنے لشکر سے کہو کہ سب غسل کر کے نمازین پڑھکر مسلح و مکمل ہو کر تیار رہین جب وہ لوگ
آوین سب کے سب تیر اندازی آغاز کرین خدا بڑا قادر و توانا ہے فتحیاب کریگا یہ آواز غیبی سنکر امیر عبادت خانے
سے باہر آئے اور جو کچھ کہ اس مرد غیبی سے سنا تھا سب سے بیان کیا تمام اہل اسلام نہا کر نماز پڑھکر کمانون
مین پیوستہ کر کے مسلح و مکمل دل کو حافظ حقیقی کی طرف رجوع کر کے کھڑے ہوئے کہ یکایک ادھر سے وہ ظالم
پیدا ہوئے اور نعرہ کر کے اہل اسلام پر چلے جسوقت قریب آئے ادھر سے بارش تیر ہونے لگی اسقدر تیر انپر
پڑے کہ زرہون کو انکی توڑ کر بدنون مین سوراخ کر دیے جسطرح ساہی کے جسم پر کانٹے ہوتے ہین یا یہ معلوم ہوتا
تھا کہ انکے طائر روح نے اڑنے کے واسطے پر پرواز پیدا کیے ہین یہانتک کہ سہم کھا کر گرے قصہ مختصر قریب پچاس لاکھ
کے فیل گوش مارے گئے باقی بھاگ کر بیشہ مین جا کر چھپے اہل اسلام نے انکا تعاقب کیا اس بیشہ پاس آئے
عمرو سے کہا کہ خواجہ اس بیشہ مین آگ لگا دو کہ ایک انہین کا زندہ نہ رہے عمرو نے تمام عیارون کو
جمع کر کے حقہائے آتشبازی مارنا شروع کیے کہ تمام بیشہ جلنے لگا اور جو کوئی فیل گوش باہر نکلا آ کے
تیر مار کر گرا دیا تھے کہ وہ سب جہنم واصل ہوئے ایک زندہ بچکر نہ جا سکا تین روز مین وہ بیشہ جلکر خاک سیاہ

ہوگیا عمرو نے جستجو کرکے بہت سا مال وجواہر نکالا اور سب نذر زنبیل کیا صاحبقران نے دو رکعت نماز
شکرانے کی ادا کی جشن کیا اور وہان سے جہاز دکن پر سوار ہوکر روانہ ہوئے اثنائے راہ مین اور ایک مرغزار
ملا کہ متصل اُسکے ایک پہاڑ تھا اُس پہاڑ پر ایک قلعہ فولاد تاب کا تھا امیر نے اُسی ملاح پیر سے پوچھا کہ یہ
کون سی جگہ ہی اُسنے عرض کیا کہ یہ حصار بہت اچھی جگہ ہی یہ تمام قلعہ فولاد جوہر دار کا ہی دیوارین ہفت جوش
کی ہین کرسی اور رخ نشین بھی اسکی ہفت جوش کی ہین اندر اسکے کرکیان وکنگل ہفت جوش کی بھی ہوئی ہین
اور سیامک کا دخمہ ہی مگر حصار کا دروازہ نہین معلوم ہوتا کسی نے آجتک نشان دروازے کا نہین پایا فرمایا
کہ تمنے اُسکے اندر کا حال کیونکر معلوم کیا اُسنے کہا کہ دیو جن جو اُسکے اندر گئے ہین اُن سے معلوم ہوا ہی امیر نے عیارون
سے کہا کہ جاکر تلاش کرو دروازہ ڈھونڈھو یہ کوئی بات قابل اعتبار نہین کہ دروازہ اسکا نہو کسواسطے کہ جو مکان
باغ اور اسی قسم کی کوئی شی بنوائی جاتی ہی تو راستہ جانے آنے کا ضرور رکھا جاتا ہی قدم الخروج قبل الولوج [illegible]
عیار بموجب ارشاد کے گئے ہرچند گرد اُسکے پھرے کہین دروازہ نہ پایا چاہا کہ جست کرکے دیوار پھاند کر جائین
دیوارین وہ دو سو گز بلند تھین ہمت نے کوتاہی کی خدمت امیر ما توقیر مین آکر عرض کیا کہ ہمنے ہرچند کوشش کی
مگر دروازہ نہ ملا اُس ملاح نے کہا پیر ومرشد انکی کوشش سے کچھ نہوگا مگر البتہ آپ رجوع بدرگاہ الہی کرین
تو شاید کچھ پتا دروازے کا معلوم ہو امیر نے فرمایا کہ جلد عبادت خانہ برپا کرو ملازمون نے اُسی وقت
سفید کپڑے کی راوٹی استادہ کردی امیر سر شام سے داخل عبادتگاہ ہوئے بعد ادائے نماز جبین نیاز
خاک آستانۂ عبودیت ملکر رو رو کے التجا کی کہ ای مفتح الابواب وای قاضی الحاجات وای خالق کل کائنات
امیدوار ہون کہ دخمہ سیامک کو دیکھون اور تیرے فضل سے یہان کی سیر کرون دو پہر رات دعا مانگتے گذری
تھی کہ دیدۂ ظاہری بند ہوئے چشم باطن وا ہوئی دیکھا کہ ایک جوان حسین خوبصورت نیک سیرت نمایان ہوا
اور دیکھا کہ اُسکی تین آنکھین ہین اور تینون آنکھون سے دیکھتا ہی کبھی کھول دیتا ہی کبھی بند کرلیتا ہی بس اُسنے
دیوار قلعہ پاس جاکر دروازہ کھولا اور آواز دی کہ وہ حصار اُسکی آواز سے ہل گیا اور کئی آوازین درودیوار
سے پیدا ہوئین کہ امیر اُسکے صدمے سے بیہوش ہوگئے پھر جو ہوش آیا دیکھا کہ صبح کا وقت ہی طائر ہر طرف
حمد باری مین امیر نے وضو کیا نماز پڑھی سجدۂ شکر بجا لاکر باہر تشریف لائے عمرو اور جتنے سردار حاضر تھے سب نے سلام کیا
اور پوچھا کہ ای شہریار دعا آپ کی مستجاب ہوئی دروازہ حصار کا پیدا ہوا امیر نے تمام حال جوان سہ چشم خوش رو کے
آنے کا بیان کیا عمرو بولا کہ حمزہ تو بندۂ خاص پروردگار ہی فرمایا خواجہ وہان کسی کو خصوصیت نہین چاہیے
نوازش فرمائے عرض امیر نے کچھ خاصہ نوش فرماکر آرام کیا دوپہر ڈھلے سوکے اٹھے سردارون کو مع عمرو ساتھ لیا
اور آکر دروازے مین داخل ہوئے نسیم عنبر شمیم ایسی آئی کہ ہر ایک نے جان تازہ پائی اور دیکھا کہ
سبزہ زار کی سیر کرتے ہوئے چلے آتے ہین آگے آگے ایک باغ مین پہونچے کہ وہ گلشن گویا نمونۂ گلزار ارم تھا درخت
سر بفلک کشیدہ تھے ایک درخت دیکھا کہ تنہ اُسکا سبز شاخین سیاہ برگ وبار اُسکے مانند مردم کے امیر
دیکھکر اُسے نہایت متعجب ہوئے لوگون سے کہا کہ کس سے اس درخت کا حال پوچھین کہ وہی جوان خوش چشم
پیدا ہوا امیر کو سلام کیا کہا کہ آپ حیران کیون ہین قدرت خدا سے اس درخت کے برگ وبار ایسے ہی ہوتے
ہین اور پھل اسکا نہایت بامزہ ہوتا ہی شیرین مثل شہد کے خوشبو مانند عنبر کے اور پتے اسکے کبھی کم نہین ہوتے اگر
کبھی کوئی پتا جھڑ پڑتا ہی تو پھر اُڑکر اپنے مقام پر چسپیدہ ہوجاتا ہی اور جو کوئی اس میوہ سے قدرے بھی کھالیتا

پر ایک ہفتے تک بھوک اُسے نہیں لگتی اور بہت خوش و خرم رہتا ہے امیر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں چار جی
جاہر سے کہ از کہتا مہ ادنی اعلی امیر فقیر بادشاہ وزیر یہ میوہ کھائیں کہ عجائبات سے ہے سب نے وہ میوہ کھایا
یہانتک کہ بادشاہ اسلام نے بھی نوش فرمایا سب خرم و شادان ہوئے خدا کو بہ بزرگی یاد کیا بعد اسکے نظر امیر
کی ایک کاخ بلند پر پڑی کہ سر بفلک کشیدہ کبھی اس انداز کا ایوان نظر سے نہ گذرا تھا درخشان مانند آفتاب
کے زمین اسکی مشک و عنبر کی کہ خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا تھا اور دیوار تمام جواہر نگار مرصع کار از تحت تا فوق
یکسان اور اُس ایوان میں ایک تخت بلورین مرصع بچھا ہوا تھا اور اُس تخت پر ایک بت طلائے احمر کا بیٹھا ہوا
تھا کہ از سر تا پا جواہر اسمین نصب تھا اور ایک طرف ایک تابوت طلائی مرصع کار رکھا ہوا تھا کہ مانند آفتاب
کے چمک رہا تھا اور اوپر تابوت کے ایک لوح یاقوت کی رکھی ہوئی تھی امیر نے اُس جوان سبز چشم سے پوچھا
کہ یہ ایوان اور تخت اور بت کیسا ہے اور لوح پر کیا لکھا ہے اُسنے کہا یہ تابوت تخت سیا ملک کا ہے اور بت اُسکی
تصویر ہے اور یہ ایوان اُسکی نشستگاہ ہے اور لوح پر کچھ نصیحت لکھی ہے امیر نے پہلے تابوت پر سیا ملک کے فاتحہ
پڑھا بعد اسکے لوح اُٹھا کر دیکھی اُسپر لکھا ہوا تھا کہ میں سیا ملک ہوں اور یہ مکان تھا میرا دیو پری وحش و طیر مرغ و
ماہی میری اطاعت میں تھے شب و روز سوا عیش کے کسی چیز سے سروکار نہ تھا عمر بھی میری بارہ سو برس کی
ہوئی عالم عالم میرا مطیع تھا گردش فلکی مجھسے موافق تھی مگر جب بخت میرا برگشتہ ہوا اور عمر آخر ہوئی سب
کارخانہ میری بادشاہت کا ابتر ہو گیا گنج و خزانہ زر و جواہر مال و اسباب بحساب میرے پاس تھا سب میں
چھوڑ گیا کچھ اپنے ساتھ نہ لایا خالی ہاتھ گیا اور یہ اشعار عبرت انگیز اور کلمات نصیحت آمیز لکھے ہوئے تھے اشعار

ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر	تا یہ سب دیکھیں کہ کچھ دست سکندر میں نہیں	آیۂ فاعتبروا قصہ فریدون بکشو
یا تو وہ دھوم تھی یا اب نہیں اس گھر میں	یک لحظہ بیک ساعت بیک دم	دگرگون میشود احوال عالم یا غنی
دیر میں کچھ ہے نہ حرم میں کچھ ہے	ہستی میں کچھ نہ عدم میں کچھ ہے	دنیا ہے طلسمات عجائب جرأت
دم میں کچھ ہے اور ایک دم میں کچھ ہے		

کبھی یہ دنیاے دون مانند فرزندوں کے پالتی ہے کبھی مانند دشمنوں
کے بکس ڈالتی ہے کوئی اس دنیا سے کامیاب نہیں ہوا مجھسا بادشاہ ذیجاہ و جلالت پناہ اس جہان میں کوئی
نہ تھا اور یوں ناکام اُٹھ گیا آدمی کو چاہیے کہ جہان میں نیکی کرے اپنے جاہ و تجمل پر نہ بھولے کچھ اعتبار اس جاہ و حشم
کا نہیں ہے ورنہ پچھتائیگا افسوس ہے کہ میں نے کچھ نہ کیا اور چاہیے کہ کسی کا پردہ فاش نہ کرے عیب پوشی کا شیوہ اختیار
کرے دانا لوگوں کو اپنی صحبت میں جگہ دے نادانوں سے پرہیز کرے بدی کسی سے پیش نہ آئے گناہوں سے اپنے
کو بچائے کس واسطے کہ روز قیامت اعضا و جوارح گواہی دینگے کہ اسنے یہ فعل کیے ہاتھ کہیں گے کہ ہمسے اسنے بیجا ظلم
کیے کان کہیں گے اسنے بدی سنی زبان کہیگی اسنے یہ باتیں بری مجھسے جاری کیں القصہ اسیطرح کل اعضا گواہی دینگے اور
جو کچھ خدا عنایت کرے اُسی پر قناعت کرے زیادہ پاؤں نہ پھیلائے دست ہوس کو نہ بڑھائے اس تھوڑی سی صحبت
کو بہت جان خدا کو پہچان امیر اُس نصیحت نامے کو پڑھکر بہت روئے ساتھ انکے تمام سردار بھی گریان ہوئے اور
کہتے تھے کہ حقیقت میں یہ دنیا ناپائدار ہے پس وہ تختی امیر نے تابوت پر رکھدی اور وہاں سے اُٹھکر اور
طرف سیر کو چلے کہ گھانس اور میوہ انواع اقسام کا اور نقرہ و طلا و الماس مروارید و لعل و یاقوت بے انتہا
تھے فرمایا کہ یہاں کسی کو حاکم کرنا چاہیے تاکہ یہ مال و اسباب تلف نہو اور خلق کو اس سے نفع پہونچے اور آگے
اسمین دروازہ نہ تھا یہ بند پڑا ہوا تھا حفاظت میں تھا اب دروازے کے ظاہر ہونے سے وہ حفاظت

نہ رہی کسی شخص کو یہان کا حاکم کرنا ضرور ہو چنانچہ اُسی ملاح پیر کو وہان کا حاکم کیا اور دس ہزار آدمی اُسکے ہمراہ چھوڑے
اور آپ سیر کرتے ہوئے دریا کی طرف روانہ ہوئے کشتیون پر سوار ہوکے تھا تب مین زمرد شاہ باختری کے راہی
ہوئے ملاحون سے پوچھا کہ یہ دریا اور جزائر تمام ہوئے یا نہین ملک فرعونیہ کتنی دور رہا اُسنے عرض کی کہ شہریار آپ
جلد فرعونیہ پر پہونچا چاہتے ہین جزائر سواحل دریاے شور تمام ہوئے اب ایک ملک حبش درمیان مین ہو اور ایک
جنگل قبل ملک حبش کی راہ مین ملیگا کہ کچھ عجائبات وہان بھی ہین لیکن وہ صحرا ایسا ہول خیز وحشت انگیز ہو کہ اُس طرف
کوئی نہین جاتا اور تھوڑی دور پر ساحل سے ایک گنبد کنبہ بنا ہوا ہو کہ خود بخود وہ گنبد چیخ مارا کرتا ہو اور دو وقت
اُسے سکون ہوتا ہو ایک تو دوپہر کو دوسرے شام کو اور جب وہ گنبد ٹھہرتا ہو تو اُسمین سے ایک باز سرخ نکلتا ہو اور
ہرن کو اپنے پنجے مین دبا کر لیجاتا ہو اور اُس برج مین گھس جاتا ہو وہ برج پھر اسیطرح چیخ مارنے لگتا ہو اور جب رات
ہوتی ہو تو ہزارہا چراغ اُس جنگل مین روشن ہوجاتے ہین مگر آدمی کا کہین نام و نشان بھی نہین ہو اور اگر اُس ساحل
پر کوئی اترتا ہو تو بوقت شب غائب ہوجاتا ہو پتا نہین لگتا کہ زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا اور باقی اُسکی حقیقتون سے
ہم واقف نہین کہ وہان کیا ہو امیر باتوقیر نے فرمایا ضرور میرا خیمہ لب ساحل برپا ہوتا کہ مین تماشا اس عجائب کا
دیکھون معلوم یہ ہوتا ہو کہ یہان کوئی طلسم ہو یا یہ ممکن ہو کسی جادوگر کا بس بمجرد حکم امیر باتوقیر جہازون کے لنگر
چھوڑ دیے گئے اور امیر باتوقیر کا خیمہ لب دریا استادہ ہوا اور بھی چند سردارون کے خیمے استادہ ہوئے مگر کل لشکر
امیر کا جہازون پر ہو فقط سرداران ذوالکرام اور امیر عالی مقام کی بارگاہین برپا ہین کہ اس اثنا مین شام ہوئی
دیکھا کہ ایک تڑاقا پیدا ہوا اور وہ برج قائم ہوا اور اُسمین سے ایک دریچہ پیدا ہوا اور ایک باز سرخ رنگ نکلا اور جنگل
کی طرف چلا گیا اور بعد تھوڑی دیر کے ایک ہرن پنجہ مین دبائے ہوئے لایا اور اُس برج مین چلا گیا برج پھر چیخ
مارنے لگا امیر حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہو کہ اتنے سے باز کی یہ حقیقت نہین ہو کہ ہرن کو پنجہ مین دبا لائے اور یہ برج جو
قائم ہوجاتا ہو جب جانور اندر اُسکے چلا جاتا ہو تو پھر گھومنے لگتا ہو لیکن امیر بہت سے عجائبات جو دیکھ چکے ہین
تو سحر کا گمان بھی امیر کو نہین ہو مگر گذارش کیا جاتا ہو کہ یہ مسکن ہو غولان جادو کا اور غولان جادو وزیر ہو
عالم آراے جادو کا اُسنے زیر زمین ایک دنیا قائم کی ہو اور اُسکی سات اقلیمین قرار دی ہین اور ہر اقلیم مین
سات سات شہر ہین اور ہر شہر مین سات ہزار محلہ ہو لیکن چار اقلیمین اچھی طرح آباد نہین اُنکے بھی آباد کرنے کی فکر ہو
اور ایک ایک اقلیم کا ایک ایک بادشاہ حاکم ہو اور ان سب پر ایک اور بادشاہ اور حاکم ہو اور اسے پایتخت کے
چار وزیر منتظم ہین اور خود عالم آراے جادو قیطول بناکر اندر پردہ ہاے حجاب قائم کرکے خداوندی کرتا ہو خلقتی
خلقت ہی سب اُسے سجدہ کرتی ہو اور ہر شخص کے دروازے پر یا خداوند عالم آراے لکھا ہوا ہو لیکن غولان جادو
انھین چارون وزیرون مین سے ہو کہ جو منتظم ہین عالم نوایجاد کے جو کشتی یا جہاز اسطرف نکل آتا ہو اور لب ساحل
ٹھہرتا ہو تو اُسنے اپنے سحر سے ہرن تیار کیے ہین کہ وہ ان لوگون کو لگا کر لیجاتے ہین اور اُسی عالم نوایجاد تک پہونچا کر
غائب ہوجاتے ہین اور شب کے وقت غول پیدا ہوتے ہین وہ راستہ بھلا کر آدمی کو عالم نوایجاد مین پہونچا دیتے ہین
غرض جسوقت امیر نماز مغرب سے فارغ ہوئے دیکھا کہ جنگل مین ہزارہا چراغ روشن ہین عمرو کی طرف دیکھ کر ارشاد ہوا
کہ خواجہ ان چراغون کا پتہ لگانا چاہیے کہ یہ کیسے چراغ ہین اور کسنے جلائے ہین عمرو نے کہا حمزہ اگیا بتیال ہوگئے ہو کہ تو
بیٹھے بیٹھے عجب اُپج کی سوجھتی ہو مجھے ان چراغون سے خوف معلوم ہوتا ہو امیر نے بہت اصرار کیا کہ خواجہ بس یہ
اخیری مرحلہ ہو اسکے بعد فرعونیہ پر پہونچ جائینگے اس جنگل کو بھی صاف کرتے چلیں عمرو نے چند عیارون کو بلاکر

بھیجا کہ ان چراغوں کی حقیقت دریافت کرکے آؤ وہ عیار گئے لیکن امیر اور عمرو صبح تک راستہ اُنکا دیکھا کیے کوئی
نہ پھرا صبح کو عمرو نے کہا کیوں حمزہ دیکھا عیاروں کو مفت ہاتھ سے کھویا یہ کارخانہ طلسم کا مجھے معلوم ہوتا ہی امیر جب
ہو رہے خاصہ نوش فرما کر بارگاہ میں بیٹھے لیکن پردے بیابان کی طرف کے اٹھوا دیے تھے دربار میں سردار جمع تھے جنگل
کی فضا دیکھ رہے تھے کہ یکایک ایک جانب سے غول ہرنوں کا نمودار ہوا کہ چرا کرتے ہوئے ایسیں شوخیاں کرتے
ہوئے چلے آتے ہیں امیر نے فرمایا کہ بھئی اس جنگل کے ہرن نہایت خوبصورت ہیں انھیں گرفتار کرکے ملک باختر
کو بھیجنا چاہیے غرض یہ تہیہ کرکے کمند ہاتھ میں استوار کرکے مسلح و مکمل ہو کر اٹھے ساتھ امیر کے تمام سردار بھی
کمندیں لیکر اٹھے گھوڑوں پر سوار ہوئے مگر اب ان سرداروں میں علمشاہ ہیں بدیع الزمان ہیں قاسم
ہیں سلطان سعد کرب نوجوان اور ان سرداروں کے عیار بھی مع عمرو بن امیہ ضمری ساتھ ہیں گھوڑوں پر
سردار مع امیر با توقیر سوار ہو کر تعاقب میں اُن ہرنوں کے چلے اور وہ آہو بھاگے لیکن امیر گھوڑا اُٹھائے چلے
جاتے ہیں کہ امیر سب سے آگے نکل گئے اور باقی ہرن بھاگ گئے اب ایک ایک سردار نے ایک ایک ہرن
کے پیچھے گھوڑا ڈالا اور ہر شخص اپنے شکار کے پیچھے علٰحدہ علٰحدہ اُڑائے چلا جاتا ہی لیکن امیر جس ہرن کے پیچھے
گھوڑا اُڑائے چلے جاتے تھے وہ ایک درۂ کوہ میں جا کر نہاں ہو گیا اور وہ کوہ الماس کا تھا امیر اُسے دیکھکر
بہت خوش ہوئے کہ عجب کوہ ہی اور درہ کوہ مثل گنبد کے نہبت سڈول ہشت پہل تھا گویا قدرت خدا سے وہ
کوہ ترشا ترشایا پیدا ہوا تھا غرض امیر اُس درۂ کوہ میں در آئے اور چلے جاتے جاتے ایک کھڑکی نمودار ہوئی
جب اُس کھڑکی میں سے نکلے ایک میدان وسیع دیکھا کہ اُسمیں ایک درخت عجب طرح کا ہی کہ تنہ اُسکا زمرد
کا ہی اور پتے یاقوت کے ہیں اور پھل زرد لگے ہوئے ہیں اور اُسپر ایک جانور عجیب بیٹھا ہوا ہی یہ دیکھتے ہی
امیر کے وہ جانور اس زور سے چیخا کہ طبق زمین کے جا بجا سے شق ہو گئے اور امیر اُسمیں سما گئے اور بیہوش
ہو گئے جب آنکھ امیر کی کھلی اپنے کو ایک جنگل میں دیکھا چند قدم آگے بڑھے تھے کہ گرد اُڑی اور ایک
نقابدار پیدا ہوا امیر کو سلام کیا اور کہا کہ شہر میں چلیے امیر اُسکے ہمراہ ہوئے لیکن حیران و پریشان کہ وہ
ہرن اُدھر غائب ہو گیا میں درہ کوہ میں آیا تھا وہاں سے اس جنگل میں پہونچا اب یہ نقابدار شہر میں لے
جاتا ہی خیر شہر کی بھی سیر کرنا چاہیے غرض امیر ساتھ اُس نقابدار کے دروازۂ شہر پناہ پر پہونچے وہ نقابدار
امیر کو شہر کی سیر کراتا ہوا قریب ایک مکان کے لایا کہ وہ مکان نہایت تکلف کا تھا نقابدار امیر کو اندر
مکان کے لیگیا دیکھا امیر نے کہ مکان خوب سجا ہوا ہی بیچ میں جو کا تخت کا لگا ہوا ہی ہانڈیاں جھاڑ کنول وغیرہ
الگ رکھے ہیں اور کچھ چھت میں آویزاں ہیں نقابدار نے امیر با توقیر سے کہا کہ چالیس روز یہاں آپکی دعوت
ہی بعد اسکے سامنے بادشاہ کے آپکو چلنا ہوگا امیر نے کہا کہ بہتر ہی لیکن اب امیر تو دعوت میں نقابدار کی ہیں
حال عمرو کا سُنیے کہ یہ بھی تعاقب میں صاحبقران با اقبال کے اُسی درہ کوہ میں در آئے اور وہی کھڑکی انھیں بھی
ملی الغرض اُسی دشت میں پہونچے کہ جہاں درخت پر جانور بیٹھا ہوا تھا اُسیطرح زمین شق ہوئی اور عمرو اُسمیں سما گئے جب
آنکھ کھلی اپنے کو ایک سبزہ زار میں پایا عمرو سمجھ گیا کہ کارخانہ طلسم کا ہی اب پھنسے خدا خیر کرے کہ اسی طرح ایک
نقابدار آیا اور اُنکو بھی شہر میں لیگیا اور چالیس دن دعوت کی انکا بھی یہیں چھوڑیے مگر حال سُنیے علمشاہ کا کہ یہ
گھوڑا اُڑاتے ہوئے ہرن کے پیچھے چلے جاتے ہیں سیارہ اُنکے ساتھ ہی کہ ایک باغ نمودار ہوا ہرن جو کڑی بھر کر
اُس باغ میں گیا انھوں نے بھی گھوڑے کو ایڑی کر گھوڑا دیوار پھاند کر باغ میں پہونچا ہرن کا تو پتا نہ لگا اب یہ سیر

باغ کرتے ہوئے ایک درخت خرما کے پاس پہونچے اسپر ایک جانور بیٹھا ہوا تھا علشاہ کو دیکھکر چیخا کہ اُسکی
آواز سے کوہ و دشت مین زلزلہ پیدا ہو گیا علمشاہ بیہوش ہو گئے جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک شہر مین دیکھا
کہ وہ شہر عجب طرح کا تھا کہ مکانات تو بہت بنے ہوئے تھے لیکن آبادی بہت ہی کم تھی بازارین آراستہ تھین
علمشاہ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ راستے مین سیارہ سے ملاقات ہوئی اُسنے کہا او شہریار ہرن آپنے
صید کیا علمشاہ نے کہا ہرن کیسا ہرن تو غائب ہو گیا اور اپنی حقیقت بیہوش ہو کر شہر مین پہونچنے کی بیان
کی اُسنے کہا ای شہریار مین بھی اسی طرح یہان آیا ہون علمشاہ نے کہا خدا جانے امیر کو ہمارے حال کی خبر ہو
یا نہین یہ کارخانہ طلسم کا معلوم ہوتا ہی غرض اُنکو بھی اسیطرح ایک نقابدار آکر لیگیا اور چالیس دن تک دعوت کی
ادھر شاہزادہ بدیع الزمان بھی ہرن کے گھوڑا اڑائے ایک کوہ زمردین پاس پہونچا ہرن درہ کوہ مین غائب ہو گیا
بدیع الزمان درہ کوہ مین در آیا آگے آتے ایک دروازہ نمودار ہوا شاہزادہ اُسمین سے نکلا دیکھا کہ ایک میدان
ہی کہ اُسمین گیاہ کا نام بھی نہین درخت کا نشان تک نہین معلوم ہوتا مگر پہاڑ اکثر ہین اور سب پہاڑ زمردین
ہین اُنپر ایک طاؤس بیٹھا ہی بس بدیع الزمان کو دیکھتے ہی وہ طیور اس طرح چلایا کہ کوہ و دشت مین زلزلہ پیدا
ہو گیا اور زمین جا بجا سے شق ہو گئی شاہزادہ بیہوش ہو گیا آنکھ جو کھلی اپنے کو دروازہ شہر پناہ پر پایا قصد کیا
کہ پھر چلو دن بھر پھرے رات کو اپنے کو پھر اسی دروازہ شہر پناہ پر پایا سمجھے کہ یہ کارخانہ طلسمی ہی غرض اسیطرح
ایک نقابدار آیا اور اُنھین بھی لیگیا اور سامان دعوت کیا اب حال قاسم کا بیان ہوتا ہی کہ یہ گھوڑا دوڑائے
ہوئے ایک کوہ یاقوت پاس پہونچے دیکھا کہ ہرن درہ کوہ مین پہونچکر غائب ہو گیا قاسم اُس درہ مین آیا جستجو مین
آہو کی چلا جاتا ہی دیکھا کہ کچھ روشنی معلوم ہوتی ہی قاسم اور آگے بڑھا ایک دروازہ نمودار ہوا جب دروازہ
سے باہر نکلا دیکھا کہ ایک لالہ زار ہی تمام صحرا گلہائے سرخ سے روشن ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ آگ لگی ہوئی ہی اور لال
درختون پر بیٹھے ہوئے ہین قاسم کو جو اُن لالون نے دیکھا غول باندھکر آڑکے سر پر قاسم کے سایہ افگن ہوئے
اور اس خوش الحانی سے چہچہے کیا کہ قاسم محو ہو گیا بلکہ بیخود ہو گیا ہوا سرد چل رہی تھی قاسم کی آنکھ بند ہو گئی
جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک شہر مین دیکھا کہ تمام بازار آراستہ ہین شہر نہایت آباد و شاد ہی قاسم سیر کنان چلا آتا تھا
کہ یکبار ایک سوار نقابدار نمایان ہوا قاسم کو سلام کیا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے گیا اور دعوت کی کہ اب
حال سنیے کرب نوجوان کا کہ یہ گھوڑا اُڑاتے ہوئے چلا جاتا تھا دیکھا کہ ایک دریا ہی ہرن اُس چشمے کو پھاند کر
اُس پار چلا گیا کرب نے بھی گھوڑا اُسکے پیچھے دریا مین ڈالدیا گھوڑا پانی کو کاٹتا ہوا چلا جاتا تھا کہ یکایک ایک
نہنگ پیدا ہوا اور وہ راکب کو مع اسپ نگل گیا مگر آنکھ جو کرب کی کھلی اپنے کو ایک دشت مین پایا کہ
وہان درخت بنفشہ بہت سے لگے ہوئے تھے اور جانوران عجائب رنگ مختلف شکل درختون پر اُڑتے پھرتے
تھے کرب کو جو دیکھا سب نے غل مچایا کہ اُنکے غل سے تمام دشت مین آگ لگ گئی ہر طرف شعلے بھڑکنے لگے
کرب نے جو دیکھا دشت مین آگ لگ گئی ایک چاہ قریب تھا اُسمین یا امیر عرب کہکر کود پڑے آنکھ جو کھلی
اپنے کو ایک دشت پر فضا مین پایا سیر کنان ایک دروازے کے پاس پہونچے قصد اندر جانے کا کر رہے تھے
کہ ایک نقابدار پیدا ہوا اور کرب کو سلام کیا اور اندر شہر کے لایا ایک ایوان مین لیگیا چالیس روز
دعوت کی اور کہا کہ آپ کو کیا شوق ہی کہ آج ہم آپ کو اپنے بادشاہ پاس لے چلین کہ جس فن مین آپ کمال
رکھتے ہون وہ ہم بادشاہ سے بیان کرین کرب نے کہا تمھارے بادشاہ کو کس بات کا شوق زیادہ ہی اُسنے کہا کہ

ہمارے بادشاہ کو کشتی دیکھنے کا بہت شوق ہی ہر مہینے دنگل ہوتا ہی اور سال بھر کے بعد ایک بہت بڑا دنگل
بادشاہ بزرگ کے یہان ہوتا ہی کہ وہان ساتون اقلیمون کے بادشاہ آکر جمع ہوتے ہین اور ہر شخص اپنے اپنے پہلوان
کو لڑاتا ہی جسکا پہلوان غالب آتا ہی اُسکو بادشاہ بزرگ سے انعام ملتا ہی کرب نے کہا مین بھی دنگل کی سیر ضرور
دیکھونگا غرض وہ دن دنگل کا آیا کرب ہمراہ اُس نقابدار کے ایوان بادشاہی مین آئے دیکھا کہ بادشاہ تخت
پر بیٹھا ہوا ہی کرسیان دنگل داہنی بائین طرف بچھے ہوئے ہین پہلوان بیٹھے ہوئے ہین اکھاڑا تیار ہی بادشاہ نے کرب
کو دنگل بیٹھنے کو دیا کرب سلام کرکے بیٹھ گیا نقابدار نے بادشاہ سے کہا کہ انھین بھی کشتی سے بہت شوق ہی بادشاہ نے یہ
سنکر حکم دیا کہ پھر کشتی شروع ہو پہلوان اُتر کر لڑنے لگے کشتیان ہونے لگین جوڑے چھٹنے لگین تین پہر دن کامل کشتی رہی
جب چھوٹی جوڑین لڑ چکین تو ایک پہلوان لنگوٹ باندھکر اکھاڑے مین کودا تمام پہلوان اُس سے لپٹے لیکن اُس پہلوان
نے سبکو زور دلایا بعد اُسکے نعرہ مارا کہ کہان ہی رستم کہان ہی سہراب کہان ہی سام کہان ہی حمزہ کہ آئے اور غلامی میری اختیار
کرے بس یہ سُننا تھا کہ کرب کو تاب نہ رہی آواز دی کہ او زبان دراز یہ کیا بکتا ہی خدا نے ایک سے بہتر ایک کو پیدا کیا ہی
بہادرون کے نام اسطرح لیتا ہی اُسنے جھنجھلا کر کہا کہ اگر تجھے دعوی ہی تو اُتر آ اکھاڑے مین بس یہ سُننا تھا کہ کرب جھم سے
کود پڑا اور گیارہ ونڈ مولا مشکلکشا کے نام کے کرکے مٹی چڑھا کر خم ٹھونک کر سامنے آئے کشتی ہونے لگی لیکن کرب کی
یہ کیفیت ہی کہ اُسکا زور توڑ رہے ہین اور اپنا زور نہین کرتے جب پہلوان زور کرکے تھکا کرب نے کہا ہوشیار ہو کہ
اب مین زور کرتا ہون یہ کہکر ہاتھ کمر زنجیر مین ڈالدیا اور یا حیدر کرار کہکر اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چاروں شانے
چت گرا بادشاہ یہ زور و طاقت دیکھکر بہت خوش ہوا اور تخت سے کود پڑا اور کرب کو گلے سے لگا لیا اور اپنے تخت پر
بٹھا لیا خلعت عنایت کیا وہ پہلوان جسے چت کیا تھا آکر قدمبوس ہوا اور کہا کہ مین غلام ہون اور یہ جتنے پٹھے میرے
تیار ہین سب خدمتگار ہین اور پہلے مین ان سب کا افسر تھا اب یہ رتبہ حضور کو زیبا ہی اور نام اس پہلوان کا
سوماق کشتی گیر ہی غرض بادشاہ نے کرب دلاور کو افسر اُن سب پہلوانون کا مقرر کیا اور کہا کہ آپ ان سب کو
زور دلایا کیجیے مین آپکو دنگل بزرگ جو شاہنشاہ شاہنشاہان یعنے عالم آرائے جادو کے یہان ہوتا ہی اُسمین
لڑواؤنگا انکو بھی یہین چھوڑیے حال سُنیے شاہزادۂ سلطان سعد کا کہ اُنھون نے بھی گھوڑا ہرن کے پیچھے ڈالا ہی جاتے
جاتے ایک صحرا مین پہونچے کہ عجب صحرا تھا ہرن دامنۂ کوہ مین جاکر غائب ہوگیا سلطان سعد حیران و پریشان
پھر کر چلے تھے مگر انکو پیاس معلوم ہوئی چند قدم بڑھے تھے کہ ایک چشمہ نمایان ہوا قریب اُسکے گئے دیکھا تو عجب چشمہ
ہی کہ پانی اُسکا ہر مقام پر چرخ مار رہا ہی جا بجا بلبلے پڑ رہے ہین سلطان سعد نے لب ساحل بیٹھ کر چلو بھر کے پانی
پیا پیتے ہی بیہوش ہوگئے پھر بعد گھڑی بھر کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک وادی سر سبز مین پایا جاتے جاتے ایک شہر
نمایان ہوا اور ایک نقابدار آکر سعد کو لیگیا چند مکان اسکے آباد ہین اور باقی خالی مکان بہت ہین لیکن آبادی کم
ہی غرض وہ نقابدار سلطان سعد کو لیے ہوئے ایک قصر مین آیا اور انکی دعوت کی پوچھا آپ کو کس فن مین کمال
حاصل ہی کیونکہ چہرے سے شوکت شاہانہ اور سطوت مردانہ عیان ہی آپ ضرور فن سپاہگری جانتے ہونگے شاہزادے نے
جواب دیا کہ البتہ مجھے شوق تو ضرور ہی نقابدار نے کہا مین آپ کو سامنے اپنے بادشاہ کے لے چلونگا وہ آپ کی بہت
عزت و حرمت کریگا کیونکہ اُسے بھی کشتی سے بہت شوق ہی ہر مہینے دنگل ہوتا ہی اور بعد سال بھر کے ایک دنگل بزرگ
ہوتا ہی اُسمین آپ کو لڑوائیگا اگر آپ حریف پر غالب آئے تو بادشاہ بزرگ آپکو اپنے پاس رکھے گا غرض
یہ بھی وہان رہنے لگے کہ اس اثنا مین دن دنگل کا قریب آیا نقابدار نے یہ خبر بادشاہ کو دی کہ ایک شخص پر دست و زگار

اس اقلیم مین وارد ہوا ہی اگر فرمائیے تو لیکر حاضر ہوون حکم ہوا کہ ضرور لاؤ نقابدار سعد کو لیکر دربار مین گیا دیکھا تو
دربار آراستہ تھا اکھاڑا تیار رکھا پہلوان کرسیون تکلون پر بیٹھے تھے سلطان سعد کو جو بادشاہ نے دیکھا بہت پسند کیا
اور ایک دنگل نفیس جواہر نگار بیٹھنے کو عنایت کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ کشتی شروع ہو پہلوان لڑنے لگے بعد ایک
پہلوان زبردست اکھاڑے مین اُترا پہلے سب کو زور دلایا بعد اسکے خم ٹھونکا اور پکارا کہ کہان ہی رستم کہان ہی سام
کہان ہی حمزہ آئے اور حلقۂ غلامی کان مین ڈالے بس یہ سننا تھا کہ سعد کو تاب نہ رہی اور کود کر دنگل سے نعرہ کیا کہ
او بے ادب یہ کیا کلمات لاطائل زبان سے نکالتا ہی اُسنے جواب دیا کہ اگر تجھے کچھ دعوی ہی تو آ بس یہ سنتے ہی سعد اکھاڑے
مین آئے گیارہ ڈنڈ کرکے خم ٹھونک کر سامنے کھڑے ہوئے ہاتھ ملا کشتی ہونے لگی بس گھڑی بھر کا عرصہ نہ گذرا ہوگا کہ
سعد نے لنگر اُسکا توڑا اور سر سے بلند کیا اور کہا کہ اب کیا کہتا ہی اُسنے کہا بیشک آپ زبردست ہین اور مین غلامی سے
باہر نہین ہوون سعد نے چپکے سے اُسے زمین پر رکھدیا نام اس پہلوان کا ارماق کشتی گیر ہی بادشاہ نے بہت تعریفین
کین اور خلعت عنایت کیا اور کہا کہ آپکو دنگل بزرگ مین سپلے لڑاؤنگا غرض سعد بھی یہان رہنے لگے لیکن اب
حال گذارش کیا جاتا ہی امیر با توقیر کا کہ مع عمرو بن اُمیہ ضمری مہمان ہین نقابدار کے اور حال ان نقابدارون کا یہ
ہی کہ یہ چھ نقابدار جو سردارون کو لیگئے ہین بیٹے ہین ہومان جادو کے یہ چھؤن منتظم ہین چھ اقلیمون کے اور اقلیم ہفتم یہ جس مین
ہی اور وہی پایۂ تخت ہی اسکا منتظم ہومان خود ہی اور وہ دو وزیر جو پایہ تخت کے منتظم ہین انکا یہ کام ہی کہ جو شخص نیا آتا
ہی وہ اسکی خبر دیتے ہین عالم آرائے جادو کو اور یہ چھ بادشاہ چھ اقلیمون کے بیٹے ہین عالم آرائے جادو کے غرض
امیر جس بادشاہ کی اقلیم مین آئے ہین نام اسکا جویان شاہ ہی اور اقلیم کو اسکی غربیہ کہتے ہین اور یہ اقلیم بہت آباد ہی
اور یہان بھی ہر مہینے دنگل ہوتا ہی اور یہان بہت بڑا ایک پہلوان ہی کہ نام اسکا غماق کشتی گیر ہی یہ پہلوان
سب اقلیمون کے پہلوانون سے زبردست ہی غرض جب روز دنگل کا آیا نقابدار امیر کو لیے ہوئے سامنے اس بادشاہ
کے آیا اور عرض کیا کہ یہ شخص نہایت زبردست ہی اور آرزو مقابلہ کی رکھتا ہی اور نام آپکے پہلوان کا سنکر آیا ہی
کہا اچھا کیا مضائقہ ہی لیکن نظر جو چہرے پر امیر کے پڑی عجب بدبر نظر آیا بیساختہ بتعظیم کو اُٹھ کھڑا ہوا دنگل
جواہر نگار بیٹھنے کو عنایت ہوا امیر تشریف فرما ہوئے بادشاہ نے حکم دیا کشتی ہونے لگی جب چھوٹی جوڑین کر چکین تو
بادشاہ نے امیر کیطرف دیکھا کہا کہ بسم اللہ لنگوٹ باندھیے ادھر غماق کشتی گیر نے بھی لنگوٹ کسا اور اکھاڑے مین
اُترا خم ٹھونک کر پکارا کہ کہان ہی رستم کہان ہی سام کہان ہی حمزہ آئے اور غلامی میری اختیار کرے بس یہ سنکر امیر ہنسے
اور فرمایا کہ حمزہ تو خیر مگر اور پہلوان نامی کو کیون پکارتا ہی اور وہ اب زندہ بھی نہین ہین آ مجھسے تو سامنا کرلے یہ
کہکر اکھاڑے مین کودے سلام ہوا ہاتھ ملتے ہی زور ہونے لگے پہلے امیر نے زور اسکا رد کیا پیچ اسکے دیکھے اور تعریف
کی بعد اسکے فرمایا کہ اب میرا زور روک اُسنے کہا کہ بسم اللہ زور کیجیے امیر نے کمر زنجیرین ہاتھ ڈالکر سر سے بلند کرکے
آہستہ سے زمین پر چیت لٹا دیا غماق قدمون پر گرا کہا کہ آپ زبردست ہین مین نے حلقۂ غلامی کان مین ڈالا
لیکن امیر اور سرداران نامی سحر مین نقابدارون کے ایسے مسخر ہو چکے ہین کہ انکو نہ دین کا ہوش ہی نہ دنیا کا غرض امیر
سے بھی دنگل بزرگ کا وعدہ ہوا اب حال سنیے علمشاہ رومی کا کہ سب حال بھول گئے ہین نقابدارون کے
مہمان ہین کچھ دین سے کسی کے سروکار نہین ہی یہ نقابدار بھی علمشاہ کو دنگل مین لیگیا کشتی ہونے لگی بعد اسکے
آفاق کشتی گیر سے کہ پہلوان زبردست ہی اور علمشاہ سے کشتی ہوئی شاہزادے نے اُسے آن واحد مین نیچے گرالیا
وہ بھی مطیع ہوا اور بادشاہ سے دنگل بزرگ مین لڑنے کا وعدہ ہوا انکو بھی نہین چھوڑتے اب حال شاہزادہ بدیع الزمان

کا سنئے کہ یہ بھی جہان مین نقابدار گئے انھین بھی وہ دنگل مین لیگیا بادشاہ نے بہت عزت کی شاہزادہ بدیع الزمان سے عواب کشتی گیر کو زیر کیا وہ بھی فرمانبردار ہوا اور اُس سے بھی دنگل بزرگ کا وعدہ ہوا اسی طرح قاسم کو بھی نقابدار لیگیا اور انھون نے بھی ایسا ہی کیا اور بادشاہ سے دنگل بزرگ کا وعدہ ہوگیا کہ اس اثنا مین دن میلے کا قریب آیا ایک ہفتہ قبل اقلیم ہفتم مین ایک مینار پر اُسپر آواز نقارہ کی بلند ہوئی معلوم ہوا کہ آج سے آٹھوین دن میلہ ہو ہر شخص حسب لیاقت سامان مین مصروف ہوا ہر بادشاہ نے سامان چلنے کا کیا غرض وہ دن آیا اور بہت بڑا اکھاڑا تیار ہوا اور گرد اکھاڑے کے کرسیان دنگل بچھے ایک طرف ایک تخت اُسپر دو وزیر آکر بیٹھے اور بیچ مین پردہ حجاب قائم ہوا میلہ جمع ہونے لگا شہر کی دوکانین آراستہ ہونے لگین لوگ پوشاکین بدل بدلکر اپنے اپنے گھرون سے نکلنے لگے سوانگ تماشے لائین دکھاتے ہوئے ہر طرف سے نمودار ہونے لگے بہروپیے بھیس بدل بدلکر ہر ایک کو دھوکا دیتے پھرتے تھے رئیسون سے انعام لیتے تھے نشنیان راستے مین ایک ایک کا دامن پکڑ کر لگاوٹ کر کرکے کچھ نہ کچھ لے مرتی تھین ساقیون کی دوکانون پر جلسون کے دم لگ رہے تھے ملازین آڑ رہی تھین کسبیان بناؤ سنگار کرکے کرسیان بچھا کر گردون پر بیٹھی ہوئی ناز معشوقانہ دکھاتی تھین ہر طرف کٹورا کھنک رہا تھا ایک عجب لطف تھا کہ اسی اثنا مین آواز نقارے کی پیدا ہوئی اور چوپان شاہ تخت پر سوار امیر کشورگیر مرکب پر بیٹھے ہوئے تخت کے ہمراہ نمایان ہوئے وہ دونون وزیر کہ نام ایک کا ہوشمند ہو اور دوسرے کا دانشمند ہو آگے آئے اور استقبال کرکے لیگئے اُدھر پردہ عالم آرا ئے جادو کو گذرا کہ بڑے بیٹے آپکے حمزہ عرب کو ساتھ لیکر آئے ہین بس ایک تخت بروے ہوا نمایان ہوا اور آواز آئی کہ اے چوپان یہ عطیہ ہو خداوند کا آپ اس تخت پر تشریف رکھیے چوپان نے سلام کیا اور تخت کیطرف بڑھا تخت نیچا ہوگیا چوپان شاہ اُسپر بیٹھا امیر کے لیے دنگل جواہر نگار آسمان سے اُترا امیر اُسپر جلوہ افروز ہوے کہ اتنے مین آمد دوسرے بادشاہ کی ہوئی دونون وزیر پھر استقبال کو گئے اور مرجان شاہ کو مع علمشاہ کے لیکر آئے یہ چھوٹا بھائی ہو چوپان کا اور خبر انکے آنے کی عالم آرائے جادو کو ہوئی اسیطرح انکے لیے بھی تخت و دنگل آیا یہ بھی بیٹھے کہ تیسرے بادشاہ کی آمد ہوئی چوگان شاہ مع شاہزادہ بدیع الزمان ہو نچا اور اسیطرح وہ دنگل و تخت آیا اور یہ بھی بیٹھے کہ اتنے مین شیران شاہ ہونچا قاسم اسکے ساتھ تھے یہ بھی اسیطرح سب مین داخل ہوے بعد اسکے میران شاہ کرب غازی کو لیے ہوے آیا ساتھ ہی اسکے جہان شاہ مع شاہزادہ سلطان سعد ہونچا اب سب بادشاہ اور سردار جمع ہوے لیکن ایک ایک کو دیکھ رہا ہو کوئی کسی سے بات نہین کرتا ایکبار وہ دونون وزیر پردہ اُٹھاکر اندر گئے اور عالم آرائے جادو سے کہا کہ خداوند یہ لوگ اتفاق سے پھنس گئے ہین کہ اگر ہزار کوشش کرتے تو ہاتھ نہ آتے لہذا انکا زندہ رہنا اچھا نہین ہو کیونکہ انھین نے ہزارون طلسم توڑے ہین سیکڑون ساحرون کو مارا ہو ایسا نہو کہ کوئی فساد پیدا ہو آج دنگل موقوف رکھیے اور انکا فیصلہ کریجیے کیونکہ ہم پرچۂ سحر مین دیکھ چکے ہین کہ اگر یہ آج شب بھر بچ گئے تو کل انکی موت نہین ہو اور کوئی بلاے آسمانی ہم پر نازل ہوگی کہ کبھی سحر کارگر نہو گا عالم آرائے جادو نے جواب دیا کہ اچھا کہدو کہ خداوند نے آج دنگل موقوف رکھا اور کچھ نمونہ قدرت کا دکھا ئینگے کہ یہ تازہ مہمان جو ہین اُنکو بھی کچھ اعتقاد ہو تے حکم دو مین انکے مارنے کی تدبیر کرتا ہون غرض یہ دونون وزیر تو باہر نکل آئے لیکن عالم آرائے جادو نے جلدی سے نہا کر چوکا دیا اور ایک پتلی ماش کی اور ایک بکرا ذبح کرکے اُسکے خون مین اُس پتلی کو نہلایا اور چند دانے ماش کے پڑھکر مارے کہ وہ پتلی اُٹھ بیٹھی اور ناچنے لگی عالم آرائے جادو نے ایک اور بکرا ذبح کیا اور زبان اُسکی نکالکر اُس پتلی کے منھ مین دی اور چند دانے رائی سرسون کے پڑھکر مارے کہ وہ ہر بات کا جواب دینے لگی اور نا

خون بکرے کا پی گئی مگر وہ دونون وزیر جو پردے سے باہر آئے حکم دیا کہ آج خداوند نمونۂ قدرت دکھائینگے اور کل دنگل ہوگا غرض ایک اور خیمہ تیار ہوا اور اُسمین سب بادشاہ مع اپنے اپنے سردارون کے آکر بیٹھے اور راستہ دیکھ رہے ہین کہ خداوند کیا نمونۂ قدرت دکھاتے ہین کہ یکایک جانب آسمان سے ایک شعلہ جوالہ نمایان ہوا جب وہ زمین پر آیا تو اُسمین سے ایک جوگن نہایت حسین پیدا ہوئی کہ بین اُسکے ہاتھ مین تھی بجا کر گانے لگی مگر صورت اُس جوگن کی دیکھکر ہر شخص مع امیر کشورگیر ہزار جان سے فریفتہ و شیفتہ ہوگیا اور جوگن نے گا کر اور بھی سب کو از خود رفتہ کر دیا جب خوب گا چکی تو بیٹھ کر چیخ مار کر رونے لگی اب ہر شخص کی یہ کیفیت ہے کہ ساتھ اُس جوگن کے رو رہا ہے اشک جاری ہین اور یہ صدا بلند ہے کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان آخر کیا ہے کچھ مُنھ سے تو کہو یہ گریہ کسواسطے ہے جوگن نے جواب دیا کہ حال سب پوچھتے ہین لیکن فریاد کو کوئی نہین پہونچتا مین کیا اپنا حال پر ملال بیان کرون ہر شخص نے کہا کہ جو کہوگی ہم وہی کرینگے کچھ بیان تو کرو اُسوقت جوگن نے سب کا دل ہاتھ مین لیکر کہا کہ میرا باپ بہت بڑا منجم تھا اُسنے مجھسے کہا تھا کہ جب سن تیرا بارہ برس کا ہوگا تو تو مر جائیگی لہذا مین روتی ہون کہ یہ دنیا ناپایدار ہے اسپر کبھی بھروسا نہ کرے مین نے تو اسلیے دنیا کو ترک کیا اب ستی ہوتی ہون یہ کہکر آف کی کہ منھ سے شعلہ نکلا جتنے سردار بیٹھے تھے سب نے کہا کہ ہم بھی تمھارے ساتھ ہین سنکر جوگن نے کہا اچھا لکڑیان جمع کرواؤ اُسیوقت ایک بڑا سا گڑھا کھدا اور انبار ہیزم کا ہوگیا اب ان باتون مین جوگن نے پہر رات گذر چکی ہے اور پہر رات باقی ہے کہ جوگن نے کہا خیر چلتے وقت ایک غزل اور سن لو پھر ہم کہان یہ دنیا کہان یہ کہکر غزل گانے لگی غزل

جلتی بڑھتی ہی آگ لگتی ہی آج ہی آہ کی ہوا کچھ اور	زندگی آہ ہی آپ گھٹتی ہی دیکھیے کس طرف پلٹتی ہی	زلف کی پیچ اور ایمان کھو جو خرابی کہ در در مین پھیلی	ہر گھڑی پیچ سے جا لپٹتی ہی دست قدرت سے کب سنبھلتی ہی

غرض جوگن ایسا گائی کہ ہر شخص کے آنسو جاری تھے اب یہ اُٹھکر انبار ہیزم کیطرف چلی اور پکاری مصرع
رخصت ای اہل وطن ہمتو سفر کرتے ہین ٭ یہ کہکر اُس انبار ہیزم پر جا بیٹھی ساتھ ہی اُسکے ہر ایک سردار مع امیر با توقیر اُٹھکر چلا اور جوگن نے اشارہ کیا کہ جو میرا عاشق ہے آئے اور میرے ساتھ چلے یہ سب آگے بڑھتے ہین اب انکو تو یہین چھوڑیے مگر حال سنیے لشکر امیر با توقیر کا کہ جس روز سے امیر غائب ہوے تھے بادشاہ اسلام نہایت پریشان تھے لشکر مین ایک تلاطم تھا جس عیار کو خبر کیواسطے بھیجا وہ بھی گم ہوگیا پتہ نہ لگا عرصہ دو تین مہینے کا گذر چکا ہے کہ کچھ خبر صاحبقران عالیشان کی معلوم نہین ایک روز بادشاہ اسلام دست بدعا ہین سرداران والا کرام آمین کہ رہے ہین کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور ایک ابر آسمان سے نمایان ہوا اور آواز نقارے کی پیدا ہوئی جب وہ ابر قریب آیا دیکھا تو نقابدار سبز پوش زرین لباس چند پریزادون سے نمایان ہوا اور ایک باز سفید اُسکے سر پر سایہ افگن تھا آتے ہی قریب اُس برج کے جاکر ایک تختی جیب سے نکالکر سامنے کی کہ عکس سے اُسکے برج قائم ہوا لیکن حال اُس تختی کا وقت پر گذارش کیا جائیگا بس برج کے قائم ہوتے ہی نقابدار نے گرز مارکر برج پھٹا اور ایک جادوگر اُسمین سے پیدا ہوا اور آواز دی کہ او مفلوک روزگار تو کون ہے کہ بیٹھے بٹھائے ہمکو ستاتا ہے معلوم ہوا کہ قضا تیری آچلی ہے نقابدار نے کہا او کافر تو بندگان خدا کو طلسم مین پھنساتا ہے مین تجھے سزا دینے آیا ہون بس یہ سنتے ہی اُس جادوگر نے دستک دی کہ سیکڑون غول ہر چہار جانب سے پیدا ہوئے تلوارین اُنکے ہاتھ مین کھنچی ہوئی تھین نقابدار پر دوڑے نقابدار نے تختی کا عکس ڈالا وہ غول غائب ہوگئے غولان جادو نے دیکھا کہ بیہودہ ہوا چاہا کہ بھاگ جائے بس لوٹ کر باز شہباز نکل کر کے چلا تھا کہ نقابدار نے لوح کو دیکھا

لکھا تھا کہ یہ اسم جو حاشیہ لوح پر لکھا ہے پڑھکر تیر مارو نقابدار نے وہ اسم پیکان تیر پر دم کر کے جو مارا سینے پر بار
کے پڑا کہ پار گذر گیا غولان جادو گرا اور تڑپ کر واصل جہنم ہوا پھر چلائے کہ کشتی مرا کہ نام من غولان جادو
پاسبان عالم تو ایجاد بود جب تیرگی برطرف ہوئی دیکھا نقابدار نے کہ زیر برج ایک نقب ہے پس نقابدار بحکم لوح
اُسمین کود پڑا لیکن اُدھر بادشاہ اسلام نے گنبد کے ٹوٹنے سے اور جادوگر کے مرنے سے جان لیا کہ یہ طلسم ٹوٹا اور
یقین ہوا کہ اب امیر بھی پھرینگے پس ہر طرف دیکھنا شروع کیا لیکن نقابدار سبزپوش جو نقب مین گیا دیکھا کہ
وادی سرسبز ہے پس لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اس باغ کا میوہ نہ کھانا اور جو حریف ملے اُس سے بحکم لوح
سامنا کرنا پس نقابدار آگے بڑھا دیکھا تو گرد اُڑی اور ایک نقابدار پیدا ہوا اور سامنے آکر نقاب الٹ دی
دیکھا تو ایک عورت حسینہ جمیلہ ہے پس نقابدار دلدادہ ہوا لیکن لوح کو جو دیکھا لکھا تھا کہ یہ ساحر ہے اسکے فریب مین نہ آ
پس نقابدار نے عکس لوح کا جو اسکے اوپر ڈالا دیکھا تو وہ رنگ و روغن اُڑ گیا ایک عجیب ہیئت نظر آئی کہ
ایک شخص روسیاہ سامنے کھڑا ہے پس نقابدار نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے زمانہ تیرہ و تار
ہوگیا خاک اُڑنے لگی پھر اُسکے چلائے کہ کشتی مرا نام خسمار جادو پسر ہومان جادو منتظم اقلیم اول بود پس
جو روشنی ہوئی دیکھا نقابدار نے کہ نہ وہ صحرا ہے نہ سبزہ زار ہے ایک وادی پرخار ہے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ
چاہ کہنہ جو معلوم ہوتا ہے اسمین کود پڑو پس نقابدار الامر کر کے چاہ مین کودا دیکھا تو ایک میدان وسیع
ہے اسمین ایک درخت ہے اسپر ایک جانور عجیب بیٹھا ہے نقابدار کو دیکھتے ہی چلایا کہ اسکے چلانے سے نقابدار کا زہرہ
کلیجا ہل گیا پس نقابدار نے لوح کا عکس اُس درخت اور جانور پر ڈالا درخت غائب ہوگیا اور جانور پاش پاش ہو کے
آنے کا سامنے گر پڑا اور ایک نقابدار سامنے سے آیا پکارا او اجل رسیدہ تو یہان کہان آیا غضب کیا تو نے کہ
سحر میرا باطل کیا خبر کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر شکل ایک اژدر کی بنکر منہ کھول کر نقابدار کیطرف
چلا نقابدار نے عکس لوح کا ڈالا اژدر کی شکل مٹ گئی اور ہیئت اصلی پر آگیا پس دوڑ کر نقابدار نے تیغہ مارا
کہ دو ٹکڑے ہوئے یکایک آندھی چلی زلزلہ آیا آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من زنار جادو منتظم اقلیم دوم بود
پس جب وہ تاریکی برطرف ہوئی دیکھا نقابدار نے کہ سنگ گران زمین پر رکھا ہے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس
سنگ کو ہٹاؤ جب غار نمایان ہو اسمین یہ اسم پڑھکر کود پڑنا نقابدار نے ویسا ہی کیا جب غار مین کودے دیکھا
کہ ایک دریا موجین مار رہا ہے اور ایک مینار اندر اُس دریا کے ہے اُسپر ایک عقاب بیٹھا ہے دیکھکر نقابدار کو وہ
عقاب چلایا کہ فتاح طلسم آپہونچا اور اُڑ کر چلا تھا کہ نقابدار نے بحکم لوح تیر مارا سینے پر عقاب کے پڑا وہ گرا
تڑپ کر مر گیا زمانہ تیرہ و تار ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زنگار جادو منتظم اقلیم سوم بود جب روشنی ہوئی
وہ دریا اور مینار کچھ نہ معلوم ہوا لیکن ایک نہنگ نقرئی کو دیکھا کہ منہ کھولے ہوئے بیٹھا ہے اور منہ سے اسکے شعلہ آتش
نکل رہے ہین پس نقابدار بحکم لوح اسم پڑھکر اسکے منہ مین کود پڑا دیکھا کہ ایک قصر ہے نہایت پرتکلف اور ایک
حوض اُسکے بیچ مین بنا ہوا ہے اور کچھ نازنینین اُسمین برہنہ نہا رہی ہین نقابدار نے اُدھر سے منہ پھیرا ایک نازنین
نے نقابدار سے اپنی زبان مین کہا کہ ای شہریار یہ سحر ہے کوئی عورت نہین ہے پس جیسے ہی نقابدار نے پلٹ کر دیکھا
تو دیکھا کہ ایک شخص سیہ رو خنجر بکف قریب آچکا ہے چاہتا ہے کہ تلوار مارے نقابدار نے للکارا وہ جھجکا اور زمین پر
گر کر تڑپا اور غائب ہو گیا نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ زیر زمین برود سحر نہان ہے نقابدار نے
عکس لوح کا ڈالا کہ طبقہ پھٹا اور جادوگر نکلا دیکھا اُسنے کہ قضا سر پر آگئی پس شیر

بنکر نقابدار پر دوڑا نقابدار نے بحکم لوح اسم پڑھکر گرز مارا کہ وہ شیر پیوند خاک ہوگیا آوازیں پیدا ہوئیں ہیں
خاک اُڑا کر چلائے کہ کشتی مرا نامم آتشبار جادو منتظم اقلیم چہارم بود اب جو دیکھا نقابدار نے تو ایک تالاب
ہی کہ اسمین پانی نہین ہی اور مچھلیاں تڑپ رہی ہین اور ایک نہنگ بزرگ ہی کہ اُن مچھلیون کو نگل رہا ہی ہلنگ
کہ سبکو نگل کر وہ نہنگ نقابدار کیطرف چلا نقابدار نے نہنگ کو آتے دیکھکر لوح کا عکس ڈالا نہنگ تو غائب ہوگیا
لیکن ایک دہانہ نقب کا نمایان ہوا نقابدار بحکم لوح اُسمین کود پڑا دیکھا تو ایک ٹیکرا ہی زیر جسکا ایک بنگلہ ہی
اُسمین ایک مرد فقیر تلاوت قرآن کر رہا ہی نقابدار سمجھا کہ یہ فقیر باشندہ اس صحرا کا ہی چاہا تھا کہ ٹھہرے نظر لوح پر
پڑی لکھا تھا کہ یہ جادوگر ہی بس نقابدار نے عکس لوح کا ڈالا دیکھا تو صورت اسکی تبدیل ہوگئی ہیئت اصلی پر آگیا
بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے جھولی اسباب سحر کی کاندھے پر جلدی سے ایک گولہ نکالکر سحر دم کرکے نقابدار پر مارا کہ وہ
قریب آکر پھٹا اور شعلہ آتش نکلکر نقابدار پر چلے تھے کہ نقابدار نے عکس لوح کا ڈالا شعلے غائب ہوگئے اور جھپٹ کر
ہاتھ تیغہ کا مار کر ساحر کے دو ٹکڑے ہوے زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آوازیں آنے لگیں کہ کشتی مرا نامم سرخوار جادو منتظم
اقلیم پنجم بود جب تاریکی دور ہوئی دیکھا نقابدار نے کہ ایک صحرائے پُرخار ہی بحکم لوح ایک جانب چلے جاتے تھے
دیکھا کہ ایک باغ ہی اور اُسکے دروازے پر ایک بجلی کوندرہی ہی اور ایک طائر بیٹھا ہوا ہی نقابدار کو دیکھتے ہی اُس
طائر نے آواز دی کہ فتاح طلسم آیہو بچا ہوشیار رہو بس اس آواز کے ساتھ ہی وہ برق جو دروازے پر کوندرہی تھی کڑک کر
جانب آسمان گئی اور نقابدار پر گری نقابدار نے تختی سر پر رکھلی برق غائب ہوگئی اور ایک ساحر سامنے آیا ایک
سانپ اُسکے ہاتھ مین تھا بس اُس ساحر نے کچھ پڑھکر سانپ کے ٹکڑے کرڈالے اور وہ سب اژدر بنکر نقابدار پر چلے مگر
جو نقابدار کے قریب آیا تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوے اور جتنی بوندین اُسمین سے نکلیں اُتنے اژدر اور پیدا ہوکر نقابدار
پر چلے بس نقابدار نے جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ اسم پڑھکر دم کرو نقابدار نے ویسا ہی کیا سب اژدر غائب ہوگئے
ساحر نے دیکھا کہ سحر رد ہوا چاہا گریز کرے پر پرواز پیدا کرکے اُڑا کہ نقابدار نے تیر مارا سینے پر بیٹھا پشت کے پار گذر گیا ساحر
گرا آندھی چلی جب سیاہی برطرف ہوئی صدا آئی کہ کشتی مرا نامم غدار جادو منتظم اقلیم ششم بود اب جو سیاہی
برطرف ہوئی دیکھا نقابدار نے کہ ایک میدان وسیع ہی اُسمین ایک گنبد ہی بس بحکم لوح اُس گنبد پر گرز مارا کہ گنبد
پھٹا اور ہومان جادو پیدا ہوا دیکھتے ہی نقابدار کو پکارا کہ غضب کیا تو نے کہ اتنے در بند توڑکر یہانتک آیا
اور چھ بیٹون کو میرے مارا اب چھوڑتا ہون تجھکو یہ کہکر کچھ سحر دم کرکے دستک دی کہ چار طرف سے صدہا نقابدار
ایسے پیدا ہوے کہ جنکے سر پر باز سایہ فگن تھے اور آکر انھون نے نقابدار کو گھیرا نقابدار سمجھا کہ یہ فوج ہی تلوار
کھینچی اور لڑنا شروع کیا نقابدار لاکھ قتل کرتا ہی لیکن وہ کم نہین ہوتے بلکہ بڑھتے جاتے ہین اب ہومان جادو کو
مہلت ملی جلدی سے ایک گولا جھولی سے نکالا اور سحر دم کرکے مارا کہ وہ گولا قریب نقابدار کے آکر پھٹا اور اُس مین سے
ایسا دھوان پیدا ہوا کہ جہان تیرہ و تار ہوگیا اب نقابدار کو کچھ نظر نہین آتا کسے تلوار مارے ہومان جادو تیغہ پکڑ کر نقابدار پر
چلا کہ اب اسے نابینا تو کرچکا ہون قتل کرون کہ باز سفید نے نقابدار سے اپنی زبان مین کہا کہ ای شہریار لوح دیکھیے نقابدار نے
تختی اُٹھائی کہ روشنی سے اسکی اندھیرا برطرف ہوا دیکھا تو ہومان قریب آچکا ہی چاہتا ہی کہ تلوار مارے نقابدار نے نعرہ کیا کہ وہ
دہل گیا نقابدار نے تیغہ مارا کہ سر پر پڑا مگر کچھ اثر نہوا نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اسنے جسم اپنا سحر سے لوہے کا بنالیا
ہی یہ اسم جو درمیان لوح مین لکھا ہی پڑھکر ضرب کرو ہومان نے جو نقابدار کو لوح دیکھنے مین مصروف دیکھا چاہا کہ
بھاگ جائے صورت ایک ہرن کی بنکر چلا جیسے ہی نقابدار نے اُسے ہرن بنکر بھاگتے دیکھا تیر پڑھکر مارا کہ پیشانی پر

پڑا اور پشت سے گذر گیا ہرن گر کر تڑپنے لگا آندھی چلنے لگی زمانہ تاریک ہو گیا جب روشنی ہوئی تو آواز پیدا ہوئی کہ
کشتی مرا نام من ہومان جادو منتظم اقلیم ہفتم بود اب جو دیکھا نقابدار نے تو دروازہ شہر پناہ کا دکھائی دیتا ہے نقابدار
اندر شہر کے آیا دیکھا تو میلہ ہے اور ایک جانب ایک بارگاہ استادہ ہے اور بہت مجمع ہے نقابدار دروانہ بارگاہ تک
پہونچا مگر ہاتھ میں جو نقابدار کے تیغ برہنہ تھی لوگ ڈر کر ہٹے دیکھا نقابدار نے کہ ایک جوگن انبار ہیزم پر بیٹھی ہے
اور صاحبقران اور فرزندان امیر جلنے کے لیے قریب اسکے جا چکے ہیں اور لوگ آگ دینے کو کھڑے ہیں بس جلدی
سے تیر بحر کمان میں پیوستہ کرکے اُس جوگن پر بحکم لوح مارا کہ سر پر اسکے پڑا اور شعلہ آتش پیدا ہوا کہ جوگن جلکر غائب
ہو گئی امیر اور سرداران امیر تیغ بکف نقابدار پر چلے کہ غضب کیا تو نے کہ معشوق کو ہمارے مار ڈالا نقابدار سمجھا
کہ یہ سب گرفتار سحر ہیں اس غصہ کا انکے اعتبار نہیں کچھ جواب نہ دیا مگر جب دیکھا دونوں وزیروں نے کہ سحر عالم آرا
جادو کا رد ہوا سمجھے کہ قضا آگئی اور سب کھیل بگڑا جان پر کھیل کر تیغ سے ایک ایک انگلی اپنی کاٹی اور کچھ سحر پڑھنا
شروع کیا کہ ایک دریائے خون بہا اور وہ ایک ایک انگلی اسمیں نہنگ بنکر ایک ایک کو نگلنے لگی پھر وہ دونوں
نہنگ منہ کھولکر نقابدار کیطرف چلے نقابدار نے بحکم لوح ایک اسم پڑھا اور اُس دریا میں اپنے کو گرا دیا دیکھا تو
نہ دریا تھا نہ نہنگ تھے وہ دونوں انگلیاں خون میں تڑپ رہی تھیں دیکھا اُن دونوں وزیروں نے کہ یہ سحر بھی
رد ہوا بس ایک نے تو دو ہتھڑ مارا کہ زمین شق ہوئی اسمیں کود پڑا دوسرے نے دستک دی کہ ایک ابر پیدا ہوا
وہ اسپر سوار ہو کر اڑا نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جب پانی خوب برسے اور زلزلہ سحر سے نکلے آئے اُسوقت عکس
لوح کا ڈالنا سحر رد ہوگا بس اڑتے ہی اُس ابر کے اوپر سے پانی برسنا شروع ہوا اور زمین کو زلزلہ ہوا اور
پانی اُبلنا شروع ہوا جب دیکھا نقابدار نے کہ پانی گلے گلے تک ہو گیا ہے بس عکس تختی کا ڈالا کہ وہ ابر بوند بوند
ہو کر زمین میں آ رہا اور پانی میں ڈوب گیا بعد اُسکے عکس زمین پر ڈالا کہ وہ پانی خشک ہو گیا اور طبق زمین کا شق
ہوا اور ایک ساحر اسمیں سے نکلا نقابدار نے بحکم لوح تیغہ مارا کہ دونوں کی گردنیں اُڑ گئیں آندھی سیاہ چلی زمانہ
تیرہ و تار ہو گیا جب وہ تیرگی برطرف ہوئی تو ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ہوشمند جادو وزیر سلطنت عالم آرائے جادو
بود مگر عالم آرائے جادو کا سحر جو رد ہوا تھا اور جوگن جلگئی تھی اسنے اتنی دیر میں بزور سحر ایک عقاب پیدا کیا تھا کہ
وہ سر پر اُسکے سایہ فگن تھا بعد اسکے اسنے اپنی ران چیری اور کچھ پڑھنا شروع کیا اور چند پتلے بنائے ایک ایک
بوند خون کی اُنپر ڈالی کہ وہ سب اُٹھ بیٹھے اور اُن سبکی صورت عالم آرائے جادو نے اپنی بنائی تھی اور اسیطرح ایک ایک
عقاب سبکے سر پر سایہ فگن تھا بس سامنے نقابدار کے آیا اور کہا کہ ہوشیار رہو اے نقابدار کہ غضب قدرت تجھپر
نازل ہوتا ہے اور سب وہ پتلے کہ جو صورت تھے عالم آرائے جادو کی نقابدار پر گولے ترنج نارنج سحر کے
برسانے لگے مگر نقابدار پر کوئی حرج اثر نہ کرتا تھا کیونکہ لوح نقابدار پاس موجود تھی اب نقابدار نے دوڑ دوڑ کر
تلواریں مارنا شروع کیں لیکن تلوار نقابدار کی کچھ اثر نہیں کرتی بلکہ اُچٹ جاتی ہے اُدھر عقاب باز کو گھیرے ہیں
مگر باز جسے پر مارتا ہے وہ عقاب جل جاتا ہے نقابدار نے حیران ہو کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح پھینک دے جو لوح کیطرف
چلے وہی اصلی ساحر ہے باقی نقلی ہیں اور جب قریب لوح کے پہونچے تو یہ اسم یاد کر تو تلوار پر دم کرکے مارنا نقابدار
نے ویسا ہی کیا جیسے ہی لوح پھینکی ایک شخص دوڑا لوح کیطرف بس نقابدار نے اسم پڑھکر جو تلوار ماری دو ٹکڑے
ہوئے بس اسکے مرتے ہی عجب تلاطم ہوا کہ شعلہ آتش بھڑکے آندھی چلی جب سب آفتیں ختم ہو چکیں ایک صدا پیدا ہوئی
کہ کشتی مرا نام من عالم آرائے جادو بادشاہ طلسم عالم نوا بجادو بود اب جتنی عمارتیں کہ عمدہ سحر کی بنی ہوئی تھیں غائب

ہو گئیں امیر اور فرزندان امیر اور عیار وغیرہ سب رہا ہوئے نقابدار نے ہنسکر کہا کہ لیجئے اب اُس جوگن کے عوض
مجھکو قتل کیجیے امیر اور سرداران امیر پشیمان ہوئے نقابدار نے کہا کہ یا امیر اب زمانہ صاحبقرانی مجھے دیجیے آپ خانہ کعبہ کو
تشریف لیجائیے اور عیار نے عمرو کا ہاتھ پکڑا کہ خواجہ صاحب آپ ضعیف ہوئے عبادت خدا کیجیے یا نہ ہاے عیاری مجھکو
دیجیے امیر نے نقابدار کو جواب دیا کہ واقع میں تمنے بہت بہت کارنمایاں کیے ہیں لیکن زمانہ صاحبقرانی اُسوقت
دونگا کہ جب تم مجھپر غالب آؤ گے کہا بہتر ہی سمجھا جائیگا غرض امیر نے اُن ساتوں دربندوں کا انتظام کیا اپنی طرف
سے وہاں حاکم مقرر کیے اور چلے نقابدار نے کہا میں رخصت ہوتا ہوں مجھکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بشارت
دی تھی کہ امیر بلا میں پھنسے میں جاکر رہا کرو اور یہ تحفہ عنایت کی تھی جس سے میں نے ساحروں کا رد سحر کیا غرض
نقابدار تو امیر سے رخصت ہوکر راہی ہوا عمرو کے پاؤں میں گدگدی معلوم ہوئی جیسے ہی عمرو نے پاؤں اونچا کیا
ایک شخص کفش پاؤں کی اُتار کے بھاگا عمرو نے کہا ارے چوری لیتا ہے اور وہ عیار نقابدار تھا جواب دیا
کہ خواجہ صاحب یہ نشانی آپکی رہیگی میری ایک کفش رستے میں کہیں گر گئی تھی میرا کام اب نکل جائیگا عمرو جھنجھلاتا
رہا عیار چلدیا اور نقابدار بھی راہی ہوا غرض بادشاہ اسلام منتظر تھے کہ امیر مع فرزندان با اقبال کے پہنچے
اور تمام کیفیت بیان کی بادشاہ نے تصدق سکے بیحد بھیجا المختصر اُسیوقت وہاں سے پھر کوچ کیا بعد چند روز کے
امیر بحر نے خوانشیر تھال میں رکھکر نذر گذرانی کہ مبارک ہو سفر دریا تمام ہوا امیر نے اُسے خلعت دیا اور
جہازوں سے اُترکر مرکبوں پر سوار سامنے شہر حبش کے آکر اُترے خبر شاہ حبش کو ہوئی کہ لشکر حمزہ آیا ہے وہ
حمزہ جسنے سیکڑوں خدائیان باطل کی تباہی ہیں سلطنتیں سلاطین گمراہ کی برباد کی ہیں اسلام جاری کیا
سرداران زبردست اُسکے ساتھ ہیں فوج بیشمار ہمراہ ہے جسوقت ہرکاروں نے یہ بیان کیا بادشاہ حبش یہ
خبر سنکر نہایت برہم ہوا جہان آنکھوں میں تیرہ و تار ہو گیا سب افسران فوج اور سرداران کو بلاکر کہا کہ عجب
زبردست سے مقابلہ پڑا ہے اور حریف مع لشکر و فوج آپہونچا ہے آمادہ جنگ ہو لشکر باہر نکالو سبھوں نے عرض
کیا آپ خاطر جمع رکھیے ہم انکو سزا دینگے سبکو قتل کرینگے ہمسے وہ کیا لڑ سکینگے القصہ لشکر باہر نکلا مقابل لشکر
حمزہ صاحبقران اُترا شاہ حبش بارگاہ میں آکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا جب کمال نشہ ہوا حکم کیا کہ بجے
طبل جنگ اُسیوقت نقارہ پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران میں آئے دعا و ثناے بادشاہی
بجالائے اور عرض کیا کہ شاہ حبش نے طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کہ بفضل پروردگار ہمارے یہان بھی نقارہ رزمی
بجے جانبین میں چار پہر رات تیاری رہی صبحکو دونوں لشکر معرکہ آرائے نبرد ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ
ہو گئیں سیاہ زنگیان میں یہ عالم تھا کہ کالی گھٹائیں بجلیاں چمک رہی تھیں بس جسوقت صفیں آراستہ ہو چکیں اور
نقیب نقابت کرکے چلے گئے لشکر زنگیان سے ایک زنگی میدان میں آیا کہ قد مانند منارے کے بلند تھا اوپر کا
ہونٹھ پرہ بینی سے گذرا ہوا تھا نیچے کا ہونٹھ ٹھوڑھی سے لٹکا ہوا تھا دانت مثل گراز نکلے ہوئے تھے داڑھی
ناف کے نیچے تک لٹکی ہوئی تھی دونوں رخسارے سیاہ مانند توے لوہے کے دریا میں غوطہ مارے ہوئے
گینڈے پر فاشیہ زر لفتی پڑا کمر کینے پر باندھے ہوئے آکر میدان میں کھڑا ہوا نام اُسکا اہرمن زنگی تھا
پکارا کہ اے خداپرستو شاہ حبش مجھسے لاکھ پہلوان رکھتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ جنمیں ایک ایک آدمخوار
شیر شکار ہے اور میں وہ ہوں کہ میرے ہول سے شیر نیستان میں چھپے ہوئے ہیں نہنگ دریا سے باہر نہیں نکلتے
اگر زندگی اپنی چاہتے ہو تو جہان سے آئے ہو اُدھر ہی چلے جاؤ فوج وسپاہ پر غرہ نہ کرو تمسے کچھ نہو سکیگا

ناحق مارے جاؤگے اور نصیحت میری نہین سنتے تو آؤ مقابلے کو میرے کوئی ایسا بہادر ہو کہ مجھسے مقابلہ کرے یہ
کہکر مرکب کو کدانے لگا ادھر اہل اسلام نے پکار کر کہا کہ او کشندہ جہنم کیا لاف وگزاف بیہودہ کرتا ہے یہان
بہادران دیوکش موجود ہین تجھکو ایک ادنی یہان کا کافی ہے اور ثریاے زنگی اپنے ہاتھی کو بڑھا کر سامنے
تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ خدا تمھارا نگہبان ہے ثریا فیل کو کجک مار کر
مقابل اسکے ہوا اور کہا کہ مین رستم زنگبار ہون شیر و نہنگ کی جنگ سے عار نہین رکھتا ضرب سے میری کوئی
زندہ نہین بچتا نام میرا ثریاے زنگی ہے رفیق ہون شاہزادہ کرب غازی کا ناگہان اُس زنگی نے نیزہ
ثریا پر مارا ثریا نے حیلہ طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا اُسنے گرز مارا کہ زمین ہلگئی ثریا ضرب اسکی رد کرکے تیغ خاک سے
نکلا تھا کہ اُسنے دوسری ضرب ماری ثریا نے پھر رد کی اہرمن نے تیسری ضرب لگائی وہ بھی رد کی تین ضربین متواتر
رد کرکے جو ایک بار گرز مارا اہرمن بیہوش زمین ہوگیا گینڈے سمیت ایک تلتلا ہو کر رہگیا دوسرا حبشی
مقابلے کو آیا اسکو بھی ثریا نے تلوار کے گھاٹ اتار کر قتل کیا پھر اسکا نہ لگا اُس روز ثریا نے ساٹھ حبشی واصل جہنم
کیے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون کو پھر گئے دوسرے روز پھر طبل جنگ بجا دونون لشکر
میدان مین صف آرا ہوے جب صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب نیب دے کر چلے گئے بیٹا شاہ حبش کا
یہوداے زنگی مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا مرزبان خراسانی بادشاہ اسلام سے
اجازت لیکر اسکے مقابل ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی مرزبان نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار
ماری مرزبان نے تلوار اسکی رد کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب اسکے چار ٹکڑے ہوے مرزبان
نے پھر مبارز طلب کیا ایک حبشی گمنام نکلا کہ قد اسکا چالیس ارج کا تھا مرزبان سے کہا کہ تو نے
غضب کیا کہ پسر شاہ حبش کو مارا مین تیرا کام تمام کرونگا مرزبان نے کہا کہ زیادہ بیہودہ نہ بک جو تجھسے ہوسکے
قصور نکر وہ ملعون یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور نائند گراز کے چلایا شور مچایا اور گرز مرزبان پر مارا مرزبان نے
اُسکے گرز کو خیال مین لیکے کلاہ عمود کو پکڑ لیکے ایک جھٹکا دیا گرز اسکا چھین لیا اُسنے تلوار ماری تلوار بھی ہاتھ سے فرد کر
چھین لی اور ڈالکر زنجیر کمر مین ہاتھ اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھین لشکر اسلام
مین بھیجدیا الغرض اسطرح شام تک بیس زنگیون کو مارا اور اسیر کیا وقت شام دونون لشکر پھرے اپنی اپنی جگہ پر
مین داخل ہوے صبحکو صاحبقران نے دربار کیا اور ان زنگیون کو بلا کر تلقین بدین اسلام کیا وہ سب از رہ صدق
مسلمان ہوے کہ اسی اثنا مین ہرکارے خبر لاے کہ شاہ حبش نے طبل جنگ بجوایا ہے اکبر بادشاہ نے حکم دیا کہ یہان
بھی کوس حربی بجے رات بھر تیاری ہوئی صبحکو میدانداری ہوئی سپہدار شاہ حبش میدان مین آیا مبارز طلب کیا
خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین قورچی باشی حمزہ صاحبقران بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر
سپہدار حبش کے مقابل ہوا بعد ہم سخنی کے نیزہ بازی ہوئی بہرام نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اُسنے عمود گران سنگ مارا
بہرام نے رد کرکے اپنا وار چلایا ہوا تو وہ لپٹ کر گردن سے زمین پر گر پڑا بہرام نے کمند مار کر اُسے پکڑ لیا کیوان شاہ
بادشاہ حبش نے جو یہ حال دیکھا تمام فوج کو حکم دیا کہ سب ایک ساتھ اسیر جاؤ پس تمام حبشی حربے پکڑ کر بہرام پر چلے
بہرام تلوار کھینچکر آگے بڑھا ادھر صاحبقران نے جو یہ حال دیکھا کہ تمام فوج ایک بہرام کے مقابلے کو آگئی تو اپنی
فوج ظفر موج کو حکم دیا کہ مار یاران کافرون کو جانے نہ دو بہرام کی کمک کرو تمام لشکر اسلام ادھر دوڑا ادھر عالم تمام
دوڑے دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی ایسی جنگ مغلوبہ مین بہرام تلوار زنی کرتا ہوا کیوان شاہ کے

تخت کے پاس پہونچا اُسنے جلدی سے گرز اُٹھا کر بہرام پر مارا بہرام نے کلہ عمود پکڑ کر چھین لیا اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر اُسے اُٹھا لیا اور باندھکر اپنے عیاروں کے حوالے کیا اور پھر لڑنے لگا اسقدر حبشی اہل اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے کہ حساب و شمار نہ تھا آخر کار حبشی گھانس مُنھ میں لے لیکر پکارے کہ الامان یا صاحبقران ہم غلام آپکے ہیں امیر نے سبکو امان دی اور پھر کر اپنے خیمے میں آئے آرام کیا صبح کو دربار عام کیا بارگاہ میں آکر بیٹھے بہرام کیوان شاہ کو سامنے لایا کیوان شاہ نے صاحبقران کو مجرا کیا بادشاہ اسلام کو آداب بجا لایا دست و ادب بستہ کھڑا ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ فرعون بے عون پر لعنت کر اور دین اسلام قبول کر اور چند کلمے وحدانیت الٰہی میں بیان کیے اور مذمت کفر بہت سی فرمائی کیوان شاہ کلمہ پڑھکر مع تمام لشکر مسلمان ہوا امیر نے سبکو جدا جدا خلعت دیا شاہ حبش نہایت خوشنود و کمال مسرور ہوا اور امیر سے عرض کیا کہ حضور چند روز یہان توقف فرمائیے کہ حقیر شہر میں جاکر سبکو مسلمان کرکے خدمت والا میں حاضر ہوں یا جاؤں مجھے رخصت دی کیوان شاہ شہر میں آیا پہلے اپنی اولاد کو بلا کر جمع کیا اور کہا میں تو مسلمان ہوگیا اور اس سے بہتر کوئی دین میں نے نہ پایا تمکو لازم ہے کہ تم بھی مسلمان ہو جاؤ وہ سب مسلمان ہوے دوسرے روز اسی طرح تمام خاندان کو جمع کیا اور تلقین بدین اسلام کیا وہ سب بھی مسلمان ہوے بعد اُسکے تمام ملک کو مسلمان کیا اور لشکر گران اور تحائف لایق لیکر حمزہ صاحبقران کی خدمت والا میں حاضر ہو کر پیشکش کیے امیر نے قبول کیا اور اُسے خلعت سے سرفراز فرمایا شاہ حبش امیر اور بادشاہ اسلام کو مع جوانان نامی و سرداران گرامی شہر میں اپنے لیگیا دعوت کی امیر ایک ہفتہ وہان رہے بعد اُسکے احوال لقائے بے بقا کا دریافت کیا اور مع کیوان شاہ روانہ ہوے

اب چند کلمے داستان شہر فرعونیہ کے بیان سے کیے جاتے ہیں

کہ اس شہر کے سات دربند ہیں پہلے دربند کو سہیلیہ کہتے ہیں بنا برین حال دربند سہیلیہ کا لکھا جاتا ہے کہ لقا بعد ہارے جانے زبرجد شاہ کے مع بختیارک اور جالوت رعد آواز و ضیغم خون آشام و ضرغام زناہ کار اور یاقوت شاہ اور سعادت شاہ وغیرہ کے جو شہر زبرجد نگار سے بھاگ کر جہازوں پر سوار ہو کر بکمال تباہ فرعونیہ کو روانہ ہوا تھا کوچ و مقام کرتا ہر جگہ عجائب و غرائب دیکھتا اور یہ کہتا ہوا کہ سب عجائب اور غرائب میں نے اپنی قدرت سے پیدا کیے ہیں بعد دو ہفتے کے ساحل پر پہونچا ہرکاروں کو جہازوں پر سے اُتار کر غراب پر سوار کرکے بھیجا کہ جاکر تحقیق کرو کہ یہ کونسی سرزمین میں ہم پہونچے ہیں اور حاکم کا یہاں کے کیا نام ہے ہرکارے گئے اور خبر دریافت کرکے آئے اور عرض کیا کہ یہ سرزمین ملک فرعونیہ ہے اور دربند اول فرعونیہ کا ہے دربند سہیلیہ اسکا نام ہے حاکم یہاں کا سہیل چرم پوش ہے فرعون پرست ہے لقا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور پکار کر کہا اے بندگان من دیدی قدرت خدائی مرا کہ کیا تقدیر کی میں نے کہ ایسے دریاے قہار سے کیونکر گذرا اور کسیکو ضرر نہ پہونچا کیسے کیسے عجائب و غرائب تم سبکو دکھلائے وہ جوانان اُسکے ساتھ تھے پکارے کہ یا خداوند تو برحق ہے تیری خدائی کی کنہ کو کوئی نہیں پہونچا ہے یہ کہکر سبھوں نے سجدہ کیا اور طوق لعنت اپنے گلے میں پہنا اور عرض کیا کہ اب جو کچھ حکم ہو اُسے بجا لائیں وہ بولا تقدیر یہی کہ خیمہ ہمارا لب ساحل پر بپا ہو اسباب اُتارو و دامنہ کوہ میں سراپردے استادہ ہوں کہ بدولت خود دریا سے اُتر کر خیمے میں داخل ہونگے اور فکر کرینگے کہ اب کیا تقدیر کیجیے سب حکم اُسکا بجا لائے اسباب اُتارا خیمے لب ساحل استادہ کرائے لقا اُتر کر داخل خیمہ ہوا ایک ہفتہ عیش و عشرت میں بسر کی بعد اُسکے حکم کیا کہ باربرداری لاؤ اور صبح کو یہاں سے کوچ کرو غرض کوچ کرکے قریب دربند سہیلیہ کے سات فرسخ جا اُترے دوسرے روز حکم دیا کہ نامہ لکھو سہیل چرم پوش کو کہ وہ شخص

خدائے ملک باختر ہو اور فرعون شاہ اُس شخص کا چھوٹا بھائی ہو سیر کو ملک زبرجد نگار کی گیا تھا زبرجد شاہ
نے نافرمانی کی اُسے خدا پرستون سے قتل کروا کر اب یہان آیا ہون بہتر ہو کر آ کر میری خدمت مین حاضر ہو حسب حقیقت
وہ نامہ لکھا گیا وسواس عیار کو دے کر روانہ کیا وہ بے وسواس چلا اتفاقات روزگار عیار سہیل چرم پوش کا سیر کرنے
کو آیا تھا گذر اُسکا لشکر زمردشاہ کیطرف ہوا بہت متعجب ہوا کہ یہ لشکر کسکا ہو داخل لشکر ہوا تمام حقیقت دریافت کر کے
وہان سے پھر اسامنے سہیل کے آیا سہیل نے اپنے عیار کو گرد آلود دیکھکر حال پوچھا اُسنے جو کچھ کہ دیکھا اور سُنا تھا بیان
کیا کہ اس اثنا مین وسواس عیار بھی پہونچا سہیل کو خبر ہوئی اپنے سامنے بلوایا پوچھا کہ تو کون ہو اور کہان سے آیا ہو
اُسنے کہا کہ مین عیار ہون زمردشاہ باختری کا اور نامہ لیکر آیا ہون خداوند لے اپنے ہاتھ سے نامہ لکھا ہو سہیل جانتا تھا
کہ لقا کا بڑا بھائی فرعون شاہ کا ہو مسند پر سے اُٹھا نامے کی تعظیم کی بوسہ دیا کھولکر پڑھا حقیقت سے آگاہ ہوا تمام اپنے
سردارون کو ساتھ لیکر استقبال کو گیا ملازمت لقا کی اختیار کی عرض کیا کہ حضور شہر مین تشریف لیچلیے لقا اُسکے ساتھ
ہو لیا سہیل لقا کو ہمراہ لیے ہوئے داخل دربند ہوا نذر دی تحفے پیش کیے ضیافت کی بعد چند روز کے لشکر صاحبقران کا
دربند سہیلیہ پر پہونچا بارگاہ آسمان جاہ استادہ ہوئی کہ خیمہ سہیل کو کہ حمزہ صاحبقران بالشکر فراوان آپہونچے لقا تو
کانپ اُٹھا اور گھبرا گیا اور ادھر سہیل کثرت فوج کی سُنکر نادم و پشیمان ہوا کسواسطے تونے لقا کو دامن پناہ دیا مگر لقا
سے کہا کہ یا خداوند آپ خاطر جمع رکھیے کہ مین حمزہ سے سامنا کرونگا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ دم صاحبقران کو خبر
ہوئی کہ حاکم دربند سہیلیہ نے طبل جنگ بجوایا ہو فرمایا کہ ہمارے یہان بھی نقارہ زرمی نوازش مین آئے اُسیوقت نقارہ زرمی
پر چوب پڑی غلغلہ ہوا کہ صبح کو سامنا ہو لشکر حریف سے ہر ایک آلات حرب درست کرنے لگا رات بھر تیاری رہی
صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نیب لیکر نکل گئے اُسوقت سہیل چرم پوش لقا سے
اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے قبضہ دین ستون اسلام کرب پر حرب نظر کردہ شاہ ولایت
امیر شرق و غرب مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا سہیل بے تگاو دزن ہوا اور مرکبون کو پھیر کر ایک دوسرے کے
مقابل ہوا سہیل نے کہا ای خدا پرست نام اپنا ظاہر کر کہ بغیر نام میرے ہاتھ سے نہ مارا جائے کرب پکارا کہ وہ جو تونے سُنا
ہو کرب دلاور داماد حمزہ صاحبقران ہر علم زندہ دولت سکندر من ہیکلان ہے

نظر کردہ شیر پروردگار	بمیدان چو تیغم زر افشان شود	سکندر چو آئینہ حیران شود	یل نامور کرب عالیوقار
کنند وسمنم الحذر الحذر			زشور نفیر قیامت اثر

سہیل بولا کہ ہان تعریفین تیری بختیارک کی زبانی سنی تھین لا جو کچھ کہ حربہ رکھتا ہو
کرب پکارا کہ یہ اہل اسلام کا دستور نہین ہو کہ حریف پر پیشدستی کرین جب تیرے حربے سے خدا بچا لیگا تو مین بھی اپنا
حربہ تجھپر کرونگا سہیل نے کہا معلوم ہوا تجھے بڑا گھمنڈ ہو اپنی شجاعت پر خبردار رہنا یہ کہکر نیزہ کرب پر مارا اُسنے لا اور
نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا سہیل نے غضبناک ہوکر تلوار ماری کرب نے جھکی دے کر دھار تلوار کی بچا کر قبضے پر ہاتھ
ڈالا دبا زور کشمکش ہونے لگے گھوڑے بیٹھ بیٹھ گئے اُنسے اتر اتر کر سرگرم تلاش ہوئے چار گھڑی دن باقی تھا کہ کرب نے
لنگر اُسکا توڑا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا چڑھ کر چھاتی پر گھٹنا رکھ کر توڑا زنجیر فولادی کا مشکین باندھین طبل بازگشت بجا
دونون لشکر پھر گئے اپنی اپنی آرامگاہون مین داخل ہوئے صبح کو دربار معمور ہوا صاحبقران نے سہیل چرم پوش کو
بلا کر تلقین بدین اسلام کیا اُس نے عرض کیا کہ شہریار ایک شرط میری ہو اُسے اگر پورا کیجیے تو مین اپنے لوگون سمیت اسلام
قبول کرتا ہون فرمایا کہ جلد کسے قید سے رہا کرو اُسیوقت جلادنے قید اُسکی کاٹ دی وہ آ کر قدمون پر گرا امیر نے اُسے
دلاسا دیا کرسی پر بٹھایا جام شراب گردش مین آیا امیر نے پوچھا کہ وہ شرط تمہاری کیا ہو بیان کر وہ عرض کیا کہ شہریار

غلام کے شہر سے تین فرسخ پر ایک درۂ کوہ ہی اُسکے اندر تختۂ لالہ زار ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک آگ لگی ہوئی ہی جہانتک
نگاہ کام کرتی ہی وہی تختۂ لالہ زار نظر آتا ہی اور وسط لالہ زار مین ایک گنبد مرجان سُرخ کا ہی جو کوئی قصد کرتا ہی کہ اُس
گنبد تک جاے دیکھے کہ اُس گنبد مین کیا ہی جہان قریب گنبد کے پہونچا غائب ہو گیا پھر نہین معلوم ہوتا کہ زمین اُسکو کھا جاتی
ہی یا آسمان پر کوئی اُٹھا لیجاتا ہی آپ حلال مشکلات ہین میری مشکل بھی آسان کیجیے مجھے حال اس گنبد کا معلوم ہو جاے اور
یہ بھی معلوم ہو کہ جو شخص وہان جاتا ہی اُسے کون لیجاتا ہی امیر نے فرمایا کہ اے سہیل جرم پوش پہلے یہ عقدہ تمھارا حل کر دینگے
بعد اُسکے تمھٰے سوال اسلام لانے کا کرینگے اب تم جاؤ کل ہم تمھارے ساتھ چلینگے سہیل اُسی وقت نکلکر سوار ہوا اپنے
خیمے مین آیا تمام حال اپنے رفیقون سے بیان کیا اُن سبھون نے کہا کہ پیر و مرشد وہان جو جائیگا زندہ پھر کر نہ آئیگا
آپ نے حمزہ کے مٹانے کی خوب تدبیر ٹھہرائی ہی القصہ دوسرے روز خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اور امیر
سرداروں سمیت سوار ہو کر سہیل کے ساتھ روانہ ہوے جب وہان پہونچے دیکھا صاحبقران والاشان نے کہ
فرسخ در فرسخ تختۂ لالہ زار ہی بیچ مین اُسکے ایک گنبد مرجان سُرخ کا ہی اور عکس آفتاب کا جو اُسپر پڑتا ہی تو
آفتاب کی جوت اور اُسکی جوت ایک ہو گئی ہی نگاہ اُسپر ہرگز نہین ٹھہر سکتی ایک نور کا عالم ہی امیر نے فرمایا کسی واجب القتل
کو بلاؤ امتحاناً گنبد کے پاس بھیجینگے اُسیوقت ایک شخص کو طلب کیا کہ صبح کو وہ مارا جاتا اُس سے امیر نے فرمایا کہ
تو جا کر اس گنبد کو چھو کر چلا آ ہم تجھے ابھی چھوڑ دینگے اُسنے عرض کی کہ بہت اچھا غرض نہایا لباس نفیس پہنا
مسلح و مکمل ہو کر روانہ ہوا جب گنبد کے قریب پہونچا غائب ہو گیا صاحبقران نے فرمایا ہمارے واسطے عبادتخانہ
استادہ کرو کہ ہم رجوع کرینگے درگاہ جناب ایزدی مین اُسیوقت راوٹی سفید کپڑے کی استادہ ہو گئی امیر شام سے
کھانا نوش فرما کر اُسمین داخل ہوے وضو کیا نماز مغرب اور عشا کی پڑھی دو رکعت نماز حاجت ادا کر کے
دست مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے بخضوع و خشوع و فزع بجزع دعا مانگنا شروع کی کہ اے پروردگار عالم
مین ادنیٰ بندۂ ذلیل تیرا تو خالق جلیل مین امیدوار ہون کہ اس گنبد کا حال مجھپر ظاہر ہو اور یہ کیا سبب ہی کہ جو
آدمی اس گنبد کے پاس جاتا ہی غائب ہو جاتا ہی اسکی کیفیت بھی منکشف ہو جاے یہی دعا مانگتے مانگتے کوئی پہر رات
باقی تھی کہ غنودگی طاری ہوئی آنکھ امیر کی بند ہو گئی عالم رؤیا مین دیکھا کہ ایک تخت آسمان پر سے نمایان ہوا
جب پاس آیا دیکھا امیر نے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علی نبینا و آلہ و علیہما السلام ہین تسبیح ہاتھ مین ہی درود پڑھ رہے
ہین کہ دو دو با نور محمد ہیت کہ حرمت رو دکن ربین + یاران علی و جی فاطمہ حسن و حسین دو نین + اور چند ملائک نورانی شکل کے
حضرت کے ہمراہ تھے صاحبقران نے کئی بار حضرت کو دیکھا ہی پہچانا سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے حضرت نے
پوچھا کہ یا صاحبقران متردد کیون ہو عرض کیا کہ یا حضرت آپ نبی اللہ ہین آپ پر سب حال ظاہر ہی عرض یہ ہی
کہ حال گنبد کا میرے اوپر کھلجاے فرمایا کہ یہ ہمارا چلہ خانہ ہی اور عابد جن یہان کا مالک ہی جو کافر وہان جانے کا ارادہ
کرتا ہی وہ اُسے اُٹھا لیجاتا ہی مار ڈالتا ہی آپ وہان جائیے اور جسے جی چاہے ہمراہ لیجائیے سیر کیجیے اب یہ چلہ خانہ
آپکے اختیار مین ہی جسکو چاہیے یہان کا مختار کیجیے عابد جن فقط آپکے دیکھنے کا منتظر ہی وہ آپ کی زیارت
سے مشرف ہو کر جان بحق تسلیم ہوگا آپ اُسکو دفن کر کے جہان چاہے جائیے گا یہ کہکر حضرت سلیمانؑ نظر سے
ناپدید ہوے آنکھ صاحبقران کی کھل گئی مکان کو معطر و معنبر پایا ایک نور کی لڑی از زمین تا سپہر برین نظر آئی
اپنے دل مین خیال کیا کہ خواب کتنا اچھا ہی وضو کیا نماز صبح ادا کی عبادتخانے سے باہر آئے عمرو نے دیکھا کہ نور
چہرے پر صاحبقران کے ساطع و لامع ہی دوڑ کر قدمون سے لپٹا کہ حمزہ حال بیان کر فرمایا کہ خواجہ یہ چلہ خانہ سلیمانی ہی

مکان مبارک ہے جن یہان رہتے ہین جو کافر جاتا ہے اُسے مار ڈالتے ہین اندرون گنبد جانے نہین دیتے سہیل جرم پوش بھی موجود تھا اُسنے بھی تمام حال سُنا مگر یقین نہ آیا صاحبقران نے کہا اے سہیل تم دیکھو اب ہم وہان جاتے ہین اور عمرو کو ساتھ لیکر اُس لالہ زار مین روانہ ہوئے سہیل دیکھ رہا ہے کہ صاحبقران چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب گنبد پہونچے ایک آواز پیدا ہوئی کہ سلام علیک یا حمزہ صاحبقران امیر نے جواب سلام دیا اور دیکھا ایک مرد پیر باریش سفید نمایان ہوا صاحبقران سے آکر اُس نے مصافحہ کیا ہاتھ پکڑ کر اندر گنبد کے لے گیا صاحبقران اندر گنبد کے گئے گنبد بہت وسیع تھا ایک قبر اسکے بیچ مین تھی چہار طرف گلدستے پھولون کے رکھے تھے قلفے کے لوٹے روغن تھے خوشبو چلی آتی تھی اُسنے لاکر صاحبقران کو بٹھایا اسباب دعوت امیر کے واسطے لاکر موجود کیا اور عرض کیا کہ اے شہریار اگر مین مرجاؤن تو مجھکو طریق پر اپنے مذہب کے غسل و کفن دے کر دفن کر دیجیے گا اور کلمہ مجھے تعلیم فرمائیے کہ مین دین محمدی اختیار کرکے مرون کہ موت میری قریب ہے صاحبقران نے اُسے کلمہ پڑھا یا بس ایکبار اُسکے چہرے پر آثار مرگ نمایان ہوئے ایک ہچکی آئی اور دم نکل گیا امیر کو بہت افسوس ہوا عمرو سے کہا جاؤ خواجہ سب سردارون کو جمع کرو اُسکے جنازے کی نماز پڑھین عمرو جاکر سبھون کو لایا سہیل جرم پوش بھی آیا گنبد کی زیارت کی میت کی نماز ہوئی بعد اُسکے دفن کیا فاتحہ پڑھکر وہان سے باہر آئے سہیل اپنے لشکر سمیت از سر صدق مسلمان ہوا امیر کی دعوت کی امیر نے خلیفانہ کا مختار کیا پھر متوجہ ہوئے طرف عمرو کے حال لقا کا پوچھا عمرو نے عرض کیا کہ لقا بھاگ کر دربند نقرہ کوہ مین گیا ہے فرمایا کہ مین جبتک اُسے مار نہین لیتا ہون یا دائرہ اسلام مین نہین لاتا جبتک مجھے آرام نہین جلد کوچ کی تیاری کرو اور خواجہ حال مفصل اُس کافر کا دریافت کرو کہ کہا فرعونیہ گیا ہے یا کہین اور ٹھہرا ہے عرض کیا کہ چالیس جوڑی ہرکارے پیچھے اسکے گئی ہے خبر آیا چاہتی ہے امیر کو خبر لقا کے تھا رہین چھوڑ گئے

اب چند کلمے داستان نقرہ کوہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لقا نے جسوقت دیکھا کہ سہیل جرم پوش ہاتھ سے کرب غازی کے گرفتار رہا اُسیوقت بھاگا کئی روز کے بعد ایک دوراہے پر پہونچا خیمہ استادہ کرایا لوگون سے کہ دریافت کرو کہ یہ دونون راستے کدھر کو گئے ہین راہ گیرون سے معلوم ہوا کہ ایک راہ فرعونیہ کو گئی ہے اور دوسری نقرہ کوہ کو کہ حاکم وہان کا سکندر شاہ ہے لقا بختیارک کیطرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اے شیطان درگاہ حالانکہ تقدیر کیم اور مین نے امور خدائی کے تیرے اوپر مقرر رکھے ہین جو تو صلاح دیگا وہی تقدیر مین کرونگا شیطان درگاہ بولا خداوند آپ تو بوم خصال ہین جس مرز بوم مین جاتے ہین اُسکو بغیر ویران کیے نہین رہتے نقرہ کوہ کو بھی اپنے مین قدم سے آباد کرتے چلیے اُسے بھی محروم نہ چھوڑیے لقا نے یہ سنکر وہان سے کوچ کیا پچیس فرسخ پر نقرہ کوہ تھا وہان پہونچا دیکھا کہ ایک پہاڑ ہے نقرہ مصقول کہ نگاہ اُسکی چمک پر ٹھہر نہین سکتی اور زیر کوہ ایک دریا ہے کہ عرض اُسکا تخمیناً پچاس گز کا ہوگا اور طول کی کچھ انتہا نہین معلوم ہوتی جہانتک وہ پہاڑ ہے وہانتک دریا بھی چلا گیا ہے اور اگر کوئی چاہے کہ نقرہ کوہ کو جائے بغیر دریا سے عبور کیے نہ جاسکے اور دریا پار ناؤ بیڑا کشتی خراب جہاز کچھ نہین مگر ایک نہین ہے اژدہے کا کہ سر اُس اژدہے کا تو اُس پار ہے کہ منہ کھولے ہوئے قلاب آتشین چھوڑ رہا اور تمام جسم دریا پہ ہے دم پہاڑ مین ہے اور اس پار سے اُس پار تک پل و فر بھولا ہوا ہے راہ اُس پار جانے کی کہین نہین معلوم ہوتی لقا نے بختیارک سے کہا کہ اے شیطان درگاہ حالانکہ تقدیر کیم بختیارک بولا جہان آپ آئے ہین انھین بلالیے اور نہ بلانے کا اختیار ہے اگر انکو کفالت آپکی کرنا منظور ہے تو وہ آپ کو ہر طرح بلا لینگے لقا نے ناچار وہین خیمہ استادہ کروائے لیکن ہرکارون نے خبر لقا کے آنے کی

سکندر شاہ کو پہونچائی کہ زمرد شاہ باختری ہاتھ سے خدا پرستون کے شکست کھا کر یہان آیا ہوا در جاتا ہو ملک
فرعونیہ کو سکندر شاہ نے کہا اے نقابدار سیاہ پوش تم جاؤ اور جو لقا یہان آئے تو لے آؤ نقابدار روانہ ہوا ادھر
پل اژدہا پر سے چلا آیا لقا کو خبر ہوئی کہ آج پل اژدہا پر سے نقابدار آتا ہو لقا نے اپنے سردارون سے کہا کہ جا کر نقابدار کی
پیشوائی کر کے لے آؤ وہ گئے استقبال کر کے نقابدار سیاہ پوش کو لائے نقابدار نے آکر لقا کو مجرا کیا اور کہا کہ یا زمرد شاہ باختری
آپ برادر بزرگ ہین خداوند فرعون شاہ کے یہان آپ رونق افزا ہوے ہین تو چندے نقرہ کوہ مین بھی تشریف رکھیے
بختیارک نے کہا کہ ہمارے تعاقب مین ایک اژدر ہفت سر آتا ہو جو اُس سے ہمین بچانے کا ارادہ کرے وہ دامن پناہ
دے نقابدار بولا ملکجی یہان ایک حمزہ کیا اگر لاکھ حمزہ آئینگے تو سب مارے جائینگے لقا پکارا کہ مین نے ستر ہزار برس
پہلے ہی تقدیر کی تھی کہ نقرہ کوہ مین رہونگا تمھارے ساتھ چلونگا اور دعوت نقابدار کی تیاری کی دن کو تو نقابدار وہین
رہا رات کو لقا سے کہا کہ چلیے مین راتون رات آپ کو نقرہ کوہ مین پہونچا دون یہ کہکر لقا کی کمر مین ہاتھ ڈالا اُسیوقت
ایک تاریکی ہوگئی اور آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا جسوقت آندھی برطرف ہوئی لقا نے مع لشکر اپنے کو اُس پار
پایا اور نقابدار لقا کو ہمراہ لیے ہوے شہر سکندریہ مین پہونچا سکندر شاہ استقبال کو آیا لقا سے ملاقات کی اپنے
ساتھ شہر مین لاکر دعوت و ضیافت کی احوال اہل اسلام کا پوچھا بختیارک نے از ابتدا تا انتہا حال حمزہ صاحبقران
کا بیان کیا اور کہا کہ اے سکندر شاہ ایک ذات بابرکات لشکر حمزہ مین ایسے ہین کہ اُنھون نے شہر کے شہر لحظون
کے غارت کر دیے ہین سکندر شاہ نے کہا مین حال اُنکا سُن چکا ہون مگر یہ خدائی ہو خداوند فرعون شاہ کی
یہان سب مارے جائینگے اور اُسیوقت ایک نامہ لکھوا کر پاس شہناز جادو کے روانہ کیا مضمون اُس نامے کا یہ تھا
کہ اے شہناز جادو ہمنے لقا خداے باختر کو اپنے پاس دامن پناہ دیا ہو اور تعاقب مین اُسکے حمزہ آتا ہو یہ
وقت ہو کہ تم آکر ہماری مدد کرو خدا پرستون سے لڑو دوستی اور محبت اسی دن کے کام آتی ہو اب تمکو لازم ہو کہ
بہت جلد اپنے کو یہان پہونچاؤ کھانا وہان کھاؤ تو ہاتھ یہان آکر دھوؤ ہم تمھارے منتظر ہین اور ایک نامہ اسی مضمون کا
چہل درے والون کو روانہ کیا لقا سے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے حمزہ یہان آئیگا تو اُسے حال معلوم ہو جائیگا لقا تو
یہان عیش و عشرت مین مصروف ہوا اسکو تو یہین چھوڑیے اب حال جاسوسان لشکر اسلام کا سُنیے کہ چالیس جوڑی
ہرکارون کی لقا کے ساتھ خبر کے واسطے آئی تھی کہ دیکھین لقا کہان ٹھہرتا ہو اور کون اسکا کفیل ہوتا ہو یہ لشکر لقا سے
علیحدہ سامنے نقرہ کوہ کے درختون کے نیچے اُترے ہوئے تھے صبح کو جو دیکھا تو لشکر لقا کا نام و نشان نہ پایا چہار طرف
دوڑے کہین سراغ نہ لگا بلند درختون پر چڑھکر جو دیکھا تو دریا کے اُس پار خیمے لقا کے معلوم ہوے آپس مین کہا کہ اُس پار
دریا کے چلکر دریافت کرنا چاہیے کہ کسنے لقا کی دستگیری کی ہو کون کفیل ہوا ہو بغیر تحقیق کیے حضور بادشاہی مین کیا جا کر
عرض کرینگے ایک نے کہا کہ ظاہر ہو یہان کارخانہ سحر کا ہو بغیر سحر یہ پل اژدہا کیونکر حائل ہو دوسرے نے کہا کہ ہان یہ سچ
ہو مگر یہ تو حال نہین معلوم کہ کونسا ساحر ہو بغیر اُس پار جانے کچھ حال مفصل نہ معلوم ہوگا آخرکار دو جاسوس مشکین دم
کر کے سینے کے نیچے رکھکر شناوری کرتے ہوے روانہ ہوے جاتے جاتے قریب کنارے کے پہونچے دہان وہ جو نیلوفر پھولا ہوا
تھا اُسکے در میں سے آواز چٹخنے کی پیدا ہوئی شعلہ ہاے آتش اُس مین سے نکلے اور نکلکر دونون عیارون پر دوڑے
عیارون کی یہ حالت ہوئی کہ مارے ڈر کے ہاتھ پاؤن اُنکے پھول گئے شناوری بھول گئے چاہا کہ اُدھر سے پھرین لیکن
کب جاتا ہو پکارے کہ یار دہم تو گرفتار بلا ہوے بس وہ عیار دیکھتے تھے کہ شعلہ آتش اُنکو سمیٹ کر دریا مین لیکر بیٹھ گئے یہ
چالیس جوڑیان بھاگ کر لشکر اسلام مین آئین پرچہ اخبار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو دیا عمرو نے بنظر اشرف شاہنشاہی

گذرانا بادشاہ نے ملاحظہ فرما کر صاحبقران کو دیا امیر نے اُسے پڑھکر فرمایا بلاؤ پہلوان عادی کو کہ پیش خیمہ طرف
نقرہ کوہ کے روانہ کیے عمرو اور بادشاہ اسلام نے بلکہ تمام سرداران عالیمقام نے عرض کیا کہ حضور اُدھر تشریف لیجائیں
تو ساعت سعید دکھوا کر کوچ فرمائیں اسواسطے کہ یہ دربند فوغونیہ ہی کارخانہ سحر کا ہی امیر نے بادشاہ اسلام سے عرض
کیا کہ حضور نجومیوں کو بلوائیں ساعت سعید دکھوائیں اُسیوقت حکم دیا کہ لاؤ خواجہ بزرجمہر کے بیٹوں کو چوبدار روانہ ہوا
بعد ایک گھڑی بھر کے چاروں بھائی آکر حاضر ہوے نیم تخت انکے بیٹھنے کو دیا تعظیم کی اور کہا کہ آپ رمل میں ملاحظہ
فرما کر کہیے کہ کسدن اور کونسی ساعت یہان سے نقرہ کوہ پر جائیں انھوں نے اُسیوقت زائچہ کھینچا بعد ایک دو گھڑی
کے دست ادب بستہ عرض کیا کہ نقرہ کوہ پر قران صعب ہی جو بعد دو مہینے کے حضور تشریف لیجائینگے تو بہت اچھا
ہی یہ قران نکل جائیگا فرمایا بہت اچھا اُن چاروں بھائیوں کو تو خلعت ہوے چار توڑے اشرفیوں کے ملے وہ تو چلے گئے
صاحبقران نے کہا میں نجومیوں کے کہنے پر کبھی عمل نہیں کرتا اور یہ کبھی سچے نہیں ہوتے کذب المنجمون برب الکعبۃ جو مرضی الٰہی ہی
اُسپر میں راضی ہوں تقدیر بتدبیر نہیں ہو سکتی عمرو بولا حمزہ خواجہ زادوں کے احکام میں کبھی فرق نہیں ہوتا دو مہینے
بعد اُدھر جائیے گا بادشاہ اسلام نے بھی سمجھایا کہ چندے توقف فرمانا مناسب ہی فرمایا میں نہ مانونگا اور پہلوان عادی
کو بلا کر حکم دیا کہ جلد پیش خیمہ شہر سکندریہ کی طرف روانہ کرو عادی کو بموجب حکم پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا پھر تو تمام لشکر میں
غلغلہ ہوا اور بڑے بڑے خیمے روانہ ہوے نقارہ کوچ کا بجنے لگا صبح کو امیر چاہتے ہیں کہ آپ بھی سوار ہوں کہ ہرکارے نے خبر دی
کہ کل سے کرب غازی بکل ہی تپ محرقہ بہت شدت سے ہی کہ بیہوش ہی فرمایا خدا فضل کریگا اور اشقر پر سوار ہو گئے
تھے کہ اندلس پہونچا عرض کیا کہ کرب کا بہت برا حال ہی زبیدہ شیرگیر نے عرض کیا ہی کہ حضور ذرا دیکھنے جائیں
صاحبقران مع فرزندوں کے تشریف لیگئے زبیدہ شیرگیر نے سلام کیا آنکھوں میں آنسو بھر لائی امیر نے اُسے گلے
سے لگایا کرب کے بدن پر جو ہاتھ رکھا تو ایسا گرم تھا کہ قریب تھا کہ ہاتھ میں چھالا پڑجائے صاحبقران مع فرزندان قبیلان
رونے لگے عمرو نے وقت پاکر عرض کیا کہ اس بیمار پر رحم کیجیے چندے ٹھہر جائیے دیکھتے ہیں آپ کرب کی کیا حالت ہی
تمام چہرہ تمتما رہا ہی آنکھیں سرخ ہیں عجب کیفیت ہو رہا یا کہ معقول میرا نہیں ہی کہ پیش خیمہ پھر آئے عمرو نے کہا کہ پیش خیمہ پہنچ
گیا ہو جہاں ہی وہیں رہے فرمایا کبھی نہوگا اور خواجہ بزرگ امید کو بلا کر فرمایا کہ آپ چلیں کہ میں کرب کو ساتھ لیجاؤنگا
انھوں نے عرض کیا آب و ہوا اسکندریہ کی بہت ناقص ہی کرب کا ساتھ لیجانا اچھا نہیں ہی امیر نے زبیدہ شیرگیر کو گلے
سے لگا کر کہا کہ اے فرزند تم بھی یہیں رہو خدا فضل کریگا کرب شفا پائیگا تم تمھیں جلد بلا لینگے زبیدہ شیرگیر خوب روئی
اور بدیع الزمان سے لپٹ کر حالت تباہ کی بدیع الزمان بھی خوب رویا ایک کہرام مچا ہوا تھا غرض امیر نے
خواجہ بزرگ امید کو علاج کیواسطے وہیں چھوڑا اور سہیل کو بہت تاکید کی کہ کرب کے خبردار رہنا کہ اس اثنا میں کرب
کو ذرا ہوش آیا امیر کو پھر اندر بلایا اور لپٹ کر صاحبقران سے خوب رویا کہ حضور کو ایسا سفر درپیش ہوا اور غلام
ہمراہی سے محروم رہا فرمایا جو مصلحت الٰہی تمھارا یہیں رہنا مناسب ہی خدا تمھارا نگہبان ہی غرض سب کو گریان و نالان
چھوڑ کر آپ سوار ہو کر ملک سکندریہ کو روانہ ہوے کوچ بکوچ بعد قطع منازل و طے مراحل مرحلہ پیمائی کر کے سکندریہ
پر پہونچے بارگاہ ہشامی برپا ہوئی تمام لشکر وہاں اُترا چار گھڑی دن باقی تھا کہ امیر عمرو کو ساتھ لیکر تماشا
دیکھنے کو نقرہ کوہ پر آئے وہ پہاڑ چاندی کا تھا اور دریا سامنے مانند سیماب کے جوش مار رہا تھا پھول کنول
کے پھولے ہوے تھے عکس سبزہ جو نقرے پر پڑتا تھا تو تمام پہاڑ مرقع مانی و بہزاد معلوم ہوتا تھا فرمایا خواجہ
کیا کیفیت و بہار ہی کہ کبھی یہ کیفیت نہ دیکھی تھی عمرو نے بھی تعریفیں کرنا شروع کیں امیر نے کہا تم کہتے تھے

کر دو شخص اس دریا مین غرق ہو گئے مجکو یقین نہین آتا کہ گل نیلوفر مین سے شعلہ نکلا ہوا اور آدمی کو لپیٹ کر لے ڈوبے
عمرو نے عرض کیا کہ مین نے آنکھون سے تو نہین دیکھا مگر سُنا ہی تو میان خیبری نے عرض کیا پیر و مرشد میری آنکھون
کے سامنے شعلہای آتش نکلے اور اُنکو لپیٹ کر لے ڈوبے امیر نے فرمایا کہ جہان گل نیلوفر نہون اُدھر سے کوئی آدمی چل
جائے اور خبر لقا کی لائے ایک شاگرد ہی عمرو کا کہ نام ہی اُسکا فریدون اُسنے عرض کیا کہ غلام جاکر خبر لقا کی لائیگا
عمرو نے کہا کہ ای فریدون تو ہرگز جانے کا ارادہ نہ کر کہ یہ دریاے سحر ہی اور امیر سے کہا کہ حمزہ یہ عیار دیوانہ
ہو گیا ہی آپ چلیے یہان کھڑے رہنے سے حاصل کیا ہی فرمایا کہ خواجہ تم مرد کو نامرد بنائے دیتے ہو وہ مستعد ہی جانے کو
تم ڈرائے دیتے ہو خواجہ موت زیست سب کے ساتھ ہی اگر اسکی زندگی ہی تو کوئی اسکا کچھ نہین کر سکتا اور جو
قضا ہی تو کہین نہ بچیگا غرض فریدون تختہ کنول کو ایک طرف چھوڑ کر شہنادم کے پیٹ تلے رکھکر شناوری کرتا ہوا
چلا یہانتک کہ نصف دریا طی کیا کہ امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ دیکھا وہ دونون شخص احمق تھے جو گل نیلوفر کے ڈر
سے گئے دیکھو فریدون جا پہونچا عمرو نے آواز دی ای فریدون احوال مفصل دریافت کر کے آنا اُسنے جواب دیا
بہت اچھا خوب حال دریافت کرکے غلام آئیگا یہ کہتا ہوا قریب کنارے کے پہونچا تھا کہ دریا متلاطم ہوا ایک
نہنگ سیاہ پیدا ہوا اور فریدون کو نگل کر دریا مین غرق ہو گیا عمرو نے نہایت فریدون کا افسوس کیا اور
صاحبقران سے کہا کہ حمزہ دیکھا تو نے یہان کارخانہ سحر کا ہی یہ تمام دریا جادو کا معلوم ہوتا ہی امیر وہان سے
پھر کر داخل خیمہ ہوے اور عمرو سے کہا کہ خواجہ کوئی کیونکر اس دریا اور نیل اژدہا سے پار گذریگا اور حریف کوئی معلوم
نہین ہوتا بو سے آدم کہین نہین آتی عمرو نے کہا کہ حمزہ وہ لوگ عاقل ہین جانتے ہین کہ جنگ دو سردار
اور تیرا نام تمام زمانے مین مشہور ہی کہ حمزہ جس ملک پر گیا اُسے فتح کیا ابھی شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کو
مار کر خدائی زبرجد شاہ کی برباد کرکے آیا ہی اس سبب سے وہ چھپے بیٹھے ہین امیر یہ سُنکر خاموش ہو رہے ایک
مہینا پھر وہان صاحبقران کو گذرا کہ ایکدن فرمایا کہ عجب اتفاق ہی کہ ہمکو عرصہ یہان آئے ہوے گذرا اور کوئی
پرسان حال نہین ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ وہ جنگ سے کنارہ کیے ہوے خاطر جمعی سے بیٹھے ہوے ہین جانتے ہین کہ
حریف آیا ہی جھک مار کر چلا جائیگا ہم کیون سامنا کرنے جائین بس صاحبقران کو یہ لفظ جھک مارنے کی بہت
ناگوار طبع ہوئی فرمایا کہ ابھی گھوڑا ڈالکر دریا مین اُس پار جاتا ہون یا حریف کو پیدا کر دونگا یا جان اپنی دونگا یہ کہکر
تلوار ٹیک کر اُٹھے ساتھ ہی اُنکے سب سردار بھی تلوارین ٹیک ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوے باہر بارگاہ سے آکر رکیب
سوار ہوے بادشاہ اسلام نے عمرو سے کہا کہ تم مزاج سے صاحبقران کے کیا واقف نہ تھے جو ایسا کلمہ منہ سے نکالا
اب غضب ہوا کہ اُدھر صاحبقران دریا مین گئے ادھر ہم سبھون کا خاتمہ ہو جائیگا عمرو بولا کہ شہریارا مین خود
نادم ہون کہ یہ کیا کہا مین نے اور دوڑ کر سامنے امیر کے آیا عرض کیا کہ یا حمزہ خطا میری معاف کر اب تو دریا
کیطرف نہ جا سب کہینگے کہ عمرو نے حمزہ کو غیرت دلا کر دریا مین ڈبوا دیا فرمایا کہ تمھاری خطا کچھ نہین مین بغیر حریف
کو پیدا کیے ہوے نہ پھرونگا اور غصے کے مارے آنکھین صاحبقران کی لال ہین بال بدن کے کھڑے ہوے ہین گھوڑا
اُڑائے چلے جاتے ہین اور پیچھے پیچھے تمام غازیان دیندار مجاہدان تہورشعار فرزندان عالیتبار چلے آتے ہین عمرو اشقر
سے لپٹا ہوا منت اور عاجزی کرتا ہوا چلا جاتا ہی سامنے دریا کے آ پہونچے ہین سبکو یقین مرگ ہی کہ اب نہین بچتے
لیکن عمرو نے جب دیکھا کہ حمزہ میرا کہنا نہین مانتا اُسوقت دعا مانگنا شروع کی کہ ای پروردگار کوئی سبب
ایسا کر کہ میری بدنامی مٹے اور حمزہ بچ جائے ہنوز دعا عمرو کی ختم نہوئی تھی کہ اُسی وقت ہرکارے دوڑے ہوے

آنے مجرا کیا اور عرض کی کہ شہریار راج نقرہ کوہ مین ایک دروازہ پیدا ہوا ہی اور لوگ علم ونشان لیے ہوے اژدہون کے
سوار پل اژدہا پر سے گذر کر اس پار چلے آتے ہین عمرو نے کہا کہ حمزہ خدا نے ارادہ تیرا پورا کیا حریف آیا صاحبقران
نے گھوڑے سے اُتر کر دو رکعت نماز شکر ادا کی اور آگے بڑھکر جو دیکھا تو واقعی اژدہون پر علم ونشان خیمہ وخرگاہ لدے
ہوے چلے آتے ہین اور پیچھے اُنکے ساحران غدار اور ایک نقابدار سیاہ پوش چلا آتا ہی صاحبقران اپنے خیمے کیطرف
پھرے خیمہ نقابدار سیاہ پوش کا مقابل لشکر صاحبقران استادہ ہوا فوج اُسکی تمام وہان اُتری نقابدار داخل خیمہ
ہوا دنگل پر اپنے بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا دماغ اُسکا بادہ ناب سے گرم ہوا حکم کیا کہ بجے طبل جنگ کل
یہ خداپرست میرے ہاتھ سے کہان جائینگے سب کو نہ مارا ہوگا تو نام اپنا نقابدار سیاہ پوش نہ رکھا ہوگا اُسی وقت
طبل جنگ بجا جاسوسان لشکر اسلام خبر لیکر روانہ ہوے یہان صاحبقران زمان بارگاہ مین رونق افروز ہین
بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہین سردار گرد و اطراف مین دورہ باندھے ہوے بیٹھے ہین ذکر نقابدار
سیاہ پوش کا ہو رہا ہی صاحبقران فرما رہے ہین کہ یہ نقابدار فوج قلیل سے جو اتنے بڑے لشکر کا سامنا
کرنے آیا ہی کچھ نہ کچھ اسرار ہی عمرو عرض کر رہا ہی کہ شہریار ظاہر ہو کہ یہ سب کارخانہ سحر کا ہی اور مجھکو تو نقابدار
ساحر معلوم ہوتا ہی یہی باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر مجرا کیا دعا و ثناے بادشاہی بجالائے اور عرض کیا کہ
نقابدار نے طبل جنگ بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آراے نبرد ہو سامنا کرے غازیان دیندار سے
فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہین ہی جو خدا بہتر جانیگا وہ کریگا ہمارے لشکر مین بھی بتائید ربانی کوس حربی پر چوب پڑے
اُسی وقت نقارہ زرمی بجا دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو
دونون لشکر مقابل یکدیگر میدان مین صف باندھکر کھڑے ہوے اُدھر نقرہ کوہ پر لقا اور سکندر شاہ مع
بختیارک وغیرہ آکر بیٹھے جس وقت میدان تیار ہو چکا اور نقیب نقابت کرکے چلے گئے چاہتا ہی نقابدار کہ
مرکب چمکا کر میدان مین آئے کہ صحرا کی طرف سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا دونون لشکر دیکھنے لگے ہرکارے خبر کیواسطے
روانہ ہوے مگر گرد جو نزدیک آکر شق ہوئی دیکھا تو فوج شیر سرون کی نمایان ہوئی چالیس ہزار شیر سر کہ منہ اُنکے
شیرون کے اور دھڑ آدمیون کے تھے بادشاہ شیر سرون کا شہزاد شیر سر مع لعین شیر وبیشہ سر کو ہمراہ لیے ہوے
آگے تھا آکر شریک نقابدار سیاہ پوش ہوا ہنوز یہ شیر سر قائم نہوئے پائے تھے اور گرد و غبار کا تتق اُٹھا اور فوج
فیل سرون کی نمایان ہوئی چالیس ہزار فیل سر آئے اور سردار اُنکا عمران فیل سر تھا وہ بھی آکر شریک نقابدار ہوا
بعد اُسکے اور گرد اُٹھی اور فوج طاؤس سرون کی پیدا ہوئی چالیس ہزار طاؤس سر آئے اور سردار اُنکا طیران طاؤس سر
تھا وہ بھی آکر نقابدار کا شریک ہوا پھر فوج سگ سرون کی آئی چالیس ہزار سگ سر آئے اُسکے بعد شتر سر اور اسپ سر اور
پیل سر اور کرگدن سر اور مرغ سر وغیرہ چہل درے کی چالیسون قومین شام تک آئین نقابدار طبل بازگشت بجوا کر
پھر گیا سبھون کو اپنے ساتھ لیے ہوے خیمے مین داخل ہوا اُسکی خاطر و مدارات کی اُسنے کہا کہ نامہ پہونچتے ہی ہم وہان سے
روانہ ہوے ہمارے وقت پر پہونچے کہ ابھی لڑائی شروع نہوئی تھی اور آپ اب طبل جنگ بجوائیے ہم سب جانبازی
کو موجود ہین سب خداپرستون کا کام تمام کرینگے نقابدار نے اُسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ لشکر نقابدار مین طبل جنگ
بجا ہرکارون نے آکر خدمت صاحبقران مین عرض کیا کہ نقابدار نے شیر سرون کے نام طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کچھ اندیشہ
نہین ہی ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے القصہ رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین کی گئین
ہو چکین نقیب نقابت کر کے چلے اُسوقت شیر و بیشہ سر کہ شاہزادہ ہی تمام چہل درے کا سب قومین اُسکی طرح ہین سامنے

نقابدار کے آیا اجازت میدان چاہی اُسنے کہا کہ جاؤ ان خداپرستون کا کام تمام کرو فرعون شاہ تمہارا نگہبان ہی
وہ سلام کرکے اپنے شیر پر سوار ہوکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے رستم خان بن گنجاب بادشاہ اسلام
سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا جب اُسکے برابر ہو پہونچا گھوڑا رستم خان کا شیرویہ کی صورت دیکھکر ڈرا اور بھاگا کہ سب
کے سردار خندہ زن ہوے کہ رستم خان حریف سے بھاگا قہقہے اڑانے لگے رستم خان خفت زدہ ہوکر گھوڑے پر سے کود
اور تلوار کھینچ کر گھوڑے کو مار ڈالا اور شیرویہ کے سامنے آیا اُسنے کہا کہ تو کون ہے کیا نام ہی تیرا بیان کر کہا کہ مین بیٹا ہون
گنجاب بن گنجور ملک حریان دیوکش کا جو آگے پیغمبر ناصل لقا کا تھا وہ مارا گیا اب مین رفیق ہون شاہزادہ بدیع الزمان
بن حمزہ صاحبقران کا اُسنے کہا خیر معلوم ہوا حال تیرا اب اپنے جی کی آرزو نکال لے جو کچھ حربہ کرنا ہو کرلے رستم خان
بولا ہم اہل اسلام مین پیشدستی نہ کرینگے اسلئے کہا خیر معلوم ہوا تم اپنے سامنے کسی کو موجود نہین جانتے یہ کہکر دو نوک بھالا
رستم خان پر مارا سینے پر رستم خان کے بڑے کر زرہ کو توڑکر سینے کو توڑا رستم خان بیقرار ہوگیا شیرویہ نے اسے
دونون ہاتھون پر اٹھالیا اور اپنے لشکر کی طرف چلا بدیع الزمان نے دیکھا کہ یہ شیر سر رستم خان کو لیے چلا بیتاب
ہوکر بغیر اجازت بادشاہ اسلام نعرہ کرتا ہوا دوڑا کہ او کافر کہان لیے جاتا ہی میرے رفیق کو آیا [illegible] چلا تھا
ابھی اسکے برابر نہ پہونچا تھا کہ طہران فیل سر دوڑا کہ او خداپرست کہان میرے شاہزادے پر آتا ہی تو میرا حصہ ہی اور تلوار
بدیع الزمان پر ماری بدیع الزمان نے تلوار سپر پر روک کر جو اُسکے سر پر تلوار ماری مع مرکب دو ٹکڑے کیے
طہران طاؤس سر نے بائین طرف سے تلوار ماری پشت تیغ پر اُسکی تلوار روکر جو کمرگاہ پر اُسکی ہاتھ مارا مانند
خیار تر کے دو کیا ہلال سگ سر اور جلال سگ سر یہ دونون بھوکتے ہوے آئے تلوارین بدیع الزمان پر
مارین بدیع الزمان نے دونون کی تلوارین چھین کر کمرون مین ہاتھ ڈالکر اٹھالیا اور سر سے سر ٹکرادیے کہ بھیجے دونون
کے نکل پڑے واصل جہنم ہوے اب با تیغ خون آلود شیرویہ کے پاس پہونچا اور کمر بند مین رستم خان کے ہاتھ ڈالکر
کھینچا کہ شیرویہ نے تلوار ماری بدیع الزمان نے اُسے پشت تیغ پر روککر جو اپنا وار کیا تلوار شیرویہ کے سر پر پڑی کر
تا دو ابرو اُتر گئی کاسی حالت مین رستم خان ہاتھ سے چھوٹ گیا شیرویہ نے زخم سر ہاتھ سے پکڑ کر تلوار بدیع الزمان پر
ماری بدیع الزمان نے اُسے خالی دی ہاتھ جو اُسکا خالی گیا کمان جو پہونچی سامنے بدیع الزمان کے گر پڑا شاہزادے
نے کہا ای عزیز تو زخمی ہی گھبرا نہین ہوشیار ہو کسواسطے کہ زخمی پر ہاتھ ڈالنا بہادرون کا کام نہین ہی جا اپنا علاج کر یہ کہکر
رستم خان کو لیکر پھر الیس ادھر نقرہ کوہ پر بختیارک نے سکندر شاہ سے کہا کہ ای سکندر شاہ دیکھی ہی تو نے بدیع الزمان
کی بہادری فتنہ ملک باختر داماد زمرد شاہ ہی سکندر شاہ نہایت حیرت زدہ دیکھ رہا تھا کہ خداپرست کیا بلا کے لوگ ہین
ایک طرفۃ العین مین کس کس کو مار ڈالا لڑکا ابھی جنگی صورت دیکھکر بھاگتا ہی مگر اسطرف حمزہ صاحبقران نے جو دیکھا کہ
بدیع الزمان تنہا ان شیر سرون مین چلا گیا بیتاب ہوکر دوڑے اور انکے ساتھ اور سب سردار بھی چلے کہ بدیع الزمان کو مظفر و منصور
مع رستم خان آتے دیکھا بدیع الزمان نے امیر کو سلام کیا پوچھا کہ حضور کدھر تشریف لیچلے تھے فرمایا کہ بیٹی تمہاری کمک کو
مگر خدا نے فضل کیا کہ تمکو زندہ وسلامت پایا عرض کیا حضور کے تصدق سے کئی نابکارون کو مارا کر شیرویہ کو زخمی کرکے
رستم خان کو لایا ہون فرمایا کہ بیٹی تمنے بڑا کام کیا یہ کہکر بدیع الزمان کو گلے سے لگالیا اور ساتھ لیکر داخل خیمہ گاہ ہوے
رستم خان کے زخم مین ٹانکے لگائے گئے علاج ہونے لگا امیر نے دربار برخاست کیا کھانا نوش فرماکر آرام کیا مگر اسطرف
شیرزاد دوسرا اپنے زخمی بیٹے کو اٹھاکر داخل خیمہ ہوا زخم مین ٹانکے لگوائے پٹی مرہم کی تجویز ہوائی شیرویہ کو ہوش آیا اپنے
باپ سے کہا کہ ای پدر بزرگوار آپ نے پسر حمزہ کی شجاعت دیکھی ایسے بہادر نہ دیکھے نہ سنے اگر ایک ہاتھ اور بچہ مارا دیتا میرا

کام تمام تھا باوجود یکہ مین نے اُسکے رفیق کو مار ہی ڈالا تھا لیکن اُسنے زخمی پا کر کچھ نہ کیا اور چھوڑ کر چلا گیا ای قبلہ و کعبہ میری
تو غلامی آپکی اختیار کی اُسنے کہا کہ بیٹا اُسنے مجھکو داغ پسر سے محفوظ رکھا مین تجھسے پہلے اُسکا غلام حلقہ بگوش ہو چکا ہون
شیرویہ نے کہا کہ پھر تاجل کا ہیکا ہورا تون رات اپنا مال و اسباب لشکر ساتھ لیکر چلے چلیے صبح کو خدمت حمزہ صاحبقران
مین حاضر ہو جیے یہ صلاح کر کے کوئی دو پہر رات کو یہ دونون مع سپاہ لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوے صبح کو حمزہ صاحبقران
نماز صبح پڑھکر بارگاہ مین آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کر کے بیٹھے اور سردار بھی آکر حاضر ہوے صحبت عیش برپا ہوئی ناچ
ہونے لگا جام گردش مین آیا ناگاہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شیرویہ شیر سرو شیرزاد شیر سر دونون پسر فرید خدمت
والا مین حاضر ہوتے ہین فوج و لشکر ساتھ لیے ہوے آئے ہین فرمایا کہ بلاؤ جب وہ دونون بارگاہ مین آئے مجرا گاہ سے
مجرا کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے صاحبقران نے فرمایا جو تمہین عرض کرنا ہو عرض کرو ان دونون
نے عرض کیا کہ ہم غلامی کرنے کو شاہزادہ بدیع الزمان کی آئے ہین کہ اس شہریار نے ہمکو دوبارہ زندہ کیا ہو اور
اُسی وقت وہ دونون کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوے خدمت مین بدیع الزمان کی رہے لشکر اُنکا قریب
لشکر بدیع الزمان اُترا ادھر یہ خبر ہرکارون نے جا کر نقابدار سیہ پوش کو دی کہ شیرزاد اور شیرویہ دونون جا کر شریک
لشکر حمزہ ہوے اسلام لائے کہا کہ مجھکو اُنکی پروا نہین ہو اُنھون نے زبردستی طبل جنگ بجوا کر مقابلہ کیا تھا مین اُنکی
نہ تھا مین خود خداپرستون کا کام تمام کرونگا اور نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل مین ہون اور یہ خداپرست ہین
سب کو نہ مارا ہوگا تو نام اپنا نقابدار سیہ پوش نہ رکھا ہوگا اُسی وقت لشکر مین نقابدار نے طبل جنگ بجوایا اور ادھر
لشکر صاحبقران مین بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا جا بجا رات دونون لشکرون مین تیاری رہی علی الصباح معرکہ کارزار
مین آکر صف آرا ہوے صفین آراستہ ہوئین نقیب نشیب و فراز بکر چلے گئے پس نقابدار سیاہ پوش نے مرکب کو جولان کیا چلے
سکندر شاہ اور زمرد شاہ جو پہاڑ پر آکر بیٹھے تھے اُنکو سلام کیا بعد اُسکے میدان مین آیا مبارز طلب کیا آلاگرد فرنگی مرکب
کو بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا اُتر کر گھوڑے سے مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ جاؤ خدا تمہارا نگہبان ہو
اور جام کلہ عفریت عنایت فرمایا آلاگرد فرنگی اُسے پی کر بارو کر مرکب پر سوار ہو کر سامنے نقابدار کے آیا نقابدار نے
پوچھا کہ نام تیرا کیا ہو بیان کر جواب پایا کہ مجھے آلاگرد فرنگی کہتے ہین رفیق ہون شاہزادہ علمشاہ رومی کا نقابدار بولا کہ
بہتر تیرے حق مین یہ ہو کہ دین فرعون پرستی اختیار کر لقا کی اطاعت مین حاضر رہ نہین تو ہاتھ سے میرے مارا جائیگا
آلاگرد پکارا کہ او کبر ناہنجار کسنہ ناتراش کیا بکتا ہو لا کہ لاکھ لعنت ہو فرعون پر اور اُسکے پرستارون پر یہ سنکر
نقابدار نہایت برہم ہوا کہا کہ خیر معلوم ہوا حال تیرا لا اپنا حربہ کر پھر میرے ہاتھ سے مارا جائیگا آلاگرد نے کہا پیشدستی ہمارا
طریقہ نہین نقابدار نے نیزہ مارا طعن بر طعن چلنے لگی یہانتک نیزہ بازی ہوئی کہ سنانین اور پھالین ناکارہ ہو گئین چھڑ رہ گئے
پڑنے لگی ہاتھ سے نیزے پٹک دیے تلوارین کھینچین نقابدار نے ہاتھ تلوار کا بلند کیا تھا کہ مارے آلاگرد نے سپر کو سر پر
پناہ کیا تھا کہ نقرہ کوہ کی طرف سے ایک آندھی آئی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا دو گھڑی تک تاریکی رہی پھر جو روشنی ہوئی
دیکھا کہ لاشہ آلاگرد کا گھوڑے سے نیچے پڑا ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہو کہ کاسۂ سر اُسکا کوئی جانور کھا گیا ہو سیکڑون سوراخ
مغز مین پڑے ہین فرنگی اُسکی لاش اُٹھا کر لیگئے نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا پکارا کہ ای خداپرستو دیکھا تمنے کہ کیونکر مارا گیا
مجھکو محنت و مشقت بھی نہ کرنا پڑی اور جسے تمنائے مرگ ہو وہ آئے میرے مقابلے کو مالاگرد فرنگی سامنے اُسکے آیا بعد
گفتگو کے مالاگرد نے چاہا تھا کہ تلوار نقابدار پر مارے کہ وہی آندھی آئی اور تاریکی چھائی جب روشنی ہوئی دیکھا کہ
مالاگرد کا لاشہ بھی اسیطرح پڑا ہوا ہو اسیطرح ڈیڑھ پہر دن چڑھے تک کئی فرنگی مارے گئے علمشاہ رومی نہایت خشمناک ہوکر

بادشاہ سے رخصت لیکر نقابدار کے مقابلے کو آیا قاسم نے شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا کہ آج بعد مدت کے دیکھیے کہ
کیا ضرب دست ہی پدر بزرگوار کی بدیع الزمان نے کہا کہ ای قاسم یہ ہم تم دونوں کا فخر ہی تمھارا باپ ہی اور میرا بڑا
بھائی ہی بجائے قبلہ و کعبہ ہی مگر اس بلا سے خدا بچالے تو بڑی بات ہی یہ کہکر دعا مانگنے لگا قاسم بھی دست بدعا ہوا
مگر علشاہ برابر نقابدار کے پہونچا تھا گفتگو ہو رہی تھی کہ عمرو نے علشاہ سے اشارہ کیا کہ نقابدار کو مانند لنگ معمود
کے اٹھالے اور پیچ دے کر زمین پر مارے کہ یہ سیاہ قلب و تیرہ رو نقش زمین ہو جائے بس علشاہ پیادہ ہو کر
دوڑا نقابدار پر گھوڑے کے پیٹ تلے گھس کر دہنے ہاتھ سے دونوں اگلے پاؤں بائیں ہاتھ سے پچھلے پاؤں مرکب
نقابدار کے پکڑ کر زور کیا کہ نقابدار کو مع مرکب اٹھا لیا نقابدار تو مرکب سے کود پڑا علشاہ نے مرکب کو زمین پر
مارا کہ وہ مردہ صد سالہ تھا نقابدار علشاہ پر دوڑا کہ او ردمی غضب کیا تو نے کہ گھوڑا میرا مار ڈالا اور علشاہ سے لپٹا
کشتی ہونے لگی کہ پھر وہی آندھی پھر نمایان ہوئی آن واحد مین زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بعد دو گھڑی کے جو روشنی ہوئی
دیکھا کہ علشاہ کا بھی وہی عالم ہی کہ کاسہ سر مین ہزار ہا سوراخ ہین لاش زمین پر پڑی ہوئی ہی اور نقابدار مرکب
پر سوار عرصہ کارزار مین مبارز طلب کر رہا ہی صاحبقران نے جو یہ حال شاہزادہ علشاہ رومی کا دیکھا گریبان
چاک کیا قاسم نے سر پیٹ لیا بدیع الزمان نے اپنے کو خاک مین ملا دیا اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ او نقابدار تو نے
اس شخص کو مارا کہ مین جسے اپنا قبلہ و کعبہ جانتا تھا بس قریب نقابدار پہونچا تھا کہ وہی آندھی آئی اور تیرگی چھائی
بعد دو گھڑی کے روشنی ہوئی دیکھا کہ لاشہ بدیع الزمان کا بھی پڑا ہی اپنے خون مین غلطان ہی کاسہ سر مین بھی
سوراخ پڑے ہین نشان منقار معلوم ہوتے ہین تمام باختری سر و پا برہنہ دوڑے قاسم نے لاشہ علشاہ کا
اٹھوایا تھا تمام رومی اور فرنگی گرد اسکے سر پیٹتے چلے آتے تھے کہ ہائے بدیع الزمان کی صدا کان مین پہونچی
بس وہین سے تیغہ بلارک افراسیابی کھینچکر دوڑا آکر دیکھا کہ لاشہ بدیع الزمان کا تڑپ رہا ہی ابھی تک
کسی نے اٹھایا نہ تھا کہ قاسم برابر آگیا لاش سے لپٹکر منھ سے منھ ملنے لگا پکارا کہ عمو جان بعد آپ کے لطف میری
زندگی کا اٹھ گیا اب زیست لاحاصل ہی ابھی سیر باغ جنان نہ کیجیے گا کہ خادم بھی آپ کے پاس آتا ہی نقابدار
سے کہا کہ او حرامزادے مین تجھے مار کر مرونگا اور وہی تیغہ نقابدار پر مارا کہ اسکے سر پر پڑا مگر اچٹ گیا نقابدار نے
قبضہ پکڑ لیا کشتی ہونے لگی کہ یکایک وہی ابر تیرہ و تار آیا تمام عالم مین چھایا دو گھڑی کے بعد تاریکی رفع ہوئی
دیکھا سب نے کہ لاشہ قاسم کا بھی تڑپ رہا ہی بس امیر نے جو یہ حال دیکھا گریبان تو پہلے ہی علشاہ کی لاش
دیکھکر چاک کر چکے تھے اب دونوں لاشوں کے بیچ مین گھوڑے سے اپنے کو گرا دیا اور نقابدار سے کہا کہ مجھے قسم ہی
اپنے دین و آئین کی کہ تو میری بھی مشکل جلد آسان کر دے بعد ان نوجوانوں کے زندگی منظور نہین ہی نقابدار بولا
کہ مین نے آج تو یہ نمونہ غضب خداوند فرعون شاہ تمھین دکھایا ہی کل سب کا خاتمہ کر دونگا یہ کہکر طبل بازگشت
بجا اگر پھر اسکندر شاہ نے لقا سے کہا کہ دیکھی آپ نے قدرت خداوندی کہ کیا حال کیا ان خدا پرستون کا
بختیارک بولا کہ فی الواقع اگر یہی طور رہا تو خاتمہ ہو جائیگا خدا پرستون کا یہی باتین کرتے ہوئے اٹھکر چلے گئے
نقابدار اپنے خیمے مین داخل ہوا مگر امیر نے دونوں لاشے اٹھوائے اور روتے ہوئے چلے ہتھیار تو صاحبقران کے اور
سرداروں نے لے لیے ہین کہ ایسا نہو امیر اپنے کو ہلاک کریں اور امیر کا یہ عالم ہی کہ کبھی بدیع الزمان کو پکارتے
ہین کہ ہم سمجھے تھے کہ تم ہمارے عصائے پیری ہوگے ہم مرینگے تو ہماری مٹی عزیز کروگے مگر تم ہمکو تنہا چھوڑ کر چلے گئے
ہمکو بھی اپنے پاس بلالو کبھی قاسم کو پکارتے تھے کہ ای قاسم ابھی تمھین بتیس سال جادو کی قید سے رہا کیے

لائے تھے اور دل میں اپنے خوش ہوتے تھے کہ تکو خورشید خاوری اور گیتی افروز سے ملائینگے بیٹا تمام آرزوئیں ہماری
خاک میں ملا دیں دادا کی کمر توڑ گئے باپ چچا کا ساتھ دیا اب ہم بغیر کیونکر جئینگے تمام ترک و خاوری قاسم کی
لاش کے گرد خاک اڑاتے ہوئے ادھر تمام باختری بدیع الزمان کے لاشے کے ساتھ پکارتے ہوئے چیخیں
مارتے ہوئے کہ ای آقا تم جنت کو گئے ہمکو کسکے حوالے کیا ایک عجب تلاطم مچا ہوا تھا جب لاشیں خیمے میں آئیں
مقبل پکارا کہ صاحبو ہٹو خواتین معظمہ باہر آتی ہیں لاکھ ایک ایک کو ڈھکیلتے تھے مگر کوئی نہ ہٹتا تھا ایک ایک پر ٹوٹا
پڑتا تھا جوش غم و الم میں کسی کے حواس بجا نہ تھے عورت مرد یکجا تھے کسی کو ہوش نہ تھا ایک قیامت برپا تھی آئیں
عورتوں کے بین سن سن کر کلیجے منھ کو آتے تھے عمرو نے جلدی جلدی صندوق بنوائے کفن تیار کرائے لاشوں کو صندوقوں
میں رکھوایا ہر ایک ان لاشوں سے لپٹا جاتا تھا کہ ایک مرتبہ ہم اور صورت دیکھ لیں پھر یہ چہرہ کہاں دکھائی دیگا
امیر کے تو آنسو خشک ہو گئے ہیں سکتے کا عالم ہے فرش خاک پر بیٹھے آہ سرد دل پر درد سے بھر رہے ہیں کہ ایکبار لاشیں
اٹھیں سب روتے پیٹتے ساتھ چلے صاحبقران فرماتے آئے ہیں کہ ہمارے ماہ تابان مہر درخشان کو خاک میں
ملانے لیچلے یہاں تک کہ دامنہ صحرا میں قبریں تیار کرائیں انہیں لاشیں دفن کیں اب تینوں قبروں پر شامیانے
کھڑے ہیں کنلخنے کے لوٹے روشن ہیں صحیفہ خوان صحیفۂ ابراہیمی پڑھ رہے ہیں سبھوں نے قبر پر فاتحہ پڑھا اور
وہاں سے چلے مگر امیر تینوں قبروں کے بیچ میں بیٹھے ہیں ادھر ادھر قبروں کے بوسے لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ
صاحبو تم تو رہرو راہ عدم ہوئے ہمکو بھی اپنے پاس بلا لو کیونکہ بے تمہارے زندگی موت سے بدتر ہے ایک
ایک دم دم خنجر ہے اور بیٹا تم اکیلے ہو گے کوئی خدمت کے لیے ضرور چاہیے عمرو امیر کی حالت دیکھکر رو رہا ہے اور کہتا
ہے کہ حمزہ تم کیوں اسقدر پریشان ہو یہ سب کشتۂ سحر ہیں جب نقابدار مارا جائیگا یہ سب زندہ ہو جائینگے اور
حمزہ یہ تینوں شخص ایسے نہ تھے کہ یہ نقابدار مفلوک روزگار ان پر یوں غالب ہوتا اسوقت بادشاہ اسلام نے
بھی عمرو کے کلام کی تائید کی فرمایا صاحبقران عمرو سچ کہتا ہے کئی مرتبہ ایسا اتفاق ہو چکا ہے کہ ظاہرا قتل ہو جاتے
ہیں اور پھر زندہ ہوئے ہیں یقین مانیے کہ یہ کشتۂ سحر ہیں اور اگر ہمارے کہنے کا یقین نہ ہو خواجہ زادوں کو بلوائیے
احکام نکلوائیے یہ کہکر حکم دیا کہ لاؤ خواجہ بزرگ امید وغیرہ کو چوبدار گیا انھیں لیکر آیا وہ چاروں بھائی حاضر ہوئے
سلام کر کے عرض کیا کہ حضور کے ارشاد سے پیشتر ہمنے علم نجوم میں انکا حال دیکھا معلوم ہوا کہ یہ کشتۂ سحر ہیں بعد ایک
ہفتے کے اپنے ملاقات ہو گی اگر اسکے خلاف ہو تو ہمیں توپ دم کرا دیجیے گا یہی باتیں تھیں کہ ہرکاروں نے آکر
عرض کیا کہ نقابدار سیاہ پوش نے طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران وہاں سے یہ فرما کر اٹھے کہ صاحبو تمہیں پروردگار
کو سونپا اور کل ہم بھی تمہارے پاس آتے ہیں وہاں سے بارگاہ میں آ کے حکم دیا کہ کوس حربی بجے القصہ رات بھر
تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں باندھکر کھڑے ہوئے جبوقت نقیب نقابت
کر کے چلے گئے نقابدار سیاہ پوش میدان میں آیا مبارز طلب کیا چوگان بن حمزہ صف سے نکلا سامنے تخت شاہی
کے آکر پیدل ہوا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ خداوند کریم حافظ حقیقی ہے اسی کے سپرد کیا اور جام
عنایت کیا چوگان جام پی کر سلام کر کے بادگر مرکب پر سوار ہو کر مقابلے کو نقابدار کے گیا نقابدار سے گفتگو
ہو رہی تھی نیزے ہاتھوں میں بلند کیے تھے کہ وہی آندھی نمایان ہوئی اور وہی اندھیرا چھا عالم ہو گیا پھر جو
روشنی ہوئی تو لاشہ چوگان بن حمزہ کا نظر آیا لوگ اسکے دوڑے روتے ہوئے خاک اڑاتے ہوئے لاشہ اٹھا لیگئے
بس یہ حال دیکھکر ہاشم تیغ زن بیقرار ہو کر اجازت لیکر دوڑا اور جاتے ہی نقابدار پر تلوار ماری

لیکن تیغ سے نہ کچھ ہو سکا نقابدار کے زخم نہ پڑا کہ اس اثنا مین وہی تیرگی پھیلی کہ سارا عالم ظلمات ہو گیا بعد تھوڑی
دیر کے جب روشنی ہوئی دیکھا کہ لاشہ ہاشم کا تڑپ رہا ہی اور سر مین سوراخ ہین القصہ اسی طرح نقابدار نے
شام تک قریب پچاس بہادرون کے مارے اور شام کو طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا دونون لشکر اپنی آرامگاہ
مین داخل ہوے ایک آٹھ سات روز کی میدان داریون مین تمام لشکر اسلام کا خاتمہ ہو گیا تمام بہادران نامی مارے
گئے ہر روز امیر لاشین سردارون کی اٹھوا کر دفن کراتے پھرتے تھے عجب پریشانی لشکر اسلام مین تھی آخر کار شیران سلطنت
جمع ہوئے صلاح مشورے ہونے لگے ہر ایک نے عرض کیا کہ ای شہریار سوا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے کوئی شخص
ایسا نہین ہی کہ اس مشکل کو آسان کرسکے اسطرح کی مشکلون مین خواجہ ہی کام آتے مین انکین کے ناخن تدبیر سے یہ عقدہ
حل ہو گا عمرو نے کہا صاحبو تم سب سچ کہتے ہو مگر مین بھی اسی فکر مین مستغرق ہون کہ کیا کرون جو تم بتاؤ وہ مین بجا لاؤن
اسوقت امیر نے رقعہ لاکھ روپیہ کا لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو کوئی شہر سکندریہ کی خبر لائے اور حال نقابدار کا دریافت
کر آئے لاکھ روپیہ پیسے لے چالاک سمک خشت زرین سے کوٹے اور عرض کیا کہ شہریار فدوی جانبازی کو موجود ہین جہان حکم
ہو وہان جائین مگر یہ شخص اس کام کے لائق نہین ہی یہ جامہ خواجہ صاحب کے جسم کے لیے قطع کیا گیا ہی سوا انکے اور کسی سے یہ کام
نہو گا عمرو نے سر اٹھا کر کہا کہ جسوقت سے علمشاہ اور بدیع الزمان اور قاسم مارے گئے ہین جگر کباب ہو رہا ہی اس وقت
پر موقوف نہین مین یونہین جانبازی اور سرفروشی کو موجود ہون لیکن اس فکر مین ہون کہ کیا کرون اور یہ کہکر رقعہ اٹھا لیا
صاحبقران سے کہا اسپر دستخط کیجیے کہ مین روپیہ خزانچی سے لیکر جاؤن امیر نے اسیوقت رقعے پر دستخط کر دیا کہ یہ رقعہ دیکھتے ہی
بے تامل روپیہ عمرو کو دینا عمرو نے اسیوقت جا کر وہ روپیہ لیکر نذر زنبیل کیا اور روانہ ہوا کنارے دریا کے جا کر صورت اپنی
تبدیل کرکے ٹہلنے لگا عمرو ایسا دوندہ و چالاک تین دن دوڑا کبھی دہنی طرف کبھی بائین طرف آتا تھا مگر وہی دریاے
سکندریہ و نقرہ کوہ معلوم ہوتا تھا چوتھے روز تھک کر کچھ درخت تھے وہان اپنا پسینہ خشک کرنے کو بیٹھ گیا اور دل مین
کہہ رہا تھا کہ ای عمرو بحث ذلیل ہوئے کچھ پتا نہ لگا راستہ شہر سکندریہ کا نہ ملا کہان جائیے کس سے پوچھیے کیونکر پتا لگے اسی
فکر مین سرنگون تھا کہ ناگاہ دیکھا ایک قاز نقرہ کوہ کی طرف سے اڑی ہوئی سامنے تالاب تھا وہان آکر بیٹھی مگر وہ
قاز برابر فیل کے تھی رنگ ابلق تھا ایک رقعہ گلے مین اسکے پڑا ہوا تھا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ قاز اتنی بڑی
نہین ہوتی یہ قاز ہرگز نہین ہی معلوم ہوتا ہی کوئی ساحر ہی کہ پیغام کسی کا لیکے جاتا ہی اسے مار کر دیکھو کہ رقعہ مین کیا
لکھا ہی یہ خیال کرکے گوپھن سر سے کھولی اسکے گلے مین سوا پانچ سیر کا پتھر دے کر چرخ دے کر قاز کے سر پر مارا
نشانہ پورا بیٹھا کہ مغز اسکا پاش پاش ہو گیا قاز تڑپنے لگی عمرو دوڑ کر پاس اسکے آیا گلا دبا دیا کہ اسکا دم گھٹ کر
نکل گیا آواز غل و شور کی بلند ہوئی اور ایک صدا آئی کہ کشتی مرا نام من کبوتر جادو بود عمرو نے بت طلائی جو
اسکے بازو پر بندھے ہوئے تھے کھول لیے اور وہ رقعہ اسکے گلے مین سے کھولکر اسے تو وہین دفن کر دیا آپ
اس رقعے کو پڑھا ایک جادوگر شہر سکندریہ مین رہتا ہی کہ نام اسکا عنکبوت جادو ہی ابھی اسکی نئی نئی
شادی ہوئی ہی اور زوجہ اسکی اپنے میکے گئی ہوئی ہی اسنے رقعہ اپنے خسر کو لکھا تھا کہ ان دنون مان اس
شخص کی قضا کر گئی ہی گھر بالکل اکیلا ہی جلد میری زوجہ کو سوار کرکے تالاب پر لا کر بٹھا دو کہ مین اسے
اٹھا کر شہر مین لیجاؤنگا اور نام اس گانون کا کہ جہان خسر اسکا رہتا ہی لکھا ہوا تھا اور خسر کا بھی نام لکھا ہوا
تھا عمرو پڑھکر بہت خوش ہوا صورت اپنی اسی جادوگر کی بنائی جسے مارا تھا کیونکہ یہ قاعدہ ہی کہ جادوگر
اگر شکل اپنی تبدیل کرے اور وہ اسی حالت مین مار ڈالا جائے تو پھر ہیئت اصلی پیدا جاتا ہی بس عمرو نے

کپڑے کبوتر جادو کے اُتار کر خود پہنے اور رقعہ لیے ہوئے اُسی قریہ مین آیا کہ جہان عنکبوت جادو کا خسر رہتا تھا
اتفاق سے وہ اپنے مکان کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا اور دو چار آدمی اسی قریہ کے اُسکے پاس موجود تھے کچھ
باتین اِدھر اُدھر کی ہو رہی تھین کہ ان خدا پرستون کے آنے سے راستہ شہر سکندریہ کا بالکل مسدود ہو گیا ہی
سمد حسن میری باندی تھی نہ اُسکا حال کچھ معلوم ہوا نہ داماد کی کچھ خبر خیر و عافیت ملی کہ اس اثنا مین عمرو پہونچا
اور وہ رقعہ اُسکو دیا کہ عنکبوت جادو نے بھیجا ہی اُسنے کہا خوب ہوا کہ تم آگئے مین اسی فکر مین تھا کہ سمد حسن
کی تو خیریت ہی عمرو نے کہا رقعہ مین سب حال لکھا ہی ہمتو اُنکو بیکنٹھ کو بھیج آئے جلا پھونک کے اب عنکبوت
تنہا ہی رقعہ جو کھولکر پڑھا وہی حال اسمین لکھا ہوا تھا اُنکو تو بٹھایا آپ وہ رقعہ لیے ہوئے اندر آیا اور رو کر زوجہ سے
کہا صاحب غضب ہوا اسمد حسن تمھاری مرگئین داماد اکیلا ہو گیا بیٹی کو تمھاری بلایا ہی کہ آ کر گھر کو دیکھے زوجہ اُسکی
سمد حسن کیواسطے روئی بیٹی سے کہا کہ جاؤ اپنا گھر دیکھو جب یہ خدا پرست غارت ہو جاینگے تو ہم تمھین آکر دیکھ لینگے
مگر ریحان جادو خسر نے عنکبوت جادو کے باہر آکر عمرو کے واسطے پلنگ بچھوایا اُسپر سوزنی بچھوائی پوریان
کچوریان دہی اچار عمرو کے کھانے کے واسطے لایا عمرو نے خوب کھایا حقہ پیا پان نوش فرمایا سوتے وقت
ریحان جادو سے کہا کہ مین پچھلے پہر یہان سے چلا جاؤنگا تم میری تلاش نہ کرنا نہ انتظار کرنا اپنی بیٹی کو سوار
کرکے فلان تالاب پر لیکر آنا عنکبوت جادو اُسے لیجائیگا اُسنے کہا اچھا اور اندر مکان کے چلا گیا سو رہا
عمرو کو نیند کہان یہ اپنی فکر مین پڑے ہوئے تھے جب دو پہر رات گئی اُسوقت اُٹھے دروازہ بھڑا ہوا تھا
اُسے کھولکر اندر آئے ڈیوڑھی مین سے آہستہ آہستہ آواز دی کہ ارے کوئی جاگتا ہی جب آواز کسی کی نہ آئی
تو اندر گئے دیکھا کہ سب غافل سوتے ہین ایک پلنگ پر عروس بیخبر سو رہی ہی جوانی کی نیند ہی کچھ تن بدن کا
ہوش نہین دوپٹہ سینے پر سے سرک گیا ہی ایک ہاتھ سر کے نیچے ہی ایک ہاتھ چارپائی کی پٹی پر ہی عمرو اس صورت
سے اُسے دیکھکر تحسین ہو گیا لیکن اپنے کام سے مطلب رکھا جلدی سے بیہوش کیا اور کپڑے اُسکے اُتار کے ایک لنگوٹ
باندھ دیا اُسکو توزتبیل مین ڈالدیا آپ اُسکی صورت بنکر پلنگ پر اُسی حقیقت سے لیٹ رہے صبح کو ریحان
جادو اُٹھا باہر آیا دیکھا کہ نہ پلنگ ہی نہ غالیچہ ہی تکیہ ہی نہ حقہ ہی کوئی شی نہین ہی نہ کبوتر جادو ہی جب ہو رہا
کہ شاید وہ شخص چلا گیا دل مین کہا کہ بیٹی ہونا آفت لاتا ہی کہ جسے کہتے نہین بنتی سمد حسیانے سے ایلچی آیا تو وہ
بھی جو کچھ تھا سمیٹ لیگیا غرض کہارون کو بلوایا میانہ نکلوایا سرخ بانات سے منڈھا ہوا تھا پاکسون پر بھی
غلاف چڑھے ہوئے تھے پوشش بھی رنگین تھی پھولون کے ہار اوپر پڑے ہوئے تھے غرض وہ چوپالہ اندر
آیا یہان اُسکی زوجہ نے بیٹی کو جگایا کہ بیٹیا اُٹھو اب خاوند کے گھر جاؤ عمرو آنکھین ملتا ہوا اُٹھا کہ اماں جان
کیا ہی کہا کہ بیٹیا تیرے خاوند نے بلایا ہی میانہ دروازے پر رکھا ہی عمرو نے کہا اماں جان مین تو تمھین چھوڑکر
نہ جاؤنگی اُسنے کہا کہ بیٹیا ہم تجھے بیاہ چکے اب ہمین کچھ اختیار نہین ہی اب جا کر اپنا گھر دیکھو سنبھالو ہمیشہ کا
وہی گھر ہی یہ کہکر بالون مین کنگھی کی تیل ڈالا چوٹی گوندھی کاجل لگایا مسی لگائی پان کھلایا لباس عروسی پہنایا
کہ اس اثنا مین ریحان جادو نے آکر کہا کہ بیٹیا چلو سوار ہو عمرو دوڑکر لپٹ گیا کہ بابا جان تم ہمین جدا کرتے ہو
اور رونے لگا ریحان جادو بھی رو دیا اور کہا بیٹیا تجھکو خاوند کا گھر مبارک ہو اور ہم تجھے جلد بلا لینگے مگر بیٹیا خاوند
کی نافرمانی نہ کرنا اُسے راضی رکھنا اور چوپالہ اندر منگوایا عمرو دوڑکر ماں سے لپٹا اُسنے بھی بلائین لین تین
گلے سے لگاکر خوب روئی قصہ مختصر جبراً و قہراً عمرو کو چوپالے مین سوار کیا کہارون نے چوپالا اُٹھایا عمرو اسکے

اندر روتا جاتا ہی ریحان جادو ساتھ ہی دلاسا دیتا جاتا ہی کہ بیٹا نہ رو جلد مجھے ملو گی آتے آتے اُسی تالاب پر محافہ
پہونچا ریحان جادو نے کہارون سے کہا کہ تم چوپالہ رکھکر چلے آؤ وہ تو چلے گئے اور عمرو چوپالے کے سوراخ مین سے
آسمان کی طرف دیکھ رہا ہی ریحان جادو ایک طرف کھڑا ہی کہ یکایک نقرہ کوہ کی طرف سے ایک عقاب
بلند پرواز نمایان ہوا اور قریب چوپالے کے اُترا دونون پنجون مین چوپالے کو گانٹھ کرکے اُڑا ریحان جادو
نے آواز دی کہ تمھاری امانت تمکو پہونچی یہ کہکر چلا گیا عنکبوت جادو نے آواز دی کہ بیٹے امانت اپنی پائی اور
یہ آواز دیکر چوپالہ لیے ہوے شہر سکندریہ مین آیا گھر مین لاکر اُتارا آپ زمین پر لوٹکر صورت انسان کی بنا کہا
کہ صاحب محافے سے نکلو گھر کو دیکھو اب مقام شرم و لحاظ کا نہین ہی اور دری جو چوپالے پر کسی ہوئی تھی اُسے
کھولا پردہ اُٹھایا عمرو گھونگھٹ منھ پر ڈالے ہوے اُسمین سے نکلا دالان مین فرش کیا ہوا تھا وہان آکر چپکا بیٹھا
گوشہ چشم سے تمام گھر کو دیکھا اور ساس کے واسطے رونے لگا کہ ہاے امان جان تم ہمکو اکیلا کر گئین دو دن بھی ہم
دلھن بنے ہوے نہ رہے اسمین عنکبوت جادو نے کہا کہ صاحب جو ہونا تھا وہ ہوا تم رونا موقوف کرو دیکھو اب
دور کرو مین دربار جاتا ہون جبتک وہان سے آؤن تم کھچڑی ماش کی میرے واسطے پکا رکھو سب جنس گھر مین
موجود ہی انھون نے چپکے سے کہا کہ اچھا بس عنکبوت جادو کپڑے پہن کر دربار کو چلا یہ کہتا گیا کہ دروازہ بند کر لو
خبردار کسی کو اپنے پاس آنے نہ دینا وہ تو باہر نکلا انھون نے دروازہ بند کر لیا اب مکان کو دیکھا کہ الگ طرف
کو چولھے بنے ہوئے ہین تھالیان ٹبلوئیان پچھے سب ظروف رکھے ہین کوٹھریون مین اناج بھرا ہوا ہی گھڑون
مین رکھا ہی ایک ٹوکرے مین پیاز لہسن رکھا ہی پانی کے گھڑے گھڑونچون پر رکھے ہین ایک جوگانی حقہ رکھا
ہی کہ نیچے کا کپڑا اُسکا گل گیا ہی نرکل دکھائی دیتا ہی کٹا بالکل سڑ گیا ہی ایک طرف ایک سوپ چھلنی لٹکی ہوئی
ہی ایک جانب ایک میلی سی سوزنی بچھی ہوئی ہی اُسپر تکیہ میلا سا رکھا ہی اور دو کوٹھریان بند مین عمرو نے
انھین کھولا ایک مین اناج تھا دوسری مین کپڑا روپیا اشرفی جواہر بھرا تھا عمرو نے سب اسباب اُس کوٹھری کا نذر زنبیل
کیا اور پھر اُسمین قفل دیدیا بعد اُسکے جھاڑو پکڑ تمام مکان کو صاف کیا اب کھچڑی دھو دھا کر زہر ہلاہل اُسمین ملا کر
پکائی ایک پیالے مین آنب کا اچار تیل کا رکھا اور تھالی دھو کر چولھے پاس رکھکر چپکے آبیٹھے کہ اسمین عنکبوت
جادو نے آکر پکارا کہ صاحب زنجیر کھولو عمرو نے جاکر کنڈی کھولی پھر آکر بیٹھ گیا آواز دی کہ صاحب آؤ کنڈی
کھول دی ہی عنکبوت جادو اندر آیا دیکھا کہ مکان صاف و شفاف ہی سب چیزین اپنے مقام پر رکھی ہین
کھچڑی تیار ہی بہت خوش ہوا کہ گھر والی نہایت صاحب سلیقہ ہی درباری کپڑے اُتار کے دھوتی باندھی چوکے
مین آکر بیٹھا کھچڑی تھالی مین نکالی عمرو سے کہا کہ صاحب آؤ تم بھی کھاؤ اُسنے کچھ جواب نہ دیا جب دو تین
مرتبہ اُسنے کہا تو باہستگی بولی کہ مین کھا لونگی تم میری فکر نہ کرو عنکبوت جادو نے خوب کھچڑی زہر ماری ہاتھ دھوکر
پلنگ پر لیٹا تھا کہ درد پیٹ مین شروع ہوا لحظہ لحظہ بھر کے تڑپنے لگا عمرو اُسکے پاس آیا پوچھا کہ صاحب تمھین کیا
ہوا عنکبوت نے کہا کہ مین اچھا ہون کچھ درد اُٹھا ہی جاتا رہیگا تم نہ گھبراؤ یہی کہتا تھا کہ زیادہ کھینچی ہوئی تڑپنے لگا
جگر کٹنے لگا عمرو رونے لگا کہ ہاے مین کسکے سہارے جیونگی ہاے عجب سبز قدمی ہون بیٹے ساس کو کھایا اب
خاوند کی یہ حالت ہی جبتک عنکبوت کے ہوش و حواس بجا رہے اُسکو تسلی دیے گیا آخر کو بیہوش ہو گیا
بدن پانی ہوکر بہ گیا دار البوار کو پہونچ گیا سیر اُسکے خاک اُڑا کر چلے گئے عمرو نے لاش اُسکی زمین مین گاڑ
دی اور سب اسباب عنکبوت جادو کا نذر زنبیل کر لیا اور آپ صورت عنکبوت جادو کی بنکر

گھر مین قفل دے کر شہر کی سیر کو چلا تھا کہ دیکھا سواری لقا اور سکندر شاہ کی نمایان ہوئی تمام جلوس ساتھ
تھا بختیارک لقا کی خواصی مین بیٹھا تھا خواجہ عمرو نے دلمین کہا کہ دوپہر کیوقت یہ کافر کہان جاتے ہین دریافت
جو کیا معلوم ہوا کہ شہناز جادو شہناز کوہ سے آتا ہی لقا اور سکندر شاہ کی مدد کو یہ اُسکے استقبال کو جاتے
ہین عمرو خدمتگار کی شکل بنکر سواری کے ساتھ ہو لیا شہر سے باہر سواری آئی تھی کہ ابر سیاہ اُٹھا اور اُسمین سے
پرکالہاے آتش اُڑتے نظر آئے اور چالیس ہزار ساحران غدار نمایان ہوئے کوئی قاز کوئی قرقرے پر کوئی
فیل کوئی کرگدن آتشین پہ کوئی اژدر آتش فشان پر سوار اور سردارون کے آگے آگے تُرئیان جھنکی بوق ناقوس
بجتے ہوئے آگے آگے علم و نشان کہ اُنکے پھریرون مین سے پرکالہ آتش نکلتے ہوئے اور ایک اژدر آتش فشان پر
تخت جواہر نگار مرصع کار کسا ہوا شہناز جادو اُسپر سوار چلا آتا ہی مگر یہ جادوگر نہایت حسین ہی تاج مرصع سر پر
رکھے ہوئے کہ اُس تاج پر موتیون کی جال بندی کا کام ہی اور چار لعل بے بہا اُسپر نصب ہین اور جامہ شبنم کا کہ
اُسمین تمام سنجاف تمامی کی ٹکی ہوئی ہی پہنے ہوئے ہی کمربند بہت بھاری بنارس کا کمر سے بندھا ہوا ہی ٹیکا سیندور
کا ماتھے پر دیا ہوا ہی جھولی تاش تمامی کی لگی ہوئی ہی ایسا خوبصورت ساحر کبھی عمرو نے نہ دیکھا تھا غرض اُسنے
آکر سکندر شاہ سے ملاقات کی لقا کی قدمبوسی حاصل کی ساتھ ساتھ اُنکے تمام شہر کی سیر کرتا ہوا داخل بارگاہ
ہوا سکندر شاہ اہتمام کرتا ہوا لایا با عزاز تمام مسند پر بٹھایا لیکن عمرو بن اُمیہ ضمری شہناز کے تاج کا عاشق ہو گیا
ہی اس فکر مین ہی کسی طرح اس سے تاج لیکر اسے محتاج کیجیے اور شہناز جادو لقا سے مخاطب ہی کہ آپ خداوند
ہیژدہ ہزار ملک باختر ہو کر بادیہ گردی کرتے ہوئے ملک بملک خراب ہوتے ہین باعث اسکا کیا ہی لقا نے کہا
ای شہناز مین ایسا دماغ کہان سے لاؤن جو اسکا حال بیان کرون یہ میرا شیطان درگاہ ہی آپ سے مفصل کہیگا
بختیارک نے اُٹھکر کو ہلا کر مجرا کیا شہناز صورت اُسکی دیکھکر بہت ہنسا اور نام پوچھا بختیارک نے نام اپنا بتایا
شہناز نے کہا کہ آپ سگ سفید کے شگون مین ہین خیر کچھ حال بیان کیجیے اُسوقت بختیارک نے حال صاحبقران
کا از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور کہا کہ ای شہناز ایک ذات بابرکات لشکر حمزہ مین ایسے ہین کہ اُنکا علاج کسی سے
نہین ہو سکتا شہناز بولا نام اُنکا کیا ہی اُسنے کہا نام مین نہین لے سکتا کسواسطے کہ نام لینے کے ساتھ ہی وہ
یہان موجود ہونگے اور اُنکا نام نا غضب ہی نہین معلوم کس کی شامت آجائیگی شہناز نے کہا کہ ایسا وہ بلا
ہی کہا کہ خداوند سے پوچھیے لقا نے کہا کہ بختیارک سچ کہتا ہی وہ ایسا ہی شخص ہی کہ کوئی اُس سے عہدہ برآ نہین
ہو سکتا شہناز نے کہا کہ وہ کیونکر لشکر حمزہ سے یہان آسکیگا دریاے سکندریہ اور پل اژدر بیچ مین حائل
ہی اُسکا نام تو لو بختیارک بولا کہ وہ ہوا کا خواص رکھتے ہین دروازے کو بند کر دو تو دیوارون کی راہ سے
آتے ہین نام اُنکا نہ پوچھو شہناز نے کہا کہ پھر اُنکا حال کیونکر معلوم ہو بغیر نام کہین کام چلتا ہی بختیارک بولا
پھر نام معلوم ہوگا تو آپ اُنکا کیا بنا لیجیے گا شہناز یہ سُنکر نہایت برہم ہوا اور کہا کہ ملک جی تم مجھے بھی تسخیر کرتے
ہو جلد نام لو اُسوقت بختیارک نے کہا ایک شرط سے مین نام لیتا ہون کہ دوسری مرتبہ کوئی نام اُنکا نہ لے شہناز
نے اقرار کیا کہ کوئی دوسری مرتبہ نام اُنکا نہ لیگا اُسوقت بختیارک نے مع القاب نام لیا شہناز نے ہزار مرتبہ
عمرو عمرو پکارا کہ وہ بھلا آئے یہان تو اُسکو حال معلوم ہو جائے بختیارک نے کہا کہ وہ بیشک یہان موجود ہین
اور اُٹھکر چارون کونون کو سلام کیا کہ یا مرشد کامل مین جانتا ہون کہ آپ یہان موجود ہین سلام میرا حضور کو پہونچے
شہناز نے ہنسکر کہا کہ خداوند نے خوب سمجھکر مرتبہ شیطنت تجھے دیا ہی بختیارک نے کہا خیر معلوم ہو جائیگا

کہ ایک مرتبہ چوبدار نے آکر عرض کیا کہ خواجہ ثقفیل بازارگان کچھ تحفے لیے ہوئے حاضر ہیں کہا بلاؤ اُسے چوبدار باہر گیا ایک لمحہ بھر کے بعد دیکھا کہ ایک مرد پیر سنی قامت قبائے صوف پہنے ہوئے دستار شیر و شکر کی سر پر رکھے ہوئے پُھرگری ولایتی کرتن لگائے ہوئے بدن میں رعشہ آکر لقا اور سکندر شاہ کو نذر دی کرسی بیٹھنے کو ملی خواجہ بیٹھے سکندر شاہ نے مزاج پرسی کی عرض کیا حضور کی دعا میں مصروف تھا اور شہناز کے تاج کی طرف دیکھنا شروع کیا بغور جھک جھک کر دیکھا شہناز نے کہا کہ خواجہ کیا دیکھتے ہو کہا کہ میں یہ دیکھتا ہوں کہ آپ ایسا بادشاہ اور یہ تاج پہنے جس میں ایسا نالائق جواہر ٹنکا ہوا ہے یہ لعل نہیں لعلڑیاں ہیں آپ کو یہ زیبا نہیں آپ اور تاج سر پر رکھیے شہناز یہ سنکر ہنسا اور کہا کہ خواجہ ثقفیل یہ تم کیا کہتے ہو اس تاج میں تین سال کا خراج شہناز کوہ کا خرچ ہوا ہے اور جواہر نایاب بہت تلاش سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر لگایا ہے اور تم ان لعلوں کو لعلڑیاں کہتے ہو یہ تو لعل بے بہا ہیں خواجہ نے عرض کیا گستاخی معاف ہو لعل آپ نے دیکھا نہیں ہے یہ دیکھیے لعل ایسا ہوتا ہے اور کمر سے ایک پوٹلی نکالی اُسے کھولا دوسری تہ کھولی تیسری تہ کھولی ایک سات تہیں کھولکر ایک ڈبا نکالا اُسے کھولکر ایک لعل اُٹھارہ مثقال کا نکالکر شہناز کے ہاتھ میں دیا کہ دیکھیے لعل اسے کہتے ہیں شہناز نے ہاتھ پر رکھا اُسکی جوت پڑنے لگی شہناز نے کبھی ایسا لعل نہ دیکھا تھا کہا خواجہ یہ واقعی لعل ہے اسکی سچ ہے مگر میرے تاج میں بھی لعل اچھے اچھے لگے ہوئے ہیں اور یہ کہکر تاج اپنے سر سے اُتارکر خواجہ کے ہاتھ میں دیا کہ آپ بیٹھیں تو سہی کہ جواہر اسکا کیسا ہے ذرا نظر غور سے دیکھیے عمرو نے ہاتھ میں لیا اور عینک نکالکر ناک پر لگائی تاج کو دیکھنا شروع کیا ہر جواہر کو دیکھکر تیوری پر بل ہوا الاموتی کو گرجا ہوا بتایا زمرد کو کہا ریحانی نہیں ہے یاقوت کو جایا رمانی نہیں ہے لعل کو لعلڑی کہا الغرض بہت ناقص بتایا اور کہا یہ بڑا عیب ہے اسمیں کہ یا مدار نہیں رہتا ہے کسی پاس نہیں رہتا بختیارک تو بڑی دیر سے خواجہ کو دیکھ رہا تھا اب طرز سخن سے پہچانا کہ مرشد کامل ہیں یہ سنکر کہا کہ خواجہ سچ کہتے ہیں آپ کہ یہ کسی کے پاس نہیں رہتا شہناز جادو نے کہا کہ میرے پاس بہ مدت سے ہے بختیارک نے کہا کہ اب تو آپ کے پاس نہیں ہے شہناز نے کہا کہ میرے پاس نہیں تو کسکے پاس ہے بختیارک بولا کہ جب تمہارے پاس آئیگا تو جانیئے کہ تمہارا ہے شہناز نے کہا کہ بس تم دیکھ چکے لاؤ تاج میرا مجھے دیدو خواجہ نے جواب دیا اے شہناز قیمت مجھے دو تاج مجھے لو بختیارک نے کہا درست ہے شہناز نے کہا یہ گفتگو بیجا ہے آیا یہ تاج میرا ہے یا تمہارا خواجہ نے جواب دیا کہ جسکا ہے اُسکے ہاتھ میں ہے اور اگر ایسا ہی ظلم ہے تو غلام ابھی فقط تاج لایا ہے اور اسباب باہر موجود ہے فرمایئے کہ اُسے لوٹ لیں ایسی بے ایمانی اچھی نہیں ہے کوئی سوداگر کاہیکو اپنا اسباب یہاں لائیگا شہناز کو خواجہ کی باتوں پر کچھ ہنسی آتی ہے کچھ غصہ جواب دیا کہ اے شخص کسی کو جوانی میں سودا ہوتا ہے تجھکو پیری میں جنون ہوا ہے میں نے تجھے دیکھنے کو دیا تھا خواجہ نے کہا اس بہتان سے کیا حاصل ابھی میں نے تاج آپ کے ہاتھ میں بھی نہیں دیا بختیارک بولا خواجہ سچ کہتے ہیں اور سب دروغگو ہیں شہناز نے برہم ہو کر کہا او حرامزادے تو بھی اُسی کی طرف سے بولتا ہے تاج اُسکا کیونکر ہوا خواجہ ثقفیل نے کہا کہ مانا میں نے تاج آپ کا سہی مگر ہمارے شہر کی رسم یہ ہے کہ اگر بادشاہ کوئی چیز کسی کو دیتے ہیں تو پھیر نہیں لیتے شہناز پکارا کہ ہر ملک و ہر رسمے ہماری رسم یہ نہیں ہے خواجہ نے کہا کہ پہلے اول تو یہ بخس ہے اسکا جانا ہی آپ کے پاس سے بہتر ہوگا دوسرے یہ کہ میں جہان جاتا ہوں اپنے آئین پر نظر کرتا ہوں بختیارک نے کہا کہ بیشک خواجہ کا یہی دستور ہے کہ جو چیز انھوں نے لی پھیر کر نہیں دی ہم مدت سے آپ کی رسم جانتے ہیں شہناز نہایت برہم ہوا کہا او حرامزادے تو کیوں بیچ میں بولے جاتا ہے معلوم ہوا تیرا اسکے کچھ سازش ہے عمرو نے دیکھا کہ شہناز بختیارک کی طرف مخاطب ہے اپنے دل میں کہا کہ اب وقت چل دینے کا ہے اور جست کر کے سکندر شاہ

پاس پہونچا ایک دھول اُسکے سر پر مار کر تاج لیا کہ وہ دھول کھا کر گرا بعد اُسکے لقا کا بھی تاج لیتا ہوا چلا گیا
اسمین بختیارک نے قلمدان دونون ہاتھون پر رکھکر کہا کہ اسے بھی لیجیے نذر غلام کی رو نہ کیجیے عمرو نے
چلتے وقت پاؤن کے انگوٹھے کے سہارے وہ بھی لے لیا اور جست کرکے نقارخانے پر جا پہونچا اور وہان سے
بازار مین ہو رہا طرفۃ العین مین غائب ہو گیا شہناز نے اپنے ساحرون سے کہا کہ پکڑ لاؤ اسے جانے نہ پائے ساحر
عمرو کے پکڑنے کو روانہ ہوئے بختیارک نے اُٹھکر شہناز کو تین تلیلین کین کہ مین نے آپ سے کہا تھا انکا نام نہ
کوئی لے آپ نے نہ مانا آخر یہ صورت ہوئی آپ کہتے تھے کہ پل اژدہا دریاے سکندریہ پر حائل ہے دیکھا آپ نے
کوئی چیز حائل رہی کیونکر وہ آئے اور تاج آپکا لے گئے شہناز نے کہا یہ کون تھا بختیارک بولا جی وہی سر برندۂ
دشمنان باج ستانندۂ ریش کافران مہتر والاگہر یعنی عمرو بن امیہ نامور تھے شہناز جادو بہت پشیمان ہوا اور کہا
ای بختیارک تو نے مجھکو اُسوقت کیون نہ آگاہ کیا بختیارک نے کہا کہ مین کیا کرون جو آپ نہ سمجھین مین اشارۃً وکنایۃً
کہے جاتا تھا مارے ڈر کے برملا نام نہ لے سکتا تھا کہ اگر سیم نام لونگا تو مجھکو مرشد کامل زندہ نہ چھوڑینگے اور کسی سے
انکے لیے کچھ نہو سکیگا مثل مشہور ہی کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ خوف سے کھلکر ذکر نہ کر سکا کہ یہ عمرو
ہی شہناز نے کہا ملک جی اب وہ جائیگا کہان لوگ اُسکے تعاقب مین گئے ہین اُسے گرفتار کیے لاتے ہین بختیارک
بولا کہ کسی کے وہ ہاتھ نہ آئینگے یہ سب روتے گئے ہین موئے کی خبر لائینگے یہی باتین تھین کہ لوگ پھر کر آئے جیسے
کھڑے ہوئے شہناز نے پوچھا کہ تم جسکے پکڑنے کو گئے تھے آئے لائے سبھون نے عرض کیا پیر و مرشد اُسکو ہم پکڑتے
وہ تو ہوا کا خواص رکھتا ہے یہان سے نکلتے ہی معلوم ہوا کہ زمین کھا گئی کہ آسمان نگل گیا بختیارک نے کہا وہ
ایسے ہی ہین ای شہناز غنیمت جانو کہ وہ یہان سے چلے گئے مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت
رہتے تو خدا جانے کیا آفت آتی شہناز نے کہا کہ ملک جی مین کیا اُسے چھوڑونگا جہان وہ گیا ہوگا وہین سے
گرفتار ہو کر آئیگا بختیارک نے کہا ای شہناز دور کرو کیا حاصل اُسنے کہا کہ مجھکو تاج کا بڑا رنج ہی مین اُس سے
تاج ضرور لونگا دو شاگرد تھے شہناز جادو کے ایک کا نام ناصر جادو دوسرے کا نام عنصر جادو تھے ان دونون سے
کہا کہ تم جاکر جہان عمرو ملے اُسے پکڑ لاؤ انھون نے عرض کیا عمرو تو سوداگر بنا یہان آیا تھا صورت اصلی اُسکی ہم
پہچانتے نہین کہ کیسی ہی بختیارک نے کہا صورت کا نقشہ ہم سے سُنو مگر تم انھین لا نہ سکو گے یہ کہکر صورت عمرو کی بیان
کی ناصر و عنصر دونون جادوگر صورت بنکر چلے بختیارک نے کہا ای ناصر و عنصر ہے تو مل لو افسوس اب کاہیکو
صورت تمھاری دکھائی دیگی زندہ کاہیکو پھروگے وہ دونون برہم ہوکر بختیارک کو گالیان دیتے ہوئے روانہ
ہوئے لیکن عمرو بن امیہ ضمری ساحرون کے خوف سے ہراسان و ترسان صورت اپنی ایک ساحر کی بناکر
دریا کی طرف روانہ ہوا کہ کسی طرح پار گذر کر لشکر اسلام مین چلے ہر ایک کی نگاہ سے بچا ہوا دریاے سکندریہ پر
پہونچا دیکھا کہ ایک طرف دھوبی کپڑے دھو رہے ہین کُندی گا رہے ہین تناؤ تنے ہوئے ہین کپڑے سوکھ رہے ہین پتیلے
بھٹی پر چڑھے ہوئے ہین باہم ٹھٹھے اُڑ رہے ہین کوئی دھوبی پکار رہا ہی کہ میان میلے کپڑے دھلوا لو ایک پیسے مین اُجلا
بنا دینگے ایک آدھ شخص نے کپڑے دھوبی کو دیے ہین آپ لنگی باندھے نہا رہا ہی سبزہ و فرح در فرح معلوم ہوتا ہی
گھاٹ پر برہمن بیٹھے ہوئے ہین وہ چندن رگڑ رہے ہین بعضے پوجا مین مصروف ہین سورج کو پانی دے رہے ہین
بعضے مالا ہاتھ مین لیے جپ رہے ہین اگر دہم کی آوازین بلند ہین پیپل کے درخت کے گرد ہو رہے ہین زیر درخت تلسی کا
ایک گھڑا رکھا ہی اسمین ایک باریک سوراخ ہی کہ اسمین سے بوند بوند پانی مہادیو کی صورت پر ٹپک رہا ہی

ل جانول اُسپر چڑھے ہوئے ہین کہ اسمین ایک جادوگر نہایت مسن پیران جادو نام نہاکر آیا کملی پر بیٹھکر پوجا
کرنے لگا کھور چندن کی باردون پر چاق پر لگانے لگا سیندور کا تلک ماتھے پر دیا عمرو نے اُسے دیکھکر اپنے
دلمین کہا کہ یہ بڑا کافر معلوم ہوتا ہی اسکو فریب دیکر مار لیجیے یہ خیال کرکے سامنے پیران جادو کے آیا سلام
کیا پاس آکر بیٹھ گیا باتین کرنے لگا کہ کچھ تمنے اوربھی سُنا عمرو عیار کیا غضب کر گیا اُسنے پوچھا کیا ہوا کہا تاج
شہناز کا چھین کر لیگیا اُسنے کہا عمرو وائس پار سے اس پار کیونکر آیا کہا کہ اسکا علم سامری جمشید کو ہر دہ آیا ابھی
چلا بھی گیا ای پیران جادو شہناز جادو نے حکم دیا ہی کہ جو کوئی عمرو کو پکڑ لائے انہین دولت دنیا سے اُسے
نہال کر دونگا اگر ہمارے تم شریک ہو تو چلکر عمرو کو پکڑ لائین اور جو انعام ملے اُسکو حصہ بانٹ کر لین پیران
جادو بولا کہ مین نے تو عمرو کی صورت ابھی نہین دیکھی کہا کہ مین تو اُسے پہچانتا ہون وہ بولا اچھا مین شریک ہون
کہا کہ پھر تامل کا ہیکا ہی اُسنے کہا اچھا سحر کروانگر چلو عمرو بولا تم کیسے پرانے جادوگر ہو تمنے اتنی عمر اپنی کہان گنوائی
اب مین بھی سحر کرون اور تم بھی سحر کرو اس سے کیا حاصل ایک سحر سے دونون آدمی نہین چل سکتے ہم تو ابھی تو سیکھے
ہین ادھر سے تم اپنے سحر سے لیچلو اُدھر سے ہم اپنے سحر سے تمکو لائینگے دیکھنا کتنا بیک اڑا لاتے ہین پیران نے کہا
اچھا مین اپنے ہی سحر سے لیے چلتا ہون عمرو نے کہا برا نہ ماننا مین نے اس سے کہا کہ تم ابھی نہائے ہوئے ہو اور مین نے
رسوئین تک نہین کی منھ تک نہین دھویا عمرو کی تلاش مین پھرا کیا یہ وقت آگیا جب شہر مین کہین نہ ملا تو مین نے
کہا کہ اب پار چلکر ڈھونڈھنا چاہیے بس پیران جادو نے نکالکر رائی سرسون ماش مٹر کے دانے سحر پڑھکر جو
مارے اُسی وقت وہ وہان سے اُٹھکے دریا کے پار آئے پیران جادو نے کہا اب چلو لشکر حمزہ مین ڈھونڈھو عمرو
کہان ہی عمرو یہ سنکر اٹھ کھڑا ہوا پیران جادو بھی چاہتا تھا کہ اُٹھے کہ عمرو نے خنجر کھینچکر جو مارا پشت پر اُسکی نکلکر
سینے کو توڑکر پار گذر گیا دوسرا خنجر اور مارا تیسرا اور مارا کہ وہ تڑپ کر دار البوار کو بھیج گیا عمرو تو گلیم عیاری اوڑھکر
لشکر اسلام کی طرف بھاگا مگر پیران جادو مارا گیا اُسکے بیرون نے شور و غل مچایا ساحر جو دریا پر تھے وہ لاشہ پیران
جادو کا اٹھاکر خدمت مین شہناز جادو کی لائے اور تمام حال بیان کیا کہ عمرو اس طرح سے اُسے دریا پار
لیگیا اور قتل کرکے لشکر حمزہ کو چلا گیا بختیارک نے ہاتھ سر پہ رکھا دوسرا ہاتھ چوتڑ پر رکھکر ناچنا شروع کیا اور
پکارا کہ صلوۃ بر محمد و آل محمد و لعنت بر لات اعلی و منات معلی اور شہناز سے کہا سُنا آپ نے کیونکر مرشد کامل
پار چلے گئے انکو نہ دریا نے روکا نہ اژدہے نے ضرر پہونچایا وہ بلائے بیدرمان آفت جان ہین شہناز بولا
ملک جی اتنے شاگرد میرے گئے ہوئے ہین بختیارک نے کہا اُنکے لاشے آئینگے شہناز بدمزہ ہوا کہ تو کیا فال بد
منھ سے نکالتا ہی چپ رہ مگر ادھر جو عمرو بن امیہ ضمری پیران جادو کو مارکر بھاگا سیدھا بارگاہ شاہی
مین پہونچا اور پکارا حمزہ مجھے بچانا ناحق میرے اوپر طوفان لگاتے ہین کہ عمرو تاج شہناز جادو کا لے بھاگا
ہی اور مجھے خبر بھی نہین خدا معلوم کون شہد اگر کا لیگیا ہوگا شہر مین اودھم بد نام ساحر میرے پکڑنے کو آتے ہین
امیر پکارے کہ ای یکہ تاز عرصہ عیاری خیر تو ہی مفصل حال بیان کرو کہ کہان گئے تھے کیا خبر شہر سکندریہ کی
لائے عمرو نے تمام حال بیان کیا امیر نے پوچھا سچ کہو کیا کیا لوٹ کر لائے عمرو بولا کہ حمزہ ایک پرانی ٹوپی لایا ہی
پہلوان عادی پکارا کہ ای عمرو کیا وہ تاج مانند تاج لندھور کے ہی عمرو نے برہم ہوکر کہا او عادی کیسا تاج تو
میری بات مین دخل نہ دیا کر بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہزار تومان تو ہم بغیر دیکھے تمہین دیتے ہین عمرو نے عرض
کیا کہ قبلۂ عالم خادمون کو حکم دین کہ رعایا کو لوٹ لین اور حمزہ تو سارے زمانے کو لوٹتا ہی بادشاہ اسلام سے

فرمایا کہ اچھا ہم دیکھیں تو سہی کہ کیا لائے ہو عمرو نے زنبیل سے نکالکر تاج سامنے رکھا حمزہ بہت اُسکی تو بالکل پروا نہ
ہوئی عمرو کو رو بیل گیا اور تاج خزانے میں داخل ہو گیا عمرو نے کہا کہ حمزہ شہناز جادو تو میں نے دیکھا کہ ایک
بلائے بیدرمان آفت جان ہے جلد حصار اسم اعظم گرد لشکر کے کھینچ دو کہ کوئی ساحر داخل لشکر نہو سکے فرمایا کہ تمام
لشکر ایک جا ہو جائے تو میں حصار کھینچوں ہرکاروں نے سب طرف حکم پہونچایا تمام لشکر سمٹ کر ایک جا ہو گیا
امیر مرکب پر سوار ہوئے عمرو ہمراہ رکاب ہوا امیر نے نیزہ ہاتھ میں لیا اور اسم اعظم پڑھکر گرد لشکر کے خط کھینچا اور
خط کھینچکر سامنے دریا کے کھڑے ہوئے اور عمرو سے فرمایا خواجہ یہاں سے دریا کتنی دور ہو گا عمرو نے کہا کہ کوئی
پانچ سو گز کا فاصلہ ہے امیر نے کہا بھئی اس سے زیادہ ہو گا عمرو نے کہا میں ناپ کر دکھا دونگا آخر کو ہزار ہزار روپے کی
شرط بدی گئی عمرو حصار سے باہر نکلا اور زمین ناپتا ہوا دریا کی طرف چلا جاتا ہے کہ ناصر جادو عقاب بنا ہوا عمرو کو
ڈھونڈھ رہا تھا دیکھا کہ عمرو دریا کی طرف چلا آتا ہے دونوں کندے دبا کر عمرو کو اُٹھا کر آسمان پر لے چلا عمرو چلایا کہ
حمزہ مجھے جادوگر پکڑے لیے جاتا ہے بچا جلدی امیر نے دیکھا کہ واقعی عمرو کو ایک جانور اُٹھائے لیے جاتا ہے گھوڑا اُٹھا کر
للکارتے ہوئے چلے کہ او حرامزادے میرے یار وفادار کو کہاں لیے جاتا ہے مگر مقبل نے تیر کمان میں پیوستہ کر کے
عقاب پر مارا کہ سینے پر جو اُسکے پڑا پشت کے پار گذر گیا عمرو اُسکے پنجے سے چھوٹا اور زمین کی طرف چلا امیر نے
مقبل کی تعریف کی کہ مرحبا کیا خوب تمنے تیر مارا ہے اور مرکب بڑھایا کہ زمین پر نہ گرنے پاوے ہوا سے روکیے
زمین پر گریگا تو چوٹ لگیگی اس خیال میں مرکب بڑھایا تھا کہ قضائے کار اتفاقات روزگار بھائی ناصر جادو
کا عنصر جادو کہ چیل کی شکل بنا ہوا تھا اُسنے دیکھا کہ بھائی تیر مارا گیا عمرو چھوٹ گیا پھر تو عمرو کو کیوں چھوڑتا
ہوا سے پکڑ کے چیل یہ خیال کر کے جھپٹا مار کر عمرو کو پنجے میں دبا کر ترچھا ہو کر بھاگا کہ ایسا نہو مجھے بھی تیر پڑے
عمرو تو بیہوش ہو گیا تھا مگر امیر نے دیکھا کہ عمرو کو دوسرا جانور لیکر چلا گیا امیر روتے ہوئے کف افسوس ملتے
ہوئے پھرے فرمایا کہ میں نے خواجہ کو حافظ حقیقی کے سپرد کیا اُسی سے اپنے یار باوفا کو لونگا ادھر لاشہ ناصر جادو
کا ساحر اُٹھا کر خدمت میں شہناز جادو کی روانہ ہوئے یہاں بارگاہ میں لقا بیٹھا ہوا ہے اور سب سردار موجود
ہیں بختیارک نے شہناز سے کہا کہ ابتک ناصر و عنصر عمرو کو لیکر نہ آئے اُسنے کہا کہ ملک جی وہ چھپا ہوا ہو گا
اور وہ ساحر اُسکی تلاش میں ہونگے جسوقت دیکھینگے پکڑ لاوینگے بغیر اُسکے گرفتار کیے ہوئے نہ آوینگے بختیارک نے
کہا کہ وہ زندہ تو نہیں آوینگے شہناز نے کہا عجب تو مردک واہی ہے جب نکالتا ہے کلمہ بد منہ سے نکالتا ہے یہی
باتیں تھیں کہ ساحر لاش ناصر جادو کی لیکر آئے اور سامنے شہناز کے رکھدی بختیارک پکارا کہ مرگ تو
مبارک باد ای شہناز دیکھا تمنے یہ ممکن نہیں کہ مرشد پر کوئی غالب آئے شہناز نے اُن ساحروں سے حال پوچھا کہ
کیونکر ناصر جادو مارا گیا اور عنصر کیا ہوا اُنھوں نے تمام حال عرض کیا شہناز نے کہا خیر عنصر تو عمرو کو لاتا ہے
بختیارک نے کہا جب وہ یہاں تک آئے تو ہم جانیں اور ہم تو اُس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے ای شہناز وہ بھی زندہ
پھر کر نہ آئیگا اور عمرو چھوٹ جائیگا یہی باتیں ہو رہی تھیں اور انتظار میں تھے کہ عنصر عمرو کو لاتا ہو گا کہ اس عرصہ
ایک پہر کا گذر گیا نہ عنصر آیا نہ عمرو کو لایا بختیارک نے کہا ای شہناز تمھیں ہمارے کہنے کا یقین نہیں ہے دیکھا تمنے
ابھی تک عنصر جادو عمرو کو نہیں لایا ہے واللہ کہ وہ صفت پیغمبران ہے اُسکو مرنے کی عادت نہیں ہے شہناز نے
ایک جادوگر سے کہا کہ تو جا کر لشکر حمزہ کی خبر لا اُسنے عرض کیا بہت اچھا اور خبر کے واسطے روانہ ہوا
لیکن حال سنیے عمرو کا کہ عنصر جادو عمرو کو پنجے میں دبائے ہوئے اُڑا ہوا چلا جاتا ہے کہ عمرو کو ہوش آیا

اپنے کو گرفتار بلا پایا دیکھا کر ایک ظالم کے پنجے میں تو پھنسا ہوا ہی کہا کہ ای عزیز تو کون ہی اور مجھے کیون گرفتار کیے
ہوئے لیے جاتا ہی وہ بولا او ساربان زادے تو نہین جانتا کہ نام میرا عنصر جادو ہی تو تاج شہناز جادو کا لیکر بھاگا
ہی ہم دو بھائی کہ شاگرد تھے شہناز کے تیرے پکڑنے کو آئے تھے ایک بھائی تو مارا گیا اب مین تجھے شہناز کے پاس لیے
جاتا ہون عمرو نے کہا ای عنصر جادو تم مجھے شہناز کے پاس نہ لیجاؤ مین تمھین اس قدر دولت دونگا کہ تم اٹھا
نہ سکوگے عنصر بولا او ساربان زادے لین تو مین تجھے مار کر اپنے بھائی کے خون کا عوض لیتا مگر خیر اتنا اور جی لے کر
شہناز تک پہونچون عمرو مایوس ہوا اور رو کر دعا کی کہ ای پروردگار مجھ کو اس موذی کے پنجے سے کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا
سواری قمرزاد بن حمزہ کی اودھر سے آئی تھی وہ تخت پر سوار دیو تخت اٹھائے لیے آتے تھے کہ ایک دیو کی نگاہ پڑی کہ ایک
جانور ایک آدمی کو مانند کتے کے لٹکائے ہوئے چلا جاتا ہی اس دیو نے جلدی سے قمرزاد کو دکھایا کہ وہ ایک جانور کسی آدمی
کو دبائے لیے جاتا ہی قمرزاد نے کہا کہ دانڈا ساحرون کا ہی اور لشکر پدر بزرگوار یہان آٹرا ہی ایسا نہو کہ کوئی جادوگر لشکر اسلام
مین سے کسی کو پکڑے لیے جاتا ہو ارے جلد اس جانور اور آدمی کو پکڑ لاؤ دیو وہان سے چلا عنصر نے دیکھا کہ ایک دیو
تیرے پیچھے آتا ہی چاہتا تھا کہ کچھ سحر کرے کہ بجلی دیو بلائے آسمانی کی طرح آیا اور اسپر گرا ایک ہاتھ سے اسکی گردن پکڑی
ایک ہاتھ مین عمرو کو لے لیا مگر قمرزاد ایک پہاڑ پر آکر اترا پوچھا دیو لایا آدم کو ایک دیو نے عرض کیا کہ جی لیے آتا ہی
کہ اتنے مین دیو کنندک بن تندک عمرو کو لیے ہوئے سامنے پہونچا قمرزاد نے عمرو کو پہچانا کہا غضب ہو گیا تھا
کہ یہ حرامزادہ عمو جان کو پکڑے لیے چلا تھا مقرر یہ کوئی جادوگر ہی کنندک سے کہا کہ تو کھالے اس جانور کو وہ تو یہی دعا
مانگ رہا تھا کہ خدا کرے یہ حکم ہو کہ تو کھالے بس دیو کنندک گیلی بنا کر اس ساحر کو نگل گیا خون کی بوند تک نہ گرنے دی
مگر عمرو کو جو ہوش آیا قمرزاد کو مسند پر بیٹھے دیکھا اور دیو پری گرد و اطراف مین کھڑے ہوئے پائے حیران ہوا کہ یہ
خواب تو دیکھ رہا ہون یا بیداری ہی کہ قمرزاد نے اٹھکر سلام کیا پکارا کہ عمو جان آپ حیران کیون ہین بس عمرو نے
آنکھ کھول دی اور پوچھا کہ مجھے ایک جادوگر پکڑے لیے جاتا تھا وہ کیا ہوا قمرزاد نے کہا اسے دیو کھا گیا بس یہ
سنتا عمرو کی جان مین جان آئی قمرزاد نے کرسی جواہرنگار پر خواجہ کو بٹھایا احوال لشکر اسلام کا پوچھا عمرو نے
کہا کہ بابا تمام لشکر تباہ ہی سردار گرفتار سحر ہین عجب پریشانی ہی کہا کہ اگر مرضی حمزہ صاحبقران کی ہو تو چلکر تمام
جادوگرون کو دیوون سے کھلوا دون عمرو نے کہا ای قمرزاد ایسی حرکت بھولکر نہ کرنا حمزہ ایک تو تجھسے بیزار
ہین اور نفرت کلی ہو جائیگی قمرزاد بولا مین خلاف مرضی کبھی کوئی بات نہ کرونگا اور کشتیان جواہر کی منگوا کر
عمرو کو دین اور کہا کہ کسی طرح سے مجھے پدر بزرگوار سے قدمبوس کرائیے عمرو نے کہا مین وقت پاکر ذکر تمھارا کرونگا
ملاقات بخوبی ہو جائیگی اور وہ جواہر مع کشتی پوش زنبیل مین ڈال لیا عمرو نے دیوون سے پوچھا کہ یہان سے
شہر سکندریہ کتنی دور ہی ایک دیو نے کہا کہ وہ سامنے شہر سکندریہ ہی پہاڑ سے اترے اور وہان پہونچے عمرو
قمرزاد سے رخصت ہو کر روانہ ہوا قمرزاد بھی سوار ہو کر چلا گیا لیکن عمرو ایسا چالاک چار پہر دن چلا مگر کہین
لشکر اسلام کا پتا نہ لگا اپنے دل مین کہا کہ ای عمرو تو دیو کے کہنے پر رہا دیو کے سامنے ہزار کوس ہون تو دو قدم ہین
تو مسکے کہنے پر ناحق چلا اسی خیال مین پھرتے پھرتے دن تمام ہوا تیرگی شب کی نمایان ہوئی اپنے دل مین کہا ای
عمرو اب رات یہین بسر کیجیے صبح کو پھر چلیے جو خدا کریگا وہ ہوگا کیونکہ رات کو راستہ نہ معلوم ہوگا جانوران درندہ
سے گزند پہونچیگا یہان تک کہ خوب تاریکی ہوئی اب ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا عمرو نے چشمہ آب پر وضو کیا نماز پڑھی ایک
درخت بلند تھا اسپر چڑھ گیا کچھ شاخین توڑ کر چھال اسکی چھیلکر اسکا مچان باندھکر اسپر بیٹھا کہ یہان اگر تو بھی جائیگا

تو کوئی گزند جانوران درندہ سے نہ پہونچیگا کہ یکایک ماہتابان آسمان پر چمکا روشنی مین اُسکی دیکھا کہ ایک روشنی
زمین پر معلوم ہوتی ہے بغور جو دیکھا تو ایک گنبد بلور کا معلوم ہوا اور گرد اُسکے چبوترہ بلور کا تھا اور کٹہرے بھی بلورین
تھے ایک نور کی حالت تھی اور دیکھا کہ اس گنبد مین سے جھنکے ہین اور نقش و نگار اُسپر بنے ہوئے ہین جی مین
اپنے کہا کہ اس گنبد مین چلکر سوئیے پھر خیال گزرا کہ کسی بلا کا مسکن نہو یہی باتین اپنے دل سے کر رہا تھا کہ یکایک
چاندنی موقوف ہوئی تاریکی نمایان ہوئی دیکھا کہ ایک لکہ ابر چاند پر چھا گیا ہے پھر جو دیکھا تو ایک جانور عظیم ہے کہ
چلا آتا ہے اور پر و بال اُسکے مثل چھپرون کے ہین اور منقار مانند نیزے کے اور پاؤن مانند ستون بلند کے بس وہ آکر
اُس چبوترے پر اُترا اور پھر آدمیون کو زمین پر رکھدیا اور خود لوٹ کر شکل آدمی کی بنا اب دیکھا عمرو نے کہ ایک
جادوگر مہیب صورت ہے کہ اُسنے دروازہ گنبد کا کھولا اور وہ جو آدمی ساتھ لایا تھا اُنکو گنبد کے اندر لیگیا اور بعد
تھوڑی دیر کے اکیلا گنبد سے باہر آیا چبوترے پر بیٹھا دو خادم آئے اُنھون نے فرش کر دیا تکیہ لگا دیا پلنگ بچھا دیا کچھ
کھانا لائے اُسنے خوب زہر مار کیا پھر شراب پینے لگا گزک کھانے لگا طنبورہ خادمون نے لاکر رکھدیا وہ اُسے بجا کر
گانے لگا یہانتک کہ ڈیڑھ پہر رات گئے وہ خواب خرگوش مین گرفتار ہوا عمرو بھی لیٹ رہا کوئی چار گھڑی رات
باقی تھی کہ اُن دونون خادمون نے پاؤن دبائے کہ اے عنقائے جادو اُٹھیے وقت آپ کے جانے کا آگیا وہ کافر
بیدار ہوا جلدی سے اُٹھکر نہایا چوکڑی بھر کر اُسمین بیٹھا آگ روشن کی کچھ تل جلائے کہ دھوان اُن تلون کا آسمان
پر جا کر جمع ہونے لگا عنقائے جادو نے کچھ پتلے موم کے بنا کر تھالی مین رکھے اور پارچہ سرخ اُنپر اُڑھا دیا اور آپ مین
پھر لوٹ کر وہی جانور بنکر اُس تھال کو لیکر اُڑا یہانتک بلند ہوا کہ اُس دھوئین سے ملگیا اور دھوئین کو لیکر چلا عمرو
بھی گلیم عیاری اوڑھکر ساتھ ساتھ اُس دھوئین کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا کہ وہ دھوان جاتے جاتے نقرہ کوہ پر قائم ہوا یہان
دونون لشکرون مین طبل جنگ فرو بجا ہے نقابدار سیاہ پوش میدان مین آتا ہے مبارز طلب کرتا ہے اُس دن سکندر فرخ لقا
مقابلے کو آیا عمرو دیکھتا تھا کہ ایک آندھی چلی اور وہ دھوان پھیلکر محیط ہو گیا بعد اُسکے جو دیکھا لاش سکندر کی پڑی ہوئی
ہے کہ جیسے مغز اُسکا کوئی جانور کھا گیا ہے غرض شام تک کوئی بتیس سردار اسی طرح مارے گئے شام کو وہ دھوان جدھر سے آیا
تھا اُسی طرف روانہ ہوا عمرو بھی اُسکے ساتھ ہو لیا یہان امیر لاشین اُٹھوا کر کمال اُداس نہایت پریشان پھرے اُدھر
نقابدار سیاہ پوش خوش و خرم پھر گیا لیکن عمرو ساتھ ساتھ اُس دھوئین کے گلیم عیاری اوڑھے چلا آتا تھا جب اُس گنبد
بلور کے پاس پہونچا دیکھا کہ وہ جانور اسی طرح شکل انسان کی بنکر چبوترہ پر اُترا اور سکندر فرخ لقا وغیرہ کو گنبد مین لیگیا
اور آپ فرش کروا کر بیٹھا کھانا زہر مار کیا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ آج اسے مارنا چاہیے بس ایک نازنین کی صورت
بنکر سُرخ جوڑا پہنکر عطر بدن مین ملا اور ایک پلنگ پوش اوڑھکر ایک درخت کے نیچے بیٹھکر رونا شروع کیا عنقائے جادو
کے کان مین جو آواز رونے کی آئی اُٹھکر اُسی طرف چلا جب قریب پہونچا دیکھا کہ ایک عورت منھ چھپائے ہوئے
بے اختیار رو رہی ہے اُسنے ہاتھ اُسکا پکڑ کر کہا کہ تو کون ہے کیا مصیبت تجھپر پڑی ہے جو روتی ہے اُسنے پلنگ پوش جو
اُٹھایا اور چہرہ اپنا دکھایا عنقائے جادو عاشق ہو گیا پوچھا کہ یہ صحرائے لق و دق وادی بے کنار ہے اسمین تم کیونکر
آئین اُسنے کہا کہ کیا حال تم اس مصیبت زدہ گرفتار بلا کا پوچھتے ہو مین سوداگر بچی ہون ابھی شادی میری ہوئی تھی
کہ طوفان آیا سارا قافلہ غرق ہو گیا مین ایک تختے پر بہتی ہوئی اس صحرا مین پہونچی ہون کوئی نہین کہ میری دستگیری
کرے عنقائے جادو نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو جہان کہو گی وہان مین تمھین پہونچا دونگا اُسنے کہا کہ مین تمھین چھوڑ کر
کہان جاؤنگی تمھاری کنیزی کرونگی عنقائے جادو اپنے ساتھ لیے ہوئے چبوترے پر آکر بیٹھا کھانا منگواکر

کھلایا خود شراب پی اسے بھی جام شراب پلایا پھر سرگرم اختلاط ہوا عمرو نے شیشہ شراب کا اُٹھا کر اسمین بیہوشی ملا کر
اپنے ہاتھ سے کئی جام عنقاے جادو کو پلائے وہ بدمست ہوا اور عمرو کی طرف ہاتھ بقصد مساس بڑھایا عمرو
دور ہٹا کہ صاحب یہ مستی اچھی نہین ہین ذرا پیشاب کر آؤن یہ کہکر عمرو اٹھکر چلا عنقاے جادو دوڑا کہ جان جہان
کہان چلی ہو کوئی دو قدم چلا ہوگا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اور لڑکھڑا کر گرا عمرو نے جلدی سے اُسکی چھاتی پر چڑھکر
اُسے خنجر سے ذبح کر ڈالا بس ایک قیامت برپا ہوئی ہیرا اُسکے خاک اُڑانے لگے تاریکی محیط عالم ہو گئی غل و شور کی
آواز بلند ہوئی پھر ایک صدا آئی کہ کشتی مرا نام من عنقاے جادو بود جب وہ تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ وہ گنبد
اور چبوترہ غائب ہو گیا مگر ایک مٹھ مٹی کا معلوم ہوتا تھا اور وہ دونون خادم کہ پندرہ پندرہ سولہ سولہ برس کے
اُنکے سن تھے بہت خوب صورت تھے اُن سے عمرو نے پوچھا کہ تم دونون کون ہو اُنھون نے کہا کہ یہان سے نزدیک
ایک قصبہ ہی ہم وہان کے زمیندار کے بیٹے ہین ہمکو یہ حرامزادہ پکڑ لایا تھا دن رات اپنی خدمت لیتا تھا خدا آپکا
بھلا کرے کہ آپ نے اسے مارا ہم آپکے غلام ہین عمرو نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین ہین تمھین تمھارے مکان پر پہونچا دونگا
مگر یہ تو بتاؤ کہ اسکا کچھ مال و اسباب بھی ہی اُنھون نے کہا کہ اسی مٹھ مین بہت سا مال ہی عمرو نے اُسکا دروازہ
کھولا اور تمام مال و اسباب نکالکر نذر زنبیل کیا پھر اُن سے پوچھا کہ لوگون کو جو پکڑ لاتا تھا اُنھین کہان قید کیا ہی
کہا کہ اسی مٹھ کے اندر تہخانہ ہی اُسمین بہت سے لوگ قید ہین عمرو نے اُن لڑکون سے کہا کہ تم اپنے قصبے کو جاؤ اپنے
مان باپ سے ملو وہ دونون خوشی خوشی روانہ ہوئے عمرو نے صورت اپنی عنقاے جادو کی بنائی اور تہخانے کا
دروازہ کھولکر اندر گیا دیکھا تو تمام سرداران لشکر اسلام وہان موجود ہین کوئی غل و زنجیر مین گرفتار نہین ہی عمرو نے
پکار کر کہا کہ اے خداپرستو آج میرے گھر ایک مہمان آیا ہی مین نے اُسکی دعوت کی ہی جو تم مین سے فربہ زیادہ ہو
میرے ساتھ چلے کہ مین اُسکے گوشت کے کباب کرکے اپنے مہمان کو کھلاؤنگا سبھون نے پہلوان عادی کی طرف
اشارہ کیا کہ یہی ہم سب مین فربہ زیادہ ہی عمرو پہلوان عادی کے پاس آیا کہ چل مین تیرے کباب کرکے اپنے
مہمان کو کھلاؤنگا عادی نے کہا کہ اے شاہ جادوان آدمی کا گوشت کیا آدمی کو کھلاؤگے ہرن کے گوشت کے کباب
اچھے ہوتے ہین وہ کھلاؤ عمرو نے کہا کہ آدمی کا گوشت سلونا ہوتا ہی ہان اگر تو خون بہا اپنا دے تو مین تجھے
چھوڑ دون اُسنے کہا کہ یہان مجھ غریب پاس کیا ہی جو دون مگر مکان پر میرے کئی ہزار روپیے رکھے ہین عمرو نے کہا
کہ تو ایک نوشتہ لکھکر مہر کر دے مین لیلونگا عادی نے کہا کہ دوات قلم یہان کہان ہی کہا کہ سب کچھ موجود ہی غرض
تمسک لکھوا لیا کہ چھ ہزار روپیہ عنقاے جادو سے قرض لیے ہین لشکر مین پہونچکر دونگا اب وہان سے
بدیع الزمان اور قاسم وغیرہ پاس آیا اُنسے بھی تمسک لکھوا کر مہرین کروا کر اپنے پاس رکھا یہانتک کہ سب
سردارون سے مہرین کرا کر اب علمشاہ پاس آیا اُنے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ عنقاے جادو نہین ہی عمرو ہی کہ
سب سے روپیہ کا طالب ہی علمشاہ نے کہا خواجہ مین تمھین پہچان گیا ہرگز ایک پھوٹی کوڑی نہ دونگا ناحق تم ایک
ایک کو دھمکاتے ڈراتے ہو یون نہین سب سے مانگ لو کہ تمنے سب پر احسان کیا ہی سب تمکو خوشی سے دینگے عمرو
ہنسنے لگا اب سب نے پہچانا القصہ سبھون کو تہخانے سے باہر لایا لاشہ عنقاے جادو کا پڑے ہوئے دکھایا ہر ایک نے
اُسپر تھوکا عمرو نے کہا کہ صاحبو مین تمسے کچھ نہ لونگا مگر تم سب اس احسان کی تلافی مین جو کچھ مین کہون وہ کرو سبھون نے
کہا جو آپ فرمائین ہمین منظور ہی کہا کہ میری نوکری کرو کہ مین تم سبھون کی صورتین تبدیل کرکے یہان سے لیجاؤنگا
سبھون نے کہا کہ خواجہ ہمین منظور ہی آپ جو صورت چاہین بنائین ہمین انکار نہین مگر خواجہ شرع مین شرم نہین ہی

ہم نوکری اگر آپ کی کرینگے تو تنخواہ اپنی کوڑی کوڑی لے لینگے عمرو نے کہا چشم مین دام دام تکو دونگا بس یہ کہکر
رنگ وروغن عیاری نکالکر سبکی صورتین تبدیل کین اور کہا چلو وہ سب بولے کہ خواجہ کیپیدل ہمسے نہ جایا جائیگا
گھوڑے سواری کے لیے چاہیے ہین عمرو نے کہا صاحبو مین گھوڑے کہان سے لاؤن سبنے کہا کہ ہم قیمتین دینگے عمرو بولا
کہ جاتا ہون تلاش مین یہ کہکر روانہ ہوا اتفاقات روزگار ایک سوداگر گھوڑے واسطے سوداگری کے لایا ہو اور اسنے انکو
پانی پلانے کو دریا پر بھیجا ہو غلام سوداگر کا گھوڑون کے ساتھ ہو مثل قطار شتران گھوڑون کو لیے ہوے چلا آتا ہو ایک کی
باگڈور دوسرے کی باگڈور مین بندھی ہوئی ہو عمرو اُن گھوڑون کو دیکھکر بہت خوش ہوا جب وہ گھوڑے دریا سے
پانی پی چکے اُس غلام نے جا کر بیچانے عمرو نے سوا پانچ سیر کا پتھر گوپھن کے کلے مین دھرکر اُسکے سر پر مارا سر اسکا پاش
پاش ہوگیا گر کر مر گیا عمرو اُن سب گھوڑون کو لیکر آیا ایک ایک سب کو بانٹ دیا اب یہان سے طرف لشکر اسلام
کے راہی ہوے لیکن عمرو نقابدار بنفشہ پوش بنا ہوا اسکا افسر تھا آتے آتے زیر نقرہ کوہ پہونچا یہان تمام لشکر اسلام کا
خاتمہ ہو چکا ہو امیر و بادشاہ اسلام و مقبل چند مشیران سلطنت باقی ہین نقابدار سیاہ پوش روز طبل جنگ بجوا کر
میدان مین آتا ہو اور اسی طرح سردار صاحبقران کے مارے جاتے ہین اُس روز بھی نقابدار سیہ پوش میدان مین
کھڑا ہوا مبارز طلب کر رہا ہو اور لشکر اسلام مین کوئی مقابلہ کرنیوالا باقی نہین ہو سب مارے جا چکے ہین امیر خود
گھوڑا بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے ہین اجازت طلب کر رہے ہین بادشاہ اسلام نے تخت اپنا زمین پر
رکھوا دیا ہو امیر حمزہ صاحبقران کے گلے مین ہاتھ ڈالے ہوئے رو رہے ہین اور کہہ رہے ہین کہ مین ایک ادنا
ہوتا آپ کا مجھکو آپ نے ہمیشہ مجرا اور سلام کیا میرے ہوتے آپ قصد نہ کیجیے مجھے میدان مین جانے دیجیے سب نے
آپ پر جان نثار کی ہو مین بھی فدا کرون نہین تو لوگ مجھے کہین گے کہ سعد بن قباد عجب نالائق تھا کہ اسوقت مین
جان اپنی عزیز کی امیر حمزہ صاحبقران کہہ رہے ہین شہریار خداوند عالم آپ کو صحیح و سلامت رکھے
آرزو مجھے یہ ہو کہ تخت بادشاہی اسی طرح آباد چھوڑ جاؤن میرے سامنے کوئی چشم زخم حضور کو نہ پہونچے بعد میرے
آپ جو چاہیے گا کیجیے گا بادشاہ اسلام فرما رہے ہین کہ مین نے تمام عمر آپ کے باعث سے چین کیا مین
بیٹھے سر کٹا لون تو آپ جائین یہی تکرار ہو رہی ہو ایک دوسرے کو رخصت نہین کرتا کہ نقابدار سیاہ پوش
نے نعرہ کیا کہ ایک ایک شخص اگر نہین آتا تو دو دو ملکر میرے مقابلے کو آؤ امیر نے عرض کیا کہ حضور نے
سُنا اب مجھے نہ روکیے یہ کہکر چاہتے ہین کہ مقابلے کو جائین کہ صحرا کی طرف سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا
بادشاہ اسلام نے کہا ذرا ٹھہر جائیے اس گرد کو دیکھ لیجیے کہ کون آتا ہو کہ وہ گرد نزدیک آکر شق ہوئی اور نقابدار
بنفشہ پوش پانچ ہزار سوار سے نمایان ہوا اور آکر ایک جانب میدان مین کھڑا ہوا کہ نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا
نقابدار بنفشہ پوش پکارا کہ ذرا ٹھہر جیری تھمے دم لے حریف تیرا مین ہون آتا ہون اور ایک سوار سے کہا کہ حمزہ کے
پاس جاؤ ہمارا سلام کہو اور پیغام دو کہ یا حمزہ صاحبقران ہمارے ملک کا قاعدہ ہو کہ جو بادشاہ ذیشان حریف
زبردست کے ہاتھ سے مغلوب ہوتا ہو اُس لڑائی کو ہنڈی بھاڑے لینے اجارے پر لیتا ہو اور اگر تمام عالم حریف
کی طرف ہو جائے تو انھین پانچ ہزار جوانون سے بھگا دیتا ہو پس اگر ہنڈی بھاڑہ اسکا ٹھہر جانے تو مالک اسکا ہمارا
اس لڑائی کو فتح کر دے اور پہلے روپیہ نہین مانگتا جب لڑائی فتح کریگا تو روپیہ لیگا وہ سوار پیغام نقابدار کا
لیکر روانہ ہوا یہان امیر بادشاہ اسلام سے کہہ رہے ہین کہ شہریار اچھے اچھے جوان اس نقابدار کے ساتھ ہین
نقابدار تو کچھ نہین ہو مگر ساتھی نہایت جری معلوم ہوتے ہین کہ اس اثنا مین وہ سوار آیا اور پیغام نقابدار کا امیر کو

ہو نچا یا امیر نے جو ہنڈی بھاڑے کا نام سنا نہایت برہم ہوئے فرمایا دور ہو میرے سامنے سے ہنڈی بھاڑہ کیسا
مین نے یہ لفظ کبھی نہین سنی وہ سوار پھر کر چلا گیا امیر نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ یہ نقابدار خبطی ہی اسے جنون ہو گیا ہی
اس سوار نے جا کر نقابدار سے کہا کہ حمزہ نے مجھکو جھڑک دیا نقابدار نے بار دیگر دوسرے سوار کو بھیجا کہ جا کر حمزہ سے
کہہ کہ مین اپنا ذمہ کرتا ہون کہ اس لڑائی کو فتح کرونگا آپ کا اسمین کیا نقصان ہی جو اجارہ ٹھہر جائیگا بعد فتح مال
کے وہ لے لیا جائیگا پیشگی تو مین نہین مانگتا اب جو یہ پیغام اس سوار نے امیر سے آکر کہا چاہتے تھے کہ امیر کچھ جواب دین کہ بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ یا صاحبقران اگرچہ کلام اسکا سفلہ ہی مگر آج کی آفت تو نقابدار پر ٹلتی ہی اجارہ ٹھہر جانے کیا قباحت
ہی امیر نے عرض کیا کہ حضور کو اختیار ہی جو کچھ چاہیے اقرار کیجیے بادشاہ اسلام نے اس سوار سے کہا کہ تمہارا افسر
یہ لڑائی کا اجارہ لیتا ہی اس سوار نے فرد نکال کر دی اسمین لکھا ہوا تھا کہ اگر ایک مہینے کا خراج کل ممالک محروسہ
کا مجھکو عنایت کیجیے تو مین اس لڑائی کو فتح کر دون بادشاہ نے وہ کاغذ امیر کو دکھایا امیر نے اسے پڑھکر فرمایا کہ
یہ تو کرورہا روپیہ ہوتا ہی اس سے کم کرو نقابدار بنفشہ پوش نے کہلا بھیجا کہ ایک کوڑی اس سے کم نہ لونگا امیر نے چاہا
تھا کہ پھر تکرار کرین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جان کا تصدق مال ہی اول تو ہمین گمان نہین کہ یہ لڑائی کسی سے فتح ہو ہمارا
یہان خاتمہ ہو چکا ہی اگر یہ مہم سر ہو گئی تو دوبارہ گویا زندگی ہوئی امیر نے کہا جو مرضی حضور کی مین راضی ہون غرض
اس کاغذ پر امیر اور بادشاہ اسلام کی مہرین ہو گئین گواہیان لکھی گئین وہ کاغذ سوار لیکر نقابدار پاس گیا نقابدار نے
کاغذ دیکھکر کمر مین رکھ لیا کہ اس اثنا مین نقابدار سیاہ پوش نے پھر نعرہ کیا کہ کوئی میرے مقابلے کو نہین آیا کیا مین ہی
تیرا اون بنفشہ پوش نے جواب دیا کہ او روسیاہ مین چاہتا تھا کہ تو ابھی دو چار گھڑی اور زمانے کی ہوا کھائے مگر تجھکو
اضطراب جہنم مین جانے کا ہی خیر آیا مین یہ کہکر گھوڑے کو اشارہ کیا وہ میدان کی طرف چلا عجب گھوڑا تھا کہ ہڈیان
نکلی ہوئین ایک ایک پسلی نمایان گو بسبب فاقہ کشی کے چلنے کی طاقت اسمین نہ تھی لیکن لال مرچ جو اسکی دم کے نیچے
رکھی ہوئی تھی اسکی تیزی سے چلا جاتا تھا یہ تو مقابلے کے واسطے روانہ ہوا مگر بختیارک جو نقرہ کوہ پیر لقا اور سکندر شاہ
کے پاس بیٹھا تھا اسنے جو نقابدار بنفشہ پوش کو دیکھا اور دو چار مرتبہ سوار کو امیر کے لشکر مین آتے جاتے دیکھا یقین ہوا
کہ مرشد کامل ہین اس بلا کو مار کر سرداران حمزہ کو چھڑا کر لائے ہین اب اس نقابدار کو بھی مار ینگے سکندر شاہ سے پوچھا
کہ یہ نقابدار سیہ پوش کوئی تمہارے عزیزون مین ہی اسنے کہا تو مقصد اپنا بیان کر تجھے رشتہ داری سے کیا غرض ہی وہ
بولا کہ نقابدار کی جان کے ملک الموت آ گئے اب بچنا نقابدار کا بہت مشکل ہی یہ نقابدار عمرو بن امیہ ضمری ہی نقابدار
سیاہ پوش کو مار ڈالیگا اگر اسے بچا لو تو بہتر ہی نہین افسوس کروگے کہ نقابدار مارا گیا اور آج وہ آندھی بھی جو آیا کرتی
تھی نہ آئیگی سکندر شاہ نے کہا او مادر بخطا کیا بکتا ہی اور لقا بھی خفا ہو کر کہنے لگا کہ جو شخص نیا آتا ہی تجھکو معلوم ہوتا ہی
کہ یہ عمرو ہی اور عمرو وہی ہوگا تو نقابدار کا کیا بنا لیگا بختیارک بولا خیر دیکھیے اب دم بھر مین آپکو معلوم ہوا جاتا ہی
لیکن جب نقابدار بنفشہ پوش نقابدار سیاہ پوش کے مقابل ہوا سیاہ پوش تگاور زن ہوا بنفشہ پوش نے تگاور کو خالی
دیا نقابدار سیہ پوش نے کہا کہ ارے یہ کیا تو تگاور زن کیون نہوا اس نے کہا کہ مین ہر کس و ناکس سے تگاور زن نہین
ہوتا کوئی برابر کا میرے ہو تو مین اس سے تگاور زن ہون یہ سنکر نقابدار سیہ پوش آگ ہو گیا کہا مین ہر کس و ناکس
مین ہون برابر کا تیرے نہین ہون خدا جانے کہان سے گریبان تیرا پنجۂ اجل مین پھنس گیا ہی اور قضا تجھے کشان
کشان کھینچ لائی ہی سنا نہین تو نے کہ ع صید را چون اجل آید پئے صیاد رود ✤ بنفشہ پوش نے کہا کہ قضا تیری
سر پر کھیل رہی ہی کوئی دم کا مہمان ہی نقابدار نے کہا کہ تو نہین جانتا کہ میرے اوپر کیا خداوند فرعون شکل

کی مہربانی ہو کہ حریف سے ہتھیار چلنے کی نوبت نہین آتی ہو کہ غضب خداوند کا نازل ہوتا ہو حریف مرکر گر پڑتا
ہو بنفشہ پوش پکارا او سیاہ پوش آن دفتر را گاؤ خورد و گاو را قصاب برد و آن قصاب را نخورد مرد نقابدار سیاہ پوش
نے کہا خیر حال معلوم ہو جائیگا لا اپنا حربہ کر لے بنفشہ پوش نے کہا کہ ہم خدا پرست ہین پیشدستی نہ کرینگے اُسنے کہا معلوم ہوا
اور نیزہ اُٹھا کر مارا بنفشہ پوش نے نیزہ اسکا اپنے نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی تک نیزہ بازی ہوئی
انجام کار بنفشہ پوش نے نیزہ اسکا ہوائی کیا سیاہ پوش آگ بگولا ہو گیا پکارا او بنفشہ پوش تو نے غضب کیا کہ دو
دریا کے لشکر کے سامنے نیزہ میرا ہوائی کیا مگر یہ تلوار ہی اس سے خبردار رہنا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار بنفشہ پوش
نے تلوار خالی دی کاٹھی کو خالی کر کے آسمان پر اُچک گیا تلوار گھوڑے پر پڑی کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے سیاہ پوش
جھکا تھا کہ نقابدار بنفشہ پوش نے آسمان پر سے اُترتے ہوئے تلوار اُسپر ماری کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوئے بس
نقابدار سیہ پوش کے مرتے ہی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین خورشید جادو بود اور خورشید جادو
بیٹا تھا سکندر شاہ کا اور شاگرد تھا عنقائے جادو کا عنقائے جادو کے انتظار مین یہ مارا گیا جب روشنی ہوئی تو
پل اژدہا اور دریائے سکندریہ اور نقرہ کوہ سب غائب ہو گئے لقا وغیرہ سب ایک ٹیکرے پر بیٹھے ہوئے تھے مگر
لوگ نقابدار کے اور جبل درے کے فوج نقابدار بنفشہ پوش پر دوڑے کر لقا اِسے اسنے نقابدار سیہ پوش کو مار ڈالا
نقابدار بنفشہ پوش کا گھوڑا مارا جا چکا ہو سیاہ پوش کے گھوڑے پر سوار ہو کر فوج کفار پر دوڑا اور وہ پانچ ہزار
جوان جو نقابدار بنفشہ پوش کے ساتھ تھے وہ سب تلوارین کھینچ کھینچ کر لشکر کفار پر دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی ان
سرداروں نے لاش پر لاش گرا دی کشتون کے پشتے باندھ دیے یہان تک کہ کفار شکست کھا کر بھاگے نقابدار بنفشہ پوش
لشکر کفار کو بھگا کر اپنے ہمراہیون سمیت درہ کوہ مین جا کر اُترا اُدھر بختیارک نے دیکھا کہ نقابدار سیاہ پوش کے
مرتے ہی سکندر شاہ نے گریبان اپنا چاک کیا دو ہتھڑ منہ پر مارے کہ ہائے فرزند تم اپنا داغ دکھا گئے ہمکو
جیتے جی مار ڈالا کہین کا نہ رکھا اب ہم کسکے سہارے جیئینگے کسکے بھروسے پر زندگانی کرینگے یہ کہکر خوب حالت اپنی
تباہ کی بختیارک نے کہا اے سکندر شاہ مین نے پہلے ہی آگاہ کیا تھا تمھین میرا کہنا یقین نہ آیا سکندر شاہ
بولا اے بختیارک بیٹا میرا ساحر زبردست تھا مگر شاید عنقائے جادو پر غافل ہو کر مارا گیا ورنہ ہرگز نہ مارا جاتا اور
معلوم نہین عنقائے جادو کو کیا ہوا بختیارک بولا اے سکندر شاہ تجھکو میرے کہنے کا مطلق یقین نہین ہے یہ
نقابدار وہی عیار ہو جو تاج شہناز جادو کا لیگیا تھا پہلے عنقائے جادو کو مارا سرداران حمزہ کو قید سے اسکی
چھڑایا پھر یہان آکر تمھارے بیٹے کو مارا اور اب دیکھو ایک آدھ روز مین بالکل حال کھل جائیگا غم کیے سے کچھ
نہ ہوگا جو ہونا تھا وہ ہوا القصہ لاش خورشید جادو کی جلائی بہو نے ماتم کیا بہت غم کیا شہناز جادو نے کہا اے
سکندر شاہ مین خدا پرستون کا استیصال طرفۃ العین مین کرونگا عوض خون خورشید جادو کا لونگا مگر ادھر حمزہ صاحبقران
خوش و خرم میدان سے تعریفین نقابدار کے لوگون کی کرتے ہوئے پھرے کہ کیا شجاع و بہادر اس نقابدار کے لوگ
ہین اگر یہ میری نوکری کرین تو جو مواجب چاہین مقرر کر دین اور مقبل کو بلا کر کہا کہ کھانا دعوت کا نقابدار کے واسطے
لیجاؤ اور جسقدر روپیہ کا اُس سے اقرار ہو جھگڑو ون پر لیدو اگر ہو تو لاؤ اور پیام نوکری کا بھی دو مقبل نے عرض کیا
بہت اچھا غلام جاتا ہی بعد اسکے صاحبقران نے فرمایا کہ نقابدار سیاہ پوش کا ارگیا وہ آندھی موقوف ہوئی مگر
ہمارے فرزندون اور سرداروں کا پتا نہ لگا خواجہ زادے کہتے تھے کہ یہ سب کشتہ سحر مین عنقریب آکر ملینگے نقابدار
سیاہ پوش جہنم واصل ہوا دریائے سکندریہ اور پل اژدہا نقرہ کوہ سب معدوم ہو گئے مگر ابتک ہمارے سرداروں کا

تھا نہین پس معلوم ہوا کہ یہ ہماری تسلی کے واسطے کہتے تھے کہین مردے بھی زندہ ہوئے ہین یہ فرما کر آبدیدہ ہوئے
بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ بلاؤ خواجہ زادون کو اُسی وقت چوبدار فرمان شاہی لیکر روانہ ہوا اور ایک دم بھر مین اُنکو
لاکر حاضر کر دیا بادشاہ نے حسب معمول تعظیم اور توقیر اُنکی کی اور فرمایا کہ آپ کے احکام کبھی فرق نہوتا تھا مگر ابکی مرتبہ
نجوم آپکا کچھ جھوٹھا ہوا کہ سرداران اسلام اب تک پیدا نہوئے اُن چارون بھائیون نے پھر علم نجوم مین دیکھا اور خوب
غور کرکے ایک دو گھڑی بعد ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ہمکو تو علم نجوم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ہی کے سردارون
نے یہ لڑائی نقابدار سیہ پوش کی فتح کی ہے اور کل صبح کو آکر حضور کی خدمت مین وہ سب حاضر نہون تو ہمکو بالکل جھوٹھا
جانیے گا یہی شب درمیان ہے بادشاہ اسلام اور امیر یہ سنکر بہت خوش ہوئے جو کچھ اُنکا معمول تھا وہ اُنکو ملا اس عرصہ
مین مقبل پھر آیا صاحبقران کو سلام کیا اور عرض کیا کہ مین وہ روپیہ اور کھانا پہونچا آیا مگر شہریار عجب کارخانہ اُس
نقابدار کا دیکھا کہ نہ کہین خیمہ ہے نہ فرش بچھانے کو ہے پتھر کی چٹانون پر سب بیٹھے ہوئے ہین غلام نے حضور کیطرف سے
پیغام نوکری کا بھی دیا تھا نقابدار نے جواب دیا کہ ہمارا طریقہ ہمیشہ یہی رہا کہ ہم ہندی پہاڑے پر پڑے رہے لڑائیان
فتح کرتے رہے ہمکو کسی کی نوکری سے کچھ سروکار نہین مگر خاطر سے صاحبقران کی قبول کیا جاتا ہے بشرطیکہ پہلے دو مہینے کی
تنخواہ پیشگی میرے رفیقون کی ازروے حساب بھجوا دین فرمایا کہ ابھی نہین قبول ہوا ابھی وہ بھی روپیہ حساب کروا کے
دے آؤ اور کہتے آؤ تاکہ صبح کو ہمارے پاس آکر موجود ہون مقبل وہ روپیہ بھی ہنگیون پر لدوا کر لیگیا اب وہ وقت ہے
کہ نقابدار بنفشہ پوش کھانا سبکو کھلوا چکا ہے لوگ ہاتھ دھو دھو کر آتے جاتے ہین کوئی بیٹھا حقہ پی رہا ہے اور کوئی پان
کھا رہا ہے کہ مقبل نے وہ روپیہ بھی لیجا کر سامنے نقابدار بنفشہ پوش کے ڈھیر کر دیا اور پیغام صاحبقران کا پہونچایا
روپیہ تو عمرو نے رکھوا لیا اور مقبل سے کہا کہ میری طرف سے خدمت صاحبقران مین عرض کر دینا کہ مین دو گھڑی
رات رہے سے مع اپنے لوگون کے خدمت والا مین حاضر ہونگا مقبل تو چلا گیا یہان سردارون نے عمرو سے کہا
کہ خواجہ ہماری تنخواہ کا روپیہ ہمین دیدو عمرو نے کہا کہ اب رات کا وقت ہے اسوقت چپ ہو رہو صبح کو تقسیم
کر دونگا بعد اسکے صاحبقران پاس لیجاؤنگا علمشاہ نے کہا کہ صاحبو یہ فریب کرتا ہے ایک حبہ کسی کو نہ دیگا تم
سب سوئے اور یہ کل روپیہ لیکر چلا گیا سبھون نے کہا ایسا غضب نہین ہے کہ روپیہ لیکر چلا جائے ہمکو اس
امر کا یقین نہین ہے ہم صبح کو لے لینگے القصہ یہ سب تھکے ماندے تھے ہی اب کھانے جو کھائے تو لیٹتے ہی سو گئے عمرو
کو نیند کب آتی ہے دو پہر رات گئے جب اُسنے دیکھا کہ سب غافل سو رہے ہین نعرۂ خواب بلند ہے بس اُٹھا اور تمام
روپیہ ایک پہر مین زنبیل مین اُٹھا اُٹھا کر ڈال دیا اور لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا اب نقاب منھ پر سے دور کی
بہ صورت اصلی داخل لشکر اسلام ہوا صبح کو بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہوئے صاحبقران مجرا کر کے دنگل پر
متمکن ہوئے دو چار سردار جو باقی ماندہ تھے وہ بھی آکر بیٹھے عمرو نے آکر مجرا گاہ سے سلام کیا اور اپنی جگہ پر آ بیٹھا امیر
نے فرمایا کہ خواجہ کہان تھے کیونکر اُس جانور کے پنجے سے نجات پائی عمرو نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ زندگی تھی
بچ گیا مگر حضور فرمائین کہ مقدمہ نقابدار سیاہ پوش کی لڑائی کا کیونکر فیصل ہوا مین نے سُنا ہے کہ نقابدار سیاہ پوش
مارا گیا فرمایا کہ خواجہ بفضل الٰہی شامل حال ہوا ایک نقابدار بنفشہ پوش ایسا پیدا ہوا کہ کتے کی موت اُسے مار لیا
اور خواجہ بہت سی فوج اُسکے ساتھ نہین کل پانچ ہزار جوان اُسکے ہمراہ ہین مگر کیا کیا جوان ہین ایک ایک
رستم اسفندیار ہے مین تو اُنکا عاشق ہو گیا ہون اور خواجہ مین نے اُنکو نوکر رکھا ہے دو مہینے کی تنخواہ بھی پیشگی بھجوا دی
ہے اب وہ آتے ہونگے دیکھنا اُنکو عمرو نے کہا کہ حمزہ شکر ہے خدا کا کہ ایسی مہم یون ہی حل مین سر ہوئی امیر نے فرمایا

کہ خواجہ دس کروڑ روپے دیے اور یہ تنخواہ جو بچی وہ علاوہ عمرو بولا حمزہ اگر دس پدم روپیہ تو دیتا تو بھی کچھ نہ تھا اور
تسبیح ہاتھ میں لیکر سر پر صاحبقران کے کھڑا ہوا لگا پڑھنے کہ طوفان شیطان اللہ نگہبان گر تو کہ نہیں تو خدا کے
غضب سے ڈر بکر حال گذرے یہاں کا کہ صبح کو سب سردار بیدار ہوئے ابھی تاریکی تھی سبھوں نے چشمۂ آب پر وضو کیا
نمازیں پڑھیں جب روشنی خوب ہوئی علمشاہ نے سب سے کہا کہ صاحبو دیکھو ایک روپیہ چھکڑوں پر باقی نہیں
وہ سب روپیہ عمرو لیکر چلا گیا میرا کہنا کسی نے نہ مانا اگر رات ہی لے لیتے تو بہتر تھا اب وہ سو مکر کریگا ایک حبہ
کسی کے ہاتھ نہ آئیگا مگر میں ہرگز نہ چھوڑونگا وہیں چلکر سامنے صاحبقران کے لونگا سبھوں نے کہا کہ ہم آپ کے
ساتھ ہیں غرض علمشاہ ایک حبشی کی شکل بنا ہوا سب کو ساتھ لیے ہوئے چلا اور یہ سب غل مچاتے ہجو دہائی
حمزہ صاحبقران کی دیتے ہوئے فریاد کرتے ہوئے دروازۂ بارگاہ پر آئے یہاں امیر عمرو سے فرما رہے ہیں
کہ خواجہ آج تم یہ کیا تسبیح پڑھ رہے ہو جاؤ اپنی جگہ پر بیٹھو کچھ کہو تو ہوا کیا عمرو کہ رہا ہے کہ حمزہ زمانہ بہت بُرا
ہے کوئی کسی کا احسان مانتا ہی نہیں بلکہ جس پر احسان کیجیے وہ دشمن جان ہو جاتا ہے کیا بھلا کوئی کسی کے
ساتھ نیکی کرے امیر کہ رہے ہیں کہ خواجہ کچھ بیان تو کرو مذبذب ہم سمجھتے نہیں یہی باتیں تھیں کہ فریاد والغیاث
کی آواز کان میں آئی امیر نے فرمایا کہ خیر تو ہے کیسا غل ہے کہ ہرکارے نے آکر عرض کیا کہ نقابدار بنفشہ پوش کے
لوگ فریادی آئے ہیں کہتے ہیں کہ ہم لوٹ لیے گئے فرمایا کہ بھئی ایسے زبردستوں کو کس نے لوٹا انھیں سامنے تو بلاؤ
عمرو نے اور با آواز بلند اس تسبیح کو پڑھنا شروع کیا کہ اس اثنا میں سب سردار سامنے آئے امیر کو مجرا کیا اور کہا
کہ شہریار ہمارے افسر نے ہمکو لوٹ لیا دو مہینے کی تنخواہ ہم سبکی لیکر بھاگا اور آپ کے پاس آکر چھپا ہے فرمایا کہ
بھئی کہاں ہے افسر تمھارا جہاں ہو ہمیں بتاؤ عمرو آگے بڑھا کہ صاحبو کون تمھارا افسر ہے علمشاہ پکارا کہ یا صاحبقران
یہی ہمارا افسر ہمکو عنقا کے جادو کے مکان سے نوکر رکھکر لایا تھا نہ وہ تنخواہ دی ہے نہ وہ دو ماہہ جو حضور نے
بھیجا تھا دیا ہے سب روپیہ آپ ہضم کیا ہے امیر دل میں سوچتے ہیں کہ یہ آوازیں تو کچھ سنی ہوئی معلوم ہوتی ہیں
یہ کون لوگ ہیں کبھی خیال فرماتے ہیں کہ یہ تو بالکل علمشاہ کی آواز ہے اور گردن اٹھا کر جب چہرے پر نظر کرتے ہیں
تو مانند شب ظلمات کے سیاہ نظر آتا ہے دل میں کہتے ہیں کہ بھلا یہ صورت علمشاہ کی کہاں اور علمشاہ کو تو مرے
ہوئے ایک زمانہ گذر چکا پھر تصور فرماتے ہیں کہ بھی شائد خواجہ زادوں کا کہنا صحیح ہو اور علمشاہ اور بدیع الزمان
اور قاسم بیچارے سب کشتۂ سحر ہوں یہ سوچکر امیر نے پوچھا کہ بھئی تمھارے افسر کا کیا نام ہے اور تمھارا کیا نام ہے عرض کیا
اس حبشی نے کہ یا صاحبقران نام ہمارے افسر کا عمرو ہے اور میں غلام آپ کا علمشاہ ہوں اور یہ سب حضور
کے سرداران نامی اور پہلوانان گرامی ہیں صورتیں سبکی رنگ در وغن عیاری سے بدلی ہوئی ہیں یہ سننا تھا
کہ بمقتضائے محبت پدری امیر چاہتے ہیں کہ اٹھکر علمشاہ کو گلے سے لگائیں کہ علمشاہ خود دوڑ کر قدمبوس ہوا
امیر نے سر اٹھا کر سینے سے لگایا بہت مسرور ہوئے بادشاہ اسلام نے فرمایا صاحبو یہ روپیہ اسے معاف کر دو اسنے
تم سبھوں کی جان بخشی کی ہے یہ روپیہ اسے حلال ہے سب نے کہا کہ شہریار ہمیں کچھ دعویٰ عمرو سے نہیں ہے مگر علمشاہ
بولا کہ میں ایک حبہ نہ چھوڑونگا دام دام لونگا عمرو بولا میں تجھے دونگا اور پکارا کہ بھی دو چار گھڑی کے واسطے
کوئی ہمکو دو ہزار روپے قرض دیتا ہے کسی نے جواب نہ دیا آخر کار حکم ہوا بادشاہ اسلام کا کہ خزانہ شاہی سے دو توڑے
خواجہ کو دیے جائیں عمرو نے سلام کر کے وہ دونوں توڑے لیکر علمشاہ کے سامنے رکھ دیے علمشاہ نے لے لیے بعد اسکے
سب سردار امیر سے اجازت لیکر حمام کو روانہ ہوئے سب نے گرم پانی سے حمام کیا رنگ و روغن انکے چہرے

سے چھوٹ گیا صورتین اصلی ہوگئین مگر علشاہ کو ہر چند نہلایا دھلایا لیکن اُسکی وہ حبشی کی صورت نہ مٹی کسواسطے کہ
اُسپر عمرو نے جام اسحاق کا پانی ڈالا تھا وہ کب اصلی صورت ہونے والا تھا انجام کار قاسم نے عمرو سے کہا کہ
دادا جان آپ مجھسے وہ روپیہ بھی لیجیے جو پدر بزرگوار کو دیا ہے اور دو ہزار روپیہ اور لیجیے انکو بصورت اصلی بنا دیجیے
عمرو نے قاسم کا کہنا نہ مانا بہت سی الحاح وزاری کے بعد قبول کیا اور پھر جام اسحاق مین پانی بھر کر علشاہ پر
ڈالا اسوقت وہ رنگ سیاہ علشاہ کا دور ہوا اور رنگ اصلی نمودار ہوا صاحبقران نہایت مسرور ہوئے جشن فرمایا
ہر سردار کو باعزاز و اکرام گلے سے لگا کر بارگاہ مین بٹھایا ہے لیکن حال سنیے لشکر کفار کا کہ ہرکارون نے جاکر خبر سکندر شاہ
اور لقا کو دی کہ نقاب دار بنفشہ پوش عمرو بن امیہ ضمری ہے اور اسکے ساتھی سب سرداران حمزہ ہین یہ سنتے ہی
بختیارک ناچنے لگا اور پکارا کہ کیون سکندر شاہ جو مین نے کہا تھا وہی ہوا یا نہین اور شہناز جادو سے کہا کہ دیکھی
کرامت اپنے اُس پیادے کی شہناز نے کہا کہ یہ خون عنقاے جادو اور خورشید جادو کا ضائع نہین جائیگا
دیکھنا انکے خون کے عوض مین کس کسکو مارتا ہون اور سکندر شاہ اپنا لشکر ساتھ لیکر شہر سے باہر آیا اتفاق
لشکر امیر اپنی بارگاہ کو استادہ کرایا تخت پر آکر بیٹھا لقا تخت خداوندی پر قائم ہوا صحبت عیش برپا ہوئی
جام گردش مین آیا دو سردار ہین سکندر شاہ کے یہان کہ ایک کا نام ہزبر کوہی دوسرے کا نام مسمار کوہی
دونون نے سکندر شاہ سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے ہم کل ان خداپرستون سے سامنا کرینگے بختیارک ہنسا اور کہا
کہ یہ بیچارے کیا سرداران لشکر اسلام سے عہدہ برآ ہونگے خیر بجوائیے طبل جنگ کل سمجھ لیا جائیگا دیکھ لیجیے انکی لڑائی
سکندر شاہ نے طبل جنگ بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی نقارۂ رزمی گرد گرایا رات بھر دونون لشکرون
مین تیاری رہی صبح کو عرصہ کارزار مین آئے صف باندھکر کھڑے ہوے جسوقت نقیب نقابت کرکے چلے گئے
ہزبر کوہی و مسمار کوہی اپنے گینڈون کو اُڑا کر سامنے تخت سکندر شاہ کے آئے اُتر کر سلام کیے اجازت
میدان چاہی سکندر شاہ بولا فرعون شاہ تمھارا نگہبان ہے یہ دونون پھر گینڈون پر چڑھکر میدان مین آئے
خوب پھر کیون کو گرمایا بعد اُسکے مبارز طلبی کی لشکر اسلام سے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم اور بدیع الزمان گرد
لشکر شکن بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر اُن دونون کے مقابلے کو آئے بعد تگا و رزنی کے گفتگو ہوئی اُن دونون نے
فرعون کی تعریفین کین انھون نے لعنت کی وہ حملہ آور ہوئے نیزے مارے انھون نے چند طعن مین نیزے انکے
ہوائی کیے اُن دونون نے تلوارین مارین قاسم نے تلوار ہزبر کوہی کی چھین کر گرز بخیر مین ہاتھ ڈالکر قاش زین
سے اٹھا لیا اور کہا کہ لعنت کر فرعون شاہ پر وہ بولا کہ لاکھ جانین ہون تو فرعون شاہ پر نثار کرون قاسم نے
یہ سنکر اُسے آسمان پر اُچھالا اور گرتے ہوے کو چورنگ کیا مسمار کوہی کی تلوار بدیع الزمان نے رد کرکے جو تلوار
ماری مع راکب و مرکب چار ٹکڑے کیے بختیارک نے شہناز سے کہا کہ دیکھیے خداپرستون کی تیغزنی شہناز جادو
بولا ملک جی اب کوئی انکے عہدہ برا نہوگا لقا پکارا اے شہناز اب ہاتھ میرا ہے اور دامن تمھارا ہے تمھاری ہی
دستگیری سے یا نون میرا ایمان قائم ہے شہناز بولا مین تمام خداپرستون کو مارونگا اور آپ کو ملک سالم
مین لیجاکر تخت خداوندی پر بٹھاؤنگا اُسدن تو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر آکر مقیم ہوئے
شب کو بعد فراغ آب و طعام سکندر شاہ آکر تخت شاہی پر متمکن ہوا لقا تخت خداوندی پر بیٹھا شہناز
جادو بھی آیا لگا جام چلنے ناچ ہونے لگا جب نشہ شراب تیز ہوا شہناز پکارا کہ بجے طبل جنگ کل مین ہون
اور یہ خداپرست ہین اسی وقت طبل جنگ بجا ہرکارون نے خبر حمزہ صاحبقران کو پہنچائی فرمایا

کر رضینا بالقضاء انشاء اللہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی نوازش مین آئے اُسی وقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا
صدا نقارے کی گونجی لشکر مین تیاری ہونے لگی کہ عمرو نے خدمت حمزہ صاحبقران مین آکر عرض کی یا امیر کل
سامنا ہی شہناز جادو کا اسی کے نام پر طبل بجا ہی بہتر ہی کہ آپ اسم اعظم پڑھکر ایک حصار گرد لشکر اسلام کے
کھینچ دیجیے امیر با توقیر نے عرض عمرو کی قبول کی اور فرمایا بہتر اُسی وقت ملقون کو طلب کیا آپ اشقر پر سوار ہوئے
عمرو بھی ساتھ ہوا اب حد لشکر پر تشریف لائے اور نیزے سے خط دیتے ہوئے روانہ ہوئے اور سقے اُس لکیر پہ پانی
ڈالتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایک مقام پر پہونچے دیکھا امیر نے کہ کچھ سوار الگ لشکر سے کسی قدر فاصلے پر پڑے ہوئے
ہین فرمایا کہ جاؤ اور اُنسے کہو کہ آکر لشکر سے ملحق ہو جائین مین اُن سب کو بھی احاطۂ اسم اعظم مین لے لون کہ شر کفار اور
سحر ساحران غدار سے محفوظ رہین عمرو تو بموجب فرمان صاحبقران والا شان یہ حکم لیکر اُس طرف روانہ ہوا اب رات
بہت کم باقی رہگئی ہی امیر با توقیر اسطرح حد کھینچتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ دور سے ایک شتر سوار پیدا ہوا اور آتے آتے جب
قریب امیر کے پہونچا دیکھا امیر نے کہ ایک بادشاہ چاک گریبان با حالت پریشان چلا آتا ہی اور پوچھنے لگا کہ
زرتاج قاف ثانی سلیمان کس جگہ ہین فریادرس غریبان یعنی امیر حمزۂ صاحبقران کہان ہین اور اُسکے بعد اور بہت سی
تعریفین امیر کی کین امیر نے فرمایا کہ ای بھائی تیرا آنا کہان سے ہوا اور مذہب تیرا کیا ہی عرض کی اُسنے کہ مین
فرعون پرست ہون کوہ علقا کا ایک بیٹا میرا نور نظر ہی کہ اسکو سانپ نے کاٹا ہی سارے جوگی اور درویش جمع ہین
لیکن کسی سے اچھا نہین ہوتا اُسوقت ایک درویش نے کہا کہ اگر حفظ ہیکل ملے تو یہ فوراً اچھا ہو جائے جب مین نے
اُس سے پوچھا حفظ ہیکل کہان ہی اور کسکے پاس ہی تو اُسنے بتلایا کہ حمزۂ صاحبقران عالیشان کے پاس ہی امیر نے
فرمایا کہ وہ عبد ذلیل رب جلیل مین ہی ہون اور حفظ ہیکل بھی میرے پاس ہی لیکن تو اگر خدا پرست ہو جائے تو یہ
حاضر ہی اُسنے کہا کہ بدل و جان مجھکو منظور ہی یہ کہکر مرکب سے کود پڑا اور قدمبوس ہوا امیر نے حفظ ہیکل کو اُتار کر اُسکو دیا
اُسنے مجرا کیا اور چند پھول امیر کے پیشکش کیے امیر نے فرمایا کہ پھول میری جانب سے اپنے فرزند کو دینا اور خدا پرست
کرکے اور حفظ ہیکل لیکر آنا ای بھائی یہ حفظ ہیکل گویا جان ہی حمزہ کی خدا کے نام پر میرا جان و مال سب حاضر ہی اُسنے
عرض کیا ای امیر انشاء اللہ بہت جلد مع اپنے فرزند و رفقا کے ہیکل لیکر حاضر خدمت ہونگا یہ کہکر اور سلام کرکے امیر کو چلا
پیٹھ موڑ کر اُن پھولون کو ایک شیشے مین ڈالکر اور منھ اُسکا انگشت زر سے زمین پر بند کر لیا پس اُسنے شیشے کے منھ کو بند کیا اور
ادھر صاحبقران نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو کر پشت مرکب سے زمین پر آئے ادھر یہ سب سقے بدحواس قریب امیر
کے آئے اور حال صاحبقران دیکھکر عمرو کو چلائے کہ خواجہ جلد آؤ ذرا دیکھو تو یہ صاحبقران کو کیا ہوا عمرو چلا ہی آتا
تھا مگر اس آواز کو سُنکر اور جلد دوڑا آکر دیکھا تو حال امیر کا ابتر پایا آنکھین پھری ہوئین رنگ متغیر آثار مرگ چہرے پر
ظاہر آمد و شد نفس سے معلوم ہوتا ہی کہ زندہ ہین ورنہ نبضین بھی ساقط ہین پوچھا عمرو نے اُن سقون سے کہ یکایک
یہ امیر کو کیا ہوا اُنھون نے بیان کیا کہ ایک شتر سوار صحرا کی طرف سے آکر حفظ ہیکل صاحبقران سے مانگ کر لیگیا پس
اُدھر وہ چلا تھا کہ ادھر امیر غش کھا کر پشت مرکب سے زمین پر گر پڑے عمرو پکارا کہ غضب ہو گیا ضرور وہ کوئی ساحر تھا
اور ایک نعرہ ہائے کا مار کر پہلو مین صاحبقران کے گر پڑا اور یہ سقے خبر لیکر طرف لشکر کے روانہ ہوئے اب تاریکی شب کی
برطرف ہوتی جاتی ہی اور آثار صبح کے نمایان ہوئے ہین لیکن اب حال بیان کیا جاتا ہی اُس شتر سوار کا کہ وہ حفظ ہیکل امیر
کی لیکر طرف لشکر کفار کے روانہ ہوا ہی ادھر صفین لشکر کی آراستہ ہو چکی ہین شہناز جادو اور سکندر شاہ آگے لشکر
کے کھڑے ہین کہ یہ جاکر پہونچا پس اسکو دیکھتے ہی شہناز اپنے اژدر آتش فشان سے کود پڑا اور بطور کفار سلام کیا اُسنے

کہا کہ اے شہناز کہدینا سکندر شاہ سے کہ نامہ تیرا پہونچا اور دلنواز جادو اگر اپنا کام کرکے چلا گیا اور اے شہناز
جادو مین حفظ ہیکل حمزہ کی لیکر حمزہ کو بیکار کیے جاتا ہون اب جسطرح تیرا جی چاہے حمزہ کا کام تمام کر یہ کہکر
راہی ہوا شہناز جادو اُسکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا رہا جب وہ چلا گیا شہناز جادو نے سکندر شاہ سے کہا کہ یہ
دلنواز جادو بادشاہ طلسم عجائب تھا جو حفظ ہیکل حمزہ کی لیگیا دلنواز تو اُدھر روانہ ہوا اِدھر سقے خبر لیکر امیر کبیر
کی خدمت شاہی مین حاضر ہوئے اور با حال پریشان اگر تمام واقعہ جو کچھ کہ امیر پر گذرا تھا عرض کیا بادشاہ اسلام
نے تاج سر سے پھینک دیا اور مع سرداران لشکر اسلام اور فرزندان امیر عالیمقام روانہ ہوئے جب وہان پہونچے تو دیکھا
کہ امیر بیہوش پڑے ہوئے ہین آثار مرگ ظاہر ہین رنگ چہرے کا متغیر ہی فرزندان امیر نے خاک اُڑانا شروع کیا
گرد امیر کے سب جمع ہوئے عمرو سے لپٹ کر کہتے ہین کہ خواجہ یہ صاحبقران کو کیا ہوا عمرو امیر سے لپٹا ہوا
پکار رہا ہی کہ اے بندہ نواز عمرو اے تاج لشکر ظفر اثر اے شمع شبستان صاحبقرانی اے گل گلزار خلیل رحمانی اے شکل سلیمان
اے یاور غریبان اس سفر مین اپنے عمرو کو ہمراہ نہ لیا کبھی ایسا نہین ہوا کہ مجھکو آپ نے ساتھ نہ لیا ہو ہر مقام پر
مین ساتھ رہا امیدوار ہون کہ جلد مجھے طلب فرمائیے جلد اس خدمتگار کو پاس بلائیے عمرو بعد آپ کے
ایک لحظہ نہ جیے گا یہ کہتا ہی اور روتا ہی بادشاہ اسلام خاک پر لوٹ رہے ہین تمام دن یہی حال رہا قریب شام
کفار تو خوش و خرم اپنے خیمون مین پھر گئے ادھر سرداران اسلام امیر کو میدان مین سے اُٹھا کر لائے اور پلنگ پر
ڈالدیا اب تمام خواتین منطقہ کل آئین قیامت برپا ہوئی بادشاہ اسلام نے خواجہ زادون کو بلوایا اُنھون نے
رمل مین حال دریافت کرکے عرض کیا کہ قران صعب امیر اور تمام حاضرین لشکر پر آیا ہی مگر مآل بخیر معلوم ہوتا ہی
حضور خاطر جمع رکھین اگرچہ اہل اسلام بہت سے صدمے اُٹھائینگے لیکن انجام کار فتح پائینگے پس خواجہ زادون کو
خلعت اور توڑے اشرفیون کے دیکر رخصت کیا مگر اُسطرف جو کفار پھر کر داخل بارگاہ ہوئے صحبت عیش
برپا ہوئی جام گلفام گردش مین آیا شہناز نے سکندر شاہ سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے کل نکلکر میدان
مین خداپرستون کا کام تمام کرونگا اُسی وقت طبل جنگ بجا ہرکارے خبر لیکر خدمت بادشاہی مین آئے اور عرض
کیا کہ طبل جنگ بجا ہی کل شہناز جادو میدان مین آئیگا شاہ نے کہا کہ ہم آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہین یہان بھی
طبل جنگ بجے ہم خود چاہتے ہین کہ ہمارا جلد خاتمہ ہو جائے بعد ایسے آقا کے جینے کو دل نہین چاہتا القصہ رات بھر
طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوئے شہناز جادو اپنے اژدہے کو بڑھا کر میدان مین آیا مرکب سے اُترا
چوکی موم کا تیار کرکے اُسمین بیٹھا نیا ٹیکا سیندور کا ماتھے پر دیا تھال مین سب اسباب سحر رکھا ہوا تھا اُسمین سے
ماش کا آٹا لیکر ایک مونڈھا بنایا اور ایک نازنین موم کی بنا کر اُسپر بٹھائی اور اسم سحر پڑھکر اُسپر دم کیا کہ وہ
مونڈھا مع نازنین زمین مین دھنس گیا بعد اُسکے ایک مرکب اور ایک سوار موم کا بنا کر روئی کے پہل پر اُسے
رکھکر اسم سحر پڑھا کہ وہ روئی کا پہل مع راکب و مرکب اُڑ کر ابر سفید بنکر آسمان پر قائم ہوگیا اور زمین پر دو برج
بنکر تیار ہوئے ایک برج پر نازنین سرخ پوش دوسرے برج پر ایک نازنین سبز پوش بیٹھی ہوئی تھی کہ وہ ابر
سفید رنگ جو آسمان پر قائم تھا اُسمین سے صدائے رعد بلند ہوئی وہ ابر شق ہوا اور ایک سوار بادلہ پوش
پیدا ہوا اور میدان مین مرکب کو جولان کیا اور بعد لحظہ بھر کے مرکب روک کر مبارز طلبی کی دست حبیب کی
طرف سے شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری مرکب اُڑا کر سامنے تخت بادشاہی
کے آیا مجرا کیا رخصت میدان چاہی فرمایا اے قاسم تمنے رنگ تو لڑائی کا دیکھ لیا ہوتا عرض کیا کہ شہریارا

رنگ کیا دیکھتا دا دا جان حالت جان کنی مین ہین سامنا ساحرون کا ہو انسے عہدہ برا ہونا معلوم سبقت کرنے
مین ناموری ہو کر پہلے قاسم نے جان اپنی نثار کی فرمایا کہ اچھا جاؤ تمہین خدا کے سپرد کیا قاسم جام پی کر نا واقف
انجام مرکب پر سوار ہو کر اوس سوار کے مقابلے کو چلا کہ اوس نازنین سرخ پوش نے آواز دی کہ اے شہزادے مین تجھپر
مدت سے دلدادہ فریفتہ ہون اور تجھکو میری خبر نہین واہ معشوق ایسے ہی ہوتے ہین قاسم نے پھر کر جو اوس نازنین کو
دیکھا مائل و مبتلا ہوا اودھر کب جھکا کر برابر اوس نازنین کے آیا کہا کہ ای محبوب جانی اگر میری خواہان ہو تو آؤ مین تمہین
ساتھ لیچلون یہان میدان مین بیٹھنے سے کیا علاقہ اور ہاتھ بڑھایا کہ اوسے اوٹھا کر اپنے گھوڑے پر سوار کر لے اوس
نازنین کے ہاتھ مین چوب یاقوت رنگ تھی اوسنے قاسم پر ماری کہ ارے دیکھتا ہو کر سامنے شہناز جادو کھڑا ہی
اور تو یہ بد لحاظی کرتا ہی بس چھڑی کا قاسم پر پڑنا تھا کہ قاسم گھوڑے پر سے کودا اور دیوانہ ہو کر زیر برج یاقوت
بیٹھا سیارہ روتا ہوا مرکب کو پھیر گیا اوس سوار نے پھر مبارز طلب کیا اکی بار بدیع الزمان کہ عاشق صاحبقران
ہی بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر میدان مین آیا کہ اوس نازنین سبز پوش نے آواز دی کہ ای بدیع الزمان
اسقدر بیمروتی پر کمر باندھی عاشق کی طرف دیکھتے بھی نہین ہان صاحب کا ہیکو دیکھو گے اپنی خوبصورتی پر گھمنڈ
ہی یہ آواز سنکر بدیع الزمان نے جو پھر کر اوس نازنین کو دیکھا از خود رفتہ ہو گیا پکار اکہ ای جان جہان و ای
محبوبہ جان ستان مجھے نہ معلوم تھا کہ تم بھیر عاشق ہوا آیا مین مجھے سوائے تمھارے کسی سے مطلب نہین اور گھوڑا
پھیر کر اوسی نازنین پاس آیا کہ پہلو مین اوسکے جاکر بیٹھے اوس نازنین نے چھڑی زمرد رنگ تھا کر بدیع الزمان
پر ماری کہ او بد لحاظ سامنے شہناز جادو کے یہ بے ادبی ادب سے بیٹھ چھڑی پڑتے ہی بدیع الزمان گریبان پھاڑ کر
دیوانہ ہو کر زیر برج زمرد بیٹھ گیا اور اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا سرداران قاسم ترک و خاوری سب آ کر
قاسم سے لپٹے کہ ای شہریار آپ نے کیا حال اپنا بنایا ہی سب دست راستی آپ کو نام رکھتے ہین کہ صاحبقران اس
حالت مین گرفتار ہین ہم قاسم مسحور سحر جو اوس سے آکر لپٹا کپڑے پھاڑ کر دیوانہ ہو کر وہین بیٹھ گیا اودھر باختری بدیع الزمان
کو آکر سمجھانے لگے وہ بھی دیوانے ہو کر بیٹھے شام تک تمام باختری اور ترک خاوری دیوانے بن بنکر ان برجون کے
نیچے بیٹھے اور اکثر کو وہ سوار ہاتھ مین ڈالکر اوٹھا لیگیا اور اوسی ابر مین غائب ہو گیا شام کو طبل بازگشت بجا دونون
لشکر وہان سے پھرے بادشاہ اسلام آکر داخل بارگاہ ہوئے صاحبقران کو اوسی حالت سکرات مین دیکھا رو دیا
لیے اور پکار کہے کہ یا صاحبقران آج قاسم اور بدیع الزمان کو شہناز جادو نے مع انکے لوگون کے گرفتار کر لیا
امیر بیہوش تھے جواب کون دیتا اودھر شہناز جادو نے پھر طبل جنگ بجوایا رات گذری صبح کو میدان مین آیا
اودھر لشکر اسلام آکر کھڑا ہوا صفین آراستہ ہوئین نقیب نقیب تکرے کر چلے گئے شہناز نے آسمان کی جانب
دیکھا لیس آواز اوڑنے کی ہوئی ابر شق ہوا اور وہی سوار بادلہ پوش نمودار ہوا آکر میدان مین کھڑا ہوا مبارز
طلب کیا کئی سردار نکلے جو دست راستی تھا اوسے نازنین سبز پوش نے بلاکر دیوانہ بنایا جو دست چپی تھا
اوسے نازنین سرخ پوش نے طلب کر کے مسحور سحر کیا اور جو سردار طلب لشکر سے نکلا اوسے سوار بادلہ پوش اوٹھا کر
لیگیا اوسی طرح چند دن کی میدان داری مین تمام سرداران لشکر اسلام گرفتار سحر ہو کر ان برجون کے نیچے
سامنے ان دونون نازنینون کے بیٹھے عجب تلاطم لشکر اسلام مین تھا سوائے بادشاہ اسلام اور امیر اور چند
مشیران ذی تدبیر کے کوئی باقی نہ تھا مقبل وفادار پاس سے امیر کے ایک دم جدا نہوتا تھا فرمایا بادشاہ
نے کہ رعیہ غازی کو دربند ہیلیہ سے بلانا چاہیے امیر کے حال پر ملال سے واقف کرنا ضرور ہی اوسی وقت پروانہ

کرب غازی کی طلب کا روانہ کیا یہان کرب غازی غسل صحت کر چکا ہے ارادہ ہے کہ نقرہ کوہ کو روانہ ہو کہ
پروانہ ہو پہنچا حال صاحبقران سے آگاہ ہوا جلد تر کوچ بکوچ روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا تمام لشکر پریشان
نظر آیا بادشاہ اسلام کو تنہا پایا امیر کو حالت سکرات مین دیکھکر قدمون سے لپٹ کر خوب رویا اور پکارا کہ
اے آقا غلام آپ کو اس حال سے کیونکر دیکھے اور روتے روتے بیہوش ہو گیا عمرو بھی کرب کی خبر سنکر آیا کرب
کو ہوش مین لایا بادشاہ اسلام عمرو کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کیا یونہین لشکر اسلام کا خاتمہ ہو جائیگا
عمرو پکارا شہریار مین موجود ہون جو ارشاد ہوا سے بجا لاؤن تمام مشیران سلطنت لیران خواجہ بزرجمہر سب آکر
جمع ہوئے تدبیرین ہونے لگین اب خواجہ بزرگ امید بھی کرب کے ہمراہ آگئے ہین بعد بحث مباحثہ کے یہی
صلاح ہوئی کہ وہ ساحر جو حفظ ہیکل امیر حمزہ صاحبقران کی لیگیا ہے جبتک گرفتار نہوگا یا مارا نہ جائیگا صاحبقران
ہوش مین نہ آئینگے عمرو نے کہا کہ وہ جادوگر جانے کدھر سے آیا تھا اور کدھر چلا گیا سب نے کہا کہ خواجہ اسکا دریافت
کرنا سوائے آپ کے اور کسی سے نہوگا عمرو بولا کہ میری جان بھی کام آئے تو دینے کو حاضر ہون جاتا ہون جس طرح ممکن
ہوتا ہے دریافت کرتا ہون یہ کہکر لشکر کفار کی طرف روانہ ہوا دریائے فکر مین غوطہ زن ہے کہ اے عمرو کس سے
حال دریافت کریگا بڑی دیر کے بعد خیال مین گذرا کہ بختیارک مقرر جانتا ہوگا اسی سے خوب معلوم ہوگا بس صورت
بدلکر لشکر کفار مین داخل ہوا یہان بختیارک بارگاہ سکندریہ شاہ مین بیٹھا تھا کہ اسکی رگ مادر خطائی جنبش مین
آئی حیران ہوا کہ یہ حرامزادی بیوقوف کیون جنبش مین آئی کیا مرشد تیرے پاس آگئے ہین نام عمرو کا لیکر جو رگ پر ہاتھ
رکھا دھڑکنا رگ کا موقوف ہو گیا جان پر صدمہ ہوا کہ وائے غضب مرشد تیری فکر مین کیون آگئے ہین تو جلکر اپنے
خیمہ مین بندوبست کرکے بیٹھ دلمین یہ خیال کرکے پیٹ پکڑ کر لوٹ گیا ہائے درد ہائے درد پکارنے لگا لقا اور
سکندر شاہ نے پوچھا ارے کیا ہوا کہا کہ یہ درد کبھی کبھی میرے اٹھا کرتا ہے سکندر شاہ نے کہا کہ بید کو بلواؤ
بختیارک بولا کچھ بید کی حاجت نہین علاج اسکا مین اپنے خیمے مین جاکر آپ کرلونگا یہ کہکر بارگاہ سے باہر
آیا اپنے خچر پر سوار ہوا لوگون سے کہا کہ خبردار کوئی شخص نہ آنے پائے اور آئے تو اسے پکڑ لینا وہ بولے کہ آپ
ذرا اشارہ کر دیجے گا ہم فوراً گرفتار کر لینگے کہا کہ حرامزادو جب کوئی میرے سر پر آجائیگا تو مجھسے اشارہ نہو سکیگا
ارے ملک الموت کے سامنے آواز نکل سکتی ہے تم سب بڑے حرامخور ہو سب کو برطرف کر دونگا یہ کہکر جلد
اپنے خیمے کی طرف چلا عمرو نے دیکھا کہ بختیارک جاتا ہے جلدی سے مشعلچی کی شکل بنکر دستی روشن کرکے لیکر دوڑا
برابر بختیارک کے پہونچکر اسقدر دستی بلند کی کہ قریب تھا ڈاڑھی بختیارک کی جھلس جائے بختیارک
نے کہا او مشعلچی تو کیا اندھا ہے سوجھتا نہین تجھے کیا مجھے جلا دیگا اور بغور دیکھا کہ ارے یہ تیسرا مشعلچی کسکا ہے عمرو
نے بائین آنکھ کا تل اسے دکھایا اب بختیارک نے پہچانا کہ یہ تو مرشد کامل ہین قریب تھا کہ جان نکل جائے
اشارے سے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ یہ کمال بے ادبی ہے کہ غلام سوار حضور پیدل اشارہ کیا کہ چپکے سے چلے چلو
بختیارک مثل قالب بیجان چلا جاتا ہے جب اپنے خیمے کے پاس پہونچا خچر پر سے اترا عمرو نے اشارہ سے کہا
کہ آپ آگے چلیے لوگون نے کہا کہ اگر کچھ اندیشہ ہو تو کہ دیجیے پھر آپ کہیے گا کہ عمرو آیا مجھکو کوٹ لے گیا
بختیارک نے کہا تم بڑے حرامخوار ہو عمرو کبھی جوتی مارنے مجھے نہین آتا یہ کہکر اندر چلا ایک آدھ نے کہا کہ تیسرا
مشعلچی کون ہے کہا میرا باپ ہے تو کون ہے کیا میرا اتالیق ہے اور اندر خیمے کے جاکر دروازہ خیمہ کا بند کر لیا اور عمرو کو پاس
بلاکر پیرون پر گر پڑا کہ مین تو حضور کا غلام ہون ہمیشہ سے مطیع اسلام ہون عمرو بولا کہ اس بدذاتی سے باز آ قدم

اندنون مین نہایت پریشان ہین صاحبقران کی وہ حالت ہی کوڑی کوڑی کو تنگ ہین بختیارک نے کہا کہ مین نے
دو ہزار روپیے نقد رکھے ہین وہ حاضر ہین عمرو نے وہ لیے اور کپڑے پلنگ فرش لیکر نذر زنبیل کیا پھر کہا کہ ملک جی
آج ہم ایک کام کو تمھارے پاس آئے ہین اگر تمنے سچ کہا تو خیر ورنہ برب کعبہ جان سے مارڈالونگا بختیارک نے
کہا پیر و مرشد غلام کبھی کوئی خبر حضور سے نہ چھپائیگا جو غلام کو معلوم ہوگا مفصل عرض کریگا حضور پوچھین عمرو نے کہا کہ
ملک جی سچ بتاؤ کہ یہ جادوگر جو حفظ ہیکل حمزہ کی لیگیا ہی کہان رہتا ہی کیا نام ہی اسکا بختیارک نے کہا کہ دلنواز جادو
اسکا نام ہی بادشاہ طلسم عجائب کا ہی مگر راستہ اس طلسم کا غلام کو نہین معلوم اگر مجھے مار ڈالنا آپ کو منظور ہی تو بہانہ کیا
ضرور ہی سر حاضر ہی عمرو نے کہا اگر تمھین معلوم نہین تو ممکن ہی کہ تم شہناز جادو سے معلوم کروگے بختیارک بولا وہ طریقہ
ارشاد ہو کہا کہ ہم خدمتگار بنکر تمھارے ساتھ چلینگے قلمدان تمھارا لیے تمھارے سر پر کھڑے رہینگے تم شہناز جادو
سے پوچھنا معلوم ہو جائیگا اُسنے کہا بہت اچھا مین موجود ہون کہا کہ پھر دیر کاہیکی ہی اٹھو چلو بختیارک اُسی وقت
اُٹھکر باہر آیا خچر پر سوار ہوکر چلا راہ مین عمرو نے کہا کہ سُنو ملک جی تم ہو بڑے حرامخوار اگر تمنے بطور سابق نام میرا کسی
حیلہ وغیرہ پر لکھکر یا رقعے مین لکھکر کفار کو آگاہ کیا تو مجھسے بُرا کوئی نہین مین اپنے کو تو زندون مین شمار نہین
کرتا مگر تمھین جان سے مارڈالونگا جیتا نہ چھوڑونگا بختیارک پکارا کہ پیر و مرشد پہلے سے وہ رخنہ بندی کرتے ہین
کیا مقدور ہی غلام کا جو کسی طور سے نام حضور کا ظاہر کرے غرض بختیارک بارگاہ مین آکر اپنی کرسی پر بیٹھا مگر جان
بدن مین نہین ہی شہناز جادو نے دیکھا کہ رنگ بختیارک کا متغیر ہی پوچھا کہ ملک جی کیا ابھی درد نہین گیا جو چہرہ
تمھارا اداس ہی بولا کہ نہین آپ کے اقبال سے سب طرح اچھا ہون مگر ایک مقدمہ مین کمال متردد و متفکر ہون
پوچھا کہ وہ کیا مقدمہ ہی کہا کہ مبادا وہ حفظ ہیکل حمزہ کے ہاتھ آجائے اور اسم اعظم حمزہ کا کھل جائے اور حمزہ ہوش مین
آئے تو غضب ہو جائیگا شہناز نے کہا کہ ملک جی یہ امر بہت مشکل ہی کون طلسم عجائب مین جائیگا اور طلسم فتح کرکے
دلنواز جادو کو ماریگا یہ سُنکر بختیارک چپ ہوا تھا کہ عمرو نے پیچھے سے ایک ٹھوکا دیا کہ ملک جی راہ تو دریافت
کرو بختیارک نے کہا کہ ای شہناز جادو خداپرستون نے بہت طلسم فتح کیے ہین اس طلسم کو بھی فتح کرینگے شہناز
جادو نے کہا کہ وہانکا راستہ ایسا ہی کہ کوئی طلسم تک نہ جاسکیگا بختیارک نے کہا کہ کیا کوئی بلا راہ مین ہی اُسنے
کہا اول تو راہ مین ایک دشت پر خار ہی اُس کے سے گذرنا دشوار ہی اور اگر اُسسے بمشکل طی بھی کیا تو پھر بیابان لالہزار
ہی مکان ہی لالہ زار جادو کا جو کوئی نادانستہ اُس لالہ زار مین جائیگا صدا اثر اقے کی لالہ کے پھولون سے پیدا ہوگی
اور شعلہ آتش نکلکر اُس شخص کو جلا دیگا اُسکے بعد درۂ نرگس زار ہی اُسمین اگر کوئی اجنبی جائیگا تو وہ پھول صدائے عجیب
دے کر آنکھون کی صورت ہو جائیگا اور اُس شخص کو دیکھتے ہی پانی کی طرح بہا دیگا اور اگر اس سے بھی گذرا اور پہونچا
طلسم عجائب مین تو لوح اُسکی معدوم ہی نہ کوئی ساحر طلسم جانتا ہی نہ بادشاہ طلسم کو معلوم ہی پھر کیونکر کوئی لوح پائیگا
اور طلسم اُسکو فتح کریگا بختیارک نے یہ سُنکر کہا ای شہناز جادو جو ہونا تھا وہ ہو چکا جو کوئی اپنے ہاتھ سے اپنے
پاؤن مین کلہاڑی مارے اسکا کیا علاج مثل ہی کہ خود کردہ را درمان نیست غضب کیا تمنے کہ سارا حال بیان کردیا
حریف اس کیفیت سے آگاہ ہوگئے در و دیوار ہم گوش دارد دیدہ و دانستہ طلسم کو برباد کرایا شہناز پکارا او بیحیا
آپ ہی تو نے حال پوچھا پھر اب آپ ہی یہ باتین بناتا ہی کہ تو سہی یہ معرکہ کیا ہی بختیارک بولا یہ امر اتفاقی ہی
عمرو نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اب یہ حرامخور حال کھولا چاہتا ہی پھر ایک ٹھوکا دیا کہ تو نے بدزبانی کی یہ کمر باندھی بختیارک
نے پھر کر دیکھا عمرو نے کہا بس اب چلو بختیارک درد کا بہانہ کرکے اٹھا باہر آیا عمرو تو راہی لشکر اسلام ہوا

بختیارک بارگاہ مین پھر کر آیا شہناز جادو نے کہا ارے تو اتنی ہی دیر مین اچھا ہوگیا پکارا کہ میرے
ساتھ ملک الموت تھے یعنے مرشد کامل وہ سب حال سُن گئے اب طلسم برباد ہوا شہناز جادو بولا کہ تو نے ہمسے
نہ کہا کہ عمرو میرے ساتھ ہے تو خود اپنے ساتھ اُسے لایا کھود کھود کر مجھسے حال پوچھا معلوم ہوا تو خدا پرستون سے
ملا ہوا ہے بختیارک نے کہا کہ مجھسے زیادہ اُنکا دشمن کون ہوگا وہ جو تمنے سُنا ہو باپ مارے کا بیر میرے تو باپ کو
اُسنے مارا ہے تو اُنکا دشمن جان تشنۂ خون ہون لیکن اگر ایسا نہ کرون تو مارا جاؤن جب مجھے یہان لایا تھا پہلے اقرار
کروا لیا تھا کہ خبردار تو نے اشارۃً کنایۃً کسی طرح میرا حال بیان کیا تو تجھے مار ہی ڈالونگا اُنکا حال لکھے کیا اپنی جان بیا
شہناز جادو بولا ہو بڑے بدذات مگر اِس سے خاطر جمع رکھو اس طلسم کی لوح نہین ہے کوئی اس طلسم کو توڑ سکیگا یہان
یہ گفتگو ہے مگر عمرو جو وہان سے لشکر اسلام مین آیا تمام حال بادشاہ اسلام سے بیان کیا اور کہا کہ ایک کوئی ایسا ہو کہ
جا کر طلسم فتح کرے اور حفظ ہیکل حمزہ کی لائے بادشاہ اسلام بولے مین خود جانے کو موجود ہون یہ سنکر کرب پکارا مین
سر فروشی کو مستعد ہون عمرو نے کہا خواجہ زادون کو بلائیے جسکے نام پر طلسم کشائی نکلے وہ جائے اور یون
جائیگا تو گرفتار طلسم ہو جائیگا اُسی وقت خواجہ بزرگ اُمید وغیرہ کو بلایا اُنھون نے رمل مین ملاحظہ کرکے عرض
کیا کہ وہ شخص جائے جسے عیاری مین بھی دخل ہو اور زور و قوت مین اگر برابر نہین تو قریب صاحبقران
کے ہو عمرو پکارا کہ یہ صفتین سوائے کرب غازی کے اور کسی مین نہین کرب پکارا کہ مین جاؤنگا سعادت ہے
میری اور اُٹھکر کھڑا ہوا عمرو کرب کو اپنے خیمہ مین لایا اور کہا اے کرب تو میرا فرزند مشہور ہے جہان عیاری کا کام
آ پڑے وہان پہلو کنی کو دخل نہ دینا اور رنگ و روغن عیاری بنا کر کیسے مین بھر دیے کرب رخصت ہونے کو
امیر کے پاس آیا امیر کو اُسی حالت سکرات مین پایا کرب آنکھون کو تلوون سے ملنے لگا پکارا کہ اے آقا اب مجھے
رخصت کیجیے مین جاتا ہون حفظ ہیکل لینے اور روکر اپنے مولا غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو یاد کیا
اسوقت امیر معجزے سے شاہ ولایت کے ہوش مین آئے کرب قدمون سے لپٹا ہوا تھا امیر نے اُسے گلے سے لگایا
اور فرمایا کہ اے کرب مین نے تجھے سپرد کیا تیرے مولا کو وہی نگہبان ہین یہ کہکر پھر بیہوش ہوگئے شام ہو چلی تھی
قصد کیا تھا کہ شب بسر کرکے صبح کو جائے مگر خواجہ زادون نے فرمایا کہ آج جانے کا دن بہت خوب ہے عمرو نے
کرب سے کہا کہ آج باجراب کرنا ضرور ہے آج تمھین بختیارک کے گھر مین بیجلکر رکھین صبح کو طلسم کا راستہ لینا کرب نے
کہا اے پدر بزرگوار لشکر دشمن مین جانا منہ مین اژدہے کے جانا ہے کہا کہ بیٹا یہی جرأت ہے کہ حریف کو آگاہ کرکے گئے
کرب بولا مین آپ کے کہنے سے باہر نہین چلیے اور سیاہ دوشالے کا جھرمٹ مار کر مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوا
یہان بختیارک کی رگ مادر خطائی پھر جنبش مین آئی اور اُسے معلوم ہوا کہ مرشد تیرے پاس آتے ہین القا اور
شہناز وغیرہ کی آنکھ بچاکر باہر نکلا چلا تھا اپنے خیمے کو کہ عمرو چوبالے سے سر باہر نکالکر پکارا کہ ذرا یہ عرضی
ملاحظہ فرمائیے اسکو لیکر جو پڑھا لکھا تھا کہ منم عمرو بن اُمیہ ضمری کچھ کام کے واسطے تمھارے پاس آیا ہون
بس یہ خبر پڑھ کے دوڑا کہ آپ بعد مدت تشریف فرما ہوئے آنکھین ترس گئین آپکے دیکھنے کو خواجہ بھی چوبالے
سے نکلکر ہاتھ اسکا پکڑ لیا کہارون سے کہا کہ چوبالہ لیجاؤ بختیارک اپنے خیمے مین لایا دیکھا کہ پیچھے ایک سیاہ پوش اور
چلے آتے ہین عرض کیا کہ یہ کون ہین کہا کہ کرب دلاور بختیارک کا رنگ اُڑ گیا عرض کیا کہ حضور غلام کو کافی تھے انکو میرے
ذبح کرنے کو کیون لائے عمرو بولا کہ کرب طلسم عجائب کے توڑنے کو جاتا ہے آپ کچھ خطرہ اپنے دل مین نہ لائیے اب بختیارک
کے تن مین جان آئی کرب کی دعوت کا سامان کیا بخوبی پیش آیا مگر بارے دہشت کے رات بھر نہین سویا کہ دو قاتل و سراج

سر پر موجود تھے پہر رات پچھلی باقی تھی کہ عمرو نے کرب سے کہا سوار ہوا اور بختیارک سے خطاب کیا کہ چلیے آپ بھی
چلکر بیابان خارستان تک انکو پہونچا آیئے بختیارک نے کہا کہ اگر میرے قتل کا ارادہ ہی تو مین یہین موجود ہون
عمرو نے خنجر ہاتھ مین لیا اور کہا کہ او حرامخور رہم کیا تیرے دشمن ہین بختیارک کانپ کر زمین پر گر پڑا اور پکارا کہ آپ
دشمن ہونگے تو دوست کون ہوگا عمرو بولا کچھ ضرورت ہی اسواسطے مین تجھین لیے جاتا ہون بختیارک ساتھ ہوا عمرو
سر حد تک بیابان کے لایا کرب کو رخصت کیا کرب تبر سے خارستان کاٹتا ہوا روانہ ہوا عمرو نے بختیارک کو بالکل
برہنہ کیا درخت سے باندھ دیا اور کہا خبردار افشائے راز نہ کرنا نہین تو مار ہی ڈالونگا اور بالفعل سیر بیابان کی کر
بختیارک بلبلایا کہ مجھکو آپ بیابان کیون چھوڑے جاتے ہین کوئی جانور درندہ مجھے پھاڑ کر کھا جائیگا کہا کہ کوئی تیرے
پاس نہ آئیگا خاطر جمع رکھ اور چند زنگ اسکے گلے مین باندھ دیے کہ جب کوئی جانور تیرے پاس آئیگا تو اپنی گردن ہلانا
وہ بھاگ جائیگا عمرو تو یہ کہکر چلا گیا پانچ چار گھڑی رات عجب عذاب سے اسنے بسر ہوئی صبح کو ہر آئندہ و روندہ سے
کہتا تھا کہ مین درخت سے بندھا ہون ایک عیار مجھے باندھکر چلا گیا کسی نے نہ سنا کہ بکتا کیا ہی ادھر صبح کو خیمے مین بختیارک
کی ڈھنڈھیا پڑی خدمتگارون نے تمام خیمہ چھان مارا مگر کہین پتا نہ پایا آخرکار یہ صلاح ہوئی کہ دو دو چار چار
آدمی چارون طرف ڈھونڈھنے جائین قضائے کار دو چار خدمتگار تلاش کرتے ہوئے وہان بھی پہونچے اسے
درخت سے کھولا بختیارک نے کہا کہ کیون حرامزادو یہ حال میرا عمرو کے ہاتھون کروایا سبھون نے کہا حضور
ہم کیا کرین بغیر آپ کی اجازت ہم کسی پر ہاتھ نہین ڈال سکتے بختیارک نے کہا کہ اگر مین بتاتا میری جان جاتی
اور تمسے اسکا بال بیکا نہو سکتا غرض اسی طرح برہنہ لقا پاس آیا سکندر شاہ نے کہا کہ یہ کیا حال تونے بنایا اسنے تمام
کیفیت بیان کی شہنشاہ بولا کہ رات بھر عمرو تیرے گھر مین رہا اور تونے ہمکو خبر نہ کی بختیارک نے کہا کہ جان اپنی کھوتا تو
آپ کو خبر ہوتی دوسرے یہ کہ انکے چنگل سے نجات کیونکر پاتا اے شہنشاہ جلد خاتمہ لشکر اسلام کا کرو ورنہ حمزہ ہوش مین آیا
تو پھر کچھ نہوگا اسنے کہا کہ ایسا ہی ہوگا لیکن ادھر عمرو بن امیہ ضمری کرب کو رخصت کرکے داخل لشکر اسلام ہوا
بادشاہ اسلام سے تمام حال بیان کیا فرمایا خواجہ یہ تو سب کچھ ہوا مگر مثل ہی کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ
مردہ شود جبتک کرب غازی طلسم فتح کرے حفظ ہیکل حمزہ صاحبقران کی لائے جبتک شہناز جادو کا سلوک جو رہ
خاتمہ لشکر کا ہو جائیگا ایک آدھ روز مین جو سردار باقی ہین وہ بھی گرفتار ہو جائینگے بعد انکے ہم پر نوبت آجائیگی اسکی
تدبیر کرنا ضرور ہی یہی باتین تھین کہ خبر ہرکارون نے دی کہ آج سکندر شاہ نے شہناز جادو کی دعوت کی ہی بڑی
تیاری ہی عمرو نے خدمت بادشاہی مین عرض کیا کہ شہر غلام جاتا ہی اگر بن پڑتا ہی تو شہناز کو لاتا ہی چالاک نے
عرض کیا کہ بابا جان مین بھی آپ کے ساتھ چلون کہا کہ ابھی ہمسے الگ جاؤ ساتھ چلنا مناسب نہین ہی چالاک
بولا بہت اچھا اور ایک طرف کو روانہ ہوا مگر عمرو بن امیہ ضمری صورت بدلکر داخل لشکر کفار ہوا دیکھا کہ لقا اور
سکندر شاہ شہناز جادو کو ساتھ لیے ہوئے شہر سکندریہ مین داخل ہوئے تمام شہر آئینہ بند ہر گلی کوچہ مین خلائق
کا ہجوم عام ہی دکانون کے ستون رنگین ہین سائبانون پر تاش بادلہ و کمخواب کے تھان بچھے ہوئے ہین سکندر شاہ
خود عصا ہاتھ مین لیے ہوئے آگے آگے سواری کے اہتمام کرتا جاتا ہی شہناز جادو آدمی نہایت حسین ہی جواہر نگار
پہنے ہوئے کمر بند مرصع کا کمر سے باندھے ہوئے تاج مرصع سر پر رکھے ہوئے عطر ملے ہوئے چلا آتا ہی گرد ہجوم ساحرون
کا ہی آتے آتے دیوان خاص مین پہونچا وہان سکندر شاہ نے سائبان تامی اور زر بفت کے دلوائے ہین
مسند تامی کی بچھوائی ہی ارباب نشاط حاضر ہین شام ہو چکی ہی عمرو تو صورت ایک فراش کی بنکر ایک طرف

کھڑا ہو رہا شہناز جادو مسند پر آکر بیٹھا ایک طرف لقا و سکندر شاہ و بختیارک وغیرہ بیٹھے ناچ ہونے لگا
جام شراب گردش مین آیا قضائے کار اتفاقات روزگار ایک طرف محلسرا ہی سکندر شاہ کی اسکے کوٹھے پر ایک
قصر بنا ہوا ہی اسمین چلمنین پڑی ہوئی ہین شہناز جادو نے دیکھا کہ تیلیان ان چلمنون کی مانند خطوط شعاع آفتاب
کے روشن ہین اور وہ جگہ برج آفتاب معلوم ہوتا ہی ایک لو نور کی اسمین سے اٹھ رہی ہی اور وجہ اسکی یہ ہی کہ یہان
بیٹی سکندر شاہ کی زلف آرا بانو بیٹھی ہوئی ہی جسکے آفتاب جمال کی روشنی پھیلی ہوئی ہی لیکن صورت یہ ہی کہ وہ
شہناز جادو پر عاشق ہوئی ہی شہناز کی طرف دیکھ رہی ہی شہناز کی نگاہ جو ادھر پڑی اور ایک نازنین مہ جبین
کو جلوہ گر پایا بس لیا تیر عشق کھایا جگر مشبک ہو گیا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کلیجا تھام لیا عمرو یہ تماشا دیکھ رہا تھا
کہ وہ نازنین اسپر مائل و مبتلا معلوم ہوتی ہی اور یہ بھی ہزار جان شیدا ہوا ناگاہ اس نازنین نے رومال اوپر سے
پھینکا کہ اسمین بٹوا زربفت کا تھا اور اس بٹوے مین کچھ چکنی ڈلیان الائچیان تھین اور ایک رقعہ اسکے ساتھ تھا
شہناز نے تو اسے رومال پھینکتے ہوے نہین دیکھا مگر عمرو دیکھ رہا تھا چپکے چپکے جاکر اسے اٹھا لیا اور شہناز کو
لا کر دیا اسنے کہا یہ کیا ہی کہا غلام کو نہین معلوم لیکن قصر پر سے کسی نے یہ پھینکا ہی شہناز نے پوچھا آپ سے گرا ہی
یا کسی نے پھینکا ہی کہا کہ پیر و مرشد حضور کو دکھا کر کسی نے پھینکا حضور نے خیال نہین کیا شہناز نے جو رومال
لیکر کھولا بٹوہ دیکھا عطر سے بسا ہوا تھا اور ایک رقعہ اسمین تھا پوچھا کہ تو کسکا آدمی ہی کہا کہ حضور کے نئے
نوکرون مین ہون شہناز اپنے دل مین خوش ہوا بٹوا کھولکر ڈلی الائچی کی کھائی کہا کہ شمع اٹھا لا وہ اٹھا لایا پوچھا
کہ تو کچھ پڑھا ہی کہا کہ جی الف کو لٹھا اور بے کو بلینڈی جانتا ہون شہناز ہنسا کہ تو بڑا مسخرہ ہی اور رقعہ کھولکر پڑھا
عمرو نے دیکھا کہ اسمین لکھا ہوا تھا کہ اے شہناز جس روز سے کہ تم شہناز کوہ سے یہان آئے ہو اور ہمنے تمھین
دیکھا ہی ہم دلدادہ و فریفتہ ہوئے ہین اور تمکو ہماری خبر بالکل نہین ہی سبحان اللہ معشوق ایسے ہی جفا کار ہوتے
ہین اچھا جو چاہو وہ جفا کرو مگر کبھی تو رحم بھی کیا کرو یہی چاہتے ہو کہ تمھارے فراق مین گھل گھلکر مر جاؤن بہت بہتر
خون ہمارا تمھاری گردن پر ہوگا اتنی آرزو ہی کہ ایک مرتبہ تمھین بٹھا کر اپنا درد دل سنا لین بعد اسکے مر جاوین شعر
نکلجائے دم تیرے قدمون کے نیچے * یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہی * اور تم صاحب اختیار ہو جسطرح چاہو
ملاقات کی صورت نکالو ہم بالکل مجبور ہین اور یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ اگر جلد تمنے ملاقات کی صورت نکالی تو بہتر ورنہ
دو ایک روز کے ہم اور مہمان ہین یہ مضمون پڑھکر شہناز بے چین ہو گیا اور عمرو نے بھی سب مضمون رقعہ کا پڑھا اپنے
دل مین کہا کہ اب لیا اسے جاتا کہان ہی مگر شہناز نے رقعہ پڑھکر سر اٹھا کر قصر کی طرف دیکھا ملکہ نے چلمن اٹھا دی
شہناز نے اب بخوبی اس نازنین کی طرف دیکھا کہ صورت حور کی تھی دونون زلفین رخسارون پر چھوٹی ہوئی تھین
مینڈھیان موتیون کی گندھی ہوئی تھین بس شہناز بیتاب ہو گیا اسطرف چلمن پڑ گئی ادھر شہناز کی آنکھون پر
پردے پڑ گئے بیقرار ہو کر اٹھا عمرو نے ملکہ سے اشارہ کیا کہ مین دروازے کی طرف آتا ہون مجھے کچھ کہنا ہی ملکہ
دروازے کی طرف روانہ ہوئی عمرو بھی اسی طرف چلا لیکن سکندر شاہ نے شہناز سے پوچھا کہ خیر باشد آپ
کیون اٹھے کہا کہ مین عیار حمزہ سے خائف ہون اپنے خیمے مین جاؤنگا وہان خوب بند و بست ہی غیر شخص کوئی
وہان نہ آسکیگا بختیارک نے کہا آپ بجا فرماتے ہین مگر کھانا تو نوش فرمایئے بعد اسکے تشریف لیجائیے گا غرض
دستر خوان بچھا کھانا انواع انواع طرح کا لاکر سامنے لگایا گیا شہناز نے بسبب جلدی کے کچھ کھایا کچھ نہ کھایا دل
مین خیال بندھا ہوا تھا کہ حیف ایسی معشوق تجھپر عاشق ہوا اور تجھے خبر نہو اگر ہوتی تو اب تک وصل سے شاد ہوتے اب جلکر

جلد اُسے اپنے پاس بُلا لیجیے اور آرزوے دلی اپنی نکالیے جلدی سے ہاتھ دھو کر اُٹھا سوار ہو کر اپنے خیمے مین گیا
ادھر عمرو نے جو ملکہ سے اشارہ کیا تھا کہ مجھے کچھ کہنا ہی اور ملکہ نے اشارے سے کہا تھا کہ ادھر دروازے پر آؤ
عمرو اُدھر کو روانہ ہوا ملکہ خوشی خوشی قصر سے نیچے اُتری ساتھ والیون نے کہا کہ ملکہ مبارک ہو مدت سے آپ اسیر
عاشق تھین آج تو جواب سوال وصل کا درمیان مین آیا رنج مین تو ہم شریک تھے اب خوشی کی خبر بھی تو سنائیے
کہا کہ رنڈیو تم خیلہ ہو گئی ہو ابھی مفصل حال مجھکو معلوم نہین ابھی مین تمسے کیا کہون اور تم تو میری محرم راز ہو
دمساز ہو جو امر ہوگا تمسے پوشیدہ نہ رہیگا یہانتک کہ زیر منظر آئی محلدار سے کہا کہ دیکھ تو کوئی آدمی شہناز کا آیا
ہی تو اُسے اندر ڈیوڑھی کے بُلا کر مجھے خبر دے وہ وہان سے باہر آئی یہان عمرو دروازے پر موجود تھا کہ محلدار نے دیکھا
کہ ایک شخص اجنبی کھڑا ہوا ہی عقل سے دریافت کیا کہ یہی شہناز جادو کا فرستادہ ہی بُلا کر پوچھا کہ تم کون ہو کہا
کہ بندۂ خدا وہ بولی کہ کیا شہناز جادو کے آدمی ہو یہ بولا کہ ہان کہا کہ ہمارے پاس آؤ اور ہاتھ پکڑ کر پردے
کے پاس لائی کہ جہان کوئی نامحرم نہ جا سکتا تھا اور سب کو علیحدہ کر کے پردے کے پاس عمرو کو کھڑا کیا اور جا کر ملکہ سے
کہا کہ وہ آدمی آیا ہی پردے پاس کھڑا ہی ملکہ خرم و شادان دوڑی اکیلی پردے کے پاس آ کر کھڑی ہوئی ادھر عمرو
اکیلا کھڑا ہوا تھا ملکہ جانتی تھی کہ یہ شہناز کا محرم راز ہی پوچھا کہ کیا شہناز جادو نے پیغام بھیجا ہی عمرو نے کہا ملکہ آپ
تنہا ہون تو عرض کرون بولی مین تنہا ہون کوئی میرے پاس نہین ہی جو کچھ کہنا ہو وہ کہو عمرو نے ایک چکنی ڈلی عطر
مین بسی ہوئی دانت سے کتری ہوئی ملکہ کو دی کہ یہ شہناز جادو نے اپنے دانت سے جوٹھی کر کے بھیجی ہی اور قسم
دی ہی کہ ملکہ تمھین ہماری جان کی قسم کھا لینا اور کہا ہی کہ اے ملکہ تم خاطر جمع رکھو مجھکو اتبک حال معلوم نہ تھا مین آج
تمھین ضرور بلاؤنگا ملکہ یہ سُنکر بہت خوش ہوئی اُس ڈلی کو کھا لیا کھاتے ہی بیہوشی طاری ہوئی جھوم کر چلی تھی
کہ عمرو نے اُسے ہاتھون ہاتھ لیا اور اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور آپ ملکہ کی صورت بنکر مسکراتا ہوا اندر آیا مصاحبون
نے سلام کیا پوچھا کہ بلائین لین کچھ خوشخبری سنائیے ملکہ بولی وہ آدمی شہناز کا نہ تھا کوئی اور آدمی تھا سبھون نے کہا
بلائین لین آپ مالک ہین رنج و صدمے اُٹھانے کو ہم تھے خوشی مین ہمین خبر بھی نہین شاید آپ کو یہ گمان ہی کہ ہم
غمازی کرینگے جو آپ ہمسے چھپاتی ہین بلائین لین یہ گمان آپ کو ناحق ہی مگر معلوم ہوا کہ خوشخبری سُننا ہماری قسمت مین
نہین ہی ملکہ ہنس پڑی اور کہا کہ آج وصل کا وعدہ ہوا ہی یہی باتین کرتی ہوئی بالاے بام آئی فرش بچھوایا مسہری
پر زیر شامیانہ سو گئی لیکن اسطرف شہناز جادو اپنے خیمے مین آیا سب ساحرون کو رخصت کیا چار ساحر ہمراز جو
اُسکے تھے کہ ایک کا نام سیماب جادو دوسرے کا نام مضراب جادو تیسرے کا نام عقاب جادو چوتھے کا نام
طیران جادو ہی یہ چارون پاس آ کر بیٹھے لیکن صورت شہناز جادو کی دیکھ رہے ہین کہ آج کچھ شہناز کی عجب
کیفیت ہی بیتاب و بیقرار ہی چہرہ متغیر ہی جیسے کوئی کسی پر عاشق ہوتا ہی پوچھا کہ آج آپ کا حال کچھ اور دیکھتے ہین
جیسے کوئی کسی پر فریفتہ ہوتا ہی بس یہ سُنتے ہی شہناز جادو رونے لگا آہ کھینچکر کہا کہ صاحبو کیا کہون جو مجھپر گذری
ہی کس سے حال اپنا بیان کرون اُن چارون نے کہا کہ ہم آپ کے غلام ہین جسپر آپکا دل آیا ہوگا اگر وہ آسمان پر
ہوگا تو اُسے لائینگے شہناز بولا مین جانتا ہون تم ایسے ہی رفیق جانثار ہو اور یہ کہکر اپنا حال بیان کیا اور کہا کہ
وہ مدت سے مجھپر عاشق ہی مجھکو معلوم نہ تھا اب وہ منتظر ہوگی تم جا کر مع پلنگ اُسکو اُٹھا لاؤ مین تیاری شب ماہ
کی کرتا ہون یہ سُنکر چارون جادوگر روانہ ہوئے یہان عمرو ملکہ کی صورت بنا ہوا پلنگ پر پڑا ہوا تھا آسمان کیطرف
دیکھ رہا تھا کہ چار عقاب اُڑتے ہوئے پیدا ہوئے آسمان پر ٹھہر کر اُنھون نے دیکھنا شروع کیا ملکہ کو دیکھا کہ پلنگ پر

کے نیچے پلنگ پر سوتی ہو وہین سے کندے دباکر گرے اور پلنگ کو اُٹھا کرے اُڑے ہوئے سامنے شہناز جادو
کے آئے پلنگ اُتارا عمرو نے اپنے کو سوتے مین ڈالدیا وہ چارون جادوگر پلنگ رکھکر چلے گئے شہناز جادو
اُٹھکر قریب پلنگ کے آیا دیکھا کہ ملکہ کا عجب عالم ہی جوانی کی نیند ہی غافل سو رہی ہی دوپٹہ سینے پر سرک گیا
ہی دونون پستان مانند قبۂ نور یا گورے بلور کے کھلے ہوئے ہین کرتی سرکی ہوئی پیٹ مانند تختۂ الماس کے
نمایان پانیچے جوادر پر چڑھ آئے ہین تو دونون رانین مانند گردن حور یا مشعل نور کے معلوم ہوتی ہین بس عالم
دیکھتے ہی نعوذ باللہ منہا کی حالت ہو گئی شہناز پہلے ہی عاشق ہو چکا تھا اب قریب آکے جو یہ عالم دیکھا
بسمل ہو گیا پانون دبانے لگا کہ ملکہ بیدار ہو ایسا سویرے تم سو جاتی ہو صاحب اُٹھو عمرو نے انگڑائی لیکر
دوسری طرف کی کروٹ لے لی شہناز پھر پکارا کہ صاحب اُٹھو تو دیکھو کہان آئی ہو مین نے تمھین بلوایا ہی غرض
کئی مرتبہ کے جگانے مین آنکھ کھولکر دیکھا اور جلدی سے دوپٹہ سے سینے کو چھپا لیا پائجامے کا پانچا درست کیا شہناز
سے کہا کہ صاحب ہماری محبت سے تنگ ہین بلایا نہین تو کاہکو ہماری خبر لیتے شہناز نے کہا سچ ہی عاشق تمھین ہو
غرض اسباب عیش مہیا تھا شراب چلنے لگی اختلاط ہونے لگا ملکہ نے کہا کہ صاحب سچ کہو کسی اور پر بھی تم عاشق
تھے شہناز نے کہا کہ نہین جسکو جی چاہا اُسے بلوا لیا ملکہ نے کہا سچ ہی تم چاہنے کی قدر کیا جانو ہمسے پوچھو کہ جیسے ہین
دیکھا ہی ایک دم چین سے نہین رہے دن رات تڑپتے روتے دعائین مانگتے گذر جاتا تھا بارے خدا نے دعا
ہماری مستجاب کی کہ دعوت مین ہماری تمھاری آنکھین چار ہوئین اور تمکو حال ہمارا معلوم ہوا شہناز بولا ای
ملکہ قسم ہی مجھے اپنے دین و مذہب کی کہ تُمنے خوب ضبط کیا مین نے تو جسوقت سے تمھین دیکھا ہی بیقرار رہتا یہانتک کہ
تمھین بلایا اب البتہ آرام آیا اور جبتک مجھے خبر نہ تھی مین مجبور تھا ملکہ تم معاف کرو کہا کہ صاحب سب تمھین معاف
ہی مگر شکر ہی کہ وہ سب غم والم مفارقت خوشی کے ساتھ مبدل ہوئے غرض خوب باہم شراب پی شہناز نے ہاتھ
نشۂ شراب مین سینہ پر ملکہ کے دوڑایا اور وفور شوق سے بیقرار ہوکر لپٹنے کا قصد کیا عمرو پیچھے سرکا کہا کہ
صاحب ہوش مین آؤ مین اسکی خواہان نہین ہون اور آج شب اول ہی مین کیا کہین بھاگی جاتی ہون
شہناز بولا ملکہ انکار نہ کرو عمرو نے کہا کہ مین پیشاب کر آؤن پھر جو تمھین منظور ہوگا وہ کرنا یہ کہکر عمرو اُٹھا
شہناز بولا مین لوٹا ساتھ لیچلون یہ کہکر اُٹھا عمرو آگے یہ پیچھے کوئی دو قدم چلا تھا کہ لوٹا شہناز سے لیکر
ملکہ جنات کی آڑ مین ہو گئی اور جلدی سے پیشاب کرکے دوسری طرف سے نکل کر مسند پر بیٹھ گئی شراب کباب
سب کو آغشتہ بدارو بے ہوشی کیا یہان شہناز نے ملکہ کو آواز دی کہ صاحب پیشاب کر چکین یا نہین
ملکہ نے آواز دی کہ صاحب کیسے پکارتے ہو مین تو یہان چلی بھی آئی شہناز دوڑا کہ ملکہ ہزار جانین میری تمھاری
اس چالاکی پر قربان ہائے اسوقت کیا عالم ہی تمھارا کہا کہ صاحب بیٹھو تو شراب تو پیو اور جام لبریز کرکے
اپنے ہاتھ سے پلایا اور گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا کہ دیکھو کیا چاندنی ہی آؤ سیر شب ماہ تو کرین شہناز اُٹھکر چلا
کہا کہ ملکہ تم کہین جلاتی ہو ملکہ نے ہنسکر کہا کہ اب چلکر سیر کرکے پلنگ پر لیٹین شہناز بھی ہنستا ہوا چند قدم چلا تھا
کہ بیہوشی نے گلا پکڑا یا چھینک مارکر گرنے لگا عمرو نے اور ایک لات ماری کہ وہ اور بھی بیہوش ہو گیا اب عمرو
نے چھاتی پر اسکی چڑھکر خنجر کھینچکر چاہا تھا کہ اُسے ذبح کرے کہ کسی نے ہاتھ پیچھے سے پکڑ لیا کہ کیا کرتے ہو تب
عمرو کا رنگ سفید ہو گیا تھا دیکھا تو چالاک ہی کہا ای فرزند تو کہان عرض کیا کہ حضور مین نقب زنی کرکے
یہانتک آیا تھا مگر بروقت پہونچا آپ نے غضب کیا تھا اگر اسے مار ڈالتے تو ابھی گرفتار ہو جاتے مارے جاتے

آپ جیسا عاقل اور اسوقت ایسی نادانی کی حرکت کرے عمرو نے کہا کہ بیٹا پھر مین کیا کرون چالاک بولا بابا جان
آپ شہناز کی صورت بنیے مجھکو ملکہ کی صورت بناکر محل مین بھیجیے تجھے شہناز کو زنبیل مین قید رکھیے پھر شوق
سے سب کافرون اور ساحرون کا علاج کیجیے جب کرب دلاور طلسم فتح کرکے آئے اسوقت اسکا مارنا کچھ مشکل
نہوگا عمرو نے چالاک کو گلے سے لگایا اور کہا کہ اے فرزند تو جو مجھسے دعوی ہمسری کا کرتا ہی بجا ہی تو بیشک
میرا جانشین ہی چالاک نے دست ادب بستہ عرض کیا لیکن غلام ہون مجھے آپ سے کیا نسبت ہی عمرو نے
وہی کیا جو چالاک نے صلاح دی تھی چالاک کو انھین جادوگرون کے ساتھ محل مین بھجوا دیا اور آپ شہناز کی
صورت بنکر سو رہا صبح کو بارگاہ مین آیا لقا اور سکندر شاہ کو مجرا کیا اپنی کرسی پر آکر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی ناچ
ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا بختیارک نے اس نقلی شہناز جادو کو سلام کیا اور کہا کہ آپ کو اب استیصال خداپرستان
مین کیا تامل ہی کہا کہ ملک جی میرے پاس دلنواز جادو کا پیغام آیا ہی کہ مین اگر تمھارے شریک ہوتا ہون تم ہلکر خداپرستون
کا کام تمام کرینگے مین اسکا انتظار کر رہا ہون وہ آیا اور خداپرستون کو مارا تم گھبراؤ نہین وہ صبح و شام مین یہان آیا
چاہتا ہی اگر ملک جی تم کہتے ہو کہ داماد حمزہ طلسم کشائی کو گیا ہی اسے طلسم مین سرگردان رہنے دو مارا طلسم دلنواز
یہان آیا جاتا ہی اب خداپرستون کو تم مردہ سمجھو بختیارک چپ ہو رہا عمرو کو انتظار مین کرب غازی کے چھوڑیے

اب چند کلمے داستان کرب غازی کے بیان کیے جاتے ہین

اب سنیے کہ وہ بہادر دوران شیر ژیان تبر سے خارستان کو کاٹتا ہوا چلا جاتا ہی صبح سے مین پہر تک درخت خار مغیلان
کاٹے پہر دن باقی تھا کہ اس خارستان سے باہر نکلا سبزہ زار دیکھا وہان سے چلا ایک پہاڑ پاس ہو نظر آیا دیکھا کہ وہ کوہ
عجب کیفیت پر ہی انواع اقسام کے گلہاے رنگارنگ پھولے ہوئے ہین ہواے سرد عیسی دم مسیح نفس چلی آتی ہی
چشمہ ہاے آب مصفا جاری ہین جا در آبشار گر رہی ہی اور آگے بڑھا دیکھا کہ فرسخ در فرسخ وہ صحرا درختہاے
لالہ سے مملو ہی اور عجب کیفیت ہی اس لالہ زار کی کہ ہر پھول لالے کا یاقوت کا معلوم ہوتا ہی جگر اسکا نیلم کا ہی پتے
اسکے زمرد کے ہین مگر عمرو سے جو سنا تھا کہ تختہ لالہ زار مکان ہی لالہ زار جادو کا عقل سے معلوم کیا کہ یہی وہ مقام
ہی یہی درہ سد راہ طلسم ہی اسی وقت رنگ و روغن عیاری نکالا چہرے پر ملا صورت اپنی ایک بیمار کی بنائی کہ تمام
بدن مین آبلے تھے پیپ اور خون اُنسے بہ رہا تھا اوپر کوہ کے آکر کھڑا ہوا بلندی پر سے دیکھا کہ بیچ مین لالہ زار کے
بنگلہ خس کا بنا ہوا ہی اور خس کو منقش اور تار ابریشم سے بنایا ہی اور پردے صندلی رنگ کے چارطرف پڑے ہوئے
ہین غلام گردش بادلے کی ہی ایک پلنگ مرصع کار اسمین بچھا ہوا ہی ایک ساحر اسپر بیٹھا ہوا ہی کرب نے ایک
پتھر بہت بڑا سا پہاڑ سے اکھیڑا اور اُس لالہ زار مین پھینک کر آپ لیٹ رہا پتھر کے گرنے سے ایک غل ہوا اور
شعلہ آتش نمایان ہوئے وہ لالہ زار آتش بہار ہو گیا اور اُس خس کے بنگلے مین سے ایک ساحر نکلکر تمام بدن اسکا
آگ کا تھا لنگ باندھے ہوئے قشقہ پیشانی پر کھنچا ہوا ڈھونڈھتا ہوا نکلا جب برابر کرب کے آیا ٹھوکر ماری
اور پوچھا تو کون ہی یہان کیون آکر پڑا ہی صدمے سے ٹھوکر کے چند آبلے پھوٹے پیپ خون بہنے لگا اُس بیمار نے
آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور کہا او ناخداترس بیرحم تو کون ہی کہ مرے ہوئے کو مارتا ہی مین خواہان مرگ ہون
دعا مانگتا ہون کہ جان میری نکلجائے نہین نکلتی مردم آزاری سے تجھے کیا حاصل لالہ زار جادو نہایت نادم
و پشیمان ہوا استفسار حال کیا کہ تجھے یہان کون لایا اُسنے کہا کہ جبتک روپیہ میرے پاس تھا عزیز آشنا سبھی
پوچھتے تھے جب مفلس ہوا کچھ پاس نرہا اب کوئی شریک حال نہین عارضہ اسطرح کا لاحق ہی یہان اپنے کو گھسیٹتا ہوا

لاتا تھا کہ کوئی جانور مجھکو کھا جائے تو اُس عذاب سے نجات پاؤن ابتک کسی نے نہین پوچھا لالہ زار جادو کو رحم آیا بیس اشرفیان کمر سے نکالکر کہا کہ لے اور جا اپنا علاج کر کرب نے کہا میرے ہاتھ کہان کہ مین لون آپنے رحم کھایا ہی تو میری چھاتی پر رکھدیجے لالہ زار جادو جھکا کہ چھاتی پر اشرفیان رکھدے کرب نے ہاتھ اسکا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ منھ کے بھل گرا کرب اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا دم لینے کی مہلت نہ دی گلا گھونٹ کر مار ڈالا بس تمام وہ لالہ زار آتش زار ہوگیا ایک دھوان اُٹھا کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا شور گیر و دار کا بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین لالہ زار جادو بود روشنی جو ہوئی دیکھا کہ نہ وہ لالہ زار ہی نہ وہ بنگلہ ہی میدان مین لاشہ اُس جادوگر کا پڑا ہی کرب نے کپڑے اُسکے اُتارے اور لاش کو ایک پتھر کے نیچے داب دیا اور اپنی صورت لالہ زار جادو کی بنا کر روانہ ہوا برابر دروہ نرگس زار کے ہو نچا دروہ عجب پر فضا دیکھا کہ جہانتک نظر کام کرتی ہی سوا تختہ نرگس کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا کٹورا اُسکا الماس کا جگر اُسکا عقیق زرد کا جو پھول زمین پر گرے ہین مانند چشم حیرت نگران زمین کر بلے ایک پتھر اُس نرگس زار مین مار کر شمشہ اپنا اُدھر سے پھیر لیا آنکھین بند کر لین کہ چشم نرگس سے آنکھو دو چار ہو چشم زخم سے محفوظ رہے مگر اُس نرگس زار مین بارہ دری نقرۂ مصقول کی تھی کہ نور کا عالم اُسپر تھا اور پردے تمامی کے آویزان تھے اُسمین سے ایک ساحر سیاہ فام زشت رو کریہ منظر بدہیئت نکلا کہ دھوان ناک سے کانون سے اُسکے نکل رہا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دود دوزخ سے پیدا ہوا ہی ڈھونڈھتا ہوا کسی کو چلا جب تختہ نرگس سے باہر آیا دیکھا کہ لالہ زار کھڑا ہی پوچھا کہ ای برادر تم کدھر آئے کہا کہ بھائی تمھارے دیکھنے کو جی چاہتا تھا تمھارے سحر کے خوف سے دور سے پتھر مارا تھا کہ تمکو خبر ہو جائے کہ کوئی آیا ہی کسواسطے کہ سحر ہر ایک کا آسی طلسم سے تعلق رکھتا ہی نرگس جادو نے کہا پھر آئیے تشریف لائیے اُسنے کہا بھائی کیا کہون سُنا ہی مین نے عیار حمزہ جو کشندہ جادوگران مشہور ہی وہ طلسم کی طرف آتا ہی آپ خبردار رہین نرگس جادو بولا کہ بھائی پہلے تو دروہ تمھارا ہی ہی تمھارے بعد مجھپر نوبت آئیگی کہا کہ بھائی ہمتو نشانہ ہین اسی واسطے تمھارے پاس آئے ہین کہ آج تم سے مل لین کچھ زندگی کا اعتبار نہین ہی خدا جانے زندہ بچین یا نہ بچین اور ہاتھ پھیلا کر دوڑا کہ بھائی مل تو لو اُدھر سے نرگس جادو چلا آتا ہی اُسنے بھی ہاتھ پھیلا دیے دونون بغلگیر ہوئے کرب نے اُس سے لپٹ کر ایسا زور کیا کہ سب پسلیان اُسکی کڑک گئین واصل جہنم ہوا روح پرواز کر گئی غل و شور کی آواز بلند ہوئی دھوان اُٹھا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آندھی چل رہی تھی پانی برس رہا تھا پیر اسکے حال تباہ کر رہے تھے خاک اُڑا رہے تھے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من نرگس جادو بود اب جو روشنی ہوئی دیکھا کہ نہ وہ نرگس زار ہی نہ وہ بارہ دری ہی صاف میدان معلوم ہوتا ہی لاشہ اُس ساحر کا پڑا ہوا ہی کرب اُسکو بھی گاڑ کر روانہ ہوا کوئی دو کوس گیا ہوگا کہ ایک تالاب عظیم معلوم ہوا اطراف سکی دہنی بائین طرف دو چبوترے تھے طلائی اور نقرئی اور کچھ درخت طلائی نقرئی چبوترے پر تھے اور دونون طرف دو کوہ طلائی اور نقرئی نظر آئے لب گرد ان تالاب کی بلورین تھی پانی مانند سیماب کے موج مار رہا تھا اور اُس طرف تالاب کے قلعہ تھا فولاد تاب کا کہ برج اور فصلین اُسکی آراستہ اور پیراستہ تھین لیکن چار سو برج تھے سب پر صیقل کیا ہوا تھا جو ہر اُنکا برابر تخم خیار کے چمکتا ہوا نظر آتا تھا اور ہر برج مین ایک ایک غول نفیر طلائی ہاتھ مین لیے ہوئے کھڑا ہوا تھا اور فصیل دروازے پر ایک بنگلہ بڑا ہوا تھا اُسمین ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین تخت زرنگار پر بیٹھی ہوئی تھی کرب ہاتھ منھ دھونے کو تالاب پر بیٹھا ہاتھ مین پانی اُٹھایا کہ کلی کرے تھرتھرا پانی مین ہاتھ ڈالنے کے سب غولون نے نفیرین بجانا شروع کین پانی تالاب کا متلاطم ہوا دونون پہاڑون سے آگ برسنے لگی غلغلۂ دار و گیر برپا ہوا کرب نے یہ حال دیکھکر پانی سے

ہاتھ کھینچا دو دہشت کر کھڑا ہوا کہ ایک مرتبہ اُس تالاب کا پانی شق ہوکر ایک زورق پیدا ہوئی اُسپر ایک نازنین
نہایت حسین لباس فاخرہ پہنے ہوئے کشتی جواہر نگار پر بیٹھی چند انیس گرد و جوانب مین بیٹھی ہوئی تھین کہ وہ کشتی کنارے
پر آئی چبوترے پر فرش ہوگیا وہ آکر بیٹھی کرب بھی کھڑا اُسکو تامل ہوا اور اُس نازنین کے سامنے ناچ گانا ہونے لگا کہ
ایک مرتبہ اُس نازنین نے کرب کو آواز دی کہ ای شہریار یہان تشریف لایے مین آپ کی مدت سے مشتاق تھی
آرزوے دلی خدا نے پوری کی کہ آپ یہان تشریف لائے آئیے قدم رنجہ فرمائیے معلوم ہوتا ہو کہ آپ دور سے آئے ہین
گرد چہرے پر پڑی ہوئی ہو آئیے منھ دھویے کنیز خدمتگذاری کو موجود ہو کرب نے جو یہ سخن نرم اور شیرین اُس لب
نازک سے سُنے عشق دہ چند ہوگیا چلا تھا اُسکے پاس کہ خیال مین گذرا ای کرب آقا تیرا عالم سکرات مین پڑا ہی لشکر
مین وہ تلاطم ہو تجھکو یہان عشق و عاشقی سوجھی ہو اور یہ نازنین کیا تیری آشنا ہی یہ تمام کارخانہ طلسم کا ہو یہ پانی کے
اندر سے پیدا ہوئی ہو ایسا نہو کہ تجھے لے ڈوبے تو ساری آبرو خاک مین ملجائے اور تو گرفتار بلا ہو جائے جلد یہان سے
اور درگاہ جناب ایزدی مین رجوع کر اگر فضل اُسکا شریک حال ہوگا تو تو طلسم فتح کریگا یہ خیال اپنے دل مین
کرکے بھاگا ہر چند وہ نازنین پکاری کہ او بیمروت کہان جاتا ہو ہلو بسمل چھوڑے جاتا ہو کرب نے پلٹ کر دیکھا بھی
نہین تھے کہ وہ نازنین کشتی پر سوار ہوکر تالاب مین غائب ہوگئی کرب صحراے سبز و خرم مین پہونچا کچھ میوہ جنگل کا
کھایا چشمۂ آب سے پانی پیا وضو کیا دو رکعت نماز حاجت پڑھکر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور پکارا
اپنے مولا غالب علی ابن ابی طالب علیہ السّلام کو کہ آکر غلام کی مدد کیجیے یہانتک کہ دعا مانگتے مانگتے صبح ہوگئی ہوقت
آنکھ کرب غازی کی لگ گئی عالم خواب مین دیکھا کہ تمام صحرا روشن ہو خوشبو چلی آتی اور جہانتک نگاہ کام کرتی
ہو سوارون کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا اور ایک بادشاہ جلیل القدر تخت زرنگار پر سوار تاج شہریاری
برسر چار قبہ شاہنشاہی در بر چتر بادشاہی سر پہ پھیرتا ہوا دکھائی دیا پاس آکر کرب سے پکارا کہ سلام علیک
ای کرب دلاور نظر کردہ شاہ مردان شیر یزدان کرب نے جواب سلام دیا اُس بادشاہ نے کہا کہ مین
فرستادہ ہون تمھارے مولا کا بیان کرو کیا مطلب ہو تمھارا کہا کہ مین آپکے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ
ہولون تو مطلب اپنا عرض کرون کہا کہ نام میرا اسکندر ذوالقرنین ہو مین بہت بڑا بادشاہ تھا مگر اب فاتحہ کو
محتاج ہون کرب یہ سنکر رو دیا کہا آپ بجا فرماتے ہین کہ دنیا سراے فانی ہو سکندر نے پھر پوچھا کہ مطلب
تمھارا کیا ہو کرب نے تمام حال صاحبقران کا بیان کیا اور کہا کہ مین حنظ سبل لینے کو آیا ہون کہ طلسم کو فتح کرکے
بجاؤن سکندر نے کہا کہ اگر حنظ سبل لینے کو آئے ہو تو تمھین ملجائیگی اور اگر طلسم فتح کرنے کا ارادہ ہی تو یہ امر
بہت مشکل ہو کیونکہ لوح طلسم بادشاہ طلسم کے پاس بھی نہین ہو طلسم کشائی کا ارادہ نکرو کرب نے کہا کہ آپ ایسا تحفہ
میری مدد کرے اور طلسم نہ فتح ہو اور مین واپس جاؤن یہ نہوگا کہا کہ اچھا کسی جگہ غفلت نہ کرنا اور چار تعویذ لیے
کہا انھین چار کونون پر گاڑکے بیچ مین بیٹھکر اسم سحر پڑھنا اور ایک مکتوب دیا اور چند باتین کان مین کہین کہ وقت
پر بیان کی جائینگی آنکھ کرب غازی کی کھل گئی مکان کو معطر و معنبر پایا وہ چارون تعویذ اور مکتوب اپنے پاس
دیکھکر خوش ہوا کہ خواب سچا ہو بس اٹھکر وضو کیا نماز صبح کی پڑھی اور اُن چارون تعویذون کو چار طرف گاڑ کے
خود بیچ مین انکے بیٹھکر اسم پڑھنا شروع کیا کہ یکایک ایک ہواے تند چلی ابر پیدا ہوا اور وہ ابر شق ہوا اُسمین سے
کچھ اونٹ نمودار ہوئے کہ اُنپر اسباب بارگاہ لدا ہوا تھا فراش سوار تھے جب وہ اونٹ زمین پر آئے فراش
اُترے بارگاہ استادہ کی بعد اُسکے وہ فراش کرب غازی کی خدمت مین حاضر ہوئے سلام کیا ہاتھ باندھکر

عرض کیا کہ ہم حکم سے اپنے آقا سکندر ذوالقرنین کے آپ پاس آئے بارگاہ لائے چلکر اُسمین رونق افزا ہوجیے
کرب وہان سے اُٹھا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ چار سو ستون سونے کے مرصع کار ہین اور ایوان شاہی ہی اُسکے
آگے سائبان مقیشی کہ اُسمین جھالر بادلے کی بالسلکہاے مروارید لگی ہوئی ہی فرش ولائتی قالینون کا کیا ہوا ہی
مسند مکلل بجواہر بچھی ہوئی ہی چار سو گلدستے کہ زمرد و یاقوت و الماس کے پھول اُنمین نصب ہین سجے ہوے ہین
کرب اس سامان کو دیکھکر بہت خوش ہوا اپنے دل مین کہا کہ یہ خیمہ بدیع الزمان کے خیمے سے کم نہین ہی خدا فضل
کرے طلسم فتح ہو تو یہ بارگاہ تیرے ہاتھ آئے پس مسند پر آکر بیٹھا مکتوب کو کھولا ایک اسم اُسمین لکھا ہوا تھا اُسے
پڑھنا شروع کیا اور ایک سو ایک مرتبہ پڑھکر آسمان کی طرف دم کیا ایکدم نہ گذرا تھا کہ آسمان پر سے ایک تخت
پیدا ہوا قریب آیا تو دیکھا ایک نازنین پریزاد نہایت حسینہ و جمیلہ اُسپر بیٹھی ہوئی مگر آثار حزن و ملال چہرے
سے اُسکے ظاہر ہین آنسو بھرے ہوے ہین بلکہ صدف چشم سے گوہر آبدار اشک گر رہے ہین اور کاکلین مانند موے سنبل
پریشان ہین تخت سے اُترکر کرب کے پاس آئی ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی اور عرض کیا ای شہریار مین نے آپ سے
کوئی بدی نہین کی لوح طلسم کہ معدوم تھی وہ آپ کے واسطے لائی ہون اور کسی کو یہ حال آجتک نہین معلوم تھا کہ
لوح میرے پاس ہی اور مجھکو کوئی جہان مین نہ جانتا مگر مین حکم سے مالک طلسم سکندر ذوالقرنین کے آئی ہون یہ لوح حاضر
ہی لیجیے مگر میرے ساتھ بدی نہ کیجیے گا یہ کہکر لوح دونون ہاتھون پر رکھکر کرب کے سامنے لائی وہ لوح زمرد کی تھی یاقوت
کے حرف اُسپر نصب تھے مگر کرب کی نگاہ جو اُس نازنین پہ پڑی ہزار جان فریفتہ و شیفتہ ہوا ایک ہاتھ سے تو لوح لی
دوسرے ہاتھ سے اُسکا ہاتھ پکڑکر جھٹکا دیا کہ وہ سامنے گری کرب اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا مگر دل کرب کا اُسکے واسطے
بیقرار و بیتاب تھا کسواسطے کہ دیکھتے ہی عاشق ہوگیا تھا نہایت اپنے جی مین تاسف کیا کہ عجب طلسم ہی کہ محسن کو قتل کروانا
ہی ساتھ ہی اُسکے یہ خیال آیا کہ ای کرب آقا تیرا کس عالم کرب مین ہی اُسپر سے سب نثار ہین پس خنجر کمر سے کھینچکر چاہا کہ اُسے ذبح
کرے وہ نازنین پکاری ای بہادر عوض لوح دینے کا یہی ہوتا ہی کہ تو مجھے قتل کرتا ہی کیا خطا مین نے تیری کی ہی اور بڑی بہادری
عورت پر آزمائی جاتی ہی کرب نے کہا کہ اسکا خدا عالم ہی کہ مین اپنے نفس کے واسطے یہ کام نہین کرتا ہون خدا جانے تیرے
قتل کرنے مین کیا اسرار ہی ہاتھ کرب کا کانپ رہا ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین ادھر وہ نازنین رو رہی ہی اور کہہ رہی ہی
کہ خیر معلوم ہوا کہ بے دنیل مقصود دنیا سے ہم اُٹھ جائینگے آپکی کچھ تقصیر نہین ہماری قسمت کی خوبی ہی یہ روتی بلبلاتی رہی کرب
نے آنکھین بندکرکے خنجر اُسکی گردن پر رکھکر رگڑ دیا کہ صاف تن سے سر جدا ہوگیا کرب نے وہ سر ہاتھ مین لے لیا آنکھ
کھولکر جو دیکھا بجاے سر خوشۂ مروارید آبدار کا ہاتھ مین تھا کرب نے وہ موتی اپنے پاس رکھ لیے وہ چند باتین جو سکندر نے
کرب کے کان مین کہین اُنمین سے ایک یہ بھی تھی کہ لوح دار کو ہرگز نہ چھوڑنا اور سر کو اُسکے اپنے پاس رکھنا کہ وقت پر کام
آئیگا اب کرب نے لوح جو پائی اُسے پڑھکر وہ موتی ہاتھ مین لیکر اُسی تالاب پر آیا بیٹھکر اُسکے کنارے پر وہ اسم جو حاشیہ لوح
پر لکھا ہوا تھا پڑھنا شروع کیا اور پڑھکر اُس تالاب پر دم کیا دیکھا کہ قلعہ کے جو چار سو برج تھے اُنپر پریان اور جلنشین کھڑی ہوئی
تھین وہ سب بند تھین اور غول جو برجون پر تھے نفیرین ہاتھ سے ڈالکر گرد اُس بنگلے کے جمع ہوئے طعن و تشنیع کرنے لگے کہ او
شوخ دیدہ کیون اپنی جان کے پیچھے پڑی ہی جس شخص پر عاشق ہوئی ہی باپ تیرا اُسنے گا تو کیا سلوک تیرے ساتھ کریگا اُسکی محبت سے
ہاتھ اُٹھا اور اُس نازنین نے پکارکر کہا ای شہریار لاکھ جانین ہون تو آپ پر نثار ہین سب آپکی محبت مین ہم ستے ہین آپکو
خدا کامیاب کرے تو سب سہل ہی کرب نے کچھ جواب نہ دیا اور بار دگر اسم کو ختم کرکے تالاب پر دم کیا اور برجون کے پر سے
اُٹھے نازنینان حسینہ و جمیلہ نکلین اور اُس نازنین کے پاس جاکر کہا کہ ای ننگ خاندان تو نے اپنے باپ کی حرمت کا خیال نہ کیا

باپ تیرا نامور تھا کیا تونے اُسکی عزت و آبرو کو خاک مین ملا دیا اور خوش و خرم بیٹھی ہوئی ہو کہ معشوق اس شوکت و شان سے آیا ہو طلسم فتح کریگا سو یہ گمان تیرا غلط ہو اول تو وہ تیرا دشمن ہو تجھکو اپنا دوست نہین جانتا تو اسقدر حالت اپنی اُسکے عشق مین تباہ کیے ہوئے ہو وہ بات تک تجھسے نہین کرتا اُسے اپنے حُسن کا غرور ہو دوسرے یہ کہ لوح طلسم جو اُسنے پائی ہو بھول گیا ہو بغیر لوح سے نہو سکیگا تو اُسکی محبت سے دستبردار ہو دیکھو کہ تو کس خاندان سے ہو تیرے خاندان مین کسی نے ایسی حرکت نہین کی تو کیون اس غیر ملت غیر مذہب خدا پرست پر عاشق ہوئی ہو اور ہم اپنے واسطے نہین کہتے تیرے واسطے کہتے ہین کہ باپ تیرا اُسکو پائیگا تو خدا جانے کیا حال تیرا بنائیگا وہ نازنین یہ کلمہ سنتی تھی اور روتی تھی کہ صاحبو مین نے تو اپنی جان اس شہریار پر نثار کی انجام عشق کا جان جانا ہو اور کرب بھی یہ سب کلام بخوبی سُن رہا ہو محبت اُس نازنین کی دل مین زیادہ ہوتی جاتی ہو مگر اسم پڑھنا ترک نہین کرتا بولتا نہین کہ تیسری مرتبہ اسم کو تمام کرکے دم کیا ایک ابر تیرہ آسمان پر سے نمودار ہوا بجلی چمکنے لگی رعد کی صدا بلند ہوئی ابر شق ہوکر ایک تخت زمین سے دکھائی دیا اور ایک زن ساحرہ سن چہل سالہ لباس تکلف پہنے ہوئے اُسپر بیٹھی ہوئی اور گرد و اطراف چالیس عورتین طاؤسون پر سوار اُسکے ہمراہ یہانتک کہ وہ تخت برابر اُس نازنین کے اُترا اور اُس زن چہل سالہ نے تخت سے اُترکے اُس نازنین کی بلائین لین اور کہا کہ ای فرزند میرے اوپر رحم کر کہ سوا تیرے کوئی اولاد میری نہین ہو یہ تونے کیا غضب کیا کہ شخص اجنبی پر عاشق ہوئی اور وہ غیر کفو بھی ہو ابھی کچھ نہین گیا ہو اس رسوائی سے ہاتھ اُٹھا اپنے باپ کے مزاج سے تو واقف ہو کہ مین نے تیری پاس تالاب سے نکلکر اس جوان سے فقط گفتگو کی تھی کہ اُسنے مار ڈالا تو بھی اپنی جان کے پیچھے پڑی ہو کیون کلام عاشقانہ کرتی ہو اُس کشتۂ حسرت نے جواب دیا کہ ای مادر مہربان ایسی مین ناچار ہون ہرچند مین نے ضبط کیا مگر دل میرا نہین مانتا اب مین نے جان دینا گوارا کیا ہو لیکن اسکی محبت سے دستبردار نہونگی جو کچھ ہو سو ہو شعر جز حرف عشق نیست سراسر بیان ما + چون شمع یک سخن گذرد بر زبان ما + اُسنے کہا کہ میری جان تجھکو تو عشق سوجھا ہو اور مین تیرے واسطے بیقرار ہون اگر تیری کوئی اولاد ہوتی تو تجھکو محبت مادری کا حال معلوم ہوتا کہ دل پر کیا گذرتی ہو اولاد کی بیچینی اپنی بیچینی ہو ارے کمبخت مجھکو بیچلے مارے تو پھر ایسی باتین کر ملکہ نے یہ سنکر جواب دیا کہ امان جان مجھکو تم مردون مین شمار کرلو مین نے جان اپنی اس شہریار پر نثار کردی ہو جہان ایک مین میری اسپر عاشق ہوکر مرگئی مین اپنی جان دونگی اور ہرگز تمھارا کہنا نہ سنونگی آخر کار جب اُسنے دیکھا کہ ملکہ نہین مانتی کہا تو جان بیٹا تیرا کام جانے جو چاہے سو کر اور روتی ہوئی تخت پر سوار ہوکر چلی گئی کہ کرب نے چوتھی مرتبہ اسم دم کیا ایک ابر سرخ آسمان پر پیدا ہوا جب وہ ابر شق ہوا چالیس اژدہے نمودار ہوئے ہر اژدہے پر دو دو حبشین چوب سحر ہاتھ لیے ہوئے سوار تھین ہر ایک مہیب صورت تھی برابر ملکہ کے آکر اُترین اور ملکہ سے کہا کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ ابھی حقیقت عشق و عاشقی کی تجھکو معلوم ہو جائیگی لعنت ہو اس محبت پر کہ تونے اپنے کو ایسا رسوا کیا ہو اتنے مین ایک حبشن بولی کہ پکڑ لیچلو اسکو اسے دوسری نے کہا قید کرو تیسری نے کہا کہ مبادا باپ اسکا دلنواز جادو آزردہ ہو وہ تو یہ باتین کر رہی ہین اور ملکہ حیران پریشان حال اُنکا منہ تک رہی ہو اور روکر یہ شعر پڑھ رہی ہو شعر سر زنی یا بحجم زن شمشیر حبیب + ہرچہ آید بر سر من بانصیب + کہ کرب نے پانچوین مرتبہ اسم پڑھکر دم کیا کہ دیکھا آسمان پر سے چار تخت پیدا ہوئے اور ہر ایک تخت پر ایک ایک ساحر لباس تکلف پہنے ہوئے اور ایک تخت پر ایک کشتی مین ایک مسند و تکیہ مکلل بجواہر رکھا ہوا قریب اُس بنگلے کے آئے اُن حبشنون نے سلام کیا اور کہا کہ یہ گیسو بریدہ ہرگز اپنے اطوار سے دستبردار نہین ہوتی اُن سبھون نے آکر کہا کہ کیون اپنی جان سے بیزار ہوئی ہو ارے اب بھی اس جوان کی دوستی سے ہاتھ اُٹھا کرب سُن رہا ہو

کہ اُس نازنین نے جواب دیا کہ جان سے جانا قبول جہان سے جانا منظور اُلفت سے اُسکی ہاتھ نہ اُٹھائینگے شعر
جان سے جائین جہان سے جائین ہرگز غم نہین ٭ پر نہ کوچے سے ترے ہم اُٹھکے قاتل جائینگے ٭ اُن سبنے کہا کہ اے
عاشق اُسپر ہوتے ہین جو اپنے ساتھ اُلفت کرتا ہو وہ تو تیری بات بھی نہین پوچھتا تو زبردستی اُسپر عاشق ہی ملکہ نے کہا کہ مجھے
اُسکے بات کرنے سے غرض نہین مین تو اُسکی صورت کی عاشق ہون یہ سُنکر وہ سب برہم ہوئے اور اُس کشتی کو آگے لائے
اور صندوقچہ کھولکر اُسمین سے ہتھکڑیان بیڑیان طلائی گلے کا طوق مرصع کا نکالا زنجیرون مین ملکہ کو جکڑا طوق مرصع
گلے مین ڈالا کرب نے چھٹی مرتبہ اسم تالاب پر دم کیا اُن ساحرون نے بکمال بیرحمی ملکہ کو کھینچکر تخت پر ڈال لیا
ملکہ نے آواز دی کہ اے بہادر دوران اے شیر ژیان اب یہ مریض آتش اشتیاق غریق لجۂ فراق رخصت ہوتی ہی خدا تمکو
زندہ وسلامت رکھے اور ہر آفت سے بچائے ہمارا تو اب خاتمہ ہی ہماری تقدیر مین تو ناشاد و نامراد اُٹھ جانا لکھا
تھا تم طلسم کو فتح کرنا تو مزار غریبان پر ضرور تشریف لانا فاتحہ سے ہماری روح کو شاد فرمانا شعر بر سر تربت ما گر گذری
بعد وفات ٭ بانگ ناموت شکوہ نعرہ زنان برخیزم ٭ لیجیے خدا حافظ لوح سے غافل نہوجیے گا یہ کلمہ سُنکر کرب کا
یہ عالم ہوا کہ رونے لگا اور قریب تھا کہ اسم کو ترک کرکے دوڑے کہ ساتھ ہی خیال مین گذرا کہ اے کرب غازی ایسی لاکھو
معشوقین حمزۂ صاحبقران پر سے نثار حیف ہی کہ وہ حالت سکرات مین ہون اور تجھے عشق و عاشقی سوجھے دور کر
غرض عجب حالت اضطراب مین اسم پڑھ رہا تھا کہ وہ ناپاک اُس نازنین کو قید کیے ہوئے لیے چلے گئے کرب نے اسم
تمام کیا ساتوین مرتبہ تالاب پر دم کیا اور اُس مچھلے کو موتیون کے تالاب مین پھینک دیا دفعۃً غلغلۂ محشر بپا ہوا زمانہ
تاریک ہوگیا نفیرین بجنے لگین نقارے گرجنے لگے شور قیامت برپا تھا آواز کان مین چلی آتی تھی کہ جیسے پانی کسی
غار مین گرتا ہی بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی دیکھا کرب نے کہ تالاب بالکل خشک پڑا ہی تہ تک نمی نہین ہی پانی کا کیا
ذکر اور ایک طرف ایک دروازہ معلوم ہوتا ہی اور اُس دروازے پر لکھا ہی کہ یہ دروازہ زندان طلسم عجائب کا ہی کرب نے
لوح کو نکالکر دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اس دروازے مین تم جاؤ یہی راستہ ہی طلسم کا کرب نے اپنے دل مین کہا کہ لوح تجھے زندان
مین بھیجتی ہی خیر ہرچہ بادا باد غرض تالاب مین اُترکر دروازے کے اندر قدم رکھا چند قدم چلکر دیکھا کہ دروازے کا نام و نشان
بھی نہین ہی دور ہی سبزہ زار معلوم ہوتا ہی گلہاے رنگارنگ پھولے ہوئے ہین درخت بلند لگے ہوئے ہین جانور اُن درختون
پر بیٹھے ہوئے ہین کرب کو جو اُن جانورون نے دیکھا مانند انسان کے گویا ہوئے افسوس کرنے لگے کہ یہ بھی مانند ہمارے اسیر
طلسم ہوا اور وحشی جمع ہوکر پکارے کہ اے عزیز ہم بھی تیری طرح انسان تھے اب اسیر طلسم ہوکر آدمی سے جانور بنگئے کرب نے
کہا کہ مین طلسم کشا ہون طلسم کو توڑکر تم سب کو قید سے رہا کرونگا یہ سُنکر وہ سب وحش و طیر قہقہہ مار کر ہنسے کرب وہان سے
چل نکلا کہ آواز چخ چخ کی کان مین آئی قدم آگے بڑھایا ایک کنوان نظر آیا کہ اُسپر ایک چرخ مانند فلک کے گردش مین ہی اور
قریب سو ہودون کے اُسمین نصب ہین گردش کر رہے ہین اور وہ چرخ آدھا پانی مین آدھا اوپر ہی اور ہودے
مین ایک حبشن بصورت مہیب چوب دست ہاتھ مین لیے ہوئے بیٹھی ہی اور ایک ہودج پر بتکلف پر وہی نازنین
جو کرب کے سامنے اسیر ہوگئی تھی غل و زنجیر پہنے ہوئے بیٹھی ہی آنکھون سے اُسکی آنسو جاری ہین اور وہ حبشنین
اُسکو مار رہی ہین اور کہہ رہی ہین کہ اب بھی تو اُسکے عشق سے ہاتھ نہین اُٹھاتی اس حال کو پہونچی مگر یار کی یاد دل سے
نہین بھلاتی اور وہ رو رو کر پکار رہی ہی کہ اے خدا مجھکو صورت اُسکی دکھادے پھر میرا دم نکال لے اور گرد اُس چاہ
کے شگوفہاے بادام پھولے ہین اور ایک درخت چنار ہی بہت بلند اُسپر ایک جانور عظیم الجثہ بیٹھا ہوا ہی اور وہ
چرخ اور ہودج نازنین کو دیکھ رہا ہی منقار اُسکی مانند سنان کے چمک رہی ہی لیکن اس نازنین نے کرب کو

جو دیکھا پکارکر کہا کہ ای ثابت قدم کوچۂ وفاداری راہ آسمان صدق وصفا الحمد للہ کہ جلد خبر اس غمگین کی لی بس
اسکا یہ کہنا تھا کہ جوشن نے چقماق سر پر اُس نازنین کے مارا کہ یار کو پکارتی ہو اور وہ چلائی کہ ای شہریار مجھے بچائیے
کرب بیتاب ہوکر دوڑا تھا کہ حالت صاحبقران کی یاد آئی کہ وہ بستر مرگ پر پڑے ہین اور تو معشوق کی مدد کو چلا ہی
اور خدا جانے یہ کون ہی تو پہلے لوح تو دیکھ کہ اسمین کیا لکھا ہو یہ خیال اپنے دل مین کرکے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ
ای سیار این عجائب ہوای شکنندۂ این طلسم اگر تو زندان طلسم مین پہونچے اور اُس نازنین کو گرفتار دیکھے اُسکے گرد ار غافل
نہونا اور اُس سے کہنا کہ مین تیرا خواہان ہون اور قریب اُسکے جانا وہ ہاتھ اپنا تجھے دیگی تو ہاتھ اُسکا پکڑ کر کھینچنا وہ
ہو دیو پر سے نیچے آرہیگی تو چھاتی پر چڑھکر اُسے ذبح کرنا اور وہ جانور عظیم الجثہ جو درخت پر بیٹھا ہوا ہی مرغ دہن بستہ اُسکا نام
ہی اُس سے کہنا کہ ای مرغ دہن بستہ تو مدت سے منتظر اسی دن کا تھا کہ اپنے دشمن کو آرزو تیری خدا نے پوری کی یا
لیکر تو علیحدہ ہو جانا وہ مرغ بیتاب ہوکر درخت پر سے اُتریگا اور گوشت اُسکا کھاکر چاہیگا کہ اُڑکر چلا جائے تو
بجلدی تمام جست کر کے پیٹھ پر اُسکی جا بیٹھنا اور کہنا کہ ای مرغ دہن بستہ اس احسان کی تلافی مین تو مجھے بیابان
ہفت پیکر مین پہونچا دے وہ تجھے لیکر اُڑیگا جسوقت وہ تجھے بیابان مین اُتارے تو اُترتے وقت اُس مرغ کو
مارنا اور سینہ اُسکا چاک کرنا ایک خنجر اُسمین سے نکلیگا اُسے اپنے قبضے مین کرنا مگر لوح سے غافل نہونا ہر وقت دیکھتے رہنا بغیر
حکم لوح کوئی کام نہ کرنا کرب نے موافق نوشتہ لوح کے عمل کیا اور مار کر مرغ دہن بستہ کو لیکر خنجر روانہ ہوا مگر دل مین
کہتا جاتا تھا کہ یہ طلسم عجب محسن کش ہی کہ جس نے احسان کیا اُسیکے مار ڈالنے کا لوح نے حکم دیا پہلے تو دیو دار کو بے قصور
مارا اب یہ صورت ہوئی کہ اس مرغ نے یہان پہونچایا تھا وہ بھی مارا گیا یہی باتین دل مین کرتا ہوا اُس صحراے پرفزا مین
چلا جاتا ہو کہ دور سے ایک عمارت عالیشان نظر آئی جب قریب اُسکے پہونچا دیکھا کہ فرش تمامی کا بچھا ہوا ہی پردے
زربفتی بندھے ہوئے ہین قریب جو اُسکے آیا دیکھا کہ ایک تاجدار تخت پر بیٹھا ہوا ہی لوگ گرد و اطراف مین بیٹھے ہوئے
ہین غور کر کے جو دیکھا تو وہی بادشاہ معلوم ہوا جو خواب مین آیا تھا یعنے سکندر ذوالقرنین کرب نے اپنے دل مین
کہا کہ یہ محسن ہی ملاقات کرنا اس سے ضرور ہی شکر اسکے احسان کا ادا کرنا چاہیے قریب پہونچکر سلام کیا کہ سلام علیکم
یا سکندر ذوالقرنین واہل مجلس کچھ جواب نہ آیا حیران ہوا کہ کیا سبب ہی کہ جواب کسی نے نہ دیا یا سب بہرے
ہین کہ تیری آواز نہین سنتے اور قریب جاکر چلاکر کہا کہ سلام علیکم پھر جواب سلام نہ آیا اپنے دل مین کہا کہ بیشک
بہرے ہین یا یہ کہ انکو بہرہ اسکا نہین ہی کہ جواب سلام دین اور آگے جاکر پکارا کہ ارے مین تمسے صاحب سلامت
کرتا ہون اور تم جواب نہین دیتے پھر نہ صدا آئی جھنجھلا کر ایک شخص کے پاس آکر کان اُسکا پکڑ کر کہا کہ ارے جواب
سلام نہین دیتا اب معلوم ہوا کہ یہ سب پتھر کے پتلے ہین حیران ہوا کہ کیا صنعت ہی پروردگار کی ناچار اُس بارہ دری سے
نیچے اُترکر چلا تھا کہ ایک آواز مہیب پیدا ہوئی مانند صواعق عزرائیل کے کہ ای خیرہ سر تیری یہ نوبت ہوئی کہ نقل
صحبت سکندر مین آیا ہزار رہا مین لایا ہوگا تو ایک سلامت لیکر نہ جائیگا پھر کر جو دیکھا تو ایک دیو مثل کوہ بلند کے
چلا آتا ہی از سرتا پا سفید رنگ ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ جلد مین اسکی بجاے خون سیماب بھرا ہوا ہی اور متحرک ہی اور دو شمشاد
ہاتھ مین لیے ہوئے ہی بس برابر کرب کے پہونچکر وار ماری کرب نے وار اسکی خالی دی اور ہاتھ تیغۂ آبدار کا کمرگاہ پر
مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے بس دونون ٹکڑون مین سے سیماب بہنا شروع ہوا ایک طرفۃ العین مین تمام میدان سیماب بھر گیا
کرب نے جو یہ تماشا دیکھا حیران ہوا لوح کو نکالکر دیکھا اسمین لکھا ہوا تھا کہ دیو سیماب کو کسی حربے سے نہ مارنا اور اگر نادانی
سے مارا تو نے تو طوفان عظیم برپا ہوگا اور اگر ایک قطرہ تیرے بدن مین اس سیماب کا چھو گیا تو تو بھی پانی ہوکر بہجائیگا

جہاں تک بھاگا جائے اُس سیماب سے بھاگا کرب مجبوراً ایک بلندی پر جا کر کھڑا ہوا اب جو دیکھا تو تمام صحرا میں
سوا سیماب کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا اور وہ سیماب بنہایت متلاطم ہے ابھی کرب غازی اس سیماب کے جوش مارنے کو
دیکھ رہا تھا کہ وہ عمارت بھی ڈوب گئی اور درخت بھی غرق ہو گئے اور ایک طرفۃ العین میں وہ ٹیلہ بھی ڈوبا جس پر
کرب کھڑا ہوا تھا کرب گھبرایا حالت اضطراب میں ایک درخت چنار تھا اُسپر چڑھ گیا سیماب یہاں تک بلند ہوا کہ
وہ درخت بھی ڈوبا اب کرب سے کوئی گز بھر کا فرق رہگیا ہے کہ گز بھر سیماب بلند ہو تو کرب بھی ڈوبے دعائیں مانگنے لگا
کہ اے پروردگار واسطہ اپنے بندگان خاص کا اس ورطۂ ہلاکت سے مجھے نجات دے کہ دفعۃً اُس سیماب پر ایک ستارہ چمکا
غور کر کے جو دیکھا تو ایک نازنین مہ جبین ہے کہ اُس سیماب پر بہتی چلی آتی ہے متصل غوطہ کھاتی ہے اور اُبھر اُبھر کر پکارتی ہے کہ ہے کوئی
بندہ کہ مجھکو اس ہلاکت سے نجات دے کرب اُسے دیکھتے ہی مائل ہوا اور کہا کہ اے نازنین گھبراؤ نہیں میں تجھے نکالتا ہوں
مگر ساتھ ہی خیال میں گذرا کہ اے کرب تو لوح کو تو دیکھ کس واسطے کہ ایک مرتبہ دھوکا کھا کر تو اس خرابی میں پڑ گیا ہے اب خدا جانے
کیا ہوگا اور نہیں معلوم یہ ہے کون پس لوح کو نکالکر دیکھا اُسمیں لکھا تھا کہ اے سیارۂ این عجائبات اگر تو ایک نازنین کو غرق
ہوتے دیکھے خبردار اُسکی دستگیری نہ کیجیو کہ وہی سیماب جادو ہے تو خیال کر کے دیکھ اُسکے دونوں ابروؤں کے بیچ
میں ایک خال سُرخ رنگ ہے کہ مثل چنگاری کے چمک رہا ہے تیر مار کہ اُسی خال پر پڑے بس کام اُسکا تمام ہوگا اور جو
اُس خال سے تل بھر کا فرق ہوا تو پھر کچھ نہ ہو سکیگا تو مارا جائیگا کرب نے یاد کیے اپنے مولا غالب کل غالب
علی ابن ابیطالب کو تیر جو مارا تو اُسی خال پر پڑا سیماب جادو کا کام تمام ہوا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آواز الاؤ گیر کی
بلند تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام میدان جلا جاتا ہے بعد چار گھڑی کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام میں سیماب جادو بعد
روشنی جو ہوئی دیکھا کہ پانی کا نام بھی کہیں نہیں ہے زمین پر نمی تک نہیں معلوم ہوتی حیران ہوا کہ اے کرب کیا کارخانہ طلسم کا
ہے اور وہاں سے آگے کو روانہ ہوا صحراے پرفضا دیکھا کہ جدھر کو نگاہ اُٹھ جاتی ہے نئی طرح کے پھول اور گیاہ معلوم ہوتے
ہیں کہیں سفید پھول ہیں سفید ہی گھانس ہے سفید پانی چشموں میں بھرا ہوا ہے کہیں سُرخ پھول ہیں تو وہاں کی سُرخ گھانس
ہے سُرخ پانی جاری ہے اسی طرح سات رنگ کے پھول اور سات رنگ کی گیاہ اور سات رنگ کا پانی چشموں کا نظر آیا
سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ دور سے ایک چبوترہ ہفت رنگ نے دکھائی دیا اور اُسپر سات معشوقیں سات رنگ کے
لباس پہنے ہوئے مسندوں پر بیٹھی ہوئی ہیں اسباب عیش مہیا ہے فرش کیا ہوا ہے ناگاہ اُن سب نے جو کرب کو دیکھا
ایک اُنمیں سے پکاری کہ شہریار میں مدت سے آپکی مشتاق تھی جلد آپ تشریف لائیے دوسری پکاری کہ یہ جھوٹی ہے
میں آپ کی عاشق صادق ہوں مجھے کمال اشتیاق تھا آپکے دیکھنے کا آپ میرے پاس آئیے تیسری پکاری کہ
صاحب یہ دونوں جھوٹی ہیں میرے پاس قدم رنجہ فرمایئے میں آپکی کنیز ہوں یہ سب میرے چھیڑنے کو کہتی ہیں چوتھی
پکاری کہ جس روز سے آپ طلسم میں رونق افزا ہوئے ہیں میں اسی دن سے آپ پر عاشق ہوں پانچویں نے کہا کہ
آپ جو تالاب پر برہنہ ہاتھ منہ دھونے کو بیٹھے تھے اور وہ کشتی پیدا ہوئی تھی میں ہی اُس کشتی میں آپکو دیکھکر مائل
ہوئی تھی چھٹی پکاری کہ میں نے اُس بنگلے پر سے آپکو دیکھکر شیفتہ و فریفتہ ہوئی تھی ساتویں پکاری کہ یہ سب بوالہوس
ہیں جھوٹی چاہت جتاتی ہیں آپکی عاشق صادق میں ہوں حضور مجھے سرفراز فرمائیں کرب نے سوچا کہ تو اکیلا اور سات
ہیں انکے ساتھ کیونکر نباہ ہوگا لوح طلسم دیکھ کہ اُسمیں کیا لکھا ہے دیکھا تو لکھا ہوا تھا کہ ہفت صورت جادو یہی ہے چاہیے
کہ ایک حملے میں ان ساتوں کے سر تن سے جدا ہوں ایک بھی بچ گئی تو تو مارا جائیگا اور جو قتل ہونگی پھر زندہ ہو جائیگی
اور تو دوسرا حملہ نہ کر سکیگا کرب نے اپنے دل میں کہا کہ اگر لوح بنانے والا میرے سامنے ہوتا تو اُس سے پوچھتا کہ

ساتون کو ایک حملے مین کیونکر مارون فکر کرنے لگا کہ اُن ساتون نے کہا کہ ای صاحب یہان آؤ وہان کھڑے کیا
سوچ رہے ہو کرب نے کہا کہ تم سات مین اکیلا کسکے پاس آؤن اور کسکے پاس نہ آؤن تم سب سر جوڑ کر برابر
لیٹ جاؤ مین جسے پسند کرونگا اُس سے ہمصحبت ہونگا اُن سبھون نے کہا یہ بات بہت خوب ہے ہم سب برابر لیٹے
ہین آؤ پسند فرمالو یہ کہکر ساتون سر جوڑ کر برابر لیٹ گئین کرب برابر اُنکے آیا اور کھینچکر تلوار جوہر داری ساتون
کے سر برابر سے قلم ہوئے کرب نے حکم لوح سے سر اُٹھا کر دامن مین رکھلیے ایک غل و شور برپا ہوا تاریکی چھاگئی
دھوان اُٹھ رہا تھا آگ برس رہی تھی گیر و دار کی صدا بلند تھی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی ہرنام ہفت صورت
جادو بود روشنی جو ہوئی دیکھا کہ نہ وہ چبوترہ ہے نہ بیابان لاشہ ایک ساحرہ کا بے سر پڑا ہوا ہے منزلون بیابان
سبزہ زار ہے لوح دیکھکر ایکطرف چل نکلا کوئی چار فرسخ چلا ہوگا کہ ایک شعلۂ آتش نمایان ہوا دیکھا کہ ایک اژدر
آتش فشان پر ایک سوار نابینا چلا آتا ہے اور پکار رہا ہے کہ ای طلسم کشا تو نے مجھے قید سے رہا کیا ہے ٹھہر جا کہ شکریہ تیرا
بجالاؤن مگر آنکھین نہین ہین کہ تیری زیارت کرون کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ بادشاہ قدیم طلسم کا ہے اژدر
جادو اسکا نام ہے کرب برابر اُسکے آیا کہا کہ آنکھین تیری کیونکر روشن ہون اُسنے کہا کہ ہفت صورت جادو کا اگر سر
آگ پر جلایا جائے تو آنکھین میری روشن ہون کرب نے کہا کہ سر میرے پاس ہے اوراسی وقت لکڑیان جمع کر تھیلی
سے آگ نکالکر لکڑیان جلائین جب شعلے اُنمین اُٹھنے لگے سر کو آگ پر رکھ دیا وہ جلنے لگا چراہند جو اُسکی پھیلی کرب
دور ہٹگیا مگر اُس سوار نابینا کی آنکھون مین جو دھوان اُسکا لگا آنکھون سے پانی جاری ہوا جب وہ جلکر خاک
ہوگیا آنکھین اژدر جادو کی روشن ہوئین کرب کے قدمون پر گرا گرد پھر القصدق ہوا کرب نے پوچھا کہ حال اپنا
بیان کر اُسنے کہا کہ ای شہریار مین سکندر کے وقت سے بادشاہ اس طلسم کا تھا دلنواز جادو میرا سپہ سالار تھا اُسنے
نمکحرامی کرکے تمام ساحران طلسم کو اپنے شریک کیا مجھکو قید کر لیا ہفت صورت جادو کے ہاتھون مجھے نابینا کرایا
سیماب جادو مجھپر متعین تھا جب وہ دو کون مارے گئے تو مین قید سے چھوٹا خدا آپکا بھلا کرے کہ آپکے ہاتھ سے
مین دوبارہ زندہ ہوا اور ای شہریار آگے دربند ہے کوران جادو کا اور وہ ایک ساحر زادہ ہے وزیر دلنواز جادو کا
اگر اسے آپ نے مارا تو بڑے مقصد کو پہنچا اور مین آپکے ساتھ ہون چلیے کرب لوح کو دیکھکر روانہ ہوا کوئی دو کوس
آیا ہوگا کہ ایک پہاڑ دکھائی دیا اُسپر ایک ساحر مہیب صورت بیٹھا ہوا تھا آئینہ اُسکے سامنے رکھا تھا شعر خوانی مین
مصروف تھا اژدر جادو اڑتا ہوا کرب کے سر پر اُڑتا ہوا چلا آتا تھا کہ وہ اترکر کرب کے پاس آیا کہا ای شہریار
کوران جادو یہی ہے آپ اُسکے سامنے جائیے گا وہ آئینہ اُٹھاکر روبرو کریگا بس عکس آئینہ پڑتے ہی آپ پانی
ہوکر بہجائیگا ترکیب اُسکے قتل کی یہ ہے کہ مین اُسکے پیچھے سے جاکر آئینہ اُٹھالون وہ میری طرف پھریگا آپ تیر اُسکے
مارئے گا کام اُسکا تمام ہوجائیگا کرب نے لوح کو دیکھا اُسمین یہی لکھا تھا کہ اژدر جادو سچ کہتا ہے کرب نے اسیطرح کوران
جادو کو مارا وہ پہاڑ بالکل نابود ہوگیا اژدر جادو نے کہا ای شہریار آپ یہان ایک روز توقف فرماین تو مین جاکر
اپنی فوج کو لے آؤن تو پھر سامنا دلنواز جادو کا کرون فقط ایک دربند بیچ مین جلاجل جادو کا باقی ہے اور جلاجل
جادو بہن ہے دلنواز جادو کی بلاے بے درمان آفت جہان ہے مین آلون تو چلکر اُسے قتل کیجیے کرب نے کہا اچھا جاؤ
اژدر جادو روانہ ہوا کرب غازی انتظار مین اُسکے رہا یہانتک کہ وہ دن آخر ہوا رات گذری دوسرے دن پھر دن تک
انتظار کیا اور وہ نہ آیا خیال مین گذرا ای کرب کیا تو اژدر جادو کے بھروسے پر طلسم فتح کرنے آیا اُسکا انتظار تو کہانتک
کریگا وہ اپنی جان بچا گیا تو چل یہان سے لوح تو تیرے پاس ہے اندیشہ کس بات کا ہے یہ خیال کرکے چل نکلا تھوڑی دور

آیا ہوگا کر بیابان ہول خیز وحشت انگیز معلوم ہوا کمال وقت سے اُسے طی کیا پیاس کے مارے دم ہونٹھوں پر آگیا
تھا کہ باغبان کی صدا کان میں آئی گویا جان تازہ بدن بیجان میں پائی اسی آواز کی طرف دوڑا کہ چار دیواری باغ
کی نظر آئی دروازہ بند تھا کھڑکی کھلی تھی کرب باغ کے اندر گیا ہوا سے سرد سے جان بدن میں آئی باغ نمونہ بہشت
نظر آیا نہریں سلسبیل آسا جاری تھیں کرب نے نہر میں سے پانی پیا فرحت حاصل ہوئی سیر کرتا ہوا روش باغ پر
چلا جاتا ہی کہ جاتے جاتے ایک بارہ دری کے قریب پہونچا دیکھا کہ وہاں نازنینان مہ جبین اور مہ جبینان مہ تمکین کا
ہجوم ہی ناچ گانا ہو رہا ہی اور ایک حور وش پری تمثال مسند ناز پر مانند طاؤس طناز کے جلوہ افروز ہی ہاتھ میں
اسکے کلیجی ہی کاغذ کے چاند کتر رہی ہی اور انپر کچھ لکھتی ہی اور پانی کا حوض سامنے ہی اُسمیں پھینکتی ہی اور دونوں
ہاتھوں سے اُن چاندوں کی بلائیں لیتی ہی کرب اُسے دیکھتے ہی دلدادہ و فریفتہ ہوگیا آگے بڑھکر جو دیکھا تو اُن
چاروں پر اپنا نام لکھا ہوا پایا محبت چار چند ہوگئی مگر اُس نازنین کی جو کرب پر نگاہ پڑی اُٹھ کھڑی ہوئی
پکاری ای شہریار آپ نے مجھے جلا لیا ہی دعائیں مانگتی تھی کہ خدا آپ کی صورت مجھے دکھادے بارے آرزوے دلی
میری پوری ہوئی اور دوڑکر ہاتھ پکڑ کر مسند پر لاکر بٹھایا اسباب عیش مہیا کیا جام شراب کا لبریز کرکے ہاتھ میں
دیا کرب نے چاہا کہ اُسے پیے کہ ایک آواز آئی اے طلسم کشا کیوں اسکے دام میں گرفتار ہوا ہی اگر اس جام میں سے ایک
قطرہ تیرے حلق میں اُتر گیا تو جلکر خاک ہو جائیگا یہی جلا جل جادو ہی جام اسی پر پھینک مار اور اسکے قریب سے
دور ہو جا کرب نے وہ جام اسی پر مارا بس اُسکے بدن میں آگ لگ گئی جلنے لگی کرب تو دور ہٹگیا وہ عورتیں
جو اُسکی مصاحب تھیں اُنہیں سے جو آگ بجھانے کو دوڑی اُنکے بھی آگ لگ گئی تھی کہ وہ سب جلنے لگیں ڈرین
کہ جلکر اُس مفسد کو بھی لو کرب سنا اپنی طرف آتے جو دیکھا باغ سے باہر نکل گیا اب باغ کو دیکھا کہ ایک کرہ نار معلوم
ہوتا ہی درختوں میں سے بجائے ثمر شعلے پیدا ہو رہے ہیں یہانتک کہ ایک ساعت بھر کے عرصے میں نام و نشان بھی اُس
باغ کا نہ رہا سب باغ جلگئے اژدر جادو نے آکر سلام کیا کہا اے شہریار غضب ہوگیا تھا اگر میں نہ ہولیتون تو آپ
مارے گئے تھے ایسی بھی کوئی غفلت کرتا ہی اول تو میرا انتظار آپ نے نہ کیا دوسرے یہاں آئے بھی تو فوج کو نہ دیکھا
کرب بولا کہ ہاں مجھسے غفلت تو ہوئی اور میں توکلت علی اللہ چل نکلا مگر ابتک لشکر تمہارا نہ آیا عرض کیا اے شہریار
میں سبکو آگاہ کرکے جلدی اسی واسطے چلا آیا تھا کہ ایسا نہو آپکے واسطے کوئی قباحت درپیش ہو تو پھر ہم کہیں کے نہ رہینگے
مگر اے شہریار اب سب دربند طلسم فتح ہو چکے اب سامنا ہی لمتواز جادو سے غلام مقابلہ کریگا حضور کو لڑنے نہ دیگا یہ
باتیں تھیں کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا اور اُسمیں سے پرکالہ آتش اُڑتے ہوئے نمایاں ہوئے کرب نے کہا کہ اے
اژدر جادو فوج ساحروں کی آتی ہی عرض کیا اے شہریار یہ سب اپنے غلام ہیں فوج میری ہی دیکھا تو ساحر اژدہوں پر
چلے آتے ہیں اور ایک ساحر مندیل سر پر رکھے ہوئے فیل آتشین پر سوار اور فوج ساحروں کی اُسکے ہمراہ آکر اژدر جادو
کو سلام کیا اژدر جادو نے کہا کہ تجھنے مجھکو قید سے چھڑایا ہی جان بخشی کی ہی وہ یہی ہی اور طلسم کشا ہی اسے سلام کرو
ہجاے جادو نے کرب کو سلام کیا اور جملہ ساحروں کو لاکر قدم بوس کرایا خیمہ استادہ ہوا کرب اُسمیں داخل ہوا
کہ جلاجل جادو کے مرنے سے قلعہ طلسم کا سامنے نظر آنے لگا تھا کرب آکر مسند پر بیٹھا ناچ ہونے لگا جام گردش
میں آیا اژدر جادو بیٹھا ہوا ہی ہجاے جادو چالیس جادوگروں سے جو چالیس ہزار جادوگروں کے افسر
ہیں دست ادب بستہ سامنے موجود ہی چالیس ہزار جادوگروں کا لشکر گرد خیمے کے اُترا ہوا ہی کرب نے کہا اے
اژدر جادو ہم کئی دن سے بسبب خوف جان کے سوئے نہیں ہیں تمہارے باعث سے ہم سوئینگے اُسنے کہا اے شہریار

آرام کیجیے مگر ہشیار سوئیے گا کسواسطے کہ قلعہ حریف کا سامنے ہی اور غلام تو نگہبانی حضور کی رات بھر کریگا اور جتنے
ساحر ہین میرے وہ بھی ہوشیار رہینگے حضور کی ذات کو کچھ اندیشہ نہین ہی آپ خاصہ نوش فرماکر آرام کرین کرب
نے کھانا کھایا پلنگ پر لیٹا اژدر جادو نے سب ساحرون کو چوکی کے واسطے مقرر کیا اور آپ ایک بازی کی صورت
بنکر قبۂ بارگاہ پر بیٹھ گیا چار طرف دیکھنے لگا مگر اب حال گذارش کیا جاتا ہی دلنواز جادو کا کہ پہلے اُسکے پاس لاش
لوحدار جادو کی آئی دلنواز نے سر اپنا پیٹ لیا اور کہا کہ یارو دیکھو یا تو اِس لوحدار کا کہین پتا بھی نہ تھا یا
آج سے اِس طلسم کشا پاس پہونچی ماری گئی معلوم ہوا کہ اب طلسم ضرور برباد ہوا اب نہین بچتا اور جتنے ساحر ہین سب
مارے جائینگے پھر لاش ذوفنون جادو کا آیا بعد اُسکے مردہ مرغ ذہن لستہ کا آیا پھر سیماب جادو کا جنازہ اور صنعت رسا
جادو کی ارتھی اور کوران جادو کے مرنے کی خبر پہونچی بعد اُسکے معلوم ہوا کہ جلاجل جادو بھی واصل جہنم ہوئی وہ دن
مین لاش پر لاش اُسکے پاس پہونچی پریشان ہوا کہا کہ لشکر تیار ہو کہ مین طلسم کشا سے لڑونگا یہ کہکے آپ محل مین چلا گیا
زوجہ سے کہا کہ طلسم تمام ہو چکا سب مالکان دربند رفیق مارے گئے ہمارا تو خاتمہ ہی کوئی صورت بچنے کی نہین معلوم ہوتی
اژدر جادو بھی قید کرکے چھوڑا طلسم کشا کا شریک ہوا افسوس کہ عزت بھی گئی جان و مال بھی برباد ہوا یہ کہکر رونے لگا
بیٹی ہی اُسکی شمشاد جادو وہ اگر قدمون سے لپٹی اور کہا کہ ای پدر بزرگوار آج رات کو مین نے یا تو اپنی جان دی یا طلسم کشا
کو پکڑ لائی آپ کچھ اندیشہ نہ کیجیے دلنواز جادو نے کہا کہ بیٹا وہ صاحب اقبال ہی تجھسے کچھ نہو سکےگا مفت مین تو نے
اپنا مجھے دےگی ہرگز تو اُسطرف نہ جانا اُسنے کہا بابا جان اب تو مین نے جو ارادہ کیا وہ کیا جو سامری جمشید میرے حق
مین بہتر جانینگے وہ کرینگے یہ کہکر روانہ ہوئی یہان کرب ابھی سویا نہین ہی تنہا پڑا ہوا ہی کہ دیکھا زمین شق ہوئی اور
ایک نازنین نقب سے نکلی شمع اُسکے ہاتھ مین روشن تھی مگر اُسکے چہرے کے سامنے روشنی اُسکی پھیکی معلوم ہوتی تھی کرب
اُسے دیکھتے ہی دلدادہ و فریفتہ ہو گیا پوچھا کہ ای ملکۂ اقلیم حسن تم کون ہو حال اپنا بیان کرو حسب و نسب سے آگاہ کرو
شعر اوہلے ترا منزل کدام است + دگر شاہے ترا آخر چہ نام است + اُسنے شمع تو ہاتھ سے پھینک دی اور کہا کہ صاحب مین
ایسی ہی سوختہ قسمت ہون آپ کاہے کو مجھے بچانینگے یہ کہکر رونے لگی دیکھا کرب نے کہ صدف کا منھ کھلگیا اور اُسمین سے
گوہر آبدار اشک گرنے لگے یا رکہ موتیون کا سہرا اُسکے منھ پر ڈالدیا اچھا آنسو جو نوک مژہ پر رُک رہے ہین یہ معلوم ہوتا
ہی کہ تیرون پر پیکان آبدار چڑھائے ہین کہ جگر شگاف کر رہے ہین کرب نے پکارا کہ ای نازنین سبب اپنے رونے کا بیان کر اُسنے
کہا کہ رونا اسکا ہی کہ ہم تو مدت سے دلدادہ و فریفتہ ہین اور تم کہتے ہو کہ ہم پہچانتے ہی نہین مین کمبخت وہی ہون جسکو آپنے
فیلبند دروازے پر لٹکے دیکھا تھا اور لوگ مجھکو قید کرکے لیگئے تھے مین بیٹی ہون دلنواز جادو کی شمشاد جادو
میرا نام ہی کرب نے کہا کہ واللہ مین نے نہین پہچانا آئیے سرفراز کیجیے اُسنے کہا کیا خاک پھر آؤن تم تو ہمارے
خاندان کے قتل پر کمر باندھی ہی اور یہ اژدر جادو ہمارے خاندان کا دشمن ہی اسکا بس چلیگا تو کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا
آپکے باعث سے یہ زور اُسے حاصل ہی نہین تو کیا طاقت اسکی کہ مجھسے برابری کرسکے یا مقابل ہو یہ وہی ہی کہ جسے
میرے باپ نے اندھا کر دیا تھا اور اِس سے کچھ نہو سکا اور مین جانتی ہون کہ وہ باز بنا ہوا قبۂ بارگاہ پر بیٹھا ہی
آپ کا جی چاہے تو بلا کر سامنا کر لیجیے میرا جھوٹ سچ معلوم ہو جائےگا کرب نے کہا کہ صاحب تم سچ کہتی ہو
اب آؤ بیٹھو اُسنے کہا جو عرض میری پذیرا ہو مطلب میرا حاصل ہو تو بیٹھون کرب نے کہا کیا مطلب ہی تمھارا
بیان کرو وہ بولی کہ خطا میرے باپ کی معاف کرو بادشاہت یہان کی میرے باپ کو دو اژدر جادو کو مار ڈالو
کرب نے کہا ای ملکہ ہم حق تلفی نہین کرتے اژدر جادو بادشاہ قدیم ہی طلسم کا اور تمھارا باپ سپہ سالار ہی اُسکا

تمھارے باپ کو اُسکا عہدہ دونگا اور اژدر جادو سے خطا معاف کراونگا اُسنے کہا کہ یہی ہمی مین نے قبول کیا آپ
اگر مجھے کنیزی مین قبول کیجے تو حاضر ہون کرب نے کہا کہ مین تمھین خاتون محل بناؤنگا آؤ میرے پاس بیٹھو وہ
نزدیک آئی کرب نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور پلنگ پر بٹھا لیا اُسنے کہا اے شہریار میری یہ لیاقت نہین ہی کہ برابر آپ کے
بیٹھون مگر تلوے آپ کے سہلاؤن گی کہ یہ کام کنیزون کا ہی کرب نے کہا کہ صاحب میرے ساتھ سوؤ اُسنے کہا کہ یہ
کبھی نہوگا اور پائنتی بیٹھکر پانون دبانے لگی دونون پانون اپنی گود مین لے لیے انگوٹھے پانون کے جو بینچے سے
مس ہوئے کرب کو ایک لذت حاصل ہوئی اور کئی دن کا جاگا ہوا تھا سو گیا اُس لکاتہ نے کیا کام کیا کہ اُٹھکر
پہلے تو رشتۂ لوح کا کاٹ کر کرب کے گلے سے اتار لی اور اپنے قابو مین کی بعد اُسکے اسم سحر کا پڑھکر کرب کو غافل کیا
چادر مین پشتارہ باندھا اور سحر سے صورت اپنی عقاب کی بنا کر دونون پنجون مین پشتارہ کرب کا تھام کر اُسکی
خیمے سے نکلکر قلعے کی جانب روانہ ہوئی اژدر جادو جو باز بنا ہوا بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک جانور عظیم خیمے کے اندر
سے نکلا اور ایک پشتارہ پنجون مین دبائے لیے جاتا ہی یقین ہوا کہ کرب کو کوئی ساحر پکڑ لیے چلا اپنے ساحرون کو آواز
دی کہ یارو غضب ہوگیا کوئی ساحر طلسم کشا کو لیے جاتا ہی دوڑو یہ کہکر آپ بھی پیچھے اُسکے دوڑا اور ساحر بھی لپکے مگر
وہ لکاتہ کرب کو لیے ہوئے قریب دیوار قلعہ کے پہونچی تھی کہ باز آ پہونچا اور طمانچہ عقاب پر مارا عقاب نے ادھر
سے پھرا منقار سے منقار پنجے سے پنجہ لگیا عقاب و باز سے لڑائی ہونے لگی پشتارہ پنجے سے عقاب کے نکل گیا
ساحرون نے بڑھ کے ہوا اُسکو روکا ادھر باز و عقاب سے لڑائی ہوتے ہوتے یہ صورت ہوئی کہ باز نے عقاب
کو زمین پر گرا کر اُسکے سینے پر چڑھ کر ایک منقار جو ماری سینہ کو توڑ کر اسفل سے پار گذر گئی طائر روح اُس عقاب کا
پرواز کر گیا غل و شور کی صدا بلند ہوئی ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شمشاد جادو بود اژدر جادو نے لوح بھی اُسکے
گلے سے اتار لی اور پشتارہ کرب کا لیکر خیمے مین آیا پشتارہ کھولکر کرب کو اُسمین سے نکالا اسم سحر کا پڑھکر ہوشیار کیا کرب
نے آنکھ کھولکر دیکھا تو اپنے کو بندھا ہوا پایا اژدر جادو اور ساحر گرد و اطراف کھڑے پائے حیرت زدہ ہوکر پوچھا کہ مین نے
تمھارے ساتھ ایسا کیا سلوک بد کیا تھا کہ تمنے میری مشکین باندھی ہین اژدر جادو نے کہا اے شہریار یہ بیٹی دلنواز جادو
کی آپ کو گرفتار کرکے لیے جاتی تھی ہمنے اُسے مار کر آپ کو چھڑایا ہماری یہ مجال تھی کہ آپ کو باندھتے کرب نے
کہا واقعی وہ نقب کی راہ سے میرے پاس آئی تھی اور سب حال مفصل بیان کیا اُسنے کہا شہریار مین نے کہا تھا
کہ غفلت نہ کیجے گا آپ دیدہ و دانستہ اُسکے دام مین آ گئے خیر مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت
غرض خوش و خرم ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گردش مین آیا لیکن اُدھر لاشہ شمشاد
جادو کا اُٹھاکر ساحر سامنے دلنواز جادو کے لائے اُسنے دونون ہاتھ منھ پر مارے کہا کہ مین پہلے ہی
سمجھا تھا کہ یہ مار ڈالی جائیگی قضا اُسکی لیے جاتی ہی آخر وہی ہوا اُسکی لاش کو جلایا پھونکا بعد اُسکے
لشکر اپنا ساتھ لیکر قلعے سے باہر آیا خیمے مین بیٹھا شراب پینے لگا جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اُسی وقت نقارے پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر کرب دلاور کی خدمت مین آئے دعا دیکر عرض کیا
کہ دلنواز جادو نے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کچھ غم نہین ہی ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے بموجب حکم
نقارۂ رزمی پر چوب پڑی چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو باہم گر صف باندھ کر
مقابل کھڑے ہوئے دلنواز جادو نے رفیقون سے کہا کہ یارو مجھے طلسم کشا جان کا عزرائیل معلوم ہوتا ہی
مین اُس سے لڑونگا تو مارا جاؤنگا سبھون نے عرض کیا جب حضور کی یہ حالت ہو تو وائے بر حال ہم لوگون کے

دلنواز جادو نے کہا کہ جاتا ہون میدان مین اگر اژدر جادو میرے مقابلے کو آیا تو خیر اور اگر طلسم کشا
آیا تو اُسکے قدمون پر گر دونگا یقین ہے کہ اُسے رحم آجائے یہ کہکر اپنے اژدر آتش فشان کو بڑھا کر میدان مین
آیا مبارز طلب کیا اژدر جادو نے کرب دلاور سے کہا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو جاکر مقابلہ کرون آپ لڑائی
کا تماشا دیکھیے کرب بولا اے اژدر جادو تم اُس سے دبے ہوئے ہو اگر لڑوگے تو مارے جاؤگے تمہارا جانا مناسب
نہین ہے میرے پاس لوح ہے میرا یہ کافر کچھ نہ کر سکیگا تم یہین رہو یہ کہکر اپنے مرکب کو جھکایا میدان کی طرف چلا
جب پاس دلنواز جادو کے پہونچا اور اُسکی نگاہ کرب پر پڑی بند بند اُسکا کانپنے لگا ہوش و حواس باختہ
ہوگئے اژدہے سے اُترکر قدمون پر کرب کے گرا کہ مین خطاوار ہون چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے کرب نے
کہا اے دلنواز جادو حرز ہیکل صاحبقران کی مجھے دیدو تو مین خطا تمھاری معاف کردون اُسنے حرز ہیکل
گلے سے اپنے اُتار کر دونون ہاتھون پر رکھکر نذر کی کرب نے حرز ہیکل اُس سے لیکر اپنے گلے مین ڈال لی اور
دلنواز کو اپنے سینے سے لگایا اور اژدر جادو کے قدمون پر گرایا اور کہا کہ خطا اسکی معاف کرو یہ تمھارا ملازم قدیم ہے
اُسنے دلنواز جادو کو گلے سے لگایا خلعت دیا اب دونون لشکر ایک ہوئے دلنواز جادو کرب کو قلعے مین لایا
تمام مال طلسم نذر کیا بارگاہ سکندری بخش کی کرب دلاور نے کہا اب تم اسلام اختیار کرو سحر چھوڑ دو عرض کیا
کہ ہمین عذر نہین ہے مگر ہم ساحر ششمش جادو کی ورزش ہوگی اُسوقت ہمسے سحر کچھ نہوسکیگا بعد ساحر ششمش جادو
کے مارے جانے کے ہم سحر سے توبہ کرینگے کرب نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے دلنواز جادو نے کرب کی دعوت
کی دوسرے روز کرب نے کہا اے اژدر جادو اے دلنواز جادو مین اپنے آقا کو حالت سکرات مین چھوڑ آیا ہون
مجھے شہر سکندریہ مین لیچلو مال و اسباب طلسم کا پیچھے چلا آئیگا اُسی وقت اژدر جادو اور دلنواز جادو
کرب کو تخت پر بٹھا کر خود دہنی بائین طرف بیٹھے پرواز کرکے شہر سکندریہ کو روانہ ہوئے لیکن اب حال گزارش
کیا جاتا ہے لشکر اسلام کا کہ جسوقت وہان کرب غازی نے حرز ہیکل دلنواز جادو سے لیکر اپنے گلے مین پہنی اُسیوقت
یان تو صاحبقران بیہوش پڑے تھے یا آنکھین کھولدین ہوش آگیا ہاتھ پیر دن مین حرکت ہوئی بیس روز گذرے
تھے کہ کچھ نوش نہ فرمایا تھا خاصہ طلب کیا بادشاہ اسلام کو خبر ہوئی کہ امیر ہوش مین آئے کھانا کھانے کو مانگا ہے
فرط خوشی سے سر و پا برہنہ دوڑے لوگ صاحبقران کو شور بہ چرب پلا رہے تھے کہ بادشاہ اسلام ہونچے
امیر نے سلام کیا اور چاہا کہ تعظیم کو اُٹھین اُٹھا نہ گیا بادشاہ اسلام دوڑ کر لپٹ گئے اور پکارے کہ خدا نے کیسا
رحم کیا کہ آپ ہوش مین آئے برابر آکر بیٹھ گئے امیر نے سرداران عالی مقام کو نہ پایا پوچھا کہ یہ سب کیا ہوئے
بادشاہ اسلام نے تمام بربادی لشکر کی ہاتھ سے شہناز جادو کے بیان کی فرمایا کہ عمرو کہان ہے کہا کہ کوئی برے وقت
مین ساتھ نہین دیتا خدا جانے کہان گیا ہے فرمایا مین اُسے خوب جانتا ہون وہ کبھی بیوفائی نہ کریگا جسوقت مجھے اس
بگاڑ تھا کہ مین اُسکا دشمن جان اور وہ میرا تشنۂ خون تھا اُسوقت مین بھی اُسکو پاس میرا اور سرداران لشکر کا تھا
مقرر وہ تدبیر مین ہوگا غرض اُسدن امیر نے کھانا کھایا ہوش و حواس بجا ہوئے اُسی وقت بادشاہ اسلام نے حکم دیا
کہ بجے طبل شادمانی لبس طبل شادمانی کا بجنا تھا کہ تمام لشکر مین غلغلہ ہوا کہ حمزہ صاحبقران کل دوپہر سے ہوش مین
آئے مین ہرکارے کفار کے جو موجود تھے وہ خبر لیکر لشکر کفار مین آئے حال امیر کا بیان کیا بختیارک نے صلوات
پڑھی اور شہناز جادو سے کہا کہ آپ نے اسقدر تامل کیا کہ حمزہ ہوش مین آگیا اب کون اُسکا کچھ کرسکیگا شہناز جادو نے
کہا کہ کیا طلسم عجائب ٹوٹا دلنواز جادو مارا گیا مجکو اُس امر کا یقین نہین ہے ہرکارون نے عرض کیا طلسم عجائب

کے ٹوٹنے کا حال نہین معلوم مگر حمزہ ہوش مین آیا ہی آج دوسرا دن ہی شہناز جادو نے کہا کہ اگر حمزہ ہوش مین
آیا ہی تو ابھی اُسکی بارگاہ مین جاکر اُسکا علاج کرونگا وہین اسم اعظم اسکا بند کرونگا کسواسطے کہ شہناز علی کو
کمال اشتیاق ہوا کہ حمزہ کو چلکر دیکھے لقا اور سکندر شاہ سے کہا کہ لشکر فوج تیار کرکے حمزہ پر لیکر آؤ
مین چلکر حمزہ کا خاتمہ کیے دیتا ہون اور تمام جادوگرون کو ہمراہ لیا اور تخت پر سوار ہوکر روانہ ہوا جب
بارگاہ ہشامی مین پہونچا دیکھا کہ نگون پر غاشیہ پڑا ہوا ہی بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہین امیر دکل پر بیٹھے ہین
کہ آسمان پر سے ایک تخت نیچے اُترا اور صاحب تخت نے صاحبقران سے صاحب سلامت کی امیر نے
بسبب خلق و مروت کے تعظیم دی کرسی بیٹھنے کو مرحمت فرمائی شہناز علی بیٹھا اور کہا کہ حمزہ تجھے نصیحت کرنے
آیا ہون اگر تو نے قبول کیا بہتر نہین تو میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا امیر نے اپنی زبان معجز بیان سے فرمایا ای
شہناز جو کچھ تجھے کہنا ہو کہہ اُسنے کہا نصیحت میری یہ ہی کہ دین فرعون پرستی اختیار کرو نہین تو جو حال تمہارے
سردارون کا کیا ہی وہی تمہارا بھی ہوگا امیر نے فرمایا ای شہناز جس روز سے کہ مین سکندریہ پر آیا ہون آمادۂ
مرگ ہون لیکن اگر چاہا خدا نے تو اس شہر کو بھی مانند ام الجبال اور عنطلی آباد اور چاہ الماس کے برباد کیا ہوگا
تو نام اپنا حمزہ نہ رکھا ہوگا اور لقا اور فرعون کے بارے مین سوا لعنت کے میری زبان سے اور کچھ نہ نکلیگا اور
تو بھی اگر عقل کو دخل دے تو حال تجھپر کھل جائے شہناز علی یہ کلمہ سُنکر غضبناک ہوا اور کہا ای حمزہ ہر شرط کہ تجھکو
مع لشکر اسی وقت خاک سیاہ کردون خداوند فرعون شاہ کو تجھ ایسا مجاورزادہ ملک سحارہ نہ کہ بچا تو کیا ہو جائیگا
اُسکی خداوندی مین کچھ خلل نہ آئیگا امیر یہ سُنکر نہایت برہم ہوئے اور کہا کہ ای شہناز فوراً میرے سامنے سے چلا جا نہین تو
مارا جائیگا شہناز نے کہا کہ حمزہ تو مجھے دھمکاتا ہی کیون شامت آئی ہی اور جھولی کھاروے کی بندھی ہوئی تھی اُسمین ہاتھ
ڈالا امیر نے دیکھا کہ اب یہ سحر کریگا تلوار کھینچکر اُٹھے اور بارادۂ قتل دوڑے بس قریب پہونچا تھا کہ عمرو نے کہا کہ حمزہ
تعجب ہی کہ اپنے بیگانہ کو نہین پہچانتا ہم تیرے دیکھنے کو آئے تھے تو چاہتا ہی کہ مار ڈالے اور بائین آنکھ کا تل دکھایا امیر نے
پہچانا کہ عمرو ہی کہا کہ یہ کیا صورت تو نے اپنی بنائی ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ اگر مین شہناز کو نہ پکڑ لیتا تو تمام لشکر کا اور
تیرا خاتمہ ہو گیا ہوتا اور ابھی افشاے راز مین نے کیا اور پکار کر کہا کہ حمزہ جا اپنے مقام پر بیٹھ نہین تو نہین معلوم کیا
حال تیرا کرونگا امیر تو پھر گئے شہناز علی بارگاہ سے باہر آیا اور اپنے ساحرون سے کہا کہ مین حمزہ پر کسی طرح غالب
نہین ہو سکتا اور دین کے مقدمے مین حمزہ نے مجھے قائل کر دیا دین حمزہ کا بیشک برحق ہی مین تو مسلمان ہوا اگر تمہین
میرا ساتھ دینا ہو تو اسلام لاؤ نہین جہان جی چاہے چلے جاؤ سبھون نے کہا کہ ای شہناز جادو ہم تمہارے ساتھ
ہین جو دین تمنے اختیار کیا وہی دین ہمنے بھی قبول کیا ہمکو نہ فرعون سے غرض ہی نہ لقا سے علاقہ ہی شہناز علی
نے کہا مرحبا صد مرحبا یہ کہکر پھر اندر بارگاہ کے چلا یہان صاحبقران بادشاہ اسلام سے کہہ رہے ہین کہ دیکھی آپنے
عمرو کی رفاقت حضور فرماتے تھے کہ خدا جانے عمرو کدھر چلا گیا ہی باتین ہی تھین کہ عمرو نے آکر عرض کیا یا امیر سب
ساحر شہناز کے مسلمان ہوئے امیر نے کہا الحمد للہ کہ اسی اثنا مین ایک ہوائے تیز چلی اور ٹکڑا ابر آسمان پر نمایان
ہوا اگر بارگاہ پر قائم ہوا جب وہ شق ہوا تو ایک تخت اُسمین سے دکھائی دیا جس وقت وہ نزدیک آیا دیکھا کہ
کرب ہی اور دو ساحر داہنی بائین طرف بیٹھے ہوئے ہین کرب نے آتے ہی صاحبقران کو سلام کیا اور [illegible] بغل
دونون ہاتھون پر رکھکر نذر دی امیر نے کرب کو گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا خلعت سے سرفراز کیا کرب نے
دونون جادوگرون کو سامنے کیا احوال اُنکا عرض کیا کہ انمین ایک لنواز جادو ہی ایک اژدر جادو ہی اور بدرین [illegible]

امیر نے انکو بھی خلعت دیے عمرو نے پھر شہناز جادو کو زنبیل سے نکالا فتیلہ رفع بیہوشی دیا شہناز جو ہوش مین آیا
دیکھا کہ سامنے امیر کشور گیر اور بادشاہ اسلام بیٹھے ہین ایک طرف دلنواز جادو واژدر جادو کو بیٹھے پایا عمرو کو کھڑے
دیکھا حیران ہوا کہ یہ خواب ہی یا بیداری عمرو نے کہا ای شہناز حیران کیا ہی مین تجھے پکڑ لایا ہون ساحر جتنے تیرے
ہمراہ تھے سب مسلمان ہو چکے طلسم عجائب فتح ہو چکا وہ دیکھ دلنواز جادو واژدر جادو دونون موجود ہین بہتر یہ
ہو کہ دین اسلام قبول کر نہین تو مارا جائیگا شہناز نے اپنے دل مین کہا کہ عجب اقبال ہی حمزہ کا جبکہ دلنواز جادو اور
اژدر جادو اطاعت کر چکے تو میری انکے سامنے کیا ہستی ہی پکار کر کہا کہ مین نے بدل حمزۂ صاحبقران کی اطاعت
قبول کی فرعون اور لقا پر لعنت کی عمرو نے اسی وقت شہناز جادو کو چھوڑ دیا وہ آکر قدمون پر امیر کے گرا بادشاہ
کو نذر دی امیر نے اسکو بھی خلعت دیا بعد اسکے عمرو نے صاحبقران سے عرض کی کہ شہریار جلد لشکر تیار کر کے چلیے
لقا اور سکندر شاہ پیچھے پیچھے میرے فوج و لشکر لیے ہوئے آتے تھے اب قریب آگئے ہونگے امیر نے فرمایا کہ تم لشکر
مین اطلاع کرو مین چلتا ہون اور خود سوار ہو کر روانہ ہوئے ادھر لقا اور سکندر شاہ مع لشکر تہیہ قتل لشکر اسلام
چلے آتے ہین بختیارک کہتا آتا ہی کہ ای سکندر شاہ اور ای لقا کیون تم جاتے ہو لشکر اسلام پر ارے یہ شہناز
جادو نہین ہی یہ مرشد کامل ہین حمزہ کو جو سنا ہی کہ ہوش مین آیا ہی تو بیقرار ہو کر اسے دیکھنے گئے ہین اور کبھی کہتا ہی
کہ ای لقا سکندر شاہ تو یہان کا بادشاہ ہی اسپر تو جو گذریگی سو گذریگی تو اپنے کو کیون غارت کرتا ہی ارے بھاگ
فرعونیہ کو نہین پھر بھاگنا بھی دشوار ہو جائیگا لقا اور سکندر شاہ دونون اسکی باتون پر ہنستے ہوئے چلے آتے
ہین کہ یہ حرامزادہ کیا وہمی ہی وہان لشکر حمزہ کا خاتمہ ہو چکا ہوگا اسے اور ہی کچھ سوجھی ہی بختیارک نے اپنے
عیار سے کہا کہ تو میرا اسباب لیکر ناکے پر جا کر کھڑا ہو کہ وقت بیوقت میرا مال حفاظت سے رہے یہی باتین کرتے
ہوئے چلے آتے تھے کہ سامنے لشکر اسلام نمایان ہوا اور نعرۂ صاحبقران کی آواز کان مین آئی کہ جس سے
دل ہلگیا ساتھ ہی کرب کے نعرے کی آواز بلند ہوئی بختیارک نے کہا کہ اب تو کہنا میرا سچ ہوا وہ حمزہ آپہونچا
لقا تو اسیوقت بھاگا کہ مین نے تقدیر گریز کی مگر سکندر شاہ کے لوگون سے تلوار چلنے لگی کرب غازی لڑتا
ہوا برابر تخت سکندر شاہ کے پہونچا اسنے تلوار ماری کرب نے تلوار اسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اسے اٹھالیا
بجاے سپر رکھ لیا بس پھر لشکر بے سردار کب ٹھہر سکتا ہی فوج سکندر شاہ کی شکست کھا کر بھاگی کرب نے سکندر شاہ
کو ہاتھ سے رکھدیا اور غل و زنجیر مین گرفتار کر کے زندان خانے مین بھیجدیا لشکر مین طبل فتح بجا امیر نے اور تمام
سرداروں نے آرام کیا صبح کو اٹھکر امیر کشور گیر نے نماز پڑھی بارگاہ مین تشریف لائے بادشاہ کو مجرا کر کے دنگل پر
متمکن ہوئے فرمایا کہ لاؤ سکندر شاہ کو جب وہ آیا بطریق فرعون پرستان اسنے سلام کیا امیر نے تعظیم دی اور
کرسی بیٹھنے کو عنایت فرمائی ساقی سے اشارہ فرمایا اسنے جام شراب کا سکندر شاہ کو دیا سکندر شاہ نے امیر کو
سلام کیا جام پیا جب دماغ اسکا گرم ہوا اب امیر نے تعریف پروردگار عالم کی شروع کی اور کچھ کلمے مذمت فرعون
مین ارشاد کیے سکندر شاہ مرد عاقل تھا اسنے کہا مین نے لعنت کی فرعون لقا شاہ پر اور دین آپکا اختیار کیا امیر
نے اسے کلمہ بتایا وہ از سر صدق مسلمان ہوا بعد اسکے امیر نے شہناز جادو سے کہا کہ اب تم ہمارے سرداروں کو
ہوش مین لاؤ کہ وہ میدان مین بیٹھے ہین دن کی دھوپ رات کی اوس انپر گذرتی ہی شہناز نے عرض کیا
بہت خوب حضور سوار ہو کر تشریف لیچلیں امیر سوار ہوئے شہناز ساتھ ہوا عمرو اور اژدر جادو اور دلنواز جادو
بھی ہمراہ تھے غرض آتے آتے وہان پہونچے کہ جہان وہ روبچ ہین اور دو نازنینیں سرخ پوش اور سبز پوش

اُنمین بیٹھی ہوئی ہین اور ایک ابر محیط ہی اور اُس ابر مین سے ایک سوار پیدا ہوتا ہی اور سرداران لشکر اسلام دیوانے بنے ہوئے اُن دونون برجون کے نیچے بیٹھے ہین اور اُن نازنینون کو دیکھ رہے ہین بس شہناز جادو نے اُس مقام پر بیٹھ کر جوکر دیا اور ماش کے آٹے کا ایک جانور بنایا اور اسم سحر کا پڑھکر اُسپر دم کیا کہ اُس جانور نے پر و بال نکالے اور چاہا پرواز کرے شہناز نے اُسے پکڑ کر صاحبقران کو دیا کہ اسکو ذبح کر کے خون اسکا سب سردارون پر چھڑکیے امیر نے اسی وقت اسکو ذبح کر کے خون اُسکا سردارون پر چھڑکا دفعۃً سب ہوش مین آگئے اور وہ برج اور نازنینین اور وہ سوار سب غائب ہو گیا میدان صاف تھا سب سردار آ کر امیر کے قدمون سے لپٹے امیر نے سب کو گلے سے لگایا بارگاہ مین لائے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا خلعت پانے بعد اُسکے سکندر شاہ شہر کو آئین بند کر کے امیر کو لے گیا دعوت کی بعد اُسکے شہناز جادو نے کئی ہزار روپیہ عمر کو دیے کہ خواجہ آپ کو حال معلوم ہو کہ مین سکندر شاہ کی بیٹی پر عاشق ہون سوا آپ کے کوئی میری دستگیری کرنیوالا نہین ہی عمرو نے کہا خاطر جمع رکھو اور سب حال امیر سے کہا امیر نے سکندر شاہ سے بیان کیا اُسنے اپنا فخر و افتخار سمجھکر شادی زلف آرا بانو کی شہناز کے ساتھ کر دی مگر چالاک بن عمرو نے شب عروسی طرفہ چالاکی کی چونکہ یہ خود زلف آرا بانو کی صورت بنا ہوا تھا جسوقت سکندر شاہ دختر نقلی کو رخصت کرنے لگا دختر نے رو کر کہا کہ بابا جان میری ایک بات تنہائی مین سُن لو سکندر شاہ نے بیٹی کو گود مین لیا اور علیحدہ حجرے مین گیا اور پوچھا کہ کیا کہتی ہو اُسنے کہا کان میرے قریب لایے تو عرض کرون جیسے ہی سکندر شاہ جھکا چالاک نے حباب بیہوشی مارا سکندر شاہ بیہوش ہو کر گرا چالاک نے سکندر شاہ کی صورت تو اپنی بنائی اور اُسکا لباس خود پہنا اور زلف آرا بانو کی صورت سکندر شاہ کو بنایا اور اتنی بیہوشی پھونک دی کہ دو گھنٹے ہوش نہ آئے اور وہان سے لیے ہوئے گود مین آیا سکھپال مین سوار کر دیا برات کو رخصت کیا لیکن شہناز جادو جو دولھا ہوا اپنے خیمے کے قریب آ کر فیل سے اُترا عروس کو سکھپال سے نکالا گود مین لیے ہوئے آیا مسہری پر لٹایا بعد اُسکے سب انتظام کر کے جو آیا دیکھا تو عروس سوتی ہی شہناز جادو نے اُسے چونکایا جب وہ ہوش مین نہ آئی سمجھا کہ کمسنی کا زمانہ ہی جوانی کی نیند ہی نہین چونکتی اپنے دل مین کہا کہ تو مقصد دلی اپنا حاصل کر پھر یہ ہوش مین آ جائیگی بس یہ خیال کر کے حجاب کو دور کیا اور کھل کھیلا لیکن اُسکے لپٹنے سے سکندر شاہ کو ایک مرتبہ ہوش آیا دیکھا تو اپنے کو برہنہ پایا اور شہناز کو حرکت بیجا پر مستعد دیکھا دونون ٹانگین اپنی کھینچ لین اور کہا کہ ای شہناز یہ کیا حرکت بیجا ہی شہناز نے کہا کہ جان جہان مین نے تمکو بڑی دیر تک جگایا تم بیدار نہوئین اب تم خفا کیون ہوتی ہو یہ کہکر پھر لپٹا سکندر شاہ نے طمانچہ مارا کہ ای بیحیا نہین مانتا تو کیسی جان صاحب شہناز نے طمانچہ تو خالی دیا اور کہا کہ ای ملکہ تم رنجیدہ کس سبب سے ہو سکندر شاہ نے کہا ای شہناز تو کہتا کیا ہی ارے مین تیرا خسر ہون اُسنے کہا کہ مین نہین ماننے کا ان دونون مین تو کشتم کشتا لات مکی ہونے لگی لیکن ادھر عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ حمزہ چل مین تجھے ایک تماشا دکھاؤن کہا بھلی کیا تماشا ہی کہا تمام عمر ایسا تماشا نہ دیکھا ہوگا کہا جبتک تو کہیگا نہین مین چلونگا عمرو بولا حمزہ اُسکے بیان کی مجھمین طاقت نہین للہ جلد چل نہین تو موقوف ہو جائیگا امیر نے کہا ہم پھر تماشا کرینگے کہا کہ وہ تماشا پھر نہین ہو سکتا کہا اچھا بھئی چلو غرض امیر اور چند سردار عمرو کے ساتھ ہوئے ابھی روشنی صبح کی اچھی طرح نہین ہوئی ہی کچھ تاریکی ہی شہناز کے خیمے کے قریب پہونچے اب وہ وقت ہی کہ سکندر شاہ کہتا ہی کہ مین سکندر شاہ ہون ای شہناز ذرا ہوش مین آ اور شہناز کہتا ہی کہ ای محبوب جانی یہ بہانے کیون کرتی ہو اس سے کیا حاصل ہی مین تمھین چھوڑنے کا نہین اور لات مکی

چل رہی ہی کہ عمرو نے صاحبقران سے کہا دیکھا آپ نے امیر کو کچھ ہنسی کچھ غصہ کر اسنے پر کیا حرکت کی عمرو سے
کہا کہ خواجہ بس ہو چکا اب شہناز سے کہدو کہ یہ سکندر شاہ ہی عمرو نے آواز دی کہ ای شہناز جادو گیا
تمھین کچھ مرد کے ساتھ کسی فعل کرنے کا بھی شوق ہی اب شہناز نے گھبرا کر دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آئی جلدی سے
اٹھکر پاجامہ پہنا ادھر سکندر شاہ نے جو دیکھا کہ شہناز الگ ہوا جلدی سے خود بھی پاجامہ پہنا اب عمرو مع امیر
اندر آیا اور کہا کہ شہناز بھئی خوب سعادت حاصل کی شہناز نے تو نگاہ نیچی کر لی نہایت محجوب ہوا سکندر شاہ
بھی شرمایا لیکن دونون جب کپڑے پہن چکے باہر آئے مگر شہناز ایسا معشوق کے عشق مین بیہوش تھا کہ آتے
آتے ہی عمرو سے کہا کہ معشوق میرا مجھے دلوائیے آپ نے تو خوب ذلیل کیا عمرو نے کہا کہ تم عجب نادان تھے کبھی بغیر روپیہ
کہین دُنیا کے کام چلتے ہین غرض مین لاکھ روپیہ شہناز سے لیکر ملکہ زلف آرا بانو کو اُسکے حوالے کیا شہناز وصل سے
اُسکے کامیاب ہوا صبح کو حمام کیا آکر صاحبقران کو نذر دی اب امیر نے جشن کیا اور دلنواز جادو اور اژدر جادو
اور شہناز کو رخصت کیا یہ اپنے مکانون کو راہی ہوئے کرب نے اسباب طلسمی صاحبقران کے روبرو کیا امیر
نے حق غازیون کا اور مال بادشاہی اور وہ بھی عمرو کی نکالکر باقی کرب کے حوالے کیا اور تمام شہر سکندریہ کو اسلام
آباد کر کے بتخانے تڑوا ڈالے مسجدون کی بنا ڈلوادی بانگ صلوٰۃ بلند ہوئی سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا
بعد جشن کے عمرو سے کہا کہ خواجہ حال اُس راندۂ درگاہ ذوالجلال خسران مآل بداقبال لقا سے زبون خصال کا
کچھ معلوم ہوا کہ یہ کافر بھاگ کر کہان پہونچا عرض کیا کہ دربند صحابیہ مین پہونچا ہی مصاحب شاہ نے اُسے اپنے
پاس دامن پناہ دیا ہی فرمایا ہمارا کوچ ہو دربند صحابیہ کی طرف اُسی وقت پہلوان عادی پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا
پھر روا روی مچ گئی ایک کے بعد ایک جانے لگا یہانتک کہ صاحبقران بھی راہی ہوئے

دو کھے داستان دربند سد صحابیہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لقا دربند سکندریہ سے بھاگ کر دربند صحابیہ مین پہونچا مصاحب شاہ لقا کو استقبال کر کے ساتھ اپنے
لایا کمال عزت و تکریم سے پیش آیا دعوت و ضیافت کی بختیارک نے کہا ای مصاحب شاہ ہمارے تعاقب
مین ایک اژدہا ہفت سر آتا ہی تم نے کیا سمجھکر ہمین دامن پناہ دیا ہی تم اتنے ہو کہ حمزہ سے لڑو گے یا اور کسی کا جو دعوا
تمھین ہو تو بیان کرو اُسنے کہا ملک جی حمزہ کو یہان آنے دو اگر ہم اُس سے لڑ سکے فبہا نہین چلے جاویے گا
آپ کا کیا ہرج ہی ہو میری لڑائی کا تماشا دیکھ لیجیے بختیارک نے کہا ای مصاحب شاہ تم اس قابل نہین
معلوم ہوتے کہ حمزہ اور سرداران حمزہ کا سامنا کرو ایک سے بھی عہدہ برا نہو گے مصاحب شاہ بولا
ملک جی مین تو ایسا ہی حقیر ہون مگر خداوند فرعون شاہ مین بڑی قدرت ہی شاید حقیر کو غالب کر دے لقا
نے کہا ای شیطان درگاہ کیا مضائقہ ہی چندے یہان کا بھی تماشا دیکھو تو بختیارک چپ ہو رہا الحاصل ایک
ہفتہ یہان گذرا تھا کہ لشکر ظفر اثر پہونچا ہرکارون نے آکر خبر دی لقا تو کانپنے لگا تھا مگر مصاحب شاہ نے
حکم دیا تھا کہ لشکر ہمارا تیار ہو کر شہر سے باہر نکل کر مقابل لشکر حمزہ اترے اور طبل جنگ بجے یہان حمزہ صاحبقران
فکر مین تھے کہ ایلچی مصاحب شاہ کو بھیجین کہ آواز طبل جنگ کی سنی اور ہرکارون نے بھی آکر تمام حال عرض کیا
فرمایا کہ اب نامہ و پیام کی کچھ حاجت نہین ہی ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے غرض دونون طرف نقارے گڑگڑانے
رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مقابل یکدیگر صف آرا ہوئے مصاحب شاہ
لقا سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا جمہور جہان سوز طوس بہادر شاہ تبرزن بادشاہ اسلام سے

رخصت لیکر مصاحب شاہ کے مقابل ہوا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے حسب و نسب اپنا بیان کیا اُسنے کہا کہ تو نے
دین قدیم اپنا یعنے لات پرستی چھوڑکر دین جدید کیون اختیار کیا جمہور نے کہا او کافر جو دین حق تھا مین نے
اختیار کیا اور تو بھی مسلمان ہو نہین ذلیل ہوگا اُسنے کہا خیر معلوم ہو جائیگا لا حربہ اپنا کرے جمہور بولا کہ ہم خدا پرست
پیشدستی نہین کرتے مصاحب شاہ نے نیزہ اٹھاکر خبردار کہکر جمہور پر مارا جمہور نے نیزہ اُسکا اپنے نیزے
پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی ہنوز ختم نہوئی تھی کہ صحرا کی طرف سے بگولا گرد کا اُٹھا اور وہ قریب آکر شق ہوا
اُسمین ایک گائے برابر چار فیل مست کے پیدا ہوئی کہ دم اُسکی مانند عقد پروین کے جھلکتی تھی اور دونون شاخین بھی یہ
معلوم ہوتا تھا کہ نقرہ مصقول کی ہین کبھی اس ہیئت کی گائے کسی نے نہ دیکھی تھی صاحبقران نے فرمایا کہ یہی وہ گائے
جو ہمنے راہ مین اُس دریا کے اندر سے پکڑی تھی وہ بھی اتنی بڑی نہ تھی یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین مگر وہ گائے
آکر جمہور اور مصاحب شاہ کے بیچ مین حد فاصل بنکر کھڑی ہوئی پشت صاحب معارہ کی طرف کیے ...۔ منہ اور
منہ جمہور کی طرف کرکے حملہ آور ہوئی جمہور نے ایک تیر اُسپر مارا گائے نے شاخ پر روک کر ایک شاخ جمہور پر
ماری مرکب پر سے گرا اُس گائے نے جمہور کو سینگون سے اُٹھاکر اپنی پشت پر ڈال لیا اور صحرا کی طرف لیے ہوئے
چلی گئی مصاحب شاہ نے پھر مبارز طلب کیا ابکی مرتبہ فضل بن گیا ہور خون آشام مقابلے کو آیا ہنوز مصاحب شاہ
نے گفتگو ہو رہی تھی کہ وہی گائے پھر پیدا ہوئی اور فضل کو بھی اُسی طرح اُٹھا لیگئی غرض شام تک بارہ سردار گرفتار
ہوا ہوئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھرے اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوئے امیر نے فرمایا کہ عجیب طرح کا ساحر ہی
کہ کبھی یہ نہ دیکھا تھا کہ گائے پہلوانون کو اٹھا لیجائے سبھون نے عرض کیا کہ او شہریار فی الواقع ایسی بزرگ جثہ سفید
گائے نہین دیکھی عمرو نے کہا حمزہ یہ گائے نہین ہی کوئی ساحر ہی یہی باتین ہو رہی تھین کوئی دو گھڑی رات گئی تھی
کہ غلغلہ ہوا لوگ غل مچاتے ہوئے بجز ابر بارگاہ ہشامی کے پہونچے امیر نے کہا کہ یہ شور کیسا ہی دریافت کرو لوگون
جو اُنسے پوچھا انھون نے کچھ جواب نہ دیا ہر چند پوچھا وہ کچھ نہ بولے آخر امیر خود سوار ہوکر کفار کے لشکر کی طرف
آئے دیکھا کہ گرد لشکر کے فوج بھیرون کی ہاتھ سے پکڑے ہوئے حلقہ باندھے ہوئے محاصرہ کیے ہوئے کھڑی ہی فرمایا
کہ کسی واجب القتل کو بلاؤ جب وہ آیا اُس سے فرمایا کہ تو ان بھیرون مین سے نکل کر اسطرف جا تجھے کوئی
پھر قتل نہ کریگا وہ قید سے رہا ہوکر چلا جب ان بھیرون کے پاس پہونچا انمین سے دو بھیرون نے جدا ہوکر اس
شخص کو پکڑ کر چیر کر پھینک دیا اور پھر وہ جاکر اپنی صف مین ملگئے امیر یہ حال دیکھکر بہت پریشان ہوئے عمرو
نے کہا ای شہریار انھون نے گویا ہم سب کو قتل کیا ہی اور ایسی قید ہی کہ ایک متنفس باہر نہین جا سکتا تمام لشکر مقید ہی
فرمایا جو مرضی الٰہی دو پہر رات گئے اُن بھیرون کے ہاتھ مین خود بخود گولے آتشین روشن ہوگئے اور ان گیندون کو
جانب آسمان اچھالتے تھے وہ گیند شق ہوتے تھے اور اُنمین سے ہزارہا شرارے گرتے ہوئے معلوم ہوتے تھے
صبح تک یہی تماشا رہا دو گھڑی رات رہے سے وہ بھیر غائب ہوگئے مصاحب شاہ نے رات کو طبل جنگ بجایا
تھا صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے اُس روز بھی اُس گائے نے شام تک بیس سردار گرفتار
کیے شام کو دونون لشکر پھر گئے مگر بختیارک نے جو خبر بھیرون کی سُنی نہایت خوش ہوا کہا کہ یہ قید لشکر حمزہ
کے واسطے خوب ہی اور مصاحب شاہ سے پوچھا کہ اس گائے کی حقیقت سچ سچ بیان کرو اور یہ بھیر
کیسے ہین انکی حقیقت کہو اُسنے کہا کہ ملک جی یہ سب عنایت اور مہربانی خداوند فرعون شاہ کی ہی مجھے نہین
معلوم کہ یہ گائے کون ہی اور بھیرے کہان سے آتے ہین بختیارک نے کہا کہ اب لشکر حمزہ پر جسوقت زیادہ تباہی گی

تو مرشد کامل جستجو کرینگے معلوم ہو جائیگا مصاحب شاہ بولا ملک جی مرشد سے کیا ہوسکیگا اب دو چار دن مین
خاتمہ ہو لشکر حمزہ سے ایک متنفس زندہ نہ بچیگا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ القصہ دن کو لڑائی مصاحب شاہ
کی اور آنا گاے کا اور پکڑ لیجانا سرداروں کا اور شب کو محاصرہ میرودن کا رہتا تھا کوئی جستجو کو نکلکر جا نہ سکتا تھا
چند روز مین تمام لشکر اسلام اسیر ہوگیا صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور دو چار مشیر سلطنت رہ گئے تھے مشورے ہونے
لگے کہ کیا کیجیے جو اصل گاے بلے بچیے آخر کو امیر نے رقعہ پچاس ہزار کا لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا فرمایا کہ جو کوئی علاج
اس گاے کا کرے یہ رقعہ اسکا ہے عمرو نے رقعہ اٹھا لیا اور کہا کہ نقد روپیہ مجھے عنایت ہو تو مین جاتا ہون امیر نے یہ قیمت
روپیہ نقد منگوا کر دیدیا عمرو اسباب عیاری اپنے خیمے سے لیکر روانہ ہوا جدھر سے وہ گاے آئی تھی اسی طرف چلا تمام صحرا
چھان مارا کہین نشان نہ پایا قریب شام ایک تالاب پر پہونچا کہ تالاب بہت بھرا ہوا اور گرد اسکے سبزہ لہلہا رہا رنگا رنگ
پھول ہوئے ہین درخت میوہ دار لگے ہوے ہین ہوائے سرد چل رہی ہے چاند آسمان پر نکلا ہوا ہے چاندنی چھٹکی ہوئی
ہے عمرو حالت یاس و ناامیدی مین چادر بچھا کر وہان بیٹھ گیا اور نے کی تھلیاں درست کرکے باواز حزین کچھ گانے
لگا کوئی دو گھڑی رات گاتے ہوئے گذری تھی کہ پانی نے تالاب کے جوش مارا اور شق ہوا اُس پانی مین سے ایک تخت
نکلتے نظر آیا کہ اوسپر ایک جوگی بیٹھا ہوا تھا بدن اُسکی خاکستری بھبوت منھ پر ملا ہوا آنکھین لال جنیو گلے مین پڑا ہوا
بت بازوؤن پر بندھے ہوئے قشقہ ماتھے پر کھنچا ہوا اسکا سیندور لگا دیا ہوا مندرے کانون مین پڑے ہوئے کوئی
اسی نوے برس کا سن القصہ وہ تخت سے اتر کر عمرو کے پاس آیا عمرو اسے دیکھکر ڈر گیا مگر وہ آکر جیا بانسری
سنا کیا بعد اسکے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہ میرے ساتھ چل عمرو نے کہا کہ مین پانی مین کیونکر آؤن کہا کہ تو آ تو سہی
تجھے پانی نہ معلوم ہوگا اور ایک نارنج جھولی سے نکالکر تالاب پر مارا کہ وہ پانی جم کر مانند تختۂ بلور کے ہوگیا
عمرو اسکے ساتھ آیا دیکھا کہ ایک دروازہ ہے اسکے اندر زینہ بنا ہوا ہے اندر اسکے گیا دیکھا کہ ایک باغ بہشت نما
ہے آگے بڑھا ایک بارہ دری چھت پردون سے آراستہ دیوارگیریان جھاڑ کنول بے انتہا لگے ہوئے نظر آئے فرش
کیا ہوا دیکھا مسند بچھی ہوئی پائی شمعین کافوری فروزان تھین اسباب عیش مہیا وہ جوگی مسند پر آکر بیٹھا عمرو کو
اپنے سامنے بٹھایا آپ کھانا کھایا عمرو کو کھلایا اور کہا کہ اب میرے سامنے نے نوازی کر مین تجھے دولت دنیا سے
نہال کردونگا اور تو روتا کیون ہے حال اپنا بیان کر عمرو نے کہا کہ پہلے آپ اپنا نام نامی مجھسے بیان کیجے اور یہان
صحرا مین تنہا رہنے کا سبب کیا ہے یہ فرمائیے تو پھر مین عرض کرون اُسنے کہا کہ نام میرا گاؤ آتشبار جادو ہے مدت ہوئی شہر
سے مین تنہا رہتا ہون عیال و اطفال میرے سب ہین مگر مجھکو تنہائی پسند ہے اور مجھکو بصورت اصلی سوا تیرے
اور کسی نے نہین دیکھا مین پوست گاؤ مین رہتا ہون اب تو اپنا حال بیان کر عمرو نے کہا کہ مین کلالوت تھا
خاندان کیان کا خداپرستون نے وہ گھر برباد کیا مین تباہ ہوا وہان سے ہزار ہا روپیے مجھے ملتے تھے خوش و خرم
تھا اب کوئی پوچھتا نہین نان شبینہ کو محتاج ہون ہان یہ خداپرست غارت ہون تو پھر کوئی ہمین پوچھے انکے
دور مین تو ہمین گردش ہے اور باتین کرتے کرتے عمرو نے دیکھا کہ کچھ کوٹھے مقفل ہین پوچھا کہ اسمین کیا خزانہ
سرکار کا ہے اُسنے کہا کہ اے کلالوت مین لشکر حمزہ کا کام تمام کر چکا ہون اب ایک دو روز مین خاتمہ ہے اور ان کوٹھون
مین سب سردار حمزہ کے قید مین ہین جاکر انھین پکڑ لایا ہون عمرو نے کہا کہ خدا آپ کا بہت بھلا کرے کہ آپنے
ان مفسدون کو غارت کیا گاؤ آتشبار جادو نے کہا کہ اے کلالوت تو پھر اسیطرح سے بانسری بجا کر گا جسطرح
وہان بجا رہا تھا عمرو بولا اعلی اعلی مراتب رہین بلیان لون ابکی اُس سے بہتر بجاؤنگا گاؤنگا اور وہ تو مین

گاتا نہ تھا اپنے حال پر روتا تھا اب آپ مجھ سے سنیے اور بانسری کی تھلیاں درست کر کے بجانے لگا یہ حالت
اسکی ہوئی کہ مست ہو گیا جھومنے لگا عاشق ہو گیا ایک دو گھڑی بجا کر عمرو چپ ہوا اُسنے کئی ہزار دینار عمرو کو دیے
اور کہا کہ پھر بجاؤ عمرو پھر بجانے لگا اور گانے لگا جب چپ ہوا بلکہ مالا مروارید کا گلے سے اتار کر دیا اور کہا کہ پھر گاؤ
عمرو نے پھر بانسری ہاتھ میں لی اب آتشبار جادو روپیہ اشرفی جواہر دیتا جاتا ہے اور فرمایش کرتا جاتا ہے کر گانے جاؤ
اس اثنا میں عمرو نے اپنی بغل میں سے گلابی شراب کی نکالی اور منہ اسکا کھولا خوشبو جو اسمیں سے نکلی وہ جادوگر
بےچین ہو گیا کہا کہ اسمیں سے تھوڑی سی مجھے دے عمرو نے کہا بلیاں لوں یہ تو میری زندگی کا سہارا ہے ہم لوگ اسے جون بولاج کی
کہتے ہیں یہ اگر نہ ملے گی تو مر جاؤں گا اسنے کہا کہ میں تجھے بہت سی بنوا دونگا کہا کہ خدا آپ کو سلامت رکھے آپ منہ کھولیں
میں اپنے ہاتھ سے آپ کے منہ میں ڈالدونگا اسنے آنکھیں بند کریں منہ کھولدیا عمرو نے تمام گلابی منہ میں ڈالدی اور کہا
کہ منہ آپ کا کا سکوتر غار ہے سب گلابی انڈل گئی اب میں کیا کرونگا کہا کہ صبح کو تو ایسے کے قرابے تجھے منگوا دونگا عمرو
پھر گانے لگا وہ سنتے سنتے عالم مستی میں ناچنے کو اٹھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا گر پڑا عمرو اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا لگا
خنجر گلے پر اسکے رگڑا یا پوست تک نہ کٹا سمجھا کہ روئین تن ہے ایک دو پتھر بڑے بڑے ڈھونڈھ کر لایا ایک اسکے
سر کے تلے رکھا دوسرا اوپر سے پھر اٹھا کر جو مارا تو سر اسکا پاش پاش ہو گیا وہ واصل جہنم ہوا آندھی چلی زمانہ تاریک ہو گیا
غلغلۂ محشر انگیز برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نامم ہرمز گاؤ آتشبار جادو بود روشنی جو ہوئی دیکھا
کہ باغ کسی درخت کا ویرانا ہوا اور بارہ دری بھی نہایت سنسان ہے مگر کوٹھے بند ہیں عمرو بھی کلانوت کی صورت بنا ہوا
قیدیوں پاس گیا کہ میں کلانوت ہوں گا آتشبار جادو کا تمہاری نگہبانی کے واسطے مقرر رہا ہوں اگر تم سب مجھے
زر نقد عنایت کرو تو میں تمہیں قید سے چھوڑ دوں سبھوں نے کہا کہ ہمارے پاس یہاں روپیہ کہاں ہے جو دیں کہا کہ
لکھدو لشکر حمزہ میں ہو کر دیدینا سبھوں نے کہا کہ ہمارے پاس قلم دوات کہاں اسنے کہا کہ وہ بھی موجود ہے
غرض سبھوں سے نوشتہ لکھوا کر مہر کروا کر اپنے پاس رکھا بعد اسکے ظاہر کیا کہ میں عمرو بن امیہ ضمری ہوں مارا ہرمز
گاؤ آتشبار جادو کو باہر آ کو دیکھو لاش اسکی پڑی ہے سب بہت خوش ہوئے عمرو نے تمام مال و اسباب
ہرمز گاؤ آتشبار جادو کا لیکر نذر زنبیل کیا اور سب سرداروں کو ساتھ لیکر پہر رات رہے سے لشکر اسلام کی
طرف روانہ ہوا یہاں طبل جنگ بجتا ہی ہے صبح کو لقا اور مصاحب شاہ سوار ہوئے میدان کی طرف
چلے بختیارک کو پرچہ گذرا کہ آج رات کو سپیرے نہیں آئے بختیارک نے پوچھا کہ اے مصاحب شاہ
بس یقین جانو کہ آج وہ گانے بھی نہ آئینگی اور لقا سے کہا کہ یہاں کا بھی خاتمہ ہو چکا جان بھاگ ہو بیٹھا گو لقا نے
ایک دھول بختیارک کے ماری کہ کیا واہی بکتا ہے ادھر مصاحب شاہ خفا ہوا کہ عجب طرح کی فال بد
تو منہ سے نکالتا ہے القصہ دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے مصاحب شاہ میدان میں آیا
مبارز طلب کیا لشکر اسلام میں سے شاہزادہ علمشاہ رومی بادشاہ اسلام سے رخصت لیکر مقابلے کو گاورزن
ہوا کہ مصاحب شاہ گرد برد ہو گیا مسل کر [illegible] لڑنے میں مرکب کو پھر مقابل ہوا مصاحب شاہ نے نام
پوچھا علمشاہ نے نام اپنا بیان کیا مصاحب شاہ نے کہا کہ اے پسر حمزہ اپنے اوپر رحم کر آ فرعون شاہ
کو سجدہ کر لقا کی اطاعت میں رہ پلید حمزہ کو بھی سمجھا کر لے آ اسمیں تیرے واسطے بہتری ہے علمشاہ نے کہا او کافر
لعنت کرتے ہیں فرعون شاہ پر جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر [illegible] مصاحب شاہ نہایت برہم ہوا اور
اٹھا کر نیزہ شاہزادے پر مارا علمشاہ نے چند طعن میں نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے تلوار ماری شاہزادے نے [illegible] کر

تلوار چھین لی اور کمر میں ہاتھ ڈالدیا زور کشمکش ہونے لگے آخرکار علشاہ نے اُسے اُٹھالیا اور سر پر چرخ دیکر زمین
پر مارا چڑھکر چھاتی پر مشکیں باندھ لیں ہر چند مصاحب شاہ صحرا کی طرف دیکھا کیا وہ گائے نہ آتا تھی ناچار
بختیارک پکارا اے مصاحب شاہ آن گاؤ را قصاب بُرد وآن قصاب ہم خوار مرد اب وہ گائے نہ آئیگی یہ سنتے
تو بیسیروں کی خبر سنکر تھے پہلے ہی کہدیا تھا اب تم جاؤ اسلام لاؤ ہم بھی رخصت ہوتے ہیں لیکن اُدم علشاہ نے جو مصاحب شاہ
کو پکڑ لیا فوج مصاحب شاہ کی علشاہ پر دوڑ پڑی شاہزادہ آپہر حملہ آور ہوا لشکر مصاحب شاہ سے لڑائی ہو رہی
تھی کہ عمرو بھی مع سرداران لشکر اسلام پہونچا شہر پناہ جنگ ہوا انجام کار کفار شکست کھاکر بھاگے اہل اسلام تعاقب میں چلے
آئے اندر قلعہ کے لڑائی ہونے لگی قلعہ والے قتل ہونے لگے یہانتک کہ رعایا نے دوہائی حمزہ صاحبقران کی مچائی امیر
نے فرمایا کہ اب اہل قلعہ کو نہ قتل کرو یہ سب بیچارے ہیں عمرو نے سفید پھریرہ ہلایا قتل و جنگ موقوف ہوا بادشاہ اسلام
ایوان شاہی میں آکر تخت پر جلوہ افروز ہوئے مصاحب شاہ کو سامنے بلوایا تلقین بدین اسلام کیا وہ از صدق
مسلمان ہوا عمرو نے گاؤ آتشبار جادو کے مارنے کا حال بیان کیا امیر بہت خوش ہوئے خلعت فاخرہ عمرو کو دئے نوشتہ
سرداروں کا ساتھنے کیا امیر نے فرمایا کہ بھئی تمنے محنت کی ہے یہ بھی روپیہ خزانے سے لو اور رقعہ خزانچی کے نام لکھکر
دیا عمرو دعائیں دیتا ہوا رقعہ لیکر گیا اور روپیہ خزانچی سے گنوا کر داخل زنبیل کیا غرض تمام شہر مصاحب شاہ
کا اسلام آباد ہوا جا بجا مسجدیں بنیں بت خانے ٹوٹنے لگے اذان کی آواز بلند ہوئی سکہ بادشاہ اسلام کے نام
پر جاری ہوا امیر نے جشن کیا صبح کا وقت ہے قلعے سے باہر تشریف لائے ہیں کنارہ دریا کے بیٹھے ہوئے سبزہ
کی کیفیت دیکھ رہے ہیں کہ دور ایک سیاہی معلوم ہوئی غور سے دیکھنے لگے جب وہ سیاہی نزدیک آئی دیکھا
تو جہاز ہیں جسوقت وہ جہاز قریب آئے تو دیکھا کچھ لوگ سیاہ پوش ہیں اور ایک تابوت سیاہ بیچ میں رکھا ہوا ہے
یہانتک کہ جہاز کنارے پر آئے اب پہچانا کہ یہ ترک خاوری ہیں غرض ماموں قاسم کے حسن خان تیغ تیز خان الماس خان
وغیرہ لاش قیماس خان خاوری کی لیے ہوئے سامنے امیر کشورگیر کے آئے قاسم کو دیکھکر خوش ہوئے قدموں سے
لپٹے قاسم نے اُن سب کو گلے سے لگایا صاحبقران نے حال قیماس خان کا پوچھا کہ کس کے ہاتھ سے مارا گیا یہ حال
اُن سبھوں نے ایرج کا خروج کرنا اور لندھور کا عاشق ہو کر ایرج کے ساتھ ہونا اور شہر فرنگوشیہ کا قتل ہونا اور
قیماس خان کا ایرج کے ہاتھ سے مارے جانا بیان کیا قاسم کو بڑا رنج ہوا ہاتھ باندھکر عرض کیا یا صاحبقران اب
غلام کو رخصت ملے کہ غلام جاکر اس آفتاب پرست کو گوشمالی معقول دے صاحبقران نے فرمایا کہ تامل کرو کل یہاں سے
جانا مگر کبھی ایرج کو اپنے مقدور بھر مار ڈالنے کا ارادہ نہ کرنا غرض قیماس خان کی لاش سپرد خاک دفن کرائی اور قاسم
تیاری سفر میں مصروف ہوا رات بھر علشاہ اور بدیع الزمان دونوں قاسم کے پاس بیٹھے رہے ہی باتیں ہوتی رہیں
کہ مدت کے بعد ملاقات ہوئی تھی مگر پیر فلک تفرقہ انداز نے تفرقہ ڈلوایا گلے ملتے تھے روتے تھے اور کہتے تھے کہ پھر دیکھیں
خدا جامع المتفرقین ہے پھر ملا دیگا غرض صبح کو قاسم تو گریان و نالان اُدھر راہی ہوا بدیع الزمان اور علشاہ اِدھر سے
بعد قاسم کے جانے کے امیر نے عمرو سے پوچھا کہ خواجہ حال لقا کا بیان کرو کہ یہ کافر کدھر گیا ہے عرض کیا کہ لقا دربند محرابیہ
میں داخل ہوا محراب شاہ نے اسکی دستگیری کی ہے فرمایا جلد ہمارا کوچ ہو دربند محرابیہ کو غرض امیر حمزہ صاحبقران
والاشان مع لشکر نصرت اثر قطع منازل و طے مراحل کوچ بکوچ جانب دربند محرابیہ تشریف ارزانی فرماتے ہیں

اب دو کلمے داستان کے دربند محرابیہ کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ لقا بھاگ کر جب دربند محرابیہ میں پہونچا محراب شاہ اسکو استقبال کرکے لیگیا دعوت ضیافت میں مصروف ہوا

بختیارک نے کہا اے محراب شاہ ہمارے تعاقب مین ایک ایسا شخص زبردست آتا ہے کہ کوئی اُس سے عہدہ برا
نہین ہوتا تمام سلطنتین اور خدائیان اُسنے برباد کردین اب یہان سے خداوند فرعون شاہ پاس جانے دو
محراب شاہ نے کہا کہ اگر ہمسے کچھ نہو سکیگا تو پھر آپ چلے جائیے گا بختیارک نے کہا کچھو زبان سے تو کہیے کہ آپ نے
کیا تدبیر کی ہے محراب شاہ نے کہا کہ جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا بختیارک نے لقا سے کہا کہ یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے
یہ رات کو بھاگ کر یہان سے چلا گیا دوسرے روز محراب شاہ کو خبر ہوئی کہ لشکر حمزہ آ پہونچا دوسرے دن محراب شاہ
تحفے اور نذر کی کشتیان ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا نذر گذرانی تحفے پیش کیے اور عرض کی کہ شہریار ایک مشکل میری ہے اگر اُسے
آپ حل کیجیے تو غلام مسلمان ہو حضور عقدہ کشائے جہان ہین یہ بھی عقدہ حضور سے حل ہوگا فرمایا کہ بیان کرو عرض کیا
کہ شہریار یہان سے تین فرسخ پر ایک غار ہے کہ اُسے غار جمشیدی کہتے ہین اور ایک دیو وہان رہتا ہے نام اُسکا دیو اشکال
ہے نہایت حرامزادہ بدافعال ہے اکثر آتا ہے اور شہر کے آدمیون کو کھا جاتا ہے اُسکے ہاتھ سے سب جان بلب ہین اور اُس
غار مین خزانہ جمشید ہے اُسکا وہ نگہبان ہے جو اُسے مارے گنج جمشید اُسکے ہاتھ لگے اور مشہور ہے کہ جو صاحبقران ہوگا وہ
اُس دیو کو مارے گا امیر نے فرمایا کہ اے محراب شاہ کل ہم تمھارے ساتھ وہان چلینگے غرض دوسرے دن امیر اُدھر کو روانہ
ہوئے جب وہان پہونچے دیکھا کہ غار عمیق ہے اور ایک طرف ایک چبوترہ بنا ہے کہ طولاً عرضاً کوئی دو ہزار گز کا ہوگا اور گرد
اُسکے سبزہ ہے گلہائے رنگارنگ پھولے ہین ہوائے سرد چل رہی ہے ایک دیو زمین پر پڑا ہوا سوتا ہے محراب شاہ تو خوف
سے دیو کے دور رہ گیا تھا امیر نے پاس اُسکے جاکر نعرہ کیا کہ او کافر خواب خرگوش سے بیدار ہو وہ دیو چونکا امیر کو دیکھا
پکارا کہ او آدمزاد خداوند ابلیس نے تجھے میرے کھانے کے واسطے بھیجا ہے آ میرے حلق مین کود پڑ کہ مین تجھے پھیلا کر نگل جاؤنگا
نہ دانت لگاؤنگا نہ داڑھ امیر نے کہا کہ او اجل رسیدہ نہین جانتا تو مجھے کہ مین زلزلہ قاف کوچک سلیمان ہون آیا ہون
کہ تیرا کام تمام کرون تو نے بہت یہان کے آدمیون کو ایذا پہونچائی ہے دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون یہ سنکر دیو اشکال بہت ہنسا
کہا کہ تو نے نام زلزلہ قاف کا سن پایا ہے کہان زلزلہ قاف جفت آسمان پری کہان تو مین تیری دھمکی مین نہ آؤنگا اور
ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو پکڑ کر حلق مین ڈال دے جب ہاتھ دیو کا نزدیک امیر کے آیا پہونچے کے برابر سے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور
کھینچا اپنی طرف کو دیو تلملا گیا اور سامنے امیر کے جھک گیا امیر نے چاہا کہ گردن اُسکی پکڑ لین دیو کا ہاتھ چھوٹ گیا بھاگ کر
پیچھے کو ہٹ کر دار شمشاد اُٹھا کر امیر پر ماری امیر نے وار خالی دی وہ وار زمین پر پڑی کہ زمین مین دراڑ پڑی خاک وہان سے
اُڑی دیو پکارا کہ اے آدمزاد گوشت تیرا خاک مین ملکر کرا ہوگیا افسوس مجھے کھانا بھی نصیب نہوا امیر نے نعرہ کیا
کہ او ابلیس پرست کس کو تو نے مارا حریف تیرا مین موجود ہون اور خنجر تیغہ عقرب سلیمانی جو اُسکی کمر پر مارا تو دو ٹکڑے
ہوئے لاشہ اُسکا تڑپنے لگا محراب شاہ پکارا شہریار سبحان اللہ اور آکر قدمون پر گرا تصدق ہوا ہاتھ جوڑے امیر
اُس غار مین تشریف لیگئے دیکھا تو کوٹھے مقفل ہین قفل کھولا تو زر و جواہر اُنمین بھرا ہوا تھا عمرو سے کہا کہ باربرداری
لاؤ اور یہان سے لیچلو عمرو نے عرض کیا کہ شہریار آپ جو اجورہ باربرداری کا مجھے دیجیے مین مال آپکا پہونچا دون
فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہے عمرو نے سب مال زنبیل مین ڈال لیا اور لشکر مین آ کے بجنسہ امیر کو دیدیا امیر نے اجورہ اُسکا
اور وہ بھی عمرو کے حوالے کی محراب شاہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا تمام شہر محرابیہ اسلام آباد ہوا
ایک روز امیر کنارے دریا کے بیٹھے ہین کہ ابر سیاہ آسمان پر آیا اور ہوا سرد چلنے لگی عجب کیفیت تھی کہ گھٹا ہی ابر
کی چھائی ہوئی تھی کشتیان دریا مین چھوٹی ہوئی تھین نوارہ لوگ کھیل رہے تھے امیر نے فرمایا کہ ہمبھی شکار کھیلنے کو
جی چاہتا ہے محراب شاہ نے کہا کہ پیر و مرشد یہان شکار دریا فراوان ہے فرمایا کہ اگر شکار یہان بہت ہے تو ہمنے وقت کرو

جسکا جی چاہے شکار کھیلے عمرو نے جو وقت کا نام سُنا اپنے شاگردون سے کہا کہ قراولون سے کہو کہ شکار پکڑ پکڑ کر لشکر
مین بیچین اور منع کر دو کہ کوئی قصاب آج لشکر مین گوشت نہ بیچے ہمارے شکار کا گوشت بِکے گا غرض امیر عمرو کو
ہمراہ لیکر شکار کھیلنے مین مصروف ہوئے باقی اور سردار بھی اپنے اپنے رفیقون سمیت مشغول صید و شکار ہوئے اُسکے
سامنے امیر کے ایک ہرن بھاگتا ہوا گذرا امیر نے اُسکے تعاقب مین گھوڑا ڈالا جاتے جاتے ایک مقام پر اُس ہرن کو صید
کیا عمرو نے گوشت ہرن کا نکالکر اُسکے کباب بنانیکا ارادہ کیا امیر نے کہا کہ خواجہ وقت دوپہر کا ہی کوئی باغ کہین ہو تو
چلکر اُسمین ٹھہرین عمرو تلاش مین نکلا تھا کہ دور سے ایک باغ بہت تکلف کا دکھائی دیا عمرو آیا امیر کو ساتھ لیا آپ
خدمتگار کی صورت بنکر ہمراہ ہوا کہ شاید کوئی دشمن ہو تو مجھے نہ پہچانے غرض اگر باغ مین داخل ہوئے اب بہار پڑنی لگی
امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ خوب ہوا جو ہم اِس باغ مین چلے آئے نہین تو بھیگ جاتے عمرو نے کہا شہریار درست
ہی سیر کرتے ہوئے بارہ دری مین پہونچے آواز رقص و سرود کی کان مین آئی دیکھا تو بارہ دری کے درون پر پردے
پڑے ہوئے ہین چلمنین چھوٹی ہوئی ہین امیر نے تلوار سے چلمن اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جوگن بیٹھی ہی اور آگے اُسکے
رقص و سرود ہو رہا ہی اور وہ عالم محویت مین آنکھین بند کیے ہوئے بیٹھی ہی امیر بنگاہ اول اُسپر عاشق ہوئے اور
وہین سے کھڑے ہوئے دیکھا کیے اُسکو خبر بھی نہوئی کہ کوئی آیا ہی یا نہین بعد ایک ساعت کے امیر اوپر آ گئے
آکر بیٹھ گئے عمرو بھی ہاتھ باندھکر پیچھے کھڑا ہو رہا بعد چار گھڑی کے جب وہ رقص و سرود موقوف ہوا جوگن
نے سر اُٹھا کر امیر کو دیکھا مائل و مبتلا ہو گئی پکاری عشق اللہ ابھی بات منھ سے نے پائی تھی کہ آواز نقارے کی دروازہ
باغ پر آئی جوگن نے امیر سے کہا کہ آپ ذرا ہٹ جائیے ایک شاہزادی میری ملاقات کو آتی ہی لمحہ بھر ٹھہر کر چلی
جائیگی آپ پھر تشریف لے آئیےگا امیر وہان سے ہٹ گئے جوگن نے اپنے کو بنایا سنوارا بعد ساعت بھر کے ایک زن
خردسال نہایت خوش جمال سکھپال مین سوار پیدا ہوئی اور پیچھے اُسکے کچھ پالکیان اُنپر کچھ عورتین سوار تھین یہانتک
کہ وہ زن جمیلہ سکھپال سے اُتر کر جوگن کے سامنے آئی اور کئی ہزار دینار سُرخ نذر دیے جوگن نے بہت سی شفقت اُسپر
فرمائی بعد اُسکے وہ جوگن پاس سے باہر آئی ہنڈولا وہان گڑا ہوا تھا اُسپر بیٹھی گانا شروع ہوا لیکن امیر جو باغ سے
باہر آئے بیقرار ہین کہ کیونکر اندر جاؤن اور تماشا اِس صحبت کا کسطرح دیکھون عمرو سے کہا کہ خواجہ کسی طرح تم مجھے
اندر باغ کے لیچلو کہ مین ایک نگاہ جوگن کو دیکھ لون عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ جوگ مجھے بجوگ کا معلوم ہوتا ہی خدا جانے
اسکی محبت کا کیا انجام ہوگا اور حمزہ اب تو بڈھا ہو چکا عشق و عاشقی تجھے زیبا نہین ہی شہر سے تعلق رکھتی ہی چل یہان
سے اپنے لشکر کو امیر نے کہا کہ خواجہ دلپر کچھ اختیار نہین ہی مین نہایت بیچین ہون واللہ جبتک مطلب دلی اِس جوگن سے
حاصل نکر لونگا یہان سے ہرگز نہ جاؤنگا عمرو نے کہا کہ یہ لو بڑھاپے مین جنون ہوا ہی بڑھ جس لگا ہی امیر نے کہا کہ تم
کچھ ہی کہو میری جان پر صدمہ ہی عمرو نے کہا کہ نیا عشق ہی کوڑی خرچ نکرینگے اور معشوق پاس جائینگے وہی مثل ہو پند ست
عشق تین مین امیر نے کہا کہ خواجہ روپیہ تو یہان نہین ہی مگر تم مجھے لکھوا لو لشکر مین چلکر لے لینا غرض عمرو نے دو ہزار کا
رقعہ لکھوا کر مہر کروا کر اپنے پاس رکھا اور کہا کہ حمزہ مین تدبیر کر لون تو لیچلون یہ کہکر سامنے چلا گیا ایک ٹیلا تھا اُسکی آڑ مین
جا کر رنگ و روغن عیاری کا نکالکر صورت اپنی ایک جادوگر کی بنائی اور ایک اژدہا منقوشے کا بنایا اُسپر سوار ہو کر
سامنے صاحبقران کے آیا امیر نے جو دیکھا کہ ایک جادوگر چلا آتا ہی جلدی جلدی اسم اعظم پڑھنا شروع کیا
مگر مطلق اسم اعظم نے اثر نہ کیا وہ اژدر سوار قریب آیا امیر تلوار پکڑ کر اُٹھے عمرو قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ حمزہ مجھے
مارینگا اب اُنھین معلوم ہوا کہ عمرو ہی فرمایا کہ بھی عجب صورت تمنے بنائی ہی تجھسے بہتر عیار نہین ہوگا عمرو نے امیر سے کہا

کہ حمزہ تو بھی صورت اپنی تبدیل کر فرمایا کہ جو صورت تم چاہو بناؤ تمھین اختیار ہے عمرو نے امیر کو بھی صورت جوگی
کی بنا کر پیچھے اژدہے پر سوار کر لیا اور گل جو اُس اژدر کی موڑی وہ باغ کے اندر آیا سبھون نے سراہ جا کر تعظیم و تکریم
کی عمرو نے جوگن کی طرف دیکھ کر کہا کہ بچہ خوش رہو جوگن نے کہا کہ باباجی پالاگون درشن آپ کے لیے آئیے قدم رنجہ
فرمائیے عمرو اژدرے سے اُترا امیر کا ہاتھ پکڑ کر جوگن کے پاس آکر بیٹھا جوگن نے جام شراب کا دیا اُسنے کہا کہ بچہ مین نے
بڑے بڑے ساحرون کی آنکھین دیکھی ہین ہمنشین سامری و جمشید ہون تم مجھے کیا جام دیتی ہو جوگن عمرو کی باتون سے بہت
محظوظ ہوئی اور پھر جام دیا کہ اسے تو پیجیے عمرو نے پھر نہ لیا غرض دونون مین خوب گفتگو ہوئی اس اثنا مین وہ
شاہزادی جو آئی تھی سوار ہو کر چلی گئی کسی کو اُسکے جانے کی خبر نہوئی امیر نے عمرو کے کان مین کہا کہ خواجہ مجھے تم اسکے
سپرد کر دو مین نے اسکی محبت مین فقیری اختیار کی مجھے کسی سے سروکار نہین ہے مجھا سے دے کر تم لشکر کو چلے جاؤ کئی مرتبہ یہ کہا
کہا عمرو نے جواب دیا کہ حمزہ چپ رہو اس سے حاصل کیا ایسا نہو کہ افشائے راز ہو جائے اور ہم تم دونون گرفتار بلا
ہو جائین آخرکار عمرو نے جام شراب کا لبریز کر کے بیہوشی اُسمین ملا کر جوگن کے ہاتھ مین دیا جوگن نے اُسے ہاتھ مین لیا
منھ کے برابر لائی چاہا کہ پیے کہ بو دار وے بیہوشی کی دماغ مین پہونچی جام کو نہ پیا دیکھا امیر اور عمرو کو کہا کہ خوب ہوا کہ تم
تشریف لائے مین تو مشتاق تمھاری تھی مین نے تمھین پہچانا کہ تم عمرو ہو اور یہ امیر ہین تمھین نے تو میرے باپ
کا دم آتشبار جادو کو مارا ہے مین تو تمھین ڈھونڈھتی پھرتی تھی اب تم کہان میرے ہاتھ سے بچکر جاتے ہو تو سہی نام میرا
سلسلہ جادو کہ اپنے باپ کے خون کے عوض مین تمھین اسطرح مارون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تمھارے حال پر
گریہ و زاری کرین اور مجھکو ذرا رحم نہ آئے امیر کو جو یہ معلوم ہوا کہ ساحرہ ہے نفرت لگی ہو گئی عمرو نے خنجر کھینچا کہ مارے
اُس لکاتہ پر ہاتھ خشک ہو کر رہگیا اور اُس عورت نے چند دانے آگ کے پڑھکر مارے کہ زبان امیر کی بھی بند ہو گئی بعد
اُسکے اُسنے دستک دی نام لیکر شمشاد جادو کا پکاری دیکھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک زنگی سیاہ رو مہیب شکل پیدا ہوا
سلسلہ جادو نے کہا کہ اے شمشاد جادو مین نے عمرو کو تجھے دیا تو لیجا اُسکے کباب کر کے کھا شمشاد جادو زنگی تو عمرو
کو لیکر چلا گیا اور سلسلہ جادو نے امیر کو اپنے پاس لا کر بٹھایا کہا کہ اے حمزہ تو میرے اوپر عاشق ہوا ہے مین بھی تجھسے
محبت رکھتی ہون گو کہ تیرے باعث باپ میرا قتل ہوا مگر محبت سے مین تجھسے کچھ نہین بکتی اب تجھسے ہم صحبت ہو
امیر نے کہا اے سلسلہ جادو چلے بیشک مجھکو محبت تیرے ساتھ ہوئی تھی مگر اب جیسے مجھے معلوم ہوا کہ تو ساحرہ ہے
نفرت لگی ہو گئی اگر تو دین اسلام کو قبول کرے اور سحر کو ترک کرے تو مین تجھسے ہم صحبت ہون اُسنے کہا کہ اے حمزہ ایک تو
تو نے میرے باپ کو مارا اور دوسرے سوال اسلام کا کرتا ہے معلوم ہو جائیگی کیفیت دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون بعد
قتل امیر ہوئی لیکن عمرو کو اور شمشاد زنگی وہان سے کھینچتا ہوا لایا کہ اوساہبان زادے تو نے ایک زمانے کے
ساحرون کو مارا ہے سبکا خون تیری گردن پر سوار ہے دیکھ تو تجھے کسطرح سے مارتا ہون اور چار میخین گاڑکر اُسمین عمرو
کو باندھا اور کوٹے برابر عمرو کے سلگائے جیسے پان کا تخیے تجھے نمکدان لا کر رکھے چھری ہاتھ مین لی تھی کہ گوشت عمرو
کا کاٹکر کباب کرے عمرو نے دیکھا کہ قضا تیری بلا برابر آپہونچی لگا رو کر دعا مانگنے کہ اے خالق ارض وسما بچا مجھکو اس
ظالم کے ہاتھ سے بس بلبلا کر دعا مانگتا تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر پہنچا کسی نے دروازہ ہلایا شمشاد زنگی نے دروازہ
کھولا دیکھا کہ فضل جادو ہے کوکا ملک جادو کا اُسنے جو عمرو کو چپ بندھے ہوئے پایا پوچھا کہ اے شمشاد کیون تو نے اسے
باندھا ہے کہا ملکہ سلسلہ جادو نے مجھے اسکو دیا ہے کہ کباب کر کے کھاؤ فضل نے کہا کہ وہ لکاتہ کہان ہے مین آیا ہون
اُسکے سیخ مارنے یہ کہکر ایک ناریل شمشاد زنگی پر مارا مانند گولے کے اُسکے سینے پر لگا کر شیع کو توڑ کر پار نکل گیا

شمشاد واصل جہنم ہوا فضل نے عمرو کو کھولا اور پوچھا کہ خواجہ امیر کہان ہین عمرو نے کہا اے فضل اس بارہ دری مین
سلسلہ جادو کے پاس قید ہین نہین معلوم اُسنے کیا سلوک اُنکے ساتھ کیا فضل بولا چلیے مین اس لکاتہ کو مارونگا یہ
دونون بارہ دری مین آئے پردہ اٹھا کر اندر گئے دیکھا سلسلہ جادو تو نہین ہی مگر امیر کا سر کٹا ہوا پڑا ہی اور تمام
ایوان مین خون بہ رہا ہی عمرو نے ایک چیخ ماری اور پکارا اے آقائے عمرو وائے مولائے عمرو ہائے یہ تجھکو کیا ہوا کسی سفر
مین تو نے مجھے نہین چھوڑا اب جگہ تو مجھکو ساتھ لیے گیا اس سفر مین مجھکو ساتھ نہین لیا عمرو بعد تیرے زندگی نکریگا
اور خنجر کھینچکر چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے فضل جادو عمرو سے لپٹ گیا اور کہا کہ خواجہ یہ کیا کرتے ہو لاش تو انکی بچلکر
انکے وارثون تک پہونچاؤ پھر جو چاہنا کرنا آخری خدمت اپنے آقا کی ادا کر لو یہ کہکر فضل بھی روتے روتے بیہوش ہو گیا
عمرو فضل کو ہوش مین لایا اور کہا اے فضل ہمکو سمجھاتے تھے یا اپنی جان دیے دیتے ہو جب ہوش مین آیا تو عمرو نے
اُس سر افسر عالم کو اٹھا لیا منہ سے منہ ملنے لگا فضل لاش سے امیر کی لپٹ گیا القصہ لاش کو چارپائی پر ڈالکر باہر لائے
اشقر دیوزاد کھڑا ہوا تھا عمرو نے پکار کر کہا کہ اے اشقر آقا تیرا عدم کو سفر کر گیا ہم تو بے وارث ہو گئے یہ لاش ہی
اُسکی اشقر نے جو لاش دیکھی زمین پر گرا لوٹنے لگا سر پٹکنے لگا عمرو آکر اشقر سے لپٹا کہا کہ اے اشقر لاش لیچل آقا کی لشکر
مین پہونچا لو پھر ہم تم دونون حمزہ پاس چلینگے یہ کہکر لاش صاحبقران کی اشقر پر ڈالی اور کہا کہ اے اشقر بعد حمزہ
کے زندگی بدتر از مرگ ہی غرض بیچ مین اشقر کو لے لیا اور دہنے بائین طرف عمرو اور فضل جادو گریان و نالان روانہ
ہوئے مگر حال سنیے سلسلہ جادو کا کہ وہ ایک پتلہ لاش کے آنے کا امیر کی صورت کا بناکر ذبح کرکے ڈال گئی تھی اور
آپ عقاب کی صورت بنکر امیر کو پنجے مین لیکر اڑی ہوئی پردۂ ظلمات کو جاتی تھی اور امیر بیہوش تھے کہ بحکم
خالق عز و جل اُسی راہ سے گہرزاد لشکر دیو کا لیے ہوئے چلا آتا تھا کہ دیکھا ایک عقاب کے پنجے مین ایک آدم لٹکا ہوا
چلا جاتا ہی دیوون سے کہا کہ اس جانور کو مع آدمی لاؤ مقرر یہ کوئی ساحرہ ہی دیو دوڑے اس عقاب نے چاہا کہ بچ کر
نکل جائے ممکن نہوا قصد سحر کیا تھا کہ دیو نے آکر گلا اسکا دبایا اور اسکے پنجے سے صاحبقران کو لیا سامنے گہرزاد کے
لائے گہرزاد نے صاحبقران کو پہچانا کہا کہ غضب ہوا تھا کہ یہ بزرگوار کو پکڑے لیے چلا تھا امیر کو مسند پر لٹایا وہ جو دیو اُس
ساحرہ کو پکڑے ہوئے تھا رال اسکی ٹپکی پڑتی تھی گہرزاد نے اُس دیو سے کہا کھا جا اسے بس وہ دیو اُس لکاتہ کو حلق
مین رکھ گیا اب صاحبقران ہوش مین آئے گہرزاد نے اُٹھکر سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا امیر نے پوچھا وہ جو کن
کہان ہو تم اُسنے عرض کیا کہ ایک عقاب حضور کو پنجون مین لیے جاتا تھا غلام نے اُس سے حضور کو چھڑایا اور وہ
عقاب ایک ساحرہ تھی اُسے دیو کھا گیا امیر بہت خوش ہوئے اور تمام حال بیان کیا اور فرمایا کہ نہ ہوتی کہ تم
پہونچ گئے نہین تو یہ لکاتہ خدا جانے کیا سلوک کرتی اور اے گہرزاد عمرو بھی گرفتار ہوا تھا اُسکا حال کچھ معلوم ہی
عرض کیا کہ غلام آگاہ نہین فرمایا کہ تم اپنا حال بیان کرو عرض کیا کہ ہمشیرہ ملکہ قریشہ سلطان قہقہہ سے کچھ برگشتہ ہو گئی ہی غلام
اُنکی کمک کے واسطے جاتا تھا راہ مین حضور کو دیکھا کہا کہ اچھا مین جلد ہمارے لشکر مین پہونچاؤ تم جہان جاتے تھے
اُدھر جاؤ گہرزاد نے اُسی وقت صاحبقران کو تخت پر سوار کر دیا اور دیوون سے کہا کہ جا کر قبلہ و کعبہ کو پہونچا آؤ
دیو اُسیوقت امیر کو لیکر روانہ ہوئے جب بارگاہ ہشامی مین پہونچے دیکھا کہ کوئی اندر بارگاہ کے نہین ہی سناٹا پڑا ہی
اور باہر بھی کوئی نہین معلوم ہوتا اور لشکر مین ایک محشر برپا ہی فراشون سے پوچھا کہ بادشاہ اسلام کہان گئے
ہین سب سردار کیا ہوئے یہ غلغلہ رونے کا کیسا ہی اُسنے عرض کیا کہ پیر و مرشد حضور کے دشمنون کے مارے جانے
کی خبر آئی تھی کہ عمرو لاش لیے ہوئے آتا ہی سب روتے پیٹتے بحال تباہ گئے ہوئے ہین امیر نے فرمایا

کہ مین تو زندہ وسلامت ہون تم جلد جا کر اُن سب کو خبر کرو کہین ایسا نہو کہ کوئی غم مین میرے ہلاک ہو جائے قراش یہان سے روانہ ہوئے اُدھر بادشاہ اسلام اور **بدیع الزمان** اور **علمشاہ** وغیرہ آکر لاشہ صاحبقران سے لپٹے ہوئین ایک ایک منھ سے منھ مل رہا ہی خون لیکر اپنے چہرے پر لگاتا ہی عمرو کے اور اشقر کے روتے روتے آنکھ خشک ہو گئے ہین مقبل حبیب اور سن چلا آتا ہی تمام لشکر خاک سر پر اڑاتا ہی کہ اس اثنا مین لوگ پہونچے اور عرض کیا کہ صاحبو یہ کیا بدشگونی ہی امیر تو زندہ وسلامت بارگاہ مین موجود ہین کسیکو یقین نہ آیا بادشاہ اسلام نے مقبل سے کہا کہ تم جاکر دیکھو یہ سچ کہتے ہین یا جھوٹ مقبل یہان سے روانہ ہوا اُدھر امیر بارگاہ سے باہر نکل آئے ہین دروازے پر کھڑے ہوئے ہین جو دیکھتا ہی وہ حیران ہوتا ہی مارے خوف کے کوئی کچھ کہتا نہین کہ مقبل پہونچا دیکھتے ہی قدمون سے آکر لپٹا عرض کیا کہ شہریار خبر آپ کی سلامتی کی لشکر کسی کو یقین نہین آتا فرمایا کہ جاکر سبکو خبر کر مقبل خرم وشادان آیا اور سبھون سے کہا کہ مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہون پھینکو اس لاش کو عمرو نے کہا اے مقبل میری تسکین کے واسطے کسی عیار نے یہ شعبدہ کیا ہوگا حمزہ زندہ کہان اور خوب رویا کہ اے آقا مجھے جلد اپنے پاس بلا لیجئے گر صاحبقران کو جو خبر ہوئی کہ حالت عمرو کی غیر ہی قریب ہی کہ ہلاک ہو جائے اُسوقت انھون نے نعرہ صاحبقرانی کیا کہ ایہاالناس مین زندہ ہون تم کسکی لاش لیے ہوئے ہو سردار جو گرد لاش کے حالت تباہ کر رہے تھے اب انکو ہوش آیا عمرو کا بھی شبہہ مٹا دوڑا قدمبوسی کو اُدھر سے صاحبقران آتے تھے عمرو کو تو دیکھ سکتا سا ہو گیا آکر قدمون پر گرا امیر نے سر اسکا اٹھا کر سینے سے لگایا کیفیت پوچھی عمرو نے سب بیان کی اب اس لاش کو جو دیکھا تو ماش کا پتلا تھا اُسے اسی وقت پھنکوا دیا امیر نے اشقر دیوزاد کو بہت سا پیار کیا سردارون کو گلے سے لگا لیا بادشاہ اسلام کی قدمبوسی حاصل کی بارگاہ مین آکر بیٹھے تمام حال اپنا سب بیان فرمایا عمرو نے اپنی سرگذشت کہی امیر نے مقبل سے پوچھا کہ تم یہان کیونکر پہونچے تھے عرض کیا کہ بعد قتل رمامہ جادو کے مین چاہ الماس مین رہ گیا تھا وہان سے جو چلا تو خیال مین آیا کہ حضور کی زیارت کرتے ہوئے عظلی آباد کو چلے لشکر مین آیا سنا کہ حضور شکار کھیلنے گئے ہین ڈھونڈھتا ہوا ایک باغ مین پہونچا وہان یہ سانحہ دیکھا مگر الحمد للہ کہ وہ سب آفت برطرف ہو گئی امیر نے اسے خلعت دیکر رخصت کیا اور فرمایا کہ ہم جشن کرینگے غرض ناچ رنگ کی صحبت آراستہ ہوئی کئی دن تک جشن رہا بعد اسکے عمرو سے دریافت ہوا کہ لقا اب دربند قمہوریہ مین ہی کہا جی ہان فرمایا کہ ہمارا کوچ ہو

اسی وقت پہلوان عادی پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا انکو تو یہین چھوڑیے

اب چند کلمے حال دربند قمہوریہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لقا جو دربند مہرابیہ سے بھاگا جسوقت قریب دربند قمہوریہ کے پہونچا قمہور گردن سوار کہ زبردستان روزگار سے ہی لقا کے آنے کی خبر سنکر استقبال کو آیا اور باعزاز واکرام اپنے شہر مین لایا دعوت وضیافت مین مصروف ہوا بختیارک نے دیکھا کہ قمہور کمال زبردست ہی نہایت قوی ہیکل ہی بہت پسند کیا اور کہا یہ پہلوان دوران لائق ہین ہمارے ایک شخص زبردست آتا ہی کہ اس سے آجتک کوئی عہدہ برآ نہین ہوا قمہور نے جواب دیا کہ کچھ اندیشہ نہین ہو آنے دو دیکھو کہ مین کیا کرتا ہون کئی روز بعد ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ لشکر حمزہ یہان آ پہونچا قمہور نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا شہر سے باہر نکلے لقا سے کہا کہ آپ ہرگز ہراس نکرین مین سب خدا پرستون کو مار ڈالونگا القصہ لشکر اسکا مقابل لشکر صاحبقران اُترا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا جب خوب بلند شہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُدھر لشکر اسلام مین صاحبقران بیٹھے ہوئے ہین **سیف ذوالیدین** کو بلایا اُس سے فرمایا کہ ہم مین

کہ قمہور کرگدن سوار کو ہماری طرف سے نامہ لکھو کہ ہرکارون نے آکر دعا دی اور عرض کیا کہ قمہور کرگدن سوار نے طبل جنگ بجوایا ہو فرمایا کہ اب نامے کی کچھ حاجت نہین ہی ہمارے یہان بھی نقارہ رزمی بجے رات بھر دونون لشکرون مین تیاری ہوئی صبح کو میدان داری ہوئی صفین آراستہ ہوئین نقیب نیب دے کر چلے گئے قمہور لقا سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا فضل بن گیا ہور خون آشام مرکب کو جھکا کر سامنے تخت شاہی کے آیا دعا و ثنائے بادشاہی بجا لایا مجرا کیا اجازت میدان چاہی بعد اجازت مرکب پر سوار ہو کر مقابلے کو نکلا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی دونون برابر رہے نیزے ہاتھون سے چٹک گئے قمہور نے تلوار کھینچکر فضل پر ماری اسپر کو قلم کرکے سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اتر گئی زخم کاری لگا اُسنے دستانہ مارا تلوار اچھالکر نکل گئی چادر خون کی جاری ہوئی غشی طاری ہوئی اُسکو لوگ لیگئے یہ تو پھر گیا اور بھائی فضل کے مقابلے کو گئے وہ بھی زخمی ہوگئے شام تک قمہور نے کوئی بیس سردار زخمی کیے اور مارے شام کو طبل بازگشت بجا اور یہ کہکر پھر گیا کہ ای خدا پرستو دیکھو کل تمہارا کیا حال کرتا ہون ادھر تو یہ کافر پھرا اُدھر صاحبقران نے زخمیون کو ہمراہ لیکر مراجعت فرمائی بارگاہ مین آئے جراحون کو بلوایا زخمیون کے زخمون مین ٹانکے لگوائے کہ اسی اثنا مین ہرکارون نے عرض کیا کہ قمہور نے پھر طبل جنگ بجوایا ہو فرمایا بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے رات گذری صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے قمہور میدان مین آیا جمہور نے مقابلہ کیا نیزہ بازی ہوئی برابر رہے ایک پہر بھر تلوار چلائی آخر کار جمہور زخمی ہوا اور اُس روز شام تک بائیس آدمی زخمی ہوئے اور مارے گئے غرض کہانتک عرض کیا جائے ایک سات روز کی میدان داری مین کوئی چارسو سردار زخمی ہوئے اور شہید ہوئے آٹھوین روز قمہور جسوقت میدان مین جانے لگا بختیارک سے کہا کہ آج سب خدا پرستون کا استیصال کرونگا اور ملک جی دیکھا تمنے کہ مین نے ان خدا پرستون کا کیا حال کیا بختیارک نے کہا واقعی تم بہادر اور جری ہو مگر آج میدان سے صحیح و سلامت پھر کر آتے نہین معلوم ہوتے اُسنے پوچھا کہ ملک جی اسکا کیا سبب ہو کہا کہ ایک تو تمکو غرور ہو گیا ہو دوسرے یہ کہ اب سرداران نامی باقی رہگئے ہین کوئی انہین سے آج نکلیگا اور مشکلین تمہاری بیجائیگا یا مار ڈالیگا یا زخمی کریگا آج کا میدان تمپر بھاری ہو آج تم نہ جاؤ قمہور نے کہا ارے مردک واہی تجھکو زمرد شاہ نے کچھ سمجھا ہی کہ شیطان درگاہ بنایا ہو سب حرکتین تیری شیطان کی ہین یہ کہکر گینڈا اپنا جھکا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے قبۂ دین ستون اسلام کرب پرجرب نظر کردۂ شاہ ولایت امیر شرق و غرب مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا سلام کیا ہاتھ باندھکر اجازت میدان چاہی ابھی کرب کو اجازت نہین ملی ہی کہ صحرا کی طرف سے گرد و غبار اٹھا کہ سپہر دوار کو تاریک کر دیا کہ

ع ز گرد و غبارے کہ شد بر سپہر ۔ رہ ز قن خویش گم کرد مہر

ہرکارے دونون طرف سے خبر کے واسطے روانہ ہوئے لیکن وہ گرد جب قریب آکر شق ہوئی دیکھا تو چالیس علم کشان چالیس ہزار سوار نمایان ہوئے اُنکے علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم تھی اور علمون کے پھریرے بنفشئی رنگ کے تھے علمدار بنفشہ پوش ہاتھیون پر جھولین بنفشئی رنگ کی مستکون پر آئینے بندھے ہوئے زنجیرین طلائی نقرئی پھسونڈون مین ہاتھیون کے لپٹی ہوئی تھین ایکطرف آکر قائم ہوئے بعد اُنکے چالیس شترنالین قمچیان بالکی کی بعد اُنکے سقے آبپاشی کرتے ہوئے اُنکے بعد خاصبردارون کے غول مرکب تازی ترکی چینی عراقی بلماز دیراق مرصع سائیس جوڑیان لیے ہوئے ساتھ ساتھ نمودار ہوئے بعد اسکے دیکھا کہ ایک نقابدار بنفشہ پوش مرکب پری پیکر پر سوار چالیس ہزار سوار بنفشہ پوش اُنکے ہمراہ چلا آتا ہی آتے آتے ایک سمت کو ٹھہرا کہ قمہور نے پھر مبارز طلب کیا

نقابدار بنفشہ پوش نے مرکب جھکایا اور آواز دی کہ حریف تیرا مین ہون آیا لیکن کریب کی نگاہ جو نقابدار پر پڑی
خون عزیزی نے رگون مین جوش مارا ایک محبت پیدا ہوئی مگر یہان نقابدار برابر قمہور کی گردن سوار کے آیا
نگاہ وزن گینڈا قمہور کا کوئی آٹھ دس قدم پیچھے ہٹ گیا گرتے گرتے سنبھلا لچک مار کر گینڈا پھیرا اور کہا کہ او نقابدار
گمنام تو کون ہے جو میرے مقابلے کو آیا ہے مجھے تو سامنا خدا پرستون سے پڑا ہوا تھا بہتر یہ ہے کہ جسطرف سے آیا ہے اسیطرف
چلا جا نہین تو مارا جائیگا میرے ہاتھ سے نقابدار پکارا کہ او کافر مین بھی ادنے غلامان حمزہ صاحبقران سے ہون
آیا ہون کہ تجھکو تنبیہ معقول کرون قمہور نے کہا خیر معلوم ہو جائیگا حال تجھے لا جو حربہ تو رکھتا ہو نقابدار بولا ہم اہل اسلام
ہین پیشدستی نہ کرینگے قمہور پکارا کہ میرا حربہ غضب ہے خداوند فرعون شاہ کا کہا کہ وہ غضب تیری جان پر نازل ہوگا
قمہور نے غضبناک ہو کر برچھا مارا نقابدار نے نیزہ اُسکا تیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے ایک دو گھڑی مین نقابدار
نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے خشمناک ہو کر تلوار ماری نقابدار نے اس طرح بھڑ کر تلوار سپر پر روکی کہ قبضہ اور دنبال
سپر پر اٹکتا ہوا صاف باسبب سپر تلوار اُسکی رد کر دی اور پکارا کہ او کافر تو ضرب بے زوری ضرب من نوش کن ہم
ہمہ شادی دل فراموش کن ٭ دیگر دور مجنون گذشت نوبت ماست ٭ ہر کسے پنج روز نوبت اوست ٭
یہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا اور کھینچکر تیغہ آبدار جوہر دار قمہور پر مارا اُسنے سپر پر روکا تھا کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر
پر پڑی کہ خود و بلغہ عرق چین زرہ توپ کو کاٹ کر تا دو ابرو اتر آئی قمہور نے سر اپنا پیچھے کھینچا تلوار گینڈے کی گردن
پر پڑی کہ قلم ہوئی قمہور اور گینڈا دونون گرے فوج قمہور کی نقابدار پر دوڑی نقابدار آگے بڑھ دوڑا فوج بھی نقابدار کی
دوڑ پڑی ادھر سے بادشاہ اسلام نے فوج اسلام کو اشارہ کیا کہ مدد کرو نقابدار کی غرض لگی تلوار چلنے بازار ملک الموت
گرم ہوا نقابدار نے لاش پر لاش گرادی غلغلہ حشر برپا ہوا لوگ قمہور کے دو پہر تو لڑے بعد اُسکے پسپا ہونے لگے آخر
شکست کھا کر بھاگے قلعہ بند ہوئے نقابدار بفتح و فیروزی پھرا امیر نقابدار کی تعریفین کرتے ہوئے چلے آتے
ہین کہ کبھی نقابدار عجب بہادر مردم دانہ اور شیر فرزانہ ہے کریب عرض کرتا آتا ہے کہ اے شہریار مجھکو کسی نقابدار کے
ساتھ محبت نہین ہوئی مگر اس نقابدار کو دیکھکر عجب حالت ہے میری کہ بیان نہین کر سکتا ہون یہی باتین کرتے
ہوئے قریب بارگاہ ہشامی کے پہونچے ہین کہ ایک بار سات بچے پیدا ہوئے ایک بچہ بادشاہ اسلام کو اور
ایک بچہ صاحبقران کو اور ایک ملکشاہ کو اور ایک بدیع الزمان کو اور ایک کریب غازی کو اور ایک
شیر افگن کو اٹھا لیگیا عمرو نے جو تماشا دیکھا ہاتھیون کے پیٹ تلے اور گھوڑون کے شکم کے نیچے ہوتا ہوا بھاگا
انجام کار وہ سالقان بچہ عمرو کو ڈھونڈھکر لیگیا تمام لشکر ہراسان ہوا قران نے دیکھا کہ ایسا نہو لشکر بے سردار منتشر
ہو جائے جلدی سے ہاشم تیغزن کو تخت پر بٹھا دیا ہاشم نے انکار بھی کیا قران نے کہا یہ وقت انکار کا نہین
ہے حکم تمام لشکر مین ہاشم کا جاری ہوا ہرکارون نے خبر لقا کو پہونچائی کہ حمزہ اور بادشاہ اسلام اور چار سردار
نامی اور عمرو یہ سات آدمی غائب ہو گئے بچے اُٹھا لیگئے لقا کے پاس جو نادان جمع تھے اُسنے کہا کہ وہ بچے لے گئے تھے
میرے جوان سبکو اٹھا لیگئے اُنھون نے کہا آمنا صدقنا یا خداوند تو دیر گیر ہے مگر سخت گیر ہے قمہور کے زخم مین ٹانکے
لگ چکے ہین بیٹھا ہوا ہے اُسنے کہا یا خداوند زخم میرا اچھا ہولے تو ان سب خدا پرستون کو مارونگا اور ادھر
نقابدار بنفشہ پوش پھر کر اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا ہے کہ ہرکارے خبر لیکر آئے کہ حمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام
اور عمرو اور چار سرداران نامی غائب ہو گئے نقابدار کو یہ سنکر نہایت رنج ہوا اپنے عیار سے کہا کہ تم جاؤ قران
حبش کے پاس ہمارا سلام کہنا اور کہنا کہ تم کسی طرح پریشان نہونا اگر کفار ارادہ نبرد و پیکار کا کرینگے تو اُنسے ہم

سامنا کرنے کو موجود ہین مگر تم تلاش صاحبقران اور بادشاہ اسلام کی کرو کہ کون مفسد اُنھیں اُٹھا لیگیا جب
پیغام نقابدار کا قران کو پہونچا عرض کر ایچا کہ مین خود ڈھونڈھنے جاتا ہون اور عیارون کو بھی بھیجتا ہون
چالاک بن عمرو بھی گیا ہی یہ کہکر آپ بھی تلاش صاحبقران مین روانہ ہوا مگر حال گزارش کیا جاتا ہی صاحبقران
وغیرہ کا کہ آنکھ جوان سبھون کی کھلی ایک تاریکی دیکھی کہ رات سے زیادہ اندھیرا ہی اور آواز بلبلان خوش الحان
کی چلی آتی ہی حیران تھے کہ ہم کہان ہین اور کون ہمین لایا ہی کہ اس اثنا مین روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک ایک معشوق
ہر ایک کے پہلو مین لباس مکلف پہنے ہوئے بیٹھی ہی اور باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی اسباب عیش مہیا ہین ہر ایک
معشوق نے جام شراب کا ہر ایک کو دیا ہر ایک نے جام تو لے لیا مگر پوچھا کہ تم کون ہو اور ہمین یہان کون اٹھا لایا ہی
اُن ساقیون نے کہا کہ ہم نواسیان ہین گاؤ آکشار جادو کی تم سبھون نے ہمارے نانا کو مارا مان کو مارا ہم عوض
انکے خون کا لینے کو تمھین اٹھا لائے تھے اور قصد تھا کہ قتل کرتے مگر صورتین جو تمھاری دیکھین ہم تم سبھون پر عاشق
ہوئے اب تم ہمسے صحبت ہو مطلب دلی ہمارے حاصل کر دو نہین تو تمھین مار ڈالینگے صاحبقران وغیرہ چاہتے
ہین کہ انکار کرین عمرو نے اشارے سے کہا کہ انکار نہ کرنا نہین مارے جاؤ گے اور مین ان سبھون کو ٹھیک بنا لونگا مگر ابھی
ہمسو بو مین سمجھ لونگا تب ہر ایک نے ہر ایک سے کہا کہ یہ کیا بد لحاظی ہی کہ ہمارے بزرگ خورد سب سامنے بیٹھے ہین انکے
سامنے کیونکر ہم تمسے اختلاط کرین اُن سبھون نے کہا کہ اچھا چلو علحدہ علحدہ مکانون مین بیٹھو غرض انمین سے ایک
ایک اپنے عاشق کو لیکر مکان علحدہ مین آ بیٹھی پہلے عمرو اپنی معشوقہ سے لپٹا بوسہ بازی کرنے لگا شراب مین بیہوشی ملا کر
اسے پلائی جب وہ بیہوش ہوئی تو عمرو وہان سے اپنی وضع عزیزون کی بنائے ہوئے پہلے صاحبقران پاس آیا کہنے لگا کہ حمزہ
ایسی معشوقہ تیرے پہلو مین بیٹھی ہی تو اس سے منتا بولتا نہین یہ کہ رہا ہی اور مارے نشے کے عجیب حالت ہی کہ پانون ڈالتا
ہی کہین اور پڑتا ہی کہین امیر نے کہا کہ خواجہ آؤ عمرو جا کر بیٹھا گلابی شراب کی اٹھائی پہلے آپ جام پیا بعد اسکے ایک جام اسکو
پلایا اور ایک جام امیر کو دیا بعد اسکے اُس ساحرہ کو شراب بیہوشی آلود پلائی اب وہ اور زیادہ بدمست ہوئی امیر سے
لپٹی امیر ہاتھ اسکا پکڑ کر پلنگ کی طرف لیچلے تھے کہ وہ بیہوش ہو کر گری چاہا صاحبقران نے کہ اسے ذبح کرین عمرو نے
دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کہ ابھی ٹھہر جاؤ اسکے مارنے مین افشائے راز ہو جائیگا سب کو ساتھ ہی قتل کرینگے یہ کہکر وہان سے
بادشاہ اسلام کی صحبت مین آیا آواز دی کہ شہریار خانہ زاد بھی حاضر ہو یہ تو یہان تنگ بیٹھے ہی تھے عمرو کی آواز
سنتے ہی جان آ گئی پکارے کہ خواجہ جلد آؤ عمرو بھی شکل اپنی بنائے ہوئے آیا اور کہا ای شہریار آپ رنجیدہ
کیون بیٹھے ہین شراب پیجیے اپنی معشوقہ کو پلائیے دیکھیے مین کیا عمدہ شراب لایا ہون اور یہ کہکر شراب کا جام دیا
اُس جادوگرنی نے کہا کہ او ساقی مجھے بھی تو جام دے عمرو نے کہا سب سے پہلے تمھین دونگا اور ساری گلابی اسکو
پلا دی وہان سے نکلکر بدیع الزمان و کرب کے پاس چلا قصہ مختصر ساتون کو عمرو نے بیہوش کیا اور سب کو قتل کیا
ہر ایک نے اپنی اپنی معشوقہ کا سر کاٹا ایک غل اور شور برپا ہوا خاک اڑنے لگی تاریکی چھا گئی مال وافر وہان سے عمرو کے
ہاتھ آیا جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ باغ اس کیفیت پر نہین ہی اور کچھ کوٹھے بند دیکھے انھین جو کھولا کسی مین آدمی قید تھے
کسی مین گھوڑے کسی مین ہتھیار رکھے تھے امیر نے ان سب قیدیون کو چھوڑ دیا گھوڑے ہتھیار بھی انکو دیے بعد اسکے
اُسی مکان مین ایک دروازہ زمین مین لگا ہوا دیکھا اسے جو کھولا تہ نقب کا نمودار ہوا امیر نے فرمایا کہ خدا جانے یہ نقب
کیسی ہی کہان گئی ہی عمرو نے کہا حمزہ جاتا ہون دیکھتا ہون لیکن خزانہ ہوگا تو کسی کو نہ دونگا فرمایا کبھی اپنا حق لے لینا
باقی مال نمازیون کا ہی کہا بلائیے نمازیون کو جائین اسکے اندر تو معلوم ہو غرض نصف پر معاملہ طی ہوا عمرو نے قنبیلہ عیاری کا

روشن کیا اور نقب کے اندر چلا دعائین مانگتا ہوا کہ پروردگار خزانہ یہان سے بہت سا لیے جاتے جاتے ایک مقام
پر پہونچا کہ نقب وہان تمام ہوئی تھی پر متحیر ہو کر وہان کھڑا ہو رہا ناگاہ اوپر آواز آدمیون کے بولنے کی آئی اب
جو کان لگا کر سنتا ہی تو آواز لقا اور بختیارک کی چلی آتی ہی معلوم ہوا کہ یہ نقب قلعے مین آئی ہی پھر وہان سے آکر
صاحبقران سے حال بیان کیا اسی وقت صاحبقران مع بادشاہ اسلام اور سرداران عالیمقام نقب مین
داخل ہوئے آتے آتے زیر تخت لقا پہونچے لقا قمہور سے کہہ رہا ہی کہ تو نے دیکھا کہ مین نے حمزہ کو غضب مین
آ کے کیسا گرفتار کیا کبھی حمزہ میرے غضب سے نہ نکلیگا بختیارک کہہ رہا ہی کہ نقابدار جو قافیہ تنگ کر رہا ہی اسکا
علاج کون کریگا قمہور کہہ رہا ہی کہ مارنا اسکا میرے ذمہ ہی امیر نے یہ سنکر تہ نقب پر آکر نیچے تخت لقا کے ہاتھ
دے کر زور کیا بس تخت کو لے اٹھے بختیارک نے دیکھا کہ تخت لقا کا بلند ہوتا جاتا ہی حیران ہوا کہ اتنے مین نعرہ
صاحبقرانی کی آواز بلند ہوئی لقا کود کر بھاگا حمزہ صاحبقران نے تخت دے پٹکا اب نعرہ بادشاہ اسلام
اور علشاہ بدیع الزمان اور کرب اور شیر افگن اور عمرو کا بلند ہوا تلوارین علم کیے ہوے نقب سے نکلے
قمہور کے لوگون سے تلوار چلنے لگی قمہور پکارا کہ ارے مارو حمزہ کو جانے نپائے اب خوب خانہ جنگی ہو رہی ہے
اور لوگ قمہور کے تیار ہو ہو کر چلے آتے ہین عمرو نے جو یہ رنگ دیکھا بلندی پر چڑھ کر سفید مہرا بجایا ہاشم نے جو
آواز سفید مہرے کی سنی اسی وقت یہ سوار ہو کر دروازہ قلعہ کا توڑ کر مع فوج قلعے کے اندر در آیا غلغلہ محشر انگیز برپا
ہوا قلعے مین لڑائی ہونے لگی ادھر بدیع الزمان سے ادھر قمہور سے مقابلہ ہوا تھا قمہور نے تلوار ماری بدیع الزمان
نے تلوار اسکی چھین کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور بجائے سپر ہاتھ پر رکھ لیا تھا صبح سے دوپہر تک لڑائی رہی
بہت قلعے والے قتل ہوئے آخر چہار طرف سے آواز بلند ہوئی کہ دہائی ہی حمزہ صاحبقران کی دہائی ہی بادشاہ
اسلام کی ہم رعایا ہین ہمکو قتل نکیجیے فرمایا کہ بھئی بخشے ان سب کو امان دی اب انھین قتل نہ کرو سبھون نے تلوارین
میان مین کین نقارہ فتح بجنے لگا بادشاہ اسلام ایوان شاہی مین آکر تخت پر بیٹھے نذرین گذرنے لگین ہاشم نے آکر
نذر دی حال بیان کیا امیر بہت خوش ہوئے صاحبقران اور ہاشم کو خلعت دیا پھر اور رؤسائے شہر کو خلعت دیا
قمہور کو بلا کر تلقین دین اسلام فرمایا قمہور بھی کلمہ [پڑھکر] بصدق مسلمان ہوا پھر تو تمام شہر اسلام آباد ہوا مسجدین
بنے لگین بتخانے ٹوٹنے لگے اذان کی آواز بلند ہوئی تھا بعد قمہور نے سب کی دعوت کی امیر دعوت کھا کر
شہر سے باہر اپنی بارگاہ مین آئے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہوئے صاحبقران اور تمام سردار دنگل اور
کرسیون پر قائم ہوئے کہ آستین عیار نقابدار زنگبشہ پوش آیا صاحبقران کو مجرا کیا دعا و ثنائے بادشاہی بجا لایا
ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ نقابدار زنگبشہ پوش نے التماس کیا کہ خدا نے فضل کیا کہ آپ نے سب جھگڑون سے نجات پائی
اب مین چاہتا ہون کہ اپنی آزمایش بازو حضور سے کرون اور طبل جنگ بجوا کر میدان مین نکلون فرمایا کیا مضائقہ
ہی ہم بھی یہی چاہتے ہین اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے عیار نقابدار چلا گیا دونون لشکرون مین شب بھر تیاری رہی
صبح کو معرکے آراستہ ہوئے جب صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب نسب دیکر نکل گئے اسوقت نقابدار مرکب اپنا چمکا
میدان مین آیا خوب بکدیریان کین برچھے کے ہاتھ نکالے اب روک کر مرکب کھڑا ہوا مبارز طلب کیا کرب کی رات بھر
اشتیاق مین بسر ہوئی ہی کہ کب صبح ہو اور مین جا کر نقابدار سے مقابلہ کرون یہ پوری بات نقابدار کے منھ سے نکلی تھی
کہ کرب غازی نے مرکب کی باگ لی سامنے تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی عرض کیا کہ مجھکو
کمال اشتیاق نقابدار سے لڑنے کا ہی فرمایا جاؤ خدا تمہارا نگہبان ہی کرب غازی سلام کر کے پھر آبار دگر کیے

سوار ہوا اور اڑا کر گھوڑے کو مقابل نقابدار ہوا پہلے دونون ہم نگادر ہوئے بعد اسکے نقابدار نے دیکھا ایک بہادر
بے نظیر کو کہ چہرہ مانند ماہ تابان کے روشن تاج کج سر پر رکھا ہوا بھورے بھورے بال تاج سے باہر نکلے ہوئے گریبان
مانند صبح صادق کے چاک آنکھون مین لال لال ڈورے وحشت کے چھوٹے ہوئے زرہ آستین الٹی ہوئی دبدبہ منھ پر
پایا جاتا ہی نقابدار نے پوچھا امیدوار ہون کہ نام نامی سے آپ کے آگاہ ہون کہا کہ نام میرا کرب دلاور
ہی نقابدار نے مرکب سے اُتر کر سلام کیا اور کہا کہ آپ جو میرے مقابلے کو تشریف لائے ہین تو مین حضور سے
کب عہدہ برا ہو سکتا ہون کسواسطے کہ آپ نظر کردہ شیر یزدان شاہ مردان ہین مگر خیر آزمایش ضرور ہی کرب بہت مسرور
ہوا اور کہا کہ اے نقابدار تم مردانہ شیر فرزانہ ہو الغرض بعد گفتگو نیزے ہاتھون مین لیے لگی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی
تک نیزہ بازی رہی انجام کار کرب نے نیزہ نقابدار کا ہوائی کیا نقابدار نے خشمناک ہوکر عمود گران سنگ اٹھا کر مارا
کرب نے شمشیر پر روک کر چاہا کہ اپنا گرز نقابدار پر مارے کہ عمرو دوڑا ہوا آیا کہ صاحبقران اپنے سر کی قسم دیتے ہین
کہ تم گرز نقابدار پر نہ مارنا کرب نے چاہا کہ گرز ہاتھ سے رکھدے کہ نقابدار نے کہا اے دلاور آپ کو قسم ہی تک
حمزہ صاحبقران کی آپ گرز مجھ پر بقوت تمام مارے کرب نے عرض کردہ اچھا یا امیر مین ناچار ہون کہ
نقابدار قسمین دیتا ہی یہ کہکر ایک ہاتھ گرز سکندری کا مارا نقابدار نے بخوبی گرز کرب کا روکا مگر مرکب نقابدار
کی ٹوٹ گئی نقابدار غضبناک ہوکر تلوار کھینچکر دوڑا کرب کے مرکب کو مارے کرب مرکب سے کود پڑا پیادہ ہوکر
سامنے آیا بس نقابدار بھی سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر دوڑا اور کرب نے بھی اسلحہ جنگ دور کیے دونون مین کشتی
ہونے لگی چار شبانہ روز کشتی رہی پانچوین روز پہر دن باقی تھا نقابدار کرب کو ریل کر دوڑا کرب نے زور اسکا
سنبھالا اور آپ اسکو ریل کرے دوڑا تو دس قدم پر لیجا کر دونون بازو پکڑ کر جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے زمین پر
آشنا ہوئے چاہا کہ لنگر مارے کرب نے ڈالکر ہاتھ کمر زنجیر مین زور کیا لنگر اسکا اکھیڑ کر سر سے بلند کیا اور زمین پر
رکھدیا کھولکر تو تہ زنجیر فولادی کا مشکین باندھین لیکر وہان سے پھرا حمزہ صاحبقران نے نہایت خوشنود اور
کمال مسرور مراجعت فرمائی پانچ روز کے سب تھکے ماندے تھے دربار نہ کیا خاصہ نوش فرما کر آرام کیا صبح کو نماز
پڑھکر بارگاہ مین آکر بیٹھے دربار معمور ہوا حکم دیا کہ لاؤ نقابدار کو اسی وقت زندان خانے سے نقابدار کو لاکر
حاضر کیا نقابدار نے سلام کیا فرمایا کہ بند نقاب کا اسکے منھ پر سے دور کرو بس نقاب جو دور ہوئی ایک آفتاب چمکا
اور ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا کہ ابھی کوئی پندرہ سولہ برس کا سن ہی گرد گل رخسار کے سبزے نے نمایش نہین پکڑی
شعلہ حسن نے دود ہی آثار سروری و سالاری چہرے پر ظاہر ہین صاحبقران نے پوچھا کہ ای بہادر نام تیرا کیا ہی اپنے
حسب و نسب کو ظاہر کر نقابدار نے کہا کہ نام میرا رستم خو ہے بن کرب ہی ملکہ گلشن بانو سے پیدا ہوا ہون یہ سنکر
صاحبقران بہت خوش ہوئے کرب تو باغ باغ ہو گیا تھا بیٹے کو گلے سے لگایا قید اسکی توڑکر کے امیر کے قدمون
پر ڈالا امیر نے اسے سینے سے لگایا پیشانی چومی خلعت دیا رستم خو جاکر اپنے لشکر کو بھی لایا سب افسران فوج کو قدمبوس
کروایا خلعت دلوایا امیر نے بہت سی نوازش فرمائی عمرو نے عرض کیا کہ ای شہریار کرب تو میرا فرزند ہی اسکو بھی
چاہتا ہون کہ اپنا پسر خواندہ گردون فرمایا کیا مضائقہ ہی ہمین تمھاری خوشی منظور ہی عمرو نے اسی وقت نذر گذرانی
رستم خو سے نذر دلوائی اب صحبت عیش برپا ہوئی امیر نے عمرو کی طرف دیکھا اور کہا کہ خواجہ خدا نے ایسا بیٹا تمکو
عطا کیا اور تمنے بخوشی اسے فرزند کیا ہماری دعوت کرنا تمھین لازم ہی فرزند کرنا ایسا آسان نہین ہی یہ کہکر بیٹھے عمرو
نے کہا حمزہ تو مجھے نادار سمجھکر یہ کلمہ کہتا ہی مین مفلس و نادار ہی مگر تیری دعوت مع بادشاہ جمجاہ اور مع سرداران مو

اور مع فوج وسپاہ کرونگا اور آج کے تیسرے دن دعوت کرونگا امیر نے دیکھا کہ عمرو دعوت کرنے پر مستعد ہو گیا
فرمایا کہ خواجہ تمنے مُنھ سے کہا ہم دعوت کھا چکے اب تم ارادہ دعوت کا نہ کرو عمرو نے کہا حمزہ اب کیا ہوتا ہے
مین ارادہ مصمم کر چکا اب بغیر دعوت کیے نہ رہونگا فرمایا کہ بھی ہمنے ہنسی سے کہا تھا تم کیون منغص ہو گئے ہم نہین چاہتے
کہ تم زیربار ہو عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ بھی ناموری تیری ہی کہ ایک ادنے عیار حمزہ نے تمام لشکر حمزہ کی دعوت کی
کسی طرح مین اب نہ مانونگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ اچھا تم دعوت فقط ہماری اور بادشاہ اسلام اور تمام سردارون
کی کرو اور سب لشکر کی دعوت کا ارادہ نہ کرو اس صورت مین تمہارا روپیہ کم خرچ ہوگا عمرو بولا کہ حمزہ اگر مین
دعوت کرونگا تو ایک متنفس باقی نہ رہیگا او حمزہ ابھی تو ایک دعوت مین کرتا ہون بادشاہ اسلام نے پیچھے سے
کہا کہ سب لشکر کے باورچیون کا گلا کاٹیگا عمرو تو اشارہ کنایہ سب سمجھ جاتا ہی ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ شہریار
غلام سب کو روپیہ نقد دیگا اگر اُنسے مین نے خرچ کروایا تو میرا نام بیہر کا ہیکو ہوگا بادشاہ اسلام چپ ہو رہے اور
امیر سے کہا کہ جو عمرو کی زیرباری کا خیال ہی تو بہر نوع اُسکے ساتھ سلوک کر دیجیے گا اب تو عمرو مستعد ہی فرمایا کہ
ایسا ہی ہوگا اور کہا کہ خواجہ اگر یہی تمہاری خوشی ہی تو ہمنے دعوت قبول کی جاؤ تیاری کرو عمرو اُسی وقت
اُٹھا آکر کوتوالی چبوترے مین بیٹھا زنبیل مین سے توڑے روپیون اشرفیون کے نکالکر ڈھیر کر دیے کئی لاکھ روپیے
کا انبار ہو گیا اور تمام لشکر کے باورچیون کو بلوایا اور ہر ایک سے کہا کہ یہ روپیہ لو اور اپنے سردارون کے مزاج
کے موافق کھانا پکاؤ اور جو کھانا اُنھین مرغوب ہو وہی پکا کر کھلاؤ اور باقی جتنا عملہ ہی سبکو کھانا تحفہ ملے اور
جانورون کو دانا گھانس ہاتھیون کو چارہ راتب برابر پہونچے خبردار کوئی ذیحیات باقی نہ رہے تمام باورچیون نے
توڑے کے توڑے لیکر عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھین سب کو کھانا برابر پہونچیگا بعد اسکے عمرو نے طوائفون کی
نایکاؤن کو بلوایا اور کچہری کے روپیہ دے کر کہا کہ سب طائفے تیار رہین جسوقت ہم طلب کرین اُسی وقت آکر
موجود ہون سبھون نے دعائین دین کہا کہ سب طائفے تیار رہینگے بعد اسکے عمرو اُٹھا چلا تلاش کے واسطے کہ کوئی
مقام بافضا ہو تو وہان دعوت کرون تلاش کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ کوہ قہوریہ مین پہونچا ایک درہ پہاڑ کا دیکھا
کہ نہایت سرسبز وشاداب ہی آبشارین گر رہی ہین اور ایک ٹیلا بیچ مین ہی بلند مانند چبوترے کے اور گرد اُسکے
گلہاے رنگارنگ پھولے ہوئے ہین اور سامنے دریا بہ رہا ہی عمرو نے اُس مقام کو پسند کیا اور جاکر تعریفین
صاحبقران سے کین کہ اُس سے بہتر مقام لطیف اور سیرگاہ معقول کہین نہین ہی یقین ہی کہ حضور کو بھی پسند
آئے بارگاہ ہشامی غلام کو عنایت ہو کر لیجاکر ایستادہ کراؤن امیر بار تو قیر نے پہلوان عادی کو بلا کر حکم دیا کہ
جہان خواجہ کہین وہان بارگاہ ہشامی لیجاکر استادہ کراؤ عرض کیا بہت اچھا اور بڑبڑاتا ہوا نکلا کہ عجب
باجیون کا زمانہ ہی عمرو بولا ای شکم بزرگ کیون بکتا ہی ارے تجھکو مین خوب کھانا کھلاؤنگا غرض پہلوان عادی نے
بارگاہ فراشون سے لاکر ایستادہ کرائی باقی اُسکے گرد واطراف مین سردارون کے خیمے برپا ہوئے طائفون کو حکم پہنچا
کہ جسوقت بادشاہ اسلام داخل ہون اُسی وقت مجرے کو حاضر ہونا اور عمرو دارو غہ بھی چیلے کا ہی اُس خوف سے
کہ مبادا کسی بلا مین مبتلا کر دے سب اپنی اپنی تیاری مین مشغول ہوئین ایک ایک سے کہتی تھی کہ کہین دارو غہ صاحب
ناراض نہون ارے دو گھڑی پیشتر جلسہ پہونچو ہر ایک اپنی آرائش کر رہی ہی کوئی مسی لگا رہی ہی کوئی لاکھا جما رہی ہی
کوئی عطر ملتی ہی کوئی پوشاک بدلتی ہی کسی نے اپنے آشنا کو بلایا ہی اپنا نکھار دکھایا ہی کسو واسطے کہ ہر ایک سردار کو
ہر ایک خوب صورت رنڈی سے دل لگی ہی ہر ایک کی لڑ لگی ہوئی ہی اُدھر نایکاؤن نے دو دو بتانے سونے کے ہاتھون مین

ڈال لیے ہیں کانوں کی لوؤں میں ایک ایک اتنی بڑی ہوئی ہے سفید پائجامہ سُرخ نیفے کا پاؤں میں سفید دوپٹہ سر پر مسی کا مل سے درست آکر حاضر ہوئیں پس ادھر تو صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور سرداران والا احتشام داخل بارگاہ ہوئے اور ادھر طائفے مبارکباد گانے لگے کرب اور رستم خود دونوں کمر باندھے ہوئے مصروف خدمتگذاری ہیں ساقی بچے موجود ہیں ایک طرف نعمت خانہ کھڑا ہوا ہے اسی کے پاس آبدارخانہ میخانہ بجنسہ بجانہ موجود ہے خوب ناچ ہو رہا ہے ایک سماں بندھا ہوا ہے کہ اتنے میں عمرو آیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ خاصہ نوش فرمائیے پھر ناچ دیکھیے گا ایسے وقت میں کسی کا اُس صحبت سے اُٹھنے کو جی نہ چاہتا تھا بھوک پیاس گئی ہوئی تھی امیر نے فرمایا کہ بھئی خواجہ تم تو تنگ کرتے ہو میں ابھی کھانا نہ کھاؤنگا جب عمرو نے بہت اصرار کیا تو مجبور ہو صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور جملہ سرداران والا مقام نعمت خانے میں آکر بیٹھے دسترخوان بچھا کھانا چنا گیا سب نے کھانا کھایا بہت تعریفیں کیں ہاتھ دھو کر گلوریاں کھا کر پھر صحبت میں آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام گردش میں آیا اب سردار مشغول عیش و عشرت ہیں بارگاہ کی قناتیں اٹھوا دیں ہیں دریا کی کیفیت چراغاں کا تماشا شب ماہ کی بہار دیکھ رہے ہیں عکس ماہتاب جو پڑا ہے سطح موج آب نورانی ہو رہی ہے چہار طرف کو صحبت رقص و سرود برپا ہے کسی طرف ڈھولک بج رہی ہے کہیں کہار سب جمع ہیں ہڑک بجا رہے ہیں مست ہیں گا رہے ہیں کہیں دھوبی اکٹھا ہیں گھڑا بج رہا ہے کھسندر ہو رہے ہیں کہیں حلال خوروں کا جماؤ ہے دھمڑ بج رہے ہیں اور شراب پی رہے ہیں کہیں اہیری راگ ہو رہا ہے تاڑی جاری ہے کہیں مہتر بیٹھے ہوئے مصروف شراب خوری ہیں کہیں کتھک کا لونڈا ناچ رہا ہے کہیں کنجڑے تنباکو والے جمع ہیں ڈھولے بج رہے ہیں کہیں مشائخ جمع ہیں قوالی گانا ہو رہا ہے عجب غلغلہ عیش و نشاط ہے امیر نے فرمایا کہ بھئی میں نے ایسی صحبت کی صحبت کہیں نہیں دیکھی سب خوش و خرم بیٹھے ہوئے ہیں لیکن عمرو نے سب کاروبار سے فراغ حاصل کر کے مہتر قران اور چالاک و سمک سے کہا کہ بھئی تین دن سے ہمارا پاؤں نہیں ٹھہرا اگر تم کہو تو دو گھڑی آسائش کریں مگر خبردار کسی کو کسی چیز کی تکلیف نہ ہو اُنھوں نے عرض کیا کہ آپ تشریف لیجائیے ہم یہاں کمر باندھے موجود ہیں کیا طاقت جو کسی کو کسی شے کی تنگی ہو عمرو اُسوقت سرو سیمتن کے خیمے کو چلا یہاں ملکہ سرو سیمتن انتظار عمرو کا کر رہی ہے ابھی تک کھانا بھی نہیں کھایا کہ اتنے میں عمرو پہونچا ملکہ پکاری کہ کیوں صاحب اب دو گھڑی دن سے نجات پائی کہا ملکہ میں کیونکر جلدی چلا آتا اب فراغت ہوئی تو آیا غرض کھانا منگوایا دونوں نے ساتھ بیٹھکر کھایا بعد اسکے سرو سیمتن نے کہا کہ خواجہ آج جی چاہتا ہے کہ تم بانسری بجاؤ اور ہم بھی تمھارا ساتھ دیں عمرو نے کہا اچھا اور سازندوں سے کہا کہ تم ساز ملاؤ جوڑی ہفت پیوندی کی کمر سے نکال کر قفلیاں اسکی درست کیں سرو سیمتن نے اپنا دائرہ منگوایا غلاف اسکا اتارا عمرو گانے لگا یہ دائرہ بجانے لگی عجب سماں بندھا ہوا ہے کہ قضائے کار صدا بانسری کی بادشاہ اسلام کے کان میں آئی بے چین ہو گئے مقبل سے فرمایا کہ عمرو کو جلدی لاؤ مقبل نے عرض کیا کہ شہریار وہ اپنی معشوقہ کے پاس بیٹھا ہوا گا رہا ہے وہ کب آنے والا ہے فرمایا کہ تم جاؤ تو سہی مقبل ناچار روانہ ہوا دروازے پر آیا اور چلا کر کہا کہ جاکر خواجہ سے کہو کہ صاحبقران نے یاد کیا ہے چیلی نے جاکر پیغام مقبل کا پہونچایا بس یہ سنتے ہی سرو سیمتن نے دائرہ ہاتھ سے پٹک دیا اور کہا کہ میں پہلے ہی جانتی تھی کہ تجھکو یہاں بیٹھنا نہ ملیگا عمرو نے جو دیکھا کہ ملکہ خفا ہوئی کہا میں ہرگز نہ جاؤنگا اور پکار کر مقبل سے کہا کہ او کالے میں نوکری سے اس عرب کی در گذرا اگر اسوقت نہ آؤنگا اور تو یہاں سے جا عمرو نے زور سے ایک ڈانٹ جو بتائی مقبل ناچار پھر گیا امیر سے آکر عرض کیا وہ نہیں آتا کہتا ہے کہ نوکری بھی میں نے چھوڑی امیر

اس سوچ مین گئے کہ کیا کیجے کیونکر عمرو کو بلایئے اور یہان عمرو پھر بانسری بجانے لگا آواز بانسری کی پھر بارگاہ مین آئی بادشاہ اسلام نے کہا یا امیر کسی طرح اس کمبخت کو بلایا چاہیے کیا غضب کر رہا ہی امیر تو اسی سوچ مین بیٹھے ہی تھے سر اٹھا کر کرب غازی و رستم خو سے کہا کہ تم دونون جا کر عمرو کو لاؤ وہ دونون نے اٹھکر سلام کیا اور حیران و پریشان روانہ ہوے کہ ہمکو صاحبقران نے ناحق بھیجا ہی ہماری انکے سامنے کیا لیاقت ہی ادہر عمرو نے منت سماجت سے ملکہ کو منا لیا ہی اور پھر وہ دونون گانے بجانے مین مصروف ہوے ہین کہ کرب غازی و رستم خو پہونچے اور دونون نے عمرو اور ملکہ سرو سیمتن کو سلام کیا عمرو تو ان دونون کو دیکھتے ہی نہایت برہم ہوا یقین ہوا کہ یہ دونون مجھے لینے آئے ہین پکارا کہ ای جوانمرگو ارے تم کیون آئے ہو اسوقت تمھارا کیا کام تھا عرض کیا کہ یونہین آپ کے سلام کے واسطے حاضر ہوئے تھے کہا کہ مین خوب جانتا ہون مطلب تمھارے حاصل نہونگے سرو سیمتن نے کہا کہ ارے کیون خفا ہوتا ہی آؤ تم میرے پاس بیٹھو اور دونون کی بلائین لین اپنے پہلوؤن مین بٹھالیا پیشانیون کو بوسہ دیا کرب نے کان مین کہا کہ والدہ صاحب عزت ہماری آپ کے ہاتھ ہی کہ ہم کو صاحبقران خواجہ کے لینے کو آئے ہین اگر خواجہ سلامت ہمارے ساتھ گئے تو خیر نہین تو ہم اپنے کو ہلاک کرینگے ملکہ نے دونون کو تسلی دی اور کہا کہ کیا طاقت ہی اسکی جو تمھارے ساتھ نہ جائے اور عمرو سے خطاب کیا کہ جا یہ تجھے لینے کو آئے ہین عمرو نے کہا کیون او ناشدنیو مین تمھارے آتے ہی آگاہ ہو گیا تھا مین اڑتی چڑیا کو پہچانتا ہون اسوقت کبھی نہ جاؤنگا ان دونون نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکائے رہے سرو سیمتن نے کہا تیرا یہ نصیبا تھا کہ یہ تیرے بیٹے کہلاتے ہین اٹھ جا انکے ساتھ اپنا فخر جان ایسے سعادتمند کہین ہوتے بھی ہین یہ سعید ازلی ہین کبھی تجھے جواب دینگے عمرو نے کہا کہ صاحب تم میرے درمیان مین دخل نہ دو ایسی اولاد کس کام کی جو باپ کی راحت نہ چاہے ایسی اولاد مری بھلی یہ دونون تو سر جھکائے ہوئے ہین عمرو بگڑ رہا ہی آخر سرو سیمتن نے ان دونون کو گلے سے لگایا اور عمرو سے کہا کہ جو تو انکے ساتھ نہ جائیگا تو مار کر جوتیان ابھی نکلوا دونگی حبشنون سے کھونٹی کر و مجھے باہر پھینک آئینگی انکو تو کیون رنجیدہ کرتا ہی مجھکو رنج انکا گوارا نہین اور نہایت برہم ہوئی عمرو ناچار و مجبور بکتا ہوا اٹھا کہ خدا ناخلف اولاد کسی کو نہ دے اور انکے ساتھ چلا یہ دونون چپکے چلے آئے ہین جب سامنے امیر کے لائے عمرو کی تیوری چڑھی ہوئی تھی سلام کیا اور پوچھا کہ حمزہ تو نے اسوقت مجھے کیون بلایا ہی تو کچھ نہین سمجھتا ہی کہ یہ تھکا ہی ماندہ ہی بلانے سے سروکار ہی اور بھیجا بھی ان لوگون کو کہ مجھے کھینچ لانے آئے کہیے کیا کام ہی امیر نے کہا او بیحیا تجھکو شرم نہین آتی ارے یہ تقریب ضیافت کی کچھی سے تعلق رکھتی ہی اور تو بجا گا بجاتا پھرتا ہی تجھکو جہانپناہ نے طلب کیا ہی مین نے نہین بلایا عمرو نے کہا کہ جہانپناہ کا تو غلام ہون مگر خوب جانتا ہون کہ کرب و رستم خو کا بھیجنا تیری ہی شرارت سے تھا جہانپناہ ایسی باتین نہین جانتے کہ اسمین بادشاہ جمجاہ نے کہا ای خواجہ اسوقت جی چاہتا ہی کہ تم بانسری بجاؤ اور ہم سنین امیر نے فرمایا کہ خواجہ واقعی تمھاری آواز نے زمین بھی چمن کر دیا اور یہ جتنے سردار تھے وہ بھی بیخود ہوئے عمرو نے کہا کہ حمزہ گانا کام کوٹیون کا ہی مین کیون گانے لگا بادشاہ اسلام نے مالا مروارید کا گلے سے اتار کر عمرو کو دیا اب عمرو ناچار ہوا بیٹھا صحبت مین اور سازندون سے کہا کہ تم ساز ملاؤ ادہر تو ساز ملے ادہر عمرو نے بانسری نکالی انگلیان اسکی درست کین اور منھ پر رکھکر دم پھونکا آواز جو بانسری کی بلند ہوئی ایک زمانہ مشتاق تھا دوڑا اجماع خلائق انبوہ عالم ہوا عمرو بانسری بجا رہا ہی چہار طرف سے احسنت و مرحبا کی صدا بلند ہی سمان بندھا ہوا ہی کہ ناگاہ آسمان پر سے آتش ستارے گرے جب قریب پہونچے دیکھا کہ آٹھ جوگنین چلی آتی ہین ہر ایک کے ہاتھ مین لالٹین

روشن ہی ایک جوگن آگے ہی اور سات جوگنین پیچھے ہین وہ جو آگے ہی کفنی اُسکے گلے مین پڑی ہوئی ہی مالا مروارید کا پہنے ہوئے ٹھنکے ٹھنکے سیلی تاگ سے آراستہ پیراستہ دونون ہاتھون مین سمرنین زمرد و یاقوت کی بھبوت خاکستر مروارید کا ملا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابر تنک مین آفتاب آگیا ہی اور وہ ساتون جوگنین جو پیچھے تھین وہ بھی نہایت حسینہ اور جمیلہ تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ ساتھ ماہ تابان کے ستارے چلے آتے ہین غرض وہ آٹھون جوگنین اُس مجمع مین آکر کھڑی ہوگئین اور باشتیاق تمام بانسری سننے لگین جسکی نگاہ اُنپر پڑی بسمل تیغ ابرو ہوگیا عمرو نے دیکھا کہ یا تو سب تیری طرف مخاطب تھے یا یکایک اور طرف کو نگاہین پھر گئین بس مڑکر جو نظر کی ایک ماہ کامل کو جلوہ گر پایا دیکھا کہ بھبوت چہرے پر ملا ہوا ہی گویا ایک شمع ہی کہ فانوس سفید رنگ کے اندر روشن ہی بس تیر عشق جگر پر کھایا زخم محبت نے تڑپایا اُس جوگن نے کہا کہ عشق اللہ ہی عمرو نے جواب پایا کہ صدا العشق ہی آئیے کرم کیجیے اُسنے جواب دیا کہ بابا ہم فقیر ہین یانطرف سے گذرے اُدھر سے بادشاہ اسلام حمزہ صاحبقران پکارے کہ شاہ صاحب ایک لمحہ تو قدم رنجہ فرمائیے پھر چلے جائیے گا اور کرسی جواہر نگار منگوا کر بچھوا دی جوگن آکر بیٹھی اور ساتون جوگنین پشت پر ہاتھ باندھکر کھڑی ہوگئین سب سردار اُسی جوگن کو دیکھ رہے ہین عمرو کی ٹکٹکی بندھی ہوئی ہی گلشن جمال کی گل چینی کر رہا ہی اپنے دلمین عمرو کہ رہا ہی کہ اے عمرو یہ جوگ بجوگ سے خالی نہین اور حسن کا اُس جوگن کے یہ عالم ہی کہ پروانے کبھی شمع کے گرد پھرتے ہین اور کبھی شمع کو بھولکر اُس جوگن کے شمع رخسار پر نثار ہونے لگتے ہین دوہا ؎ دیپک اوت جوت تمکہ دونون ایکی رنگ ٭ دات وارین کراوت جلین بھلت پھرت پتنگ ٭ عمرو عالم حیرت مین ہی بانسری بجانا بھول گیا ہی کہ اُس جوگن نے عمرو کی طرف دیکھا اور کہا کہ صاحب کیا فقیر کا آنا گوارا ہوا فقیر تو مشتاق بانسری کا ہو کر آیا ہی اگر ناگوار نہو تو بجائیے اور گائیے عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ صورت تمھاری جیسی ہی خوب ہی شاید سیرت پر مائل ہو پکارا کہ بسر و چشم بانسری بجانے کو موجود ہون آپ سُنیے آپ کے سامنے نہ بجاؤنگا تو پھر کسکے سامنے بجاؤنگا آپ پر تو جان تک نثار ہی یہ کہکر بجانے لگا اور گانے لگا ایسا بجایا اور گایا کہ ساری صحبت بیخود ہوگئی اور سبکے آنسو جاری تھے وہ جوگن حالت وجد مین تھی بے اختیار تعریفین کر رہی تھی لڑیان اشکون کی آنکھون سے جاری تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ مشاطہ تقدیر نے موتیون کا سہرا اُسکے مُنہ پر باندھ دیا ہی یا صدف کا منہ کھلا ہوا ہی کہ گوہر آبدار اُسمین سے گر رہے ہین اور اُسکے ساتھ کی جوگنین بھی رو رہی تھین کوئی چار گھڑی کے بعد عمرو نے بانسری ہاتھ سے رکھی آدھ گھڑی تک تو یہی سمان بندھا رہا بعد اُسکے جو ہوش آیا تو ایک ایک تعریفین کر رہا تھا اور وہ جوگن اُٹھ کھڑی ہوئی اور دست نگارین و پنجہ خورشید نما اُٹھا کر دعا دی کہ خدا اس صحبت کو یونہین برقرار رکھے اور صاحبقران دوران مع فرزندون صحیح و سالم رہین اور دعا دے کر جایا چاہتی تھی کہ عمرو نے پکارا شاہ صاحب آپ کا بستر کہان ہی کہا فقیرون کا بستر فرش خاک ہی اور تم کیون پوچھتے ہو عمرو نے پکارا کہ جی چاہتا ہی کہ اکثر قدمبوسی حاصل کرون کہا جو ارادہ فقیر خانے پر آنے کا ہی تو عقیق کوہ مین ملاقات ہوگی یہ کہکے مانند برق کے جست کر کے وہ سب کی سب چلی گئین عمرو پکارتا تھا کہ نیم بسمل چھوڑ کر جانا اچھا نہین ایک وار لگاتی جائیے کہ کام اس ناکام کا تمام ہو جائے ہر چند عمرو چلایا مگر سنتا کون ہی طرفۃ العین مین وہ غائب ہوگئی بس جسوقت وہ عمرو کی نگاہ سے ناپدید ہوگئی عمرو بیہوش ہو کر گر پڑا ؎ وہ گئی اُسکے سر بلا آئی ٭ خاک مین ملگئے تماشائی ٭ امیر نے جو دیکھا کہ عمرو بیہوش ہو کر گرا دوڑے اپنے یار وفادار کا سر اُٹھا کر زانو پر رکھا رومال سے گرد مُنہ کی پاک کی گلاب منگوا کر چہرہ پر چھڑکا پانی مُنہ مین چوایا عمرو کی آنکھ کھلی تو دیوانہ تھا پوچھا کہ وہ جوگن کہان گئی سبھون نے کہا مانند برق لامع کے خیمے سے باہر جا کر پھر نہ معلوم ہوا کہ کدھر گئی امیر ہاتھ عمرو کا پکڑے ہوئے تھے عمرو نے کہا کہ

حمزہ مجھے رخصت کر کہ مین اُس جوگن کو دیکھ آؤن فرمایا کہ خواجہ ہوش و حواس اپنے درست کرو دیوانے نہ ہو
فقیر و کن کا کہان ٹھکانا ہی سُنا نہین تمنے کہ سب مسافر سے کرتا نہین کوئی پیت + مثل ہی کہ جوگی ہوئے کسکے میت +
ایسا نہو کہ اس جوگن کے پیچھے جانے مین کچھ بجوگ تم پر پڑ جائے اور خواجہ مین نے ایسا سودائی ہو جاتے تمکو کبھی
نہین دیکھا مین تمھین نہ جانے دونگا جب امیر نے دیکھا کہ کسی طرح کہنا نہین مانتا کہنے لگے خواجہ تم ہمکو تو سمجھاتے
تھے کہ حمزہ تجھکو بڑ ہبس لگا ہی دیوانہ ہوا ہی آدمی وہ کام کرے جو سن پر زیبا ہو ہان بھی ہم تو مشاب بوڑھے ہین
مگر شاید تم ابھی جوان ہو تم عشق و عاشقی سب زیبا ہی لیکن عمرو کا یہ عالم ہی کہ تصویر خیالی اُسکی آنکھون مین پھرتی
ہی دمبدم ولولہ جنون سلطان عشق کی مزرعہ دل پر چڑھائی ہی کچھ سوجھتا نہین دُنیا و ما فیہا فراموش ہی دیکھا کہ
صاحبقران ہاتھ نہین چھوڑتے تکرے کہا کہ حمزہ ہاتھ میرا ٹوٹا جاتا ہی تو اس زور سے پکڑے ہی کہ ہڈی پر صدمہ ہی
صاحبقران نے ہاتھ ڈھیلا کیا تھا بس عمرو نے ہاتھ چھڑا کر کہا اے حمزہ خدا کو سپرد کیا یہ غلام رخصت ہوتا ہی فرمایا کہ ای
مونس و جان نثار حمزہ بھی تیرے ساتھ ہی مین تجھے تنہا نہ چھوڑونگا عمرو کچھ نہ بولا اور جست کر کے باہر خیمے کے گیا امیر بھی
دوڑے باہر آئے دیکھا تو عمرو کا پتا نہین امیر روتے ہوئے پھرے وہ انجمن جشن غمکدہ ہو گئی راوی کہتا ہی کہ وہ جو سردار
جوگنون کی تھی اُسپر تو عمرو شیدا ہوا اور اُن چھوٹی جوگنون پر چھ عیار جو شاگردون مین عمرو کے تھے وہ فریفتہ ہوئے
اور دیوانہ وار اُنکے پیچھے روانہ ہوئے لیکن مہترقران نے دیکھا تھا کہ عمرو اُس جوگن پر مائل ہوا ہی آخر سے راہ مین
سدراہ اُن سبکا ہوا اور کھینچکر کہا کہ جبتک تم سب اپنا نام و نشان نہ بتاؤگی مین ہرگز تمھین جانے نہ دونگا
مہترقران کا ایسا رعب اُنپر چھایا کہ قدم آگے نہ بڑھا سکین وہ جوگن کہ قران جسپر مائل ہوا تھا اُسنے کہا کہ او موئے
مونڈی کاٹے حبشی روسیاہ تو کیون ہمارا سدراہ ہوا ہی کچھ تیری شامت آئی ہی ابھی ایک نیچہ مار دونگی رکھا ہی
گردن اُڑ جائیگی تجھے کیا واسطہ تو کیون ہمارا پتا پوچھتا ہی جا اپنا کام کر مہترقران نے کہا کچھ ہی ہو جبتک تم اپنا
مسکن نہ بتاؤگی مین نہ جانے دونگا اُس جوگن نے کہا کہ ہمین کسی کا ڈر نہین لے بتادیا کہ ہم کوہ عقیق مین رہتے ہین اور
نام ہماری ملکہ کا یاقوت فلک ہی بادشاہ زادی ہین کوہ عقیق کی قران یہ سنکر راہ سے ہٹ گیا وہ جست و خیز
کرکے چلی گئین قران پھر کر چلا آیا مگر ادھر بعد عمرو کے چلے جانے کے امیر نے اپنے ہمنشین کہا کہ خدا جانے یہ جوگنین
کون تھین اور عمرو بیخود ہی نہین معلوم اُنکے ساتھ وہ کیا سلوک کرینگی مہترقران کی طرف دیکھا فرمایا کہ ای نظر کردہ
علی عمران تمنے دیکھا کہ عمرو دیوانہ وار وحشی مثال یہان سے نکل گیا اور کوئی اُنکے ساتھ نہین ہی اور تم ہمیشہ سے
جان بخش عمرو مشہور رہے اب بھی مین نے عمرو کو تمھارے سپرد کیا مین تمسے لونگا چلے تو قران نے عذر کیا کہ اے مرشد یہ
بار گران اس ناتوان سے نہ اُٹھیگا فرمایا اور کوئی اس قابل نہین ہی کہ مین جسکے سپرد عمرو کو کرون عرض کیا تہنیت اچھا
غلام جاتا ہی بعد اسکے چالاک سمک بلطاقی ابوالفتح اصفہانی گلباد عراق برق فرنگی ترک خطائی بجی بلخی
ان سبھون سے فرمایا کہ تم سب یہان ہو اور افسر تمھارا آوارہ ہو کر گیا ہی اگر اُسکے واسطے کچھ ذلت ہوئی تو پھر تم
دو کوڑی کے ہو جاؤگے جا کر اُسکی مددگاری کرو یہ بھی اُن جوگنون پر عاشق و شیدا تھے خدا سے یہ چاہتے تھے کہ
کہین امیر ہمسے فرمائین تو ہم جائین بس ایک کے بعد ایک راہی ہوا مگر عمرو کا یہ حال ہی کہ شعر عاشقانہ پڑھتا ہوا
چلا جاتا ہی عجب عالم ہی کہ قافلہ چشم کا شاہ مطلوب قصر دل خلوت خانہ محبوب تصویر خیالی آنکھون کے سامنے پھرتی
ہی دیوانہ وار بکتا ہوا چلا جاتا ہی کہ ای محبوب جانی ہای یار جاودانی اس عاشق ناشاد کو صورت اپنی دکھا دے کبھی
کسی جانور سے کہتا ہی کہ تو راہبر ہو جا مجھے وہان لیچل جہان میرا معشوق ہی کبھی درخت سے خطاب کرتا ہی کہ تو ہی بتا

وہ تو نہال حسن کہاں ہی کبھی ہوا سے مخاطب ہوتا ہی کہ تو پیام مجھ ناکام کا جا کر اُسے دے کہ وہ جان ہونٹھون پہ مری
آئی ہی + رحم کھا وقت مسیحائی ہی + بس بکتا ہوا چلا آتا ہی کہتے کہتے یہ خیال بندھا کہ سامنے سے یاقوت ملک
چلی آتی ہی پکارا کہ آپ نے کیا مہربانی فرمائی ہی تو مین چاہتا تھا کہ آپ ایک مرتبہ صورت زیبا اپنی دکھا جایئے اور
خوشی خوشی دوڑا کہ معشوق سے جا کر ملے کہ وہ صورت خیالی آنکھون کے سامنے سے غائب ہو گئی بیقرار ہو گیا پکارا کہ
کیا خطا اس غلام سے ہوئی جو آپ خفا ہو کر چلی گئین + وہ چاند سا مکھڑا دکھا کر ہوشیاری دیکھیے +
لیگئے صبر و قرار اشکباری دیکھیے + یہ کہکر چاہتا تھا کہ سر اپنا دے مارے کہ نعتی قران پہونچا اور
دوڑ کر لپٹ گیا کہ اُستاد یہ کیا آپکو ہو گیا ہی اپنے حواس و ہوش بجا کیجیے عمرو نے پھر کر جو قران کو دیکھا کہا کہ بیٹا
ہوش و حواس سب معشوق کے ساتھ گئے اب یہ عالم ہو کہ نہ قرار دل کو نہ تاب جی کو نہ خواب چشم کو اب مین ہون اور
غم جدائی ہے جان میری عجب طرح کے عذاب مین ہی + یہ کہکر رونے لگا قران نے کہا کہ اُستاد مین مکان اُنکا جانتا ہون
آپ کو وہان لیچلونگا یہ سنتے ہی قران کے قدمون پر گرا کہ سچ کہ تو اُسکا مکان جانتا ہی بتا وہ کہان رہتی ہی قران
نے کہا کہ عقیق کوہ مین مسکن اُنکا ہی پوچھا کہ تمھین کیونکر معلوم ہوا کہا جب وہ جانے لگی تھین تو مین جا کر سد راہ ہوا
تھا جبتک اُنھون نے نام اور مقام اپنا نہ بتایا مین نے اُنکو آگے نہین بڑھنے دیا عمرو نے کہا کہ بھی تمنے معشوق کو
آزردہ کیا یہ تمھین لازم نہ تھا تمنے بہت برا کیا قران نے اپنے دل مین کہا کہ واہ نیکی برباد گناہ لازم کہ عمرو کا پھر وہی
عالم ہو گیا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا واہیات بکنے لگا مبہوت ہو گیا معشوق کو پکارا کہ وہ اسوقت پاس میرے
ہو پہنچے تو واہ واہ ہی + گر تقید بعد میرے تمنے کیا تو پھر کیا + قران نے کہا کہ استاد آپ گھبرایئے نہین مین آپکو
لیچلکر معشوق کے پہلو مین بٹھائے دیتا ہون عمرو نے کہا کہ بیٹا اچھا مین چلا چلتا ہون کہ اسی اثنا مین اور عیار
بھی پہونچے عمرو کو سلام کیا ساتھ ہو لیے مگر یہ مقدور نہ تھا کہ مانع ہوتے یا کسی طرح کی نصیحت کرتے چپکے ساتھ عمرو کے
چلے جاتے ہین کہ صحرائے ریگستان ملا تشنگی سے قریب ہلاکت ہو پہنچے عمرو کو جنون تھا اُسے تو بھوک پیاس
کچھ نہ معلوم ہوتی تھی بے پروا چلا جاتا تھا قران اسکے ساتھ قدم بقدم چلا آتا تھا لیکن یہ چھیون عیار آگے بڑھے
پانی کی تلاش مین کہ دور سے دیکھا کچھ جانور ایک طرف اُڑ رہے ہین سمجھے کہ پانی یہان ضرور ہو گا دوڑے اسطرف کو
کچھ دور درخت سبز معلوم ہوئے سبزی اُنکی آنکھون مین کھب گئی پیاس بجھ گئی اور جلد چلے دیکھا تو نیچے درختون کے
ایک سفید شامیانہ کھڑا ہو فرش سفید بچھا ہوا ہی اور ایک عورت چہل سالہ لباس سفید پہنے وہان بیٹھی ہو اور ایک
تخت پر لنگی کھاردے کی بچھی ہوئی ہی اُسپر بالک خرفے کا ساگ پڑا ہوا ہی آبخورے کورے کورے پانی اُنمین بھرا ہوا رکھے
ہین گھڑے گرد نچیون پر رکھے ہوئے ہین صافیان اُنپر پڑی ہوئی ہین یہ سب بیتابانہ دوڑے آکر آبخورے
اُٹھائے کہ تمھین اُس عورت نے کہا میان دھوپ سے چلے آئے ہو ذرا ٹھہر کر پانی پیو اور پانی تو گرم ہو گیا ہی اندر سے
مین پانی لاتی ہون وہ پیو چھیون عیارون نے ایک ایک دو دو آبخورے پانی پیا اور دو دو آبخورے ہاتھ مین
اُٹھا لیے کہ دو ساتھی ہمارے اور ہین اور اُنکو پلا کر ہم لیے آتے ہین اُس عورت نے کہا میان گھڑا اُٹھا لیجاؤ
اسی واسطے ہو یہ چھیون ایک ایک آبخورہ لیکر چلے تھے کہ بیہوش ہو کر گرے وہ عورت خنجر برہنہ بکف کر آئی کہ
انھین ذبح کرے اور چالاک کی چھاتی پر چڑھکر بیٹھی اُسے ہوش مین لائی اور کہا کہ ہم تو بڑا نام سنتے تھے تم
عیارون کا مگر دیکھا کچھ نہین ہو چالاک نے کہا کہ جانصاحب ہم تو کشتہ تیغ ابرو ہی بیٹھے ہین تم جسطرح چاہو
قتل کرو اُسنے کہا کہ ہوے دیکھو مین تجھے ذبح کرتی ہون خوب لذت عاشقی کی چکھاتی ہون یہ کہکر خنجر گلے پر رکھا

چاہا کہ رگڑ دے یکایک ایک آواز پیدا ہوئی کہ او لقا یہ کیا کرتی ہی ٹھہر کر آیا میں یہ پھر کر دیکھنے لگی کہ کون ہی کہ حلقۂ کمند
گلے میں پڑے اور جھٹکا پڑا کر یہ گری ایک بلائے سیاہ چھاتی پر آکر چڑھ بیٹھی اور کہا کہ او مردار غضب کیا تھا تو نے
ہاں بلا کر آبرو لی تھی اب میں تجھے کب چھوڑتا ہوں کہ زندہ و سلامت بچ جائے اور بغدہ کھینچا کہ اُسے قتل کرے کہ
ایک آواز آئی بہتر قران یہ کیسے دبوچے بیٹھے ہو خبردار قتل نہ کرنا یا تو آواز آئی تھی یا عمرو سامنے آگیا دیکھا ایک نازنین
کو کہ قران اسکی چھاتی پر چڑھا بیٹھا ہی مستعد قتل ہی کہا کہ بھئی کیوں اسے مارتے ہو یہ کون ہی قران نے کہا کہ استاد یہ کوئی
مکارہ ہی انھیں جوگنوں کے ساتھ کی ہی ان چھوٹوں عیاروں کو مار چکی تھی کہ میں پہونچ گیا انکی زندگی تھی کہ بچ گئے عمرو نے
اُس عورت سے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے کہا کہ اس جلاد کے ہاتھ سے چھوٹوں تو حال اپنا بیان کروں عمرو نے قران
سے کہا کہ بھئی چھوڑ دو اسے قران ناچار اُسکی چھاتی پر سے اُتر آیا وہ اُٹھکر علیحدہ کھڑی ہوئی عمرو نے قسم دی کہ سچ بتاؤ
نام تمھارا کیا ہی اُسنے کہا کہ نام میرا شعلہ شمشیر زن ہی پوچھا کہ وہ جوگنیں کون تھیں اُسنے کہا آگاہ ہو کہ ایک شاہزادی
ہی عقیق کوہ کی کہ نام اُسکا ملکہ یاقوت ملک ہی فن عیاری سے اُسکو شوق ہی تمام عقیق کوہ میں ترپا راج ہی مہر
کا نام نہیں ہی سات کوس پر عقیق کوہ سے اُسنے باغ بنوایا ہی تین لاکھ عیار بچی اُسکے شاگرد ہیں علاوہ یہ ہر آفندہ گار
ہی ہم انکی سات مصاحبین ہیں ایک الماس بادپا اُسکی وزیرزادی دوسری شعبدہ نقب زن اپنے کام میں
یگانہ آفاق تیسری غزالہ آہو چشم کہ اپنا مثل نہیں رکھتی چوتھی صنوبر خنجر زن پانچویں سمن کمند انداز چھٹی
نصرین بادپا کہ نظیر انکا نہیں ہی ساتویں سب سے کم میں ہوں ملکہ نے خبر ورود لشکر اسلام سنی تھی کہ در بند قہوریہ میں
اُترا ہی اور عیاران نامی اُس لشکر میں ہیں اس وجہ سے جوگن بنکر سات عیار بچیوں سے گئی تھیں پھرتے مرتبہ فرمایا کہ عمرو
مع عیاروں کے ادھر آتا ہی اُسے گرفتار کر لاؤ میں نے دیکھا تو ان عیاروں میں کوئی عیار نہیں ہی مگر جو چھوری پھنسی ہی
پوچھا کہ یہاں سے مکان ملکہ کا کتنے فاصلے سے ہی اُسنے کہا کہ دس فرسخ کا فاصلہ ہی عمرو نے پکارا کہ ای شعلہ شمشیر زن تم ملکہ
سے اتنا کہہ دینا کہ وہ قتیل محبت دل بستۂ الفت مشتاق جمال آتا ہی خبر اپنے عاشق کی لینا ضرور ہی اُسنے کہا کہ تو ملکہ
پر کیا سمجھکر عاشق ہوا ہی آئینہ نہ میسر ہوا ہوگا تو چینی میں موت کر تو کبھی صورت اپنی دیکھی ہوگی کہاں وہ آفتاب
اقلیم حسن کہاں تو بن مانس ارے اپنے موافق کی ڈھونڈھکر اُسپر عاشق ہو قران نے کہا کہ او مردار زبان اپنی
سنبھال کر بات کر حضرت کے گھر میں ایسی ایسی لونڈیاں پڑی ہوئی ہیں دور ہو حضرت کے تصدق سے بچ گئی وہ
پکاری کہ تو نے حضرت سے سمجھا ہی یہ کہکر وہ تو جست و خیز کرکے چلی گئی قران اُن چھوٹوں عیاروں کو ہوش میں لایا اور
سب کو سرزنش کی کہ تم ایسے باؤلے بنگئے تھے سب کو وہ قتل کیا چاہتی تھی کہ میں پہونچ گیا سبھوں نے عرض کیا کہ
خلیفہ ہمیں گمان بھی نہ تھا کہ یہ مکان عیاروں کا ہی ورنہ ہم کیوں فریب میں آتے دو تین پہر کر دھوپ کے چلے ہوئے
تھے بدحواسی میں گر پڑے پانی پی کچھ دھوچا کر گرفتار ہو گئے اب ایسا نہو گا آپ خاطر جمع رکھیے غرض اب قران
نے بھی پانی پیا عمرو کو بھی پلایا وہاں سے آگے روانہ ہوئے قران تو عمرو کے ہمراہ ہی اور وہ چھوٹوں عیار آگے بڑھے
چلے جاتے ہیں یہ بات کرتے ہوئے کہ بھئی آج تو ایک عورت کے ہاتھوں نہایت ذلیل و سبک ہوئے مگر کبھی
وقت ہی تو ہی ایسا بھی ہو جاتا ہی آتے آتے اب چار گھڑی دن باقی ہی حرارت آفتاب کی کم ہو چلی ہی کہ سامنے سے
ایک قصبہ دکھائی دیا اندر آگے اُس قصبے کے ایک درخت برگد کا ہی اُسکا دیکھا کہ اُسکے نیچے ایک کنواں ہی لوگ
پانی بھر رہے ہیں اور ایک لونگ چڑے والا اخراج لیے ہوئے بیٹھا ہی اُسمیں پھلکیاں لونگ چڑے کباب کچھ موجود
ہیں ایک ہنڈیا میں چٹنی ہی دھنیے کی بھری ہوئی ہی اور وہ لونگ چڑے والا پگڑی لپیٹ سر پر باندھے ہوئے

مرزائی گلے مین پائجامہ گاڑھے کا پانون مین تمام کپڑون پر تیل کے دھبے پڑے ہوئے پکار رہا ہو کہ لونگ چڑے ہین
گرما گرم ان چھون عیارون نے چار چار چھ چھ پیسے کے لیکر کھائے مزے کے جو معلوم ہوئے اور لیکر کھائے پانی پینے کو چلے
تھے کہ بیہوش ہوکر گرے وہ لونگ چڑے والا نہ تھا شعبدہ لقب زن تھی مصاحب ملکۂ یاقوت ملک کی خنجر
کھینچ دوڑی تھی کہ انھین قتل کرے کہ آواز شیر کی آئی پھر کر جو دیکھا اُسی بلائے سیاہ کو یعنے مہتر قران کو دیکھا کہ مثل جن چلن
کے خلا آتا ہو جان بچاکر بھاگی عمرو بھی پہونچ گیا تھا پکارا کہ صاحب تم کھڑی رہو ایک میری بات سنتی جاؤ کوئی تمھین
کچھ نہ کہیگا وہ کھڑی ہوگئی عمرو نے پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہو ملکہ کی کون ہو اُسنے کہا نام میرا شعبدہ لقب زن
ہو مصاحب ہون ملکہ کی کہا کہ پیغام ہمارا ملکہ کو پہونچا دینا کہ آپ کا شیدا مشتاق دیدار آتا ہو اُسنے کہا اچھا کہدیا جائیگا
یہ کہکر وہ تو روانہ ہوئی قران سب عیارون کو ہوش مین لایا کہا کہ واہ جی واہ اتنا تمھین سمجھایا تھا کہ فریب مین کسی مکار کے
نہ آنا اور پھر تم غافل ہوگئے سبھون نے سر جھکالیا کہا کہ خلیفہ ہمین ذلت پر ذلت حاصل ہوئی جو آپ کہیے وہ بجا ہو غرض
وہان سے قصبہ کی طرف چلے دیکھا کہ ایک میوہ فروش دوکان لگائے ہوئے بیٹھا ہو کشمش پستہ چھوہارے بادام
سب قرینے سے رکھے ہوئے ہین ایک طرف ایک ٹوکرے مین ولایتی انار ایک ٹوکرے مین سیب رکھے ہوئے ہین
ایک چھبڑی مین سُرخ سُرخ رنگترے ہین وہ چھبڑی سامنے اُس میوہ فروش کے رکھی ہو پکار رہا ہو ع مزہ انگور کا
ہو رنگترون مین ٭ اُن چھون عیارون نے وہ رنگترے لیے اور چھیلے کہ کھاوین بس چھلکا چھیلنا تھا کہ غبار بیہوشی
اُنگوٹھین سے اُڑا و دماغ مین اُنکے گیا سب بیہوش ہوکر گرے وہ میوہ فروش کہ صنوبر خنجر زن تھی جلد کر کے خنجر برہنہ
ہاتھ مین لیکر چلی تھی کہ اُنکو قتل کرے کہ آواز آئی خبردار ہو آیا مین پھر کر جو دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آئی کون ہو کہ ساتون
حلقے کمند کے پڑے سر سے تا ٹانگین اور وہ گری قران اُسپر چڑھ بیٹھا کہا کہ معلوم ہوا تم لکاتا تھین سب طرف پھیلی ہوئی
ہو اور خنجر پکڑ کر چاہا کہ قتل کرے کہ عمرو نے آواز دی او جلاد کیا کرتا ہو ارے میان تمکو سوائے قتل کرنے کے اور کوئی
کام نہین یاد ہو قران بولا استاد آپ کی مرضی یہ ہو کہ یہ سب عیار مارے جائین مین تماشا دیکھون عمرو نے کہا کہ نالائق
ہوئے بھلے غرض قران نے کہنے سے عمرو کے اُسے چھوڑ دیا عمرو نے نام پوچھا اُسنے کہا کہ صنوبر خنجر زن مجھے کہتے ہین
اُسکو بھی عمرو نے پیغام دیا وہ بھی چلی گئی قران اُن سبھون کو ہوش مین لایا لعنت ملامت کی کہ تم لوگون نے
خوب یہان نام پیدا کیے سبحان اللہ یہی چاہیے سب چپ تھے گویا مُنھ مین زبان نہین تھی وہان سے آگے روانہ ہوکے
اندر قصبے کے داخل ہوئے دیکھا کہ دوکان حلوائی کی لگی ہوئی ہو کئی چراغ جل رہے ہین خوانچون مین مٹھائی انواع
انواع اقسام کی رکھی ہوئی ہو بہشت کی مسجد بنی ہوئی ہین اور چراغ جو خوانچون کے اندر رکھے ہین روشنی اُنکی مٹھائی
مین سے چھوٹ کر نکلی ہو تو عجب کیفیت معلوم ہوتی ہو اور ایک زنجیر مین گھنٹہ لٹکا ہوا ہو کوڑی پیسون کا غلہ آگے
حلوائی کے رکھا ہوا ہو گماشتے مٹھائی بنا رہے ہین ایک طرف پوریان ٹپک رہی ہین ترکاری بھن رہی ہو برفی کی لوزین
کٹ رہی ہین موتی چور کے لڈو بن رہے ہین کنڈے بھٹی مین سلگ رہے ہین تو تمام تیار ہو رہا ہو سب بھوکے تو تھے ہی
مٹھائی خرید کرکے خوب کھائی پانی پیا کھلکر چلے تھے کہ خلیفہ کو اور اُستاد کو بھی کھلائین کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا بیہوش
ہوکر گرے دوکان مین سے ایک عورت دوڑی کہ اُن سبھون کو اسیر کرے مگر خائف تھی کہ وہ حبشی نہ آتا ہو کہ اسیوقت
نعرہ ہوا کہ او تیرہ روزگار آیا مین وہ تو کود کر علیحدہ ہوئی قران خنجر لیکر دوڑا تھا کہ عمرو پہونچا قران کو منع کیا اور
پکارکر کہا کہ نام تو اپنا بتاؤ اُسنے جواب دیا کہ نام میرا افسون باد رفتار ہو مصاحب خاص ہون ملکہ کی عمرو نے اُسے بھی
پیغام دیا وہ تو چلی گئی قران اُن عیارون کو ہوش مین لایا اور سبھون سے کہا کہ تم کیسے کیسے عیار ہو کیا کیا عیاریان تمنے

کی ہین یہان یہ کیا غضب تمپر نازل ہو گیا ہی کہ ہر بار مکر مین آجاتے ہو گرفتار ہو جاتے ہو اپنے کو ذلیل اور رسوا کرواتے
ہو ہم بھی تمھارے ساتھ ذلیل ہوتے ہین سبھون نے کہا کہ خلیفۂ حق بجانب آپ کے ہین حقیقت مین یہان تو ہم
ایسے ہی ذلیل ہوئے جو چاہیے سو فرمایئے ہم قابل اسیکے ہین چونکہ اب رات ہو چلی تھی اسلیے آگے نہ بڑھے قران نے عمرو
سے کہا کہ اُستاد شب اسی قصبے مین بسر کیجے کہا کہ چلو کوئی سرا ڈھونڈھو تو وہان رہین چھون عیار مکان کی تلاش
مین روانہ ہوئے عمرو و قران پیچھے پیچھے چلے آتے ہین کوئی دو چار گھڑی رات گئی ہوگی کہ آواز گانے کی کان مین
آئی اور آگے بڑھے دیکھا ایک مجمع ہی ٹھٹ لگے ہوئے ہین اور ایک لڑکا کتھک کا تھال اُسکے ہاتھ مین چونک
جلتی ہوئی ناچ رہا ہی تھال ہر ایک کے سامنے لیجاتا ہی وہ دو چار ٹکے اُسمین ڈال دیتا ہی یہ بھی گھس پل کر ہو پہنچے
اُنکی طرف دیکھکر گانے لگا اور ناچنے لگا بس ایک مرتبہ توڑا جو لیتا ہی تو چونک جو تھال مین روشن تھی وہ بجھ گئی پھرتی
سے اسنے دوسری چونک روشن کی اور دعا مین دیتا ہوا سامنے انکے آیا اُن سبھون نے بھی تھال مین کچھ ڈال دیا
مگر دھوان اُس چونک کا جو دماغون مین انکے پہونچا یہ چھون بیہوش ہو کر گرے وہ طفل با ہوش کہ سمن کمند انداز تھی
چونک ہاتھ سے پھینک کر دوڑی خنجر کمر سے نکالتی ہوئی کہ قران کے نعرے کی آواز بلند ہوئی ادھر تو نعرہ ہوا ساتھ ہی ایک
قران بغدہ پکڑے ہوئے وہین موجود تھا وہ بھاگ کر دور کھڑی ہوئی عمرو بھی پہونچ گیا تھا پکارا کہ اپنے نام سے تو
آگاہ کر وکر ہوے معشوق تمسے آتی ہی اُسنے کہا کہ نام میرا سمن کمند انداز ہی آتشین ہون ملکہ کی او عمرو ملکہ کی عاشقی کا
دم نہ بھر اول تو صورت تیری بدتر تمام عالم سے دوسرے ملکہ کو مرد کے نام سے نفرت ہی جدھر سے آیا ہی اُدھر ہی پھر جا
نہین مارا جائیگا جان تیری جاتی رہیگی مجھ تیرے ہاتھ نہ آئیگا عمرو نے کہا کہ دل سے مین ناچار ہون فریفتہ ہو چکا
ہون انجام عشق جان کا جانا ہی سر معشوق کی نذر کرنے آئے ہین ہر چہ بادا باد ؎ یا تن رسد بجانان یا جان ز تن
برآید ؎ دست از طلب ندارم تا کار من برآید ؎ جا کر اُسکے قدمون پر سر رکھدونگا اور کہونگا کہ ؎ نکلے یہ دم
تیرے قدمون کے نیچے ؎ یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہی ؎ آئندہ وہ جانیگی رحم کریگی چاہیگی قتل کریگی اُسنے
کہا کہ تجھکو سودا ہو گیا ہی یہ کہکر چلی گئی قران سب عیارون کو ہوش مین لایا بہت اسی سرزنش کی رات اسی
قصبے مین بسر کی صبح کی نماز پڑھکر وہان سے روانہ ہوئے چلے آتے ہین تھوڑی دور آئے ہونگے کہ ایک ہرن
سامنے سے نمایان ہوا چھون عیارون نے ارادہ کیا کہ اسے گرفتار کرین اور کباب کرکے کھاوین ہرن سامنے
سے بھاگا برق اُسکے تعاقب مین چلا اور عیار بھی پیچھے پیچھے دوڑے مگر وہ ہرن تھوڑی دور جاکر رکا برق سمجھا کہ یہ
تھک گیا ہی لاؤ اسے پکڑ لون حلقے کمند کے کشادہ کرکے قریب آیا تھا کہ ہرن نے جست کی سر پر سے برق کے
پھاند گیا پاؤن مین اُس ہرن کے حلقے کمند کے تھے حلق مین برق کے پڑے یہ حیران تھا کہ یہ بلا کہان سے آئی
جھٹکا جو پڑا برق گرا اُسنے دارو بیہوشی دماغ مین اُسکے پھونک دی اور چاہا کہ اُسے قتل کرے کہ وہ پانچون عیار بھی
پہونچے اور پیچھے پکڑ پکڑ کر دوڑے وہ عیار بھی دوڑی لگا تیغ چلنے اُسنے اُن پانچون کو بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش کیا
وہ پانچون بیہوش ہو کر گرے اب اسنے چاہا کہ ان سب کو مارے کہ قران حبشی پہونچا اور دوڑا شیر وہ بھی دوڑی
کہ او موے حبشی تو ہی نے تو سب کو بچایا ہی مین تجھے بھی مارتی ہون جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اور تیغ مارا
قران نے بغدے پر روکا اور اُس پر بغدا مارا اُسنے خالی دیا کئی بار رد و بدل ہوئی انجام کار کمند لگی چلنے اُسکے قران
سے کمند ماری گلے مین اُسکے پڑی قران نے چاہا کہ کھینچے کہ وہ صاف حلقے مین سے نکل گئی بھاگی اور پکاری
کہ مسمّہ غزالہ آہو چشم اب پھر سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر روانہ ہوئی عمرو ہر چند پکارا کیا پھر وہ نہ ٹھہری چلی گئی قران

سب عیارون کو ہوش مین لایا اور بہت خفا ہوا کہ یارو تمنے کلیجہ بگاڑ دیا ہی ہر مقام پر ذلیل ہوئے اور ہمکو بھی رسوا کروایا وہ سب چپ ہین کچھ جواب نہین دیتے غرض وہان سے آگے کو روانہ ہوئے تھوڑی دور آئے تھے کہ عقیق کوہ سامنے دکھائی دیا کہ ایسا پہاڑ کبھی نہ دیکھا تھا کہ شیخ تو پہاڑ اور پھول داؤدی کے از بس مین تا قلعہ کوہ پھولے ہوئے شام شفق کا جلوہ دکھائی دیتا تھا چادر آبشار پہاڑ پر سے گر رہی تھی ہوائے سرد چل رہی تھی قریب جو آئے دیکھا کہ گھاٹی پر پہاڑ کی ایک بنگلہ خس کا پڑا ہوا ہی منقش سے گندھا ہوا ہی پردے صندلی رنگ کے اس مین بندھے ہوئے ہین عمرو اُس بنگلے کی طرف چلا چھون عیار ساتھ تھے اور مہتر قران عقیق کوہ دیکھنے آگے بڑھگیا تھا اور ان چھون عیارون سے کہگیا تھا کہ بھتیجی تم اُستاد سے خبردار رہین ایک کام کو جاتا ہون ابھی چلا آؤنگا سبھون نے کہا خلیفہ آپ جائیے ہم ہوشیار رہین الحاصل عمرو اور وہ چھون عیار اور آگے دیکھا کہ ایک جوگن بنگلے مین بیٹھی ہوئی ہی بھبوت اُسکے ملا ہوا ہی شنجرفی تہ بند بندھی ہوئی ہی شنجرفی دوپٹہ اوڑھے ہوئے ہی بال سر کے چھوٹے ہوئے ہین مالا ردراج کا ہاتھ مین رام رام جپ رہی ہی اور آگے اُسکے ٹھیک رکھی ہوئی ہی آگ اُسمین گڑی ہوئی ہی دھوان اُٹھ رہا ہی دو چار چھتے مدارے ناریل وغیرہ رکھے ہوئے ہین ایک طرف کونڈی سونٹا رکھا ہی عمرو نے اُس جوگن کو دیکھتے ہی معلوم کیا کہ بجوگ رسیدہ ہی مطلب دلی اس سے بر آئیگا سامنے اُسکے آکر کھڑے ہوئے اُس جوگن نے سر اُٹھا کر دیکھا اور کہا کہ بابا بیٹھ جاؤ حقہ پانی پیو عمرو سلام کرکے بیٹھ گیا وہ چھون عیار بھی گرد و اطراف مین بیٹھ گئے وہ جوگن دو گھڑی کے بعد مالا جپتی ہوئی اُٹھی باہر چلی عمرو اور چھون عیار بھی اُٹھے اُسکے ساتھ چلے دو چار قدم گئے تھے کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا سب بیہوش ہوکر گرے یہ جوگن خود ملکہ یاقوت ملک ہی اور وہ جو ٹھیک اُسکے سامنے رکھی تھی اور اُسمین دھوان اُٹھ رہا تھا وہ بیہوشی آلود تھا کہ ان سبھون کے دماغ مین جو گیا بیہوش ہوکر گرے یاقوت ملک نے چھون عیارون کو تو وہین پڑا رہنے دیا اور عمرو کو حلقہ ہائے کمند مین گرفتار کرکے چادر عیاری مین باندھکر پیٹھ پر پشتارہ لگا لیکر روانہ ہوئی دو چار قدم چلی تھی کہ خیال مین آیا کہ یاقوت ملک اگر تو عمرو کو سر راہ لیکے چلتی ہی تو ایسا نہو وہ بلائے سیاہ ملجائے اور اگر وہ ملگیا تو اسے چھین لیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ راہ نقب سے چل کر تجھے کوئی نہ دیکھے بس یہ خیال اپنے دل مین کرکے پکڑ کر خنجر نقب کھودتی ہوئی عمرو کو لیکر روانہ ہوئی قضائے کار اتفاقات روزگار مہتر قران جوان عیارون سے جدا ہوکر گیا تھا قریب عقیق کوہ پہنچ کر خیال گذرا کہ تو نقب کنی کرکے یاقوت ملک کی خوابگاہ مین اپنے کو پہونچا اور اُسکو گرفتار کرکے لا اور استاد کے حوالے کر کہ قصہ فیصل ہو جائے یہ تصور کرکے ادھر سے نقب کھودتا ہوا چلا ادھر سے یہ جاتا تھا اُدھر سے یاقوت ملک آتی تھی فتیلہ عیاری دونون کے ہاتھ مین روشن تھا ادھر سے اسنے خنجر مارا کہ سوراخ ہوگیا اُدھر سے اُسنے نعرہ مارا کہ چہرہ نقب کا کھلگیا تھا آنکھین چار ہوئین قران نے پہچانا یاقوت ملک کو پشتارہ بدوش دیکھا یقین ہوا کہ یہ اُستاد کو لئے لیے جاتی ہی نعرہ کیا کہ کب چھوڑتا ہون تجھے کہ تو خواجہ کو اسیر کرکے لیجائے یاقوت ملک قران کو دیکھکر پیچھے کو بھاگی مہتر قران اُسپر دوڑا اُسنے دیکھا کہ تو گران بار ہی تجھسے بھاگا نہ جائیگا بلکہ گرفتار ہو جائیگی مقرر کہ اس پشتارے کو پھیر سمجھ لینا مثل مشہور ہی کہ بھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹے کان بس اسی وقت پشتارہ عمرو کا کھولکر پھینک دیا اور خنجر مار کر اوپر سے چہرہ توڑ کر نقب نکلکر بھاگی مہتر قران نے عمرو کا پشتارہ جو پایا تو پھیر تعاقب اُسکا نہ کیا پشتارے کو نقب سے باہر لاکر گرہ پشتارے کی کھولی عمرو کو نکالا اتنے مین رفع بیہوشی دیا آنکھ عمرو کی جو کھلی دیکھا کہ حلقہ ہائے کمند مین بندھا ہوا ہی اور قران سر پر کھڑا ہوا ہی پوچھا کہ بھئی کیا خطا ہی میری جو تمنے مجھے باندھا ہی اگر سودائی سمجھکر باندھا ہی تو مجھکو جو سودائے عشق ہی

وہ جانے کا نہین اور اگر کوئی جرم میرے ذمہ ہو تو اُس سے آگاہ کرو قران نے کہا اُستاد آپ فرماتے کیا ہین مین آپکو
کیا باندھونگا آپ فرمائیے کہ آپ پر کیا گذری اور چھوٹن عیار کہان ہین عمرو نے احوال جوگن کے پاس پہونچنے اور
مع عیارون بیہوش ہوکر گرنے کا بیان کیا اور کہا کہ اب ان چھوٹن کا حال مجھے نہین معلوم کہ اُنپر کیا گذری قران نے
کہا کہ اُستاد وہ جوگن یاقوت ملک تھی آپ کو پکڑے ہوئے نقب کی راہ سے لیے جاتی تھی اور مین بھی نقب کھودتا
ہوا عقیق کوہ کو جاتا تھا اثنائے راہ مین میرے اُسکے نقب کے اندر مقابلہ ہوا اگر وہ پشتارہ چھوڑ کر نہ بھاگتی تو مین
بغیر گرفتار کیے نہ چھوڑتا عمرو نے کہا ای قران تمنے غضب کیا ہائے قرب محبوب سے مجھکو جدا کیا قران نے کہا کہ استاد
ہم تو خاک مین ملگئے تھے آپ کے عشق نے ہمکو کہین کا نہ رکھا تھا اب چلیے دیکھین کہ اُن چھوٹن کا کیا حال ہو دونون
وہان سے اُس خس کے بنگلے پر آئے دیکھا تو چھوٹن عیار بیہوش پڑے ہین اور وہ منقل آتشین جل رہی ہی قران نے
معلوم کیا کہ یہ دھوان جو اُٹھ رہا ہی بیہوشی آلودہ ہی دماغ کو اپنے بند کرکے اُس منقل کو بجھایا عیارون کو ہوش
مین لایا اور کہا کہ ایک مرتبہ ہم تمسے الگ ہوئے تھے کہ آپ بھی گرفتار ہوئے اُستاد کو بھی گرفتار کروایا ای یارو
تمھین کچھ بھی غیرت ہی اُنہون نے عورتون کے ہاتھ سے وہ ذلتین تم سبھون نے اُٹھائین کہ بیان سے باہر ہی
سبھون نے عرض کیا کہ خلیفہ قسمت مین ہماری ذلتین بدی تھین ہمارا یہ عالم ہی کہ جی چاہتا ہی کچھ کھا کر مر جائین
القصہ وہان سے روانہ ہوئے تھوڑی دور آئے تھے کہ باغ ملکہ یاقوت ملک کا معلوم ہوا دیکھا کہ آگے باغ
کے ایک دریا ہی اور اُسپر پل ماہی پشت سونے کا بنا ہوا ہی اور اُس پار تختہ گلنار کھلا ہوا ہی گویا آگ
لگی ہوئی ہی اور اُس پار پل کے دو پہرہ یا پھولا ہوا ہی اور اُسی پر سے آنے جانے کا راستہ ہی اب سامنے
عقیق کوہ ہی کہ قران نے عمرو سے کہا کہ اُستاد مین آپکو اب آگے نہ جانے دونگا جبتک یاقوت ملک
استقبال کو آپ کے نہ آئیگی عمرو نے کہا ای قران اُسکو کیا غرض ہی جو وہ میرے استقبال کو آئیگی مین اُسکا بلایا ہوا
نہین آیا ہون شوق دیدار مجھے خود لایا ہی مثل مشہور ہی کہ پیاسا کنوئین پاس جاتا ہی کنوان پیاسے پاس نہین آتا
تشنہ سوئے آب میگردد روان ٭٭ آب سوئے تشنہ کے گردد روان ٭٭ قران بولا اُستاد آپ شہنشاہ عیاران
ہین آپکی ہتک حرمت ہونے مین ہم خاک مین ملے جاتے ہین ہمکو مارڈالیے پھر چلے جائیے عمرو نے کہا کہ بھئی اب تو تم
مجھے مارے ڈالتے ہو کوچہ یار کو دلدار مین نہین جانے دیتے ہو یہ کیا دوستی ہی سبحان اللہ یہی باتین ہو رہی تھین
کہ وہ ساتون عیار بچیان ملکہ کی مصاحبین لباس بہت تکلف کے زیور جواہر نگار پہنے ہوئے تمتمے گلون مین
پڑے ہوئے کٹاریان باندھی ہوئین بانے عیاری کے جسم پر آراستہ چست و چالاک نوخاستہ سامنے سے دکھائی
دین اور عمرو سے کہا کہ ملکہ یاقوت ملک آپکی مشتاق ہین چلیے قران نے کہا تمھاری ملکہ کے پانون مین مہندی
لگی ہوئی تھی جو خود استقبال کے واسطے نہ آئی الماس بادپا نے کہا او موئے حبشی تجھکو کون بلانے گیا تھا جو تو
یہان آیا تیرا جی چاہے چل نہ جی چاہے پھر کر چلا جا کوئی تیرے آنے کی غرض نہین رکھتا قران نے کہا کہ موا تو مین
تمھین پرہون اپنا جانکر جو چاہتی ہو کہتی ہو حضرت سے ناچار ہون نہین تو ایک لمحہ بھر مین تمھاری ملکہ سمیت سبکو
باندھ لاتا اُسنے کہا کہ نگوڑے موئے تو اور میری ملکہ کا نام نہ لے ارے موئے تجھے ملکہ کی ایڑی چوٹی پر سے صدقہ کر دون
عمرو پکارا کہ بی بی تم تکرار نہ کرو مین تمھارے ساتھ چلتا ہون اور قران سے کہا کہ بھئی تمھارا ابھی تو کہنا ہو گیا قران
چپ ہو رہا عمرو پکارا کہ صاحبو چلو اُن عیار بچیون نے کہا کہ آپ آگے چلیے عمرو بولا یہ ہرگز نہو گا تم آگے ہو مین
تمھارے پیچھے چلونگا وہ ساتون آگے آگے عمرو پیچھے پیچھے قدم رکھتا ہوا چلا جاتا ہی قران عمرو کے ساتھ ساتھ

نگہبانی کرتا ہوا چلا آتا ہی باقی چھو عیار دہنی بائین طرف چلے آتے ہین نصف پل پر پہونچے تھے کہ آواز تڑاقے کی ہوئی
حلقہائے کمند پاؤن مین چھون عیارون کے پڑے وہ جھکے تھے کہ اُن حلقون کو دور کرین ہاتھ بھی پھنس گئے
چھون لولا لاٹھی ہو کر گرے قران نے کہا کہ کیون صاحبو یہ تم دعوت کے واسطے بلائی ہو یا عداوت کرنی ہو ایسے
شعبدے بہت سے کیے ہین اور دیکھے ہین وہ عیار بچیان پکار بولین کہ یہ تو گھر عیارون کا ہی مگر تم مین کوئی قابل
عیاری کے نہین ہی ہان جو کچھ ہی تو ہی عمرو تو سودائی بنا ہوا ہی قران نے کہا تم سب پر عاشق ہو ہو کر ہوش حواس
انکے جاتے رہے ہین اُن سبھون نے کہا کہ بات بھی تیری عیاری سے خالی نہین ہی یہ کہکر اُن عیارون کو حلقہائے کمند
سے رہا کیا اور عمرو تو انھین کے قدم بقدم چلا جاتا تھا قران اپنے دل مین خوش ہی کہ اُستاد غافل نہین ہین غرض
آگے آگے باغ مین پہونچے قران نے الماس بادپا سے کہا کہ جا کر اپنی ملکہ سے کہو کہ شہنشاہ عیاران تشریف لائے ہین
انکی قدمبوسی کو حاضر ہو اور عمرو سے کہا کہ اُستاد اب آگے نہ جانے دونگا آپ جاتے ہین مجھے مار ڈالین عمرو تو خون جگر
جب ہو رہا الماس بادپا نے کہا کہ ارے تجھکو کسی نے بلایا تھا جو تو ایسی باتین بناتا ہی ملکہ کی پاپوش بھی نہ آئیگی
مہتر قران نے کہا کہ ہم تو فقیر کا تکیہ جانکر آئے تھے کہ جا کر کچھ بھیک اُسکے ٹھیکرے مین ڈال دینگے یہان آکر معلوم ہوا کہ
کارخانہ شاہی ہی خیر حضرت بھی ہمارے شہنشاہ ہین ملکہ اپنا فخر و افتخار جانکر اگر باعزاز و اکرام لیجائیگی تو خیر نہین تو پھر کبھی
حضرت آگے نہ جاینگے عمرو نے کہا اے قران کیون مجھے رنج دیتے ہو ناحق کی تکرار نکالتے ہو قران نے کہا اگر اس مقدمے
مین آپ دخل دینگے تو اپنے کو ابھی خنجر سے ہلاک کرونگا الماس بادپا نے اندر جا کر دیکھا کہ یہان بھی عمرو اور ساتوں عیار
کرسیون پر بیٹھے قران لگا سمجھانے کہ پیر و مرشد ذرا آپ اپنے ہوش و حواس بجا کیجیے ایک طرفۃ العین مین
یاقوت ملک کو گرفتار کر لیجیے گا عمرو بولا اے قران قسم ہی خدا کی جب سامنا اُسکا ہو جاتا ہی صبر و طاقت ہوش حواس
سب جاتے رہتے ہین مین مجبور ہون کیا کرون اور سماک سے کہا کہ میان دیکھو تو ملکہ کیا کرتی ہی قران کے تو ہین غضب
مین گرفتار کر دیا ہی ہین حشوق پاس جانے کو روکا ہی عشق و عاشقی مین اولوالعزمی نہین رہتی ہی ہمکو انھون نے
پیر سفان بنایا ہی قران جیکا کھڑا ہوا سُن رہا ہی مگر یہان الماس بادپا نے یاقوت ملک سے کہا کہ باغ مین عمرو
آکر ٹھہرا ہی وہ موا حبشی روسیاہ اُسے وہان سے آگے نہین آنے دیتا وہین اُسے روکے ہوئے ہی مین نے کہا اُسکے
واسطے بھیجی ہین یاقوت ملک نے کہا اے الماس بادپا حقیقت مین وہ شہنشاہ عیاران ہی مین خود جا کر اُسے
لاؤنگی اور کہا کہ لاؤ ہماری پوشاک کہ ہم کپڑے بدلکر عمرو کو لینے جائین کشتیان پوشاک کی لا کر لگائی گئین عمرو کو
جو اپنا عاشق سمجھی ہی تو قتل کرنے کے لیے سُرخ جوڑا پہنا اور زیور بھی یاقوت نگار بدن پر آراستہ کیا عطر حنا کا ملا
پھولون کا گہنا اوپر سے پہنا چھپو کا ملکر ایک عجب ناز و انداز سے چلی سے کہ بعد از دید نقش ہرگز نماند +

وجو بار سایان رانکیے + مثنوی
یہ پیکر تھی اسکی نمودار تھی
تو اُس سے بہت سرخرو ہو جیے
کہون کیا سنگار اُسنے ایسا کیا
کہ پوشاک بھی اُسکی گلنار تھی
کہ سب زیور اُسکا تھا یاقوت کا
یہ مطلب تھا جب روبرو ہو جیے

اور ساتون مصاحبین بھی مانند سبع سیارہ کے ہمراہ ایک ایک دریائے جواہر
مین غرق چار سو عیار بچیان مرصع پوش در در گوش اُسکے ہمراہ مانند طاؤس طناز کے سامنے عمرو کے آئی عمرو بیٹھا ہوا
دروازۂ باغ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ پہلے سماک نے آکر خبر دی کہ ملکہ یاقوت ملک آتی ہی قران نے رومال سر عمرو
کے ہلانا شروع کیا عمرو نے کہا اے قران کیون مجھے مسخرا بناتے ہو قران بولا آپ چپکے بیٹھے رہیے کہ اس اثنا مین
دروازہ باغ مین سے فانوس کی روشنی دکھائی دی عمرو تو اُسی طرف دیکھ رہا تھا کہ بعد فانوس کے ملکہ یاقوت ملک

نظر آئی کہ چہرہ مثل ماہ تابان روشن گرد ہجوم سیارگان بس ملکہ کو دیکھتے ہی پکار اٹھا سعہ ای نشین زمانے بنشین جانت شوم +
این قدر بنشین کہ برخیزم و قربانت شوم + اور چاہا کہ ملکہ کی تعظیم کیواسطے اٹھے قران نے کمر مین ہاتھ ڈال دیا کہ ابھی ٹھہریے
نزدیک آنے دیجیے عمرو بولا کہ او کمبخت کیون رنج دیتا ہی کہ اتنے مین ملکہ قریب آگئی اب عمرو اٹھ کھڑا ہوا ملکہ نے ہاتھ
مین ہاتھ ڈال دیا عمرو کا یہ عالم ہوا کہ وہ پنجۂ خورشید نما دست نگارین جو ہاتھ مین آیا تمام جسم کی جان ہاتھ مین آگئی اور
ملکہ عمرو کا ہاتھ پکڑے ہوئے بہزار عشوہ و ناز جانب باغ لیچلی عمرو گل چینی گلشن جمال کرتا ہوا چلا آتا ہی مارے خوشی
کے پھولا نہین سماتا ہی یہانتک کہ دروازۂ باغ کے پاس پہونچا ملکہ ٹھہر گئی اور عمرو سے کہا کہ خواجہ چلو عمرو نے کہا
کہ تم صاحب خانہ ہو آگے بڑھو ملکہ بولی کہ تم مہمان عزیز ہو تمھارا آگے چلنا مناسب ہی عمرو بولا اچھا چلتا ہون
اور جست کرکے دروازے کو پھاندکر اندر آیا ملکہ نے الماس باد پا سے کہا کہ دیکھا تو نے اسکو لوگ بیہوش بتاتے ہین
یہ تو لاکھ ہوشیار ہونکا ہوشیار ہی اسنے کہا کہ بلا لون بجا ہی غرض ملکہ بھی اندر باغ کے آئی عمرو سے خطاب کیا کہ تجھکو
دروازے سے آنے مین شاید کچھ اندیشہ معلوم ہوا جو آپ دروازہ پھاندکر آئے عمرو بولا کہ مین جست کرکے نہ آتا مگر اسوقت
کچھ یونہین دل مین آگیا قصہ مختصر وہان سے چلے باغ بہتر از فردوس برین پایا بڑے بڑے درختون کی سرسبزی کی ہوئی
چھوٹے درختون کی ہمدوشی حد کمال کو پہونچی ہوئی نہرین جاری طرفہ گلکاری طائرون کی زمزمہ سرائی لاجواب ہر پھل اور
ہر ثمر نایاب سیر کرتے ہوئے قریب بارہ دری کے پہونچے بارہ دری نہایت آراستہ و پیراستہ تھی فرش ملوکانہ اسمین کیا ہوا
تھا مسند پر تکلف صدر مین بچھی ہوئی تھی ملکہ نے عمرو سے کہا کہ آپ اس مسند پر رونق افزا ہوجیے اور اپنے واسطے اور
مسند طلب کی عمرو بولا اس مسند کے نیچے غار ہی اور پاؤن جو رکھا وہ مسند خندق مین گر پڑی ملکہ بہت خفا ہوئی کہ
ارے یہ تمنے کیا دعوت مین عداوت کی کوئی ایسی حرکت بھی کرتا ہی عمرو بولا آپ خفا ہون یہ مکان عیارون کا ہی
یہان ایسا ہی ہوتا ہی ملکہ نے کہا خیر آپ دوسری مسند پر بیٹھیے عمرو نے اسے بھی پاؤن سے اٹھایا اسکے نیچے کانٹے
تھے ملکہ الماس باد پا پر بہت خفا ہوئی اسنے عرض کیا کہ بلا لون عیارون کے مکان اسی طرح کے ہوتے ہین عمرو پکارا
سچ ہی اسمین شک نہین القصہ مسند اور بچھی ملکہ اور عمرو ایک مسند پر بیٹھے الماس باد پا ملکہ کے سرپر رومال
ہلانے لگی مہتر قران عمرو کے سرپر کھڑا ہوا مگس رانی کرتا تھا باقی خواصین دست ادب باندھکر کھڑی ہوئین عیار
عمرو کے پیچھے ایک دیوار کے کھڑے ہوئے تھے وہ دیوار چوبی تھی دفعتہ جو گری وہ سب اسکے نیچے دبگئے تڑاقے کی
آواز جو ہوئی عمرو نے پھر کر دیکھا دیوار چوبی عیارون پر حائل ہوئی ہنسکر ملکہ سے کہا کہ مین ان باتون کو خوب جانتا
ہون کتنے دیوار چوبی مین عیارون کو گرفتار کیا ہی چھوڑدو انکو ملکہ نے حکم دیا کہ دیوار چوبی اٹھالو تختہ جو اٹھا عیار ظاہر
ہوئے اور صورت اسکی یہ تھی کہ دیوار چوبی چھت مین بندھی ہوئی تھی اسے جو کھینچا وہ گر پڑی عیار دبگئے جب دوسری
طرف سے کھینچا پھر وہ دیوار بلند ہوگئی سب عیار رہا ہوگئے مگر سب شرمندہ و پشیمان تھے ملکہ نے بھی نگاہ حقارت سے
انھین دیکھا الماس باد پا نے کہا کہ بلا لون راہ مین ان سب کو کئی بار گرفتار کیا ہی البتہ یہ دو عیار انمین ہین باقی
خیریت ہی یاقوت ملک نے مہتر قران کی طرف دیکھکر کہا کہ تمھاری بہت تعریفین سنی ہین مہتر قران بولا اے ملکہ
جو کچھ ہین حضرت ہمارے ہین ہم سب انکی غلامی کا بھی مرتبہ نہین رکھتے مگر اندنون مین حضرت کسی شخص پر عاشق و شیدا
ہین ہوش مین اپنے نہین ہین نہین تو کیا مقدور ہی کسی کا سامنے انکے نام عیاری کا زبان پر لائے ملکہ یاقوت ملک
یہ کلمہ سنکر پکاری کہ ای عزیزم مرحبا صد مرحبا یہ تعریف تیری خالی عیاری و فطرت سے نہین ہی کسواسطے کہ اگر یہ گرفتار
ہوگئے تو تیرے کہنے کی جگہ ہی کہ عمرو آپ مین نہ تھا خود رفتہ تھا مجھکو معلوم ہوا کہ برائے نام تو نے انھین سرگردہ کیا ہی

جو کچھ ہو ان عیاروں میں تو ہی ہو قرآن نے کہا لاحول ولا قوت الا باللہ خواجہ کے غلام بھی مجھسے اچھے ہیں لیکن چالاک بن عمرو باتوں سے ملکہ یاقوت ملک کی نہایت برہم ہوا ایک چوکی جو ایک ستون بلند پر میدان میں نصب تھی کہ اُسپر عیار بچیاں اکثر کثرت نیمچہ زنی کی کیا کرتی تھیں اور وہ ستون زمین سے ستر گز بلند تھا چالاک جست کرکے چوکی پر آیا اور پکار کر کہا کہ ہم تو واقعی کچھ جانتے نہیں ہیں مگر ہے کوئی کہ مجھ ذلیل سے یہاں آکر مقابلہ کرے سب عیار بچیوں کے رنگ اُڑ گئے ہوائیاں مُنھ پر چھوٹنے لگیں مگر شعلہ شمشیر زن سامنے ملکہ کے آئی اور عرض کیا کہ قربان جاؤں حکم ہو تو میں جا کر اس سے مقابلہ کروں پہلے بھی میں نے اسے گرفتار کیا تھا اب بھی گرفتار کیے لاتی ہوں ملکہ بولی جا مانع تیرا کون ہے بس شعلہ وہاں سے جست کرکے چالاک کے پاس آئی اور اُس چوکی پر سوا چار پانوں رکھنے کے زیادہ جگہ نہ تھی غرض خنجر کھینچ کے لگی خنجر زنی ہونے کچھ دیر تک تو کھڑے کھڑے خنجر زنی رہی بعد اسکے دونوں بیٹھ گئے ہاتھ کی بھی تھکی چلتی تھی پانوں کا بھی سہارا چلا جاتا تھا بس یا تو بیٹھے بیٹھے خنجر چل رہے تھے یا ایک مرتبہ دونوں لپٹ گئے جیسے دو بلبلیں گتھ جاتی ہیں اسطرح دونوں گتھے ہوئے تھے چالاک پکارا جان صاحب کیا آرزوے دلی تم بر لائی ہو یہی آرزو تھی کہ تم برابر ہمارے لپٹی ہو سو خدا کے فضل سے تم آپ ہی ہمارے پاس لپٹ گئیں بس یہ سُنکر شعلہ بھبھوکا ہو گئی کہنے لگی کہ موئے رہ تجھکو گور میں لٹاتی ہوں غرض خنجر چلتے چلتے شعلہ شمشیر زن کا پانوں جو پھسلا اُس چوکی پر سے گری چلی زمین کی طرف غل ہوا کہ شعلہ گئی گذری کہ مہتر قران نے دوڑ کر پرروے ہوا اُسے لیا اور سامنے ملکہ یاقوت ملک کے لاکر رکھدیا شعلہ تو بیہوش ہو گئی تھی اُسپر گلاب چھڑکا گیا وہ ہوش میں آئی یاقوت ملک نے قران کی بہت سی تعریف کی اور چالاک سے کہا کیوں خوب تم بھی تو عمرو ثانی ہو کیا بات ہے تمھاری غرض صحبت عیش برپا ہوئی ملکہ نے شراب طلب کی گلابیاں لاکر سامنے رکھی گئیں ملکہ نے ایک گلابی ہاتھ میں اُٹھائی اور جام لبریز کرکے کہا کہ خواجہ جی چاہتا ہے کہ ایک جام تم ہمارے ہاتھ سے پیو عمرو پکارا کہ اے ملکہ میں آرزو ہے اگر زہر دوگی تو امرت ہے لائیے دیجیے یہ کہکر دست نگارین سے جام لے لیا چاہا کہ پیے قران جھکا تھا کہ کان میں کچھ کہے عمرو نے تیوری چڑھا کر کہا کہ چپکا کھڑا رہ کیوں مجھکو رسوا کرتا ہے اور جام پی گیا اور گلدستہ پھولوں کا نکالکر سونگھنا شروع کیا کہ وہی گلدستہ رافع بیہوشی تھا دوسرا جام ملکہ نے دیا وہ بھی عمرو نے پیا ایک سات جام اُسکے ہاتھ سے پیے مگر گلدستہ عیاری سونگھے جاتا تھا بیہوشی اثر نہ کرتی تھی اور کہتا تھا کہ ملکہ یہ شراب کچھ تیز نہیں ہے اگر بیہوشی اسمیں ملا دو تو تیز ہو جائے ملکہ یاقوت ملک نے کہا کہ خواجہ بیہوشی مہمان کو نہیں دیتے کہ اسمیں عمرو نے قران سے کہا کہ یہاں وہ گلابی اُٹھا لاؤ تو ہم بھی ملکہ کو جام پلائیں قران یہ سُنکر گلابیوں کی کشتی پاس گیا سب دیکھتے تھے کسی پر ثابت نہوا کہ قران نے کیا کیا شراب میں ملایا لاکر گلابی عمرو کے ہاتھ میں دی عمرو نے جام لبریز کرکے ملکہ کو دیا اُسنے بھی جام بے اندیشہ اٹھا کر پی لیا اور مقابہ منگوا کر مسی ملنے لگی کہ بیہوشی نے مطلق اثر نہ کیا آپسمیں باتیں ہو رہی ہیں کہ یاقوت ملک نے کہا خواجہ ہمارے تمھارے میدان میں مقابلہ ہو اگر میں غالب ہوئی مجھے اختیار ہے جسطرح چاہوں پیش آؤنگی اور اگر تم مجھپر غالب ہوئے میں تمھاری کنیز ہوں یہی میری شرط ہے کہ جو مجھپر فن عیاری میں غالب ہو اور مجھے گرفتار کرے وہ میرا شوہر ہے عمرو نے کہا ملکہ میرے ہوش و حواس بجا نہیں ہیں میں کیا تجھسے لڑونگا اُسنے کہا کہ خواجہ میں یہ نہیں جانتی تم مکاریوں کی باتیں میرے ساتھ نہ کرو یا تو عشق کا نام نہ لو اور جو عشق جتاتے ہو تو مستعد ہو کر سامنا کرو عمرو بولا خیر جیسا آپ فرمائیگی ویسا ہی ہوگا میں اپنی جان آپ پر نثار کر دونگا ملکہ نے کہا کہ پہلے حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور جملہ سرداران ذوی الاحتشام

کوے آؤ کر اُسکے سامنے میرے تمھارے مقابلہ ہو عمرو نے کہا کہ ملکہ اختیار میر حمزہ پر بیشک ہی جسطرح ہو گا اُسے لاؤنگا
اور کسی کو مین نہین لا سکتا یاقوت ملک بولی کہ اچھا تم حمزہ کو تو لاؤ اور ون کو ہم بلوا لینگے اور یاقوت ملک
نے کچھ کان مین الماس باد دیا کہ کہا اُسنے کان مین شعبدہ کے کہا شعبدہ اُٹھکر چلی گئی یہان ملکہ نے عمرو سے
کہا ہم تمھارے گانے کے بہت مشتاق ہین عمرو بولا مین آنکھون سے حاضر ہون سُنیئے اور سازندون سے کہا کہ تم
ساز ملاؤ یاقوت ملک خود طنبورہ بجانے لگی عمرو نے بھی جوڑی ہفت پیوندی ڈی کی نکالی قفلیان اسکی درست
کرکے بجانے لگا اور گانے لگا سب تعریفین کر رہے ہین ملکہ بھی کمال محظوظ ہی اور یہ حالت ہی کہ جب عمرو چپ ہو رہتا ہی
تو ملکہ گانے لگتی ہی عمرو تعریفین کرنے لگتا ہی اور ساز بجا کر ملکہ کا ساتھ دیتا ہی کبھی دونون ساتھ گانے لگتے ہین جب
کوئی ڈیڑھ پہر رات گئی کھانا کھایا پھر گانے بجانے کی صحبت ہوئی رات بھر عجب لطف کی صحبت رہی اچھی اچھی
طرح صبح نہین ہوئی ہی عمرو بھیرویں گا رہا ہی ملکہ تعریفین کر رہی ہی کہ قریب چھ ہزار عیار بچیون کے پشتارہ بدوش
آکر حاضر ہوئین پشتارے سامنے ملکہ یاقوت ملک کے رکھدیے انکو جو کھولا دیکھا عمرو نے کہ تمام سرداران لشکر اسلام
ہین غرض ان سبھون کو فتیلہ رفع بیہوشی دیا سب ہوش مین آئے عمرو کو معشوق پاس بیٹھے ہوئے دیکھا کہ عطر کی
بو بدن سے چلی آتی ہی پھولون کا گہنا پہنے ہوے ہی رات بھر کا جاگا ہی تو خمار نیند کا ہی آنکھون مین لال لال ڈورے
چھوٹے ہین جا بجا ہیان چلی آتی ہین فرش پر تشتین پڑی ہوئی ہین ریزہ ہاے مینا جھلک رہے ہین یاقوت ملک
سی معشوق جلو مین بیٹھی ہوئی ہی بدیع الزمان کرب غازی علشاہ وغیرہ نے اٹھکر عمرو کو سلام کیا یاقوت ملک
نے ان سبھون کو سلام کیا اور کہا کہ مین کنیز ہون آپکی مین نے آپ کو بلوایا ہی کسی طرح کی تکلیف آپ کو نہوگی جبتک
صاحبقران یہان تشریف لائین آپ یہان جلوہ افروز رہیے اور عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تم جاکر امیر عالیمقام
اور بادشاہ اسلام کو لاؤ عمرو بولا بہت اچھا ملکہ نے کہا کہ پھر جلد جاؤ عمرو کا کب جی چاہتا تھا کہ اُسکے پاس سے اٹھے
مگر ناچار و مجبور اُٹھا اور لینے کو صاحبقران کے روانہ ہوا یاقوت ملک خدمتگذاری مین سردارون کی مصروف ہوئی
مگر یہان بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین امیر دنگل پر جلوہ گر ہین کہ خبر ہوئی رات کو تمام سردار اپنے خیمون سے غائب ہو گئے
امیر نے یہ سُنتے ہی سر پکڑ لیا فرمایا کہ ایسا اتفاق عمرو کے بگاڑ مین ایک مرتبہ ہوا تھا کہ تمام عیار اپنے اپنے سردارون کو
پکڑ لیگئے تھے مگر اب یہ کیا ہوا کہا کتنے ہزار ہا عیار یکبارگی آ گئے اور سب کو پکڑ لیگئے عیارون کو بلا کر کہا کہ ارے میان
خیمون مین جا جا کر دیکھو کہ یہ سردار کیونکر غائب ہو گئے ہین کوئی بلاے سماوی نازل ہوئی یا زمین توڑ کر کوئی آیا یہ ہوا
کیا عیارون نے عرض کیا کہ پیر و مرشد ہر ایک کے خیمے مین نقب لگی ہوئی ہی اور تیرے عورتون کے معلوم ہوتے ہین امیر
اور حیران ہوئے اسی فکر مین تھے کہ عمرو ہوتا تو معلوم کرتا کہ یہ کام کسکا ہی سو وہ اپنے حال مین گرفتار ہو رہا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی
آج جو تھا روز ہی کہ عمرو کی کچھ خبر نہین معلوم ہوئی جو عیار اُسکے ساتھ گئے تھے انمین سے بھی کوئی پھر کر نہین آیا ہی یہی باتین
تھین کہ آواز نقارون کی بلند ہوئی دیکھا تو عمرو بن امیہ ضمری چلا آتا ہی عجب حال ہی کہ چہرے کا رنگ زرد ہو رہا ہی لبون پر
آہ سرد ہی چشم پر آب ہی حال مین اضطراب ہی لیکن عطر کی بو بدن سے چلی آتی ہی عمرو نے آکر سلام کیا امیر نے فرمایا کہ خواجہ
کہان تھے حال تو اپنا بیان کرو عمرو نے تمام حقیقت بیان کی اور کہا کہ حمزہ مین تمھے لینے آیا ہون بغیر تیرے اور بادشاہ
کے چلے تصفیہ نہوگا امیر نے کہا خواجہ تمھارا المعاملہ تو ایک طرف یہان اور ہی سانحہ ہو گیا رات کو تمام سردار بستر خواب پر سے
غائب ہو گئے کچھ اسکا تو سراغ لگاؤ عمرو نے کہا حمزہ کوئی غائب نہین ہوا سب اچھی طرح سے باغ مین ملکہ یاقوت ملک
کے ہین وہ انکی خدمت کر رہی ہی فرمایا کہ انکو کیون اُسنے چُرا منگوایا عمرو نے کہا کہ تمھے یاقوت ملک نے کہا تھا کہ

خواجہ تم جا کر امیر کو سرداروں سمیت لے آؤ میں نے کہا کہ میں حمزہ کو لا سکتا ہوں سرداروں پر میرا اختیار نہیں ہے اس
بنا پر اسنے عیاروں کو بھیجکر سب کو جھوٹ موٹ منگوایا اب حضور تشریف لے چلیں تو پھر میرے آنکے فیصلہ ہو جائے امیر نے فرمایا
اے خواجہ میں وہاں جا کر کیا کرونگا میرا وہاں کیا کام ہے عمرو نے کہا حمزہ تجھکو میں ضرور لیجاؤنگا فرمایا کہ اچھا ہم چلیں گے مگر تم
ہمیں کیا دوگے خواجہ ہم تمسے جس کام کو کہتے ہیں تم بغیر کچھ لیے وہ کام نہیں کرتے ہم بھی بغیر لیے تمہارے ساتھ نہ جائینگے
عمرو نے کہا حمزہ مجھ غریب پاس کیا ہے جو میں تجھے دونگا فرمایا تمہارے پاس سب کچھ ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بھئی اور
کچھ نہ سہی مگر ایک دن دعوت تو کرو عرض کیا بہت اچھا بعد انفصال کے میں دعوت حمزہ صاحبقران اور
شہریاران کی کرونگا فرمایا اچھا تمسے اتنا بھی بہت ہے اور امیر کے کان میں کہا کہ از خرس موئے بس است بھاگتے بھوت
کی لنگوٹی بھی غنیمت ہے اور اسی وقت حکم دیا کہ ہمارا کوچ ہو عقیق کوہ کی طرف القصہ کوچ بہ کوچ قریب عقیق کوہ
کے آکر خیمہ برپا کیا لشکر تمام اُتر پڑا یاقوت ملک نے سنا کہ لشکر صاحبقران آ پہونچا سرداروں سے ہاتھ باندھ کر
کہا کہ اب آپ تشریف لیجائیں کنیز کے باعث سے تکلیف تو بہت آپ صاحبان کو ہوئی سبھوں نے کہا کہ اے
ملکہ ہم تمسے بہت راضی ہیں جتنے ہمکو بہت آرام سے رکھا ہم جا کر تعریفیں تمہاری صاحبقران سے کرینگے اور
وہاں سے سوار ہو کر روانہ ہوئے جب خدمت صاحبقران میں پہونچے مجرا کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا تعریفیں ملکہ
یاقوت ملک کی کرنے لگے کہ ہمکو بہت چین سے رکھا مگر عمرو مبہوت عشق بنا ہوا بیٹھا ہے اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے

چاہنے والوں پہ اپنے نہ وہ بیداد کریں	کہیں ایسا نہ ہو اتنا کہ وہ فریاد کریں	انقلاب ایسا بھی دکھلائے کبھی یہ فلک
ہیں انہیں جو لگے بیٹھیں وہ مجھے یاد کریں	ہم کریں اُن سے وفا اور وہ کریں ہم پہ جفا	ہم انہیں شاد کریں وہ ہمیں ناشاد کریں

امیر کہہ رہے تھے کہ خواجہ تمنے آج جسطرح فتنہ عیار کو سر میدان گرفتار کر لیا تھا اسے بھی پکڑ لاؤ عمرو کہہ رہا ہے کہ
حمزہ وہ وقت اور تھا یہاں تو حالت ہی اور ہے جب ان اُسپر نگاہ پڑی اور سامنا اُسکا ہوا ہوش و حواس جاتے رہے
ہیں دُنیا و دین سب فراموش ہیں اسکا علاج کیا کروں یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ عرض ہوئی ملکہ یاقوت ملک
دروازے پر حاضر ہے فرمایا کہ بلا لو چوبدار باہر گیا بعد لمحہ بھر کے ملکہ اندر بارگاہ کے آئی عجب عالم تھا کہ نیم تنہ گلے میں
پہنے ہوئے گاتی بندھی ہوئی چہرہ مانند مہر درخشاں کے روشن بانے عیاری کے بدن پر آراستہ آتے ہی صاحبقران
اور بادشاہ اسلام کو سلام کیا کرسی مرحمت ہوئی ملکہ بیٹھی عمرو ملکہ کی طرف دیکھ رہا ہے ٹکٹکی بندھی ہوئی ہے کہ جام
شراب گردش میں آیا امیر ملکہ کی طرف مخاطب ہوئے فرمایا کہ اے یاقوت ملک سردار ہمارے تمہارے بہت ممنون
ہیں تمنے خوب اُنکی خاطر و مدارات کی وہ بولی کہ میں کنیز ہوں مجھسے کچھ خدمت آپکی ادا نہیں ہوئی اور شہریار کنیز
عرضی لیکر حاضر ہوئی ہے اسے حضور ملاحظہ فرمائیں اور جو مناسب ہو اُسپر دستخط ہو جائے فرمایا کہ لاؤ عرضی دیکھیں
کیا لکھا ہے یاقوت ملکہ نے کمر سے عرضی نکالکر دونوں ہاتھوں پر رکھکر پیش کی امیر نے لیکر ملاحظہ فرمایا دیکھا تو آئین
بعد تعریف فرعون کے اور القاب شاہانہ کے لکھا ہے کہ اے صاحبقران نامدار یہاں عقیق کوہ میں تریاراج ہوتا ہے
مردوں کی صورت سے مجھکو نفرت ہے کنیز حضور کے لشکر کیطرف فقط سیر کو گئی تھی عیار حضور کا عمرو بن امیہ ضمری کنیز پر
عاشق ہوا اور پیچھے پیچھے کنیز کے آیا کنیز نے اُنکی خاطر و مدارات کی اور اُس سے کہا کہ تم اگر فن عیاری میں مجھپر غالب
آؤ تو میں تمہاری کنیز ہوں اور اگر میں غالب ہوں تو مجھے اختیار ہے جو چاہوں کیا کروں چاہوں بخشوں اب حضور کی خدمت میں عرض
یہ ہے کہ عیار حضور کا اگر حضور کے سامنے اقرار مجھسے لڑنے کا کرے تو میں موجود ہوں اگر اُسنے سر میدان مجھکو گرفتار کیا
تو وہ میرا مالک ہے اور جو میں اُسپر غالب ہوئی تو دم بھر زندہ نہ رکھونگی پھر حضور یا سرداران حضور میں سے کوئی

دعویٰ اُسکے خون کا مجھسے کرے آپ مہر قتل نامے پر کر دیجیے اور جو یہ منظور نہین ہی تو عمرو کو منع کیجیے کہ دعویٰ
عشق کا اس کنیزک کے ساتھ نہ کرے کہ موجب میری رسوائی کا ہو امیر نے جو قتل نامہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا پڑھا
غصے سے کانپنے لگے فرمایا کہ ای یاقوت ملک اگر تو نے میرے سردارون کی خدمت نہ کی ہوتی تو بہت بُری طرح
اسوقت پیش آتا حمزہ کو خدا اُسدن کے لیے نہ رکھے کہ حمزہ عمرو کے قتل نامے پر مہر کرے خبردار یہ ذکر میرے سامنے
نہ کرنا القصہ یاقوت ملک نے پہلے ہی عمرو سے کہا تھا کہ اگر حمزہ تمھارے قتل نامے پر مہر کر دیگا تو میرا تمھارا مقابلہ
سر میدان ہوگا اور جو مہر نہوئی تو پھر نام میرے عشق کا نہ لینا اب جو امیر کو خشمناک دیکھا اور دیکھا کہ اب یہ جاتی ہی
بس دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ای ماہرخ تم بیٹھو مین مہر کرائے دیتا ہون بجد ہو کر اُسے بٹھایا اور آ کر صاحبقران
کے قدمون پر سر رکھدیا اور کہا کہ ای حمزہ مین مدت سے تیرا خدمتگار رہا ہون میرا حق تیرے ذمہ بہت ہی خدا کے
واسطے میرے قتل نامے پر مہر کر دے کہ مجھے معشوق کی آزردگی گوارا نہین ہی مہتر قران رو کر پکارا کہ ای شہریار
خواجہ سرشار بادۂ عشق ہین اُنسے کچھ ہو سکیگا یہ بیشک مارے جائینگے عمرو نے پھر کر قران کیطرف دیکھا کہ کیا
واہیات بکتا ہی اور امیر سے کہا کہ جو آپ مہر نہ کرینگے تو مین اپنے ہاتھ سے اپنے کو ہلاک کر دونگا امیر
نے فرمایا کہ ای عمرو تو مجھے جانتا ہی کہ مین عدل و انصاف کے مقام پر خاطر اپنے بیٹے کی بھی نہین کرتا اگر مین مہر
کر دونگا تو پھر کچھ ہو جائے طرفداری تیری نہ کر دونگا عمرو نے عرض کیا کہ ای شہریار اگرچہ مین جانتا ہون کہ یاقوت ملک
پر غالب نہ آؤنگا کس واسطے کہ جب مین اُسے دیکھتا ہون عقل و ہوش میرے پراگندہ ہو جاتے ہین مگر ناچار ہون
کہ معشوق کو آزردہ کرنا ناگوار ہی جی نہین چاہتا ہی کہ یہ آزردہ ہو کر اس صحبت سے اُٹھ جائے تو بجبر تحریر
اور قتل نامے پر مہر کر دے مین نہایت ممنون منت اور رہین احسان ہونگا اور تمام عمر کا یہ حق خدمت بحل کر دونگا
امیر نے عمرو کو گلے لگایا اور لوگون سے رو کر فرمایا کہ کیا گردش فلکی ہی کہ قتل نامے پر عمرو کے مجھسے مہر کروائی جاتی ہی لیکن عمرو
قدمون سے لپٹا ہوا ہی کہ مین بغیر مہر کروائے ہوئے سر نہ اُٹھاؤنگا امیر نے ناچار و مجبور مہر منگوا کر سامنے عمرو کے
پھینکدی کہ تمھی مہر کر لو عمرو نے کہا کہ حمزہ اپنے ہی ہاتھ سے تو مہر کرو ناچار صاحبقران نے مہر کر دی بادشاہ اسلام
کی بھی مہر اس نامے پر ہو گئی اور سردارون کی مہرین اور گواہیان بھی ہوئین جب وہ محضر تیار ہو چکا عمرو کے ہاتھ مین
دیا عمرو نے وہ محضر لا کر ملکہ یاقوت ملک کے حوالے کیا کہ یہ قتل نامہ حاضر ہی یاقوت ملک نے اُسے لے لیا اور کہا
کہ خواجہ خدا حافظ اور حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام کو مجرا کر کے مانند بجلی کے کوند کر چلی گئی بعد اُسکے
جانے کے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ مین نے مہر تو قتل نامے پر کر دی ہی مگر یہ سمجھ لینا کہ اگر تمھارے واسطے کچھ
نوع دیگر ہوا تو یاقوت ملک سے تو کچھ نہ کہونگا لیکن تمھارے ساتھ اپنی بھی جان دیدونگا اور میرا خون بھی تمھاری
گردن پر ہوگا عمرو نے کہا کہ حمزہ تو گھبرا نہین یہ غلام تیرا ایسا نہین ہی کہ اس عورت کے ہاتھ مشکین اپنی بندھوا دیگا
خدا چاہیگا تو اسکو سر میدان باندھ کر تیرے سامنے لے آؤنگا امیر نے کہا کہ بس خواجہ یہی تمھین چاہیے کہ تم اپنے
ہوش و حواس بجا رکھکے اس سے سامنا کرو عمرو نے کہا کہ تیرے اقبال سے ایسا ہی ہوگا اور اب مین جاتا ہون
اپنی فکر مین امیر نے فرمایا کہ اچھا جاؤ پس عمرو حمزہ صاحبقران کے پاس سے اپنے خیمے مین آیا اور بارگاہ حضرت
آدم صفی اللہ اپنی زنبیل سے نکالی لا کر زر افشان چابک دست کو اُسکے استادہ کرایا اسباب اُسکے اندر تخت پر
بیٹھا تمام عیارون کو جو دن کو بلایا چنانچہ چارون عیارون کو خدمتین تقسیم کین گلباد عراقی کو مشعل خانہ دیا مہتر
برق فرنگی کو سیخانہ حوالے کیا سنجر بلخی کو آبدار خانہ حوالے کیا ترک ختائی کو باورچی خانہ سپرد کیا تماشہ لیراقی

ابوالفتح اصفہانی چالاک بن عمرو سرہنگ کی ان چارون کو دروازے بارگاہ کے سپرد کیے امیہ بن عمرو کو
طلائے کی گشت پر مقرر کیا بعد اسکے مہتر قران حبشی کو بلا کر کہا کہ اے جان بخش عمرو تمین عشق مین یاقوت ملک کے دیوانہ
ہو رہا ہون اپنی حفاظت جان کی خدمت مین نے تمھین سپرد کی قران نے کانون پر ہاتھ رکھا کہ یہ بار گران مجھسے نہ
اٹھ سکیگا عمرو نے کہا کہ بیٹا اور کوئی اس قابل نہین ہی کہ جسکو یہ خدمت دون قران نے کہا کہ ایک شرط سے مین
قبول کرتا ہون کہ آپ بے اطلاع میرے کوئی کام نہ کرین اور نہ کہین جائین اور نہ کسی کے ہاتھ سے کچھ کھائین پئین
عمرو نے کہا کہ یہ سب مجھکو قبول ہی جو تو کہیگا وہ کرونگا جب قول قرار ہو چکا اب عمرو بن امیہ ضمری تخت بادشاہی پر
بیٹھا تاج حضرت آدم کا سر پر رکھا دو جامہ گلے مین پہنا کہ اس جامے کی صورت یہ تھی کہ کبھی سفید کبھی سرخ کبھی زرد کبھی
سیاہ ہو جاتا تھا دمبدم گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا تھا اور بلا کر اہل خدمت کو خلعت دینا شروع کیا مگر وہ خلعت کیا تھا
کہ ایک ایک طرہ بیولون کا الحاصل سب نے خلعت بھینکر نذرین گذرانین ادھر ملکہ یاقوت ملک کا خیمہ استادہ ہوا
تین لاکھ عیار بچیون کا لشکر کوسون تک اتر پڑا خیمے استادہ ہوئے بازار آراستہ ہوئے یاقوت ملک آکر بارگاہ مین
بیٹھی ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا نشے مین آکر ملکہ نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارے پر چوب
پڑی غلغلہ ہوا کہ کل مقابلہ عیاران لشکر اسلام سے ہی ہرکارون نے آکر خبر شاہ عمرو کو دی کہ یاقوت ملکہ نے طبل جنگ
بجوایا ہی کہا بھی گردش فلکی ہی کہ عاشق و معشوق مین لڑائی ہوتی ہی خیر اچھا ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے یہ
طبل جنگ نہین ہی ہماری کوچ کا نقارہ ہی بھون نے کہا کہ خداوند نعمت آپ کیا ارشاد فرماتے ہین ایک طرفۃ العین مین ہی
اسے پکڑ لائینگے عمرو نے کہا ہان بھئی تم سچ کہتے ہو خیر جو کچھ ہوگا صبح کو دیکھ لیا جائیگا القصہ رات بھر دونون لشکرون مین
تیاری رہی صبح کو عمرو تخت پر سوار ہوا تمام عیار گرد و اطراف مین مہتر قران جلو ریلا تا ہوا ساتھ ساتھ اس صورت سے
میدان مین آکر ہو جا نگیرے کے نیچے تخت رکھا گیا اور عیار بھی اپنے اپنے نگیرون کے نیچے صندوق عیاری پر جا جا کر بیٹھے
ادھر سے ملکہ یاقوت ملک تخت پر سوار ساتون چلیبین مانند سبعہ سیارہ کے گرد تین لاکھ عیار بچیان پیچھے پیچھے
نہایت شان و شوکت سے ملکہ نمودار ہوئی اسکا بھی تخت نگیرے کے نیچے رکھا گیا ادھر سے لشکر اسلام کی آمد شروع ہوئی کہ
بادشاہ اسلام تخت پر سواری صاحبقران سرداران ذیشان ہمراہ عیارون سے علحدہ آکر کھڑے ہوئے دیکھا دونون طرف
کے عیارون کو فرمایا کہ یہ لڑائی دیکھ رکھنے کی ہی ایسی معرکہ آرائی کبھی نہین ہوئی غرض جب وقت صفین آراستہ ہو چکین ایلدرم
نقیب نہیب دیکر چلے گئے الماس باد پا اپنے صندوق عیاری پر سے کود کر سامنے ملکہ کے آئی سلام کیا اجازت میدان
چاہی یاقوت ملک نے کہا کہ تجھسے اور عمرو سے وعدہ میداں داری کا ہو چکا ہی تو نے کیون قصد نکلنے کا کیا جو وہ بولی ہم ہیر
کس دن کے واسطے ہین پہلے ہم آپ پر نثار ہولین پھر آپ کو اختیار ہی اور آپ دیکھیے تو سہی کہ کسطرح سے ان عیارون
کو گرفتار کرکے لاتی ہون ملکہ نے کہا کہ اچھا جاؤ خداوند فرعون شاہ تمھارا نگہبان ہی الماس باد پا نے سلام کیا اور
وہین سے جست کی آسمان پر چلی گئی پچاس ساٹھ ہاتھ بلند ہو کر نیچہ کھینچکر لگی نیچہ کے ہاتھ نکالتے زمین کی طرف گرنے لگی تھی
کہ نیچہ پیٹ کر کے پاؤن تلے رکھا آتے سہارے مین پھر جست کر کے اور بلند ہو گئی نیچہ ہلانے لگی بجلیان چمکانے لگی کوئی
چار گھڑی تک آسمان سے نیچے نہ اتری چار گھڑی بعد جو زمین پر آئی تو پسینہ پسینہ تھی ایک لمحہ بھر ٹھہر کر نعرہ کیا کہ اے
عیاران لشکر اسلام جسکا جی چاہے ہمارے مقابلے کو آئے بس پوری بات اسکے منہ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ لشکر گردہ
علی عمران صاحب لعدہ گران مہتر قران حبشی سامنے عمرو کے آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ اجازت ہو تو جا کر
اس سے مقابلہ کرون عمرو نے کہا کہ اے مہتر قران تم اسے جا کر پکڑ لاؤگے یاقوت ملک کو کمال رنج ہوگا قران

بولا کہ حکم ہو تو جا کر سر اُسکا نذر کروں کہا ابھی یہ بھی گوارا نہیں ہے قران نے کہا کہ میں اُسپر کوئی حربہ نہ کرونگا اُسکو چشم زخم
نہ پہونچنے دونگا بے حربہ گئے آپکے اقبال سے پکڑ لاؤنگا کہا کہ جاؤ خدا تمھارا نگہبان ہے قران سلام کر کے میدان
کو چلا بہت آہستہ آہستہ الماس باد پانے دیکھا کہ وہی مرد حبشی آتا ہے دل میں کہا کہ کیا ہوا خاطر جمع سے آہستہ
آہستہ آتا ہے جیسے کسی سے لڑائی نہیں ہے جب قران اسکے قریب آیا الماس باد پا پکاری کیا تجھے چلا میں جاتا
جاتی دیر میں یہاں آیا قران نے کہا کہ میں دوڑ کر کیسے آتا کوئی حریف اپنا مجھکو نظر نہیں آتا الماس نے کہا کہ میرا
وجود تیرے سامنے کچھ نہیں ہے خیر معلوم ہو جائیگا ہوشیار رہ حربہ ہاتھ میں لے قران بولا کہ صاحب تمھارے واسطے اور
ہتھیار میں نے تجویز کیا ہے اُس سے تم بہت خوش ہوگی اُسنے کہا کہ موے باتیں نہ بنا میں تجھے مار ڈالونگی قران نے کہا کہ
میں مدت سے تجپر مرا ہوا ہوں اُسنے گوپھن سر سے کھولی اور کہا خبردار ہو مارتی ہوں میں پتھر یہ بولا کہ ہم تو تمھارے مارے
ہوئے ہیں اُسنے غضبناک ہو کر پتھر مارا قران نے خالی دیا اُسی طرح جتنے پتھر اُسنے مارے سب قران نے خالی دیئے وہ
دونوں ہاتھوں میں گوپھن لیکر دو دستی پتھر مارنے لگی مہتر قران ایک پتھر ہاتھ میں پکڑ لیتا تھا اور دوسرے پتھر کو
اُسی پتھر سے چور کر دیتا تھا آخر جب یہ پتھر مار کر تھکی اور توبڑہ پتھروں سے خالی ہوگیا اُسوقت اُسنے کمند کے حلقے
درست کیکے مارے قران نے خالی دیئے خوب کمند زنی کی کچھ نہ ہوا انجام کار نیمچہ خنجر مارا قران نے وہ بھی خالی دیا
اب یہ بڑھی قران اپنے کو بچانے لگا جب اس سے بھی کچھ نہ ہوا تو خنجر زنی کرنے لگی قران نے کہا کہ جان صاحب
تم سب حربے اپنے کر چکیں بس اب ہم تمھیں پکڑ لیجائینگے اُسنے کہا موے کیا پکڑنا سہل ہے قران نے کہا کہ میں تو
تمھیں کھیل کھلا رہا تھا دیکھو کیونکر تمھیں گرفتار کیے لیتا ہوں غرض یہ خنجر مار رہی تھی کہ قران نے پھرتی سے خنجر سمیت
ہاتھ پکڑ لیا کہ بس اب زیادہ کیوں ستم کرتی ہو رحم کرنا بھی لازم ہے اور دوسرے ہاتھ سے اُسکو اُٹھا کے بھاگا سامنے
عمرو کے لا کر اُسکی مشکیں باندھیں اور زندان میں بھیجا یا عمرو نے قران کو خلعت دیا جیسے وہی طرہ پھولونکا عطا کیا
مہتر قران نے پانچ اشرفیاں نذر دیں ابھی دو پہر دن باقی تھا کہ شعلہ شمشیر زن سامنے ملکہ کے آئی سلام کیا اجازت
میدان چاہی ملکہ نے کہا کہ کیا تو نے الماس باد پا کا تماشا نہیں دیکھا وہ تم سب پر غالب تھی کسطرح جا کر گرفتار ہوئی
اُسنے عرض کیا کہ وا ری جاؤں اُس کالی بلا سے تو کوئی عمدہ کام نہ ہو سکیگا یعنی الماس باد پانے مفت اپنے کو
اُنکے ہاتھوں گرفتار کروایا باقی اور سب موے کیسے بھالے ہیں راہ میں سو سو مرتبہ موؤں کو اسیر کر کے چھوڑ دیا
ہے آپکے اقبال سے اب سر میدان جا کر پکڑ لاؤنگی ملکہ نے کہا اچھا جاؤ تم بھی میدانداری کرو فرعون تمھارا نگہبان
ہے القصہ شعلہ بھی لپک کر وہاں سے چلی آسمان پر اڑ گئی وہاں سلاح شوری دکھائی نیمچے کے ہاتھ نکالے چار گھڑی
کے بعد آسمان سے نیچے آئی جب زمین پر پاؤں لگا پسینے میں غرق تھی مبارز طلب کیا کہ جو کوئی ہمارا خواہان ہو
ہمارے مقابلے کو آگے ادھر سے چالاک بن عمرو سامنے تخت عمرو بن امیہ ضمری کے آیا دست بستہ عرض کیا کہ
حکم ہو تو میں جا کر اس سے مقابلہ کروں کہا کہ بھئی اچھا جاؤ تم بھی اپنے معشوق کو پکڑ لاؤ چالاک حسب خبر کرتا
ہوا روانہ ہوا سامنے شعلہ شمشیر زن کے آیا پکارا کہ اے محبوب جانی میں تجھ سے لڑنے نہیں آیا ہوں میری جان تیرے نثار
ہے کہیں عاشق معشوق سے لڑائی ہوتی ہے جو میں لڑونگا اور دوڑ کر قدموں پر گرا کہ سر حاضر ہے کاٹ لیجیے اُسنے کہا
کہ یہ کیا مکاری ہے میں تجھے مار ڈالونگی مگر چالاک بچالاکی تمام سر اپنا اسکی ٹانگوں سے باہر نکالکر گردن پر سوار کر کے
لے بھاگا شعلہ گردن پر اور دونوں ہاتھ اُسکے پکڑ لیے شعلہ نے ہر چند غل مچایا کہ ارے یہ کیا مکاری کیا دغا بازی ہے ارے یہ
کون ڈھنگ لڑائی کا ہے یہ پکارا کہ جان صاحب اور فن عیاری میں سوائے مکر و فریب کے کیا ہوتا ہے قصہ مختصر چالاک

اسکو لیے ہوئے سامنے عمرو کے آیا اور اسکو زندان نجات میں بھیجدیا چالاک کو بھی تو نکالا عمرو نے دیا اُسنے بھی
نذر گذرانی مگر ملکہ یاقوت ملک اُداس طبل بازگشت بجواکر بہری ساتھ والیوں سے کہتی ہوئی کہ یہ عیار بڑے
مکار ہیں ڈرنے کی چیز ہیں دیکھا یہ بدذات شعلہ کو کیونکر لیگیا بارگاہ میں آکر داخل ہوئی مگر الماس یاد دیا کے
ہونے سے نہایت پریشان تھی اوروں نے عرض کی کہ بلاؤں آپ رنجیدہ ہوں ملازم اسی دن کے واسطے ہوتے ہیں خدا
آپ کو سلامت رکھے آپ جسوقت عمرو کو پکڑ لائینگی پھر الماس یاد دیا اور شعلہ دونوں چھوٹ آئینگی یاقوت ملک نے
کہا کہ بجواؤ طبل جنگ کہ میں جلد فیصلہ ہو جائے اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی ادھر جاسوس نے خبر شاہ عمرو
کو پہونچائی کہا اچھا ابھی ہمارے یہاں بھی نقارہ رزمی بجے دونوں لشکروں میں تیاری ہونے لگی عیار جا جا کر میدان کو
آراستہ کرنے لگے ادھر عیار بچیاں سامان جنگ میں مصروف ہوئیں مگر یاقوت ملک نے کوئی پہر رات گئے دربار
برخاست کرکے کھانا کھایا پلنگ پر آکر لیٹی خیال میں گذرا کہ ای یاقوت ملک جنگ دو سر دارد خدا جانے لڑائی میں
عمرو تجھپر غالب ہو یا تو عمرو پر غالب آئے چلکر عیاری کرکے عمرو کو پکڑ لا فیصلہ ہو جائے بس اپنی عیار بچیوں سے
پوشیدہ ہو کر عمرو کے اسیر کرنے کو روانہ ہوئی اور ادھر عمرو کے خیال میں گذرا کہ ای عمرو میدان میں تو لڑائیاں ہونگی
تو چلکر یاقوت ملک کو اگر ہاتھ آئے تو پکڑ لا اسی فکر میں سونے سے گھبرا کر پلنگ پر لیٹا ایک گھڑی بھر کے بعد
مردم چشم پر چلمن مژگان ڈال لی نعرۂ خواب بلند کی عیاروں نے جانا کہ سو گئے مہتر قران کہ جنکا جاگنا تھا زاغچہ سے کہا کہ
ابھی اُستاد سوتے ہیں تم کہو تو میں بھی دو گھڑی کے لیے لیٹ رہوں مگر تم ہوشیار بیٹھے رہنا اُسنے کہا کہ خلیفہ آپ
شوق سے سوئیں میں بیٹھا ہوں مہتر قران کو سو رہا زاغچہ بیٹھا دیکھ رہا تھا عمرو نے چپکے سے تکیہ کو تو اپنی جگہ لٹا دیا
اور لوٹ مار کے پلنگ کے نیچے آیا لوٹتا ہوا قنات کے پاس پہونچا اور چاک کرکے نکلکر روانہ ہوا ایک چار گھڑی بعد
قران جو چونکا زاغچہ کو آواز دی وہ بولا میں جاگتا ہوں اُستاد سوتے ہیں قران نے جو خیال کیا تو نعرہ خواب کی
بلند پائی اُٹھکر جو دیکھا تو پلنگ خالی ہو اُستاد نہیں ہیں سر پیٹ کر کہا کہ زاغچہ ہم تیرے بھروسے سو گئے تھے تو نے
غفلت کی اُستاد کہیں چلے گئے یہ کہکر قران عمرو کے تعاقب میں روانہ ہوا یہ خیال کرتا ہوا کہ ای قران اگر خدانخواستہ
اُستاد کسی بلا میں گرفتار ہو گئے تو تجھے اپنی جان دینا پڑیگی اور اُستاد ملیں تو اب تو انکا دامنگیر ہو کہ آپ نے مجھکو
محافظ جان بھی مقرر کیا ہو اور آپ مجھسے چھپ کر بھی نکل جاتے ہیں میری ذلت کے آپ درپے ہوتے ہیں یہ باتیں دل میں
کرتا ہوا چلا جاتا ہو لیکن عمرو جو بیابان نکلا یاقوت ملک کے خیمے کی طرف چلا جاتے جاتے قریب ایک نالی کے
پہونچا تھا کہ آواز نالہ و زاری کی کان میں آئی کہ کوئی باواز حزین کہہ رہا ہو کہ کوئی بندہ خدا آئندہ و روندہ ایسا ہو کہ
داد رسی کرے اور اس ظالم سے مجھے نجات دے عمرو نے جو یہ آواز سنی دوڑا کہ دیکھوں کون کس پر ظلم کر رہا ہو سامنے جو
آیا دیکھا کہ ایک عورت خوبصورت سر سے پاؤں تک زیور جواہر نگار سے آراستہ اُسکو ایک زنگی سیہ فام بدہیئت
تلوار میں مار رہا ہو اور وہ چلا رہی ہو سر سے پیر تک زخمی ہو عمرو دیکھتے ہی دوڑا اور للکار کر کہا او حرامزادے کمبخت
تو نے اس عورت دست و پا شکستہ کو مار ڈالا کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے آیا میں اور خنجر کھینچکر کود پڑا وہ زنگی بھاگا
عمرو نے چاہا کہ اُسکے پیچھے جائے اُس عورت نے کہا کہ العزیز اگر تو نے میرے حال پر رحم کیا ہو تو تو اُسکے پیچھے نہ جا
کسو واسطے کہ اگر تو اُسکے تعاقب میں گیا تو یہاں اور کوئی اُسکا بھائی بند نکلکر مجھے مار ڈالیگا تیری مددگاری ضائع
ہو جاویگی عمرو یہ سنکر رک رہا اور اُس عورت کے پاس آیا دیکھا تو سر تا پا خون کے بہ رہے ہیں اور وہ زمین پر پڑی
ہو عمرو نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہو اور یہ زنگی کون تھا اُسنے کہا کہ صاحب میں ساہوکار بچی ہوں اپنی سسرال سے

مینگے کو جاتی ہون کہاری پیچھے رہگئی مین کمبخت آگے بڑھ آئی یہ تلوار کھینچے ہوئے آیا ہر چند مین نے کہا کہ یہ گہنا لیلے
میری جان چھوڑدے اُسنے نہ مانا مارے ڈالتا تھا کہ آپ آ پہونچے اب اگر آپنے رحم کھایا ہی تو اتنا اور احسان
کیجیے کہ سامنے میرا گھر ہی وہین مجھکو گود مین اُٹھاکر پہونچا دیجیے آپ کو اجرِ عظیم خدا دیگا اور اگر مال و اسباب کی
خواہش ہی تو یہ سب گہنا حاضر ہی عمرو نے کہا کہ اچھا اُو مین تمھین تمھارے گھر تک تو پہونچا دون اور جھکا کہ اُسکو گود
مین اُٹھالے کہ اُس عورت نے حلقے کمند کے عمرو کی گردن مین ڈالے اور کھینچا کہ عمرو گرا وہ عورت چھاتی پر عمرو کی چڑھ بیٹھی
اور پکاری کہ باش او فرو بار ریاک گردن ساربان زادے منم ملکہ یاقوت ملک کیون مین نے تجھے کس طرح گرفتار کیا
اب دیکھ تیرا کیا حال کرتی ہون اور وہ خون اپنے بدن پر سے دور کیا جو پوست گاؤ کا اُسکے بدن پر تھا اب عمرو
نے یاقوت ملک کو پہچانا کہا کہ اے جان جہان ہم تو پہلے ہی سے اسیر کمند زلف ہو چکے ہین ہمکو گرفتار کرنے کی کیا
حاجت ہی ؎ حاجت دام و کمند نیست در تسخیر ما + گردش چشمے بود بس حلقہ زنجیر ما + اور مین تو بیشک مجرم و گنہگار ہون
اپنی خطا کا مقر ہون کہ تکو مین نے بدنام کیا کہ یاقوت ملک پر عاشق ہون کچھ گواہ و شاہد کی حاجت نہین آپ
شوق سے مجھے قتل کیجیے شعر مقر خطا کا جو ہو حاجت گواہ نہین + مجھے جو چاہو کرو مین تو بے گناہ نہین + مگر واللہ
آرزو دل کی پوری ہوگئی یہی جی چاہتا ہی کہ تمھاری ٹکڑیان ہمارے سینہ پر ہون آپ شوق سے قتل کیجیے کہ اسی
موت کی آرزو تھی ایسی قضا کسکو نصیب ہوتی ہی ملکہ نے کہا کہ موئے ابھی تو تجھکو زندہ باندھ کر لیے چلتی ہون رات بھر
قید رکھونگی صبح کو سبکے سامنے سر میدان قتل کرونگی عمرو بولا اختیار ہی جسطرح چاہیے مش اپنے شہید تیغ ابرو کیجیے
اسیر کمند گیسو فرمایئے ملکہ نے کہا کہ اے موئے دیکھ کہ کیا کرتی ہون اور نکالکر داروئے بیہوشی عمرو کے دماغ مین دی اور
حلقہائے کمند مین جکڑ کر روانہ ہوئی خوشی خوشی پشتارہ لیے جاتی ہی شب ماہ ہی چاندنی چھٹکی ہوئی ہی کوس بھر آئی ہوگی کہ
زمین پر دیکھا کہ ایک ستارہ چمک رہا ہی خیال گذرا کہ یہ کیا شی ہی قریب آکے جو دیکھا تو قبضہ خنجر کا الماس نگار نظر آیا چاہا
کہ ہاتھ سے اُٹھالے نہ اُٹھ سکا زمین مین گڑا تھا کھود کر نکالا دیکھا کہ میان اُسکا فولاد کا ہی مگر زنگ آلودہ ہی قبضے مین
ہاتھ ڈال کے خنجر کو کھینچا مگر کثرت زنگ سے کھنچ نہ سکا منھ کے برابر لاکر زور سے جو کھینچا میان سے اُسکے داروے بیہوشی
کا اثر دماغ مین یاقوت ملک کے گیا بیہوش ہوکر گری مہتر قران دوڑ کر آیا یاقوت ملک کو باندھکر مع پشتارہ
عمرو اُٹھا لایا خیمے مین لاکر ایک پلنگ پر دونون کو لٹاکر فتیلہ رفع بیہوشی دیا عمرو کی آنکھ جو کھلی پہلو مین معشوق
کو پایا خوب گلے سے لگایا اُدھر یاقوت ملک کی آنکھ جو کھلی عمرو کے پاس اپنے کو پایا کہا کہ خواجہ مین تمھین
اسیر کر چکی تھی تمنے نہین مجھے گرفتار کیا یہ مہتر قران مجھے پکڑ لایا ہی اور اسکے پکڑ لانے کی سند نہین ہی تم مجھے اسیر کروگے تو
بیشک کنیزی اختیار کرونگی عمرو نے کہا اے ملکہ تم جاؤ خدا چاہیگا تو مین تمھین سر میدان پکڑ لاؤنگا ہر چند قران نے کہا کہ
لڑائی کا خاتمہ ہو چکا اب آپ کیون اسے چھوڑتے ہین عمرو نے نہ مانا کہا مجھے معشوق کا آزردہ کرنا گوارا نہین ہی
یاقوت ملک سے خطاب کیا کہ آپ بے تکلف تشریف لیجائین وہ تو اُٹھکر چلی گئی قران نے عمرو سے کہا کہ استاد آپ نے
اپنا محافظ جان مجکو مقرر کیا تھا اور یہ شرط لی تھی کہ بغیر میری آگاہی کے کوئی کام نہ کرونگا پھر آپ مجکو غافل کرکے کیون
چلے گئے اور یاقوت ملک کے ہاتھون گرفتار ہوئے اگر مین نہ پہونچتا تو وہ پکڑ کر آپ کو لیجا چکی تھی مین کہین کا نہ رہا تھا
اب آپ اور کسی کو یہ خدمت سپرد کیجیے مجھسے یہ خدمت نہو سکیگی عمرو نے کہا اے مہتر قران تجھکو حال عشق و عاشقی کا نہین
معلوم جب مجکو تصور معشوق کا بندھ جاتا ہی بیخود ہو جاتا ہون کچھ عہد و پیمان اُسوقت یاد نہین رہتا ہی دل سے
ناچار ہون اے قران یہ ہماری آخری خدمت ہی تم مجھسے آزردہ نہو قران چپ ہو رہا اب صبح ہوگئی تھی عمرو رخصت ہوا

ہوا تمام عیار ہمراہ تھے آکر میدان مین پہونچا ادہر سے لشکر یاقوت ملک کا ادہر حمزہ صاحبقران بادشاہ اسلام آکے
انکا پرا بندھا امیر کو پرچہ اخبار گذرا کہ یون رات کو عمرو گرفتار ہو گیا تھا مہتر قران حبشی الایا ملکہ یاقوت ملک کو بھی
پکڑ لایا تھا عمرو نے اسے چھوڑ دیا صاحبقران نے عمرو سے کہلا بھیجا کہ خواجہ نے غضب کیا جو یاقوت ملک کو چھوڑ دیا
عمرو نے آداب عرض کر دا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ٹھہریے حضور کے اقبال سے مین اسے سر میدان پکڑ لاؤنگا مہتر قران کے پکڑ لانے کی سند
نہین ہی لیکن ادہر جب جانبین مین صفین آراستہ ہوچکین عیار اور عیارچیان اپنے اپنے صندوق عیاری پر قائم ہوچکین
شعبدہ نقب زن سامنے ملکہ کے آئی سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی یاقوت ملک نے پوچھا کہ رنڈی کیون تو
ہاتھ باندھے کھڑی ہوئی ہی عرض کیا کہ بلا لون اجازت میدان چاہتی ہون کہ جا کر ان موؤنکو سزا دون یاقوت ملک نے
کہا کہ خیلہ ہوئی ہی راہ مین خدا جانے کیا پیچ تھا جو وہ تمہارے فریب مین آکر گرفتار ہو ہوگئے اب ہرگز تمہارے ہاتھ نہ
آوینگے اسنے کہا کہ حضور مین انکے فریبون سے خوب واقف ہوگئی ہون مین ان موؤن کو پکڑ لاؤنگی یاقوت ملک
نے کہا کہ اچھا تو بھی جا وہ سلام کرکے میدان کو چلی خنجر کھینچکر ہاتھ خنجر کے نکالتی ہوئی کبھی نظرون سے نہان کبھی عیان کبھی
بالائے زمین کبھی فراز آسمان چار گھڑی تک خوب سلاح شوری کی اب میدان مین ٹھہر کر نعرہ کیا کہ جو ہمارا عاشق ہو وہ
میدان مین آئے کیس بموجب اس نعرے کے ابوالفتح اصفہانی کہ دل اسیر مائل تھا اپنے صندوق عیاری سے کود کر
سامنے تخت شاہ عیاران عیار یعنی عمرو بن امیہ نامدار کے آیا سلام کیا رخصت میدان چاہی عمرو نے کہا جاؤ تم بھی اپنی
حسرت دل پوری کرو اپنی محبوبہ کو لے آؤ تم عجب کمبخت ہو کہ آج بھی ناکام رہینگے لیکن ابوالفتح سلام کرکے جست و خیز
کرتا ہوا نیچے چھپتا ہوا اسکے سامنے آیا اور پکارا کہ اے جان من ہم تمہارے عاشق ہین جو تم کہوگی وہی کرینگے جواب پاکر بیٹھ
سوے مین شعلہ شمشیر زن نہین ہون کہ تمہارے فریب مین آجاؤن بے خبردار ہو یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہین کیا تھا اور گوپھن کے
کلے مین پتھر دے کر مارا ابوالفتح نے خالی دیا اسنے دوسرا پتھر مارا اب ابوالفتح نے بھی گوپھن سر سے کھولی اور آتے پتھر کو خیال کرکے
پتھر مارا کہ دونون پتھر لڑکر چور ہوگئے اب شعبدہ نے دو دو تین تین پتھر مارنا شروع کیے ابوالفتح ایک پتھر کو خالی دیتا ہو دوسرے پتھر
پر پتھر مارتا ہو کہ دونون چور ہوکر گر پڑتے ہین ایک چار گھڑی تک خوب پتھر چلا یہانتک کہ توبڑے پتھرون سے خالی
ہوگئے اب کمندین ہاتھون مین لین لگی کمند چلنے آخر کار اس سے بھی مطلب نہ بر آیا کوئی کسی کے دام مین نہ آیا خنجر کھینچ گئے
خوب خنجر بازی ہوئی کھٹ کھٹ خنجر چلا بیٹھ کر خنجر چلا لیٹ کے بھی تیغ آزمائی ہوئی پالو کی بھی چلی یہانتک کہ منہ خنجرون
کے مڑ گئے دونون کے ہوش اڑ گئے ہاتھون سے پٹک دیے پیچھے کھینچ لیے اب پنجہ چلنے لگا ایک گھڑی بھر کے بعد ابوالفتح
پسپا ہونے لگا شعبدہ شیر ہوکر اسپر چلی ابوالفتح پنجہ روکتا جاتا ہو اور پیچھے ہٹتا جاتا ہو اب وہانتک پہونچا کہ جہان منظور تھا
بس اب تو جست کرکے نکلا شعبدہ نے بھی چاہا کہ دوڑکر نکل جاؤن ابوالفتح نے خنجر دکھایا شعبدہ آگے نہ بڑھ سکی ٹھٹک کے
جو تیر اسکا ٹیڑہا ہوا آپ ہین سے گرد اڑی شعبدہ تودہ گرد مین چھپ گئی ابوالفتح نے بجلدی کمند مار کر اسے پکڑ لیا اور
صورت یہ تھی کہ ابوالفتح نے مشک کو دم دے کر زمین مین چھپا دیا تھا شعبدہ کا جو اسپر پڑا وہ دبی دہانہ اسکا کھلا
ہوا نکلی خاک اڑی وہ تودہ گرد مین تھی کچھ نظر نہ آتا تھا ابوالفتح نے باسانی کمند مار کر اسے پکڑ لیا اور لاکر عمرو کے سامنے
موجود کیا نذر گذرانی عمرو اور دل مین بہت خوش ہوا عمرو نے نذر قبول کی اور خلعت لیکے وہی طرہ پھولون کا دیا اور
شعبدہ کو زندانخانے مین بھیجدیا اب دوپہر کا وقت تھا کہ غزالہ کاہ حبشی یاقوت ملک کے سامنے آئی سلام کیا اور کہا کہ
مجھکو بھی اجازت دیجیے کہ مین بھی آپکے سامنے جانبازی کرون یاقوت ملک بولی اے غزالہ کیون شامت آئی ہی
ارے کچھ سودائی ہی یہ سب عیار بلائے بے درمان آفت جان ہین کیون گرفتار ہونے کو جاتی ہی غزالہ نے کہا کہ بلا لون جان

اوروں نے جانبازی کی کنیز کو بھی اجازت دیجیے کہ اپنے دل کی ہوس نکال لے کہا کہ اگر تیری یہی خوشی ہی تو جا
غزالہ سلام کر کے جست و خیز کرتی ہوئی میدان میں آئی مبارز طلب کیا مہتر برق فرنگی کہ یہ اسیر شیفتہ و فریفتہ ہی
عیاروں نے اُسے ڈھونڈھا کہیں نہ پایا دوسرا شخص مقابلے کو جا بھی نہیں سکتا کیونکہ یہ معلوم ہی کہ برق اُسپر عاشق ہی عمرو
سے اکثر عرض کی کہ برق فرنگی لشکر میں نہیں معلوم ہوتا کہا کہ بھیجو کوئی اور جا کر اس سے مقابلہ کرے سمک لطافی سامنے
آیا کہ میں جا کر اُسے پکڑے لاتا ہوں ابھی خواجہ عمرو نے اجازت نہیں دی ہی یہی خیال ہی کہ اگر برق عاشق ہی وہ بگڑ جائیگا
پھر یہ بھی دھیان آتا ہی کہ کیوں وقت پر چلا گیا فوراً یہ بات ذہن میں آئی کہ وہ اپنی فکر میں کہیں گیا ہوگا کہ دیکھا دامن
صحرا کی طرف سے ایک آہو پیدا ہوا کہ رنگ اُسکا صندلی پیٹ سفید دونوں سینگ مانند زلف محبوبان کے پیچ
کھائے ہوئے گلے میں زنگ طلائی پڑے ہوئے کہ جب چوکڑی بھرتا ہی آواز جھانجھ کی بلند ہوتی ہی بیچ میں سینگوں کے تختہ
زمرد کا نصب کیا ہوا جھول بہت بھاری زربفت کی پڑی ہوئی گرد جھول کے مقیش کی جھالر وہ ہرن جست و خیز
کرتا ہوا میدان میں آیا ادھر اُدھر دہشت آمیز نگاہوں سے دیکھنے لگا غزالہ نے جو اُسے دیکھا یہ سمجھی کہ ہرن کسی کا پالو
ہی چھٹ گیا ہی تو اُسے پکڑ لے ملکہ کے پاس لیچل کہ اُسکا دل بہلے یہ پریشانی مٹے یہ خیال اپنے دل میں کر کے ہرن کو چمکارنا
شروع کیا خود بھی اُسکی طرف چلی وہ ہرن کان کھڑے کیے ہوئے آہستہ آہستہ قریب اُسکے چلا آتا ہی چمکارتی ہوئی
آگے بڑھتی جاتی ہی جب ہرن قریب اُسکے پہونچ گیا غزالہ نے ہاتھ اُسکے سر پر رکھا پیار کیا ہرن نے سر اپنا ٹانگوں میں اُسکی
ڈال دیا اور پیٹھ پر اپنی سوار کر کے لیے بھاگا سبھوں نے دیکھا کہ غزالہ گردن پر ایک غزال کے سوار ہی کہ ایک مرتبہ وہ
ہرن پکارا کہ ایہا الناس ہم برق فرنگی پکڑے لیچلا اپنی معشوقہ کو اب غزالہ نے ہر چند چاہا کہ اُسکی گردن پر سے اُتروں
بھلا کب اُتر سکتی ہی بھاگتا ہوا مہتر برق فرنگی سامنے عمرو کے آیا عمرو بولا کہ بھئی تم لوگ بڑے نصیب ور ہو کہ اپنی
معشوقوں کو پکڑ لائے ایک ہم کمبخت ہیں کہ ترستے ہیں اُدھر ملکہ یاقوت ملک نہایت اُداس کمال پریشان طبل بازگشت
بجا کر پھری ادھر عمرو اپنی بارگاہ میں آ کر تخت پر بیٹھا مہتر قران سے کہا کہ عجب اتفاق ہی ہم ہر چند چاہتے ہیں کہ
یاقوت ملک سے مقابلہ ہو مگر بیچ میں اور لوگ کود پڑتے ہیں ہمارا مطلب رہا جاتا ہی قران نے کہا اُستاد وہ دن بھی آیا
چاہتا ہی آپ بھی اُسے پکڑ لائیے گا عمرو بولا کہ بھئی دیکھیے کیا ہوتا ہی یہی باتیں تھیں کہ ہرکاروں نے آ کر خبر دی کہ یاقوت ملک
نے طبل جنگ بجوایا ہی حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی نقارہ زنگی بجے دونوں لشکروں میں تیاری ہونے لگی عیار و عیارچیاں
میدان جنگ کو آراستہ کرنے لگیں عمرو کھانا کھا کر بیٹھا جو کوئی پہر رات گئی ہی کہ یاقوت ملک ایک عیارچی کی صورت
بنکر دروازہ بارگاہ عمرو پر آئی گلباد دربان بیٹھا تھا اس سے کہا کہ میں پاس سے ملکہ یاقوت ملک کے آئی ہوں ملکہ
نے عمرو سے کچھ کہلا بھیجا ہی گلباد نے کہا کہو کیا کہلا بھیجا ہی وہ بولی کہ بھید راز کی بات ہی سوا عمرو کے کسی سے نہ کہونگی یہ
عاشق و معشوق کے پیغام و سلام ہیں میں غیر سے کیونکر کہدوں گلباد نے کہا جس طرح تو غیر ہی اسی طرح میں غیر ہوں جب کچھ
ظاہر ہو گیا تو مجھسے کیوں چھپاتی ہی جلد مجھسے کہدے میں بھی خواجہ کا رازدار ہوں اُسنے کہا یہ ہرگز نہ ہوگا میں سوا عمرو
کے کسی سے نہ کہونگی تم جا کر عمرو سے خبر کر دو اگر وہ مجھے طلب کریگا تو اُس سے کہونگی نہیں چلی جاؤنگی تم کیوں تکرار کرتے ہو
جا کر عمرو سے کہدو گلباد نے کہا میں تو ہرگز نہ کہونگا تو تو بڑی محرم راز ملکہ کی ٹھہری میں عمرو کا کوئی نہ ٹھہرا تو تو مجھے
بیان کر یا چلی جا یہ گفتگو یہاں تک بلند ہوئی کہ عمرو کے کان تک آواز پہونچی کہ کوئی کہ رہا ہی کہ میں سوا عمرو کے اور
کسی سے ملکہ کا پیغام نہ کہونگی عمرو بیتاب ہو کر جلدی سے باہر نکل آیا کہا کہ کیا ہی کون ہی گلباد نے کہا کہ عیارچی یاقوت ملک
کا پیغام لیکر آئی ہی عمرو نے کہا کہ صاحب کہو اُسنے کہا کہ آپ ذرا کنارے آئیں تو میں کہوں ایک دو کلمے سن لیجیے عمرو نے

اُسکے ساتھ ایک خیمے کی آڑ مین اگر سر جھکا دیا کہ کہو کیا ہماری معشوقہ نے کہلا بھیجا ہی بس سر جھکانا تھا کہ یاقوت ملک نے ساتون حلقے کمند کے مارے اور جھٹکا دیا کہ عمرو گرا بس چڑھکر چھاتی پر بیہوشی دے کر دست و پا کمند سے باندھکر پشتارہ بدوش ہو کر لے بھاگی یہان عمرو کو دیر جو ہوئی عیار دوڑے دیکھا تو عمرو وہان نہین ہین نہ وہ عیارہ ہی بس غل مچا کہ یاقوت ملک عمرو کو پکڑ لیگئی سب عیار چہار طرف دوڑے زاغچہ عیار بھی تلاش مین چلا جاتا تھا کہ دیکھا ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش سامنے بھاگا جاتا ہی زاغچہ نعرہ کر کے برابر اُسکے جا پہونچا اور پیچہ مارا اُسنے پیچہ کو بچا کر رد لگا نیچہ چلنے وہ سیاہ پوش باوجودیکہ پشتارہ بدوش ہی لیکن پھرتی اور چالاکی سے لڑ رہا ہی اسی اثنا مین مہتر ختن صاحب بندہ گران نظر کردہ شاہ مردان یعنے مہتر قران بھی وہ پہونچا بجلی جو دور سے چمکتی دیکھی قریب آیا دیکھا دو عیار لڑ رہے ہین ایک پشتارہ بدوش دوسرا اُسکا دشمن ہی نعرہ کیا کہ ارے تم کون ہو زاغچہ نے آواز پہچانی پکارا لطیفہ آپ وقت پر پہونچے مین نے یاقوت ملک کو روکا ہی جلد آئیے قران دوڑا یاقوت ملک نے دیکھا کہ غضب ہوا یہ بلائے سیاہ آ پہونچی اب تو بھی گرفتار ہو جائیگی دور کر اس پشتارے کو بس یہ خیال کر کے پشتارہ پھینک کر بھاگی مہتر قران پشتارہ اُٹھا کر لے آیا خیمے مین رکھا عمرو کو پشتارے سے باہر نکالا ہوش مین لایا کہا کہ آپ نے اُستاد غضب کیا تھا ایسے آپ بیہوش ہین کہ دوست دشمن کو نہین پہچانتے اگر مین نہ چلا آتا تو یاقوت ملک آپ کو گرفتار کر کے لیگئی تھی عمرو نے کہا کہ ہان بھی خوشی مین پیغام معشوق کے کچھ مجھے ہوش نہ رہا گرفتار ہو گیا اور ای قران مین ایسا بیہوش و مدہوش کبھی نہین ہوا تھا عرض کیا کہ اُستاد آپ بجا فرماتے ہین القصہ طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا قریب صبح تخت پر سوار ہو کر سب عیارون کو ہمراہ لیے ہوئے عرصہ کارزار مین آیا ادھر سے ملکہ یاقوت ملک تخت زرنگار پر سوار میدان مین آئی زیر علم تخت رکھا گیا اُدھر سے بادشاہ اسلام اور امیر عالیمقام مع سرداران با اکرام تماشا دیکھنے کے واسطے ایک طرف آکر قائم ہوئے بس جسوقت عیار اور عیارہ بجان اپنے اپنے مسند و فوجون پر قائم ہو چکین یکایک صنوبر خنجر زن صندوق عیاری پر سے کود کر سامنے ملکہ یاقوت ملک کے آئی سلام کیا اجازت میدان چاہی ملکہ نے کہا کہ ہلو چھوڑ کر تو بھی چلی وہ بولی بلا لون اور سب تو اپنا جوہر دکھا چکین حضور کے کام آ چکین اب کنیز بھی چاہتی ہی کہ جاکر ہنر دکھائے یا اُن جیسے مانند مین بھی کام آؤن کہا اچھا جا فرعون شاہ کے سپرد کیا صنوبر ملکہ کو سلام کر کے جست و خیز کرتی ہوئی چاپ ملک کھاتی بیچ میدان مین آکر کھڑی ہوئی اور پکاری کہ او مکار دغاباز جھوٹے عاشقو آؤ میرے مقابلے کو بس پوری بات مُنھ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ سنجر بلخی جو اُسپر عاشق ہی صندوق عیاری سے کود کر سامنے عمرو کے آیا ہاتھ باندھ کے اجازت خواہ ہوا کہا اچھا تم بھی جاؤ تم بھی یاقوت ملک کو پہچان لو تمھین رخصت کیا سنجر بلخی بھی اچھلتا کودتا سامنے صنوبر خنجر زن کے آیا پکارا کہ صاحب ہم تمھارے عاشق ہین جان نثار کرنے کو آئے ہین فرمانبردار ہین جو حکم ہو بجا لائین اُسنے کہا کہ بیٹھ مُردے کے جینے کا نے میری قسمت ایسی پھوٹ گئی ارے تو ہی میری تقدیر کا تھا یہ بولا کہ جانصاحب مین کانا ہون مگر کنونڈا نہین ہون شست باندھکر وہ تیر لگاتا ہون کہ پار گذر جاتا ہی وہ بولی کہ موے لڑائی لڑنے آیا ہی یا گالی گلوچ کرنے آیا ہی دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون دوسری آنکھ بھی پھوڑتی ہون کب زندہ چھوڑتی ہون یہ کہکر گوپھن گلے مین پتھر دے کر مارا سنجر نے خالی دیا اُسنے دوسرا پتھر اور تیسرا پتھر پھینکا تک کر بوچھار کر دی سنجر خالی دے رہا ہی ایک چوٹ نہین کھاتا ہی جب دیکھا اُسنے کہ کوئی پتھر تیرا اسپر نہین پڑتا دونون ہاتھون مین گوپھن لیکر دو دستی پتھر مارنے لگی سنجر نے بھی اب گوپھن ہاتھ مین لی ایک پتھر خالی دیتا ہی ایک پتھر کو پتھر پر روکتا ہی کہ دونون پتھر چور ہو کر گر پڑتے ہین یہانتک

کر تو تیرا خنجرون سے خالی ہوگیا کوئی خنجر نہ رہا اسوقت صنوبر سخت حیران ہوئی کمند ماری سنجر نے کمند بھی خالی دی
خوب کمند بازی ہوئی جب اس سے بھی مطلب حاصل نہوا خنجر کھینچ لیا اور سنجر پر برس پڑی لگی خنجر بازی ہونے لگی ایسے
خنجر چلے کہ نوکین ٹوٹ گئین باڑھین مڑ گئین خنجرون کو پھینک دیا نیچے میان سے لیے گردے سپر کے اٹھائے نیمچہ زنی
ہونے لگی چار گھڑی تک خوب نیمچہ چلا ایک مقام پر جو نیمچہ صنوبر نے مارا سپر سنجر سے لگی ہاتھ غبار بیہوشی اڑا دماغ مین
صنوبر کے گیا بس وہ چھینک مار کر بیہوش ہوئی لڑکھڑا کر گری سنجر اسے پکڑ کر سامنے عمرو کے لے آیا عمرو نے اسے بھی
طرہ پھولونکا دیا سنجر نے نذر گذرانی صنوبر کو بھی جہان اور عیار بچیان تھین قید کر دیا اب نسرین بادرفتار
یاقوت ملک سے اجازت لیکر میدان آئی مبارز طلب کیا بزرک خطائی عمرو سے رخصت ہو کر اسکے مقابل
ہوا سنگ اندازی کمند بازی وغیرہ سے مطلب کسی کا حاصل نہوا نوبت شمشیر زنی کی آئی نیمچہ عیاری چلنے لگا
یکایک نسرین پسپا ہونے لگی بزرک خطائی اسکے ساتھ چلا جاتا ہے یہانتک کہ نسرین گھات کی جگہہ لا کر آپ تو
جست کرکے اسپار چلی گئی بزرک خطائی نے قدم وہان رکھا کنوئین مین جا رہا نسرین پکاری وہ مارا اور جھک کر
دیکھنے لگی بزرک خطائی نے دوسری طرف سے نکلکر حلقے کمند کے نسرین پر مارے اور جھٹکا دیا کہ وہ گری باندھکر
اسے سامنے عمرو کے لایا کہ استاد پر حاضر ہو عمرو نے بزرک خطائی کو بھی خلعت دیا یعنے وہی طرہ پھولونکا اسنے
نذر دی نسرین کو اور عیارون کے ہاتھ زندان خانے مین بھیجدیا یاقوت ملک طبل بازگشت بجوا کر مکان کو مین
نہایت پریشان پھری اپنی بارگاہ مین آئی پوشاک بدلکر بیٹھی مگر دل بیٹھا جاتا تھا طلیسون مین یمن کمند انداز
باقی ہے اس سے کہا کہ اے یمن دیکھا تو نے عیار ان لشکر اسلام کو کیسا بدذات ہین اور اس بزرک خطائی نے تو
مکر کیا اسنے کہا کہ بلاؤن معلوم ہوا بھید اسکا کہ بہن نسرین نے کنوان اسکے گرانے کے لیے کھودا تھا اور
بزرک خطائی نے کنوان کھودتے اسے دیکھ لیا تھا اس موے نے دوسرا کنوان اسکے برابر اور کھودا اور بیچ مین
گھڑی رکھی بس جب وہ اسمین گرا نسرین جھکی دیکھ رہی تھی کہ بزرک خطائی نے دوسرے کنوئین سے نکلکر اس
غافل شعبدہ بازی فلک کو پکڑ لیا یاقوت ملک نے کہا سچ ہے وہ یونہین گرفتار ہوئی مگر یہ لوگ بلائے بیدرمان
آفت جہان ہین یمن نے کہا بلاؤن آپ جسوقت عمرو کو سر میدان پکڑ لائینگی یہ سب ہیچ ہو جائینگے اسنے کہا اے یمن
مجھکو یہ امید نہین ہے کہ عمرو کو اسیر کر لاؤنگی اور یہ کہکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ ادھر تو طبل پر چوب پڑی ادھر یاقوت ملک
دربار برخاست کرکے اٹھی عیار بچیان عیاری کی تدبیر مین مصروف ہوئین یاقوت ملک بخیہ گرفتاری عمرو روانہ
ہوئی یہان عمرو پھر کر بارگاہ مین آیا لباس بزم پہنکر صحبت مین بیٹھا پوچھا کیون صاحبو ہماری باری ملکہ سے
مقابلے کی کب آئیگی عرض کیا کہ اجتو مقابلہ گلباد غراقی اور یمن کمند انداز کا باقی رہگیا ہے اور سبکی لڑائیان ختم
ہوگئین عمرو نے ایک آہ سرد کھینچی اور رو کر کہا کہ دیکھیے فلک تفرقہ انداز کبتک معشوق کی جدائی مین تڑپاتا ہے اور پکارا
شعر من جدا از یار یار از من جدا افتادہ است + این چنین مشکل کہ من دارم کرا افتادہ است + ہائے موت بھی نہین آتی کہ
اس کشمکش رنج و الم سے نجات ہو جائے اور افسوس وہ جو اپنے دوست ہین وہی دشمن ہین خاصی طرح سے یاقوت ملک
مجھکو پکڑ لیگی تھی کاش مین اسکے پاس ہوتا وہ مجھکو قید کرکے اپنے سامنے تو رکھتی دولت دیدار تو مجھے نصیب ہوتی اور
بالفرض اگر مار بھی ڈالتی تو حیات ابدی حاصل ہوتی شعر زندگی ہوگئی دنیا کے جھنساوون سے چھٹے + مرنے والون کو
حیات ابدی ہے پھانسی + اسی حالت مین تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ یاقوت ملک نے طبل جنگ بجوایا ہے کہا کہ
اچھا بھئی ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اور یہ کہکر اٹھا بارگاہ سے باہر آیا صحرا کی طرف دیکھنے لگا وہ شب ماہ کی

کیفیت وہ ہوا کی سردی وہ نسیم کی اٹکھیلیاں عمرو کھڑا ہوا تھا کہ سامنے سے دیکھا ایک طفل با طراوت سبزہ رنگ بڑی بڑی آنکھیں جچی سجی بھوین چودہ پندرہ برس کا سن بانے عیاری کے بدن پر آراستہ و پیراستہ دکھائی دیا اور آکر عمرو کو سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ مجھے کچھ خدمت عالی میں گذارش کرنا ہے مہتر قران نے للکارا کہ حضرت کے پاس سے ہٹجا عمرو نے کہا کہ بھی کیوں کھڑکتے ہو یہ کچھ کہیگا میں اس سے دو باتیں کرلوں مہتر قران چپ ہو رہا وہ طفل با تو سہم گیا تھا یا عمرو کو اپنی پر جلب لئے دیکھکر خواجہ کو سب سے علحدہ لیگیا عمرو نے پوچھا کہو بھی کیا کہتے ہو اور حالت عمرو کی اس لڑکے کو دیکھکر یہ ہے کہ جی چاہتا ہے کہ اس لڑکے کو سر پر چڑھالوں گلے سے لگالوں کلیجے میں بٹھالوں لیکن اُسنے کہا کہ اے شہنشاہ عیاران میں درد عشق میں گرفتار ہوں غلام ہوں ملکہ یاقوت ملک کا ایک عیار بچہ ہوں نام اسکا دلارام ہے ملکہ کے گھر کی مختار تھی وہ مجھپر مائل ہوئی میں اسپر شیدا ہوا ایک روز ملکہ نے مجھکو اسکے گلے میں ہاتھ ڈالے ہوئے جو دیکھا ادھر تو مجھکو قید کیا ادھر دلارام کو زندانخانے میں بھجوا دیا آج میں نے موقع پاکر عرض کروا بھیجا کہ اگر ملکہ مجھے چھوڑ دیں تو میں عمرو کو گرفتار کرلاؤں مجھکو ملکہ نے اپنے سامنے بلا کر قید سے رہا کیا اور کہا کہ اے مقبل اگر تو عمرو کو پکڑ لائیگا تو میں دلارام پر کیا موقوف ہے بہت کچھ تجھے دونگی اس بہانے سے چھوٹا ہوں خواجہ سلامت میں آپ کے غلاموں کی بھی برابری نہیں کرسکتا تھا آپ کو میں کیونکر اسیر کرونگا مگر آپ کی خدمت میں آیا ہوں اسواسطے کہ محرم راز ملکہ کا ہوں خوب اسکے حال سے آگاہ ہوں اگر حضور دلارام کو مجھے دلوا دیں تو میں یاقوت ملک کو آپ کے ہاتھوں گرفتار کروا دوں عمرو نے کہا اے مقبل قسم ہے مجھے اپنے دین و مذہب کی اگر تو یاقوت ملک کو میرے ہاتھوں گرفتار کروا دے تو ایک دلارام پر کیا موقوف ہے بہت کچھ تجھے دونگا بس اسنے کہا کہ خواجہ میں جاکر آپ کے انتظار میں فلان درخت کے نیچے بیٹھتا ہوں کہا کہ اچھا تو چل میں آتا ہوں وہ لڑکا تو چلا گیا مہتر قران نے عمرو سے پوچھا کہ کیئے یہ لڑکا کون تھا کہاں سے آیا تھا کیا کہتا تھا عمرو نے برہم ہوکر جواب دیا کہ میں تمکو کیا بتاؤں نہ کہنے کا موقع ہو تو کیونکر کہوں قران چپ ہو رہا عمرو اندر خیمہ کے آیا کھانا کھاکر ٹہلنے لگا ٹہلتے ٹہلتے قران کی نگاہ بچاکر نکلگیا جنگل کا راستہ لیا جیبن کہتا ہے عمرو لڑائی میں خدا جانے تو اسیر غالب کے یا وہ تجھپر غالب آئے اس سے بہتر یہی ہے کہ اگر یاقوت ملک ہاتھ لگے تو اسے پکڑ لاؤ اور خدا کرے اس لڑکے سے ملاقات ہو جائے دیکھے وہ ملتا ہے یا نہیں اور اگر حقیقت میں وہ عاشق ہے تو تجھے ملیگا اور اگر دروغ گو تھا تو کاہیکو ملیگا پھر اپنے دل میں کہا کہ جھوٹا ہوتا تو تیرے پاس کیوں آتا یہی خیال کرتا ہوا صحرا میں پہونچا دور سے دیکھا کہ ایک درخت برگد کا ہے تھالا گرد اسکے بندھا ہوا ہے اسپر وہ لڑکا ملول پانوں لٹکائے بیٹھا ہوا یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے

نظم

کوئی مدعا بر آتا یہ دعا میں کب اثر تھا
جو خیال اُنکو آیا وہ مرا پیامبر تھا

اُسے پاس تو نے بیٹھی جو لگا کے سر کا در تھا
آشب غم تھا کون آتا کہ جو حال جس سے کہتا

اور کبھی کہتا ہے کہ اے پروردگار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو بھیجدے اور اس سے سرخرو کر عمرو نے پکارا کہ ارے میاں میں آیا اُسنے آگے بڑھکر سلام کیا اور کہا آپ نے وعدہ تو پورا کیا اب چلیے عمرو اُسکے ساتھ چلا وہ اپنے ہمراہ عمرو کو لیکر روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا کہ خیمے لشکر یاقوت ملک کے معلوم ہوئے اور قریب آئے طلایہ کے گشت والوں کی آواز کان میں آئی عمرو سے کہا اب آگے نہ جائیے اور یہ جو خیمہ زرنگار معلوم ہوتا ہے یاقوت ملک کا ہے مگر وہ اسمیں ہے نہیں یہ فقط دھوکے کی ٹٹی ہے وہ خیمہ جو دور پرانا سا معلوم ہوتا ہے کہ ہزار ہا پیوند اسمیں لگے ہیں باہر سے اسکا ظاہر کچھ نہیں ہے اندر سے بہت مکلف بنا ہوا ہے اسمیں یاقوت ملک سوتی ہے آپ یہاں سے نقب کنی کرتے ہوئے چلیے غلام باہر باہر آتا ہے عمرو نے کہا اچھا اور پکڑ کر خنجر نقب کنی کرتا ہوا چلا ایک گھڑی

کے عرصے مین دوسرا سرا نقب کا اُسی خیمے مین ملا دیکھا تو واقعا خیمہ بہت تکلف کا ہو اور ملکہ غافل پلنگ
پر سو رہی ہو اور وہ لڑکا بھی کھڑا ہوا ہو اُسنے اشارہ کیا کہ اے عمرو اُس نقب سے نکلا چاہتا ہو ارادہ پلنگ کی طرف
جانیکا ہو کہ حلقہاے کمند پانون مین پڑے عمرو جھکا کہ دیکھے پانون مین کیا ہو کہ ہاتھ بھی کمند مین پھنس گئے لوٹ کر گرا
عیارچیون نے آکر مشکلین باندھ لین اور وہ لڑکا خود یاقوت ملک تھا پکاری کہ باش او ساربان زادے دیکھا تونے
کہ مین نے کیونکر تجھے اسیر کیا عمرو پکارا ای ملکہ یہ گرفتار ہونا عین رہائی ہو اُسنے کہا کہ رو دیکھ تیرا کیا حال کرتی ہون
اور جاکر دوسرے خیمے مین بیٹھی عمرو کو سامنے ستون سے باندھ دیا عیارچیون سے کہا کہ دیکھو اس موے بکار کو کیونکر
اسیر کیا سب نے کہا کہ بلاون آپ ہی کا کام تھا اور ہر ایک نے قدم لیے ہاتھ چومے رات کوئی دو پہر باقی ہی عمرو
ستون سے بندھا ہوا کھڑا ہی یاقوت ملک شراب پی رہی ہو اور انکا غمزہ پر چھپک رہی ہو کباب کھا کھا کر زبان
عمرو پہ پارتی ہو عمرو کہہ رہا ہو کہ ملکہ یہی آرزو تھی کہ تمھارے ہاتھ سے مار کھائین کیا جان کو چین آتا ہو کیا جی کو راحت ملتی
ہو وہ کہہ رہی ہو کہ موے صبح کو اسکا حال معلوم ہو جائیگا اور وہ جو عیار کہ بیابان مین کوئی نہین ہے کہتی ہو اسکی ناک
کاٹ ڈالو کوئی کہتی ہو کیا ذرا ذراسی آنکھون سے ملکہ کو گھورتا ہو اسکے دیدے نکال لو کوئی کہتی ہو کہ ارے تونے کبھی اپنی
صورت آئینہ مین بھی دیکھی ہو اسی صورت پر ملکہ کے ساتھ دعوی عاشقی ہو عمرو چپکا کھڑا اسکی باتین سن رہا ہو کلیجہ
آتش ملامت سے بھُن رہا ہو دل مین کہہ رہا ہو کہ کیون ای فلک ناہنجار یہ تونے کیا کیا یون مین گرفتار کروایا ای جانتا
مین تھا کہ دیکھا آسمان پر ایک بجلی چمکی اور سب ہی دیکھنے لگے بس یا تو وہ آسمان پر چمکی تھی یا زمین پر آکر گری جسوقت قریب
آئی دیکھا کہ الماس باد پا ہو اُسنے آتے ہی ملکہ کو سلام کیا بس ملکہ اُسے دیکھتے ہی بشاش ہو گئی کہا ای الماس باد پا
کیونکر تونے نجات پائی کہا کہ بلاون تمام عیارون مین غل ہو کہ ملکہ یاقوت ملک عمرو کو پکڑ لیگئی سب موے بدحواس
ہو رہے ہین کسی کو کسی کا ہوش نہین ہو وہ مرلیا حبشی بھی کسی طرف کو گیا ہوا ہو ملکہ نے کہا ارے وہ بلاے بیدرمان
آفت جہان ہمارا چوکی پہرہ ہر طرف قائم رہے ایسا نہو کہین وہ یہان بھی آجائے کہا مین الماس باد پانے
پوچھا بلاون وہ ساربان زادہ کدھر ہو کہا کہ وہ سامنے بندھا ہوا ہو یہ بولی کہ وہیان آپ نے اسے پھر زندہ کیون
رکھا ہو کیا اب آپ یہ چاہتی ہین کہ وہ کالی بلا آکر اسے چھڑا لیجائے بلاون مین تو اسے زندہ نہین رکھنے کی اور تیغ کھینچکر
دوڑی ملکہ پکارنے لگی کہ ای الماس باد پا ارے ابھی نہ اسے قتل کر صبح کو میدان مین لیجاکر سبکے سامنے اسے مارینگے
ادھر اور عیارچیان بھی پکار رہی ہین کہ ارے ملکہ منع کرتی ہین اسے قتل نہ کر الماس باد پا ایک کی نہین سنتی
یہانتک کہ عمرو کے پاس پہونچی اور تیغ سے رسی کاٹ کے عمرو کو گردن پر اپنی سوار کرکے نعرہ کیا کہ بدان آگاہ باشید
کہ منم مہتر مہتران و بہتر بہتران صاحب بغدہ گران نظر کردہ علی عمران یعنی مہتر قران نعرہ قران

ہیج الکبیر چون باد بہاری	منم جہان سر سنگ و خنجر گذاری	بلاے جان براے کافرانم	منم غلام حیدر و مہتر قرانم

لیجاؤ مین اُستاد کو دیتے ہو کوئی ایسا کہ مجھے روک سکے اور جست کرکے قنات کے پار جا رہا عیارچیان چلاتی دوڑین کہ
لینا پکڑنا جو قریب آیا قران نے بغدہ مار کے دو ٹکڑے ہو گئی کمندین قران پر پڑین جھٹکا دے کر کمندون کو
توڑ کر دس پانچ کو مار کر صاف لیے ہوئے چلا گیا عیارچیان دیکھتی رہگئین قران عمرو کو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا
تخت پر بٹھایا کہا کہ اُستاد غضب ہوا تھا آپ فریب مین یاقوت ملک کے آگئے تھے اور وہ گرفتار کرکے لیجا چکی تھی
اور مین تو اس ارادے پر گیا تھا کہ یا اپنی جان دون یا آپ کو چھڑا لاؤن الحمد للہ کہ خیاری ہین پڑی عمرو نے کہا ای
قران عشق جنون کی قسم ہے ہی مین دیوانہ ہو رہا ہون اپنے ہوش مین نہین ہون اس سے فریب مین آگیا اور بھی دیکھیے

اب کیا ہوتا ہی قران نے کہا اُستاد آپ ذرا اپنے ہوش درست رکھئے کیا حقیقت اصلی ہی اور امیدوار ہون کہ آپ
جس امر کا قصد فرمایا کیجیے اُس سے پہلے مجھے آگاہ کر دیا کیجیے عمرو بولا کہ بھئی اب ایسا ہی ہوگا القصہ طبل جنگ تو
بج ہی چکا تھا اب عمرو عرصہ کارزار کی طرف چلا عیار ہمراہ آئے اپنے اپنے لنگرون کے نیچے ٹھہرے اُدھر سے
ملکہ یاقوت ملک عیاربچیون کو ہمراہ لیے ہوئے نمودار ہوئی ایک طرف سے صاحبقران بادشاہ اسلام تمام
سرداران عالیمقام وارد میدان کارزار ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نعرے کر کے چلے گئے
کرشمن کمند انداز سامنے ملکہ یاقوت ملک کے آئی سلام کیا ہاتھ باندھ کر کھڑی ہوئی ملکہ نے کہا کیون جناب
ایک تم باقی ہو سو تمھارا بھی یہ ارادہ ہی کہ ہمین تنہا کر دو اُسنے دست بستہ عرض کیا کہ قربان جاؤن اور میری بہنین
تو اپنے اپنے نام کر گئین ایک مین رہ جاؤن تو زمانہ کیا کہیگا غرض بمشکل ملکہ نے اجازت میدان دی کرشمن سلام کرکے
وہین سے جست کرکے آسمان پر گئی اور بجلی کے ہاتھ نکالنے لگی بعد ایک پہر کے پاؤن زمین سے آشنا ہوئے اب گھڑی بھر تک
تیغ کے جوہر دکھائے بعد تیغ شوری کے مبارز طلب کیا کہ گلباد عراقی سامنے عمرو کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی
عمرو نے کہا جاؤ بھئی تم بھی اپنی معشوقہ کو لے آؤ گلباد سلام کرکے جست و خیز کرتا ہوا سامنے کرشمن کمند انداز کے آیا اور پکارا
کہ مین عاشق صادق ہون کہو تو پاؤن پر سر رکھ دون کرشمن نے کہا کہ موئے ہوشیار ہو اور پتھر گوپھن مین دے کر اُسکے
مارا اُسنے خالی دیا کرشمن نے دو دستی خنجر مارے وہ بھی اُسنے خالی دیے جب تو بڑا خالی ہو گیا اب ایک پتھر ہاتھ مین کرشمن کے
رہا اُسنے کہا کہ لے ہوشیار ہو یہ پیام اجل ہی اور پتھر مارا گلباد نے کہا کہ ہم بھی جان فدا کیے دیتے ہین اور وہین کھڑا رہا کہ
وہ پتھر گھٹنے پر گلباد کے پڑا کہ آواز تڑاقے کی آئی اور گلباد اچھل کر گرا کرشمن دوڑی اور چاہتی کہ مشکین باندھے بس
گلباد نے ساتون حلقے کمند کے گردن مین مارے اور جھٹکا دیا کہ وہ گری بس گلباد نے اُسکی مشکین باندھ لین اور سامنے
عمرو کے لے آیا عمرو نے بجائے خلعت کے ایک طرہ پھولون کا عنایت کیا اُسنے نذر گذرانی اب کوئی پہر دن باقی تھا کہ
طبل بازگشت بجوا کر پھرین اور یہ کہتی گئی کہ خواجہ کل ہمارے تمھارے مقابلہ ہی عمرو نے پکارا کہ کل یہ عاشق جانباز اپنی جان
تم پر فدا کریگا یاقوت ملک اپنی بارگاہ مین آئی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اور سب عیاربچیون سے کہا کہ کل تم سب
اپنی اپنی تیاری کرکے ہمارے تخت کے ساتھ ہو لینا سبھون نے عرض کی کہ حضور بہت خوب اور اپنی تیاری مین مصروف
ہوئین اُدھر عمرو کو خبر ہوئی یہان بھی نقارہ بجا اور سب عیارون کو حکم ہوا کہ بھئی کل ہم دولہا بنکر میدان مین جائینگے تم
سب براتیون کے لباس سے ہمارے ساتھ ہونا یہ ہماری آخری سواری ہی یا تو ملکہ کو بیاہ لائے یا عروس مرگ سے ہمکنار
ہوئے بس اُدھر تو طبل جنگ بجا اِدھر عیار اپنی تیاری مین مصروف ہوئے عمرو نے مہتر قران سے کہا کہ بھئی
کل مجھے یاقوت ملک سے سامنا ہوگا خدا جانے کیا ہو آج مین حمزہ سے رخصت ہو آؤن قران نے کہا بہت
مناسب ہی چلیے مین بھی آپ کے ساتھ ہون عمرو وہان سے روانہ ہوا یہان امیر مقبل سے فرما رہے ہین کہ تم جاکر
ہمارے یار وفادار عمرو بن اُمیہ نامدار کو لے آؤ کہ ہم اُسے دیکھ لین کل اُس سے اور یاقوت ملک سے سامنا ہی
دیکھیے کیا ہو مقبل چلنے کو تھا کہ عمرو آ گیا اور بادشاہ کو مجرا کیا امیر کو سلام بجا لایا صاحبقران نے ہاتھ پھیلا دیے
عمرو قدمون پر جھکا تھا کہ امیر نے گلے سے لگا لیا اور اپنے پاس بٹھا لیا اور کہا نہایت جی چاہتا تھا کہ تمھین دیکھ لین
کہو کل کیا ہوگا عمرو نے کہا کہ حمزہ ارادہ یہ ہی کہ دولہا بنکر میدان مین جائیے اور خدا فضل کرے تو عروس کو بیاہ لائیے
یا عروس مرگ سے ہمکنار ہو بیٹھا امیر نے فرمایا خواجہ ہماری زندگی کا دم تمھارے دم تک ہی اگر کچھ تیغ دگرگون ہوئی تو ہم
یاقوت ملک سے تو کچھ نہ کہینگے مگر اپنی جان دیدینگے عمرو نے کہا حمزہ تمھارے تو چارہ نہین ہی ورنہ یاقوت ملک

کیا ہی انشاء اللہ تعالی گرفتار کرکے آپ کے سامنے لاؤنگا امیر نے کہا خواجہ تمھارا تو یہ دستور نہ تھا کہ تم سر تکوہ ہوکر حریف سے سامنا کرو تم تو جب لڑتے صورت بدلکر لڑتے عمرو نے کہا حمزہ معشوق سے دھوکے کی لڑائی لڑنے کو جی نہین چاہتا اور مین کیا کرون ایسی طبیعت میری یاقوت ملک پر آگئی ہی کہ جب اُسکو دیکھتا ہون بیخود ہو جاتا ہون ہوش و حواس بجا نہین رہتے فرمایا پھر کیا ہوگا کہا تیرے اقبال سے اچھا ہوگا اے حمزہ یہ غلام تیرا کل کے دن عزت چاہتا ہی کہ دولھا بنکر میدان مین جائے اور تمام سرداران اسلام ساتھ ہون امیر نے فرمایا خواجہ مین خود تمھارے ساتھ ہونگا اور تمکو میدان مین پہونچا کے بادشاہ اسلام کے سلام کو جاؤنگا عمرو نے ہزارون دعائین دین اور لپٹ کر امیر سے خوب رویا بعد اسکے رخصت ہوکر اپنے خیمے کو راہی ہوا امیر نے سردارون پر تاکید کی کہ سب صاحبون کو چار گھڑی رات رہے سے براتی بنکر میرے ساتھ چلنا ہوگا سبنے عرض کیا آنکھون سے حاضر ہونگے عمرو مع مہتران خیمے مین آیا کھانا کھاکر لیٹ رہا مگر خیال یار مین نیند کب آتی ہی ادھر قران یہ سوچا کہ کل تو یاقوت ملک سے سامنا ہی اب اُستاد کہان جائینگے لیٹ رہا کئی راتون کا جاگا تھا آنکھ لگ گئی عمرو قران کو غافل پاکر لوٹ مار کر قنات کے پاس پہونچا اور خنجر سے چاک کرکے نکل گیا نصف میدان طے کرکے خیال مین آیا کہ نقب زنی کرکے یاقوت ملک کو پکڑ لانا چاہیے بس خنجر پکڑ کے زمین کھودنا شروع کی قضائے کار اُدھر سے یاقوت ملک نقب زنی کرتی ہوئی آتی ہی دونون سے نقب کے اندر ملاقات ہوئی قندیل عیاری دونون کے ہاتھون مین روشن تھے ایک نے دوسرے کو پہچانا عمرو نے کہا اے محبوب جانی تمھارا اشتیاق ملاقات ہمکو لیے جاتا تھا الحمد للہ کہ صورت زیبا تمھاری دکھائی دی یاقوت ملک نے کہا اے عمرو مین بھی تیرے پاس چلی تھی آؤ دو گھڑی یہان صحرا مین بیٹھکر ہم تم باتین کرین صبح کو جیسا ہوگا دیکھا جائیگا غرض دونون نقب سے باہر نکلے دیکھا تو شب ماہ ہی گویا کہ پھیلا ہوا ہی چاندنی چھٹکی ہوئی ہی سبزہ فرسخ در فرسخ ہی ہوا سرد چل رہی ہی رات قریب دوپہر کے آچکی ہی دونون باہم چلے جاتے ہین کہ کوئی جگہ اچھی ہو تو وہان بیٹھین باتین کرین عمرو کہتا ہی کہ ای ملکہ مجھے تو اپنا غلام سمجھیو یہ ناحق کا فساد موقوف کرو ملکہ کہتی آئی ہی کہ ایسا ہی ہوگا میرا بھی یہی جی چاہتا ہی کہ خواجہ ہم ہون اور تم ہو ناچ راگ رنگ کی صحبت ہو یہ باتین کرتے کرتے یاقوت ملک نے عمرو کو غفلت دے کر سینہ بیہوشی مارا کہ عمرو چھینک مار کر بیہوش ہوکر گرا لیکن ایک ڈبیہ یاقوت کی کمر سے عمرو کی نکل پڑی یاقوت ملک نے اُس ڈبیہ کو اُٹھا لیا اور کھولا اُسمین سے غبار بیہوشی اُڑا یاقوت ملک بھی بیہوش ہوکر گری اور اس طرح گری کہ عمرو کے مُنھ سے مُنھ ملگیا گویا عمرو کے جذب دل نے اپنی طرف کھینچ لیا یہ دونون بیہوش پڑے تھے کہ ادھر سے سمک یلطاقی لشکر یاقوت ملک کی سیر کرکے پھرا ہوا آتا تھا دور سے دیکھا کہ دو شخص صحرا مین بیٹھے ہوئے ہین قریب آکر جو دیکھا تو عمرو اور یاقوت ملک کو پایا جیسین کہتا ہی کہ یاقوت ملک کو بھی اُستاد سے محبت ہی کیا سینے سے سینہ مُنھ سے مُنھ ملا ہے دونون غافل سوتے ہین پھر خیال مین گذرا کہ ای سمک یہ کونسا مقام سونے کا ہی تو انکو باندھکر یہان سے چل پھر کیا جائیگا یہ ارادہ کرکے چلا پھر خیال مین گذرا کہ اگر استاد جاگتے ہونگے تو کیسا تجھ کو خفا ہونگے یہ جو ذہن مین آیا پیچھے سرک گیا پھر سوچا اے سمک دیکھ تو سہی کہ سوتے یا جاگتے ہین دو قدم آگے بڑھا تھا پھر ادب سے عمرو کے پیارا ہوا اسی حالت مین تھا کہ مہتر قران حبشی بھی عمرو کو ڈھونڈھتا ہوا وہین پہونچا دیکھا کہ ایک شخص کبھی آگے بڑھ جاتا ہی کبھی پیچھے ہٹ آتا ہی قران نے دل مین کہا کہ مرد سودائی ہی جو آگے بڑھتا ہی اور پیچھے ہٹتا ہی قریب جا کر سمک یلطاقی کو پایا پکارا کہ ای سمک یہ تجھے کیا ہوا ہی کیون تماشا بنا کر رہا ہی قران کی آواز جو سمک کے کان مین پہونچی گویا جان تازہ بدن مین آگئی پھر کر دیکھا کہا خلیفہ آپ بروقت پہونچے یہان آئیے اور تماشا دیکھیے قران بولا کہ کیسا تماشا مین اُستاد کو ڈھونڈھنے نکلا ہون

سمک نے کہا استاد بھی تو یہاں ہیں اب مہتر قران آگے بڑھا دیکھا تو واقعی استاد غافل پڑے ہیں اور یاقوت ملک
برابر لیٹی ہوئی ہے سمک سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ استاد کو یاقوت ملک نے بیہوش کیا ہے اور استاد کی عیاری سے
وہ بیہوش ہوئی ہے پھر تمھیں تامل کس پر کا ہے جلد دونوں کو اٹھا لیجئیں سمک بولا میں اسی تردد میں تھا کہ عاشق معشوق
سوتے ہیں بیہوش ہو کر پاس جاؤں کہا کہ ابھی تمھیں کچھ خبر ہے کہ قران قریب گیا اور عمرو کو اسی طرح بیہوش باندھ کر پشتارہ
پشتہ پر لگایا سمک نے یاقوت ملک کا پشتارہ اٹھایا دونوں اپنے لشکر میں آئے بارگاہ میں داخل ہوتے
ایک پلنگ پر عمرو اور یاقوت ملک کو لٹایا فتیلہ رفع بیہوشی دیا جب عمرو کی آنکھ کھلی یاقوت ملک کو پاس لیٹے
دیکھا گلے میں ہاتھ ڈال دیئے یاقوت ملک کی جو آنکھ کھلی اپنے کو عمرو کے پلنگ پر پایا اٹھ بیٹھی اور کہا خواجہ میں نے
کئی مرتبہ تمھیں گرفتار کیا اور مہتر قران تمھیں چھڑا لایا آج تمھاری عیاری سے میں بیہوش ہوئی اگر تم مجھے یہیں لائے اگر میری
عیار بچیاں پہلے پہونچ جاتیں وہ اٹھا لیجاتیں اب بھی میں ہی تیر غالب ہوں تمھیں مناسب ہے کہ اب مجھے جانے دو اور پھر
میدان میں غالب آنے کی ہے ہر چند مہتر قران منع کرتا رہا کہ یاقوت ملک کو نہ چھوڑیئے عمرو نے نہ مانا یاقوت ملک سے کہا
آپ شوق سے جائیے مجھے آپ کو آزردہ کرنا گوارا نہیں ہے یاقوت ملک نے کہا کہ خواجہ جو اگر یہی ہے تو میری ساتوں
عیار بچیوں کو بھی چھوڑ دو کہ میں ساتھ لیتی جاؤں گی تو آخر میرے تمھارے فیصلہ ہے اگر تم غالب ہوئے تو میں تمھاری کنیز ہوں
اگر میں غالب آئی تو تجھے اختیار ہے عمرو نے کہا بہتر اور اسی وقت ساتوں عیار بچیوں کو زندانخانے سے بلوا کر قید انکی دور کر کے
ملکہ کے ساتھ کر دیا یاقوت ملک خوشی خوشی وہاں سے اپنے خیمے میں آئی اور سب سے مشورہ کیا کہ عمرو مجھ پر عاشق ہے میں
اپنے کو مثل عروس کے آراستہ کر کے میدان میں جاؤنگی کہ وہ اور زیادہ فریفتہ ہو کر مدہوش ہو جائے اور میں اسیر کر کے
سامنے لے آؤں سب نے کہا بلا لوں بہت مناسب ہے ملکہ آرائش میں مصروف ہوئی اور عیار بچیاں بھی اپنی اپنی
تیاری کرنے لگیں ادھر عمرو نے بعد یاقوت ملک کے جانے کے رات تھوڑی سی باقی تھی قران سے کہا کہ لاؤ مجھے بھی
ہمیں آراستہ کرو قران نے خلعت شادی عمرو کو پہنایا سہرہ موتیوں کا سر پر باندھا کہ تمام جسم عمرو کا اس میں چھپ گیا اور
تخت مرصع کار پر سوار کیا ایک لاکھ اسی ہزار قرعول اور باد دھری کے باندھنے والے طنبورہ زرافشی و شادیانہ بجاتے
ہوئے ساتھ ہوئے تخت عمرو کا طرف میدان کے چلا تھا کہ حمزہ صاحبقران مع سرداران عالیشان ہوئے عمرو نے
سلام کیا امیر نے ہنس کر کہا کہ خواجہ آج تو نوشاہ ہو ہمیں سلام کرنا چاہیے باقی تمام سرداروں نے عمرو کو سلام کیا کرب
نے آکر پایہ تخت کا پکڑا ایک پایہ بدیع الزمان نے تھاما ایک علمشاہ نے لیا ایک مہتر قران نے سنبھالا لاکھ سردار
لباس پر تکلف پہنے ہوئے مثل براتیوں کے گرد تخت عمرو کے ہوئے نوبت نقارہ بجتا ہوا شہنائی بجتی ہوئی تخت
جمشیدی اور فر فریدونی سواری شاہ عمرو کی میدان میں پہونچی ادھر سے دیکھا کہ ملکہ یاقوت ملک تخت یاقوت نگار
پر سوار جوڑہ بندھا ہوا تاج کج سر پر رکھا ہوا الجھا کمند کا نیچے سینہ سامنے موجود تمام عیار بچیاں آستینیں چڑھائے باندھے
عیاری کے بدن لگائے تخت کے ساتھ باغ سے باہر آئیں میدان میں پہونچیں دیکھا تو عجب ہنگامہ ہے کہ تمام لشکر اسلام
از کہتا مہ ادنے اعلیٰ سب تماشا دیکھنے آئے ہیں انبوہ عالم ہجوم خلائق ہے حمزہ صاحبقران مع سرداران عمرو کی جلو
میں موجود ہیں یاقوت ملک نے الماس باد پا سے کہا کہ آج بڑا رتبہ ہے عمرو کا تو دیکھتی ہے کہ صاحبقران اسکی جلو میں
ہیں لیکن جب یاقوت ملک میدان میں آکر ٹھہری صاحبقران مع سرداران عالیشان بادشاہ اسلام کی خدمت
میں آئے مجرا کر کے کھڑے ہوئے اور بادشاہ اسلام کی طرف مخاطب ہو کر عرض کی کہ میں عمرو کے پاس موجود رہتا مگر اس
سبب سے چلا آیا کہ مبادا یاقوت ملک کو گمان گذرے کہ امیر عمرو کی کمک کو آئے ہیں اور عمرو نے بھی بعد صاحبقران کے

رخصت کر دیا الغرض جس وقت صف آرائی ہو چکی اور میدان جنگ درست ہو چکا ملکہ یاقوت ملک اپنے تخت پر سے
جست کر کے آسمان پر گئی اور نیچے کے ہاتھ نکالنے لگی خوب سلح شوری دکھائی چار گھڑی تک آسمان سے نیچے نہ آئی جس وقت
پانون زمین سے آشنا ہوئے چار غول چالیس عیار بچیون کے سامنے آکر کھڑے ہوئے ایک غول مین کمسنین تھین ایک مین
نوجوان عورتین تھین ایک غول ادھیڑون کا ایک بوڑھون کا تھا اور چارون کے چار رنگ کے لباس تھے بس یہ چارون غول
بیس بیس گز کے فاصلے سے کھڑے ہوئے اور چند عیار بچیون نے ایک درخت نقرۂ مصقول کا لاکر بیچ مین نصب کیا تھا کہ
پتے اُسکے زمرد کے تھے شاخین طلائے احمر کی تھین ہر شاخ مین حلقہائے طلائی نصب تھے اور ہر حلقے مین خوشہائے مروارید
آویزان تھے ملکہ یاقوت ملک گرد اُس درخت کے چکر مارنے لگی پھر چکر مار کر غول مین زرد پوشون کے آکر گری اُس کی
بھی وہی صورت وہی زرد لباس اور وہی سن تھا لگا نیچہ چلنے دو گھڑی تک خوب نیچہ چلا الماس باد پا نے آواز دی کہ
تھا جو کوئی پہچان سکتا ہو کہ ملکہ ان مین کونسی ہے تمام عیار بچیون نے خیال کیا نہ پہچان سکین ملکہ نے اُس غول سے نکلکر پھر
چکر پھر گرد اُس درخت کے مارے دوسری مرتبہ سیاہ پوشون کے غول مین آکر گری انمین بھی نیچہ چلنے لگا اور ملکہ کا وہی سن
وہی صورت تھی وہی سیاہ لباس تھا دو گھڑی تک اُس غول مین بھی کوئی ملکہ کو نہ پہچان سکا تیسری بار سبز پوشون مین جا کر
گری وہی وضع وہی طرح تھی پھر سرخ پوشون مین جا رلی تو وہی پوشاک وہی لباس وہی عمر تھی اب چارون غولون سے فراغت
کر کے گوپھن ہاتھ مین لیکر جس خوشہ مروارید پر پتھر مارا وہ خوشہ اُڑ گیا الماس باد پا نے کہا کہ بلاؤن یہ کمال نہین ہے کہ سارا
خوشہ مروارید آپ نے اُڑا دیا لطف یہ ہے کہ ایک موتی گچھے مین سے اُڑ جائے اور موتیون کو خراش نہ لگے کہا اچھا دوبارہ بھی
پتھر جو مارا تو ایک موتی اُڑا دیا اور خوشے کو جنبش تک نہ ہوئی واہ واہ کی آوازین بلند ہوئین غرض ملکہ جب ہنر اپنے دکھا چکی
میدان مین چمک کر پکاری کہ خواجہ آؤ میرے مقابلے کو بس عمرو تخت پر سے اُترا تمام عیار ساتھ تھے سب کو رخصت کر دیا آپ
سامنے ملکہ یاقوت ملک کے آیا پکارا کہ اے سرو گلشن ناز و ادا کہین جبین اندازیہ گنہگار حاضر ہے سر نذر کرنے کو آیا ہے اگر قبول ہو تو
زہے عز و شرف یاقوت ملک نے کہا کہ یہ باتین مجھے پسند نہین اچھی طرح سے سامنا کرو ہوش و حواس درست کرو
عمرو نے کہا کہ مین کس سے سامنا کرون معشوق سے کوئی بھی آجتک لڑا ہے جو مین لڑونگا یاقوت ملک پکاری کہ مین
معشوق نہین ہون تمھاری قاتل ہون عمرو بولا سب معشوق جفا کار ظلم شعار ہوتے ہین مگر بعد مرنے کے عاشق کی قدر
ہوتی ہے ملکہ بولی ایسی باتین بہت سنی ہین بے خبر دار ہو مین بغیر مارے نہ چھوڑونگی عمرو نے پکارا کہ تم شوق سے قتل کرو
یاقوت ملک پیچھے ہٹی اور گوپھن کے کلے مین پتھر دے کر مارا کہ اسے عمرو نے وہ پتھر خالی دیا اور پکارا شعر
اکنون کہ تنہا دیدمت الطاف آرا زارے مکن تیغے بکش تنگے بزن تیغی مگو کارے مکن ملکہ نے دوسرا پتھر اور تیسرا پتھر مارا بوچھار
کر دی عمرو خالی دے رہا ہے کبھی اُچک جاتا ہے کبھی بیٹھ جاتا ہے کبھی دہنی طرف ہٹجاتا ہے کبھی بائین طرف جھپ جاتا ہے ملکہ نے
دیکھا کہ پتھر نہین لگتا ہے دو دستی پتھر مارنے لگی عمرو دونون سے بچنے لگا مگر گوپھن ہاتھ مین نہین لیتا کہ رہا ہے کہ مین تجربہ نہ کرونگا
یہانتک کہ ملکہ پتھر مار مار کر تھکی تو تیرا اُسکا خالی ہو گیا اب ملکہ نے کمند مارنا شروع کیا عمرو کمند سے بھی بچنے لگا دو دستی کمند ملکہ
مارتی ہے لیکن عمرو اُسکے دام مین نہین آتا آخر کار یاقوت ملک نے خنجر مارنا شروع کیا عمرو نے خنجر بھی نہ کھایا اور کہا کہ ملکہ مین
عاشق صادق ہون میرا کلیجہ ٹھنڈا تھا جب وہ خنجر مار کر تھکی کہا کہ رہ اب پیچھے سے سر تیرا کاٹتی ہون خنجر پھینکا تیغ میان
سے لیا لگی تیغ مارنے عمرو ہنسنے لگا اور پکار کر کہا کہ ملکہ تم ہمکو عاشق صادق اپنا نہین جانتی ہو پچھتاؤ گی اور ہمارا جینا تو شب
ہے اب جان اپنی تیر دیتے ہین خیر چاہے ہماری وفا کا رہیگا عاشقان صادق مین محسوب ہونگے القصہ جب تیغ
یاقوت ملک نے مارا عمرو نے سر جھکا دیا اور یہ شعر پڑھا شعر سر من ؎ شمشیر حبیب * ہر چہ آید بر سر من با نصیب است

تیغ چہ گردن پر پڑتا ہی صاف گلے کو کاٹ کر نکلگیا سر تن سے جدا ہو کر گرا اور آواز گلوے بریدہ سے بلند ہوئی شعر سر سر بار گران فدا شد
حیف بجا شد ؛ این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد ؛ اور لاشہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا امیر سامنے کھڑے ہوئے تھے جیسے ہی یہ معرکہ دیکھا کہ
عمرو ہاتھ سے **یاقوت ملک** کے قتل ہوا جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا اشقر پر سے اپنے کو گرا دیا گریبان چاک کیا
پکارتے ہوئے دوڑے کہ ای یار وفا شعار ای مونس و غمخوار حمزہ آخر تو رہرو راہ عدم ہوا جان اپنی معشوق پر نثار کی
ہمین بھی اپنے پاس بلا لو اپنے ساتھ لیچلو ادھر **کرب غازی** نے نعرہ جگر خراش بلند کیا کہ ای پدر بزرگوار مجھے اپنے
ہمراہ لیے چلیے اور بادشاہ اسلام کو سکتہ ہو گیا تھا جملہ سردار بھی رو رہے تھے لیکن **یاقوت ملک** نے جو دیکھا کہ
عمرو عاشق صادق تھا جان تجھپر نثار کی مین یہ نہ جانتی تھی کہ عمرو یون جان اپنی دیدیگا روتی ہوئی عمرو کے پاس
آئی اور جھکی کہ لاش عمرو کی اٹھائے پس عمرو نے کمند ماری کہ ساتون حلقہ کمند کے گلے مین یاقوت ملک کے پڑ گئے
جھٹکا دیا کہ زمین پر گری پس عمرو اسکو باندھکر لے بھاگا اور پکارا کہ حمزہ مین زندہ و سلامت ہون اور پکڑ لایا
یاقوت ملک کو امیر نے گھبرا کر دیکھا کہ عمرو چلا آتا ہی پشتارہ **یاقوت ملک** کا پشت پر لگا ہوا ہی بے اختیار کہا
کہ خواجہ تم زندہ کیونکر ہوئے عمرو نے کہا کہ حمزہ مین نے اپنے سر پر اور ایک سر عیاری سے بنا کر اسمین شہاب بھر کر
باندھا تھا اُس سر کو مین نے کٹوا دیا اور گر پڑا جب **یاقوت ملک** میرے قریب آئی تو مین نے اُسے بہ فریب کمند مار کر
پکڑ لیا غرض امیر بہت خوش ہوئے اور یاقوت ملک سے پوچھا کہ اب تو تجھین کوئی حجت باقی نہین رہی **یاقوت ملک**
بولی کہ مجھے کوئی حجت باقی نہین مین کنیز ہون عمرو کی چاہے مجھے بیچ ڈالے صاحبقران نے خلعت دیا **یاقوت ملک**
کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی اور وہان سے رخصت ہو کر اپنے باغ مین آئی سب عیار بچیون کو مسلمان کیا دوسرے دن
دربار مین آئی امیر کو مجرا کیا کرسی عنایت ہوئی یاقوت ملک کرسی پر بیٹھی صاحبقران نے فرمایا ای یاقوت ملک جاکر
ما بچے بیٹھو شادی کی تیاری کرو اُسنے کہا کنیز یہی پوچھنے حاضر ہوئی تھی القصہ بہت دھوم سے شادی عمرو کی یاقوت ملک کے
ساتھ ہوئی اور قران کی شادی الماس بادپا کے ساتھ اور چالاک کا عقد شعلہ شمشیر زن کے ہمراہ اور برق فرنگی کا
نکاح غزال کے ساتھ اور ترک خطائی کا عقد صنوبر خنجر زن کے ہمراہ اور شعبدہ نقب زن ابوالفتح کے ساتھ بیاہی گئی اور
لنتر بن خنجر بلخی کے ساتھ اور سمن کمند انداز گلباد کے ساتھ اور عیار بچیون کی شادیان اور عیاران لشکر اسلام کے ہمراہ ہوئین
بعد اسکے یاقوت ملک نے حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور جملہ سرداران عالیمقام کی دعوت عقیق کوہ مین کی پھر امیر
وہان سے دربند قہوریہ پر آئے عمرو سے پوچھا خواجہ لقا کا حال کچھ معلوم ہوا کدھر بھاگ گیا عرض کی کہ وہ درہ شبنم مین داخل
ہوا یہ سنتے ہی پہلوان عادی کو حکم ہوا کہ جلد پیش خیمہ لیکر درہ شبنم کی طرف چلو عادی یہ حکم سنکر اسی وقت بارگاہ لدوا کر روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان دربند شستم فرعونیہ یعنے درہ شبنم کے بیان کیے جاتے ہین

کہ زمرد شاہ باختری بھاگ کر جب درہ شبنم کے پاس پہونچا مالک وہانکا زریان بن قنطور شاہ تھا اُسنے اپنے سرداران
سے صلاح کی کہ زمرد شاہ بڑا بھائی ہی فرعون شاہ کا مدد کرنا اُسکی جملہ واجبات سے ہی سبھون نے عرض کیا کہ درست ہی پس
زریان تحفے اور کشتیان نذر کے ساتھ لیکر خدمت لقا بے بقا مین آیا اور عرض کیا کہ حضور نے جو یہان قدم رنجہ فرمایا
ہی تو شہر مین تشریف لے چلیے لقا نے کہا کہ مین نے یہی تقدیر کی اُسی وقت سوار ہو کر ساتھ اُسکے شہر قنطوریہ مین آیا لشکر باہر قلعے
کے اترا آپ داخل قلعہ ہوا زریان نے دعوت ضیافت کی بختیارک نے زریان سے پوچھا کہ آپ نے ہلکو جو دامن پناہ
دیا ہی کیا سمجھکر دیا ہی ہمارے پیچھے ایک اژدہا ہے ہفت سر آتا ہی اُس سے کون سامنا کریگا آپ خود ایسے معلوم ہوتے ہین کہ کوئی
پہلوان آپ کے پاس ایسا ہو کہ حمزہ سے مقابلہ کریگا نہ کوئی عیار ایسا معلوم ہوتا ہی نہ کوئی جادوگر دکھائی دیتا ہی پھر آپ کیا کیجیے گا

بہتر یہ ہی کہ آپ ہماری دعوت کر چکے اب ہمیں رخصت دیجیے کہ ہم ملک فرعونیہ کو چلے جائیں کسواسطے کہ اگر حمزہ آجائیگا تو بھاگنا مشکل پڑ جائیگا زریان نے بختیارک کے کلام سنکر کہا کہ ملک جی تم مضطر ہو جو کچھ کہو وہ بجا ہی مگر تم خاطر جمع رکھو حمزہ یہان آئیگا تو تدبیر اسکی قرار واقعی ہو جائیگی حقیقت میں میں تو مقابل لشکر حمزہ نہیں ہو سکتا مگر مددگار میرے ایسے ہیں کہ لشکر حمزہ کا ایک لمحہ بھر میں کام تمام کرینگے اور میں اپنے سب دوستوں کو نامے لکھتا ہوں انھیں بلواتا ہوں یہ کہکر سوچنے لگا سر جھکا کر دریاے فکر میں غوطہ زن ہوا اُسی وقت خیال میں گذرا کہ قیطاس جادو دستار بدل بھائی ہی ساحر شمشش جادو کا اُس سے اور مجھسے دوستی کمال ہی اور اُس سے اکثر یہی وعدے رہتے ہیں کہ جب کوئی وقت عسیر آئیگا تو ہماری دوستی کا حال کھلجائیگا ای زریان قیطاس جادو کو نامہ لکھ وہ دوست صادق ہی مقرر تیری مددگاری کریگا یہ خیال دل میں لا کر دبیر کو بلا کر کہا کہ نامہ لکھو قیطاس جادو کو مضمون اُسکا یہ ہو کہ خداوند باختر برادر بزرگ فرعون شاہ میرے پاس تشریف لائے ہیں اور تعاقب میں اُنکے خداپرست چلے آتے ہیں آپکو لائق و لازم ہی کہ نامہ دیکھتے ہی کھانا وہان کھائیے تو پانی یہان آکر دھوئیے جلد تشریف لائیے ایک تو ہمارا حق دوستی آپ پر ہی دوسرے کفالت کرنا لقا کی لائق و لازم ہی بڑی ناموری کا محل ہی جب یہ نامہ دبیر نے تیار کیا ایک عیار کو دیا کہ جلد اسے قیطاس جادو پاس لیجا اور اسکا جواب لیکر جلد وہ نامہ لیکر روانہ ہوا زریان نے لقا سے کہا کہ یا خداوند اب آپ ذرا اندیشہ نہ کریں دیکھیے کہ ہوتا کیا ہی بختیارک نے پوچھا کہ کسے آپ نے نامہ لکھا ہی زریان بولا کہ تجھے کیا بختیارک نے کہا کچھ تو فرمائیے کہا کہ ای بختیارک قیطاس کوہ میں بھائی ہی ساحر شمشش جادو کا قیطاس جادو اُسکا نام ہی اُسے میں نے بلایا ہی جب میں مقرب خداوند فرعون شاہ تھا تو اُس سے اور مجھسے کمال دوستی تھی یقین ہی کہ وہ نامہ دیکھتے ہی چلا آئیگا بختیارک نے کہا ای زریان تم خداپرستوں سے ابھی واقف نہیں ہوا انھوں نے شہر کے شہر جادوگروں کے غارت کر دیے ہیں ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ ساحران مشہور تھی اُسے چاہ المالس کے اندر گھسکر مارا ہی اور جادوگروں کی کیا حقیقت ہی زریان بولا کہ ملک جی خدا جانے کس پیچ سے دمامہ جادو ماری گئی اسکی بہن بھی حمزہ کی شریک ہوگئی ورنہ دمامہ پر کون غالب آسکتا ملک جی یہان ایسا نہوگا تم خاطر جمعی سے یہان رہو غرض لقا عیش و عشرت میں مصروف ہوا بعد چند روز کے ہرکارون نے خبر دی کہ لشکر حمزہ صاحبقران آپہونچا لقا یہ خبر سنتے ہی مانند برگ بید کے کانپنے لگا رنگ زرد ہوگیا جام شراب ہاتھ سے گر کر چور ہوگیا وہی لذت شکست کھا کر بھاگنے کی یاد آگئی بختیارک نے زریان سے کہا کہ ابتک کوئی تمھاری کمک کو نہ آیا ہلکو مفت میں گرفتار کروایا زریان متردد و متفکر اٹھکر شہر کی طرف چلا مگر یہان حمزہ صاحبقران دنگل شوکت پر جلوہ گر ہیں بادشاہ اسلام تخت شاہی پر رونق افروز ہیں سرداروں کا دور بندھا ہی ناچ ہو رہا ہی جام شراب گردش میں ہی کہ روساے فرعونیہ جو بیٹھے ہوئے تھے مانند قہمور اور مہراب شاہ اور مصاحب شاہ وغیرہ کے امیر نے اُنسے پوچھا کہ صاحبو ملک درہ شمشم کچھ زبردست ہی یا کوئی پہلوان زور آور ہی یا کسی عیار کا اُسے بھروسا ہی یا کوئی ساحر اُسکا شریک ہی جو اُسنے لقا کو اپنے پاس رکھا ہی قہمور کرگدن سوار نے عرض کیا کہ پیر و مرشد غلام کو خوب حال اسکا معلوم ہی یہ سابق میں معشوق تھا فرعون شاہ کا پہلا چہلا معشوق وضع یہ لڑنا کیا جانے اور نہ کوئی پہلوان زبردست اُسکے ساتھ ہی نہ کوئی ساحر ہی نہ کوئی عیار ہی امیر نے فرمایا کہ کبھی کچھ تو بھروسا ہی جب تو وہ مقابلے کو ہمارے لشکر کے مستعد ہوا ہی کوئی مددگار اسکا پوشیدہ ہوگا اور عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ خبر لاؤ زریان بن قیقلوس شاہ کی عمرو نے کہا کہ حمزہ تمام زمانہ میرا دشمن ہو رہا ہی اور یہ ظاہر ہی کہ خفیہ مددگار رکھتے ہیں میں غافل گیا اور گرفتار ہو گیا پھر زندہ نہیں بچیگا امیر نے فرمایا کہ کبھی تمھارے پاس خدمت اخبار کی ہی

اسواسطے تمسے کہا گیا عمرو نے کہا کہ شہریار مین خدمت اخبار سے درگذرا جسکو جی چاہے یہ عہدہ سپرد کیجیے امیر نے خلعت اور
دو توڑے منگوائے اور فرمایا کہ بھئی یہ خلعت اور روپیہ اُسکے ہین جو درہ شبنم کی خبر لائے سمک عیار طاقی تخت لے ہین
سے کودا کہ پیرو مرشد مین موجود ہون خواجہ نے اگر اس خدمت سے ہاتھ اُٹھایا تو کار سرکار بند رہیگا اور چلا خلعت
کی طرف عمرو نے جو یہ دیکھا دوڑ کر وہ روپے اُٹھا کر داخل زنبیل کیے اور خلعت پہن لیا اور کہا کہ حمزہ سہل کام سمجھا سب
دوڑتے ہین مشکل پر کوئی نہین جاتا خیر یہ کام تو مین کرون پھر جسے چاہنا کام اخبار کا دیدینا یہ کہکر وہان سے چلا باہر
لشکر کے آیا تھا کہ ادھر سے مہتر قران کو دیکھا کہ چلا آتا ہے اُسنے سلام کیا اور کہا کہ اُستاد کیا ارادہ ہے آپ کہان چلے کہا کہ
درہ شبنم کی خبر کو وہ بولا کہ خدا جانے طمع آپ کی کیا کرے گی کہا کہ بھئی قرضدارون سے ناچار ہون قران نے کہا کہ اُستاد
مین بھی ہمراہ ہون کہا کہ بھئی اچھا چلو یہ دونون روانہ طرف لشکر کفار ہوئے جب قریب پہونچے تو دونون نے صورتین
اپنی تبدیل کین عمرو چوبدار کی صورت بنا قران اُسکے نوکر کی شکل ہوا عصا کاندھے پر رکھکر پیچھے پیچھے ہو لیا جب دروازہ
بارگاہ پر پہونچا عمرو نے عصا ہاتھ مین لیا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ لقا اور تمام سردار اُسکے بیٹھے ہین کوئی غیر شخص نہین
ہے لوگون سے پوچھا کہ حاکم درہ شبنم کا کہان ہے کہا کہ وہ ابھی قلعے مین گیا ہے عمرو دل مین سوچا کہ پھر یہان ٹھہر کر کیا کرین
چلکر قلعے مین اُسکی خبر لین وہان سے پھرا قران کو ہمراہ لیے روانہ ہوا جب سامنے شہر کے پہونچا دیکھا کہ دروازہ بند ہے
قرق ہے کوئی اندر جانے نہین پاتا قران سے کہا کہ بیٹا اندر چلنا ضرور ہے صورت بدلنا چاہیے یہ کہکر رنگ و روغن عیاری
نکالکر ایک گوشے مین جا کر باورچی کی صورت بنکر پگڑی پیشوان سر پر دھرا انگرکھا گلے مین پاجامہ پانون مین کمر بندھی
ہوئی دو چھریان اور ایک کفگیر کمر مین جا بجا کپڑون پر گھی کے دھبے لگے ہوئے ادھر قران کو جو دیکھا تو ایک مزدور
کی صورت بنا ہوا ہے سیاہ ٹوپی پہنے ہوئے چندوا غائب فقط گوٹ رہگئی ہے ایک غرقی بندھی ہوئی ایک چادر سر پر
اُسمین کچھ پیاز کچھ لہسن کچھ ترکاری عمرو نے جو یہ صورت دیکھی کہا بیٹا مرحبا صد مرحبا اور یہ دونون وہان سے قلعے
کی طرف چلے جب دروازے پر آئے پہرے والون نے کہا کہ کسی کے اندر جانے کا حکم نہین ہے عمرو بولا خیر ہم تو
پھرے جاتے ہین مگر بادشاہ جب کھانا مانگیگا تو تم جواب دے لینا یہ کہکر وہانسے لمبے قدم رکھتا ہوا چلا یہان جمعدار نے
کہا کہ بھئی ہے یہ کہ خاص وقت پر جو بادشاہ کو کھانا نہ پہونچا تو بیکار ہوگی اور باورچی ہمارا نام لے دیگا ناحق کی بدنامی ہوگی
یہان بلاؤ اُسے سپاہیون نے پکارنا شروع کیا کہ بھئی ادھر تو آؤ جمعدار صاحب بُلاتے ہین کہان پھرے جاتے ہو پلٹ کر
جواب دیا کہ ہم آکر کیا کرینگے تمنے تو ہمین جانے نہین دیا اب بُلاتے ہو سپاہی دوڑے جمعدار خود آیا اب کسی طرح یہ منائے
نہین مانتے ہین کہ رہے ہین کہ ہم نہ جاوینگے آخر کار جمعدار نے پانچ روپے دے کر رضامند کیا منا کر لایا اور کہا کہ اس طرف ایک
باغ ہے بادشاہ اُدھر گیا ہوا ہے آپ اس جانب نہ جائیے گا عمرو اور قران اور طرف روانہ ہوئے جب سپاہیون کی
نظر سے پوشیدہ ہوئے یہ دونون خدمتگار کی صورت بنکر داخل باغ ہوئے دیکھا کہ باغ بہت تکلف کا ہے سب طرح کے
پھول کھلے ہوئے ہین انواع انواع طرح کے درخت لگے ہوئے ہین نہرین جاری ہین جانور درختون پر بیٹھے بخوش الحانی مصروف
حمد باری ہین سیر و تماشا دیکھتے ہوئے بارہ دری کے پاس پہونچے دیکھا کہ بارہ دری دو رخی ہے ایک رخ ادھر ہے ایک رخ
اُسکا دریا کی طرف ہے بادشاہ بھی اُسی طرف ہے عمرو اور قران بھی اُسی طرف کو گئے ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت کرو فر سے
تاج سر پر رکھے ہوئے کرسی زرنگار پر سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہے اور دو خدمتگار اگالدان اور رومال لیے ہوئے کھڑے ہین
عمرو اور قران نے جا کر وہ اگالدان اُنکے ہاتھ سے لے لیے وہ خدمتگار چلے گئے عمرو اور قران ان دونون کے مقام پر
شہرمان کے پاس کھڑے ہوئے مگر شہرمان اس سوچ مین بیٹھا ہے کہ افسوس تو مفت مین ذلیل ہوا لقا کو ناحق اپنے پاس تو نے ٹھہرایا

اور کون کسی کی مدد کرتا ہو جان دینا بہت دشوار ہو برے وقت مین کوئی کسی کا ساتھ نہین دیتا شعر افسوس دل اپنا بھی
تو اپنا نہین ہوتا + ہان سچ ہو کہ کوئی بھی کسی نہین ہوتا + اسی فکر مین تھے کہ ایک ابر تیرہ و تار بیک قیطاس کوہ کیطرف
سے اُٹھا اور طرفۃ العین مین اُس باغ پر آکر گھر گیا اور اسمین سے بجلی چمکنے لگی رعد کے گرجنے کی صدا آنے لگی شعلہ ہاے آتش
اسمین سے نکلنے لگے بس فریحان بن قنطور شاہ سمجھا کہ یہ غضب خداوند فرعون شاہ نجم نازل ہوا ہو تو نے جو بے اطلاع خداوند
لقا کو اپنے پاس جگہ دی کیا سمجھا بس خوف سے کانپنے لگا یہ تو پکارنے لگا کہ اب ایسی خطا کبھی نہوگی عمرو حیران کھڑا
دیکھ رہا ہو کہ وہ ابر پھٹا اور اسمین سے ایک تخت نمودار ہوا اور پانچ چار تخت اُسکے ساتھ اور تھے جب وہ تخت قریب
آیا اُسپر ایک عورت مانند دود کی بیٹھی ہوئی ہو بنتالیس ایرج کا قد بال قتیلہ قتیلہ چھوٹے ہوئے ہین بال نہین ہین
معلوم ہوتا ہو کہ مار سیاہ اسکے سر مین لپٹے ہوے ہین تو بڑا سا منھ گالون پر داغ چیچک کے بڑے بڑے غار ہر غار مین مہاسے
اُٹھا ہوا مہاسے کے سرے پر ایک ایک بال مانند سوے فیل کے آنکھین مانند کہربا زرد ہا تھے پر شقہ کھنچا ہوا دونون بھون
کے بیچ مین ٹیکہ سیندور کا دیا ہوا دونون چھاتیان مانند تھیلا لٹکائے ہوئے بیگنون کی شکل ہوئی عجب ہیبت ناک شکل
تھی بنارسی دوپٹہ اوڑھے ہوئے دونون آنچل دونون کاندھون پر پڑے ہوئے بہت کسی سے شانے تک بندھے
ہوئے سرخ تافتے کا لہنگا پانون مین منھ سے شعلہ آتش نکلتے ہوئے عمرو یہ ہیئت دیکھتے ہی ڈر کانپنے لگا گھبرا گیا اپنے
دل مین کہا کہ ای عمرو خدا جانے اس سے کیا ایذا تجھے پہونچے گی جو یہ عالم تیرا ہوا ہو خدا جلد اہل اسلام کو اسکے شر سے
محفوظ رکھے مگر وہ جادوگرنی جب زمین پر آئی وہی چالیس اُسکی مصاحبین و کنیزین اسکے ساتھ ٹہلنے لگین کہ ارے
دیکھو تو کوئی مالک اس باغ کا ہو وہ ڈھونڈنے لگین ایک طرف دیکھا ایک شخص تاج سر سے اتارے ہوئے ہاتھ
کوٹے پر رکھے زمین پر اوندھا پڑا ہوا توبہ توبہ کر رہا ہو کہا معلوم ہوتا ہو کہ مالک یہانکا وہی ہو یہ ساحرہ کہ نام اسکا خورشید جادو
ہو آنکلا آئی ہاتھ پکڑ کر فریحان کا اٹھا لیا اور کہا اسے کیون توبہ توبہ پکار رہا ہو سیدھا تو ہو جو حال تو بیان کر فریحان نے
وہ صورت عجیب جو دیکھی گھبرا گیا کہا کہ مین بیشک خطاوار ہون جو چاہیے سزا دیجیے اُسنے کہا خطا کیسی تیرا نام کیا ہو اُسنے کہا نام
بتاؤنگا تو خدا جانے آپ کیا کرینگی اُسنے کہا کہ ارے خوف نہ کر بدحواس نہو اگر تو یہانکا بادشاہ ہو اور فریحان بن
قنطور شاہ تیرا نام ہو تو آگاہ ہو کہ مین تیری مدد کو قیطاس کوہ سے آئی ہون یہ کلمہ سنکر اسکی جان مین جان آئی
بولا کہ ہان مین نے قیطاس جادو کو نامہ لکھا تھا اپنی کمک کیواسطے بلایا تھا میرا ہی نام فریحان ہو مین نے یہ مدد
کسی کی کبھی دیکھی نہ تھی یہ عالم دیکھکر ڈرا تھا کہ نہین معلوم کیا آفت آئی ہو خورشید جادو نے کہا کہ جسوقت نامہ تمہارا
پہونچا مین اپنے نانا قیطاس جادو پاس بیٹھی ہوئی تھی نامے کو پڑھتے ہی قیطاس جادو نے کہا کہ فریحان میرا
مدت کا دوست ہو مین اسکی مدد کو جاؤنگا مین نے کہا کہ ای بزرگوار آپ کاہیکو تکلیف کرینگے مین جاتی ہون جتنے خداپرست
ہین سبکا کام تمام کرونگی ایک آدمی کا زندہ نہ چھوڑونگی بس مین رخصت ہو کر ادھر کو روانہ ہوئی یہان جو آئی تمھین
اس حال مین مبتلا دیکھا فریحان بہت خوش ہوا اور کہا تمنے تو میری آبرو رکھلی امیدوار ہون کہ مجھکو اپنے نام نامی
اور اسم گرامی سے آگاہ کرو وہ بولی مجھے خورشید جادو کہتے ہین فریحان نے کہا ای خورشید جادو تم خدا کے باختر
میرے یہان اترا ہوا ہو چلے اسکی زیارت کرلو کہا کہ بہتر ہو چلو پس دونون ہاتھ پکڑے ہوئے روانہ ہوئے باغ سے
نکلکر ایک سواری پر دونون سوار ہوئے بارگاہ لقا مین آئے خورشید جادو نے لقا کو سلام کیا پایہ تخت کو بوسہ دیکر کرسی
زرنگار پر آکر بیٹھی فریحان نے تعریفین خورشید جادو کی انتہا بیان کین خورشید جادو نے لقا سے حال اہل اسلام کا
پوچھا لقا نے اشارہ بختیارک کی طرف کیا کہ یہ خوب جانتا ہو اس سے پوچھو بختیارک نے اُٹھکر کورنش ادا کر کے [illegible]

خورشید جادو نے نام پوچھا بختیارک نے نام اپنا مع آبا و اجداد بیان کیا خورشید جادو ہنسی اور کہا کہ حال خدا پرستوں کا
بیان کر بختیارک نے ابتدا سے انتہا تک امیر اور حقیقت ساحران عالم کے مفصل قتل ہونے کی بیان کی اور بعد اسکے
کہا کہ جو شخص ریش تراشیدہ کافران قاتل ساحران ہے اُسکا نام نہیں لے سکتا اس سے بھی آگاہ کر دیا کہ حمزہ مالک باطل السحر ہے خورشید جادو
نے کہا کہ ملک جی جسکا تم نام نہیں لے سکتے حال اُس شخص کا مجھے خوب معلوم ہے وہ عیار حمزہ ہے کہ اسکے ہاتھ سے تمام زمانے کے ساحر مارے گئے
ہیں اور حمزہ کا بھی حال جانتی ہوں دونوں کی تدبیر ہو جاویگی یہی باتیں تھیں کہ جادوگرنیاں مصاحب خورشید جادو کی نسرین
جادو اور نسترن جادو آئیں دونوں نے خورشید جادو کو سلام کیا ہاتھ باندھ کے کھڑی ہوئیں خورشید جادو نے پوچھا کہ ارے تم
کیوں کھڑی ہوئی ہو عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو ہم تین روز میں لشکر حمزہ میں کسی کو باقی نہ رکھیں سبکا استیصال کر دیں کہا کہ
دور ہو مردارو تمنے بھی سحر میں اتنا دخل پیدا کیا ہے جو اپنے مقدار پر کیا ہنسی ٹھٹھا ہے لشکر حمزہ کا غارت کرنا ان دونوں نے عرض
کیا کہ بلا ہوں اگر یہ نہو تو ہماری ناکیں کاٹ ڈالیے گا پھر خورشید جادو نے کہا کہ ارے تمکو سحر میں سلیقہ کیا ہے انھوں نے
عرض کیا کہ اسوقت ہمیں رخصت دیجیے کہا کہ اچھا اگر تمنے تین دن میں خاتمہ نہ کیا اور چوتھا دن ہو گیا تو مجھسے برا کوئی نہیں
اچھا جاؤ وہ دونوں اسی وقت زمین پر گریں اور پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئیں بعد کو خورشید جادو نے اسباب سحر روانہ
کیا بس یہ تماشا دیکھکر عمرو بارگاہ سے باہر نکلا قِرآن سے کہا کہ چلکر بیٹا حمزہ کو اس حال سے آگاہ کیجیے اُسنے کہا بسم اللہ
چلیے دونوں لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے شام کو وہاں سے چلے تھے شب تاریک تھی راستہ گم کیا رات بھر حیران و
سرگردان رہے صبح کو راہ دریافت کر کے راہی ہوئے لیکن یہاں حمزہ صاحبقران صبح کے وقت بارگاہ میں آکر بیٹھے ہیں
بادشاہ اسلام سے کہہ رہے ہیں کہ رات کو عجب تماشا ہوا کہ میں سونے کے واسطے پلنگ پر لیٹا ہوں کہ ایک کبوتر میرے
پلنگ کے گرد دو بار پھر کر چلا گیا بادشاہ نے چپکے سے کان میں کہا کہ اسم اعظم تو یاد کیجیے امیر جو یاد کرتے ہیں
اسم اعظم بالکل فراموش تھا بس رنگ سفید ہو گیا فرمایا عمرو دل سے گیا ہے خدا اُسکی خیر کرے یہی باتیں تھیں کہ لشکر میں
چار طرف سے غلغلہ برپا ہوا فرمایا خبر تو لو یہ کیا شور ہے لوگ خبر کو روانہ ہوئے غل اور زیادہ ہوا صاحبقران گھبرا کر بارگاہ
سے نکل آئے دیکھا کہ چار طرف لشکر کے شعلہ ہائے آتش چمکتے معلوم ہوتے ہیں لوگ اسباب اپنا بغل میں دبائے ہوئے
اسطرف کو بھاگے آتے ہیں پوچھا کہ کیا ہے عرض کیا کہ پیر و مرشد اوپر سے ابر آتش چلا آتا ہے نیچے دریا ہے جو لوگوں کو ڈبوتا
ہوا چلا آتا ہے اور چار طرف لشکر کے یہی صورت ہے کوئی باہر نہیں جا سکتا امیر یہ سنکر اور حیران و پریشان ہوئے خدایا جو
مرضی خدا کی کیا چارہ ہے اور سجادہ بچھا کر نماز پڑھی اور بگریہ و زاری دعا میں مصروف ہوئے مگر عمرو اور جہتر قِرآن جو
لشکر اسلام کے قریب آئے دیکھا جہاں لشکر تھا وہاں ابر آتش سے آگ برس رہی ہے اور دریائے آب جوش مار رہا ہے
دہنے بائیں طرف خوب دوڑ پھرے مگر کہیں سراغ لشکر کا نہ پایا ایک کاشتکار سے پوچھا کہ لشکر جو یہاں اترا ہوا تھا کیا ہوا
اُسنے کہا کہ پہر رات رہے سے دریائے آب و ابر آتش اُسے گھیرے ہوئے ہے یہ سنکر عمرو بے اختیار روتا ہوا پکارا کہ اے آقائے
عمرو وا مولائے عمرو ہائے ہائے یہ کیا فلک نے مجھے دکھایا اور عمرو بعد تیرے زندگی نہ کریگا اور اے آقا ابھی ذرا تامل
کرنا سیّار باغ جنان نہونا اس خادم دیرینہ کو اپنے پاس آ لینے دو یہ کہکر خنجر کھینچکر چاہا تھا کہ اپنے کو مارے کہ جہتر قِرآن
نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اُستاد آپ کیا کہتے ہیں امیر اور تمام لشکر ابھی زندہ و سلامت ہے یہ انھیں جادوگرنیوں
کی شرارت ہے یہ دریائے آب و ابر آتش انھیں کے سحر کا معلوم ہوتا ہے اور آپ کو یاد نہیں کہ انھوں نے خورشید جادو
سے تین دن کا وعدہ کیا ہے ابھی تو ایک ہی شب گذری ہے جبتک تین روز نہ گذر جاوینگے کسی کا کھٹکا نہوگا چلکر
تلاش کر کے اُن لکاتاؤں کو ماریے پھر اگر امیر کو زندہ نہ پایے گا تو آپ کو اختیار ہے عمرو نے کہا کہ اچھا بھئی چلو اور

یہ دونون روانہ ہوئے تھوڑی دور جاکر صلاح یہ کی کہ بھئی الگ الگ چلو بس ایک طرف عمرو روانہ ہوا اور ایک طرف
قران عمرو کنارے دریائے آب کے آتے آتے ایک درہ کوہ مین پہونچا دیکھا کہ صحرائے مہیب خارستان عجیب ہی ہوا گرم چل رہی
ہی درخت جلے ہوئے ہین پتے کا انمین پتہ تک نہین ہی ایک آدھ چند درخت پر بیٹھا ہوا پر پھیلائے نخ نخ کر رہا ہی اور قلہ کوہ پر
ایک ساحرہ کو دیکھا کہ بیٹھی ہی اور ایک چرخا اسکے آگے رکھا ہوا ہی اسپر پیر قین بندھی ہوئی ہین طاس پانی کا بھرا ہوا اسکے آگے
رکھا ہی ہر مرتبہ وہ ساحرہ سحر کرتی ہی تکلا پانی مین ڈبوتی ہی اور اُس چرخے پر مارتی ہی اسمین سے بوندین پانی کی گرتی ہین در مواج
ہو کر اسی دریائے آب مین جا کر ملتی ہین وہ دریا طغیانی پر آجاتا ہی عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ دریائے آب اسی کے سحر سے ہی
اسکو مارا چاہیے بس اسی وقت ایک زن جمیلہ کی صورت بنا اور پلنگ پوش اوڑھکر ایک درخت کے نیچے بیٹھکر سریلی آواز سے
رونا شروع کیا آواز رونے کی جو کان مین نسرین جادو کے پہونچی بےچین ہو کر اٹھی کہ یہ کون مصیبت زدہ رو رہا ہی دیکھو تو سہی
اور اسی آواز پر آئی دیکھا کہ ایک عورت پلنگ پوش اوڑھے ہوئے رو رہی ہی آواز سے یہ پایا جاتا ہی کہ ابھی کمسن ہی اُسنے
پلنگ پوش اُسکے منہ پر سے اٹھایا اور پوچھا کہ تو کون ہی کیا مصیبت تجھپر پڑی ہی جو تو اس کرب سے رو رہی ہی اُس زن جمیلہ نے
جو صورت اُسکی دیکھی سہم گئی پکاری کہ صاحب اگر تم مجھے کھانے کو آئی ہو تو کھا جاؤ مین آپ اپنی زندگی سے بیزار ہون اُسنے کہا کہ کیا
تو نے مجھے ڈائن مقرر کیا ہی یہ بولی کہ پھر صاحب آپ کون ہین اُسنے کہا کہ مین خورشید جادو کی مصاحب ہون اُسنے کہا معلوم ہوا
کہ خورشید جادو بڑی چڑیل ہی جو تجھ ایسی بلا اُسکی مصاحب ہی کہا اری چپ وہ بادشاہزادی ہی قیطاس کوہ کی یہ بولی کہ کیا وہان
سب بھوت پلیت رہتے ہین اُسنے کہا اری کیا بکتی ہی وہان سب آدمی رہتے ہین یہ بولی تم ایسے آدمی ہونگے پوچھا کہ مجھکو پھر تو
کیا جانتی ہی یہ پکاری ایک بلا مین تجھکو جانتی ہون اُسنے کہا ان باتون کو جانے دے اپنا حال بیان کر یہ بولی کیا حال کہکر
نوشجان کروگی اچھا سنو مین ایک سوداگر بچی ہون قافلہ میرا سب تباہ ہو گیا ماں باپ شوہر بھائی بند سب دریا مین غرق
ہوگئے مین ایک کمبخت تختے پر بہتی ہوئی ملک عونیہ مین لگی یہان پہونچی اب آپ بتائیے کہ آپ کون ہین اُسنے کہا نام
میرا نسرین جادو ہی مصاحب ہون خورشید جادو کی وعدہ کرکے آئی ہون کہ تین دن مین استیصال خدا پرستون کا
کردونگی دو روز ہو چلے ہین ایک روز اور باقی ہی مین اپنا کام ختم کر رہی تھی کہ آواز تیری سنی مین بیقرار ہو کر دوڑی
خیر اب ماں باپ عزیز تو تیرے زندہ نہین ہو سکتے مگر جہان تو کہیگی وہان تجھے پہونچا دیا جائیگا اب میرے ساتھ
چل یہان کیون بیٹھی ہی کوئی جانور درندہ نکلے گا تو تجھکو کھا جائیگا کہا کہ پھر چلو تمہین مجھے کھا لینا اُسنے کہا کہ باک نہین اور
ہاتھ پکڑکر اپنے ساتھ کوہ پر لائی اور پھر چرخہ پھرانے مین مصروف ہوئی اور آگے اُسکے خم شراب کے رکھے تھے اُسمین سے
شراب پینے لگی عمرو نے پوچھا کہ یہ آپ کیا پیتی ہین نسرین نے کہا شراب ہی تو بھی پی کہا کہ مین خون جگر پیتی ہون
اسکے پینے کی کیا احتیاج ہی اور اس شراب مین سے تو ایسی بوے بد آتی ہی کہ دماغ میرا پریشان ہوا جاتا ہی کبھی مین آدمی
تھی تو شراب منگوا کر پیا کرتی تھی اس شراب مین سے تو گوہ کی بو آتی ہی یہ کہکے منہ پھیر کر پلنگ پوش اوڑھکر گلابی شراب
کی بغل سے نکالی نسرین نے پوچھا یہ کیا کرتی ہی کہا کچھ نہین مین کیا لون کیا چیز ہی نسرین نے اٹھکر دیکھا کہ گلابی تھی
اُسمین شراب کیسی شفاف بھری ہوئی ہی دیکھتے ہی منہ مین پانی بھر آیا کہا کہ اسمین سے تھوڑی مجھے دے کہا یہ زندگی میری
زندگی ہی آپ خیال کیجیے کہ اس مصیبت مین کوئی چیز مین نے اپنے ساتھ نہ لی سوا اس شراب کے جانتی تھی کہ اس بغیر میری
زندگی دشوار ہی کہا تھوڑی ہی مجھے بھی دے کہا ہو چکے گی تو مین خاک پیونگی نسرین برہم ہو کر منہ پھیر کر چلی گئی اپنے کام
مین مصروف ہوئی عمرو اُس سے لپٹ گیا کہا کہ آپ خفا نہوجیے مین اسے اپنی زندگی جانتی ہون آپ تھوڑی سی میرے
ہاتھ سے پی لیجیے اُسنے کہا کہ بیٹا مین تو ذرا سی مانگتی تھی لا تو اپنے ہاتھ سے میرے منہ مین ڈالدے یہ کہکر منہ کھولدیا آنکھین

بند کرلین عمرو نے ساری گلابی اُسکے مُنہ مین ڈالدی اور لگا چیخنے رونے کہ ہاے اب مین کیا کرونگی وہ تو ساری گلابی
مُنہ مین جا رہی مُنہ کا ہلکو تھا غار تھا اُسنے کہا کہ بیٹیا تو آج کا دن ٹال کر کل تو جیسا کہیگی ویسی ہی شراب منگوا دونگی وہ
چپکے چپکے رونے لگی ایک ساعت بھر کے بعد زبان اُسکی شق ہو گئی بدن نیلا ہو گیا پیٹ پر ورم آ گیا وہ تڑپنے
لگی آخر کو داخل جہنم ہوئی عمرو نے جواہر اُسکے بدن پر سے کپڑون سمیت اُتار لیا اور خیمہ عیاری لی سے سر کاٹ کر
لیکر روانہ ہوا اور دل مین تصور کرتا جاتا تھا کہ چلکر دیکھو مہتر قران نے کیا کیا

اب چند کلمے داستان مہتر قران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ قران دریاے آتش کو دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ دیکھا درۂ کوہ مین ایک عورت لنگ کھاروے کا باندھے ہوئے
بیٹھی ہو اور دو منقل آتشین اُسکے آگے جل رہی ہین اور وہ ساحرہ کالے تل ہاتھ مین لیتی ہو اور اُنپر کچھ پڑھتی ہو
اور آگ پر ڈالتی ہو اُسمین سے شعلہ آتش اُٹھتے ہین اور ابر آتش مین جا کر مثل برق کے بنتے ہین اور اُس سے مواج گرتے ہین
یہ دیکھکر مہتر قران نے صورت اپنی ایک ساحر کی بنائی قشقہ پیشانی پر کھینچا زنار گلے مین ڈالا جھولی کھاروے کی
لگائی ایک اژدہا مقوے کا بنایا اُسپر سوار ہوا اور ایک نامہ سر پر باندھکر سامنے نسترن جادو کے پہونچا اور نعرہ کیا کہ
او نسترن ملکہ خورشید جادو نے مجھے بھیجا ہو کہ جا کر دیکھو اُسنے کیا کیا تمہین باندھکر مشکین مرداری لے آ تو نے اب تک نے
کیا کیا نسترن یہ سنکر تھر تھر کانپنے لگی کہا کہ ابھی تو دوسرا دن ہو اُسنے کہا کہ تو نے دو دن مین آدھے لشکر کا بھی کام تمام
نہ کیا نسترن نے جواب دیا کہ مین بھی تو کام مین مصروف ہون اگر بیکار بیٹھی ہوتی تو جگہ خالی کی تھی ایک روز کا کام اور
باقی ہو قران نے کہا کہ اگر تو اس کام مین نہوتی تو جھونٹے پکڑ کر کھینچتا ہوا لیجاتا دیکھ کر اس نامے مین ملکہ نے کیا لکھا ہی
پڑھ اسے نسترن نے نامہ اُسکے ہاتھ سے لیکر کھولا پینامہ کو کھولتی چلی جاتی ہو لیکن کچھ لکھا ہوا نظر نہین آتا سادہ
کاغذ معلوم ہوتا ہو جب سب نامہ کھول چکی آخر مین لکھا ہوا تھا کہ او قحبہ تو چاہتی ہو کہ لشکر اسلام کا استیصال کرے
منم مہتر قران حبشی کب تجھے زندہ چھوڑتا ہون بس اُسنے سر اُٹھا کر قران کی طرف دیکھا چاہا تھا کہ کچھ سحر کرے
قران نے ایک ہاتھ سے تو گلا اُسکا دبایا دوسرے ہاتھ سے دونون ٹانگین پکڑ کر اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا
کہ ہڈی پسلی طوطیائی سرمہ ہو گئی اور جھٹکر چھاتی پر سر اُسکا کاٹ لیا اور تلاش مین عمرو کی روانہ ہوا ادھر سے عمرو
آتا تھا اثناے راہ مین ملاقات ہوئی دونون نے اپنا اپنا کام بیان کیا عمرو نے کہا کہ بھئی تمہاری عیاری زبردستی کی ہی
تجنے تو زبردستی کر کے اُسے مارا قران نے کہا کہ اُستاد یہ سب آپکی جوتیون کا صدقہ ہو یہی باتین کرتے ہوئے روانہ ہوئے
کہ اب چلکر دیکھین کہ لشکر اسلام کا کیا حال ہو لیکن سلطان جہجاہ اور بادشاہ چرلغ لشکر اسلامیان اور سب سردارنامی
و گرامی بارگاہ ہشامی مین ہین اور تمام لشکر گرد بارگاہ ہشامی کے جمع ہو اور دریاے آب اور ابر آتش ڈبوتا اور
جلاتا چلا آتا ہو یہ کیفیت ہو کہ دریا سے ایک ایک نہنگ نکلتا ہو اور جب سانس کھینچتا ہو سو سو دو دو سو کو نگل جاتا
ہو لشکر مین تلاطم ہو ادھر ابر آتش سے بجلیان کڑک کڑک کر گرتی ہین جلا جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہین گھوڑے
چراغ پا ہو رہے ہین ایک محشر برپا ہو تمام خیمے گرد و اطراف کے ڈوبتے چلے جاتے ہین اب بارگاہ ہشامی سے
دس بیس گز کا فاصلہ باقی رہگیا ہو سبکو یقین مرگ ہو ہر شخص دعا مانگ رہا ہو کہ پروردگار بچا اس آتش سوزان سے
واسطہ ابراہیم خلیل اللہ کا اور محفوظ رکھ اس طوفان سے واسطہ نوح آدم ثانی کا ادھر گرب غازی اپنے
مولا علی ابن ابی طالب کو پکار رہا ہو کہ یا مولا سب انبیا کی مدد کی ہو اس غلام کو بھی اس تیغ دیباے
نجات دیجیے ہر ایک گریہ وزاری کر رہا ہو دعاے نجات مانگ رہا ہو کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر پہنچا

شعر: زشست ہمت کشور کشائیش ٭ برآمد بر ہدف تیر دعائش ٭ کہ یا تو وہ دریاے آب وابر آتش چڑھتا چلا آتا
تھا یا دریاے آب ٹھہر گیا بعد لحہ بھر کے پیچھے ہٹنا شروع ہوا یکایک دریاے آب غائب ہو گیا بعد ایک لمحہ کے
ابر آتش بھی نیست ونابود ہو گیا غلغلہ لشکر مین ہوا لوگ اپنا اپنا اسباب ڈھونڈھنے لگے صاحبقران نے دیکھا کہ اب
کچھ تک کہین نہین معلوم ہوتی اور کوئی خیمہ نہین جلا ہی سب برقرار ہین فرمایا معلوم ہوتا ہی کہ وہ جادوگر مارا گیا جسکے
سحر سے دریاے آب وابر آتش تھا اور واللہ یہ کام میرے یار وفادار عمرو بن امیہ ضمری کا ہی یہی باتین تھین کہ
عمرو وقران دونون سر جادوگرنیون کے لیے ہوئے پہونچے سلام کیا اور دونون نے سر سامنے پھینک دیے اور سب
حقیقت بیان کی امیر نے گلے سے لگایا خلعت دیا سب سردارون سے روپیہ دلوایا حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے
یہان تو نقارۂ شادمانی گڑگڑایا مگر اب حال سنیے بارگاہ کفار کا کہ یہان تمام کفار بیٹھے ہین اور تعجب اور ہی نسرین
ونسترن کو گئے ہوئے کہ خورشید جادو نے کہا بختیارک سے کہ ملک جی کچھ لشکر حمزہ کی بھی تمہین خبر ہی کہا کہ سنا ہی
دریاے آب وابر آتش گھیرے ہوئے ہی کہا کہ دیکھا تمنے دو کنیزون نے میری کیا حال کیا لشکر حمزہ کا بختیارک
نے کہا کہ ای ملکہ خورشید جادو اگر عمرو بھی لشکر مین ہی اور وہ بھی اس بلا مین گرفتار ہو گیا ہی تو کنیزین آپکی بخشی نہین تو
مرشد خدا جانے انسے کسطرح پیش آئینگے خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی تم بہت عمرو سے خائف ہو بختیارک
بولا آپ خائف کہتی ہین میرا تو یہ حال ہی کہ جہان انکو دیکھا یقین ہوا کہ ملک الموت آپہونچے اور مین تو ڈر دن تو
کون ڈرے کہ میرے باپ کا ہر لیہ بکا کر مجھکو کھلا دیا یہانتک جوتیان ماری ہین کہ سر پر کوئی بال باقی نہین رہا
خورشید جادو نے ہنسکر کہا کہ دیکھین سر تمہارا بختیارک نے پگڑی اُتار کر سر سامنے کیا خورشید جادو نے دیکھا کہ
واقعی کوئی بال سر پر نہین رہا گئی ہنسنے بعد اسکے کوئی پہر بھر گذرا ہو گا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے ہاتھ اُٹھا کر بد دعا
دی اور کہا کہ دو دوڑ سے دریاے آب وابر آتش جو لشکر حمزہ کو گھیرے ہوئے تھا آج بالکل وہ نیست ونابود ہو گیا
اور لشکر حمزہ جسطرح تھا اسی طرح ہی بلکہ طبل شادمانی بج رہا ہی بختیارک یہ سنتے ہی تا دھنا ناچنے لگا اور پکارا الصلوٰۃ
بر محمد وآل محمد لعنت بر لقا وبر لات اعلیٰ ومنات معلیٰ کیون اے خورشید جادو سنا تمنے نسرین ونسترن دونون
ماری گئین مرشد نے خاتمہ کیا خورشید جادو نے کہا تو کیا واہیات بکتا ہی فال بد منھ سے نہ نکال اور اپنی
ساتھ والیون سے کہا کہ جا کر خبر تو لاؤ اور نسرین ونسترن سے کہنا کہ اسقدر تساہل تمنے کیون کیا ہی صنوبر جادو
نے کہا کہ بلا لون مین جا کر خبر لاتی ہون اور اسی وقت صورت عقاب کی بنکر روانہ ہوئی بعد دو ساعت کے لاشہ
بیسر نسرین ونسترن کے دونون پنجون مین دبائے ہوئے لا کر سامنے خورشید جادو کے ڈالدیے خورشید جادو
یہ دیکھکر تھرائی بختیارک نے سلام کیا اور کہا کہ دیکھا تمنے کام مرشد کامل کا خورشید نے کہا ای بختیارک اب
تیرے کہنے کا مجھے یقین ہوا کہ وہ ساربان زادہ بلاے بے درمان آفت جہان ہی مگر ملک جی خون نسرین ونسترن
کا ضائع نہ جائیگا دیکھنا عوض مین انکے اگر تمام خدا پرستون کو نہ مارا ہو گا تو نام اپنا خورشید جادو نہ رکھا ہو گا اور
لقا سے کہا کہ آپ چلکر مجھے بتائیے کہ لڑائی کس مقام پر ہوئی کہ وہان پر مکان اپنے واسطے بنا کر بیٹھون کہ یہ عیار
ڈر کی چیز ہی اپنی حفاظت آدمی کو لازم ہی اور اسی غیظ وغضب مین اٹھی تمنے نسرین ونسترن کہ ٹھنڈی سانس
بھرتی ہوئی اور کہتی ہوئی کہ کیون نسرین کیون نسترن تم ہماری تو کہین خیر تمتو خدمت مین سامری وجمشید کے ہو گئین
ہم تمہارے قاتلون کو مار کر اپنی جان دینگے ہاے تم ہماری زندگی کا مزا لے گئین یہ کہتی ہوئی میدان مین آئی مگر
وہان سے جتنی دور لشکر لقا تھا اتنی ہی دور وہان سے لشکر صاحبقران تھا اور لقا بھی مع اپنے سردارون کے ساتھ تھا

زریان بھی تماشا دیکھنے ہمراہ آیا تھا کہ خورشید جادو نے نصف میدان مین چار سرکنڈے چار طرف گاڑے
اُسپر سفید اور زرد سوت لپیٹا اور رائی و نبولے سرسون کے دانے ہاتھ مین لیکر اسم سحر کا دم کرکے وہان مارنا شروع
کیے کہ دو گھڑی بعد وہان سے گرد و غبار کا تتق بلند ہوا کہ وہ مقام تاریک ہوگیا ساعت بھر کے بعد روشنی ہوئی
دیکھا کہ قلعہ مینائی تیار ہو کہ اُسمین ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی اور چار برج چارون کونون پر
اور چار نہر دہانون سے خون جاری ہو وہ آکر خندق مین بھرتا ہو اور خندق موج مارتی ہو اور چارون دروازون
پر قلعے کے چار اژدہے مُنھ پھیلائے بیٹھے ہین اور اندر قلعے کے بنگلے مینائی معلوم ہوتے ہین خورشید جادو نے
لقا سے کہا کہ مین نے تو اپنے رہنے کو یہ قلعہ مینائی بنایا ہو کہ بغیر میرے حکم پرندہ پر نہین مار سکتا مین تو اسمین
داخل ہوتی ہون آپ جاکر طبل جنگ بجوائیے کہ کل مین عوض خون نسرین و نسترن جادو کا لونگی یہ کہکر
اپنے ہمراہیون سمیت داخل شہر مینا ہوئی لشکر پھر کر داخل قرارگاہ ہوا حکم دیا کہ نقارۂ قدرت پر چوب پڑے کہ کل لشکر حمزہ پر
اپنا غضب نازل کرونگا اُسی وقت کوس حربی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی جواسیسان لشکر اسلام
نے خبر بادشاہ اسلام اور صاحبقران ذوالاحترام کو پہونچائی کہ غم مین نسرین و نسترن کے خورشید جادو
نے بیچ میدان مین قلعہ مینائی بنایا ہو اور اسمین جاکر ڈر سے عیارون کے چھپی ہو اور طبل جنگ بجوایا ہو فرمایا کہ
کچھ پروا نہین خدائے ما بزرگ است ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی
نقارہ بجا غرض رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو بادشاہ اسلام برآمد ہوئے امیر نے مجرا کیا اُسطرف دیکھا
کہ بدیع الزمان اپنے زرہ پوشون سمیت چلا آتا ہو فرمایا خدا اسے نظر بد سے محفوظ رکھے یہ زینت بارگاہ ہو دوسری طرف
علمشاہ کو دیکھا فرمایا کہ یہ ستون بارگاہ ہو رکن صاحبقرانی ہو خدا ان دونون کو سلامت رکھے یہی باتین کرتے
ہوئے میدان مین آئے اُدھر سے دیکھا کہ لقا تخت پر سوار بختیارک خواصی مین بیٹھا ہوا ایکطرف زریان تخت پر
سوار فوج ہمراہ مقابل لشکر صاحبقران صف باندھکر کھڑی ہوئی صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نہیب
دیکر چلے گئے کہ ہان غازیو آج دن ہو نام کرنے کا ❊ شعر ❊ رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ❊ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا
جس وقت نقیب ہٹ گئے دروازہ شہر مینا کا کھلا اور ایک تخت آتشین نمودار ہوا اُسپر خورشید جادو سوار اُسنے
آکر لقا کو مجرا کیا اجازت میدان چاہی لقا نے کہا کہ تو میری بندی خاص الخاص ہو تقدیر کی مین نے کہ تو سب
خداپرستون پر غالب آئیگی یہ سلام کرکے چاہتی ہو کہ میدان کو جائے کہ آسمان پر بجلی کڑکی اور ابر تند نظر آیا
یکایک آواز ترانے کی آئی اور ابر شق ہوا اُسمین سے چالیس عورتین ہنس پر سوار اور آگے اُنکے ایک نقابدار
مرصع پوش طاؤس پر سوار سامنے خورشید جادو کے آکر مجرا کیا نقاب منھ پر سے دور کی خورشید جادو
نے حیات جادو کو دیکھا اور یہ حیات جادو بھانجی ہو خورشید جادو کی مان تو اُسکی جہنم واصل ہو گئی ہو
خورشید جادو نے اسے اپنی بیٹی کیا ہو آپ سحر تعلیم کیا ہو اُسکو علامہ دہر بنایا ہو حیات جادو نہایت خوبصورت
ہو بندھیان موتیون کی گندھی ہوئین چہرہ مانند ماہ تابان کے پرضو بس دوڑ کر خورشید جادو کے سینے سے
لپٹ گئی اور کہا خالہ امان تم سے بات کرنے کو نہین جی چاہتا ایسی تم باغ گل خندان سے غائب ہوئین اور ایسی
جلدی آئین کہ مجھکو خبر بھی نہین کی ہائے زمانے کا لہو سفید ہوگیا ہو اور یہان مان ہماری ہوتی تو ہمکو اکیلا کاہیکو
چھوڑ آتی خورشید جادو نے کہا کہ بیٹا اول تو مجھے قیطاس کوہ سے تیرے نانا نے جلد روانہ کیا تھا دوسرے
یہان لڑائیون کے ہنگامے مین اسواسطے مین نے تجھکو آگاہ نہین کیا اور ساتھ اپنے نہ لائی اور اے فرزند

میرا سوا تیرے اور کون ہی اور خوب ہوا جو تو آگئی جا آج کی سپہ انداری تو کر دیکھون تو کیا کرتی ہی مین نے تجھپر بڑی
محنت کی ہی ما بہ بساط میری تو ہی آج مین بھی اپنی محنت کا ثمرہ دیکھون لیکن لقا نے جبسے اُسے دیکھا ہی مائل ہوا ہی
خورشید جادو سے پوچھا کہ یہ تمھاری کون ہی کہا کہ میری بھانجی ہی حیات جادو نے پوچھا خالہ امان یہ موا ریچھ کون
ہی اُسنے کہا کہ بیٹیا یہ بڑا بھاری ہی خداوند فرعون شاہ کا خداوند باختری یہی ہی اسے سجدہ کر اُسنے کہا کہ مین تو اس
جھڑوے کو سجدہ نہ کرونگی اور اک ناز و نخرے سے سلام کیا لقا پکارا کہ یہ میری بندی خاص الخاص ہی تقدیر کی
مین نے کہ یہ فتحیاب ہی خورشید نے کہا کہ لے بیٹیا جا میدان مین حیات جادو بولی خالہ امان مین نے کبھی
لڑائی دیکھی نہین مین کیونکر لڑونگی اور ان مشٹنڈون سے سامنا کرونگی خورشید جادو بولی اتبک شرارت نہین
گئی مجھکو ستاتی ہی ارے یہ میدان جنگ ہی یہان ایسی باتین نہ کر جا دو آدمیون کو پکڑ لا زیادہ نہین کہا اچھا
خالہ امان جاتی ہون اور طاؤس کو اُڑا کر میدان مین آئی مگر حجاب سے سر جھکائے ہوئے ایک لمحہ بھر کے بعد پکاری
ای خدا پرستو آؤ میرے مقابلہ کو بس یہ سُننا تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان مرکب جھکا کر سامنے تخت بادشاہی کے
آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کیا اور کوئی نہ تھا میدان مین جانیکو جو تمنے سبقت کی عرض کی کہ مین
دوگ آگے پیچھے جاتے پھر مین کہانتک اندیشہ کرتا آخر میری بھی نوبت آتی اس سے پہلے جانا بہتر ہی فرمایا جاؤ
خدا تمھارا نگہبان ہی بدیع الزمان مرکب پر سوار ہوکر سامنے حیات جادو کے آیا اُس جادو نگاہ نے اسطرح
دیکھا کہ بدیع الزمان بدل و جان مائل ہوا اُسنے کہا کہ ای شہریار الحمد للہ کہ مصرع کار یکہ خواستم زخدا شد میسرم
جبسے کہ مین آئی ہون اور تمکو دیکھا ہی دلدادہ ہوئی ہون بدیع الزمان نے ہنسکر کہا کہ ای محبوب جانی اگر تم میری
خواہان ہو تو میرے ساتھ چلو یہان کیون کھڑی ہو کہا کہ مین تو حاضر ہون مگر آپ مین لیاقت ہی کہ مجھکو اپنے
ساتھ لیجایئے اور اپنے گھر رکھیے بدیع الزمان گفتگو سے اُسکی اور لپا جاتا ہی کہا کہ جان من مجھسے زمانے مین
زبردست کون ہی ہم تمکو لیجلینگے اُسنے کہا کہ خالہ امان جو سامنے کھڑی ہین کہا وہ کیا لگاتہ ہی آؤ تم میرے ساتھ چلو
اُسنے کہا اچھا یہ جام تو ہمارے ہاتھ سے پی لو اور ساغر سرخ رنگ سامنے کیا بدیع الزمان نے جام اُسکے ہاتھ سے
لیکر لبون سے لگایا اور پی گیا بس یک بیک آنکھین بدیع الزمان کی سرخ ہو گئین اور بدمست ہوکر دوڑا
کہ اُس سے لپٹ جائے اُسنے ایک چھڑی طاؤس شو لگکر ماری چھڑی کے پڑتے ہی بدیع الزمان گھوڑے پر سے
گرا اور مور کی شکل بنکر اُڑتا ہوا شہر مینا کو چلا گیا حمزہ صاحبقران آبدیدہ ہوئے مگر علمشاہ مین تاب باقی
نہ رہی وہین سے تلوار کھینچکر دوڑا کہ او لکاتہ غضب کیا تو نے مگر اب کہان جائیگی میرے ہاتھ سے اور بغیر اجازت
بادشاہ کے برابر اُسکے ہوکر تلوار ماری اُسنے چھڑی پر روکی دوسری تلوار اور ماری اُسنے وہ بھی روکی کہا
کیون عورت پر تیغ آزمائی کرتے ہوئے شرم نہین آتی کہ علمشاہ چاہتا ہی کہ کچھ جواب دے اُسنے کہا بس تم اپنی
بھیجی جمکا چکے اب ہمارا وار روکو اور وہی چھڑی طاؤس شو لگکر ماری کہ علمشاہ بھی زمین پر گرکر مور بنکر اُڑتا ہوا شہر
مینا کو چلا گیا حیات جادو میدان سے پھر آئی خورشید جادو نے کہا کہ بیٹیا ابھی دن بہت باقی ہی شام تک تو
سپہ اندازی کر کہا بس خالہ جان دو آدمیون کے پکڑ لانے کا اقرار تھا خلاف عہد نہ کیجیے بس دو آدمیون کو پکڑ لائی اب
مجھے کچھ سروکار نہین خورشید جادو ناچار طبل بازگشت بجوا کر پھر گئی لقا اپنے خیمے مین گیا شادیانے لشکر کفار مین
بجنے لگے ادھر حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام نہایت پریشان کمال مضطر پھرے تمام باختری گرد مرکب
بدیع الزمان کے اور تمام رومی و فرنگی گرد مرکب علمشاہ کے گریان و نالان چلے آتے ہین

اسطرح لشکر اسلام داخل بارگاہ ہوا امیر نے ہرکارون کو بلوا کر حکم دیا کہ جا کر خبر تو لاؤ کہ یہ لڑکا تو میرے فرزندون سے
ساتھ کیا کرتی ہو ہرکارے روانہ ہوئے مگر یہان خورشید جادو داخل شہر مینا ہوئی اور اخگر جادو کے حوالے کیا
بدیع الزمان اور **علمشاہ** کو اور کہا کہ صبح کو دیوان انکا ہوگا دوسرے روز صبح کو اپنے سامنے بلایا اور آپ نیچے
ایک درخت انگور کے بیٹھی تھی ان دونون سے کہا کہ **فرعون شاہ** کو سجدہ کرو لقا کی اطاعت اختیار کرو تو مین
تمھین چھوڑ دون اور اپنے باپ کو بھی سمجھا کر لے آؤ ان دونون نے کہا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہی لقا اور فرعون شاہ پر
کرور کرور لعنت ہو انکے پرستارون پر خدا اُس روز تک ہمکو نہ رکھے کہ ہم حق پرستی ترک کرکے باطل پرستی اختیار
کرین خورشید جادو نے کہا اے اخگر جادو جلد انکی گردن مار اخگر جادو تلوار کھینچکر سر پر بدیع الزمان کے آیا
علمشاہ پکارا اے اخگر یہ کیا نا انصافی ہو کر تو میرے چھوٹے بھائی کو کہ بجائے فرزند ہو میرے سامنے قتل کرتا ہو پہلے
میرا کام تمام کرے تو اُسپر ہاتھ ڈالنا مجھ مین طاقت نہین کہ مین لاشہ خونچکان اسکا دیکھ سکون اخگر جادو
علمشاہ کی طرف متوجہ ہوا کہ اچھا پہلے تجھی کو قتل کرونگا اور آیا **علمشاہ** کے سر پر چاہتا ہو کہ تلوار مارے
بدیع الزمان نے نعرہ کیا کہ او بیدادگر یہ کیا ظلم کرتا ہو یہ بجائے باپ کے ہین اور تو میرے سامنے انکو قتل کرتا ہو مجھے
مارا جانا انکا نہ دیکھا جائیگا تجھے قسم ہو اپنے دین و مذہب کی پہلے میرا خاتمہ کرلے تو انکو قتل کرنا اخگر جادو ادھر سے
پھر کر چلا تھا کہ علمشاہ نے کہا او مادر بخطا کہان جاتا ہو مجھے پہلے قتل کر پھر اُسپر ہاتھ ڈالیو اخگر ادھر سے پھر اتھا
کہ بدیع الزمان نے گالیان دینا شروع کیا خورشید جادو نے جو یہ ہیرا پھیری دیکھی کہا کہ اخگر تو ادھر سے اُدھر جاتا
ہی اُدھر سے اِدھر آتا ہو مار تلوار انکا کام تمام کر بس اخگر بدیع الزمان کی طرف تو چل ہی چکا تھا بس تیغ ستم سے
نو گل بستان **صاحبقران** یعنے شاہزادہ بدیع الزمان کے سر کو قلم کیا کہ سر اُسکا جدا ہو کر گرا **علمشاہ** نے سر کو اٹھا لیا منہ سے
منہ ملنا شروع کیا اور کہا کہ بھیا جلدی نہ کرو ہم بھی تمھارے پاس بہت جلد پہونچتے ہین یہ کہکر چیخ مار کر رویا کہ قلعہ مینا
ہلگیا مگر اُس پر کالا آتش دوزخ یعنے اخگر جادو نے تلوار لگائی کہ سر اُسکا بھی تن سے جدا ہوگیا اور مسافر راہ عدم ہوا خورشید
جادو نے کہا لاشہ دونون کے لیجا کر شہر مینا پر آویزان کرو اور دونون سر خوان مین رکھوا کر ادھا پچون سے بند کراکر
کسنون سے کسوا کر حمزہ کے سامنے رکھ آؤ اور کہتے آنا کہ یہ عوض ہی خون لنسرین و نسترن کا اخگر نے وہی کیا
خوان لیکر روانہ ہوا یہان سر پر آرائے صاحبقرانی واسطے ان دونون کے متاسف و متالم ہین آنکھون مین
آنسو بھرے ہوئے ہین فرما رہے ہین کہ اسوقت دل میرا خود بخود اُمڈا آتا ہو جی چاہتا ہو کہ بے اختیار چیخین مار کر رو دون
خدا میرے فرزندون کی خیر کرے خبر نیک سنائے سردار عرض کر رہے ہین کہ پیر و مرشد خبر نیک سنئے گا آپ کچھ
وسواس نہ کرین کہ یکایک دروازہ بارگاہ پر ایک شعلۂ آتش چمکا اور ایک شخص کہ جسم اُسکا آگ کا تھا قرینے سے
پایا جاتا تھا کہ ساحر ہو ایک خوان سر پر رکھے ہوئے آیا اور سامنے **صاحبقران** کے رکھکر کہا کہ یہ عوض ہو خون لنسرین
و نسترن کا ملکہ خورشید جادو نے بھیجا ہی یہ کہکر وہ تو چلا گیا مگر امیر بیقرار ہوئے اور سب سردار اٹھکر دیکھنے لگے خوان جو
کھلا سر بدیع الزمان اور علمشاہ کا دیکھا کہ گیسوان غلیلی رخسارۂ زیبا پر لپٹے ہوئے ہین اور فوارہ خون کا شہرگ
سے جاری ہی چشم حسرت کھلی ہی آثار تبسم دہن سے نمایان ہین امیر نے نعرہ کوہ شگاف کیا اور سر **بدیع الزمان** کا
اٹھا کر منہ سے منہ ملنے لگے اور پکارے کہ اے فرزند ارجمند اے اجل پسند اے باعث زندگانی حمزہ حمزہ کو برباد کر گئے
اے فرزند اگر سفر عدم کا درپیش تھا تو باپ کو کیون تنہا چھوڑ گئے اور کبھی علمشاہ کے سر کو اٹھاتے ہین اور فرماتے ہین
کہ بیٹا تم تو ہماری کمر توڑ گئے ہم کسکے سہارے زندگی کرینگے آخر وقت مین باپ کو کچھ وصیت بھی نہ کر گئے اور ادھر دی

دو فرنگی و باختری رو رہے ہین پکار رہے کہ ای آقا ہمکو کسکے حوالے کر گئے ہم کسلئے ہو کر جئینگے کہ یکایک عمرو نے آواز
دی کہ صاحبو آنکھین اپنی اپنی بند کرو خواتین معظمہ آتی ہین اور ایک ایک کو گردن مین ہاتھ دے کر نکالنا شروع کیا
مگر یہ کیفیت ہی کہ کوئی نہین نکلتا آخر کو عمرو نے لاٹھیان مار کر نکالا جب بھی کسی نے منہ اتنا مار کھایا کیے لیکن باہر نہ نکلے
عورت مرد سب ایک جگہ ہین گرد یہ بانو بدیع الزمان کا سر سینے سی لگائے ہوئے ہو اور پکار رہی ہی کہ ای بیٹا مجھے
مادر ناشاد سے بات تو کرو مجھ سے تو بولو ایسے خفا ہو گئے کہ بات بھی نہین کرتے جواب بھی نہین دیتے بیٹا یہ جان کیونکر
جئیگی ادھر رابطہ اطلس پوش علمشاہ کے سر سے لپٹی ہوئی ہی کہ رہی ہی کہ واری بارہ برس بعد بیٹے سے ملے تھے اب تم
آپ سفر کر گئے ہائے قاسم جو پوچھیگا اُسے کیا جواب دونگی عجب حشر برپا تھا کہ عمرو نے گرد یہ بانو سے کہا کہ حمزہ
تو آپ بیجان ہو رہا ہی تم اور رو رو کر اُسے ہلاک کرو گی صاحبو کو کھ اُجڑ چکی مانگ کی خیر مناؤ کہ تدبیر حمزہ کے مارنیکی
کر رہی ہو اُسنے کہا کہ خواجہ یہ کیا کہتے ہو ارے جسکا ایسا بیٹا مارا جائے اُسے کیونکر صبر آئے ہم ہر چند ضبط کرتے ہین
مگر کہین ہو سکتا ہی دل اندر سے اُمڈا آتا ہی غرض عمرو اُنکو سمجھا بجھا کر اندر لیگیا مگر امیر دونون کے سر سینے سے
لگائے فرما رہے ہین کہ کوئی جا کر لاشین انکی لائے تو مین قبلان سحر کو دفن کر دون آخری خدمت تو انکی بجا لاؤن سیارہ
و امیہ کہ با حال پریشان کھڑے تھے عرض کیا کہ ہم جا کر اپنے آقاؤن کی لاشین لائینگے یا اپنی جان دینگے بعد انکے
مزا زندگی کا باقی نہین کہ ایسے آقا ہم کہان پائینگے عمرو نے رو کر کہا کہ ای فرزند مین جانتا ہون کہ تم رفیقان جانثار
ہو جاؤگے جانین اپنی نثار کرو گے داغ اپنا ہمارے دل پر دھروگے مین نے تمکو فرزندان حمزہ پر نثار کیا جاؤ خدا تمھارا
نگہبان ہی یہ دونون اُٹھکر شہر مینا کو روانہ ہوئے جب سامنے قلعہ مینا کے پہونچے دیکھا کہ گرد قلعے کے خندق خون
سے لبریز جوش مار رہی اور ایک اژدہا آنکھین بند کیے منھ سے کف جاری دروازہ قلعے پر بیٹھا ہی اور تمام بدن سے
اُس اژدہے کے شعلۂ آتش نکلتے ہین سیارہ نے کہا ای بھائی امیہ تم یہین کھڑے رہو مین پار جا کر دونون لاشین لیے
آتا ہون اُسنے کہا مین بھی تمھارے ہمراہ ہون سیارہ بولا کہ بھائی مین اگر صحیح و سلامت پہونچا لاشین لایا اور اگر
گرفتار ہوا تو تم بچے رہوگے یہ کہکر شہنا دم کر سینے کے نیچے رکھ شناوری کرتا ہوا چلا بیچ دریا تک بخوف و خطر پہونچ گیا
دل مین خوش ہو کر اب اُسپار گیا اور لاشین اُتار کیے آیا کہ ایک نہنگ سیاہ رنگ اُچھلا اور سیارہ کو نگل گیا اور
پھر غرق ہو گیا امیہ یہ دیکھکر خوف سے بھاگا اور ایک درخت کی آڑ پکڑ کر نقب کنی شروع کی یہانتک کہ پاس دیوار
قلعے کے پہونچا خنجر امیہ کا جو دیوار قلعے پر پڑا اُسمین سے شعلۂ آتش پیدا ہوا اور وہ شیر بنکر امیہ پر دوڑا امیہ اُس سے
بھاگ کر بچ نہ سکا سراسیمہ ہوا کہ شیر اسکی گردن پکڑ کر لے بھاگا صبح کو لوگون نے دیکھا کہ سر امیہ و سیارہ کے کنگرون
پر چڑھے ہین لاشین بدیع الزمان و علمشاہ کی لاشون کے پاس لٹکی ہین یہ دیکھکر عیار عمرو کے پاس آئے اور تمام
حال بیان کیا عمرو نے پچھاڑ کھائی اور پکارا کہ تم دونون اپنے اپنے آقا پر فدا ہوئے ہمکو کہین کا نہ رکھا اور خنجر
نکالکر چاہتا تھا اپنے کو ہلاک کرے کہ امیر لپٹ گئے اور فرمایا کہ تم ہمکو سمجھاتے تھے کہ یہ کشتۂ سحر ہین خواجہ
سیارہ و امیہ بھی کشتۂ سحر ہین تم کیون اپنا خون اپنی گردن پر لیتے ہو اس سے جا کر حریف کے مارنے کی
فکر کرو اور خنجر ہاتھ سے عمرو کے لے لیا عمرو نے کہا کہ حمزہ مین نے جادوگرون کو دیکھا مگر خورشید جادو کے
مانند کسی کو نہین پایا جس وقت مین نے شکل اسکی دیکھی اسی وقت دل میرا تھرا گیا تھا خود بخود ایک خوف طاری
ہو گیا تھا اور میر ابس چلیگا تو کیا بغیر مارے چھوڑونگا بھی کہ اس اثنا مین ہرکارے خبر لیکر آئے کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی
فرمایا کہ ہمارے یہان بھی آخری کوچ کا نقارہ بجے غرض چار پہر رات نقارے گرد اگرد لائے اور تیاری جنگ بھی

صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف جدال وقتال خورشید جادو تخت آتشین پر سوار میدان مین
آئی اور مبارز طلب کیا ادھر سے ہاشم تیغ زن مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت شاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی
فرمایا خدا حافظ ہاشم سلام کرکے پھرا اور مقابل خورشید جادو آکر تلوار ماری اُس تیرہ رونے چہرے کو سپر کیا تلوار اچٹ گئی اور
ایک چھری ماری کہ ہاشم کلیجا پکڑ کر گھوڑے سے گرا اُدھر ہنس بنکر اڑتا ہوا شہر مینا کو چلا گیا بعد اسکے اسفندیار گیلانی نکلا اسکو بھی
خورشید جادو نے باز بنا کر اڑا دیا چوگان بن حمزہ گیا دور سے تیر مارنا شروع کیے لیکن جو تیر خورشید جادو پر پڑا کاغذ ہو گیا اُسنے
بھی ایک ناریل مارا کہ قریب چوگان کے آکر پھٹا اور اُسمین سے دھوان پیدا ہوا کہ چوگان اُسمین چھپ گیا بعد اسکے وہ
دھوان طرف شہر مینا کے چلا گیا اور چوگان کا مرکب خالی نظر آیا معلوم ہوا کہ وہ دھوان اُسے بھی قید کر لیگیا غرض
شام تک بیس بائیس سردار گرفتار سحر ہوئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لقا نہایت خوش
بختیارک کمال مسرور خورشید جادو کی تعریف کرتے ہوئے لقا کہتا ہوا کہ ای بندگان من دیدید قدرت مرا و قدرت
کردم دیکھو کہ ایک ایک مین نے اپنے خاص بندون کو ایسی طاقت دی ہے کہ تمام خداپرستون پر غالب آجائین
جو نادان ہین وہ کہ رہے ہین کہ یا خداوند تو ایسا ہی ہے بختیارک خوش تو ہے لیکن یہ کہہ رہا ہے دیکھیے جب
مرشد کامل گرفتار ہون تو مین جانون کہ شاید فتح ہو نہین تو ہرگز خورشید جادو کی جان نہین بچیگی اس طرف
امیر باتوقیر با حال پریشان غم مین فرزندون کے گریان و نالان داخل بارگاہ ہوئے متردد و متفکر بیٹھے تھے کہ خبر
پہونچی کہ لشکر کفار مین طبل بجا ہے فرمایا ہمارے یہان بھی نقارہ کوچ بجے غرض رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین کہ دروازہ شہر مینا کا کھلا اور خورشید جادو فیل آتشین پر سوار
سامنے لقا کے آئی سجدہ کیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جا تو بندی خاص الخاص ہے خورشید جادو میدان مین
آئی مبارز طلب کیا آلا گرد فرنگی سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت طلب کی فرمایا جاؤ خدا حافظ حقیقی تمھارا
نگہبان ہے لیس یہ سلام کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آیا اور نیزہ خورشید جادو پر مارا خورشید جادو
نے ہاتھ سے پکڑ لیا اور جھٹکا دیا نیزہ ہاتھ سے آلا گرد کے نہ چھوٹا بس اُسنے آفت کی کہ نیزہ جلگیا بس ایک بار اُسنے پیچھے
پھر کر دشت کی دیکھا تو پردۂ بیابان سے گرد کا بگولا اُٹھا اور آلا گرد کو اڑائے لیے چلا گیا یہ حال دیکھکر
نہنگ بچہ دریائی کو تاب باقی نہ رہی اجازت بادشاہ سے لیکر میدان مین آیا اور چوب دست گران سنگ آسمان رنگ
اُٹھائے ہوئے قریب خورشید جادو کے پہونچا تھا کہ اُسنے ناریل زمین پر مارا وہ شق ہوا اور دھوان اُسمین سے نکلا نہنگ بچہ
کو آکر گھیر لیا اور اڑائے ہوئے طرف شہر مینا کے چلا گیا غرضکہ فرزندان امیر کا تو پہلے ہی روز خاتمہ ہو چکا تھا آج بہت
سے سردار بھی گرفتار ہوئے غرضکہ چند روز کی میدانداری مین بہت سے فرزند اور سردار امیر باتوقیر کے خورشید
جادو نے باز و عقاب و کلنگ و ہدہد بنا بنا کر اڑا دیے اورون کو تو یہ لگاتہ سردارون کو پکڑ لیجاتی ہے اور رات
کو سر اُنکے کٹوا کر کنگورون پر چڑھوا دیتی ہے لاشین لٹکوا دیتی ہے لشکر مین ایک تلاطم عظیم برپا ہے خورشید
اتنی بڑی ہوشیار ہے کہ شہر مینا سے باہر نکلتی ہی نہین جو عیار جانیکا ارادہ کرتا ہے وہ گرفتار ہو جاتا ہے امیر نہایت
رنج و صدمے مین بیٹھے ہوئے ہین عمرو بھی حیران و پریشان تھا کہ کیا کرے کوئی بات بن نہین آتی کہ جاسوسون
نے آکر خبر دی کہ شہر قنطوریہ مین تیاری دعوت کی ہے حیات جادو اور خورشید جادو دونون جائینگی اور
بڑی دھوم سے آتشبازی بھی چھوٹے گی یہ سنکر چالاک بن عمرو اٹھا اور عمرو سے عرض کیا کہ پیر و مرشد جس روز سے کہ
سیارہ و امیہ دونون مارے گئے ہین جہان میری آنکھون مین اندھیر ہے اب غلام رخصت ہوتا ہے یا تو مین نے جاکر

مارا ان لکاتاؤن کو اور یا اپنی بھی جان نثار کی عمرو نے کہا ای چالاک داغ امیہ وسیارہ کا میرے دل سے
نہین مٹا ہی تم اپنا داغ دیے جاتے ہو ای چالاک تمکو بعد تیرے زندہ نہ رہیگا تو نہ جائین جاؤنگا چالاک بولا
ای پدر بزرگوار خدا آپ کو میرے سر پر سلامت رکھے اُسدن کو خدا مجھے نہ رکھے کہ مین بغیر آپ کے زندگی کردن یہ
کہکر روانہ ہوا راوی کہتا ہی کہ جب اُس شیطان بادیہ ضلالت راندۂ درگاہ لقاے بے بقا اور تریمان بردغانے
ضیافت خورشید جادو اور حیات جادو کی کی کہ بختیارک مصر ہوا پیغام بھیجا خورشید جادو کو کہ کمال دل چاہتا ہی
کہ ایک روز دعوت صاحب کی کرون خورشید جادو نے کہلا بھیجا کہ مین ایک لمحہ کو بھی شہر مینا سے نہ نکلونگی پھر
لقا نے کہلا بھیجا کہ آپ ایکدن شریک صحبت ہو جیے خورشید جادو نے کہلا بھیجا کہ تمام عیاران لشکر اسلام میرے دشمن
ہو رہے ہین اور گھات مین لگے ہوئے ہین مین ہرگز شہر مینا سے نہ نکلونگی تیسری بار بختیارک خود آیا کہ خداوند نے
فرمایا ہی کہ آپ ایک دو گھڑی کے واسطے قدم رنجہ فرمایئے زیادہ نہ ٹھہریے گا خورشید جادو نے کہا ملک جی تمسے تعجب
ہی کہ تم یہ کلمہ کہتے ہو جانتے ہو کہ یہ عیار کیا بلا کی چیز ہین انھون نے کیسے کیسے گھر ساحرون کے برباد کر دیے ہین بختیارک
بولا آپ بجا فرماتی ہین مگر لقا اور تریمان شاہ کی خوشی ہوگی اور بہت روپیہ لگا ہی وہ سب برباد جائیگا اسنے تو
جب بھی انکار کیا مگر حیات جادو تقاضا رسیدہ کہ ابھی کمسن ہی بچہ ہی اُسنے کہا کہ خالہ امان دو چار ساعت کے واسطے
چلی چلنا کچھ مضائقہ نہین ہی خورشید جادو نے کہا چھوکری تو بیوقوف ہی تمام لشکر حمزہ تو میرا دشمن ہو رہا ہی اور تو یہ کلمہ کہتی
ہی مین ایک دم تو باہر نکل نہین سکتی ہون حیات جادو نے کہا کہ خالہ امان کوئی کیا قدرت رکھتا ہی کہ ہمارے آپ کے ہوتے
صحبت مین آنکے دو گھڑی کے لیے چلنے مین کچھ نقصان نہین ہی بالکل نہ جانے مین خاطر شکنی لقا اور تریمان شاہ کی ہوگی
خورشید جادو نے مجبور ہو کر کہا اچھا ملک جی تم جاؤ مین ضرور آؤنگی کیونکہ خاطر اس لڑکی کی عزیز ہی بختیارک یہان سے
خوشی خوشی لقا کی خدمت مین گیا عرض کیا کہ خورشید جادو کو آنے پر راضی کر آیا ہون لقا نے کہا ای شیطان درگاہ مین نے
بھی تقدیر کی کہ خورشید جادو آئے وہ اب ضرور آئیگی غرض اب تیاری دعوت خورشید جادو کی شروع ہوئی اُسی باغ
مین تریمان کے جسمین پہلے خورشید جادو آکر اُتری تھی اُسمین ایک بارہ دری بنی ہوئی ہی کہ اُسکا ایک رخ دریا کی طرف ہی دوسرا رخ
باغ کی جانب غرض چراغان کی تیاری ہوئی تمام درخت باغ کے تخل سے منڈھے گئے منقش کے گیند شاخہاے درخت
مین لٹکوائے بادلہ کترواکر بالو مین ملواکر زمین پر چھڑکوا دیا خوب شب ماہ کی تیاری ہوئی اور دور تک سفید فرش کروا دیا
اسباب عیش چنا گیا طائفے آکر موجود ہوئے انتظار خورشید جادو کرنے لگے جب خوب تاریکی شب کی پھیلی دیکھا کہ پرکالہاے آتش
آسمان پر نمایان ہین بعد تھوڑی دیر کے دو تخت ہوا سے زمین پر اُترے دیکھا کہ ایک پر خورشید جادو بیٹھی ہی دوسرے پر
حیات جادو دونون تخت سے اُترکر صدر مسند عزت پر آکر جلوہ فگن ہوئین اب وہ وقت ہی کہ کوئی دو ساعت رات
آئی ہی خورشید جادو نے بختیارک کی طرف دیکھکر کہا کہ ملک جی تم بھلے برے اپنے بیگانے کو خوب پہچانتے ہو ذرا ایک
ایک کو اُٹھکر دیکھ لو پھر ہم اپنا بندوبست کرینگے بختیارک نے نہایت خوب ورا اُٹھکر ایک ایک سپاہی اور خدمتگار کو
دیکھنا شروع کیا جسپر ذرا بھی شبہ ہوا صحبت سے نکلوا دیا اب بیٹھے ہوئے لوگ رہگئے کچھ طائفے اور اُنکے ساتھ کے سازندے
ساقی جنکو خوب پہچانا کر رہنے دیا بعض طوائف کے ساتھ کے کسی سازندے کو بھی ملک جی نے شبہ سے عیار کے نکلوا دیا
وہ کہنے لگی کہ اب مین کیا خاک گاؤن بختیارک نے ڈانٹا کہ وہ تیرا سازندہ حمزہ کا عیار تھا اُسنے کہا کہ میان میرے ساتھ
کوئی عیار کیون آنے لگا مین خود ان عیار پرستون سے جلتی ہون چاہتی ہون کہ کسیطرح یہ غارت ہون کہ خداوند انسے مہلت
پائین تو در ناچ دیکھین گانا سنین ہمارا بھی بھلا ہو نہ کہ مین ساتھ کسی عیار کو لاؤنگی بختیارک نے ڈانٹا کہ چل بس کچھ کہیگی

تو ناک چوٹی کٹوا کر نکلوا دونگا میں چھڑوا دونگا تو نہیں جانتی کہ عیار بلا کے ہوتے ہیں کہیں اسکو بیہوش کرکے ڈال دیا ہوگا
آپ تیرے سازندے کی صورت بنکر چلے آئے ہونگے وہ بیچاری ڈر کے مارے کچھ نہ کہہ سکی چپ ہو رہی اب ملکہ جی
نے خوب اپنا شک رفع کر لیا اگر خورشید جادو سے کہا کہ اب کوئی عیار باقی نہیں ہے ہم نے اپنا انتظام درست
کر لیا خورشید نے کہا کہ اچھا ایک کوری بدھنی میں پانی منگواؤ فوراً حاضر ہوا خورشید جادو نے سحر پڑھکر اسپر دم کیا اور
کہا کہ اسے گرد صحبت کے چھڑک دو کہ جو کوئی غیر اس صحبت میں بغیر ہماری اجازت کے آئیگا تو الٹا لٹک جائیگا مختیار ک
نے اسی وقت حکم کی اب ناچ شروع ہوا اور صحبت غیر سے خالی ہے خطرہ کسی طرح کا نہیں صحبت عیش و نشاط گرم ہے جام
چل رہا ہے مگر حیات جادو وا دب سے خورشید جادو کے پاس حجاب زدہ بیٹھی ہوئی ہے نشہ شراب کا چڑھ رہا ہے بیخودی بڑھتی
جاتی ہے دماغ گرم ہے گھبرا کر اٹھی خورشید جادو نے کہا بیٹیا کہاں جاتی ہو کہا خالہ اماں مجھے یہاں گرمی معلوم ہوتی ہے ذرا
میں دریا کے کنارے بیٹھی ہوں یہ کہکر دریا کنارے آئی کرسی پر بیٹھی چاندنی کی سیر کرنے لگی دیکھا کہ دور سے روشنی
پیدا ہوئی اور ایک مورپنکھی مانند ہلال کے نمایاں ہوئی سرے پر مورپنکھی کے طاؤس کی صورت بنی ہوئی فرش بادلے
کا کیا ہوا شامیانہ کھنچا ہوا جھالر موتیوں کی اسمیں لگی ہوئی اور چار رنڈیاں پندرہ پندرہ برس کا سن لہنگے تامی
کے پہنے ہوئے آڑے جوڑے بندھے ہوئے بنارسی دوپٹہ اوڑھے ہوئے ڈانڈیں ہاتھوں میں چڑھی ہوئی ہر ڈانڈ
کے سرے پر زرناب طلائی بندھی ہوئی کھیتی ہوئی چلی آتی ہیں اور ایک عورت چودہ برس کا سن نہایت ناز و کرشمہ
سے ایک مسند پر بیٹھی ہوئی شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتیں مرادوں کے دن + اور دو لڑکے
ماہرو سامنے انکے بیٹھے ہوئے طنبورہ ہاتھ میں بجا رہے ہیں کمال لطافت سے وہ مورپنکھی قریب آئی حیات جادو
نے جو اپنی ہمسن کو دیکھا بیقرار ہو گئی پکاری کہ اے ہمشیرہ تمہیں قسم ہے اپنے دین و مذہب کی ذرا میرے پاس آؤ
اسنے جواب بھی نہ دیا کہ کون کہتا ہے کشتی ہے جب کشتی کنارے پر آئی حیات جادو جلدی سے کرسی پر سے اٹھکر
کنارے دریا کے آئی پانچے چڑھا کر پانی کے اندر اتری اور کہا کہ ہم پکارتے ہیں تم جواب تک نہیں دیتی ہو
تمہیں ہماری جان کی قسم ہے اک ذرا ٹھہر جاؤ دو باتیں مجھ سے کر لو اس نازنین نے کہا واہ کیا خوب جان نہ پہچان
بڑی خالہ سلام میں تمہارے پاس کیوں آنے لگی تم تو ایسی باتیں کرتی ہو جیسے بہت عرصے کا میل جول ہوتا ہے
پہلے تم مجھے اپنے نام و نشان سے تو آگاہ کرو جواب دیا کہ ہمشیرہ نام میرا حیات جادو ہے بیٹی ہوں ملکہ خورشید
جادو کی ایک دو گھڑی کے واسطے ہمارے پاس آکر بیٹھو کہ تم سے باتیں کرنے کو بہت جی چاہتا ہے اور میں
اب اپنا بھی حال بیان کرو کہ کون ہو اور کہاں سے آنا ہوا اسنے کہا کہ میں سوداگر بچی ہوں قافلہ میرے باپ کا
کنارے دریا کے اترا ہوا ہے میں شب ماہ کی کیفیت دیکھنے کو نکلی تھی اسطرف آ گئی مجھے مناسب نہیں ہے کہ غیر
آدمیوں میں آؤں اگر باپ میرا سن پائیگا تو وہ صاحب غیرت مجھے کبھی زندہ نہ چھوڑیگا حیات جادو نے
کہا دوئی بوا مرد سے پردا کرتے ہیں یا عورت سے بھی چھپتے ہیں تم خاطر جمع رکھو یہاں سوا میرے کوئی دوسری
عورت تک نہیں ہے اسنے کہا میں ہرگز نہ جاؤنگی یہ سنتا تھا کہ حیات جادو کشتی پر چڑھ آئی گلے سے لپٹ گئی ہر چند
اسنے کہا کہ بی بی کچھ خیر ہے واہ واہ اپنے حواس میں رہو تم تو ایسی لپٹ رہی ہو جیسے خاوند جورو سے مزے میں کرتا ہے صاحب
ہٹو میرے پاس سے میرا پیچھا چھوڑو تم تو بلا کی طرح چمٹی ہو حیات جادو کہہ رہی ہے کہ اگر ہمارے تمہارے جان پہچان میں کچھ
تو اب ہو گئی تم بھی بہنے تلو اپنی بہن کیا آؤ دوپٹہ بدلیں یہ کہکر زبردستی اپنا دوپٹہ اسکو اڑھا دیا اسنے کہا کہ بوا تم بڑی
بیشرم بے تکلی ہو گئیں ذرا ان چوری کے لیموؤں کو تو چھپاؤ کہیں ایسا نہ ہو کوئی دیکھ لے آؤ کر کپڑے حیات جادو

قہقہہ مار کر اسکی باتون پر ہنسی کہا بوا یہان کون ہی کہ دیکھیگا لے اب چلو اُسنے کہا کہ چلون کہان اُسنے سر قدمون پر رکھدیا کہا کہ جہان ہم کہین سوداگر بچی کو مروت آگئی اُسنے دوپٹہ بھی بدل لیا اور دل مین کہا کہ یہ مجھسے ایسی محبت کرتی ہی اب یادہ کھینچنا مناسب نہین ہی دوسرے پاؤن پر سر رکھے دیتی ہی دونون گلون مین ہاتھ ڈالے ہوئے باغیچے چڑھائے ہوئے مور پنکھی سے اُتر کنارے دریا کے آئین سوداگر بچی نے کہا بہن یہ روشنی اس بارہ دری مین کیسی ہی اُسنے کہا کہ بوا ناچ ہو رہا ہی جی چاہے تو چلو دیکھو وہان سوائے لقا خداوند باختر یا زریمان شاہ یا شیطان بارگاہ بختیارک یا خاندامان ملکہ خورشید جادو کے اور کوئی نہین ہی اُسنے چھینا کیا اور بہن جو چاہنا خداوند سے مانگ لینا اُسنے کہا ہان بہن تو چلو یہ کہکر دونون بارہ دری مین داخل ہوئین حیات جادو نے پہلے خورشید سے ملاقات کروائی بعد اُسکے لقا کو سلام کروایا اب سامنے دست بستہ سر جھکائے ہوئے بیٹھی خورشید جادو نے پوچھا یہ کون ہی حیات جادو نے کہا کہ یہ سوداگر بچی ہی مین نے اسکو بہن بنایا ہی اسنے دوپٹہ بدلا ہی جبراً اور قہراً یہان لائی ہون یہ آتی ہی نہین اب دختر سوداگر خشک حجاب زدہ بیٹھی ہی اور حیات جادو خاطر داری مین مصروف ہی مگر دختر سوداگر ہر مرتبہ تال و سم پر سر ہلاتی ہی حیات جادو نے کہا کہ ہمشیرہ کیا تمھین علم موسیقی مین بھی دخل ہی اُس نے ناز و کرشمے سے کہا کہ مین کیا جانون اور سر اگر نگاہ نیچی کر لی حیات جادو لپٹ گئی کہ تمھین ہماری جان کی قسم سچ کہو دختر سوداگر نے کہا کہ ہان بوا آگے کچھ سیکھا تھا اب بھول بھال گئی اگر کچھ یاد بھی ہی تو مارے لحاظ کے مجھسے نہ گایا جائیگا بزرگون کے سامنے خلاف ادب ہی خورشید جادو نے بھی کچھ سُن لیا دل مین کہا یہ تیرا لحاظ کرتی ہی معلوم ہوتا ہی کہ بڑی صاحب تہذیب و لیاقت ہی اب تیرا بیٹھنا یہان مناسب نہین ہی یہ سوچ کر اٹھ کھڑی ہوئی لقا سے کہا کہ رات قریب دو پہر کے آ چکی اب میرے سونے کا وقت ہی مین تو جاتی ہون حیات جادو سے بھی کہا کہ بیٹا چل اُسنے کہا کہ خاندامان آپ چلیے مین دو گھڑی کے عرصے مین آتی ہون کہا کہ بیٹا دیر نہ لگانا دیکھو بہت ہوشیار رہنا نہین تو مین خود دوڑی آؤنگی کہا نہین آپ نہ تکلیف کیجیے گا مین بہت جلد آتی ہون خورشید جادو نے کچھ پڑھکر دستک دی ایک شیر آتشین پیدا ہوا خورشید جادو اُسپر سوار ہوئی وہ شیر پرواز پیدا کر کے اُڑا یہ تو اُدھر روانہ ہوئی لیکن اب حال سُنیے حیات جادو کا کہ یہ خورشید جادو کے جاتے ہی کھل کھیلی دختر سوداگر سے لپٹ پڑی کہا کہ بہن خدا کیلیے اب کچھ گاؤ دختر سوداگر نے سرود ہاتھ مین لیا اور گانا بجانا شروع کیا اور یہ غزل آرزو کی گانے لگی

غزل

حسن ہار زلف دین دشمن ایمان نکلا
کیون مرے دل سے ترا تیر پیکان نکلا

نالے بھی کرکے وہ کیا دل کی نکالے حسرت
کہ اثر ڈھونڈنے خود نالہ پریشان نکلا

فصل گل آ ہی گئی ہو جا صبا جوشی
چاہتا جسکو زبان سے ترا پیکان نکلا

کیا ہوا ادھر بھی نکلا اگر ارمان کامی
تیر تک زخم مین انگشت بدندان نکلا

ہو گئی ہار پردے سے شفق عشق عیان
جان نکلی تو یہ سمجھے کوئی ارمان نکلا

عشق کا بندہ ہر اک گبر و مسلمان نکلا
دلکو جسنے ترے پھندے سے چھڑایا لیکن

بے بسی جسکا نہ اب تک کوئی ارمان نکلا
کچھ بھی او گریۂ فرقت مرے آنسو کچھ بھی

ہو گیا چاک یہ دامن کہ گریبان نکلا
زندگی مین نہوئی کم خلش یاد وہ درد

نہ نکلنا تھا نہ دل سے کوئی ارمان نکلا
کیا قبول اُسکو کرے ہمت شہسوار سمند

آنکھ کا نور بھی نکلا تو پریشان نکلا
عشق مین دونون جہان سے ہین یہ آزاد نکل

آج کیا اس سے لپٹ کر کوئی ارمان نکلا
دل بے مقدر کا نرا ای گیسو سے پیچان نکلا

فرقت یار مین حاصل نہوئی کچھ بھی
اشک حسرت بھی نہ ہو کر کوئی ارمان نکلا

تھا یہ زخم دل بسمل مین مزا ای قاتل
دل سے تا مرگ نہ خار غم ہجران نکلا

مجھ ستم دیدہ پہ افسوس نہ آیا اسکو
جان دینا بھی محبت مین جب آسان نکلا

قابل دید ترے عاشقون کی حسرت ہی
آرزو ایک ہی کافر و مسلمان نکلا

جسوقت دختر سوداگر یہ غزل گاکر چپ ہوئی ایک سمان بندھا ہوا تھا کسی کے مُنھ سے واہ نکل رہی تھی کسی کی زبان سے آہ کی صدا بلند تھی لقانے کہا کہ ای قدرت کی خاص الخاص بندی کچھ اور گا کیا تونے قدرت کو خوش کیا ہی پہلکر مالا موتیونکا گلے سے اُتار کر سوداگر بچی کے گلے مین پہنا دیا بس یہ دیکھکر دختر سوداگر نے کہا کہ یا خداوند مین اسکی محتاج نہین ہون آپ کا دیا میرے باپ کے پاس بہت کچھ ہی لقانے جواب دیا کہ تو برا نادان ہی عطیہ قدرت ہی اسے صندوقچہ مین جواہر کے رکھدینا اسکی برکت سے کبھی خالی نہوگا اب دختر سوداگر نے سلام کرکے لیا اور کہا کہ اب تو مجھ مین گانے کا دم نہین ہی تھوڑی شراب پلوایئے تو گاؤن لقانے اسی وقت حکم دیا کشتی شراب کباب کی سامنے دختر سوداگر کے لاکر رکھی گئی لقانے کہا کہ میرا بہت جی چاہتا ہی کہ تیرے ہاتھ سے شراب پیون اسنے کہا میری تو مین تمنا تھی مین آپ پر کیا منحصر ہی ساری صحبت کو پلاؤن گی یہ کہکر جام لبریز کرکے سامنے لقا کے لائی یہ ہاتھ سے اُسکے جام لیکر غٹ غٹ کرکے چڑھا گیا اُسنے اور جام دیا لقا اُسے بھی پی گیا بعد اُسکے اُسنے کئی جام لقا کو دیے اور فریمان شاہ اور بختیارک کو بھی کئی جام پلائے اور جو کچھ گلابیان بچ گئین تھیں تند شگارون کو تقسیم کردین طائفون کو بانٹ دین وہ بھی خوشی خوشی سب اسی وقت پی گئے اور نشے مین آکر لقانے کہا کہ ای دختر سوداگر ای خاص الخاص بندی ہان کچھ گا یہ سنکر دختر سوداگر نے کہا بہت خوب اور یہ غزل گانا شروع کی غزل

ہمین محروم غیرون پر جفا بھی	پھرا آخر اس ستم کی انتہا بھی	کبھی خلوت مین وہ شامل تھا بھی	نہ آئی شرم کو اُسکی حیا بھی
بھر دے پر ہے جسکے عشقبازی	جوانی تک ہے بس یہ ولولہ بھی	برا نا مدعا کیسا یہ ضد ہے	دو لب تک آئے حرف مدعا بھی
توجہ تو ہو اُسکی جسطرح ہو	بڑھا دیتی ہے کچھ دلکو جفا بھی	وہ کب سُنتا بھلا کہنا کسی کا	خموشی کچھ نہین تیر اگلا بھی
ہوئی یاس اُسکے ملنے سے دم نزع	نفس کے ساتھ تو آ مرا بھی	رہے جب عرض مطلب سے مغرور	وہ کرتے ضبط الفت کا گلا بھی
جو تھا بیزار جینے سے شب ہجر	نہ اُس کمبخت کو آئی قضا بھی	ذرا جتاب کر دل کو سمجھکر	رہے اے شوق کچھ پاس حیا بھی
نگہ کے تیر کسکو ڈھونڈتے مین	کہین سینے مین ہے دلکا پتا بھی	تعلق کر چلے تم ترک جس سے	عبث ہے آرزو اُسکا گلا بھی

ہنوز یہ غزل ناتمام تھی کہ اک مرتبہ حیات جادو اُٹھی اور کہا کہ بواتی گاؤ اور مین ناچتی ہون یہ کہکر اُٹھی ہی تھی جیسے ہی تو نشہ نے اثر دکھلا کر زمین پر گری اُسکی ساتھ والیان دوڑین کہ اُٹھائین دیکھین کہین چوٹ تو نہین آئی ہو یہ خیال کرکے چلی تھین آگے پیچھے چھینکین مار مار کر سب گر پڑین لقا اور فریمان ہاتھ مین ہاتھ پکڑے ہوئے تعریفین کرتے ہوئے انکے خیال مین یہ آیا کہ انکو گلے لگا لیجیے پیار کیجیے انکو خبر بھی نہوگی ہو جب شعر نکلتے ہین سحر تک خوب ارمان بھر بازی کے وہ سوئین وصل مین قسمت مری بیدار رہتی ہی ۔ مگر قریب پہونچے تھے کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اور غش کھا کر گرے اور لوگ مع بختیارک اُٹھانے کو چلے تھے کہ بیہوش ہو ہو کر گرے جب تمام صحبت بیہوش ہو گئی اب تو سوداگر بچی تلوار کھینچکر سرہانے حیات جادو کے آئی اور نعرہ کیا نعرہ چالاک بن عمرو ۔ بیٹے کفار قاتل وسفاک ۔ جانشین عمرو عیار چالاک ۔ یہ نعرہ کرکے سر حیات جادو کا کاٹنے لگا لیکن نامرادی حیات کی یہ اشعار عبرت آمیز کلام حسرت خیز پڑھنے لگی غزل

جگ مین کوئی نہ یون ہنسا ہوگا	کر نہ ہنستے ہی رو دیا ہوگا	دیکھیے غم سے آپکے مراجی	نہ بچا بچا کیا ہوگا
اسقدر ہمارے نالے کا	سُنا ہوگا مگر سُنا ہوگا	دل زمانے کے ہاتھ سے سالم	کوئی ہوگا کہ رہ گیا ہوگا
حال مجھ غمزدہ کا جس کسی نے	جب سُنا ہوگا رو دیا ہوگا	دل کے پھر زخم تازہ ہوتے مین	کوئی غنچہ کہین ہنسا ہوگا
دل بھی اور درد قفس خون تھا	آنسوؤن مین بہا ہوگا		

چالاک کی یہ کیفیت ہے کہ کبھی آگے بڑھتا ہے کبھی پیچھے ہٹتا ہی کبھی ارادہ قتل کرنیکا کرتا ہی کبھی بیکسی پر حیات جادو کی رحم آجاتا ہی پھر یہ بھی خیال کرتا ہی کہ اسنے تیرے آقازادون پر کچھ رحم نہ کیا یا میدان سے پکڑ کر لیگئی اور سر بھی کٹوا دیے یہ خیال دلمین کرکے آنکھین بند کرکے ہاتھ تلوار کا

مارا کہ سر حیات جادو کا کٹ کر جدا ہو گیا لاش تڑپنے لگی غلغلۂ دار و گیر برپا ہوا اب اُسنے خوب مال و اسباب لوٹکر
شاگردون کو دیا کہ لیکر چلو اور خود بھی اسباب باندھنے لگا انکو تو یہین چھوڑیے مگر اب حال سُنیے خورشید جادو کا
کہ یہ لکاتہ خواب خرگوش سے بیدار ہوئی دیکھا کہ حیات جادو ابھی تک نہین آئی بیقرار ہو کر تخت سحر پر سوار
ہو کر طرف باغ نریمان کے روانہ ہوئی لیکن جسوقت پہونچی کہ چالاک حیات جادو کو مار چکا ہے اسباب باندھ رہا
ہے کہ لیکر جاوے کہ اک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ ارے او مفسد غضب کیا تو نے کہ چراغ خانہ میرا گل کر دیا کہان
جائیگا اور گیر کہکے ہاتھ زمین پر مارا کہ چالاک زمین مین سما گیا خورشید جادو زمین پر اتری دیکھا تو لاش
حیات جادو کی تڑپ رہی ہے بس یہ دیکھتے ہی چالاک سے کہا کہ او موے یہ تو نے کیا غضب کیا ارے تجھکو اسکی جوانی پر
رحم نہ آیا تیرا ہاتھ کیونکر اسپر اُٹھا ارے باغبان تاک پودے کو نہین کاٹتے تیرا کیسا سخت دل تھا کہ تو نے اس نونہال چمن
خوبی و نوگل بوستان محبوبی کو پامال و تاراج کیا چالاک نے جواب دیا کہ او لکاتہ تو نے کیونکر میرے شاہزادہ بدیع الزمان
اور علمشاہ کو مارا اور تیرا ہاتھ انپر کیونکر اُٹھا اور مین تو خاص تیرے مارنے کو آیا تھا لیکن تیری قضا تھی کہ بچ گئی اور
اسکی موت آگئی تھی کہ ہاتھ سے میرے جہنم واصل ہوئی اب تو مین گرفتار ہو گیا جو تیرا جی چاہے سو کر دھمکاتی کیا ہے مین اپنی
جان سے خود بیزار ہون کیونکہ بعد اپنے شہریارون کے زندگی کا مزا نہین خورشید جادو نے کہا اچھا موے سمجھونگی کیون
گھبراتا ہے یہ کہکر اسم سحر کا پانی پر دم کر کے بختیارک اور لقا اور نریمان شاہ وغیرہ کے چہرہ پہ چھینٹا دیا کہ انکو ہوش
آیا خورشید جادو نے کہا کہ واہ خواب تمنے ہماری دعوت کی ہم تو لٹ گئے کہین کے نہ رہے بختیارک نے کہا اے
خورشید جادو مین سوداگر بچے کے آتے ہی سمجھا تھا کہ یہ کوئی مکار ہے مگر مین نے اپنے دل مین کہا کہ خورشید جادو بہت
ہشیار ہین وہ بُرے بھلے کو سحر سے دریافت کر لینگی کیونکہ ساحر مشمش سے اُستادی آنکھین دیکھے ہوئی ہین جواب دیا
ملکہ جی اس چھوکری کے باعث سے اندھی ہو گئی اور ہائے مین بغیر اسکے کیونکر زندگانی کرونگی مین تو اسی سے
بس منع کرتی تھی مین نے پر راضی نہ ہوتی تھی یہ چھوکری ضد کر کے مجھکو یہان لائی بلکہ اسکو بھی اسکی قضا کھینچ لائی تھی کہتی جاتی
تھی اور روتی جاتی تھی کہ دل مین یہ خیال آیا کہ ای خورشید جادو کہین ایسا نہو کوئی اور بلائے ناگہانی تجھپر بھی نازل ہو
پس جلدی سے لاش کو حیات جادو کی تخت پر ڈالا اور چالاک کو کمند سحر سے باندھکر ساتھ لیا اور روتی پیٹتی طرف
شہر مینا کے روانہ ہوئی جسوقت اندر شہر مینا کے داخل ہوئی لاش کو حیات جادو کی اپنے سامنے رکھا لیٹ کر آہین بھر
رونے لگی کہ ای شمع محفل من وای گل بستان من ای باعث زندگانی اب تو وداع جادوانی ہو گئی افسوس ہے کہ تو کیطرح
سے یہان خود نہ آئی تھی بلکہ تجھکو تیری قضا لائی تھی اب مین بغیر تیرے کیونکر جیونگی اور بال تمام سر کے نوچ ڈالے پچھاڑین کھائین
خوب روئی پیٹی آخرکار جادو سے کہا کہ جلد اس موے کا کنگورے پر چڑھا دو اُسنے کہا بہت خوب حسب دستور سر
چالاک بن عمرو کا بھی کاٹ کر کنگورے پر چڑھا دیا لاش برابر اور لاشون کے لٹکا دی خورشید جادو نے
حیات جادو کی قبر بنائی اور فقیرانہ لباس پہنکر بشکل قمری غم مین سرو قامت کے شور نالہ و افغان بلند کیا مگر
اسطرف ہرکارون نے خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچائی کہ چالاک نے عیاری کر کے حیات جادو کو مارا مگر آپ بھی
دام مکر مین اس رشک سامری یعنے خورشید جادو کے گرفتار ہوا امیر دعا کرنے لگے کہ خداوند بچانا چالاک بن عمرو کو
اُسنے بہت بڑا کام کیا کہ چراغ گھر کا خورشید جادو کے گل کر دیا ہے اب وہ اُسے زندہ کاہیکو چھوڑے گی کہ چالاک دوسری
جوڑی ہرکارون کی سامنے نمودار ہوئی گرد و غبار مین آلودہ پسینہ ہر بن مو سے جاری منہ پر ہوائیان اُڑتی ہوئی امیر لرزے
کہ خدا خیر کرے ہرکارون نے مجرا گاہ پر سے سلام کیا دعاے ترقی اقبال و جاہ دی اور عرض کیا کہ چالاک بن عمرو آپ پر بہت

نثار ہوا سر اُسکا کنگورے پر چڑھا ہوا ہو اور لاش لٹکی ہوئی ہو بس یہ سُننا تھا کہ عمرو نے تو گریبان پھاڑا سر زمین پر دے مارا
کہ غش ہو گیا روتے روتے ہچکی لگ گئی اور خنجر نکالکر چاہتا تھا کہ اپنے کو ہلاک کرے کہ امیر نے دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا
کہ خواجہ کیون خسر الدنیا والآخرۃ ہوتے ہو ہمین دیکھو کہ کیسے شیر سے بیٹے آنکھون کے سامنے سے اُٹھ گئے اور جیتے بیٹھے
ہمین دیکھو اولاد کا غم ایسا ہوتا ہو کہ سوا صبر کے چارہ نہین ہوتا جسطرح ہمنے صبر کیا تم بھی صبر کرو بلکہ دشمن کے
مارنے کی تدبیر کرو عمرو بولا کہ حمزہ میرے ہوش و حواس بجا نہین ہین امیر نے مشیران سلطنت کو جمع کیا صلاح ہونے
لگی سبھون نے کہا کہ سوا عمرو کے اور کسی کا یہ کام نہین ہو فرمایا کہ وہ تو بدحواس ہو رہا ہو مگر رقعہ پچاس ہزار تومان کا لکھکر
بارگاہ مین ڈالا کہ جو خورشید جادو کو مارے یہ اُسکا ہو عمرو نے دوڑکر وہ رقعہ اُٹھا لیا اور کہا کہ اے امیر معز ہمین
ہو شاہزادہ بدیع الزمان اور علشاہ کا داغ دیر اسیر چالاک کا غم دوبالا ہوا اب زندگی اپنی مجھکو گوارا نہین
ہو مین ابھی جاتا ہون یا تو اُسے جہنم واصل کیا یا اپنی جان دی امیر رونے لگے گلے سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ خواجہ تم
ہرگز نہ جاؤ تمھارے ہوش و حواس بجا نہین ہین عمرو بولا کہ حمزہ تیرا صدمہ بھی تو دیکھا نہین جاتا اور ایسے مقام پر سوا
عمرو کے کوئی جانبازی نہین کرسکتا جو کچھ ہو سو ہو مین ہی جاؤنگا اور حمزہ اب عمرو تجھسے رخصت ہوتا ہو دیکھیے
پھر زندگی مین ملاقات نصیب ہو یا نہو امیدوار ہون کہ جو کچھ خطا مجھسے ہوئی ہو اُسے معاف فرمائیے اسلیے کہ عمرو
نے تجھسے اکثر گستاخیان کی ہین یہ سُنکر امیر نے نعرہ کوہ شگاف کیا اور فرمایا کہ اے زینت بخش تخت سلیمانی وای زیب دہ مسند
صاحبقرانی اے معین بیکسان وای یاور غریبان خدا نہ کرے کہ تو بھی بلا مین گرفتار ہو جائے حمزہ بہت تجھسے امید رکھتا ہو کہ
بعد میرے البتہ ناموس میرا تجھ سے دشمنون کے محفوظ رہیگا اگر تجھے یقین مرگ ہو تو ہرگز نہ جا مجھکو ایک دم جدائی تیری
گوارا نہین ہو اور اُٹھکر گلے سے لپٹ گئے کہ خواجہ ہزار فرزند ہون تو تجھ پر سے نثار کردون اور بادشاہ اسلام اور سرداران
عالیمقام رونے لگے عمرو نے کہا کہ حمزہ تو نے دیکھا کہ مین نے کیسے کیسے ساحرون کو مارا ہو یہ لڑکا کیا ہو اسکو بھی جاکر
واصل جہنم کرونگا یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ کوئی صاحب نہ گھبرائین لیکن دعا کا وقت ہو مین جانبازی کو جاتا ہون
یہ کہکر روانہ ہوا آگے آگے عمرو پیچھے پیچھے صاحبقران اور باقی سردار جب بارگاہ سے باہر آئے عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ دوستی
نہین ہین دشمنی ہو کہ تو مجھے انگشت نما بناتا ہو کہ مشہور ہو جائے کہ عمرو عیاری کرنیکو جاتا ہو فہم و فراست سے بعید ہو
بس تشریف لیجائیے میرے حق مین دعائے خیر کیجیے امیر سردارون سمیت دعا کرتے ہوئے پھر آئے عمرو اپنے خیمے
مین آیا جو کچھ اسباب عیاری درکار تھا لیا اور کمر مرگ پر مضبوط باندھکر روانہ ہوا بتہیہ قتل خورشید جادو یہان
خورشید جادو غم مین حیات جادو کے صف ماتم بچھائے ہوئے چارسو جادوگرنیون سمیت سیاہ لباس پہنے ہوئے
بیٹھی ہو بیچ مین قبر ہی حیات جادو کی ہر مرتبہ قبر سے لپٹتی ہو اور پکارتی ہو کہ بیٹا حیات جادو ہمین آرزو
تھی کہ تمھاری شادی کرینگے سو تم تو شاہ مرگ سے ہمکنار ہوئے مین اب مین روسیاہ فیطاس کوہ مین جاکر کسی کو
کیا منہ دکھاؤنگی جو کوئی پوچھیگا کہ حیات جادو کو کہان چھوڑ آئین تو کیا جواب دونگی ہائے تم ہزار ارمان زمانے
سے اُٹھ گئین ناشاد و نامراد جہان سے گئین ہائے کیا جانتی تھی کہ وہ جہنم مین اگر یہ ادس قبر پر جائیگی کہ شگفتہ حیات
دفعتہً خاک مین ملجائیگی کسکا کو سالگ گیا میری نوجوان کو کسکی نظر کھا گئی حیات جادو کیا جلد تجھے موت آگئی مین
کہان ڈھونڈھون یہی مین کر رہی تھی اور ساتھ والیان بھی رو رہی تھین کہ اخگر جادو نے آکر کہا کہ ملک بختیارک
شیطان درگاہ خداوند لقا کی طرف سے ماتم پرسی کا خلعت اور عافری لیکر آیا ہو دروازے پر شہر مینا کے کھڑا
ہو خورشید جادو نے اخگر جادو سے کہا اُسے اندر لیے آؤ اخگر گیا اور اپنے ساتھ لے آیا بختیارک جب سامنے آیا

رونے لگا خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی حیات جادو ہمکو جیتے جی مار گئین یہ کہکر خوب روئی بختیارک نے گریبان چاک
کیا رونے لگا بعد اسکے خوان طعام کے سامنے رکھے اور کشتیان پوشاک کی لگائین اور کہا کہ ای خورشید جادو مقدر
مین یہی لکہا تہا امر ناچاری ہے اب گریہ وزاری نالہ و بیقراری سے کچھ فائدہ نہوگا شعر عرفی اگر بگریہ میسر شدی وصال
صد سال میتوان بہ تمنا گریستن + اب خداوند فرعون شاہ تمہین سلامت رکھے حیات کے خون کا عوض جادو پرستون
سے لو اور لشکر عمرا فرین بھلا کون ایسا ہے جو حیات جادو کیواسطے نہین روتا ہے جسنے ایک مرتبہ اُسکو دیکہا ہے وہ روتا
ہے خورشید نے کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو مگر تصویر اُسکی میری آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے مین ہر چند چاہتی ہون ضبط کرون
دل نہین مانتا شعر نالہ را ہر چند میخواہم کہ پنہان برکشم + دل ہمین گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن + اور اب صبر نکرونگی تو
کیا کرونگی مگر یکا یک صبر کیونکر آنے لگا ابہی تو تازہ گہاؤ ہے رفتہ رفتہ صبر آئے گا بختیارک نے کہا درست ہے اور ملکہ خورشید جادو
یہ تمہارے پیٹ سے نہ پیدا ہوئی تہی فقط تمنے اسے پالا تہا اسپر یہ محبت کا عالم ہے خورشید نے کہا ملک بختیارک محبت پالنے کی
زیادہ ہوتی ہے اور مین نے تو اسپر بڑی محنت کی تہی اسکی مان اسکو دو برس کا چھوڑ کر مری تہی مین نے ننھی سی بوٹی کو پالا پرورش
کیا اور سحر اسقدر تعلیم کیا کہ اپنے برابر کر دیا تہا اور اُسکو بہی مجہسے ایسی محبت تہی کہ میرے آنیکے بعد ایک دم قیطاس کوہ مین
نہین رہی یہان اکیلی چلی آئی آخر اپنی جان دی بختیارک نے کہا سچ ہے مگر ملکہ خورشید جادو اس دور دراز مین تم کیسی مردہ
ہو گئین ساتھ والیون نے کہا کہ دو روز سے کہانا تو کہایا نہین بختیارک بولا ای خورشید جادو اٹھو کوئی ٹکڑا کہا لو
ارے کوئی ہے جلد پانی لاؤ مُنہ ہاتھ دہلاؤ غرض خورشید جادو نے مجبور ہو کر ہاتھ دہویا نوالا توڑا اور پکاری کیون
حیات جادو اور زندہ نہین تہی کہ تم ہماری کریا کرو گی ہائے آئینہ ہمین تمہاری بہی تہی کہان نصیب ہوئی اب صورت خورشید
جادو کی یہ ہو کر نوالا ہاتہ مین ہے آنکہون سے آنسو جاری ہین بختیارک نے کہا کہ ملکہ اس تصور کو جانے دو کہانا کہاؤ
خورشید جادو نوالا منہ کے برابر لائی تہی کہ دہوان نوالے سے اٹھا خورشید جادو چونکی یکایک بجلی پیدا ہوئی اور اُسنے
پکارا کہ ای خورشید جادو اس کہانے مین بیہوشی ہے اور وہ بجلی غائب ہو گئی یہ بجلی پیر اسکا تہا یہ ساحرہ ایسی زبردست ہے
کہ اسکا پیر اسکی حفاظت کرتا ہے بس خورشید جادو نے نوالہ ہاتہ سے پہینکدیا اور پکاری کہ باش ای دزد و باریک سار لان
تو مجہکو بختیارک بنکے فریب دینے آیا تہا اگرچہ مین اپنے حال مین گرفتار ہون کہ مجہے تن بدن کا اپنے ہوش نہین
ہے مگر ایسی نہین ہون کہ تیرے فریب مین آ جاؤنگی ای مکار تونے غضب کیا تہا عمرو نے کہا ای ملکہ خورشید جادو آپ
کیا فرماتی ہین کیا بارہ دری میٹہی بہائے تو لکتے ہین آپ غم مین حیات جادو کے مجنون ہو گئی ہین دوست
آپ کو دشمن معلوم ہوتا ہے ذرا سمجہ بوجہکر بات منہ سے نکالیے خورشید پکاری او خیرہ سر تو مجہے اور کوئی سمجہا ہے
مین تجہے خوب پہچانتی ہون عمرو کو یقین ہو گیا کہ یہ مجہے جان گئی چاہا کہ جست کرکے بہاگ جائے خورشید جادو
نے گیر لیکر ہاتہ زمین پر مارا کہ زمین نے پاؤن عمرو کے پکڑ لیے خورشید نے عمرو کو پکڑ کر سامنے ستون سے باندہ دیا اور کہا
کہ یہ کہانا پہینکدو کہ اسی اثنا مین خبر ہوئی کہ بختیارک کہانا لیکر آیا ہے کہا بلاؤ بختیارک سامنے آیا سلام کیا کہا کہ جی
تہا ارشد کامل تشریف لائے تہے کہا کہ ملک جی دیکہو وہ بندہے کہڑے ہین ہمکو فریب دینے آئے تہے سمجہے تہے کہ ہم غم مین
بہلا ہے جلکر یہ سو یہان پکڑے گئے ہین بختیارک نے کہا آپ ہی کا کام تہا اور عمرو کو سلام کیا اور کہا پیرو مرشد کے
مار ڈالنے مین قصور نہ کیا تہا مگر اتفاق یون ہونا تہا خیر لیکن آپ کی قضا نہین ہے کوئی آپ کو مار نہین سکتا آپ گرفتار
ہین جب بہی غالب ہین خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی ایک لحظہ تو اسے مہلت نہ دونگی ساتہ والیون نے کہا بلاؤن پہلے کہانا کہا لیجے
غرض خورشید نے اب جو کہانا جو بختیارک لایا تہا زہر مار کیا ساتہ والیون کو بہی کہلایا بعد اسکے عمرو سے کہا کیون او

دزد باریک گردن تو نے شہر کے شہر ساحرون کے غارت کر دیے عمرو نے کہا کہ خدا چاہے گا تو تیری بھی میخ مار دونگا بختیارک
بگا ماسیج ہے آپ تو مرنا جانتے ہی نہین انکو بیشک آپ مارینگے خورشید جادو نے کہا کہ مالک جی دیکھو ابھی سر کاٹ کر
کنگورے پر چڑھائے دیتی ہون اور کہا کہ بلاؤ اخگر جادو کو اُسی وقت اخگر جادو حاضر ہوا کہا کہ جلد اسکو قتل کر
اخگر جادو تلوار کھینچکر سر پر عمرو کے آیا حکم کا منتظر ہے خورشید جادو نے دو حکم دیے ہین تیسرا حکم دینے کو ہے اور
بختیارک کہ رہا ہے کہ مرشد کو مرنے کی عادت نہین ہے کوئی آپکا کچھ نہین کر سکتا بھلا آپ مرنا کیا جانے کہ ایک غل کنٹھا کر
سامنے خورشید جادو کے بیٹھا اور پکارا کہ مین نامہ لایا ہون قیطاس جادو کا یہ سنتے ہی خورشید جادو نے ہاتھ
بڑھایا کہ میرے پاس آؤ اُڑکر ہاتھ پر اُسکے آ بیٹھا خورشید جادو نے دیکھا کہ خط اُسکے گلے مین پڑا ہوا ہے اُسکو گلے سے
نکالکر کھولا قیطاس جادو نے لکھا تھا کہ اے نور نظر و اے قوت بصر پدر و مادر اے دانشمند اے فرزند ارجمند یعنے خورشید جادو
اگر وہ دزد باریک گردن ساربان زادہ عمرو عیار ہاتھ تمھارے لگے تو ہم اُسکی صورت کے نہایت مشتاق ہین زندہ
ہمارے پاس اُسے بھیجدینا اور اگر ابھی نہ گرفتار ہوا ہو تو کوشش کرکے اُسے پکڑوا اور اگر وہ گرفتار نہوا تو لشکر حمزہ پر ہرگز
فتحیاب نہوگی اُسکا پکڑنا لازم ہے اور اے بیٹا تم جب مجھسے رخصت ہوئی تھین اُسوقت بھی مین نے تمکو اُسکے مکر و فریب
سے آگاہ کر دیا تھا اور کام ملتوی رکھو مگر اُسے جلد اسیر کرکے ہمارے پاس بھیج دو یہ پڑھکر نہایت خورشید جادو خوش
ہوئی اخگر جادو سے کہا کہ تو عمرو کے سر پر سے ہٹجا اُسکی قضا یہان نہین ہے اور بختیارک کی طرف دیکھکر کہا کہ اگر
اسکو مین نے مار ڈالا ہوتا تو کیا ویسا ہی پدر بزرگوار سے مجھکو حاصل ہوتی مگر شکر ہے سامری جمشید کا کہ عمرو ابھی
زندہ تھا بختیارک بولا خیر باشد کیسے تو تمھاری کہ باپ نے میرے نامہ اسی کے مقدمے مین لکھا ہے زندہ اسے طلب
کیا ہے اگر یہ مارا جاتا تو پھر کیسے بھیجتی بختیارک نے اشارے سے کہا کہ سر کٹوا کے بھیجیے کہا کہ یہ نہوگا اور اپنی ساتھ والیون
سے کہا کہ تم مین ہے کوئی ایسا کہ اسکی قید قیطاس کوہ کو لیجائے کسی نے جواب نہ دیا بختیارک نے کہا کسکی شامت آئی ہے کہ
قید مرغ کامل کی لیجائے خورشید جادو نے پھر دوسری دفعہ کہا کہ ہے کوئی تم مین ایسا کہ قید عمرو کی قیطاس کوہ لیجائے
سبھون نے متفق اللفظ کہا کہ بلا لون کون یہ بار گران اُٹھائے جو یہ کار چھوٹ گیا تو بدنامی کسکی ہوگی درمیان اسنے شہر کے
شہر جادوگرون کے غارت کر دیے یہ وہ شخص ہے کہ چاہ الماس کو جسنے برباد کیا ملکہ ومامہ جادو شہنشاہ ساحران
کو مارا ہمین یہ رسوائی کرنا اپنی گوارا نہین ہے خورشید بولی اے مردار و تم اس قابل نہین ہو مین خود اسکی قید
قیطاس کوہ روانہ کرونگی اور اُسی وقت ایک عرضی اُسنے لکھی کہ اے پدر بزرگوار مین عمرو کو قتل کیا چاہتی تھی کہ
اُسی وقت نامہ آپکا پہونچا مین نے حسب الحکم عمرو کو آپکے پاس بھیجدیا ہے آپ اُسے دیکھکر سر کاٹ کے میرے پاس
بھیجدیجیے کہ مین باقی خداپرستون کا استیصال کرکے خدمت مین حاضر ہون اور اب اُنکے قتل مین ایک دن کی
دیر ہے ادھر سر عمرو کا آپنے بھیجا اور مین نے باقی خداپرستون کا خاتمہ کیا فقط زیادہ حد ادب یہ خط لکھکر لفافہ
مین کرکے مہر اپنی اُسپر ثبت کی اور گلے مین عمرو کے ڈالا اور ایک کورے گھڑے مین پانی منگوا کر گرد عمرو کے چھڑکا اور
کچھ ٹکڑے شیشے کے گرد عمرو کے بچھائے اور منقل آتشین سامنے رکھا پہلے تو گرد عمرو کے رائی سرسون کے دانے پڑھکر مارے
کہ ایک گنبد شیشے کا گرد عمرو کے بنگیا پھر کالے تل آتش منقل پر مارے کہ اُسمین سے شعلہ بھڑک کر گرد اُس گنبد کے قائم
ہوا دوسری مرتبہ سحر کیا کہ وہ گنبد زمین سے اونچا ہوکر معلق ہوا تیسری بار سحر کیا کہ وہ گنبد آتشین سن سن کرتا ہوا
بسوے آسمان روانہ ہوا خورشید جادو نے کہا کہ دیکھلو بھیجی قید عمرو کی ہمنے کس ترکیب سے قیطاس کوہ بھی اسی طرح
خوف ہی نہین ہے کہ سبھون نے ہاتھ چومے قدم لیے کہ آپکا مثل نہین ہے آپ خاص شاگرد شہنشاہ جادو کی خورشید نے کہا

کہ صاحبو وہ تو مجھسے خوش ہی بلکہ سحر میرا اُسی طرح کا ہی حقیقت مین شاگرد رشید ہون بختیارک نے کہا اگر آپ خفا
ہوتے ہون تو کچھ عرض کرون کہا کہو کیا ہی کہا اے ملکہ خورشید جادو تمنے ایک بلا قیطاس کوہ پر بھیجی اب مرشد جا کر سبکو مار ڈالینگے
ایک کو زندہ نہ رکھینگے خورشید بہت خفا ہوئی کہا کہ بیٹھ ایسے تیسے کیا واہیات بکتا ہی فال بد مُنہ سے نکالتا ہی بختیارک بولا
کہنا ہمارا معلوم ہو جائیگا اُسوقت ہم سلام کرینگے خورشید جادو پکاری اچھا کیا مضائقہ ہی بختیارک تو افسوس کرتا چلا گیا
کہ مرشد کیا خوب بچے ہین اور خورشید جادو پھر قبر پر حیات جادو کی مصروف گریہ و زاری ہوئی لیکن یہان شہر قیطاس کوہ
مین قیطاس جادو تخت سلطنت پر متمکن ہی اور ساحران نامی و گرامی گرد و اطراف مین کرسیون و دنگلون پر بیٹھے ہین
اور ذکر خورشید جادو و حیات جادو کا ہو رہا ہی کہ وہ گنبد آتشین آسمان پر نمایان ہوا سبنے دیکھا کسی نے کہا کہ
یہ موت کسی پر جاتی ہی دوسرے نے کہا کہ یہان کسی جادوگر کا سحر بھیجا ہوا ہی ایک بولا کہ ارے یہ گنبد تو یہین آتا ہی کہ
اس اثنا مین وہ گنبد صحن بارگاہ مین اُترا دیکھا سبنے کہ گنبد شیشے کا ہی اور گرد اسکے شعلۂ آتش ہین اور ایک شخص کی
صورت اسمین بند ہی ایک خط گلے مین اسکے پڑا ہی قیطاس جادو نے کہا کہ صاحبو بھلا تو اسے یہ کون ہی ایک بولا کہ معلوم
ہوتا ہی کہ کسی نے جن کو قید کر کے بھیجا ہی کوئی بولا کہ یہ دیو کی قسم سے ہی کوئی پکارا مردم آبی ہی قیطاس جادو نے کہا کہ یہ وہ
شخص ہی جسنے شہر کے شہر ساحرون کے نیست و نابود کر دیے خدائیان برباد کر دین یہ بڑا مکار یعنے عمرو عیار ہی
میری فرزند دلبند ملکہ خورشید جادو نے اسکو گرفتار کر کے بھیجا ہی یہ کہکر منتر کے دانے پڑھکر جو مارے تو گنبد شق ہوا
شعلۂ آتش غائب ہو گیا عمرو زمین پر بیٹھا رہگیا قیطاس جادو نے خط گلے سے نکالکر پڑھا مضمون سے آگاہ ہوا
سب سے کہا کہ یہ دیکھو خورشید جادو نے بڑی مشقت سے اسے پکڑ کر کے بھیجا ہی اور تاکید لکھی ہی کہ جلد سر کاٹ کر اسکا بھیج دو
تو صاحبو اب شام تو ہو چلی ہی صبح کو تمام خلائق کے سامنے اسے قتل کرونگا رات بھر کوئی ساحر اپنے پاس رکھے صبح کو
ہمارے پاس لائے کہ ہم قتل کرین سب نے کانون پر ہاتھ رکھے کہ اس بلا کو کون اپنے پاس رکھے یہ مکار زمانہ ہی اگر
چھوٹ گیا تو موجب بدنامی کا ہی اور اُسی کے باعث سے گویا ساحران شہر قتل ہوئے ہم مین کوئی اپنے پاس نہ رکھیگا یہ سنکر
قیطاس جادو فکرمند ہوا اپنے دل مین کہا کہ عمرو اپنے جی مین کہتا ہوگا کہ کوئی قیطاس کوہ مین اتنا بھی نہین کہ
تیری قید اپنے پاس رکھے بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھا کر کہا کہ صاحبو ہمنے ایک شخص کو تجویز کیا ہی کہ لائق اس کام کے
وہی ہی اور چوبدار سے کہا کہ جا کر ہماری دایہ نرگس جادو کو بلا لاؤ چوبدار گیا ایک گھڑی بھر کے بعد دیکھا کہ ایک
پیرزال کہ سر کے بال اُسکے سفید ہین مانند روئی کے گالے کے سر ہو رہا ہی نیلا نقاب سر پر بندھا ہوا سیاہ فام ہاتھ پیر جھُریان
پڑی ہوئین عبا بری کرتا پہنے ہوئے اور تسمہ کمر مین بندھا ہوا نیلی موسی کا لہنگا پانو مین پہنے نیلی اوڑھنی اوڑھے
ہوئے اژدہے پر کاٹھ کسا ہوا اُسپر سوار کبر السن منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت منہ مین کوڑ سامنے آکر اُتری
قیطاس جادو ساحرون سمیت تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا سلام کیا نرگس جادو نے دونون ہاتھون سے بلائین لین
پاس آ کر بیٹھی اور کہا کہ بیٹا آج مجھکو کسواسطے یاد کیا ہی تیرا صدقہ کوئی نئی مٹھی ہوئی کھاتی ہون تجھکو دعائین دیتی ہون
قیطاس جادو نے کہا کہ دائی اماں تمکو ایک کام ضروری کے واسطے تکلیف دی ہی دیکھو تو وہ سامنے کون ہی نرگس جادو
نے عمرو کو دیکھا پہچانا کہا کہ بیٹا یہ بلا کیونکر تیرے پاس آئی بولا کہ تمھاری پوتی خورشید جادو نے در بند قلعہ سے پکڑ کر
اسے بھیجا ہی پکاری کہ ارے بھلا اسے مار کیون نہ ڈالا یہ تو علامۂ دہر ہی اسنے تو تمام خاندان ساحرون کے برباد کر دیے
عظلی آباد مین مین موجود تھی جب اسنے وہان کے ساحرون کو مارا ہی بیٹا جلد اسے قتل کر قیطاس جادو نے کہا کہ اے امان
ایک شب تو اسے اپنے یہان قید رکھو نرگس جادو نے کہا کہ بیٹا کیون تو اس بڑھاپے مین میرے منہ پر کلنگ کا ٹیکا لگا یا

جا رہا ہی مجھے منظور ہوگا کہ میں قید اسکی اپنے پاس رکھوں قیطاس جادو بولا ای اماں میرے یہاں کوئی اس قابل نہیں کہ قید عمرو
کی اسکے سپرد کرون اور آج ہی رات بھر کا تو واسطہ ہی کل صبح کو تو میں اسے منگوا لونگا اور کشتی خلعت کی تورا دو چوبوں کا
منگوا کر سامنے نرگس جادو کے رکھا اُسنے بہت سی دعائیں دین اور کہا خیر خاطر تیری مجھے عزیز ہی یہ کہکر اٹھی اور عمرو کا
ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ آ موئے شیطان کے استاد عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ خدا اس لکاتہ سے مجھے نرگس آگے اپنے آگے ہی پیچھی
عمرو کو پیچھے اپنے ڈال لیا اور مکان میں اپنے آئی عمرو نے دیکھا کہ چار دیواری کچی ہی لکڑی کی گوبری کی ہوئی پوتا پھرا ہوا
دو بیگہ چھپر پڑا ہوا تمام صحن میں جھاڑو دی ہوئی ایک طرف چولہے بنے ہوئے ہنڈیاں اُسپر رکھی ہوئی پتیلیاں چالیان
دھری ہیں ایک طرف چرخہ رکھا ہو اُسکے پاس مٹی کی رکابی میں دو ایک گڑیاں پوٹیاں بنی ہوئی دیا سلائی کنٹرے کچھ ٹوکرے
رکھی ہیں چھوٹی رال رکھی ہی ایک طرف کوٹھریاں اناج کی کسی میں گیہوں کسی میں چاول کسی میں دال بھری ہی چھینکے پر بھی لٹکے
لٹکتا لگی ہی ایک مدریا سا اسباب گھر کا ایک آگ گیا ہی صرف نرگل باقی ہی رکھا ہوا ہی نرگس جادو نے آواز دی دیکھا کہ
ایک دو کہاریاں میلے لہنگے پہنے ہوئے دوپٹہ کثیف اوڑھے ہوئے زشت صورتیں آکر سلام کیا کہا کہ ارے وہ پنجرہ تو لاؤ
یہ جا کر ایک پنجرہ کسی گوشے میں رکھا تھا اُٹھا لائیں تمام پنجرہ لوہے کا تھا نرگس جادو نے عمرو کے منہ پر تار چڑھا کے
قفل دیا چھپر میں لٹکوا دیا آپ ایک پیڑھی پر کہ کانس کے باندوں سے بنی ہوئی تھی وہ بھی ٹوٹی ہوئی سامنے
بچھا کر بیٹھی دو نون کہاریوں نے ماش کی کھچڑی تیار رکھی تھی نکالکر کٹھری میں سامنے رکھی تیل کے اچار کا ایک آم لاکر
اُسپر رکھ یا تھوڑا سا گھی پتے پر رکھکر دیدیا اُس لکاتہ نے وہ سب زہر مار کیا بعد اُسکے حقہ پینے لگی پھر کہاریوں سے کہا
کہ ارے میرا طنبورہ تو اُٹھا لاؤ وہ جا کر ایک طنبورہ ٹوٹا سا زنگ لگا بھی اُسکا اُکھڑا ہوا کھونٹیاں بھی لچتی ہوئی تار بھی
زنگ آلود غلاف بھی اسقدر میرا تار اور بالکل بدار داستر میں بھی جا بجا چھید کہیں پر جوروئی لپیٹ کر باندھی رکھی ہی
تو کھڑی کا جو بچہ معلوم ہوتا ہی غرضکہ شب ماہ بھی چاندنی میں چھکر طنبورہ بجا کر گانے لگی وہ دو نون کہاریاں بجوں
کرنے لگیں عمرو نے دیکھا کہ اس کو آتا جاتا تو کچھ بھی نہیں مگر شوق ہی دل میں کہا کہ لاؤ تدبیر تو کرو اگر کارگر ہوئی
تو خیر ورنہ قصا تو آہی چکی ہی یہ سوچ کر گو منہ بند تھا گرنے کی تان یہاں سے انہوں نے پر طنبورے سے ملا کر لی
نرگس جادو یا تو طنبورہ بجا رہی تھی یہ آواز خوش جو کان میں آئی طنبورہ ہاتھ سے رکھکر لگی سننے کہ یہ آواز کدھر سے
مگر ادھر تو اسنے طنبورہ رکھا اُدھر عمرو بھی چپ ہو رہا نرگس جادو نے چار طرف دیکھا اُن کہاریوں سے کہا ارے
تمنے بھی کوئی آواز سنی تھی انہوں نے کہا ورمان ہم تو آپکی آواز کے عاشق ہیں سامری کی قسم بڑھاپے میں
تو یہ آواز آپکی ہی جوانی میں کیا عالم ہوگا نرگس نے کہا اب میں ایسی بڑھیا ہو گئی کہ وہ زرد ہم بھی مجھے بڑھیا کہتی ہو
ہاں اب کسی کا زمانہ نہیں باقی کسی وقت میں میں نے لاکھوں کے گلے کٹوا دیئے ہزاروں کو زہر کھلوا دیا اب بھی
اگر کسی جوان کو دیکھوں تو تماشا دکھا دون وہ ڈر کے مارے چپ ہو رہیں عمرو نے دل میں کہا کہ اللہ رے تیری خرستی
ابھی کمبخت چودہ روشن ہی نرگس پھر طنبورہ بجا کر گانے لگی عمرو نے پھر نکلی کی تان لی نرگس کی جان آوازے ترپتی ہوئی تھی پس
طنبورہ ہاتھ سے رکھ دیا عمرو پھر چپ ہو گیا نرگس نے پھر ان دونوں کہاریوں سے کہا کہ کیوں کہو تمہارے کان میں وہ
آئی جواب دیا کہ بلاؤں ہاں سچ تو ہی ہمنے بھی سنی کہا اچھی آواز ہی کہا ارے دیکھو کسکی آواز ہی کون ہی ہر چند تفحص کیا
کوئی نہ معلوم ہوا کہاریوں نے کہا کوئی آسمان پر گاتا ہوا جاتا ہوگا آپ طنبورہ بجائیے نرگس جادو پھر طنبورہ بجاکر
گانے لگی مگر سب طرف چور نگاہوں سے دیکھ رہی پھر کر عمرو نے پھر نکلی کی تان لی اُسنے دیکھا کہ پنجرے میں سے آواز آتی ہی
بیکاری اور موئے معلوم ہوا یہ تو گاتا ہوا ہے پنجرہ تو اس نگوڑے مارے کا اُتار لاؤ وہ دونوں کہاریاں پنجرہ عمرو کا اتار لائیں

نرگس جادو نے کہا کہ رے اب گا۔ عمرو نے اشارے سے کہا کہ منہ بند ہی اسنے کھڑکی کھولکر عمرو کے دانتون کے تار اتار لیے پھر کھڑکی بند کر دی عمرو نے گانا شروع کیا ایک دو گھڑی گا کے چپ ہو رہا نرگس پکاری اور گا عمرو نے کہا واہ صاحب جو شخص قید مین گرفتار ہو اور یہ خیال ہو کہ صبح کو گردن مارا جاؤنگا وہ کیا خاک گائیگا اور واہ کیا خوب قدردانی آپکی ہی کہ آپ اذیت مین مجھسے گانا سنتی ہین مجھکو پنجرے سے باہر نکال لیے ہاتھ پانون میرے قابو مین کیجیے سحر مجھپر سے اتار دیجیے کہ رعشہ آواز کا جائے پھر مجھسے اچھی طرح سنیے نرگس جادو نے کہا او موئے تو مجھکو دم دیتا ہی ارے اسی گانے کے فریب مین تو تو نے گھر کے گھر ساحرون کے برباد کر دیے مین تیرے مکر مین نہین آنیکی اور پنجرہ گرم کرکے عمرو کو داغنا شروع کیا عمرو ناچار ہو کر گانے لگا غزل

پھر مسیحا ترے اعجاز کو پاؤن مین کیونکر
بات بگڑی ہوئی او ضبط بناؤن مین کیونکر
شعلۂ داغ دل آہون سے بھڑکتا ہی سوا
دیکھیے ٹلتی ہین سر سے یہ بلائین کیونکر
الٹی تاثیر اگر تیری زبان رکھتی ہی

ایک ٹھوکر مین وہ مردے کو جلائین کیونکر
بیٹھے رہتے ہین تو تڑپاتی ہی پہلو دل کی
روشنی کرتی ہین گل تیز ہوا مین کیونکر
دل تو کچھ کہتا ہی اور آنکھ ہی کچھ سخت خجل
آرزو وصل کی فرقت مین جتائین کیونکر

اس خموشی کا سبب انکو بتائین کیونکر
ضعف اٹھنے نہین دیتا کہین جائین کیونکر
دل سے جاتی نہین یاد کے تیرے زلفون کی
ایسے دو روٹھنے والون کو منائین کیونکر

یہ غزل گا کر عمرو چپ ہوا تھا کہ اسنے پھر پنجون سے داغنا شروع کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پھر گانے لگا لیکن دل مین کہتا ہی رہ قحبہ اگر چھوٹا تو پہلے تیرے منہ مارونگا لیکن اسکی یہ کیفیت ہی کہ جب عمرو چپ ہوتا ہی یہ پنجے سے داغتی اور گواتی ہی نہین تو چھوڑے لیکن ایک بیٹی ہی قیطاس جادو کی کہ نام اسکا مہتاب جادو ہی قیطاس جادو اسے بہت عزیز رکھتا ہی اسوقت بیاہ باپ پاس سے اپنے لشکر جاتی ہی طرف باغ گل خندان کے راستے مین مکان ہی نرگس جادو کا جب قریب اسکے پہونچی آواز گانے کی کان مین اسکے آئی بیچین ہوگئی وہین ٹھہری ساتھ والیون سے پوچھا کہ یہ مکان کسکا ہی سبھون نے عرض کیا نرگس جادو آپ کے والد کی دایہ کا مکان ہی کہا کہ جلد دروازہ کھلواؤ چوبدار نے دروازے کو ہلا دیا کہا کہ جلد دروازہ کھولو شہزادی کھڑی ہوئی ہی نرگس عمرو کو بار بار گوا رہی تھی کہ آواز چوبدار کی کان مین پہونچی نرگس جادو ایک جہاندیدہ ہی سمجھ گئی کہ مہتاب جادو آواز عمرو کی سنکر آئی ہی جلدی سے پنجرہ عمرو کا کونے مین رکھ دیا اور سے گودڑ گاڑ لحاف رضائی ڈالکر چھپا دیا اور دروازہ کھلوا دیا مہتاب جادو اندر مکان کے آئی نرگس جادو کو سلام کیا نرگس نے بلائین لین کہا واہ اماں خوب مزے لوٹ رہی ہو یہ کون تمھارے پاس گا رہا تھا نرگس بولی بیٹا مین صدقے مین قربان میرے پاس گانے والا کون ہی نہین اپنا جی بہلانے کو کچھ گا رہی تھی مہتاب جادو نے کہا دایہ اماں مین نے کیا تمھارا گانا سنا نہین بھاری ایسی آواز کہان جو مین نے سنی سچ بتاؤ کون تھا کہ مین نے ایسی آواز تمام عمر نہین سنی عجب خوشنما آواز تھی کہ سنتے ہی جی بیقرار ہو گیا مین نے ایسی تاثیر نہین دیکھی نرگس بولی سوا میرے یہان اور کون ہی مہتاب جادو نے اپنے لوگون سے کہا کہ ارے ڈھونڈھو تو یہان کوئی ہی ضرور دایہ جان چھپاتی ہین مفصل نہین بتاتی ہین لوگ اسکے سب طرف لگے ڈھونڈھنے عمرو نے سمجھا کہ تمھارا کوئی متلاشی ہی آواز دی کہ صاحبو مین بیچارہ مصیبت زدہ گرفتار بلا اپنے حال پر ڈال پڑ رہا تھا گانا تو خوش و دیگر ہو مہتاب جادو نے کہا کہ دایہ یہ کون بولا اسنے کہا بیٹا کاہے کی آواز کدھر ادھر نکلی آتی ہی مہتاب جادو نے کہا کہ دایہ یہ تو آواز اسی گھر سے آتی ہی عمرو نے پھر آواز دی کہ مین اس کونے مین ہون پنجرے مین بند خواصین اور کنیزین مہتاب جادو کی دوڑ کر لحاف گودڑ ہٹا کر پنجرہ اٹھا لائین نرگس جادو نے کہا کہ بیٹا یہ بڑا مکار عمرو عیار ہی تمھاری بڑی بہن خورشید جادو نے اسکو پکڑکر بھیجا ہی یہ کیا کسی کے ہاتھ لگتا ہی باپ نے تیرے ہر چند چاہا کہ کوئی اسے اپنے پاس رکھے کسی نے ایک شب کی حفاظت اسکی منظور نہ کی تو اسوقت باپ نے

تیرے مجھے بلا کر اُسکو دیا اور بہت تاکید کی کہ اسے بڑی ہوشیاری سے رکھنا یہ ایک بلائے روزگار ہے تمام زمانے کے
ساحرون کو اسنے مارا ہے مہتاب جادو نے کہا کہ دایہ جان اسکو مجھے دیجیے کہ رات بھر مین اسکو اپنے پاس رکھونگی
صبح کو لے لینا نرگس جادو نے کہا کہ قربان جاؤن یہ مال تمہارا ہے مگر مین اس مکار کو بغیر حکم قیطاس جادو کے
کیونکر دیدون اگر یہ تمہارے پاس سے چھوٹ گیا تو تمھین تو کوئی کچھ نہ کہیگا مجھکو سب رسوا کرینگے کہ تونے کیا دھوپ
مین بال سفید کیے تھے ایسے مکار کو کیون اُس بچی کو دیدیا جان تک تیری تجھپر نثار مگر اسکو مین نہ دونگی مہتاب جادو
یہ سنتے ہی نہایت رنجیدہ ہوئی اور کہا کہ دایہ صاحب معلوم ہوا کہ تم قیطاس جادو کی دوست ہو اور ہم دشمن ہین اور
وہان سے روتی ہوئی اُٹھی اور پھر اپنے باپ قیطاس جادو پاس چلی اب وہ وقت ہے کہ قیطاس جادو پلنگ پر
آکر لیٹا ہے زوجہ اسکی ریحانہ جادو پاس ہے اُس سے باتین کرتا ہے کہ صاحب سامری و جمشید نے بڑا فضل کیا کہ وہ مکار نامی
جسکا عمرو عیار ہے گرفتار ہو کر آیا صبح کو سر اسکا کٹوا کر خورشید جادو پاس بھیجدونگا یہی باتین تھین کہ مہتاب جادو
روتی ہوئی آئی اور زمین پر پچھاڑ کھائی کہ بس ہم دشمن ہین ہمارا جینا ناحق ہے ریحانہ دوڑ کر لپٹ گئی بلائین لینے لگی
کہ بیٹا مجھے کہہ تو کیا ہوا قیطاس جادو کہ بیٹی کا عاشق تھا اُسنے دیکھا کہ مہتاب جادو نے بال نوچ ڈالے ہین کپڑے
پھٹے ہین منہ طمانچون سے لال ہے گلے سے لگا لیا اور کہا کہ تونے کیون حال اپنا تباہ کیا ہے اگر کسی نے آنکھ دکھائی ہو تو اُسکی
نکلوا ڈالون انگلی دکھائی ہو تو ہاتھ اسکا قلم کروا ڈالون کس سے تجھے رنج پہونچا بیان تو کر مہتاب جادو رو رو کے کہتی ہے
ہچکی لگی ہوئی ہے آخر کو جب ماں باپ بہت صدقے قربان گئے تو ناک بھون چڑھا کر کہا کہ بابا جان ہم تو آپ کے دشمن
ہین اور نرگس جادو بڑی دوست ہین الله ہم ایسے بیگانے ہو گئے اور بے اعتبار ہو گئے اور نرگس جادو مختار ہو گئین
کہ اس بڑھاپے مین عمرو سے گانا سنین اور ہم مانگین عمرو کو تو ہمین نہ دین بس ہمارا جینا بیکار ہے ہم اپنی جان دے دینگے
قیطاس جادو نے کہا بیٹا یہ تو مقام شکر ہے کہ وہ ایسی تابع حکم ہے کہ اسنے عمرو کو تجھے بھی نہ دیا تو اور کو کاہیکو دیگی کہا کہ ہان
بابا جان وہ بڑی معتمد ہین ہم بے اعتبار ہین تو ہم ہین بس زہر کھا لینگے قیطاس جادو نے کہا تیرے دشمن زہر کھائین جو تیری
خوشی ہوگی وہی کرونگا مہتاب جادو نے کہا اگر آپ میری زیست چاہتے ہین تو جلد عمرو کو مجھے دلوا دیجیے قیطاس جادو
نے کہا اچھا چلو عمرو کو لو اور اُسی وقت اسکو ساتھ لیکر سوار ہو کر نرگس جادو کے مکان کی طرف چلا یہان نرگس جادو
بعد مہتاب جادو کے جانے کے عمرو کو لگی سمجھانے کہ کیون تجھے چھپا دیا تھا تو کیون بولا تو نے اُس چھوکری کو مجھے
رنجیدہ کروا دیا رات بھر مین تجھے ادھ موا کر دونگی اب بھی تیرے مکر و فند نہین جاتے یہ کہکر سیخ گرم کر کے عمرو کو داغتی ہے
اور عمرو ہر مرتبہ بلبلا جاتا ہے کہ یکایک آواز آئی کہ دروازہ کھولو قیطاس جادو آیا ہے نرگس دوڑی قیطاس جادو
کی بلائین لین کہا کہ بیٹا اس وقت کیون آئے ہو قیطاس جادو نے کہا کہ تمہارے بڑھاپے کے شوق نے دوڑایا لاؤ
عمرو کو کہان ہے ہمارے حوالے کرو اسنے کہا کہ بیٹا تو مالک ہے جسے چاہے اسے دے مگر یہ مکار ہے اگر کہین چھوٹ جائیگا
تو غضب ہو جائیگا قیطاس جادو نے کہا کہ اتو یہ بچی جان دیے دیتی ہے یہ تو رنج جائیگی اگر چھوٹ بھی گیا تو پھر گرفتار
ہو جائیگا یہ کہکر پنجرہ عمرو کا مہتاب جادو کو دیا کہ لیجا مگر بہت ہوشیاری سے اسے اپنے پاس رکھنا اسکے فریب مین
نہ آنا اور خود سوار ہو کر اپنے مکان کو چلا گیا نرگس جادو نے اپنی دونون کنیزون سے کہا کہ قیطاس جادو نے چھوکری کو
لاڈ مین رکھا ہے اور مثل مشہور ہے کہ لاڈلی بیٹی چھنال و سالار لا بیٹا کانڈو قیطاس جادو بہت خراب ہوگا یقین ہے کہ یہ شہر
بھی مثل خطلی آباد کے ویران ہوگا مگر مہتاب جادو پنجرہ عمرو کا ساتھ لیے ہوئے باغ گل خندان مین آئی پہلے پوشاک
بدلی پھر صحبت مین آ کر بیٹھی اب عمرو نے دیکھا مہتاب جادو کو کہ مینڈھیان موتیون سے گندھی ہوئی ہین ہاتھ مین شبنم پر زر دے کے

روشن سن بھی کوئی چودہ پندرہ برس کا عین شباب سینے پر ابھار نیم کا تکانا کہ مین پڑا ہوا گورا پنے کا عالم عمرو دیکھتے ہی بدل مائل ہو گیا مگر مہتاب جادو نے بیٹھتے ہی حکم دیا کہ ارے کوئی ہی کھانا لاؤ اور عمرو کو پنجرے سے باہر نکالا بعد کھانا کھلایا بعد اسکے کہا کہ خواجہ ہم تمہارے گانیکے مشتاق مین ہین بھی علم موسیقی کا شوق ہی عمرو نے کہا کہ ہاتھ پاؤن میرے بیکار ہین مین کیونکر گاؤن بجاؤن مہتاب جادو تو سحر سے واقف نہین مگر ساتھ مین سنبل جادو ساحرہ زبردست موجود تھی اس سے کہا کہ ای سنبل جادو عمرو کے گرد حصار سحر باندھ کر یہ کہین جا نہ سکے اور رد سحر کر کے ہاتھ پاؤن اسکے کھولدے سنبل جادو نے کہا ملکہ بہت اچھا اور ایک کوری بدھنی مین پانی منگا کر اسپر اسم سحر پڑھکر دم کیا اور گرد صحبت کے چھڑکوا دیا بعد اسکے ماش کے دانے سحر دم کر کے مارے کہ ہاتھ پاؤن عمرو کے سحر کے کھلے ہوئے عمرو نے سازندون سے کہا کہ ساز ملاؤ اور ہمارا ساتھ دو سب نے کہا بہت خوب اور ساز ملانے مین مصروف ہوئے عمرو نے جوڑی ہفت پیوندی زنبیل سے نکالکر قفلیان درست کین اور بجانا شروع کیا اور یہ غزل آرزو کی شادان ہو کر خوش الحان گانے لگا غزل

بہت بھڑکی ہوئی ہی آتش گل صحن گلشن مین
رگ گردن ہماری قتل کو ہی تیغ گردن مین
سلامت ہی اگر وحشت تو نکلیگی یہ اک دن
جنہین جلوہ دکھاتا ہو وہی چھپتے ہین چلمن مین
قیامت مین گریبانگیر کیون لے بیٹھا ہون
قضا فرق اسکے جتلانے ہمارے دوست دشمن مین
نہ سوچا تھا کبھی ہمکو عشق کا انجام کیا ہوگا
کہ جنکو شوق سے قاتل یہ پھرتا ہو دہن مین

کسی دن آگ لگجائے نہ بلبل کے نشیمن مین
ہوئے ہین شوق دید گل مین جو بے قفس مرد
مجھے ہمدرد جگر ہین شوق سے رکھین آہن مین
نکلجائیگا لیکر جوش سودا خون عاشق کو
ابھی تک حسن عاشق کے ہین جتنے جھلکے ہین مین
برابر لڑے گور غریبان مین ترکیون آمین
پڑے تھے ہائے ان آنکھونمین کیا پڑے آرکس مین

چلا ہی اشتیاق فرخ لیکر جانب قاتل
مناسب ہی تو صبا ونکے ہوا آگہو لے گلشن مین
یہ دردیدہ ہین باتین اشتیاق دل کھاتی
کہ سوتے خیر رکھتی ہی اک اک گرم ریتے مین
ادا اس شوخ کی ہی دلربا کوئی کوئی قاتل
ترے بیتاب الفت گرد مین لپٹے ہین کفن مین
ہمارے داغ خون ہی آرزو پہ رنگ گل تن مین

غرض عمرو نے ایسا گایا بجایا کہ مہتاب جادو ہمہ تن محو ہو گئی اور ایسا تصور بندھا کہ آنکھون سے آنسو جاری ہوئے بعضی جلیسین مہتاب جادو کی آنسو اٹھکے گرد پھرتی تھین کوئی بلائین لیتی تھی چار گھڑی تک عمرو گایا بجایا کیا بعد اسکے بانسری ہاتھ سے رکھدی اک گھڑی بھر تک تو وہی سما بندھا رہا بعد اسکے ملکہ نے تعریفین کرنا شروع کین عمرو نے رو کر کہا کہ ای ملکہ مہتاب جادو مین گایا نہین ہون اپنے حال پر رو رہا ہون جسکو ایسا غم ہو کہ ہم صبح کو مارے جاینگے وہ کیا خاک گائے گا زیست ہماری مانند چراغ سحری کے ہی یہ گانا نہ تھا گویا رونا تھا جو آپنے سنا اور گانا بجانا تو جب دل خوش ہوتا ہی جب خوب بجتا ہی مہتاب جادو نے کہا کہ خواجہ تم میری جان کے ساتھ ہو کیا طاقت کسی کی ہی جو تمکو میرے پاس سے لیجا سکے ہان جب مین نہونگی تو بیشک مجبوری ہی خواجہ تم خاطر جمع رکھو کسی طرح کا اندیشہ نہ کرو اور مین تمہین چھوڑے دیتی ہون لیکن میرے ساتھ دغا نہ کرنا کیونکہ مین نے کوئی خطا نہین کی ہی عمرو نے قسم کھائی کہ ای ملکہ مین تمہارے ساتھ فریب نہ کرونگا مین محسن کش احسان فراموش نہین ہون مین تو دشمن کو قتل کرتا ہون جب عہد و پیمان ہو چکا ملکہ نے سنبل جادو سے کہا کہ دایہ امان اب وہ حصار جو تمنے باندھا ہی کھولدو واسطے کہا بہتر اور رد سحر کیا کہ وہ حصار برطرف ہو گیا مہتاب جادو نے کہا کہ خواجہ اب تم سو رہو صبح کو تعبیرین سنینگے اور پلنگ عمرو کے واسطے بچھوا دیا ملکہ بھی سو رہی عمرو بھی کئی روز کا جاگا تھا سو گیا چوکی پہرہ جابجا قائم ہوا دو گھڑی رات رہے سے مہتاب جادو بیدار ہوئی عمرو بھی اٹھا منہ ہاتھ دھو یا نماز پڑھی بعد اسکے ملکہ کے سامنے آ بیٹھا اور پھر یہ غزل شروع کی غزل

ای فلک غم کی انتہا بھی ہی
وصل جانان اگر ہو نا ممکن
ہمدرد دل کی کوئی دوا بھی ہی
میری تقدیر مین قضا بھی ہی
قتل کرتا ہی بیگنہ مجھکو
ناوک آہ کیون خطا کرتا
آہ مجھ میرا خون بہا بھی ہی
اسمین تقدیر کی خطا بھی ہی

جذب ناکام کا نہیں ہے گلا | کیا کرون بے اثر دعا بھی ہے
کس سے پوچھوں کدھر کو جاؤں | بیخودی کوئی رہنما بھی ہے
چرخ کا کیا گلا کرے کوئی | دشمن جان وہ بیوفا بھی ہے

غرض ملکہ عمرو کے گانے پر تو عاشق ہی تھی ایسی بیخود ہوئی کہ عمرو کی گردن میں باہیں ڈالکر رونے لگی ادھر عمرو کا بھی دل غم صاحبقران سے بھر آیا تھا اور اپنے حال زار کا جو رنج تھا اُسمین ایسے محبوب کے ہاتھ گلے میں ڈالکر رونے نے تحیین کر دیا یہ بھی زار زار رونے لگا مہتاب جادو لیکے آنچل سے عمرو کے آنسو پونچھتی جاتی ہے مگر وہان صبح کو قیطاس جادو جو بیدار ہوا منہ ہاتھ دھوکر دربار میں گیا تخت خلوت پر بیٹھا امرا وزرا جمع ہوئے اور دو سپہ سالار ہیں اُنکے نام ایک کا مظفر جادو ہے اور دوسرا کا غضنفر جادو قیطاس جادو نے ان دونوں سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم جاؤ اور عمرو کو مہتاب جادو پاس سے لے آؤ یہ دونوں اُسی وقت سوار ہوکر دروازۂ باغ گل خندان پر آئے محلدار سے کہا کہ جاکر ملکہ سے کہو کہ مظفر اور غضنفر عمرو کو لینے آئے ہین جلد اُس مکار کو بھیجدیجے کہ ہم قیطاس جادو پاس لیجائیں محلدار وہان سے اُٹھکر ملکہ کے سامنے آئی دیکھا کہ ملکہ ہاتھ گلے میں عمرو کے ڈالے ہوئے تعریفین عمرو کے گانے کی کر رہی ہے اور جھوم رہی ہے اور آنسو دونون کی آنکھون سے جاری ہین غرض ایسی حالت دیکھی کہ یہ بھی محو ہوگئی جب ملکہ نے پھر کر دیکھا تو اُسنے سلام کیا اور ہاتھ باندھکے عرض کی کہ مظفر اور غضنفر آپ کے باپ کے بھیجے ہوئے عمرو کے لینے کو آئے ہین ملکہ نے جواب دیا کہ جاکر اُنسے کہدو کہ میں عمرو کو آج اور اپنے پاس رکھون گی اور گانا اُسکا سنون گی کل اگر عمرو کو لیجانا محلدار نے پیغام ملکہ کا آکر ان دونون سے کہا مظفر نے کہا کہ ہمکو حکم اُسکے لانیکا دیا ہے ہم تو عمرو کو ضرور لیجائینگے مہتاب جادو نے جو کلام مظفر کا سُنا نہایت غضبناک ہوئی اور دروازے پر آکر کہا او نمک حرام تمھاری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ عدول حکمی ہماری کرتے ہو ابھی غوطہ کہ مار کر نکلوا دون مظفر چاہتا تھا کہ پھر کچھ جواب و سوال کرے کہ غضنفر نے کہا بھائی ہمیں تمھیں لازم نہین ہے کہ اسکے منہ چڑھیں کیونکہ بادشاہ کی بیٹی ہے اور چہیتی ہے رات کو نرگس جادو کا حال سُنکر خود قیطاس جادو نے جاکر اسکی خاطر سے عمرو کو چھین کر حوالے کر دیا ہے تم اگر تکرار کریں ایسا نہو کہ عتاب شاہی میں گرفتار ہوں یہ بیٹی ہے اُنکی اسکو دم ہوش چاہتا ہے جو خاطر اسکی ہو وہ کسی کی نہوگی چلے چلو جو اصل اصل ہے کہدو ہمین تمھین یہ حکم نہین ملا تھا کہ جبر قہر اً عمرو کو چھین لاؤ غرض اسکے سمجھانے سے مظفر خاموش ہوا اور کہا اے ملکہ آپ مالک و مختار ہین ہماری مجال نہین ہے کہ آپکے زبان لڑا سکیں ہم جاکر قیطاس جادو سے عرض کیے دیتے ہین یہ کلمہ سُنکر غصہ ملکہ کا فرو ہوا اور دروازے سے پھر کر قصر مین آئی عمرو سے کہا کہ وہ دونون گئے عمرو نے ملکہ کو دعائین دین مگر مظفر و غضنفر نے جاکر تمام حال قیطاس جادو سے بیان کیا اُسنے کہا کہ مجھے آزردگی مہتاب جادو کی گوارا نہین ہے جبتک وہ راضی نہوگی مین عمرو کو اُس سے نہ لونگا غضنفر نے مظفر سے کہا کیون بھائی کہو ہماری صلاح کیسی تھی درست پڑی یا نہین اُسنے کہا بھائی تم خوب سمجھے مگر یہان عمرو نے ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا جب ملکہ سو رہی عمرو وہان سے اٹھکر علیحدہ درخت کے نیچے جاکر سو رہا ملکہ جو سحر کو بیدار ہوئی منہ ہاتھ دھویا عمرو کو تلاش کیا تو نہ پایا لوگ چار طرف ڈھونڈھنے لگے گوشہ باغ مین ایک درخت کے نیچے سوتا ہوا پایا ملکہ سے آکر کہا کہ عمرو زیر درخت سوتا ہے ملکہ آپ آئی عمرو کو شانہ ہلا کر جگایا اور کہا کہ خواجہ ہم بڑی دیر سے تمھین ڈھونڈھ رہے ہین بھلا اب تکین ہوتا چلا تھا کہ تم چلے گئے اور یہان درخت کے نیچے سونیکا کونسا موقع تھا عمرو بولا ملکہ بشر کو ہر وقت مین ہوشیار رہنا چاہیے سوتے مین بھی غفلت نہ کرے اسوقت مجھکو نیند بہت آئی ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اے عمرو ابھی دو جادوگر تیرے لینے کو آئے تھے وہ بھیجے ہین مبادا بادشاہ کسی اور کو بھیجتا کہ عمرو جس حالت مین ہو جاکر اُٹھا لاؤ اور مین یہان سوتا ہوتا تو سب تمھاری محنت برباد جاتی اور مین بھی کہین کا نہ رہتا اُس خیال سے ایسے مقام پر آکر سو رہا کہ کسی کا خیال بھی ادھر نہ آئے اور مین تمھارا ممنون احسان ہون

تمھیں چھوڑ کر کہاں جاؤنگا غرض ملکہ عمرو کا ہاتھ پکڑ کر کہتی ہوئی قصر مین لائی کہ خواجہ تمھاری ہوشیاری اور دانائی کا کیا کہنا القصہ عمرو نے قصر مین آکر وضو کیا نماز پڑھی اب ملکہ نے کہا خواجہ چلو سیر باغ کرین عمرو نے کہا اچھا اور ملکہ کے ساتھ ہو لیا اب یہ حالت ہی کہ عمرو کے گلے مین تو ملکہ کا ہاتھ ہی اور ملکہ کے گلے مین عمرو کا ہاتھ ہی دونون سیر باغ کی کر رہے ہین غرض اس کیفیت مین شام ہو گئی عمرو نے کہا کہ ملکہ چلو وقت نماز کا آگیا اور وضو کر کے اطاعت خدا مین مصروف ہوئے بعد اسکے صحبت آراستہ ہوئی سب سامان عیش و عشرت مہیا ہوئے اب کوئی چھ گھڑی رات گئی ہوگی کہ ملکہ نے کہا خواجہ کھانے سے بھی فراغت کر لو عمرو نے کہا بہتر ہی اور ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا ادھر تیاری چراغان کی ہوئی اور ادھر عمرو نے کھانے سے فراغت کر کے گانا بجانا شروع کیا غزل

دیکھیے عالم تقدیر سے کیا ہوتا ہے　　لاکھ تدبیر ہو تدبیر سے کیا ہوتا ہے
دلکو زلفوں مین پھنسا کر [illegible]　　ایسے دیوانے کو زنجیر سے کیا ہوتا ہے
گوش مشتاق تجھی [illegible] وصال　　تو ہی کہدے تری تصویر سے کیا ہوتا ہے
[illegible]　　کیا بتائیں کہ ترے تیر سے کیا ہوتا ہے
کھنچ ہی رہا کے ... ازل　　زندگی چاہیے تاثیر سے کیا ہوتا ہے
اب سنا ہے کہ جفا سے بھی پشیمان ہین وہ　　اور پھر آہ کی تاثیر سے کیا ہوتا ہے
دوست کی جو عنایت ہو ...　　پھر عناد فلک پیر سے کیا ہوتا ہے
دیکھیے ...　　دیکھ فرزانہ تری تحریر سے کیا ہوتا ہے

غرض دو پہر رات گئے تک کی غزلین ایسی درد آمیز عمرو نے گائین کہ ملکہ بیچین ہو گئی اور یہ عالم ہو گیا کہ عمرو کے گرد پھرتی تھی اور بلائین لیتی تھی غرض بدل عمرو پر مائل ہو گئی آدھی رات گئے سے کہا کہ خواجہ اب سو رہو زیادہ بیچین نہو اور آپ پلنگ پر لیٹ رہی عمرو کو اپنے برابر سلایا عمرو ظاہر مین تو لیٹتے ہی سو گیا مگر نیند کب آتی ہی خیال لگا ہوا ہی کہ اے عمرو خدا جانے حمزہ اور لشکر حمزہ کا کیا حال ہوا ہوگا ادھر ملکہ بھی سو گئی جب عمرو نے دیکھا کہ سواے ذات خدا کے کوئی بیدار نہین ہی اول عمرو نے سب کو بیہوش کیا بعد اسکے ملکہ کو اٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا اور آپ رنگ روغن عیاری لگا کر مہتاب جادو کی صورت بنکر پلنگ پر سو رہا جب صبح کو اٹھا انہین جلیسین سلام کر کے بیٹھی تھین ملکہ نے کہا کہ دیکھو عمرو کدھر ہی انھون نے عرض کیا وہ جائیگا کہان کہا دیکھو تو اب عمرو کی تلاش ہونے لگی تمام باغ چھان مارا لیکن عمرو کا کہین نہ پایا پہر دن چڑھا اسوقت مہتاب جادو چیخ مار کر رودی کہ ہاے عمرو مجھسے بیوفائی کر کے چلا گیا اب مین باپ کو کیا منھ دکھاؤنگی وہ جو پوچھینگے کہ عمرو کو کیا کیا تو کیا جواب دونگی اور وہ مجھے ضرور لعنت ملامت کرینگے مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگی اور خوب دھوئی دیا سر کے بال نوچ ڈالے کپڑے پھاڑ ڈالے دو ہتڑ منھ پر مار رہی ہی کہ ہاے عمرو تو مجھکو دغا دے گیا مین یہ نہ جانتی تھی ہاے مین تجھے کہان ڈھونڈھون اور خنجر کھینچکر گلے پر رکھ لیا چاہتی تھی کہ اپنے کو ہلاک کرے ساتھ والیان لپٹ گئین ہاتھ سے خنجر لے لیا ملکہ نے کہا ارے تمھارا ستیاناس جائے مجھے کیون پکڑتی ہو مر جانے دو ایسے جینے سے مرنا بہتر ہی مین یہ روے سیاہ باپ کو کیا دکھاؤنگی ہارے مجھے چھوڑ دو اور وہان سے دور ہو یہان سے ملکہ کی تو یہ حالت ادھر ایک کہاری اسکی مان پاس سے اسکی خبر کے لیے آئی تھی اسنے جو یہ حال دیکھا الٹے پاؤن پھر گئی اور سب حالت اسکی مان سے بیان کی اسنے جو سنا کہ ملکہ اپنے کو ہلاک کیے ڈالتی ہی بیقرار ہو گئی اور اسیوقت اسکے باپ قیطاس جادو سے کہلا بھیجا کہ صاحب ملکہ کو عمرو بھاگ گیا مہتاب جادو غیرت سے اپنی جان دیے دیتی ہی قیطاس جادو یہ سنتے ہی بے تحاشا دوڑا مگر ریحانہ پہلے ہو گئی دیکھا کہ مہتاب جادو پر گویا بھوت سوار ہی عجب صورت ہی کہ منھ طمانچون سے لال ہو رہا ہی گودڑ پیٹتے پیٹتے پھٹے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے ہین سر کے بال نچے ہوئے ہین ریحانہ آکر لپٹ گئی کہ بیٹیا یہ تو نے کیا حال بنا رکھا ہی واری اگر عمرو غائب ہو گیا ہی تو پھر پکڑا دیگا تو کیون اپنی جان دیتی ہی مہتاب جادو نے کہا اماں جان مین یہ روسیاہ صورت پدر بزرگوار کو کیا دکھاؤن گی سامری جمشید کو مانکے مجھے مر جانے دو ریحانہ جادو لپٹی ہوئی ہی چھوڑتی نہین کہ اتنے مین قیطاس جادو بھی آ پہونچا ریحانہ پکاری کہ صاحب آکر بیٹی کو سمجھاؤ کسی طرح نہین مانتی مہتاب جادو نے شرم سے منھ اپنا زانوؤن مین چھپا لیا

قیطاس جادو نے دلاسا دیا کہ بیٹا کچھ غم نہ کر عمرو بھاگ کر کہان جائے گا پھر پکڑ آئے گا مہتاب جادو نے کہا کہ بادا جان کل
جو کچھ فتور اُسنے برپا کیا تو یہی ہوگا کہ مہتاب جادو نے اُسکو چھوڑ کر یہ ستم ڈھایا مین اپنی جان دونگی یا دیدہ بدنامی نہ سہونگی ہاے
عمرو عیار میری جان لینے کو یہان آیا تھا اور تڑپی جاتی ہے مچلی جاتی ہے کہ اچھا تم نہ چھوڑتے بھی تو غافل ہو گئے مین زہر کھا لونگی کنوین
مین گر دونگی جب قیطاس جادو نے دیکھا کہ مہتاب جادو نہین سنبھلتی ناچار اُسکو پکڑ دھکا سوار کر کے اپنے گھر مین لایا پلنگ پر
لٹا دیا لیکن مہتاب جادو روئے جاتی ہے قیطاس جادو اور ریحانہ ہرچند دلاسا دیتے ہین مگر نہین مانتی دن بھر اسی طرح
گذرا نہ کھایا نہ پانی پیا گھر بھر ہلاک ہوا آخر روتے روتے سو گئی پس قیطاس جادو نے بیچ مین پلنگ مہتاب جادو کا ایک
طرف اپنا دوسری جانب ریحانہ کا پلنگ بچھایا اس خوف سے کہ ایسا نہو سوتے سے اُٹھے اور ہم بھی سو جائین ہاتھ سے نکل جائے کنوین مین گر پڑے اور
ریحانہ سے کہا کہ صاحب تم سو رہو مین جاگتا ہون ریحانہ سو رہی عمرو نے اپنے کو سوتے مین ڈال دیا کوئی پہر رات باقی تھی کہ قیطاس
جادو نے ریحانہ کو چونکا کے کہا کہ صاحب تم ذرا تحمل تھیو مین دو گھڑی لیٹ رہون اُسنے کہا تم شوق سے سو رہو مین جاگتی ہون
قیطاس جادو لیٹتے ہی سو گیا ریحانہ کی آنکھون مین نیند بھری ہوئی تھی لیٹ گئی کہ بیٹھے لیٹے جاگا کرونگی ایک لمحہ بھر کے بعد
ہو گئی عمرو تو جاگتا تھا پہلے آہستہ آہستہ آواز دی امان جان بادا جان جب کوئی نہ بولا اور دونو کو پکارا کسی نے جواب نہ دیا
چپکے سے اٹھکر چلے تو پروانہ بیہوشی کے چراغ کی لو پر مارے اس خیال سے کہ شاید کوئی جاگ اُٹھے تو سارا کھیل بگڑ جائے گا جب سب
بیہوشی از ہر اکر اپنا اطمینان کر لیا قیطاس جادو کی زبان مین سوزن دے کر زنبیل مین ڈال لیا اور آب رنگ روغن عیاری
نکالکر اُسکی صورت بنکر پلنگ پر لیٹ رہا صبح کو جو اُٹھا ریحانہ جادو سے بولا کہ صاحب میری مہتاب جادو کہان ہے اسی لیے
مین تمکو چونکا کر لیٹا تھا تم سو گئین وہ غیرت دار تھی نکل گئی یا کنوین مین گر پڑی ہاے مین مہتاب جادو کو کہان پاؤنگا
ہاے میری جان کہان گئی مین بغیر تیرے کیونکر زندگانی کرونگا اور ریحانہ سے کہا کہ قطامہ تجھسے سمجھونگا ذرا مہتاب جادو
کو ڈھونڈھوا لون میری تو جان جائیگی مگر تجکو مار لونگا تو مرونگا یہ کہکر پوشاک سرخ پہنکر بارگاہ مین آیا روتا ہوا کہ ہاے
میری مہتاب جادو بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا سب امرا دربار حاضر تھے سلام کیا مگر قیطاس جادو روئے جاتا ہے کہتا
مہتاب جادو مین نے تمام عمر اپنی ضائع کر کے تجھکو پایا تھا مین تو تیرا عاشق تھا ہاے معشوق ہاے مونس و غمخوار
میری تو کہان گئی تجھے کہان ڈھونڈھون اور تمام ساحرون سے حکم کیا کہ جاکر تلاش کرو شاید مہتاب جادو کہین
نکل جائے وہ مارے شرمندگی کے بے سبب نکل گئی اور صاحبو اگر آج صبح سے رات تک اُسے نہ پیدا کیا تو اپنی بھی جان دونگا اور
کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اس تخت سلطنت کو آگ لگا دونگا اور تمام شہر کو ویران و خراب کرونگا ساحر چہار جانب تلاش
کو روانہ ہوئے یہان قیطاس جادو روئے جاتا ہے کہ ہاے مہتاب جادو اور چوبدار سے کہا کہ جاکر نرگس جادو کو بلا لا جو کچھ
کیا اُس قحبہ نے کیا نہ عمرو سے وہ کانا مشتی نہ یہ آفت آتی جلد اُس مردار کو لا چوبدار ابھی نرگس جادو سے جلے ہوئے تھے
کہ کبھی اُسنے ایک حبہ کسی کو نہین دیا تھا پانچ سات چوبدار چلے گئے اور نرگس جادو کے مکان کا دروازہ توڑ ڈالا کہ
چل تجھے بادشاہ نے یاد کیا ہے اور گھسیٹتے ہوئے اُسے لائے نرگس جادو پکاری مجھ بد نصیب کی کون تقصیر ہے جو اس ظلم
سے بلوایا ہے کہا ہاے مہتاب جادو غائب ہو جائے اور تو یہین سے بیٹھے کیون تو نے کانا [illegible] یہ سنا تھا جو مہتاب جادو کی
اُسکی آواز سنکر بولی تیرے بڑھاپے کے مزے نے تجھکو تو کہین کا نہ رکھا ارے اس قحبہ کے منہ پھول کی ٹھونکو کوئی چوبدار
ایک میخ اٹھا لایا جیسے اُسنے پہلے ہی سے بنا رکھی تھی پس میخ ہوا اُس کے ٹھونکی گئی تو اتنی بڑی میخ تھی کہ تالو مین نرگس
جادو کے پھوٹی وہ قحبہ تڑپ تڑپ کر فی النار و السقر ہوئی لاش اُسکی ٹیلے پر پھنکوا دی بعد اسکے محل مین داخل ہوا ریحانہ سے
کہا کہ کیون اے مردار تو نے میری مہتاب جادو کو ہاتھ سے کھو دیا اسلیے مین نے چونکا کر آپ دیا تھا تو کیون نہ جاگتی رہی

نہ تو سوتی نہ وہ غائب ہو جاتی اور تلوار کھینچکر ماری کہ ریحانہ کے دو ٹکڑے ہوئے کچھ جادوگرنیان اور لڑکی تھین
اُنسے کہا کہ ارے تمنے مجھے روکا نہ مین نے ریحانہ کو مار ڈالا مین تو سودائی بنا ہوا ہون اب کیا تمھین زندہ چھوڑونگا
اور جس جس کو ساحر سمجھا مار تلوارون سے ٹکڑے اُڑا دیے اور اسی طرح با تیغہ خون آلود بہ بارگاہ مین آیا تخت پر بیٹھا
اتنے مین ساحر بھی آ گئے کہا کہ کیون صاحبو میری مہتاب جادو کو ڈھونڈھا عرض کی ہر چند تلاش کیا لیکن کہین پتا
نہ لگا کہا کہ خیر اب حکم کیا تمام شہر کے جادوگر جمع ہون بموجب حکم تیس ہزار ساحر جمع ہوئے کہا کہ دست راسی علیحدہ ہون
دست چپی علیحدہ پندرہ پندرہ ہزار ساحر دونون طرف ہو گئے اب مظفر اور غضنفر کو سامنے بلایا اور کہا کہ ہمنے تمھین بھیجا تھا کہ
عمرو کو مہتاب جادو پاس سے لے آؤ تم کیون نہ لائے خالی کیون پھر آئے مظفر نے کہا کہ پیر و مرشد مین تو اسپر آمادہ تھا
کہ عمرو کو لیکر جاؤنگا غضنفر مجھے پھیر لایا کہا کہ کیون اے غضنفر تو کیون مانع آیا اگر مظفر عمرو کو لے جاتا تو کیا آفت تھی کیون پھیر لایا
اور دست راسیون سے کہا کہ مارو غضنفر کو یہ حکم سنتے ہی وہ تلوارین کھینچکر غضنفر پر گر پڑے اور اسکے ہمراہیون کو بھی
اسکے ٹکڑے اُڑا دیے بعد اسکے ادھر کے جادوگرون کو بلایا اور کہا اے مظفر تو نے یہ کیا کیا تیرا ہمچشم تھا تو نے اُسے قتل
کیا اور اے نمک حرامو تمنے کیون دست راسیون کو قتل کیا ارے مارو ان نمک حرامون کو وہ جو آدھے جادوگر تھے انھون نے
مظفر اور اسکے ہمراہیون کو قتل کیا اب جو ساحر باقی رہے اُنسے کہا کہ مین تو غصہ مین تھا تمنے کیون مظفر و غضنفر کو
قتل کیا تمھین عذر کرنا لازم تھا ارے ہان مارو ان حرامزادو کو اور لوگون نے ان جادوگرون کو قتل کیا لیکن کسی جادوگر نے
مارے خوف کے سحر کرنے کا ارادہ بھی نہین کیا کہ یہ دستار بدل بھائی ہے شمشیر ساحر کا ہمارا سحر اسکا کیا کر سکتا ہے سب اسی
دہشت مین مارے گئے اب حکم کیا اور جتنے جادوگر شہر مین ہون انکو لا ؤ ہاے کوئی رفیق میرا نہ رہا اب جتنے جادوگر
شہر مین باقی تھے وہ بھی جمع ہوئے اُنسے کہا کہ کیون صاحبو ہم تو اس مصیبت مین گرفتار ہین کہ بیٹی ہماری چراغ خانہ
تھی وہ اسطرح پر برباد ہوئی تم اپنے اپنے گھرون مین چھپے بیٹھے ہو نہ ہمارے ساتھ ماتم مین شریک ہوئے نہ مہتاب جادو
کو ڈھونڈھا ارے مارو ان جادوگرون کو سب جادوگرون کو قتل کروایا اب کہا کہ کوئی جادوگر کہین باقی ہے لوگون
نے عرض کیا کہین نہین کہا جسے ایک منتر ایک اکھر بھی آتا ہو اُسے بھی لاؤ القصہ جب سب جادوگر مارے جا چکے
اور کوئی ساحر شہر مین باقی نہ رہا جو بچا بھی وہ خوف کے مارے نکل گیا قیطاس جادو نے کہا مہتاب جادو کے
ساتھ گھر بار میرا برباد ہوا تمام خاندان میرا قتل ہوا اب مین جی کے کیا کرونگا ارے جلد تنا تین لکڑی کی کروا کے اندر
چولھا سلگاؤ اور کڑاہیون مین تیل گرم کرو کہ مین اپنے کو ہلاک کرونگا سنتے ہی کہا کہ ارے اس ظالم نے کتنون کو ناحق
الزام دیکے مارا ہے یہ بھی جلد غارت ہو تو بہتر ہو کہ اسکے شر سے باقی لوگ تو محفوظ رہینگے سب نے جلدی جلدی
تنا تین لکڑی مین آگ جلائی کڑھاؤ مین تیل گرم کیا بعد اسکے قیطاس جادو سے عرض کیا کہ سب کچھ تیار ہے عمرو اندر گیا
دروازہ بند کر لیا قیطاس جادو کو زنبیل سے نکالا ہوش مین لایا اور کہا کہ اے قیطاس منم عمرو بن امیہ ضمری تمام شہر کو
مین نے قتل کیا اور سب جادوگرون کو جہنم واصل کیا اب تیری باری ہے اگر دین اسلام قبول کر تجھے چھوڑ دون اسنے
گردن ہلائی کہ مین کبھی مسلمان نہون گا بس عمرو نے اُسے اٹھا کر تیل کے کڑھاؤ مین ڈالدیا کہ جل بھنکر تیل مین جل گیا ایک غل
عظیم برپا ہوا تاریکی ہوئی پانی برسنے لگا شعلہ ہاے آتش بھڑکنے لگے جب آثار سحر برطرف ہوئے ایک آواز پیدا ہوئی
کہ کشتی مرا نام من قیطاس جادو بود حیف جان دادم و مطلب خود نرسیدم مکان سحر کے نیست و نابود ہو گئے سب
جانا کہ قیطاس جادو مر گیا خوش ہوئے کہ ظالم فی النار ہوا بعد تھوڑی دیر کے روشنی جو ہوئی قیطاس جادو قنات
سے باہر آیا سب ٹھٹھکنے لگے حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے عمرو نے کہا کہ صاحبو تم مجھے پہچانتے ہو کہ مین کون ہون جسنے دست

عرض کیا کہ آپ ہمارے بادشاہ قیطاس جادو ہیں کہا کہ قیطاس جادو تو واصل جہنم ہوا میں ہوں ہر کہ داند داند
و ہر کہ نداند بشناند نعرہ عمرو عمرم کہ کلہ از سر قیصر ببرم ٭ رنگ از رخ مخبگ بداختر ببرم ٭ در مجلس خسروان چو باشم
ساقی ٭ ملبوس ز خم و شیشہ و ساغر ببرم ٭ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ
نامدار آگاہ ہو کہ میں نے سب جادوگروں کو مع قیطاس جادو مارا اگر تم سب مسلمان ہو اور اطاعت میری اختیار کرو
تو خیر میں کچھ نہ کہونگا ورنہ ایک ایک کو قتل کرونگا یہ سنکر سب نے خیال کیا کہ واقعی دین مسلمانان برحق ہے کہ عمرو کس حالت
میں آیا تھا اور کیونکر چھوٹا اور اکیلے نے اتنے ساحروں کو مارا دست بستہ عرض کی کہ اگر آپ عمرو ہیں تو ہمنے بدل و جان
آپکی اطاعت قبول کی اور فرعون پر لعنت کی عمرو تخت پر بیٹھا تمام شہر میں دھوم ہوئی کہ عمرو نے تمام جادوگروں کو
مارا اور آپ تخت شاہی پر بیٹھا ہے تمام شہر نے آکر اطاعت اختیار کی اب عمرو نے مہتاب جادو کو زنبیل سے نکالا اور
تقیلہ رفع بیہوشی دے کر ہوشیار کیا اور تمام حال بیان کیا وہ بھی از سر صدق مسلمان ہوئی اور کہا کہ خواجہ میں
تمہاری عاشق صادق ہوں مجھے کسی سے سروکار نہیں عمرو نے عقد اپنا مہتاب جادو سے کیا اور شہر میں منادی کی
کہ شہر میں کوئی یہ خبر جانکرے کہ عمرو نے قیطاس جادو کو مارا اور تمام ملک کو برباد کیا اور عمرو نے مہتاب جادو
سے کہا کہ میں جاؤنگا خورشید جادو کے قتل کرنے کو اور اسی وقت صورت اپنی ریحانہ جادو کی بنائی اور آپ
جہاڈول پر سوار ہوئے اور رودسوگاری اور رتھ تیار کی تھی کہ بیلوں پر سلطانی بانات کی جھولیں پڑی ہوئیں سینگوں
پر سونے چاندی کی سینگوٹیاں چڑھی ہوئیں اور رتھ اور گاڑی کی پوشش بھی بہت تکلف کی غرض اس ساز و سامان سے عمرو شکل ساحرہ
ریحانہ پر سوار ہوا اور ایک سر علی عمرو کا بنا کر رومال میں باندھ کر خوان میں رکھوالیا اور بلا بعد قطع منازل و طی مراحل قریب درہ شبنم ہوئی

اب دو کلمہ داستان مظفر اور منصور ہو کر پھرنا مہتر دالا گوہر عمرو بن امیہ نامور کا قیطاس کوہ سے
اور آنا خورشید جادو کے پاس اور دوسری مرتبہ گرفتار ہونا اور قتل کرنا

استادان سخنور و صاحبان ذی ہنر ادہم قلم کو عرصۂ قرطاس میں یوں جولان کرتے ہیں کہ مہتر مہتران عالم یعنی عمرو بن
امیہ نامدار بعد از بربادی کوہ قیطاس صورت ریحانہ جادو کی بنکر قریب درہ شبنم ہونچے لیکن خورشید انتظار
کر رہی ہے کہ سر عمرو کا آوے تو لشکر حمزہ کا استیصال کروں اور بختیارک دونوں وقت اسکے یہے کھانا لاتا ہے اور
اہل اسلام کے قتل کی گفتگو کرتا ہے چلا جاتا ہے کہ بعد ہفتے کے ہرکاروں نے خبر دی کہ ملکہ ریحانہ جادو قیطاس کوہ سے آتی
ہیں خورشید جادو اسی وقت سوار ہو کر بانکے استقبال کے واسطے روانہ ہوئی تھوڑی ہی دور آئی ہوگی کہ جلوس
نمایاں ہوا بعد تھوڑی دیر جلوس کے جہاڈول ریحانہ کا نظر آیا اور رودسوگاڑیاں پیچھے یقین کہ ایک چپڑاسی نے ریحانہ
سے کہا کہ خورشید جادو آتی ہیں ریحانہ نے کہا سواری روک لو غرض کہ سواری رک گئی خورشید جادو نے آگے بڑھکے سلام کیا
ریحانہ نے دعا دی اور آگے بلایا جب خورشید جادو قریب آئی ریحانہ نے گلے سے لگایا کہا کہ اے فرزند تجھ بن حالت غمین
رہی اب تک غم حیات جادو کا بھولا نہیں خورشید رونے لگی اور کہا کہ اماں جان کیا بیان کروں انکی صورت تب سے مجھے
نہیں بھولتی ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہتی ہے تصور اسکی کہا کہ سچ ہے جب تو تیری یہ حالت ہوگی غرض باتیں کرتی
ہوئی شہر میں آئی قبر حیات جادو کی دکھائی اور جسکی قبر پر خورشید بہت روئی بہت پیٹی ریحانہ نے خورشید کو پکڑ لیا
کہا بیٹا اسقدر رو او گریہ و زاری نہ کر کیونکہ اگر رونے پیٹنے سے مردہ جی اٹھے تو کچھ مضائقہ نہیں ورنہ اپنی جان دینے سے
کیا نفع بقول عرفی ؎ عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال ٭ صد سال میتوان بہ تمنا گریستن ٭ بیٹا مقدر میں حیات جادو
کے یہی لکھا تھا ناچاری ہے اور میں یہی سنکر آئی تھی کہ حیات جادو ماری گئی مجھے یقین تھا کہ خورشید جادو اسے بہت چاہتی ہے

بہا دادہ اپنے تئین ہلاک کرے تجھکو جو آکر دیکھا تو عجب حالت تیری پائی بس بیٹا اب صبر کر غم کی بھی انتہا ہی
خورشید نے کہا کہ ای والدہ ہر وقت حیات جادو آنکھون کے سامنے رہتی ہی مین کیونکر بھولون ہر چند چاہتی ہون
ضبط کرون ضبط نہین ہوتا یہی دل چاہتا ہی کہ چیخین مارکر روؤن ۔ آہ ۔ رباعی ۔ ہر چند میخواہم کہ نہان بر کشم آہ ۔ دل ہین گوید
کہ من تنگ آمدم فریاد کن ۔ ہر چند چاہتی ہون کہ دل سے بھلا دون مگر نہین ممکن ریحانہ نے سینے سے لگایا کہا کہ ای
خورشید حیات جادو تیرے پیٹ سے نہین پیدا ہوئی تھی تو نے اُسے پالا تھا اُسکے واسطے یہ حالت ہی ہمارے جگر کو دیکھ
کہ تیرے غم کھانے سے کیا ہمارے دل پر گذرتی ہوگی تجھے ہمارے سر کی قسم اب یہ غم والم اپنے دل سے دور کر یہی باتین تھین کہ
خبر پہونچی کہ ملک بختیارک لقا کی طرف سے ریحانہ جادو کے واسطے ضیافت لایا ہی خورشید جادو نے کہا کہ بلالاؤ
غرضکہ بختیارک آیا چار سو ہنگی کھانے کی اور کشتیان پوشاک جواہر کی لاکر گذرانی لیکن متردد وحیران ریحانہ کی طرف
دیکھتا تھا خورشید جادو نے کہا کہ امان جان کچھ کھا لیجے کہا کہ تو جانتی ہی کہ مجھ مین دل نہین چاہتا اور ابھی بھوک بھی
نہین ہی تو کھانے میرے واسطے رہنے دے دو چار گھڑی کے بعد مین کھاؤنگی خورشید جادو نے کہا کہ امان جان مین
بھی تمہارے ساتھ کھاؤنگی اور کہا کہ ان خوانون کو فلان مکان مین رکھوا دو اور وہین ریحانہ کے واسطے پلنگ بچھا تھا وہ
خوان لاکر وہین چن دیے گئے ریحانہ پلنگ پر جا لیٹی اور کہا پردے چھوڑ دو اُسی وقت پردے چھوٹ گئے عمرو نے بیہوشی
تمام کھانے مین ملائی مگر ایک قاب صاف اپنے واسطے رہنے دی دو گھڑی بعد اُٹھ بیٹھی کہا کہ مجھے نیند نہین آتی اور
خورشید میری وجہ سے بھوکی ہی مجھے خاطر اُسکی عزیز ہی خورشید کو بلالاؤ اُسی وقت خورشید دوڑی ہوئی آئی ریحانہ نے
کہا ای فرزند آؤ کھانا کھاؤ غرضکہ دستر خوان بچھا اور کھانا چنا گیا ریحانہ پکاری کہ بیٹا اب کھاؤ اور اپنے ہاتھ سے ایک نوالہ
بنا کر دیا کہ کھاؤ اُسنے نوالہ ہاتھ مین لے لیا اور منھ کے برابر لائی تھی کہ نوالے مین سے شعلہ نکلا خورشید جادو جھجکی اور نوالہ
ہاتھ سے پھینک دیا بعد اُسکے کچھ پڑھ کے دستک دی ایک پتلی پیدا ہوئی خورشید نے پوچھا یہ کون ہی پتلی نے کہا یہ عمرو ہی اور
یہ تمام کھانا بیہوشی آلود ہی اب خورشید جادو نے ریحانہ کی طرف دیکھا ریحانہ بولی ای فرزند تجھے ابتک حیات جادو کا
خیال ہی میرے سر کی قسم کچھ کھالے خورشید پکاری او دزد باریک گردن ساربان زادے غضب کیا تو نے معلوم ہوا کہ
قیطاس کوہ کو ویران کر آیا ریحانہ نے کہا ای خورشید تجھکو کچھ جنون ہو گیا ہی تو کہتی کیا ہی ہوش مین آ خورشید نے
نعرہ کیا کہ اگرچہ مین اپنے حال مین گرفتار ہون مگر ایسی نہین ہون کہ تو فریب دے سکے مین نے پہلے ہی اسکا انتظام کر لیا تھا
اور دیکھ تو یہ سحر کی پتلی کیا بیان کرتی ہی اگر تو عمرو نہین ہی تو کیا میرا سحر غلط ہی اب عمرو کو یقین ہوا کہ یہ مجھے پہچان گئی کہا
کہ او لکاتہ ہان سب کو مار کر آیا ہون اور تجھے کیا چھوڑونگا اور خنجر کھینچکر پہلو پر خورشید جادو کے مارا مگر چونکہ ایک تو
روئین تن ہی دوسرے حفظ سحر مین ہی خنجر پڑتے ہی ٹوٹ گیا عمرو بھاگا خورشید نے گر کر ہاتھ زمین پر مارا کہ زمین نے
پیر عمرو کے پکڑ لیے خورشید نے دوڑ کر ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا اور کہا کہ اسکی آرزو دلکی اپنی پوری کی اب سچ کہہ کہ قیطاس کوہ پر
تو نے کیا کیا عمرو نے کہا سب کو قتل کیا کسی کو زندہ نہین چھوڑا اب یہان آیا تھا کہ تجھے بھی قتل کرون مگر تیری زندگی
تھی کہ تو بچ گئی خورشید اپنے مان باپ کے واسطے بہت روئی اور کہا کہ کوئی جاکر بختیارک کو بلالاؤ کہ اُسکو جادو گیا اور
یہان بختیارک واپس ہوکر لقا کے پاس آیا ہی اور کہہ رہا ہی کہ ای لقا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی مین جانے خیر مانگتا ہون
لقا نے کہا کیون تو آخر گھبرایا ہوا کیون ہی بختیارک نے کہا کہ وہ لگے اُسنے کہا کون بختیارک نے کہا مرغ قد کاکل ہین
دیکھیے خورشید جادو بچتی ہی یا نہین برا حال ہی شیطان نے پھیلایا ہی لقا یہ کہا ہی کہ ای شیطان درگاہ خورشید جادو بہت سیانی
ہی کسی کے مکر وفریب مین نہ آویگی بختیارک کہہ رہا ہی کہ یونہین ہوا نہ مین اُسکو جادو جانے دونگا بختیارک نے کہا کہ

چلیے ملکہ نے یاد کیا ہے اُسنے کہا کہ خیر تو ہے اخگر نے کہا خیریت ہے جلدی چلیے بختیارک پھر سوار ہو کر شہر مینا میں آیا خورشید جادو کو
سلام کیا خورشید نے کہا ملک جی تم جو کہتے تھے وہی ہوا دیکھو وہ مکار گرفتار ہے تمام قیطاس کوہ کو خاک سیاہ کر کے آیا ہے ہمارے
لشکر میں کوئی باقی نہیں رہا بختیارک نے کہا کہ میں نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا انکا یہی دستور ہے مگر ای ملکہ خورشید جادو تمنے
کار نمایاں کیا شعر خیز تو کس را نبود دسترس ۔ وز کمند تو گردی نجہد ہیچ کس ۔ ای ملکہ خوب پہچانا تمنے اور کسی کا مقدور نہ تھا کہ عمرو
کو پہچان سکتا اور پھر کر عمرو کو سلام کیا اور کہا کہ پیر و مرشد نے تو مار ڈالنے میں قصور نہ کیا تھا مگر قسمت میں یون ہونا تھا ماچاری
ہے گو حضور گرفتار ہیں مگر کوئی آپکا بال تک بیکا نہیں کر سکتا عمرو بولا ملک جی تمھاری بن پڑی ہے جسطرح چاہو جا کر باتیں
کرو لیکن خورشید جادو نے کہا کہ خواجہ بختیارک میں اسکا ایک دم تو زندہ چھوڑنے کی نہیں اور اخگر جادو کو آواز
دی وہ حاضر ہوا کہا کہ جلد لیجا کر سر اسکا کاٹ لا اخگر جادو لیگیا ایک گھڑی بھر کے بعد حسب دستور سر کاٹ لایا اور
سامنے رکھدیا کہا کہ اسے کنگورے پر چڑھا دے وہ لیگیا بختیارک نے کہا کہ ای ملکہ خورشید جادو سچ کہو کہ عمرو واقع میں
مارا گیا خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی مرنے میں بھی جھوٹ سچ ہوتا ہے بختیارک نے کہا البتہ مینے آنکھوں سے دیکھا
ہے کہ لعل جادو نے مشتری حصار کے سامنے اسی طرح قلعہ مینا بنایا تھا اور اسی طرح سب خدا پرستوں کے سر کاٹ کر
کنگوروں پر چڑھائے تھے جب وہ ماری گئی سب خدا پرست زندہ ہوگئے اسواسطے مین نے تجھسے پوچھا تھا اور عمرو کے
مرنے میں تو مجھے بڑا شک ہے خورشید جادو نے کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو مگر مین نے فی الحقیقت سب کو قتل کیا ہے
بختیارک یہ سنکر بہت خوش ہوا مگر خورشید جادو نے بال تو اپنے کھولدیے اور پیٹنے لگی کہ ہائے ای مادر مہربان و پدر
بزرگوار اور باقی عزیزون کا نام لے لیکر روتی تھی اور پچھاڑین کھاتی تھی بختیارک سمجھا رہا تھا کہ ای ملکہ خورشید جادو
جو کچھ ہونا تھا وہ ہوگیا اب تم کیون آپ کو ہلاک کرتی ہو خورشید روئے جاتی ہے اور کہتی ہے کہ ہائے عمرو نے گھر بار میرا
برباد کیا مجھکو کہین کا نہ رکھا بختیارک سے کہا کہ ملک جی کل ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑون گی تم جا کر طبل جنگ
بجواؤ بختیارک وہان سے لقا کے پاس آیا اور کہا کہ یا خداوند عمرو نے تمام قیطاس کوہ کو خاک سیاہ کیا غضب یزدان
کہ خورشید جادو کے ہاتھ مارا گیا مگر خورشید نے عمرو کو بھی مارا اب نہایت غضبناک بیٹھی ہے کہتی ہے کہ کل ایک مسلمان کو زندہ
نہ چھوڑونگی طبل جنگ بجوائیے لقا نے کہا میں نے یہی تقدیر کی تھی کہ عمرو قیطاس کوہ کو برباد کرے تو خورشید جادو وہانکی
بادشاہ ہو اور سب خدا پرستوں کا استیصال اسپر منحصر ہے اور حکم دیا کہ بجے جنگ کل حمزہ کو اپنے قہر و غضب میں گرفتار کرونگا
یہان نقارہ زنی پر چوب پڑی تھی کہ ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران میں آئے لیکن روتے ہوئے اور تمام حال بیان کیا
کہ خواجہ عمرو نے تمام قیطاس کوہ کو ویران کیا وہان سے خورشید جادو کی مان ریحانہ کی شکل بنکر آئے تھے لشکر میں قتل
خورشید کے لشکر مقدر سے مجبوری ہے کہ گرفتار ہوگئے اور خورشید جادو نے اُسی وقت سر انکا کاٹ کر برج قلعہ پر چڑھا دیا
اور لشکر لقا میں طبل جنگ بجا ہے یہ سنتے ہی امیر نے نعرہ کوہ شگاف کیا گریبان چاک کر کے اپنے تئین زمین پر گرا دیا خاک
اڑا کر پکارے کہ ای مونس و غمخوار و ای یار وفا شعار آخر تو نے اپنی جان دی ای عمرو مجھکو امید تھی کہ تو اس غم سے مجھے نجات دیگا
لیکن تو نے بھی جان اپنی راہ خدا میں نثار کی ہے اور جان حمزہ فدائے نام تو باد ای عمرو تم مجھکو بے آس کر گئے اور اب تمام لشکر میں
ایک غلغلہ ہے کہ عمرو سے توقع تھی وہ بھی مارا گیا اب لشکر اسلام برباد ہوا مگر صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی
طبل جنگ بجے معلوم ہوا کہ خاتمہ ہماری صاحبقرانی کا میدان ورزشگاہ رزم میں ہونا تھا آخر تمام عزیز و رفیق تو باغ فردوس
کو تشریف لیجا چکے عمرو ایسا رفیق جانی مسافر راہ عدم ہوا اب حلاوت زندگی کی بدتر مرگ سے زیادہ ہے اور غم میں عمرو کے
وحشت و جنون بہم رسا ہوتا جاتا ہے تاب و طاقت معدوم جواب دیتی ہے فراش کی طرف دیکھکر فرمایا کہ بارگاہ کو ڈھادو

فرش دور کروا اور فرش خاک پر مانند نقش پا کے بیٹھے باقی سردار اور اہل لشکر گرد اس شہریار کے جمع ہوئے فرمایا کہ
صاحبو مین بخوشی کہتا ہون کہ تم کیون اپنے کو ہلاک کرو جہان جہان تمکو بن پڑے چلے جاؤ تمہارا کوئی معترض نہوگا ہم
تو مین ہون اور خاک اس میدان کی یہ سب نے عرض کیا کہ اسوقت مصیبت مین آپ کو چھوڑ کر کہان جائینگے دنیا مین کسے
اپنا مُنھ دکھائینگے جہان آپ کے پسینے کی بوند گرے گی وہان اپنا لہو بہائینگے شعر آن جن باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے ہم پہلے ہم جان نثار کر لینگے تو آپ پر نوبت آئیگی اور آپ ہمکو ایسا نامرد سمجھتے تھے
تو جان نثارون مین کیون رکھا جب ان سے یہ جواب بے باعلمکش اسلامیان وافسر مسلمانان کرب غازی کیطرف دیکھکر فرمانے لگا
کہ ای قبہ دین ستون اسلام ہم تمھین ایک خدمت سپرد کرتے ہین اگر ان چند دست و پا شکستہ یعنے ناموس کو اپنے ہمراہ لیکر
خانہ کعبہ کو چلے جاؤ کہ کل ہمارا خاتمہ ہے بعد ہمارے مرنے کے ناموس تو نہ برباد ہو یہ تو کوئی نہ کہے کہ یہ ناموس حمزہ کا اسیر ہوا جاتا ہے
سوا تمھارے دوسرا نہین ہے کہ اس بوجھ کو سنبھالے کرب غازی نے عرض کی کہ ای شہریار عالی وقار غلام کو اسوقت مین رسوا
نہ کیجیے ہمیشہ حضور خاکسار کی عزت افزائی کیا کیے اسوقت مین مجھے ذلیل نہ فرمائیے اب جو مین ناموس کے ساتھ گیا تو زمانہ کیا کہے گا
کہ کرب اس حیلے سے اپنی جان بچا کر چلا آیا یہ امر مجھسے نہ ارشاد فرمائیے یہ ننگ مجھکو گوارا نہین ہے یہ گردن باریک متحمل اس
بار گران کی نہوگی اسنے ناچار شہریار گردون بارگاہ ملایک سپاہ وارث سریر جہانبانی نور دیدۂ شہریاری احسن العباد
بیٹے سعد بن قباد سے کہا کہ حضور ناموس کو لیکر تشریف لیجائیں بادشاہ لے اپنی زبان گوہر فشان سے ارشاد فرمایا کہ تعجب ہے
حضور سے کہ آپ مجھکو رسوائے عالم کیا چاہتے ہین اپنی جان نثار کر لونگا بعد نوبت آپکی آئیگی ہین کبھی آپ کو تنہا نہ چھوڑونگا
صاحبقران ادھر سے بھی بے آس ہوئے آب بکا بانظر کردہ علی بن مردان صاحب بعدہ گریان یعنے تہمتن قران حبشی کو اور گلے سے
لگا کر فرمایا کہ وصیت عمرو کی تمھین یاد ہے کہ اس حسرت آرامگاہ نے اپنے ناموس کے واسطے کیا کہا تھا کہ بعد میرے ناموس میرا سوا
تیرے کوئی بچانیوالا نہین ہے اور مین بھی یہی کہتا ہون کہ سب ناموس کو لیکر یہان سے نکل جاؤ اور حفاظت سے خانہ کعبہ پہونچاؤ
قران رویا اور عرض کیا کہ آرزو میری یہ ہے کہ مین بھی غلامان حضور پر نثار ہون فرمایا کہ جان دینے سے زیادہ یہ کام [illegible]
ناموس کو اپنے ہمراہ لیجاؤ کار ستانہ کرد عرض کیا بہت خوب مین موجود ہون جب یہ راضی ہوا تو آپ صاحبقران محل مین تشریف
لے گئے اور سرو تمین تن کو دیکھکر روئے کہ وہ سفید لباس پہنے ہوے سوگ مین عمرو کے بیٹھی تھی فرمایا کہ فلک ناہنجار نے تمھے
اس حال کو پہونچایا کہ افسر تیرا مارا گیا اب کل باری ہماری ہے ہم اب اپنے عاشق صادق کی ملاقات کو جائینگے اگر کچھ پیغام کہنا
ہو تو کہدو اسنے کہا کہ ای شہریار مین اپنے کو ہلاک کرونگی کہ زندگی بعد عمرو کے دشوار و بار معلوم ہوتی ہے فرمایا ای سرو تمین تن کام
اور گردیہ بانو برابر ہو جاؤ گی عمرو نے ہمارا ساتھ دیا تم رفاقت گردیہ بانو کی کرو زندہ یا اپنا آنکھے ہمراہ کا تو بس یہ کلمات
جو زبان مبارک سے نکلے خواتین معظمہ مین اک کہرام مچ گیا ہر طرف سے رونے کی صدا بلند ہوئی امیر ایک ایک کو رخصت کرتے
تھے کہ قران نے آواز دی صاحب جلد سوار ہو صبح نزدیک ہے اور رونے کو تو تمام عمر ہے اسوقت کو غنیمت سمجھو کہ ابھی صبح نہین
ہوئی اعدا کو خبر نہین ہے سب نے تھین اور چوڑیان بڑھائین گہنا بدن سے دور کیا رنڈسالے پہنے تمام تھین چوڑیان زیور کشتی
مین لگا کر صاحبقران کے پاس بھیجدیا کہ آپ ہمارے والی وارث تھے آپ سے یہ سب کچھ تعلق رکھتا تھا اک عاقلہ خوش تدبیر
بریا تھا کہ قران نے اسی حالت مین سب کو سوار کیا اور ایک لاکھ اسی ہزار عیار دن نعل گھوڑے اور گرد مجافون کے ہو کر روانہ صحرا سائدہ ہوئے

اب داستان مصیبت بیان بربادی مسلمانون کی ہاتھ سے خورشید جادو کے بیان کی جاتی ہے

کہ راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہین کہ صاحبقران دوران چراغ اسلامیان سعد بن عباد و کرب غازی
نامدار طلسم سحر خورشید سے باقی بچے تھے تمام رات رخصت ناموس اور وصیت مین بسر کی علی الصباح جب گریبان سحر چاک ہوا آفتاب

عالمتاب لرزان ترسان بارنگ زرد فلک نیل پر نمایان ہوا بادشاہ اور صاحبقران اور جمیع اسلامیان کفن سرون سے
باندھے مہیائے قضا آمادہ مرگ ہوکر سوار ہوکر میدان جنگگاہ مین آئے مگر اب وہ لوگ ساتھ ہین کہ جنھون نے ارادہ مرجانے کا کیا ہو
اور تمام لشکر بھاگ کر کوہستان مین جاکر چھپا ہے صفین کی صفین خالی پڑی ہین کوئی بازار نہین معلوم ہوتا اثاثے خیمون کے
پڑے ہوے ہین ایک ایک خواش اپنے بیٹھا ہے عجب سناٹا ہے بادشاہ لشکر کو دیکھتے روتے ہوے میدان جنگ مین آئے ادھر سے لقا بھی
کمال شان و شوکت سے میدان جنگ مین آیا دشت جنگ تیار ہوا کہ اکبار شہر مینا کا دروازہ کھلا خورشید جادو تخت آتشین پر سوار اپنے ساحرون کی
نکلی لقا کو مجرا کیا میدان مین آکر کھڑی ہوئی اور پکاری کہ ای خداپرستو سنتے تو میری خانہ بربادی کروائی کوئی عزیز میرا عم و نہ زندہ
نہ چھوڑا مین بھی کیا تمھارا نام لیوا باقی رکھون گی دیکھو کیا حال کرتی ہون آؤ میرے مقابلہ کو بس یہ کلمہ سنتے ہی کرب غازی
مرکب اُڑاکر سامنے تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی صاحبقران مرکب پھیر کر سامنے آئے اور فرمایا ای
کرب غازی تم ٹھہرو بعد ہمارے میدان مین جانا ابھی تم بادشاہ پاس رہو کرب غازی نے عرض کیا کہ ای شہریار خدا آپکو
زندہ و سالم رکھے غلام پہلے نثار ہوگا اور اگر آپ نے روکا تو اپنا گلا کاٹ کر مرجاؤنگا امیر نے حسرت سے کرب کو دیکھا اور فرمایا
بہتر جاؤ ہے آپ بھی داغ دکھائیے کرب مجرا کرکے چلا امیر نے دعا دی کہ خدا اسے بچائے ادھر کرب غازی گھوڑا اڑاکر برابر
خورشید جادو کے ہو پہنچا خورشید جادو نے پوچھا تو کون ہے حمزہ کا کرا اب تک تجھے حمزہ نے بچایا کرب نے اتنا باتون مین غافل
پاتے ہی آنکھ بچاکر کمند ماری کہ ساتون حلقے گلے مین پڑگئے بس کرب نے جھٹکا دیا کہ خورشید جادو منھ کے بل زمین پر گرنے کو
تھی کہ کچھ پڑھکر مشعلی اور اُف کی کہ شعلہ نکلا اور کمند جلگئی بس پیچھے ہٹکر ایک ناریل زمین پر مارا کہ برابر کرب کے گرا زمین شق
ہوگئی کرب مع مرکب زمین مین سماگیا ادھر اُسنے پھر مبارز طلب کیا حمزہ صاحبقران مرکب پھیر کر سامنے تخت بادشاہی
کے آئے بادشاہ نے تخت رکھوایا اور کہا کہ یا صاحبقران تمام عزیز و رفیق حضور پر سے نثار ہو چکے اب مجھکو میدان مین جانے دیجیے
کہ مین بھی جان اپنی فدا کرون اور سبکے سامنے سرخرو ہون کہ آپ نے میری یہ عزت حرمت کی کہ بادشاہ بنایا ہمیشہ مجرا سلام کیا کیے
اب میری آبرو اسمین ہے کہ مثل اور فرزندون کے جان اپنی فدا کرون صاحبقران نے فرمایا کہ ای شہریار یہ کبھی ہنوگا
کہ مین اپنے سامنے حضور کو میدان مین جانے دون آرزو یہ ہے کہ مین تخت کو اسی طرح آباد چھوڑ دون اپنی زندگی مین
حضور کو میدان مین نہ جانے دونگا آخر امیر کے گئے ہین ہاتھ جوڑ گئے اور آنکھون سے آنسو جاری ہوئے خورشید جادو
پکاری کہ ارے تم دونون میرے مقابلے کو آؤ بس امیر بادشاہ سے جدا ہوکر مرکب پر سوار ہوکر میدان مین چلے
پیچھے بادشاہ اسلام بھی خنگ سیہ قیطاس پر بیٹھکر چلے خورشید جادو پکاری کہ ای حمزہ تیرے عیار کے ہاتھون تمام گھر میرا
بلکہ سارا شہر برباد ہوا اور مین اسی فکر مین ہون کہ تم خداپرستون کا نام و نشان باقی نہ رکھون مگر مجھے رحم آتا ہے اگر
تو فرعون کو سجدہ کرے اور اطاعت لقا کی اختیار کرے تو مین تجھے چھوڑ دون امیر نے فرمایا لاکھ لاکھ لعنت
فرعون و لقا پر کبھی مین باطل پرستی نہ اختیار کرونگا اور دوسرے یہ کہ تمام فرزند و رفیق میرے مارے جاچکے مین جیکر کیا
کرونگا خورشید جادو نے کہا کہ ای حمزہ جو تو فرعون کو سجدہ کرے تو مین سب کو زندہ کرکے تیرے حوالے کردون
فرمایا لاکھ فرزند ہون تو راہ اسلام مین نثار کردون اور فرعون پر کرور لعنت کردون بس خورشید نے خشمناک ہو کر
گنبد طلائی صاحبقران پر مارا کہ وہ برابر امیر کے آکر بیٹھا اور چند قطرے سنہرے اُڑکر امیر پر پڑے کہ امیر
بیہوش ہوکر گرے لیکن بیہوش ہوتے وقت امیر نے تلوار ماری خورشید جادو پر تو پڑی لیکن ایک سنگ گران پر
پڑی کہ قبضے تک اتر گئی اب امیر کو ہوش نہ تھا اک تخت پیدا ہوا اور اٹھا کر شہر مینا کو لے گیا بس یہ دیکھکر بادشاہ اسلام تیغ
بکف نعرہ زن خورشید پر جا پڑے تھے کہ خورشید جادو نے ہار اپنے گلے سے اتار کر سحر دم کرکے پھینکا کہ بادشاہ کے

بازوؤن مین لپٹ گیا اور شکنین بند ہو گئین اور کھینچکر خورشید جادو پاس لیگیا اُسنے کچھ مٹی اُٹھا کر اسم سحر پڑھکر گرد
بادشاہ کے ڈالدی کہ اک بگولا اُٹھا اور بادشاہ کو شہر مینا کی طرف اُڑا لیگیا بعد اُسکے خورشید جادو نے روئی کا پہل
نکالا اور اک چنگاری آگ کی اُسپر رکھکر کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ آسمان کی طرف اُڑ گیا اور بلند ہوکر پھیلا کہ اک بر
سُرخ رنگ معلوم ہونے لگا اور ہوا بے گرم چلنے لگی اور آگ برسنے لگی اب لشکر اسلام جدھر بھاگ کر جاتا ہو پناہ آگ سے
نہین ملتی بعد اسکے ایک صراحی پانی کی لیکر اُسپر سحر دم کرکے زمین پر بہا دیا کہ وہ دریا لہرین موجین مارتا ہوا چلا اور چہار طرف
سے لشکر اسلام کو گھیر لیا اوپر سے آگ برستی تھی نیچے سے پانی غرق کرتا تھا ایک پہر بھر کے عرصے مین تمام لشکر اسلام
غرق طوفان سحر ہوا جس مقام پر اُردو بازار تھا وہان بھی وہ دریا جا پہونچا اُسے بھی ڈبو دیا اب نام و نشان اہل اسلام کا
اُس میدان بلا مین باقی نہ رہا جو لوگ بھاگ گئے تھے وہ بچ گئے خورشید جادو سب کو مٹا کر اب پھری اور لقا سے پکار کر
کہا کہ تم اپنے لشکر مین جاؤ کل ہم قیطاس کوہ کو دیکھنے جائینگے اور وہان سے پھر کر آئینگے تو تمکو ملک سباکل مین بٹھلکر
قیطول خدائی پر بٹھائینگے جبتک ہم پھر کر آئین تم جشن کرو لقا نہایت خوشنود و کمال مسرور اپنے لشکر مین آیا اور تیاری جشن کی
کرکے مشغول عیش و عشرت ہوا یہان خورشید جادو داخل شہر مینا ہوئی اخگر جادو سے کہا کہ ان تینون شخصون کے بھی گلے کاٹ لو
اخگر جادو نے بادشاہ صاحبقران کرب دلاور سب کے سر لیجا کر موافق دستور کاٹے اور کنگورون پر چڑھا دیے رات کو
خورشید جادو نے بہ اطمینان تمام آرام کیا صبح کو خواب خرگوش سے بیدار ہوئی کھانا زہر مار کیا بعد اُسکے اخگر جادو سے کہا
کہ جلد تیاری کر قیطاس کوہ چلنے کی اُسیوقت اُس بدکار جہنمی نے سب سردارون کے سر کنگرون پر سے اتارے اور
نیزون پر چڑھائے لاشین سبکی ہاتھیون پر لدوائین آگے سر بادشاہ اسلام کا برابر اُسکے سر حمزہ صاحبقران کا اُسکے نیزے پر
پیچھے اُسکے سر عمرو کا بعد اُسکے سر علمشاہ اور کرب غازی و بدیع الزمان نامور کا اور تمام عیارون اور سردارون کے اور خورشید جادو
اژدر آتش فشان پر سوار گرد اُسکے ساتھ کی جادوگرنیان تخت فرقرے طاؤس پر سوار نوبت نقارہ بجتا ہوا علم و نشان
کھولے ہوے ساتھ والیون سے کہتی ہوئی کہ کیون صاحبو اس بیابان زادے نے تمام قیطاس کوہ کو ویران کیا کرتا تھا جادوگر کا
نام و نشان تک باقی نہین چھوڑا لیکن دیکھنا جادو کا حال نہین معلوم کہ اسکو اُسنے کیا کیا وہ کہتی ہین کہ بلا لون اگر وہ بھاگ کر کہین چھپ گئی
ہین تو کچھ ہونگی نہین جو سب کا حال ہوا وہی اُنکے دشمنون کا بھی ہوا ہوگا کہ دوسرے روز آنے والیون سے قیطاس کوہ کے جلد پہنچو
دیکھنا جادو دوہائی بادشاہ عمرو سے دہلی تھی عمرو نے اُسکو بادشاہ کیا تھا کہا خیر سمجھا جائیگا یہ تو اس شوکت شان سے روانہ ہوئی کہ

اب چند کلمے داستان ملکہ قرشیہ سلطان کے بیان کیے جاتے ہین

قرشیہ سلطان لڑائی پر کرب بن قحقہہ کے گئی ہوئی تھی اسکو شکست دیکر پھری ہر کوہ لاجورد کے برابر آکر خیمے
مین داخل ہوئی مسند پر بیٹھی تمام پریزادین سلطان ازرق پری سلاسل پری جلاجل پری سالک سیاہ کلاہ
خواجہ عبدالرحمن جنی وغیرہ گرد و اطراف مین بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا مجلس عیش آراستہ ہوئی کہ
دل قرشیہ سلطان کا خود بخود گھبرانے لگا ہر چند جی کو بہلایا مگر کسی طرح قرار نہ آیا قریب تھا کہ رونے لگے گھبرا کر خواجہ عبدالرحمن جنی
سے کہا کہ خواجہ عین خوشی مین میرے دل کی یہ حالت ہو کہ خود بخود امنڈا آتا ہو تم ذرا علم نجوم مین حال میرے عیارون کا دیکھو کہ وہ
کسطرح سے ہین خواجہ نے اُسی وقت سوا ہاتھ زمین لیپ کر اسطرلاب آفتاب کے مقابل کیا اور تختہ تقاویم قرعہ نظر کو دیکھکر پھینکا
کہ عندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو اور ساتون ستارے بارہ برج سولہ خانہ رمل کے نگاہ مین کرکے احکام کو طرح دیکر نکالا مگر آنکھون سے
آنسو بھر لائے ملکہ قرشیہ سلطان نے بد حواس ہوکر پوچھا کہ خواجہ خیر تو ہو خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ قہر ان صعب و سخت لشکر امیر پر آیا
ہوا اور سب گرفتار بلا ہین ستائیس ہزار امیر اور نہ بندہ ہین اگر اسمین کمک پہونچی اور حریف مارا گیا تو بچینگے ورنہ دشمن اُنکے

مارے جائینگے یہ سنتے ہی اُسیوقت دیوان تیز پر کو ساتھ لیکر پردۂ دنیا کو روانہ ہوئی اور دیو تندک سے کہا کہ تو شاگرد ہے
خواجہ عمرو کا تو آگے جاکر تلاش کرکے لشکر پدر بزرگوار کا کہان ہے القصہ تیسرے دن قریشیہ پردۂ دنیا مین پہونچی اور دیو تندک
ڈھونڈھتا ہوا سامنے میدان قیطاس کوہ کے پہونچا دیکھا تو سر نیزون پر عمرو اور امیر اور بادشاہ اسلام اور سرداران
عالیمقام کے چڑھے ہین اور ایک جادوگرنی اژدر آتش فشان پر سوار اور چند جادوگرنیان اُسکے ہمراہ قاز قرمے نفس
و شیرہ پر سوار کمال خوشنود چلی جاتی ہین بس گریبان چاک کرکے روتا ہوا سامنے قریشیہ سلطان کے آیا حال بیان کیا
قریشیہ بیتابانہ دوڑی اُسی وقت پہونچی کہ خورشید جادو سامنے دروازہ شہر قیطاس کوہ کے آچکی ہے ابھی داخل نہین
ہوئی ہے کہ قریشیہ نے دیوون سے کہا ان سب جادوگرنیون کو پکڑ لاؤ دیو جو یہان سے دوڑے تو جاکر گود مین بھرکر
جادوگرنیون کو اُٹھا لائے دیو غراب خورشید جادو کو اُٹھا لایا مگر قریشیہ سلطان نے سر حمزہ صاحبقران کا [illegible]
منہ سے منہ ملنا شروع کیا اور خواجہ عبدالرحمن جنی سے کہا کہ یہی نجوم تھی تمہاری تمنے سنائیں یہ زیست مین امیر کے
بتائے تھے کہ باقی ہین مین بیسوین بہر یہان پہونچی یہ کیا ہوا خواجہ نے کہا کہ آپ جانتی ہین کہ میرے احکام مین کبھی فرق
نہین ہوا خدا جانے کیا اسرار ہے اسکا عالم اللہ ہے کہ ملکہ قریشیہ سلطان نے کہا دیو غراب سے کہ تو اس لکاتہ کو کھا جا
اور دیوون کو بھی حکم دیا کہ تم بھی کھا جاؤ ان سب کو دیو تو جیسے ان جادوگرنیون کو پکڑ لائے تھے منہ مین پانی بھر آیا تھا
بس جلدی سے گولی مولی بناکر کھا گئے اور دیو غراب خورشید جادو کو مسلکر کھا گیا بس ایک غلغلہ دار و گیر برپا ہوا
آندھی چلی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا اولے پڑنے لگے آگ کے پرکالے اڑنے لگے دیو بٹ بکڑے بکڑے زمین پر لوٹ رہے تھے ہر ایک
کے پیٹ مین درد شکم تھا کہ چار گھڑی تک ایک قیامت برپا رہی بعد اُسکے آوازین پیدا ہونا شروع ہوئین کہ نام من
اختر جادو بود نام من سہیل جادو بود نام من ناہید جادو بود اسی طرح سب کے بعد آواز آئی کہ کشتی در نام من خورشید جادو
بود اب جو روشنی ہوئی قریشیہ سلطان کے ہاتھ مین سر حمزہ صاحبقران کا تھا دیکھا تو انگلیان آنکھین مین گھسی جاتی ہین
اور ایک لیس دار شے معلوم ہوتی ہے غور سے جو دیکھا تو ماش کے آٹے کا سر بنا ہوا تھا خواجہ عبدالرحمن جنی سے کہا کہ یہ سر تو
ماش کے آٹے کا ہے خواجہ نے عرض کیا کہ اے ملکہ یقین جانو کہ حمزہ صاحبقران مع سرداران عالیشان زندہ و سلامت
ہین دریافت کیجیے کہ لشکر امیر کا کہان ہے وہین چلیے اُس شہریار کی تلاش کیجیے غرض وہ سر تو پھنکوا دیے اور لوگون سے
دریافت ہوا کہ وردشبنم پر لشکر تھا بس قریشیہ سلطان اُسی طرف روانہ ہوئی مگر حال گذارش کیا جاتا ہے گرفتاران
رنج و الم و محبوسان قید غم اسیران سحر یعنے امیر کشور گیر جہان ستان مع سرداران عالیشان کا کہ شہر مینا کے تہخانے مین گرفتار تھے
اور ہاتھ پانوٴن مین قوت بالکل نہ تھی کہ دفعۃً وہ سستی اور کاہلی برطرف ہوگئی عمرو سے کہا کہ خواجہ مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ
خورشید جادو ماری گئی کس واسطے کہ اسوقت قوت میرے ہاتھ پانوٴن مین معلوم ہوئی ہے عمرو نے کہا کہ حمزہ مین بھی اچھا ہوگیا
قید سحر جیسے بھی نہین اور برائے امتحان عمرو نے ایک جست لگائی بس انکو دیکھتے ہی بادشاہ اسلام اور سردار بھی اپنے
اپنے مقام پر سے اُٹھے اور کہا رہے کہ ہم بھی قید سحر سے چھوٹے ہوئے ہین امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ باہر نکلکر دیکھو تو
عمرو تہخانے سے باہر آیا کیا دیکھا کہ چار سر کندے چار کونون پر گڑے ہین اور زرد اور نیلا سوت اُنپر لپٹا ہوا ہے اور اُستوانہ
اور اُسکے ہمراہ اور سردارون کے بھی رکھے ہین اور آنکھون سے آنسو جاری ہین شہر مینا کا نام و نشان بھی نہین ہے خوشی
خوشی اگر بچا رکھا حمزہ خدا نے فضل کیا شہر مینا غارت ہوگیا امیر سردارون سمیت تہخانے سے باہر نکلے اپنے اپنے مرکبون پر
سوار ہوئے عمرو سے کہا کہ خواجہ جاکر لشکر لقا کی خبر لاؤ عمرو اُسی وقت روانہ ہوا دو گھڑی کے بعد آکر کہا کہ لقا نے جشن کیا
ہے خوشی خوشی بیٹھا ہے اور نقارے بجوا رہا ہے کہہ رہا ہے کہ مین نے حمزہ کو غارت کر دیا اور بختیارک حرامزادہ بھی بہت

ہے

خوش ہو خیر سمجھا جائیگا ابھی مصلحت میں نہیں بولا امیر نے کہا کہ خواجہ تم جاکر ہمارے لشکر میں خبر دو ہم چلتے ہیں لشکر لقا
کی طرف عرض کیا بہت خوب اور روانہ ہوا امیر لشکر لقا پر چلے مگر یہاں لقا نے جشن کیا ہے بارگاہ میں بیٹھا ہوا کہ رہا
ہے کہ صاحبو دیکھا تمنے کہ وہ شخص بڑا گیر ہو مگر سخت گیر ہو دیکھا تمنے کیسا غضب ان خدا پرستوں پر نازل کیا کہ سبکو
ایک مرتبہ مٹا دیا سب پکارے یا خداوند تیرے غضب سے ڈرنا چاہیے اور لقا نے اکثر سرداروں کو مالک بھی ابھی سے تقسیم کردیے
ہیں نہایت خوش و خرم بیٹھا ہے کہ خورشید جادو آئے تو ملک سبا کو چلیں کہ دفعتہ بختیارک کی رگ نادرخطائی جنبش میں
آئی پریشان ہوا کہ یہ کیا سبب ہے خدا پرست سب مارے جاچکے اب کیا باعث ہے کہ اور زیادہ طبیعت پریشان ہوئی وہ مکان
ویران معلوم ہونے لگا گھبرا کر اُٹھا کہ باہر تو جاکر دیکھوں لقا نے کہا ای بختیارک کہاں جاتا ہے اُسنے کہا کیا عرض کروں آج
مجھکو رنگ برا معلوم ہوتا ہے اور آج مجھے مکان ویران معلوم ہوتا ہے کیا آج یہاں سے ہم بھاگینگے لقا نے کہا او مادر بخطا حمزہ
مع فرزندوں اور سرداروں کے مرچکا سر اُسکے نیزوں پر چڑھا کر خورشید جادو قیطاس کوہ لیگئی اور پھر مجھکو یہ باتیں سجھی
ہیں بختیارک نے کہا کہ یا خداوند مجھکو حمزہ کے مارے جانے کا یقین نہیں ہے کس واسطے کہ ایک مرتبہ ہوپان جادو نے
حمزہ کا سر کاٹ کر دروازہ دمشق پر چڑھا دیا تھا جب وہ ماری گئی تو سب سردار زندہ ہو گئے اور یہ تو آپکی دیکھی ہوئی بات
ہے کہ تھوڑی دیر ہوئی ہوا تند چلی تھی اور تاریکی بھی ہو گئی تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خورشید جادو ماری گئی اور خدا پرست
قید سے چھوٹے ہوے مجھے آتے ہیں یہ سنکر لقا اور سردار اُسکے اور زریان بن قنطور شاہ خوب قہقہہ مار کر ہنسے کہا کہ اس مسخرے کو
قارورے میں بھاگتے نظر آتے ہیں بختیارک نے کہا شہر مینا کی خبر تو منگوائیے بعد اسکے خوب ہنسیے گا یہی باتیں تھیں کہ نعرہ
صاحبقرانی کی آواز بلند ہوئی کہ ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا منم سلطان سلطانان صاحبقران حلقہ فگن گوش
گردن کشان مردم ربائے زمین خنک شیر بیشۂ جناب شکنندہ کمان رستم دستان کی صاحب گرز سام بن نریمان زلزلہ قاف ثانی
سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عربی شان آج کافر کب چھوڑتا ہوں لعین کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر نکلجاؤ اور
ساتھ ہی نعرہ علمشاہ و کرب بدیع الزمان وغیرہ کا ہوا بختیارک نے کہا اب کہو مجھکو تو خوب قارورے میں
بھاگتے نظر آتے ہیں اب ان لوگوں سے بچو یہ کہکر باہر نکلکر دیکھا کہ لشکر خدا پرست آپڑا ہے تلوار چل رہی ہے لقا نے
کہا ابھی انکا لشکر تو نہیں آیا مار تو تنہائی میں اور اگر لشکر آجائیگا تو مشکل پڑجائیگی بس یہ سنتے ہی چہار طرف سے ہجوم
کفار کا امیر اور سرداران امیر پر ہوا تلوار چلنے لگی ادھر عمرو دلشکر میں جو آیا دیکھا کہ لشکر والے سب صحیح و سالم ہیں اور
کہ رہے ہیں کہ خورشید جادو ماری گئی جو ہمیں سے دریائے آب آتش دور ہو کر معدوم ہو گیا کہ عمرو سامنے سے آیا اور پکارا
کہ صاحبو صاحبقران سرداروں سمیت زندہ و سالم ہیں شہر مینا معدوم ہو گیا اور امیر لشکر پر لقا کے گئے ہیں تم سب جلد
شریک ہو یہ سنتے ہی لشکر میں جان تازہ آگئی اور اُسیوقت تیار ہو کر روانہ ہوئے اسوقت پہونچے کہ صاحبقران
سرداروں سمیت لڑ رہے ہیں گرد لشکر لقا ہے لقا دور سے پکار رہا ہے کہ ارے یہ خدا پرست زندہ نہ نکل جائیں کہ لشکر اسلام
بھی آگر گرا اب برابر سے کشت و خون ہونے لگا مگر یہ لقا پرست ہمیشہ کے بھگوڑے ہیں سامنے سے بھاگنے لگے بختیارک نے
لقا کو بھی اُبھار کر بھگایا مگر کرب غازی قریب تخت زریان بن قنطور شاہ کے پہونچا اُسنے تلوار ماری کرب نے ہاتھ تھام لیا اور
کمر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا پہر دن باقی تھا کہ بالکل فتح ہوگئی امیر میدان سے پھر کر عمرو سے کہتے ہوئے کہ خواجہ نہیں معلوم
کس نے خورشید جادو کو مارا کون مددگار ہمارا پیدا ہوا عمرو بولا کہ حمزہ معلوم ہو جائیگا اسوقت میں تو جسنے مدد کی [illegible]
احسان عظیم کیا لیکن ابھی تک نہیں کھلا کہ بانی اسکا کون ہے یہی باتیں کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہشامی ہوئے دیکھا تو ملکہ دلشیبہ
سلطان بلقیس ہے امیر کو دیکھتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی مجرا کیا دوڑ کر قدموں سے لپٹی امیر نے گلے سے لگایا فرمایا ای فرزند

تر کیونکر آئین اسوقت قریشیہ نے نقل گذشتہ تمام بیان کی امیر نے فرمایا ای قریشیہ مین نے تمکو بار بار منع کیا ہی کہ تمھارے ساتھ
دیو پری کا لشکر ہو تم میری مدد نہ کیا کرو میری زندگی تھی تو مین لاکھ طرح سے بچ جاتا عمرو نے کہا ای قریشیہ سچ ہی تو نے
ناحق انکی مدد کی مجھکو قید سے چھڑا لیا ہوتا حمزہ کو اسیر پڑا رہنے دیا ہوتا تمنے بہت برا کیا جو انکو قید سے نجات دی قریشیہ نے اور بھائیون
کو گلے لگایا مگر امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ تم جاکر تمام ناموس کو خوشخبری دو اور سبکو پھیر لاؤ عمرو نے عرض کیا بہت اچھا اور روانہ ہوا

اب شمہ داستان پردگیان سرادق عصمت و گرفتاران رنج و مصیبت بیان کیے جاتے ہین

کہ عجب حالت پر ملامت مین ہمراہ نظر کردہ شاہ اولیا یعنی مہتر قران حبش کے خانہ کعبہ کو روانہ ہوئے ہین عجب حال
ہی کہ ایک طرف غم وارثون کے مارے جانے کا ایک طرف اندیشہ حریفون کا کہ مبادا تعاقب مین آئین اور مہتر قران بجلدی
انکو لیے جاتا ہی اسقدر جلد گیا کہ ایک روز مین قریب سو کوس کے نکلگیا قریب دامنہ کوہ کے خیمہ برپا کیا لیکن ہر رات کو مثل
شب تیرہ کے سیہ پوش ہوتی تھین اور بال کھول کر نوحہ وزاری کرتی تھین اور ہر صبح کو مثل سحر گریبان چاک کرکے وارثون کے
غم مین ایک ایک کا نام لیکر روتی تھین اس روز سب خواتین نے کہا کہ واسطے خدا کے ای قران یہان مقام کرو کہ آج ان جنت
مقامون کا سیوم تو کرلین جلین اس زندگی سے موت بہتر ہی جو کچھ ہو ہم بغیر فاتحہ درود یہان سے نہ جائینگے اور آیندہ روندہ کی
زبانی معلوم ہوا تھا کہ سر حمزہ صاحبقران کا فرزندون سمیت خورشید جادو نیزے پر رکھکر قیطاس کوہ کو روانہ ہوئی
اور لقا جشن مین مصروف ہی انتظار مین خورشید جادو کے قران نے ناچار ہوکر خیمہ استادہ کیا اور دہ عیار جو محرم تھے
انکو گرد خیمے کے بٹھا باقی دور دور دورا باندھکر بیٹھے کہ صدا خواتین کی انکو نہ سنائی دے تمام خواتین نے ملکر رسم سیوم ادا
کی اور مجلس ماتم برپا کی مہتر قران نے عمرو کے سیوم کی تیاری کی ادھر غلغلہ خواتین معظمہ مین تھا کوئی علشاہ کا نام
لیکر پکار رہی تھی کوئی بدیع الزمان کا نام لیتی ہو کر بلاؤن اچھے وقت سے جدا ہوئے تھے کہ پھر دیکھنا نصیب نہوا اور کہ
تم آخری خدمت نہ کرینگے ہم عجب سخت جان ہین کہ اس غم مین دم بھی نکل نہین جاتا ادھر عیار عمرو کا نام لیکر روتے تھے کہ
ہائے چراغ عیاری کا گل ہوگیا قران کی آنکھون مین دنیا اندھیر تھی سرو قدمین تن کی حالت تباہ تھی غلغلہ محشر انگیز برپا
تھا وہ صحرا ے قیامت معلوم ہوتا تھا کہ مہتر والا گہر عمرو بن امیہ نامور ہونچا آواز گریہ وزاری کی سنکر کلیجہ شق ہونے لگا
مگر عیارون نے جو عمرو کو دیکھا حیرت زدہ ہوئے دوڑ کر قران کو خبر کی کہ خواجہ آتے ہین قران بے وسواس دوڑا
قدمون سے عمرو کے لپٹا عمرو نے سر اسکا سینے سے لگایا اور مژدہ خوشخبری دیا وہان سے خیمے مین خواتین کے داخل ہوئے
قران پہلے جاکر پکارا کہ صاحبو مبارک ہو کہ مہر سپہر عیاری یعنی عمرو بن امیہ ضمری آئے یہ سنتے ہی سبکو شادی مرگ ہوگئی لیکن
کسی کو یقین نہین آتا دو چار کہاریان بھی اگر دیکھ گئین لیکن کسی کا کہنا صحیح نہین معلوم ہوتا جب عمرو خود اندر محل کے آیا تو سب گرد
عمرو کے جمع ہوگئین اور اکثر مارے خوشی کے بیہوش ہوگئین جب ہوش آیا تو آگر عمرو سے لپٹین عمرو نے ملکہ قنبر گہر تاجدار کو دیکھا کہ
زلفین گرد رخسارہ زیبا کے کھلی ہوئین خاک سے آلودہ منھ پر طمانچون کے نشان کہ جابجا سے عارض نیلے ہوگئے ہین اسی حال
پر ملال سے قریب عمرو کے آکر قدمون سے لپٹی اور پکاری شعر ای پیک زلستان خبر یار ما بگو + احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو +
خواجہ کہو کہ ہمارے افسر تاجدار پر کیا گذری عمرو نے کہا سب اچھی طرح سے ہین مگر مال ہمارا بہت صرف ہوا اور ابتک ہو رہا ہی ملکہ
بولی ہم دینگے ہر عورت اپنے اپنے وارث کا احوال پوچھ رہی تھی اور خوشخبری سنکر کہ رہی تھی شعر برین مژدہ گر جان فشانم رواست
کہ این مژدہ آسایش جان ماست + القصہ عمرو نے سب خواتین کو سوار کیا اور اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا جو تھے دن داخل
لشکر ہوا تمام خواتین داخل محل ہوئین ملکہ قریشیہ سلطان سے ملاقات ہوئی اداے شکر بجا لائین صاحبقران ذیشان
مع فرزندان عالی مکان داخل محل ہوئے سب دوڑکر قدمون سے لپٹے صاحبقران کی بلائین لین تصدق قامت

اترنے لگے ہر ایک فرزند کے لیے ہر جگہ سے جداگانہ تیل ماش اُترتے تھے منتیں جو مانی تھیں ادا ہو رہی تھیں اب امیر گشور گیر نے
ملکہ قریشیہ سلطان کو رخصت کیا وہ پردہ قاف کو روانہ ہوئی امیر باہر آکر بارگاہ میں بیٹھے نریمان ابن قنطور شاہ
کو طلب کیا فرمایا کہ اے نریمان دیکھو سب دربند والے دائرۂ اسلام میں آگئے فرعون پر لعنت کی اب پرستش پروردگار عالم
میں کیا کہتے ہو عرض کیا کہ شہریار میں بھی غلام ہوں حضور کا میں نے لعنت کی فرعون اور اسکے پرستاروں پر امیر نے
کلمہ زبان پر جاری کیا نریمان کلمہ پڑھکر از صدق مسلمان ہوا امیر نے آہنگروں کو بلا کر قید اسکی دور کرائی وہ رخصت
ہوکر شہر میں گیا اور تمام رؤسائے شہر کو بلا کر سمجھایا کہ میں نے تو دین حمزہ صاحبقران کا اختیار کیا دیکھو کس مصیبت میں
خدا اُنکی مدد کرتا ہے تمہیں بھی اگر مسلمان ہونا منظور ہو تو میرے شہر میں رہو ورنہ جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ میں کسی
صاحب کو روکتا نہیں ہوں سب نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں ہمیں فرعون سے کچھ کام نہیں ہمنے لعنت کی اسپر غرض
تمام شہر مسلمان ہوا نریمان نے حکم دیا کہ تمام شہر آئینہ بند کیا جائے اور دعوت کی تیاری ہو کہ میں صاحبقران کی دعوت
کرونگا اور وقت سہ پہر تمام سرداروں اور رئیسوں کو ساتھ لیکر خدمت صاحبقران میں آیا سبکو قدموں پر گرایا امیر
ہر ایک سے بخلق پیش آئے خلعت جدا جدا عنایت ہوئے اب نریمان شاہ نے دست بستہ عرض کیا کہ غلام نے دعوت کی تیاری
کی ہے کل حضور قدم رنجہ فرمائیں تو خالی از غلام نوازی نہوگا فرمایا کہ دعوت تمہاری قبول کی نریمان شاداں و فرحاں پھر کر شہر میں
آیا تیاری ضیافت میں مصروف ہوا دوسرے دن جاکر امیر کو مع بادشاہ اسلام و سرداران و الا کرام شہر میں لایا دروازۂ شہر سے
تا ایوان شاہی پا انداز ڈلوایا تھا کشتیاں جواہر کی نثار کرتا ہوا لیے آتا ہے تمام بازار گلی و کوچہ میں ہجوم خلائق انبوہ عالم ہے جو
امیر و فرزندان امیر کو دیکھتا ہے آفرین و تحسین کرتا ہے نریمان نے ایوان شاہی میں لاکر بادشاہ کو تخت پر بٹھایا کشتیاں زر کی
پیشکش میں امیر کے آگے چنی گئیں ہر سردار کی تعظیم و توقیر کی اب ناچ ہونے لگا رات کو کھانا کھا کر آرام فرمایا صبح کو صاحبقران
نے حکم دیا کہ جتنے بتخانے یہاں ہیں سب توڑ ڈالے جائیں مسجدوں کی بنیاد پڑے سکہ نام پر سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا
چہار طرف آواز اذان کی بلند ہوئی دوسرے دن صاحبقران شہر سے باہر تشریف لائے بارگاہ میں رونق افزا شوکت نشین
ہوئے عمرو سے کہا کہ خواجہ کہو لقائے بوخصال کدھر بھاگ گیا عمرو نے کہا ظاہر ہے کہ فرعونیہ کو گیا ہوگا اور حمزہ ہم آپ
سب آفت میں گرفتار تھے کسی کو تن بدن کا ہوش نہ تھا اب خبر منگواتا ہوں کہ کہاں جا کر ٹھہرا اسکے دامن پناہ دیا
فرمایا جلد خبرداروں کو روانہ کرو اور تاکید کرو کہ جلد خبر لائیں عمرو نے اسی وقت ہرکاروں کو روانہ کیا

اب داستان بدخصال یعنی لقائے بوخصال کی بیان کیجاتی ہے پہونچنا اسکا دربند قنطوریہ میں اور نفی ہونا فرعون سے اور گرفتار ہوکر جانا فیلبند فیل سوار کے ہاتھوں فرعون کے پاس

کہ لقا جو بھاگا تو بھاگ کر قریب دربند قنطوریہ کے پہونچا بادشاہ یہاں کا قنطور شاہ ہے اور نقابدار قنطورہ پوش کہ چاروں
نقابداروں کا افسر ہے وہ یہاں کا مالک ہے قنطور شاہ اسکا تابعدار ہے جب اسنے سُنا کہ لقا سب دربندوں سے شکست کھا کر
اب یہاں آیا ہے تو اسنے قنطور شاہ سے کہا کہ میں جاکر خداوند فرعون شاہ سے حال لقا کا بیان کرتا ہوں جیسا حکم خداوند کا ہوگا
ویسا کرونگا ابھی اسکی ملاقات کو بھی نہ جانا یہ کہکر روانہ ہوا اور جاکر فرعون شاہ سے حال زمرد شاہ باختری کا بیان کیا فرعون
سنکر نہایت برہم ہوا کہا کہ ہمنے اپنا نائب ملک باختر میں اسکو کیا یہ ہمکو بھول کر اپنی خدائی جمانے لگا ویسا ہی خراب ہوا فرقہ
خدا پرستان کے ہاتھ سے ذلیل ہوا اخیر جاؤ شقہ ہمارا لیے جاؤ عاد زرہ پوش ایک سردار زبردست روزگار ہے اُس سے کہنا کہ تو
یہ جاکر لقا کو دے اور اُسے اپنے ساتھ لے آ عاد زرہ پوش بارہ ہزار زرہ پوش اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا جب قنطوریہ میں پہونچا
قنطور شاہ سے ملاقات کی حال بیان کیا دو دن تشریف رکھ کر لقا پاس روانہ ہوئے یہاں لقا بارگاہ میں بیٹھا ہوا ہے گرد سردار

دو دہا باندھے بیٹھے ہیں بختیارک سے لقا کہہ رہا ہے کہ اے شیطان درگاہ کوئی دربند قنطوریہ سے ہمارے لینے کو نہیں آیا
نہ فرعون نے کسی کو بھیجا اور میں یون فرعونیہ میں بغیر طلب نہ جاؤنگا بختیارک نے کہا یا خداوند کوئی نکوئی آپ پاس ضرور
آئیگا یہی باتیں تھیں کہ پہرہ والوں نے اکر خبر دی کہ قنطور شاہ اور عاد زرہ پوش دونوں آتے ہیں کہ بعد ایک لحہ کے وہ دونوں
سامنے لقا کے آئے سلام کیا لقا نے کرسیان بیٹھنے کو دین یہ دونوں بیٹھے اور عاد زرہ پوش نے وہ شقہ فرعون کا لقا کو دیا لقا نے
اُسے بختیارک کو دیا کہ پڑھ اسے اُسنے باواز بلند پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے لقا ہمنے تجھکو اپنا نائب کر کے باختر میں بھیجا تھا تونے
وہان جا کر ہمکو فراموش کیا دہی تو اپنی سزا کو پہونچا جواب تو ہمارے پاس شکست خوردہ آیا ہے تو عاد زرہ پوش کے ساتھ چلا آ ہم تقصیر
تیری معاف کر دینگے بس یہ مضمون سنتے ہی لقا نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ کس قرمساق نے اپنا نائب کر کے مجھے بھیجا تھا یہ
ایک ملک فرعونیہ کا مالک ہے اور چھوٹا بھائی ہے میرا اور اسکو یہ غرہ ہے میں اٹھارہ ہزار ملک باختر کا خدا تھا اور کیا کارخانہ تھا
میرا کہ اوسنے بغیر میرا ایلچی سو ملک کا مالک تھا اس فرعون کی میں کیا حقیقت سمجھتا ہوں اور نہ لائق آپ میرے استقبال
کو نہ آیا میں ہرگز نہ جاؤنگا اور شقہ لیکر پھاڑ ڈالا عاد زرہ پوش اور قنطور شاہ دونوں بگڑ کر کھڑے ہوئے پکارے کہ اے لقا تو نے
خداوند کے شقے کو ذلیل کیا اچھا نہ کیا وہ خداوند ہے سنیگا تو بہت برہم ہوگا لقا نے اپنے سرداروں سے کہا کہ پکڑ لو ان دونوں کو
لوگ یہ سنتے ہی دوڑ پڑے انھون نے بھی تلوار کھینچی تلوار چلنے لگی ہر چند بختیارک نے لقا سے کہا کہ یہ خودسری اچھی نہیں ہے تم
دامن پناہ لینے آئے ہو تمھیں عجز لازم ہے لقا پکارا او قرمساق مجھے کارخانہ خدائی میں کیا دخل ہے القصہ خوب کشت و خون ہوا
یہانتک کہ عاد زرہ پوش و قنطور شاہ دونوں زخمی ہو کر گرفتار ہوئے فوج انکی شکست کھا کر بھاگی لقا نے حکم دیا کہ ان دونوں کو
اسیر غل و زنجیر کر کے زندانخانے میں قید رکھو انکو تو قید کیا مگر کارخانے خدائی اپنے درست کیے جہان نمائے خداوندی استادہ کرائی
فرعون سے باغی ہو کر بیٹھا مگر لوگ عاد زرہ پوش کے بھاگ کر فرعونیہ میں گئے حال اپنے مالک کے گرفتار ہونے کا بیان کیا فرعون
یہ سنکر برہم ہوا اور نقابدار قلندر فیل سوار قہقہہ کو حکم دیا کہ تو جا کر لقا کو پکڑ لا وہ اُسی وقت چالیس ہزار سوار سے روانہ ہوا اُدھر
لقا بارگاہ میں بیٹھا کہ نقابدار قہقہہ درانہ گھسا چلا آیا سلام کیا بعد دعا و ثنا کے بیٹھا اور نامہ فرعون شاہ کا گذرانا لقا نے نامے
کو پڑھوایا مضمون سے آگاہ ہوا نہایت خشمناک ہو کر کہا کہ یہ میرا چھوٹا بھائی ہو کے اور مجھے اس طرح کے کلمے کہتا ہے سرداروں میں
خردی و بزرگی لازم ہے اُس نامعقول نے میری بزرگی نہ سمجھی تو میں بھی اُسکے پاس نہ جاؤنگا اور کسی طرف چلا جاؤنگا نقابدار
قہقہہ نے کہا کہ اے لقا مجھسے تمسے آگے کی ملاقات ہے میں از راہ دوستی تمھیں سمجھاتا ہوں کہ تم خداوند فرعون شاہ پاس امن پناہ
لینے آئے ہو تمھیں لازم ہے کہ عجز و انکسار کرو نہ کہ تم خداوند کو برا کہتے ہو اور اُسکے فرستادہ یعنی عاد زرہ پوش کو قید کیا ہے رہا کر کے اپنے ساتھ لو
اور میرے ساتھ چلو بخوشی اور نہیں تو تم مجھے جانتے ہو جیسا میں ہوں مجھکو حکم ہے کہ اگر لقا بخوشی آئے تو تو ساتھ لے آنا نہیں تو
جبراً قہراً باندھکر شتابی سے لے آنا لقا نے جو یہ کلمے سنے مانند گراز کے چلایا منہ چقندر کی طرح سرخ ہو گیا پکارا او قلندر قہقہہ خر و تند
تیری کیا طاقت ہے کہ میرا رونگٹا بھی کم کر سکے اور میرے ساتھ یہ بے ادبانہ کلمے تو کرتا ہے اور اپنے سرداروں کی طرف دیکھکر کہا کہ
پکڑ لو اِس بیہودہ کو اور قتل کرو سرداران لقا چہار طرف سے دوڑے نقابدار پکارا کہ تم کیا میری لشم گندہ کروگے مگر معلوم
ہوا کہ تم سبکی شامت آئی ہے یہ کہکر نقاب اپنے منہ پر سے اٹھائی اور پکارا میں نگر ہیں مگر شاید کہ تمنا کسی مرا اس جسنے منہ اسکا
دیکھا سنتے سنتے بیہوش ہو گیا ایک لحہ بھر میں مع لقا سب بیہوش ہو گئے نقابدار نے اپنے لوگوں سے کہا کہ باندھ لو ان سبکو
سنتے ہی سب نے ملکر لقا کو پانچسو سرداروں سمیت باندھ لیا اسیر غل و زنجیر کر کے اعرابون پر ڈال لیا اور لشکر لقا سے کہا
کہ تم سب ساتھ چلو اور مال اسباب لدوا کر ہمراہ لے لیا اور یہاں سے کوچ کر کے داخل شہر فرعونیہ ہوا لقا کو پیچھے چھوڑ کر
آپ خدمت میں فرعون شاہ کی آیا ملازمت حاصل کی اور تمام حال بیان کیا حکم دیا کہ لقا کو ہمارے سامنے لاؤ اور

لشکر اسکا باہر شہر کے اتارو بموجب حکم کے لقا اور بختیارک کو سامنے لائے لقا پکارا اسلام میرا اسیر ہو جو مجھے خداوند برحق
جانے فرعون پکارا کہ او لقا مین نے تجھکو ملک باختر مین اپنا نائب کر کے بھیجا تھا تو خود خدا بن بیٹھا دیکھا کیا ذلت دی
تجھے لقا پکارا او فرساق دروغ گو تو نے مجھے کب اپنا نائب کیا تھا اور دوڑ کر فرعون سے لپٹا وہ لقا سے لپٹا لگی لات مکی چلنے
اور داڑھیان ایک دوسرے کی پکڑے ہوئے تھے کبھی لقا اوپر فرعون نیچے اور کبھی فرعون اوپر لقا نیچے دونون کتے
کی طرح ہانپتے تھے دم چڑھے ہوئے تھے آخر لقا فرعون کو دبوچ کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا لگا گھونسے مارنے اور فرعون پکارا ای
بندگان من مرا دریابید مجھے بچاؤ اور بختیارک پھل رہا تھا کہہ رہا تھا کہ گلی کا ہارے جیتی کا جیتے کہ لقا عیار زنبور نے
صورت اصلی اپنی دکھائی لقا بیہوش ہوا اسنے پکڑ لیا غل و زنجیر مین گرفتار کیا فرعون شاہ کو ہوش آیا حکم کیا کہ اسے لیجا کر
زندانخانے مین گرفتار رکھو بختیارک نے سجدہ کیا اور خوشامد فرعون کی کی باتین بنانے لگا کہ یا خداوند مین نے بہت سا
سمجھایا لقا کو مگر وہ راہ راست پر نہ آیا آخر خراب ہوا فرعون بختیارک سے بہت خوش ہوا اور اسی وقت خلعت وزارت
منگوا کر بختیارک کو دیا اور عیار کو اپنے بلایا کہ نام اسکا ہامان دوندہ ہے اور محرم راز ہے اسکو کہا کہ تو جاکر دریا کے کنارے وہ جو
چبوترہ ہے جسپر درخت برگد کا ہے کھڑے ہو کر پکارنا کہ یا خداوند شمشمش جادو فرعون شاہ نے آپ کو بندگی عرض کی ہے اور عرض
کیا ہے کہ آج حضور کلبۂ احزان کو اپنے قدم مبارک سے منور و ممتاز فرمائیے کہ مجھے کچھ مطلب عرض کرنا ہے ضرور تشریف لائیے گا
ہامان دوندہ گیا اور چبوترے پر کھڑے ہو کر دریا کی طرف منہ کیا اور جو کچھ فرعون شاہ نے کہا تھا بیان کیا دریا سے آواز مہیب
پیدا ہوئی کہ ہامان دوندہ کانپ گیا آواز آئی کہ جو تو نے کہا وہ مینے سن لیا اب تو جا بہانے پہر رات گئے ہم فرعون پاس آوینگے ہامان دوندہ
نے آکر پیغام فرعون کو پہونچایا فرعون نے سر شام سے صحبت آراستہ کی پہر رات گئی ہوگی کہ یکایک ابر پیدا ہوگیا اور تمام شہر فرعون پر
چھاگیا آہستہ آہستہ قصر فرعون کی طرف چلے جب نزدیک پہونچے دھوان سیاہ نکلا اور ایک صورت مہیب اسمین سے ظاہر ہوئی کہ
قد تو پچاس گز کا اور دو شاخین سر پر بال سر پر سانپون کی قسم سے لپٹے ہوئے معلوم ہوتے ہین کان مین منارے پڑے ہوئے بہت
شانے سے کمر تک بندھے ہوئے سرخ تلفے کا لنگ بندھا ہوا دوپٹہ بہت بھاری اوڑھے ہوئے جھولی بھاری سی لگی ہوئی
اسمین اسباب سحر موجود بیٹھکے مین اترا ہوا فرعون کے پاس آیا لوگ ڈر کر بھاگے مگر فرعون نے جو اسکو دیکھا اٹھ کھڑا ہوا سلام
کیا ہاتھ اسکا پکڑ کر اپنے تخت پر اپنی جگہ بٹھایا اب خلوت ہوگئی دونون شراب محبت پینے لگے فرعون نے حال لقا کا بیان کیا
شمشمش یہ سنتے ہی نہایت برہم ہوا اور کہا کہ ای فرعون تو نے یہ کیا غضب کیا کہ لقا کو اپنے پاس بلایا اسکے عقب مین ایک
اژدہائے ہفت سر آتا ہے اسکے ساتھ ایک عیار ہے کہ شہر کے شہزادون کے اسنے غارت کر دیے مین نے اسکی دہشت سے دریا مین بسنا
اختیار کیا ہے میری بہن ملکہ دمامہ جادو کو چاہ الماس مین گھسکر مارا فرعون نے کہا کہ ای شمشمش جادو مجھسے خطا ہوئی اب مین لقا کو
نکالے دیتا ہون ساحر شمشمش نے کہا ای فرعون اب نکالنا اسکا اور برا ہے ای خداپرست اب تیرا پیچھا نہ چھوڑینگے اور تو نے ایک
لقا کو بلایا پر آیا تھا تیرا اسکی عزت و آبرو کی ہوتی نہ کہ تو نے اسکو قید کیا خیر جو کچھ تو نے کیا خوب کیا اب جلد اپنے امراؤ ساکو
بھیجدے کہ اسکو سمجھا دین کہ ای لقا چلکر خداوند کو سجدہ کر کہ مقدمہ تیرا درست ہو جائے اور خداوند اقرار کرتا ہو کہ اگر تو آکر مجھکو سجدہ
کریگا تو قدرت اپنی تجھے دکھاونگا کہ چند روز مین تیرے بندگان خوانی کو میسٹ نابود کردونگا اور ملک باختر تجھے دونگا
کہ پھر تو بخوبی خدائی کیا کریگا اور اگر تو خودی و بزرگی کو رکھتا ہے تو مرتبہ خدائی میرا بڑا ہے اور تیری خدائی برباد ہوگی یہ کر لوگ
زندانخانے مین گئے اور جو کچھ کہنا تھا سب لقا سے کہا اور سمجھایا کہ اگر تو رفاہیت اپنی چاہتا ہے تو چلکر فرعون کو سجدہ
کرو کہ مطلب تمھارا جلد سر انجام پائے لقا نے کہا کہ مین کبھی اسکو سجدہ نہ کرونگا بختیارک نے اور وزیرون نے بہت سمجھایا
کہ لقا راضی ہوا اور بختیارک نے کہا کہ ای لقا چند روز کا یہ کارخانہ ہے خداپرست اسکو مار کر نکالیگا تو ہم برابر کرینگے جو ہوئی

تو خدا ہی اور مین تیرا شیطان ہون اک دو چار روز تماشا دیکھ لے لقا سجدہ کرنے پر راضی ہوا اپنے جا کر فرعون سے کہا کہ لقا سجدہ
کرنے پر راضی ہی حکم دیا کہ لقا کو حمام کرواؤ اور سرداروں سمیت خلعت پہنا کر ہمارے سامنے لاؤ جب لقا صحبت مین آیا دور سے
دوڑ کر سجدہ کیا فرعون بہت خوش ہوا لقا کو اپنے برابر تخت پر بٹھا لیا اور بہت سے تحفے دیے اور منور وزیر سے کہا کہ جو کچھ مال و
اسباب خزانہ لقا کو درکار ہو بغیر میری اطلاع دیدینا اور ساحر ششمش نے بھی بہت سا تسلی دلاسا دیا کہ خاطر جمع رکھو جو کچھ
تمہارا ارادہ ہوگا وہی ظہور مین آئے گا بعد اسکے تخلیہ مخصوص ہوا اور فرعون نے کہا کہ ای ششمش جادو یہ سب جاہ و جلال
دولت و اقبال آپ ہی کے تصدق سے ہے ورنہ مین کیا ہون جو نام خدائی کا لون اندنون بندگان خدائی زمرد شاہ
باختری کہ باختر سے تا زربجد نگار اور وہان سے تا فرعونیہ لقا قبے مین اسکے آئے ہین اور ہمارے ملک مسخر کر لیے ہین
اور ابھی تک لقا قبضہ کبھی چھوڑنے چلے آتے ہین یہان بھی ضرور آئینگے بس آپکو لازم ہے کہ اپنے دست گرفتہ کی دستگیری
معقول کیجیے تاکہ میرے واسطے دن بدن ترقی ہو ساحر ششمش نے کہا ای فرعون تو خاطر جمع رکھ اور کہا کہ تیری ایسی حفاظت
کرونگا کہ بحکم تیرے کوئی شہر فرعونیہ مین نہ آسکیگا ہان جلد کچھ دستے کاغذ کے منگوا اور اسکی وصلیان بنوا ملازمون نے
اُسی وقت دستے کاغذ کے لاکر وصلیان تیار کین ساحر ششمش جادو نے ان وصلیون کی بیرقین کاٹ کر تیار کین اور ہر ایک پر
اسم سحر لکھا اور کچھ پڑھکر پھونکا کہ اُسی وقت ان بیرقون نے صورت علمون کی پیدا کی اب ششمش نے کہا کہ ان بیرقون کو
بجا کر گرد شہر کے نصب کر دو کہ یہ طلسم ہے جو خدا پرست بغیر حکم تیرے شہر مین آئے گا اُلٹا لٹک جائیگا بعد اسکے کورے برتن مین
پانی منگا کر اسم سحر اسپر دم کیا فرعون کو دیا کہ اسے ایک تالاب مین ڈلوا دو کہ پانی اسکا کبھی کم نہوگا چاہے بادشاہ
ہفت کشور مع فوج اگر پیے اور جو کوئی چاہے کہ بیرقون سے باہر جائے اُسپر پانی اسی تالاب کا چھڑک دیا جائے وہ بیخطر
چلا جائے گا اور پھر آئیگا اور اگر کوئی غافل بیرق کے نیچے آئے گا بیہوش ہو جائیگا اور اس پانی کے چھڑکنے سے ہوش
مین آئیگا بعد اسکے کہا ای فرعون مجھپر تین مہینے سات دن نہایت سخت ہین کہ امین خوف جان ہے اسواسطے مین پوشیدہ ہون
تاکہ کوئی مجھکو نہ دیکھے جبتک یہ ایام نحس مجھپر سے دور ہون تو اس طلسم کے اندر عیش و عشرت مین بسر کر اگر خدا پرست آئین
انسے ہرگز نہ لڑنا جب یہ زمانہ نحس نکل جائے گا مین آکر ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا اور اب مجھے ملاقات نہوگی
مین تیرے پاس آؤنگا یہ کہکر اُسی وقت وہان سے غائب ہوگیا فرعون نے بموجب علم ساحر ششمش جادو کے بیرقون
کو تین کوس شہر سے آگے بڑھا کر گڑوا دیا اور پانی ایک تالاب مین ڈلوا دیا اور واسطے آزمایش کے دو ایک آدمیون کو بھیجا
وہ بیرقون سے باہر گئے اور پھر جو آئے تو بیہوش ہو کر گر پڑے جب پانی اُنپر چھڑکا تو ہوش مین آئے اور جسپر پانی
چھڑک کے بھیجا وہ اچھی طرح چلا گیا اب فرعون و لقا دونون عیش و عشرت مین مشغول ہوئے

اب چند کلمے داستان لشکر ظفر اثر کے اور ایلچی گری رستم خوے بن کرب کی بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر بعد جشن کے خبر لقا کی سنکر درہ گلشنم سے کوچ کرکے در بند قمہور پر تشریف لائے ناناب دربندی یعنی
قسطور شاہ خدمت والا مین حاضر ہوا ملازمت امیر کی اختیار کی از سر صدق مسلمان ہوا شہر مین لیگیا دعوت کی
تمام شہر اسلام آباد ہوا بعد اسکے امیر قلعے سے باہر آئے بارگاہ مین بیٹھے منشی عنبر بیضا رقم سیف ذوالیدین کو بلایا اور
فرمایا کہ نامے کا مسودہ درست کرکے لاؤ کہ ہم دیکھین وہ گیا بموجب ارشاد عالی مسودہ درست کرکے لایا حاضر خدمت کیا
انکے ملاحظہ فرمایا جو لفظ کہ فرعون کا جاہ و جلال سنکر لکھے تھے اُسے کاٹ دیا اور لفظ بنا دیا اور فرمایا کہ صبح کو اُسے صاف
کرکے لانا اور دربار برخواست ہونے وقت فرمایا کہ سب صاحب سویرے سے آکر موجود ہون غرض دوسرے دن تڑکے
سے دربار معمور ہوا منشی نے نامہ پیشکش کیا مقبول فاکار نے جوکی مخملی لاکر بچھائی اُسپر نامہ خلعت و شمشیر جام و عقیق و یرقان

کار تھا امیر نے سب سرداروں کی طرف دیکھا اور پکارے کہ ای بہادران حق شناس و دنگل نشینان بارگاہ گردون اساس
مین چاہتا ہون کہ ایک بہادر اس نامہ کو لیکر جائے اور فرعون سے جواب باصواب اسکا لیکر آئے کسی نے کچھ جواب
نہ دیا ایک گھڑی کے بعد پھر صاحبقران پکارے کہ ای تہمتنان ظفر پیکر و ای بہادران لشکر تمسے چاہتا ہون کہ ایک شخص
اس نامے کو لیکر جائے پھر کوئی نہ بولا عمرو نے کہا کہ حمزہ کون ایسے مقام خوفناک پر جائے اپنی جان دیتا و ذلت اٹھانے
اول تو راستہ وہان کا مسدود ہے بحکم فرعون کوئی وہان جا نہین سکتا جسکو وہ بلائے وہ جاتا ہے دوسرے نامے کی شرطین
اُس سے ادا کرانا دشوار ہے صاحبقران یہ کلام سنکر نہایت رنجیدہ ہوئے اور ایک لمحہ تامل کر کے آواز دی کہ ای غازیان
دیندار و مجاہدان تہور شعار کوئی تم مین ایسا نہین کہ اس نامے کو لیکر فرعون کے پاس جائے اور ارادہ یہ ہوا کہ اگر ابھی کوئی
نہ جائے تو تم خود ایلچی ہو کر چلو مگر افسوس کہ زمانہ کہیگا کہ حمزہ کے اتنے سردار تھے کوئی اتنا نہوا کہ ایلچی ہو کے آتا یہی خیال تھا کہ
رستم خوے بن کرب اپنے دنگل پر سے اٹھا اور امیر با توقیر کو مجرا کیا اور عرض کیا کہ اگر حکم عالی ہو تو یہ غلام نامہ لیجائے
امیر نہایت خوش ہوئے پاس بلایا پیشانی کو بوسہ دیا فرمایا کہ مرحبا صد مرحبا ای رستم تو نے تمام بارگاہ کی آبرو رکھلی سب
سردار حیران ہوئے کہ رستم خوے نے جرأت کیا اور کرب کی تو یہ حالت ہوئی کہ گھونٹ کلیجے پر لگا حسرت سے رستم خوے کو
دیکھنے لگا عمرو نے جو دیکھا کہ رستم ایلچی گری پر مستعد ہوا کہا ای حمزہ یہ ایلچی گری کیا جانے نادانستہ الطفل ہوا ہے وہان جا کر ذلیل
ہوگا نامے کو بھی ذلیل کروائیگا صاحبقران نے فرمایا خواجہ محبت سے یہ کلمے کہتے ہو مگر رستم خوے نے عزت میری بارگاہ
کی رکھلی اور خواجہ عمرو اگر رستم خوے نہ جاتا تو مین خود ایلچی ہو کر جاتا اور لوگ یہی کہتے کہ کوئی لشکر حمزہ مین اتنا نہ تھا
کہ ایلچی گری کرتا حمزہ خود ایلچی ہو کر آیا یہ سنکر عمرو رو دیا کہا کہ ای شہریار مین نے اسکو اپنا فرزند کیا ہے بہت کہ دست کھا تھا
میری خاطر سے اسے معاف کرو وہان راہ نہین ہے جھنڈے گڑے ہین جو انکے نیچے جاتا ہے الٹا لٹک جاتا ہے اور ابرو دریا
فرعون کے شہور مین ایسے مقام پر طفل ناکردہ کار کا بھیجنا مناسب نہین ہے رستم خوے نے جو یہ کلمہ سنا آگے بڑھکر عرض کیا
کہ ای شہریار با وقار غلام کے باپ نے اور بھائی نے کیا کیا کام کیے ہین پایۂ عزت بلند کیا ہے اور علم شوکت آسمان پر پہونچایا
ہے غلام بھی چاہتا ہے کہ یا کوئی کام ایسا کرے کہ جس سے نام ہو یا مارا جائے مین نے سب کفتین اور بلائین جان کی سنی ہین
مگر مین آمادہ مرگ ہو کر چلا ہون جانتا ہون کہ وہان سے زندہ پھرنا مشکل ہے درگاہ جناب قدس الٰہی مین یہی دعا ہے کہ
وہان جا کے ہاتھ سے غلام کے کار نمایان ہو یا نام شہریار کا بلند کر کے جان اپنی نثار کرے صاحبقران نے پھر اُسے گلے سے
لگایا اور عمرو سے کہا کہ خواجہ اگر زندگی اسکی ہے تو یہ بخیر و خوبی پھر آئے گا اور قضا ہے تو یہان بھی نہ بچیگا اور رستم خوے نے کہا ای
پدر بزرگوار اگر آپ مجھکو نہ جانے دیجیے گا تو اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کے مر جاؤنگا حمزہ نے کہا کہ جاؤ بھی خدا تمہارا نگہبان ہے
رستم خوے نے عرض کیا کہ تین روز کی غلام کو مہلت ملے کہ فدوی اپنی تیاری کر کے جائے فرمایا کیا مضائقہ ہے رستم خوے تو
اپنے خیمے مین آیا اور رات کو عمرو کے خیمے مین گیا سلام کیا قدمون پر جھکا تھا کہ عمرو نے سر اسکا سینے سے لگایا اور کہا ای فرزند
اسوقت کیون آئے ہو عرض کیا کہ غلام کو بے سرانجامی سے نہایت ملال ہے ابھی تک کوئی طلسم مین نے فتح کیا کہ اُسی کا مال ہوتا
امیدوار ہون کہ حضور جو کچھ میری شادی مین صرف کرتے وہ روپیہ لگا کر میری ایلچی گری کا سامان درست کر دین کہ مین باتکلف
کے فرعونیہ کو جاؤن اگر زندہ پھرا تو سب مال آپکا ہے اگر جان اپنی نثار کی تو جانیے گا کہ شادی مین رستم خوے کے صرف ہوا
غلام آپکا ہون چاہتا ہون کہ اچھی طرح جاؤن عمرو رو دیا کہا کہ بیٹا میری جان تیرے کام آئے تو مین موجود ہون سب سرانجام
تیرے جانے کا مین درست کر دونگا رستم خوے نے کہا کہ مین چاہتا ہون پانچ ہزار سوار سب نقرہ پوش ہون اور پانچ نشان وہ بھی
نقرئی ہون عمرو نے کہا ایسا ہی ہوگا اور تیاری مین مشغول ہوا سناروں کو بلا کر توڑے روپیون کے دیے اور کہا پانچ ہزار جوان کا

اسباب ہمہ مع مرکب نقرئی تیار کرو دس ہزار دینار شعاد دیئے کو دو روز مین کل اسباب تیار ہوگیا عمرو کام کرنے مین مصروف ہے لیکن آنکھون
سے آنسو جاری ہین ادھر مان نے رستم خوے کی آہستہ بلایا اور گلے سے لگایا اور خواتین بھی جمع تھین سب رستم خوے کی جوانی پر
رو رہی تھین اور حسرت کی نگاہون سے دیکھ رہی تھین مان نے سر سے پانون تک بلائین لین اور کہا بیٹا خدا تجھے جا کے لائے
تو صحنک کرون اور سہاگنون کو کھلاؤن غرضکہ خواتین مین اک حشر کا سامان تھا ناگاہ خبر صاحبقران کو ہوئی کہ عمرو نے
تیاری رستم خوے کے ایلچی گری کی کی ہے کل صبح کو وہ جائے گا فرمایا کہ سر راہ راوتی استادہ ہوکر ہم وہان بیٹھکر تماشا دیکھینگے القصہ
صبح کو امیر عالی مقام مع بادشاہ اسلام و فرزندان باکرام جا کر بیٹھے کہ دیکھین ایلچی کس شان و شوکت سے جاتا ہے سب انتظار مین
بیٹھے تھے کہ سواری رستم خوے کی نمودار ہوئی پانچ ہاتھی نشان کے آگے آگے جھولین نقرئی انپر پڑی ہوئین فیلبان علمدار بھی نقرہ
پوش مستکون پر ہاتھیون کے آئینہ بندھے ہوئے زنجیرین نقرئی انکی سونڈون پر لپٹی ہوئین اور پیچھے انکے نوبت کے ہاتھی کی
تیاری ہے اور پھر انکے شتر نالین جھٹی ہوئین اور خاصہ بردار برچھی والے سب دریائے نقرہ مین غوطہ مارے ہوئے اور پیچھے انکے
مرکب باساز و یراق نقرہ اور رستم خوے سر سے پانون تک دریائے نقرہ مین غوطہ مارے اور سب سوار بھی نقرہ پوش جب باگ
گھوڑون کی لیتے ہین نال نقرہ سمون سے جھڑ پڑتے ہین اور عکس آفتاب جو انپر پڑتا ہے تو ہزار چاند زمین پر پڑے معلوم ہوتے ہین
اور پھر وہ غائب ہو کر سمون مین نصب ہو جاتے ہین صاحبقران یہ سامان دیکھکر بہت خوش ہوئے بادشاہ اسلام نے خلعت عمرو
کے ہاتھ رستم خوے کو بھیجا اسنے سلام کیا نذر گذرانی مگر پاس ادب بادشاہ سے رستم خوے پیدل ہوا نوبت بجانا موقوف
کر دی بادشاہ نے فرمایا اے رستم خوے ہماری خوشی یہ ہے کہ تم ہمارے سامنے سے نوبت و نقارہ بجاتے ہوئے جاؤ ہمنے معاف کیا
رستم خوے سلام کر کے مرکب پر سوار ہو کے روانہ ہوا امیر وہان سے اٹھکر بارگاہ مین آئے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تم ساتھ رستم خوے
کے خبر نویسی کے لیے جاؤ عمرو نے کہا اے شہریار احوال وہانکا لشکر کوئی جا نہین سکتا فرمایا کہ خواجہ کئی مرتبہ تمنے یہی کہا مگر مفصل
حال وہانکا نہین بیان کیا کچھ کہو تو عرض کیا اے شہریار قلعہ فرعونیہ سے تین تین کوس آگے جھنڈیان نزدیک نزدیک گڑی ہین
جو کوئی انکے نیچے جاتا ہے آگ لگ جاتا ہے فرمایا کہ اگر تم نہین جا سکتے تو خدمت اخبار کی اور کسی کو دو وہ جائے گا عمرو بولا جسکو
چاہیے عنایت کیجیے امیر نے خلعت و ایک توڑا اشرفیون کا منگا کر رکھا اور پکارا کہ اے عیاران لشکر اسلام خواجہ خدمت اخبار
سے دست بردار ہوئے جسکا جی چاہے یہ خلعت و روپیہ لے اور رستم خوے کی خبر کو جائے سمک بلطاقی خشت زن جیب
کودا سامنے آیا دست ادب بستہ عرض کی اے شہریار غلام یہ خدمت بجالائے گا بس عمرو سمک کو دیکھتے ہی آگ بگولا ہوگیا
دوڑ کر خلعت اور روپیہ اٹھا لیا کہا او جوانا مرگ کبھی بھی تو نے کوئی کام کیا ہے امیر یا توقیہ سے کہا کہ خیر اب تو یہ خدمت مین بجالاتا
ہون بعد اسکے اختیار ہے جسے چاہیے گا دیجیے گا پھر لشکر عقب مین رستم خوے کے روانہ ہوا لیکن رستم خوے جو نواحی فرعونیہ مین پہونچا
عیارون کو کہا کہ تم آگے جا کر رہگذر شہر فرعونیہ اور مجلس فرعون کی خبر لاؤ عیار موافق حکم کے روانہ ہوئے جب قریب پہنچے دیکھا
کہ علمہائے رنگارنگ چار طرف شہر فرعونیہ کے زمین مین گڑے ہین حیران ہوئے کہ یہ علم کیسے ہین متردد ہین کہ کیفیت انکی
کیونکر دریافت کرین کہ دیکھا ایک لکڑہارا چلا آتا ہے عیار اسکے قریب گئے اور چھیبار بنایا نقل و شیرینی وغیرہ آسد علی دو
کہا کہ یہ سامری کی نذر کی ہے وہ کھا گیا اسی وقت بیہوش ہوا عیار وہان سے اٹھا کر ایک گوشے مین لائے ہوشیار کیا اور پوچھا
کہ یہ علم کیسے گڑے ہوئے ہین لکڑہارے نے کہا کہ مین یہانکا رہنے والا نہین ہون مجھکو حال اسکا معلوم نہین عیار نے پھیکی
اٹھے کہ ہلیے تو مکر کرتا ہے نہ بتائیگا تو ابھی تجھے مار ڈالینگے یہان سے لکڑیان لیجا کر شہر مین بیچتا ہون اور کہتا ہو کہ مین یہانکا رہنے والا
نہین ہون اسکے مارے خوف کے کہ جان ہی جاتی ہے سب حال بیان کیا عیار یہ سنکر نہایت غمگین ہوئے اسے تو چھوڑ دیا اور ہر چند چاہا کہ
کسی طرح داخل شہر ہون ممکن نہوا بس توکل بخدا پر لے کر روانہ ہوئے جب سایہ مین علمون کے پہونچے بیہوش ہو کر گر پڑے کہ دفعتہً گرے

بعضوں نے حقے آتشبازی کے مارے کہ علموں کو جلا دیں کچھ خود انکا اسیر ہو گئے لوگوں نے شہر فرعونیہ کے جو انھیں دیکھا کہ
دو تین عیار بیہوش اُلٹے پڑے ہیں اگر اوروں سے ذکر کیا رفتہ رفتہ یہ خبر تمام شہر میں مشہور ہو گئی ہمارے دو بندہ عیار
فرعون نے جو سُنا اُسی وقت جا کر دیکھا کہ عیار بیہوش پڑے ہیں پہچانا کہ یہ عیار لشکر اسلام کے ہیں حقیقت سے علموں کے آگاہ
نہ تھے یہاں پہونچکر غضب فرعون میں گرفتار ہوئے جا کر خدمت فرعون میں عرض کیا کہ چند عیار علموں کے نیچے بیہوش پڑے
ہیں معلوم نہیں کون ہیں مگر لباس و صورت سے انکی معلوم ہوتا ہے کہ عیاران لشکر اسلام سے ہیں جو انکے حق میں ارشاد ہو وہ عمل
میں لایا جائے فرعون نے حکم دیا کہ انھیں ہمارے سامنے لاؤ ہمّا عیار گیا اور انھیں اُٹھوا لایا فرعون نے کہا کہ انھیں ہوش
میں لاؤ اُسیوقت تالاب سے پانی آیا اور منھ پر ان عیاروں کے چھڑکا گیا کہ وہ ہوش میں آئے اُٹھے صحبت غیر دیکھی لوگ
بہادر و شجاع بیٹھے دیکھے اور ایک گبر قوی ہیکل کو تخت پر بیٹھے دیکھا لقا اور بختیارک کو پہچانا معلوم کیا یہ مجلس فرعون کی
ہے ہاتھ باندھکر کھڑے ہوئے فرعون نے کہا سچ بتاؤ تم کون ہو جو سچ کہا تو جان بخشی کرونگا اور دروغ بولے تو بغیر مارے
نہ چھوڑونگا عیاروں نے دیکھا کہ اگر سچ نہ بولے تو مفت جان گئی عرض کیا یا خداوند ہم سب خدا پرست ہیں نوکر ہیں
رستم خوے بن کرب کے ہم آئے تھے کہ حال شہر کا اور آمد و رفت دریافت کر کے اپنے آقا سے بیان کریں فرعون نے کہا کہ
رستم خوے کون ہے اور کسلیے خبر یہاں کی منگوائی ہے عیاروں نے عرض کی کہ رستم خوے نواسا ہے صاحبقران کا وہ امیر کیطرف سے
برسم ایلچی گری یہاں آتا ہے ہم اسکے بھیجے ہوئے یہاں آئے تھے گرفتار ہو گئے یہ سنکر فرعون نے کہا کہ یہ لوگ غریب ہیں اور
نوکری انکی یہی ہے کہ خبر نیک و بد دریافت کر کے اپنے آقا کو پہونچائیں صیغہ نوکری کا قائم کیا ہے ہمّا انکو خلعت و زر دے کر
چھوڑ دے بختیارک نے عرض کیا یا خداوند یہ لوگ قابل خلعت نہیں ہیں انکو قتل کیجیے کہ پھر کوئی یہاں نہ آئے فرعون
نے کہا یہ حالت جو لقا کی ہوئی تیرے مشورے سے ہوئی میں خداوند ہوں ایک عالم کو پیدا کیا ہے تیرے کہنے سے ان عیاروں کو
کہ خبر پہونچانے والے ہیں چار طرف کی کبھی نہ قتل کرونگا اگر مار ڈالونگا تو نام میرا بھی بہ بدی مشہور ہوگا کہ فرعون کیسا خداوند
تھا بے گناہ عیاروں کو قتل کیا بہتر یہی ہے کہ انپر شفقت کر کے رخصت کروں کہ جا کر اپنے آقا سے تعریف میری خداوندی
کی کریں یہ کہکر خلعت منگوائے عیاروں کو دیے اور زر نقد بھی عطا کیا اور سمجھا دیا کہ جو کوئی بے اطلاع میری یہاں آئے گا وہ
اسی طرح گرفتار ہو جائے گا اور رستم خوے سے کہدینا کہ خبر تمھاری خداوند کو پہونچ گئی ہے ابھی جھنڈیوں کے اندر آنے کا
ارادہ نہ کرے جب آدمی ہم بھیجیں تو اُنکے ساتھ چلا آئے لیکن تنہا آئے لوگوں کو اپنے وہیں چھوڑ آئے اگر خود رائی کریگا
تو اسی طرح گرفتار ہوگا جو کچھ کہ طریقہ مروت کا تھا وہ میں نے سمجھا دیا اور ہمّا عیار سے کہا کہ انکو اپنی سرحد سے باہر کر آؤ ہمّا نے
ان عیاروں کو اپنی سرحد سے باہر کر دیا کہا کہ جاؤ وہ رخصت ہو کر راہی ہوئے اور رستم خوے کی خدمت میں پہونچکر تمام
حال بیان کیا مگر رستم خوے ایک دن مقام کرکے دوسرے دن سامنے جھنڈیوں کے آیا گھوڑے کو روکے کھڑا تھا کہ عمرو بھی خدمتگار
بنا ہوا وہاں پہونچا رستم خوے کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اُسنے کہا کہ ارے تو کون ہے جو باگ پکڑتا ہے چھوڑ دے عمرو نے کہا
ای فرزند میں ہوں عمرو بن امیہ ضمری رستم خوے نے کہا کہ بابا جان میں کہاں تک رکا ہوا کھڑا رہوں عمرو نے کہا دو چار سواروں
کو نیچے جھنڈیوں کے بھیج کر حال اُس جگہ کا معلوم ہو جائے رستم خوے نے دس سواروں کو روانہ کیا سوار جھنڈیوں کے نیچے
پہونچے بیہوش ہو کر گر پڑے اُلٹے لٹک گئے رستم خوے یہ حال دیکھکر متحیر ہوا کہا کہ ای پدر بزرگوار میں کیونکر فرعون
کے پاس جاؤنگا عمرو بولا اسی واسطے کسی سردار نے آنے کا اقبال نہیں کیا کہ کیسے سردار بارگاہ حمزہ میں تھے بیٹھا
رہا انکا کارخانہ سحر کا ہے بے تامل کام کرنا خوب نہیں ہے کہ ان عیاروں نے عرض کی کہ اے شہریار ہمسے فرعون نے کہدیا تھا کہ
ہم کسی کو بھیجیں تو انکے ساتھ ایلچی آئے عمرو نے کہا کہ سُنا تو نے تامل کرنا لازم ہے دیر آید درست آید رستم خوے چپکا کھڑا ہوا ہے

لیکن یہان فرعون نے بعد رخصت کرنے عیارون کے بختیارک سے پوچھا کہ ایلچی کیسے کہتے ہین بختیارک نے عرض کیا
کہ حمزہ ایک شخص زبردست کو واسطے آزمایش کے بھیجتا ہے کہ تا وہ جاکر دیکھ آئے کہ وہان پہلوان کیسے کیسے ہین اور ایلچی آتا ہے
تو سرکشی کرتا ہوا زبردستی اپنی دکھاتا ہوا اور آداب نامے کے بیان کیے کہ یہ سب ادا کرتا ہے جب نامہ دیتا ہے فرعون نے سنکر
حیران ہوا کہا اے بختیارک پھر کیا کرون بختیارک نے کہا کہ یا خداوند چاہیے تو یہ کہ کسی کے ہاتھ ایلچی سے نامہ منگوا لیجے اور
اگر نامہ نہ دے تو تنہا اُسے بلا لیجئے فرعون نے قلندر فیل سوار قہقہہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم پانچ ہزار سوار ساتھ لیکر جاؤ اگر
ایلچی تمھین نامہ دینے پر راضی ہو تو نامہ لے آؤ نہین اسے تنہا اپنے ساتھ لے آؤ کہ اتنے مین وہ سوار جو بھیجے ہوئے رستم خوے کے
بیہوش ہوئے تھے بہ اعجاز عیار اٹھوا کر سامنے لایا کہا کہ انھین رہنے دو اور نقابدار کو روانہ کیا وہ اپنے لوگون سمیت روانہ ہوا یہان
رستم خوے کو سخت حیرت ہوا اسے اضطراب ہوا عمرو سے کہا کہ ابھی تک کوئی نہین آیا مین کب تک کسی کا انتظار کرون جو کچھ ہو
مین آجاؤنگا اگر گرفتار ہونگا تو بھی فرعون کے پاس پہونچونگا مطلب اُسکے پاس پہونچنے سے ہے عمرو نے کہا ایک گھڑی بھر
اور توقف کرو عمرو دہیر مرتبہ روکتا ہے اور رستم خوے جلدی کرتا ہے کہ ایک مرتبہ نقابدار قلندر فیل سوار نمایان ہوا عمرو نے کہا
دیکھو اے رستم خوے وہ نقابدار آ پہونچا غرض نقابدار نے جھنڈیون سے باہر آکر رستم خوے سے صاحب سلامت کی پوچھا کہ تو ہی
ایلچی ہوکر آیا ہے کہا ہان اُسنے کہا کہ لا نامہ خداوند پاس لیجاؤن اور اُسکا جواب لادون رستم خوے نے کہا مین نامہ فرعون کے
ہاتھ مین دونگا اور کسی کو نہ دونگا نقابدار نے کہا تو تنہا میرے ساتھ چلنا ہوگا رستم خوے نے کہا مین کسی کو اپنے ہمراہ نہ لیجاؤنگا
معلوم ہوا کہ خداوند تمھارا ڈرتا بھی ہے نقابدار نے کہا تم سچ کہتے ہو اے عزیز کوئی خداوند کے پاس جا نہین سکتا تیری خاطر ایسی عزت
ہو کہ تجھے تنہا بلایا ہے رستم خوے نقابدار کے ساتھ ہوا سب لوگون کو اپنے وہین چھوڑا بعض لوگ کہ جانباز و سرفروش تھے انھون نے
گھوڑے اُٹھائے کہ ساتھ اپنے آقا کے جائین لیکن جو زیر علم پہونچا بیہوش ہوکر گر پڑا نقابدار پکارا کہ صاحبو یہ بارگاہ زرہ دشاہ
اور زبرجد شاہ کی نہین ہے یہ بارگاہ فرعون شاہ کی ہے بغیر اُسکے حکم کے کوئی نہین جا سکتا بلکہ پرندہ پر نہین مار سکتا وہ
سوار کہ بیہوش ہوئے تھے اہل اسلام نے کمندین مار مار کر کھینچا اور اپنے لشکر مین لائے رستم خوے نقابدار کے ساتھ
روانہ ہوا مگر عمرو حیران ہے کہ کسطرح پیچھے رستم خوے کے جائیے اور خبر دریافت کیجے ارادہ کرتا ہے پھر فکر کرکے رہجاتا ہے
کہ ایک شہدے کو گلیم عیاری اُڑھا کر کہا کہ ان جھنڈیون کے نیچے انگوٹھی میری گری ہے اُٹھا لا تجھے پانچ روپیہ دونگا اور
مطلب یہ کہ اثر گلیم کا دیکھ لے کہ یہان بھی اسکا اثر ہے یا نہین شہدا جسوقت جھنڈیون کے نیچے پہونچا ایک جھونکا ہوا کا ایسا
آیا کہ گلیم تو اڑکر الگ جا پڑی وہ بیہوش ہوکر گرا اُلٹا ہوکر رنگ گیا عمرو یہ دیکھکر بہت ڈرا گلیم تو اپنی زنبیل سے اٹھالی اور
دعا مانگنے لگا کہ پروردگار مجھکو بھی رستم خوے کے پاس پہونچا کہ اگر خبر نہ پہونچاؤنگا تو خدمت اخبار کی نکلجائیگی اور ذلت بھی
ہوگی حالت اضطراب مین دعا مانگ رہا ہے کہ ایک مرد پیر نے پشت سے آکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اے منظور کردہ ہفت پیغمبران
حیران کیون کھڑے ہو عمرو ڈرا کہ ایسا نہو یہ کوئی ہو مثل مشہور ہے کہ دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کر پیتا ہے کہا کہ آپ کون
ہین کہا گھبراؤ اس سے کیا مطلب مین تیرا دوست ہون کہا کہ مجھے آپ سے خوف معلوم ہوتا ہے نام اپنا بیان کیجے کہا نام
میرا ادلوس جنی ہے عمرو نام اسکا سنکر خوش ہوا کہ رستم خوے ایلچی ہوکر گیا ہے مین اسکی خفیہ نویسی کو جا نہین سکتا ادلوس جنی
نے کہا کہ خاطر جمع رکھو بسہل مین پہونچ جاؤ گے مین پہلے سے سمجھا تھا کہ ایلچی صاحبقران کا فرعون پر جائیگا خواجہ بھی
ضرور ہمراہ ہونگے اور جانا انکو دشوار ہوگا مین اسی واسطے یہان آ رہا تھا یہ کہکر ایک بجورہ پانی کا بغل سے نکالکر
عمرو کو دیا کہ اسکو اپنے پاس رکھیے اور تھوڑا سا اس پانی سے پی لیجے کچھ اپنے اوپر چھڑک لیجے اور بسم اللہ کہکے
چلے جائیے کچھ ضرر آپ کو نہوگا یہ کہکر ادلوس چلا گیا عمرو وہ پانی اپنے اوپر چھڑک کر روانہ ہوا کہ صاف

نکلا چلا گیا صورت ایک خدمتگار کی بنکر رستم خوے کے ہمراہ ہوا لیکن رستم خوے جو ہمراہ نقابدار کے سیر شہر فرعونیہ کی
کرتا ہوا نیچے گنبد مینا کے پہونچا نقابدار سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے اُسنے کہا کہ گلگشت گاہ فرعون شاہ ہے وہان سے آگے
بڑھا دروازہ قیطول پر پہونچا دیکھا کہ دیوارین قیطول کی سنہری اور دو پہلی لگا چُنی ہین ایک اینٹ تو سونے کی ہے اور
ایک اینٹ چاندی کی ہے اور گرد حاشیہ لاجورد کا ہے اور تمام عمارت زرنگار ہے لعل و یاقوت و فیروزہ و الماس کے نگینے
نصب ہین اور عجائبات دُنیا کے وہان موجود ہین اور دروازے پر دونون طرف نقابدار صف باندھے کھڑے ہین اور
ہر نقابدار کے ساتھ چالیس چالیس آدمی ہین اور اوپر قیطول کے سات ٹکڑے ابر کے ہفت رنگ قائم ہین اور شعلہ آتش اُنمین
سے نکل رہے ہین اور نیچے قیطول کے سات نہرین پانی کی سات رنگ کی بھری ہوئی ہین رستم خوے دیکھکر متفکر ہوا
نقابدار سے پوچھا کہ یہ ابر و دریا کیسے ہین اُسنے کہا کہ وہ ابر رحمت و غضب ہین اور یہ دریاے غضب و رحمت ہین حکم
خداوند کے ساتھ ایک ایک لکہ ابر کا محیط عالم ہو جاتا ہے اور یہ نہرین ایک دریاے عمیق ہو جاتی ہین اُدھر عیار لے
قیطول پر جا کر فرعون سے عرض کیا کہ نقابدار ایلچی کو لے آیا وہ زیر قیطول حاضر ہے کہا ایلچی کو ہمارے سامنے بلاؤ
ہمارے دوندہ نے آکر نقابدار سے کہا کہ خداوند نے ایلچی کو بُلایا ہے نقابدار رستم خوے کو ساتھ لیکر قیطول اول پر
آیا دیکھا رستم خوے نے کہ ہزار سردار زرہ پوش کھڑے ہین اور طبقہ دوم مین تمام ارکان دولت امیر وزیر حاضر ہین اور
تیسرے طبقے مین لقا بختیارک منور وزیر روشن تاجدار وغیرہ بیٹھے ہین اور فرعون چالیس زینے کے تخت
پر بیٹھا ہے اور وہ تخت سونے کا ہے جواہر اُسمین نصب ہین مگر بہت بیش قیمت رستم سامنے فرعون کے آکر پکارا کہ
سلام میر الشہیر ہے جو خدا کو واحد جانے اور پیغمبر کو اُسکے برحق سمجھے یہان تو کسی نے جواب سلام نہ دیا غیب سے
جواب سلام آیا تمام لقا نے بل کھایا مگر رستم خوے نے دیکھا سب بیٹھے ہین تیرے بیٹھنے کو جگہ نہین نہ کوئی دنگل خالی نظر
آتا ہے دہنی طرف فرعون کے سپہ سالار دست راست مدہوش کوہ پیکر بیٹھا تھا دو ساقی اُسے شراب پلا رہے تھے اور
وہ فرعون کو بھی خیال مین نہ لاتا تھا رستم خوے نے اُسکے پاس جا کر سلام کیا اور کہا کہ اے بہادر ایک پہر کے واسطے
جگہ اپنی خالی کر دے کہ مین بیٹھ کر جواب سوال کر کے چلا جاؤن پھر تو اپنے مقام پر بیٹھ جانا اُسنے بختیارک سے آنکھ ملائی
کہ مین دنگل پر سے اُٹھون خدمت بادشاہ جم جاہ خبردار نہ اُٹھنا ورنہ ذلیل ہوگا مدہوش کو دیکھنے رستم خوے سے کہا اے
لڑکے تمام بارگاہ مین دکا فرعونیہ مین ہے جو دنگل سے اُٹھاتا ہے مین نہ اُٹھونگا جا کہین اور بیٹھ رستم خوے نے کہا مین بزبردستی
تجھے اُٹھاؤنگا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا کہ اُٹھاے اُسنے چاہا کہ رستم خوے کا ہاتھ پکڑے کہ رستم خوے نے جلدی سے ایک ہاتھ تو ہاتھ
مین دیدیا دوسرے ہاتھ سے گھونسا شقیقے پر مارا کہ کہنی سمیت ہاتھ رستم خوے کا سر مین اُسکے گھس گیا مغز شق ہو گیا وہ شقی
تڑپ کر واصل جہنم ہوا رستم خوے نے لاش اُسکی ٹانگ پکڑ کر پھینک دی اور آپ اُسکے مقام پر بیٹھا جتنے پہلوان تھے لرز گئے فرعون
شاہ نے کہا اے بندگان مین نے دیدی قدرت مرا یہ مدہوش کوہ پیکر مجھکو بھی خیال مین نہ لاتا تھا دیکھا کہ ایلچی کے ہاتھون ایک
گھونسے سے مروا ڈالا اُسنے کہا یا خداوند مجھکو بھولنا ایسا ہی ہوتا ہے ادھر رستم خوے نے دنگل پر بیٹھکر اہل دربار سے آنکھ ملائی
سب نے نگاہ نیچی کر لی اب رستم خوے نے عرض کیا کہ منشور نامہ دار حمزہ صاحبقران امیر عالیشان فرعون نے کہا کہ لاؤ نامہ
رستم خوے نے کہا کہ پہلے شرطین نامے کی ادا کر لو تو نامہ دے پوچھا کیا شرطین ہین کہا پہلے نثار نامہ بعد اُسکے نثار مجیب سے
فرعون نے حکم دیا کہ لاؤ خوان نثار نامے کے واسطے اُسی وقت خوان حاضر ہوے کہا دوہی کو رستم خوے بولا لٹا دو کہ غریب
و فقیر لوٹ لیجائین اُسی وقت خوان لٹنے لگے عمرو جو خدمتگار کی شکل بنا ہوا تھا اُٹھا اُسنے دیکھا کہ مغرور لوٹنے کو دوڑے ہین
عمرو نے جال حضرت الیاس کا نکالکر مارا کہ پگڑیان تک لپٹ آئین تمام مال سمیٹ کر زنبیل مین رکھ لیا کسی کے ہاتھ کچھ نہ لگا بلکہ

پگڑیون پر خوب جوتا چلا فرعون نے کہا کہ نکالو تو سپاہیون کو اتنا مال لوٹ چکے اور پھر لڑ رہے ہین بختیارک نے کہا کہ ان
سپاہیون کے ہاتھ کچھ نہین لگا اور پگڑیان گنواتے ہین غرض فرعون پکارا کہ پھر کون لیگیا کہا جسکا حق تھا وہ لیگئے پوچھا کہ وہ کون
ہے کہا کہ بعد نامہ پڑھے معلوم ہو جائیگا غرض گردونگا فرعون چپ ہو رہا ایلچی سے کہا اب تو نامہ دے کہا کہ ابھی کچھ شرطین باقی ہین بولا
اب کیا شرطین ہین کہا کہ بیس قدم پیشوائی نامے کی اور تین قدم استقبال پھر اور بیات سلام نامے کو اور تین سلام جھکے کر اور دونون
ہاتھ پھیلا کر سامنے آؤ تو مین نامہ دون یہ سنتے ہی فرعون نہایت برہم ہوا کہا اے ایلچی یہ آئین بادشاہ کرتے ہین اور تین
کرتے ہین رستم خوے پکارا کہ بغیر اسکے نامہ نہ دونگا فرعون نے غصے سے کہا کہ اسے نامہ چھین لو لوگ دوڑے طرف رستم خوے
ان کے اپنے توکل پر جست کرکے تخت پر فرعون شاہ کے آیا اور ایک طمانچہ مارا فرعون گرا رستم خوے چھاتی پر اسکی
چڑھ بیٹھا اور خنجر ناف پر رکھدیا اور کہا کہ اب چھینو تو نامہ فرعون نے اپنے کو مجبور پا کر کہا اے ایلچی جو تو کہیگا وہی کرونگا
کہ استقبال کرنے کہا کہ مجھے چھوڑ دے تو استقبال کرون رستم خوے نے کہا کہ اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون جب تک جواب طلب نکا
ہرگز نہ چھوڑونگا اسنے کہا پھر نامے کا استقبال کیونکر کرون کہا کہ تخت اپنا یہان سے اٹھوا اور دس قدم آگے بڑھا کر رکھا جائے
تو نامہ دون اسی وقت فرعون نے حکم کیا کہارون کو کہار وہان کہان تھے فرعون کے سردارون نے ملکر تخت اٹھایا اور دس قدم
پر رکھا اب رستم خوے نے کہا کہ سلام نامے کے اور میرے بجا لا اسی وقت فرعون نے تسلیمین بجا لایا اب نامہ دیا فرعون نے
بختیارک سے کہا کہ پڑھ اسنے باواز بلند پڑھنا شروع کیا بعد تعریف الہی اور نعت رسالت پناہی کے مرقوم تھا کہ اے فرعون
تجھے لازم ہے کہ دعوی خدائی کا جو کرتا ہے اس سے باز رہ بادشاہی کر کہ خدائی خلاق جہان کو مسلم ہے کفر کو ترک کر دین اسلام اختیار کر اور
لقا بختیارک فرامرز وغیرہ کو کہ میرے دزد ہین انکو باندھکر اپنے ساتھ لیکر در دولت پر حاضر ہو اور اگر خلاف اسکے کیا تو سوا مرگ کے
چارہ نہین ہے یہ نامہ واسطے سمجھانے کے لکھا ہے دیکھ کہ لقا اٹھارہ ہزار برس کا باختر وغیرہ سے باطل تھا اور زرجمہر شاہ مالک ملک کا
تھا نصیحت پر میری عمل نہ کیا کس درجہ کو پہنچا اگر تو نے بھی خلاف کیا تو اس سے بدتر احوال ہوگا قطعہ اگر نشنوی پند زرجمہر ہم
تمنائے ملک تو بر من حرام بود ور نشنوی تر زوبال گزند بہر نشنوا زتن سلطان پند فرعون نے سنکر اپنے ہاتھ سے پشت پر نامے کی
جواب جنگ لکھدیا اور رستم خوے کو دے کر کہا کہ لیجا رستم خوے نے کہا تو جا کہ تجھے جھنڈیون کے باہر ہو جائے تو چھوڑونگا فرعون
نے کہا اے ایلچی مین ہان تو لیجا جاؤنگا رستم خوے نے نوک خنجر غرق کی کر بیٹھا لگا کہ ہرا کہا لا جسے تو ہو جانے دیتا ہون اور
حکم کیا کہ اے تخت میرا اٹھاؤ تخت اسکا کہارون نے اٹھایا کوئی ہزار بارہ سو کہار تک پہنچے ہو گا ایک رستم خوے اسطرح چھاتی
پر سوار آگے تخت فرعون کا پیچھے انبوہ خلائق ہر ایک کہ رہا تھا کہ جس روز سے فرعون نے خدائی کی کبھی ایسا ذلیل نہوا تھا
کہ آج ہاتھ سے ایک ایلچی کے جیسا ذلیل ہوا اب قلعے کے دروازے پاس پہنچا کہا کہ اے ایلچی اب تو مجھے چھوڑ دے رستم خوے
بولا کہ جھنڈیون سے باہر چلکر چھوڑونگا نہین تو تجھے مار ڈالونگا ناچار فرعون وہان سے بھی روانہ ہوا یہانتک کہ جھنڈیون
سے باہر آیا عمر و نیز اس سے تالاب کا پانی اپنے اوپر چھڑک کر نکل گیا تھا لیکن فرعون جب طبلون سے آگے چلا تھا تو
ساتون نہرین پانی کی اور ساتون ابر اسکے ساتھ ساتھ تھے سایہ ان ابرونکا فرعون کے سر پر تھا وہ نہرین اور ابر بڑھتے جاتے تھے
یہانتک کہ فرعون ایلچی کو جھنڈیون سے باہر لایا رستم خوے فرعون کی چھاتی پر سے اترکر اپنے لشکر مین آیا اور وہان سے گھوڑے
کی باگ لی ادھر بختیارک نے فرعون سے کہا کہ اگر ایلچی نکل گیا تو غضب ہوا انکو ذلیل کیے جاتا ہے اگر قدرت ہو تو گرفتار
کیجیے فرعون نے غضب مین آکر ہاتھ زمین پر مارا اور پکارا کہ اے دریائے غضب لینا اس ایلچی کو جانے نپائے بس پھر آواز دینے
تھا اور ہاتھ مارنے کے وہ نہر دریائے مواج ہو گئی اور رستم خوے کو مع فوج غرق کر لیا چاہا پر لیکن آگے عمرو کے ساتھ چلے گئے تھے وہ بچ گئے
باقی سب غرق ہوئے فرعون شہر مین آیا وہ ابر و دریا بدستور ہو گئے اور رستم خوے نے لوگون کی بیت طبل بجا تھا

بدن میں واقعہ رشتی فرعون نے رستم خوے کو اپنے سامنے بلایا اور کہا کیوں یہ وقت تجھے معلوم تھا اب بھی کچھ نہیں گیا
ہے ہو مطیع میرا تحمل اور بردباری کر تو نے میرے ساتھ کیا کیا زیادتی کی اگر اب بھی مجھے سجدہ کرے تو چھوڑ دوں رستم خوے نے کہا اے کم
اور کافر تو وہی ہے کہ میں تجھکو جوتیاں مارتا ہوا جھنڈیوں تک لے گیا تھا اور تجھے شرم کی نہ ہوئی تھی اب سجدے کے در پئے تو نے مجھکو سمجھا
کیا لاکھ لاکھ لعنت ہے تجھپر اور تیرے پرستاروں پر تو جسطرح چاہے مجھے قتل کر اگر زندگی ہے تو بچونگا اور اگر قضا آگئی ہے تو مارا جاؤنگا
فرعون نہایت برہم ہوا کوتوال کو بلا کر حکم دیا کہ شب بھر اسے قید رکھو اور صبح کو جھنڈیوں کے باہر لیجا کر دار پر کھینچکر تیر باران
کرنا وہ رستم خوے کو لے گیا اور حکم دیا کہ باہر حصار کے میدان خونی تیار ہو ہرکارے خبر لیکر روانہ لشکر اسلام ہوے لیکن عمرو
بن امیہ ضمری لشکر اسلام میں پہلے پہونچا تھا امیر کو سلام کیا مژدہ خوشخبری دی اور کہا اے حمزہ صیقلی ایلچی گری رستم خوے نے
کی ہے آج تک کسی ایلچی گری کسی نے نہیں کی اور تمام حال بیان کیا امیر نے خوش ہو کر حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے عمرو محل میں گیا
ماں رستم خوے کی دروازے پر کھڑی رو رہی تھی کہ عمرو نے خوشخبری دی کہ کیوں روتی ہے دیکھیا تیرا آتا ہے وہ قدموں پر گر پڑی رونے
گر پڑی کہ بابا جان سچ کہتے ہو یا میری تسکین کے لیے یہ کلمات زبان پر لاتے ہو کہا کہ تیرے سر کی قسم سچ ہے سن کے تمام لشکر
میں طبل شادمانی بج رہا ہے وہ سجدے میں گر پڑی اور کہنے لگی پروردگار تیرے قربان کہ تو نے بیٹے کو میرے زندہ و سلامت مجھے
لایا مگر کھڑی ہوئی راہ دیکھ رہی ہے کہ ایک پہر کے بعد ہرکاروں نے آکر خبر گرفتار ہونے رستم خوے کی پہونچائی کہ تھا سحر
میں گرفتار ہو گیا صبح کو اسے تیرباران کرینگے کرب یہ سنتے ہی دیوانہ وار اٹھ کھڑا ہوا امیر سے رخصت ہو کر روانہ ہوا بعد اسکے
جانے کے امیر نے فرمایا اے بہادرو کرب بے تحمت لیکر تنہا گیا ہے کوئی اسکی مدد کو جائے یہ آواز سنتے ہی شاہزادہ انجم گروہ
رستم شکوہ پہلوان تہمتن بدیع الزمان گردنشکن نے اپنے دنگل سے اٹھکے مجرا کیا عرض کیا جو ارشاد عالی ہو تو یہ خدمت غلام
بجا لائے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہے جاؤ سپرد پروردگار کیا بدیع الزمان بارگاہ سے باہر نکلا بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر روانہ
ہوا وہاں فرعون نے صبح کے وقت لقا تخت رکھوا اور سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو ساتھ لیکر گنبد مینائی پر آکر بیٹھا کہ اسجگہ
سے تمام میدان سامنے تھا وہ قتلگاہ بیکسان آسمان ہے حجاج زحل پیشانی کوتوال شہر فرعونیہ جھنڈیوں سے باہر آیا میدان
خونی تیار تھا دار کھڑی تھی رستم خوے کو سلسل و طوق لاکے زیر دار بٹھایا جلاد پکارا اے عزیز جو کچھ کھانا ہو کھالے جو پینا
ہو پی لے جو وصیت کرنا ہو کر لے جسے یاد کرنا ہو یاد کر لے کیونکہ وقت تیرا آخر ہے رستم خوے نے کہا کہ اگر تم میں سے کوئی کسی کا لشکر
صاحبقران میں ہو تو خدمت بادشاہ جمجاہ اور امیر گردوں بارگاہ اور کرب عالیجاہ و بدیع الزمان ملائک سپاہ میں عرض
کر دینا کہ غلام آپ کا فرعونیہ میں بے یار و یاور مسافر راہ عدم ہوا جلادوں نے کہا کہ یہ وصیت کسی سے ادا نہو گی کہا تو اپنے
کام میں مصروف ہو جلاد نے رسی بیڑیوں میں باندھی اور چرخے پر کھینچی اور ہاتھ میں لپیٹ کر حکم کا منتظر کھڑا ہوا حجاج
پکارا جلد اسے کھینچ کر تیر باران کرو اور خطا شعاروں نے تیر کمانوں میں پیوستہ کیے کہ بلند ہو تو تیر ماریں رستم خوے نے
عالم یاس میں دعا مانگنا شروع کیا حجاج زحل پیشانی نے برہم ہو کر کہا کہ ارے جلد اسے دار پر کھینچ اور جلاد چاہتا ہے کہ کھینچے
کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار کا بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ و تار کر دیا اور کرب دلاور
کے نعرے کی آواز بلند ہوئی اور ساتھ ہی اسکے بدیع الزمان کا نعرہ ہوا دونوں ملکر فوج کفار پر گرے لگی تلوار چلنے
بدیع الزمان بہت کافروں کو مار کر برابر رستم خوے کے پہونچا اور رسی کاٹ دی جلاد نے تلوار بدیع الزمان پر ماری
کہ مغضوب خداوند کو تو نے چھڑا دیا بدیع نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک ایک ہی ہاتھ تلوار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے
اور رستم خوے سے کہا کہ اے فرزند نکل چلو پس رستم خوے نے اسوقت جھٹکا مارا کہ زنجیر و طوق کو توڑا اٹھکر جلاد کی تلوار لی
ایک سوار برابر کھڑا تھا اسنے دیکھا کہ قیدی چھوٹا جاتا ہے تلوار رستم خوے پر مارے رستم نے بجلدی تمام وار اسکا تیر لیکر

خالی دیا اور ایک ہاتھ کمر پر مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے تا ٹانگ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ وہ زمین پر گرا آپ جست کر کے اُسکے مرکب پر سنبھل کر زنگ
کرب کجواج زحل پیشانی کے قریب پہونچا اُسنے نعرہ کیا کہ او خداپرست تو نے غضب کیا کہ مقہور خداوند کو چھوڑ کر لیچلا لیکن
کہاں جائیگا غضب خداوند سے بچ کر یہ کہکر تلوار ماری کرب نے وار اُسکا سپر پر گانٹھا اور تلوار ماری کہ یا سر پر چکی تھی یا زمین
کو بوسہ دیا بدیع الزمان نے کہا کہ اے کرب دلاور رستم خوے کو یہاں سے جلد نکال لے چلنا مناسب ہے اُسنے کہا بہت
اور سب نے ایک طرف کو گھوڑے ڈالدیے جو سامنے آیا ماری تلوار کہ دو ٹکڑے ہوئے ایک ہی طرف سب نے ریلا کر دیا یہانتک کہ
راستہ پیدا کر لیا مع فوج و سپاہ نکلکر چلے لیکن قبل انکے آنے کے بختیارک فرعون سے کہہ رہا تھا کہ یا خداوند آپ نے ایلچی کو
واسطے قتل کے جھنڈیوں کے باہر نکالدیا ہے اگر یہاں ہوتا تو شاید مرتا ورنہ خداپرستوں کو تو مرنے کی عادت نہیں ہے فرعون کہہ رہا تھا
کہ میں تجھکو عاقل جانتا ہوں تجھسے عجب ہے کہ ایسے کلمے زبان پر لاتا ہے بختیارک کہہ رہا ہے خداوند آپ پر ظاہر ہو جائیگا کہ اسی عرصہ
میں بدیع الزمان و کرب پہونچے رستم خوے کو رہا کیا الجواج کو مار کر روانہ ہوئے بختیارک نے کہا کہ یا خداوند دیکھا آپ نے
میں جو کہتا تھا وہی ہوا یا نہیں فرعون نے کہا یہ جا سکینگے کہاں ابھی انھیں پھر خداوندی میں گرفتار کرتا ہوں اور نہایت غیظ و غضب
سے ابر سفید کی طرف دیکھکر کہا کہ لینا ان خداپرستوں کو اور دوسری بار ابر سرخ رنگ کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ خداپرست جانے نہ پائیں
بس ساتھ ہی حکم کے وہ دونوں ابر کے ٹکڑے پھیل کر محیط ہونے لگے کہ تمام صحرا کو گھیر لیا آواز گڑگڑاہٹ گرگراہٹ کی بلند ہوئی
بدیع الزمان و کرب و رستم خوے گھوڑے ڈبا کر شگاف کوہ میں پوشیدہ ہوئے ادھر آتش ابر سرخ سے آگ برسنے لگی اور ابر سفید سے
بارش سنگ ہونے لگی لیکن وہ تینوں دیر چھپے ہوئے ہیں انکو کچھ ضرر نہ پہونچ سکتا تھا مگر لوگ بدیع الزمان و کرب کے اکثر
شعلہاے آتش سے جلگئے اکثر پتھروں سے کچل گئے بہت مجروح ہوئے لیکن فوج بھی ان دلیروں کی منتشر ہو چلی تھی کوئی اسیر نہوا
تمام صحرا مثل قعر جہنم کے ہو رہا تھا ہر طرف شعلے بھڑک رہے تھے آخر ناچار فرعون نے ابروں کو بلالیا وہ اسطرح بلند ہو کر
سر پر قائم ہو گئے فرعون ندامت زدہ مغموم پھر کر داخل شہر ہوا بختیارک نے فرعون کو اُداس پا کر کہا یا خداوند کوئی خداوند
ایسا باقی نہیں رہا کہ ہاتھ سے خداپرستوں کے ذلیل نہوا ہو اور ہماری تو کیا گنتی لقا اور زبرجد شاہ پر شدت ہوئی ہے اور
ارباب نشاط کو بلا کر مشغول عیش و طرب کیا مگر صاحبقران نے ہرکاروں کی ڈاک فرعونیہ تک بٹھادی تھی دمبدم کی خبر
پہونچتی تھی زیر تیغ بیٹھنا رستم خوے کا اور پہونچنا کرب و بدیع الزمان کا اور مارنا الجواج زحل پیشانی کا اور چھڑانا
رستم خوے کا اور ابروں کا پہونچنا ہرکارے دمبدم بیان کرتے تھے امیر کو تشویش تھی کہ دیکھیے کیا خبر آتی ہے کہ تینوں سردار سلامت
پہونچے امیر نے دنگل سے اٹھکر رستم خوے کو چھاتی سے لگایا بدیع الزمان و کرب کی بھی تعریف کی پیار کیا بادشاہ نے
رستم خوے کو سات پارچے کے سات خلعت دیئے اور بدیع الزمان و کرب کو تین تین پارچہ خلعت عطا فرمائے امیر نے کرب
کی طرف دیکھکر فرمایا کہ بیٹے نے تمہارے وہ کام کیا ہے کہ رستم و اسفندیار سے بھی نہو سکتا بعد اسکے عادی کو بلا کر حکم دیا کہ
پیش خیمہ فرعونیہ کی طرف روانہ کرو وہ اسی وقت تیاری کر کے طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا دو تین شبانہ روز میں جا پہونچا

اب چند کلمے داستان لشکر کشی کرنا صاحبقران کا فرعونیہ پر بیان کیے جاتے ہیں

ہرکاروں نے خبر فرعون کو دی کہ حمزہ نے شہر منظوریہ سے کوچ کیا ہے کل میدان فرعونیہ میں نزول رود اقبال
فرمائے گا فرعون نے کہا کہ کل ہم گنبد مینائی پر بیٹھکر تماشا دیکھینگے کہ فوج حمزہ کی کسقدر ہے یہ خبر امیر نامدار کو پہونچی کہ
فرعون لشکر کو دیکھیگا اُسی وقت سب فرزندوں اور انکے بادشاہوں اور سرداروں کو طلب کیا اور حکم کیا کہ سب صاحب
پوشاک نفیس پہنکر کوچ کریں کیونکہ وہ ملعون بیٹھے فرعون لشکر کو دیکھیگا غرض صبح کو فرعون نے لقا اور بختیارک اور اپنے
سرداروں کو لیا گنبد مینائی پر آکر بیٹھا ادھر فوج ساتھ تجمل کے گذرنے لگی بختیارک ایک ایک کا نام و نشان بتانے لگا پہلوان عادی

پیش خیمہ لیکر آئے بعد اُسکے اور سردار آنے لگے جسوقت سواری بدیع الزمان کی آئی بختیارک نے کہا کہ امادی خداوند
لقا کا اسی نے تمام باختر کو بزور شمشیر قبضے مین کیا غرض ہر شخص کا پتا دیتا جاتا تھا یہانتک کہ تیرہ روز تک صبح سے
تا شام لشکر آیا کیا اٹھارھوین روز بادشاہ اسلام اور حمزہ صاحبقران کمال عظم و شان سے داخل بارگاہ والا احتشام
ہوئے فرعون نے جو یہ لشکر بے پایان دیکھا خائف ہوا کہ اس لشکر غدار سے کون عہدہ برا ہوگا بلبن بختیارک سے کہا
کہ مین طرفۃ العین مین اس سب لشکر کو غارت کر دونگا تو تماشا قدرت خداوی کا دیکھ کیا ہوتا ہے اور دو تھپڑ زمین پر
مار کر اے دریاے غضب و اے ابر ہاے قہاری جلد جاکر حمزہ کو غارت کر ایک زندہ بچکر نہ جانے پائے ابھی لشکر اسلام اچھی طرح
قائم نہوا تھا کہ ساتون ابرون نے آکر گھیر لیا اور ٹوٹ ٹوٹ کر برسنے لگے ابر سفید سے برابر بارش سنگ ہو رہی تھی جس سے
ہزار ہا اہل اسلام کچلکر مر گئے سیکڑون زخمی ہوئے اور ابر سرخ سے آتش فروزی شروع ہوئی کہ جسپر شعلہ لپک کر گرا جلا کر
خاک کر دیا اور دریاؤن نے چار جانب سے گھیر لیا اور ہر طرف سے غرق کرنا شروع کیا اب کسی طرف بھاگ کر بھی جا نہین
سکتے لشکر مین اک تہلکہ ہوا تمام فوج سمٹی ہوئی گرد بارگاہ چلی آئی ہے صاحبقران غل شکر بارگاہ سے باہر آئے دیکھا کہ
دریا مانند سمندر کے جوش مارتا ہوا چلا آتا ہے امیر اشقر پر سوار ہوئے بارگاہ کو بار کرانا شروع کیا آمادہ مرگ مہیاے قضا
ہوئے ایک دوسرے سے وصیت کرنے لگا عجب عالم یاس ہے کوئی توقع بچنے کی نہین ہے کہ اوپر سے آتش زنی و سنگ اندازی
ہو رہی ہے نیچے سے دریا ڈبو رہے ہین یا ربا کا غل ہے کوئی قرآن سر پر رکھے ہوئے واسطہ محمدؐ و آل محمدؐ کا دے رہا ہے
کہ پروردگار خیر سے اس بلا کو دفع کر محل مین اک محشر برپا ہے عورتین بال کھولے ہوئے دعائین کر رہی ہین منتین مان رہی
ہین اسوقت عمرو نے قریب امیر کے آکر گلیم اتاری اور کہا کہ یا صاحبقران جلد اسم اعظم پڑھیے یہ ابر و دریا سحر کے معلوم
ہوتے ہین اسی وقت امیر نے اسم اعظم پڑھکر ابر و دریا کی طرف دم کیا وہ ابر و دریا ساکت ہو گئے پڑھنا انکا موقوف ہوا
امیر نے بار دگر اسم پڑھکر پھونکا کہ ابر ہی لکہ ہو کر بھر گئے اور دریا دہی نالے ہو کر اپنی جگہ پر چلے آئے فرعون نے دیکھا
کہ ابر دریا پھر آئے اور لشکر حمزہ کو ضرر نہ پہونچا بختیارک سے کہا کہ یہ دریا کیونکر پھر آئے جہان مین نے بھیجا ہے یہ خالی
کبھی نہین پھرے کام کو سرانجام دے کر آئے یہ اتفاق نیا ہے کہ ابر و دریا دونون پھر آئے بختیارک نے کہا کہ یا خداوند یہ ابر
و دریا سحر کے معلوم ہوتے ہین اور حمزہ مالک اسم اعظم ہے اسنے باطل السحر پڑھکر پھونکا ہوگا یہ ابر و دریا پھر آئے جبتک
اسم اعظم حمزہ بندہ نہوگا یہ ابر و دریا لشکر حمزہ کا کچھ نہ کر سکینگے فرعون نے کہا اے بختیارک اسم اعظم کی بھی تدبیر ہو جائگی
اس اثنا مین شام ہوئی فرعون پوشیدہ طور سے بوقت شب کنارے دریاے قلزم کے آیا اور اسی لب جو ترے پر جسپر گلدار
درخت ہے کھڑا ہوا اور پکارا کہ اے دستگیر فرعون شاہ و اے باعث خداوندی اے یاور غریبان اب یہ دست گرفتہ تیرا نہایت
ذلیل ہوتا ہے ان خدا پرستون نے بہت سر اٹھایا ہے بس یکایک دریا متلاطم ہوا اور ساحر ششمش اسمین سے نکلا کہا کیا ہے
فرعون نے سلام کیا اور سارا حال بیان کیا کہ ابر و دریا جو کبھی خالی نہ پھرے تھے وہ بے نیل مقصود واپس آئے سنا ہے
کہ حمزہ مالک باطل السحر ہے جبتک اسکا اسم اعظم نہ بند ہوگا ابر و دریا بیکار ہین ساحر ششمش نے کہا کہ اے فرعون مین نے
تجھسے کہا تھا کہ ابھی خدا پرستون سے سامنا نہ کرنا جبتک ایام نحس میرے برطرف ہون عیش و عشرت مین بسر کر
تو نے نہ مانا کیون ابر و دریا لشکر حمزہ پر بھیجے جو بے اعتبار ہوا مین حصار طلسم باندھ آیا تھا تو چکا اسمین ہشیار رہتا تو سے
اپنا زور خدائی کا جتلانے کے واسطے ابر و دریا کو بھیجا آخر ذلیل ہوا اور مین ناچار ہون دو مہینے سات دن ابھی باقی
ہین کہ اسمین مین دم نہین مار سکتا سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھ نہین سکتا زمین پر قدم نہین جمتے مجھے کسی طرح کی
توقع نہ رکھنا بعد ان دو مہینے کے جو کچھ تو کہیگا وہ کرونگا فرعون پانون پر گر پڑا کہ آپ دستگیری نہ کرینگے تو بہت ذلیل ہونگا

اُس وقت ساحر شمشش نے دریا کی طرف دیکھکر آواز دی کہ ای خنقار جادو یہان آ دیکھا کہ دریا سے ایک مچھلی تڑپکر
باہر آئی اور صورت انسانی اُسنے پیدا کی کہ رنگ سیاہ نہایت مہیب صورت دست بستہ سامنے شمشش جادو کے کھڑی
ہوئی اور یہ ساحرہ معتقد شمشش جادو کی اُس سے کہا کہ ای خنقار جادو تم فرعون کی مدد کو جاؤ اور حمزہ کا اسم اعظم بند
کر کے مددگار فرعون کی رہو اُسنے کہا بہت خوب فرعون سے کہا کہ آپ چلیے مین اپنا انتظام کر کے آتی ہون اور
ساحر شمشش مع خنقار جادو دریا مین چلا گیا فرعون وہان سے اپنے مکان مین آیا کچھ دیر بیٹھا ہو گا کہ آواز رعد کے
گرجنے کی آئی اور شعلہ آتش چمکا کہ تمام درباری آنکھین جھپکا گئین اب جو آنکھ کھلی تو فرعون کو نہ پایا سب متحیر تھے کہ یہ
کیا ماجرا ہے کوئی کہتا تھا کہ خداوند اپنی قدرت کی نیرنگیان دکھلاتے ہین کہ نظرون سے غائب ہو جاتے ہین لیکن وہ شعلہ
جو چمکا تھا خنقار جادو آئی تھی اور فرعون کو دربار سے علیحدہ لے آئی اور کہا کہ اگر یہی غفلت ہے تو خوب خدائی کیجئے گا مجھکو
آپ بلا لائے اور خود دربار مین بیٹھے میرے آنے کی خبر مشہور ہو جائیگی تو عیار حمزہ کے فکر کرینگے اب اسباب سحر منگائیے کہ مین
اسم اعظم حمزہ کا بند کر کے یہان سے بیابان موسیقار کو چلی جاؤن کہ وہ مقام میرے شوہر موسیقار جادو نے طلسم بند کر دیا ہے
وہان پرندہ پر نہین مار سکتا فرعون نے اُسی وقت اسباب سحر اُس سے پوچھکر سب منگوا دیا اب اُسنے کہا کہ آپ دربار مین
جائیے مین اپنا کام کرون اور ایک پنجہ سحر کے ہاتھ فرعون کو بھیجدیا یہان دربار مین سب متحیر بیٹھے تھے کہ وہی شعلہ چمکا
آنکھین ہر شخص کی جھپکین اب جو دیکھا تو فرعون اپنے تخت پر موجود ہے سب نے سجدہ کیا اور پوچھا کہ یا خداوند اسوقت کیا
مصلحت تھی کہ آپ نظرون سے ہمسبکی پوشیدہ ہو گئے تھے فرعون نے کہا کہ مجھے کارخانے اپنی خدائی کے درست کرنا منظور
تھے اسلیے گیا تھا ہر کس سمجھ گیا کہ کوئی ساحر آ کر لیگیا تھا اسطرف خنقار جادو نے خون خوک سے چوکہ دیا اور آپ تنہائی مین
بیٹھکر کچھ پڑھنا شروع کیا ایک پتلا موم کا بنا کر اُسکے منھ پر سوئیان مارین ایک آدھ سوئی دل مین چبھوئی پھر اُس پتلے کو
اچاری مین بند کیا ایک کوزہ اسکو اسیر دھا تک کے موم سے درازین برابر کر دین اور اٹھکر نہائی اور ایک رقعہ فرعون کو لکھا
جسکا یہ مضمون تھا کہ اب جسطرح جی چاہے حمزہ کو قتل کرو اسم اعظم مین نے بند کر لیا اور مین یہان رہونگی تو مجھکو کھٹکا عیار روان
کا ہے اب مین بیابان موسیقار مین جا کر قلعہ الماس گون مین رہونگی بلا راستے مین ہفت در کہ ہے آتشبار جادو
دریابار جادو کو بھی ہوشیار کرتی جاؤنگی اور روئی کا پہل لیکر اسپر کچھ اسم سحر دم کیا کہ وہ صورت ایک کبوتر سفید کی بنا منقار
مین اُسکی نامہ دیا اور کہا کہ ای طائر سحر یہ نامہ فرعون شاہ کو دے آ اور خود طرف ہفت در کے روانہ ہوئی ادھر فرعون
دربار مین بیٹھا ہوا خدائیان بگھار رہا تھا کہ ایک کبوتر سفید رنگ آیا اور نامے کو گود مین اُسکی ڈالکر غائب ہو گیا
فرعون شاہ نے نامہ پڑھا اور حکم دیا کہ ابھی طبل قہاری بجے کل سب خدا پرستون کو غارت کیا ہو گا تو نام اپنا خداوند
فرعون شاہ رکھا یا ہو گا ہرکارون نے خبر امیر کو پہونچائی کہ تمام لشکر مین فرعون شاہ کے شہرہ ہے کہ اسم اعظم امیر کا بند ہو گیا
امیر نے برائے امتحان جو اسم اعظم یاد کیا بالکل فراموش تھا واسطے تسلی کے کہدیا کہ وہ جھک مارتا ہے جھوٹ کہتا ہے خواجہ
عمرو نے اشارے سے پوچھا کہ حمزہ کیا سچ ہے امیر نے کنایۃً فرمایا کہ بالکل فراموش ہے عمرو نے کہا حمزہ مین نے روز اول کہا تھا کہ
فرعونیہ مین بلائین ہین امیر نے فرمایا کہ خواجہ انتقام ہمارا یہین مقدر تھا عمرو نے رو کر کہا حمزہ مین مجبور ہون کہ عقل میری
کام نہین کرتی امیر نے ایک رقعہ پانچ ہزار اشرفیون کا لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو کوئی اس بلا کو دفع کرے یہ اسکا ہے عمرو نے
رقعہ کو اُٹھا لیا اور کہا جاتا ہون جانبازی کرونگا آگے جو مرضی خدا کی یا امیر موت زیست سب کے ساتھ ہے امیدوار ہون میرے
جرم عفو فرمائے امیر نے فرمایا کہ خواجہ اگر خوف جان ہے تو نہ جاؤ مرگ انبوہ جشنے دارد عمرو بولا یہان بھی تو موت کا سامنا ہے اس
ہاتھ پاؤن ہلا کر مرنا بہتر ہے یہ کہکر چلا تھا کہ ایک ابر نظر آیا اور بجلی چمکی کہ آنکھین جھپک گئین اور ایک پنجہ پیدا ہوا اور کمر عمرو کی

پکڑ کر اٹھا لیگیا اور سوے آسمان روانہ ہوا عمرو پکارا کہ حمزہ مین کہتا نہ تھا کہ دشمن میری فکر مین لگے ہوئے ہین خیر اگر زندہ بچے تو پھر تجھکو آکر دیکھا نہین تو ملک الموت کے پنجے مین تو مین ہی امیر جب تک تعین اٹھین کہ یکایک عمرو کو لیے جاتی ہی کہ عمرو نظر سے غائب ہوگیا امیر عمرو کے لیے رونے لگے اور سب سردار ملکہ تمام لشکر عمرو کے واسطے متاسف ہوا امیر تو بیہوش ہوگئے کہ جیسے کوسا سنا موت کا بندھا ہوا ہو عمرو سے امید تھی وہ یون گیا جالاک نے کہا کہ بھی جاکر خواجہ کی تلاش کرو عرض کیا کہ مجھکو خود فکر ہو یہ کہکر روانہ ہوا

اب چند قصے داستان پہونچنا عمرو کا ملکہ ناہید قمر طلعت کے پاس اور جانا ہفت درے مین اور مارنا ختقار جادو آتشبار جادو و دریا بار جادو کا اور اسم اعظم یاد دلانا صاحبقران کو بیان کیے جاتے ہین

لیکن عمرو کو جو پنجہ وہان سے لیکے چلا عمرو پکارا یا العزیز اگر تو مجھے کھانے کو لیے جاتا ہی تو بدن مین میرے گوشت نہین ہی فقط ہڈ یان ہین وہ بھی تلخ کیونکہ مین افیون بہت پیتا ہون اور اگر قتل کرنے کو لیے جاتا ہی تو مجھ بیگناہ کو کیون قتل کریگا مین آج تک کبھی کو مارا نہین ناحق مجھے لیے جاتا ہی اسے جو قاتل ہین ساحرون کے انھین پکڑ مین عمرو نہین ہون بلکہ عمرو نے مجھے اپنی شکل بنا دیا ہی اپنی حفاظت کے لیے ہر چند چلایا پکارا لیکن کچھ آواز نہ آئی ہوا کی گرہ مین پہنچکر بیہوش ہوگیا بعد چندے جو آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک باغ بہشت آئین مین دیکھا کہ درخت سرسبز و شاداب ہین میوہ تر و تازہ انمین لگا ہوا ہی مرغان چمن خوش الحانیان کر رہے ہین نہر بیچ مین جوش مار رہی ہی ایک طرف مسند پر ایک ماہ کامل دبارہ دری مین جلوہ گر دیکھا غور جو کیا تو پہچانا کہ یہ خواہر دینی ملکہ ناہید قمر طلعت ہی واسطے اسکے سلام کیا دونون ہاتھون سے بلائین لین اور لاکر مسند پر بٹھایا کہا بھیا لعو زمانے کا سفید ہوگیا ہی کہ تم دیار فرنگ مین آئے اور کبھی مجھسے ملاقات بھی نہ کی عمرو نے کہا کہ ہمشیرہ یہ ناحق کا شکوہ ہی مجھکو کیا معلوم تھا کہ تمھارا مکان یہان ہی کس سے پوچھتا کون بتاتا شکوہ مین کرتا تو بجا تھا کہ کبھی تمنے مجھکو بلایا نہین تمھین اختیار تھا اور اب بلایا بھی تو ایسا بیخبر کہ قریب تھا کہ مارے دہشت کے ہلاک ہوجاؤن کوئی اسطرح بیخبر بلاتا ہی اور وہ بلانیوالا کہان ہی ملکہ نے کہا کہ میرا کوہ شمس جادو وہ لایا ہی کہا کہ وہ کہان ہی مین اسکی صورت تو دیکھون ملکہ نے شمس جادو کو بلایا عمرو نے دیکھا کہ مرد پیر با ریش سفید ہی کا سینہ ورکا ماتھے پر عمرو نے بہت شکوہ اس سے کیا کہ میان راہ مین تمنے ہمسے کچھ نہ کہا اسنے کہا کہ وہان موقع نہ تھا کہ مین آپ سے کہتا اب عمرو نے ناہید سے کہا کہ بہن عجب وقت مصیبت مین تمنے ہمین بلایا کہ تمام لشکر کا خاتمہ ہی اسنے کہا کیونکر عمرو نے پکارا فرعون نے طبل قہاری بجوایا ہی کل ابر و دریا لشکر اسلام کو غارت کریگے اسوقت مین بلوانا ناحق تھا اگر بلوایا ہی تو مدد کرو اور تم بہن سے تو آشنا ہین ابھی تمھین کہلا جادو طاوس جادو برق جادو وغیرہ نے کیسی کیسی مدد کی ناہید نے کہا بھیا جو مجھسے ہو سکیگا ہرگز اسمین کوتاہی نہ کرونگی خواجہ جو کچھ کہو وہ مین سر آنکھون سے بجالاؤن عمرو بولا کہ ہمشیرہ تم جاکر اسم اعظم حمزہ بند کرنے کا حال تو فرعون سے دریافت کرو کہ کس نے بند کیا ہی اور وہ کہان ہی ناہید بولی مین بھی جاتی ہون اور پوشاک نفیس پہنکر عطر ملکر خوب بناؤ سنگار کرکے فرعون کے پاس دلنہ ہوئی فرعون دربار خدائی مین بیٹھا تھا کہ ناہید کے آنے کی خبر سنکر بدحواس اندر محل کے آیا ناہید نے اٹھکر سلام کیا فرعون نے خلوت کی اور ناہید سے پوچھا کہ ملکہ آج تم بعد مدت آئی ہو خیر تو ہی ناہید بولی کہ مین نہایت متردد و متفکر آئی ہون حقیقت تو یہی کہ یہ سب خوبی تمھارے باعث ہی سنا ہی مین نے کہ ابر و دریا لشکر حمزہ پر گئے تھے حمزہ نے انھین پھیر دیا اب معاملہ لڑائی کا کیونکر ہوگا فرعون نے ہنسکر کہا کہ ملکہ یہ امر جو تمنے کہا سچ ہی مگر اب مین نے اسم اعظم حمزہ کا بند کروالیا ہی کل سب خدا پرستون کا استیصال ہو جائیگا کہا کہ مجھکو یقین نہین ہی کس نے اسم اعظم حمزہ بند کیا فرعون نے کہا ای ملکہ مین مفصل نہین بیان کرسکتا کہ در و دیوار ہم گوش دارند ناہید نے برہم ہوکر کہا کہ تم مجھسے چھپاتے ہو معلوم ہوا کہ مین تمھاری دوست نہین ہون خیر پھر دشمن کا پاس بیٹھنا ناحق ہی یہ کہا اٹھی فرعون ناہید کو بہت چاہتا ہی سنتے ہی

لگایا اور سب حال جانا ساحر شمش کے پاس اور وہاں سے خنقار جادو کا لانا اسم اعظم بند کروانا اور جانا خنقار جادو کا
ہفت درے میں سب بیان کیا ناہید نے کہا کہ اب مجھے تسلی ہوئی اب آپ جائیے دربار میں میں بھی جاتی ہوں یہ کہکر
اُٹھ کھڑی ہوئی عمرو کے پاس آئی تمام حال بیان کیا عمرو بولا ای ہمشیرہ جہاں یہ تمنے کیا ہے مجھکو ہفت درے میں بھی پہونچا دو
ناہید نے کہا اچھا اور شمش جادو کو بلا کر کہا کہ تو کاجی خواجہ کو ہفت درے میں پہونچا دو اُسنے کہا کہ ملکہ مجھے عذر نہیں لیکن کسی نے
دیکھ لیا تو میں مارا جاؤنگا اور تم بدنام ہوگی کہ وہاں کا ایک ایک پتا ایک ایک بوٹا سحر سے بھرا ہوا ہے ملکہ نے کہا کہ تو کاجی جرجیہ سو سو
خواجہ کو وہاں پہونچا دو شمش جادو نے عمرو سے کہا کہ خواجہ میں تمہیں ہفت درے میں پہونچا کر پھر نہ ٹھہرونگا فوراً چلا آؤنگا عمرو
نے کہا بس اتنا ہی میں چاہتا ہوں کہا تو آؤ لیچلوں عمرو نے ناہید سے کہا کہ ہمشیرہ اگر پھر میں تمہارے پاس آنا چاہوں تو کیونکر
آؤں شمس جادو نے ایک تعویذ عمرو کو دیا کہ اسے اپنے پاس رکھو جب کبھی چاہو کہ ملکہ ناہید کے پاس آؤ تو اس تعویذ کو
دانت تلے دابنا اسی وقت میں تمہیں اُٹھا لے آؤنگا غرض عمرو ناہید سے رخصت ہوا اور شمس جادو اپنی پشت پر سوار
کر کے لیکر روانہ ہوا سامنے ہفت درے کے لاکر اُتارا اور کہا کہ خواجہ جب تم ساحروں کو مارو گے تو پھر کسی کے لیجانے کی ضرورت
نہوگی طلسم برطرف ہو جائیگا لشکر اسلام سامنے معلوم ہونے لگیگا یہ کہکر شمش جادو چلا گیا عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوئے
اندر ہفت درے کے داخل ہوا دیکھا کہ سب زمین آئینہ کی ہے فرسنگ در فرسنگ تک زمین میں آئینے نصب معلوم ہوتے
ہیں اور ایک طرف کوہ زمرد اور دوسری طرف کوہ آئینہ ہے اور اس میدان میں ایک درخت ہے کہ پتا اسکے سبز اور پھل
مانند چہرۂ پریزاد کے ہیں گویا تمام درخت پر پریزادیں بیٹھی ہیں اور نیچے درخت کے فرش بہت تکلف کا بچھا ہے دو ساحرہ بیٹھی ہیں
ایک سفید پوش ہے دوسری سرخ پوش عمرو دیکھتا تھا کہ ان دونوں نے آواز دی کہ ای خنقار جادو ای بیمروت کہاں جاتی ہے
وہ بولی تمہارے ہی پاس آتی ہوں عمرو نے دیکھا کہ شیشہ اسکے پاس ہے دونوں نے پوچھا کہ ہمشیرہ اس شیشہ میں کیا ہے
کہا کہ تم جس سے مجبور تھیں حمزہ کا کچھ کر نسکتی تھیں وہ اسمیں بند ہے یعنے اسم اعظم حمزہ کا ان دونوں نے خوش ہوکے
کہا کہ ہمشیرہ بڑا کام کیا تمنے نہیں تو ہم سے کچھ نہو سکتا خنقار جادو نے کہا کہ اب میں بیابان موسیقار کو جاتی ہوں قلعہ
الماس گون میں حفاظت سے رکھونگی تمنے بھی اطلاع کو نکل آئی تھی کہ ذرا یہ دن ساحروں پر سخت ہیں ہوشیار رہنا انھوں نے
کہا ہمشیرہ یہ مقام بھی تو طلسم بند ہے یہاں کون آسکتا ہے اور بعد مدت آئی ہو چلی جانا جلدی کیا ہے ایک دم جام شراب کا
تو پیو خنقار جادو نے کہا جو خوشی تمہاری القصہ خنقار جادو بھی آکر شریک صحبت ہوئی اور شراب خواری کرنے لگی عمرو نے
اپنے دل میں کہا کہ جلد کسی تدبیر سے انکو مارنا چاہیے اور مقدم مارنا خنقار جادو کا ہے کیونکہ یہ اگر نکلگئی تو اسم اعظم بند رہیگا
غواص عقل کو بحر بے پایان فکر میں غوطہ زن کیا دو گھڑی بعد گوہر مطلب اسکے ہاتھ لگا ایک طفل ماہ طلعت کی صورت
بنا کر سن کوئی پندرہ برس کا عین شباب بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے زنجیریں لوہے کی کمر میں بندھی ہوئیں حرکات دیوانوں
کے کرتا ہوا کبھی پتھر کو پتھر سے ٹکراتا تھا اور کبھی تنکے منہ میں چباتا تھا کبھی ہنستا تھا کبھی روتا تھا کبھی گاتا تھا کبھی ناچتا تھا
حلقے طلائی ہاتھ پانوں میں اور زنجیر طلائی گلے میں پڑی ہوئی ان تینوں نے جو ایسے جوان کو دیکھا شیفتہ و فریفتہ ہوئیں
چاندرات تھی عکس ماہ و ستارہ آئینہ میں جا بجا جلوہ نما تھا اور یہ دیوانہ صورت اپنی آئینہ میں دیکھکر کبھی پتھر مارتا تھا کبھی
گھونسوں سے مارتا تھا جب چوٹ ہاتھ میں لگتی تھی تو منہ سے پھونکنے لگتا تھا غرضکہ دیوانگی کی حرکتیں کرتا ہوا انکے برابر
جو آیا تو بیٹھ گیا شراب گلابی سے انڈیل کر بے تکلف پی لی ان تینوں نے آپس میں کہا کہ ایک تو دیوانہ تھا دوسرے شراب پی
اب دیکھیے کیا ہوگا اور دیوانہ ہر ایک کو نگاہ محبت سے دیکھتا ہے ہر ایک دل میں کہتی ہے کہ دیوانہ مجھکو پیار کرتا ہے مگر دیوانہ یکبار
اُٹھ کھڑا ہوا اور قلقاریاں مارتا ہوا صحرا کیطرف بھاگا ان تینوں نے کہا سچ ہے کہ دیوانے کی بھی کسی بات کا اعتبار نہیں ہے کمبخت چلا گیا

اور غائب ہو گیا بعد لمحہ بھر کے دیکھا کہ پھر دیوانہ چلا آتا ہے پھولونکا گلدستہ ہاتھ میں ہے کچھ پھول ناک میں ٹھنسے ہوئے ہیں اور کچھ کان میں آتے آتے وہین آیا جہان یہ تینون مریداِبلیس تھیں بیٹھ گیا پھول بانٹنے لگا خبب خنقار جادو کو پھول دیتا ہے تو آتشبار جادو و دریابار جادو یہ شعر پڑھتی ہیں شعر گل پھینکے ہے غیرون کی طرف بلکہ ثمر بھی ہے اوخانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی ہے غرضکہ دیوانے نے پھول بانٹ کے اُس شیشے کی شراب اُس شیشے میں اُس شیشے کی شراب اُس شیشے میں کرنا شروع کی اور نمک سرکاری بھی ملایا اور خنقار جادو سے لپٹا اور چھاتی پر آنکی چڑھ بیٹھا منھ کھولکر شراب اسکے منھ مین انڈیل دی دریابار جادو و آتشبار جادو کو رشک ہوا لیکن دیوانہ خنقار جادو کو چھوڑکر آتشبار جادو و دریابار جادو سے لپٹا انھین بھی باری باری بہت سی شراب پلائی بعد اسکے پھر آتشبار جادو سے لپٹ گیا کہ مین تجپر عاشق ہون یہ کہکر سینے پر ہاتھ ڈالدیا ادھر سے چھوڑکر دریابار جادو کی انگیا لے لی خنقار جادو کی گردن میں باہین ڈالدین اب دیوانہ کی یہ کیفیت ہے کہ ہر ایک سے گریبان گیر رہا ہے یکایک سبکو چھوڑکر اٹھ کے بھاگا یہ تینون جادوگرنیان اٹھکر دوڑین کہ اسے روکین کہان جاتا ہے مگر بیہوش ہو کر گرین عمرو نے بڑھکر خنجر تینون کو چلتے تو برابر شانا بعد اسکے ایک ہی ہاتھ مین سبکا کام تمام کیا شیشہ باطل السحر کا توڑ ڈالا گرا اسکے مرتے ہی آندھی چلی آتشباری ہوئی برف باری ہوئی آوازین آئین کہ کشتی مرا نام مین آتشبار جادو و دریابار جادو و خنقار جادو بود اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ وہ کوہ ہے نہ زمین آئینہ کی ہے صحرائے پرآشوب ہے تمام زمین لرجیان ہو کر اُڑ گئی وہ دشت نابود ہو گیا عمرو نے تمام مال و اسباب لیا ہاتھ لگ کر کے بھی آتارے لشکر اسلام کا راستہ لیا تھوڑی دور آیا تھا کہ لشکر اسلام دکھائی دیا صبح ہو چکی تھی دوڑا ہوا امیر کے سامنے آگر گرا اور کہا حمزہ مجھسے کچھ نہیں ہو سکتا بھاگ آیا نہیں تو بلا مین پھنستا ایک تو خود امیر متردد بیٹھے تھے دوسرے عمرو کو جو بدحواس آتے دیکھا فرمایا کہ کیا ہوا کچھ حال تو کہو عمرو نے کہا اسم اعظم تو یاد کیجیے امیر نے جو خیال کیا خوب یاد تھا عمرو کو گلے سے لگایا بہت خوش ہوئے عمرو نے جاسوسون سے کہا کہ خبر ملک فرعونیہ کی لاؤ فرعون صبح کو بارادہ قتل لشکر اسلام اٹھا تھا وزیرون سے کہا کہ جا کر ابر و دریا سے کہو کہ لشکر اسلام کا کام تمام کرین مستور وزیر جو فرعون کے پاس سے دربار خدائی مین آیا دیکھا کہ ابر تو آسمان پر نہین ہے مگر روئی کے پہل کے پہل فیلولون پر پڑے ہین اور وہ جو دریا تھے وہ نالیان خشک پڑی ہین بیک بوند باقی انمین نہین ہے آکر حال فرعون سے بیان کیا فرعون نے سنتے ہی تاج پر سے دے مارا اور دو ساحر کہ ہمیشہ خدمت فرعون مین کاروبار ضروری کے لیے حاضر رہتا تھا اُس سے کہا کہ جا کر ہفت دریے کی خبر لا وہ گیا دیکھا کہ تینون جادوگرنیون کے مرنے پڑے ہین اور لاشین برہنہ ہین کپڑے تک نہین اور صحرا کہ دور تھا اب قریب معلوم ہوتا ہے تینون لاشون کو اٹھا کر فرعون کے پاس لایا اُسے تو ہم یہین چھوڑتے

اب چند کلمے داستان آنا قندیل جادو و شکیل جادو بیٹیون کا خنقار جادو کے بیابان موسیقار سے اور مارے جانا بیان کیے جاتے ہین

اب حال گذارش کیا جاتا ہے خنقار جادو کا جسوقت پہ مری تو قلعہ الماس گون کہ اسکے سحر سے بیابان موسیقار مین بنا ہوا تھا نیست و نابود ہو گیا اور جسکے یہ ساحرہ خدمت مین ساحر شمشش کے آئی تھی دو بیٹیان اسکی کہ نام ایک کا شکیل جادو دوسری کا نام قندیل جادو تھا اپنے شوہر پہلے موسیقار جادو کے سپرد کر آئی تھی وہ انھین سحر تعلیم کیا کرتا تھا ایک روز موسیقار جادو بیٹھا ہوا سحر کی دونون بیٹیون کو تعلیم کر رہا تھا کہ یکایک تڑاقے کی آواز بلند ہوئی اور قلعہ الماس گون نظرون سے غائب ہو گیا موسیقار جادو گھبرا گیا اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر دستک دی کہ ایک جانور پیدا ہوا اُس سے پوچھا کہ حال خنقار جادو کا بیان کر اُسنے تمام کیفیت اول سے آخر تک فتحیاب ہونا فرعونیہ پر امیر کشورگیر کا اور اسم اعظم سنکر نا خنقار جادو کا اور مارے جانا عمرو کے ہاتھ سے بیان کیا موسیقار جادو نے دونون بیٹیون سے کہا کہ ہم نمکخوار قدیم ہین خداوند فرعون شاہ کے ہمان نے تمھاری حق غلامی ادا کیا ہمکو بھی لازم ہے کہ ایسے وقت مین چلکر خداوند کا ساتھ دین یہ سنکر یہ دونون بیٹے شکیل جادو و قندیل جادو بہت روئین بین کر کے کہا کہ

یا وا جان ہمکو بھی بعد والدہ صاحبہ کے زندگی دشوار ہی ہم ابھی دربند فرعونیہ پر جاتے ہین اور اُنکے قاتلون کو مارکر سوگ منائینگے
موسیقار جادو نے کہا کہ بشیا وہ جگہ نہایت خوف کی ہے اور تم ابھی نادان ہو اگر کچھ نو عذر ہوئی تو مین کہین کا نہ رہونگا یہ دونون مجلس مین
اور کہا کہ ہم ضرور جائینگے جبتک مادر مہربان کے قاتلون کو نہ مارینگے ہمکو قرار نہ آئیگا اور اگر آپ ہمین نہ جانے دیجیے گا تو ہم اپنے گلے کاٹکر
مر جائینگے اور خنجر کھینچکر گلون پر رکھ لیے موسیقار جادو ناچار ہوا اور کہا کہ اچھا تم چلو آج کے تیسرے روز مین جاؤنگا یہ کہکر
شکیل جادو سے کہا کہ میرے قریب آؤ وہ پاس آئی موسیقار جادو نے ایک پتلی آتش کے رنگ کی بنائی اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر ہاتھ
مین شکیل جادو کے نشتر دیا اور خون لیکر اُس پتلی پر چھینٹا مارا کہ وہ اُٹھ بیٹھی اور سات چکر گرد شکیل جادو کے مارکر گود مین موسیقار
جادو کے آبیٹھی اور موسیقار جادو جو کچھ سوال کرتا تھا اُسکا جواب دیتی تھی بعد اُسکے قندیل جادو کو قریب بلایا اور کچھ اسم سحر کا
پڑھکر اگیاری دی جب وہ آگ روشن ہوئی تو اسپر چھینٹا پانی کا دیا کہ لو نکلنا موقوف ہوگئی دھوان ہونے لگا قندیل جادو سے
کہا کہ اسے پھونک دو اور آپ کچھ پڑھنے لگا قندیل جادو نے پھونکا آگمین سے لو اُٹھی موسیقار جادو نے اُس سے ایک چراغ روشن
کیا اور اُن دونون کو رخصت کیا اور بروقت چلنے کے کہدیا کہ عیارون سے ذرا ہوشیار رہنا اور تین دن تم میدانداری کرو جو تیسرے روز
تو مین ابھی جاؤنگا یہ دونون سلام کرکے طاؤس ہاے سحر پر بیٹھکے روانہ ہوئین اب حال سنیے دربار فرعون کا کہ خنقار جادو
کے مرنے سے نہایت ملول کمال غمگین متردد و متفکر بیٹھا ہوا تھا کہ کیا تدبیر کرون کہ یکایک بجلی چمکی اور ایک ابر محیط نظر آیا اُسمین سے
دو جادوگرنیان طاؤس سحر پر سوار دربار فرعون مین آئین فرعون کو سجدہ کیا اور کہا کہ یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے کل
ہم ان خدا پرستون سے سامنا کرینگے اور عوض اپنی مادر مہربان کے خون کا لینگے اور کچھ اسباب سحر طلب کیا اور کہا کہ ہم اپنے مقام
کو جاتے ہین آپ طبل جنگ بجوائیے فرعون نے اُسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر
خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے بعد دعا و ثناے بادشاہی بجا لانے کے عرض کی کہ فرعون نے طبل جنگ بجوایا ہے اور
دو جادوگرنیان آئی ہین وہ مقابلہ کرینگی فرمایا خداے ما بزرگ ست ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و جاے امید باقی طبل جنگی بجے
اُسی وقت نقارہ پر چوب پڑی سب اپنی اپنی تیاری مین مصروف ہوئے دربار برخاست ہوا سردارون نے اپنے اپنے خیمون مین
جاکے آرام کیا لیکن حال گذارش کیا جاتا ہے شکیل جادو اور قندیل جادو کا کہ انھون نے باہم یہ مشورہ کیا کہ ایک دن کی
میدانداری ہم کرین اور دوسرے دن کی تم یہ صلاح کرکے میدان جنگ مین آکر دست راست کیجانب قریب دو کوس کے فاصلے پر
قندیل جادو نے قلعہ بلورین نزد سحر تیار کیا اور دست چپ کی طرف شکیل جادو نے قلعہ زمردین سحر سے بنایا لیکن آج کی
میدانداری چونکہ قندیل جادو کے ہاتھ تھی اُسنے خون خوک سے چوکا دیا اور ایک نیل کنٹھ کو جھکایا بعد اُسکے کچھ آتش کے دانے
پڑھکر مارے کہ وہ بولتا ہوا اُڑگیا ادھر امیر اپنی بارگاہ کو دربار سے جاتے تھے عمرو کہہ رہا تھا کہ حمزہ اسم اعظم سے نہ غافل ہونا
کل ساحرون سے سامنا ہی ایسا نہو کہ وہ اسم اعظم بند کرلین امیر نے فرمایا مجھے یاد ہے یہ کہکر پڑھنا شروع کیا جب پڑھ چکے تو دیکھا کہ
ایک نیل کنٹھ سر پر چکر مار رہا ہے لیکن نیل کنٹھ سات چکر لگا کے اڑتا ہوا قلعہ بلورین کو چلا گیا قندیل جادو انتظار مین بیٹھی تھی کہ وہ
جانور بولتا ہوا آکر اُسکے ہاتھ پر بیٹھ گیا بس قندیل جادو نے منقار اُسکی پکڑ کر سوزن دیدی اور ایک پنجرے مین بند کرکے لٹکا دیا تمام
رات بھر نقارہ بجا صبح کو فرعون گنبد مینائی پر مع لقا اور بختیارک و بعض سرداران نامی آکر بیٹھا ادھر سے لشکر اسلام
صف آرا ہوا بادشاہ اسلام تخت پر سوار امیر چالیس قدم لشکر سے آگے برتبہ صاحبقرانی کھڑے ہوئے تھے کہ یکایک جانب
دست راست سے کچھ قندیلین اُڑتی ہوئی بالاے ہوا نظر آئین آگے آگے ایک قندیل بزرگ اُسمین ایک زن جمیلہ بیٹھی ہوئی اور
قندیلین خالی اُسکے ساتھ قریب گنبد مینائی کے آکر فرعون کو سلام کرکے میدان مین ایک نیزہ بلند بالاے ہوا قندیل بزرگ
قائم ہوئی اور قندیلین اُسکے سر پر سایہ فگن تھین کہ اُسنے آواز دی اے خدا پرستو وہ شخص میرے مقابلے کو سر میدان آئے کہ جسنے

میری مادر مہربان یعنی ملکہ خنقار پردہ کو مارا ہی یہ سنتے ہی عمرو تو میدان سے پیچھے ہٹے پھر اُسنے آواز دی کہ اگر وہ نہیں کیا تو کوئی
اور ہی نکلے یہ سُننا تھا کہ الاگرد فرنگی سردار شاہزادہ رومی مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت شاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان
چاہی فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہو ور جام کر عفریت عنایت ہوا الاگرد سلام کرکے جام پی کر بارد گر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین
آیا پکارا کہ ای عورت تو کیا مردون سے مقابلہ کرو گی اسنے ایک قندیل کی طرف انگلی سے اشارہ کیا کہ فوراً وہ قندیل زمین پر گری
اور تتق گرد بلند ہوا اُسمین سے ایک سوار نیزہ بکف سلاح جنگ سے آراستہ و پیراستہ پیدا ہوا اور سامنے الاگرد کے آکر پکارا کہ
مجھسے مقابلہ کرو اور نیزہ مارا الاگرد نے نیزے کو نیزے پر رد کا نیزہ بازی ہونے لگی گھوڑون کی گشت سے تتق گرد اسقدر بلند ہوا کہ دونو
چھپ گئے بعد ایک ساعت کے دیکھا کہ مرکب الاگرد کا خالی ہو اور اسی طرح قندیل بلند ہوئی لیکن قندیل مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ دھوان
بھرا ہوا ہی یہ ماجرا دیکھکر سارے لشکر کو حیرت ہوئی لیکن آلاگرد کو تاب نہ رہی بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا تیر کمان مین
جوڑ کر مارا لیکن تیر قریب قندیل کے ہو کر جھکگیا اور اسی طرح قندیل سے سوار پیدا ہوا کہ ہاتھ مین سوار کے کمند تھی ہالاگرد پر پھینکی اور
جھٹکا دیا کہ ہالاگرد زمین پر آیا گرد اُڑی اور اسی گرد مین قندیل بلند ہو کر سر پر قندیل جادو کے قائم ہوئی لیکن جو قندیل سردار کو
اسیر کر لیجاتی ہی اسمین یہ معلوم ہوتا ہو کہ دھوان بھرا ہوا ہی یہانتک پہر بھر مین کل سردار علمشاہ کے پکڑ گئے یہ دیکھکر شاہزادہ
علمشاہ رومی کو تاب ضبط باقی نہ رہی اور بغیر اجازت لیے ہمین سے تیغہ کیتان فرنگی کھینچکر دوڑے کہ او کجھ غضب کیا تو نے کہ
سب سردار میرے پکڑ لیے ابھی اُسنے قندیل کی طرف اشارہ نہیں کیا تھا کہ علمشاہ نے قریب جا کر کمند مار کر جھٹکا دیا لیکن
قندیل جادو کہ قندیل سحر مین ہو بند کمند سے مثل شعلہ آتش کے نکلگئی اور کمند علمشاہ کی جلگئی اب اسنے انگلی سے اشارہ کیا
کہ وہ اسی طرح قندیل زمین پر گری اور گرد اُڑی گرد سے ایک سوار گرز گران سر اُٹھائے پیدا ہوا اور علمشاہ پر گرز مارا شاہزادے نے
بجلدی تمام گرز کو گرز پر رد کا تڑاقے کی آواز بلند ہوئی ایک شعلہ تھا کہ جانب فلک چلا گیا مرکب علمشاہ کا زمین مین کسی قدر
دھنسا یا تتق گرد بلند ہوا اب جو دیکھا تو اسی طرح گرد سے قندیل بلند ہوئی کہ دھوان اسمین بھرا ہوا تھا جب گرد بر طرف ہوئی
تو مرکب علمشاہ کا خالی تھا تمام رومی و فرنگی یہ حال دیکھکر بیتاب ہوے گریبان چاک کیے خاک سرون پر ڈالی امیر نے
نعرہ کوہ شگاف کیا شاہزادہ بدیع الزمان نامور گریبان پھاڑتا ہوا تیغہ کھینچے ہوئے میدان مین آیا قریب نہ پہونچا تھا کہ قندیل
زمین پر گری سوار پیدا ہوا تلوار چلنے لگی گھوڑون کی گشت سے غبار اُٹھا جب دونون سوار نظر سے غائب ہوگئے اور گرد مین چھپ گئے
اسی طرح قندیل غبار سے بلند ہوئی اور مرکب بدیع الزمان کا خالی نظر آیا اب اختریون نے بھی گریبان پھاڑے اک تلاطم برپا ہوگیا
الغرض شام تک کل بیٹے امیر کے اور اکثر سردار اسیر ہوگئے شام کو طبل بازگشت بجا ہنوز کوئی میدان سے پھرا نہین ہی
لیکن قندیل جادو اپنی قندیلون سمیت بلند ہوتی جاتی ہو اور گنبد بلورین کا رخ کیا ہی کہ آسمان پر سے اک ستارہ چمکا اور
آن واحد مین قریب قندیل جادو کے آیا دیکھا تو اک قندیل ہی کہ یک آئین سے کھڑکی پیدا ہوئی اور سر ایک نازنین
نے نکالا یہ معلوم ہوا کہ برج نور سے آفتاب کا ظہور ہوا شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ٭ جوانی کی راتین مرادون کے دن ٭
نہایت حسین صاحب تمکین کہ قندیل جادو کو سکتہ ہوگیا پوچھا کہ ای مہرو تم کون ہو اور کہان سے آئی ہو اسنے کہا کہ مین تمہاری
محبت کھینچ لائی مجھکو خداوند سامری نے بھیجا ہی کہ قندیل جادو کو گل حیات اسکا دے آؤ کہ اسے نہایت حفاظت سے رکھنا
اور خداوند نے یہ گل حیات تمہارا خود تیار کرکے مجھے دیا ہی تو بھی اسے بہ حفاظت رکھنا یہ کہکر ایک پھول پھینکا قندیل جادو
نے اُسے روکا لیکن بختیارک نے یہ تماشا دیکھکر فرعون سے کہا کہ لیجیے قضا قندیل جادو کی آگئی ہون نہون یہ شکل
ہون جو ساحر زبردست آتا ہی اُسے تو مرشد بہت ہی جلد مار ڈالتے ہین فرعون ہنسا اور کہا کہ ای بختیارک تو کیا بکتا ہی
عمرو آسمان پر سے کیونکر آئیگا کیا وہ سحر بھی جانتا ہی بختیارک کہ رہا ہی کہ وہ ایسا کچھ جانتے ہین کہ سحر کی حقیقت نہین اور اسکے

میدان میں آتے ہی انھیں ٹوکا بھی تھا ادھر تو یہ باتیں ہو رہی ہیں اسطرف قندیل جادو نے ایک پھول ہاتھ میں لیا ہی کہ اُس میں سے
عجب طرح کی خوشبو آتی ہی اور اُسے سونگھنے لگی ہی کہ ایک مرتبہ چھینک مار کر قندیل جادو بیہوش ہوئی اور زمین پر گری
ساتھ ہی وہ قندیل کہ جسمیں وہ نازنین بیٹھی تھی وہ بھی زمین پر گری ہاتھ میں نازنین کے کمند تھی قندیل جادو کو کمند مار کر کھینچ لیا
اور آواز دی کہ باشید ای کفاران بیحیا و نابکاران بیدغا ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد کہ منم مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری
شاہ عیاران عیار پیک طرار خنجر گذار یعنے عمرو بن امیہ نامدار بختیارک تو صلواۃ پڑھنے لگا تا دھنا تا چنے فرعون کو حیرت
ہوئی کہ یہ کون سی عیاری تھی اہل اسلام مع امیر با اکرام و بادشاہ عالی مقام متعجب تھے کہ یہ کیا ماجرا ہی اُدھر عمرو نے قندیل سے
نکلکر قندیل جادو کو ذبح کیا اور آواز دی کہ اسنے کہا تھا کہ سر میدان مقابلہ کرے جسنے خفقار جادو کو مارا ہو سب دیکھیں کہ میں نے
بھی اسے سر میدان مارا ادھر مرنے سے اسکے آندھی سیاہ چلی کہ جتنی قندیلیں تھیں سب گل ہو گئیں آگ برسی خاک اڑی
دیر تک یہی کیفیت رہی بعد کتنی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من قندیل جادو بود اور قلعہ بلورین کا کہیں پتا بھی نہ لگا
یہ دکھائی دیا کہ کچھ ٹکڑے شیشے کے پڑے ہیں لیکن جتنی دیر تک آندھی چلا کی اتنی دیر میں خواجہ صاحب نے سارا انتظام اپنا درست
کر لیا کہ قندیل بھی زنبیل میں رکھ لی گہنا قندیل جادو کا کپڑے ان سب اتار کر داخل زنبیل کیا اور خود ہیئت اصلی میں سر اُس
ساحرہ کا لیے ہوئے خدمت صاحبقرانی میں حاضر ہوئے جب آندھی برطرف ہوئی تو سب سردار بھی عقب میں عمرو کے آئے
امیر نے سب کو گلے سے لگایا عمرو کو بادشاہ نے جدا خلعت دیا امیر نے جدا روپیہ عنایت فرمایا طبل شادمانی بجا ادھر فرعون
نہایت ملول گنبد مینائی سے اتر کر قیلولہ سوم اگر تخت پر بیٹھا کہ ایک کبوتر جنگلی اڑتا ہوا آیا ہاتھ پر فرعون کے بیٹھا گلو کے نیچے لگا
فرعون نے دیکھا کہ گلے میں اسکے نامہ بندھا ہوا ہی کھولکر پڑھا لکھا تھا کہ یا خداوند معلوم ہوا ہمیں کہ آپ بڑے عادل ہیں
دوست دشمن کو ایک نگاہ سے دیکھتے ہیں اب اس عدالت کو رہنے دیجیے اور انتظام اپنی خدائی کا درست کیجیے زور ان
خدا پرستوں کا توڑیے دیکھیے کہ انھوں نے کیسے کیسے ظلم کیے ہیں یہانتک کہ بہن میری قندیل جادو تو ماری گئی لیکن آپ
طبل جنگی بجوائیں کل میں مقابلہ کرونگی اور عوض اپنی ماں اور بہن کے خون کا لونگی یہ دیکھکر فرعون نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
نقارہ ندمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گونجی ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے یہاں دربار جمع ہی بادشاہ
تخت پر جلوہ افروز ہیں امیر کشور گیر دنگل شوکت پر متمکن ہیں سب سردار جمع ہیں تعریفیں عمرو کی ہو رہی ہیں جملہ سرداروں نے
حسب توفیق عمرو کو دیا ہی بادشاہ نے پوچھا کہ خواجہ یہ قندیل کیسی تھی امیر نے پوچھا کہ کیا کوئی منتر اچھر کسی زوجہ سے اپنی
یاد کر لیا تھا ملکہ جادو نے بتا دیا تھا یا طاؤس جادو سے حاصل کیا تھا خواجہ کچھ کہو تو عمرو نے کہا کہ حمزہ جب یہ ساحرہ میدان
میں آئی تو آپ کو یاد ہوگا کہ اسنے مجھ پر طعن کی تھی کہ جسنے میری ماں کو مارا ہو سر میدان مجھ سے مقابلہ کرے میں اُسوقت مصلحت سے
ٹل گیا فکر کر رہا تھا کہ کیا کروں قریب شام میں نے سندھی حضرت داؤد علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کی نکالی اور معجزہ طلب کیا
کہ وہ بصورت قندیل ہو گئی جسوقت یہ میدان داری کر کے چلی ہیں سے قبر میدان عیاری کر کے اسے مارا بادشاہ و صاحبقراں
نے عمرو کی فطرت کی بہت تعریف کی یکایک جوڑی ہرکاروں کی پسینے میں غرق گرد میں اٹی ہوئی پاس آئی اور بعد دعا و سلام
بادشاہی کے دست بستہ عرض کیا کہ طبل جنگی لشکر فرعون میں بجا ہی اور کل بہن قندیل جادو کی شکیل جادو مقابلہ کریگی
فرمایا کچھ پروا نہیں یہاں بھی بفضل ایزدی بجے طبل جنگی بموجب حکم کوس حربی نوازش ہیں کیا دونوں لشکروں میں تیاری
ہونے لگی بادشاہ نے دربار برخاست کیا سردار اپنے اپنے خیموں میں آئے غرضکہ رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی اور ستارہ
سحری فلک پر چمکا لشکر اسلام سے آواز اذان بلند ہوئی فوج کفار میں ناقوس پھکنے لگے بت پرستی ہونے لگی غرضکہ سب اپنے
اپنے فرائض دین سے فراغت کر کے میدان کارزار میں آئے فرعون مع لقا بختیارک چند سرداروں کے گنبد مینائی پر آ کر بیٹھا

ادھر صاحبقران اور شاہ اسلام میدان میں آئے بعد صف آرائی کے نقیب نقیبی کرنے لگے تھے کہ دیکھا ایک تخت دست چپ
کی طرف سے بالائے ہوا اُڑتا ہوا میدان میں چلا آتا ہے اور اُسپر نازنین مہر تمکین بصد تزئین جلوہ افروز ہے کہ نور جمال سے تمام
صحرا روشن ہو گیا ہے ایک مرتبہ اُسنے آواز دی کہ اے خدا پرستو بڑے بڑے ظلم کیے تمنے کہ خداوند کو ستایا گھر کے گھر ساحروں کے
برباد کر دیے لیکن کہاں جاؤگے قہر خداوندی سے بچکر جسے تمنائے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے ادھر سے پہلوان عادی
کہ جب یہ آئی ہے اسیر عاشق ہو چکے ہیں سامنے تخت بادشاہی کے آئے مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ خدا تمھارا
نگہبان ہے عادی میدان میں آیا اور پکارا کہ اے یار جانی وائے محبوب جاں ودلی تمھاری محبت ہمیں کھینچ لائی ہے ہم لڑنے نہیں آئے
ہیں اُسوقت اُس نازنین نے کہا کہ اگر تو میرا عاشق ہے تو میرے پاس رہیگا کیوں گھبراتا ہے اور ایک گولہ فولادی جھولی سے
نکالکر کچھ اسم سحر دم کر کے زمین پر مارا کہ آواز تڑاقے کی آئی اور تتق گرد وغبار بلند ہوا بعد ایک گھڑی کے وہ گرد بر طرف ہوئی
دیکھا کہ ایک عمارت تیار ہے کہ جسمین ہزارہا دروازے ہیں اور سب بند ہیں اب شکیل جادو نے ایک لٹ اپنے بالوں کی
توڑی اور اُسمین سے دو بال کچھ اسم سحر کا پڑھکر پھینکے کہ وہ زمین پر گرکے شکلین عادی کی باندھکر قریب اُس عمارت کے
کھینچ لیگئے اور اُسکا ایک دروازہ کھلا عادی اُسمین چلا گیا اب وہ دروازہ بند ہو گیا مختیارک نے دیکھکر کہا تربیت تو اچھی ہے
بشرطیکہ مرشد یا مرشدزادے انکو چھوڑیں غرضکہ دن بھر میں اُسنے ساتھ ستر سردار اسیر کیے اور اب تخت اُڑا کر اُسی طرح قلعہ
زمردی میں کہ اُسنے سحر سے میدان میں اپنی حفاظت کے لیے تیار کیا ہے اُسمین چلی گئی دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے
فرعون تقدیر میں لکھا تھا ہوا گنبد مینائی سے اُترا امیر نہایت ملول بکمال پریشان داخل بارگاہ ہوئے عیاروں پر تاکید کی کہ جلد
اُسکی تدبیر کرو سب عیار اُسی وقت اپنی اپنی فکر میں منتشر ہوئے لیکن عمرو کو آج امیر اپنے پاس سے جدا نہیں کرتے
خواجہ زادوں نے بھی منع کر دیا ہے کہ اس رات عمرو کہیں نہ جائیں کہ ابر سخت ہے ادھر یہ ساحرہ یعنی شکیل جادو قلعے میں کالی
بیٹھی ہوئی شب ماہ کی کیفیت دیکھ رہی تھی کہ یکایک جانب صحرا سے ایک گرد کا اُٹھا اُسکو شکیل جادو غور سے دیکھنے لگی کہ یہ کیا
ماجرا ہے دیکھا کہ وہ گرد قریب آئی اور اُسمیں سے ایک گائے پیدا ہوئی اگر بھاگی ہوئی چلی آتی ہے گلے میں اُسکے گھنٹی پڑی ہوئی ہے
ماتھے پر ایک تختی سونے کی لگی ہوئی غور سے دیکھا تو اُسمیں لکھا ہوا کہ گائے ساحری ہے دیکھکر شکیل جادو بہت خوش ہوئی اور سوچی کہ
اسے پکڑ کر پالنا چاہیے یہ سوچ کر گنبد سے نیچے آئی اور قریب اُس گائے کے پہونچی لیکن وہ گائے منھ اُٹھائے چاروں طرف گھبرائی ہوئی
دیکھ رہی ہے کہ دوسری گرد اُڑی دیکھا شکیل جادو نے ایک شیر دکارتا ہوا تعاقب میں اُس گائے کے آتا ہے شکیل جادو بھی سمجھی کہ
یہ اُسی کے خوف سے بھاگی آتی ہے جلدی سے ایک ترنج کچھ پڑھکر پھینکا کہ ایک دیوار درمیان میں شیر کے حائل ہوئی شکیل جادو
نے گائے کے پاس آکے ہاتھ پشت پر پھیرا وہ گائے اسے اپنے حال پر شفیق پاکے منھ پاؤں پر ملنے لگی اور اُس گائے نے گھنڈیاں اپنے
پیٹ کی کھولیں اور سر پانگوں میں ڈالکر شکیل جادو کو الٹ دیا اور نعرہ کیا منم چالاک بن عمرو کھال گائے کی تو اتارجل
کی طرح الگ جا پڑی ہے چالاک نے تیغ عیاری مارکر شکیل جادو کا سر جدا ہو گیا ایک تزلزل ہوئے اگر زمین لرزی آتشباری
برف باری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ شکیل مرا نام میرا شکیل جادو بود چالاک نے دیکھا کہ گنبد زمردین نیست و نابود ہے
چالاک نے گہنا اُسکا اُتارا اسباب مال و اسباب لیکر راہی ہوا اور وہ شیر جو اسکے تعاقب میں آیا تھا وہ ایک شاگرد اُسکا تھا کہ اسے
شیر کی شکل بناکر دھوکا دینے کو لایا تھا ادھر امیر بارگاہ شاہی میں نہایت متردد بیٹھے تھے کہ دیکھا ہوائے تند چلی امیر سمجھے
کہ آندھی آتی ہے یکایک جتنے سردار امیر کے اسیر سحر ہوئے تھے سب یکبارگی بارگاہ میں گھس آئے امیر متحیر ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے
عمرو نے کہا کہ حمزہ مقام حیرت نہیں کسی عیار نے اُس جادوگرنی کو مارا ہوگا سنو امیر پوچھنے نہ پائے تھے کہ ان سرداروں نے اپنے اپنے
دنگلوں پر بیٹھکر کہا کہ یا امیر یکایک ہماری آنکھیں جھپک گئیں اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو اُس قید میں نہ پایا دیکھا کہ میدان میں

کھڑے ہوئے ہین ہم بخوف و خطر چلے ہوئے کہ اسی اثنا مین چالاک بن عمرو سر شکیل جادو کا لیے ہوئے پہونچا امیر نہایت خوش
ہوئے چالاک کو خلعت دیا عمرو اس سے بہت جلے کہ اسکو خلعت ملا ریے بلے مگر مجھے کچھ نہین دیا لیکن سردارون نے سر
شکیل جادو کا دیکھا متعجب ہوئے اور کہا کہ یہ شاید بزور سحر حسین بنکر آئی تھی اسلیے کہ اب تو اسکی وہ شکل نہین ہے سیاہ رنگت
ناک چپٹی دانت بڑے بڑے آنکھین چندھی ہین امیر نے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے یہان تو نقارہ شادمانی بجا لیکن فرعون
جو بلیت کے دربار مین آیا بیٹھا شراب پینے لگا نشۂ شراب مین حکم دیا کہ طبل قہاری بجے کل سب خدا پرستون کو ہاتھ سے شکیل جادو
کے قتل کراؤنگا بختیارک نے سمجھا کہ قضا شکیل جادو کی آگئی اب مرشد جلد تدبیر کرینگے یہان نقارہ بج رہا ہے کہ یکایک جوڑی
ہرکارون کی آئی بدو عادے کر عرض کیا لشکر حمزہ مین طبل شادمانی بج رہا ہے اور گنبد زمرد مین غائب ہے اور وہ عمارت جو بیچ
میدان مین تھی نہین نظر آتی سب سردار بارگاہ مین پہونچ گئے کہ دوسری جوڑی ہرکارون کی آئی اور عرض کیا کہ چالاک
بن عمرو نے شکیل جادو کو مارا بختیارک نے صلواۃ پڑھی اور کہا کہ مرشدزادے کیا کم ہین ایسے دلیون کو تو یہی دیکھ بھال لیتے ہین
فرعون دل مین پشیمان بیٹھا ہے کہ مین نے ناحق نقارۂ قہاری بجوایا اب کل دربھی خفت ہوگی یہ اسی سوچ مین حیران پریشان ہے

اب چند کلمے داستان آنا موسیقار جادو کا بیابان موسیقار سے اور دو روز تک میدانداری کرنا اور تباہی لشکر اسلام کی بعد اسکے مارا جانا ہاتھ سے تہتر قران کے

لیکن موسیقار جادو نے جب اپنی دونون بیٹیون کو رخصت کر دیا آپ سحر تیار کرنے مین مصروف ہوا ایک چبوترہ بلور کا
بنایا اسپر ایک چراغدان رکھا اور چراغ حیات قندیل جادو کا رکھکر برابر اسکے چوکی زمرد کی بنا کر اسپر وہ پتلی جو شکیل جادو کی
زندگی کی مخبر تھی اُسے بٹھایا تھا ایک روز گذرا تھا شام قریب تھی کہ موسیقار جادو نے دیکھا کہ جھونکا ہوا کا آیا اور چراغ گل ہوگیا
پتلی نے سر پیٹ لیا اور پکاری کہ ہاے بہن قندیل جادو تجھے عمرو نے مار ڈالا موسیقار جادو سحر تیار کر رہا تھا یہ ماجرا
دیکھکر رونے لگا سمجھا کہ قندیل جادو کا بھی خاتمہ ہوا اب اُسنے یہ ارادہ کیا کہ کل ہی یہان سے چل ایسا نہو کہ شکیل جادو
پر بھی کچھ گذر جاے دوسرے روز سامان اپنے چلنے کا درست کر کے دو گھڑی رات گئے منقل آتشین اپنے سامنے رکھکر کچھ پڑھکر
کالے تل اسمین جلائے کہ دھوان اُسکا اُٹھکر سر پر اُسکے قائم ہوا کہ یکایک وہ پتلی بھی جلکر خاک ہوگئی موسیقار جادو نے
گریبان چاک کیا دستار سر سے پھینک دی بہت رویا پیٹا معلوم ہوا کہ شکیل جادو بھی ماری گئی لیکن خود لوٹ پوٹ کر
ایک جانور کی شکل بنکر اُس دھوین مین پوشیدہ ہو کر طرف ملک فرعونیہ کے راہی ہوا فرعون بعد مرنے شکیل جادو کے تردد
بیٹھا تھا ارادہ کر رہا تھا کہ کسی کو ساحر شمشش کے پاس بھیجون کہ یکایک آواز صاعقہ کی آئی ہوا مین تیزی پیدا ہوئی دیکھا کہ
ایک ٹکڑا ابر نیچا ہوتا چلا آتا ہے جب وہ ابر بہت نیچا ہوگیا تو ایک جانور مہیب فیل پیکر اُسمین سے نکلکر سامنے فرعون شاہ کے
آکر بیٹھا کہ منقار مین اسکی ہزار ہا سوراخ تھے اور اُنمین سے آواز ساز کی پیدا تھی پس وہ جانور زمین پر لوٹ گیا اور شکل انسانی اُسنے
پیدا کی فرعون نے دیکھا کہ ایک ساحر مہیب صورت ہے کہ بال قینچ قینچ چھوٹے ہوے منھ پر بھبوت ملا ہوا آنکھون سے
آنسو جاری گویا غم مین کسی کے مبہوت ہو رہا ہے فرعون نے پوچھا کہ نام تمہارا کیا ہے اُسنے عرض کیا کہ بندہ سامری ہون نام میرا
موسیقار جادو ہے زوجہ میری خنقار جادو حضور پر نور پر نثار ہوئی دونون بیٹیون کو اپنی مین نے آپکی مدد کو بھیجا تھا وہ بھی
ہاتھ سے عیارون کے ماری گئین یا خداوند آپ پریشان نہون کل مین ان سب کو سر میدان اسیر کرونگا اور تین روز مین کل
خدا پرستون کا استیصال کرونگا بختیارک نے کہا اے موسیقار جادو اگر یہی ارادہ ہے تو رات کو شہر مین رہنا کہ گرد شہر کے
خداوند ساحران لیے شمشش جادو نے طلسم باندھ دیا ہے کہ یہان کوئی نہین آسکتا اگر اسکے باہر رہوگے تو دغا اُٹھاؤگے
تمہاری دونون بیٹیون نے بھی حصار قائم کیا تھا لیکن وہ ناداں تھین حصار سے باہر نکل کر ماری گئین تم خبردار یہان سے

باہر نہ جانا موسیقار جادو نے کہا ملک جی ایسا ہی ہوگا فرعون شاہ جیسے بے ایا ہو بھول گیا ہو کہتا ہو کہ او بندگان مین دیدید قدرت مرا مین نے اسی کے خیال سے طبل تمہاری بجوایا تھا شکیل جادو کی تو عمر مین نے اتنی ہی لکھدی تھی غرضکہ موسیقار جادو نے کچھ اسباب سحر فرعون سے طلب کیا اور قریب اُس تالاب کے جسمین پانی مشکش نے چھڑکوا دیا تھا جاکر خون خوک سے چوکھ دے کر ایک نالی کھودی بطور گنڈے کے اور اُسمین کچھ چنگاریان آگ کی ڈالدین بیچ مین اُسکے بیٹھکر کچھ ٹکڑے شیشے کے ڈالدیے اور کچھ سحر پڑھا کہ آن واحد مین ایک گنبد تیار ہوا کہ راستہ اُسمین جانے کا نہ معلوم ہوتا تھا گرد خندق کے آگ روشن تھی اور وہ گنبد غن غن گھوم رہا تھا اور آواز ساز کی اُس سے پیدا تھی ادھر امیر بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ موسیقار جادو فرعون کی مدد کو آیا ہے فرمایا کچھ پروا نہین لیکن عمرو نے کہا کہ حمزہ مین نے بار بار عرض کیا تھا کہ فرعونیہ مین بہت بلا مین پیچ ہے نہ مانا یہان جان ہم سبکی لینے آیا امیر نے فرمایا خواجہ اگر تم مرنے سے ڈرتے ہو تو بھی چلے جاؤ ہمپر جو گذریگی بھگتینگے عمرو نے کہا کہ مین اپنے مرنے سے نہین ڈرتا ہون مجھے تو خداوند کریم سے وعدہ ہو چکا ہے کہ جب مین تجھ سے موت مانگونگا تو مرونگا مین نے ابھی ایک مرتبہ بھی اُس بُری چیز کا نام نہین لیا خیال تیرا اور سب لشکر کا ہے کہ بعد تیرے مجھے بھی خدا سے موت مانگنا پڑیگی امیر نے فرمایا خواجہ اگر قضا ہے تو جہان ہونگے نہ بچینگے اور موت نہین ہے تو اس موسیقار حرامزادے کی کیا حقیقت ہے سر میدان مارینگے غرضکہ دربار برخاست ہوا سردار اپنے اپنے خیمون مین آکر سو رہے رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے فرعون گنبد مینائی پر آکر بیٹھا امیر مع بادشاہ اسلام و سرداران عالیمقام میدان جدال و قتال مین آکر کھڑے ہوئے کہ دیکھا امیر نے شہر فرعونیہ کیطرف سے ایک آندھی سیاہ اٹھی ہوا تند چلنے لگی اور ایک جانور مہیب بشکل موسیقار نیل پیکر اُڑتا ہوا آیا کہ اُسکے پرون کی ہوا سے تمام صحرا مین آندھی کی کیفیت تھی وہ جانور زمین پر گر کر لوٹا اور شکل انسانی پیدا کرکے بیچ میدان مین کھڑا ہوا اب دیکھا امیر نے کہ لشکر فرعون سے کچھ لوگ نکلے کہ ہاتھ مین کسی کے ڈھولک کسی پاس رباب تھا کسی پاس چنگ کوئی پایلیان جل ترنگ کی لیے ہوے غرض سو آدمی کے قریب ساز لیے ہوئے آئے اور گرد اُس ساحر کے تھیلکو بجا بجا کے گانے لگے امیر یہ تماشا دیکھکر نہایت متحیر ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے کیا آج ان لوگون سے لڑنا پڑیگا دیکھیے فلک کیا دکھاتا ہے لیکن اُس جادوگر نے ایک تخم عجیب نکالکر زمین پر ڈالا اور کچھ سحر پڑھکے پانی پلایا کہ اُسی وقت اکھوا پھوٹا اور آن واحد مین ایک درخت بنکر تیار ہوا اور اُسمین سے ہزارہا شاخین پیدا ہوئین اور ہر ہر شاخ ہزار ہزار گز بڑھ گئی اور ہزار ہزار جانور کوچک بشکل موسیقار ایک ایک شاخ پر بیٹھے نظر آئے اور اُنکے چہکنے مین صدائے ساز کا انداز تھا اور ایک جانور بزرگ چوٹی پر ہر شاخ کی بیٹھا ہوا تھا وہ اپنے مقام سے اُڑا اور سر پر صاحبقران کے تین چکر کرکے پھر اُسی درخت پر جا بیٹھا سارے لشکر نے اُسے تیر مارے لیکن جو تیر قریب اُسکے گیا جلکر خاک ہو گیا عمرو نے کہا کہ حمزہ اسم اعظم تیرا بند ہو گیا امیر نے یاد جو کیا بالکل فراموش تھا بس رنگ رو متغیر ہو گیا اور فرمایا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون عمرو بھی رونے لگا لیکن جسوقت یہ درخت بنکر تیار ہوا وہ گویے لشکر فرعون مین چلے گئے اب موسیقار جادو نے زیر درخت کھڑے ہو کر پکارا کہ جسے تمنائے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے پہلے ایک دہ سردار بادشاہ سے اجازت لیکر بارادۂ جنگ گیا لیکن صدائے ساز مین ایسا محو ہوا کہ تصویر کی طرح زیر درخت کھڑا ہو رہا بعد تھوڑی دیر کے صدا ساز کی اسقدر پھیلی اور ایسا اثر ہر ایک شخص کے دل پر کیا کہ بغیر اجازت دس دس بیس بیس سردار گھوڑے اٹھائے ہوئے چلے گئے جو زیر درخت گیا تصویر کی ہنگیا نہ ہاتھ پاؤن مین طاقت معلوم ہوتی تھی نہ ہوش و حواس بجا تھے یہانتک کہ اب یہ حال ہوا کہ رسالے کے رسالے چلے جاتے ہین امیر کشورگیر بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہین بادشاہ کانون مین انگلیان دیے ہوئے ہین کہ صدائے ساز اثر نہ کرے اسم اعظم بھول کے سبب سے بیچے ہوئے ہین سردارون مین صرف کرب ولاور باقی رہگئے ہین اور ایک دہ سردار کہ جنکے کانون مین انگلیان

دے لی ہیں وہ بجا ہوا ہو شام تک لفضن لشکر سے بھی زیادہ زیر درخت جاکر اور صورت تصویر گل بنکر رہگیا شام کو طبل بازگشت
بجا دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے امیر نہایت اُداس کمال پریشان پھر کر داخل بارگاہ ہشامی ہوئے عمرو نے تاکید کی کہ
کچھ تدبیر کرو عمرو کہہ رہا تھا کہ یا امیر میری عقل نہیں کام کرتی کہ کیا کروں کیا دکروں دوسرے یہ کہ یہ ساحر حصار ششش میں رہتا
ہے دن کو آسمان پر سے آتا ہے میں کیا کروں کہ صدا طبل جنگ کی آئی عمرو نے کہا امیر لشکر کفار میں طبل جنگ بجا ہے فرمایا ہمارے
یہاں بھی کوس حربی نوازش ہیں ہوئے عمرو بھی تدبیر کے لیے نکلگیا رات بھر عیاروں نے کوشش کی حصار ششش کے اندر
نہ جاسکے ملک جوگیا پلٹ کر چلا آیا سب امیر سحر موسیقار جادو ہوئے کر زمانہ شبکا برطرف ہوگیا عمرو ناچار واپس آیا صبح کو
دونوں لشکر میدان میں آئے امیر بادشاہ اسلام خیموں سے برآمد ہوئے راستہ میدان کارزار کا لیا ادھر فرعون
گنبد مینائی پر آکر بیٹھا بعد از آنکی صفوف قتال و جدال نقیب نقیب نے کرچلے گئے تھے کہ وہی ہوا تند چلی اور موسیقار
جادو بشکل موسیقار ملک فرعونیہ سے اڑتا ہوا آیا زیر درخت لوٹ لگا کر بہئیت اصلی ظاہر ہوا اور مجازاً غائب کیا اودھر
[illegible] ہوگیا وہ زیر درخت سکتے میں رہگیا اور موسیقار جادو نے ایک قسم کا باجا اپنی جھولی سے نکالا اور بجانا شروع کیا کہ اسکی
آواز سے صداے ساز کو ترقی ہوئی اور ہر طرف پھیلنے لگی آخر کو کل لشکر امیر کا لشکر زیر درخت پہونچ گیا کر بے لادمی مسحور ہوکر
زیر درخت چلا گیا شام کو امیر بادشاہ اسلام عمرو مقبل قران سوا انکے کوئی عیار بھی باقی نہ رہا غرضکہ طبل بازگشت بجا
موسیقار جادو نے کہا کہ خیر آج تو حمزہ بچگیا لیکن کل کہاں جائیگا یہ کہکر اُسنے دستک دی کہ جتنے جانور درخت پر بیٹھے تھے وہ
اپنے اپنے مقام سے اڑے اور جنگل سے منقاروں میں اور پنجوں میں لکڑیاں خشک اٹھا اٹھا کر لانے لگے اور گرد درخت کے
جمع کرنے لگے موسیقار جادو پلٹا فرعون گنبد مینائی سے نیچے اُترا اور دربار میں آیا ہر ایک سے کہتا تھا کہ دیکھا تمنے کہ حمزہ کا لشکر
ایک بندہ خاص نے میرے کیونکر اسیر کیا کل ان سب خدا پرستوں کو اسکے ہاتھ سے اپنے غضب خداوندی میں گرفتار
کروایا ہوگا اور آتش قہر سے نہ جلوایا ہوگا تو نام اپنا خداوند فرعون شاہ نہ پایا ہوگا لیکن بختیارک نے فرعون سے کہا کہ
یا خداوند موسیقار جادو سے کہلا بھیجے کہ آج اس حصار سے باہر نہ نکلے کیونکہ جتنے لڑنا چاہیے ابھی وہی باقی ہیں یعنی رستم کل
ابھی تک اسیر نہیں ہوئے فرعون نے اسیوقت ایک عیار کے ہاتھ نامہ بھیجا کہ آج کی شب اور کل کے دن حصار سے باہر نہ نکلنا
نہیں بیٹھے بیٹھے سحر کرنا یہ عیار اسیوقت روانہ ہوا زیر گنبد پہونچکر آواز دی کہ اے موسیقار جادو خداوند فرعون شاہ نے تجھے
کہلا بھیجا ہے دیکھا اک ترلیقی کی آواز بلند ہوئی گنبد سے کھڑکی پیدا ہوئی اسمیں سے ایک جادوگر نے نکالا اسنے کہا کہ یہ نامہ مجھے
موسیقار جادو نے دستک دی ایک کبوتر پیدا ہوا ہاتھ پر اس عیار نے تیز رو سبک رفتار نے آکر بیٹھا گو بجنے لگا تیز رو نے نامہ
نکالکر ہاتھ پر رکھا کبوتر منقار میں پاکر اڑگیا جاکر موسیقار جادو کو دیدیا اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ خبردار آج کی شب کل کا دن
حصار سے باہر نہ نکلنا جو کرنا ہو یہیں بیٹھے بیٹھے سحر سے کام لینا اُسنے جواب نامے کا لکھدیا کہ ایسا ہی ہوگا یہ عیار وہاں سے چلا لیکن رات
اندھیری تھی راستہ بھولکر قریب جھنڈوں کے چلا گیا بیہوش ہوکر الٹا لٹک گیا وہاں اسکے آنے میں دیر جو ہوئی فرعون نے ہماے دوندہ
سے کہا کہ کیا سبب جو تیز رو سبک رفتار ابھی تک جواب لیکر نہیں آیا ہماے دوندہ نے ایک اور عیار روانہ کیا لیکن یہ جو چلا ہے
تو وہ بھی ہاتھ میں انکے فتیلہ عیاری روشن ہے اسے تو ہمیں چھوڑے الحال گذارش کیا جاتا ہے صاحبقران با اقبال کا کہ میدان
جنگ سے جو چلے ہیں دیکھتے ہیں کہ نہ کوئی سردار ہے نہ فرزند ہے نہ لشکر ہے یہانتک کہ کوئی خدمتگار بھی نہیں نظر آتا بازار لشکر کے اجڑے
پڑے ہیں ہر طرف سناٹا ہو کا عالم خیمہ خالی چھاؤنیاں اجاڑ ہر طرف خاک اڑ رہی ہے بادشاہ مع صاحبقران و عمرو داخل بارگاہ
ہوئے [illegible] ہیں کہ خبر ملک فرعونیہ کی لائے امیر [illegible] پہنچے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوئے امیر نے کہا یا خواجہ
عمر [illegible] کیونکر معلوم ہو کہ حمزہ کا کل خبر دیتی ہے کہ طبل ضرور بجا ہوگا فرمایا یہ تو سچ ہے مگر ہمارے یہاں تو کوئی آتا بھی نہیں

باقی کر نقارہ ہمارے سفر کا بجائے عمرو نے کہا حمزہ روپیہ ہو تو آدمی نوکر ہو سکتے ہین فرمایا بھئی آدمی کہان سے آ نکلے
عرض کیا کہ زمین سے پیدا ہو جائینگے بھوکے مصیبت کے مارے کہان نہین ہین فرمایا کہ اچھا بھئی لکھو تو رقعہ لکھدین عرض کی کہ عجب
امیر نے لاکھ روپے کا رقعہ اپنے ہاتھ سے لکھکر دیا عمرو نے زنبیل سے پتلے فولادی کل کے بنے ہوئے نکالے کہ ہاتھ انکے برابر
چلے جاتے تھے سبکو لیجا کر نقارون کے پاس بٹھا دیا اور ہاتھون مین چوبین باندھ دین کہ ہاتھ انکے اس قاعدے سے
چلتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا نقارچی بجا رہے ہین اب عمرو نے کہا کہ حمزہ تم خبردار رہنا مین اب اپنی فکر مین جاتا ہون امیر
نے فرمایا بھئی خواجہ ذرا ہوشیاری سے کام کرنا اتنے مین مہتر قران حبشی سامنے سے آیا امیر نے فرمایا بھئی تمھین تو خدا نے بچایا
کہان تھے مہتر قران کچھ جواب نہین دیتا جب کئی بار امیر نے پوچھا اور جواب نہ پایا تو اشارے سے پوچھا سمجھے کہ کانون مین
ٹھیپیان سی ہونگی جب تو بچا اور مہتر قران نے واقع مین اسقدر روئی اپنے کانون مین ٹھونس لی تھی کہ کچھ سنائی نہ دیتا تھا جب
اشارہ امیر کا سمجھا دست ادب بستہ عرض کیا کہ مخدرات عصمت کو مین میدان سے دور لیجا کر خیمہ برپا کر آیا ہون کہ وہ سحر سے
محفوظ رہین امیر نے فرمایا ای مہتر قران بڑا کام کیا کیونکہ مہتر قران پہلے ہی سب خواتین کو سوار کرکے لیگیا تھا اور کچھ عیار حفاظت کے
لیے ہمراہ لیتا گیا تھا کہ وہ سب سحر سے محفوظ تھے بعد ازان قران نے عرض کیا کہ حضور کی خواتین نے عرض کر بھیجا ہے کہ اپنا دیدار انکو
دکھا جایے کیونکہ زندگی کا اعتبار نہین ہی ایک مرتبہ آپکو دیکھ تو لین فرمایا مین بادشاہ کو تنہا چھوڑ نہین سکتا عرض کیا کہ ظل الٰہ
بھی تشریف لیچلین فرمایا ای مہتر قران آج ہی رات تک تو بادشاہی اور ہماری صاحبقرانی ہی صبح کو تو خاتمہ ہوا ہی سب
تخت بودیران ہو گر دیگا اور ای قران ہمارا سلام انکو سبکو پہونچا دینا اور اے مہتر پردہ شب مین ان سب دستہ بانستہ کو لیکر
چلے جاو مہتر قران مصلحت سمجھکر سلام کر کے چپکا وہان سے روانہ ہوا عمرو بھی رخصت ہوا دونون ہمراہ چلے عمرو نے قران کو
گلے سے لگایا اور کہا بھئی ناموس سے ہمارے خبردار رہنا ہم جاتے ہین یا تو آج موسیقار جادو مرا اور سے کھا دیا جان
اپنی دی قران نے کہا غلام بھی ہمراہ چلے عمرو نے نہ مانا قران مجبور وہان سے روانہ ہوا قریب اس کوہ کے جا کر جہان
خیمے مخدرات کے تھے اپنے شاگردونکو اپنی طرف سے نائب کرکے حفاظت ناموس کے لیے چھوڑا اور آپ کچھ عیار کچھ سامان
لیکر راہی ہوا لیکن بسبب عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سیدھی راہ چھوڑکر دشت موسیقار کے سایہ سے بچتے ہوے کانون
مین انگلیان دیے ہوئے گلیم عیاری اوڑھے ہوے قریب شہر فرعونیہ کے پہونچے لیکن سوچ رہے ہین کہ جھنڈیون کے اندر کسطرح
جاؤن کہ دیکھا ایک عیار ہاتھ مین فتیلا عیاری روشن کیے کچھ ڈھونڈھ رہا ہی اور ہاتھ مین اسکے ایک آبخورہ ہی کہ پانی اسمین
بھرا ہوا ہی یہ وہی عیار ہی جو ڈھونڈنے تیر روسیہ قیار کو نکلا تھا دیکھا اسنے تیر روانا لشکر ہوا ہی یہ جا کر پانی تالاب سے
اسپر چھڑکنے کو لایا ہی قریب آکر چاہتا ہی کہ چھینٹا پانی منھ پر دے کہ دیکھا اسنے ایک عورت نہایت حسین زیور سے
پاؤن تک بنے ہوے بیٹھی رو رہی ہی بس یہ ہزار جان سے عاشق ہو گیا پہلے اسے ہوشیار نہ کیا بیتابانہ دوڑتا ہوا آیا پوچھا کہ ای
یار جانی وای دوست جاودانی تم کہان یہ صحرای پر ہول کہان اسنے کہا کہ مین غمزدہ کیا حال اپنا بیان کرون مصیبت کی
ماری ہون اپنے شوہر کے ساتھ اپنے میکے سے سسرال جاتی تھی اسنے کہا کہ مین ذرا پیشاب کر لون تم یہین ٹھہرو وہ تھوڑی دیر
ٹھہرا تھا کہ کچھ قزاقون نے آکر اسے مار ڈالا مال اسکا چھین لیا مین یہ دیکھ ایک درخت کی آڑ مین ہوگئی تھی اس سے بچ گئی وہ قزاق مجکو
قتل کرکے چلے گئے کاش مین بھی مرجاتی اور وہ مجھے بھی قتل کر ڈالتے تو اچھا تھا اسنے کہا کہ تم کیون گھبراتی ہو ہمارے ساتھ چلو اپنا سمجھ کر
ہمارے گھر مین رہو جو کچھ ہین میسر ہی آپکے قبول کرو اسنے کہا کہ اچھا مین چلتی ہون تم تو ایسے آگئے جیسے بے مانگے ملا وطن اب تمھین کیسے
چھوڑتی ہون جہان کہو چلون میرا کون پوچھنے والا ہی اس عیار کا دل اسکی باتون پر چلا جاتا ہی ہاتھ پکڑ لیا کہ چل وہ عورت اٹھی کچھ
کچھ کھسک سے گرا دیکھا تو ایک دیا ہی اس عیار نے کہا یہ کیا ہی کہا کہ میرا شوہر سوداگر تھا اسنے ایک لعل ساتھ لا کو دیا تھا وہ ہی

پاس تھا اس سے بچگیا یہ سنتا تھا کہ اسکے منہ مین پانی بھر آیا کہا کہ مین تو دیکھون دل مین کہ رہا ہو کہ سونے کی چڑیا ہاتھ لگی
اس عیار نے وہ ڈبیا اُٹھا کر ایک ہاتھ سے کھولی نہ کھل سکی آبخورہ پانی کا اس عورت کو دیا اسنے پوچھا اسمین پانی کیسا ہو کہا
کہ بغیر اسے جبر کے شہر فرعونیہ مین نہین جاسکتا اب لگواس عورت کے اور ایک قوت حاصل ہوئی لیکن اس عیار نے ڈبیا
کو منھ کے برابر لاکے زور کر کے جو کھولا تو ایک بقہ اُڑا اور وہ عیار چھینک مار کر بیہوش ہوا اس عورت نے نعرہ کیا کہ مین
عمرو بن امیہ ضمری اسی وقت خنجر سے اس عیار کو ذبح کیا مال و اسباب کپڑے تک دخل زنبیل کر لیے آپ اسکی شکل بنکر
پانی اپنے اوپر چھڑک کر جھنڈیون سے گذرے دیکھا کہ ایک عیار اور بیہوش پڑا ہو اسے بھی ذبح کیا کپڑے اسکے اتارنے لگے
دیکھا کہ ایک دو پرچے پگڑی سے اسکی نکلے انھین پڑھا ایک مین تو لکھا تھا کہ اے موسیقار جادو ہوشیار رہنا بختیارک
کی طرف سے لکھا تھا کہ جبتک وہ دزد مکار باریک گردن نہ گرفتار ہوگا لڑائی نہ سر ہوگی عمرو نے دل مین کہا کہ اچھا حرامزادے
کہان جاتا ہو اگر زندگی ہو تو سمجھونگا اور دوسرے مین مرقوم تھا موسیقار جادو کی طرف سے کہ عمرو اور حمزہ کی آج ہی رات کو
تدبیر ہو جائیگی مین سحر سے جبکر جہان ہونگے پکڑ بلاؤنگا عمرو ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اب چلکر اس عیار کی شکل بنکر کچھ تدبیر کرنا
چاہیے کہ ایک پنجہ گرا اور عمرو کو اُٹھا لیگیا عمرو سمجھ گیا کہ قضا آگئی آنکھین بند کرلین بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی اپنے کو
ایک پنجرے مین بند دیکھا سامنے ایک ساحر کو بیٹھے دیکھا لیکن موسیقار جادو نے جب عمرو کو گرفتار کر لیا نامہ فرعون
کو لکھا کہ مین نے عمرو کو پکڑ لیا الغرض صبح ہوئی فرعون گنبد مینائی پر آکر بیٹھا لقا بختیارک اور سردار بھی ہمراہ تھے دیکھا کہ
تمام لشکر امیر کا زیر درخت کل سردار سمیت جمع ہو اور لکڑیان ڈھیر کی ڈھیر لگی ہوئی ہین ابتک جانور لا لا کر لکڑیان جمع کر رہے
ہین امیر کشور گیر اشقر پر سوار بادشاہ عوض تخت کے ابلق گھوڑے پر جلوہ افروز ہین دیکھا ہوا ئے تند چلی اور موسیقار جادو
منقار مین پنجرہ عمرو کا لیے ہوئے آیا درخت مین لٹکا دیا اور پکارا کہ اے عرب کیا تو میرے مقابلے کو نہ آئیگا یہی دعویٰ شجاعت
کا کرتا ہو امیر ان کلمات کے سننے کی کب تاب رکھتے ہین بادشاہ سے عرض کی کہ اب مجکو اجازت ہو یہ کہکر حفظ ہیکل گلے
سے اتار کر بادشاہ اسلام کی گردن مین ڈالدی بس حفظ ہیکل کا گلے سے اُترنا تھا کہ امیر دیوانہ وار دوڑے ہوئے اس درخت کے
قریب آئے کہ درخت سے ایک شاخ جھکی اور کمر مین امیر کے لپٹ گئی امیر بند ہوگئے بادشاہ اسلام نے یہ دیکھکر گریبان پھاڑا
اور بے اختیار ہو کر دوڑے اور کچھ خود بخود ایسا دم بھرایا کہ حفظ ہیکل گلے سے اتار کر پھینک دی کہ اسی طرح دوسری شاخ درخت
کی نیچی ہو کر بازوؤن مین بادشاہ کے لپٹ گئی یہ بھی اسیر ہوئے اب موسیقار جادو نے فرعون سے کہا کہ مین ابھی سب کو
جلائے دیتا ہون یہ کہکر منقل آتشین روشن کی اور بیٹھکر کچھ پڑھنا شروع کیا دیکھا کہ ایک شاخ درخت کی نیچی ہوئی اسپر سے
ایک جانور اُڑ کر اسکے ہاتھ پر آبیٹھا کہ منقار مین اسکی ہزار ہا سوراخ تھے لیکن ایک سوراخ بند تھا اسے بھی موسیقار جادو نے
کھولکر جلدی سے اڑا دیا وہ جاکر شاخ درخت پر بیٹھا اور اس سوراخ سے ایک صدا ایسی پیدا ہوئی کہ جس سے شاخ درخت مین
آگ لگ گئی اب موسیقار جادو جس شاخ سے جانور پکڑ کر چھوڑتا ہو اسمین آگ لگ جاتی ہو جسوقت یہ شاخ آخر کو
جلائیگا اسوقت سحر ختم ہوگا اور ہیزم مین بھی آگ لگے گی یہ مصروف سحر ہو کہ یکایک آواز نقارے کی بلند ہوئی دیکھا کہ جانب
صحرا سے پانچ فیل بزرگ آئینہ ڈنکا ہوتا ہوا اور نوبت خانہ بجتا ہوا پیچھے اسکے ہزار ہا ساحر ہین ایک ساحر قوی الجثہ اژدر پر سوار
کہ اژدر قلابہ آتشین چھوڑ رہا ہو آواز یا سامری یا جمشید کی بلند ہو اور نوبت نقارہ اسقدر بج رہے ہین کہ صدا ئے ساز بالکل
سنائی نہین دیتی فرعون لقا بختیارک سب متحیر تھے کہ یہ کیا ماجرا ہو لیکن اُس ساحر نے آواز دی کہ او موسیقار جادو حرامزادے
مغضوب درگاہ سامری آ تو میرے سامنے دیکھ ابھی تیرا سارا سحر مٹا دونگا تجھکو خاک مین ملا دونگا مین قہار جادو فرستادہ شداد
سامری ہون یہ سننا تھا کہ موسیقار جادو تھرا گیا اسنے دوسری آواز دی کہ آتا ہون یا دہین اُون موسیقار جادو نے دیکھا کہ ساحر

نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے اور فرستادہ سامری کا ہے اس سے ڈرنا چاہیے اگر تو اس سے عاجزی نہ کریگا تو مارا جائیگا جلدی
سے سحر کو ترک کیا اژدر آتش فشان پر خود بھی سوار ہو کر چلا کہ خداوندی مین نے ایسی کونسی خطا کی ہے مین تو آپکے دشمنون کو
قتل کرنے کی کوشش و تدبیر مین مصروف ہون سحر کو ترک کرکے آپکے خوف سے چلا آیا قہار جادو نے کہا حرامزادے حبشی
ششمش جادو نے خداوند سامری کو بھولکر دعوئی خداوندی کا کیا ہے سامری کو بہت برا معلوم ہوا کہ یہ ہمین بھول گیا خود خداوند
بن بیٹھا اسپر ہمین نے ایسے سخت کر دیے کہ یہ اسمین مزوران خداپرستون کے ہاتھ مارا جائیگا اور تو مغضوب خداوندیکا شریک ہوا
محال ہے تیری کہ مسلمانون کو قتل کرے یہ مسلمان غضب ہین خداوند سامری کے یہ سنتا تھا کہ موسیقار جادو نے کہا مین بھی ان سب
مسلمانون کو جلا دونگا لیکن پہلے تیرا تو خاتمہ کرلون ارے تو خداوند ششمش جادو کو برا کہتا ہے یہ کہکر اژدر دوڑایا برابر اژدر قہار جادو کے
لایا قہار جادو نے جب دیکھا کہ یہ سامنے آگیا یہی زد ہے بس قہر و غضب مین آکر ایک ڈنڈا پشت پر اپنے اژدر کے مارا کہ یا تو وہ اژدہا
قلابین تھین چھوڑ رہا تھا یا ایک بگولا گرد کا اس زور سے نکلا کہ موسیقار جادو کو خاک بسر کر دیا بلکہ خاک مین ملانے کی تدبیر کردی
کہ موسیقار جادو چھینک مار کر اپنے اژدہے پر سے قلابازی کھا کر گرا قہار جادو نے نعرہ کیا کہ باش اے کفار بچیا منم
مہتر مہتران صاحب نعرہ گران نظر کردہ علی عمران یعنے مہتر قران اور دوڑ کر نعرہ مارا کارگر ہوا دیکھا کہ یہ کافر رومین تن ہے
تھیلیان بارود کی نکالکر اسپر ڈالین اور دو بیکر حقہ آتشبازی مارا کہ آگ لگ گئی خرمن ہستی اس ملعون کا جلکر خاک ہوا آندھی چلی
زمانہ تیرہ و تار ہو گیا زمین کو زلزلہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نامم موسیقار جادو بود حیف جاندلوبیم
و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی دیکھا تو نہ وہ درخت ہے نہ جانور ہین لاش اس جادوگر کی پڑی ہے لیکن پوست تک
جلگیا ہے کچھ بت سونے چاندی کے پڑے ہین قران نے سب سمیٹ کر اپنے قبضے مین کیے ادھر سارا لشکر مع صاحبقران ہوش
مین آیا امیر میدان سے پھرے لیکن عمرو جو چھوٹا کہ دیکھا کہ لکڑیون کا انبار ہے جال لیاسی مار کر سمیٹ سمیٹ کر سب نذر زنبیل
کرلیں امیر بارگاہ مین داخل ہوئے طبل شادمانی بجا مہتر قران بھی دربار مین آیا امیر نے سات خلعت دیے بادشاہ نے دو
خلعت اور ایک کرور روپیہ عنایت کیا مہتر قران نے سب خواجہ سلامت کے آگے لا کر رکھدیا اور عرض کیا کہ استاد آپ ہی
کی جوتیون کا صدقہ ہے عمرو نے کہا بابا یہ سب مال تمہارے پاس سے تلف ہو جائیگا مین بحفاظت اپنے پاس رکھونگا جب چاہنا
لے لینا یہ کہکر نذر زنبیل کر لیا قران نے وہ بت جو موسیقار جادو کو مار کر پائے تھے پیش کیے کہا ابھی اسکے کپڑے بھی بہت تکلف
کے ہونگے وہ مجھے کیون چھوڑ دیے قران نے کہا وہ رومین تن تھا اس سے مین نے اسے جلا دیا کپڑے بھی جلگئے آپ بہت خفا ہوئے
اور کہا بھئی جو رومین تن ہے اُسے جلاتے نہین ہین یہ کام اناڑیون کا ہے تیغ سے سر کچل دیتے ہین قران سرنگون ہوا اور عرض کیا
کہ بجا ہے آپ استاد ہین مین شاگرد میرے آپکے کچھ فرق ہونا ضرور ہے خواجہ نے بھی قران کو خلعت عطا کیا یعنے ایک کلاہ کاغذ
کی جسمین بنی لگی ہوئی ایک طرہ جھوٹے تارونکا لگا ہوا قران نے سلام کرکے لیکر بطور تبرک اپنے سر پر رکھ لیا امیر نے فرمایا کہ نامومین کا
لے آؤ قران روانہ ہوا لیکن خواجہ عمرو نے حکم دیا کہ جسکو لکڑیان جلانے کی ضرورت ہو مجھسے مول لے اور کہین سے نہ لائے
ورنہ جرمانہ دینا پڑیگا اور ایک طرف ٹھیلیان لگا کر نیلام کر لیا تین ہزار روپیے کی لکڑیان بیچین فی الحال فرعون بے سامان ہو کر
گنبد بینائی سے دربار مین آیا ایک ساحر کو اسکے پاس صرف کار ہائے ضروری کے لیے رہا کرتا ہے پاس ساحر ششمش کے بھیجا جو عرضی کہ لکھی
اور حال مارے جانے ختنقار جادو وغیرہ کا غائب ہونا ابر و دریا کا اور گرفتار مارے جانا قندیل جادو و مشعل جادو کا مع آنا
موسیقار جادو کا اور قتل ہونا اور لکھا تھا کہ اے باعث خداوندی فرعون میرے واسطے ضرور کوشش کیجیے مجھسے غافل نہو جیسے وہ
ساحر عرضی لیکر روانہ ہوا بختیارک خوب ناچا اور فرعون شاہ سے کہا کہ دیکھا آپ نے مین تو کہتا تھا کہ ان خداپرستون کو شکست
عادت ہی نہین ہے یہ جیتی رہیگی نہین معلوم کہان چھپا ہوا تھا یا خداوندان عیارون کے سامنے تو جادوگرون کی کچھ حقیقت ہی نہین ہے

ایسا جھٹ پٹ مارڈالتے ہیں کہ کچھ دیر ہی نہیں لگتی فرعون نے کہا ماماجی یہ خداپرست جائینگے کہاں میرے ہاتھ سے مگر
نقابدار یہ رنگ دیکھکر فرعون کے پاس آئے اور کہا کہ یا خداوند یہ سب لا حاصل تھا ہم تمام لشکر حمزہ کا کام تمام کرینگے
آپ طبل جنگ بجوائیے فرعون پکارا ہمیں نے ستر ہزار برس پیشتر ہی تقدیر کی تھی

داستان لڑائی نقابداروں کی اور عمرو کا نقابدار آئینہ پوش بنکر انکو پکڑنا اور مارنا

راوی کہتا ہی کہ فرعون نے موسیقار جادو کے مرنے سے غضبناک ہوکر حکم کیا کہ طبل جنگ اسی وقت نقارۂ زرین
پر چوب پڑی ہرکاروں نے خبر امیر کو دی امیر خوش وخرم بیٹھے ہیں ناموس سے نکلکر آئے ہیں گویا بار دگر زندگی ہوئی ہر محل
میں منت کے کونڈے ہوئے تھے سبکی چراغی خواجہ صاحب کو ملی ہر اُنھوں نے نذر دی تھی تعریفیں بہتر قران حبشی کی ہو رہی ہیں
یہ وہی خلعت کاغذ کی ٹوپی عطیہ خواجہ عمرو کا پہنے ہوئے تخت زرین پر کھڑے ہیں کہ خبر ہوئی فرعون نے پھر طبل جنگ
بجوایا ہی یہ سنکر فرمایا امیر نے کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی کوس حربی بجے جو کچھ پروردگار عالم ہمارے
حق میں بہتر چاہیگا وہ کریگا اسی وقت طبل سکندری پر چوب پڑی نقارے کی صدا بلند ہوئی تمام لشکر کو خبر ہوئی
ہر ایک اپنی تیاری کرنے لگا چار پہر رات تیاری رہی صبح کو حمزہ صاحبقران بادشاہ اسلام کے ہمراہ مع تمام سرداران کار زار
میں آکر کھڑے ہوئے فرعون آکر گنبد مینائی پر بیٹھا نقابختیارک روشن تاجدار منور وزیر فرعون کا سب آکر پیچھے چاروں
نقابدار اور سب سردار میدان میں آئے مقابل لشکر اسلام آکر کھڑے ہوئے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئیں لیکن
فرعون نے منور وزیر کو واسطے انتظام لشکر کے بھیجا نقیب نہیب دیکر چلے گئے سب سردار نگران تھے کہ دیکھیں کون
نکلتا ہی کہ لشکر فرعون سے عاد زرہ پوش اپنے گینڈے کو اڑا کر سامنے گنبد مینائی کے آیا سجدہ کیا اجازت میدان چاہی
فرعون پکارا کہ جا سپرد کیا اپنے ید قدرت کو تو سب خداپرستوں پر غالب ہوگا عاد زرہ پوش بار دگر گینڈے پر سوار ہوکر
نکلا میدان میں آکر خوب کرگدن کو جولانی دی مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے شاہزادہ زنگبار رفیق کرب نامدار موسوم ثریا زنگی
گھوڑے کو اڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے آکر آداب اسلام کیا رخصت میدان مانگی بادشاہ جمجاہ نے جام کلاہ عنایت
فرمایا اور فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی تمھارا نگہبان ہی ثریا زنگی جام پی کر مرکب پر سوار ہوکر میدان میں آیا مقابل عاد زرہ پوش
آکر نگاورزن ہوا عاد زرہ پوش نے حال پوچھا کہ تو کون ہی ثریا زنگی نے حسب نسب اپنا بیان کیا اُسنے کہا ہی ثریا زنگی
دیکھ تجھے خداوند فرعون شاہ نے کیا ہاتھ پاؤں کیا صورت وشکل کیا قوت وطاقت عطا کی ہی آ سجدہ کر فرعون شاہ
کو میرے ساتھ چل دیکھ کیسی تیری عزت کرتا ہی ثریا زنگی نے کہا ارے کافر تو کیا جھک مارتا ہی لاکھ لاکھ لعنت ہی فرعون شاہ
پر اور اسکے پرستاروں پر یہ سنکر عاد زرہ پوش غضبناک ہوا کہا ہی خداپرست زبان دراز زبان کو روک لا حربہ اپنا
ثریا زنگی نے کہا ہم اہل اسلام ہیں حریف پر پیشدستی نہیں کرتے ہیں تو پہلے اپنا حربہ کر جب تیری ضرب سے خدا بچا لیگا تو حربہ
سمجھا جائیگا یہ سنکر عاد زرہ پوش نے نیزہ مارا ثریا زنگی نے نیزہ اسکا تیرے پر کاٹا تھا چند طعن میں ہاتھ سے عاد زرہ پوش
کے نیزہ ہوائی کیا اُسنے جھنجلا کے گرز مارا ثریا زنگی تنے بھی رد کیا اور خود ہ گرد سے نکلکر اپنا گرز اسپر مارا گرز پڑا کھٹکے
پڑا ہاتھ تھرائے دونوں گرز نا گر سر پر پڑے کہ سر اسکا گردن میں اور گردن چھاتی میں چھاتی پیٹ میں پیٹ چوتڑوں میں اور چوتڑ
گینڈے میں گینڈا زمین میں غرض کہ دونوں ملکر ایک چبوترہ بنگئے اور ثریا زنگی پکارا کہ آ کر اسکی خبر لو دیکھو تو کیا حال اسکا
ہوا ہی چار لشکر کفار کے دوڑے اندر گرد کے گھسے دیکھا تو عاد زرہ پوش معلوم نہیں ہوتا پانی کے چھینٹے دیے گرد بھی معلوم
ہوا کہ پیوند زمین ہو گیا چار پکار رہے کہ انکو تو خداوند نے جہنم کو بھیجدیا ایک تسمہ خون کا بہتے ہوئے بڑے جی جیتا رکب
صلواۃ پڑھنے لگا تا دھنا نا چا تھا مگر ثریا زنگی نے پھر مبارز طلب کیا رضوان عاد مقابلے کو آیا بعد از گفتگو

تلوار چلی ثریا زنگی نے وار اسکا رد کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا مع کرگدن چار ٹکڑے ہوئے پھر مبارز طلب کیا النس عاد مقابلے
کو آیا نیزہ ثریا زنگی پر مارا ثریا زنگی نے نیزہ اسکا چھین کر وہی نیزہ مارا کہ سینے سے پار گذر گیا اور پھر پکارا کوئی کا تو اور
کسی کو بھیجے مقابلے کو بھیجو نظیر عاد مقابل ہوا آکر وہ پشت نہنگ مارا ثریا زنگی نے اسے کو اسکے تلوار سے کاٹا اور ایک ہاتھ
تیغ آبدار کا مارا پورا جنیو پر بیٹھا کر کاندھے پر تلوار چلی اور زیر بغل اتری دو ٹکڑے ہوئے ذکر عاد نکلا تلوار ثریا زنگی پر ماری
ثریا زنگی نے تلوار اسکی چھین کر کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور اچھالا گرتے ہوئے کو چوب رنگ ہوائی کا تالہ مانند خیار تر کے جسم دو
اسکا ٹکڑے ہوا القصہ سات عادیون کو واصل جہنم کیا فرعون نہایت ملول کمال اُداس گنبد مینائی سے اتر گیا طبل بازگشت کی
دونون لشکر پھر گئے لقا تو فرعون شاہ کے پاس آیا بختیارک نے کہا یا خداوند یہ لوگ خدا پرستون سے عہدہ برا ہونگے اگر اپنے
تو یہ نقابدار کہ آگے بھی انھون نے لشکر حمزہ کو پریشان کیا تھا اور غالب آئے تھے اور اب بھی کچھ ہوگا تو انہین سے ہوگا فرعون نے
کہا ماما جی تم سچ کہتے ہو اور چلو یا کہ بجے طبل جنگ و کل سوا نقابدارون کے اور کوئی میدان میں نہ جائے اسیوقت طبل جنگ بجا
ادھر صاحبقران ثریا زنگی پر سے زر نثار کرتے ہوئے بارگاہ میں لائے خلعت دیا خوش خوش بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہرکارون نے خبر
طبل جنگ کی پہونچائی اور یہ بھی کہدیا کہ کل سوا نقابدارون کے کوئی میدان میں نہ آئیگا عمرو نے کہا کہ حمزہ غضب ہوا ان نقابدار لشکر
سے کون عہدہ برا ہوگا آگے اپنے شہر شتری حصار مین مقابلہ ہو چکا ہے پھر کیا حالت ہوئی تھی کوئی عہدہ برا نہو سکا امیر نے
فرمایا کہ بھی رضینا بالقضا ہے بتقدیر جو مرضی الہی اور حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اسیوقت نقارہ بجا غرض رات
تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر مقابل ہوکر ہوئے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئیں نقیب نقیب دیگر
چلے گئے نقابدار قلندر رکنیل سوار قہقہہ فرعون سے اجازت لیکر میدان میں آیا پکارا کہ اے خدا پرستو کیسے خوب واقف
ہوکر پہلے تمھارا کیا حال کیا تھا بہتر یہی ہے کہ فرعون کو سجدہ کرو لقا کی اطاعت اختیار کرو نہیں تو سب میرے ہاتھ سے
ذلیل و زبون ہوگے یہ سنکے اہل اسلام نے جواب دیا کہ کیا بکتا ہے لعنت ہے فرعون و لقا دونون پر نقابدار غضبناک ہوکر پکارا
کہ آؤ میرے مقابلہ کو دیکھو کیا حال تمھارا کرتا ہوں پھر ثریا زنگی بادشاہ سے رخصت لیکر اسکے مقابلے کو گیا نقابدار نے کہا تو وہی ہے کہ کل
سات آدمیون کو مارا تھا کہا کہ ہان وہی ہون آج تجھے مارونگا نقابدار نے کہا کہ تجھے قسم ہے نمک حمزہ کی کہ جو گرز تونے کل عاد زرہ پوش کو
پر مارا تھا وہی مجھپر بھی مار ثریا زنگی بولا ہمارے یہان یہ تحقیق نہین کرتے تو اپنا حربہ کرلے پھر ہم بھی چلیگا ادھر ہون نقابدار پکارا کہ تو دیکھ
میرے پاس لوہے کی قسم سے کوئی حربہ نہیں ثریا نے کہا کہ پھر تو کاہے سے لڑیگا نقابدار نے کہا کہ میں تجھے اپنا حربہ دکھا دونگا فرمایا پکارا کہ تو
خبردار رہ اسنے کہا میں خوب خبردار ہون تب ثریا نے نیزہ ہون کا گرز اٹھا کر نقابدار پر مارا نقابدار نے سر اپنا آگے بڑھا دیا گرز سر پر پڑکے
اچٹ گیا کچھ اثر نہوا اور تو گرز دوسے سلامت نکلا اور پکارا کہ بس تو حربہ کرچکا اب دیکھ میرا حربہ اور منہ نقاب کا منہ پر سے دور کیا کہ
برجن نگر مین مگر شاید کہ شناسی ہے اور ثریا کی نگاہ جو اسکے منہ پر پڑی لگا قہقہے مارنے ایسا ہنسا ایسا ہنسا کہ بیہوش ہوکر گر پڑا نقابدار
نے مشکین ثریا کی باندھکر بھیجدیا عیار لشکر فرعون سے آکر لیگئے آلاگو فرنگی بالا گرد فرنگی کمی از لال کی ہیبی زنزال جنگ بجھی
وغیرہ بائیس نفر بیرون خیمے تک اسیر ہوئے نقابدار قہقہہ میدان سے پھر گیا اب نقابدار شاہ پوش گریان میدان میں آیا
اور یہ خلاف قہقہہ کے جو لوگ روتے تھے اسکا دیکھکر روتے روتے بیہوش ہو جاتے ہیں اب اسنے مبارز طلب کیا غرض اسنے بھی بہت
کی میدانداری میں قریب بیس سرداروں کے اسیر کیے دو پہر کو نقابدار زرد پوش مقرعہ زن نکلا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے فضل
بن گیا ہو جوان آشام مقابلے کو آیا خوف سے ان دونون نقابدارون کے آنکھیں بند کیے تلوار نقابدار پر ماری نقابدار نے تلوار
تازیانہ مارا کہ تلوار ہاتھ سے فضل کے گر پڑی اور دوسرا تازیانہ مارا فضل [illegible] بیہوش ہوکر گرا اسکی مشکین باندہ میں اسی طرح شام تک
پچیس سردارون کو اسیر کیا طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے فرعون فرحان شادان آیا صاحبقران غمگین ملول پھرے فرعون نے

پھر طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی طبل جنگ بجوایا رات کو خوف سے آدھا لشکر اسلام کوہ و صحرا میں چھپا صبح کو دونوں لشکر میدان
میں آکے صف قتال و جدال آراستہ ہوئیں نقیب نشیب و فراز کہہ کر چلے گئے آج لشکر فرعون سے تریمان سوار میدان میں آیا بہت
لاف زنی کرکے مبارز طلب کیا ہاشم تیغ زن بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا بعد از گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی برابر رہے تریمان نے
گرز ہاشم پر مارا گرز تو ہاشم نے رد کیا مگر مرکب مارا گیا ہاشم نے دوسرا گھوڑا طلب کیا اور بیٹھکر پشت مرکب پر اپنا گرز تریمان پر مارا اسنے بھی
رد کیا تلوار چلی تریمان نے تلوار پکڑ لی اب کشتی ہونے لگی ہر قدم پر قد تریمان کا گز بھر بڑھتا جاتا تھا تین شبانہ روز کشتی رہی قد تریمان کا
آسمان تک پہونچ گیا تیسرے روز ہاشم کو باندھ لیگیا امیر نہایت رنجیدہ خاطر پھرے داخل خیمہ ہوئے پریشان بیٹھے تھے کہ خبر طبل جنگ
کی پہونچی فرمایا ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے القصہ رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان آکے آج پھر نقابدار
قلندر قہقہہ نکلا شام تک پچاس ساٹھ سردار گرفتار کر لیگیا اب یہ کیفیت ہے کہ ایک ایک وزیر نقابدار میدانداری کرتا ہے یہانتک کہ
تریمان فیل سوار سے اور علمشاہ سے مقابلہ ہوا بعد از نگاورزی و نیزہ بازی نوبت گرز کی پہونچی تریمان نے گرز مارا مرکب علمشاہ
کا مارا گیا لیکن یہ مرکب استرمالا کبود نہیں تھا علمشاہ اسی خیال سے دوسرے مرکب پر بیٹھکر آیا تھا بعد اسکے علمشاہ نے اپنا گرز دوستی
مارا یہ معلوم ہوا کہ کوہ بیٹھ گیا فیل تریمان کا غرق زمین ہو گیا تریمان نے پیدل ہوکر گرز کی دوسری ضرب ماری کہ یہ مرکب بھی مارا گیا
علمشاہ نے بھی دوسری ضرب قہر و غضب میں آکر ماری کہ طبقہ زمین کا ہلگیا اور تریمان سینے تک زمین میں دھنس گیا بختیارک نے
فرعون سے کہا کہ دیکھا آپنے لشکر حمزہ میں کیسے کیسے زبردست ہیں فرعون بھی متحیر ہوا پھر دعا کر رہے ہیں کہ خدا سے بچائے لیکن تریمان
طبقہ توڑ کر نکلا اور جوش و غضب میں لپٹ گیا علمشاہ بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی لیکن قدم تریمان کا جب اپنی جگہ سے بڑھتا ہے
قد بھی گز بھر بڑھ جاتا ہے دونوں طرف سے زور ہو رہے ہیں راوٹیاں استادہ ہیں سردار تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہیں یہانتک کہ سات
روز تک کشتی رہی بختیارک نے فرعون کو صلاح دی کہ یہ بھی دو تین روز اور اڑیگا عبث دیر ہوگی نقابدار قہقہہ کو بھیجیے کہ وہ صورت
اپنی علمشاہ کو دکھائے بس بیہوش ہو جائیگا فرعون نے صلاح اسکی پسند کی اور نقابدار قلندر قہقہہ سے کہا کہ صورت اپنی علمشاہ
کو دکھا نقابدار نے آکر صورت اپنی دکھا کر علمشاہ کو بیہوش کیا اور باندھ لیگیا یہانتک کہ کل سردار چند روز میں اسیر ہوگئے بارگاہ مثل
تصویر تھی دنگلوں پر غاشیہ پڑے ہوئے تھے کہ پھر خبر طبل جنگ کی پہونچی ناچار امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی کوس حربی بجے اور
آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر یہ شعر زبان پر لائے شعر مرا تیر غم شد نصیب ☆ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ☆ معلوم ہوا کہ اختتام ہماری
صاحبقرانی کا میدان فرعونیہ میں ہونا تھا اور اب مجھسے نہ ہوگا کہ میرے سامنے میرے فرزند جو باقی رہگئے ہیں جان اپنی نثار کریں
اور داغ انکا میرے دل پر ہو سب سے پہلے میں جاؤنگا اور جان اپنی دونگا تاکہ کسی کا غم نہ دیکھوں باقیماندہ فرزندوں اور بادشاہ نے
کہا کہ ہمسے یہ نہوگا کہ ہم آپ کو میدان میں جانے دیں پہلے ہم اپنی جان نثار کرلینگے تو آپکی نوبت آئیگی عجب غلغلہ لشکر اسلام میں بپا تھا
عمرو سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا دریائے فکر میں غوطہ زن تھا کہ اٹھکر امیر کے قدموں پر گر پڑا رو کر کہا کہ حمزہ مجھسے داغ فرزندوں کا
نہ دیکھا جائیگا اور مجھسے داغ تیرا نہ دیکھا جائیگا بہتر یہ ہے کہ پہلے میں جان نثار کروں تو آپ پر نوبت آئے کہ ع بعد از من کن فیکون
شد شدہ باشد ☆ امیر کو عمرو کے کلام سے حیرت ہوئی پھر اپنے دل میں کہا کہ عاشق تمہارا ہے تمکو اس حال میں دیکھکر اسنے یہ ارادہ کیا
ہے فرمایا کہ اے عمرو یہ کیا بات ہے تم یہ ارادہ نہ کرو یہ اعراک رعد آواز نہیں ہے کہ جاکر مار ڈالوگے یہ جادو بلا میں ہیں جو حال ہمارا
ہوگا وہ تمہارا ہوگا مثل مشہور ہے کہ مرگ انبوہ جشنے دارد اور اے مونس حمزہ و اے رفیق و شفیق حمزہ حمزہ کو یہ گوارا نہیں ہے کہ تجھ سا
رفیق سامنے میرے مبتلا ہوئے اور عمرو کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ حمزہ مع فرزندوں تجھپر سے نثار ہوئے بعد اسکے نوبت تیری بھی
عمرو نے رو کر کہا کہ حمزہ میں تیرا غلام ہوں تو اسمیں خلل نہ ڈالے میں مانونگا نہیں اور اٹھ کھڑا ہوا امیر نے جبر و قہر آخر خوشی اختیار کی عمرو
بادشاہ سے اجازت لیکر نقارخانہ میں آیا قلابہ چینی کیا چینی سے تدبیر لیکر نام پر اپنے طبل جنگ بجوایا نقارچیوں نے نقارے کو چاشنی دیکر

بجانا شروع کیا مرسل ورائے مرسلی مین عمرو بارگاہ ہشامی مین آیا سب سے رخصت ہوا القصہ شب گذری عمرو صبح تک حاضر
تھا کہ امیر نے قران کو بلایا اور اسباب میدان کا طلب کیا سلاح جنگ بدن پر آراستہ کیے اور اشقر پر سوار ہو کر ہمراہ
رکاب بادشاہ کے روانہ میدان ہوئے عمرو وہان سے نکلکر غائب ہو گیا امیر نے عمرو کو یاد کیا لوگون نے کہا کہ ابتک تو یہین تھا
اب نہین دکھائی دیتا ہی فرمایا خوب ہوا جو چلا گیا مگر افسوس یہ ہی کہ اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا اور پھر غائب ہو گیا لیکن خوب
ہوا جو وہ چلا گیا واللہ بعد میرے ناموس میرا بچائیگا جانفشانی کریگا اور تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ عمرو طبل جنگ بجا کر
غائب ہو گیا بہت برا کیا بعضے کہ رہے ہین کہ میان عمرو کا یہی طریقہ ہی ہمیشہ سے غائب ہو کر لڑتا ہی سب کہہ رہے ہین یہ چرچا ہی مگر
امیر مع سرداران کفن سر سے باندھے ہوئے ایک مشت خاک اٹھا کر گریبانون مین ڈالی اور کہا کہ اے خاک تو بحد ہو جبو ہماری اور
جامہ کو کفن قرار دیا اور کمر موت پر مضبوط باندھکر میدان مین آئے ادھر سے فرعون گنبد مینائی پر آکر بیٹھا لقا بختیارک
سردارون اور نقابدارون کے سمیت میدان مین آکر صف باندھکر کھڑے ہوئے بعد صف آرائی کے نقیب نقیب نعرے کرکے چلے گئے تھے
کہ نقابدار قہقہہ میدان مین آیا مبارز طلب کیا پکارا کہ کہان ہی وہ ساربان زادہ کہ اُسنے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا
آئے میرے مقابلے کو صاحبقران یہ سنکر نہایت شرمندہ ہوئے تھے قران سے کہا بھئی دیکھو خواجہ نے کیسی ذلت دلوائی
ارے میان تلاش کرو خواجہ کو نقابدار نے کہا وہ کیا آتا میرے مقابلے کو ڈر کر یہان سے بھاگ گیا اور جسکا جی چاہے وہ آئے
امیر نے مرکب پاتڑھایا ہی سامنے تخت بادشاہی کے آگئے ہین ادھر تمام سردارون نے عرض کیا کہ ہم حضور کو نہ جانے دینگے پہلے
ہم جان نثار کرلین پھر آپ جائیے گا یہی تکرار ہو رہی ہی اور نقابدار پکار رہا ہی کہ ارے دو دو چار چار اکٹھے لڑو امیر فرما رہے
ہین کہ مجھ مین طاقت یہ کلمے سننے کی نہین ہی مین خود جاؤنگا یہی کہہ رہے تھے کہ صحرا کی طرف سے گرد اڑی سب دیکھنے لگے کہ کون
آتا ہی کسی کمک آئی کہ دل گرد سے ایک نقابدار آئینہ پوش پیدا ہوا کہ سر سے پاؤن تک مع مرکب دریائے آئینہ مین غوطہ مارے ہوئے
تھا نیزہ ہاتھ مین تلوار کمر مین لگی ہوئی اور گھوڑا اُدبلا ہڈیان سے ظاہر چلا جاتا نہین سرخ پیچ جو مقدمہ مین طمع ہی تو اسکی گرمی سے گھوڑا
چلتا ہی آکر نقابدار کے مقابل ہوا اُسنے کہا ارے تو کون ہی نام تو اپنا بتا اُسنے کہا ملک الموت قابض ارواح صاحبقران نقابدار نے کہا
کہ تجھے مقابلہ خدا پرستون سے ہی تو کیون بیچ مین آگودا اُسنے کہا کہ مین بھی ادنے غلامان بادشاہی سے ہون نقابدار قلندر نے
کہا کہ کیون تیری شامت آئی ہی جا میرے سامنے سے چلا جا آئینہ پوش نے کہا کہ او بادہ الو تیری کمبختی آئی ہی بھاگ جا نہین
باندھکر بیچاؤنگا نقابدار قلندر آگ ہو گیا کہا خیر پہلے تجھے مارون تو بعد خدا پرستون سے سمجھ لونگا آئینہ پوش نے کہا پہلے
تیرا خاتمہ کر لون تو پھر اورون سے سمجھون نقابدار قلندر نے کہا کہ تو حربہ اپنا کر آئینہ پوش پکارا کہ میرے پاس سوئی تک
نہین ہی تو اپنا حربہ کر قلندر نے کہا کہ اچھا میرا حربہ مانگتا ہی لے دیکھون کیونکر بچتا ہی اور پکارا کہ اے ہرن گر ہرن نگر شاہد کہ شناسی مرا
اور بند نقاب کا منہ پر سے اٹھا ادھر سے آئینہ پوش پکارا کہ اے خود را ببین شاید کہ شناسی مرا جھٹ نقابدار قلندر
نے اپنی صورت جو آئینہ مین دیکھی ہنستے ہنستے بیہوش ہو کر گر پڑا ساتھ آئینہ پوش کے چند نقاب پوش بھی تھے انھون نے
آکر بندے ڈالکر مشکین اُسکی باندھین لیکر صحرا کو چلے گئے سب حیرت زدہ ہوئے مگر آئینہ پوش نے پھر مبارز طلب کیا
ابکی نقابدار سیاہ پوش گریان مقابلے کو آیا اُسنے بھی بعد گفتگو بسیار کے نقاب منہ پر سے اٹھائی مگر اپنی صورت جو آئینہ
مین دیکھی روتے روتے بیہوش ہو گیا نقاب پوش آئے اُسکی بھی مشکین باندھ لیگئے آئینہ پوش پھر پکارا کہ جسکی قضا آئی ہو وہ
آئے میرے سامنے یہ سننا تھا کہ گریان فیل سوار اپنا ہاتھی بڑھا کر سامنے آیا کہ اپنی شجاعت پر نازان ہو اور گرز سے حریف کو
پیوند زمین کرتا ہی پکارا کہ او آئینہ پوش غضب کیا تو نے کہ دو بھائیون کو میرے گرفتار کیا لیکن کہان جائیگا یہ
کہکر گریان فیل سوار نے نیزہ آئینہ پوش پر مارا اُسنے نیزہ نیزہ پر لگا تھا خوب نیزہ بازی ہوئی کہ سنانین بیکار ہو گئین

ہاتھ سے ڈانڈوں کو پھینک بانر ریحان نے عمود گردن سنگ ہاتھ میں اٹھایا اور چاہا کہ آئینہ پوش پر مارے وہ سامنے سے
بھاگا تر ریحان پکارا کہ میں تجھے چھوڑتا کب ہوں تو نے دو بھائیوں کو میرے گرفتار کیا ہے میں انکو تجھ سے لونگا یہ کہتا ہوا عقب
میں آئینہ پوش کے چلا جاتا ہے آئینہ پوش اُسے لگائے ہوئے وہاں لایا جہاں چاہ خس پوش گر رکھے تھے اُس کا منہ بھی
بہت بڑا تھا پس تر ریحان کے ساتھی کا پاؤں جو اُس چاہ پر پڑا تر ریحان مع فیل اُس چاہ میں گرا اُدھر سے آئینہ پوش نے
پلٹ کر ایک گرز مارا کہ گرد و غبار کا تتق بلند ہوا اور ساتھ نقابدار آئینہ پوش کے دو ہزار عیار قنطورہ پوش زنگولہ بند تھے جو خس و
خاشاک کے بھرے ہوئے اُنکے پاس تھے ادھر تو تر ریحان اُنہیں گرا عیاروں نے بورے مار کر اُس چاہ کو پاٹ زمین کو برابر
کر دیا نقابدار آئینہ پوش پھر دن پہلا باقی تھا کہ میدان میں آکر پکارا کہ اے کافران بے حیا و نابکاران بے وفا کلوخ
مقابلے کو اور نقابدار زرد پوش مقتول زن باقی ہے وہ کیوں نہیں آتا مجھ سے لڑنے آئے تو اُسکا کوڑا جھینا اتنے کوڑے ماروں کہ
پوست تمام بدن کا اُڑا دوں سب سحر و ساحری بھلا دوں مجھے ان نقابداروں کے مارنے کا منتر یاد ہے نقابدار زرد پوش کھڑا ہوا
تھر تھر کانپ رہا ہے اپنے دل میں کہہ رہا ہے کہ تمہیں بھائی تو تیرے پکڑے گئے تو جا کر کیا اُکھاڑ لیگا پشم کندہ کریگا مفت میں تو بھی مارا جائیگا
ناحق اپنی جان دینا کیا فائدہ چپکا کھڑا ہوا ہے جواب نہیں دیتا یہاں نقابدار آئینہ پوش نے پھر نعرہ کیا کہ اے فرعون بیہودہ
اگر نقابدار زرد پوش میدان میں نہیں نکلتا تو اور کوئی میرے مقابلے کو آئے ارے کیا تم سب نامرد ہو گئے یہ پکار رہا ہے وہاں سب
چپکے سن رہے ہیں بختیارک پکارا کوئی آپ کے مقابلے کو نہ آئیگا کسکی طاقت ہے کہ آپ سے مقابلہ کرے کہ فرعون شاہ
گنبد مینائی پر سے اُترا طبل بازگشت بجا کر فوجیں خیموں کو پھر گئے نقابدار آئینہ پوش صحرا کو چلا گیا امیر بادشاہ اسلام سرداران
ذوالاحترام نہایت خوشنود و کمال مسرور جانب بارگاہ پھرے ہزار زبان تعریفیں نقابدار آئینہ پوش کی کرتے جاتے ہیں کہ
عجب طرح کا بہادر ہے کہ تر ریحان ایسے شخص کو پیوند زمین کیا اور ان دونوں نقابداروں کو کیا بدا بدی پکڑا ہے واہ واہ ہرکاروں
سے کہا کہ جا کر خبر لاؤ صحرا میں خیمہ اس نقابدار کا ہے ہرکارے گئے تمام صحرا کو چھان مارا کہیں سراغ نقابدار کا نہ لگا پھر کر آئے
احوال امیر باتوقیر سے بیان کیا فرمایا کیا آسمان پر سے آیا تھا القصہ دربار برخاست کیا خاصہ کھا کر آرام فرمایا دو پہر رات گئے لشکر
فرعون شاہ میں غلغلہ ہوا کہ کوئی نقب کی کرکے نقابدار زرد پوش کو پکڑ لیگیا دیکھا تو نقب کا چہرہ لشکر کے اندر ہے فرعون یہ خبر
سُنکر اور بھی پریشان ہوا بختیارک نے کہا یا خداوند یہ نقابدار آئینہ پوش مرشد کامل ہادی رہنما تھے فرعون نے لقانے کو مار
اور مخو ہیں عمرو میں اتنی طاقت کہاں کہ تر ریحان ایسے زبردست کو بیک ضرب پیوند زمین کرے بختیارک بولا نہیں اس سے
بھی زیادہ طاقت ہے مگر اُدھر صبح کو امیر نماز سحر سے فراغت کرکے بارگاہ میں آئے بادشاہ کو مجرا کیا داخل شوکت پر تمکن ہوئے
اور سرداران مجرا کر کے اپنے درجوں کرسیوں پر بیٹھ گئے ذکر نقابدار آئینہ پوش کا ہونے لگا سب تعریفیں کرنے لگے دیکھا عمرو بن
امیہ ضمری سفید و شاد اُدھر سے چلا آتا ہے بادشاہ کو مجرا کیا امیر نے کمال خوشی سے فرمایا کہ خواجہ تم نے سُنا کہ نقابدار آئینہ پوش نے
کام نقابداروں کا تمام کیا عمرو بولا کہ حمزہ مجھکو راہ میں نقابدار ملا تھا عجب شخص ہے مجھ سے کرور روپے نقابداروں کے قتل کے مقدمے
میں لیے اور مجھ سے کہہ دیا تھا کہ حمزہ سے پیغام میرا یہ پہونچا دینا کہ بعد فراغ جنگ فرعون نوبت آپ کی ہے امیر نے فرمایا کہ خواجہ اس نے
مجھ پر احسان عظیم کیا ہے مگر نقابدار اکثر لاف زن بھی ہوتے ہیں اور عادت تمہاری ہے کہ تم نے چشم حیا پر تیغ بیحیائی ڈال لیا اُسکا اعتبار
نہیں ہے اور خواجہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ نقابدار کون ہے عمرو نے کہا میں نہیں جانتا یہ کہکر ہنسا بادشاہ صاحبقران اور سب
سردار بجد ہوئے کہ خواجہ تمہیں معلوم ہے حال نقابدار کا تو بیان کر دو امیر نے فرمایا کہ تمہیں ہمارے سر کی قسم مفصل بیان کرو اور
قسم کھائی کہ خواجہ میں کرور روپے دونگا عمرو نے پکارا کہ حمزہ نقابدار آئینہ پوش میں تھا امیر بولے کہ خواجہ تم نے کیا سحر کیا جو
نقابداروں کو پکڑا عرض کیا کہ شہریار اُس روز حضور کہتے تھے کہ خواجہ مجھے رنج فرزندوں اور سرداروں کا نہ دیکھا جائیگا پہلے میں

میدان مین جاؤنگا اور سب کہ رہے تھے پہلے جان اپنی ہم نثار کرلینگے تو آپ کی نوبت آئیگی اور مین جو کچھ فکر کر رہا تھا کہ کیونکر ان نقابداروں کو مارے بس اُسی وقت خیال مین گذرا کہ جسطرح سکندر ذو القرنین نے علاج بوحی کا حکیم ارسطو سے کروایا تھا اسی طرح تو بھی انہیں مار اور آنکھوں تین بوحی کی زہر تھا کہ جو کوئی آنکھ اُسکی دیکھتا تھا زہر اُسکا اُسی پر کار گر ہوتا تھا حکیم ارسطو نے بڑا سا آئینہ بنا کر بوحی کے سامنے کیا اُسنے صورت اپنی آئینہ میں دیکھی اُسکا زہر اُسی پر جا کر پڑا کہ وہ پانی ہوکر بہ گیا مین نے بھی یہی تدبیر کی کہ نقابدار آئینہ پوش بنکر گیا اُنھون نے صورت اپنی جو آئینہ مین دیکھی آپ ہی ہنستے ہنستے روتے روتے بیہوش ہوئے مین نے اُنہیں اسیر کیا اور زرنیان فیل سوار کو کنوین مین گرا کر پکڑا نقابدار زرد پوش کو اُسکے خیمے سے بیہوش کرکے پکڑ لایا اور سرداران لشکر اسلام کہ قید تھے سبکو چھڑا لایا امیر نے فرمایا کہ خواجہ وہ سب نقابدار تمہارے پاس ہین عمرو بولا کہ رونمائی اور کرور روپیہ دیجیے تو آپ کے حوالے کرون اور سردارون کو بلوا کر سامنے کیا سبنے ملازمت حاصل کی امیر نے کرور روپیہ اور چالیس ہزار تومان منگا کر رونمائی کے دیے عمرو نے چارون کو نکالکر سامنے رکھدیا دو کے منھ تو بند سے بندھے ہوئے تھے غل و زنجیر مین گرفتار تھے اور دو کے ہتھکڑیان بیڑیان پڑی ہوئی تھین امیر نے سردارون سے فرمایا کہ مارو ان حرامزادون کو ٹکڑے ٹکڑے کرو تمام سردار تلوارین کھینچکر دوڑے اور مارنا شروع کیا لیکن خط تک اُنکے بدن پر نہ پڑا اب امیر حیران ہوئے اور فرمایا کہ خواجہ تمہین اسے یہ مارے بھی جائینگے کہا حمزہ روپیہ کام کریگا ملک الموت بغیر روپیہ نہین آئیگا امیر نے ہزار روپیہ اور دیے عمرو نے چولھا بڑا بنا کر چھ کڑھا نکالا آگ اُسمین جلا کر سیسہ کڑھے مین گرم کرکے منھ مین نقابدارون کے پلا دیا کہ امعا احشا رودے سب جلگئے فی النار و السقر ہوئے تڑپ تڑپ کے مرگئے حکم دیا کہ لاشون کو پارے قبیل مین ڈالدو تمام لشکر مین بعد اُس ہرکارے فرعون کے خبر کے واسطے آئے ہوئے تھے خبردار دریافت کرکے خدمت فرعون شاہ مین گئے پہلے بد دعا دی بعد اُسکے حال بیان کیا کہ نقابدار آئینہ پوش عمرو بن امیہ ضمری تھا وہ اُن سب نقابدارون کو پکڑ لیگیا اور سیسہ پلا کر مار ڈالا بختیارک تو یہ سنکر اُٹھا کوٹھے پر ہاتھ رکھتے لگاتا وتھنا ناچنے لگا اور صلوات بر محمد و آل محمد لعنت بر اعدائے علی دنیا تھا مین نے پہلے ہی پہچانا تھا کہ یہ مرشد کامل ہادی و رہنما مین خداوند لقا نے میرا کہنا جھوٹ جانا تھا اب سلوک سے کہتا ہین ہوا مگر فرعون شاہ یہ خبر سنکر نہایت رنجیدہ ہوا دست تحسر اپنا سر پر مارا اور دربار سے اُٹھکر چلا گیا رات کو ساحر شمشیر پاس ہو کہ تھا کہ سوائے فرعون اور کوئی مکان سے ساحر شمشیر کے واقف نہین تھا اور مکان اُسکا دریائے قلزم مین سے سوجی مین ہو کہ تینون دریا ایک جگہ بہتے ہین اور وہان ایک مندر ہو لیکن تا پوا میر جیحون ترہ ہو سنا ہے مرقوم تیرا یک رنگ برنگ کا ہو فرعون اُس جگہ کھڑا ہوا اور پکارا کہ اے دستگیر فرعون واے یا عسف خدائی فرعون پاس دست بستہ کی دستگیری کیجیے نہین تو کام میرا تمام ہو جب خوب چلایا اور رویا بعد دیر کے دریا متلاطم ہوا اور اندر سے پانی کے ایک نہنگ سیاہ رنگ نکلا اور لوٹ کر آدمی کی شکل بنا مہیب صورت چالیس گز کا قد تھا اُس فرعون سے کہا کہ کیا ہو فرعون نے ہمہ لپٹ کر رو دیا اور تمام حال خنقار جادو و آتشبار جادو و دریا بار جادو کا مارا جانا بعد اُسکے آتشکیو و ثمن جادو کا قتل ہونا پھر سیقار جادو کا مارا جانا اور گرفتار ہونا نقابدارون کا اور قتل ہونا سب بیان کیا ساحر شمشیر نے کہا سن تو او بیوقوف تو نے آئینہ پوش سے کیون لڑنے دیا ارے وہ جو طلسم اُنکی صورتون میں بند تھا بیہوا تھا وہ اپنی صورت مین نابکار ہنستے ہنستے روتے روتے بیہوش ہوگئے عمرو پکڑ لیگیا فیل سوار کو کنوین مین گرا کر پکڑا زرد پوش کو خیمے مین آکر بیہوش کرکے لے گیا اور مین نے تو تجھے منع کیا تھا کہ خدا پرستون سے مت لڑ نا ارے کمبخت بیوقوف تو نے اپنے ان لڑا جو اپنی خدائی کو خراب کیا اور اب تجھ ابلیس دن بہت سخت ہین کہ خوف جان ہو خبردار اب میرے پاس مت آنا اب مجھے ملاقات نہوگی اور اگر تو آئیگا تو مین یہ سمجھونگا کہ کوئی عیار آیا ہو اُسیوقت مار ڈالونگا فرعون سنکر کہا کہ مین

ہرگز نہ اُونگا ساحر شمشش نے کہا کہ تو اکیس روز تک جشن کر ناچ راگ رنگ مین مصروف رہ بعد اُن ایام نحس کے گذر نیکے
مین ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا فرعون تو مایوس ہوکر اُٹھکر چلا گیا مگر ساحر شمشش عمرو کے حالات سنکر اور بھی خائف
و ترسان ہوا اُسی وقت اپنے وزیر یعنی زلزلہ جادو کو بلایا اور کہا کہ تم لشکر جادوگرونکا ساتھ لیکر ہفت درے کے
ہوشیار رہو اور کسی کو دریا کی طرف نہ آنے دینا اُسنے کہا بہت خوب اور اپنے بھائی کو بلایا کہ نام اُسکا القراط جادو تھا
اور لشکر کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اب شمشش جادو نے سات ساحرون کو کہ اُسکے ہمنشین تھے بلایا اور کہا کہ تم جاؤ ہفت درے
کا انتظام کرو اپنے اپنے درہ کو بند کرو کہ کوئی حریف اُدھر سے نہ آنے پائے ساتون جادوگر ہفت درے کو روانہ ہوئے
بعد اُسکے کوکب جادو سے کہا کہ تم دریا کا کنارہ مسدود کرو کہ دریا بالکل کسی کو نظر نہ آئے کوکب جادو بھی روانہ ہوا
اگر طلسم اُسنے بنایا کہ وقت پر بیان کیا جائیگا اور زلزلہ جادو لشکر اپنے ساتھ لیکر ہفت درے پہ اُترا اور یہ [illegible]
ساحران ازبردست کا تھا لیکن فرعون ناچار مجبور پھر کر اپنے مکان مین آیا اور حکم دیا کہ لشکر ہمارا جو باہر جھنڈیون کے
ہو اندر چلا آئے اب چند روز لڑائی موقوف رہیگی اکیس روز تک مین جشن کرونگا بعد جشن کے ان خدا پرستون کا
کام تمام کرونگا بختیارک اپنے دل مین سمجھا کہ یہ اپنے مددگار ساحر شمشش پاس رات کو گیا تھا وہان سے اسے جواب
صاف ملا اُسنے کہا ہوگا کہ یہ میرے ایام نحس دفع ہوجائین تو مین خدا پرستون کا کام تمام کرونگا لقا سے کہا یا خداوند
یہانکا بھی خاتمہ ہو چکا کسواسطے کہ آپ کو یاد ہے جب دمامہ جادو پسر زبرجد نگار کے بھی ایام نحس آئے اور اُسنے گرد
شہر زبرجد نگار کے طلسم باندھا ہوا اور آپ چاہ الماس مین جاکر چھپے زبرجد شاہ جشن مین بیٹھا اور حمزہ اور عمرو نے
جاکر چاہ الماس کے اندر دمامہ جادو کو مارا اُسی طرح اب بھی یہ شد ساحر شمشش کو ڈھونڈھکر مارینگے اور جب ساحر
شمشش مارا گیا تو پھر فرعون سے خدا پرستون کی بیخ کندہ نہو سکیگی لقا نے کہا ای بختیارک ساحر شمشش کا مارا جانا
بہت دشوار ہے بختیارک نے کہا اسی اکیس روز مین سن لیجیے گا کہ مرشد نے کام ساحر شمشش کا تمام کیا یہان تو یہ چرچے
تھے اور فرعون صحبت عیش و عشرت مین بیٹھا مگر ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی کہ لڑائی فرعون نے موقوف
کی جشن مین بیٹھا لشکر کو جھنڈیون کے اندر بلا لیا امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ سبب اسکا کیا ہے عمرو نے عرض کیا کہ
مجھے کیا معلوم کہا کہ بھی ضرور اسے دریافت کرنا چاہیے یہی باتین ہو رہی تھین کہ ایک کبوتر آسمان پر سے پیدا ہوا
اور رقعہ امیر کی گود مین ڈالکر چلا گیا پھر بالائے ہوا خاک آواز دی کہ اسے پڑھ لیجیے لکھے پر اسکے عمل کیجیے یہ کہکر راہی ہوا
سب حیران تھے کہ یہ کبوتر کسکا پیغامبر تھا امیر نے جو اُٹھا کر پڑھا اُسمین ملکہ ناہید قمر طلعت کی طرف سے لکھا تھا کہ ای
شہریار مین چارون نقابدارون کی سردار لقابدار قنطورہ پوش تھی میری طرف سے آداب تسلیمات پہونچے اور لکھا تھا کہ یا
صاحبقران پہلے بھی مین نے عمرو کو بلایا تھا اور حال دریابار جادو وغیرہ کا بتایا تھا اب بھی کار ضروری ہے عمرو کو
میرے پاس بھیج دیجیے اور کسی کو اس امر کی خبر نہو امیر نے رقعہ پڑھکر پھاڑ ڈالا اور عمرو کی طرف دیکھکر کہا کہ خواجہ تم مجھے
اپنا حال پوشیدہ کرتے ہو سچ کہو کبھی ناہید کے پاس گئے تھے عمرو سمجھا کہ یہ رقعہ ناہید نے بھیجا ہے عرض کیا کہ وہ بخچہ جو
اُس روز مجھے لیگیا تھا وہین لیگیا تھا فرمایا اب بھی تمھین ضرور ضرور بلایا ہے جلد جاؤ تامل نہ کرو عمرو نے عرض کی
بہت خوب اور اُسی وقت دربار سے چلا گیا ایک گوشہ مین جاکر تعویذ نکالکر دانتون کے نیچے دبایا اُسی وقت
شمشش جادو آیا اور عمرو کو اُٹھا لیگیا سامنے ملکہ ناہید کے بٹھا دیا ناہید نے ہاتھ عمرو کا پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا اسباب
دعوت مہیا کیا عمرو نے پوچھا مجھکو کیون یاد کیا ہے کہا کہ بھیا اسواسطے خبر لشکر اسلام کے کہ نکا بودار جلائے بدن مین عمرو نے کہا
مین نے انھین مار ڈالا ناہید نے کہا کہ بھیا اب ساحر شمشش کی تدبیر سے غافل نہو عمرو بولا کہ ہمشیرہ وہ ساحر نہایت

زبردست ہی بسیرسامری کہلاتا ہی مگر جو مکان اُسکا مجھے معلوم ہو تو بیشک علاج اُسکا کرون ناہید بولی اَے بیبا سوا فرعون اور
اور ساحرون کے مکان اُسکا کوئی نہین جانتا عمرو نے کہا تمکو بھی تو مقرر معلوم ہوگا ناہید بولی کہ اگر مین جانتی ہوتی تو مقرر
تمسے کبھی کبھی نہ چھپاتی مگر اتنا جانتی ہون کہ ساحر شمشش دریاے محیط و خضر و قلزم مین رہتا ہی جہان پر سہ موجہ ہی تہین ایک
جزیرہ ہی اُسپر چبوترہ بلور کا بنا ہوا ہی اور اوپر چبوترہ کے درخت برگد کا ہی وہان فرعون جاتا ہی اور ساحر شمشش وہان
آتا ہی اور راستہ اُسکا خشکی کی طرف سے سوا ہفت درے کے نہین ہی اور وہ راہ خوف سے تمھارے مسدود کی ہی رات کو
فرعون ساحر شمشش کے پاس گیا تھا اُسنے جواب صاف دیا کہ اس ایام نحس مین مجھسے کچھ نہوگا فرعون مایوس پھر آیا اور
ساحر شمشش نے اپنی حفاظت کے لیے اُسی ہفت درے پر کہ جہان تمنے جاکر ختقار جادو وغیرہ کو مارا تھا سات ساحر نامی
سمرنام جادو و لبسرام جادو و الفران جادو و لفزان جادو و ترسان جادو و مجمر جادو و زنار جادو کو مقرر کیا ہی
اور ہفت درے کے اُدھر اپنے وزیر یعنے زلزلہ جادو کو مقرر کیا ہی وہ لشکر بے پایان لیے ہوئے وہان پڑا ہوا ہی اور اب
ساحر شمشش ایام نحس کے باعث سے پوشیدہ ہوا ہی فرعون سے کہدیا ہی کہ اندر چھ ڈیلون کے بیٹھنا کوئی تیرے پاس نہ آئیگا
اور اب مجھسے ملاقات نہوگی بعد ان ایام نحس گذرنیکے مین آؤنگا اور ایک دشمن کو تیرے زندہ نہ چھوڑونگا خواجہ فکر کرنا
ساحر شمشش کی ضرور ہی مین نے اسی خبر کیواسطے تمھین بلایا تھا کہ آگاہ کردون اور اگر خواجہ یہ ایام نحس ساحر نحس پر سے
گذر گئے تو پھر کوئی اسکا کچھ نہ کرسکیگا عمرو نے کہا کہ ہمشیرہ خدا کریم ہی مین جاکر حمزہ سے یہ سب حال بیان کرتا ہون اور نجم
شمس جادو کے ہمراہ آیا لشکر اسلام مین تمام حال بیان کیا صاحبقران باقبال نے فرمایا کہ علاج شمشش جادو کا ضرور ہی اور
اُسکی صلاح ہونے لگی انجمن مشورے کی منعقد ہوئی ہر ایک نے یہی کہا کہ سوا خواجہ عمرو کے اور کسی کی یہ طاقت نہین ہی کہ
ہفت درہ کو پاک کرے عمرو نے کہا کہ حاشا ثم حاشا مین نہ جاؤنگا تمام زمانہ میرا دشمن ہو رہا ہی دیکھا امیر نے کہ عمرو نے صاف
انکار کیا اُسوقت لاکھ تومان کا رقعہ لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو کوئی جاکر ہفت درے کے ساحرون کو مارے یہ لاکھ روپیہ
وہ لے وہ رقعہ پڑا ہوا ہی لیکن کوئی ارادہ نہین کرتا آخر کو عمرو نے اٹھا اور پکارا کہ آج وہ لوگ کہان ہین جو مجھسے ہمسری
کرتے ہین آئین کام کو سرانجام دین بلکہ پانچ ہزار اس لاکھ روپیہ کے علاوہ مجھسے لین چالاک سماک دونون سر جھکائے
کھڑے ہین کوئی جواب نہین دیتا سب سردارون نے کہا خواجہ کوئی تمھارا ہمسر نہین ہی سوا تمھارے کسی کی طاقت
نہین ہی کہ ایسے کام کرے عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون جو زندہ رہا تو پھر آکر قدمون کو
چومونگا امیر نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اے عین لشکر ظفر اثر اے عمرو بن اُمیہ ضمری نامور خدا تیرا نگہبان ہی

داستان جانا شہباز عرصہ عیاری کا ہفت درہ مین اور مارنا ساتون جادوگرون کو

کہ عمرو امیر اور بادشاہ اور تمام سردارون سے رخصت ہوکر صحرا مین آیا تعویذ کمر سے نکالکر دانتون کے نیچے دبایا
پنجہ اُٹھا کر پاس ناہید کے لایا عمرو نے ناہید سے کہا کہ ہمشیرہ مدار کار قتل ساحران ہفت درہ کا اسی خاکسار پر مقرر
ہوا ہی اب مجھے ہفت درہ مین پہونچا دو ناہید روئی اور کہا خواجہ وہان جانا مناسب نہین ہی سب تمھارے دشمن
ہین عمرو نے کہا اے ہمشیرہ سوا میرے کون تدبیر کرنیوالا ہی ناہید نے شمس جادو کو بلایا تمام حال بیان کیا شمس
جادو ڈر گیا کہا کہ اے ملکہ میرا جانا وہان موجب بدنامی کا ہی جو کوئی آگاہ ہوگیا تو سب مارے گئے ناہید بولی اے
شمس جادو زیست عمرو کی وابستہ زندگی حمزہ سے ہی اور زیست میری وابستہ ذات عمرو سے ہی اور عمرو نے مرنے پر کمر
باندھی ہی جسطرح ہو عمرو کو وہان پہونچا دو شمس نے کہا بہت خوب عمرو ناہید سے رخصت ہونے لگا اُسکے گلے مین
بانہین ڈالدین اور خوب روئی القصہ شمس جادو عمرو کو ہفت درہ پر لایا اور عمرو کو چھوڑ کر سحر غائب کرکے چلا گیا

عمرو گلیم عیاری اوڑھکر آگے روانہ ہوا جاتے جاتے دیکھا کہ درہ یاقوت کا ہی اسپر بنگلہ مینائی بنا ہی اسمین ایک جادوگر بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی اور کوئی اسکے پاس نہین ہی تنہا ہی عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا صورت اپنی ایک پریزاد کی بنائی دو پر ہمو کے بازوون پر چسپان کیے لباس زرین زیب تن کیا گہنا جواہر کا اسپر پہنا سامنے درے کے ایک ٹیلے ہی پر کھڑے ہوکر ناچنا شروع کیا چار گھڑی دن باقی ہی ہوا سرد چل رہی ہی شفق پھولتی جاتی ہی جانور درختون پر بسیرا لینے چلے آتے ہین کہ ہمین نگاہ سرنام جادو کی اس پریزاد پر پڑی نشہ شراب مین صورت اسکی ایسی بھلی معلوم ہوئی کہ عاشق ہوگیا جھٹ سے اٹھا پیچھے اسی پریزاد کے دبے پاؤن آکر پہلے کچھ سحر پڑھکر دم کیا پھر اسکو پکڑ لیا پریزاد نے ڈرکر حیران حیران اسکی طرف دیکھا اور کہا کہ مین خود آفت رسیدہ ہون مجھکو کیون پکڑا ہی اسنے کہا کہ ای محبوب جانی خبر کیا آفت پڑی ہی یہان تو گر و چلو بیٹھو تو سہی اور ہاتھ پکڑے ہوئے بنگلے مین لایا بٹھایا عمرو نے دیکھا کہ ہاتھ پاؤن تیرے بے حرکت ہوگئے رو کر کہا کہ ابھی تک تو ہاتھ پاؤن میرے اچھے بھلے تھے اب حس و حرکت جسم کی جاتی رہی ہی شاید ملک الموت روح میری قبض کر رہے ہین سرنام جادو نے کہا کہ میرے سحر سے حس و حرکت تمھارے جسم کی جاتی رہی ہی یہ حالت تمھاری ہوئی ہی مین ابھی رد سحر کردونگا کہ ہاتھ پاؤن تمھارے قابو مین ہو جائینگے مگر تم اپنا حال تو کہو کہ یہان کیونکر آئی ہو عمرو نے کہا کہ مجھے چھپاؤ ایسا نہو کہ میرے ساتھ تم بھی آفت مین گرفتار ہو جاؤ سرنام جادو نے کہا کہ تم مفصل کہو تو پریزاد نے کہا کہ ایک دیو جو افرغہ اسکا نام ہی وہ مجھپر عاشق ہوا میرے پاس آیا مجھسے عشق اپنا جتایا مین نے انکار کیا وہ مجھے پکڑ کر لے چلا مین چھوڑکر بھاگی ایک بازو میرا ٹوٹا اڑنے کی طاقت بھی نہ رہی یہان ہو چکی تھی کہ تم پکڑ لائے اور وہ میرے پیچھے ضرور آتا ہوگا اسلیے مین کہتی ہون کہ وہ دیو تم انسان اسکا کیا کر سکوگے مین تو عورت ہی تھی مجھے پکڑ لائے مگر اسکا بہت بڑا اندیشہ لگا ہوا ہی سرنام جادو نے کہا کہ وہ یہان آئیگا تو کیا کریگا مین ساحر ہون اگر ہزار دیو آئین تو بھی کچھ نہین کر سکتے مگر تم ڈرتی ہو تمھارا خوف مین مٹائے دیتا ہون یہ کہکر اسم سحر کا پڑھکر پھونکا ایک مشعل سامنے بھڑکی تھی کہ شعلہ اے آتش اسمین سے بھڑک کر ہر طرف صحرا مین پھیل گئے تمام میدان آتش بار ہوگیا کہا کہ ای جانی دیکھا تمنے اب کسکی طاقت ہی کہ یہانتک آسکے اور ارادہ کرے تو جلکر خاک ہو جائے عمرو نے کہا اب تو مین تمھاری کنیز ہون ہاتھ پاؤن تو میرے کھولدو اسنے ماش کے دانے کچھ پڑھکر مارے کہ حس و حرکت عمرو کے بدن مین آئی ہاتھ پاؤن قابو مین ہوئے اب سرنام جادو نے اسباب عیش سامنے اسکے مہیا کیا جام شراب کا بھر کر دیا کہ لو صاحب پیو عمرو نے جام لیکر اسکے ہاتھ سے پی لیا دو تین جام آپ بھی پیے کہ نشہ خوب ہوا ہاتھ پریزاد کے سینے کیطرف دوڑایا پریزاد نے کہا کہ صاحب جلدی نہ کرو مین تمھارے پاس سے کہین جاتی نہین ذرا ٹھہرو خوف میرا مٹے حجاب رفع ہو پھر جو چاہنا سو کرنا اور مین دو روز کی بھوکی ہون سرنام جادو اٹھا کھانا لینے گیا عمرو نے سودہ الماس شراب مین ملا کر رکھا سرنام جادو پوریان کچوریان مٹھائی وغیرہ لایا عمرو کے سامنے رکھی عمرو نے خوب کھایا بعد اسکے آپ شراب خالص پی سرنام جادو کو پلائی سرنام جادو نے جیسے ہی جام پیا اسکے پیٹ مین درد ہوا لگا تڑپنے پریزاد یہ دیکھکر رونے لگی کہ ہے تمھین کیا ہوا اسنے کہا تم نگھبراؤ مین اچھا ہو جاؤنگا آخر سودہ الماس نے دل جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ یہ ساحر تڑپ تڑپ کر مر گیا وہ جنگل غل غپاڑے کی صدا دے کر سب غائب ہو گیا تمام پہاڑ کی رونق جاتی رہی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سرنام جادو بود عمرو نے مال اسباب اسکا لیا خود اسی کی شکل بنا اور دوسرے درہ کی طرف روانہ ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ کوہ زمرد معلوم ہوا در تخت گل و ریحان کا پھولا ہوا نظر آیا عجب بہار معلوم ہوتی تھی پہاڑ پر بارہ دری زمرد کی بنی ہوئی تھی اسمین ایک

جادوگر لباس پر تکلف پہنے ہوئے بیٹھا تھا ناچ سامنے ہو رہا تھا اسنے جا کر سلام کیا بسرام جادو تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا پکارا کہ آؤ بھائی خیر تو ہے کیون تم اپنا درہ چھوڑ کر یہان آئے کہا کہ بھائی کیا بیان کرون ابھی کل کی بات ہے کہ عیار حمزہ نے اسی ہفت درے مین آکر خنقار جادو و آتشبار جادو و دریا بار جادو وغیرہ کو مارا تھا اب سنا ہے کہ وہی مکار ہماری قلمرو مین آیا ہے تمکو اطلاع کرنے آیا ہون کہ غافل نہونا بسرام جادو نے کہا کہ کس کی مجال ہے کہ ہماری تمھاری زندگی مین یہان آسکے جبتک ہم زندہ ہین کوئی ادھر کا رخ نہین کر سکتا اور آؤ بھائی اب آئے ہو تو دو گھڑی بیٹھو ان خیالون کو دل سے نکال ڈالو شعر گذشتہ خواب و آئندہ خیال است ✿ غنیمت دان ہمین دم را کہ حال است ✿ مسرنام جادو ڈاکر بیٹھا بسرام جادو نے جام شراب کا ہاتھ مین دیکر کہا بھائی اسے پیو خیالات فاسد دل سے نکال ڈالو عمرو نے جام شراب کا اسکے ہاتھ سے لیا ایک تھوڑا سا پیا اور کہا بھائی کیا بدبو اس شراب مین سے آتی ہے کہ دماغ پریشان ہوا جاتا ہے یہ شراب بہت خراب ہے اور نقصان رکھتی ہے کہا کہ بھئی کیا کہتے ہو شراب تو بہت اچھی ہے دیکھون مین اور جام اسکے ہاتھ سے لیکر پیا کہا سچ کہتے ہو ایک بدبو تو اسمین ہے عمرو نے گلابی شراب کی بغل سے نکالی کہا اسے تو پیو بسرام جادو نے اسمین سے ایک جام جو پیا دماغ معطر ہوگیا از حد تعریفین کین کہا کہ بھئی یہ شراب تمھارے پاس کہان سے آئی کہا کہ بھائی مین نے خود بنوائی تھی یہ شراب خانہ ساز ہے کہا کہ بھائی ہمین بھی بنوا دو کہا اچھا مین ابکی بہت سی بنواؤنگا تمھین بھی دونگا اور اٹھا کہ بھئی اب ہم جاتے ہین تمکو فقط اطلاع کرنے آئے تھے اسنے ہر چند اصرار کیا کہ بھئی اتنی دور سے آئے ہو تو گھڑی بھر تو ٹھہرو نہ مانا کہ بھائی گھر اکیلا ہے اور عیار مکار بلائے بد آفت جان ہے یہ کہتا ہوا چلا بسرام جادو اسکے ساتھ ہو پہنچانے کو اٹھا دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا بیہوش ہو کر گرا عمرو نے دیکھا کہ کوئی اسکے اٹھانے کو بھی وہان سے نہ آیا سمجھا کہ یہ سب سحر کا کرشمہ ہے اصلی کوئی نہین ہے عمرو نے خنجر کھینچکر اسکے گلے پر رکھدیا ہر چند گڑے دیے لیکن پوست تک نہ کٹا سمجھا کہ یہ روئین تن ہے دو پتھر بڑے بڑے لا کر ایک سر کے نیچے رکھا اور دوسرے کو چرخ دیکر سر پر مارا کہ مغز اسکا پارہ پارہ ہوگیا اسکا مرنا تھا کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا برف باری آتشباری ہوئی دھوان اٹھا کیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بسرام جادو بود روشنی جو ہوئی دیکھا کسی آدمی کا نام و نشان ہے اور نہ وہ بارہ دری فرش وغیرہ کچھ نہین معلوم ہوتا درہ پہاڑ کا ویران پڑا ہے خاک اڑ رہی ہے عمرو نے مال و اسباب اسکا لیا کپڑے تک اتار لیے اور وہان سے آگے روانہ ہوا کوئی آدھ کوس آیا ہوگا کہ درہ پہاڑ کا نقرئی معلوم ہوا دیکھا کہ پھول لاجوردی رنگ کے پھولے ہین اور شامیانہ تمامی کا کھنچا ہوا ہے اسکے نیچے ترسان جادو بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے اور ایک معشوق بصد کرشمہ و ناز اسکی بغل مین بیٹھی ہے اور چند ساز سامنے اسکے ہاتھ باندھے کھڑے ہین ناچ ہو رہا ہے عمرو صورت ایک کلاونت کی بنا کر پگڑی بیٹھوان سر پر جامہ گلے مین پاجامہ ہزار پیوند کا پانون مین پہنے ہوئے آیا سلام کیا ترسان جادو نے کہا تو کون ہے کہان سے آیا ہے کہا کہ اعلی اعلی مراتب رہین کلاونت ہون زلزلہ جادو کے لشکر سے آتا ہون ترسان جادو نے کہا بیٹھو یہ سلام کر کے بیٹھ گیا پوچھا زلزلہ جادو کس رنگ مین ہے عرض کیا کہ ستیاناس جائے ان خدا پرستون کا کہ وہ اسنے ایسے خائف ہین کہ لشکر کے انتظام مین ہین میرا دم گھبرایا کہ اب گانا کسے سناؤن چل کھڑا ہوا کہ کہین اور روزگار کرونگا ادھر آیا یہ صحبت دیکھی میرا تو یہ جی ہے اگر آپ قدر دانی فرماینگے یہین پڑا رہونگا ترسان جادو نے کہا کہ اچھا پھر کچھ بجاؤ گاؤ عمرو نے سازندون سے کہا کہ تم اگر کچھ ساتھ دوگے تو خیر ہم بھی کچھ گا لینگے سب نے ساز ملائے عمرو نے سرود بجانا شروع کیا بعد اسکے یہ غزل گائی

غزل

بیان کیا ہو رخ جبین کا وہ مہر یہ چاند چودھوین کا	جو عکس پڑ جائے آسمین کا ستارہ ذرہ ہو ہر زمین کا

عیان ہی جامے سے نور پیکر تمام خال بدن مین اختر
غضب ہو انکار یار جانی عیان ہی درد و غم نہانی
پری کی صورت حسین ہین آنکھین کسی کی ایسی نہین ہین آنکھین
اسی کا جلوہ جہان مین ہی وہی دہی ہر مکان مین ہی
ازبسکہ بیتاب ہین الم سے خجل ہین برق و شرار مجسے
خیال گیسوے پرشکن مین کفن کا عالم ہی پیرہن مین
دکھا کے گیسوے پرشکن کو بڑھایا ایسا غم و محن کا
غزل جو کہی برق نظم کی ہی جناب ناسخ کی پیروی ہی

شعاع خورشید روز محشر بنا ہی ہر تار آستین کا
لیے ہین داغ جگر نشانی الم ہی دل کو نہین نہین کا
غزال صحرا سے حسین ہین آنکھین جو تل ہی داغ مشک چین کا
وہ جسم مین ہی وہ جان مین ہی نشان بتلاؤن کیا مکین کا
تڑپ تڑپ کر مرین جو غم سے تہ فلک ہو فلک زمین کا
اثر سے مار گزیدہ تن مین بنا ہی ہر تار آستین کا
کہ میرے ہر تار پیرہن کو لقب ملا مار آستین کا
کرم سے انکے فلک بنے ہین بڑھا ہی رتبہ یہان زمین کا

غرض ایسا سما بندھا کہ تمام اہل صحبت اور ترسان جادو بہت محظوظ ہوئے بہت کچھ انعام دیا اور پوچھا کہ تو شراب بھی پیتا ہی کہا ملیان لون یہ تو ہم لوگون کی جنم گھٹی ہی ترسان جادو نے گلابی شراب کی دی اور کہا کہ اسمین سے تو بھی پی مجھکو بھی پلا عمرو تو یہ خدا سے چاہتا تھا زہر ہلاہل ملا کر جام بھر کر پیش کیا کہ اُسے غٹ غٹا کر پی لیا بس پیٹ پھولنے لگا یہانتک کہ آخر کو شکم اُسکا پھٹ گیا اور وہ کافر جہنم واصل ہوا اسطرح تاریکی ہوئی کہ سارا زمانہ پردۂ ظلمات ہو گیا جب روشنی ہوئی تو صبح ہو چلی تھی عمرو چوتھے درّے کی طرف روانہ ہوا دن بھر پوشیدہ رہا رات کو اور ساحرون کے قتل کی تدبیر مین چلا صورت ایک ہرکارے کی بنائی ڈالی میوے کی لگا کر ہاتھ مین لی مضراب جادو پاس آیا کہ زلزل جادو نے بھیجا ہی مضراب جادو نے دیکھا کہ سیب بہت خوشرنگ ہین ہرکارے کو انعام دیا سیب لیکر رکھ لیے ہرکارے نے کہا کہ غریب پرور مجھے تاکید تھی کہ اپنے سامنے سیب کھلانا یہ سنکر مضراب جادو کھٹکا کہ یہ کیا ماجرا ہی جب مجھکو بھیجے ہین تو مین کھاؤنگا دوسرا یہان کون ہی جسے دونگا سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہی جلدی سے دستک دی کہ ایک پتلی پیدا ہوئی اور چیخی کہ ای مضراب جادو یہ عمرو ہی تین درّے ویران کر چکا اب آپ کی فکر مین آیا ہی بس یہ سُننا تھا کہ مضراب جادو نے گیر لیکر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا اور کہا کہ او ساربان زادے غضب کیا تو نے کہ تین جادوگرون کو مارا اسطرح کہ خبر بھی نہوئی لیکن یہان تیری قضا لائی تھی کہان جائیگا پکڑ میرے ہاتھ سے ابھی تجھکو قتل کرونگا ارے تیرے ہی خوف سے خداوند مشتش نے چوکیان قائم کین یہ کہکر تیغ سحر کھینچکر اُٹھا عمرو کو یقین مرگ ہوا اور سمجھا کہ ایک ڈبیا کمر سے عمرو کے گر کر کھل گئی دیکھا مضراب جادو نے کہ اُسمین سے ایک لعل کوئی ساڑھے آٹھ مثقال کا نکل پڑا بس منھ مین پانی بھر آیا دل مین کہا کہ وہ جو سُنا تھا سچ نکلا کہ عمرو بڑا روپیہ والا ہی اب پہلے اس سے روپیہ لے لینا چاہیے پھر قتل کرنا مناسب ہی اُس لعل کو ہاتھ مین اُٹھا کر پاس لایا کہا کہ اگر تو اپنا سب مال دیدے تو مین تجھے چھوڑ دون عمرو نے کہا جان بھی لیجیے مال بھی حاضر ہی لیکن عمرو تو مجھے ستاتے مضراب جادو نے کہا او فیلسوف ابھی تک تو مکر سے نہین باز آتا لا مال عمرو نے کمر سے دوسری ڈبیا کچھ اُس سے بڑی نکالکر دی کہ لیجیے جلیے دیکھتے جائیے مضراب جادو نے ڈبیا کچھ ہلکی معلوم ہوئی خیال گذرا کہ کہین خالی نہو تو جھٹ کھولا دیکھا کہ ایک لعل اُس سے کچھ بڑا ہی کہ سعادہ لعل چمکا اور اُسمین سے دھوان اُڑا کہ مضراب جادو بیہوش ہوا چھینک مار کر زمین پر گرا سنبھل نہ سکا عمرو نے جال مار کر اپنے قریب کھینچا خنجر گلے پر پھیرا کار تمام ہوا کیونکہ وہ جاسنی بدن تھا ہتھوڑا وادوی نکالکر مارا کہ ایک سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے بس غلغلۂ عظیم برپا ہوا خاک اُڑی آندھی چلی بعد ساعت بھر کے جو روشنی ہوئی ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مضراب جادو بود آنگاہ عمرو نے مال و اسباب اُسکا بھی لیا اور

صورت اپنی ایک طفل ماہ جبین کی بنائی جوڑی نے کی ہاتھ مین لی سامنے نصران جادو کے پہونچا وہ بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا تھا کہ جہان عمرو ہو سحر بھیجکر بلا لون اور قتل کر ڈالون کہ ساحر مشمش کو صرف اسی کا کھٹکا ہی ابھی اسباب سحر لیکر بیٹھا ہی ارادہ کر رہا ہی کہ سحر تیار کرے کہ ایک طفل ماہ جبین کو دیکھا کہ پندرہ برس کا سن عین شباب کان مین دُر پڑا ہوا جوڑی نے کی ہاتھ مین حیرت زدہ نگاہون سے چہار طرف دیکھ رہا ہی نصران جادو نے پکارا کہ او لڑکے تو کون ہی یہان کیونکر آیا لڑکا ڈرتا ہوا قریب آیا ہاتھون کو جوڑ کر کہا کہ مین اور باپ میرا دونون بقراط جادو برادر خرد زلزل جادو کے نوکر ہین میری شامت کہ سیر کو نکلا تھا راستہ بھولکر ادھر نکل آیا لشکر کا زلزل جادو کے راستہ نہین ملتا نصران جادو نے کہا مین تجھے پہونچا دونگا کھبرا نہین بیٹھ جا دم لے لڑکا سلام کرکے بیٹھ گیا اور کہا کچھ اپنا کمال آپ بھی دکھائیے نصران جادو نے کہا تو بڑا تر یا معلوم ہوتا ہی اپنا کمال تجھے کیا دکھاؤن کہا جو مین کہون کہا اچھا پہلے تو اپنا کمال دکھا تو مین بھی دکھاؤنگا لڑکے نے ساز ندون سے کہا ساز ملا کر میرا ساتھ دو اور بانسری بجانا شروع کیا خوب بجایا یہانتک کہ نصران جادو بیخود ہو گیا اور مالا مروارید کا گلے سے اُتار کر دیا لڑکے نے اپنے گلے مین پہن لیا اور غزل گانا شروع کی

غزل

ہمسے بیباک اسے خلوت مین نہ رہنے دے
بس ہو تو دلکو بھی پہلو سے جدا رہنے دے
شکر کی جا ہی شکایت کا نہین وقت اے دل
بیخودی تو نہ مرے ہوش بجا رہنے دے
جب نہ ہو تیرا سہارا ابھی شب ہجر اے موت
ورنہ دل مین کوئی پیکان لگا رہنے دے
کسی جلوے کا اشارہ نگہ شوق سے ہو
پاس اپنے اسے اب میری بلا رہنے دے
جس سے پیدا ہو صفائی کی کبھی کچھ صورت
سینے پر ہاتھ ذرا بہر خدا رہنے دے
آرزو جلوہ محبوب ہی غارتگر ہوش

آج تو شوخیون کو اپنی حیا رہنے دے
اے ہجوم غم دہم دل ہی ترا گھر لیکن
وصل کے دن شب فرقت کا گلا رہنے دے
میری بربادیون پر خاک گلیون مین اُڑا کے
دل مین اپنے کوئی فرقت زدہ کیا رہنے دے
فیصلہ کر کے مرا جائین وہ صبح شب وصل
دو گھڑی دلکو بھی پہلو سے جدا رہنے دے
دیکھ لیکن غمزہ یہ شوخ نگاہی سر بزم
دل مین اے گرد ملال آگئی تو جا رہنے دے
ہونٹون پر دم ہی تو نے نکلیگا نالہ کوئی
کوئی کس طرح حواس اپنے بجا رہنے دے

پاس اپنے کوئی مجبور اسے کیا رہنے دے
کسی حسرت کو بھی کونے مین پڑا رہنے دے
آپ مین آکے غم ہجر سے مرجاؤنگا
ان ہوا خواہون کو اے باد صبا رہنے دے
ساتھ لے نکلے اگر درد جدائی کو تو کھینچ
ہان یونہین دلکی تڑپ حشر بپا رہنے دے
دلکو سوز زدہ زلف بنا کر بولے
ابھی دامن مین حیا اسکو چھپا رہنے دے
دیکھ بیتابی دل بڑھتی ہی یا گھٹتی ہی
اپنا احسان شب ہجر قضا رہنے دے

اس غزل کے گانے پر عجب عالم ہوا کہ نصران جادو نے گریبان پھاڑ ڈالا آنکھون پر وحشت چھائی آثار عشق چہرے پر ظاہر ہوئے لڑکے سے کہا کہ مرے جان و مال کا تو مختار ہی لیکن اپنے پاس سے تجھے نہ جانے دونگا تیرے باپ کو بھی یہین بلا دونگا لیکن لڑکے کی یہ کیفیت ہی کہ گاتے گاتے تھک گیا ہی ہانپ رہا ہی منھ سرخ ہو گیا کہا کہ ابھی اپنے دوسرا کمال میرا نہین دیکھا کہا وہ کیا جواب دیا کہ مین ساقی گری بھی کرتا ہون کہا پھر کس وقت کے لیے اٹھا رکھی ہی سب سامان موجود ہی کہا ابھی سہی لیکن شغل نہ ٹوٹے باتون مین ہاتھ بڑھا کر صراحی اٹھائی جام شراب کا بھر کر سر پر رکھا اور گاتا ہوا ناچتا ہوا سامنے آیا جام شراب کا دیا نصران جادو نے خوشی خوشی جام شراب کا لیکر پی لیا اور سات مالے مروارید کے اس لڑکے کے گلے مین ڈالدیے اور کہا کہ تیرا اعلٰی دل ٹھکانا نہین غرض دو تین جام متواتر پلائے کہ خوب بیہوشی نے اپنا اثر کیا اور خود ناچتا ہوا اٹھا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا کر پڑا کر گرا عمرو نے اُسے بھی ذبح کیا لاشہ زمین مین گاڑ دیا بلکہ یہی ترکیب ہر جگہ کی تھی کہ لاش ہر ساحر کی زمین مین گاڑ دی تھی اب یہان سے آگے روانہ ہوا جب چھٹے در پر پہونچا دیکھا کہ یہان کا انتظام سخت ہی کہ چہار دیواری باغ کی کھینچی ہوئی ہی دروازہ

ایک دیو گرز گران سر اٹھائے ہوئے بیٹھا ہی عمرو بہت خائف ہوا اور دیوارین اسقدر بلند کہ جانا ناممکن تھا لیکن دروازہ
باغ کا کھلا ہوا تھا چار طرف پھرنا شروع کیا جدھر جاتا ہی دروازے پر ایک دیو مہیب کو دیکھتا ہی فکر مین ہوکر کیا کرے
بس ایک مقام پر بیٹھ گئے دہائی دینا شروع کی کہ یا سامری بچائیے یا جمشید مدد کو آئیے یہ آواز جو اندر باغ کے کان مین
محمل جادو کے پہونچی گھبرا کر باغ سے باہر آیا کہ دیکھوں کس پر کون ظلم کر رہا ہی باہر باغ کے آکر دیکھا کہ ایک شخص میلے
کپڑے پہنے ہوئے زمین پر لوٹ رہا ہی پوچھا ارے تو کون ہی تجھے کیا ہوا وہ چلایا کہ کیا بیان کرون کون ہون
اگر اپنے مالک تک پہونچ جاؤن تو بتاؤن کہ کون ہون ابھی اسی باغ کی طرف سے چار آدمی آئے تھے سب میرا
مال اسباب چھین لیگئے خوب باغ مین پکڑ کے زلی کرواتے ہو معلوم ہوگا محمل جادو نے کہا کیا دیوانہ
ہوا ہی مین تیرے بچانے کو باغ سے نکل آیا کہ تو سامری کی دہائی دے رہا تھا اسلئے مجھی کو چور بناتا ہی یہ وہی مثل ہی
کہ نیکی برباد گناہ لازم آخر تیرے پاس کیا مال تھا جواب دیا دو توڑے اشرفیون کے ایک خلعت کچھ تھوڑا سا
کھانا تھا محمل جادو نے کہا جھوٹے تیری باورچیون کی تو قطع ہی تو دو توڑے اشرفیون کے کہان سے لایا تھا
کہا کہ مین باورچی تو بیشک ہون لیکن زلزلہ جادو کے یہان کا باورچی ہون مجھے انعام مین ایسے ایسے توڑے
بہت ملا کرتے ہین تم ایسے ٹھگون سے تھوڑی سابقہ ہوگا اور کپڑے تک لے لینے کا ارادہ رکھتے ہو یہ سنکر محمل جادو
سوچا کہ یہ زلزلہ جادو کے یہان کا باورچی ہی تبھی اس سختی سے گفتگو کرتا ہی باساتی کہا کہ آج تو میرے یہان رہ اور کھانا
پکا مین تجھے چار توڑے دونگا کہا لینے دونگا تمھارا کیا اعتبار محمل نے کہا پھر تو وہی بکے جاتا ہی اچھا لے یہ کیا تو نے جو کچھ
ہی یہ لیکر بالا لاکھ روپیہ کا اسکے گلے مین پڑا تھا غصے مین اتار کر دیدیا کہ لے اس سے زیادہ تجھے کون دیگا یہ چار توڑون
سے زیادہ کا مال ہی عمرو نے لیکر زنبیل کیا محمل جادو نے کہا کہ اب چل آنکھین بند کر عمرو نے آنکھین بند کرلین
محمل جادو نے کچھ سحر پڑھا اب جو عمرو نے آنکھ کھولی اپنے کو ایک قصر مین بیٹھے دیکھا محمل جادو کو مسند پر پایا ہاتھ
جوڑ کے کہا کہ جو کچھ مین نے آپ کی شان مین گستاخی کیا معاف ہو کہا ابھی ہی معاف کیا جو کچھ کہو وہ منگا دیا جائے
عمرو نے حسب ضرورت مصالحہ مانگا اور ایک قنات کھڑی کی اسمین گیا محمل جادو نے سب چیزین بھیجنا شروع کین
لیکن عمرو نے اگر ایک دیگ کی ضرورت تھی تو دو مانگ لین غرض اسطرح لونگ الاچی جوز جوتری زعفران مشک عنبر گلاب
کیوڑہ ضرورت بھر سے دوگنا منگالیا جب سب چیزین آگئین حکم دیدیا کہ اب یہان کوئی نہ آنے پائے کیونکہ ایسے ڈھیرون
لگ کے چھانون مین ستے کھانا خراب ہوجاتا ہی اور آپ باطمینان تمام جو کھانا کہ پکانے مین مصروف ہو محمل جادو نے ایک
آدمی اپنا ساتوین ... پر بھیجا اور زنار جادو سے کہلا بھیجا کہ بھائی آج کھانا ہمارے ساتھ کھانا زنار جادو اسیوقت
ہوئے آتشین پر بیٹھکر آن واحد مین آپہونچا لیکن گلے مین زنار جادو کے ایک سانپ مانند جنیو کے پڑا ہوا تھا
محمل جادو نے پوچھا ای زنار جادو اسمین کیا وصف ہی کہا کہ ای برادر مین نے اسکو بڑی محنت و مشقت سے بنایا ہی
اسمین یہ خوبی ہی کہ سامنے دشمن کے ڈالدون تو یہ پانچ سو کوس تک تو دشمن کو نہ جانے دیگا دراز ہوکر دوڑیگا اور لپٹ جائیگا
دوسرے دشمن سے محفوظ ہونگا یہ کہکر اس سانپ کو ڈبیا مین بند کرلیا اور اپنے پاس رہنے دیا اتنے مین شام ہوئی جب
جشن آراستہ ہوئی ناچ ہونے لگا پھر رات گئی ہوگی کہ باورچی سامنے آیا ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ خاصہ تیار ہی کہا
لاؤ وہ باورچی اسی وقت کھانے لانے لگا پلاؤ قورما قلیہ کباب شیرمال باقرخوانی غرضکہ ہر قسم کا کھانا لاکر سامنے
چنا کہ خوشبو سے دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا محمل جادو نے بغیر کھائے ہوئے تعریفین کرنا شروع کین اور خلعت
منگوا کر باورچی کو دیا اسے زنار جادو سے کہا بھائی صاحب آئیے زنار جادو بھی آبیٹھا دونون نے ملکر خوب کھانا

زہر مار کیا اب دونون کھانا کھاتے جاتے ہین اور تعریفین کرتے جاتے ہین زنار جادو نے کہا کہ ہمنے اس مزے کا کھانا زندگی بھر کبھی نہ کھایا تھا مگر اب کچھ اثر بیہوشی کا ظاہر ہونے لگا زنار جادو نے کہا کہ ای محمل جادو مجھکو یہ باورچی عمرو عیار معلوم ہوتا ہے اس کھانے سے کچھ دوران سر ہونے لگا محمل جادو نے کہا کہ مجھی تمکو کچھ خیرہ ہے کھانے مین خوشبو بہت ہے ہم مین برداشت اسکی نہین ہے کبھی کھانے اس سے زیادہ بھاری ہوتے ہین کہ ایک نوالہ ہر کس و ناکس نہین ہضم کرسکتا زنار جادو بولا مین نہ مانونگا اور وہی سانپ ڈبیا سے نکالکر پھینکا کہ پکڑ لاے عمرو نے فلیتہ اودھ لی زنار جادو نے اٹھاکر سانپ کو اپنے پکڑلون کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑاکر گرا محمل جادو کہ دوسرا نام اسکا مخمور جادو بھی ہے اُٹھانے کو اسکے اٹھا تھا کہ بیہوش ہوکر گرا باقی اور لوگ بھی جتنے تھے جو اٹھا بیہوش ہوکر گرا عمرو نے خنجر پکڑکر سکو ذبح کر ڈالا ایک شور و غل ہوا صدا گیر و دار کی بلند ہوئی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا پیرون نے خاک اڑائی سر پٹکا کچھ نہو سکا آوازین آئین کہ کشتی مرا نام مین زنار جادو و محمل جادو بود حیف جان دادیم و مطلب خود نہ رسیدیم اب جو روشنی ہوئی عمرو نے دیکھا کہ نہ باغ ہے نہ بارہ دری ہے نہ وہ دیو ہین لشکر سامنے سے معلوم ہوتا ہے وہان سے روانہ ہوا یہان امیر عمرو کے لیے دعائین کر رہے تھے متردد و متفکر خدا پر بھروسا کیے ہوئے بیٹھے تھے کہ سامنے سے عمرو آیا سلام کیا امیر نے فرمایا خواجہ کہو کیا کیا عرض کی کہ ای شہریار آپ کے اقبال سے ہفت درہ کو پاک کیا دیکھیے وہ سامنے لشکر زلزلہ جادو کا معلوم ہوتا ہے امیر بہت خوش ہوئے عمرو کو گلے سے لگایا بادشاہ نے خلعت عنایت فرمایا۔

اب داستان صف کشی زلزلہ جادو کی اور آنا ساحرون کا مدد کو صاحبقران نامدار کی

لیکن خبر مارے جانے ساحرون کی زلزلہ جادو کو پہونچی کہ عمرو نے ہفت درہ کو پاک کیا زلزلہ جادو نے بہت افسوس کیا اور کہا کہ اگر عوض انکے خون کا ان خدا پرستون سے نہ لیا ہوگا تو نام اپنا زلزلہ جادو نہ پایا ہوگا اور فرعون سے کہلا بھیجا کہ ہفت درے پر جو ساحر معین ہوئے تھے انکو عمرو عیار نے آکر مار ڈالا مگر مین عوض ان بیچے خون کا لونگا تم طبل جنگ بجواؤ مین سر میدان حمزہ سے لڑونگا فرعون نے جو ساحرون کے مارے جانے کا حال سنا نہایت غمگین ہوا بختیارک نے صلواۃ پڑھی تا دھنا نا چا اور کہا کہ یا خداوند دیکھا آپ نے کہ یہ عیار کیسا بلا کی چیز ہے جادوگر کو تو زندہ چھوڑتا ہی نہین خصوصا جو خدا پرستون سے برخلاف ہو فرعون نے کہا ملک جی اب زلزلہ جادو غضبناک ہوا ہے کسی کو لشکر اسلام مین سے زندہ نہ چھوڑیگا بختیارک نے کہا یا خداوند یہ خدا پرست وہ ہین کہ انھون نے دمامہ جادو کو چاہ الماس مین گھسکر مارا کسی کو اپنے سامنے موجود نہین جانتے فرعون نے کہا کل دیکھ لینا کہ کیا تماشا ہوتا ہے اور علم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے یہان کا سب دربار جمع ہے تعریفین عمرو کی ہو رہی ہین کہ ایسے زبردست جادوگرون کو اسطرح مارا یہ خواجہ ہی کا کام تھا دوسرے کا حوصلہ نہین پڑتا واقع مین کہ تاج عیاری کا انھین کے سر کے واسطے موزون ہے اور تخت عیاری کی زیب انھین سے ہے سب تعریفین خواجہ کی کر رہے ہین کہ ہرکارے پسینے مین غرق گرد مین آلودہ دم چڑھے ہوئے آئے دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے اور عرض کی کہ فرعون نے طبل جنگ بجوایا ہے صبح کو زلزلہ جادو سے سامنا ہے صاحبقران نے فرمایا رضینا بالقضا ہے بہ تقدیر تکیہ بفضل ایزدی ہمارے یہان بھی نقارہ رزمی بجے اسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو لشکر اسلام میدان مین آیا صفین بندھ گئین سب سردار دست راستی دست چپی اپنی اپنی جگہ پر آکر قائم ہوئے تخت بادشاہی بیچ مین صاحبقران چالیس قدم آگے بمرتبہ صاحبقرانی اشقر پر سوار

کھڑے ہوئے ادھر فرعون گنبد مینائی پر بیٹھا القا بختیارک با فوج فرعون پیچھے دیوار شہر فرعونیہ کے کھڑے ہوئے
اب انتظار زلزلہ جادو کا ہو رہا ہے کہ صاحبقران نے عمرو سے کہا کہ آج رات کو عجب تماشا دیکھا کہ میں پلنگ پر
سونے کے واسطے لیٹا ہوں کہ ایک کبوتر آ کے تین مرتبہ میرے پلنگ سے کہ پھر کر چلا گیا اور اتنا بڑا کبوتر کبھی میں نے
نہیں دیکھا کہ برابر مرغ قوی کے تھا عمرو بولا ای شہریار اسم اعظم تو یاد کیجیے امیر نے جو خیال کیا بالکل اسم اعظم یاد
نہ آیا محو مطلق تھا عمرو نے کہا وہ کبوتر اسی لیے آیا تھا اور کہہ گیا کہ خبردار اب کسی سے نہ کہنا نہیں تو تمام لشکر بد حواس
ہو جائیگا امیر چپ ہو رہے کہ دیکھا ہفت درہ سے ایک ابر تیرہ و تار بجلی چمکتی ہوئی شعلہ آتش نکلتے میں نمایاں ہوا
ہوا تند چلنے لگی کہ آن واحد میں وہ ابر میدان جنگ میں پہنچ گیا جب ابر شق ہوا تو پہلے آٹھ اژدر آتشیں نمایاں
ہوئے کہ تخت اپنر کسا ہوا تھا اسپہ زلزلہ جادو بیٹھا ہوا تاج سات کنگرے کا سر پر رکھا ہوا اور ہر کنگرے سے شعلہ آتش
نکلتے ہوئے آ کر میدان میں قائم ہوا بعد اسکے تیس ہزار ساحر خوک و ببر و فیل و کرگدن سحر پر سوار ظاہر ہوئے
پس پشت زلزلہ جادو کے صف باندھ کر کھڑے ہوئے ناقوس پھونکتے ہوئے ٹھیکیاں ڈمرو بجتے ہوئے آوازہ من
یا سامری یا جمشید یا مشمش کی بلند کمال تجمل و شان سے میدان جنگ میں صف آرا ہوئے کہ یکبار زلزلہ جادو نے
آواز دی کہ باش ای گروہ خدا پرستان وای فرقہ مسلمانان تمنے بڑے بڑے ظلم کیے ہیں کہ ساحران عالم کو مارا اور یہاں
چلے آئے ہو خداوند فرعون شاہ کو بھی آزار ہو پہنچائے اور ساحروں کو خداوند مشمش کے مار اگر تمہارے اوپر رحم
کرتا ہوں اگر اب بھی کہنا میرا مانو اور فرعون شاہ کو سجدہ کرو تو خطا تمہاری معاف کروں اور نہیں تو ایک
طرفۃ العین میں کام تمہارا تمام کرونگا ایک کو تم میں سے زندہ نہ چھوڑونگا ادھر سے اہل اسلام نے جواب دیا کہ او
کافر کیا بکتا ہے ہم لعنت کرتے ہیں فرعون پر اور اسکے پرستاروں پر تجھسے جو ہو سکے قصور نہ کر خدا ہمارا بزرگ ہے
یہ سنکر زلزلہ جادو نہایت برہم ہوا اور پکارا کہ معلوم ہوا شامت تمہاری آگئی ہے قضا تمکو میرے ہاتھوں ہے
کہاں جاؤگے بچکر اور ایک ترنج جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر دم کیا اور زمین پر پھینکا کہ بحر و پھینکنے کے
زمین جا بجا سے شق ہونے لگی اور لوگ لشکر اسلام کے اسمیں سمانے لگے بعد اسکے ایک گولا فولادی کچھ پڑھکر اچھالا
کہ وہ بلند ہو کر پھٹا اور اسمیں سے دھواں نکلا اور مثل ابر کے محیط ہونے لگا بجلی چمکنے لگی صدا رعد کے گرجنے کی
آنے لگی پرکالہ آتش چمک کر گرنے لگے آگ لگانے لگے کہ یکایک ٹکڑا ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اور زمین پر
آ کر شق ہوا اور اسمیں سے ایک ساحر دیو طلعت عجیب صورت سیاہ رنگت پیدا ہوا کہ قد کوئی ایک سو ساٹھ ارش
کا تھا کان مانند فیل کے دانت مثل خوک کے دونوں بازوؤں پر پر پرواز ایک پنجرہ اسکے ہاتھ میں اڑتا ہوا
آیا جتنے ساحر تھے مع زلزلہ جادو دوڑ کر خاک قدم اسکی لیکر آنکھوں میں لگانے لگے کہ اسمیں کہ یہی ساحر مشمش کا
تھا طائر جادو اسکا نام ہے اور اس پنجرے میں کئی ہزار جانور مثل لال کے سرخ رنگ بند تھے کھڑکی کھولکر ان
جانوروں کو اڑا دیا اور ہاتھ سے اشارہ لشکر امیر کی طرف کا کیا اور خود پنجرہ خالی ہاتھ میں لیے ہوئے جدھر سے
آیا تھا اسی طرف اڑتا ہوا چلا گیا زلزلہ جادو پھر اپنے تخت سحر پر سوار ہوا اور ساحر اپنی اپنی سواری پر
بیٹھے اب زلزلہ جادو نے پھر سحر کیا کہ زمین میں زلزلہ پڑ گیا لشکر امیر کا تہ و بالا ہونے لگا بعد اسکے جہاں سے
زمین شق ہوئی لوگ لنڈ ملتے ہوئے اسی طرف گڑھے میں جا رہے کہ پھر وہ زمین برابر ہو گئی ادھر وہ جانور
جو طائر جادو اڑا گیا تھا انہوں نے یہ آفت برپا کی کہ جسکے سر پر بیٹھے وہ پتھر کا ہو کر رہ گیا اب لوگ مارے
خوف کے ہاتھ سے جانوروں کو اڑانے لگے بعضے چھیپیاں ہلا رہے تھے ایک شور برپا تھا ادھر ہزار آدمی

غرق زمین ہو گئے ہیں اور برابر زمین میں سماتے چلے جاتے ہیں پس بادشاہ اسلام اور صاحبقران عالیمقام
نے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور اس حالت اضطراب میں دعائیں مانگنے لگے کہ اے معبود
حقیقی و اے رب تحقیقی اگر زندگی ہماری باقی ہے تو ان ظالموں کے ظلم سے جلد نجات دے کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر
بیٹھا از قدرت سبحان لم یزل و عزیز عز و جل ایک ٹکڑا ابر سفید رنگ آسمان پر نمایاں ہوا آواز گڑگڑاہٹ کی
آنے لگی جب وہ ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا کہ ایک نازنین سفید پوش ہنس پر سوار چالیس عورتیں عقب میں باز
و قرقرے پر سوار چلی آتی ہیں آکر صاحبقران کو سلام کیا نام اُس نازنین کا ملکہ مخروق جادو ہے بعد اسکے دوسرا
ابر طاؤس رنگ پیدا ہوا کہ جسپر اُسکی نگاہ نہ قائم ہوتی تھی اُسمیں سے طاؤس جادو مع ساحران نامی جبال
نمایاں ہوئی آکر صاحبقران کو سلام کیا ملکہ مخروق جادو نے دیکھا کہ تمام زمین میں زلزلہ پڑا ہے اور زمین
شق ہوتی ہے لوگ اُسمیں سمائے جاتے ہیں پس ایک گنبد طلائی جھولی سے نکالکر کچھ اسم سحر کا پڑھکر زمین پر مارا
کہ زلزلہ موقوف ہو گیا اور ابر سے باران سنگ ہو رہا تھا ہزارہا مجروح ہو رہے تھے ادھر مخروق جادو
نے زلزلہ دفع کیا طاؤس جادو پرواز کرکے آسمان پر گئی اور ایک اسم پڑھکر مارا کہ ابر شق ہو کر منتشر ہو گیا
اور باران سنگ موقوف ہوا کہ یکایک اور ابر سفید رنگ نمایاں ہوا کہ بارش مروارید اُسمیں ہو رہی تھی آکر
قائم ہوا جب ابر شق ہوا مقبل خان جادو و داؤد لوس حبشی اور تمام ساحران طلسم گوہربار کی ہزار کی جمعیت
سے آکر قائم ہوئے امیر کو سلام کیا کہ اور ابر پیدا ہوا اُسمیں سے تفضل جادو مع ساحران عظلی آباد پہونچا
پھر ایک ابر اُٹھا ہوا تھا کہ اور ابر اُٹھا خضران جادو و ساحران کشمیر کو ساتھ لیے ہوئے آیا یہ قائم ہوا تھا کہ اور
ابر اُٹھا مسعود جادو اندر کوہ اور مارد جاہ کے ساحروں سمیت آئی بعد اُسکے آتش حصار کے جادوگر آئے
شہریار جادو و طلسم ہزار اسپ کے ساحر لیے ہوئے آیا بعد اُسکے طلسم جان بن جان کے ساحر مجنون جادو
اور ناہید جادو کمک کو آئے بعد اُسکے اور ابر اُٹھا اور طلسم دوازدہ برج ہفت کواکب کے ساحر آئے
غرضکہ شام تک جادوگروں کا تانتا بندھا رہا لیکن جو آیا وہ شریک حمزۂ صاحبقران ہوا زلزلہ جادو دیکھکر
نہایت حیران و پریشان ہوا اور اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ یہ سب ہمیشہ ہمارے یہاں شادی غمی میں شریک ہوتے
تھے اب اُنکا حال مفصل معلوم ہوا کہ یہ سب خدا پرستوں کے شریک ہیں خبر اگر ان سبکو مارا ہوگا تو نام اپنا زلزلہ
جادو مذکور ہوگا اور طبل بازگشت بجواکر پھرا ادھر فرعون حیرت زدہ گنبد مینائی سے اُٹھا مختیارک سے کہا
یا خداوند دیکھا آپ نے کسقدر ساحر حمزۂ صاحبقران کے شریک ہیں کہا کیا کر سکینگے مگر دل میں اپنے نہایت
غمگین ادھر امیر حمزہ صاحبقران دوران زمان فرحان و شادان داخل بارگاہ ہوئے سب جادوگروں
کی دعوت کی اور مخروق جادو و مقبل خان جادو سے کہا کہ تدبیر ان جانوروں کی کرو ہر ایک نے
عرض کیا بہت خوب اور اُسی وقت مصروف سحر ہوئے دونوں نے باز و بحری اور جرّے وغیرہ اسی طرح
کے شکاری جانور بنا بنا کر چھوڑے جو باز قریب ان جانوروں کے گیا مارا گیا کسی سے وہ جانور دفع نہ ہوئے
کوئی سحر آمیز کارگر نہ ہوا سب ساحروں نے متفق اللفظ عرض کیا کہ پیرو مرشد یہ سحر ساحر تمش کے بنائے ہوئے
معلوم ہوتے ہیں کہ اسکے طائر جادو کے ہاتھ بیچے ہیں ہم میں کسی کی طاقت نہیں ہے کہ رد سحر تمش کا کر سکیں
امیر حمزۂ صاحبقران عالیشان یہ سنکر نہایت متردد و متفکر ہوئے فرمایا کہ جو مرضی خدا کی کہ اسی اثنا
میں ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ نور ملک مغربی کے لشکر میں لوگ ذرا غافل ہو رہے تھے کہ وہ جانور

سرون پر آنکے آکر بیٹھ گئے پانچ سو آدمی پتھر کا ہوکر رہگیا کہا کہ کبھی کوئی غافل نہو ہر ایک چوری اور چھیپی
ہاتھ مین لیے رہے دس آدمی سوئین تو دس اُنکی حفاظت کرین جسطرح کبوتر اُڑاتے ہین اسی طرح ان جانورون
کو بھی غل مچا مچا کر اُڑائین کہ جانور کسی پر بیٹھنے نہ پاوین یہ حکم جو ہوا تمام لشکر مین ایک شور و غوغا بلند
ہوا کوئی ایسا نہ تھا جسکے ہاتھ مین چھیپی نہو وہان زلزلہ جادو نے طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر امیر حمزہ صاحبقران
نامدار کو پہونچی فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجایا جاوے جو پروردگار عالم
ہمارا بہتر چاہیگا وہ کریگا یہ حکم محکم سنکر طبل جنگ یہان بھی بجا غرضکہ تمام رات تیاری جنگ مین
بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے عمرو بن امیہ ضمری نامدار اسباب عیاری سے آراستہ
و پیراستہ چھیپی ہاتھ مین لیے ہوئے اپنے سر پر اور امیر حمزہ صاحبقران ذیشان کے سر پر پھرا رہا ہے
اور کبھی سفید مہرہ بجا دیتا ہو کہ وہ جانور اُسکی آواز سے اُڑکر بھاگ جاتے ہین ادھر لشکر اسلام میدان مین آیا
سردارون نے صفوف دست راست اور دست چپ کو آراستہ کیا ادھر فرعون شاہ آکر گنبد مینائی پر
بیٹھا لقا اور بختیارک فوج لیکر زیر دیوار قلعہ فرعونیہ نظر آیا اُسطرف سے لشکر زلزلہ جادو کا میدان
کارزار مین آیا لیکن بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نہیب دے کر چلے گئے تھے کہ بقراط جادو
نے اژدر کشتین اپنا بڑھایا اور سامنے زلزلہ جادو کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جاؤ خداوند
سمشمش تمھارا نگہبان ہو وہ سلام کرکے بار دگر اژدر پر بیٹھکر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے ساحرو مین تو معلوم
تھا کہ تم سب ہمارے شریک ہو ہمیشہ شادی غمی مین آتے تھے شریک حال ہوتے تھے لیکن آج حقیقت
تمھاری کھلی کہ تم خدا پرستون کے دوست ہمارے دشمن ہو خیر بہتر ہوا جواب بھی حال تمھارا کھل گیا اسپر
یہ طرہ کہ آئے ہو خداوند ساحر سمشمش کے مقابلے کو حال کھل جائیگا دیکھو اب بھی کچھ نہین گیا ہو اگر اپنی جان کی
خیر چاہتے ہو تو خدا پرستون سے جدا ہوکر رومال سے ہاتھ باندھکر چلے آؤ ہم خطا تم سب کی معاف کر دینگے
نہین سب مارے جاؤگے اور ایک زندہ نہ بچیگا جب یہ مزخرفات بک چکا تو اُدھر سے جواب ملا کہ
کیا جھک مارتا ہو اور کیا بیہودہ گوئی کر رہا ہو ہم سب جانین اپنی راہ خدا مین نثار کرنے آئے ہین بابا تو
امیر حمزہ صاحبقران مستجاب ہرنے پا ہم بھی اُنکے ساتھ مارے گئے تجھسے جو ہو سکے قصور نہ کر خداے
با بزرگ است بقراط جادو یہ کلمات سنکر آگ بگولہ ہو گیا اور مارے غصے کے کانپنے لگا اُسی حالت
غیظ و غضب مین پکارا کہ جسے تمناے مرگ ہو وہ آئے میرے مقابلے کو اُسطرف سے محروق جادو سامنے
تخت شاہی کے آئی سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ حکم ہو تو مین مقابلے کو جاؤن فرمایا خدا کو سپرد کیا محروق
جادو سلام کرکے بار دگر اپنے ہنس پر سوار ہوکر میدان مین آئی بقراط جادو نے کہا اے محروق جادو تو
بھتیجی ہو شمامہ جادو کی خدا پرستون کی طرفداری کرتی ہو ارے تجھے چاہیے کہ ان خدا پرستون سے
اپنے اور عزیزون کے خون کا عوض لے نہ کہ اُنکی طرفدار ہوئی ہو محروق جادو نے جواب دیا او نابکار
وہ جہالت مین مارے گئے داخل جہنم ہوئے ہین اپنی عاقبت کیون خراب کرون جاتنک زور چلے گا تم
سب کو مارونگی اور اپنی بھی جان دونگی اور سمشمش حرامزادہ کیا کریگا خداے با بزرگ است بس یہ سننا تھا
کہ بقراط جادو نہایت برہم ہوا اور نعرہ کیا کہ او چھوکری زبان دراز اجل رسیدہ دیکھ کہین زبان تیری
نہ جلاوے خداوند سمشمش کو تو برا کہتی ہو اور زمین پر لوٹکر اژدر کشتین بڑھا کر دوڑا محروق جادو بھی اژدہا بڑھا کر دوڑی

آ کے ہمین قلاب آتشین چلنے لگے دو گھڑی تک اژدہے بنکر دونون لڑا کیے مطلب برآری نہوئی بقراط جادو اژدہے
سے ہاتھی بنگیا محروق شیر بنکر دوڑی گھونسہ اور طمانچہ چلنے لگا گھڑی بھر تک یہ لڑائی بھی رہی اور مطلب کسی کا حاصل
نہوا کہ محروق نے بہیئت اصلی ہو کر ایک ترنج سحر مستک پر ہاتھی کے مارا کہ وہ زخمی ہوا اور بصورت اصلی ہو گیا اور
گولہ فولادی زمین پر مارا کہ وہ شق ہوا اور اسقدر گرد اڑی کہ محروق اسمین چھپ گئی لیکن محروق نے بڑی ہوشیاری
کی ایک ترنج جھولی سے نکالکر مارا کہ گرد برطرف ہوئی اب محروق نے آتش کے دانے جھولی سے نکالے دوسرے ہاتھ
مین ترنج سحر کیا دانے پڑھکر بقراط جادو پر مارے کہ چنگاریان بنکر اوسپر گرے وہ رد سحر مین مصروف تھا کہ ترنج
محروق نے مارا سینے پر بقراط جادو کے پڑا کہ مثل تیر کے توڑ کر نکل گیا تڑپکر زمین پر گرا پھڑکنے لگا آندھی چلی آگ
برسی بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی اور ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بقراط جادو بود بس یہ دیکھکر بھائی
بقراط کا سقراط جادو میدان مین آیا محروق تو سر بقراط کا لیکر خدمت صاحبقران مین آئی امیر نے اور
سردارون نے بہت تعریف کی ادھر سقراط جادو نے مبارز طلب کیا کہ طاؤس جادو اجازت لیکر میدان مین
آئی سقراط جادو اژدہا بنکر دوڑا طاؤس جادو گینڈا بنی لڑائی ہونے لگی بڑی دیر تک لڑائی رہی لیکن مطلب
کسی کا حاصل نہوا پھر سقراط جادو شیر بنا طاؤس جادو ارنا بنی لڑائی ہونے لگی پرکالہ آتشین اڑ رہے تھے
لیکن طاؤس جادو نے سحر غائب کیا لڑتے لڑتے غائب ہو گئی اور سقراط جادو ڈھونڈھ رہا تھا کہ سر پر اسکے ایک سنگ گران
گرا کہ ہزار ٹکڑے سر کے ہو گئے اور سقراط جادو بھی سقر کو چلا گیا آندھی چلی آگ برسی طاؤس جادو سر اسکا کاٹکر
لے آئی کہ بہرام جادو لشکر زلزلہ جادو سے نکلا اور پکارا کہ او چھوکریو غضب کیا تمنے کہ ان دو ساحرون کو مارا
کہ بازو زلزلہ جادو کا توڑ دیا لیکن اب میرے مقابلے کو آؤ تو معلوم ہو بس فضل جادو اجازت لیکر گردن سحر
اڑا کر میدان مین آیا بہرام جادو نے تلوار میان سے کھینچکر اسم سحر دم کرکے آسمان کیطرف پھینکدی کہ وہ برق بنکر
فضل پر گری لیکن اسنے بھی سپر سحر سر پر قائم کی لیکن زخمی ہوا لیکن غیظ و غضب مین آکر گولہ فولادی بہرام پر مارا
اسنے ہنسکر ہاتھ مین پکڑ لیا یہ سحر پر اپنے بہت مغرور تھا کہ شاگرد رشید زلزلہ جادو کا بس گولے کا ہاتھ مین
لینا تھا کہ آواز قہقہے کی بلند ہوئی اور گولہ پھٹا ایک ترنج اسمین سے نکلکر سینے پر بہرام کے پڑا کہ توڑ کر نکلگیا بہرام زمین پر
گرا تڑپ تڑپ کر مر گیا فضل سر اسکا لیکر پھرا ادھر سے عجائب جادو ایک جانور مہیب و عجیب پر سوار زلزلہ
جادو سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا خضران جادو بادشاہ سے رخصت لیکر اسکے مقابل ہوا دیکھا
عجائب جادو کا قد کوئی ستر اسی گز کا ہے رنگ زرد و سیاہ ہاتھ پانون نیلے گوش مثل گوش فیل کے بینی ندارد صرف
دو سوراخ سانس لینے کے لیے بنے ہوئے ہین سینے تک جسم آدمی کا کمر سے نصف بدن دیو کا ہے پانون مثل کھر کے ہین
نہایت ساحر زبردست چچازاد بھائی زلزلہ جادو کا ہے فضل کو دیکھتے ہی گولا فولادی زمین پر مارا کہ شق گرد بلند
ہوا کہ میدان مین سوا گرد کے کچھ نہ معلوم ہوتا تھا جب بعد تھوڑی دیر کے گرد برطرف ہوئی دیکھا کہ تمام صحرا مین
لالہ زار پھولا ہوا ہے کہ ان واحد مین وہ لالہ زار غائب ہو گیا اور نرگس زار نظر آنے لگا کہ یکایک وہی نرگس زار
سنبلستان ہو گیا غرضکہ ہر شخص اسکے عجائبات مین محو ہوا کہ یکایک وہ سنبلستان کشت زعفران ہو گیا لیکن
خضران تو مصروف رد سحر تھا باقی ساحران اسلام پر ہنسی طاری ہوئی اور خود بخود دائم کشت زعفران کو
دیکھکر قہقہہ مارنے لگے کہ خضران جادو نے سحر رد کیا اور دستک دی کہ وہ سحر جو اسنے رات بھر مین تیار
کیا تھا اسکا اثر ظاہر ہوا کہ ایک ابر گرجتا ہوا آیا اور سنگباری ہونے لگی کہ تمام کشت زعفران نیست و نابود

ہو گئی عجائب جادو نے ترنج مارا کہ ابر منتشر ہو گیا اور خود اژدرو دو سر بنکر خضران پر دوڑا خضران نے لکیر زمین مین
کھینچکر دو ہتھڑ مارا کہ ایک دیوار درمیان مین دونون کے قائم ہو گئی اور خود تیر مار کر غرق زمین ہو گیا لیکن
عجائب جادو ساحر زبردست ہی دوڑ کر ٹکر ماری کہ دیوار ارارا کر گری اب یہ دیوار کے ٹکڑے ہٹا ہٹا کر
خضران کو دیکھ رہا ہو کہ کمان پر دبا ہوا ہی کہ پشت سے زمین شق ہوئی اور نعرہ خضران کا ہوا جتک یہ
سنبھلے سنبھلے تیغہ ٹا دو ٹکڑے ہوئے خضران سر اسکا بھی لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا ادھر سے غرائب
جادو بھائی اسکا میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا میمونہ جادو سامنے تخت شاہی کے آئی اجازت خواہ ہوئی فرمایا
حافظ حقیقی نگہبان ہی میمونہ بھی سحر اپنا اسی خوف سے تیار کر چکی تھی کہ فوج شمشش سے مقابلہ آسان نہین ہی بس میدان مین
آتے ہی دستک دی کہ صحرا سے ہزارہا بندر پیدا ہوئے اور افسر اُنکا ایک بہت بڑا جگادری بندر تھا آتے ہی غرائب
جادو کو گھیر لیا اسنے بھی جلدی سے کنڈلا کھینچا اور حد سحر قائم کی کہ کوئی بندر اُسکے اندر نہ آسکا اور جھولی سے اپنی موم
نکالکر صورت لنگور کی تیار کی اور پیٹ مین اُسکے بہت دانے رائی سرسون کے بھر دیے اور دانے ماش کے پڑھکر مارے
کہ وہ لنگور اُچھلکر اُن بندرون پر دوڑا اور ایک ایک بندر کی گردن مروڑ کر پھینکنے لگا لیکن اُس بندر سے سامنا
ہوا کہ جو سب کا افسر تھا حلیت چلنے لگی اُدھر غرائب جادو عقاب بنکر آیا کہ نکالون آنکھون اور دو سحر کرون تو آ کر
لڑون میمونہ جادو باز بنکر اُڑی عقاب کا پیچھا کیا۔ اب ہوئی اب اُدھر تو باز و عقاب مین لڑائی ہونے لگی ادھر
بندر نے لنگور کا پیٹ پھاڑ ڈالا کہ لنگور تو مر گیا مگر شکم سے اُسکے ہزارہا لنگور پیدا ہوئے اور فوج میمونہ سے لڑنے
لگے اب ادھر تو باز و عقاب مین پیچ چل رہا ہی اُدھر لنگورون اور بندرون مین لڑائی ہو رہی ہی کہ یکایک باز و عقاب
لڑتے ہوئے زمین پر گرے بس یہ دیکھنا تھا کہ بہت سے بندر دوڑے اور آ کر گھیر لیا لنگور بھی دوڑے لیکن بندرون
نے پورا محاصرہ کر لیا اور میمونہ قوی نے عقاب کو پکڑ کر گردن مروڑ ڈالی پر پرزے نوچکر پھینک دیے گوشت نوچکر کھا لیا بس
زمانہ تیرہ و تار ہو گیا زمین کو زلزلہ ہوا آگ برسی خاک اُڑی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نامش غرائب
جادو بود اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحر کی پڑی ہی کہ گوشت بدن پر بالکل نہین ہی بندرون نے نوچکر
کھا گئے ہین سر میمونہ جادو کے ہاتھ مین ہی لا کر صاحبقران کے نذر کیا پیرون پر ڈالدیا بندر جدھر سے آئے تھے
اُسی طرف چلے گئے لنگور غائب ہو گئے غرضکہ شام تک بارہ ساحران زبردست لشکر زلزلہ جادو کے مارے گئے
طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے زلزلہ اپنے خیمے مین آیا مسند پر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا
جام شراب گردش مین آیا اسنے اپنے رفیقون سے مخاطب ہو کر کہا کہ صاحبو خدا پرستون سے لڑ کر بہت بھائی اور
رفیق میرے مارے گئے مگر کل اسکا عوض نہ لیا ہو گا تو نام اپنا زلزلہ جادو نہ پایا ہو گا اور نشہ شراب مین حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ بجا خبر لشکر اسلام مین پہونچی صاحبقران نے بھی طبل جنگ بجوایا چار پہر رات
تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آراے نبرد ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نیب دیکر
چلے گئے تھے سب نگران تھے کہ دیکھین کون میدان مین نکلتا ہی فرعون گنبد مینائی پر سے تماشا دیکھ رہا ہی لقاے بیوقا
ایکطرف فوج لیے کھڑا ہی کہ زلزلہ جادو خود اپنے اژدہے کو بڑھا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے ساحران عالم مجھے
تمپر افسوس آتا ہی کہ کیون اپنی جانین مفت دیتے ہو آؤ سجدہ کرو فرعون شاہ کو کہ مین خطائین تم سب کی
معاف کرا دون اور عوض خون کا اپنے بھائیون رفیقون کے نہ لون ورنہ ایک آن مین غارت کر دونگا ادھر
لوگ للکارے کہ او کافر کیا بکتا ہی جھنجھلا کر زلزلہ جادو نے مبارز طلب کیا اُدھر سے کلکل خان جادو پہلو نشین

سامری ہوا اور سب ساحرون سے زبردست ہو بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مقابل مین زلزلہ جادو کے
کھڑا ہوا زلزلہ جادو نے کہا کہ ای مکلل خان ہم تجھے نہایت بزرگ جانتے تھے اور عزت تیری سب ساحرون مین
زیادہ تھی تو ناحق جاکر خداپرستون سے ملا اب بھی ہمارے شریک ہو جواب دیا کہ کیا جھک مارتا ہی ہم غلام ہین
صاحبقران کے اُنکے قدم پہ جان اپنی نثار کرینگے تجھپر ہمیشہ لعنت کرتے رہینگے یہ سننا تھا کہ زلزلہ جادو غیظ و غضب مین
آکر فیل مست بنکر دوڑا مکلل خان جادو شیر بنکر دوڑا لڑائی ہونے لگی ایک پہر بھر کامل جنگ رہی کہ فیل گھونس مارتا ہی
اور شیر طمانچہ مارتا ہی دونون عاجز ہو رہے ہین کہ زلزلہ جادو غالب ہوا اگر شیر کو پیرون سے مسلنے لگا یہ دیکھکر ساحران
اسلام نے زلزلہ جادو پر سحر کیا لیکن کارگر نہوا قریب ہی کہ مکلل خان جادو ہاتھ سے زلزلہ جادو کے مارا جائے
امیر اُنکے واسطے افسوس کر رہے ہین عجب ایک غلغلہ عظیم لشکر مین برپا ہی بادشاہ اسلام تاج سر سے اُتارے
دعا مانگ رہے ہین اور سب اہل اسلام خدا کو پکار رہے ہین اُدھر فیل نے سونڈھ مین اپنی گردن شیر کی لپیٹ لی ہی
پاؤن سے کمر دبا کے چاہتا ہی کہ چیر کر پھینکدے کہ یکایک آسمان پر ابر تیرہ و تار نظر آیا اور آن واحد مین اُس میدان مین
سیہ تیرگی قائم ہوا آواز رعد کے گرجنے کی آنے لگی بجلی چمک رہی ہی کہ یکایک صدا گڑگڑاہٹ کی پیدا ہوئی اور بجلی چمک کر
اُسی ہاتھی پر گری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے مکلل خان بیہوش تھا مگر اب اُس ابر سے ہزار در ہزار برقین چمک چمکر
گرنے لگین کہ لشکر مین زلزلہ جادو کے ایک تہلکہ مچگیا اور کافر مرکر فی النار و السقر ہونے لگے ہر ایک سحر کرتا تھا لیکن
برقین کسی طرح سے رکتی نہین آواز یا سامری یا جمشید کی بلند تھی اُدھر لشکر اسلام متحیر کہ یہ کون غضب الٰہی اس لشکر
کفار پر نازل ہوا ہی یہانتک کہ تھوڑی دیر مین سارے لشکر کا خاتمہ ہوگیا اب دیکھا کہ وہ ابر شق ہوا اور اُسمین سے ملکہ
برق جادو بھانجی دمامہ جادو کی تخت پر سوار پیدا ہوئی کہ دونون ہاتھون مین پرکالہ آتش لیے ہوئے تھی
جسطرف اشارہ کر دیا بجلیان چمک چمکر گرنے لگین آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا امیر کی خدمت مین تسلیم بجا لائی صاحبقران
بہت خوشنود کمال مسرور ہوئے عمرو پکارا ای ملکہ برق جادو تمنے وہ کار نمایان کیا کہ سبحان اللہ ہم تو سمجھے تھے
کہ تم خدا کو گی بارے بروقت آئین اگر تم نہ پہنچتین تو مکلل خان مارا گیا تھا اور کوئی ساحر اتنا بھی نہ تھا کہ زلزلہ سے
مقابلہ کرتا ای محبوب جانی عجب کام کیا برق بولی بس واہیات نہ بک اُدھر امیر نے حکم دیا کہ لشکر زلزلہ کا اسباب لوٹ لو
سارا لشکر دوڑ پڑا عمرو نے سب سے پہلے ہو نکل کر جال مارنا شروع کیا تمام نقد اڑا دیا عجب مال و اسباب کفار کا لوٹ کر
خرم و شادمان پھرے اُدھر فرعون نہایت ملول بکمال غمناک ہیرالختیار نے کہا یا خداوند بس خاتمہ ہوا ساحرکش
کا اب مرشد ایک آدھ روز مین اُسے مار ڈالینگے فرعون بولا چپ رہ فال بد مُنھ سے نہ نکال اُدھر بادشاہ نے
برق جادو کو خلعت عنایت کیا ضیافت کی کہ اسی درمیان مین خبر آئی کہ پانچ ہزار آدمی پتھر کے ہو کر رہگئے امیر نے برق
جادو سے کہا کہ ان جانورون کی تدبیر کرو اُسنے حال پوچھا کہ یہ جانور کیسے ہین کہا کہ ایک ساحر کہ نام اُسکا طائر جادو تھا وہ
لاکر چھوڑ گیا ہی برق جادو نے کہا کہ مین اگر اُسکو دیکھون تو تدبیر کرون کوئی شخص مکان اُسکا دریافت کرکے مجھسے کہے خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری نے کہا بی بی اگر مجھپر یہ آوانہ ہی تو مین ہرگز نہین جانے کا مجھسے کچھ نہ ہوگا برق جادو بولی کہ تجھسے کبھی
بھی کچھ ہوا ہی جو اب ہوگا عمرو پکارا کہ صاحب تم ساحرہ زبردست ہو دمامہ جادو کی بھانجی ہو جو کچھ ہوگا تمہین سے
ہوگا برق بولی کہ ارے مین اُسے دیکھون تو کچھ کرون بالغیر دیکھے عمرو بولا کہ بی بی جو بندہ پابندہ امیر نے دیکھا کہ عمرو
بھی چراتا ہی نہین جاتا رقعہ پانچہزار تومان کا لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو طائر جادو کی خبر لائے وہ یہ روپیہ
خزانے سے لے عمرو نے کہا کیون صاحبو کوئی ہی کہ طائر جادو کی خبر لائے کسی نے جواب نہ دیا آخر عمرو نے خود رقعہ اُٹھالیا

اور کہا کہ حمزہ اسپر دستخط کر دے کہ مین خزانچی سے لے لون صاحبقران نے اُسی وقت دستخط کر دیا عمرو خزانے سے
فوراً روپیہ لیکر روانہ ہوا مگر چھپی ہاتھ مین ہلاتا ہوا کہ مبادا کوئی جانور سر پر بیٹھ جائے تلاش مین طائر جادو کی روانہ
ہوا دن بھر تلاش کی کہین پتا نہ لگا دوسرے دن پھر روانہ ہوا دوپہر کا وقت تھا کہ ایک روشنی صحرا مین معلوم ہوئی لیکن
دور پس اُسی طرف روانہ ہوا جب قریب پہونچا دیکھا کہ ایک گنبد بلور کا ہے اور گرد اُسکے تختہ لالہ زار کا پھولا ہوا ہے قضا کار
یہی مکان طائر جادو کا ہے اور طائر جادو واسطے سیر کے گنبد سے نکلا ہے عمرو نے جو اُسے دیکھا پہچانا نہایت خوش ہوا
کہ مکان تو اس حرامزادے کا معلوم ہوا گلیم اوڑھ لی کہ مبادا مجھے یہ دیکھے اور صورت تیری مشہور ہے پہچانے اور پکڑ لے
نیچے ایک درخت کے بیٹھکر فکر کرنے لگا اِدھر طائر جادو کی طرف دیکھ رہا ہے کہ کیونکر اسے قتل کیجیے یہ تو اس فکر مین تھا
کہ ہوا سے گلیم اُڑ کر سر سے گر پڑی عمرو کو مطلق خبر نہین ناگاہ طائر جادو کی نگاہ عمرو پر پڑی اور بخوبی پہچانا سمجھا کہ
یہ تیرے قتل کی فکر مین آیا ہوگا اور ساحر شمشش اسی کے خوف سے پوشیدہ ہے پس یہ خیال کر کے ایک دنخیز زمین پر
گیر کیا کہ عمرو آدھا زمین مین غرق ہو گیا اسوقت عمرو آگاہ ہوا کہ گلیم تیرے سر سے اُڑ گئی ناچار ہو کر گلیم جلدی
سے اُٹھا کر زنبیل مین ڈال لی طائر جادو نے قریب آ کر ہاتھ پکڑ کر عمرو کو کھینچا کہ او قاتل ساحران دیکھ تیرا کیا حال
کرتا ہون تجکو لیے چلتا ہون ساحر شمشش کے پاس وہ بہت خوش ہوگا اے دزد باریک گردن فتنہ انگیز تیرے خوف سے
ساحر شمشش ہزار پردون مین چھپتا پھرتا ہے عمرو نے کہا مین وہ نہین ہون جسے تم سمجھے ہو مین نے کسی جادوگر کو نہین مارا
اور میرے بدن مین گوشت نہین ہے فقط پوست و استخوان ہے طائر جادو نے کہا او مکار مین تجھے چھوڑتا کب ہون اور
عقاب کی شکل بنکر دونون پنجون مین عمرو کو دبوچ کر اُڑا اور ساحر شمشش کے پاس روانہ ہوا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ
اب صورت بچاؤ کی نہین معلوم ہوتی قضا آ پہونچی حالت یاس و اضطراب مین دعا مانگنے لگا اور آنکھون سے
آنسو جاری ہین کہ مثل مشہور ہے جا کو راکھے سائیان مار سکے نہ کوے ✤ بال نہ بیکا کر سکے دو جگ بیری ہوئے ✤
ابھی زندگی عمرو کی باقی تھی کہ دعا عمرو کی مستجاب ہوئی کہ اُدھر سے سواری قمر زاد کی آتی تھی دیو تندک ساتھ
تھا آگے آگے چلا آتا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک جانور آدمی کو پنجے مین دبوچے لیے جاتا ہے تندک اُسپر دوڑا اُسنے چاہا کہ
سحر کرے تندک نے گلا اُسکا پکڑ لیا اور عمرو کو چھڑا کر سامنے قمر زاد کے لایا قمر زاد نے عمرو کو دیکھا پہچانا تندک سے
پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اُسنے عرض کیا کہ یہ کوئی ساحر ہے جو خواجہ کو پکڑے لیے جاتا ہے قمر زاد نے کہا کہ تو اُسے کھا جا یہ تو
خدا سے چاہتا تھا اور اسی امید پر پکڑ لایا تھا بس جلدی سے اُسے ہاتھ مین مسلکر گلگلی بنا کر حلق مین ڈال گیا ابر ایک
شور و غل ہوا تاریکی ہو گئی تندک کے پیٹ مین ایسا درد ہوا کہ زمین پر لوٹنے لگا پیر دن نے اُسکے بہت ہائے واویلا مچائی
کچھ نہوا آخر کو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من طائر جادو بود حیف جان دادیم مطلب خود نرسیدیم اب عمرو کو ہوش
آیا سامنے قمر زاد کو بیٹھے ہوئے دیکھا کہا اے قمر زاد مین تمہین حقیقت مین دیکھ رہا ہون یا صورت تمہاری خیالی
ہے قمر زاد پکارا کہ خواجہ آپ کو ایک ساحر پکڑے لیے جاتا تھا اُس سے چھڑایا ہے حقیقت مین آپ میرے پاس
ہین عمرو قریب آ کر بیٹھا دل کو تسکین ہوئی خوف مرگ رفع ہوا کہا کہ بیٹا عجب حال ہے لشکر اسلام کا اور تمام کیفیت
بیان کی اور کہا کہ بیٹا ہم تو کوڑی کوڑی کو تنگ ہین قرض لیکر بچاتے مدعیون کا ملوار رہتا ہے حمزہ ایسا خسیس
ہو گیا ہے کہ سوا تنخواہ کے اور ایک پیسا نہین دیتا قمر زاد نے کشتیان جواہر کی منگوا کر پیش کین عمرو نے بہت سی
دعائین دیکے سبکو نذر زنبیل کیا اب قمر زاد نے کہا کہ خواجہ مجکو مدد کو پدر بزرگوار کی بھیجیے اُنکے تمام دشمنون کا ایک
طرفۃ العین مین کام تمام کر دونگا عمرو نے کہا بیٹا تو مزاج سے حمزہ کے واقف ہے کہ اُسکو دیو پری کی مدد سے نفرت ہے اور

خورشید جادو کا حال اور آنا قرشیہ سلطان کا اور اسکو مارنا بیان کیا اور کہا اس احسان کا یہ ثمر ملا کہ حمزہ قرشیہ سے بسبب خفا
ہو لیکن تم قریب لشکر اسلام کے رہو مین وقت اور موقع دیکھکر تمہین بلا لونگا اور اب تم مجھے لشکر اسلام مین پہونچا دو قمر زاد
نے ایک دیو سے کہا کہ تو جا کر سامنے لشکر اسلام کے خواجہ کو چھوڑ آ دیو عمرو کو پہونچا کر چلا گیا عمرو وہان سے تیسرے روز
لشکر اسلام مین آیا یہان تمام دربار جو سب منتظر تھے یہ بین کہ عمرو تین روز سے گیا ہوا ہے نہین معلوم اسپر کیا گذری امیر
نے خواجہ زادون سے کہا ہے کہ بھی دیکھو تو عمرو خیریت سے ہے یہ برق جادو بھی پشیمان ہے کہ مین نے کیون جدا کیا تھی
جو عمرو گیا دل مین دعا مین مانگ رہی ہے قریب ہو کہ بیقرار ہو کر رو دے کہ دروازہ بارگاہ سے عمرو بن امیہ ضمری
نمایان ہوا آکر سلام کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا برق جادو نے کہا کہ خواجہ کیون طائر جادو کی کوئی خبر لی کہاں ہے کی
اسے جہنم کو بھیج دیا برق جادو پکاری کہ جانور تو اسی طرح موجود ہین کہا کہ مین اس سے ناچار ہون اور میری جان
تو خدا نے بچائی وہ مجھے پکڑ کر شمشش جادو کے پاس لیے جاتا تھا کہ قمر زاد نے اسے دیو سے پکڑوا کر بچوا دیا مجھے
بچا لیا ابھی تو دیو مجھے پہونچا کر گیا ہے یہی باتین تھین کہ خبر پہونچی کہ دو ہزار آدمی اور پتھر کے ہو کر رہ گئے امیر نے
گھبرا کر کہا اے برق جادو مگر ان جانورون کی گردانے غرق کیا مین کیا کرتا ہی کرتی ہون اور بہت جانور
باز و عقاب بحری بنا بنا کر اڑائے کہ ان جانورون کو صید کرین کچھ نہوا اور کسی کے ہاتھ وہ جانور نہ آئے اور
اسم اعظم نے بھی اثر نہ کیا صلاحین ہونے لیکن ہر ایک نے یہی کہا کہ سوا عمرو کے اور کسی سے انکی تدبیر نہوگی
عمرو نے کہا سبحان اللہ سب صاحبون نے یہ سیکھ لیا ہے کہ جو کام کریگا عمرو کریگا ارے صاحبو عقل کے ناخن لو
شعور پیدا کرو سمجھ کر بات کیا کرو جہانگرد ساحران عالم جمع ہین انکے ٹیشم کندہ نہین ہوتی اسم اعظم سے کام نہین نکلتا
تو مجھ سے کیا ہوگا بغیر ساحر شمشش کے مرے یہ جانور دفع نہونگے سب یہ جواب سنکر چپ ہو رہے اور عمرو بھی چپکا ہو کر
بیٹھا فکر کرنے لگا ایک مرتبہ اٹھکر بارگاہ سے باہر آیا اور صحرا مین جا کر تعویذ نکالکر دانتون کے نیچے دبا کر پیدا ہوا
اور عمرو کو لیگیا سامنے ناہید قمر طلعت کے بٹھا دیا ناہید دوڑ کر لپٹ گئی کہا بھیا آج کدھر نکل آئے عمرو بولا کہ ہمشیرہ
عجب مصیبت ہے لشکر اسلام پر کوئی آدھا لشکر پتھر کا ہو گیا ہے اور وہ جانور کسی طرح دفع نہین ہوتے ساحرون سے بھی رد بھی
نہین ہوتا ہے نزدیک ہے شمشش جادو کا چند روز مین خاتمہ ہو جائیگا اور افسوس کہ تم ہمارے کچھ کام نہین آئین کیونکہ
برق جادو نے اسطرح تمام لشکر کی معاونت کی تجھسے کچھ کام نہین نکلتا ناہید نے کہا کہ پھر مقصد تو اپنا بیان کرو آخر مین
کیا کرون خواجہ آجتک جو تمنے کہا وہ مین نے کیا اب جو کہو وہ کرون عمرو بولا ای ہمشیرہ مین چاہتا ہون کہ حال
ساحر شمشش کا مفصل معلوم ہو کہ کہان رہتا ہے اور کیونکر مارا جائے ناہید نے کہا کہ بھیا اب تک مین نے چھپایا کہ فرعون
مجھسے بہت محبت رکھتا ہے اور میرا بھی گھر بار برباد ہوگا مگر اب دوستی دین اسلام مین سب کچھ مین نے چھوڑا اب کو ترک کیا
اب صاف صاف تجھسے کہہ دیتی ہون خواجہ کنارے پر دریائے قلزم کے ایک جا بر دگر ہے کہ نام اسکا کوکب جادو ہے واسطے
نگہبانی ساحر شمشش کے طلسم باندھا ہے کہ کنارہ معدوم ہو گیا ہے جو مارا جائے تو کنارہ دریا کا معلوم ہو وہان پر سوجہ بھی
بحر محیط و قلزم کا ہے مین ساحر شمشش نہنگ کی صورت بنا ہوا پھرتا ہے اور آگے پیچھے اسکے ہزارہا سپاہی شمشیر و سپر و خنجر سپر و
نیل سپر وغیرہ بیچرہ اور اسباب ضروری انپر لدا ہوا ساتھ انکے رہتے ہین بس اتنا تو حال مجھے معلوم ہے زیادہ اسکے
مین بھی نہین جانتی بلکہ فرعون کو بھی زیادہ اس سے نہین معلوم اب آپ جسطرح ممکن ہو اسے ماریئے عمرو بولا خیر
خدا چاہیگا تو تدبیر اسکی ہو جائیگی اب مجھے رخصت کرو ملکہ ناہید نے شمس جادو سے کہا کہ بھائی کو پہونچا آؤ
شمس اسیوقت عمرو کو اپنی پشت پر سوار کرکے لایا اور لشکر اسلام مین اتار کر چلا گیا یہان لوگون نے کہا کہ دیکھیے

عمرو بر وقت کہین چلا گیا سچ ہی بُرے وقت کا کوئی ساتھی نہین بادشاہ نے فرمایا کہ اُسکا چلے جانا بجا ہی کیونکہ ہر کام کے لیے اُسی کو جانا پڑتا ہی کہانتک وہ جانبازی کرے کبتک اپنی جان کو نہ ڈرے لیکن امیر فرما رہے ہین کہ رب کعبہ عمرو کی جان میری جان کے ساتھ ہی کبھی وہ اس بلا مین چھوڑ کر مجکو نہ جائیگا کہ سامنے سے عمرو آیا سلام کیا امیر نے پوچھا کہ خواجہ کہان تھے عمرو نے کان مین صاحبقران کے سب حال کہدیا اور کہا کہ حمزہ جبتک کوکب جادو نہ مارا جائیگا کنارہ دریا کا جہان ساحر شمشیر رہتا ہی نہ معلوم ہوگا فرمایا کہ خواجہ یہ بھی تمھین سے ہوگا عمرو نے کہا حمزہ یہ کام بڑے ساحرون کا ہی امیر نے برق جادو کی طرف دیکھا وہ بولی کہ مین ایک نگاہ اُسے دیکھ لون پھر مارنا اُسکا کچھ مشکل نہین ہی عمرو نے کہا کہ دکھانا اُسکا ذمہ میرا ہی آپ میرے ساتھ چلیے برق جادو پکاری کہ مین موجود ہون امیر نے فرمایا بسم اللہ خدا تم دونون کا نگہبان ہی برق جادو اُسیوقت ہنس پر سوار ہوئی اور اُڑکر چلی عمرو پیچھے پیچھے سایے کو دیکھتا ہوا چلا

داستان مارا جانا کوکب جادو کا ہاتھ سے برق جادو کے

برق جادو تو بالاے ہوا چلی جاتی ہی عمرو ہنس کو دیکھتا ہوا مانند باد صرصر کے اُڑتا ہوا چلا جاتا ہی تمام دن ڈھونڈھا صحرا بھر کو چھان مارا لیکن کہین پتا کوکب جادو کا نہ معلوم ہوا قریب شام ایک قلعہ فولادی کا معلوم ہوا کہ مانند آسیا کے گردش مین ہی اور گنبد مین ستارے جڑے ہوے ہین اور گرد قلعے کے خندق ہی کہ اُسمین سیماب بھرا ہوا ہی عمرو اس قلعہ کو اور ستارون کو دیکھکر حیران ہوا دستک دی برق جادو زمین پر اتری عمرو نے کہا کہ مجھے طلسم کوکب جادو کا یہی معلوم ہوتا ہی برق جادو نے کہا کہ ہان خواجہ طلسم کوکب یہی ہی یقین رہنا چاہیے مگر خواجہ رات بہت تکلیف سے بسر ہوگی عمرو نے کہا کہ اے محبوب جانی تمھارے دم کے واسطے فرش پلنگ شراب کباب سب سامان عیش موجود ہی لیکن قلعہ سے چھپکر بیٹھو برق جادو نے کہا کہ مین ابھی ہنس پر سوار درخت پر بیٹھی رہونگی عمرو پیرون پر پڑا کہ ملکہ مین تمکو اسی واسطے یہان لایا ہون کہ ہم تم عالم تنہائی مین بیٹھینگے ہنسین بولین گے کیونکہ موت زیست سب کے لیے ہی آرزو تمھارے وصل کی باقی نہ رہے ساحر شمشیر سے سامنا ہی خدا جانے کیا ہو گا حسرت دل کی تو نکلجائے برق جادو تیور بدلکر خفا ہوکر بولی بس میرے ساتھ اب ایسی گفتگو نہ کرنا مجھے یہ باتین بھلی نہین معلوم ہوتین جا تو جہان چاہے بیٹھ مین درخت پر رہونگی عمرو نے کہا ملکہ مین تمھین بانسری سناؤنگا تم خفا نہو اور کوئی حرکت گستاخانہ سرزد نہوگی برق جادو تو بانسری کی عاشق ہی کہا کہ خواجہ خیر ہنسنے بولنے کا مضائقہ نہین ہی عمرو بولا کہ مین غلام ہون غرض عمرو نے زنبیل سے فرش نکال کر بچھایا پلنگ مسہری دار لگایا اور اسباب عیش و نشاط مہیا کیا اب دونون عاشق و معشوق ایک جگہ بیٹھے بھوک سب سے نے لگی تھی عمرو نے کھانا ہر رنگ کا نکال کر برق جادو کو اپنے ہاتھ سے نوالے بنا بنا کر کھلایا برق جادو نے نوالے بنا کر عمرو کو کھلائے بعد اُسکے جام شراب گردش مین آیا غرض کہ عجیب لطف کی صحبت تھی کہ جنگل مین منگل تھا اب برق جادو نے کہا کہ وعدہ پورا کرو خواجہ ہم بانسری کے مشتاق ہین عمرو نے کہا ابھی اور بانسری نکال کر قفلیان درست کرکے بجانا شروع کیا خوب بجایا اب برق نے کہا کہ خواجہ کوئی دل جلی غزل شروع کرو عمرو نے یہ غزل شروع کی

غزل

درد فرقت کبھی جدا نہوا
تجنے نالون کی بھی شکایت کی
اُسپہ کیا گذری ہجر مین [illegible]
تجکو چین کر کے فرقت مین

چین سے دل ہونا تھا نہوا
ظلم کا ہے مجھے کچھ گلا نہوا
جسکے تڑپا بھی آسرا نہوا
درد کو بھی سکون ذرا نہوا

نالہ گو عرش تک رسا نہوا
وہ گئے لیکن اے غم فرقت
یون تو ارمان کو تھا نکلنے کا شوق
ہنس پڑے وہ مری خموشی پر

پست اپنا تو حوصلا نہوا
پاس سے ہائے تو جدا نہوا
وصل کی شب یہ حوصلا نہوا
جب یہ عقدہ کسی سے وا نہوا

دل پر دیا ہوا محبت میں　　اور اپنا وہ دلربا نہوا
غیرت سے کبھی وہ ہوتے پوشیدہ　　تجھسے یہ کام اوچھا نہوا
پیدا ہوا تجھسے دوستی کرکے　　کر عدو اپنا اک زمانا ہوا
آرزو اعتبار یار کا گیا　　لے کے دل وہ ست پیرو نہوا

فائدہ پھر مری برائی سے　　جب عدو کا بھی کچھ بھلا نہوا
درد گو دونوں پہلوؤں میں رہا　　پر طرفدار ایک کا نہوا
تھیں وہ زنجیر ہجر کی کڑیاں　　کر کبھی ختم سلسلہ نہوا

غرضکہ عمرو نے ایسا بجایا گایا کہ ملکہ برق جادو نہایت محظوظ ہوئی دو پہر رات گئی دونوں عاشق و معشوق پلنگ پر لیٹے بوس و کنار رہا کیا برق جادو تو سو رہی عمرو جاگا کیا گل چینی گلشن جمال کی کیا کیا صبح کو برق جادو بھی بیدار ہوئی ہاتھ منھ دھویا عمرو نے برق کی خاطر سے پھر بانسری بجائی اور بھیرویں میں یہ غزل گائی

غزل

حسینوں کے خیال آکے یوں دل سے نکلتے ہیں
کہ دم بھی تیرے جانبازوں کے مشکل سے نکلتے ہیں
کسی کی روح بعد ذبح یہ فریاد کرتی ہو
سخن مطلب ہی کے گفتار سائل سے نکلتے ہیں
نہ جبتک ظلم اٹھائے یار ہم اٹھتے نہیں ہرگز
بجائے خون ہی ہر زخم بسمل سے نکلتے ہیں
وہ شبنم ہوکے گرتے ہیں سحر تک دامن گل پر
یہ مشکل کام اپنے جذب کامل سے نکلتے ہیں
ترقی لاغری کی ہو اسیری کا نہیں کچھ غم
ہمارے دل کے ارمان تیغ قاتل سے نکلتے ہیں
خلش تا عمر کی جاتی ہے بیٹھکر کوئے جانان میں
نگاہیں بیکسے لیتے دیدۂ دل سے نکلتے ہیں
بت لیلی ادا جس طرح محمل سے نکلتے ہیں
دلوں کی خیر ہو یارب کہ کچھ کوچے سے نکلتے ہیں
ہم آغوش تم شمشیر قاتل سے نکلتے ہیں
مری صحرا نوردی سے غذر مانگا نہیں کرتے
سر افرازی کا خلعت یار کی محفل سے نکلتے ہیں
جنھیں اپنی طرف کھینچے ہوئے ہو جذب کامل
جو آنسو رات بھر چشم عنادل سے نکلتے ہیں
اثر ہوتا ہے ظاہر سوز باطن کا یہ وقت میں
زرد و داغ زمین پید سلاسل سے نکلتے ہیں
جو تیرے ہر زمیں جلتے بھی ہیں وہ اف نہیں کرتے
یہ کانٹے راحت داغ منزل سے نکلتے ہیں
وہ جاہے پھول سے سوکھے ہوئے اپنے داغ دل
بھلا ارمان تو کب زیست میں دل سے نکلتے ہیں
کلیجے جو سنبھالے اُسکی محفل سے نکلتے ہیں
مری باتوں میں بوسہ کی طلب کیوں ہیں ہجو
کہ ہر ہر گام پر نالے سلاسل سے نکلتے ہیں
لہو ہوتے رہے تا زیست جو ارمان ہیں قاتل
کہیں وہ تیر بھی بیچارہ گر دل سے نکلتے ہیں
اثر اُلفت کشیدہ خاطری کا اُنکی دکھلاتا
کہ چھالے پھوٹ کر شعلے مرے دل سے نکلتے ہیں
گلے ملنے کی امیدیں برائی ہیں دم آخر
کہاں شکوے زبان شمع محفل سے نکلتے ہیں
کسی کو ڈھونڈھنے وقت میں پیدا کے
ہم اُسکی انگشائی لے کے محفل سے نکلتے ہیں
وہ نالے آرزو رکھا ہیں نرخ ضبط سے کیونکر　　جو ہو ہوکر پریشاں تنگی دل سے نکلتے ہیں

غرضکہ خوب ملکہ برق کو محظوظ کیا اب آفتاب نکل آیا عمرو نے کہا کہ ملکہ بس تم جاؤ میں کوکب حرامزادے سے سمجھ لونگا برق جادو نے کہا خواجہ تمھاری اتائی سے بعید ہے کہ مجھے تم رخصت کیے دیتے ہو لوگ نہ بدنام کرتے تو بدنام کرینگے کہا جب جو برق جادو اکیلی پھر آئی اور کوکب کو نہ مارا بغیر اسے مارے میرا جانا مناسب نہیں ہے اب تم ایسی کچھ تدبیر کرو کہ کوکب جادو گنبد سے باہر آئے تو میں جل میں کے سے ماروں عمرو نے کہا کہ اچھا اور تمام اسباب اُٹھاکر زنبیل میں ڈال لیا برق جادو تو طلس پر سوار ہوکر ایک درخت چنار پر جا بیٹھی اور عمرو وہاں سے فکر کرتا ہوا چلا قریب قلعہ کے پہونچکر بیٹھا اور مراد ڈھونڈھنا شروع کیا دیکھا کہ ایک گھسیارا مصیبت کا مارا گھاس چھیل چھیل کر جمع کر رہا ہے عمرو اُسکے پاس آیا دو اشرفیاں زنبیل سے نکال کر مصری کی بنی ہوئی اُسے دیں کہ تو جاکر دیوار قلعہ کی چھوکر چلا آ میں نے یہ دونوں اشرفیاں تجھے دیں وہ بخت لالچ میں آکر اشرفیاں لے کر قلعہ کی طرف دوڑا خندق کے قریب پہونچا تھا کہ آواز مہیب پیدا ہوئی اور گنبد سے ایک ستارہ ٹوٹ کر اُسپر گرا کہ وہ جل کر خاک ہو گیا عمرو یہ حال دیکھکر کانپ گیا لیکن بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک ساحر اُسی قلعہ میں سے نکلا کہ ایک تھال سونے کا اُسکے ہاتھ میں تھا جس میں اسباب سحر لگا ہوا تھا جہاں سے کہ وہ ستارا ٹوٹ کر گرا تھا وہ جگہ خالی تھی اُسی مقام پر ایک گولی موم کی بناکر رکھی کچھ پڑھکر اُسپر دم کیا کہ وہ مثل ستارہ کے چمکنے لگی

عمرو گلیم اوڑھے ہوئے ہمراہ لیں کہا کوکب جادو یہی ہے برق جادو کہ رات جو بکی جاگی ہوئی تھی آنکھیں بند کیے ہوئے پڑی ہوئی
تھی عمرو نے ہوشیار کیا کوکب جادو کو دکھایا احوال اُس آدمی کے جلنے کا بیان کیا برق جادو نے نفس لوح پر آسمان
کی طرف اُڑایا اور اس گنبد قلعہ سے بلند ہوتی سر پر کوکب جادو کے بالائے ہوا قائم ہوئی کوکب جادو ستارہ دکھانے کو
اُٹھا تھا کہ تاوہ ہیں جادے کہ برق جادو نے ہاتھ کو جنبش دی کہ صدا اگڑگڑاہٹ کی ہوئی اور بجلی چمک کر کمر پر کوکب
جادو کے گری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اک غلغلہ ہوا جہان تاریک ہوگیا خاک اُڑی آندھی چلی بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی
ہوئی دیکھا کہ نعش ایک جادوگر کی پڑی ہوئی ہے نہ وہ گنبد ہے نہ قلعہ ہے نہ خندق ہے دریا کا کنارہ صاف معلوم ہوتا ہے برق
جادو اور عمرو پھر کر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوئے لیکن عمرو نے کپڑا اور اسباب کوکب کا جو لیا تو برق بہت خفا
ہوئی کہ تیری خست کی حد بھی ہے عمرو نے کہا بی بی مال موذی نصیب غازی تم بڑی بیوقوف معلوم ہوتی ہو یہاں امیر لشکر
منتظر بیٹھے تھے کہ عمرو اور برق دونوں یہ کوکب جادو کا لیے ہوئے پہونچے اور تمام حال بیان کیا امیر نے بہت تعریف
برق جادو کی کی اور خلعت دیا بعد اُسکے عمرو سے بزبان عربی کہا کہ خواجہ کہو رات بھر تمنے خوب مزے کیے معشوق
بغل میں تھی عمرو نے جواب دیا کہ حمزہ بس تیری بدگمانی سے پناہ ہے امیر نے کہا کھاؤ تو ہمارے سر کی قسم عمرو نے دونو ہاتھ سر پر
رکھ دیا کہ سوا باتیں سی بیٹھے رہے اور کچھ نہ تھا لیکن عمرو نے جو امیر کو خوش دیکھا ذکر قمرزاد کا چھیڑا کہ حمزہ وہ اژدر کہ قد موسوی
رکھتا ہے فرمایا کہاں ہے عرض کیا اجازت ہو تو لے آؤں ارشاد ہوا کہ اچھا لاؤ عمرو لشکر سے باہر آیا وہ دیو کہ قمرزاد نے عمرو
کے پاس متعین کیے ہیں ایک یوں ہر وقت پوشیدہ حاضر رہتا ہے وہ عمرو کو اُٹھا کر قمرزاد کے پاس لایا قمرزاد عمرو کو دیکھ
اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ عمرو جان آپ مجھکو بھول گئے تھے کہا کہ کبھی میں تجھ سے کہ گیا تھا کہ موقع دیکھکر ذکر تمھارا حمزہ سے کرونگا اب
اسوقت میں نے دیکھا کہ حمزہ خوش ہے ذکر تمھارا کیا اب چلو میرے ساتھ اُسی وقت قمرزاد اُٹھ کھڑا ہوا عمرو کے ساتھ
تخت پر بیٹھکر بارگاہ صاحبقرانی میں آکر قدمبوسی حاصل کی امیر نے گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ تم لشکر اپنا ہمارے
لشکر سے دور صحرا میں اُتارو قمرزاد نے لشکر اپنا بہت دور اُتارا آپ خدمت صاحبقران میں حاضر رہا

اب داستان عجائب بیان سنگ بحر عیاری کی مارنا ساحر شمشش کو دریا میں جاکر گذارش ہوتی ہے

راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہیں کہ صاحبقران نے فرمایا صاحبو خواجہ اور ملکہ برق جادو
نے تو کوکب جادو کو مارا اب دریا کا کنارہ بھی صاف معلوم ہوتا ہے اب تدبیر کرنا ساحر شمشش کی ضروری ہے اسواسطے
کہ اگر یہ ایام نحس میرے گذر گئے تو پھر وہ مارا نہ جائیگا سب نے عرض کیا کہ شہریار ہم سب ملکر ساحر شمشش سے
نہیں لڑ سکتے ایک یہی انگلی زبردستی ظاہر ہے کہ جانور جو اُسکے سحر کے بنے ہوئے ہیں پھنسنے ہر چند سعی کیا لیکن وہ
آج تک نہیں مٹے یہ ہمسر سامری ہے ساحر کی مجال نہیں ہے کہ اس سے سامنا کرسکے ہم سے ساحر شمشش کا کچھ
نہو سکیگا جو کچھ ہوگا خواجہ سلامت سے ہوگا امیر مخاطب ہوئے عمرو کی طرف فرمایا کہ خواجہ سوا تمھارے
مارنے والا ساحر شمشش کا کوئی نہیں ہے عمرو بولا کہ حمزہ ساحر شمشش ساحر ہے میرا اُسکا مقابلہ کیا دوسرے یہ کہ وہ دریا میں
رہتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ میں دریا سے کسقدر ڈرتا ہوں کہ کشتی کو کچلول ملک الموت جانتا ہوں مجھ سے کچھ
نہو سکیگا اُسی وقت صاحبقران نے رقعہ ایک کروڑ اشرفیوں کا لکھکر بھری بارگاہ میں پھینکا کہ جو ساحر شمشش کو
مارے یہ کروڑ اشرفیاں اُسکی ہیں اور لوٹ شہر فرعونیہ کی اُسے معاف ہے عمرو نے وہ رقعہ تو اُٹھا لیا اور کہا کہ
حمزہ صاحبقران یہ بھی ساتھ ہی شرط ہے کہ جس جس سردار کو میں چاہوں اپنے ہمراہ لیتا جاؤں اور جو
جانے میں انکار کرے تو لاکھ روپیہ جرمانہ دے امیر نے وہ نوشتہ بھی سر مہر کر دیا عمرو کے دینے ہاتھ سے تو

رقعہ لیا اور باچھین ہاتھ سے ہاتھ امیر کا پکڑا کہ اُٹھئے میرے ساتھ ہو جیئے فرمایا کہ مسخرہ بن ہو میرے ساتھ دغا کرتا ہے تو
میرا وہان کیا کام ہے عمرو بولا اگر آپ کو انکار ہو تو کوئی اور کام ہے کو اقرار کرنا اور جرمانہ داخل کیجیے اب مین ہرگز
نجاؤنگا اور کسی کو بھیجیے کیا ساحر مشمش کا مارنا ہنسی ٹھٹھا ہے امیر یہ بات سنکر اٹھ کھڑے ہوئے کہ اچھا بھی چلو مین تمہارے
ساتھ ہون بعد اسکے عمرو نے کرب غازی اور بدیع الزمان اور علمشاہ رومی اور قمرزاد کو ساتھ لیا کسی نے انکار
نہ کیا عمرو نے قمرزاد سے کہا کہ تم لشکر ساتھ لیکر پہلے جاکر دریا پر اُترو اور نشان بتادیا کہ فلان مقام پر اترنا قمرزاد
تو لشکر ساتھ لیکر روانہ ہوا عمرو نے عیارون مین صرف مہتر قران کو ساتھ لیا بادشاہ اسلام کو وہین چھوڑا صاحبقران
نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر فرعون معرکہ آرائی کرے تو سکندر فرخ لقا چوگان ہاشم وغیرہ موجود ہین اُنسے
لڑینگے اور عمرو نے چالاک کو اپنی صورت بناکر اپنا قائم مقام کیا اور برق جادو کو ہمراہ لیا باقی ساحرون کو
وہین چھوڑا اور کنارہ دریا کا راستہ لیا امیر عمرو سے ہنستے آتے ہین از نوا جہ برق جادو سے خوب پالش کیا عمرو بولا
حمزہ کب کسدن یہ طوفان اچھا نہین کیون تو کسی کو بدنام کرتا ہے امیر نے فرمایا جب تم کوکب جادو کے مارنے کو
گئے تھے برق کو ساتھ لیگئے تھے عمرو بولا حمزہ وہ علیحدہ تھی مین کہین اُس سے دور تھا امیر نے کہا کہ تھا تو تم
اُسوقت عمرو نے مفصل حال بیان کیا غرض کنارے دریاے محیط اخضر و قلزم کے پہونچے وہان پہ قمرزاد نے
پہلے سے استادہ کر دار کھا تھا اُسمین داخل ہوئے کھانا کھاکر آرام کیا صبح کو اُٹھے نماز پڑھی دعا مانگی اور کنارے دریا کے
لنگر آب بین کو ہاتھون مین لیکر دریا مین پھینکنا شروع کیا کہ کہین ساحر مشمش نہنگ کی صورت بنا ہوا ہو تو دکھائی دے کسی کو
نظر نہ آیا آخر سب مجبور ناچار وہان سے اُٹھکر چلے آئے عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ حمزہ مجکو ناہید نے یہین کا پتا دیا تھا حال
جہان سے خوب دیکھا ادھیان ساحر مشمش کو مین نہین معلوم ہوتا امیر نے فرمایا کہ مین لشکر مین جاکر فرعون کو مارونگا پھر
حال ساحر مشمش کا بھی معلوم ہو جائیگا عمرو نے کہا حمزہ وہان بھی تو ساحر مشمش نے طلسم باندھ دیا ہو جسمین پانچ در شہر
گری ہوئی ہین کہ شہر فرعونیہ مین کوئی جا نہین سکتا جب تک ساحر مشمش نہ مارا جائیگا کچھ نہ ہوگا فکر قتل ساحر مشمش
کی مقدم ہو فرمایا سوا تمہارے اور کسی سے فکر اُسکی نہ ہو سکیگی عمرو نے کہا ایک شرط سے مین اُسکو مارنے دریا مین جاتا
ہون کہ برق جادو کا عقد میرے ساتھ ہو جائے امیر نے برق جادو کو الگ لیجا کر خوب سمجھایا اُسنے عرض
کیا کہ مین کنیز ہون راہ اسلام مین جان تک میری کام آئے تو نثار کرنے کو موجود ہون مگر اسمین شرط یہ ہے کہ چاہ الماس
کے خراج سے سروکار نہ رکھیے امیر نے عمرو سے کہا جو تم چاہتے ہو وہ تو برق جادو نے قبول کیا بشرطیکہ تم چاہ الماس کے
حاصلات سے خبر نہ ہو عرض کیا کہ غلام کو منظور ہے غرض دونون طرف سے نوشت و خواند ہوئی کاغذ پہ شاہدون کی
مہرین ہو گئین ایک کاغذ عمرو کے پاس رہا ایک برق جادو کے پاس اب عمرو دریاے فکر مین غوطہ زن ہوا بعد دیر کے
ایک تدبیر خیال مین آئی اُسی وقت نجارون کو لشکر سے بلاکر انکو نقشہ بناکر دیا کہ اس صورت کا صندوق بناکر تیار کرو کہ
دریا مین پڑے تو مچھلی کی صورت معلوم ہو نجارون نے علیحدہ قنات کھڑی کروا کر اُسمین بیٹھکر صندوق مچھلی کی صورت کا بنایا
اور چار طرف اُسکے چار آئینے لگوائے آب بین کہ اُسمین سے حال پانی کے اندر کا مفصل معلوم ہوا اور دونون طرف اُسکے منہ بند
کے دو سوراخ ایسے رکھے کہ اُسمین سے آمد و رفت ہاتھ کی بخوبی ہو اور اُن سوراخون پر بھی آئینے نصب کروا کے اور
درزین اُسکی موم سے بند کروا دین کہ پانی اُسمین سرایت نہ کرسکے جب وہ صندوق تیار ہوا نجار لیکر آئے عمرو نے رنگسازون
کو بلا کر کہا کہ اسپر رنگ ایسا پھیرو کہ مچھلی مین اور اسمین فرق نہ معلوم ہو رنگسازون نے ویسا ہی رنگ پھیرا اب عمرو نے
امیر سے کہا کہ حمزہ غلام رخصت ہوتا ہے عفو تقصیرات کا امیدوار ہے کہ موت زیست سب کے ساتھ ہے خدا جانے زندہ پھر آنا ہو یا نہ ہو

امیر دوڑکر عمرو سے لپٹ گئے اور فرمایا خواجہ ہرگز تم جانے کا ارادہ نہ کرو بھی مرگ انبوہ جشنے دارد جو سب پہ گذریگی وہ تم پر بھی
گذر جائیگی عمرو نے رو کر کہا کہ حمزہ یوں جان دینے سے حاصل کیا ہاتھ پیر ہلاکر کیوں نہ مرین شاید مدد پروردگار ہو کر وہ
حرامزادہ ہاتھ آ جائے بس میرے واسطے دعا کیجیے کہ مین فتحیاب ہوں عمرو کی باتوں پر کلیجے شق ہوتے تھے کرب و
بدیع الزمان و علمشاہ سب لپٹے ہوئے روتے تھے غلغلہ حشر انگیز برپا تھا آخر عمرو نے کھانا پانی کئی دن کا اپنے پاس
رکھا اور سب سے رخصت ہوا برق جادو بھی آبدیدہ ایک طرف کھڑی تھی اُسے بھی امام ضامن بازو پر عمرو کے باندھا کہا
رکھا کو سپرد کیا ہے عمرو صندوق کھولکر اندر گھس گیا اور دونوں ہاتھ سوراخ سے باہر نکالے اور کمند اصفائے باصفا
کا ایک سرا صندوق میں پکڑ کر ہاتھ میں لیا دوسرا سرا امیر کے ہاتھ میں دیا اور ایک چرخی کھڑی کروائی امیر سے کہا کہ
اب صندوق میرا اُٹھا کر دریا میں پھینکدو اور بعد میرے ناموس میرا تباہ نہ ہو میں آپ کے سپرد کرتا ہوں امیر
صندوق کو گلے لگائے رو رہے تھے کرب وغیرہ بھی لپٹے ہوئے رو رہے تھے کہ عمرو نے امیر سے کہا اے شہریار اب
زیادہ مجکو علائق میں رسوا نہ کیجیے کہ عمرو ساحر ششمش کی فکر میں جاتا ہے صندوق میرا اسی چرخی پر سے دریا میں ڈالدیجے
اور سرا کمند کا اسی رہٹ پر باندھ دیجے جب کمند کو جنبش ہو آپ جانیے گا کہ مین نے ساحر ششمش کو پکڑا اسی وقت
کمند کھینچ لیجے گا یہ کہکر دروازہ صندوق کا بند کر لیا اور کمند سے معجزہ طلب کیا کہ اے کمند تو دراز ہو جا امیر نے صندوق
عمرو کا رہٹ پر سے دریا میں پھینکا مگر آنکھوں سے آنسو جاری تھے سرا کمند کا لیے ہوئے انتظار میں بیٹھے تھے آنکھیں
لگی ہوئی تھیں کہ جب عمرو کمند ہلائے تو اُسے کھینچیں لیکن وہ نہنگ بحر عیاری اُس بحر بلا میں صندوق میں بیٹھکر
تلاش میں ساحر ششمش کے روانہ ہوا اور صندوق میں کل لگائی تھی کہ جس طرف دل چاہیے کل کے زور سے صندوق
کو پھیر لیجیے غرضکہ تین روز تک عمرو تلاش نہنگ کی کیا کیا تہ زمین تک ڈھونڈھ مارا کہیں پتا ساحر ششمش کا نہ لگا
دل میں کہا کہ اے عمرو نا امید نے تیرے ساتھ دغا کی کون اپنے گھر کی بربادی چاہتا ہے اور نہیں تو ساحر ششمش انسان
ہے اور انسان کا کیا مقدور ہے کہ اس گرداب بلا میں زندگانی کرے یہی باتیں اپنے دل سے کر رہا تھا اور آئینہ آب میں
سے چار طرف دیکھ رہا تھا کہ یکایک دریا متلاطم ہوا دیکھا کہ بڑی بڑی مچھلیاں بھاگی چلی آتی ہیں اور پانی صاف
ہوتا جاتا ہے اور پانی کی موجیں اُٹھنے کا غل ہے اور یکا یک شعلہ ہائے آتش اڑتے معلوم ہوتے ہیں عمرو گھبرایا کہ یہ پانی میں
کیسی آگ لگی ہوئی ہے لیکن خیال کیا اور سمجھا کہ یہ مقرر آمد ساحر ششمش کی ہے کنارے ہو کر دیکھنے لگا کہ ہوا تیز چلی پھر
دیکھا کہ لکہ ابر درہ کوہ سے نکلے چلے گئے بعد اُسکے دیکھا کہ ایک نہنگ عظیم کوئی دو سو گز کا قد اور تمام بدن منقش اور
سر پر ایک بڑا سا سینگ مُنہ سے شعلہ ہائے آتش نکلتے ہوئے چار طرف دریا کے سیر کرتا ہوا نکلا عمرو نے اپنے دل میں
کہا یہی ساحر ششمش ہے صندوق کی کل کو پھیر ابرابر اُس نہنگ کے گیا اور کمند اصفائے باصفا کا حلقہ بناکر شاخ
میں نہنگ کی مارا اور کھینچا کہ کمند شاخ سے گذر کر گلے میں اُس نہنگ کے آئی اور مضبوط ہوئی ساحر ششمش حیران ہوا کہ
یہ کیا بلا مجھپر نازل ہوئی چاہا کہ اُسے توڑے وہ کب ٹوٹتی ہے جو جو زور کرتا ہے گلے میں پیوست ہوتی جاتی ہے سانس تنگی
کرنے لگی تڑپنے لگا عمرو نے کمند کو ہلایا یہاں امیر ہر وقت اُس کمند کو دیکھا کرتے ہیں رہٹ کے سرے میں کمند بندھی
ہے کھانا پینا سونا جاگنا سب اسی مقام پر مقرر کیا ہے جب تین شبانہ روز گذرے اور کمند کو حرکت نہ ہوئی امیر کو
وہم ہوا کہ شاید عمرو گھٹ گھٹ کر مر گیا یا کوئی اور آفت پڑی بس چیخ مار کر عمرو کے لیے رونے لگے اور کہتے تھے کہ اے
حرز بازوے اسلامیاں و اے ہیکل بازوے صاحبقران اے انیس و مونس حمزہ و اے عاشق و معشوق حمزہ
واسطے خدا کے صورت اپنی مجھے دکھا کہ اب مجھ میں طاقت تیری جدائی کی باقی نہیں ہے اور اس حالت

اضطراب میں چاہا کہ دریا میں گر پڑیں کہ جہاں میرا یار گیا وہاں میں بھی جاؤنگا کرب و بدیع الزمان و علمشاہ چلے
اور کہا کہ ای شہریار جلدی نہ کیجیے اُدھر برق جادو روتی ہی اور کہہ رہی ہی کہ افسوس فلک نے مجھکو بے وارث
کر دیا ہمارا چاہنے والا نہ رہا غرضکہ کنارے دریا کے ایک قیامت برپا تھی کہ دیکھا کمند کو حرکت ہوئی غل ہوا کہ کمند ہلی
امیر تو عاشق ہیں عمرو کا راستہ دیکھ ہی رہے تھے بمجرد حرکت کے پکڑ کر کمند کو کھینچنا شروع کیا ایک ساعت بھر میں
صندوق عمرو کا پشت پر سے ہو کر زمین پر گرا امیر دوڑ کر لپٹے کرب و بدیع الزمان وغیرہ بھی لپٹے ہوئے تھے
عمرو صندوق کھولکر باہر آیا صاحبقران کے قدموں سے لپٹا امیر عمرو کو گلے لگا کر رو دیے کہا خواجہ اگر آج تم
نہ آتے تو میں دریا میں کود پڑتا اپنی جان دیتا عمرو بولا کہ ای شہریار میں تلاش میں عیاش کافر غدار لیئے ساحر متمش
کے فرمانے پھر کچھ پتا لگا عرض کیا کہ ای شہریار میں کمند میں باندھ کر اسے چھوڑ آیا ہوں حمزہ اتنا بڑا نہنگ ہیبتناک کبھی
نہ دیکھا تھا دو سو گز کا تو اسکا قد ہی اور کوئی پندرہ یا بیس گز کی شاخ اسکے سر پر ہی رستم دیکھے تو زہرہ آب ہو جائے آدم
میں اسکی بڑے بڑے نہنگ گھڑیال سونس مگر وغیرہ بھاگے جاتے تھے اور ابر کے لگے سا آگ کے شعلے منہ سے نکلتے ہیں جب
اسے میں نے دیکھا کانپنے لگا مگر میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ تیسرے دن تو اب اسکا پتا لگا ہی یہ چلا گیا تو پھر کاہے کو
ملیگا بس بے دل کو دلیر کر کے اسکے پاس اپنے صندوق کو لیگیا اور حلقہ کمند کا شاخ پر اسکی ڈالا اُسنے جھکولے تو پیچھے کھینچا
وہ حلقہ اسکے گلے میں بھی ہو گیا جب وہ گرفتار ہو چکا تو تڑپا اور بھاگا میں نے کمند سے معجزہ طلب کیا کہ ای کمند تو دراز ہو جا
جہاں تک یہ بھاگے تڑپے ہو جا اب گرفتار تو میں کرچکا کھینچنا آپ کا کام ہی اُسے کھینچ لائیے کیونکہ آپ صاحبقران ہیں
میں دبلا پتلا ہوں امیر نے سرداروں سے کہا کہ تم بھی کھینچو زور کرو بس علمشاہ کرب بدیع الزمان قمرزاد سب نے باری باری
کھینچا کسی سے نہ کھنچا اسکے بعد خود امیر نے خدا کو یاد کر کے زور کیا دو چار ہاتھ کھینچا پھر تڑپکر نکل گیا کئی زور صاحبقران
نے کیے دو چار ہاتھ کھینچا پھر زور کر کے چلا گیا اب صاحبقران نے علمشاہ کرب بدیع الزمان وغیرہ سب کو شریک
کر کے زور کیا لیکن ساحر متمش ایک پہاڑ میں لٹکیا تھا ایک ہاتھ بھی نہ کھنچا آخر سب عاجز ہوئے امیر نے فرمایا خواجہ
تمہیں کھینچو گے تو کھنچیگا عمرو بولا کہ حمزہ مجھ میں اتنا زور کہاں مگر روپیہ ہو تو میں کھنچوا دوں امیر نے پانچ ہزار تومان عمرو
کو دیے اسوقت عمرو نے کمند ہاتھ میں لی اور معجزہ طلب کیا کہ ای کمند تو گز بھر کی ہو جا سب کہتے تھے کہ کمند جو ایک مرتبہ
کھنچی تو ایک نہنگ عظیم الشان اسکی چرخی پر سے ہو کر چرخ کھاتا ہوا زمین پر گرا کہ زمین پر غار ہو گیا اور سب نے جو نہنگ کو
دیکھا خائف ہوئے کہ وہ نہنگ مانند ماہی بے آب کے تڑپ رہا تھا اور زمین اسکے تڑپنے سے شق ہوئی جاتی تھی گلا تو
کمند میں پھنسا ہوا تھا مگر نتھنوں سے پھنکار مارتا تھا کہ شعلہ آگ کا نکلتا تھا از بسکہ کمند معجزے کی تھی نہ جلتی تھی نہ ٹوٹتی
تھی اور گلے میں نہنگ کے پیوست تھی پھر بھی تک وہ تڑپا آخر کو سست ہوا ایک سرا کمند کا عمرو کے ہاتھ میں دوسرا
سرا نہنگ کی گردن میں جب نہنگ سست ہوا عمرو نے کہا کیوں حرامزادے متمش جادو تو نے مجھے بڑی محنت
لی دیکھا کیونکر پکڑا اچھا حرامزادے تو سمجھا تھا کہ عمرو پانی سے ڈرتا ہی نہ آئیگا میں تیرے لیے آگ بن جاتا اور
تو نے وہ جانور جو سحر کے بنا کر بھیجے سب کا ناک میں دم ہی گو دعا لشکر حیدر کا ہو گیا ہم تو عاجز ہو کر تجکو پکڑ سکنے کو دیکھا
کسی طرح جان میں بچی مگر خدا نے فضل کیا کہ ہاتھ لگ گیا اور حرامزادے دیکھ تجھے کسطرح مارتا ہوں عمرو کلمات طعن آمیز
کہہ رہا تھا اور وہ سن رہا تھا جواب دینے کی تو قدرت بھی نہ تھی گلا کمند میں پھنسا نفس و رگنفس پیچیدہ تھا چپکا اسکا صورت
دیکھ رہا تھا یقین مرگ ہو گیا تھا عمرو نے امیر سے کہا آپ کچھ کیا ہی قتل کیجیے اس حرامزادے کو امیر نے دلاوروں
سے کہا کہ یارو اس کافر کو کمند ٹکڑے ٹکڑے اور ریزے ریزے کر دو یہ سنتے ہی علمشاہ رومی بدیع الزمان کرب دلاور

تھم کر دو تلواریں کھینچ کھینچ کر گرے آن واحد میں صد ہا تلواریں زنگ گئیں مگر رو ئیں تن عاشنین بدن پر ایک خط تک نہ آیا
جو تلوار پڑی ایک پلٹی امیر نے خود تیغہ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا کچھ نہ ہوا روکتا تک نہ کٹا جو تلوار پڑتی تھی سماوی
ہنستا تھا اور اب اسکے اور رخنہ بھر اور حرکت باقی رہ گیا اسنے اپنے جسم ظاہری کی تدبیر کر لی ہو کوئی حربہ اثر میں کارگر نہ
یہ سمجھے ہوئے ہو کہ آغاز زمانہ گذرا اور میں جیتا پھر میری موت نہیں ہو لیکن امیر یا تو تم نے مجبور ہو کر عمرو سے فرمایا کہ
خواجہ تمہیں اسے مارو گے تو مریگا عمرو نے کہا حمزہ رشوت مجھے دو ون تو ملک الموت کو بلاؤں صاحبقران نے فرمایا
کیا واہیات بکتے ہو ملک الموت نے بھی کہیں رشوت لی ہو مگر تم اسکی قبل کر دانی یا اسکا اقرار تو ان بچے تو عمرو نے کہا بھی
جا چاہتا ہوں امیر نے روپئے منگوا کر عمرو کو دیے عمرو نے روپئے تو نذر زنبیل کیا اور نیزہ سا کر جالنکالا آگ جلوا کر سیسہ
اسپر گرم کیا جب سیسہ خوب پگھلا عمرو واپس کر کے کو اٹھا کر منہ کے برابر سنگ کے لایا سنگ نے منہ بند کر لیا عمرو نے
ہتھوڑا اوڑ دی نکالکر جو منہ پر مارا چوکا دانتوں کا ٹوٹکر حلق کے اندر جا رہا ایک سوراخ بن گیا عمرو نے سیسہ اسمیں ڈالدیا
بس سیسہ کے اسما احشا رو دے پر دے جلکر خاک ہو گئے بس تڑپنے لگا ایک چارگھڑی تڑپا آخر کو جہنم واصل ہوا ایک آندھی
چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا سنگباری ہوائی اولا برسا کیا بعد پہر کامل کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ساحر شمشش
بود. بیروں نے اسکے بہت خاک اڑائی لیکن کچھ تدبیر نہ ہو سکی خاک اڑا کر چلے گئے اب جو روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر جسیم لاش
مرا ہوا پڑا ہے سلاخ شیشے کی جوڑ رونکے درمیان سے گذر گئی ہے بال سر کے پیروں تک ہیں اور سیاہ فام ہے قد بھتا لیس آرنج کا ہے
تنگ کھاروے کا بندھا ہے بت خانہ سے کسی تک بندھے ہیں عمرو نے دیکھا کہ بت چاندی سونے کے جواہر نگار ہیں کھولکر زنبیل
کر لیے بعد اسکے امیر نے حکم دیا کہ لاش کو اسکی پائے فیل میں بندھوا کر آگے سواری کے لیچلو امیر نے عمرو کو خلعت لیکر عنایت کیا کہ
آج تک کسی کو ہندایا تھا برق جادو نے کہا کہ خواجہ وہ کام تم نے کیا ہے کہ کسی سے نہ ہو سکتا شعر غیر تو کس را نبود دسترس ؎ آنچہ تو کر
دی نکند ہیچ کس ؎ خواجہ ہم ساحر تھے لیکن ہمارا حوصلہ نہ پڑا کہ ساحر شمشش کو ڈھونڈھتے یا اُس سے سامنا کرتے یہ دل جگر تمھارا ہی
تھا عمرو نے کہا بی بی یہ سب تمھاری خاطر سے میں نے کیا غرض حمزہ صاحبقران لاش ساحر شمشش کا پائے فیل میں بندھوا
لیکے روانہ ہوئے مع لشکر اسلام کا کیا مگر بیان شہر فرعونیہ کا حال سنیے کہ ادھر تو ساحر شمشش مارا گیا اُدھر شہر فرعونیہ میں
زلزلہ ہوا گنبد مینائی کہ جہاں ہوکر اڑ گیا اور وہ جھنڈا بیان کہ ایک یک علم معلوم ہوتا تھا وہ کاغذی پیرہن بنکر رہ گئیں اڑکے
اسکے لوٹ کر لیکے تختیا رنگ نے وہ تاریکی اور زلزلہ جو دیکھا فرعون سے کہا کہ ساحر شمشش مارا گیا فرعون پکارا او رسواف
کیا واہیات بکتا ہے خبردار ایسی بات پھر منہ سے نہ نکالنا نہیں تو مار ڈالونگا بعد دو گھڑی کے خبر آئی کہ گنبد مینائی کہ جہاں ہو کر
اڑ گیا اور وہ جھنڈیاں کہ ایک یک علم معلوم ہوتی تھیں وہ کاغذ کی ہو گئیں ٹر کے لوٹکر لیکے تختیا رنگ یہ سنتے ہی تاؤ دینا اپنے
لگا فرعون حیران پریشان کہ یہ کیا ماجرا ہو گا پھر ان سے خبر آئی کہ حمزہ صاحبقران نے ساحر شمشش کو مارا عمرو دو بار کے اندر
گھسکر اسے یکر ملا یا لاش اسکا پائے فیل میں بندھا ہوا حمزہ کے ساتھ آتا ہے یہ سنتے ہی فرعون تو جیتے جی مر گیا تختیا رنگ
نے کہا کہ میں نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا کس واسطے کہ جب ساحر مرتا ہے تو اسکی نشانی رہتی ہے غرض فرعون گلا اپنے
قصر پر بیٹھا اور تختیا رنگ سب اسکے پاس بیٹھے دیکھا کہ لاش ساحر شمشش کا پائے فیل میں بندھا ہوا ہے تب تو فرعون
نے بہت رونا پیٹنا وہاں سے اٹھا تمام شہر فرعونیہ میں ماتم برپا ہوا شہر بھر سیاہ پوش ہوا لیکن امیر داخل لشکر ہوئے
بادشاہ سے ملازمت حاصل کی تمام حال بیان کیا کہ خبر آئی وہ جو لوگ پتھر کے ہو گئے تھے وہ سب انسان ہو گئے
شگفتہ ہی انکی بلطف ہوئی فرمایا کہ یہ سب شعبدہ ساحر شمشش کے جادو کا تھا عمرو نے آکر بادشاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے تخت کو بوسہ
دیا تہنیت کہتی پناہ نے بہت بھاری خلعت دیا کہ اس عرصے میں پرچہ اخبار ماتم فرعون کا ساحر شمشش کے غم میں اد

احوال شہر فرعونیہ کا گذرانا کہ جھنڈیان تو شہر سے لوٹ لیگئے اور گنبد مینائی کہ ایک ایک اینٹ سونے اور چاندی کی
معلوم ہوتی تھی اب وہ اینٹین سنگ سرخ کی معلوم ہوتی ہین عمرو یہ اخبار پڑھکر بہت اخبار نویسون اور جاسوسون پر خفا
ہوا کہ کوئی ایسی خبر دہشت اثر لاتا ہی خبردار اب اسطرح کی خبر و سنانا انھون نے عرض کیا کہ انھین غلامون کا کیا قصور
ہی جو کچھ وہان ہوتا ہو ہم ٹھیک ٹھیک لکھتے ہین عمرو کو حول کے مارے دست آنے لگے برق جادو نے کہا کہ خواجہ
مین تمھین ایک گنبد مینائی کے عوض دو بنا دونگی عمرو نے کہا کہ مجھے مکان سحر سے کام نہین ہی مجھکو مطلب زر و مال سے
ہی غرض امیر نے عمرو کو بیس ہزار تومان دیے اور بادشاہ نے بھی خلعت و زر بہت سا عنایت کیا سردارون نے
بھی حسب لیاقت دیا امیر نے فرمایا خواجہ کہو اب تو غم نہین ہی عمرو نے کہا حمزہ غم تو کب رفع ہوتا ہی مگر خیر آنسو پچھ گئے
بعد اسکے امیر سب ساحرون کی طرف مخاطب ہوے کہ صاحبو تمھے اقرار اسلام لانے کا ساحر مشمش کے مارے جانے
پر تھا اب وہ عنایت خدا سے جہنم واصل ہوا اب تم سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہو سبنے عرض کیا کہ ہمین انکار کب ہی
امیر نے سب کو کلمہ تلقین کیا سب ساحر کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے امیر نے عمرو سے کہا کہ تیاری جشن کی کرو عمرو نے کہا ای
شہریار اسی جشن مین شادی غلام کی برق جادو کے ساتھ کر دیجے امیر نے برق جادو سے کہا اُسنے عرض کیا کہ مین کنیز
ہون مجھے عذر کب ہی غرضکہ جشن ہوا اور شادی عمرو کی برق جادو کے ساتھ ہوئی امیر نے نکاح خود پڑھا عمرو وصل سے
برق جادو کے کامیاب ہوا بعد اسکے تمام ساحرون کو امیر نے رخصت کیا سب اپنے اپنے ملک کو گئے ملکہ مہتاب
جادو قبطاس کوہ کو روانہ ہوئی مہروق کہ شیردیہ کے باعث سے بیوہ تھی وہ ساتھ امیر کے رہی برق جادو نے
عرض کیا کہ کنیز چاہ الماس کو جائیگی یہان زیر دست ہوکر رہا سے عمرو کی نہ رہیگی عمرو کا جب جی چاہیگا ملاقات کو
میری چلا آئیگا امیر نے فرمایا کہ ای ملکہ برق جادو کوئی قبائل عمرو سے تمسے کج خلقی نہ کریگا کیا مقدور کسی کا جو تمھین بری
نگاہ سے دیکھ سکے اسلیے کہ سب کو میرا بھی پاس خاطر ہی برق جادو نے کہا ای شہریار چاہ الماس کا بندوبست کون کریگا
فرمایا کہ اولوس حبشی کو بھیج دو برق جادو نے اولوس حبشی کو اپنا نائب کرکے روانہ چاہ الماس کیا برق جادو نے
پردہ نشینی اختیار کی لیکن حال فرعون کا سنیے کہ مرنے سے ساحر مشمش کے نہایت اُداس بیٹھا ہی کہ کیا کرون کیا نہ کرون کہ
بختیارک نے کہا یا خداوند فرعون شاہ کارخانہ آپ کی خدائی کا مشمش جادو کے دم تک درست تھا اب کیجیے کیا ہوگا
اگر خدا پرستون نے طبل جنگ بجوایا تو کون مقابلہ کریگا فرعون نے کہا ای بختیارک مین اپنے دوستون کو نامے لکھتا ہون
سب مدد کو آئینگے بختیارک نے کہا اگر یہ ارادہ ہی تو پہلے حمزہ سے چالیس روز کی مہلت مانگ لیجیے بعد اسکے اپنے مددگارون
کو نامے لکھیے فرعون نے کہا ای بختیارک مین نے کئی ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی حقیقت مین تو وزیر باتدبیر ہی
اُسیوقت دبیر سے نامہ لکھواکر عیار کے ہاتھ خدمت صاحبقران مین روانہ کیا یہان دربار جمع ہی سب سردار موجود
ہین خبر پہونچی کہ ایلچی فرعون کا آتا ہی فرمایا آنے دو ہمارے روبرو آیا مجرا کیا نامہ پیش کیا امیر نے نامے کو پڑھا لکھا
تھا کہ یا حمزہ صاحبقران مین چالیس روز کی مہلت آپ سے مانگتا ہون امیر نے اپنے ہاتھ سے پشت پر لکھدیا
کہ کیا مضائقہ ہی اور ای فرعون اب بھی ہوش مین آ دعوی خدائی کا ترک کر معبود حقیقی کو پہچان جتنے تیرے ملک ہین
سب تجھکو دیدونگا بلکہ خراج بھی نہ لونگا دیکھ تجکو بڑا بھروسا ساحر مشمش کا تھا اُسے عمرو نے کسطرح مارا جب قضا آئی ہی
پھر نہین ٹلتی ہزار پردون مین چھپے کیا ہو سکتا ہی یہی دلیل ہی خدا کے قادر مطلق ہونے کی غرضکہ بہت سے کلمات نصیحت آمیز
لکھکر نامہ عیار کو دیا اور خلعت سے سرفراز فرمایا وہ خوش خوش فرعون پاس آیا نامہ دیا فرعون مہلت پاکر بہت
خوش ہوا اور اسی وقت دبیر کو بلواکر حکم دیا کہ نامے ہمارے دوستون کو لکھو کہ لشکر حمزہ سے اور تمسے

مقابلہ ہو اور تمام پہلوان اور گردن کش مارے گئے ساحری کام آئے کوئی لڑنے والا باقی نہیں ہے اگر حق دوستی ادا کرنا ہو تو آفرین
اور بجز یک حال ہو کہ دوست وہی ہے جو برے وقت میں کام آئے شعر دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست در پریشان
حالی و درماندگی یہ نامہ لکھ کے بھیجتے ہی کہا کہ دیکھو تو یا تجھ پر یہاں ہو جلد اپنے کو ہم تک پہونچاؤ ایک نامہ پرویز
بن ہرمز کو بھیجا اور ایک نامہ زیور شاہ زرنگاری کو روانہ کیا اور ایک نامہ بدر بن زلازل کشتی کے پاس روانہ کیا
ایک نامہ صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کو لکھا اور جا بجا بہت سے نامے روانہ کیے آپ مصروف
عیش و عشرت ہوا یہ خبر صاحبقران کو پہونچی کہ فرعون نے ہر طرف نامے لکھے ہیں لوگوں کو اپنی مدد کے لیے بلایا ہے
فرمایا کچھ پروا نہیں ہے بندہ پروردگار [illegible] نہیں ڈرتا یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ باہر سے بارگاہ کے آواز نگونوں کی
بلند ہوئی عمرو نے کہا دیکھو تو عیار کہاں سے آئے ہیں کہ چوبدار باہر گیا آکر عرض کیا کہ ملک باختر سے عیار آئے
ہیں امیر نے فرمایا انھیں سامنے ہمارے لاؤ جب وہ سامنے آئے ہیں دعا و ثنا بجا لائے عمرو نے دیکھا کہ شبرنگ
بن قران و جالکوز بن قران ساتھ چند عیاروں کے آئے ہیں عمرو نے ہر ایک کو گلے سے لگایا نوازش کی اور
حال باختر کا پوچھا انھوں نے کہا کہ ایرج نے بڑے ظلم کیے ہیں کوئی شہر نہیں چھوڑا کہ جسے برباد نہ کیا ہو اور لوگوں کو
ایذا نہ پہونچائی ہو فرنگوشہ میں ترکیوں خاوریوں کو قتل کیا اختم بن جمشید آتشی شہید ہوا عنطلی آباد میں
ملکہ جادو کو عوجان دریا باری کے ساتھ منسوب کیا اس شیرزن نے عوجان کو بیجان کیا اور بھاگی ایرج
نے اسے ہفت درہ عنطلی آباد میں جا کر گھیرا اسد بن کرب غازی نے نقابدار نگر ملکہ جادو کو کشتیوں پر سوار
کر کے قلعہ ذوالامان کو روانہ کیا آپ لشکر ایرج پر شبخون مار کر چلا گیا بعد اسکے ایرج قلعہ ذوالامان کو حصار [illegible] پہونچا چاہا
کہ مال و خزانہ قبضہ میں کرے سر سنگ نگی نے بڑے بڑے کام کیے کہ مالک بن ملکوت شاہ کو پکڑ لیا ایرج
عیاری کر کے قلعہ میں گیا سب کو چھڑایا غلاموں کو آپ نے قتل کیا سر سنگ نگی بھی [illegible] شہید ہوا مال و
خزانہ آپ کا ایرج نے برباد کیا یہ خبر سنتے ہی عمرو نہایت غصے میں آیا امیر سے کہا کہ اے شہریار اگر جا کر باختر
میں اس بدذات کو سزائے معقول نہ دی ہوگی اور مال و اسباب اپنا نہ لیا ہوگا تو نام اپنا مہر عیاری [illegible]
ہوگا اس آفتاب پرست نے غضب کیا کہ کچھ میرا پاس و لحاظ بھی نہ کیا خوب اپنے میری استادی کا حق ادا کیا
حمزہ میں اب ایک دم یہاں نہیں رکنے کا امیر نے دیکھا کہ عمرو خزانے کے لٹنے کا حال سنکر ہوش میں نہیں رہا ہے فرمایا
کہ اچھا خواجہ جاؤ اور اپنا مال و اسباب لیکر اور سب کو اپنے ہمراہ لیکر جلد یہاں آؤ ان سب سے کہو کہ اگر اپنی
آزمائش کرنا ہو تو آئیں جسکو خدا دے وہ صاحبقران زمانہ ہو عمرو بولے کہ اے حمزہ ایسا ہی ہوگا سب کو شہر فرعونیہ
میں لاؤنگا غرض اسی وقت عمرو نے سامان سفر مہیا کیا اور ایک ایک سے رخصت ہو کر روانہ ہوا لیکن امیر بارگاہ
میں بیٹھے ہوئے تھے سرداروں کے سامنے سے گھوڑا دیے ہوئے سیر صحرائی کر رہے تھے کہ بیابان سے بگولا گرد کا اٹھا جب وہ گرد
غلطاں و پیچاں قریب آئی تو دل گرد سے ایک پیادہ سر برہنہ پیدا ہوا کر سامنے بارگاہ سلیمانی کے کھڑا ہوا لوگوں نے
اس سے پوچھا کہ تو کون ہے کہاں سے آیا اس نے کہا کہ شاطر ہوں عجیل ماہرو کا دربند سبقولیہ سے آیا ہوں عرضداشت
لایا ہوں امیدوار ہوں کہ مجھے سامنے صاحبقران کے لیچلو کہ جواب و سوال کر کے چلا جاؤنگا امیر نے خبر سنکر اسے بلا لیا اسنے
عرضی گذرانی امیر نے کھولکر اسے پڑھا دیکھا کہ سالم عرب و اتالیق عجیل ماہرو کا اسنے لکھا ہے کہ یا صاحبقران بعد ان
از دعاء [illegible] ماہرو [illegible] حاتم لقا کو کوچ کر گئے تابوت میں نے امانت رکھا ہے اور تمام مال و اسباب
نقد و جنس [illegible] ہو دیا کیا جائے اطلاعاً گذارش کیا گیا صاحبقران نے

یہ پڑھتے ہی ایک نعرہ کوہ شگاف کیا اور بیہوش ہو گئے پھر جو ہوش میں آئے آنکھوں سے آنسو جاری تھے نام
تحجیل یا ہیرو کا وردِ زبان تھا کہ ہائے بھائی تم ہمکو چھوڑ گئے اور ایسے گم ہوئے کہ پھر تمہیں نہ دیکھینگے اب ہم تمہیں کہاں
پائینگے غرضکہ خوب روئے خوب پیٹے بہت حالت تباہ کی تین روز تک سیاہ پوش رہے بعد اسکے ایک عیار کو بیتقونیہ
کی طرف روانہ کیا کہ جاکر تابوت تحجیل کا مکہ معظمہ میں ہونچاؤ اور ایک راوی روایت کرتا ہے کہ آپ قاسم کو امیر روانہ
باختر کرتے ہیں کہ تم جاکر مال و اسباب تحجیل کا اپنے قبضہ میں کرو اور ناموس کو اسکے قلعہ ذوالامان میں ہونچاؤ
اپنے ہمراہ لیجاؤ اور تابوت کو اسکے کعبۃ اللہ بھیجو قاسم حکم امیر سے روانہ ہوا بعد چند روز کے بیتقونیہ میں ہونچا تابوت
تو خانہ کعبہ کو بھیجا سالم عرب کو ساتھ کیا اور آپ ناموس و مال و خزانہ ساتھ لیکر قلعہ ذوالامان کو روانہ ہوا اثنائے راہ
میں ایک شخص کو آتے دیکھا اس سے پوچھا کہ کچھ حال ایرج کا جانتا ہے کہ وہ کہاں ہے اسنے جواب دیا کہ وہ نواحی
ذوالامان میں پڑا ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ شہر کو تباہ کرے قاسم نے کہا کہ سبب شہر کے تباہ کرنے کا کیا ہے اسنے کہا رسیدہ کے
شہر سے نکلا کر ایرج ملکہ لیلیٰ افروز پر عاشق ہو گیا ہے کہ اسکو اہل اسلام سے چھینے بس یہ کلمہ سنتے ہی جہان آنکھوں
میں تیرہ و تار ہو گیا [illegible] اور اسکے دو ٹکڑے ہوئے اور مال و خزانہ مع ناموس تحجیل اپنے
رفیقوں کے سپرد کیا کہ تم لیکر آنا میں یہاں سے جلد جاؤنگا اور آپ تنہا شارہ کو ساتھ لیکر روانہ ہوا خیال دل
میں کیا کہ جاکر اس ناشتاب پرست کو سزائے معقول اور گوشمالی دونگا۔

اب دو کلمے داستان داراب کشورکشا کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ داراب کشورکشا نے بدر بن زلازل پانچی کو پکڑ کے ملک سجان میں چاہ کے اندر قید کیا ہے اور داراب
شہر سجان سے کوچ کرکے برابر قلعہ سنگینہ ملک حرمان سے آیا ابرہن اور صاریخ بن ابرہن نے دروازہ بند
کر لیا داراب نے قلعہ کا محاصرہ کیا دوسرے روز پیغام بھیجا کہ اے ابرہن بہتر یہی ہے کہ خزانہ بدیع الزمان کا میرے
سپرد کرو اسنے جواب بھیجا کہ میں ایک بچہ ہوں سے زور [illegible] داراب یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور
چند روز رہا کہ کسی طرح قلعہ لوں کوئی تدبیر نہ چلی قلعہ ہاتھ نہ آیا [illegible] قلعہ پہاڑ پر تھا اور [illegible]
ہوئے رکھے ہیں راستہ تنگ ہے ایک سوار کے سوا دوسرا نہیں جا سکتا [illegible]
کہ خبر پہونچی بدر بن زلازل کو چھڑا کر لیگئی اور زیادہ ہوا [illegible]
نے منع کیا کہ ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا داراب ناچار و مجبور وہاں سے کوچ کرکے شہر زرین پر آیا [illegible]
بدیع الزمان کی طرف سے جمشید خورشید مالک ہیں اور طرید خان بن گنجاب سپہ سالار ہے [illegible]
داراب قلعہ سنگینہ سے ملک حرمان پر آیا تھا وہ قلعہ ہاتھ نہ آیا اور بدر بن زلازل کو پکڑا تھا وہ [illegible]
اب ادھر آتا ہے جلدی سے اسنے عرضی شاہزادہ نور الدہر کو لکھی کہ اے شہریار مالک [illegible]
ہے دست راسیوں سے داراب کو نکالا ہے ملک کو چک باختر کو چاہتا ہے کہ تمام علاقہ بدیع الزمان کا
کے ہاتھوں برباد کرے اور شہر زرین پر آیا ہے ہم میں اتنی قدرت و طاقت نہیں ہے کہ داراب سے مقابلہ کریں
جلد ہماری خبر لیجیے نہیں تو ہم سب مارے جائینگے اطاعت اسکی نہ کرینگے بس یہ عرضی لکھکر سربمہر کرکے عیار کو دی
کہ لیجاکر خدمت میں شاہزادہ نور الدہر کے پیش کرنا وہ عیار عرضی لیکر روانہ ہوا پائے شاطری مارتا ہوا اڑا ہوا
چلا جاتا تھا قضائے کار اتفاقات روزگار غضنفر بن اسد کا دامنہ کوہ میں پڑا ہوا تھا [illegible]
ہوا سیر صحرا کی کر رہا تھا کہ دیکھا ایک عیار کمال چستی و چالاکی سے چلا جاتا ہے فولاد بن شہاب سے [illegible]

اس عیار کو بلاؤ ملک سنجان کی طرف سے آیا ہی خدا جانے کہان جاتا ہی وہ گھوڑے پر سوار ہوکے دوڑا عیار کو روکا
کہا چلو تمکو ہمارا غضنفر بن اسد تمکو بلاتا ہی وہ غضنفر کے پاس آیا سلام کیا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا غضنفر نے پوچھا
کہ تو کون ہی کسکا عیار ہی کہان جاتا ہی اُسنے تمام احوال داراب کا بیان کیا کہ عرضی ظہر بدخان کی شاہزادہ نورالدہر
کے پاس لیے جاتا ہون غضنفر نے عرضی اُس سے لیکر پڑھی مضمون سے آگاہ ہوا کہا کچھ نورالدہر پاس جانے کی ضرورت
نہین ہی مین چلکر اُس دھوبی بچے کو ہنر اکرتا ہون اور اُسی وقت بوق بجائی لوگ اسکے تیار ہونے لگے دوسری بوق
بجائی تھی کہ سب اسکے ساتھ والے بارہ ہزار قزاق تیار ہوگئے تھے غضنفر اُس عیار کو ساتھ لیکر تیسری بوق بجاکر
چل نکلا اُسوقت پہونچا کہ داراب کا خیمہ آکر سامنے شہر زرین یعنی سبز درخمہ کے ایستادہ ہوا تھا لشکر داراب کا کوسون تک
اُترا چھ لاکھ سوار کا لشکر ہی اور اسی ہزار نیزہ دار مالک اژدر کے علاوہ اُسکے ہین غضنفر دن کو تو دامنہ کوہستان
مین اُترا لیکن ظہر بدخان نے دروازہ قلعہ کا بند کروالیا مستعد جنگ ہو کر بیٹھا کہ عیار نے آکر غضنفر کا حال بیان
کیا کہ کمک کو آپ کی آیا ہی ظہر بدخان یہ سُنکر چپ ہو رہا مگر غضنفر بن اسد دو پہر رات گئے آکر لشکر داراب پر
شبخون کرا قتل کرنے لگا بارہ ہزار تلوار برسنے لگی آتش پرستون مین ایک ہنگامہ قیامت نما برپا ہوا داراب شبخون
کی خبر سنکر باہر نکلا جو رجتا مین اسکے ساتھ چلتی ہوئین آتے آتے وہان پہونچا جہان غضنفر لڑ رہا تھا اور قتل کر رہا تھا آتش پرستون
کو دودستی تلوارین مار رہا تھا دیکھا ایک غلغلہ ہی آتش پرست بھاگتے پھرتے ہین کوئی مُنھ پر چڑھ نہین سکتا اور قزاق بھی
قتل کر رہے ہین کوئی آتش پرست مقابلہ نہین کر سکتا کہ داراب نے نعرہ کیا او دیوانے کہان جائیگا میرے
ہاتھ سے آیا ہین کیا مجکو ایرج کی طرح سمجھا ہی غضنفر پکارا او آتش پرست دھوبی بچے عمرو کے تصدق سے
دھو دھاکر پاک ہوا ہی مین تجکو ایرج سے بدتر جانتا ہون اور یہ کیا مردمی اور جرأت ہی کہ تو بیان والون کو تنگ کر رہا ہی
اگر دعوی بہادری کا ہی تو قلعہ ذوالامان مین سب جمع ہین وہان چلکر زور آزمائش اپنی کر ان لوگون کو کیون تنگ
کرتا ہی مین بھی جاتا ہون تو بھی قلعہ ذوالامان پر چل اُدھر سے داراب پکارا کہ تونے اتنے لوگ میرے مار ڈالے ہین مین
کیا تجھے زندہ چھوڑتا ہون غضنفر پکارا کہ مجکو تو کیا حلوا سمجھا ہی یہ کہکر تلوار ماری داراب نے سپر پر روکی غضنفر نے
دوسری تلوار ماری داراب نے وہ بھی روکی پھر تو غضنفر برس پڑا کہ داراب کو روکنا مشکل پڑگیا مگر شاگرد ہی عمرو
کا چوٹ نہین کھاتا ہی غضنفر نے دیکھا کہ آتش پرست مار نہین کھاتا بس کچھ سوچکر تلوار باگ پر گھوڑے کے ماری
کہ باگ کٹی گھوڑا بیلان ہوکے چلا داراب گھوڑے کو روکنے لگا کہ غضنفر نے تلوار جو ماری گوشۂ سپر کو قلم کرکے
سر پر داراب کے پڑی کہ تین انگل اُتر گئی داراب نے دشنا نہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکلگئی مگر سر سے خون جاری ہوا
زخم سر کو باندھا چاہا کہ غضنفر کا تعاقب کرے وہ گھوڑا اُڑا کر اتنے عرصے مین دور نکلگیا کہا کہ تجکو مار ڈالنا منظور
نہین ہی اور بوق بجاکر اپنے قزاقون سمیت راہی ہوا داراب زخمی ہوکر اپنے خیمے مین آیا وہ لوگ جو مارے گئے
تھے اُنکی لاشین اُٹھوائین وارثون کو اُنکے تسلی دی اپنے زخم مین ٹانکے لگوائے اور لشکر اپنا آراستہ کرکے شہر زرین
سے دست بردار ہوکر قلعہ ذوالامان کا راستہ لیا اُنکو تو اُثنائے راہ مین چھوڑیے۔

اب چند کلمے داستان لاہوت شاہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ایرج نے لاہوت شاہ کو پہلے قلعہ ذوالامان کی طرف روانہ کیا ہی وہ کوچ بکوچ قریب شہر ذوالامان کے
پہونچا منظفر بن ضیغم خون آشام نے قلعہ ذوالامان کو آراستہ کیا آپ فوج لیکر باہر آیا اُدھر سلیمان شاہ لشکر
آراستہ کرکے ملک سبائل سے باہر آیا ادھر لاہوت شاہ کا لشکر فرسنگ در فرسنگ اُترا لاہوت شاہ نے

دبیر کو بلا کر حکم دیا کہ نامہ لکھو سلیمان شاہ کو اس مضمون کا کہ مین ایرج کی طرف سے یہان آیا ہون ملکہ گیتی افروز کو ایرج کے واسطے بھیجدو اور ناموس عمرو کا ملکہ سرو سیمین تن کو میرے واسطے لیکر چلے آؤ تو بہتر ہی نہین تو زہرۂ آفتاب پریشان آتا ہی کہتے مار کر چھین لیگا تمھارے سمجھانے کو یہ نامہ لکھا ہو جب نامہ لکھا جا چکا تو شہیم زنگی کو دیا کہ یہ نامہ تو جا کر سلیمان شاہ فارسی کو دے آ اور جواب اُسکا لے آ شہیم زنگی نامہ لیکر روانہ ہوا وہان سلیمان بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ چوبدار نے آکر عرض کیا کہ ایلچی لاہوت شاہ کا حاضر ہی کہا بلا لو چوبین شہیم زنگی سامنے آیا نامہ دیا سلیمان شاہ نے دبیر کو دیا اُسنے باواز بلند پڑھا مضمون سے اُسکے سلیمان شاہ آگاہ ہوا جواب اُسکا لکھدیا کہ یہ ناموس صاحبقران دوران ہی اور ہم اسی کی حفاظت کے لیے یہان ہین ہماری زندگی مین کوئی اُنکی طرف دیکھ نہین سکتا ہی پہلے مین قتل کر چکو تو اُنکی طرف رخ کریگا اور ایرج آئیگا تو کیا کریگا شہیم زنگی جواب نامے کا لیکر روانہ ہوا سلیمان شاہ فارسی نے ایک نامہ نور الدہر کو لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ اے شاہزادۂ جہان نور الدہر بن بدیع الزمان قلعۂ ذوالامان پر ایرج کیطرف سے لاہوت شاہ آچکا ہی اب آمد ایرج کی خبر لگی ہوئی ہی آپ جلد تشریف لائیے نہین تو ناموس برباد ہوگا اور ایک عیار کے ہاتھ یہ نامہ روانہ کیا اور چند نامے ملک باختر والون کو لکھے اور اعانت چاہی اُدھر شہیم زنگی نے نامے کا جواب لا کر لاہوت شاہ کو دیا اُسنے پڑھا مضمون سے آگاہ ہوا اُسی وقت ایرج کو عرضی بھیجی کہ مین نے ملکہ گیتی افروز کو سلیمان شاہ سے طلب کیا تھا وہ نہین دیتا بر سر فساد ہی بغیر آپ کے آئے کچھ کام نہ نکلیگا یہ نامہ جو ایرج کو پہونچا اُسیوقت طہماسپ بن طہماس کو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے روانہ کیا اور آپ بھی لشکر آراستہ کر جہاز و کشتیون پر سوار کرکے پیچھے طہماسپ کے روانہ ہوا اور ادھر نامہ سلیمان شاہ کا جو نور الدہر کو پہونچا نامہ پڑھتے ہی لشکر مین حکم دیا کہ تم سب شہریار پرفرما جدار کے ساتھ آؤ مین چلتا ہون مجھے قلعۂ ذوالامان پر جلد پہونچنا چاہیے یہ کہکر یکہ و تنہا گھوڑے پر بیٹھکر روانہ ہوا ایک صحرا مین پہونچا تھا کہ یکبارگی کڑک کر گرا اور اُٹھا لیگیا جب آنکھ کھلی ایک دیو کو سامنے کھڑے دیکھا پوچھا کہ تو مجھے اُٹھا لایا ہی اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار یہی گنہگار آپکو لایا ہی کہا کہ کیا کام ہی وہ رونے لگا کہا کہ تجھے اس قد و قامت پر روتے ہوئے شرم نہین آتی ارے مطلب تو اپنا بیان کر کچھ نام و نشان سے تو آگاہ کر کہا کہ نام میرا دیو مراد ہی مگر نامراد ہون تجھے اسواسطے لایا ہون کہ مراد کو اپنی پہونچون کہا کہ مراد اپنی بیان کر دیو مراد نے رو کر کہا کہ مین ایک پریزاد پر عاشق ہون اور وہ مجھسے محبت رکھتی ہی ایک روز مین اپنی معشوقہ کو اپنے پہلو مین لیے بیٹھا تھا شرابخواری کر رہا تھا کہ دیو اژدہاش آیا اور میری معشوقہ پر عاشق ہوا مجھسے کہا کہ اس پریزاد کو مجھے دے مین نے انکار کیا وہ زبردست تھا مجھے تو اُسنے مار کر ہٹا دیا اور میری معشوقہ کو لیے چلا گیا مین اُسکے واسطے بیقرار ہون آپ نبیرۂ زلزلۂ قاف ہین میرا معشوق مجکو دلوا دیجیے کہا کہ مکان دیو اژدہاش کا کہان ہی عرض کیا کہ پردۂ دوم قاف مین کہا کہ تو مجھے وہان لیچل گو مجھے پردۂ دنیا مین بہت جلد جانا ہی لیکن پہلے تیری معشوقہ کو تجھے ملا لونگا تو جاؤنگا اُسنے کہا کہ بہت خوب اور اپنے اوپر سوار کرکے اُڑکر روانہ ہوا قریب مکان دیو اژدہاش کے لاکر اُتار دیا اور بتایا کہ وہ سامنے مکان دیو اژدہاش کا ہی یہین وہ رہتا ہی نور الدہر نے کہا تو یہین موجود رہ مین جاکر اُسے سزا دیتا ہون دیو مراد بولا مین حاضر ہون نور الدہر وہان سے چلا اور دیو اژدہاش کے مکان مین بےخوف و خطر چلا آیا اُسوقت پہونچا کہ دیو اژدہاش بیٹھا ہوا پریزاد سے کہ رہا ہی کہ مجھے قبول کر نہین تو مار ڈالونگا وہ پریزاد کہ رہی ہی کہ مجکو جان دینا گوارا ہی مگر تیرے پہلو مین نہ بیٹھونگی اور اگر زبردستی کریگا تو اپنا گلا کاٹ کے مر جاؤنگی مجھے دور دور رہ نزدیک نہ آ دیو اژدہاش منتین کر رہا ہی کہ سامنے سے نور الدہر

دکھائی دیا دیو پکارا کہ او آدمزاد کہاں سے آیا ہی شاہزادے نے اُس پریزاد کو دیکھا کہ پانو کے بندھے ہوئے ہین اور
دیو اژدہاش نشستین کر رہا ہی کہ نورالدہر نے نعرہ کیا او قزمساق ظالم تو نے غضب کیا کہ دیومراد کی معشوق کو چھین لایا
آیا ہون کہ تجکو سزا دون منم نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان نورالدہر بن بدیع الزمان دیو اژدہاش پکارا کہ او
آدمزاد تو مجھے دھمکاتا ہی دیکھ تیری کیا حالت کرتا ہون اور دوڑ کر دار شمشاد شاہزادے پر ماری نورالدہر نے اسے خالی دیا
وہ زمین پر پڑی کر خاک مین درائی گرد اڑی دیو پکارا کہ افسوس گوشت تیرا کرکرا ہو گیا مجھے کھانا نصیب ہوا نورالدہر
نے نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار حریف تیرا مین موجود ہون کسکو تو نے مارا کسکا کام تمام کیا یہ نعرہ کرکے ہاتھ سے دیو کے
لپٹ گیا کشتی ہونے لگی تا دیر کشتی رہی ایک مقام پر نورالدہر نے ہاتھ اُسکا پکڑکر جھٹکا مارا کہ شانے سے ہاتھ اُکھڑ آیا
دیو بلبلاتا ہوا بھاگا نورالدہر نے اُس پریزاد سے کہا کہ چل دیومراد تیرے واسطے بیقرار ہی پریزاد شاہزادے کے
ساتھ ہوئی اُدھر سے دیومراد آتا تھا دوڑکر شاہزادے کے قدموں سے لپٹا گرد سر التصدق ہوا وہان سے اُس پریزاد
سمیت اپنے مکان مین نورالدہر کو لایا دعوت کی نورالدہر نے کہا ای دیومراد خدا نے فضل کیا تو اپنی مراد کو پہونچا
اب ہمین پردۂ دنیا مین پہونچادے اُسنے کہا مین غلام ہون جہان فرمائیے وہان لیجاؤن اور اپنی معشوقہ کو اپنے
مکان مین چھوڑکر شاہزادے کو اپنے کاندھے پر سوار کرکے روانہ ہوا جو تھے روز پردۂ دنیا مین پہونچا گذر شہر عجم کی طرف
سے ہوا دیکھا کہ لشکر عظیم وہان اُترا ہوا ہی نورالدہر نے دیومراد سے کہا کہ مین زمین پر اُترکے دیکھون کہ یہ فوج کسکی ہی
دیومراد شاہزادے کو زمین پر لایا نورالدہر نے دیکھا کہ بدر بن زلازل تحتشیمی قلعہ پر یورش کیے چلا جاتا ہی اور قلعہ
پر سے گولہ پڑ رہا ہی وہ کافر بدکرتا ہوا چلا جاتا ہی نورالدہر نے دیومراد سے کہا کہ اسکو تو پکڑ لا دیومراد گردن بدر کی
پکڑکر اُٹھا لایا نورالدہر قلعے کے اندر جاکر اُترا قاہر بن قہرمان عجم نے آکر ملازمت حاصل کی نورالدہر نے حکم دیا
کہ بدر بن زلازل کو تو لیجاکر زندانخانے مین اسیر رکھو اور آپ فوج لیکر قلعے سے باہر آیا اور لشکر بدر پر گرا قتل کرنا
شروع کیا تمام مال و اسباب اُسکا لوٹ لیا فوج اُسکی شکست کھاکر بھاگی نورالدہر پھر کر قلعے مین آیا قاہر بن
قہرمان نے دعوت کی مگر لشکر بدر کا بھاگ کر برہمن جادو کے پاس گیا تمام حال بدر کے گرفتار ہونے کا اور
نورالدہر کے آنے کا بیان کیا برہمن نے کہا کہ مین ہرچند اُس نالائق سے منع کرتی ہون کہ تو خدا پرستون سے
نہ لڑ وہ نہین مانتا خیر سمجھ لونگی یہ کہکر بدر کی رہائی کے واسطے روانہ ہوئی یہان نورالدہر نے دیومراد کو رخصت
کر دیا آپ عیش و عشرت مین مصروف ہوا رات کو دیر تک بیہوش سو رہا تھا کہ برہمن جادو کی نگاہ جلو نورالدہر
پر پڑی دیکھتے ہی دلدادہ و فریفتہ ہوئی پہلے سحر کرکے شاہزادے کو بیہوش کیا اور اُٹھاکر اپنے پاس رکھا بدر بن
زلازل کو زندان سے رہا کرکے جزیرہ فندق مین لائی بدر نے کہا کہ ای ملکہ برہمن جادو اس نبیرۂ حمزہ کو میرے
حوالے کر کہ مین قتل کرون اُسنے کہا کہ بیٹھ نامراد و نالائق تجکو اس سے کیا سروکار ہی اُسنے کہا اگر تم مجھے نورالدہر کو نہ دوگی
تو مین تمھارے پاس نہ رہونگا چلا جاؤنگا اُسنے کہا جا مین تیری خواہان نہین ہون بدر بن زلازل تو برہم ہو کر
چلا گیا اب یہ نورالدہر کو صحبت مین لائی اور ہوشیار کیا آنکھ جو نورالدہر کی کھلی اپنے کو غیر صحبت مین پایا سامنے
ایک جادوگرنی کو دیکھا برہمن جادو نے کہا کہ مین تجپر عاشق ہون اور تیری محبت مین اپنے دوست قدیم کو مین نے
نکال دیا نورالدہر بولا ای برہمن جادو ہمارے خاندان مین کوئی جادوگر سے ہمصحبت نہین ہوتا مجھسے تیرا مطلب حاصل
نہوگا اُسنے کہا تو مین تجھے مار ڈالونگی شاہزادے نے کہا اگر میری قضا تیرے ہاتھ ہی تو مار ڈال اُسنے ہرچند چاہا کہ شاہزادہ
کسی طرح راضی ہو نورالدہر راضی نہوا جھنجھلا کر برہمن نے کہا کہ اچھا رہ جا صبح کو تیرے کباب کرکے کھاؤنگی

اور کہا کہ اسوقت اسکو لیجاکر زندانخانے مین رکھو لوگ لیگئے قید مین بند کیا لیکن بیٹی ہی برہمن جادو کی کہ نام اسکا
مشک افشان جادو ہی اسکو نورالدہر کی جوانی پر رحم آیا رات کو اُسے زندانخانے سے نکالکر صندوق مین
بندکر دریا مین بہا دیا صبح کو برہمن جادو نے کہا کہ لاؤ نورالدہر کو مین کباب کہاؤنگی لوگ جو زندانخانے مین
آئے شاہزادے کو نہ پایا جاکر برہمن جادو سے کہا کہ نورالدہر غائب ہوگیا برہمن کو نہایت غصہ آیا پکاری کہ ایک
ایک کا پیٹ چاک کرونگی نہین تو سچ بتاؤ کہ نورالدہر کیا ہوا آخر کو لوگون نے ڈرکے مارے کہدیا کہ مشک افشان
جادو بیان آمین ہیں بس اسنے جاکر اپنی بیٹی کو پکڑا پوچھا کہ او بدبخت تو نے اُس خداپرست کو کیا کیا کہا کہ امان جان
مین نے اُسے دریا مین بہا دیا برہمن بہت خفا ہوئی اور کمال رنجیدہ ہوئی بہت برا بھلا کہا مگر اب کیا ہوتا ہی بدر
جو اس سے بگڑکر چلا جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچا دل مین سوچ رہا ہی کہ کیا کرون مین ناحق چلا آیا غرضکہ رات
وہین بسر کی صبح کو خیمہ اٹھاکر لیگیا آنکھ جھپکی اپنے کو سامنے برہمن جادو کے پایا پوچھا کیون یاد کیا ہی برہمن نے
جھوٹ جا نورالدہر کا بیان کیا بدر نے کہا صاحب وہ نادان بچہ تھی نادانی سے ایک حرکت اُس سے سرزد ہوگئی تم
کاہے کو غصہ کرتی ہو غرض اب برہمن اور بدر سے صحبت گرم ہوئی یہ دونون مصروف عیش و عشرت ہین ایک روز
بدر اور برہمن بیٹھے ہوئے شراب پی رہے ہین کہ نشہ شراب مین بدر کو گیتی افروز یاد آئی آہ سرد جگر پر درد سے کھینچی اور
رونے لگا برہمن نے پوچھا کہ ارے تو کیون روتا ہی کیا ہوا بدر پکارا اے برہمن کیا کہون مین ایک مدت سے گیتی افروز
پر عاشق ہون میری جان اُسپر جاتی ہی اور اندنون مین نے سنا ہی کہ لاہوت شاہ قلعۂ ذوالامان پر آیا ہی
چاہتا ہی کہ گیتی افروز کو ایرج کے واسطے لے مین جاکر خداپرستون کو مارکر گیتی افروز کو لے آؤنگا مجکو قلعۂ ذوالامان
جانے کی رخصت تو دے اور میری مددگار بھی رہ یہ سنکر برہمن آگ ہوگئی کہا کہ او نابکار مین نے تمام زمانے کا
چین تجھے کردیا تیرے واسطے ہر وقت جان پر کھیلے رہتی ہون کہان کہان سے تجھکو چھڑا لایا اور تو میرے سامنے
سوت کا نام لیتا ہی او سگ بچے تجھکو شرم نہین آتی اور کبھی تو خداپرستون پر فتحیاب ہوا ہی جواب تو یہ باتین بناتا
ہی تیرے واسطے مین نے خفقان مرغ جیسا بنائی اور پھر تو یہ باتین میرے منھ در منھ کرتا ہی خالہ کا عشق تجھے چرایا ہی
خبردار پھر میرے سامنے ایسا ذکر نہ کرنا بدر نے کہا اے برہمن جادو مین مرتا ہون گیتی افروز پر ایک مدت
سے میری جان اُسپر جاتی ہی اور تو کیسی میری عاشق ہی کہ محبوب کو میرے نہین لادیتی جب تو میرے برے
وقت مین کام نہ آئی تو مین کیا تجھے لیکر چاٹونگا اور تو شریک ہوگی تو مین اکیلا جاؤنگا اپنی معشوقہ کو لاؤنگا
اور اگر وہ ایرج کے ہاتھ لگ گئی تو پھر سر پیٹ کر رہجاؤنگا مین بغیر جائے نہ رہونگا تجھ شغل سے مجھے کام نہین
بس یہ سننا تھا کہ برہمن جادو نے ایک دو ہتڑ اسکی پیٹھ پر مارا کہ جا ایسے کے تیسے مین نے خفقان بھی تجکو
بخشی تو جہنم واصل ہو جو چاہے سو کر بدر برہم ہوکر اٹھا خیمے سے باہر آیا اپنے لشکر کو آراستہ کیا تین لاکھ
سوار اور پیدل کی جمعیت سے قلعۂ ذوالامان کو روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان نورالدہر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ صندوق شاہزادہ نورالدہر کا بہتا ہوا جہاز پاس ابوالقاسم سوداگر کے پہونچا ابوالقاسم مرد مسلمان تھا
اُسنے صندوق کو نکلوایا کھولا سمجھا تھا کہ اسمین مال ہوگا مال تو نہ پایا ایک شخص کو دیکھا کہ بیہوش اُسمین پڑا ہوا ہی
حیران ہوا کہ یہ کون ہی [illegible] کے جو پڑھا معلوم ہوا کہ نورالدہر بن بدیع الزمان ہی ہر چند تدبیرین کین لیکن شاہزادہ
ہوش مین نہ آیا آخرکار عاجز ہوکر دل کو طرف پروردگار عالم کے رجوع کیا اور دعا مانگنا شروع کی بر [illegible]

علی نبینا و آلہ و علیہ السلام نمایان ہوا اور اُن حضرت نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ رد سحر ہوا شاہزادہ ہوش مین آیا قدمبوسی حضرت کی حاصل کی حضرت تو تشریف لیگئے نورالدہر نے ابوالقاسم سے پوچھا کہ اب تم کس طرف جاؤ گے اُسنے کہا کہ ملک سبائل کو چلونگا نورالدہر نے کہا ہان اسی طرف چلو ابوالقاسم تو کوچ بکوچ روانہ ہوا ایک روز شاہزادہ واسطے شکار کے جہان سے اُترا جنگل کو چلا جاتے جاتے ایک ہرن معلوم ہوا نورالدہر نے گھوڑا اُسکے پیچھے ڈالا ہرن بھاگا اب آگے آگے ہرن پیچھے پیچھے نورالدہر آخر قریب ایک باغ کے ہو کر اُسے صید کیا اور اُٹھا کر صید کو بخوف و خطر داخل باغ ہوا دیکھا کہ باغ نہایت پر تکلف ہی کہ بیچ مین نہر ہی ایک طرف بارہ دری باغ سرسبز و شاداب ہی میوہ لگا ہوا ہی گلہاے زنگارنگ کھلے ہوئے ہین کہ جنکے دیکھنے سے آنکھون مین تری آتی ہی غرضکہ نورالدہر سیر باغ کی کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ کوئی جگہ موقع کی ہو تو وہان بیٹھکر ہرن کے کباب لگا کے کھائے کہ باجین کی گمک کی صدا کان مین آئی اُسیطرف کو روانہ ہوا قریب بارہ دری کے آیا دیکھا کہ اُسکے اندر مجمع ہی نازنینان مہ جبین و مہ جبینان عنبرین کا اب یہ سوچے کہ خدا جانے یہ کسکا ناموس ہی بس چاہا کہ اُدھر سے پھرے کہ یہان ان جلسے والیون کی نظر جو شاہزادے پر پڑی غل ہوا کہ ارے یہ نامحرم کہانسے آیا اس شور سے ملکہ نے بھی متحیر ہو کر دیکھا لیکن نگاہ جو شاہزادے کے جمال بیمثال پر پڑی بیساختہ منھ سے واہ دل سے آہ نکلی دیکھا کہ ایک جوان مہ جبین آثار شاہی و شہریاری چہرہ پر ہویدا ہین پکار کر کہا کہ ارے یہ کوئی مسافر ہی جو یہان آسائش کی جگہہ دیکھکر آگیا ہی اور عالی نسب معلوم ہوتا ہی اُسے بلا لو ہمارا مہمان ہی کنیزون نے آواز دی کہ صاحب آپ پھرے نہ جائیے یہان تشریف لائیے ہماری ملکہ آپکو بلاتی ہین آپ یہان سے کیون پھرے جاتے ہین اور کوئی یہان ایذا رسان نہین ہی یہ سنکر نورالدہر پلٹا اور اُس صحبت مین آیا نگاہ ملکہ پر پڑی ایک تو حسن کو جلوہ گر پایا دیکھتے ہی عاشق ہوا ملکہ نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا مسند پر بٹھایا اسباب عیش سامنے مہیا کیا گانیوالیان موجود تھین ملکہ نے جام شراب کا بھر کر ہاتھ مین شاہزادے کے دیا نورالدہر نے کہا کہ ملکہ اول تو تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ ای شہریار پہلے آپ اپنا حسب و نسب بیان کیجیے اور یہان آنے کا حال بیان کیجیے تو مین بھی عرض کرون نورالدہر نے کہا کہ مین نبیرۂ حمزۂ صاحبقران ہون اسطرح اپنے لشکر سے جدا ہوا قلعۂ ذوالامان کو جاتا تھا راہ مین بیساختہ در پیش ہوا یہان تک کہ ہرن کے پیچھے آیا اُسے صید کیا لیکن آپ کی کمند زلف مین اسیر ہوا اب ای ملکہ تم اپنا حال بیان کرو ملکہ نے کہا ای شہریار یہانسے قریب ایک شہر ہی کہ نام اُسکا ملک منصور حصار ہی بادشاہی اُسکا ذوالقاب زنگی ہی مین اُسکی بیٹی ہون ملکہ ماہ بینا میرا نام ہی اپنے باغ کی سیر کو آئی تھی کہ آپ کا گلزار حسن دیکھکر گلچین گلشن جمال ہوئی نورالدہر نے کہا کہ مذہب تمھارا کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ لقا پرست ہون سوا زمرد شاہ باختر کے اور کوئی خدا نہین ہی نورالدہر نے کہا ای ملکہ لقا کیا فاسق ہی اُسمین اتنی قدرت کہان جو وہ کسی کو پیدا کریگا یہ کیسا خدا کہ بندون کے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہی بچے سب ملک اُس سے چھین لیے قسطولی خدائی اُسکے برباد کردیے اب وہ بھاگ کر فرعونیہ کو گیا ہی اُسپر لعنت کرو دین اسلام اختیار کرو اُسنے کہا اگر یہی ہی تو مین نے لعنت کی لقا پر اور اُسکے پرستارون پر نورالدہر نے کلمہ بتایا ملکہ ماہ بینا کلمہ پڑھکر از صدق مسلمان ہوئی اور اپنی ساتھ والیون کو بھی مسلمان کیا اب صحبت عیش برپا ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آیا اختلاط ہونے لگا ملکہ نے کہا ای شہریار مین آپکی کنیز ہوئی مجکو آپ سے علاقہ ہی جہان جائیے لیچلیے یہان کا ٹھہرنا مناسب نہین ہی نورالدہر نے کہا ای ملکہ ہمارے خاندان مین دستور نہین عیب ہی عورت کو ساتھ لیکر بھاگ جائے نہین اگر خدا فضل کریگا تو تمھارے باپ کو مسلمان کرکے تمکو لے چلین گے ملکہ بولی کہ صاحب اُسکے ساتھ پچاس ساٹھ ہزار زنگی آدم خوار ہین تم اکیلے اُس سے کیونکر عہدہ برآ ہوگے

نورالدہر پکارا ای ملکہ تم ابھی مجھ سے واقف نہین ہو تم نے ہماری جرأت دیکھی نہین ہمارے سامنے ایک اور ہزار اور لاکھ اور کرور سب برابر ہین تم دیکھو کیا ہوتا ہے اور اگر تم اجازت دو تو جاکر بارگاہ مین لشکر ذوالقاب زنگی کو پکڑ لاؤن ملکہ بولی بس صاحب مجھ کمبخت کے وہم وگمان مین بھی نہین آتا کہ تم اکیلے جاکر اُسے پکڑ لاؤگے تم یہین بیٹھے رہو کسی کو پکڑنے کو نہ جاؤ القصہ تین روز شاہزادے کو یہان گذرے دایہ نے ملکہ ماہ مینا کی جو یہ تماشا دیکھا سوار ہوکر گئی اور خلوت مین ذوالقاب زنگی سے سب احوال بیان کیا اُسنے خشمناک ہوکر دایہ کو تلوار ماری کہ اُسکے تو دو ٹکڑے ہوے کہا او لکاتہ تو نے پہلے روز آکر مجھے خبر نہ کی اب آئی ہے خبر لیکر جب ناموس مین میری رخنہ پڑ چکا دایہ کو مار کر آپ وہان سے باہر مین آیا اور اُسی وقت حکم دیا کہ فوج تیار ہو اُسی وقت تمام فوج تیار ہوئی بس بیس ہزار زنگی زبردست اپنے ہمراہ لیکر چل کھڑا ہوا اور باغ کو آکر چہار طرف سے گھیر لیا اور خود باغ کے اندر گھسا محلدار دوڑی ہوئی ملکہ کے پاس آئی اور پکاری کہ دریان غضب ہوا آپ کا باپ فوج لیے ہوے آیا ہے باغ کو گھیر لیا ہے اب اندر باغ کے آتا ہے یہ سنتے ہی ملکہ کی رنگت سفید ہوگئی کانپنے لگی شاہزادے نے کہا کہ ملکہ تم کیون گھبرائی ہو وہ آتا ہے آنے دو کیا کرے گا ہمارا کچھ اندیشے کا مقام نہین ہے اُسنے کہا ہان صاحب مین تمھارا سا دل کہان سے لاؤن اور صحبت والیان بھاگنے لگین کوئی کسی طرف کوئی کسی جا جاکر چھپی کہ سامنے سے ذوالقاب زنگی دکھائی دیا اور دیکھا اس شہریار کو ملکہ کے پاس بیٹھے ہوے نعرہ کیا کہ او برباد کن ناموس شاہان تو نے غضب کیا کہ ناموس مین خلل انداز ہوا جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اور تلوار کھینچ کر دوڑا نورالدہر پکارا او کافر یہ ناموس میرا ہے تو یہان گھس آیا ہے لے مقتول ہو جائیگا اور جس طرح بیٹھا تھا باطمینان تمام بیٹھا رہا اور ملکہ کو اپنی پشت پر لے لیا ذوالقاب زنگی نے برابر آکر تلوار ماری اسوقت شاہزادہ دونون گھٹنے ٹیک کر اُٹھا آتی تلوار خیال مین کرکے تھپکی دی کہ تلوار ٹوٹ پڑی بس قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈال دیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کرکے اُسے سر سے بلند کیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا کہ چار دن شانے چت گرا چاہتا تھا اُسنے کہ مونڈھے کی کھا کر سنبھلون کہ نورالدہر نے ٹھوکر ماری کہ فرش ہوگیا شاہزادہ چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا اور کندہ زانو کو دبا کر کہا کہ حالا دشناختی پروردگار جی گوئی بہتر یہ ہے کہ دین اسلام اختیار کر لعنت کر زمرد شاہ باختری پر اور تعریف پروردگار عالم کی سامنے اُسکے بیان کی اور مذمت لقا کی یہ سنکر زنگ کفر و ظلمت دل پر سے دور ہوا اور آئینۂ اسلام قلب صاف پر منجلی ہوا ذوالقاب زنگی نے کہا ای شہریار مین نے غلامی آپکی اختیار کی مجھے لقا نالائق سے کچھ کام نہین مین نے اُسپر لعنت کی نورالدہر نے کلمۂ طیبہ بتایا وہ از صدق مسلمان ہوا اور کہا کہ ای شہریار آپ میرے شہر مین چلیے نورالدہر اُسکے ہمراہ ہوا اور اپنی بیٹی کو بھی اُس بادشاہ زنگی نے ساتھ لیا شہر مین آیا تیاری شادی کی کی تمام شہر کو مسلمان کیا مسجد کی بنا ڈالی بتخانے ترموائے سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا بعد اُسکے عقد ملکہ ماہ مینا کا ساتھ نورالدہر کے ہوا ایک ہفتہ شاہزادہ یہان رہا بعد اُسکے ذوالقاب زنگی کو چالیس ہزار زنگیون سے ہمراہ لے کر کوچ بکوچ ملک سبائل کو روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان قلعہ ذوالامان بیان کیے جاتے ہین

کہ ادھر تو لشکر لاہوت شاہ کا اُترا ہے ادھر سلیمان فارسی اور مظفر بن ضیغم خون آشام کا لشکر اُترا ہے نامہ و پیام ہو چکا ہے لاہوت شاہ نے جواب نامہ کا لکھکر حکم کیا بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی بجا ہرکارے جو لشکر اسلام کے لگے ہوے تھے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے سلیمان شاہ فارسی کو دعا دی اور عرض کیا کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے کل آمادۂ ہین آنکا معرکہ آرا ہے نبرد ہون سلیمان شاہ نے کہا کہ ہمارے یہان بھی طبل لڑائی

وتبائید ربانی بجے طبل جنگ بموجب حکم نقارہ رزمی بجا دونون لشکرون مین غلغلہ ہوا کہ کل روز جنگ ہی دیکھیے کون مارا جائے
کون زندہ بچے آپسمین بغلگیر ہونے لگے آلات حرب و ضرب کو درست کرنے لگے غرض کہ چار پہر رات تیاری رہی صبح
کو دونون لشکر آکر مقابل یکدیگر صفین باندھکر کھڑے ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئے نقیبان میدان تیار
ہوا نقیبون نے نیست ہی ابھی کوئی میدان مین نکلا نہ تھا کہ بیابان کی طرف سے تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ سپہر دوار کو
تاریک کر دیا ہرکارے دونون طرف کے خبر کے واسطے روانہ ہوئے کہ کسکی کمک آئی ہے مگر گرد جب قریب آکر شق ہوئی
تو دو سو علم نشان دو لاکھ سوار کا نمودار ہوئے اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی بعد
اسکے جلوس سواری کا گذرا اب جو دیکھا تو ایک بوڑھا کثیر نہایت قوی ہیکل قوی بازو مرکب پر سوار اور دونون جوان
دہنی بائین طرف آکر سلیمان کے پاس موجود ہوئے نام انکا ملک زرمان ببر اور خسرو شیر دل و محمل باختری تھا
مدد کو سلیمان شاہ کی آئے ہین یہ قائم ہوئے تھے کہ ایک گرد اٹھی اور کامل خان اور نوفل خان بن کنجاب لاکھ
سوار کی جمعیت سے آکر سلیمان شاہ کے شریک ہوئے لاہوت شاہ انکو دیکھکر بہت رنجیدہ ہوا اور اپنے ساتھ والون
سے کہا کہ دیکھو یہ سب لقا پرست تھے اب یہ خدا پرستون کے شریک ہین سب نے کہا کہ پیر و مرشد جائینگے کہان آپکے
اقبال سے ہم سب کا کام تمام کرینگے لاہوت شاہ نے کہا کہ اچھا ہے کوئی ایسا جائے اور کام ان خدا پرستون کا تمام کرے
ایک پہلوان ہے کہ نام اسکا صور بن صداق ہے گینڈے کو اپنے اڑا کر سامنے تخت لاہوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت
میدان چاہی لاہوت شاہ نے کہا کہ جا سپرد کیا تجھے نیر اعظم آفتاب تابان کو بس یہ سلام کرکے باد گر مرکب پر
سوار ہوکے میدان مین آیا خوب گینڈے کو جولان دیا بہت دیر تک ہاتھ نیزے کے نکالے بعد اسکے مبارز طلبی کی
ادھر سے ملک زرمان ببر سلیمان شاہ فارسی سے اجازت لے کر مقابلے کو آیا صور بن صداق [illegible]
ہوا دونون مرکب برابر سے ہٹ گئے مسالمکرا تون مین مرکبون کو ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا دیکھا ایک نے
دوسرے کو صور بن صداق نے کہا کہ ای ملک زرمان ببر تو آگے لقا پرست تھا تجھے یہ کیا ہوا کہ دین خدا پرستون
کا تو نے اختیار کیا اسنے کہا او کافر لقا تو بھاگتا پھرتا ہے خداوند ایسے ہی ہوتے ہین کہ بندون سے خوف کرتے ہین وہ
قابل لعنت ہے یہ سنکر صور بن صداق بہت درہم و برہم ہوا اور کہا کہ او بے ادب تو خداوند کو برا کہتا ہے خیر اب
ہتھیار سے تجھ سے گفتگو ہوگی لا حربہ اپنا کرے کہ دل مین حسرت نہ رہ جائے اسنے جواب دیا کہ خدا تیرے حربے سے بچائے گا
تو مین اپنا حربہ کر لونگا صور بن صداق نے خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا ملک زرمان نے نیزے کو نیزے پر رد کیا
لگی نیزہ بازی ہونے آخر کو ملک زرمان نے نیزہ صور کا ہوائی کیا اس کافر نے تلوار کھینچکر ملک زرمان پر
ماری اسنے تلوار رد کی اور کھینچکر تیغ آبدار جو مارا تو سپر کو صور کی کاٹ کر سر پر تڑاتا دوا ابرو تک اتر گیا زخم کاری لگا
صور نے دستانہ مارا کہ تلوار تو چھٹ کر نکل گئی لیکن سر سے چادر خون کی باہر آئی غش طاری ہوا ملک زرمان نے کہا
کہ اس کافر کو لیجاؤ اور کوئی مقابلے کو آئے صور بن صداق کو تو لوگ لے گئے لیکن حریق بن حراق لاہوت شاہ
سے اجازت لیکر میدان مین آیا کئی تلوارین ملک زرمان پر مارین ملک زرمان نے سب وار رد کیے اور تیغ آبدار
کا ہاتھ جو مارا تو مع مرکب اسکے چار ٹکڑے ہوئے کہ منصور بن ناضر میدان مین آیا لیکن ہاتھ سے ملک زرمان کے
مارا گیا یہان تک کہ سات سردار لاہوت شاہ کے دوپہر تک مارے گئے تھے کہ بیابان کی طرف سے تتق گرد و غبار
بلند ہوا ہرکارے خبر کے واسطے روانہ ہوئے قریب آکر گرد شق ہوئی سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار دکھائی دیے
اور بعد اسکے چالیس شتر نالین قمچیان بانون کے اسکے بعد مرکب تازی و ترکی وغیرہ ساز و یراق آراستہ و پیراستہ

رد دو صاعیں جو زبان ہاتھون مین لیے ہوے ہمراہ بعد اُسکے خاص برداروں کے غول خاصبان کاندھون پر رکھے
ہوے بعد اُنکے سقے آبپاشی کرتے ہوے گذر گئے بعد ان سب کے ایک شخص تخت زرنگار پر سوار کمسن کوئی اٹھارہ برس
کا پوشاک نفیس پہنے ہوے یہ بیٹا ہی یاقوت شاہ کا زبور شاہ اسکا نام ہی بیابان ہفت پیکر اور درہ الوریسے اپنے
چچا لاہوت شاہ کی مدد کے واسطے آیا ہی پانچ سو پہلوان زبردست اسکے ہمراہ ہین مثل نخچیراس بن شماس و
نیزہ زن اور برقاس بن ارماس خوک پیشانی اور قطروس بن اشکیوس تبردار و قہرمان بن خغارون
تبردار و کاروان بن بہرام تیغ باز و اشراق بن شارق تیغ باز و اظہر بن مظہر چیل گردان دار فیل بن آفل خشت انداز
وغیرہ کے اور سات لاکھ سوار ہمراہ آکر لاہوت شاہ کے شریک ہوا لیکن آمد مین اسکے شام ہوگئی طبل بازگشت
بجا لاہوت شاہ زبور شاہ کو سات لیکر پھر ا ایک طرف خیمہ اسکا استادہ ہوا اہل اسلام بھی پھر کر داخل خیمہ ہوے
لاہوت شاہ نے سات روز تک زبور شاہ اور اسکے لوگون کی دعوت کی بعد اُسکے ذکر اہل اسلام کا آیا زبور شاہ
بولا کہ ان خدا پرستون نے ہمارے باپ اور دادا کو کیا کیا آزار پہونچائے ہین اور یہ جتنے پہلوان میرے ہمراہ ہین ان
سب کے باپ اور بھائی اور چچا خدا پرستون کے ہاتھ سے مارے گئے ہین یہ سب عوض خون کا لینے آئے ہین اور
مین تو جب تک ملک سبائل کو نہین لیتا ہون مجھے آرام و چین نہین ہی بس اتنے مین برقاس نے کہا کہ ان
خدا پرستون کی حقیقت کیا ہی اگر کل ہی ان سب کو نہ مارا ہوگا تو نام اپنا برقاس بن ارماس نہ رکھا ہوگا آپ
طبل جنگ بجوائیے دیکھیے کیونکر سر میدان دشمنان خداوند کو مارتا ہون اسی وقت طبل جنگ بجا اُدھر خبر
سلیمان شاہ فارسی کو ہوئی سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی بیٹھے ہوے تھے سلیمان شاہ سے کہا کہ آپ
بھی طبل جنگ بجوائیے ہم جانبازی و سرفروشی کو حاضر ہین حکم دیا سلیمان شاہ فارسی نے کہ ہمارے لشکر مین بھی
بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی جو کچھ پروردگار عالم ہمارے حق مین بہتر چاہے گا وہ کرے گا ادھر
بھی طبل جنگ بجا دونون لشکرون مین چار پہر رات تیاری رہی صبح کو ادھر سے سلیمان شاہ فارسی مع فوج
میدان مین آیا لشکر صف آرا ہوا اُدھر سے لاہوت شاہ اور زبور شاہ مع اپنے پہلوانون اور فوج کے میدان مین
آکر مقابل لشکر اسلام کھڑے ہوے جب صف آرائی ہوگئی میدان تیار ہوا نقیب آکر للکارے کہ کون بہادر ایسا ہی
کہ نکلے میدان کارزار مین دیکھا کہ لشکر کفار مین طلمائے خوک پیکر جلوہ گری پر آئے آواز کرنا و دمامہ و نفیری و ترہی
دماموں کی بلند ہوئی اور برقاس بن ارماس نے اپنے کرگدن کو اڑایا سامنے تخت لاہوت شاہ اور
زبور شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی اب ان دونون کافرون نے کہا کہ لقا خداے باختر تیرا نگہبان
ہو برقاس بن ارماس بار دگر گردن پر بیٹھکر میدان مین آیا سراپا دکھایا جب خوب غرق عرق ہوگیا ٹھہر کر
مبارز طلب کیا ادھر سے پھر ملک زرمان ببر سلیمان شاہ سے اجازت لیکر مقابل ہوا بعد از ان دونون
ایک دوسرے سے گفتگو کرنے لگا خوب تیغ زبان کے وار چلے آخر کو نیزے ہاتھون مین سنبھالے برقاس نے نیزہ
مارا زرمان ببر نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چند طعن مین ملک زرمان نے نیزہ اُسکا
ہوائی کیا برقاس نہایت غضبناک ہوا تلوار ملک زرمان پر ماری اُسنے بسبب سپر وار رد کیا اور ہاتھ
تیغ آبدار کا جمار برقاس کے دو ٹکڑے ہوے طول بن بالا میدان مین آیا بعد از نیزہ بازی نوبت شمشیر زنی
کی پہونچی بڑی دیر تک رد و بدل رہی آخر کو طول بھی ہاتھ سے ملک زرمان ببر کے مارا گیا سیماب بن
سیماب آیا وہ بھی مارا گیا شریر بن اشرار نکلا وہ بھی جہنم واصل ہوا حاصل کلام کوئی پہر دن رہے تک سترہ سردار

زبور شاہ کے مارے گئے کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد وغبار بلند ہوا اور بیٹے غنچہ روئین تن کے الجاے
روئین تن اور ملجاے روئین تن لاکھ سوار اور پیادوں سے پہونچے اور ملازمت لاہوت شاہ کی حاصل کی اور
زبور شاہ کو مرا کیا دن کم رہ گیا تھا طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لاہوت شاہ الجاے
وملجاے کو لیے ہوئے خیمہ میں آیا دعوت کی ناچ راگ رنگ کی صحبت آراستہ ہوئی الجاے وملجاے نے لقا کو
پوچھا کہ خداوند کہاں ہیں لاہوت شاہ نے کہا کہ اپنے بھائی فرعون شاہ پاس ہیں اور حمزہ بھی وہیں ہے خوب
لڑائیاں ہو رہی ہیں ان دونوں نے کہا کہ ان خدا پرستوں کو مار کر یہاں سے چل کر خداوند کی مدد کرینگے اور کہا کہ آپ
طبل جنگ بجوائیے کل ان خدا پرستوں کو مارنا ہمارا کام ہے لاہوت شاہ نے طبل جنگ بجوایا اُدھر سلیمان شاہ فارسی
کے لشکر میں بھی طبل جنگ بجا غرض کہ ساری رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر مقابل ہوکر صفیں
باندھ کر کھڑے ہوئے میدان تیار ہوا نقیب نقیب دیکر چلے گئے تھے کہ الجاے روئین تن لاہوت شاہ سے اجازت
لیکر میدان میں آیا اور ہیئت یہ کہ پیراہن آب رواں کا پہنے ہوئے زمرد کے بیکے بازوں پر بندھے ہوئے تاج سر پر
رکھا ہوا گینڈے پر سوار میدان میں ہو کر مبارز طلب کیا کہ آج بھی ملک زرمان ببر سلیمان شاہ سے اجازت لیکر
مقابل ہوا بعد تکاور زری الجاے نے کہا کہ نام اپنا بیان کر اُسنے جواب دیا کہ مجھے ملک زرمان ببر کہتے ہیں الجاے
نے کہا کہ کل تو ہی نے صور بن صداق کو زخمی کیا تھا اور کئی سرداروں کو مارا ملک زرمان نے کہا کہ قضا انکی تھی میرے
ہاتھ سے مارے گئے اُسنے کہا خیر معلوم ہوا لا اپنا حربہ جو کچھ کہ رکھتا ہو ملک زرمان نے کہا کہ اہل اسلام پیشدستی نہیں کرتے
یہ ہمارا دستور نہیں کہ پہلے اپنا وار کریں تو پہلے اپنا حربہ کر لے اُسنے کہا کہ میرا یہ حربہ غضب ہے خداوند باختر کا
ملک زرمان نے کہا وہ غضب تیری ہی جان پر نازل ہوگا یہ سنکر الجاے برہم ہوا اور تلوار میان سے لی اور
خبردار خبردار کہکر حربہ کیا ملک زرمان نے تلوار روکی اور اپنی تلوار اُسپر ماری الجاے نے سینہ سپر کر دیا تلوار جو
سینے پر پڑی جیسے گرز پولاد سے موگری اُچٹ جاتی ہے تلوار ملک زرمان کی اُچٹ گئی الجاے نے دوسری
تلوار ماری کہ سپر ملک زرمان کی کٹی اور تیغ سر پر پہنچی کہ تا دو ابرو اُتر گئی زخم کاری لگا دستانہ مارا کہ تلوار تو
جھٹکا کر نکل گئی سر سے چادر خون کی باہر آگئی چاہا اُس حرامزادے نے کہ تلوار ماروں کہ کام اُسکا تمام ہو کہ طورسر کن
پہنچا اللہ اکبر کا نعرہ کرتا ہو زخمی پر تلوار مارتا ہے ٹھہر کہ حریف تیرا میں ہوں یہ کہتا ہوا سامنے اُس کافر کے
آگیا اُسنے ہاتھ اپنا روکا اور کہا کہ تو نے میرے صید زبون کو بچا دیا میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائے گا طورسر کن
بولا کہ زخمی کو مارنا کونسی بہادری ہے ایک پیرزال چاہے تو سر اُسکا کاٹ لے الجاے بولا کہ زخمی بھی تو یہ
میرے ہی ہاتھ سے ہوا تھا خیر تو نے اُسے بچا دیا تو اب تجھے مارونگا غرض کہ بعد گفتگوے بسیار لگی تلوار چلنے کئی
تلواریں طورسر کن نے ماریں مگر کچھ نہ ہوا جو تلوار پڑی اُچٹ گئی اور طورسر کن نے کئی واریں الجاے روئین تن
کی بھی روکیں آخر کار زخمی ہوا محمل باختری دوڑ دوڑ کر مقابلہ کیا پھر بھر کا ل اڑا کر تیغ قضا کی لگی سر تن سے جدا
ہو گیا شہید ہوا شام تک کوئی چار بہادر اور اُسکے ہاتھ سے مارے گئے طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی اپنی
فرودگاہ پر آئے لاہوت شاہ الجاے پر سے نثار کرتا ہوا اپنے خیمے میں لایا جام شراب گردش میں
آیا کہ الجاے نے نعرہ خراب میں پھر طبل جنگ بجوایا ادھر اہل اسلام پریشان پھرے زخم میں ملک زرمان کے
ٹانکے لگائے جارہے تھے کہ خبر طبل جنگ کی ہو گئی ناچار اس طرف بھی طبل جنگ بجا رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی
صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بعد آراستگی صفوف جلال وقتال نقیب نقیب دے کر چلے گئے تھے

کر الجاے روئین تن میدان میں آیا ادھر احمد بن محمود نکلا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی آخر ہاتھ سے الجاے کے مارا گیا عمرو بن زید نکلا وہ بھی شہید ہوا زید بن حارث آیا وہ بھی قتل ہوا اسی طرح کئی سردار درجۂ شہادت پر فائز ہو چکے ہیں الجاے مبارز طلبی کر رہا ہے کوئی اُسکے مقابلے کو نہیں نکلتا ہے سلیمان شاہ مصروف دعا ہے کہ بیابان سے گرد اٹھی اور آوازیں بوق کی بلند ہوئیں کہ غضنفر بن اسد بارہ ہزار قزاق سے نمودار ہوا آکر سلیمان شاہ کو مجرا کیا سلیمان شاہ نے تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا غضنفر سے لپٹ گیا کہا کہ ہم آپ کے نانا کے نمک خوار ہیں آپ شاہزادے ہیں غضنفر نے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہے بیان کیا کہ یہ پہلوان جو میدان میں کھڑا ہے روئین تن ہے نہیں مرتا ہے بہت سردار اسکے ہاتھ سے مارے گئے ہیں کوئی اسکے مقابلے کو نہیں نکلتا تھا کہ آپ پہونچے غضنفر نے کہا یہ شکار میرا ہے کہاں جائے گا یہ کافر میرے ہاتھ سے بچکر ادھر الجاے نے دیکھا کہ یہ وہی دیوانہ ہے جسنے ہر ایک کو پریشان کر رکھا ہے مبارز طلب کیا کہ ای خدا پرستو بھیجو کسی کو میرے مقابلے کے واسطے غضنفر نے نعرہ کیا کہ او کافر حریف تیرا میں ہوں چھری تلے دم لے آیا میں اور اڑاکر مرکب سامنے الجاے کے پہونچا بعد نگاورزی کے الجاے نے کہا کہ او دیوانے کہاں سے گریبان تیرا پنجۂ اجل میں پھنس گیا تھا تجھے کشاں کشاں یہاں لائی غضنفر نے کہا او حرامزادے تیری قضا سر پہ کھیلتی ہے کوئی گھڑی کا تو مہمان ہے تجھے جہنم کو پہونچائے دیتا ہوں یہ سنکر الجاے نہایت غضبناک ہوا کہا کہ تجھے بڑا گھمنڈ ہے اپنی شجاعت کا دیکھ تیری کیا حالت کرتا ہوں یہ کہکر تلوار ماری غضنفر نے وہ تلوار اسکی روکی اور کھینچکر تیغ روئین شگاف جو اُسپر مارا تو سر سے چیرتا ہوا ساغری سے گذر گیا دو ٹکڑے ہو گئے یہ دیکھکر لاہوت شاہ نے فوج کو حکم دیا کہ مار لو اس خدا پرست کو تمام کفار تلواریں کھینچ کھینچکر دوڑ پڑے غضنفر اُنپر جا پڑا یہ دیکھکر سب قزاق غضنفر کے بندوقیں بجا بجا کر جا پڑے ادھر سے سلیمان شاہ نے لشکر پر تاکید کی کہ مدد کرو غضنفر کی تمام اہل اسلام جا پڑے لشکر کفار سے تلوار چلنے لگی غلغلۂ دار و گیر برپا ہوا اور خوب کشت و خون ہوا بہت لوگ طرفین کے مارے گئے ہنگامۂ محشر برپا تھا شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھرے ادھر غضنفر پر سے لوگ زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے اُدھر کفار لاشہ الجاے روئین تن کا لیے ہوئے بھائی اُسکا ملجاے روئین تن روتا ہوا پھر لاش اُسکی جلائی پھونکی اُسے جہنم کو پہونچایا اب سب کرتے صلاح ہو کر بیٹھے ہیں کہ غضنفر بن اسد لشکر لاہوت شاہ پر آکر شبخون کرا قتل کرنے لگا ایک طرف سے آیا بیچ لشکر سے پھرتا ہوا دوسری طرف کو صاف نکلا چلا گیا کفار میں رات بھر تلوار چلی صبح کو پہچان پہچان کر علیحدہ ہوئے بہت کفار اُس رات کو مارے گئے لشکر تو ہار رکھا ملجاے روئین تن دو روز غم میں بھائی کے تھا تیسرے روز اُسنے طبل جنگ بجایا کہ کل میں اپنے بھائی کے خون کا عوض اس دیوانے سے لونگا ادھر لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں بلکہ میدان تیار ہو نقیب نہیب دے کر ہٹے گئے ملجاے روئین تن جوشان و خروشان میدان میں آیا نعرہ کیا کہ کہاں ہے دیوانہ آئے میرے مقابلے کو غضنفر نے یہ سنتے ہی مرکب اُڑایا اور مقابل آکر نگاورزی ہو ملجاے نے کہا ای دیوانے غضب کیا تونے کہ بھائی کو میرے مار ڈالا آج دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہوں غضنفر پکارا کہ او نالائق میں تجکو بھی تیرے بھائی کے پاس پہونچا دونگا یہ سنکر وہ غضبناک ہوا اور نیزہ اٹھا کر غضنفر پر مارا غضنفر نے نیزہ نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے ایک گھڑی میں غضنفر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا ملجاے نہایت برہم ہوا ڈالکر قبضہ پر ہاتھ کھینچکر تیغ آبدار غضنفر پر مارا غضنفر نے ارادہ کیا کہ قبضے پر ہاتھ ڈال کر تلوار چھین کر قاش زین سے اٹھا لوں بیدار ہو کر کے گھوڑے کو بڑھایا کہ زیر بغل جا رہے وہاں موش خانہ تھا گھوڑے نے ٹھوکر کھائی خود سر سے اُلٹ گیا اور پر سے تلوار جو پڑی تھا دو ابرو اتر گئی

غضنفر نے جلدی سے دستانہ مارا اور گھوڑے کو سنبھالا مگر زخم جو کاری لگا تھا غش آگیا اسنے چاہا کہ اور تلوار مارے
کہ غضنفر کا کام تمام ہو کہ شہاب بن فولاد واژدر گیر نے اپنے گھوڑے کو بڑھاکر نعرہ کیا کہ او کافر دست خود را نگہدار کہ آیا
ہین اور یہ نعرہ کرکے اسکے برابر ہو گیا آپ سامنا کیا غضنفر کو وہان سے پھیر دیا ملجاے روئین تن نے کہا کہ غضب
کیا تو نے کہ میرے بھائی کے قاتل کو میرے ہاتھ سے بچا دیا اسکے عوض مین تجھے مارونگا یہ کہکر وہی تلوار فولاد پر ماری
فولاد نے تلوار اسکی تلوار پر روکی اور اپنا وار اسپر کیا لیکن تلوار تڑکر اچیٹ گئی دو تلوارین فولاد نے مارین دونون اچٹ
گئین کوئی کارگر نہ ہوئی ایک جو تلوار ملجاے نے ماری فولاد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تیغ نہ رک سکی سپر کو قلم کرکے
سر پر پہنچی کہ تا دو ابرو اتر گئی دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا چاہا کہ ایکھر
عنادل شاہ نے مرکب اپنا اڑایا سامنے ملجاے روئین تن کے آیا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی لیکن ملجاے کے جسم پر
خط تک نہ پڑا اب جو ملجاے نے تلوار غصے مین آکر ماری یہ بھی زخمی ہوا غرض کہ شام تک سات پہلوان اور جان سے
مارے گئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر کر اپنی اپنی آرامگاہ پر آئے ہر ایک اپنے خیمے مین داخل ہوا ملجاے صحبت مین
آکر بیٹھا جام شراب گردش مین آیا اس کافر نے کئی جام پیے جب دماغ اسکا بادۂ کبر و نخوت سے گرم ہوا آتش تر نے اپنا
اثر دکھایا نشۂ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ بجا یہ خبر اہل اسلام کو ہوئی یہان بھی طبل جنگی بجا ساری
رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر آکر مقابل یکدگر صفین باندھکر کھڑے جب میدان آراستہ ہو چکا اور نقیب
نیب پکار کر چلے گئے ملجاے نے اپنے گینڈے کو بڑھایا سامنے تخت لاہوت کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جا خدا ونم
باختر اور نیر اعظم تیرا نگہبان ہو ملجاے نے بارہ گر گھوڑے پر بیٹھا اور میدان مین آیا بعد سلح شوری کے مبارز طلب کیا ادھر سے
ببر خار افگن نے مقابلہ کیا بعد نیزہ بازی کے نوبت شمشیر زنی کی پہونچی کئی وار رد کیے آخر ضربین لگائین لیکن کوئی کارگر
نہ ہوئی آخر کار زخمی ہوا اور کئی بہادر زخمی ہوے بعض مارے گئے شام ہو گئی آخر طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے
پھرے لاہوت شاہ کمال خوشنود نہایت مسرور پھر کر داخل بارگاہ ہوا تعریفین ملجاے روئین تن کی ہورہی تھین کہ
جام شراب گردش مین آیا کہ ملجاے روئین تن نے نشۂ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت کوس حربی بجا
ادھر اہل اسلام کمال پریشان پھرے تھے کہ خبر طبل جنگ ہو گئی یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا ساری رات تیاری
جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین باندھکر مقابل یکدگر کھڑے ہوے نقیب نیب دیگر
نکل گئے کہ ملجاے روئین تن پھر لاہوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا سرایا دکھایا بعد اسکے مبارز طلب کیا
آج ادھر سے مظفر بن ضیغم خون آشام مقابلے کو آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی مظفر نے نیزہ ملجاے کا ہوائی کیا
اسنے غصے مین آکر تلوار ماری مظفر نے تلوار کو تلوار پر روکا اور اپنا وار کیا تلوار اسکی سینے پر پڑی صاف اچٹ گئی خط تک
نہ پڑا ملجاے نے دوسری تلوار ماری کہ سپر مظفر کی کٹی تلوار سر پر پہنچی کہ تا دو ابرو اتر گئی دستانہ مارا کہ تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی
لیکن زخم جو کاری لگا غش طاری ہوا القصہ سات روز کی میدان داریون مین تمام سرداران باختر اسکے ہاتھ سے
زخمی ہوئے اور بہت سے درجۂ شہادت پر فائز ہوے آٹھوین روز یہ میدان مین کھڑا ہوا مبارز طلبی کر رہا ہے
کوئی لشکر اسلام سے اسکے مقابلے کو نہین نکلتا ہے سلیمان شاہ فارسی تاج سر سے اتارے دعا مانگ رہا ہے کہ اے
معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اسوقت مصیبت مین سوا تیرے کوئی ایسا نہین ہے کہ اس بلا کو دفع کرے اور ناموس
صاحبقرانی کو بچائے اب ہماری اور انکی آبرو تیرے ہاتھ ہے ہنوز دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ تیر دعا ہدف اجابت پر
بیٹھا ایک برتیرہ و تار آسمان پر نمایان ہوا اور سمت تین سے آواز نقارے اور قرنائی آنے لگی شور و غل بلند تھا کہ یکایک

وہ ابر میدان مین پہونچکر شق ہوا اور اسمین دیو پری کے گروہ نمایان ہوے اور پچاس ہزار سوار آدمزاد گھوڑون پر
سوار اور ایک تخت پر دس سوار انکو دیو لیے چلے آتے ہین اور اونٹون پر اسباب اور خیمہ وغیرہ لدا ہوا ہی اور
ایک تخت پر ایک جوان ماہ طلعت بیٹھا ہوا تاج مکلل بجواہر سر پر اُسکے رکھا ہوا خفتان مرصع نگار تنگ مین سیلے
پڑی ہوئی دیو پری جن گرد و اطراف مین آکر سلیمان شاہ کو سلام کیا نام اسکا سلیمان ثانی ہی بیٹا عجیل ماہرو
کا پردہ قاف مین بہت سے کام اسنے کیے ہین آکر صف باندھکر کھڑا ہوا حال پوچھا معلوم ہوا کہ یہ میدان مین
ملجاے روئین تن کھڑا ہوا ہی اسکے ہاتھ سے بہت سے لوگ مارے گئے ہین اور صدہا زخمی ہوے ہین اب کوئی اسکے مقابلے
کو نہین جاتا کہ اہین پھر ملجاے نے مبارز طلبی کی پس سلیمان ثانی نے سلیمان شاہ سے اجازت لی اور مرکب اپنا چمکایا
برابر ملجاے کے پہونچا تھا کہ وہ کافر گرز زن ہوا سلیمان ثانی کا گھوڑا تین قدم پیچھے ہٹا اور ملجاے کا گینڈا کوئی
آٹھ قدم پسپا ہوا چونک مین اُسکے پیچھے پر جا رہا گرتے گرتے سنبھلا سلامکر زانون مین یہ تغیر کر گینڈے کو مقابل کیا اور کہا کہ
ای خداپرست تو کون ہی جو آکر مقابل ہوا کہا کہ مین تیری جان کا ملک الموت ہون یہ سنکر ملجاے نہایت غضبناک ہوا کہا
کہ خبردار رہنا یہی تلوار ہی جو خداپرستون کے خون سے آشنا ہو رہی ہی اسی سے سب کو مارا ہی اور زخمی کیا ہی لے اسے
یہ کہکر تلوار ماری سلیمان ثانی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا مگر جتنی تلوار کی دھار سے لڑی ہوئی تھی جب تلوار قریب
آئی سپر کو ہاتھ سے چھوڑ دی کہ علی بند سپر کا پشت پر جا جھولا اور پنجہ علی کو دراز کرکے تلوار پر تھکی دی کہ تیغ چٹ تیری پیچھے پر
اُسکے ڈال دیا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور ڈال کر کمر زرہ مین ہاتھ قاش زین سے اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا
چاہتا تھا اُسنے کہ مونڈھے کی کھاکر سنبھلے کود کر گھوڑے سے مشکین اُسکی باندھ لین اور لیکر میدان سے پھرا لاہوت شاہ
نہایت اُداس بکمال پریشان پھر گیا ادھر سلیمان شاہ کشتیان جواہر کی سلیمان ثانی پر سے نثار کرتا ہوا لیکر بارگاہ
مین آیا بیٹھا صحبت عیش آراستہ ہوئی حکم دیا کہ ملجاے روئین تن کو قید کرو صبح کو دیوان اسکا سمجھا جائے گا اُسکو
اسیر غل و زنجیر کرکے زندانخانے مین قید کیا رات کو آرام کیا صبح کو دربار ہوا سلیمان ثانی دنگل شوکت مین ہوا سلیمان شاہ
فارسی تخت پر جلوہ افروز ہوا سردار گرد و اطراف آکر بیٹھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ غضنفر بن اسد آتا ہی سلیمان
ثانی نے دیو پری آدمزاد سب کو استقبال کے واسطے بھیجا اور ساتھ عزت و تکریم کے بُلایا سلیمان ثانی خود بھی
تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا غضنفر دوڑکر لپٹ گیا سلیمان ثانی بغلگیر ہوا دونون برابر بیٹھے باتین ہونے لگین
غضنفر نے کہا بھائی صاحب آپ دیوون کو اپنے ساتھ سے رخصت کر دیجیے نہین یہ مشہور ہوگا کہ خداپرست دیوون
کی مدد سے کام کرتے ہین سلیمان ثانی نے سب دیوون پریون کو رخصت کر دیا اب غضنفر نے کہا کہ بھائی صاحب آپنے
خوب اس روئین تن کو پکڑا ایک کو مین نے مارا تھا دوسرے کو آپ نے گرفتار کیا پھر اُسے زندہ کیون رکھ چھوڑا ہی
سلیمان ثانی نے کہا کہ لاؤ ملجاے روئین تن کو اُسیوقت اُسکو لوگ لائے کہ مشکین بندھی تھین ہاتھون مین ہتھکڑیان
پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق اس ہیئت سے لاکر حاضر کیا اُسنے بطریق لقاپرستان سلام کیا سلیمان ثانی نے کہا ای
کبر مین نے تجھے کسطرح اسیر کیا اُسنے کہا کہ تو زبردست تھا مجھکو پکڑ لیا سلیمان ثانی نے کہا کہ دین لقاپرستی ترک کر
اور دین اسلام اختیار کر اُسنے کہا کہ ہزار جانین میری زمرد شاہ پر نثار کبھی مین دین تیرا اختیار نہ کرونگا کیونکہ تم
خداپرست کہتے ہو کہ خدا کو دیکھا نہین ہی عقل سے پہچانا ہی پھر مین خداے دیدہ کو چھوڑکر کبھی خداے نادیدہ کی پرستش
نہ کرونگا یہ کلمہ سنکر سلیمان ثانی نہایت برہم ہوا اور ایک ترنج سامنے رکھا ہوا تھا اُسے اُٹھاکر ملجاے کے سر پر
مارا وہ کافر نہایت غضبناک ہوا اور قید کو توڑ ڈالا برابر ایک شخص کھڑا ہوا تھا تلوار اُسکی کرکے چھین کر سلیمان ثانی پر

دوڑا جب تک وہ سنبھلے سنبھلے تلوار اسنے ماری گھبراہٹ مین سپر پر روکا لیکن سپر کٹی اور کوئی چار انگل سر مین اتر گئی یہ غش
کھاکر گرا اور یہ کافر وہان سے دروازہ بارگاہ کی طرف چلا غضنفر نے دیکھا کہ اس نالائق نے سلیمان ثانی کو زخمی بھی کیا
قید بھی توڑی اور صاف نکلا جاتا ہے نعرہ کیا کہ او کافر کب چھوڑتا ہون تجھکو کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچ کر نکل جائے
اسنے کچھ نہ سنا اور باہر دروازے کے آیا مرکب سلیمان ثانی کی سواری کا کھڑا تھا اسپر سوار ہوا اور بھاگا غضنفر بھی باہر
نکلکر گھوڑے پر سوار ہوکر تعاقب مین اسکے چلا مگر ملجائے روئین تن بھاگا بھاگ قریب لشکر لاہوت شاہ کے پہونچ گیا
ہرکارون نے لاہوت شاہ کو خبر دی کہ ملجائے روئین تن چھوٹا ہوا آتا ہے بہت خوش ہوا اور تمام سردارون کو
واسطے استقبال کے روانہ کیا ملجائے نے لاہوت شاہ کو مجرا کیا اور بارگاہ مین آکر دنگل پر اپنے بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی
دورہ جام شراب کا ہوا لاہوت شاہ نے حال پوچھا کیونکر چھوٹ کر آیا خداپرستون کی قید سے کیونکر رہائی پائی
اسنے کہا کہ سلیمان ثانی سے اور مجھ سے بہت گفتگو ہے سخت آئی قید توڑکے اسکو زخمی کرکے چلا آیا یہی باتین ہو رہی تھین کہ
غضنفر بن اسد مثل شیر خشمناک مع مرکب بارگاہ مین گھس آیا اور نعرہ کیا کہ باش او کافر بھائی کو میرے تو زخمی کرکے آیا ہے مین
تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر ملجائے کی طرف چلا اسنے اپنے دل مین کہا کہ ایک مرتبہ تو اسے زخمی کر چکا ہون ابکی مارلے اور
پکارا کہ او دیوانے مین تیرا راستہ ہی دیکھ رہا تھا سو تیری قضا تجھے لے آئی غضنفر نے کہا مین تیری جان کا ملک الموت
ہون اس روز تو میرے ہاتھ سے بچ گیا معلوم ہوا کہ قضا تیری آج ہے یہ کہکر تلوار کھینچی اودھر ملجائے نے بھی تیغ کھینچی اور غضنفر
پر ماری غضنفر نے تلوار اسکی خالی دی ملجائے اپنے زور مین آپ ہی جھکا تھا کہ غضنفر نے تیغۂ روئین شگاف جو کمرگاہ
پر مارا دو ٹکڑے ہوے بس اسکے مرتے ہی بارگاہ مین ایک غل ہوا کہ وہ ملجائے مارا گیا ادھر غضنفر مرکب اپنا پھیر کر
کافرون کو قتل کرتا ہوا پھرا لاہوت شاہ نے چاہا تھا کہ تعاقب غضنفر کا کرے کہ جوڑی ہرکارون کی آئی پسینے مین غرق گرد
مین غرق بدعا دے کر عرض کیا کہ بدر بن زلازل یک حشمی آتا ہے لاہوت شاہ یہ سنکر ٹھہر گیا اور تعاقب سے غضنفر
کے بازرہا اور پہلوانون کو استقبال کے واسطے روانہ کیا اور تابوت ملجائے کا اسکے وطن کو روانہ کیا غضنفر ملجائے کو
قتل کیے ہوے پھر کر چلا تھا کہ راستے مین اسکے رفیق ملے حال پوچھا کہ تم سب کیون آئے ہو ہر ایک نے عرض کیا کہ اے شہریار
ہمین صبر کب پڑتا ہے کہ آپ جائین اور ہم بیٹھے تماشا دیکھین غضنفر نے کہا کہ عنایت خدا سے مارا اس کافر کو پھر کوئی میرے
منھ پر نہ چڑھا مین چلا آیا یہ باتین کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ لشکر سلیمان شاہ کا ملا اس سے پوچھا کہ تم لوگ کہان چلے تھے کہا کہ
آپ کی مدد کے واسطے کہا کہ پھر اب کیا ہے پلٹ چلو مین تو اس روئین تن کو مار آیا سب خوشی خوشی پھرے کہ بعد اسکے دیکھا کہ
سلیمان ثانی اس حال سے چلا آتا ہے کہ زخم سر بندھا ہوا غضنفر نے پوچھا بھائی صاحب یہ اس حال سے آپ کہان
چلے تھے سلیمان ثانی نے کہا کہ تم تنہا اس کافر کے تعاقب مین گئے تھے میرے دل نے نہ مانا مین چل کھڑا ہوا غضنفر نے کہا
بھائی صاحب عنایت پروردگار سے مار کر اس نالائق کو آتا ہون سلیمان ثانی نے غضنفر کو گلے سے لگایا اب دونون
مل کر پھرے داخل بارگاہ ہوے صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی جام شراب گردش مین آیا لیکن ادھر بدر بن زلازل
یک حشمی آکر لاہوت شاہ پاس پہونچا ملازمت حاصل کی دنگل پر اپنے بیٹھا تھا کہ جوڑی ہرکارون کی آئی ہاتھ اٹھاکر
بدعا دی اور عرض کیا کہ طرماسیب بن طمطاس ساٹھ ہزار سوار سے آتا ہے لاہوت شاہ نہایت خوشنود ہوا اور حکم دیا
کہ بجے طبل شادمانی اور تمام سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا اور سرے سے لشکر کے تا بارگاہ پا انداز ڈلوایا کمال
عزت سے اسے بلوایا ادھر جاسوسون نے خبر سلیمان شاہ کو پہونچائی کہ طرماسیب بھی آپہونچا یہ سنکر سلیمان شاہ
نہایت متوحش ہوا سب نے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے اگر خدا فضل کرے گا تو مارینگے اس کافر کو بھی مگر

طرماسپ آکر لاہوت شاہ سے ملا دنگل شوکت پر بیٹھا اور دنگل اسکا سب سردارون سے بالا دست بچھا لیکن
طرماسپ نے لاہوت شاہ سے کہا کہ آپ کی مدد کے لیے آیا ہون کہ مار کر ان خدا پرستون کو چھینکر ملکہ گیتی افروز کو
واسطے زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کے لیجاؤن بدر نے جو یہ کلمہ سنا نہایت قہر و غضب سے طرماسپ کی طرف
دیکھا لاہوت شاہ نے کہا ای بدر تمہارے خشمناک ہونے کا کیا سبب ہے بدر پکارا یا خداوندزادے مین مدت سے
ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہون اور شہر اختم مین خداوند نے گیتی افروز کو مجھے دیدیا ہے مین اسی واسطے اپنی محسن ملکہ
برہمن جادو سے بگاڑ کر آیا ہون کہ ملکہ گیتی افروز کو اپنے تصرف مین لاؤن اور کوئی لینے والا کون ہوتا ہے کیا حق رکھتا ہے
اب اگر کوئی نام اسکا بے ادبی سے لے تو زبان اسکی گدی سے کھینچ لون طرماسپ نے جو یہ کلمہ سنا جہان آنکھون مین تیرہ و تار
ہو گیا اور پکارا کہ او بدبخت زیادہ گوہ نہ کھا واہیات نہ بک ارے جہان کہ زبدۂ آفتاب پرستان عاشق ہو وہان
دوسرے کی مجال ہے کہ قصد بیجا کرے بہت تو نے جھک مارا جو یہان آیا اس ارادے سے زیادہ سر اٹھائے گا تو سزا پائے گا
سر تیرا دھڑ سے کھینچ کر پھینک دونگا اور تو نہین جانتا کہ مین کون اور کسکا بیٹا ہون اور کسکا رفیق ہون بدر نے کہا او
نالائق تو مجھ سے یہ کلمہ کلام کرتا ہے اور کھینچکر خنجر طرماسپ پر مارا طرماسپ نے ہاتھ قبضے پر ڈالدیا اور تلوار چھین کر کمر زنجیر کا
بند پکڑ کر اٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا طرماسپ چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور چاہا کہ
دھڑ سے سر کھینچ لون کہ لاہوت شاہ نے ہاتھ طرماسپ کا پکڑ لیا کہ بس اب یہ اپنی سزا کو پہونچ گیا چھوڑ دو واسطے کہ یہ
پیغمبر زادہ ہے خداوند کا طرماسپ اٹھ کھڑا ہوا اور اس سے کہا کہ خبردار پھر گیتی افروز کا نام نہ لینا بدر نے کہا مجھ سے
خطا ہوئی لاہوت شاہ نے بدر کا ہاتھ پکڑ کر طرماسپ کے پیرون پر گرایا طرماسپ نے اسے گلے سے لگایا اہل محل کے
بیٹھے ناچ دیکھنے لگے صحبت گرم ہوئی جام شراب گردش مین آیا جب نشہ خوب ہوا بدر نے طرماسپ سے کہا کہ اگر حکم
ہو تو چلے خدا پرستون سے مین لڑون اسنے کہا اچھا کیا مضائقہ ہے بدر نے طبل جنگی بجوایا یہ خبر سلیمان شاہ کو پہونچی حکم دیا
کہ خدائے بزرگ است بموجب مصرع ❊ دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست ❊ ہمارے یہان بھی نقارۂ زری بقوت
ایزدی بجے اسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکر تیاری جنگ مین مصروف ہوئے ساری رات اسی
حالت مین بسر ہوئی صبح کو ادھر سے سلیمان شاہ مع غضنفر بن اسد و سلیمان ثانی میدان مین پہونچے لشکر کو
آراستہ کیے کھڑے ہوئے اس طرف لاہوت شاہ و زلور شاہ تخت پر سوار عقب مین تمام فوج طرماسپ اور بدر
ہمراہ تخت نمودار ہوئے میدان مین پہونچ کر صفون کو آراستہ پیراستہ کر کے کھڑے ہوئے کہ نقیبون نے نقابت کی
کڑکیتون نے کڑکا کیا کہ کونسا ایسا بہادر ہے کہ میدان مین نکلے اور نام اپنے باپ دادا کا روشن کرے کیونکہ شعر
رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا ❊ مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ❊ اور ایک روز مرنا ہر شخص کے لیے ہے لیکن ایسا مرنا کہ
جسمین قیامت تک نام باقی رہے بہت بہتر ہے ایسی موت حیات جاودان ہے بس نقیب چپ ہوئے تھے کہ بدر بن
زلازل باک چشمی نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت لاہوت شاہ کے آیا اجازت چاہی کہا سپرد کیا تجکو خداوند بختنصر
اور نیر اعظم آفتاب تابان کے اور جام شراب بدر جام پی کر سلام کر کے باد گرم مرکب پر بیٹھکر عازم میدان
ہوا ہنوز مبارز امنے طلب نہین کیا تھا کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد آسمان
رسیدہ وبلے گرد در زمین پیچیدہ اب جو دیکھا تو گرد نے مارا ہوا کو ہوا نے مارا گرد کو کر دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور اس
گرد کے اندر سے چھ سو علم نشان چھ لاکھ سوار کا کیہر ہرے علمون کے آبی رنگ کے ہر علم پر تعریف خداوند تجلیات
اور پیر زلال روشن ضمیر کی مرقوم بعد اسکے جلوس سواری کا برچھی بردار جھنڈی بردار چوبدار جب سب جلوس

گذر چکا تو تخت کشور شاہ کا نمایان ہوا آگے آگے داراب مالک اژدر برابر اسکے چھ لاکھ سوار پشت پر میدان
مین پہونچ کر ایک طرف قائم ہوئے لیکن داراب نے بدر بن زلازل کو جو دیکھا نہایت خوش ہوا ادھر بدر
نے پھر مبارز طلب کیا کہ داراب نے مرکب اپنا اُڑایا اور سامنے بدر کے آیا بدر تگاور دوڑان ہوا کہ مرکب داراب
کا حسب دستور پیچھے ہٹا اور گھوڑا بدر کا بہت پسپا ہوا لیکن سنبھلکر رانون مین گجب مار کر پھر مقابل ہوا اور داراب
سے کہا کہ او آب پرست تو یہان کیونکر آیا کہا کہ تیری تلاش مین یہان آیا سُنا کہ تو سبائل پر گیا ہوا ہے مین بھی
یہان آیا بدر نے کہا کہ تجھے قضا لے کر آئی ہے اور نیزہ داراب پر مارا داراب نے نیزے کو نیزہ پر روکا اور چند طعن
مین نیزہ ہاتھ سے بدر کے نکال دیا بدر نے غصے مین آکر تلوار ماری داراب نے اُسے رد کیا اور اپنا وار اُسپر کیا
لیکن تلوار داراب کی پڑتے ہی اُچٹ گئی اب داراب نے یہ ارادہ کیا کہ تلوار اسکی چھین لے اور اُسے قاش زین
سے اُٹھائے اور مرکب کو اشارہ کیا کہ وہ زیر بغل چلا کہ تسمہ باگ کا ٹوٹ گیا گھوڑا پلان ہو کر چلا داراب گھوڑے کو
سنبھالنے لگا کہ بدر نے گھات پا کر تلوار ماری پورا وار سر پر بیٹھا کہ تا دو ابرو تلوار بدر کی اُتر گئی داراب نے دستانہ مارا
تلوار تو چھنا کر نکل گئی مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی زخم کاری لگا تھا کہ داراب کو غش آگیا گھوڑے سے گرا بدر نے
چاہا کہ اور ایک ہاتھ مارون کہ سر اسکا جسم سے جدا ہو جائے کہ سلیمان زرین زرہ دوڑ پڑا اور کہا کہ او نالائق کیا کرتا
ہو آیا مین بدر پکارا تجکو بھی قضا لیے آئی ہو مگر سلیمان قریب پہونچا تھا کہ بدر نے تلوار ماری سلیمان نے وار اسکا رد
کیا اور اپنا وار اُسپر کیا مگر تلوار خفتان مریخ بند کے سبب جسم پر بدر کے اثر نہین کر تی گئی وار بدر نے ہنس ہنس کر سینے پر
روکے اور خبردار خبردار کہکر تلوار ماری سلیمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تیغ نے سپر کو کاٹا خود کو دو کیا اور دو وار
اُتر چلی تھی کہ سلیمان نے دستانہ مارا تلوار جھنا کر نکل گئی اسی طرح کئی سردار زخمی ہوئے دو ایک مارے گئے شام ہو گئی
طبل بازگشت بجا تینون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو پھر گئے ادھر لاہوت شاہ اپنی بارگاہ مین پہونچ کر تخت پر بیٹھا
تمام سردار گرد و اطراف مین صندلون پر بیٹھے جام شراب گردش مین آیا بدر نے چاہا کہ پھر اپنے نام پر طبل جنگ
بجواؤن کہ طرماس نے کہا بس ایک روز تو لڑ چکا اب پھر دو چار دن کے بعد لڑیو کل مین لڑونگا اور حکم کیا کہ بجے
طبل جنگ اسی وقت نقارہ بجا ادھر سلیمان شاہ فارسی پھر کر داخل بارگاہ ہوئے مین فکر داراب کا ہو رہا ہے کہ آج
کی بلا داراب کے سر گئی کہ اسی اثنا مین خبر طبل جنگ کی پہونچی یہان بھی نقارہ بجا ادھر لشکر داراب مین بھی
طبل جنگ بجا غرض کہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی کہ ستارہ سحری فلک پر چمکا اور شاہ خاور کی ہوئی سپاہ انجم
لرزان و ترسان اسقدر گریزان ہوئی کہ حد نظر سے غائب ہو گئی تیرگی ظلمات مین جا کر چھپی نسیم صبح چلنے لگی ہر خان چمن کی
یاد الٰہی مین مصروف نغمہ سنجی ہوئے تمام عالم بیدار ہوا ہر ایک نے پرستش خداوند کریم کی اپنے اپنے طریقہ پر ادا کی غرضکہ
تینون لشکر میدان مین آئے صفین باندھکر مقابل یکدگر کھڑے ہوئے ابھی کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ پردہ بیابان
سے تتق گرد و غبار کا بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ و تاریک کر دیا سب نگران تھے کہ دیکھیے اب کون آتا ہے جب گرد
شق ہوئی تو پانچ سو علم نشانہ پانچ لاکھ سوار کا نمودار ہوئے ہر علم کے پھریرے پر تعریف خداوند ستارہ پرور دین
کی مرقوم بعد اسکے جلوس سواری کا پھر تخت اختر اختران کا نمودار ہوا خورشید ستارہ پرست گھوڑے پر
سوار آگے آگے اور پیچھے تخت کے پانچ لاکھ ستارہ پرست دریائے آہن مین غوطہ مارے ہوئے آکر ایک طرف
قائم ہوئے کہ دوسری گرد اُڑی اب جو دیکھا چار سو علم نشانہ چار لاکھ سوار کا بعد اسکے جلوس سواری کا
سیقول شاہ تخت پر سوار تو برج ماہ پرست مرکب پر بیٹھا ہوا پشت پہ چار لاکھ سوار آکر ایک جانب

قائم نہ ہوا تھا کہ ادھر گرد اڑی جمشید و خورشید و رستم خان بن گشتاسپ لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچے اور آکر لشکر سلیمان شاہ فارسی کے ملے اور صفیں باندھکر کھڑے ہوے کہ اُدھر طرماسپ لاہوت شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو اگر تم اپنی خیر چاہتے ہو تو ملکہ گیتی افروز کو سوار کرکے لے آؤ اور میرے حوالے کرو نہیں تو سب کو قتل کرونگا اور گیتی افروز کو زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کے لیے تم سے چھین لیجاؤنگا ادھر سے اہل اسلام للکارے کہ او کافر کیا بکتا ہے خبردار اب نام ملکہ عالم کا زبان پر نہ لانا ورنہ سر جنگ معقول پانیگا بس جھنجھلا کر طرماسپ نے مبارز طلبی کی رستم خان مرکب اڑا کر سامنے تخت سلیمان شاہ کے آیا اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہو رستم خان بادگر مرکب پر بیٹھا مقابل طرماسپ آیا طرماسپ نگاوزن ہوا مرکب رستم خان کا پانچ قدم ہٹا اور گینڈا طرماسپ کا چار قدم پسپا ہوا سلسلہ رانوں میں ایکنے دوسرے کا سامنا کیا بعد گفتگوے بسیار طرماسپ نے نیزہ مارا رستم خان نے نیزے کو نیزے پر کاٹا لگی طعنیں چلنے بڑی دیر تک نیزہ بازی رہی لیکن مطلب برآری نہ ہوئی آخر کار نیزہ توڑ ڈالا لیکن سنان نیزے کی طرماسپ نے نکال دی رستم خان نے غصے میں آکر ڈانڈ پر ڈانڈ مارا کہ دونوں ڈانڈیں ٹوٹ گئیں اب طرماسپ نے ساطور اپنا آرایے پر سے اٹھایا اور خبردار کہکر مارا رستم خان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن یہ ساطور سپر سے کبھی رکا ہی نہیں ہے سپر کٹی خود کے دو ٹکڑے ہوے تا دابرو اُتر گیا رستم خان نے دستانہ مارا ساطور تو جھٹکا کر نکل گیا لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا یہ حال دیکھکر نوفل خان دوڑ پڑا رستم خان کو پھیر دیا آپ سامنا کیا بہت دیر تک نیزہ بازی رہی آخر کار اسی طرح ساطور سے یہ بھی زخمی ہوا کامل خان مقابلے کو آیا کئی تلواریں طرماسپ پر ماریں آخر حربہ اسکا روک سکا یہ بھی زخمی ہوا ملک غیور باختری مقابلے کو آیا کئی ساطور طرماسپ کے خالی دیے کئی تلواریں لگائیں طرماسپ نے بھی روکیں آخر جھنجھلا کر طرماسپ نے سر بنا کر جو کمر کا وار کیا پورا پڑا کر دو ٹکڑے ہوے اور یہ دیندار شہید ہوا یہ حال پر ملال دیکھکر ملک اردوان جزیرہ نشین مرکب اپنا اڑا کر سامنے طرماسپ کے آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا تلوار طرماسپ پر ماری اُسنے پشت ساطور پر روکی اور اپنا وار کیا یہ ہوشیار رہا فلک شعبدہ باز سوچا کہ اسے سپر سے نہ روکیے تاکہ بند دست بنا تو ڈال کر اس سے حربہ چھین لیجیے بس یہ سوچ کر آئے ساطور کو خیال میں کر کے گھوڑے کو اشارہ کیا وہ جانب بغل چلا تھا کہ سکندری کھائی اور دست ساطور گران کا سر پر ملک اردوان کے بیٹھا کہ کالشہ سر جدا ہوا اور یہ بہادر بھی درجۂ شہادت پر فائز ہوا شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی فرودگاہ پر آئے لیکن لاہوت شاہ طرماسپ پر سے زر نثار کرتا ہوا میدان سے پھرا داخل بارگاہ ہوا تخت پر بیٹھا طرماسپ اپنے دنگل پر بیٹھا جام شراب گردش میں آیا طرماسپ نے کئی جام برابر پیا اور نشۂ شراب میں پھر طبل جنگ بجوایا ادھر اہل اسلام کمال مغموم نہایت رنجور پھر کر داخل بارگاہ ہوے ہیں زخمیوں کا علاج ہو رہا ہے شہیدوں کے تابوت انکے وطن کو بھیجے گئے ہیں کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی یہاں بھی تکیہ بر پروردگار طبل جنگ بجا رات تیاری میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر معرکہ آرائے دشت نبرد ہوے نقیب نہیب دے کر نکل گئے تھے کہ پھر طرماسپ نے گینڈا اپنا بڑھایا سامنے تخت لاہوت شاہ کے آکر اجازت لی اور قرخ میدان کا ربذار کا کیا ہنوز مبارز نہیں طلب کیا تھا کہ لکۂ ابر نمایاں ہوا جب وہ ابر میدان میں پہونچ کر شق ہوا تو نقابدار یاقوت پوش شتر بران پر سوار نمایاں ہوا اور شریک خدا پرستوں کے ہوا ادھر طرماسپ نے مبارز طلب کیا تھا کہ نقابدار اسکے مقابلے کو گیا نگاوزن ہوا کہ گینڈا طرماسپ کا سات قدم پسپا ہوا اور مرکب نقابدار کا تین قدم ہٹا بعد گفتگوے بسیار

طرماسپ نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر روکا رد و بدل ہونے لگی چند طعنین چلی تھین کہ نقابدار نے نیزہ
ہاتھ سے طرماسپ کے نکال دیا پس طرماسپ پکارا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا سر میدان ہوائی کیا
لیکن خیر نیزہ بازی ضلال بازی گرز بازی خال بازی تیغ بازی راست بازی یہ کہکر خنجر کمر سے کھینچ کر نقابدار پر
مارا نقابدار نے سپر پر روکا اور اپنا وار کیا طرماسپ نے بھی وار نقابدار کا رد کیا یہان تک کہ دن بھر تلوار چلی کچھ کام نہ نکلا
بس ایک مرتبہ طرماسپ نے غصے مین آکر تلوار ماری ادھر نقابدار نے سپر پر وار اسکا کا تھا لیکن تلوار دو انگل سپر کو
کاٹ گئی تھی کہ نقابدار نے جھٹکا دیا کہ تلوار طرماسپ کی ٹوٹ گئی اس گبر نے دوڑ کر ساطور ارابے پر سے اٹھایا اور
پکارا کہ یہ وار غضب نیر اعظم آفتاب تابان کا ہے لے اسے یہ کہکر ساطور مارا نقابدار نے چاہا کہ وار اسکا سپر پہ
نہ روکون کیونکہ یہ حربہ سپر کے لئے نہین رکتا ہو اشارہ کیا مرکب کو کہ زیر بغل جا کر ہاتھ کلائی پر ڈال دون کہ
گھوڑے نے سکندری کھائی ساطور سر پہ بیٹھا کہ خود کو کاٹتا ہوا ابرو تک آیا نقابدار نے دستانہ مارا ساطور تو چھٹکر نکل
گیا ادھر مرکب پر ان اسکا اثر کر رہی ہوا شام ہو چلی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو گئے مگر
طرماسپ نے پھر طبل جنگ بجوایا ادھر اہل اسلام نے بھی نقارہ توکل بجا بجوا دیا غرض کہ رات تیاری جنگ مین بسر
ہوئی صبح کو پھر دونون لشکر میدان مین آئے طرماسپ عرصہ کارزار مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے جمشید خان نکلکر میدان
مین آیا خوب لڑا آخرکار زخمی ہوا غرض کہ شام تک نوبت سردار زخمی ہوئے کئی مارے گئے یہان تک کہ سات روز کی
میدانداری مین کوئی لشکر اسلام مین اتنا باقی نہ رہا کہ میدان مین جاتا بلکہ جو سردار پہلے کے زخمی تھے چند زخم انکے بھر بھرے
ہو چلے تھے وہ بھی دوبارہ زخمی ہوئے اب کوئی لڑنے والا نہین ہے طرماسپ پیہم مبارز طلب کر رہا ہو ادھر سے سب
سر جھکائے کھڑے ہین کوئی جواب نہین دیتا کہ پھر طرماسپ پکارا کہ باشرابو گروہ خداپرستان اگر تم ایک ایک نہین لڑ سکتے
ہو تو سب مل کر میرے مقابلے کو آؤ اور نہین تو مین آتا ہون یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا تھا کہ سلیمان شاہ فارسی نے تخت اپنا
زمین پر رکھوا دیا اور کہا کہ مین آتا ہون طرماسپ نے باگ روکی ادھر سلیمان شاہ نے مرکب طلب کیا ابھی گھوڑا آنے
نہ پایا تھا کہ صحرا سے بگولا گرد کا اٹھا کہ جیسے ایک سوار آتا ہو آن واحد مین وہ گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ شیر بیشہ کلکان
صاحب جلال طہماس بن عنقویل دیو پرور ہے ایک غل ہوا کہ طہماس آیا مگر طہماس نے جو طرماسپ کو میدان
مین کھڑے دیکھا گینڈے سے اتر کر دو رکعت نماز شکر ادا کی اور پھر کر گردن پر جھکر طرماسپ کی طرف چلا قریب پہونچا
تھا کہ طرماسپ تگا وزن ہوا کہ جیسے سینہ سے سینہ شانے سے شانہ بازو سے بازو سر سے سر مل گیا اور جھولون سے
سیرون کے چنگاریان اڑین طہماس کا گینڈا چار قدم پیچھے ہٹا اور طرماسپ کا کرگدن پانچ قدم پسپا ہوا اسلکر راتون مین
تگ و تاز مار کر گینڈون کو پھر ایک دوسرے کے مقابل ہوا طہماس نے کہا او ناہنجار نطفۂ شیطان او ظالم یہ تو نے کیا کیا
کہ چلے تو بھائی کو میرے یعنی کلامین پرزور کو مارا بعد اسکے بیگناہ عنقویل دیو پرور کو بھی اس نامردی سے قتل کیا کہ
عورتین بھی تجھپر نفرین کرتی ہین ارے نہ تجکو خوف خدا نہ عزیزداری کا خیال ہوا کہ یہ ہمارا دادا ہے دیکھ تو اسکے عوض میں
کیا حال تیرا کرتا ہون آج تجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا کہ مجھکو تو نے شاہزادہ نورالدہر کے سامنے ذلیل کروایا اور انہنے
قسم دلائی ہے کہ اگر سر طرماسپ کا سر لانا تو مجکو صورت دکھانا نہین تو میرے سامنے ہرگز نہ آنا تو جب تک تجھے مار کر سر تیرا
نہین لیجاتا ہون قرار میرے دل کو نہین ہے کہ زیارت سے انکی محروم ہون طرماسپ پکارا کہ ای بیہودہ ناخلف عقیل اگر
عنقویل دین آفتاب پرستی اختیار کرتا تو مین کیون اسکو مارتا میرے واسطے بدنامی تھی کہ طرماسپ کا دادا مسلمان
ہو اس رفع بدنامی کے لیے مین نے اسکو مارا اور کلامین کو بھی اسی لیے مارا اور تو اگر دین آفتاب پرستی

نہ قبول کریگا تو تجھے بھی مارونگا زندہ نہ چھوڑونگا تیرے باعث سے بڑی بدنامی میرے لیے ہے غرضکہ بعد گفتگو کے لیا یا
طرماسپ نے ساطور طہماس پر مارا طہماس نے پشت ساطور پر روکا اور اپنا وار کیا طرماسپ نے بھی حربہ اسکا رد کیا
اب بڑے زور وشور سے ساطور چلنے لگا سب دیکھ رہے ہیں اور آفرین کہہ رہے ہیں کہ کبھی برابر کی لڑائی ہو دیکھیے کیا
ہوتا ہے دونوں زبردست ہیں کوئی کسی طرح پا کمی کا نہیں رکھتا ہے غرضکہ یہانتک ساطور چلا کہ دونوں حربے بیکار
ہوگئے ہر وار میں ایک ساطور دوسرے کو کسیقدر کاٹ جاتا تھا یہانتک کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اب دونوں دست وگریبان
ہوئے مگر کب لنگروں کی تاب نہ لائے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں کو دیرے اب کشتی ہونے لگی پہر بہر کامل کشتی رہی لیکن طہماس
کو غصہ ہے قوت اسکی بہت بڑھی ہوئی ہے اور طرماسپ کئی میدان داریاں کر چکا ہے کسی قدر تھکا ہوا بھی ہے لیکن الجھا ہوا ہے
زور ہو رہے ہیں کہ ایک مقام پر طہماس نے لنگر اسکا توڑا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا
کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا ایک ہاتھ گدی کے نیچے رکھا اور ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے لگا تین چرخ دیے اور ایک جھٹکا
مارا کہ نرخرے سمیت دھڑ سے گردن کھینچ آئی ایک غل ہوا کہ وہ طرماسپ کو مارا لاہوت شاہ نے سر پیٹ لیا
اور حکم دیا فوج کو کہ مار لو اس عادی کو جانے نہ پائے لوگ طہماس پر دوڑ پڑے ادھر زیور شاہ نے اپنی فوج کو
بھیجا وہ بھی چلی لیکن طہماس نے سر طرماسپ کا فتراک میں باندھا اور کھینچکر زیر رکابی ساطور چار چار جسکو مارا مع مرکب
چار ٹکڑے کردیے ادھر سلیمان شاہ فارسی نے اپنے لشکر کو واسطے مدد طہماس کے بھیجا ادھر سلیمان ثانی لکا کو
چلا غضنفر اپنے قراقوں سمیت جا پڑا نقابدار یاقوت پوش شتر سوار بھی کفار پر اپنی فوج سمیت جا پڑا الگی تلوار چلنے
خوب جنگ مغلوبہ ہوئی مگر طہماس نے ایک رخ گشدا اپنا ڈال دیا ہے جو سامنے آیا مارا ساطور کے دو دو میں تین کے برابر سر
قلم ہوئے یہ کیفیت ہے کہ کفار ریلے کرتے چلے آتے ہیں لیکن طہماس اسطرح سب کو قتل کرتا مارتا چلا جاتا ہے جیسے شیر غضبناک
مجمع روباہ میں شکار کھیلتا ہے یہانتک کہ تمام لشکر کو طے کرکے راستہ جنگل کا لیا جسطرف سے آیا تھا اسیطرف چلا گیا یہاں کفار میں
اور اہل اسلام میں تمام دن تلوار چلی جب شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی اپنی آرامگاہ میں آئے اگرچہ لاہوت شاہ
کمال رنجیدہ وغمگین بارگاہ میں آیا حکم دیا کہ تابوت زرین طرماسپ کا بنے اسی وقت تیاری ہونے لگی آج لاہوت شاہ
نے دربار بھی نہیں کیا صبح کو بارگاہ میں آیا لوگوں نے عرض کی کہ تابوت طرماسپ کا تیار ہے حکم دیا کہ اختر بیس ہزار سوار
ساتھ لیکر اس تابوت کے ہمراہ خدمت ایرج نوجوان میں جائے وہ اسیطرف روانہ ہوا لیکن ایرج دریا سے اتر کر تین
منزل کوچ کرکے آ چکا ہے قصد ہے کہ جلد قلعہ ذوالامان کو ہو چکر گیتی افروز کو لیجیے کہ سامنے سے ستون گرد وغبار بلند ہوا ایرج
نے ہرکاروں کو حکم دیا ہے جلد خبر لاؤ کہ کون آتا ہے کیونکہ یہ گرد الم معلوم ہوتی ہے کہ دیکھتے ہی گرد کے دل میں املڈ رہو گیا
ہر شخص لگا ہوں میں ملال معلوم ہوتی ہے کہ یکایک وہ گرد قریب آکر شق ہوئی اور تابوت سیاہ مخمل سے منڈھا ہوا آگے آگے
نظر چلتا ہوا لوگ سیاہ پوش ہمراہ گریبان آنکھے پھٹے ہوئے ہائے طرماسپ وائے طرماسپ کی صدائیں بلند خاک
اڑاتے ہوئے چلے آتے ہیں ایرج نے جو نام طرماسپ کا سنا قریب تھا کہ رونے لگے گھبرا گیا لوگوں سے پوچھا ارے کیا ہے
طرماسپ کو کسنے مارا یہ غل کیا ہے کہ جس سے سینہ میرا شق ہوتا ہے کہ اتنے میں اختر بن غنچہ گرد میں تن سامنے آیا اور
حال بیان کیا کہ اسکے باپ طہماس ظالم نے اسے مارا کچھ محبت فرزندی اسکے نہ آئی دھڑ سے سر کھینچکر لیے چلا گیا ہر چند
لاہوت شاہ نے لشکر کو اسکے قتل کے لیے بھیجا لیکن وہ صاف نکلا چلا گیا کسی طرح نہ اسیر ہوا نہ قتل ہوا بلکہ بہت لوگوں
کو مارا یہ سننا تھا کہ ایرج غصے سے تھرتھرانے لگا غم طرماسپ کا دل پر چھا گیا جہان نظر میں تیرہ ہو گیا اور ایک نعرہ
کوہ شگاف کیا کہ ہائے طرماسپ یہ تونے کیا کیا کہ بارگاہ میری سونی کردی آرام وقرار میرے دل کا لیگیا لطف

زندگی جاتا رہا ای یار وفادار اب تجکو مین کہان سے لاؤن دل بیقرار کو کیونکر سمجھاؤن یہانتک رویا اور حال اپنا تباہ کیا کہ بیہوش ہوکر گر پڑا تمام لشکر کا یہ حال تھا کہ ایرج کو روتے دیکھکر ہر کس وناکس رو رہا تھا اور نام طرماسپ کا ورد زبان تھا کہ بہزاد مرتد نے پانی کے چھینٹے منھ پر ایرج کے دیے گلاب کیوڑا چھڑکا بعد گھڑی بھر کے ایرج کو ہوش آیا دوڑکر صندوق سے طرماسپ کے لپٹا اور چاہا کہ لاش اُٹھی نکالے منھ سے منھ ملے کہ اتنے مین کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان سر تو اسکا طہماس اُکھیڑکر لے گیا یہ لاشہ بے سر ہی کہا کہ وہ عادی کدھر گیا ہو اسنے کہا خدمت نور الدہر مین ایرج نے کہا جہان ملے گا وہین اُس عادی کو مارونگا یہ کہکر بہزاد مرتد کو چالیس ہزار سوار سے ساتھ لیکر روانہ ہوا تعاقب طہماس بن عنقویل دیو پرور کا کیا وہ گھوڑا کہ اشارہ پر چلتا تھا زندگی مین کبھی مہمیز نہین چھوا یا تھا اُسکو کوڑے مارتا ہوا سرپٹ لیے چلا جاتا تھا یہانتک کہ کنارے دریا کے پہونچا ملاحون سے پوچھا کہ طہماس یہان آیا تھا اُنھون نے کہا کہ طہماس کو گئے ہوئے آج دوسرا روز ہے یقین ہے کہ لشکر نور الدہر مین پہونچ گیا ہوگا ایرج کچھ دیر چپ رہا متفکر تھا کہ کیا کرون کیونکر طہماس کو پاؤن بجدا اُسکے کہا کہ کشتیان لاؤ مین ضرور عقب مین اُسکے جاؤنگا بہزاد نے کہا اب جانا آپکا مناسب نہین ہے ایرج نے کہا ای بہزاد جہان آنکھون مین میرے تیرہ وتار ہورہا ہے جب تک طرماسپ کے خون کا عوض نہ لونگا اور اس عادی کو نہ مارونگا قرار مجکو نہ آئیگا یہی باتین تھین کہ ارسلان شاہ پہونچا ایرج سے ملاقات کی حال پوچھا ایرج نے کہا طہماس کو گئے ہوئے آج دوسرا روز ہے ارسلان شاہ بولا اب پھر چلیے قتل کرنا طہماس کا اور روز پر مقرر رکھیے ایرج نے کہا دل میرا نہین مانتا کہ طرماسپ تو نہو اور یہ عادی زندہ رہے قارن قمر بین نے کہا کہ ای شہریار باوفا ای صاحبقران نامدار ای زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان مین نے علم نجوم سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سفر دریا آپ کے حق مین اچھا نہین ہے اب مناسب یہ ہے کہ چلکر مفسدون کو مارئیے اور گیتی افروز کو اپنے قبضے مین لائیے دل شاد کیجیے غم غلط فرمائیے اب قلعۂ ذوالامان قریب ہے اور اگر اس اثنا مین نور الدہر آگیا تو ہاتھ آنا گیتی افروز کا مشکل ہے اور نور الدہر بھی آج کل مین آیا چاہتا ہے خبر لگی ہوئی ہے ایرج کو یہ رائے پسند آئی کہ اس اثنا مین گرد بلند ہوئی جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو مالک بن ملکوت شاہ اور لندھور بن سعدان گردی بھی پہونچے اور کہا کہ ای ایرج نوجوان اگر تم تعاقب مین طہماس کے جاتے ہو تو ہم تمھارے ساتھ ہین قلعۂ ذوالامان پر جاکر کیا کرینگے ایرج ناچار وہان سے پھر کر داخل لشکر ہوا لاش طرماسپ کی ارنگوشیہ مین بھیجی اور آپ قلعۂ ذوالامان کو بعد کرو فر روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان ہرفر تاجدار کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ شہریار بعد جانے نور الدہر کے کوچ بکوچ قلعۂ ذوالامان کو روانہ ہوا بعد از قطع منازل و طے مراحل ملک ذوالامان پر پہونچا گیر زنگ بن گیر زنگ شاہ نے دروازہ شہر کا بند کر لیا اور درہ کو جو آگے قلعہ کے تھا آلات حرب وضرب سے آراستہ کیا اور راستہ پہاڑ کا اسقدر تنگ تھا کہ ایک آدمی سے زیادہ وہان کسی طرح نہ جا سکے اور گھاٹیون پہاڑ کے پتھر تراشے ہوئے رکھے تھے کہ اگر ایک ایک پتھر ڈھکا دین تو کام آدمی کا تمام ہو جائے ہرفر تاجدار وہان آکر اُترا اور ایک عیار کو طلب کیا جب وہ آیا ایک نامہ لکھوا کر بھیجا جسکا یہ مضمون تھا کہ ای گیر زنگ پہلے تو مسلمان ہوا اب یہ کیا تیری شامت آئی کہ اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کیا تو بہ کر اپنے فعل پر عیار گیا اور نامہ دیا گیر زنگ نے جواب لکھا کہ ای خدا پرستو مین ب کر ترس جان سے مسلمان ہوا تھا اب خداوند آفتاب زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کو

سلامت رکھے کہ اُسکے باعث سے دین آفتاب پرستی اختیار کیا ہے اب ایسا روشن دین مین کب چھوڑتا ہون آئندہ مین
کبھی یہان نہ آنے دونگا یہ سنکر ہرمز تاجدار تو چپ ہو رہا لیکن کشیدہ رو منارہ گردن عادیون نے عرض کیا کہ آپ
طبل جنگ بجوائیے یورش کرکے پہاڑ کو لیجیے اور قلعہ مین گھس چلیے ہرمز تاجدار نے حکم کیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت
نقارہ زرمی پر چوب پڑی خبر کبرنگ کو ہوئی کہا کچھ اندیشہ نہین ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے دیکھین کیونکر خدا پرست
پہاڑ پر آتے ہین غرضکہ دونون طرف نقارہ زرمی بجا تیاری جنگ کی ہونے لگی ساری رات اسی کیفیت مین بسر ہوئی
صبح کو ہرمز تاجدار تخت پر سوار تمام فوج ہمراہ رخ پہاڑ کا کیا عادیان کشیدہ رو منارہ گردن برابر چلے جاتے ہین ادھر
سے گولا پڑ رہا ہے تو بجائے رعد شکوہ گرج رہا ہے یہ لوگ تو گولون کو کھیلنے کی گولیان جانتے ہین بھلا کب مانتے ہین
برابر رد کرتے چلے جاتے ہین یہان تک کہ پاٹین کوہ پہونچے اور پہاڑ پر چلے لیکن وہانسے پتھر جو کھائی پر سے ڈھکلا
کتنون کے پیر ٹوٹ گئے کتنون کے سر پھٹ گئے کتنے گر گر پس گئے ہڈیان پسلیان سرمہ سا ہو گئین ہرمز تاجدار نے
کہا کہ انھین منع کرو کہ اوپر پہاڑ کے نہ جائین اپنی جانین مفت نہ گنوائین عادی کشیدہ رو منارہ گردن اسپر اڑے
ہوئے ہین کہ ہم بغیر پہاڑ کے لیے یہان سے نہ پھرینگے ایک غل و شور برپا ہے یہان کبرنگ بیٹھا ہوا تھا کہ ایکبارگی لوگ
دوڑے ہوئے آئے اور کہا کہ طہماس طرماسپ کے مارنے کو گیا تھا سو اُسکا سر لیکر آیا اور دروازے کو توڑ کر شہر مین گھس آیا
لوگون کو قتل کر رہا ہے اور چالیس ہزار عادی اُسکے ساتھ ہین بس یہ سنتے ہی بدحواس ہو کر اٹھا اور کہا کہ صاحبو جو تسے ہوسکے
قصور نہ کرو یہ حکم دے کر تیسرے دروازے کی طرف بھاگا کہ نکل جاؤن یہان کشیدہ رو منارہ گردن پہاڑ پر چڑھ آئے
دروازہ شہر کیطرف چلے ہرمز تاجدار بھی مع فوج قلعہ مین گھس آیا سنا کہ طہماس نے قلعہ فتح کیا لڑتا ہوا چلا آتا ہے
ادھر طہماس کو ہرکارون نے خبر دی کہ ہرمز تاجدار قلعہ کے اندر آگیا مگر کبرنگ مرتد تیسرے دروازہ کی طرف سے
نکلا جاتا ہے طہماس نے حکم دیا فوج کو کہ تم تو شریک ہو بادشاہ کے اور مین اس کافر کو لیتا ہون اور یہ تعاقب مین
کبرنگ کے چلا شہر سے نکل گیا سنا کہ اس طرف گیا ہے اُس طرف گینڈے کو ڈالا اُدھر کبرنگ بھاگا ہوا چلا جاتا
ہے کہ سامنے سے تخت گرد و غبار بلند ہوا جب دامن گرد شگفتہ ہوا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
ذوالنقاب زنگی کو چالیس ہزار زنگیون سمیت لیے ہوئے پہونچا کبرنگ نے دیکھا کہ سامنے سے نور الدہر
آتا ہے اُدھر سے بھی بھاگا نور الدہر نے پوچھا یہ کون تھا جو اسطرف آتا تھا مجھے دیکھکر پھر چلا جاسوسون نے تمام
ماجرا بیان کیا فرمایا کہ جلد اسکو گرفتار کرو جانے نہ پائے زنگی دوڑے اور جاکر کبرنگ کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی یہانتک
کہ تمام ساتھ والے کبرنگ کے مارے گئے اور کبرنگ گرفتار ہوا کہ اس اثنا مین گرد بلند ہوئی دیکھا نور الدہر
نے کہ ایک بگولہ گرد کا نہایت زور شور سے چلا آتا ہے جب گرد قریب آکر شق ہوئی طہماس بن عنقویل یوپے ور
نمودار ہوا اور آکر قدمون پر نور الدہر کے گرا اور بیہوش ہو گیا نور الدہر نے سر اُسکا نہایت شفقت و مہربانی
سے اُٹھایا اپنے زانو پر رکھا گرد منہ کی پاک کی گلاب منگا کر اپنے ہاتھ سے چھڑکا طہماس کو ہوش آیا جلدی
سے اُٹھ بیٹھا اور کہا کہ ای شہریار کیونکر اس غلام نوازی پر جان نثاری کرین اور سر طرماسپ کا پیش کیا اور
رونے لگا نور الدہر نے کہا ای طہماس کیا بیٹے کے واسطے روتا ہے طہماس نے عرض کیا ای شہریار اس نالائق کے مرنے
کی تو خوشی ہے روتا اسواسطے ہون کہ اگر یہ نابکار نہ مارا جاتا تو حضور کی قدمبوسی سے محروم رہتا مجلس مین کبھی مجکو
کاہیکو جگہ ملتی الحمد للہ کہ اس ناپاک کو مارا مین نے اور سر لایا اسکا اور سرخرو ہوا شاہزادے نے بہت شفقت
اُسپر فرمائی اور کہا کہ ای طہماس وہ کار نمایان کیا کہ کسی سے نہ ہوتا رفاقت اسی کا نام ہے اور وہانسے شہر مین آیا

یہان ہرمز تاجدار نے شہر کو فتح کیا چہار طرف سے آواز بلند تھی کہ دہائی ہی ہرمز تاجدار کی دہائی ہی شاہزادہ نورالدہر
کی کہ اسی اثنا مین نورالدہر بھی پہونچا بادشاہ کے قدمون کو بوسہ دیا ہرمز تاجدار بغلگیر ہوا دونون اگر ایوان شاہی
مین بیٹھے روساے شہر آکر نذرین دینے لگے ہر ایک کو خلعت ہوتا جاتا ہی شاہزادے نے فرمایا کہ لاؤ کیرنگ
بن گیرنگ شاہ زرائیلی کو اسی وقت لاکر موجود کیا اُس کافر نے آکر بطریق آفتاب پرستان سلام کیا
جواب سلام تو کسی نے نہ دیا نورالدہر کے حکم سے کرسی بیٹھنے کو ملی ساقی نے بموجب حکم جام شراب کا لبریز کر کے
گیرنگ کو دیا اُسنے جام شراب کا نہ پیا بلکہ پھینک دیا نورالدہر نے کہا او کیرنگ بن گیرنگ تو آگے تو
مسلمان ہوا تھا اب آفتاب پرست ہو گیا بہتر یہ ہی کہ لعنت کر اپنے اعمال پر اور چھوڑ ان افعال کو دین اسلام
اختیار کر تو مین تجکو چھوڑ دون اور تیرا ملک بھی تجکو دیدونگا بلکہ اور جو ملک مانگے گا وہ بھی تجھے دونگا اُسنے جواب دیا
کہ مین پہلے لقا پرست تھا از روے ترس دین اسلام قبول کیا تھا اور اب تو مین نے ایسا دین روشن اختیار کیا ہی اسے
کب چھوڑتا ہون جان دونگا مگر دین آفتاب پرستی نہ ترک کرونگا نورالدہر یہ کلمے سنکر نہایت برہم ہوا اور حکم
دیا کہ اسے ہمارے سامنے چرخی پر کھینچو ہم اسے تیرباران کرینگے اُسی وقت جلاد حاضر ہوا اور اُس مرتد کو چرخی پر
کھینچا جب وہ خوب بلند ہوا پہلے شاہزادۂ بلند اقبال نے تیر اُس بدتقدیر و بدمآل پر مارا کہ سینے پر پڑا توڑ کر
پار گذر گیا پھر چہار طرف سے تیر پڑنے لگے کہ وہ خطا شعار تڑپ تڑپکر راہی و مسافر دار البوار ہوا لاش کو اُس بدکردار
کی مزبلے پر پھنکوا دیا بعد اُسکے حکم دیا کہ شاہزادے نے کہ لاؤ ملاحون کو جو وقت وہ حاضر ہوئے فرمایا کہ کشتیان پیدا کرو
ہم تمھین بہت انعام دینگے اُن سب نے عرض کیا کہ پیر و مرشد کیرنگ بن گیرنگ نے ہزارہا جہاز آپ کے آنے کی خبر
سنکر ڈبوا دیے فرمایا اُنکو نکلواؤ اور جہاز بھی تلاش کر کے لاؤ القصہ حسب الحکم وہ جہاز بھی نکالے گئے اور جہاز بھی آئے
شاہزادۂ والا تبار مع فوج سوار ہو کر طرف قلعۂ فر والامان کے بصد کر و فر روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان لاہوت شاہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لاہوت شاہ نے ایک ہفتہ غم طماسپ کا کیا کہ مع لشکر سیہ پوش رہا آٹھوین روز حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اُسیوقت نقارۂ رزمی بجا اُدھر سلیمان شاہ فارسی تخت پر بیٹھے ہین تمام دربار سردارون سے معمور ہی ذکر ہو رہا ہی کہ
طہماس نے کس دلاوری سے طماسپ کو مارا لیکن بڑا سخت دل بھی ہی کہ اسے کچھ محبت بیٹے کی نہ معلوم ہوئی کوئی
کہتا ہی کہ حق بجانب ہی طہماس کے کہ اُسنے کیسے کیسے صدمے ہاتھ سے طماسپ کے اُٹھائے کہ باپ اُسکا
عنقویل دیو پر وار مارا گیا شیر دین شہید ہوا کہان تک صبر کرتا کوئی کہ رہا ہی کہ کچھ ہوا لیکن مرنے سے طماسپ
کے حوصلہ کفار کا پست ہو گیا یہی ذکر تھا کہ سامنے سے جوڑی ہرکارون کی نمایان ہوئی پسینے مین غرق گرد سے آلودہ
آتے ہی دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے اور عرض کیا کہ لاہوت شاہ نے پھر طبل جنگ بجوایا ہی سلیمان شاہ نے کہا
کچھ پروا نہین بد دکرے گا ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے اس طرف بھی طبل جنگی بجا رات بھر سامان جنگ رہا صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے مقابل یکدگر صفین باندھکر کھڑے ہوئے میدان تیار ہوا نقیب نقیب پکار نکل گئے تھے
سب پکار رہے تھے کہ کون لشکر کفار سے مقابلہ کرنے کو نکلتا ہی کہ بدر بن زلازل یک حبشی نے مرکب رہوار بڑھایا سامنے
تخت لاہوت شاہ کے آیا اور کہا کہ دیکھا آپ نے طماسپ کس ذلت سے مارا گیا تجکو رنج دینے کی سزا پائی مگر آپکے
اقبال سے سب خدا پرستون کو مار کر بلکہ گیتی افروز کو چھینے لاتا ہون لاہوت شاہ نے کہا کہ او بدر طماسپ ایسا بہادر
مارا جائے اور تو خوش ہو تجھے یہ بات سزاوار نہین ہی بدر بولا ای خداوند زادے جسنے زیادہ سر اُٹھایا ہی وہ یونہین مارا گیا ہی

اب مجکو اجازت میدان ملے کہا کہ یا ذوالفقار خداے با ختر تمہارا نگہبان ہی بدر گینڈے کو جہکا کر میدان مین آیا
مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے غضنفر بن اسد سلیمان شاہ فارسی سے اجازت لیکر میدان مین واسطے مقابلے کے
آیا بدر نے کہا کہ ای بنیرہ حمزہ بہتر یہ ہی کہ ملکہ گیتی افروز کو میرے حوالے کر دے کہ مین لیکر چلا جاؤن پہر تجہہ سے سروکار
نہ رکہونگا غضنفر پکارا کہ او نالائق تو مجہے یہ کیا مہمل گفتگو کرتا ہی دیکہہ اس زبان درازی کی تجکو کیسی سزا دے معقول
دیتا ہون یہ سنکر بدر پکارا معلوم ہوتا ہی کہ قضا تیری آئی ہی اور نیزہ مارا غضنفر نے نیزے کو نیزے پر لیا لگی طعن
چلنے ایک مقام پر غضنفر نے نیزہ بدر کا ہوائی کیا اب اسنے غصے مین آکر تلوار ماری غضنفر نے سپر پر روکی اور
اپنا وار کیا لیکن اسنے بہی رد کیا گئی ضرب کی رد و بدل ہوئی ایک مقام پر غضنفر نے سپر جا کر کمر کا ہاتہہ مارا کر
پورا بیٹہا لیکن خط تک اسکے جسم پر نہ پڑا اگہی بدر نے بہی دہوکا دیکر ہاتہہ تلوار کا مارا کہ سر پر غضنفر کے پڑا تا دو ابرو
تیغ اتر آئی دستانہ مارا تلوار تو جہٹا کر نکل گئی لیکن چادر خون کی سر سے بہ آئی غش طاری ہوا بدر چاہتا ہی کہ دوسری
تلوار مار کر کام تمام کرے کہ شہاب بن فولاد ازدر گیر نعرہ کر کے دوڑا پکارا کہ او نالائق یہ کیا کرتا ہی کہ زخمی پر تلوار
مارتا ہی حریف تیرا مین موجود ہون یہ کہکر آ پڑا غضنفر کو پہیر دیا آپ مقابل ہوا بدر نے تلوار ماری شہاب
بن فولاد نے تلوار سپر پر روکی اور اپنا وار کیا گئی ضرب کی رد و بدل ہوئی آخر شہاب بہی زخمی ہوا اور ایک دو
پہلوان زخمی ہوا دو چار شہید ہوے یہانتک کہ شام ہوئی آخر طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ
کو پہرے لاہوت شاہ بدر پہ سے زر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا تخت پر بٹہایا ادہر سلیمان شاہ فارسی نہایت
ملول پہر کر داخل بارگاہ ہوے غضنفر کے زخمون مین ٹانکے لگے اسکو ہوش آیا خیال مین گذرا کہ ای غضنفر یہ
نالائق بدر یون نہ مارا جائیگا تو چلکر اسکی خفتان میخ بند چرالا یہ سوچکر اپنے عیار کو بلایا جب وہ آیا اس سے کہا
کہ ہمارا لباس شبروی لاؤ اسنے کہا کہ کیا کیجیگا جواب دیا کہ تو کیون پوچہتا ہی تجہے کیا کام ہی عرض کیا کہ حضور زخمی ہین
جو کچہہ کام ہو غلام سے ارشاد فرمایئے کہ مین آپسے بجا لاؤن کہا کہ بہی اپنا کام اپنے سے خوب نکلتا ہی بدر کی خفتان میخبند
چرانے جاتا ہون اسنے کہا دو ایک دن صبر کیجیے زخم اچہا ہو جائے پہر اختیار ہی کہا اب تو مین قصد کر چکا مردون نے
جو ارادہ کیا وہ کیا اب مین کیا اس امر سے باز رہونگا ضرور خفتان میخبند لاؤنگا باپ کا بہی میرے یہی دستور ہی عیار
نے ناچار لباس شبروی لاکر موجود کیا غضنفر نے سیاہ بندی گلے مین پہنی اور سیاہ دوشالے کا جہرمٹ مارا سر کو
بغل مین دبا کر تنہا روانہ ہوا عیار بہی پیچہے چلا غضنفر نے اسکو بہی منع کیا عیار نے کہا کہ ایک ہاتہہ تلوار کا مار کر
میرا کام تمام کیجیے تو البتہ ساتہہ نہ جاؤنگا ورنہ ضرور چلونگا غضنفر چپ ہو رہا اب آگے آگے غضنفر پیچہے پیچہے
عیار لشکر کو طی کرتے چلے جاتے ہین سیر تماشا دیکہتے ہوے بارگاہ لاہوت شاہ پاس پہونچے دیکہا کہ ناچ ہو رہا ہی
دربار معمور ہی جام شراب گردش مین ہی تعریفین بدر کی ہو رہی ہین کہ یکایک دربار برخاست ہوا لوگ اٹہ اٹہکر
اپنے اپنے خیمون کو گئے بدر بن زلال بخشی بہی نکلا اپنے خیمے مین آیا کہانا کہا کر پلنگ پر لیٹ رہا ہی خواب خرگوش
مین گرفتار ہوا غضنفر گرد خیمے کے چرخ مار رہا ہی اور ہر طرف لوگون کو ہوشیار پاتا ہی لیکن پیچہے خیمے کے آیا دیکہا کہ
فراش بیٹہے ہوے تسلیمی کہیل رہے ہین عیار سے کہا کہ انہین بیہوش کر اسنے ہوا کا رخ دیکہکر داروے بیہوشی اڑائی
خوشبو اسکی دماغ مین پہونچی کہ وہ سب بیہوش ہوے غضنفر نے ان سب کے سر کاٹے اور قنات چاک کر کے اندر
خیمے کے گیا دیکہا کہ خاصبردار پہرے پر کہڑا اونگہ رہا ہی اسکا گلا اس زور سے دبایا کہ آواز بہی نہ نکلی باہر کی
سانس باہر اندر کی سانس اندر نکلکر دم نکل گیا خدمتگارون کو طرے پہولون کے مارے کہ ہر گل چہٹکا اور

دھوان اُنھین سے نکلا سب بیہوش ہوے اب غضنفر نے کفچۂ عیاری مین بیہوشی رکھی اور قریب بدر کے لے گیا
جسوقت اسنے اوپر کی سانس کھینچی غضنفر نے پھونک دیا کہ دماغ تک بیہوشی سرایت کر گئی چھینک مار کر بیہوش ہوا
اب غضنفر نے ڈورا خفتان مرجنبند کا کاٹا اور لیکر راہی ہوا سیدھا کنارے دریا کے پہونچا اور خفتان مرجنبند کو دریا مین
ڈالدیا وہان سے اپنے خیمے مین آکر سو رہا صبح کو بیدار ہوا منھ ہاتھ دھوکر مسلح و مکمل ہوکر لشکر لاہوت شاہ کا راستہ
لیا وہان صبح کو بدر بن زلازل جو زخمی تھا جو بیدار ہوا دیکھا کہ خفتان مرجنبند نہین ہے حیران و پریشان ہوکر ڈھونڈھنے لگا کہ
اتنے مین ایک خدمتگار دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ فراش مرے پڑے ہین کوئی اُنکو قتل کر گیا اور اُسی طرف سے قنات
چاک ہے بدر نے کہا بس معلوم ہوا کہ جو آیا تھا خفتان مرجنبند چرا لیگیا روتا پیٹتا باحال تباہ لاہوت شاہ پاس گیا حال
بیان کیا کہ میری خفتان مرجنبند کوئی چرا لیگیا پوچھا کچھ حال کھلا کہ کون لیگیا کہا کہ مین نہین جانتا کہ کون لیگیا لاہوت شاہ
نے کہا معلوم ہو جائیگا بدر نے کہا کہ مین تو کہین کا نہ رہا اب مجھے ایسی شے کہان ملیگی اور برہمن جادو بھی مجھسے خفا ہے اب
میرا ٹھکانا کہین نہ رہا مجکو چور جیتے جی مار گیا اگر میرا سر بھی کاٹ لیجاتا تو اچھا تھا یہ کہ رہا ہے اور دربار ہی لاہوت شاہ
دلداری کر رہا ہے کہ یکایک دروازۂ بارگاہ پر غل ہوا دیکھا کہ غضنفر بن اسد مانند شیر غضبناک کے چلا آتا ہے
ہاتھ تلوار کے قبضے پر پڑا ہوا آتے ہی موافق اہل اسلام سلام کیا لاہوت شاہ نے کرسی منگوا کر بچھوا دی غضنفر اُسپر
بیٹھا ساقی نے جام شراب کا بھر کر حاضر کیا غضنفر نے نہ پیا لاہوت شاہ نے کہا آپ کیون تشریف لائے ہین کہا
کہ میرا حربہ اسپر کارگر نہوا مین زخمی ہوا رات کو آکر مین خفتان اُسکے گلے سے اُتار کر لیگیا اب آیا ہون کہ جس طرح
چاہے مجھسے سمجھ لے بدر نے جو یہ سُنا کہا کہ اے غضنفر وہ خفتان تیرے کام نہ آئیگی مجھے دیدے کیونکہ میرے ہی نام کی وہ
بنی ہوئی ہے تجکو اُس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا غضنفر بولا مین جانتا تھا کہ خفتان اور کسی کے کام نہ آئیگی اور اگر کام کی
بھی ہوتی تو ہم لوگ ایسی چیز اپنے پاس نہین رکھتے ہم حفظ و حمایت خدا پر بھروسا رکھتے ہین بدر پکارا اے غضنفر سچ کہ
خفتان تو نے کیا کی غضنفر نے کہا اے بدر مین نے رات ہی کو لیجا کر دریا مین پھینکدی اب خفتان کہان بدر نے جو یہ
سُنا ایک نعرہ کیا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے مجکو جیتے جی مار ڈالا مگر مین کیا تجھے زندہ چھوڑونگا اور تلوار کھینچکر
دوڑا قریب غضنفر کے پہونچکر ہاتھ تیغ کا مارا غضنفر نے پشت شمشیر پر روکا اور ہاتھ تلوار کا بدر پر مارا اُسنے بھی سپر کو
چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار نے غضنفر کی سپر کو کاٹا خود و دو بلغے کے دو ٹکڑے کرکے سر پر پہنچی کہ تا دوابرو اُتر گئی
بدر نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکلگئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی کہ تھرتھرا کر غش کھا کر گر پڑا غضنفر نے
چاہا نکل جاؤن لیکن لاہوت شاہ نے سردارون کو للکارا کہ لینا اس دیوانے کو جانے نہ پائے ارے غضب
کیا اسنے کہ میری بارگاہ مین آکر پیغمبر زادے خداوند کو زخمی کیا یہ سُنا تھا کہ سب سردار نعرہ کر کرکے دوڑ پڑے
اُدھر فوج ہوشیار ہوئی غضنفر پر نرغہ ہوا تلوار چلنے لگی مگر غضنفر جس طرف مثل شیر غضبناک کے جاتا سو سو
کو شکار کرتا ہے یہانتک کہ لڑتا ہوا بارگاہ سے باہر نکلا تلوارین مارتا ہوا چلا جاتا ہے غلغلہ دار و گیر بپا ہے مگر غضنفر
مضطر ہے کہ اس لشکر کثیر سے کیونکر نکلونگا جو کہ مانند مور و ملخ کے اُمنڈتا چلا آتا ہے لیکن رفیق غضنفر کے اُسکے
جانے کے بعد مسلح و مکمل ہوکر صحرا مین قریب لشکر لاہوت شاہ کے پھر رہے تھے کہ آقا ہمارا تنہا گیا ہوا ہے دیکھیے
کیا ہوتا ہے کہ یکایک لشکر مین لاہوت شاہ کے غلغلہ جو ہوا کہ دیوانے نے غضب کیا کہ بارگاہ مین خداوندزادہ
کی پیغمبر زادہ خداوند کو مار لینا اسے جانے نہ پائے بس یہ سُنتے ہی سب کے سب دوڑ پڑے بوقین بجا بجا کر لشکر
لشکر پر گرے قتل کرنا شروع کیا اُدھر ہرکارون نے خبر نقابدار یاقوت پوش شتر سوار ہران کو پہونچائی

کہ وہ اپنے لشکر سمیت آکر گرا لشکر لاہوت شاہ کو قتل کرنا شروع کیا لیکن غضنفر نے جو دیکھا کہ رفیق تھرے لگے ہیں
دل قوی ہوا اتنے میں دیکھا کہ نقابدار یاقوت پوش بھی مدد کو آگیا اور خوش ہوا اور کفار کو قتل کرنا شروع
کیا مگر حال سلیمان شاہ فارسی کا بیان ہوتا ہے کہ یہ دربار میں تخت پر بیٹھا ہے دربار معمور ہے ذکر غضنفر کا ہو رہا ہے کہ
نہیں معلوم وہ شیر بیشۂ شجاعت کیسا ہے کہ آج اسوقت تک دربار میں نہیں آیا کوئی عیار خبر تو لائے اگر فراغ حاصل
ہو تو میں خود عیادت کے لیے چلوں ہرکارہ گیا اور بعد لمحہ بھر کے آکر عرض کیا کہ غضنفر دربار میں لاہوت شاہ
کے گھس گیا وہاں بدر زلازل بخشی کہ جسکے ہاتھ سے کل زخمی ہوا تھا آج اُسے بھی مجروح کیا سلیمان شاہ نے پوچھا کہ
بدر کیونکر زخمی ہوا اسکے پاس تو خفتان مرجند ہے کہ حربہ اسکے جسم پر اثر نہیں کرتا عیار نے جواب دیا کہ خفتان غضنفر
رات کو چرا لایا اور دریا میں پھینکدی اب تنہا گھر گیا ہے اسکی مدد ضرور ہے یہ سنکر سلیمان شاہ نے حکم دیا کہ ابھی ہمارا
لشکر تیار ہو اُسیوقت فوج میں کمر بندی ہوئی جو جس کام میں تھا اُسے ترک کرکے مسلح و مکمل ہوا آن واحد میں تیاری
ہوگئی سلیمان شاہ فارسی فوج لیکر لشکر لاہوت پر گرا ادھر سلیمان ثانی مع فوج مدد کو غضنفر کی ہو چکا غرض خوب
جنگ مغلوبہ ہوئی ادھر داراب نے خورشید و تورج سے کہا کہ ہم تم بھی چلکر خدا پرستوں کے شریک ہوں اور نقاب
پرستوں سے تو ہمیں کچھ مطلب نہیں ہے خورشید از بسکہ غضنفر سے جلا ہوا ہے کہا کہ اے برادر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم کسی کو
مفت اپنا دشمن بنائیں خدا پرست ایسے کہاں کے ہمارے دوست ہیں سر نقاب پرستوں کا گردن میں خدا پرستوں
کے اور سر خدا پرستوں کا گردن میں نقاب پرستوں کے ہمیں کسی سے کچھ مطلب نہیں ہے چلو ہم تم تماشا دیکھیں داراب نے
کہا اچھا یونہیں سہی چلو تماشا ہی دیکھینگے سب یہ آپس میں مشورہ کرکے گھوڑوں پر سوار ہو ہو کر اپنے لشکروں سمیت آکر
کھڑے ہوئے تماشا دیکھنے لگے دیکھا کہ غضنفر اور نقابدار یاقوت پوش و سلیمان ثانی خوب لڑ رہے ہیں اور
لاہوت شاہ و زربور شاہ ہاتھیوں پر سوار ہیں فوج کو للکار رہے ہیں کہ خدا پرست زندہ نہ جانے پائیں اور
چہار جانب سے نرغہ ہے کفار کا لشکر بیحد و بے پایاں ہے قریب ہے کہ اہل اسلام شکست کھائیں کہ اس اثنا میں سلیمان شاہ
فارسی پہونچا اور لشکر کفار پر گرا اور نعرہ کیا مروان نقاب پرستوں کو بعد اسکے رستم خان اور کامل خان اور تغلق خان
اور جمشید و خورشید بن گنجاب اور مالک زرمان بیرادہ بر خار اکن و غیور باختری و نوربرین و ملک
اردوان جزیرہ نشین وغیرہ سب سردار ایک کے بعد ایک مانند سیل دمان کے پہونچا اور لشکر کفار پر گر آیا اہل اسلام
خوب جانبازی کرنے لگے غلغلۂ محشر انگیز برپا ہوا ایسی تلوار چل رہی ہے کہ پیر چرخ اپنی چال بھول گیا ہے اور اسقدر کثرت ہے
فوجوں کی کہ میدان مملو ہے کہیں جگہ نہیں ایک سے ایک اسقدر بھڑا ہوا ہے کہ عجب نہیں جو نوک مژگان سے بھی کارزار
ہونے لگے کہ تلواروں کی قبضیاں تنگی ہیں ان قبضیوں سے سوا جانے بھی کے اور کوئی کپڑا قطع نہوگا چار پہر دن تلوار چلی
گو شب تیرہ نے پردہ داری کی مگر انکا پردہ نہ رہا چہار طرف روشنی ہوئی تلوار اسقدر چلی کہ خون کا دریا جاری ہوا
گویا سب قرابت دار ہو گئے سب کا خون ملگیا اُس دریائے خون میں سپریں جو گری تھیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ
کچھوے دریا میں پھر رہے ہیں بازو جو زرہ پوشوں کے کٹکر گرے تھے تو یہ ثابت ہوتا تھا کہ مچھلیاں جال میں پھڑک
رہی ہیں قبضے تلواروں کے نہنگان خون آشام معلوم ہوتے ہیں یہانتک خونریزی ہوئی کہ یقین ہے سبزہ کبھی وہاں
روئیدہ نہ ہوگا اور اگر اُگیگا بھی تو لالہ کہ داغ بر دل عجب ہنگامہ تھا یہانتک کہ ایک شبانہ روز تلوار چلی دوسرا دن
ہوا غضنفر لڑتا ہوا چلا جاتا تھا کہ قیفال بن اقوال سے سامنا ہوا کہ اُسنے غضنفر پر تلوار ماری غضنفر
نے ہاتھ تیغ کا خالی دیا یہ پہلوان تیغہ لنگر دار باندھتا تھا جھونک میں جاکر سنبھلنے نہ پایا تھا کہ غضنفر نے تلوار کمر پر دی

کر دو ٹکڑے ہوئے یہ حال دیکھ ارہنگ للکارتا ہوا دوڑا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے ارے ایسے زبردست
کو اس طرح مارا تجھے دیوانہ کون کہتا ہو تو بڑا ہوشیار ہو لیکن کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے دیکھ تیری کیا حالت
کرتا ہون اور قریب ہو کر تبر مارا غضنفر نے تبر باسیب سپر رد کیا اور رہین سے ہتھکڑی لگائی کہ ہاتھ ارہنگ
کا مع تبر کٹکر دور جا پڑا اب غضنفر نے تیغ سر پر ماری اُسنے بائین ہاتھ سے سپر بلند کی لیکن تیغ نے قرص سپر کے دو ٹکڑے
کیے بجائے خود کو شکستہ کیا کاسۂ سر مین در آئی کہ پیمانۂ عمر کو اُسکے بھر دیا سارا نشہ اتر گیا اب جو غضنفر نے جھٹکا دیا مع
مرکب چار ٹکڑے ہوئے سرہنگ بھائی ارہنگ کا گرز اٹھاکر دوڑا کہ او دیوانے بھائی کو میرے تو نے مار ڈالا
مین تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون اُدھر تو اُسنے گرز اٹھایا اِدھر غضنفر نے تلوار ماری کہ ہاتھ کٹا اور گرز اُسی کے
سر پر گرا مرگ ناگہانی مین مبتلا ہوا گویا اپنی قضا اپنے ہاتھ سے بلائی اور ناگ گرد نے سامنا کیا وہ بھی ہاتھ
غضنفر کے مارا گیا یہانتک کہ پانچ بھائی ارہنگ کے غضنفر نے مارے اِدھر سلیمان ثانی لڑتا ہوا چلا جاتا تھا
اُس طرف ارماق بن کہراق چلا آتا تھا دونون کا سامنا ہوا ارماق نے تلوار ماری سلیمان ثانی نے لغت شمشیر پر
تلوار روک کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے طوفان بن بہراس نے سامنا کیا پھر کر تلوار ماری
سلیمان ثانی نے ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالدیا اور تلوار جھپٹ کر پھیلدی پکڑ کر زنجیر کا بند اٹھالیا اور آسمان کی طرف
پھینکا کہ نظر سے غائب ہو گیا جب ساعت بھر کے بعد گرنے لگا تو اسے جو رنگ ہوائی کا تار خاب تیغ خشم سے مقابل ہوا
اُسنے چوبدست گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو اٹھاکر سلیمان ثانی پر ماری سلیمان ثانی نے سپر کو چھرے کی جگہ
کیا لیکن چوبدست جو پڑی آواز تراقے کی بلند ہوئی گرد اڑی مگر سلیمان نے جو ہاتھ تیغ آبدار کا غیظ و غضب
مین آکر مارا اُسنے چوبدست پر روکا تیغ نے چوبدست کو مانند کدوے درانکے دو ٹکڑے کیے خود و بلغہ سر گرفت
جا بائینہ زرہ کر زنجیر کا بند کاٹکر زمین کو بوسہ دیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اسی طرح کئی سردار مارے اُدھر
نقابدار یاقوت پوش تڑی شدومد سے لڑتا ہوا چلا جاتا ہو ایک طرف سے سرہنگ قوی ہیکل اہل اسلام کو
قتل کرتا چلا آتا ہو کہ دونون کا سامنا ہوا سرہنگ نے اردشت نہنگ کا وار کیا نقابدار نے تیغ آبدار کے
اسے کو قلم کیا اور دوسرا حربہ کیا کہ سپر کو کاٹا اُسنے سر اپنا بچایا تلوار شانے پر ترچھی ہوکر پڑی کہ اجل کا نشانہ ہوا
تیغ زیر بغل اتر گئی اوپر کا منڈلا کٹکر گرا وہ ناری فی النار و السقر ہوا سہم آدمخوار نے دوڑ کر دونون چنگال
آہنی مارے نقابدار نے تیر ابد لکر خالی دیا کہ وہ اپنے زور مین اوندھے منہ جا رہا اب نقابدار نے تیغ مارا کہ
دو ٹکڑے ہوئے ابرہہ بیردان بن بیردان بیر سوار خنجر کھینچکر دوڑا نقابدار نے پشت شمشیر پر روکا اور اپنا
وار کیا کہ پورا ہاتھ جنو کا بیٹھا دو ٹکڑے ہوئے مہران عیار روس نے نیزہ مارا تیغ سے قلم کیا اور اپنا وار کیا اُسنے سپر
اُٹھائی تیغ نے سپر کو کاٹا خود و بلغہ کاٹتی ہوئی سر پر رکی نقابدار نے جھٹکا دیا تا ابرو اتر گئی اُسنے دشنہ مارا
تلوار تو جھٹکا کر نکلگئی لیکن مہران کو غش آگیا لوگ اُسے لیکر نکلگئے اب نقابدار زیور شاہ کی طرف چلا لوگ اُسکے
جان توڑ توڑ کر لڑنے لگے راوی کہتا ہو کہ اسی طرح اور سرداران لشکر اسلام نے بھی ایک ایک دو دو سردار کفار کے
قتل کیے مگر نقابدار لوگون کو قتل کرتا ہوا قریب زیور شاہ کے پہونچا اُسنے تلوار ماری نقابدار نے وار اُسکا
باسیب سپر رد کیا اور ایسی تلوار ماری کہ سپر کو انگلی کاٹ کرتا دوار اتر گئی زخم کاری لگا لوگ اُسکے لے بھاگے
اُدھر سلیمان شاہ فارسی ہاتھی پر سوار ہو تیر و کمان ہاتھ مین ہو کفار کو نشانہ کر لیا ہو تیر مارتا چلا آتا ہو اُدھر
لاہوت شاہ لڑتا چلا آتا ہو کہ دور سے اسنے سلیمان شاہ کو دیکھا اس کافر نے تیر سلیمان شاہ پر مارا کہ

وہ تیر سلیمان شاہ پر تو نہ پڑا کہ اسکا ہاتھی ترچھا ہو گیا تھا پیچھے سلیمان شاہ کے ایک سوار تھا اُسکے سینے پر پڑا کر توڑ کر
پار گذر گیا وہ مرد مسلمان شہید ہوا اگرچہ دیکھکر سلیمان شاہ نے بھی تیر مارا کر لاہوت شاہ کے گلے پر بیٹھا گدی کے
پار گذر گیا اُدھر سے شاہزادہ سلیمان ثانی نے تیر لاہوت شاہ پر مارا کہ وہ تیر پشت سے پار گذر گیا پھر تو جوانان اسلام
نے تیروں کی بوچھار کر دی کہ لاہوت شاہ کو ہاتھی سمیت غربال کر دیا غضنفر بن اسد گھوڑا دوڑا کر پر اُسکے
ہاتھی کے آیا جست کرکے اوپر گیا لاہوت شاہ تڑپ رہا تھا کہ خنجر سے سر کاٹ لیا اور نیزے پر چڑھا کر بلند کیا اُدھر
سلیمان ثانی نے علم فتح قائم کیا لوگ لاہوت شاہ کے شکست کھا کر جدھر منہ پڑا بھاگ نکلے زنور شاہ پہلے ہی بھاگا
تھا بدر بن زلازل بحشیمی کہ زخمی ہو چکا تھا اُسکو بھی لیکر لوگ بھاگے اہل اسلام نے انکا تعاقب کیا مال و اسباب لوٹنے
لگے تمام مال و خزانہ خیمہ و خرگاہ راوی جو کچھ تھا سب قبضے مین کیا ہر ایک لا مال ہو گیا خزانہ شاہی بھرا ہو گیا باقی
لوٹ معاف ہو گئی تھی غرض نقارہ فتح بجنے لگا سلیمان شاہ فارسی مظفر و منصور خیمے مین داخل ہوا تمام سرداروں کو
خلعت دیے لوٹ معاف کر دی جو اسباب جسکے ہاتھ لگا تھا وہ اپنے تحت و تصرف مین لایا سلیمان شاہ فارسی نے
جشن کیا مگر حال بدر بن زلازل بحشیمی کا بیان ہوتا ہے کہ یہ جو زخم کھا کر بھاگا سیدھا جزیرہ فندق کی طرف چلا خوف
راستے کا ایسا غالب ہوا کہ کسی طرف سے بگولا گرد کا اٹھا اور یہ دو چار فرسخ بھاگ کر ٹھہر جاتا ہے کہ خفتان مرخجند پاس مین
ہے اور اہل اسلام نے شاید تعاقب کیا ہو بھاگا بھاگ جزیرہ فندق مین پہونچا یہ خبر برہمن جادو کو ہوئی کہ بدر زخمی خراب
ہو کر آیا یہ تو اسپر بدل مائل ہو مرتی ہو جان نچی ہو کہا بلاؤ تو اُسے اب لیا تم یہان کیون آیا ہے اپنی خالا کو لینے گیا تھا
جوتیاں کھانے یہان آیا لیکن بدر جو سامنے گیا دوڑ کر برہمن جادو کے قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ ای ملکہ مجھسے خطا ہوئی تقصیر میری
معاف کرو اب مجھسے ایسی خطا کبھی نہ ہوگی اور رونے لگا برہمن جادو نے سر اُسکا پیرون پر سے اٹھایا کہا کہ حال تو بیان کر
ہوا کیا اُسنے تمام سرگذشت بیان کی اور کہا کہ ای مشفقہ مہربان اُس دیوانے کے خفتان مرخجند میری چرا کر دریا مین پھینکدی
اب مین بالکل بیکار ہو گیا اُسنے کہا کہ ای بیوقوف و نالائق مین کیا کرون مین نے تو ایک مدت مین اُسے بنایا تھا اب
مجھسے ویسی خفتان کہان بن سکتی ہے بدر نے کہا کہ ای ملکہ مین اپنی جان دونگا اگر خفتان نہ ملیگی تو تمہارے سامنے اپنا گلا کاٹونگا
اُسنے کہا کہ جا مو کے کل کا مرنا آج مر کیون مین بچاتی بھلا جیتے بدر نے اُسی صدمے مین خنجر کھینچکر چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے
برہمن جادو نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا کہا کہ خبردار تو اپنی جان نہ دے گو خفتان تو مجھسے ویسی نہ بنیگی مگر جاتی ہون اور اُسی
خفتان کو دریا سے نکالکر لاتی ہون تو نہ گھبرا یہ کہکر مشت خاک اٹھا کر سحر دم کر کے اپنے شانوں پر ملی کر پرواز پیدا ہوا
اور اُڑ کر روانہ ہوئی آتے آتے کنارے دریا کے پہونچی کچھ اسباب سحر ہمراہ لیتی آئی تھی لب ساحل دریا سے بساحل کے بیٹھی اور
ایک بچہ خوک بھی تھا اُسکو جھٹکا کیا خون اُسکا تھال مین لیا تھوڑے خون سے چوکا دیا باقی خون مین پانی ملا کر اُس سے
نہائی اور اُس چوکے مین بیٹھی اور سحر پڑھنے لگی ایک پتلا ماش کے آٹے کا بنایا اور اُسی خون خوک سے اُسکا بھی خمیر
کیا تھا ایک اسم شروع کیا کہ جس سے ہاتھ پیرون مین اُسکے حرکت پیدا ہوئی آنکھوں مین اُسکے روشنی پیدا ہوئی دوسرا
اسم شروع کیا کہ وہ پتلا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا اور گویا ہوا کہ جو حکم ہو اُسے بجا لاؤن برہمن جادو نے کہا کہ جا دریا
مین اور خفتان مرخجند ڈھونڈھ لا یہ سنتے ہی وہ پتلا دریا مین کودا برہمن جادو نے کچھ سحر اور پڑھا کہ تمام پانی ہوا کن
ہو گیا ایک پہر بھر کے عرصے مین وہ پتلا خفتان ڈھونڈھ کر نکال لایا سامنے برہمن جادو کے رکھدی اُسنے خوش ہو کر
اُس پتلے کے منہ مین تھوک دیا بس وہ گر کر ہیئت اصلی ہو گیا صبح ہو چکی تھی برہمن جادو لیکر بدر کے پاس آئی بدر
منتظر بیٹھا تھا کہ برہمن جادو پہونچی اور خفتان بدر کو دی اور کہا کہ تیرے واسطے مین نے چار پہر رات محنت کی بدر خفتان کو

دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ اے شفیقہ آپ میرے ساتھ ایسا کرتی ہین جیسے کوئی مان اپنے لاڈلے بیٹے کی باتین اُٹھاتی
ہو آپنے میرے لیے محنت کی تو مین بھی خدمت سے باہر نہین ہون یہ کہکر برہمن جادو سے لپٹ گیا اُسنے کہا کہ موئے یا تو
مر رہا تھا یا اب یہ حرمستی سوار ہوئی کہ جورو کو امان کہنے لگا ہٹ میرے پاس سے بدر نے کہا امان کے کیا کوئی غلط ہوتی ہی
جیسے تم ویسے مان غرضکہ خوب اپنا کالا مُنہ کیا اور دونون مصروف عیش و عشرت ہوئے کہ اب یہان کا حال پھر بیان
کیا جائیگا اُدھر تمام کافر لاش لاہوت شاہ کی لیے ہوے روتے پیٹتے کوچ بکوچ خدمت ایرج مین روانہ ہوئے تھے
ادھر ایرج طے مراحل اور قطع منازل کرتا ہوا چلا آتا ہو اب کوئی تین منزل ملک سبائل اور قلعہ ذو الامان رہگیا ہی
کہ ناگاہ گرد و غبار بلند ہوا اور آواز گریہ و زاری نالہ و بیقراری کی بلند ہوئی ایرج نے شاپور سے کہا کہ نیر اعظم خیر کرے
اُس روز تو لاش طہماسپ کی آئی تھی کہ اُسکا داغ ابتک دل پر سے مٹا نہین یہ نہین معلوم کسکا لاشہ ہی یہی باتین
تھین کہ غل ہاے لاہوت شاہ واے لاہوت شاہ کا ہوا ایرج یہ آواز سُنکے قریب تھا کہ دیوانہ ہو جائے بے اختیار
اُٹھ کھڑا ہوا کہ اور زیادہ شور ہاے لاہوت شاہ کا بلند ہوا ایرج اپنے سرداروں سمیت اُٹھا اور آکر دیکھا تو لاشہ
لاہوت شاہ کا عریان نظر آیا ایرج یہ دیکھکر اُسکی لاش سے لپٹ گیا اور پکارا کہ اے لاہوت شاہ تُنے حق رفاقت
خوب ادا کیا ہمارے اوپر اپنی جان تک نثار کر دی نیر اعظم تجکو بخشے یہ کہتا ہی اور روتا ہی کہ عجب سرزمین ہی ملک
سبائل اور قلعہ ذو الامان کی کہ طہماسپ ایسے رفیق لاہوت شاہ ایسے دوست کو مردہ دیکھا مگر خیر اسکا
عوض خدا پرستون سے نہ لیا ہوگا تو نام اپنا ایرج نوجوان نہ پایا ہوگا غرض رو پیٹکر لاشہ لاہوت شاہ کا صندوق
مین رکھکر سیاہ مخمل سے منڈھوا کر لوگون سے پوچھا کہ یہ کیونکر مارا گیا بیان کیا کہ پیر و مرشد تمام خدا پرستون نے تیرباران
کیا کہا خیر سمجھا جائیگا اور لاش کو اُسکی بیشہ نگرگ کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ جلد کوچ ہو طرف قلعۂ ذو الامان
کے مجھے نہ سبائل سے کام ہی نہ سلیمان شاہ فارسی سے مطلب ہی مین فقط یہ چاہتا ہون کہ اپنی جان جان ملکہ گیتی افروز
کو اپنے قبضے مین لاؤن اور جاکر گوشہ نشینی اختیار کرون یہ کہکر دیلم شاطر زنگی سے کہا کہ تم پیش خیمہ بارگاہ سلیمانی کا قلعہ
ذو الامان کیطرف لیکر روانہ ہو دیلم شاطر اُسیوقت تیاری کرکے اپنے زنگیون سمیت روانہ ہوا بعد اسکے اور تمام لشکر کا
بھی کوچ ہوا ایک ایک سردار آگے پیچھے فوج لیکر روانہ ہوا جب قریب شہر ذو الامان کے پہونچا ایک غلغلہ شہر ذو الامان
اور ملک سبائل مین ہوا کہ ایرج فوج بے پایان سے آپہونچا سب اپنی تیاری مین مصروف ہوئے داراب کشور کشا
خورشید ستارہ پرست تورج ماہ پرست تینون ایک مقام پر صحبت آراستے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ صاحبقران
روزگار ایرج نامدار با سپاہ بیشمار یہان آتا ہی ہر ایک اپنے اپنے خیمے کو روانہ ہوا راوی روایت کرتا ہو کہ ابتک
یہ جنگ و جدال تمام ملک سبائل پر ہوئی تھی اب سلیمان شاہ فارسی خبر آمد ایرج کی سنکر ذو الامان کو روانہ
ہوا تمام فوج و لشکر و سرداران نامور اسکے ہمراہ ہین اُدھر داراب و خورشید و تورج بھی اپنے اپنے لشکرون سمیت
روانہ ہوئے یہان یہ خبر وحشت اثر مہرو ند عیار نے ملکہ گیتی افروز کو پہونچائی ملکہ نہایت مضطر ہوئی مظفر
بن ضیغم خون آشام کو بلایا جب وہ حاضر ہوا کہا کہ اے مظفر سنا تُنے کہ وہ آفتاب پرست آتا ہی مین نے زہر ہلاہل
تیار کر رکھا ہی جسوقت وہ قلعہ مین داخل ہو جائیگا مین پانی مین گھولکر پی جاؤنگی مظفر نے عرض کیا کہ حضور کسطرح
کا اندیشہ نہ فرمائین مین جانبازی و سرفروشی کو موجود ہون قلعہ کو مین نے نہایت آراستہ کر رکھا ہی دوسرے یہ کہ
سلیمان شاہ فارسی مع لشکر اور اہل اسلام مدد کو موجود ہین حضور کچھ اندیشہ نہ فرمائین تیسرے یہ کہ عرضی شاہزادہ
نور الدہر کو بھی لکھی ہی یقین ہی کہ وہ شہریار بھی آجائیگا یہ آفتاب پرست بھاگتا نظر آئیگا غرض بہت سے کلمات لائے کے

ملکہ گیتی افروز سے کیے اور رخصت ہو کر قلعہ میں آیا آراستگی میں مصروف ہوا دوسری عرضی اور ملکہ شہزادہ نور الدہر
کی خدمت میں روانہ کی جسکا مضمون یہ تھا ای شہریار عالی وقار واے روح صاحبقران نامدار کہ پہلی عرضی کم نصیبی
سے آپ تک نہ پہونچی یہاں کفار کی چڑھائی ہی ہم سب جانبازی و سرفروشی کو موجود ہیں لیکن اُس آفتاب برج
کے اقبال کا ستارہ اوج پر ہی ہم اسکا کچھ نہ کر سکینگے اپنی جانیں دینگے لیکن یہ مقدمہ ناموس کا ہی اگر جلد تشریف
لائیے گا صاحبقران کو اور جلد بزرگون کو اپنے کیا مُنہ دکھائیے گا اور ایک عیار کے ہاتھ اس عرضی کو روانہ کیا کہ جلد اپنے
کو خدمت میں شاہزادہ کی پہونچا وہ تو روانہ ہوا اب دوسری صبح ہی ہر ایک نماز پڑھکر کھڑے کھڑے تسبیح و وظیفہ کی پڑھ رہا ہی
کہ یکایک پردۂ بیابان سے شق گرد و غبار کا بلند ہوا تمام عورتیں برجون میں سے جھانک جھانک کر دیکھنے لگیں
کہ وہ مانند گرد کدورت کے بڑھتے بڑھتے قریب آکر شق ہوئی اور دل گرد سے تین لاکھ زنگیان آدمخوار دکھائی دیے
آگے آگے سب کے دیلم شباط زنگی دریاے آہن میں غوطہ مارے ہوئے ارہ پشت نہنگ ہاتھ میں لیے آتا لا بارگاہ سلیمانی
کا میدان میں پہونچکر ٹھہرا جگہ اچھی دیکھکر بارگاہ برپا کرائی کہ تمام صحرا خیمون سے بھر گیا کہ دوسری گرد اوڑی اور آن واحد
میں اُس گرد سے چالیس ہزار سوار نمایان ہوئے آگے آگے سب کے بہزاد مہ تیر یہ نہ پہونچے تھے کہ اور گرد اوڑی اور
مرجان دریا باری اور سام بن غوجان دریا باری پہونچے کہ اور گرد اوڑی قارن بن بلوط کج گردن آجل سپر گردن
سپہر گردان پہونچے اسی طرح تانتا بندھ گیا ایک کے بعد ایک سرداران ایرج آئے مثل حمید زنگی نیلم زنگی تمرطاوس
گشتی گیر وغیرہ کے یہ سب پہونچکر گھوڑون سے نہیں اُترے ہیں اسی طرح پرے جمائے کھڑے ہیں جیسے کوئی کسی کا منتظر ہوتا
ہی اور گرد تیرہ بلند ہوئی کہ زمین سے آسمان تک ایک سبز نظر آنے لگا گویا وہ دیوار زنگی آئینہ جلی ہی کہ سب اُسطرف
دیکھ رہے تھے ساکت اور مودب تھے کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو وہ ابر گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد
سے سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا پیچھے اُسکے تخت مالک بن ملکوت شاہ کا اور اصلان شاہ کا ایرج مرکب
پری پیکر باد رفتار پر سوار لباس پرتکلف پہنے ہوئے کمال شوکت و شان سے پہونچکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوا کہ
یکایک دوسری گرد ملک سبائیل کیطرف سے بلند ہوئی اور سلیمان شاہ فارسی لشکر بے پایان فوج فراوان سے مدد کو
اہل اسلام کی پہونچا بعد اُسکے دوسری گرد اُڑی سلیمان ثانی پہونچا تیسری گرد بلند ہوئی غضنفر بن اسد دلاور آیا اور
گرد اوڑی کہ جلی نقابدار یاقوت پوش شتر سوار پران آیا اسطرح سب اہل اسلام مثل رستم خان بن گنجاب نوفل خان
بن گنجاب خورشید و جمشید تور سرکن ببر خاکن ملک مدوان جزیرہ نشین ایک کے بعد ایک آیا یہ سب قایم ہونے نپائے
تھے کہ اور گرد اوڑی مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ جب گرد شق ہوئی چھ سو علم
نشانہ چھ لاکھ سوار کا نمایان ہوئے کشور کشا تخت پر جلوہ فگن و اراب کشور کشا اسپ سنگ پر سوار مالک اژدر ہمراہ
بعد اُسکے خورشید ستارہ پرست پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے آیا بعد اُسکے تورج ماہ پرست چار لاکھ سوار سے پہونچا
ان سب کے خیمے بھی استادہ ہوئے ایرج شام تک تماشا دیکھا کیا لوگون سے کہا کیا کہ یہ سب مجھی سے لڑنے آئے ہیں
مگر مثل مشہور ہی کہ ہجوم پروانگان شمع کا کچھ نہیں کر سکتا یہ میرے الف شمشیر آبدار ہیں سب کھاروں گا یہی باتیں کرتا ہوا
داخل بارگاہ ہوا تمام لشکر اُتر اسپ سے اپنے اپنے خیمہ میں بیٹھے وہ رات گذری دوسرا دن ہوا صبح کو ایرج بارگاہ میں گیا دربار جلوت
پر جلوس ہوا مالک بن ملکوت شاہ تخت پر بیٹھا سب سردار جمع ہوے ایرج نے وزیر سے کہا کہ نامہ لکھو مظفر بن طلیغم خون آشام کو
اس مضمون کا کہ اے مظفر آگاہ ہو کہ لقا خداے باختر نے ملکہ گیتی افروز کو اور ملک باختر بخوشی مجھے بخشا ہی اور قاسم نے جو تمہا
گیتی افروز کو لقا سے چھینا تھا اور اب قاسم زندہ بھی نہیں ہی بس مجھے لائق و لازم ہی کہ نامے کو دیکھتے ہی ملکہ گیتی افروز کو

سوار کرکے میرے پاس لے آ مین تیری نہایت عزت و حرمت کرونگا اور اگر خلاف اسکے کیا تو مین صاحبقران جہان ہون
حمزہ میری ضرب شمشیر سے بھاگ کر ظلمات کو چلا گیا لندھور کو اُسکا جانشین اور نائب تھا اُسنے میرے پاس امن چاہا
لیا ہو جمعیت میری اختیار کی ہو میرے ہاتھ سے تو مفت مارا جائیگا ذلیل ہوگا اور تجھے قلعہ پر بھروسا ہو تو ایک لحظہ مین
لے لونگا اور گیتی افروز کو نکال لاؤنگا جسوقت دبیر نے یہ نامہ تیار کیا ایرج نے جام شراب بھر کر رکھوایا اور پکارا کہ
میرے سرداروں مین سے کوئی اس نامے کو لیکر جائے اور جواب اُسکا لائے یہ سُنکر میعاد رشک دراز گردن اپنے محل
سے کود پڑا اور جام اُٹھا کر پی لیا نامہ سر سے باندھا بارگاہ سے نکلکر پانچہزار سوار کی جمعیت سے روانہ ہوا جب دروازہ
شہر پر پہونچا خبر مظفر بن ضیغم خون آشام کو ہوئی کہ ایرج کا ایلچی آیا ہو کہا بلا لو اُسے جب میعاد رشک دراز گردن
سامنے آیا بطریق آفتاب پرستان سلام کیا جواب سلام تو کسی نے نہ دیا مگر دنگل آپنی بیٹھنے کو دیا میعاد بیٹھا
ساقی نے بحکم مظفر جام شراب کا بھر کر دیا میعاد نے کئی جام پیے جب خوب نشہ ہوا پکارا کہ مین نامہ دار زبدۂ آفتاب پرستان
یعنے ایرج نوجوان مظفر بن ضیغم خون آشام نے نامہ طلب کیا اسنے دیا مظفر نے دبیر کے ہاتھ مین دیا اُسنے پڑھنا
شروع کیا مظفر نامے کا مضمون سُنکر آگ ہو گیا اور دبیر کے ہاتھ سے لیکر پھاڑ کے پھینکدیا اور کہا کہ اُس کرپاس فروغ
بچہ بازاری نے جو یہ لکھا ہو بہت سا جھک مارا ہو کہدینا اُس سے کہ کیون شامت آئی ہو یہ ناموس ہو حمزہ عالیشان
صاحبقران دوران کا بہتر ہو کہ یہان سے چلا جا اور اب ایسے کلمات زبان پر نہ لا نہوے اور جاٹ اب یہ نہ کہ کہ
مین عاشق ہون ملکہ گیتی افروز پر نہین تو بہت ذلیل و خراب ہوگا بس نامے کو چیر کر پھینکنا تھا کہ میعاد رشک
دراز گردن آگ ہو گیا اور نعرہ کیا کہ باش او خدا پرست غضب کیا تونے کہ نامہ زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ
پیر قطب دوران ایرج نوجوان کا چیر ڈالا مین تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون اور تلوار کھینچکر مظفر بن ضیغم خون آشام پر
ماری مظفر نے آتے ہوئے تلوار کو خیال کر کے کھنچی دی کہ تلوار اُسپڑی قبضے پر اُسکے ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور
ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ زور کیا کہ میعاد کو اُٹھا لیا اور زمین پر چارون شانے چت گرا چڑھ کر چھاتی پر شکنجین باندھین اور
حکم دیا لوگونکو اسکو اسیر کرو جانے نہ پائے بس یہ سُنتے ہی ایک ایک پر چار چار جا پڑے اور سب کو باندھ کر شکنجین بندھین
سب گرفتار ہو گئے یہان مظفر نے ارادہ کیا تھا کہ ان سب کے منھ کالے کروا کے نکلوا دون یہ خبر ملکہ گیتی افروز کو پہونچی کہلا بھیجا
کہ مظفر ایلچی کا سر کٹوا کر دروازے پر شہر کے چڑھوا دے اور لوگون کو اُسکے قتل کر مظفر نے وہی کیا کہ میعاد رشک دراز گردن
کا سر کٹوا کر شہر کے دروازے مین لٹکوا دیا اور آفتاب پرست جو اُسکے ساتھ آئے تھے اُنھین بھی قتل کیا ایرج بارگاہ مین
بیٹھا ہوا تھا لوگون سے کہہ رہا تھا کہ یقین ہو مظفر بن ضیغم خون آشام میرے ایلچی کے ساتھ رومال سے ہاتھ باندھکر چلا آئیگا
بلکہ ملکہ گیتی افروز کو بھی لیتا آئیگا کیونکہ وہ مجھسے لڑ کر کب بر نہین ہو سکتا یہی ذکر ہو رہا تھا سردار بجا اور درست
کر رہے تھے کہ سامنے سے جوڑی ہرکارون کی آئی نگر پسینے مین عرق خاک مین اَٹی ہوئی اور دعا ترقی اقبال وجاہ
دیکر عرض کیا کہ ایلچی زبدۂ آفتاب پرستان کا میعاد رشک دراز گردن کہ میعاد اُسکی زندگی کی ختم ہو چکی تھی ہاتھ سے
خدا پرستون کے مارا گیا سر اُسکا دروازہ شہر پر لٹکا ہوا ہو یہ سُنکر ایرج نہایت برہم ہوا چاہتا تھا کہ غصے مین طبل جنگ بجائے
کہ بہزاد مرتد نے چپکے سے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان مجھے مفصل خبر پہونچی ہو کہ میعاد جلکے سے ملکہ گیتی افروز کو مانگ لیا
مظفر کا یہ ارادہ نہ تھا کہ اُسے قتل کرے اور معشوق جفا کار ہوتے ہین اُنکا شیوہ یہی ہو اسکو عین محبت سمجھیے ایرج بولا تو سچ
کہتا ہو مگر مظفر نے تو کچھ جواب نہ بھیجا کیونکہ جب ایلچی کو مار ڈالا تو جواب کیا بھیجتا مین اب نامہ سلیمان شاہ فارس کو لکھتا ہون
کیونکہ وہ مرد فہمیدہ ہو اور سن رسیدہ ہو نشیب و فراز عالم کو خوب جانتا ہو اُس سے جواب معقول ملیگا اور اُسی مضمون کا

نامہ لکھکر معاد و رشک دراز گردن کو دیا کہ تو جا کچھ تیرے واسطے خوف کی جگہ نہین ہے سلیمان شاہ مثل منظور کے نہین
ہے معاد و رشک دراز گردن نامہ لیکر چند آدمیون سے روانہ ہوا خبر سلیمان شاہ فارسی کو ہوئی حکم دیا کہ بلا لو ایلچی کو
معاد و سامنے آیا کرسی عنایت ہوئی بیٹھا نامہ پیش کیا سلیمان شاہ فارسی نے دبیر سے پڑھوایا حاصل مطلب یہ تھا
کہ ملکہ گیتی افروز کو میرے سپرد کرو اس مضمون سے آگاہ ہو کر سلیمان کو نہایت غصہ آیا سردارون سے کہا کہ اس
ایلچی نالائق کو معاد و رشک دراز گردن نے تلوار کھینچی مگر لوگ چار طرف سے دوڑ پڑے ہاتھ جس طرح اٹھایا تھا اسیطرح
رکھیا لوگ لپٹ گئے مشکین باندھ لین سلیمان شاہ فارسی نے حکم دیا کہ ناک اور کان اسکے کاٹکر نکالدو اور اسکے
ساتھ والون کو بھی نکلوا اور بو جا بنا کر چھوڑ دو کہ ذرا اس آفتاب پرست کو معلوم تو ہو کہ ناموس صاحبقران پر
نگاہ بد ڈالنا ایسا ہوتا ہے اُسیوقت اُنکی ناک و رکان لوگون نے کاٹ ڈالے اور منہ کی سیاہی سے کالا منہ کر کے نکالدیا
وہ لوگ اُسی ہیئت سے سامنے ایرج کے گئے ایرج نے جو اپنے ایلچی کی یہ حالت دیکھی آگ ہو گیا اور طیش مین آکر حکم دیا کہ
بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارہ زرمی نواز شغل مین آیا اُدھر ہرکارون نے خبر سلیمان شاہ کو پہونچائی یہان بھی کوس حربی
بجا اُدھر وارا ب آب پرست خورشید ستارہ پرست نوح ماہ پرست سب کے لشکرون مین طبل جنگ بجا مگر لندھور
بن سعدان گرو جب ایرج کی بارگاہ سے اُٹھکر اپنے لشکر مین آیا تو آکر مہ ہندی وغیرہ نے لندھور سے کہا کہ ای رستم زمان
اب آپکا کیا ارادہ ہے اب تو ایرج بالا علان کہتا ہے کہ مین ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہون اور نامہ بھی بھیجا ہے ہم لوگ
کہ صاحب غیرت مشہور ہین مگر اب انتہا کے بےغیرت ہین کہ ایرج بر ملا ناموس صاحبقران کا نام لیکے عشق و عاشقی
سے لیتا ہے ہم سے سنا نہین جاتا ہمکو اجازت ہو کہ ہم لڑ کر اُسے مارین یا اپنی جان دین لندھور نے کہا تمہارا تو یہ قصد ہے اور
میرا یہ ارادہ ہے کہ مین جسوقت دیکھونگا کہ ایرج کا روکنے والا کوئی نہ رہا سب مارے گئے اور زخمی ہوے تو مین دروازہ
پر قلعہ ذوالامان کے جا بیٹھونگا اور اپنی جان دونگا لیکن ایرج کو اندر قلعہ کے نہ جانے دونگا آگے تمہارا ارادہ جو تم نے
کہا ہے تو مین منع نہین کرتا مگر مین تمہارا شریک نہین ہون یہ سنکر سب چپ ہو رہے مگر یہان سب لشکرون مین طبل جنگ
تو بج ہی رہا تھا ہر ایک اپنی تیاری مین مصروف تھا تمام رات اسیطرح بسر ہوئی کہ ستارۂ سحری فلک پر چمکا اور شاہ خاور
نے مشرق سے طلوع کیا اور سریر نور پر بیٹھا کہ جسکے ڈر سے تمام لشکر انجم گریزان ہوا تیرگی پردۂ ظلمات مین جا چھپی ہر شخص
نے اپنے اپنے طریقے پر پرستش خدائے یگانہ کی غرضکہ ادھر سے آفتاب پرست میدان مین آئے اُدھر سے اہل اسلام
ایک طرف سے آب پرست ایک جانب سے ستارہ پرست ایک سمت سے ماہ پرست آکر میدان مین صف آرا ہوئے
نقیب نقیب بلکر نکلے کہ ایرج نوجوان نے مرکب اپنا چمکایا سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت
میدان چاہی کہا کہ جاؤ شیر اعظم آفتاب تابان تمہارا نگہبان ہے ایرج سلام کر کے بادہ گرم مرکب پر بیٹھکر عازم قتال
ہوا میدان مین پہونچکر سراپا میدان کا دیکھا نیزہ زمین پر گاڑ کر مبارز طلب کیا اس طرف سے غضنفر بن اسد سلیمان شاہ
فارسی سے اجازت لیکر مقابل ہوا ایرج نے کہا او دیوانے تو مجھسے مقابلہ کو آیا ہے میرا کیا کر سکتا ہے یا زخمی ہوگا یا
مارا جائیگا بہتر یہ ہے کہ تو میری بیعت اختیار کر مفت اپنی جان نہ دے غضنفر پکارا او گرجاس فروش بچے بازاری تو
مجھے کیا ماریگا زخمی ہوئیگا اجارہ نہین جنگ دو سر دارد یا تیری فتح ہے یا میری تلوار کی باڑھ کے آگے سب برابر ہین
یہ سنکر ایرج نہایت خشمناک ہوا اور پکارا کہ او دیوانے جو کچھ حربہ رکھتا ہے کر لے تا کہ ہوس دل کی نکل جائے غضنفر نے کہا تو
جانتا ہے کہ اہل اسلام پیش دستی نہین کرتے اگر خدا تیرے حربے سے بچائیگا تو مین بھی وار کرونگا ایرج نے نیزہ اٹھایا اور
خبردار خبردار کہکر غضنفر پر مارا غضنفر نے نیزے کو نیزے پر لیا طعن چلنے لگی تھوڑی دیر مین ایرج نے نیزہ غضنفر کی

ہوائی گیا غضنفر نے تلوار کھینچکر ایرج پر ماری ایرج نے سپر پر روکی غضنفر نے دوسری تلوار ماری ایرج نے وہ بھی
روکی پھر غضنفر برس پڑا سر سے پیر تک جھاڑ باندھ دی کہ ایرج کو روکنا مشکل پڑ گیا غنچہ بنا ہوا ہمہ تن چشم ہو تلوار روکتا
رہا ایک مقام پر ہاتھ غضنفر کا شعلہ کے شستہ ہوا تھا کہ ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سپر کو کاٹ کر سر غضنفر کے اوپر تا دو ابرو
اتر گئی دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا ایرج نے آواز دی کہ لیجاؤ
اس دیوانے کو لوگ اُسے لے گئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا شہاب بن فولاد از در گیر نکلا بعد نیزہ بازی کے
نوبت شمشیر زنی کی پہونچی کئی تلوارین شہاب کی ایرج نے رد کین اور اپنا وار کیا یہ بھی زخمی ہوا نقابدار یاقوت پوش
اپنا مرکب چمکا کر سامنے ایرج کے آیا ایرج نگاہ وزن ہوا مرکب برابر سے نکلے بعد گفتگو بسیار نیزہ بازی ہوئی
بڑی دیر تک نیزہ بازی رہی کرتا مین اور بنا مین بیکار ہو گئین نوبت شمشیر زنی کی پہونچی کئی ضربین رد و بدل
ہوئی لیکن ستارہ ایرج کا سب پر غالب ہو نقابدار بھی زخمی ہوا ایرج نے پھر مبارز طلب کیا سلیمان ثانی نے ارادہ
کیا تھا کہ نکلوں کہ مظفر بن ضیغم خون آشام پیشقدمی کر بیٹھا سامنے ایرج نے جو مظفر کو دیکھا صاحب سلامت کی
اور کہا کہ اے مظفر تو نے غضب کیا ایلچی کو میرے مار ڈالا زمانے مین کسی نے آج تک ایلچی کو نہین مارا مثل مشہور ہے کہ ایلچی را
زوالے نیست مظفر نے کہا او نزار بچے تو نے ایسا واہیات نامہ کیون لکھا تھا یہ ناموس تھا صاحبقرانی ہے مجال نہین ہے کسی کی
کہ اس طرف آنکھ اُٹھا کے دیکھے جیسا تو نے واہیات لکھا تھا ویسا ہی اپنی سزا کو پہونچا ایرج نے کہا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا
اب بھی تو میری اطاعت کر تو مین اپنے لشکر کی سالاری تجھے دون مظفر نے کہا او نزار بچے تو اپنی حقیقت اور رتبہ
کو بھول گیا تو وہی نزاز بچہ ہے دعا دے عمرو کو اُسنے تجھے اس رتبے کو پہونچایا مین ایسے پاجی کی رفاقت کبھی نکرونگا ایرج
یہ سنکر آگ ہو گیا کہا او مظفر معلوم ہوا کہ قضا تیری میرے ہاتھون ہے خیر آ اسے جو کچھ کر حربہ اپنا رکھتا ہو مظفر نے کہا کہ ہم
اہل اسلام مین ہمارا یہ دستور نہین کہ حریف پر پیش دستی کرین ایرج نے کہا تو خبردار ہو اور نیزہ اُٹھا کر مارا مظفر نے
نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چند طعن مین ایرج نے نیزہ مظفر کا ہوائی کیا مظفر نے غضبناک ہو کر تلوار ماری
ایرج نے با سیب سپر روکی اور اپنی تلوار اُسپر ماری کہ سپر کو کاٹ کر سر پر پہنچی تا دو ابرو اُتر گئی مظفر نے دستانہ مارا تلوار تو
جھٹکا کر نکلگئی سر سے چادر خون کی باہر آئی ایسی حالت زخمداری مین زخم سر کو باندھ کر چاہا کہ تلوار مارے مگر سنبھلا نہ گیا
غش آ گیا گھوڑے سے نیچے گرا ایرج نے کہا اُسے اٹھا لیجاؤ یہ اب زخمی ہو چکا ہے لوگ دوڑے مظفر کو پالکی مین ڈالکر لیگئے شام
ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی آرامگاہ پر آئے مظفر تو مع فوج قلعہ ذوالامان مین داخل ہوا سلیمان شاہ
زخمیون کو لیے ہوے اپنے خیمے مین آیا ادھر غضنفر کے زخم مین ٹانکے لگے علاج ہونے لگا گر ایرج جو پھر کر بارگاہ مین داخل ہوا
ذکل پر بیٹھا بہزاد مرحد سے کہا مین چاہتا ہون کہ کشتیان جواہر کی اور پوشاک و میوون کے خوان واسطے جان جہان ملکہ
گیتی افروز کے بھیجون اسنے کہا کہ مناسب ہے اسیوقت ایرج نے دو ہزار خوان تیار کروائے ہزار خوان مین جواہر و پوشاک
اور ہزار خوان مین میوہ اور کہارون کی وردیان بانات سلطانی اور مخمل کا شالی نصر اول کشتی گیر کو ساتھ کر کے
روانہ کیا جب خوان دروازے شہر ذوالامان پر آئے یہ خبر مظفر بن ضیغم خون آشام کو ہوئی کہا خوان لے آؤ اور وقت
کہارون کے لباس چھین لو ناک کان کٹوا کر نکالدو یہ خبر ملکہ گیتی افروز کو پہونچی کہا کہ خوان یہان لے آؤ اور اپنے
سامنے منگوا کر میوہ تو کہ معون کو کھلوا دیا جواہر اور پشمینہ حلال خورون کو دیدیا اور عوض مین اسکے لنگر پتھر کوڑا کرکٹ اور
گوبر بھروا کر کھانچے اور سے ڈھانک کے گھنٹے کسوا کر کہا کہ یہ خوان ہماری طرف سے ایرج کو بہ تحفہ دو نصر اول کشتی گیر وہ
خوان لیکر خدمت ایرج مین روانہ ہوا ادھر کہارون نے خبر ایرج کو دی کہ ادھر سے بھی خوان آپ کے لیے آتے ہین ایرج نہایت خوش ہوا

اور سب سرداروں سے کہا کہ ان خوانوں کا استقبال کرو اور ہمارے سامنے لاؤ کیونکہ تحفہ جان جہان آرام دل
مشتاقان کا بھیجا ہوا ہی سب سردار بحکم ایرج نامدار گئے اور خوان لیکر سامنے آئے ایرج نے کہا کہ کھولو ان خوانوں کو
پہلا خوان جو کھلا اشرفین گوہر سے بھرا ہوا نکلا اور دون مین کنکر پتھر کوڑا کرکٹ بھرا ہوا دیکھ حیران ہوا الغرض اول
کشتی گیر سے پوچھا کہ یہ خوان مظفر نے بھروا کر بھیجے ہین اُسنے کہا مظفر کا ارادہ تھا کہ ہم سب کی ناک کان کٹوا کر بھیجے
کر ملکہ گیتی افروز نے خوان اندر منگوائے جواہر پشمینہ پوشاک جلاخورون کو دیدیا اور میوہ گدھون کو کھلوا دیا
خوان بھروا کر آپکے واسطے بھیجے ہین بہزاد مرد نے کہا ملکہ کمال محبت آپکے ساتھ رکھتی ہین فقط آپکے چھیڑنے
اور ستانے کے واسطے یہ کیا ہے وہ کیا کرے چارون طرف سے تو گھری ہوئی ہے خداپرستون نے اُنھین قید کیا ہے اسکو یقین جانیے
کہ وہ آپ پر فریفتہ ہے ایرج نے کہا کہ اس شب کا ایک چبوترہ بناؤ کہ مین اُسپر بیٹھا کرونگا جسوقت فرزو ہاں کر حاضر ہونے
دم بھر مین چبوترہ بناکر تیار کردیا ایرج اُسپر بچھونا کروا کے بیٹھا اور پرنگیرہ کھنچا ناچ ہونے لگا اُس روز طبل جنگ نہ بجوایا
مصروف عیش و عشرت رہا دوسرے روز حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے
کی گرجی یہ خبر ہر طرف پہونچی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہے علاوہ لشکر اسلام کے داراب خورشید و تورج کے لشکر مین بھی
نقارہ رزمی بجا ساری رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے ایرج مرکب چمکا کر مالک
بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا کہ داراب کے لشکر سے علم جلوہ گری پر آئے اور
داراب کشورکشا مرکب اپنا اُڑا کر سامنے تخت کشورکشا کے آیا اجازت میدان چاہی کہا جاؤ خداوند آپکے حیات
تمھارا نگہبان ہے داراب سلام کرکے بادگرد مرکب پر سوار ہوکر سامنے ایرج کے آیا ایرج نگاور زن ہوا مرکب برابر
ہوگئے ایرج نے کہا ای داراب تو ان خداپرستون کی طرفداری کیون کرتا ہے اور مجھسے کیون لڑتا ہے پھر جا میدان سے
مجھے تجھسے کچھ عداوت نہین ہے داراب نے کہا ای ایرج تیری حرکتین بہت بد ہین صاحبقران کی تو یہ عادتین
کہ اُنھون نے ہماری تمھاری حفاظت کے لیے ایک ایک رفیق زبردست کو چھوڑا تاکہ اُنکی جان کو کوئی ضرر نہ
پہونچے اور تونے پیچھے اُنکے ملکون کو اُنکے برباد کیا ہزارہا آدمیون کو قتل کیا یہانتک کہ اب ناموس کی اُنکے خواستگاری
کرتے ہے کس مذہب مین زن شوہردار کو نگاہ بد سے دیکھنا روا ہے تجھکو لازم نہین ہے کہ نام ملکہ گیتی افروز کا زبان پر
لائے اس ارادے سے باز رہ اور انتظار صاحبقران کا کر وہ آلین اور اُنکے فیصلہ صاحبقرانی کا ہو لے تجھکو
اختیار ہی نہین تو ہم بیشک ناموس صاحبقران کی حفاظت کرینگے اور ای ایرج دیکھ میرے کہنے پر عمل کر
ناحق اپنے کو رسوا نہ کر دشمن اپنا دوستون کو نہ کر اول تو دیکھ لشکر سلیمان شاہ کا کسقدر ہے اسپر کوئی مقابلہ کرنیوالا
نہ رہیگا لندھور بھی موجود ہے وہ ایسا بیغیرت نہین ہے کہ تجھے ناموس صاحبقران پر قبضہ کرنے دیگا جان دینے پر مستعد
ہو جائیگا تیرے اور نور الدہر کی لگی ہوئی ہے کہ وہ بچہ حضرت صاحبقران ہے قریب ہے کہ آنے مفت کی بدنامی اپنے سر لینا
سراسر عقل کے خلاف ہے دیکھ پھر کہتا ہون کہ اس ارادے سے باز رہ یہ سنکر ایرج نے کہا کہ تم تو میرے ناصح بنکر آئے ہو عشق
مین مرتا ہون ملکہ گیتی افروز ناموس میرا ہے لقا مجکو بخش چکا ہے قاسم اُس سے زبردستی چھین لایا مین بغیر اُسکے لیے نہ جاؤنگا
تمادہ ایک طرف ہو جائے تو مجکو پروا نہین ہے جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر غرضکہ بعد گفتگوے بسیار نیزے ہاتھون مین لیے مگر
ایرج کہتا ہے کہ پہلے تو حربہ کر داراب کہتا ہے کہ مین صاحبقران ہون پہلے وار اپنا کرونگا ادھر ایرج کہ رہا ہے کہ مین خود
صاحبقران ہون بڑی دیر تک یہی بحث رہی آخر داراب نے کہا کہ مین طرفدار ہون خداپرستون کا اور وہ پیشدستی نہین
کرتے ہین مین بھی پیشدستی نہ کرونگا ایرج نے کہا معلوم ہوا کہ تجھے بہت غرا اپنی شجاعت کا ہو گیا ہے خبردار ہو یہ کہکر نیزہ

داراب نے نیزے کو نیزے پر رد کیا گئی نیزہ بازی ہونے یہ معلوم ہوا کہ دو ناگنین گتھ گئین جو بند ایرج باندھتا ہی اُسے
داراب کھولتا ہی جو بند داراب باندھتا ہی اُسے ایرج کھولتا ہی دونون ایک اُستاد کے شاگرد رشید ہین یہانتک کہ
سنانین اور بنانین نیزون کی بیکار ہو گئین ہاتھون سے پھینک پھینک گرز گران سنگ اُٹھائے اور پہلے ضرب گرز کی
داراب نے لگائی ایرج نے گرز کو گرز پر رد کیا کہ تراقے کی آواز بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تیغ گرد و غبار بلند ہوا کہ ایرج
مع مرکب اُس مین چھپ گیا داراب نے نعرہ کیا کہ زدم و بستم گرد و خبر لو اگر اسکی شاپور شیر دل جلا تھا کہ ایرج نے تتورہ گرد
سے نکلکر آواز دی کہ جلد دوسرا مرکب لاؤ کہ گھوڑا میرا مر گیا شاپور مرکب دوسرا لیکر پہونچا ایرج اُسپر سوار ہوا اور کہا کہ اب تک
میری ضرب کو اور اٹھا کے گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو سر پر چرخ دیکر داراب پر مارا داراب نے بھی گرز کو گرز پر رد کیا
کہ وہی کیفیت ہوئی مرکب کی کمر ٹوٹی عیار دوسرا مرکب لیکر آیا تتورہ گرد مین گھسا دیکھا کہ داراب بیہوش پڑا ہوا
ہی اور آنکھین بند ہین منہ سے پسینہ جاری مگر مانند ستون فولادی کے قائم عیار نے چاہا تھا کہ منہ پر پانی کا چھینٹا دیکر
ہوشیار کرے کہ داراب نے آنکھین کھولدین اور مرکب کو اپنے مردہ پا کر دوسرے گھوڑے پر بیٹھا پھر ایرج سے سامنا کیا
دونون نے تلوارین کھینچ لین یہ معلوم ہوا کہ دو بجلیان چمک رہی ہین بڑی دیر تک رد و بدل رہی آخر کار داراب
ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا اُسنے پھر بازو طلب کیا تورج ماہ پیست مقابلے کو نکلا بعد گفتگو کے لیا تلوار چلنے لگی بڑی دیر تک
رد و بدل رہی آخر تورج بھی زخمی ہوا پھر ایرج پکارا اب کون میرے مقابلے کو آتا ہی کہ خورشید ستارہ پیست مرکب
کو چمکا کر میدان مین آیا مقابل ایرج ہوا ایرج نے کہا اے خورشید مجھے تعجب ہی کہ تو خدا پرستون کی طرفداری کرتا ہی اسد
نے وہ حرکتین ناشائستہ کین جس سے تیرا ہی دل خوب جانتا ہوگا غضنفر بلکہ تجھسے پیش آیا کہ ایسے تحفے تجھسے لیگیا پھر کیا
تجھے اُسنے توقع ہو میرے تیرے آگے بھی محبت تھی اب بھی اگر ایک ہی جگہ یکدل ہو کر رہتے تو بہت خوب تھا مجھسے تو
پرخاش نہ کر امیر اشریک ہو خورشید نے کہا اے ایرج تو ایسا بد وضع ہی کہ پرائے ناموس پر نگاہ بد کرتا ہی کسی کو وضع تیری پسند
نہین ہی یا تو اس ارادے سے باز رہ نہین تو تو مجھسے ایرج نے جھنجلا کر کہا کہ تو جانتا ہی کہ مین تجھسے دبکیا ہون نہین تو
ناشالا اپنا حربہ القصہ نیزہ بازی ہوئی برابر رہے تو نوبت گرز کی پہونچی خاک اُڑی زلزلے آئے جسکی ضرب پڑتی تھی معلوم
ہوتا تھا کہ پہاڑ ٹھیک پڑا مرکب مارے گئے لیکن کام نہ نکلا آخر تلوارین کھینچ گئین بڑی دیر تک یہ معلوم ہوتا تھا کہ
دو بجلیان چمک رہی ہین آخر کار خورشید بھی ہاتھ سے ایرج کے زخمی ہوا شام ہو چکی تھی ایرج طبل بازگشت بجوا کر داخل
بارگاہ ہوا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر بیٹھا ناچ ہونے لگا جام شراب گردش میں آیا ایرج نے کئی جام متواتر پیے جب
دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارۂ رزمی بجا ادھر اہل اسلام پھر کر داخل بارگاہ ہوئے ہین
زخمیون کے زخمون مین ٹانکے لگائے جا رہے ہین علاج ہو رہا ہی کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی سلیمان شاہ فارسی نے [illegible] یہان
بھی بجے کوس جنگ پکارا اُسیوقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا لیکن بعد طبل جنگ بجنے کے سلیمان شاہ فارسی نے
کہا کہ یہ لوگ ہماری طرف سے لڑکر زخمی ہوئے ہین انکی عیادت ضرور ہی کہ بوقت شب عیادت کو نہین جاتے ہین لیکن دن کو
مہلت کہان صبح کو پھر تلوار کا سامنا ہی نہین معلوم کون زندہ رہے کون نہ رہے میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ کوئی صاحب اسوقت میری
طرف سے عیادت کو اُن لوگون کی جاوین یہ سنکر غضنفر بن اسد اور سلیمان ثانی دونون برابر نکلون سے کود کے
سلیمان شاہ کہ عاقل و فہمیدہ ہی کہا کہ اے غضنفر تم نقابدار یاقوت پوش کی عیادت کو جاؤ شاہزادہ سلیمانی داراب و
خورشید و تورج کی عیادت کو غضنفر مایوس ہو گیا لیکن تو ارادہ اور ہی کچھ تھا غرض کہ غضنفر بن اسد اپنے بارہ ہزار تیغ زنون کے
واسطے عیادت نقابدار یاقوت پوش کے گیا وہان نقابدار اپنے خیمے مین بیٹھا تھا کہ خبر آمد غضنفر کی پہونچی فوراً بلا لیا جب غضنفر

سامنے گیا سلام کیا نقابدار نے دعائے درازی عمر دی اور اپنے برابر دنگل جواہر بیٹھنے کو عنایت کیا غضنفر بیٹھا نقابدار نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب کا بھر کر پیش کیا غضنفر نے نقابدار کو سلام کرکے پی لیا نقابدار نے بھی ایک جام پیا غضنفر نے مزاج پرسی کی تھوڑی دیر تک بیٹھا رہا بعد اُسکے کہا کہ اب اجازت ہو تو رخصت ہون نقابدار نے کہا کہ جی چاہے تو آج یہین رہو دعوت ہماری قبول کرو عرض کیا کہ مین کب انکار کرتا ہون مگر سلیمان شاہ فارسی متردد ہوگئے مین انکی طرف سے مزاج پرسی کو حاضر ہوا تھا مین پھر حاضر ہونگا نقابدار نے کہا بہتر غضنفر وہان سے اُٹھکر چلا آیا لیکن راستے مین یہ سوچا کہ یہ نقابدار کون شخص ہے جو اپنی بزرگی جتاتا ہے دیکھا چاہیے اپنے خیمے مین آکر عیار سے لباس شبردی طلب کیا اور آراستہ ہو کر سیاہ دوشالے کا جھرمٹ مار کر سپر تلوار بغل مین داب چل کھڑا ہوا قریب بارگاہ نقابدار کے پہونچا گرد خیمے کے چرخ مارنے لگا دیکھا کہ لوگ ہوشیار ہین دروازہ بارگاہ کی طرف آیا دیکھا کہ دو چار سپاہی پہرے پر بیٹھے ہین اور حقہ پی رہے ہین دو گھڑی چل رہی ہے جلدی سے رنگ و روغن عیاری نکالکر صورت اپنی ایک خانہ دار کی بنائی اور آکر انھین دربانون سے سلام علیک کی اُنھون نے جواب سلام دیا اور کہا کہ بھئی تم کیا کوئی نوکر ہو کہا نیا نوکر تو نہین ہون بہت پرانا نوکر ہون درمیان مین چھوٹ گیا تھا اب پھر میری نوکری بحال ہوئی ہے اُنھون نے کہا کہ اچھا بھئی آؤ حقہ پیو مگر جلگیا ہے کہا تمباکو ہمسے لو دیکھو تو کیا خوشبودار ہے یہ کہکر ایک چلم بھر کی تمباکو دی حقہ بھرا گیا دم پڑنے لگے جسنے دو گھونٹ پیے جھلگیا اور ہر ایک کہہ رہا ہے کہ بھئی ایسین کا تمباکو ہمین بھی دینا غضنفر نے کہا تو بھی یہ سیر بھر تمباکو ہے سب بانٹ لو یہ کہکر ایک پنڈا نکالکر رکھدیا سب ٹوٹ پڑے کوئی آدھی لیگیا کوئی بالکل محروم رہا اب آپسمین جوتی پیزار ہونے لگی ایک سے ایک چھینتا ہے غرض لڑتے لڑتے سب بیہوش ہو ہو کر گرے غضنفر اندر بارگاہ کے آیا شمع پر پروانہ بیہوشی کے مارے گرد جلے اور دھوین سے اُسکے خدمتگار وغیرہ سب بیہوش ہوئے غضنفر نے نقابدار کو بھی بیہوش کیا نقاب کھولی یہ معلوم ہوا کہ صاحبقران لیٹے ہوئے ہین صورت بہت ملتی ہے غضنفر سمجھا کہ یہ بھی کوئی بیٹا ہے پس اُسی طرح بند نقاب کا اُسی طرح باندھ کر آپ راہی ہوا بہیئت اصلی سلیمان شاہ کی بارگاہ مین آیا اور سب کیفیت بیان کی وہان شاہزادہ سلیمان ثانی بیٹھے لشکر داراب مین آیا خبر داراب کشور کشا کو ہوئی کہ سلیمان ثانی کی عیادت کے لیے آتا ہے یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور جملہ سردارون سمیت مع مالک اژدر استقبال کو آیا بارگاہ مین لایا دنگل جواہر نگار پر بٹھایا اور نہایت خلق سے پیش آیا لیکن شاہزادہ سلیمان ثانی بعد مزاج پرسی کے رخصت ہوا اور در بارگاہ خورشید مین آیا اُسنے بھی یونہین استقبال کیا اور اپنا دنگل خالی کر دیا آپ دوسرے دنگل پر بیٹھا شاہزادہ سلیمان ثانی یہان سے بھی مزاج پرسی کر کے اُٹھ کھڑا ہوا تو ایرج کے خیمے مین آیا اُسنے بھی استقبال کیا اور نہایت ممنون ہوا شاہزادہ بعد استفسار مزاج یہانسے بھی رخصت ہو کر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا کچھ دیر سویا ہوگا کہ آواز اذان کی کان مین آئی اُٹھا نماز پڑھی عازم میدان جنگ ہوا وہان دیکھا تو دونون لشکر آراستہ ہین نقیب نقیبی کر رہے ہین یکایک ایرج نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان مانگی کہا کہ جاؤ نیر اعظم تمہارا نگہبان ہو ایرج سلام کر کے بادگرد مرکب پر بیٹھ کے میدان مین آیا مبارز طلب کیا رستم خان جنگجو سامنے تخت سلیمان شاہ کے آیا اجازت لیکر مقابل ایرج ہوا بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی ایرج نے چند طعن مین نیزہ رستم خان کا ہوائی کیا اُسنے جھنجلا کر تیغ مارا ایرج نے پشت تیغ شیر سپر کر کر اپنا وار کیا سپر کٹی اور رستم خان زخمی ہوا دستانہ کٹا تلوار نکلگئی لیکن غش آگیا ایرج نے پھر مبارز طلب کیا نوفل خان نکلا وہ بھی زخمی ہوا جمشید و خورشید بھی زخمی ہوئے طور سرکش مہر خارا کش ملک اردوان جزیرہ نشین غیور باختری سب زخمی ہوئے اور کچھ سردار مارے بھی گئے

بھیرون چڑھا ہوگا کہ شاہزادہ سلیمان ثانی مرکب اپنا جھکا کر مقابل ایرج ہوا ایرج نے کبھی ایسے دیکھا نہ تھا پوچھا او خدا پرست نام اپنا بیان کر کہا کہ مین برادرزادہ صاحبقران ہون بیٹا عجیل یا ہرو کا پردہ قاف مین پیدا ہوا ہون اسی باعث سے مجھے پردہ دنیا کے لوگ کم جانتے ہین سلیمان ثانی میرا نام ہے ایرج کو یاد آیا کہ قصر البحرین سلیمانی مین اسی کی بہن سے ملاقات ہوئی تھی کہا سلیمان ثانی نے کہ تمھارے باپ سے مجھسے بہت ملاقات ہے تم بیعت میری کرلو میرے ساتھ رہو سلیمان ثانی نے کہا او باجی بیمروت تو ناموس صاحبقران کو بدنام کرتا ہے اور مجھسے بیعت طلب کرتا ہے تجکو غیرت نہین آتی کیا کیا تیرے ساتھ نورالدہر اور صاحبقران نے مروت و رعایت کی اسکا عوض یہی تھا دیکھو نواب وقتورج و خورشید کو وہ کیون ہماری طرفداری کرتے ہین جو مردون کی حرکتین ہین اُنسے ادا ہوتی ہین تو لائق باجی نامرد ہے تجھسے ایسی باتین سرزد ہوتی ہین بس یہ کلمات جو ایرج نے سُنے آگ ہو گیا کہا کہ بس چُپ ہو خداپرست زیادہ زبان درازی شیوہ شرافت کا نہین ہے گیتی افروز لقا کی بیٹی ہے اور مجکو لقا نے بخش دی ہے مین اسکا دعویٰ کرون اپنے حق کا دعویٰ کرنے مین بیمروت و نامرد ہو گیا اور تم جو قہر و جبر سے چھین لائے ہو بڑے بہادر ہو معلوم ہو جاویگی بہادری تمھاری غرض بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی بہت دیر تک طعنین چلین مگر کچھ نہ ہوا برابر رہے دونون نے عمود گران سر اُٹھائے وہ ضربین چلین کہ زمین کے طبقے ہلے پہاڑ تھرائے جگر گاو زمین کا قریب تھا کہ ہول سے شق ہو جائے مرکب مارے گئے لیکن مطلب کسی کا حاصل نہ ہوا نوبت شمشیرزنی کی پہونچی دو بجلیان کوندنے لگین برچھی زبان رد و بدل رہی ایک مقام پر ایرج نے کمر بنا کر جوہر کا وار کیا گوشہ سپر کو قلم کیا خود و دولغہ کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اتر آئی جلدی سے دستانہ مارا تلوار تو چھٹ کر نکل گئی سر سے پیالہ خون کی باہر آئی مگر اس بہادر نے ضرالحت الحنک کا کھولکر زخم پر کسکر باندھا اور پھر تلوار ایرج پر ماری اُسنے پشت شمشیر پر روکی اور دوسری تلوار جو ماری چاہا سلیمان ثانی نے کہ خالی دے ایرج سنبھالتی ہوئی شانہ پر پڑی کہ وہ بھی زخمی ہوا اب سلیمان ثانی کو غش آ گیا گھوڑے سے گر پڑا ایرج نے کہا اٹھالو اسے لوگ سلیمان ثانی کو لیگئے پھر ایرج نے مبارز طلب کیا اور دو ایک سردار جو باقی تھے وہ بھی زخمی ہوئے دو پہر ڈھلے تک برابر بند ہوگیا ہر چند ایرج پکارتا ہے کہ ایک ایک میرے مقابلے کو نہین آتا تو دو دو ملکر آئین سلیمان شاہ نے دیکھا کہ کوئی مقابلہ کرنے والا نہین رہا اور ایرج لاف و گزاف کر رہا ہے کہا کہ لاؤ مرکب میری سواری کا اور تاج سر سے اتار کر تخت پر رکھا خود کو زیب سر کیا پوشاک شاہی اتار کر لباس رزمی زیب بدن کر کے مسلح و مکمل گھوڑے پر بیٹھکر مقابل ہوا ایرج نے کہا اے سلیمان شاہ اگر تو میری بیعت کرے اور ملکہ گیتی افروز کو میرے حوالے کرے تو کل باختر کی بادشاہت تجھے دون سلیمان شاہ نے کہا او بزرگ بچے کیا واہیات بکتا ہے اُس مریم عصر و بلقیس زمانہ کا نام لیتا ہے اور تو مجھے بادشاہی کیا دیگا باختر تو حمزہ صاحبقران کو بخشا ہوا ہے میرے قبضے مین ہے بغیر میرے حکم بیٹا تو دل نہین سکتا نورالدہر کو تو دور سمجھا ہے وہ آیا ہی چاہتا ہے سر جنگ معقول تجھے دیگا ایرج نے کہا جب وہ آئیگا سمجھا جائیگا ابتو تم سب کو مار کر اپنی جان و روح ملکہ گیتی افروز کو اپنے قبضے مین لاتا ہون سلیمان شاہ نے کہا کیا تاب ہے تیری کہ ناموس صاحبقرانی پر تیغ کرسکے القصہ بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی چند طعن مین ایرج نے نیزہ سلیمان شاہ کا ہلا دیا سلیمان شاہ نے غیظ و غضب مین آکر تلوار ماری ایرج نے بسبب سپر روکی اور عوض مین اُسکے اپنی تلوار لگائی کہ سپر کو قلم کر کے خود و دولغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اتر آئی دستانہ مارا تلوار تو چھٹ کر نکل گئی اور اسی عالم خونریزی مین سلیمان نے تلوار ایرج پر ماری کہ سپر کو کاٹکر سر پر پڑی کہ دو انگل کا زخم لگا ایرج نے سر اپنا پیچھے کھینچا تلوار گھوڑے کی گردن پر پڑی کہ صاف قلم کر گئی ایرج مع مرکب گرا آفتاب پرست دوڑ پڑے ادھر سے اہل اسلام جا پڑے تلوارین

چلنے لگین دونون لشکر ملگئے غلغلہ دار و گیر بلند ہوا لاش پر لاش گرنے لگی ادھر ایرج کو دوسرا مرکب بادہ لاش کو
گھوڑے کی جھلکر جھاڑ پونچھکر اُٹھ کھڑا ہوا اور مرکب پر منظر پڑنے لگا خون کی ندیان بہنے لگین شام تک کشت و خون کا
کہ دامن صحرائے نبرد کا لاشون سے پر ہو گیا آخر کار طبل باز گشت بجا دونون لشکر پھر گئے اپنی اپنی آرامگاہ مین داخل ہوئے
سلیمان شاہ و سلیمان ثانی اور جملہ سرداران نامی جو زخمی تھے سب کے زخمون مین ٹانکے لگ رہے ہین کہ ہرکارون نے
آکر خبر دی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہے کل پھر ارادہ میدانداری کا ہے سلیمان شاہ کو ہوش آچکا تھا کہا کہ اب صبح کو
کون سامنا کرنے والا باقی ہے مفت مین سب مارے جاوینگے بہتر یہ ہے کہ قلعہ ذوالامان مین چلے چلو لیکن غضنفر بن اسد
نے یہ صلاح دی کہ طبل جنگ یہان بجوائیے تاکہ آفتاب پرست تعاقب نہ کرین ایرج کو اگر معلوم ہو جائیگا تو وہ
اسی وقت آکر گھیر لیگا اور قلعہ تک نہ جانے دیگا یہ صلاح سب کو پسند آئی اور طبل جنگ بجوا کر دو پہر رات گئے تک تیاری
کرکے مال و اسباب اٹھا لیکر داخل قلعہ ذوالامان ہوئے اب کوئی میدان مین نہین ہے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا تختہ اُٹھا لیا
آگ خندق مین روشن کرا دی یہان صبح کو ایرج جو بیدار ہوا چاہا کہ مسلح و مکمل ہو کر میدان کو جاے کہ ہرکارون نے خبر دی
خدا پرست رات کو بھاگ کر داخل قلعہ ہوئے اب میدان صاف ہے ایرج نے کہا کہان بھاگ کر جاوینگے میرے ہاتھ سے مگر
دغا کی ان خدا پرستون نے خیر ان سب کو قتل کرونگا اور حکم کیا کہ چار طرف سے نرغہ کر لو آفتاب پرستون نے
محاصرہ کر لیا ایرج آکر داخل بارگاہ ہوا ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا نشے
مین آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارۂ نفیری پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر سلیمان شاہ
کو ہوئی حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگ بجے قلعہ پر بھی نقارہ بجا لیکن مظفر نے گولہ اندازون کو بلا کر بہت کچھ انعام دیا
اور کہا کہ ہمتو جاننثاریان کر چکے اب عزت ناموس صاحبقران کی تمھارے ہاتھ ہے سب نے عرض کیا کہ دیکھیے کل
آپ کو ہمنے کیا القصہ رات بھر طرفین مین طیاری جنگ ہی صبح کو سلیمان شاہ فارسی اور چند سردار آکر فصیل بند
دروازے پر بیٹھے کہ سامنے سے لشکر کفار نمایان ہوا ادھر سے ایک آدھ گولا پڑنے لگا لشکر رککر کھڑا ہو رہا تخت
مالک بن ملکوت شاہ کا سامنے آیا ایرج مرکب باد رفتار پر سوار ساتھ ساتھ دیکھا قلعہ کو کہ مانند عروس شب دل
کے آراستہ ہے ایرج نے پکار کر کہا او خدا پرستو اب بھی میری معشوقہ کو میرے پاس بھیج دو مین اسے لیکر یہان سے چلا جاؤن
تمسے کچھ سروکار نہ رکھون اور اگر نہ دوگے تو قلعہ بھر کو قتل کرونگا اور اپنی محبوبہ کو لونگا قلعہ پر سے لوگون نے
گالیان دینا شروع کیا کہ او نر باز بچے کیا جھک مارتا ہے کیا واہیات بکتا ہے تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ایرج نے اپنی فوج
کیطرف دیکھا سب نے کہا کہ حکم ہو تو ابھی قلعہ کو لے لین کہا انتظار کیا ہے جاؤ نیر اعظم تمھارا نگہبان ہے یہ سنکر آفتاب پرستون
نے گھوڑے اٹھا دیے چلے یورش کرکے قلعہ کا رخ کر لیا ادھر لوگ قلعہ پر سے دوربینین لیے ہوئے دیکھ رہے تھے انھون نے
دیکھا کہ آفتاب پرست آتے ہین سلیمان شاہ سے عرض کیا کہ آفتاب پرستون نے یورش کی ہے کیا حکم ہوتا ہے
اُسوقت ہوائی اشتعال کروا دی گولہ اندازون نے سیدھ باندھ لی اور گولے مارنا شروع کیے توپخانہ رعد شکوہ جوش و خروش
مین آیا رنجک کی بجلی چمکنے لگی دھوئین کا ابر سیاہ تیار ہوا گولہ مانند اولے کے پڑنے لگا بس وہ آفتاب پرست ہو گئے
بڑھے چلے آتے تھے مع مرکب اڑ اڑ کر پیچھے چالون پر جا پڑے وہ اُنکے باعث سے جہنم واصل ہوئے باقی بھاگ کر دور جا
کھڑے ہوئے یہان گولہ اندازون نے عرض کیا کہ ہفت قلعے باڑھ کے داغ چکے کیا حکم ہوتا ہے کہا کہ ہاتھ کو روک لو دیکھو کیا
حال ہوا آفتاب پرستون کا گولہ اندازون نے ہاتھ رکھ لیا دیکھا کہ ہزارہا آفتاب پرست مرے ہوئے پڑے ہین باقی
بھاگ کے دور کھڑے ہو رہے ہین کہا کہ بجے طبل شادمانی ایرج نے دیکھا کہ فوج جو یورش کو گئی تھی نا کام ہوئی کچھ نہ ہوا

ہزار ہا آدمی مارے گئے اور قلعہ پر شادیانے بج رہے ہیں بس غیظ و غضب طاری ہوا کہا کہ قسم ہے تیرا اعظم کی ابھی جا کر قلعہ
کو لونگا مالک بن ملکوت شاہ نے کہا اے ایرج نوجوان تم قلعہ پر نہ جاؤ بتدبیر قلعہ کو لینا جلدی اچھی نہیں ہوتی ایرج
نے کہا پھر کوئی مددگار آجائیگا تو دیر ہوگی میں ابھی قلعہ کو لونگا اور گرز گران سر ہاتھ میں لیکر چلا ہندیوں نے لندھور
سے کہا اب آپ کس کا راستہ دیکھتے ہیں ہمیں تاب ضبط باقی نہیں لندھور نے کہا اتنا تامل کرو کہ ایرج دروازے قلعہ پر
پہونچ جائے سب چپ ہو رہے اور لندھور نے دل کو رجوع کیا طرف پروردگار عالم کے کہ اے خالق حقیقی و اے مالک حقیقی
اس وقت میں آبرو رکھنے والا سوا تیرے کون ہے کسی کو مدد کے لیے بھیجدے کہ میری جمعیت میں خلل نہ آنے پائے ادھر
دیدبانوں نے سلیمان شاہ سے کہا کہ اب یکہ سوار آتا ہے یقین ہے کہ ایرج ہوگا کہا نزدیک آنے دو جب ایرج نے جو تہائی
میدان طے کیا اسوقت پھر دیدبانوں نے عرض کیا کہ اب خوب زد پر آگیا ہے سلیمان شاہ نے ہوائی داغی گولہ اندازوں
نے توپوں کو جھکا کر سوت باندھ کر گولے مارنا شروع کیے توپ خانہ رعد شکوہ جوش و خروش میں آیا گولہ مانند اولے
کے برسنے لگا کرفیہ ظلمات و رعد و برق معلوم ہوتا تھا چار طرف سے گولہ پڑ رہا تھا ایرج رد کرتا ہوا چلا جاتا تھا جو گولہ
داہنی طرف جاتا ہے اُسے بھی چلنے دیتا ہے جو بائیں طرف جاتا ہے اُسے بھی جانے دیتا ہے جو منہ کے سامنے آتا ہے اُس پر طمانچہ
گرز کا مارتا ہے گولہ اسی طرف پلٹ جاتا ہے خاک ریز پر گر پڑتا ہے خاک وہاں کی اڑا دیتا ہے تمام گولوں کو رد کرتا ہوا
برلب خندق جا پہونچا یہاں گولہ اندازوں نے سلیمان شاہ سے عرض کیا کہ ہفت فلیتے باڑھ کے داغ چکے اب کیا حکم
ہوتا ہے کہا ہاتھ رکھو توپوں پر دیکھو ایک آدھ گولہ قضا کا ضرور لگا ہوگا ہاتھ کا رکھنا ہوا کا چلنا دھوئیں کا برطرف ہونا
روشنی کا ہونا اب جو دیکھا تو ایرج سامنے قلعہ کے کھڑا ہوا ہے دامن گردان رہا ہے اور پکار رہا ہے کہ اے خدا پرستو آیا میں
کہاں جاؤگے میرے ہاتھ سے بچکر اور قلعہ پر سے ماتا ماتا لا ایرج پر مار رہے ہیں ایرج اُس سے بھی بچتا ہے وہاں سلیمان شاہ
نے کہا کہ یارو اب وقت دعا کا ہے اور تاج سر سے اُتار کر دونوں ہاتھوں پر رکھ کر دعائیں مانگنے لگا کہ اے پروردگار
اس پیرانہ سالی میں آبرو میری تیرے ہاتھ ہے اس آفتاب پرست کے شر سے مجھے محفوظ رکھنا اور ناموس
صاحبقرانی کا بھی ضرر نہ ہو آگے جو مصلحت تیری بس یہ دعا مانگنے کے جانب صحرا سے گرد و غبار کا تتق بلند
ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ و تار کر دیا مگر ہوا نے غبار گرد کو کچھ ہٹا دیا ہوا کو گولہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گردے
سے ایک لشکر عظیم مثل دریائے مواج کے بڑے زور و شور سے نمایاں ہوا یعنی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
مع لشکر پہونچا ادھر ایرج نے جو نور الدہر کو دیکھا مایوس ہو کر قلعہ پر سے پھرا لندھور نے سجدہ شکر ادا کیا اور
ہندیوں سے کہا کہ خدا نے آبرو رکھ لی نہیں تو مفت میں ایرج سے بڑے ہوتے اور جمعیت شکستہ بھی ہوتی اب
ناموس صاحبقران بھی محفوظ رہا یہ کہکر پھر گیا ادھر ایرج اپنے خیمے میں داخل ہوا مظفر بن ضیغم خون آشام نے
دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور ملازمت شاہزادے سے حاصل کی سلیمان شاہ سے ملاقات ہوئی سلیمان ثانی
غضنفر بن اسد وغیرہ سے بھی ملاقات ہوئی ہر ایک سے شاہزادہ جھک جھک کر ملا یہاں تک کہ آتے آتے داخل
محل ہوا محلداروں نے بلائیں لیں اندر محل کے آیا ملکہ گیتی افروز کو سلام کیا وہ دوڑ کر لپٹ گئی بلائیں لیں صدقے
قربان ہوئی کہا کہ بیٹا کہاں تھے اتنی دیر لگائی تھی نور الدہر نے حال اپنا بیان کیا ادھر سے ملکہ اطلس پوش
گردیہ بانو وغیرہ آئیں شاہزادہ نے سب کو سلام کیا انھوں نے دعائیں دیں غرضکہ سب ایک جگہ بیٹھیں ایک
ایک نے حال پوچھنا شروع کیا نور الدہر نے کہا کہ سنا ہے میں نے کہ امیر ظلمات سے پھرے ہیں اور شاہزادہ
خاور سیاہ کو قید سے بوقبال جادو کے چھڑایا ہے ساتھ اپنے لیے ہوئے آتے ہیں خورشید خاوری نے کہا

کہ میاں تمھارے منھ کے قربان کیا خوشخبری سنائی ہے تم نے غرض نورالدہر بڑی دیر تک محل میں رہا بعد اسکے باہر آیا
اپنے خیمے میں داخل ہوا اب سلیمان شاہ نے لشکر قلعہ سے باہر نکالا خیمہ اسکا بھی استادہ ہوا اودھر سلیمان قالی کا لشکر
بھی قلعہ سے باہر آیا داراب و خورشید و تورج وغیرہ نورالدہر کی ملاقات کو آئے شاہزادہ پیشوائی کرکے انھیں لیگیا
بہت تواضع تعظیم کی اسباب عزت پیش کیا بڑی دیر تک بیٹھے رہے باتیں کیا کیے بعد اسکے رخصت ہو کر چلے گئے
بعد اسکے لندھور اور مالک اژدر بھی ملاقات کو آئے شاہزادہ بخوبی انسے ملا اعزاز و اکرام بہت سا کیا مگر اس طرف ایرج
جو پھر کر داخل بارگاہ ہوا ہے نہایت آزردہ اور کمال پریشان ہے اور قطع امید ہو گئی کہ اب ملکہ گیتی افروز کا ہاتھ آنا بہت
دشوار ہے مگر اسی حالت میں خیال گذرا کہ اے ایرج تو نے گیتی افروز کے لیے یہ محنت جانکاہی کی اور تمام زمانے کی
بدنامی اٹھائی مگر ملکہ اب تک نہ ہاتھ آئی خاک اس زندگی پر اور کئی رفیق تیرے مثل طرماسپ اور لاہوت
کے مارے گئے انکے خون کا عوض لینا تجھے ضرور ہے یا تو تو نورالدہر کو مارا اور ملکہ کو لے کہ لطف زندگانی ہو اور درغم
مجائے یا اپنی جان بھی دے بموجب شعر یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید ✤ دست از طلب ندارم تا کار من برآید
بس یہ خیال اپنے دل میں کرکے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارۂ رزمی گڑگڑایا کہ آواز سے اسکی فلک تھرایا
ہرکاروں نے خبر شاہزادہ نورالدہر کو پہنچائی فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی تائید ربانی بجے طبل جنگی
ادھر بھی حسب الارشاد کوس حربی نوازش میں آیا اودھر سلیمان شاہ کے لشکر میں بھی طبل جنگ بجا داراب
و خورشید و تورج کے لشکروں میں بھی نقارۂ رزمی بجا چار پہر رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو سب لشکر
میدان میں آئے جب میدان تیار ہو چکا اور نقیب نہیب دیکر چلے گئے تو لشکر میں ایرج کے علمہائے آفتاب پیکر
جلوہ گری پر آئے آواز گردم گاو دم نفیری شتری دماموں کی بلند ہوئی ایرج مرکب اپنا پھیر کر سامنے تخت
مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان مانگی کہا کہ جاؤ تمھیں سپرد کیا نیر اعظم آفتاب تابان کو
ایرج سلام کرکے بارد گر مرکب پر سوار ہو کر میدان کی طرف چلا گلگد بریان کرتا ہوا ان داؤں کی لاگت دکھاتا ہوا
نصف میدان میں آکر قائم ہوا خوب نیزے کے ہاتھ نکالے بعد اسکے مبارز طلب کیا ابھی کوئی مقابلے کو نہ نکلا تھا
کہ از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و تیرہ خیرہ خیرہ کہ آن واحد میں وہ گرد یہ آئی اور یہ آئی شعر
زگرد و غبارے کہ شد بر سپہر ✤ رہ رفتن خویش گم کرد مہر ✤ کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ
ہوا اور دل گرد سے ساٹھ علم نشان ساٹھ ہزار سوار کا اور ہر پھریرے پر حمد الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم
تھی بعد انکے شہنالین غرنالین تیغیاں بالوں کی اور خاصبردار سفے جھڑ کا ذکر کرتے ہوئے اور پیچھے نقابدار
سفید پوش گرگدن سیاہ پر سوار ساٹھ ہزار سوار پشت پر دریائے آہنین میں غوطہ مارے ہوئے چلے آتے ہیں
ایک سمت کو صف باندھ کر ٹھہرے نقابدار نے حال معلوم کیا کہ ایرج میدان میں کھڑا مبارز طلب کر رہا ہے بس
سنتے ہی گینڈے کو اپنے تک مار کر بڑھایا مقابل ایرج ہوا وہ نگا وزن ہوا نقابدار کا گینڈا اچھا پاٹ قدم
پیچھے ہٹگیا ایرج کا فرس چار پانچ قدم پیچھے ہٹا مسلکہ راتوں میں مرکبوں کو ایک دوسرے مقابل ہوا ایرج نے
کہا اے نقابدار تو کون ہے جو مجھ سے مقابلے کو آیا ہے نقاب منھ پر سے دور کر تاکہ حال تیرا معلوم ہو جواب دیا
نقابدار نے کہ ملک الموت کو کسی نے بے پردہ نہیں دیکھا ہے اور جب خدا نام عطا کریگا تو نام بھی ظاہر ہو جائیگا
ایرج یہ سنکر چپ ہو رہا کہا خیر معلوم ہوا حال تیرا کہ تو بڑا مغرور ہے لا جو حربہ رکھتا ہو حوصلہ اپنے دل کا
نکال لے نقابدار نے کہا کہ پہلے تو اپنا حربہ کر لے جب خدا تیرے سب حربے سے بچائیگا اسی وقت میں بھی

حملہ کرونگا ایرج پکارا کہ خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا اور نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ اُسکا اپنے نیزے پر رد کا
لگی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی کہ ایک مقام پر ایرج نے ایسا بند باندھا کہ نیزہ اُسکا
ہوائی کیا نقابدار نہایت خشمناک ہوا اور گرز اپنا قربوس زین سے اُٹھا کر دوڑا اور دو دستی گرز ایرج پر مارا ایرج
نے گرز اُسکا اپنے گرز پر رد کا اور اپنا گرز نقابدار پر مارا نقابدار نے بھی گرز ایرج کا رد کا مگر گرز کے گینڈے کی ٹوٹ گئی
نقابدار توڑہ گرز سے پھینکر تلوار کھینچکر دوڑا کہ گھوڑے کو ایرج کے ذبح کرے ایرج مرکب پر سے کود پڑا نقابدار
ہتھیار ہاتھ سے رکھکر دوڑا ادھر سے ایرج جھپٹا لگی کشتی ہونے کلہ بکلہ مشت بمشت کشتی ہونے لگی یہانتک کہ دن بھی
گذرا شام ہوئی ہر طرف سے سرداروں کی روشنیان استادہ ہوئیں آ آکر تماشا کشتی کا دیکھنے لگے رات بھی گذری
دوسرا دن ہوا وہی عالم دونوں کا تھا نہ اسکا دم بھرا نہ اُسکی سانس پھولی ایک ایک سے برابر لڑ رہا تھا وہ دن
بھی تمام ہوا رات بھی گذری تیسرا دن ہوا کہ ایک مقام پر لا کر ایرج نے لنگ نقابدار کا توڑا اور سر بہ چرخ دیکر زمین
پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا ایرج چڑھکر چھاتی پر مشکیں باندھ کر عیاروں کے حوالے کیا کہ لیجا قید کرو صبح کو سمجھا جائیگا اور اب
بھی طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور لشکر بھی اپنے اپنے خیموں میں داخل ہوئے ایرج نے بارگاہ میں آ کر کھانا
کھایا بعد اسکے سو رہا صبح کو جو بیدار ہوا بارگاہ میں آ کر بیٹھا جب سردار آ آکر بیٹھے دربار معمور ہوا لندھور بھی
سویرے سے آگیا تھا ایرج نے کہا لاؤ نقابدار کو داروغہ زندان اُسی وقت نقابدار کو لایا اُسنے بطریق
اہل اسلام سلام کیا لندھور نے اور ہندیوں نے جواب سلام دیا ایرج نے شاپور سے کہا کہ نقاب اسکی منہ سے
ہٹا دو اُسکے بند نقاب کا جو اُٹھایا دیکھا کہ ایک جوان خوشرو قوی ہیکل قوی بازو کوئی بیس برس کا سن ایرج
نے لندھور سے کہا کہ آپ اسے پہچانتے ہیں لندھور نے کہا کہ میں نہیں پہچانتا مگر صورت سے ثابت ہوتا ہے کہ
طہماس کے عزیزوں میں سے ہوگا ایرج نقابدار سے مخاطب ہوا کہ نام اپنا بیان کر اُسنے سر جھکا لیا اور کہا کیا
نام اپنا بیان کروں ایک تو خود تیرے ہاتھ سے گرفتار ہو کر ذلیل ہوا دوسرے اور کو بھی ذلیل کرواؤں
لندھور نے کہا برادر اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے خدا نے ایک کو ایک پر غالب کیا ہے کوئی کمزور ہوتا ہے کوئی
شہزور ہوتا ہے یہ رسم دنیا ہے سوقت نقابدار نے کہا کہ میں بیٹا ہوں عنقویل دیو پیرور کا بھائی ہوں طہماس
کا سرخاب بن عنقویل میرا نام ہے آیا تھا اس ارادے سے کہ اپنے باپ کے خون کا عوض لوں فلک نے مجکو
ذلیل کروایا ایرج نے جو یہ سنا بھائی ہے طہماس کا شاپور سے کہا کہ اسے لیجا کر طہماس کے سپرد کر دو اور
قید سرخاب کی دفع کروائی شاپور اپنے ہمراہ لیے ہوئے روانہ ہوا وہاں شاہزادہ نورالدہر بارگاہ میں
بیٹھا ہے ہر فرق تاجدار تخت پر متمکن ہے اور سرداروں کا دورہ بندھا ہوا ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ نہیں معلوم نقابدار
کون شخص ہے کچھ خبر اُسکی معلوم نہ ہوئی چالاک عرض کر رہا ہے کہ میں نے خبردار بھیجے ہیں خبر آیا چاہتی ہے اتنے میں
دیدبان یوں دوڑ کر ہرکارے آئے اور عرض کیا کہ اے شہریار نقابدار چھوٹا بھائی طہماس کا ہے ایرج نے اُسے رہا
کر کے بھیجا ہے شاپور لیے ہوئے آتا ہے طہماس تو یہ سنتے ہی سُن ہو گیا کہ شاپور سرخاب کو لیے ہوئے آ پہنچا
نورالدہر سے مخاطب ہوا کہ زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان نے آپ کو سلام کہا ہے اور اسے بھیجا ہے یہ کہکر
چلا گیا اب طہماس نے اسے دیکھا اور کہا کہ تو اپنے کو نہ جانتا تھا کہ میں کمزور ہوں یہاں آکر آپ بھی ذلیل ہوا
مجکو بھی ذلیل کیا اس سے اگر تو مرجاتا تو بہتر تھا سرخاب نے کچھ جواب نہ دیا گردن جھکالی عرق شرم میں تر ہو گیا اور
وہاں سے خشمناک اپنے لشکر میں آیا اور رفیقوں سے کہا کہ اب مجکو اپنی زندگی منظور نہیں ہے اور بیان کیا کہ طہماس نے

ایسا کچھ کہا اب میں جاکر شبخون مارونگا ایرج کو میں نے مارا یا اپنی جان دی سب نے کہا کہ ہماری جان آپکی جان سے
ساتھ ہی یہی ارادہ ہی تو بسم اللہ عرضکہ دو پہر رات گئے تک سامان جنگ درست کیا مسلح و مکمل ہوکر لشکر ایرج پر شبخون
کرا قتل کرنا شروع کیا بس ایک غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا آفتاب پرست بستر خواب سے اٹھ اٹھ کر مسلح و مکمل نہ ہو کر
نکلے تلوار چلنے لگی ایرج سوتا تھا کہ شاپور نے آکر جگایا پوچھا کیا ہی کہا کہ وہی بھائی طہماس کا جسے آپ نے رہا کیا تھا
لشکر پر آپ کے شبخون کرا ہی یہ سنتے ہی ایرج جلدی سے اٹھا اور اسلحہ بدن پر آراستہ کیا مرکب پر بیٹھ کر اسی طرف
چلا جس طرف غلغلہ تھا وہاں سرخاب بن عنقویل نے کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگا دیے ہیں کبھی تو برچھے
سے دس دس کو چھید لیتا ہی کبھی گرز سے لڑتا ہو کہ جسپر ضرب ماری پیوند زمین کرو یا کبھی تلوار سے سر قلم کرتا ہوا بڑھ جا
چلا جاتا ہی جو مرنے کے قصد سے آیا ہو اور پہلوان زبردست بھی ہو اُس سے کوئی کیا لڑ سکتا ہو لشکر کو روندتا ہوا چلا
جاتا ہی مگر قضائے کار اودھر سے ایرج اُسکی تلاش میں آتا ہی دونوں کا سامنا ہوا ایرج للکارا کہ باش او عادی جان
جائیگا میرے ہاتھ سے سر گلہ ہوکر لڑا میرا کچھ نہ کر سکا تو اب شبخون کرا ہی تمام لشکر کو میرے تباہ و برباد کر رہا ہی دیکھ
تیری کیا حالت کرتا ہوں اودھر سے سرخاب نے نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست چھوڑتا تجھے کب ہوں میں تو اپنی
جان سے بیزار ہو کر آیا ہوں اور ہاتھ میں جو تلوار کھنچی ہوئی تھی ایرج پر ماری ایرج نے پشت شمشیر پر روک کر
ہاتھ تیغہ دودم سکندری بزور تمام چہار اسرخاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ قضا تھی کہیں رکتی ہی یا تو سر کو
جھکنی تھی یا زمین کو بوسہ دیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے لوگ اُسکی لاش کو اٹھا کر لے بھاگے روتے پیٹتے ہوئے
روانہ ہوئے یہاں نور الدہر بارگاہ میں بیٹھا ہی سر فرق تاجدار تخت پر جلوہ افروز ہی تمام سردار و ملنگوں حسب
مراتب دورہ باندھے ہوئے بیٹھے ہیں طہماس سرنگون تیوریوں پر بل مگر پژمردگی چہرے سے عیاں بیٹھا ہوا ہی کہ
نور الدہر نے کہا ای طہماس برا کیا تم نے کہ اپنے بھائی کو سخت و سست کہا وہ جوان ہی اور تمہارا ہی تو بھائی ہی ایسا
نہ ہو کہ غیرت میں آکر اپنے کو ہلاک کرے طہماس نے عرض کیا کہ ای شہریار ایسا نامرد بدنام کرنیوالا اسی بھلا ہی باتیں
تھیں کہ آواز واویلا وامصیبتا کی بلند ہوئی اور لاش سرخاب بن عنقویل کی لیے ہوئے لوگ آئے اور سامنے
رکھکر حال بیان کیا کہ ایرج کے ہاتھ سے یہ مارا گیا طہماس لاش بھائی کی دیکھتے ہی آگ ہو گیا خون نے جوش مارا
روز روشن آنکھوں میں تاریک ہوگیا ساطور شلکر اٹھ کھڑا ہوا کہ ابھی جا کر اس آفتاب پرست کو دمار ہوگا
تو نام اپنا طہماس بن عنقویل دیو پروردہ پایا ہوگا نور الدہر نے کہا کہ ای طہماس سر میدان اُس سے سمجھ لینا
نقارۂ رزمی اپنے نام پر بجا او عرض کیا ای شہریار آگ تو اسوقت کلیجے میں بھڑکی ہوئی ہی میدان میں کھنچنے کی
تاب کسے ہی یہ کہکر بارگاہ سے باہر نکلا اور گینڈے پر اپنے سوار ہو کر کودا کیا چلا بارگاہ ایرج کیطرف رفیقوں نے
اُسکے کہا کہ ہم بھی ہمراہ ہیں سب کو منع کیا کہ خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے اور جو میری مدد کو آئیگا وہ میرا دوست
نہیں ہی بلکہ دشمن ہی یہ کہکر یکہ و تنہا روانہ ہوا جب لشکر میں ایرج کے پہونچا اور گینڈے کو جولان دیا کہ مثل تگ و دو
کے چلا جاتا تھا کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ اسے روکے جو جو ٹکر میں آگیا پامال ہو گیا اُنکو خبر نہ تھی یہ برابر چابک مارتا ہوا
چلا جاتا تھا یہاں تک کہ نصف لشکر کو طے کرکے قریب بارگاہ پہونچ چکا ہی کہ لوگوں نے سامنے آکر روکا اُس نے اور کر گردن کو
تیز کیا کتنے ہی آدمی پس گئے کتنوں کے منہ ہاتھ ٹوٹے کچلا مر گئے یہانتک کہ دروازۂ بارگاہ پر پہونچا اترکر گینڈے
سے اندر گیا دربان نے منع کیا اُسنے کو ٹھا مارا کہ گلے پر اُسکے پڑا گردن الگ ہوگئی یہاں ناالک بن ملکوت شاہ
تخت پر بیٹھا ہی ایرج زنگل شوکت پر جلوہ فگن ہی سردار تمام گرد و اطراف میں بیٹھے ہیں لندھور سے اپنے رفقا کے بیٹھا ہی

ایرج لندھور سے کہ رہا ہی کہ دیکھیے اب مفسدہ پردازی ان خدا پرستون کی کہ مین نے برادر طہماس کو اسکے پاس
بھیجا تھا اُس اجل رسیدہ نے رات کو میرے لشکر پر شبخون مارا آخر مین نے اُسے قتل کیا لندھور نے کہا کہ او
زبدۂ آفتاب پرستان خوب نہ کیا تجھے لازم یہ تھا کہ اُسے پھر گرفتار کیا ہوتا ابھی قید رکھتے یہی باتین ہو رہی تھین
کہ دروازہ پر غلغلہ ہوا ایرج دیکھنے لگا کہ ببر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران گرز زور آور طہماس بن عنقویل
دیو پرور نمودار ہوا اور پکارا السلام علیکم سلام من درین مجلس بر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکیست و دین حمزہ خدا
برحق است لندھور نے منع رکھا جواب سلام دیا بعد اسکے طہماس نے نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست تو نے میرے
بھائی کو مارا غضب کیا کہ بازو دیبرا تو مر گیا آیا ہون اُسکے خون کا عوض لینے کو خبردار ہوا ایرج عذرخواہی کیواسطے اٹھا
ہنوز تلوار بھی نہ لی کہ طہماس نے جوش غیظ و غضب مین ساطور ایرج پر مارا ایرج نے چاہا تھا کہ سر اُٹھا دُون کہ
ساطور سر پر بیٹھا تا در ابرو اُتر گیا جلدی سے دستانہ مارا ساطور تو نکل گیا مگر دونون کلائیان زخمی ہو گئین زخم کاری لگا
بیہوش ہو کر سامنے طہماس کے گرا طہماس نے دوسرا ہاتھ ساطور کا بلند کیا تھا کہ کام ایرج کا تمام کرے کہ لندھور
دوڑ پڑا اور پکارا کہ او طہماس خبردار کیا کرتا ہی خبردار ساطور نہ مار نا زخمی کو قتل کیا چاہتا ہی کیا مردانگی ہی دور ہے
یہ کہ مجکو حمزۂ صاحبقران نے فقط اُسکی نگہبانی کے لیے یہان چھوڑا ہی مین ہرگز اسے قتل نہ ہونے دونگا بس ہٹ جا
یہان سے طہماس نے کہا او ہندی اسنے میرے باپ کو مارا تو تماشا دیکھا کیا اب میرے بھائی کو مارا مین ہرگز اسے
زندہ نہ چھوڑونگا مین تیرا لحاظ کرتا ہون ہٹ جا میرے سامنے سے نہین پہلے تجکو قتل کرونگا لندھور نے کہا کہ او طہماس
یہ کیا جانتا ہی تجکو یاد نہین کہ صاحبقران اکثر فرماتے تھے کہ ایرج میری اولاد سے ہی جو اسے ماریگا مین ہرگز اُسے
زندہ نہ چھوڑونگا بلکہ ذریات تک اُسکی قتل کرونگا بس اب جا تجھ اسکے مارنے سے بھائی تیرا زندہ نہ ہو جائیگا طہماس
نے کہا او لندھور اسد ترخ کہتا ہی کہ تو اسیر عاشق ہی نہین چاہتا کہ معشوق مارا جائے کیا خوب حمزہ کا کہنا تو مانتا ہی کہ یہ
ناموس صاحبقرانی کو بدنام کرتا ہی اور تو سنتا ہی جلد سرک درمیان سے لندھور پکارا مین ہرگز نہ ہٹونگا طہماس نے کہا
معلوم ہوتا ہی کہ تیری بھی قضا اسی کے ساتھ ہی خیر پہلے تجھے مار لون تو اُس سے سمجھ لونگا اور ساطور مارا لندھور سر اپنا
بچا کر ترچھا ہوا کہ ساطور جھجھلاتا ہوا شانے پر لندھور کے پڑکر زمین مین در آیا لندھور نے پیر ساطور پر رکھدیا اب
طہماس نے ساطور کھینچا مگر کب کھینچتا ہی لندھور ایسا زبردست ساطور بقوت تمام دبائے ہوے ہی طہماس کہتا
ہی کہ ساطور چھوڑ دے مین بغیر مارے ہوئے اس آفتاب پرست کے نہ جاؤنگا لندھور سے اور طہماس سے زد و
خورد ہو رہے ہین جب طہماس زور کرتا ہی لندھور لنگر دیتا ہی ساطور نہین کھنچتا کہ اسی اثنا مین شاہزادہ نورالدہر بن
بدیع الزمان نامور پہونچا دیکھا کہ ایرج زخمی بیہوش پڑا ہی لندھور کے شانے سے خون جاری ہی مگر ساطور پیر سے
دبائے ہی چھوڑتا نہین نورالدہر نے آواز دی کہ بس اب جانے دو دو کو زخمی کر چکے اور کیا قتل ہی کر ڈالوگے غنیمت
سمجھ لیتا یہ کہکر ہاتھ طہماس کا پکڑ لیا طہماس نے سلام کیا اور کہا کہ آقا آپکا حکم ٹال نہین سکتا ورنہ بغیر مارے
اس آفتاب پرست کے نہ جاتا اور ساطور چھوڑ دیا اُدھر لندھور نے پیر اُٹھا لیا طہماس نے ساطور اپنا اُٹھا لیا
مگر مالک بن ملکوت شاہ کو یقین تھا کہ آج ایرج نہ بچیگا ضرور مارا جائیگا اور تمام سردار ایرج کے پیر تلوار مین
پکڑے ہوئے تھے گو ہوا تو ایک کا نہ پڑتا تھا کہ طہماس کو روکے ایرج کو بچا دے شاہزادہ نورالدہر کا آجانا
غنیمت ہوا شاہزادہ تو طہماس بن عنقویل دیو پرور کو اپنے ساتھ لیکر چلا گیا ایرج اور لندھور کے زخم مین
ٹانکے لگے بتی مرہم کی زخم پر چڑھی علاج ہونے لگا انکو یہین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان شوکت بیان اسد دلاور کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جس وقت اسد بن کرب دلاور نے اسفندیار خان زر نگار بادی کو مارا اور وہاں سے ملک زرائل کو روانہ ہوا
قریب جو شہر زرائل کے پہونچا سنا کہ ایرج قلعہ ذو الامان کو جا چکا بہت افسوس کیا اسی رنج میں چلا آتا تھا کہ
دیکھا سامنے سے گرد و غبار بلند ہوا کہ ایک تابوت دکھائی دیا مخمل کا نگیرہ کھنچا ہوا اسکے پیچھے تابوت سیاہ مخمل سے
منڈھا ہوا آگے صندوق کے بخور ہوتے ہوئے لخلخے کے لوٹے چلتے ہوئے صحیفہ خوان آگے آگے صحیفہ پڑھتے ہوئے
لوگ سیاہ پوش ہمراہ چلے آتے ہیں اسد نے ضرغام شیر دل سے کہا کہ خبر تو لیا یہ تابوت کسکا ہے ضرغام گیا اور
حال دریافت کرکے آیا اور بیان کیا کہ یہ تابوت مظہر بن گیرنگ شاہ زرائلی کا ہے پوچھا یہ کیونکر مارا گیا بیان کیا
کہ یہ مادیان بحری کو پکڑنے گیا تھا اسی کے ہاتھ سے مارا گیا اسد نے پوچھا کہ مادیان ہمیشہ سے یہیں تھی یا کیونکر
نانا جان جب آئے ہیں تو انھوں نے اسکی خبر سنی تھی ایک شخص نے بیان کیا کہ جب صاحبقران طہماس بن
عنقول دیو پرور کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے اور گھوڑا انکو لیگیا تھا اسی دریا کنارے پہونچا تھا امیر تو وہیں
وہاں گر پڑے تھے مگر اشقر سے مادیان سے دریا کے اندر جا کر جفت ہوا اور اس سے کرہ بن اشقر پیدا ہوا تھا یہ
وہی مادیان مان کرہ کی ہے اسد مادیان کی خبر سنکر بہت خوش ہوا تابوت پر فاتحہ پڑھا اور ایک گائیڈ کو اپنے
ساتھ لیا کہ چلکر مقام مادیان کا بتا دو وہ ساتھ ہوا اسد کو کنارے دریا کے لایا اور مقام اسکے ظاہر ہونے کا بتایا
کہ یہاں سے وہ نکلتی ہے اسد نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ صاحبو اگر یہ مادیان ہاتھ آ جائے تو اسپر سوار ہو کر ایرج
سے مقابلہ کروں سب نے عرض کیا کہ خدا فضل فرمائے شاہ ترک چال کیسے نوبت پہونچا ایک رفیق نے عرض کیا کہ سرکار
آپکے پاس تو کرہ بن اشقر سا گھوڑا ہے مادیان کو پکڑ کر کیا کیجئے گا چلیے ملک زرائل کو ایرج سے لڑئیے اسد نے کہا
جس بات کا میں نے ارادہ کیا ہے بغیر اسکے سرانجام دیے نہیں رہا اب جب تک مادیان کو نہ پکڑ لونگا یہاں سے
نہ جاونگا اور اگر یہاں سے بغیر گرفتار کیے مادیان کے چلا گیا تو تمام زمانہ مجھے کہیگا کہ اسد مادیان سے ڈر گیا یہ کہکے ارادہ
اسکے پکڑنے کا کیا اور پھر واپس آیا خیمہ استادہ ہوا اسد رات کو وہیں رہا صبح کو دریا کنارے آکر کھڑا ہوا
دیکھنے لگا دو گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ دریا حرکت میں آیا اور مادیان نے سر نکالا دریا پر کھڑی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا
کہ جیسے کوئی زمین پر کھڑا ہوتا ہے اور مادیان نے جو دیکھا کہ کنارے دریا کے ایک آدمی اور گھوڑے بہت سے
کھڑے ہیں سمجھی کہ گھوڑے تو یہاں تڑا تڑا کر بھاگے مادیان آدمیوں پر دوڑی اور لوگ تو دور دور ہٹ گئے مگر
اسد بن کرب غازی دامن گردان آستینیں چڑھا کر دوڑا مادیان نے اسد کو دیکھ کر کان اور دم کھڑی کی دانتوں
کو چمکا کر دوڑی اسد بھی بیپروانہ وار چلا مادیان برابر آکے پہنچی اور دونوں اگلے پیر اٹھا کر اسد پر مارے اسد
جست کرکے پہلو میں ہو گیا پیر مادیان کے اس زور سے زمین پر پڑے کہ پنڈلی تک غرق ہو گئی اسد نے جلدی
سے ہاتھ بڑھا کر کاکل اسکی پکڑ کر جھٹکا مارا کہ مادیان آگے آئی ایک گھونسہ مادیان کی گردن پر مارا کہ وہ جھجکی اسد
جست کرکے اسکی پشت پر آ گیا مادیان نے جو حریف کو اپنی پیٹھ پر دیکھا لیکر دریا کی طرف بھاگی اسد نے چاہا کہ
اسے روکے کب وہ رکتی ہے تمام رفیق اسد کے پکارے کہ پیر و مرشد کود پڑئیے دریا میں لیگئی تو غضب ہو جائیگا اسد
نے ہرگز نہ سنا کچھ لوگ کمندیں بھی لیکر دوڑے کہ اسے پکڑیں ممکن نہ ہوا مادیان اسد کو لیکر دریا میں غرق ہو گئی اسد
نے اندر پانی کے مادیان سے لڑنا شروع کیا دو پہر تک کامل لڑائی رہی پھر مادیان نے چاہا کہ اسد کو پامال کرے
ممکن نہ ہوا مادیان داہنے پہلو سے زمین پر لوٹی تھی تو اسد بائیں پہلو پر جاتا تھا اگر وہ بائیں پہلو سے گرتی تھی

تو اسد اُس کی دہنی طرف ہو جاتا تھا مادیان پیٹ زمین پر رگڑتی تھی تو اسد پشت پر جاتا تھا اور گھونسے مارتا تھا
دو پہر مین خوب اُسے ڈھیلا کیا جن کی طرح اُسپر سوار تھا دو پہر کے بعد مادیان دریا سے نکلی تو بہت سست تھی یہان رفیق
اسد کے جبسے اسد غرق ہوا تھا گریبان چاک کیے خاک اُڑا رہے تھے رو رہے تھے کہ قریب شام کے دیکھا کہ
دریا کا پانی پھر متحرک ہوا اور مادیان دریا سے نکلی اسد اُسپر سوار تھا مادیان اُسی صحرا مین آگئی اب درختون سے
رگڑنا شروع کیا غرض پھر پھر کامل یہان بھی دوڑی پھرا ہوئی پہلوؤن کو درختون او زمین سے رگڑا مگر اسد نے
اُسے نہ چھوڑا خوب مارا یہان تک کہ اُسے بولا دیا اب مادیان نے سر اپنا اسد کے سامنے جھکا دیا اسد جدھر اشارہ
کرتا تھا اُسی طرف وہ پھرتی تھی اب اُسے اسد چمکارتا ہوا گردن پر ہاتھ پھیرتا ہوا اپنے لوگون مین لایا دہانہ
اُسکے منہ مین دیا باگ ہاتھ مین لی ایک پہر پھر خوب پھیرا کہ مادیان مانند بکری کے ہو گئی اسد نے لا کر اُسے
باندھ دیا جتنے رفیق تھے سب گرد پھرے تصدق ہوئے ہاتھ چومنے کہ شہریار آپ نے کارنمایان کیا ایک شب
اسد وہان رہا اُس گھوڑی کو اپنے ہاتھ سے دانا گھاس کھلایا اب وہان سے ملک زرائل کو چلا تھا کہ ناگہ گرد و غبار
کا بلند ہوا اور ایک تابوت دکھائی دیا کہ نگیرہ بہت تکلف کا اُسپر کھنچا ہوا نمودار ہوتا ہوا لوگ تمام سیاہ پوش اسد نے
کہا ارے یہ کیا ماجرا ہے خدا خیر کرے ضرغام شیر دل گیا اور حال دریافت کر کے آیا بیان کیا کہ یہ تابوت ہے خاب
بن عنقویل دیو بردر کا ہے کہ ہاتھ سے ایرج کے مارا گیا ہے اسد نے تابوت پر فاتحہ پڑھا تابوت کو رخصت کیا آپ
ملک زرائل مین داخل ہوا جہاز تیار تھے اُنپر مع رفقا سوار ہوا ضرغام شیر دل کو عرضی دیکر پہلے خدمت
نورالدہر مین روانہ کیا پھر آپ بھی برسر ایرج روانہ ہوا اُسے راہ مین چھوڑیے

دو کلمے داستان ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین

کہ ایرج طہماس کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا علاج اُسکا ہو رہا تھا بعد چند روز کے غسل صحت کیا آ کر بارگاہ مین
بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اُسی وقت
نقارۂ رزمی نوازش مین آیا ہرکارون نے خبر شاہزادۂ نورالدہر کو پہونچائی اُسنے بھی کو حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی
بفضل ایزدی وتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارۂ رزمی بجا اور لشکرون مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا
تیاری جنگ کی ہونے لگی ساری رات یونہین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان مین آئے بیلدارون نے ٹکلا زمین کو
ہموار کیا صفوف قتال وجدال آراستہ ہوئین نقیب نکیب پکر چلے گئے تھے کہ لشکر مین آفتاب پرستون کے طہماسے
مہر طلعت جلوہ گری پر آئے ایرج سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی کہا کہ
جاؤ نیر اعظم آفتاب تابان تمھارا نگہبان ہے ایرج تسلیم کر کے بادگرد مرکب پر بیٹھکر میدان مین بگدھران کرتا ہوا
ران و باگ کی حرکت دکھاتا ہوا عرصۂ کارزار مین ٹھیرا ہوا بعد دم بھر کے دم اپنا آراستہ کر کے مبارز طلب کیا پکارا
کہ ای خدا پرستو آؤ میرے مقابلے کو لشکر نورالدہر سے طہماس بن عنقویل دیو بردار اپنے کرگدن کو اُڑا کر سامنے
تخت شہریار سرفراز تاجدار کے آیا سلام کیا اجازت میدان مانگی فرمایا کہ پروردگار عالم تمھارا حامی و مددگار ہے طہماس
سلام کر کے بار دگر مرکب پر سوار ہو کے میدان مین آیا ایرج اُس سے تنگا وزدان ہوا مرکب دونون کے حسب مراتب سلکے
کرانون مین ایک دوسرے کے مقابل ہوا طہماس نے کہا ای آفتاب پرست اُس روز تو میرے ہاتھ سے
بچ گیا آج کہان جائیگا مجھکو بھائی کے مارے جانے کا غم ہے ایرج بولا ای طہماس اُس بعد مین غافل بیٹھا تھا کہ تو
آپڑا اور میرے اوپر حربہ کر بیٹھا آج اُسکا عوض نہ لیا ہوگا تو نام اپنا ایرج نوجوان نہ پایا ہوگا اور تو نے تو طہماسپ کو

مارا ہی اُسکا عوض تجھسے لینا ہی غرضکہ بعد گفتگوے بسیار نیزے ہاتھون مین لیے اور نیزہ بازی ہونے لگی یہانتک کہ
ایرج نے نیزہ طہماس کا ہوائی کیا طہماس نے غضبناک ہوکر ساطور ایرج پر مارا ایرج نے اُسے سپر پر روکا اسطرح کہ
قبضہ سپر پر آشنا ہوا اور اُسکے عوض مین کھینچکر تلوار ماری کہ سپر کو کاٹکر خود و دو بلغہ عرق چین زرہ توپ کو کاٹتی ہوئی
تا دو ابرو اُتر گئی طہماس نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکلگئی خون کا پرنالہ سر سے بہا کہ غش طاری ہوا آواز دی ایرج نے کہ
لیجاؤ اسے یہ اپنی سزا کو پہونچ گیا لوگ طہماس کو اُٹھا لے گئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا کہ نوفل خان بن گنجاب نے
مقابلہ کیا خوب لڑا آخرکار زخمی ہوا رستم خان نکلا اس سے بھی بڑی دیر تک ردوبدل رہی آخرکار زخمی ہوا
شام ہوگئی طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو پھر گئے اُدھر ایرج نے اپنی بارگاہ مین آتے ہی حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ بجا خبر شاہزادہ نورالدہر کو ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا اور لشکر دون مین بھی
طبل جنگ بجا ساری رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ
ہوئین نقیب نقیب پکر نکلے تھے کہ ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا بعد چلیچ شوری
مبارز طلب کیا اُدھر سے شاہزادہ سلیمان ثانی مقابلہ کو نکلا دیکھا ایرج نے کہ یہ وہی ہی جو ایک مرتبہ زخمی بھی ہوا تھا کہا
کہ ای خدا پرست اُس روز تو میرے ہاتھ سے مجروح ہو چکا ہی آج پھر مقابلے کو آیا جواب دیا کہ او آفتاب پرست
زخمی ہونے سے کیا بہادری مین فرق آجاتا ہی ابھی کل کا ذکر ہی کہ تو طہماس کے ہاتھ سے زخمی ہوا آج تو تے اُس سے
پھر سامنا کیا تیرا ہاتھ اُسپر پڑگیا وہ زخمی ہوگیا اس سے جرأت مین فرق نہین آتا ہی ایرج نے کہا خیر اب جو تجسے ہوسکے
قصور نہ کر سلیمان ثانی نے کہا کہ پیشدستی حریف پر ہمارا دستور نہین ہی تو اپنے دل کی ہوس نکال لے ایرج نے کہا
خبردار رہنا اور نیزہ اُٹھا کر مارا سلیمان ثانی نے نیزہ اُسکا نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے خوب نیزہ بازی ہوئی
آخرکار ایک مقام پر ایرج نے بند باندھا سلیمان ثانی نے اُسے کھولا لیکن پورا نہ کھلا تھا کہ ایرج نے جھٹکا مارا
کہ سنان نیزے کی نکل گئی سلیمان ثانی نے جھپٹ کر ڈانڈ ماری کہ دونون ڈانڈین پرچے اُڑ گئین ہاتھون سے
پھینک پھینک کر تلوارین کھینچ لین سلیمان ثانی نے تلوار ایرج پر ماری اُسنے بسبب سپر روکی اور عوض مین اُسکے جو تلوار
ماری تو سپر کو قلم کرکے سر پر پڑی کہ چار انگل اُتر گئی جلدی سے دستانہ مارا کہ تلوار تو جھٹکا کر نکلگئی مگر زخم کاری لگا چادر
خون کی سر سے پاؤن تک آئی لیکن وہ مرد میدان بڑھ کر چلا تھا کہ تلوار ایرج پر مارون کہ غش طاری ہوا لوگ دوڑے
اور اُسے اُٹھا لیگئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا ملک اردوان جزیرہ نشین سلیمان شاہ سے اجازت لیکر میدان مین
آیا مقابل ایرج ہوا بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی ایرج نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا ملک اردوان نے غصے مین آکر تلوار ماری
ایرج نے پشت شمشیر پر روکا اور اپنا وار کیا کہ سپر کو کاٹ کر سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی ملک عنبور باختری نکلا
خوب لڑا نیزے کے بند باندھے تیغ کے جوہر دکھائے آخرکار زخمی ہوا طور سرکش اُس سے بھی دیر تک ردوبدل
رہی آخرکار زخمی ہوا پیر خار الکن نے مقابلہ کیا ایرج نے نیزہ اُسکا نکال دیا تلوار چلی یہ بھی زخمی ہوا جمشید خان
بن گنجاب آیا خوب لڑا کئی تلوارین دھوکے کی لگائین مگر ایرج کب چوٹ کھاتا ہی ایک مقام پر غصے مین آکر جو
تلوار ماری جمشید نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار نے سپر کو مثل تر مین نیزے کے کاٹا خود و دو بلغہ عرق چین زرہ توپ
کو کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اُتر گئی زخم کاری لگا بیہوش ہو کر گرا شام ہوگئی طبل بازگشت بجا لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو چلے
گئے مگر ایرج نے بارگاہ مین آتے ہی پھر طبل جنگ بجوا دیا اور لشکر دون مین بھی نقارہ زنی بجا رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی
صبح کو بعد آراستگی صفوف جدال و قتال ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا

ابھی لشکر اسلام سے کوئی نہ نکلا تھا کہ علمہائے لشکر آب پرستان جلوہ گری پر آئے اور داراب کشورکشا مرکب کو
جھکا کر سامنے تخت کشورشاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان مانگی کہا جاؤ خداوند آبحیات تمھارا حافظ و نگہبان ہو
داراب سلام کر کے بارہ گر مرکب پر بیٹھ گئے مقابل ایرج ہوا ایرج نے کہا ای داراب میرا تیرا ایک مقدمہ ہی تو
کیوں مجھسے لڑتا ہی اُسنے کہا کہ اگر تو چندے لڑنا موقوف کرکے حمزہ ظلمات سے آجائے پھر مین تو سب اپنی اپنی زبانین
اُس ست کر لینگے جسکو خداوند آبحیات صاحبقران کرے وہ مالک تمام جہان کا ہو اور یہان اُس بہادر کا ناموس کا
یہان لڑنا مناسب نہین ہی مفت کی بدنامی ہی ایرج نے کہا ای داراب مین تو فقط ملکہ گیتی افروز کے واسطے لڑتا
ہون کہ لقا نے اُسکو مجھے بخش دیا ہی داراب نے کہا یہ وہی مثل ہی کہ سوئی بچھیا برہمن کے نام لقا قاسم کے ساتھ
شادی بھی کر چکا نوشتہ بھی دیچکا تجکو کچھ خبر ہی اب ہرگز تو اُسکا نام نہ لے اس ارادے سے باز رہ مین دوستانہ تجھے
سمجھاتا ہون ایرج بولا مین تو جب تک زندہ ہون اس سے باز نہ رہونگا اور مین کچھ دیگر کلمہ تجھسے نہین کہتا ہون
تو اُسکا حامی بنکر آیا ہی لڑنے تو آ داراب نے نیزہ اُٹھایا لگی نیزہ بازی ہونے یہ معلوم ہوا کہ دو اژدہا زبانین نکالکر گتھ گئے
بڑی دیر تک نیزہ بازی رہی مگر دونون ایک اُستاد کے شاگرد ہین سنانین نیزون کی بیکار ہوگئین ایرج نے
گرز اُٹھایا داراب نے اپنا عمود ہاتھ مین لیا گرز چلنے لگا طبقے زمین کے لرزنے لگے تمام میدان مین یہ معلوم ہوتا تھا
کہ زلزلہ آیا ہوا ہی جسکے ضرب پڑی یہ معلوم ہو کہ پہاڑ پھٹ پڑا مگر مطلب اس سے بھی حاصل نہوا تلوارین کھنچ گئین
ردو بدل ہونے لگی گویا دو بجلیان برابر کوندنے لگین تمام دن حملہ ادھر چلی مگر ستارہ ایرج کا اوج پر ہی قریب شام
داراب زخمی ہوا لوگ اُسکے اُٹھانے گئے طبل بازگشت بجا ایرج ادھر گیا لشکر داراب اپنے مقام پر آیا اہل
اسلام اپنی آرامگاہ مین داخل ہوئے لیکن ایرج جو بارگاہ مین آیا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر دنگل پر بیٹھا
ناچ دیکھنے لگا جام شراب گردش مین آیا ایرج نے کئی جام متواتر پیے جب دماغ اُسکا بادہ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ
بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے نے کی گرجی کہ گوش گردون کر ہو گئے خبر شاہزادہ
نورالدہر کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا اور لشکرون مین بھی طبل جنگ بجا رات تیاری جنگ مین
بسر ہوئی صبح کو ادھر سے آفتاب پرست میدان مین آکر صف آرا ہوئے اس طرف سے اہل اسلام نے اپنے
لشکر کا پرا باندھا ایک طرف خورشید ستارہ پرست اپنا لشکر لیے ہوئے کھڑا ہی ایک جانب تورج ماہ پرست
اپنی فوج سمیت پرا جمائے استادہ ہی ایک جانب لشکر داراب ہی کہ علم لشکر آفتاب پرستان کے جلوہ گری
پر آئے اور ایرج مرکب اپنا جھکا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا جاؤ
خداوند نیر اعظم یعنی خورشید تمھارا دستگیر ہو ایرج سلام کرکے بارہ گر مرکب پر بیٹھکر میدان مین آیا جولان کرتا ہوا
ران باگ کی اُلٹ پلٹ دکھاتا ہوا عرصۂ کارزار مین پہونچکر خوب نیزے کے ہاتھ نکالے بعد سلح شوری اسپ نیزے کو
زمین پر گاڑا مرکب کو روکا ابھی مبارز طلب نہین کیا ہی مگر شاہزادہ نورالدہر کا ارادہ ہی کہ مقابلے کو نکلے کہ از پردہ
بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ دریائے گرد در زمین پیچیدہ اور آگے آگے گرد
کے ایک بگولہ خاک کا اُڑتا ہوا چلا آتا ہی مگر نہایت تیزدم کہ قریب آکر وہ بگولا شق ہوا اندر سے ضرغام شیر دل
نمایان ہوا مگر ضرغام نے جو ایرج کو دیکھا کہ میدان مین کھڑا ہی پکارا کہ او بزاز بچے ہوشیار ہو کہ ضیغم روز ہیجا شیر بیشہ وغا
انجم سپہر شجاعت صف شکن و صفدر اسد بن کرب دلاور آپہونچا ایرج نے کہا کہ ہزار مرتبہ کا وہ میرا جھکایا ہوا ہی
آج وہ آکر کیا کریگا ضرغام پکارا ای تاجرزادے جب وہ آقا میرا اور تھا اب کچھ اور عالم ہی اب تو اُس سے

مقابلہ کریگا تو معلوم ہوگا ایرج نے کہا مین نے ایسی دھمکیان بہت سُنی ہین ضرغام نے کہا معلوم ہوا جاتا ہی وہ مرد میدان آپہونچا ایرج بولا مین موجود ہون شوق سے آئے وہ دیوانہ مگر نورالدہر نے ضرغام کو قریب اپنے بلایا اور حال پوچھا اُسنے تمام کیفیت نظر کردہ ہونے کی بیان کی شاہزادہ یہ سُنکر بہت خوش ہوا حکم دیا کہ بجے طبل شادمانی ایرج حیران کھڑا سنرہا ہی کہ اب اسد کچھ بدلگیا کوئی اور اسد ہوگیا یہ معرکہ کیا ہی کہ وہ گرد نزدیک آکر شق ہوئی اور اُسمین سے چالیس علم نشانہ چالیس ہزار سوار کا اور تمام علمون کے پھریرے فیروزہ رنگ در علمدار بھی فیروزہ پوش ہاتھیون کی جھولین کلی فیروزہ رنگ فیلبان بھی فیروزہ پوش یہ سب جب گذر چکے تو ہتھالیس شتر نالین کچھیان بالون کی خاصبردار وغیرہ سب لباس فیروزہ رنگ پہنے ہوے بعد اُسکے دیکھا تو سقے چھڑکاؤ کرتے ہوے چلے آتے ہین اور اسد دلاور بادپای بحری پر سوار چالیس رفیق گرد و اطراف مین اور چالیس ہزار سوار فیروزہ پوش لشکر پر اور مال وخزانہ لاانتہا ہمراہ ایرج اس شان وشوکت کو دیکھکر حیران رہگیا یہ دیوانہ کہان سے اسقدر زر وجواہر لوٹ لایا مگر اسد نے جو ایرج کو میدان مین کھڑے دیکھا لشکر سے کہا کہ تم سب جاکر خدمت مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے حاضر رہو مین اس بزرانچے کے مقابلے کو جاتا ہون لشکر تو ادھر گیا آپ بادپای بحری کو اڑاکر سامنے ایرج کے آیا ایرج سنبھل بیٹھا اور اسد نگاورزن ہوا برابر سپر پر سپر پڑی دونون مرکب برابر سے ہٹے مسل مسلکر راون مین مرکبون کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا اب ایرج اور زیادہ حیران ہوا کہ مجھسے یہ کبھی ہم نگاور نہ ہوا تھا آج یہ کیا ہی کہ نگاور مین برابر رہا ایرج نے کہا او دیوانے اتنے دنون سے تو کہان گم ہوگیا تھا چھپکر بیٹھا تھا کہ کہین تیرا پتا نہ تھا اب جو آیا تو مجھسے سرتکہ ہوکر لڑتا ہی کبھی اور بھی مجھسے تو اسطرح لڑا تھا اسد پکارا ای تاجزادے جہان کہین تھا تیری خدمتگزاری کو آیا اب تیرے واہیات بکنے کا حال کھلجائیگا ایرج نے نیزہ ہاتھ مین لیا اور کہا خبردار رہ اسد نے نیزے کو نیزے پر لیا طعن پر طعن چلنے لگی بند بند مکر کھلنے لگے تیسرے پہر تک نیزہ بازی رہی ہر چند چاہا ایرج نے کہ نیزہ ہاتھ سے اسد کے نکالدون ممکن نہ ہوا یہانتک کہ سنانین اور بانا بیکار ہوگئین ہاتھون سے نیزون کو پھینک پھینکدیا ایرج نے گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کو ہاتھ مین اُٹھایا کہا کہ دیوانے خبردار ہو کہ یہ طمانچہ ہی ملک الموت کا اور دودستی گرز بقوت تمام مارا اسد نے گرز فیروزہ جمشیدی اُٹھاکر اپنے چہرے کی پناہ کیا اور پکارا کہ ای پروردگار چہرہ ام از گل نازک تر است پناہ دست و گرز ندارم پناہ تو دارم گرز ایرج کا سر گرز پر پڑا کر پھل پڑگئے دونون گرزون مین سے شرارے آتش کے نکلنے لگے جگر زمین کا بھی شق ہوگیا مرکب زمین مین غرق ہوگیا اسد کے دونون ہاتھ جسطرح ستون گڑتے ہین فرق نہ واقع ہوا مگر پلک سے پلک بند ہوگئی ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا یہ تو تودہ گرد مین چھپا ایرج پکارا کہ خبر لو اگر دیوانے کی دیکھو تو کیا حالت ہوئی ضرغام شیردل دوڑا قریب پہونچا گرد کے چرخ مارکے اندر گھسا دیکھا تو اسد بیہوش کھڑا ہی آواز دی کہ ای شہریار آپ کس خیال مین کھڑے ہین ہوشیار رہیے کہ حریف زیادہ گوئی کر رہا ہی آنکھ اسد کی کھلگئی ضرغام کو سامنے کھڑے ہوے دیکھا ضرغام نے پوچھا کہ ای شہریار کیا عالم ہی اسد نے کہا کہ ای آفتاب پرست نے بلا کی ضرب ماری تھی مگر بچایا پروردگار عالم نے پھر بادپا کو اشارہ کیا کہ وہ طبقہ زمین سے نکلی گرز اسد کے ہاتھ مین گویا مثل برج خاکی سے آفتاب برآمد ہوا ایرج کو حیرت پر حیرت ہوتی جاتی ہی کہ ایسا گرز وردتا شہ ور کیونکر بچا اسد نے خبردار خبردار کہکر گرز ایرج پر مارا ایرج نے بھی گرز کو اپنے چہرے کی پناہ کیا تراقا پیدا ہوا شرارے آسمان کو نکلگئے جو حالت اسد کی ہوئی تھی وہی حالت ایرج کی بھی ہوئی مگر ایرج تو تودہ گرد مین چھپا مرکب

کی ٹوٹی وہ تڑپنے لگا ادھر ایرج پر عالم بیہوشی کا طاری ہوا اسد پکارا کہ خبر لو اسکی دیکھو کیا حال ہوا شاپور
جھپٹ کر آیا چھاگل سے پانی نکالکر چھینٹے دیے گرد بھی ایرج دکھائی دیا شاپور پکارا ہوشیار ہو جیسے حریف لاف و
گزاف کر رہا ہے ایرج ہوش میں نہ آیا شاپور نے پانی کا چھینٹا دیا آنکھ ایرج کی کھلی شاپور نے پوچھا کیا حال ہے ایرج
نے کہا ای شاپور مجھے حیرت ہے کہ اس دیوانے مین یہ زور بیک کہا سے آگیا فراق تو ہے معلوم ہوتا ہے زور علی مین سے
لوٹ لایا ای شاپور مجھے لندھور سے بھی گزر چلا مگر یہ ضرب لندھور کی بھی نہین تھی یہ معلوم ہوا کہ جیسے ایک کوہ گران
بیٹ پڑا مگر بچا یا نیر اعظم آفتاب تابان نے یہ کہکر گھوڑے کو اشارہ کیا کہ زمین سے نکلے دیکھا تو گھوڑا تڑپ رہا ہے
تنگ کے نیچے ہاتھ ڈالکر قائم کیا وہ گر پڑا اور سرد ہو گیا ایرج اسکو چھوڑ کر تلوار کھینچکر دوڑا کہ مرکب کو اسد کے مارے
اسد نے جو ایرج کو بارادہ فاسد آتے دیکھا کہ مرکب ہلاک کرنے کو آتا ہے کود پڑا مادیاتن پر سے سامنے ایرج کے آیا ایرج
نے کہا او دیوانے تو نے اپنے مرکب کو بچا لیا اسد نے کہا تو نے ناحق اُس بے زبان کے مارنے کا ارادہ کیا تھا
ایرج نے کہا خیر میرا مرکب ایسا مارا گیا کہ جسکا عدیل و نظیر نہ تھا اسد نے کہا مین نے دیدہ و دانستہ اُسے نہین
مارا مین کیا کرون کہ گرز کی تاب تیرا مرکب نہ لا سکا مر گیا ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ تو دیوانے کو کشتی مین زیر کر
اور سپر تلوار ہاتھ سے رکھ اسد پر دوڑا اسد بھی مانند شیر کے چلا سپر تلوار اسنے بھی پھینکدی تھی برابر آکر ایک
ہاتھ سے ہاتھ پکڑ لیا ایک ہاتھ گردن پر رکھدیا ایرج کو یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ تیری گردن پر رکھا ہے حیران ہو کر
اسد سے پوچھا کہ یہ زور تو کہاں سے لوٹ لایا تو وہ کمزوری کہ تو مجھسے ہاتھ نہ ملا سکتا تھا سامنے نہ ٹھہر سکتا تھا یا
یہ شہزوری اسکا حال تو بیان کر اسد بولا کہ ای ایرج مین نے اپنی کمزوری سے تنگ آکر جان دینے کا ارادہ کیا گلے
مین پھانسی لگائی اور تنگ کیا کہ دم میرا گھٹکر نکلجائے اُس وقت آقا میرا غالب علی کل غالب اسد اللہ الغالب
علی ابن ابیطالب تشریف فرما ہوئے مجھکو بچایا میری جانبخشی کی مجھے نظر کردہ کیا یہ زور مجھکو عطا فرمایا اور تیرا
حال مین نے پوچھا فرمایا کہ ایرج اولاد حمزہ سے ہے بہتر یہ ہے کہ تو مسلمان ہو ایسا نہو کہ تو کافر میرے ہاتھ سے
مارا جائے ایرج نے کہا کہ زیادہ گوئی مت کر میرا باپ بیٹا ہے اولاد حمزہ مین کیونکر ہون اسد نے کہا معلوم ہو جائیگا
غرضکہ بعد از گفتگو سرگرم تلاش ہوئے کشتی ہونے لگی یہ حال دیکھکر سب سرداروں نے راوٹیان اپنے قریب استادہ
کرائین اور کشتی کا تماشا دیکھنے لگے ایک جانب نور الدہر ایک جانب لندھور ایک سمت مالک اژدر ایک طرف
خورشید ستارہ پرست ایک جانب تورج ماہ پرست یہ سب متحیر و متعجب تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین کہ کسی طرح
کہین پر زور بل مین اسد ایرج سے کم نہین پڑتا برابر سے کشتی ہوئی یہانتک کہ دن بھر کشتی رہی رات ہوئی مشعلین
دونون طرف سے روشن ہوئین سرداروں کو کھانا پانی حرام ہو گیا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے کون کس پر غالب آتا ہے نور الدہر
کی تو نگاہ کیا کہ جان لڑی ہے اسی طرح تین دن اور تین شبین گذرین چوتھے دن اسی کشمکش مین ایرج اسد کو ریلکر
لیچلا تھا اور اسد ایرج کو ریلے لیے جاتا تھا کہ ایرج نے ایک جگہ لنگر مارا وہان موش خانہ تھا پیر ایرج کا موشخانے
مین جا رہا ادھر سے اسد نے زور کرکے ریلا ایرج کا کولا اُتر گیا زور تو ایرج نے سنبھالا پیر اپنا موشخانے سے نکالا اور
چاہا کہ اسد کو زور کرکے ہٹا دے کہ ہوا جو لگی کولے مین درد ہوا دونون ہاتھ سینے پر اسد کے رکھدیے تھرتھرانے لگا
اسد نے کہا ای ایرج یہ کیا حال ہے ایرج نے کہا کہ پیر میرا موشخانے مین جا رہا تھا اس سے ٹوٹ گیا مجھ مین طاقت
کھڑے رہنے کی نہین ہے اسد نے کہا خیر ہم تم پھر لڑینگے اب جا کر اپنا علاج کر دوا دودی کر ایرج کو لیجاؤ یہ
بیہوش ہے لوگ دوڑے ہوئے آئے اور پالکی پر ڈالکر ایرج کو لیگئے اسد ادھر کو پھر اپاس نور الدہر کے آیا

سلام کیا چاہا کہ قدمبوس ہو نورالدہر نے ہاتھ چومے کہا کہ بھئی اب تم نظر کردہ ہوئے ہمیں لازم ہے کہ تمھاری آبرو کریں اور
آداب کریں اسد نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہرمز تاجدار کی قدمبوسی حاصل کی ہرمز نے اسد کے ہاتھ چومے غرضکہ
نورالدہر اسد پر سے زر نثار کرتا ہوا بارگاہ میں لایا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی
نورالدہر نے کہا بھائی حال اپنا مفصل بیان کرو اسد نے از ابتدا تا انتہا تمام حال اپنا نظر کردہ ہونا اور طلسم
فیروزہ جمشیدی فتح کرنا تورج بدرگ حرامی کی لڑائی بادیان بحری کا پکڑنا سب بیان کیا نورالدہر کو مظہر بن
گیرجنگ کا بہت افسوس ہوا مگر اسد سے کہا کہ کپڑے اتارو تاکہ پنجہ حضرت کے نشان کی زیارت سے مشرف ہوں اسد
نے اسیوقت لباس اتارا نورالدہر نے پشت کو اسد کی جس مقام پر پنجہ حضرت کا نشان تھا بوسہ دیا ہرمز تاجدار بھی
زیارت سے مشرف ہوا سب سرداروں نے آنکھیں رگڑیں لندھور نے یہ خبر سنی واسطے زیارت کے آیا ادھر ملک اژدر
آیا تھا کہ سلیمان شاہ فارسی اور جملہ اہل اسلام آئے سب زیارت سے مشرف ہوئے کہ اسی اثنا میں اندر سے خواجہ سرا آیا
اور عرض کیا کہ خواتین میں تشریف لیچلیے اسد اسی وقت محل میں داخل ہوا لیکن محل میں ایک غلغلہ ہوا ہر ایک عورت
دوڑی پہلے زبیدہ شیرگیر ماں اسد کی آئی اسکی بلائیں لیں گرد پھری پھر سب خواتین بلاگرداں ہوئیں اسد
نے گیتی افروز سے کہا بھابی جان مبارک ہو آپ کو شیر یزداں شاہ مرداں سے سنا ہے کہ قاسم زندہ ہیں اور قریب ہے
کہ تشریف لائیں غرض اس شب اسد محل کے اندر رہا صبح کو وہاں سے باہر آیا ادھر ایرج کو جو لوگ اٹھا کے لیگئے
تھے علاج کرنے کا انکے ہو رہا تھا اور مع اہل اسلام مطمئن تھے مصروف عیش و عشرت تھے رات دن صحبت رقص و
نغمہ رہتی تھی مگر ایک روز جو اسد بن کرب دلاور کا دم گھبرایا برائے شکار کچھ رفیقوں کو ساتھ لیکر روانہ ہوا ایک دن
تک سرگرداں رہا مگر کہیں ایسے جانور نہ ملے کہ جنکا شکار کرتا تیسرے روز شام ہو گئی تھی اسد ایک درۂ کوہ میں
گیا کہ رات وہیں بسر کیجیے صبح کو اور کہیں تلاش کو نکلینگے دو پہر رات گئے رفیق تو اسکے سو گئے مگر اسد کو نیند نہ آئی
درے سے نکلکر ٹہلنے لگا دور پر صحرا میں ایک روشنی سی معلوم ہوئی اسد نے اپنے دل میں کہا کہ اس وادی پُرہول
میں یہ روشنی کیسی اس طرف روانہ ہوا ضرغام کو بھی ہمراہ نہ لیا جاتے جاتے دور نکلگیا مگر عجب عجیب ہوکر دیکھا
کہ ایک مقام پر چار طرف آگ روشن ہے بیچ میں ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی کچھ پڑھ رہی ہے اسد یہ ماجرا دیکھکر ایک
درخت پر چڑھ گیا اور وہیں سے کئی تیر مارے لیکن جو تیر مارا وہ قریب اس آگ کے پہونچکر جلگیا اندر نہ جا سکا
اب اسد نے تماشا دیکھنا شروع کیا کہ یہ ماجرا کیا ہے بعد چند ساعت کے دیکھا کہ آندھی زرد اٹھی ہوا اس زور سے
آئی کہ درخت جڑوں سے اکھڑ اکھڑ کر گرنے لگے لیکن جس درخت پر اسد تھا مثل اسکے جو درخت بڑے تھے وہ بچگئے
جب وہ آندھی برطرف ہوئی تو دیکھا کہ جس مقام پر وہ ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر پڑھ رہی تھی وہاں ایک عمارت لگی تھی
بنی ہوئی ہے اور اسکے چار دروازے ہیں ہر ایک دروازے پر ایک ایک دیو گرز لیے ہوئے بیٹھا ہے اور اوپر ایک
بنگلہ طلائی بنا ہوا ہے اسمیں ایک زن جمیلہ پندرہ سولہ برس کا سن بیٹھی ہے اسد یہ نیرنگ سحر دیکھکر متحیر ہوا لیکن اس
عورت کی نگاہ جو اسد پر پڑی فریفتہ ہوئی اسی وقت اشارہ کیا لگاوٹ کی نگاہوں سے دیکھکر پکاری کہ اے جوان
وہاں درخت پر کسلیے بیٹھا ہے یہاں آ بیٹھتے ہیں شاہ عیاراں نے جواب دیا کہ زہے نصیب میرے جو مجھے آپنے طلب کیا
لیکن میں وہاں کہاں پہونچ سکتا ہوں بقول شاعر ہے کیونکر ہمارا اس پری پیکر سے یارانہ + کہ وہ دربار شاہانہ
مری صورت فقیرانہ + یہ سنکر اس عورت نے دستک دی کہ چار عورتیں ایک تخت اٹھائے ہوئے زیر درخت
آئیں اسد سے کہا چلیے ملکہ آپ کو طلب فرماتی ہیں یہ سنکر اسد دلاور درخت سے نیچے اترا اس تخت پر سوار ہو کر

لگنے مین ہو بچا لیکن یہ سوچا کہ ای اسد اسکے مکر و فریب سے بچا رہنا یہ وہی ساحرہ ہی لیکن اُس عورت نے باتین عشق بازی کی
کرنا شروع کین اسد بھی اُسی سے لگاوٹ کی باتین کرتا ہی وہ خواہان وصل ہوئی اسد نے دو چار مرتبہ بہانہ کر کے
ٹال دیا یونہین تین روز کا عرصہ گزرا تیسرے روز اُس عورت نے کہا کہ اگر آج تو نے انکار کیا تو مین تجھے نامرد جانونگی
جب وہ گلے لپٹنے لگی اور منھ سے اُسکے بوے ناگوار آئی اسد نے صاف انکار کیا وہ عورت کہ اصل مین ساحرہ تھی
نہایت برہم ہوئی بولی کہ رہ تو سہی دیکھ تیری کیا حالت کرتی ہون مین جب ہی تک تیری عاشق تھی کہ جب تک
تو اپنی محبت جتاتا تھا اسد نے دل مین کہا کہ ای اسد برا کیا جو اس سے صاف کہدیا اور دارو بیہوشی اسد کے
پاس نہ تھی کہ اُسے بیہوش کر کے مارتا موقع نہین ملتا کہ اُسے مارے وہ اس سے غافل نہین ہوتی کیونکہ بزور سحر سب
پہچانتی ہی کہا کہ دیکھ مردوے کیسا تجھے جلاتی ہون مین یہ خوب جانتی ہون کہ تو مرنے سے نہین ڈرتا اور مین تجھے کیا مارونگی
ابھی گیتی افروز کو واسطے ایرج کے بھیجے دیتی ہون اسی طرح کل ناموس حمزہ کو تباہ کر دونگی کہ اُسنے تمام شہر ساحرون
کے برباد کر دیے چاہ الماس مین ملکہ و ماہ جادو کو مارا ہمکو کہین کا نہ رکھا یہ کہکر کچھ پڑھا اور دستک دی کہ یکبارگی
وہی چار پریان اُسیطرح تخت لیے ہوے پیدا ہوئین سامنے آکر تخت رکھدیا دست ادب بستہ عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا
ہی کہا کہ جاؤ اور قلعہ ذوالامان سے گیتی افروز کو اور خیمے سے ایرج کے اسکو ایک تخت پر بٹھا کر لے آؤ اسد نے اپنے
دل مین کہا کہ اب غضب ہوا اور منتین کرنے لگا کہ ای ملکہ ہم فقط محبت آزمانے کو یہ کشیدگی کی باتین کرتے ہین
ہمین معلوم ہوا کہ تمھین ہماری محبت بالکل نہین اور ہاتھ آگے ہوشیار جادو کے جوڑنے لگا ہوشیار جادو نے
ہاتھ اسد کا پکڑ کر بانہین گلے مین ڈالدین مگر منھ سے اُسکے وہ بوے بد آئی کہ دماغ اسد کا پریشان ہو گیا لیکن
گلے سے اُس مردار کے لپٹ کر اس زور سے دبایا کہ ہڈیان پسلیان ٹوٹ گئین وہ ساحرہ پھڑکنے لگی ایک شور و غل
ہوا آندھی چلی آگ برسی وہ تمام عمارت ٹکڑے ہو کر اُڑ گئی جب روشنی ہوئی تو ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من
ہوشیار جادو بود اب اسد نے دیکھا کہ نہ وہ عمارت ہی نہ کچھ ہی لاش ایک ساحرہ کی پڑی ہی سر اُسکا کاٹ کر دامن
مین باندھا اور وہانسے طرف درہ کوہ کے روانہ ہوا وہان صبح کو رفیق اسد کے جو بیدار ہوے اور اپنے مالک کو نہ پایا
سب بہت پریشان ہوے دو روز تک ضرغام وغیرہ نے تلاش کی اور کہین نہ پایا تیسرے دن اُسی درے کوہ مین سب
بیٹھے ہوے رو رہے ہین کہ دیکھا بالاے ہوا ایک تخت اُڑتا ہوا چلا آتا ہی کہ چار پریان اُسے اٹھاے ہوے ہین
یکایک آتے آتے وہ زمین پر گرنے لگا ضرغام دوڑ کر قریب آیا دیکھا تو چار پتلے آتش کے آٹے کے بنے ہوے پڑے
ہین کہ جابجا سیندور کے ٹیکے اُنکے دیے ہوے ہین ضرغام شیر دل متحیر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی اور اُن پتلون کو اٹھا کر
جلاتا تھا کہ سامنے سے اسد دلاور پیدا ہوا ضرغام دوڑ کر قدمون سے لپٹا اور حال پوچھا کہ شہریار آپ تین روز
سے کہان تھے ہم لوگون کو تو جیتے جی مار گئے بغیر کہے سُنے کسطرف تشریف لے گئے تھے اسد نے تمام کیفیت از اول
تا آخر بیان کی ضرغام نے کیفیت تخت اور پتلون کی کہی اسد نے کہا یہ وہی بلائین تھین جو گلا بھی درخت سے
لگنے پر لگی تھین وہان سے اسد اپنے رفیقون مین آیا سب گرد پھرے تصدق ہوے سب نے حال پوچھا اسد نے
کل کیفیت بیان کی القصہ وہان سے اسد اپنے لشکر مین آیا لیکن بعد جانے اسد دلاور کے سات آٹھ روز مین
کولا ایرج کا اچھا ہوا غسل صحت کیا بارگاہ مین آکر بیٹھا محفل رقص قائم ہوئی ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا
جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی آواز
نقارے کی گرجی یہ خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا اور لشکرون مین بھی طبل جنگ بجا تمام رات

تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر معرکۂ کارزار مین صف آرا ہوئے میلداروں نے نکلکر زمین کو ہموار کیا
سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیب نقیب و دیگر نکل گئے تھے کہ ایرج نوجوان نے مرکب اپنا چمکایا اور
سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جاؤ نیر اعظم آفتاب درخشان تمہارا نگہبان ہو
ایرج بار دگر مرکب پر سوار ہوا وہین سے بگد ہریان کرتا ہوا ران باگ کی لڑگیٹ دکھاتا ہوا میدان مین آیا نیزے کے
ہاتھ نکالے خوب سراپا دکھایا جب عرق عرق ہو گیا نیزہ زمین پر گاڑ دیا اور پکارا کہ کدھر ہو وہ دیوانہ نکلے میرے
مقابلہ کو مگر نور الدہر اسد کے نہونے سے متردد تھے اور خود ارادہ نکلنے کا کیا تھا کہ بیابان سے تحقیق گرد و غبار کا بلند
ہوا اور آن واحد مین وہ گرد قریب آ کر پھٹی دیکھا تو اسد بن کرب دلاور مع رفقا چلا آتا ہے رفیقوں کو قدرت مین
شاہزادہ نور الدہر کے بھیجا اور آپ گھوڑے کو چمکا کر بمقابلہ ایرج چلا نور الدہر نے ہر چند منع کیا کہ ابھی آج مین
لڑنے دو تم تو ایک مرتبہ مقابلہ کر بھی چکے ہو اسد نے نہ مانا کہا کہ بھائی صاحب میدان تو زخمی ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا
آج باندھ لاؤنگا یہ کہتا ہوا سامنے ایرج کے ہو نکا ایرج ٹھکا نہین ہوا مرکب برابر ہٹ گئے ایرج نے کہا او دیوانے اُس روز
مین زخمی ہو گیا اس سے تو میرے ہاتھ سے بچ گیا آج کہان جائیگا اسد نے کہا او کرباس فروش بچہ بازاری تو مجکو چلوا
سمجھا ہے وہ خیال تیرے دل سے ابھی گیا نہین اُس روز تجھے زخمی جانکر چھوڑ دیا آج نہین چھوڑنے کا بغیر تجکو گرفتار کیے
نہ رہونگا غرضکہ بعد گفتگو کے نیزہ ہاتھوں مین سنبھالے اور نیزہ بازی ہونے لگی تا دیر نیزہ بازی ہوئی لیکن مطلب کسی کا حاصل
نہوا سنانین بیکار ہوگئین ڈانڈین پرچے اڑ گئین پھینک پھینک کر ہاتھوں سے گرز اٹھائے گرز زمین فلک تھرا مرکب
مارے گئے اور گھوڑون پر سوار ہوئے اور باہم مقابلہ کیا لیکن گرز سے بھی مطلب کسی کا حاصل نہوا نوبت شمشیرزنی کی پہونچی
تا دیر تلوار چلی ایک مقام پر ایرج نے غصہ مین آکر جو ہاتھ تیغہ دودمہ سکندری کا مارا اسد نے ہر چند سپر کو چہرہ کی پناہ کیا
مگر تلوار نے سپر کو کاٹا خود دو طبقہ عرق چین زرہ توپ کو کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اُتر آئی دستہ قاطعاً تلوار تو جھٹکا نکل گر سر سے
چادر خون کی باہر آئی ایرج نے کہا ای اسد دلاور اُس روز مین تیرے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا آج تو زخمی ہوا جب زخم
اچھا ہو گا تو پھر لڑنا اسد کو تو لوگ لے گئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا کہ علمہاے مروارید پیکر جلوہ گری پر آئے
اور شاہزادہ نور الدہر مرکب اپنا پھیر کر سامنے ہرمز تاجدار کے آیا اُتر کے گھوڑے سے سلام کیا اجازت میدان چاہی
ابھی اجازت نہین پائی ہو کہ یکایک از پردۂ بیابان گردی بر خاست مگر گرد سُرخ رنگ نہایت تیز و تند ہرمز تاجدار
نے نور الدہر سے کہا کہ دیکھیے کون آتا ہو اور ہرکارون کو خبر کے واسطے روانہ کیا مگر وہ گرد آن واحد مین قریب
ہو کے گردش ہوئی اور علم سرخ رنگ دکھائی دیے ہر نشان کے پھریرے پر حمد الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی سو علم
دکھائی دیے بعد اُسکے متصلا بین شترنالین ہاتھیان باتون کی خاصبردار سُرخ پوش جب سب جلوس سواری کا گذر چکا
دیکھا تو سقے آب پاشی کرتے ہوے اور زیر سایۂ علم شیر پیکر نور حدیقہ وسالت و شہامت شاہزادۂ خاور سیاہ ملک
قاسم لعل خفتان خونریز خاوری اور لاکھ زنگیان سیاہ و آدم خوار ہمراہ لیکن میدان مین پہنچ کر جو ایرج کو مبارز
طلب کرتے دیکھا فوج کو وہین ٹھہرایا آپ مرکب چمکا کر سامنے آیا ادھر لوگون نے قلعہ ذو الامان کے جو قاسم کو
دیکھا نقارۂ شادمانی بجنے لگا سب کو ایک عید ہوئی اُسی وقت خبر خواتین محرمہ مین ہوئی کہ شاہزادۂ خاور سیاہ
آپہونچا مبارک سلامت کی آواز بلند ہوئی گیتی افروز کو حاکم کردیا پوشاک نفیس پہنائی نذر و نیاز کی تیاری
ہونے لگی مگر یہان قاسم جس وقت سامنے ایرج کے آیا محبت پیدا ہوئی ایرج نے سلام کیا اور کہا کہ آپ کو
نواز دیا نکل گیا تھا آپ کیونکر چھوٹے قاسم ہر چند کہ غیظ و غضب مین ہو کر روز روشن نگاہوں مین تاریک

ہے مگر ساتھ اُسکے وہ محبت پیدا ہوئی کہ وہ غصہ فرو ہو گیا کہا کہ اے ایرج وہ اژدہا نہ تھا وہ بوتیسال جادو
بین ومامہ جادو کی جسپر عاشق ہوئی تھی مجکو اژدہا بنکر نگل گئی تھی بارہ برس اُسکی قید مین رہا جب صاحبقران
چاہ الماس مین تشریف لے گئے اور بوتیسال کو مارا جب مین قید سے چھوٹا ایرج نے کہا اب صاحبقران
کہان ہین کہا کہ ملک فرعونیہ مین ایرج نے کہا کہ مجکو آپ سے کمال محبت ہے اور ابھی آپ بہت تھکے ماندے
آئے ہین آج تامل کیجیے کل مجھ سے لڑیجیے گا قاسم نے کہا کہ مین تھکا نہین ہون ایرج نے کہا کہ مین آج ہرگز
نہ لڑونگا یہ کہکر پھر گیا قاسم مجبور میدان سے پلٹا اور خیال مین گذرا کہ پہلے چلکر اُس عیارہ مکارہ کا کام تمام کر
کہ اُسنے مجھے زمانے مین رسوا کیا ایرج سے تو کہا کہ خیر مجھے کل سمجھا جائیگا اور آپ قلعہ کی طرف متوجہ
ہوا سلیمان شاہ استقبال کو آیا سلام کیا شاہزادہ سے لپٹا قاسم نے قدمبوسی حاصل کی اور کہا ای
سلیمان شاہ مین اپنے ہوش مین نہین ہون سلیمان شاہ بولا مین نمکخوار ہون آپ کے دادا
حمزہ صاحبقران کا قاسم بولا دادا جان آپ کو بادشاہ کر گئے ہین ہم سب کو آپ کی خدمت کرنا
چاہیے یہ کہکر اندر قلعہ کے چلا کہ مظفر بن ضیغم خون آشام نے دروازہ کھولا سلام کو جھکا تھا کہ قاسم نے
ایک تازیانہ مارا کہ سر مظفر کا شق ہو گیا اُسے لوگ ہٹا لیگئے قاسم اسیطرح غضبناک چلا جاتا ہے یہانتک کہ
داخل محل ہوا جو خواجہ سرا یا محلدار سامنے آیا اُسے تازیانہ مارا وہ گرکر تڑپنے لگا یہانتک کہ قاسم قصر گیتی افروز
مین پہونچا گیتی افروز قاسم کے آنے کی خبر سنکر نہائی ہے پوشاک نفیس پہنے ہے عطر ملا ہے مسند پر بیٹھی ہے کہ قاسم
کو آتے دیکھکر دوڑی اور قدمون کی طرف جھکی تھی کہ قاسم نے چوٹی ملکہ کی پکڑ کر جھٹکا دیا کہ ملکہ سامنے گری
قاسم نے تلوار کھینچی کہ سر کاٹ لون کہ کسی نے پیچھے سے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای قاسم یہ کیا کرتا ہے پھر کر دیکھا کہ ملکہ
گردیہ بانو ہاتھ پکڑے ہے کہا کہ دادی جان آپ نے ہاتھ میرا کیون پکڑا ہے چھوڑ دیجیے کہ اسنے مجھ ایسے
شخص آتش خونخوار مزاج کو بدنام کیا ہے مین نے کیسی کیسی جرائتین کین کہ طلسم افراسیاب فتح کیا سات برس
کے سن مین ترک توسن کا تعاقب کرکے بارگاہ کیخسروی مین لشکر مارا تمام زمانے مین بہادری میری مشہور ہے
یہ ناموس میرا کہلائے اور اپنے کو دکھلائے اور اپنے کو دکھا کر آفتاب پرست کو اپنے اوپر عاشق کروائے دیجیے
مین اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دونگا گردیہ بانو نے کہا کہ ای قاسم اسکی خطا ذرا نہین ہے یہ تو آجتک تیرے غم مین سیاہ پوش
تھی اب تمھارے آنے کی خبر سنکر اسنے تبدیل لباس کیا آج تک کبھی اسکو ہنستے بھی نہین دیکھا سوا گریہ وزاری
آہ و بیقراری کے کوئی شغل نہ تھا ایسی نیک بخت پاکدامن عورتین ہوتی بھی ہین قاسم نے کہا کہ پھر ایرج نے اسے
نہین دیکھا تو عاشق کیونکر ہوا گردیہ بانو نے کہا کہ میان تم اسے چھوڑ دو تو اگر اسکی ذرا بھی خطا ثابت ہو تو تم
اسے مار ڈالنا اور اگر بغیر تحقیق کیے بے تقصیر قتل کر دو گے تو خدا کو جواب دے لینا مین اصل اصل قصہ اسکا
تمھارے سامنے بیان کرونگی تم سنو تو تم پر اسکی خطا اور غیر خطا ثابت ہو جائیگی قاسم نے چوٹی گیتی افروز کی ہاتھ
سے چھوڑ دی اس اثنا مین خورشید خاوری رابعہ اطلس پوش وغیرہ بھی آئین قاسم کی بلائین لین گرد پھرین تصدق
ہوئین قاسم نے کہا کہ دادی جان ہان اب وہ قصہ بیان کیجیے کیونکر ایرج اسپر عاشق ہوا وہ بولی کہ یہ قصہ تمام زمانہ
جانتا ہے میرے بیان کرنے پر منحصر نہین ہے بیٹا قصہ اسکا یون ہے کہ لقا شہر فرنگوشہ مین جشن مین بیٹھا ہوا تھا کہ کوٹھے
پر سے گرا ایرج نے دوڑ کر اُسے بر روے ہوا ہاتھون پر لیا زمین پر نہ گرنے دیا سنبھالکر زمین پر
رکھ دیا تھا بہت خوش ہوا کہ جان اسنے بچائی بس اُس خوشی مین انگوٹھی ہاتھ سے اُتار کر اسکو دی اور

کہا کہ باختر مین نے تجکو دیا حمزہ نے مجھے زبردستی چھین لیا تو اُس سے لے لے ادھ بیٹی ہو میری نور خالص چکیدہ قدرت
ملکہ گیتی افروز کہ نہایت حسین و خوبصورت ہو کہ اُسکا عدیل و نظیر زمانے مین نہین ہو اور مجھ سے زبردستی حمزہ نے قائم
زبردستی چھین لے گیا تو اُسے خدا پرستون سے چھین لے کہ ایسی معشوقہ تجھے زمانے مین نہ ملیگی اُس روز سے ایرج اُسے
بدنام کرتا ہو دم عاشقی کا بھرتا ہو یہ سبب ہو اُسکے بیہودہ بکنے کا اب بتاؤ کہ اُسمین گیتی افروز کا قصور کیا ہو ناحق
وہ اُسکو بدنام کرتا ہو ای فرزند بارہ برس ہوے کہ ملکہ تیرے غم مین فراغت سے سوئی نہین جام شراب کبھی منہ
کے قریب نہین لائی اب تیرے آنے کی خبر سنکر خورشید خاوری نے تبدیل لباس کر دیا ہو بالکل گیتی افروز
بنچکا ہو قاسم یہ سنکر منفعل ہوا گیتی افروز کے سامنے ہاتھ باندھے عذر خواہی کی کہ ملکہ مجھے معاف کر ملکہ بولی کہ
صاحب بارہ برس وہ رنج جدائی سہے آپکے آنے پر یہ تقدیر مین لکھا تھا القصہ نذر و نیاز ہونے لگی ایک ہجوم ہو گئی کہ
شہریار خاور سیاہ آیا قصر یاقوت جھاڑ گیا اُسمین قاسم آکر بیٹھا تمام خواتین جمع ہوئین طفیل حمزہ صاحبقران کا پوچھا
عمرو کا حال [illegible] ملکہ جاہ وغیرہ نے پوچھا قاسم نے سب کی کیفیت بیان کی اب تیاری چراغان کی
ہونے لگی قاسم مشغول عیش و عشرت ہوا مگر ایرج جو بارگاہ مین اپنی پھر کر آیا امرا ورفقا سب گرد و جوانب مین جمع
ہوے صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ایرج نے بہزاد کی طرف دیکھکر کہا کہ افسوس رقیب آ پہونچا اور عیش مین
مصروف ہوا اور مین محروم رہا اُسی حالت مین تھا کہ رات برج یاقوت مین تیاری چراغان کی دیکھی اپنے ملازمون سے
کہا کہ دامنہ کوہ مین بھی ابھی چراغان کرو اُسی وقت ہزارہا فرد در لگ گئے چراغان کرنے لگے ہر درخت کو
تمامی اور بادلے سے منڈھوایا منقش کے گنبد بنوا کر شاخہاے درخت مین لٹکوائے دو پہر رات گئے سب تیاری
وہان بھی ہوئی کہ تمام دامنہ کوہ روشن ہو گیا ایرج سامنے برج یاقوت کے بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا اور نگاہ طرف
برج یاقوت کے تھی جہان لڑی ہوئی تھی مگر قاسم یہ روشنی دیکھکر بالاے بام آیا دیکھا کہ تمام دامنہ کوہ مین چراغان ہو
اور ایرج بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہو بس آگ ہو گیا اور تیر کمان مین پیوستہ کرکے ایرج پر مارا وہ ایرج پر توڑتا نکلا مگر
مہاربن انفاس خون آشام کہ ریحان لاہوت شاہ مین سے تھا ایرج اُس سے قریب بیٹھا تھا اُسکے سینہ پر تیر
کو توڑکر پار گذر گیا وہ آہ کا نعرہ کرکے اچھل کر گرا ایرج نے کہا یہ تیر کہان سے آیا کس نے مارا اُٹھکر جو دیکھا تو قاسم
سامنے کھڑا ہو یقین ہوا کہ اسی نے مارا ہوگا پکار کر کہا کہ کونسی مردی ہو کہ دور سے تیر اندازی کرتے ہو دعوی
شجاعت کا ہو تو آکر سامنا کرو قاسم بولا کہ صبح کو میرے تیرے مقابلہ ہو ایرج نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی لشکر اسلام مین بھی کوس حربی بجا رات تیاری
جنگ مین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین میدان آراستہ ہوا نقیب نسب
دیکر نکل گئے کہ ایرج مرکب اپنا چمکا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان
مانگی کہا کہ جاؤ نیر اعظم آفتاب تابان تمہارا نگہبان ہو ایرج سلام کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہو کے میدان
مین آیا سراپا میدان کا دکھایا نیزہ کے ہاتھ نکالے خوب سلحشوری کی بعد اُسکے نیزہ زمین پر گاڑ کے دم کو آواز
کرکے مبارز طلب کیا ادھر سے شاہزادہ خاور سیاہ مالک قاسم لعل خفتان عمو زینت خاوری نے نکلکر مقابل
کیا ایرج نگاورزن ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی لیکن مطلب کسی کا حاصل نہوا
سنانین اور بانین بیکار ہو گئین پھینک پھینک گرز و اندھ مین گرز سنبھالے وہ ضربین چلین کہ زلزلے آگئے فلک
تھرانے لگا ذرہ مین نے امان مانگی لیکن مطلب اس سے بھی نہ حاصل ہوا تلوارین کھینچ گئین رد و بدل ہونے لگی دن

تلوار چلی مگر مطلب حاصل نہوا آخر کار دونون دست و گریبان ہوئے کشتی ہونے لگی راوتیان سرداران کے
گرد و پیش استادہ ہو گئین تماشا کشتی کا دیکھنے لگے چار پہر رات کشتی رہی دن بھر کشتی رہی پھر رات بھر کشتی رہی
اسی طرح تین دن اور تین راتین گذر چکی ہین چوتھا روز ہو مگر دونون کی وہی کیفیت ہی کر برابر لڑ رہے ہاین
قضائے کار قاسم کو ایرج ریل کے لیچلا اور سر قاسم کا موشخانے مین جا رہا اور گولا اتر گیا ایرج چالی دیکھکر
واپس گیا قاسم کو بھی لوگ اُٹھا لائے علاج ہونے لگا

اب چند کلمے داستان مہر سپہر عیاری سے بیان ہوتے ہین

کہ عمرو حمزہ صاحبقران سے رخصت ہو کر ملک باختر کو روانہ ہوا تھا بعد چند روز کے ملک زنگوشیہ
مین پہونچا شہر اسپ جنگی نور الدہر کی طرف سے مالک وہان کا تھا وہ عمرو کے آنے کی خبر سنکر استقبال کو
آیا خواجہ کو بڑی عزت و تکریم سے شہر مین لایا دو ہزار روپیہ پیش کیے عمرو نے نذر زنبیل کیے عمرو نے حال
ایرج کا پوچھا اُسنے تمام حال شہر ارمنو حصار کا قتل ہونا اور عنقلی آباد کی بربادی سب بیان کی کہا خیر سمجھا جا
اب تو مین آیا ہون اور وہان سے چل نکلا شہر اختم مین پہونچا تمام شہر کو سیاہ پوش دیکھا خورشید اختمی استقبال کو آیا
وہ بھی سیاہ پوش تھا عمرو نے سبب سوگواری کا پوچھا اُسنے کہا خواجہ بڑا بھائی میرا جمشید کہ بجائے باپ کے تھا
وہ ہاتھ سے ایرج کے مارا گیا مین اب تک اُسکے غم مین سیاہ پوش ہون عمرو نے اُسکی قبر پر جاکے فاتحہ پڑھا اور کہا
ای خورشید مین ملک فرعونیہ سے آتا ہون زاد راہ میرے پاس نہین رہا اُسنے دو ہزار روپیہ حاضر کیے عمرو
وہان سے بھی آگے چلا اور شہر مرصع حصار مین پہونچا اور روپیہ تحصیل کر وہان سے بھی آگے روانہ ہوا شہر مشتری
حصار مین آیا وہان سے بھی بہت کچھ زر نقد لیا دعوت کھائی آگے روانہ ہوا شہر زر لقا مین آیا گلباتش گلین
نے بہت خاطر داری کی روپیہ پیش کیا اور آگے روانہ ہوا اور کوہ مین آیا دوست و احباب جہانگیر نے استقبال
کیا زر نقد پیش کیا عمرو نے نذر زنبیل کیا وہان سے عنقلی آباد مین آیا فضل جادو نے ملازمت حاصل کی نذر
گذرانی وہان سے بھی روانہ ہوا دو راہے پر پہونچا کہ ایک راہ بسائل کو گئی تھی دوسری قلعہ ارمنو حصار کو عمرو
ارمنو حصار کی طرف روانہ ہوا قریب جو پہونچا ایک بلندی دیکھی اُسپر چڑھ گیا دیکھا کہ ایک قبر بنی ہوا اور تعویذ قبر پر
کچھ لکھا ہوا ہے قریب جاکر جو پڑھا لکھا تھا کہ این قبر سرہنگ غلام عمرو است بس یہ پڑھتے ہی عمرو رونے لگا پچھاڑین
زمین پر کھانے لگا کہتا تھا کہ ای سرہنگ تم کہ ہماری توڑ گئے مجکو بیدست و پا کر گئے تمہاری قبر یہان کس نے بنائی
غرض خوب رو پیٹ کر قبر پر فاتحہ پڑھکر آگے روانہ ہوا وہان پہونچا جہان قلعہ ارمنو حصار تھا دیکھا کہ قلعہ
کا نام و نشان باقی نہین ہی اور اُس سرزمین پر جو بوئے ہوئے ہین اور ایک مرد پیر دہقانی اُس مین بیٹھا ہوا ہی
عمرو نے اُس سے پوچھا کہ یہان قلعہ تھا اُسے کس نے برباد کیا اُسنے کہا کہ ایرج آفتاب پرست نے یہ قلعہ تباہ و برباد
کیا تمام مال و خزانہ عمرو کا لے لیا چار ہزار غلامون کو قتل کیا یہ سنتے ہی نعرہ کو وہ کاف کیا خاک اُڑانے لگا وہ پیر
دہقانی عمرو سے لپٹا کر آپ کون ہین عمرو بولا کہ ای عزیز میرا ہی یہ قلعہ تھا میرے ہی غلام مارے گئے تمام کمائی میری
برباد ہوئی مین عمرو ہون اُسنے کہا آپ تو نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین ایرج قلعہ ذوالامان پر گیا ہوا ہی جاکر
اُس سے سمجھیے عمرو بولا کہ اسیواسطے آیا ہون وہ مرد پیر عمرو کو اپنے گھر لے گیا دعوت کی عمرو نے وہ موضع اُسی کو
بخش دیا وہان سے آگے روانہ ہوا جب قریب قلعہ ذوالامان کے پہونچا بصورت ابدالی پر قلعہ پہونچا دیکھا کہ چھ لشکر
چہار طرف کو اترے ہوئے ہین ایکطرف قلعہ ذوالامان ہی خیال مین گذرا کہ ای عمرو اس آفتاب پرست کو کچھ روپیہ اپنا

لینا چاہیے اسی فکر مین تھا دیکھا کہ ایرج گھوڑے پر سوار چلا آتا ہی اور اُسوقت ایرج گھبراکر یاد گیتی افروز مین تنہا
نکل آیا کہ شاید ملکہ یا لالہ سے قصر آئی ہو دیکھون قلعہ کی جانب دیکھتا ہوا چلا آتا ہی اور اشعار عاشقانہ دروزبان ہین
اسی طرح سبزہ زار مین پہونچا عمرو ایک پیادے کی صورت بنا ہوا کھڑا تھا جب ایرج قریب آیا عمرو دیکھا ایرج
نے پھر کر دیکھا کہ ایک پیادہ کھڑا ہی اُسنے دعا دی کہ زیدہ آفتاب پرستان اقبالمند رہین ایرج نے کہا کہ کیا
مطلب ہی بیان کر پیادے نے کہا کہ آپ اپنا مقصد بیان کیجیے ایرج نے ہنسکر کہا کہ خوشطبعی کرتا ہو عرض کیا
میری کیا طاقت ہی کہ خوشطبعی کرونگا ایرج نے کہا آخر کچھ تو حال اپنا کہ اُس نے کہا آپ اکیلے ہوجیے تو بیان
کرون ایرج نے کہا میرے ساتھ کون ہی کہا یہ مراد نہین ہی آپ کے ہمراہ ہزارون نگاہین ہین کسی گوشے مین چلیے
تو عرض کرون ایرج نے کہا چلو عمرو ایرج کو ایک درخت کی آڑ مین لایا اور کہا کہ مین عیار ہون ملکہ گیتی افروز کا
وہ قاسم پر دل اپنا دے فریفتہ تھی قاسم نے آتے آتے ہی زود کوب کی اب وہ اُس سے بیزار ہی اور جدائی مین آپکی
بیقرار ہی غضب کی رہنے سے نکلکر کہستان مین ٹھہری ہی مجکو آپ کی خدمت مین بھیجا ہی اگر آپ اُسکی خواہش
رکھتے ہین تو میرے ساتھ چلیے مین اُس سے ملا دون ایرج نے جو یہ سُنا قریب تھا کہ مارے خوشی کے شادی مرگ
ہو جائے کہا کہ اے عزیز اگر تو میری مطلوبہ سے ملا دے تو مین تجھے اُس رتبے کو پہونچا دون کہ تیری خواہش سے
دہ چند ہو اُسنے کہا اُٹھیے یار چلیے پھر دیر کیا ہی ایرج نے اور لوگون کو وہین چھوڑا آپ تنہا ساتھ ساتھ اُس
پیادے کے روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا کہ اُس پیادے نے کچھ نقل و مصری ایک کاغذ مین لپٹے ہوئے ایرج
کے ہاتھ مین دیے کہ اسکو نوش فرمائیے ملکہ نے آپ واسطے بھیجا ہی اور کہا ہی کہ ہمارے سر کی قسم کھا لینا ایرج نے
اُسے لے لیا خوشبو ایسی اُسمین سے نکلی کہ دماغ معطر ہو گیا ایرج نے اُسے چوما آنکھون سے لگایا کھولکر
کاغذ نقل مصری کھائی بس کھاتے ہی دو چار قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا چھینک آئی بیہوش ہو گیا عمرو نے
حلقہائے کمند مین گرفتار کرکے زنبیل مین ڈال لیا اور وہان سے وہی صورت عیار کی بنا ہوا مالک بن
ملکوت **شاہ** پاس آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ آپ کو زیدہ آفتاب پرستان نے بلایا ہی مگر تنہا میرے ساتھ
چلیے کچھ راز کی باتین ہین مالک تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر اُسکے ہمراہ ہوا عمرو اُسے لیے ہوے صحرا مین آیا اور
حلقہائے کمند مار کر اُسے پکڑ لیا اور زنبیل مین قید کیا بعد اُسکے لندھور کی خوابگاہ مین جاکر اُسے بیہوش کرکے نذر
زنبیل کیا وہان سے چلا دیکھا کہ داراب و تورج و خورشید بعزم شکار گھوڑون پر سوار تنہا جاتے ہین عمرو بھی
پیچھے پیچھے ہمراہ ہوا مگر کیلم او سے ہوئے داراب و خورشید و تورج ایک تالاب پر پہونچے گھوڑون سے اُترے
اور انتظار اپنے رفیقون کا کرنے لگے دیکھا کہ ایک شخص ہرن شکار کیا ہوا لیے آتا ہی پوچھا کہ تو کہان سے آتا
ہی عرض کیا کہ مین کبابی ہون حکم ہو تو کباب لگاؤن کہا اچھا کیا مضائقہ ہی اُس شخص نے وہین چقماق سے
آگ نکال نمک مرچ اور مصالح سب اُسکے پاس موجود تھے سیخین نکالکر کباب لگائے داراب و تورج و خورشید نے
بہت تعریفین کرکرکے کھائے اور دم بھر مین بیہوش ہو ہو کر گرے عمرو نے اُن سب کو بھی نذر زنبیل کیا وہان سے
بارگاہ نورالدہر مین آیا اور نورالدہر کو بھی لیگیا اسد کو بھی گرفتار کیا اور دامنہ کوہ مین لاکر سب کو کمند
اصفہانے باندھا اور سب کو فتیلہ رفع بیہوشی دیا سب ہوش مین آگئے ایرج کی جو آنکھ کھلی عجب
کیفیت دیکھی کہ سات آدمی سب سردار ایسے کہ ہر ایک کو دعوی مردی ہی ایک جگہ بندھے ہین اسد لندھور سے
کہا کہ یہ کیا معرکہ ہی لندھور نے کہا کہ یہ سب عیار ابس کا ہی ہر چند مین نے تعین سمجھایا کہ قلعہ اسنو حصار کو

برباد نہ کرو مال و خزانہ عمرو کا نہ لو تمنے نہ مانا اب فیصلہ کیا ہوتا ہی تمنے چار ہزار غلام عمرو کے قتل کیے ہیں دیکھیے انکا
عوض کیا ہوتا ہی مشکلیں تو بندہ کھلیں اور یہ قید وہ ہی کہ زر دیے سے بھی نہ ٹوٹیگی یہ کہکر آمد قاسے با صفا
معلوم ہوتی ہی بلکہ اسی سے مین نے سمجھا تھا کہ خواجہ عمرو سب کو پکڑ لائے ہین یہی باتین تھین کہ دیکھا عمرو سرخ لباس پہنے
ہوئے آتا ہی دو چار غلام ہمراہ ہین ایک نے کرسی زرنگار بچھا دی عمرو اُسپر جلوہ افروز ہوا سب نے سلام کیا عمرو نے
شہد پھیر لیا لیکن عمرو کے ہمراہ سردارون کے عیارون کو بھی گرفتار کرکے لایا تھا مثل شاپور شیر دل و فتاح کشوری وغیرہ
کے عمرو نے شاپور کی طرف دیکھکر کہا کہ کیون او شاپور ہمنے جو تجھے فن عیاری سکھایا تھا تو اسی دن کے واسطے کہ
ایرج مال و خزانہ ہمارا لوٹے اور غلام ہمارے مارے جائین اور تو کچھ منع نہ کرے شاپور نے کہا کہ خواجہ سلامت
مین کیا کرون میرا کہنا کون سنتا ہی یہ اختیار سردارون کو ہی عمرو نے اپنے شاگردون سے کہا کہ لاؤ چھڑیان توڑ کر
وہ چھڑیان لیکر آئے عمرو تازیانہ ہاتھ مین لیکر پہلے ایرج کی طرف آیا اور کہا کہ کیون پر از بچے مین نے تجھکو کیڑا پیچھے
سے بچایا بادشاہ کیا پہلوان بنایا اُسکے عوض مین تونے میرا قلعہ خاک سیاہ کیا غلامون کو میرے مارا میری زوجہ کو
اپنے لوگون کو دیا ایرج نے سر جھکا لیا اور کہا جو کچھ آپ فرماتے ہین بہت بجا اور درست ہی مجھسے واقع مین یہ امر
ہوئے ہین مین شرمندہ ہون عمرو بولا کہ شرمندگی معلوم ہوئی جاتی ہی اور تازیانے مارنے لگا دس تازیانے مارے
کہ جا بجا سے بدن ایرج کا شق ہوگیا شرائے لہو کے بہنے لگے عمرو نے کہا کیون حرامزادے اپنی سزا کو پہونچا ایرج نے
کہا کہ خواجہ آپ نے مجھے خاک سے پاک کیا ہی مین خطاوار ہون اب مین سزا کو پہونچ گیا کبھی ایسا قصور نہ ہوگا
مال آپ کا موجود ہی وہ لیجیے کہا منگوا اُسے اور غلام میرے جو مارے گئے ہین انکا خونبہا دے ایرج نے کہا وہ بھی لیجیے
اور دو لاکھ تومان اُسکے بھی لکھوا دیے اب عمرو نے مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ کیون حرامزادے
زردگوش تو بادشاہ تھا تونے ایرج کو نہ روکا مالک پکارا کہ میری کیا تقصیر ہی میرا کہا بھی نہ سنا عمرو نے دو چار
تازیانے اُسپر بھی مارے مالک بلبلا گیا کہا خواجہ جو کچھ میرے پاس ہی مجھسے بھی لیجیے اور دو لاکھ تومان کا
رقعہ لکھدیا اب لندھور کی طرف مخاطب ہوا کہ او ہندی دیدہ و دانستہ مال میرا لٹوایا تو جو میری ملکی
جادو کا کیا حال کروایا شہر کے شہر تونے قتل کروائے اور تو کچھ کام نہ آیا میرا مال نہ بچوایا تجکو اسی واسطے
صاحبقران باختر کا مختار کر گئے تھے کہ ایک ایک کا قتل ہوتا تو دیکھے میرے غلام مارے جائین اور تو
تماشا دیکھے میرے ننگ لگی کہ میرے فرزند کی جگہ پر تھا تونے اُسے اپنے سامنے قتل کروایا کافر پرستی تونے کی لندھور
نے کہا خواجہ جو کچھ آپ فرماتے ہین بجا ارشاد کرتے ہین مگر مین نے جو کچھ کیا ہی موافق وصیت صاحبقران کے
کیا ہی اور مال آپ کا مین نے بجنسہ اپنے پاس رکھا ہوا ہے لیجیے کہ نصف مال میرے پاس ہی اور جرمانہ بھی جو
منظور ہو وہ حاضر کیا جائے عمرو نے کہا اچھا نوشتہ لکھدے اول خونبہا غلامون کا میرے دے بعد اُسکے مال میرا
دے لندھور نے دو لاکھ روپیہ خونبہا غلامون کا لکھدیا اب عمرو اسد کی طرف متوجہ ہوا کہ تونے کیون بچایا
تیرے ہوتے مال میرا یون برباد ہوا اسد نے کہا دادا جان مین جتنا مال آپ کا لوٹ لیگیا ہون سب بجنسہ قلعہ
سرخان مین رکھا ہی عمرو نے اُسے گلے سے لگایا کہ مرحبا بعد اسکے نورالدہر کی طرف پھرا اور کہا کہ تو اپنے کو صاحبقران
زمانہ جانتا ہی اور میرے مال و اسباب کی حفاظت نہ کی وہ بولا دادا صاحب میرا کیا قصور ہی مین عنقلی آباد مین تھا
نہ ارمنو حصار مین اگر مین ہوتا تو کیا طاقت تھی کسی کی کہ آپ کے مال کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھتا یا ناموس پر آپکے
زیادتی کرتا اور مجھے جرمانہ پانچ لاکھ روپیہ لیجیے مین موجود ہون کہا کہ اولاد حمزہ مین تو بڑا ہی زیادہ دے غرض کہ

سات لاکھ تومان اس سے بھی لکھوا لیے پھر داراب کی طرف آیا اور کہا کہ کیون صاحب تمہنے تکو دھو دھا کر پاک کیا
اس رتبے کو پہونچایا کہ اب صاحبقران کہلاتے ہو اور ہمارا مال لٹا کیا ناموس کی بربادی ہوئی ادھر تمنے کچھ خیال
نکیا داراب پکارا کہ یا پیر زلال آپ کا احسان مین نے فراموش نہین کیا کسواسطے کہ مین دھوبی بچہ تھا گو کہ
مجھ مین قوت تھی مگر اس رتبے کو آپ نے پہونچایا مین بھی ہمیشہ اہل اسلام پر فدا رہا میرے سامنے آپکا مال لٹتا اور مین
نہ بچاتا مگر مین کیا کرون کہ وہان موجود نہ تھا اسمین میری کیا خطا ہے مجھسے بھی جو فرمایئے وہ جرمانہ دون مین کسیطرح باہر
نہین ہون چار لاکھ روپیہ اُس سے بھی لیے تین لاکھ خورشید سے اور دو لاکھ لوتریح سے بھی لیے اور عیار دن کو انکے رہا
کیا شاپور گیا اور روپیہ چھکڑون پر لدوا کر سامنے عمرو کے لا کر ڈھیر لگوا دیا ادھر لندھور کا عیار روپیہ لیکر آیا اسیطرح
سب نے روپیہ منگوا کر ڈھیر کروا دیا اب عمرو نے جال الیاسی مار کر وہ سب روپیہ نذر زنبیل کیا اور سب کو قید سے
رہا کیا یہ سب سردار اپنے اپنے خیمے مین آئے خیمین باقی تھین نذر و نیاز کی کہ جانین بچ گئین مگر عمرو روپیہ لیکر وہانسے
قلعہ ذوالامان کی طرف روانہ ہوا سلیمان شاہ فارسی مظفر بن ضیغم خون آشام استقبال کے واسطے آئے
ملازمت حاصل کی کشتیان پیشکش لین عمرو نے وہ سب لین نذر زنبیل کین سلیمان شاہ نے حال صاحبقران
با اقبال کا پوچھا عمرو نے بیان کیا کہ عنایت خدا سے زبرجد نگار فتح کرکے اب ملک فرعونیہ مین ہین بسعت
اچھی طرح سے ہین مگر ای سلیمان شاہ تم سوداگرون کو حکم دو کہ ہر ایک نایاب میوہ اور اشیاے نفیسہ لیکر فرعونیہ کو
جائے کہ وہان ہر شی نایاب ہے سلیمان شاہ نے کہا بہت خوب اور اسی وقت سب سوداگرون کو نامے لکھے کہ جلد
یہان سے میوہ اور اشیاے نفیسہ لیکر فرعونیہ کو جاؤ عمرو اندر قلعہ ذوالامان کے داخل ہوا تمام شہر مین غلغلہ
ہوا کہ عمرو آیا پھر ایک ملاقات کو دوڑا عمرو بھی ہر ایک سے ملتا ہوا اندر دائرۂ محل پہونچا خبر اندر ہوئی ایک تہلکہ
مچگیا کہ عمرو و حمزہ صاحبقران کے پاس سے آیا قاسم استقبال کو نکلا سلام کیا عمرو ساتھ قاسم کے داخل محلسرا ہوا خواتین
دوڑین عمرو نے ایک ایک کو سلام کیا گرد یہ بانو الکہ اطلس پوش وغیرہ نے حال صاحبقران کا پوچھا عمرو نے
سب سے حال بیان کیا علمشاہ بدیع الزمان وغیرہ کی خیریت سے مطلع کیا سب خوش ہوئے ہزار روپیہ عمرو نے
تحصیلا اب وہان سے ملکہ جادو پاس آیا اُسنے اپنی سرگذشت بیان کی عمرو نے کہا کہ ملکہ مین نے بھی اُسے ایسا مارا
ہے کہ یہ آفتاب پرست جبتک زندہ رہیگا یاد کریگا اور تمام مال قلعہ ارمنو حصار کا اُس سے لیا ملکہ نے کہا
خواجہ اب یہان رہوگے یا جاؤگے عمرو بولا کہ ملکہ مین حمزہ کا عاشق ہون حمزہ تمہارا عاشق ہے مگر تمکو عنظلی آباد پہونچا کر
جاؤنگا اُسی وقت تیاری کی اور قاسم سے کہا کہ تم ناموس کو ساتھ لیکر ملک فرعونیہ کو چلو مین ان سب کو روانہ کرتا ہون
ملکہ جادو کو عنظلی آباد کو بھیجا وہان سے بارگاہ نورالدہر مین آیا دہر تاجدار کو سلام کیا قدمبوس ہوا اور کہا کہ الحمد للہ
کہ آپ کو شرف اسلام حاصل ہوا اب تخت ایران آپ کو مبارک ہو نورالدہر نے خواجہ کو سلام کیا عزت و توقیر سے
اپنے پاس بٹھایا کشتیان جواہر کی پیش کین عمرو نے کہا ای نورالدہر اب تم یہان کیون ٹھہرے ہو حمزہ صاحبقران
فرعونیہ مین ہین غلے کا وہان قحط ہو چلا ہے تمکو غلہ چار طرف سے جمع کرکے لیجاؤ اور خدمت مین حمزہ صاحبقران
کی جلد پہونچاؤ نورالدہر نے کہا بہت خوب مین بھی انتظام کرکے چلتا ہون وہان سے رخصت ہو کر بارگاہ لندھور
مین آیا لندھور نے بہت عزت و توقیر کی عمرو نے کہا ای دارای ہند امیر ملک فرعونیہ مین موجود ہین تم دُرہ قلماق
کوہ کی طرف سے گذر کر امیر کے استقبال کے واسطے جاؤ اور شہر زرابل و اختم و مشتری حصار والون پر تاکید
کرو کہ غلہ اور میوہ شہر فرعونیہ کو لیجائین کہ وہان سب چیزین نایاب ہین اور لوگ وہان کے نہایت تکلیف سے بسر کرتے

ہین لندھور نے کہا بہت اچھا اور اُسی وقت نامے لکھ لکھکر روانہ کیے کہ ہر سوداگر کو لازم ہو کہ جنس ملک فرعونیہ
مین پہونچائے اور باقی غلہ واسباب میرے ساتھ جائیگا خرید کر جمع کر دین آتا ہون ذرا تسے عمرو بارگاہ ایرج مین آیا
ایرج اور مالک بن ملکوت شاہ مع سرداروں کے تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوئے لاکر اپنے برابر بٹھایا عمرو نے کہا ای ایرج
امیر جب تک ظلمات مین رہے اُنکی غیبت مین جو کچھ تم نے کیا اچھا کیا مگر اب صاحبقران ظلمات سے
پھر کر ملک فرعونیہ مین آئے ہین اب تم فرعونیہ پر جاؤ حمزہ سے سامنا کرو اگر اُسپر غالب ہو بہتر مالک ہو
تمام روے زمین کے اور جو مغلوب ہوئے تو شریک ہو لشکر حمزہ کے کہ حمزہ زمانے بھر پر غالب ہوا ہی ایرج نے کہا
بہت خوب آپ تشریف لیجائیں مین تیاری کرکے روانہ ہوتا ہون عمرو وہان سے بارگاہ داراب مین آیا مالک
و داراب نے بہت عزت و حرمت کی عمرو نے داراب سے کہا کہ ایرج بھی آزمایش کے واسطے فرعونیہ
کو جاتا ہی تم بھی فرعونیہ کو جاؤ آزمایش اپنی حمزہ سے کرو داراب نے قبول کیا مالک اژدر نے کہا ہم کوچ
کرکے ابھی روانہ ہوتے ہین عمرو اُنکو روانہ کرکے بارگاہ خورشید مین آیا خورشید نے تعظیم کی کشتیان نذر دین
عمرو نے سب نذر قبول کین اور کہا کہ ای خورشید ایرج اور داراب فرعونیہ پر حمزہ سے اپنی اپنی آزمایش کو
جاتے ہین تم بھی جاؤ وہانسے آکر تورج کو بھی روانہ کیا بعد ان سب کو بھیجکے آپ بھی ملک فرعونیہ کا راستہ لیا
ہر سردار کو جدا جدا راستہ بتا دیا تھا اور کہدیا تھا کہ خبردار ایک راستے سے سب نہ جائین سب نے اُسیوقت کوچ کر کی
تیاری کی لیکن لندھور نے جسوقت سے کہ نام امیر کا سُنا ہو کہ امیر ظلمات سے فرعونیہ مین آئے ہین اشتیاق
ہوا از حد مبوسی صاحبقران کا کہ کسی طرح جلد پہونچے داراب گلبرگی سے کہا کہ جاکر ایرج سے کہو کہ ہمارے
تمھارے وعدہ تھا کہ آنے تک صاحبقران کے مین تمھاری بیعت مین رہونگا اور بارگاہ وغیرہ سب تمھارے
پاس رہیگی اب آقا میرا حمزہ صاحبقران آ پہونچا ہین اُنکی خدمت مین جاتا ہون بارگاہ اور سامان صاحبقرانی
میرے پاس ہین بھیجدو داراب گلبرگی نے جاکر ایرج سے بیان کیا ایرج نے اُسی وقت بارگاہ طبل سکندری علم
اژدہا پیکر وغیرہ سب بھیجدیا لندھور وہان سے کوچ کرکے روانہ ہوا ادھر ایرج نے دیکھا کہ سب جا چکے قاسم
ناموس کو لیکر روانہ ہوا خیال مین گذرا کہ اب یہان رہنا لاحاصل ہی چل کر ملک فرعونیہ کو حمزہ سے مقابلہ کر
اگر جانباز اعظم نے اور حمزہ کو زیر کیا تو پھر سب ملک و مال تیرا ہی یہ خیال کرکے حکم دیا کہ کوچ ہو جار الملک
فرعونیہ کو اُسی وقت تیاری سفر کی ہوئی دوسرے روز کوچ ہوا بعد دو تین روز کے برابر بیغۂ کلکان کے
پہونچے وہان ایرج نے مقام کیا بارگاہ مین آکر بیٹھا دبیر کو بلاکر حکم کیا کہ نامہ لکھو صفدر شاہ کو اس مضمون کا کہ
خزانہ طلسم سکندری کا بار کرا کر حضور پُر نور مین لاؤ کہ سفر ملک فرعونیہ کا درپیش ہی دبیر نے اُسی وقت
مسودہ درست کرکے سُنایا ایرج نے بہت پسند کیا کہا صاف کرلاؤ جب نامہ تیار ہوا ایک عیار کے ہاتھ روانہ کیا
کہ یکایک جوڑی ہرکاروں کی آئی دعا دیکر عرض کیا کہ رفیق لندھور کا دیوبل عاد ہندی بارگاہ سلیمانی کو
لیے جاتا ہی ایرج نے مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ مین موافق آپ کے بارگاہ لندھور کو دیچکا اب اگر
بزور شمشیر چھینونگا تو ہرگز نہ دونگا چاہے لندھور خوش ہو چاہے خفا مالک نے کہا اس بارگاہ کی خواہش
سب کو رہی ہی اور یہ بارگاہ صاحبقران وقت کو زیبا ہی آپ شوق سے لیجیے ایرج نے اپنے سرداروں
کی طرف دیکھکر کہا کہ ہی تم مین سے کوئی ایسا کہ بارگاہ اُس ہندی سے چھین لاے دیلم شاہ طاز تکلی یہ سُنکر اُٹھ کھڑا ہوا
کہنے لگا کہ یہ غلام اس کام کو سرانجام دے کہا جانباز اعظم تیرا نگہبان ہو دیلم بارگاہ سے باہر آیا اور بیس ہزار

سوار سے روانہ ہوا وہان پہونچا کہ جہان دیوبل عاد بارگاہ لیے جاتا تھا دیلم شباط نے نعرہ کیا کہ او ہندی کہان
جاتا ہی آ پہونچا مین اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو بارگاہ میرے سپرد کر جس طرف سے آیا اودھر چلا جا دیوبل پکارا کہ
او روسیاہ مین اپنے آقا کے حکم سے بارگاہ خدمت صاحبقران مین لیے جاتا ہون تو کون ہی جو مجھے روکے دیلم
غضبناک ہوا اور دوڑ کے تلوار کھینچکر قریب پہونچا تھا کہ دیوبل نے تلوار ماری دیلم نے بسبب سپر رد کی اور
اپنا وار دیوبل پر کیا اسپر دیوبل کی کٹی تلوار سر پر پہنچی خود دو بلغہ کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اوتر گئی دستار پر مارا تلوار تو
جھٹکا کر نکلی مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی زخم کاری لگا تھا بیہوش ہو گیا ہندی دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی اودھر سے
زنگی آ پڑے دونون فوجین ملگئین تلوار چلنے لگی مگر فوج بے سردار کب ٹھہر سکتی ہی ہندی شکست کھا کر بھاگے دیلم نے
بارگاہ اپنے قبضے مین کی اور غارت مین ایرج کی روانہ ہوا ایرج نے جو یہ خبر سنی خلعت دیلم کے واسطے بھیجا کہ اسے لیکر
ہمارے سامنے آؤ جب دیلم کو خلعت پہونچا خوشی خوشی اسے پہنکر خدمت مین ایرج کی چلا تھا کہ دامن صحرا سے تتق
گرد و غبار بلند ہوا اور آواز نعرے کی آئی کہ باش او زنگی تیرہ رو کہان جاتا ہی نعرہ اسد ماہ اسد شہسوارم
کہ در روز جنگ چہ بہرام دل شیر چرم پلنگ + آپہونچا مین دیلم تو اسد کو دیکھتے ہی مردہ دل ہو گیا یہ سمجھ چکا تھا کہ
اب بارگاہ بچانا مشکل ہی مگر ناچار دل کو قوی کر کے سامنا کیا اسد نے کہا او حرامزادے مین دامنہ کوہ مین شکار
کے واسطے آیا تھا کہ دیوبل کو زخمی دیکھا اس سے یہ سنا کہ تو بارگاہ چھینے لیے جاتا ہی ارے تیری بھی یہ قدرت ہوئی کہ تو
بارگاہ چھینے اور ایرج تک پہونچائے حرامزادے تجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا دیلم پکارا کہ او دیوانے کیون واہیات
بکتا ہی مین کیا تجھے باپ کی کا رکھتا ہون یہ کہکر تلوار ماری اسد نے پشت شمشیر پر روک کے جواب تیغ فرزند جمشیدی
کا مارا دیلم نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا مگر تیغ سپر کو کاٹکر سر پر بیٹھا کہ خود دو بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتا ہوا
تا دو ابرو اوتر گیا دوسری تلوار اور ماری دیلم نے اپنے کو بچایا مگر تلوار پھسلتی ہوئی شانے پر پڑی کہ اسے بھی [illegible] دیلم
نے گینڈے کو بھگایا کہ یہ دیوانہ زندہ نہ چھوڑیگا اسد تلوار کھینچے ہوئے اور زنگیون پر جا پڑا جو درمیان مین آ گئے تھے
اور انھین قتل کرنا شروع کیا بہت سے زنگی قتل کیے کچھ بچکر دیلم کو لیکر نکل گئے اسد بارگاہ اپنے قبضے مین کر کے
جانب فرعونیہ روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا کہ تتق گرد و غبار بلند ہوا جب گرد قریب پہونچا شق ہوئی غضنفر بن
اسد نمایان ہوا قزاق ہمراہ آ کر اسد کو سلام کیا اسد بیٹے کو دیکھکر بہت خوش ہوا مگر غضنفر نے جو مقدمہ بارگاہ
کا دریافت کیا خیال ہی لہذا کسی مکر سے تو بارگاہ لیکر خدمت صاحبقران مین پہونچا کچھ سوچکے چہرہ اپنا پریشان
کیا آہ سرد کھینچی اسد نے جو بیٹے کو اداس پایا گلے لگا کر پوچھا کہ ای فرزند سبب پریشانی کا کیا ہی عرض کیا کہ ای
پدر بزرگوار ابھی مجھے خبر پہونچی کہ شیرون ابروئی ملازم مالک بن ملکوت شاہ خزانہ زر نگوشیہ واسطے ایرج
کے لیے جاتا ہی مین بسبب کمزور ہونے اسپر نہین گیا یہ سبب میرے ملال کا ہی کہ مفت خزانہ ہاتھ سے جاتا ہی اسد
بولا ای فرزند تو آزردہ نہ ہو بارگاہ اپنے پاس رکھ مین ابھی جا کر خزانہ اس سے چھینے لاتا ہون اسد فریب غضنفر کا
نہ سمجھا خزانہ لینے روانہ ہوا جب اسد جا چکا غضنفر بارگاہ اپنے ساتھ لیے ہوئے فرعونیہ کو روانہ ہوا اسد
قزاقون سمیت بلغر کے شیردن ابروئی کو ڈھونڈھتا ہوا روانہ ہوا ایک شبانہ روز تلاش کی مگر کہین سراغ
نہ لگا ناچار پھر اب خیال گذرا اس ناہنجار نے تیرے ساتھ فریب کیا یقین ہی بارگاہ لیگیا ہوگا پھر کر وہان آیا
جہان بارگاہ غضنفر کے سپرد کر گیا تھا دیکھا کہ نہ غضنفر ہی نہ بارگاہ ہاتھ پہ ہاتھ مارا ہاتھ کی پیٹھ دانتون سے
کاٹی ابراہیم بن مالک سے کہا کہ دیکھی حرکت اس بدکردار کی اگر یہ مجھے فریب نہ کرتا اور مجھسے تو نہین بارگاہ

طلب کرتا تو کیا مین نہ دیدیتا اسنے مجھسے دغابازیون کی خیر سمجھ لونگا یہ کہکر روانہ ہوا اور آکر نور الدہر سے حال بیان کیا
شاہزادہ خوب ہنسا کہا کہ بھئی تمہارا ہی تو بیٹا ہی الولد سر لابیہ اسد بولا کہ بھائی صاحب مین نے کبھی اپنے باپ
سے دغا نہین کی کہا کہ یہ تمسے زیادہ ہوا وہ شتل ہو کر چور کے گھر مور بیٹھا مگر یہان لندھور بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ
دیو بل عاد زخمی پہونچا اور بیان کیا کہ دیلم شباط زنگی نے بارگاہ چھینلی لندھور غضبناک ہوکر چلا تھا کہ دیلم کو
ایرج کی بارگاہ مین گھسکر مارونگا اور بارگاہ لاؤنگا تمام سردار لندھور کے ساتھ تلوارین پکڑ کے اٹھ کھڑے ہوئے تھے
کہ جوڑی ہرکارون کی پہونچی اور خبر دی کہ اسد دیلم کو زخمی کرکے بارگاہ لیگیا لندھور بولا اب مین جاکر کیا
کرون یہ تو پھر آیا ادھر ایرج منتظر بیٹھا تھا دیکھا کہ دیلم شباط زنگی زخمی چلا آتا ہی پوچھا ارے یہ کیا ہوا تو اون نے
کیفیت اسد کے آنے کی اور زخمی کرکے بارگاہ لیجانے کی بیان کی کہا کہ جاکر اوس دیوانے کو مارکر ابھی بارگاہ مین
لاؤنگا یہ کہکر چاہا تھا کہ سوار ہو کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے اور بیان کیا کہ غضنفر بکر بارگاہ اسد سے لیکر فرعونیہ
کو چلا گیا ایرج ہنسکر چپ ہو رہا مگر لندھور شوق قدمبوسی امیر مین کوچ بکوچ چلا جاتا تھا کہ کس طرح اپنے
آقا پاس پہونچون کہ درہ قرطاس کوہ پر پہونچا سامنے درے کے اترا خیمہ برپا ہوا چند عیارون کو خبر کیواسطے
بھیجا کہ جلد جاکر دریافت کرو کہ مالک اس درے کا کون ہی راستہ ہی یا نہین عیار گئے دو پہر بعد آکر عرض کیا کہ پیر دم
قرطاس مردم در ساٹھ ہزار آدمی سے درے کو گھیرے ہوئے ہی اور کہتا ہی کہ ادھر سے مین کسی کو نہ جانے دونگا
لندھور کسی اور طرف سے فرعونیہ کو جائے یہ خبر سنکر لندھور برہم ہوا کہا کہ مین اسی طرف سے جاؤنگا اور
اوسی وقت کوچ کرکے متصل درہ کوہ کے اترکر خیمہ برپا کروایا سنا قرطاس مردم در نے کہ لندھور بارادہ
رزم و پیکار آتا ہی وہ بھی لشکر ساتھ لیکر درے سے باہر آیا بارگاہ استادہ کروا کر بیٹھا جام شراب گردش مین آیا
دو تین جام پیے جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اوسی وقت نقارہ رزمی بجا ہرکارون نے خبر لندھور
کو دی کہ قرطاس نے طبل جنگ بجوایا ہی لندھور نے کہا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے یہان بھی کوس حربی
نوازش مین آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین باندھکر کھڑے ہوئے تیر دارون
نے نکلکر نشیب و فراز برابر کیا سقون نے آبپاشی کی گرد ہٹائی جب میدان تیار ہوا نقیب نسیب و نجر نکلے تھے
کہ قرطاس مردم در میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے رستم زمان لندھور بن سعدان فیل اپنا بڑھا کر
اوسکے مقابل ہوا اور کہا کہ ای قرطاس یہ کیا بات ہی کہ تو مجھسے لڑتا ہی اور راستہ میرا تو نے روکا ہی مین فرقت مین
اپنے آقا حمزہ صاحبقران کے بیقرار ہون میرے تیرے کہان کی عداوت ہی قرطاس نے جواب دیا کہ تو
رفیق ہی حمزہ کا اور مین بندہ ہون خداوند فرعون شاہ کا حمزہ خداوند سے لڑنے گیا ہی مین تجھے کب چھوڑتا
ہون تو دشمن خداوند کا دوست ہی یہ سنکر لندھور کو نہایت غیظ آیا کہا معلوم ہوا حال تیرا کہ تو کافر ہی اور دشمن
ہی میرے آقا کا کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر لا جو حربہ رکھتا ہو تاکہ حوصلہ دل مین نہ رہجائے یہ سنکر قرطاس
نے نیزہ مارا لندھور نے تیرے کو اوسکے نیزے پر روکا کئی نیزہ بازی ہونے چند طعن نیزہ قرطاس کا لندھور نے ہوائی
کیا قرطاس نے غیظ مین آکر گرز گران سر اوٹھایا اور خبردار خبردار کہکر لندھور پر مارا لندھور نے گرز اوسکا گرز پر
روکا اور اپنا گرز سترہ سو من کا اوٹھا کر جو مارا قرطاس نے بھی گرز اپنا بلند کیا لندھور کے گرز کو روکا مگر لنگر
نہ سنبھال سکا دونون ہاتھ تھرائے گرز چھوٹ پڑا سر پر گرا گرز سر مین سر گردن مین گردن سینے مین سینہ
شکم مین شکم کمر مین کمر کولون مین کولے گھینڈے کی پشت مین گھینڈا غرق زمین گرد اوڑی اور قرطاس

مع مرکب پیوند زمین ہوگیا یہ حال دیکھکر فوج اُسکی لندھور پر دوڑ پڑی اِدھر سے لندھور کے لوگ دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی
لندھور نے ایک ایک ضرب گرز مین چار چار پانچ پانچ کو پیوند زمین کیا ایک پہر بھر لڑائی رہی آخر فوج بیسوار شکست
کھاکر بھاگی لندھور مع فوج درے کے اندر آیا مال و اسباب اپنے قبضے مین کیا بعد ازان فرعونیہ کو روانہ ہوا

اب دو گوشے داستان داراب کشور کشا اور مالک اژدر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ داراب و مالک اژدر دونون ہمراہ درۂ گنجش کی طرف سے فرعونیہ کو روانہ ہوئے ہین جاسوسون کو
حکم دیا ہی کہ حال راہ کا دریافت کرکے خبر دیا کرین اور منزل بمنزل کوچ مقام کرتے ہوئے چلے آتے ہین کہ برابر درے
کے آکر پہونچے خیمہ استادہ کروایا مگر دیکھا اس بیشے کو کہ درخت انواع اقسام کے لگے ہین گلہاے رنگا رنگ پھولے
ہوئے ہین ہوا سرد چل رہی ہی درخت میوہ دار لدا اتنا لگے ہین اور ہر درخت کے نیچے میوہ ڈھیر ہی اس کثرت سے
کہ کوئی اُٹھانیوالا اُسکا نہین ہی نہرین پانی کی جاری ہین جانوران رنگا رنگ خوش الحان درختون پر بیٹھے
زمزمہ پیرائی کررہے ہین کہ آوازین اُنکی آسمان تک پہونچتی ہین اور صداے ساز کا اندازہ ہی بہت جانورون کی
آواز دف و دائرہ طبلا سارنگی کے موافق معلوم ہوتی ہی خنکی اسقدر ہی کہ گویا وہ مقام خطۂ کشمیر معلوم ہوتا ہی
داراب مالک نے اُس بیشے کو بہت پسند کیا فرحت حاصل ہوئی کہا کہ چندے ہم یہان رہینگے عجب مقام جان فزا
ہی ملازمون نے خیمے اُسی بیشے مین لاکر استادہ کیے معمول داراب کا یہ ہی کہ صبح کو شکار کھیلتا ہی رات کو سیر
راگ و رنگ مین رہتا ہی اسی طرح ایک ہفتہ وہان رہا جو جانور چارپایے ہمراہ تھے اُنھون نے بھی آرام پایا بعد اسکے
کوچ کیا اب گذر داراب کا ایک ویرانے مین سے ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ دور سے کچھ لوگ معلوم ہوئے
داراب کو دیکھکر مانند شیر غضبناک کے دوڑے اور پکارے کہ خبردار ادھر نہ آنا داراب گھوڑا بڑھاکر سامنے
آیا کہا کہ تم لوگ کون ہو جو مانع ہوتے ہو اُنھون نے کہا کہ ہم دیدبان ہین اسواسطے بیٹھے رہتے ہین کہ جو راہ بھولکر
یہان آئے اُسے منع کرین تاکہ اس راہ سے نجاے داراب نے کہا اس راہ مین کیا کوئی آفت ہی اُنھون نے کہا کہ یہان سے
کچھ دور پر ایک اژدہا رہتا ہی کہ یہان تمام اُسنے ویرانہ کردیا ہی آدمی تو کیا کہ وحش و طیر و جانوران درندہ تک یہان
نہین رہتے داراب نے پوچھا کہ مقام اُس اژدہے کے رہنے کا کہان ہی کہا کہ ایک درہ پہاڑ کا ٹوٹا سا ہی کہ اُسے
شکست درہ کہتے ہین وہان اژدہا رہتا ہی اور جسوقت وہ سر نکالتا ہی اور دم کشی کرتا ہی تو پہاڑ تک کے وحوش و طیور
کھنچکر اُسکے پیٹ مین چلے جاتے ہین یہ سنکر داراب نے کہا بس واہیات نہ بکو مین دور سے خاص اسی کے مارنے کو
آیا ہون ایک گرز مارونگا کہ مغز اُسکا پریشان ہوجائیگا اور پوست کشی کرکے اپنے ہمراہ لیجاؤنگا یہ سنکر دیدبانون نے
کہا کہ اے پہلوان زمان اس لاف و گزاف سے کیا حاصل جسوقت تو اُسے دیکھیگا زہرہ آب ہوجائیگا دیکھو یہ زہر
اُسی کا ہی کہ تمام درخت و سنگ سیاہ ہورہے ہین اور جسوقت وہ کبھی دریا کا رخ کرتا ہی تمام دریا جوش مارنے لگتا ہی
داراب بولا کہ یہ سب مین نے سنا ہی مین ابھی جاکر اُسے مارونگا اور چاہا کہ بقصد اژدہا مارنے روانہ ہو کہ اتنے مین
مالک اژدر اور کشور شاہ پہونچے اور حال سے اژدہے کے خبردار ہوئے داراب کو مانع ہوئے کہ ہرگز نہ جاؤ
اس سے فائدہ کیا اگر آپ اژدہے کو مارا داراب نے مالک سے کہا کہ مین تمہاری زبانی سن چکا ہون کہ
صاحبقران نے کئی اژدہے مارے ہین مین بھی اگر اس اژدہے کو مارونگا تو اپنے کو صاحبقران سمجھونگا نہین
تو دعواے صاحبقرانی میرا بیکار ہی یہ کہکر روانہ ہوا چلا اژدہے کی تلاش مین ہر ایک نے جانا کہ عمر داراب کی ختم
ہوگئی مگر داراب چلا جاتا ہی کوہ کی طرف کہ قریب شکست درے کے پہونچا دیکھا کہ تمام سنگ زمین [illegible]

علوم کیا کہ اژدہا یہان پھرا چلا ہی کہ یکایک دور سے ایک غار دکھائی دیا کہ منہ اُسکا بہت کشادہ تھا بس گھوڑسے
نیچے اُتر پڑا اور اُسکو کسی جلتے ہوئے نخل سے باندھ کر آپ غار کے قریب آکر نعرہ کیا لیکن کچھ آثار اژدہے کا ظاہر
نہ ہوا دوسرا نعرہ کیا جب بھی وہ اژدہا نہ نکلا جب تیسرا نعرہ کیا بس اُسی غار مین سے ایک دُھوان اُٹھا زمین ہلنے
لگی پہاڑ جنبش مین آگئے داراب سمجھ گیا کہ اژدہا نکلتا ہی بعد ایک لمحہ کے سر اژدہے کا غار سے نکلا کہ مُنہ سے قلاب
آتشین چھوڑ رہا تھا آنکھین دونون سُرخ تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ساغر خون کے بھرے ہوئے رکھے ہین اور
دانت مانند دانت فیل کے نکلے ہوئے تھے کان بھی مانند کان ہاتھی کے تھے کبھی کانون کو مثل سپر کے سر پر
لاتا تھا کبھی بدن اپنا جھٹتا تھا غرضکہ وہ اژدہا مانند فیل جنگی کے نمایان ہوا دیکھا تو تمام جسم مین خار مین مثل سیاہی
کے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جسم مین تیر نصب ہین اور راہ چلنے مین آواز چقا چاق کی بلند ہوتی تھی زمین کُھدی جاتی تھی آواز
اُسکے خارون کے زمین پر گھسٹنے کی کوسون جاتی تھی داراب نے یہ صورت اور ہیبت جو اژدہے کی دیکھی
درگاہ الٰہی مین دعا کی سر کو خاک پر ملا اور پکارا کہ یا خداوند آبحیات تو توانا ہی ہر شی کو تونے پیدا کیا ہی اور
زندہ رکھا ہی تو زندے کو مردہ کرتا ہی اور مُردے کو زندہ کرتا ہی خوب رویا اور بلبلایا کہ مجھے تیری مدد درکار ہی
اور کمر کو مضبوط باندھ کر اُسکی جانب چلا ہر چند فتاح کشوری عیار نے داراب کو منع کیا کہ پیر و مرشد
یہ آپ اُسکی طرف نہ جائیے داراب نے نہ سُنا قدم اُسی طرف بڑھایا اور اتنا قریب گیا کہ بخوبی اژدہے کو
دیکھا وہین ٹھہر کر قربان سے کمان ترکش سے تیر سہ پہلو نکالکر ناوک کمان مین پیوستہ کرکے ایک تیر مالا لے ہوا مارا
بعد اُسکے کمان کو زہ کیا چار طرف کھینچی اور دوسرا تیر جو مثل نیزے کے تھا کمان مین ملایا ایک قدم آگے بڑھا کر قریب
اژدہے کے پہونچا اژدہے نے داراب کو دیکھا قلاب آتشین چھوڑ نفس کشی کی داراب جست کرکے دور ہٹ گیا
زمین وہان کی جلنے لگی خس و خاشاک سوختہ ہوگئی مگر داراب تیر کمان مین پیوستہ کیے ہوئے تھا آنکھ اژدہے کی
تاک کر تیر مارا کہ دہنی آنکھ مین اژدہے کی سوفار تک غرق ہوگیا اژدہے نے سر اپنا دھنا داراب نے دوسرا تیر اُسکی
دوسری آنکھ پر مارا کہ وہ بھی سوفار تک پیوست ہوگیا اژدہے نے سر اپنا پتھر پر مارا کہ پاش پاش ہوگیا دنبالہ داراب
پر مارا داراب جست کرکے پیچھے ہٹا اژدہا تڑپنے لگا مگر زہر اژدہے کا جو ہوا سے منتشر ہوا داراب کے دماغ مین ہوا
زہر کا لو وہ پہونچی بیہوش ہوکر گر پڑا جتنے آدمی داراب کے پیچھے آئے تھے وہ بھی مدہوش ہوگئے مگر یہان مالک اژدر
اور قبقان داراب اور کشور شاہ دور کھڑے ہوئے تھے دو تین بار داراب کے نعرے کی آواز سنی سمجھے کہ
داراب اژدہے کے پاس پہونچ گیا مگر بعد اُسکے جو دیر تک آواز نہ آئی اور فتاح کشوری کہ خبر کو گیا تھا وہ
بھی نہ آیا تشویش ہوئی ہر چند لوگون سے کہا کہ جاکر خبر لاؤ کسی کا حوصلہ نہ پڑا اُسی وقت مالک اژدر نے
مرکب اپنا اُسی طرف جولان کیا اور داراب کی خبر کے واسطے چلا جاتے جاتے قریب شکستہ درے کے پہونچا دیکھا کہ
فتاح کشوری بیہوش پڑا ہی اور شاگرد اُسکے جو ہمراہ تھے وہ بھی بیہوش ہین اور آگے بڑھا چند قدم آیا ہوگا کہ داراب
کو دیکھا کہ تیر و کمان ہاتھ پاس ہی مگر اپنے ہوش مین نہین ہی اور سامنے اژدہا مرا پڑا ہی سر اُسکا پھٹا ہوا ہی عقل سے
دریافت کیا کہ اژدہے کو داراب نے مارا اور اُسکے زہر سے خود بھی بیہوش ہوا ہی کشور شاہ سے کہلا بھیجا عرب دران
جاکر کشور شاہ کو اپنے ہمراہ لایا لشکر کے حکیم آئے نبض دیکھکر زہر مہرہ وغیرہ منگواکر گھسوایا اور داراب کو پلایا
تھوڑی دیر مین داراب کو ہوش آیا مالک اژدر نے اس جرأت و ہمت کی بہت تعریف کی داراب
نے کہا کہ اب اِسکی پوست کشی کروائیے کہ ہم اپنے ساتھ لیجائینگے مالک نے اُسی وقت چارون کو بُلایا

پوست کشی کروائی خار اسکے انگ نکلوائے اور کہا کہ لوگ نیزون کے بدلے یہ خار لیے ہین بعد اسکے داراب نے تیاری سفر ملک فرعونیہ کی کی دریا سے فرعونیہ کو روانہ ہوا اور بہت مشکل سے اس بیابان کو طی کیا خیمہ استادہ ہوا کہ رات آرام سے بسر ہو تو صبح کو کوچ کرین مگر وہان وہ دیدبان کہ نشواط زنگی کی طرف سے بیٹھے تھے انھون نے جو دیکھا کہ اژدہے کو اسنے مارا اور پوست کشی کروا کے اپنے ساتھ لیے جاتا ہے جاکر تمام کیفیت نشواط زنگی سے بیان کی اسنے کہا کہ کتنا لشکر اسکے ساتھ ہے بیان کیا کہ چھ لاکھ سوار کی فوج ہمراہ ہے کہا دبیر سے کہ نامہ لکھو اس آب پرست کو کہ لشکر نے اسکے تمام علاقہ میرا پامال کیا ہے بہتر یہ ہے کہ نعلبندی اور راہ داری دیکر ادہر سے چلا جائے نہین تو مین بزور اس سے لونگا اس راستے سے جانا مشکل ہوگا زنگیان آدمخوار میرے ساتھ ہین لشکر کو ایذا پہونچا ئینگے دبیر نے لشکر اسیوقت نامہ لکھکر تیار کیا نشواط زنگی نے ایک عیار کو دیا وہ لیکر روانہ ہوا یہان صبح کا وقت ہے داراب نے اٹھکر منہ ہاتھ دھوکر کھانا کھایا ہے خیمے سے نکلکر چلنے کا ملک فرعونیہ کو ارادہ کیا ہے کہ سامنے سے ایک بگولہ نہایت تیز و تند معلوم ہوا آن واحد مین قریب لشکر شق ہوا اور ایک عیار گرد سے آلودہ خاک مین اٹا ہوا پہونچا نامہ سر سے نکالکر داراب کو دیا پوچھا داراب نے کہ تو نامہ کسکا لایا ہے اسنے عرض کیا کہ مین عیار ہون نشواط زنگی کا اسی کا نامہ لایا ہون داراب نے نامہ کھولکر پڑھا مضمون سے جو آگاہ ہوا غضبناک ہوکر کہا کہ پکڑو اس عیار نابکار کو ناک کان اسکے کاٹ کر نکالدو نامہ بیچ سے چاک کرکے گلے مین اسکے ڈالدو ملازمون نے موافق حکم کیا عیار باحال خراب سامنے نشواط زنگی کے پہونچا تمام حال بیان کیا نشواط نے جو ناک کان اسکے کٹے ہوئے دیکھے بہت برہم ہوا حکم کیا کہ لشکر ہمارا بھی تیار رہے مین اب اس آب پرست کو مارونگا تمام زنگی اسی وقت مسلح و مکمل ہوئے صبح کو نشواط زنگی سوار ہوا راہ میدان کی لی ادہر داراب نے بھی جسوقت عیار کے ناک و کان کٹوائے تھے اپنے لشکر کو بھی تیاری کا حکم دیا تھا صبح کو گھوڑے پر سوار ہوا لشکر ہمراہ لیکر چلا ادہر سے لشکر داراب کا جاتا ہے اور اس طرف سے لشکر نشواط زنگی کا آتا ہے بیچ مین مقابلہ ہوا صف آرائی ہوگئی نشواط زنگی نے اپنے لوگون سے کہا کہ اگر مین میدان مین جاؤنگا تو میرے مقابلہ کو وہی آب پرست کہ جسنے اژدہے کو مارا ہے آئیگا اور وہ نہایت زبردست ہے اس سے عہدہ برا نہو سکونگا چاہیے کہ ایکمرتبہ لشکر پر اسکے گر پڑین لوگ اسکے ہیبت سے ہماری بھاگ جائینگے وہ تنہا رہجائیگا بہر طریق پھر مار لینا اسکا آسان ہے سب زنگیون نے کہا کہ یہی صلاح بہتر ہے بس ایک مرتبہ زنگیان آدمخوار نے یورش کیا اگر لشکر داراب پر گرے داراب کا لشکر بھی لڑنے لگا مالک اژدر بھی تلوار کھینچکر زنگیون کو قتل کرنے لگا غلغلہ دار و گیر برپا ہوا زنگیون کی یہ کیفیت ہے کہ آب پرستون کو پکڑ پکڑ کر چیر چیر ڈالتے ہین ادہر آب پرست بھی جو زبردست ہین زنگیون کو مار رہے ہین اور نشواط زنگی مثل شیر تیمہ کرکے ہر طرف دوڑتا ہے اس سے کوئی مقابلہ نہین کرتا ادہر داراب زنگیون کو قتل کرتا ہوا چلا جاتا ہے جسپر تلوار لگی دو ٹکڑے ہوئے کہ نشواط زنگی اور داراب سے سامنا ہوا نشواط نے گرز مارا داراب نے تلوار سے گرز کو مثل کدو کے قلم کیا نشواط نے تلوار ماری داراب نے تلوار اسکی چھینلی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر یا خداوند آلحیات کہکر زور کیا کہ قاش زمین سے اٹھا لیا سر پر چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر مارے نشواط پکارا الامان داراب بولا بشرط ایمان اگر تو فرعون پر لعنت کرے اور آب پرستی اختیار کرے تو مین تجھے چھوڑ دون اسنے کہا مین نے لعنت کی فرعون پر داراب نے اسے ہاتھ سے رکھدیا وہ قدمون پر داراب کے گرا دین آب پرستی اختیار کیا اور پکار کر اپنے زنگیون سے کہا کہ بس اب لڑائی موقوف کر دین نے غلامی اس شہریار کی اختیار کی

سب علیحدہ ہوئے نشواط نے رخصت طلب کی داراب نے اجازت دی نشواط مع لشکر اپنے شہر میں آیا تمام ملک کو آئینہ بند کیا دعوت کی تیاری کر کے داراب کو لیگیا داراب تین روز وہاں رہا تمام شہر کو آب پرست کیا بعد اسکے نشواط زنگی سے کہا کہ اب میں ملک فرعونیہ کو حمزہ سے آزمایش کرنے کو جاتا ہوں اور مع فوج روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان ایرج کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ ایرج کوچ کر کے فرعونیہ کو روانہ ہوا تھا منزل بمنزل راہ طے کرتا ہوا جاتا تھا آگے آتے برابر ایک درۂ کوہ کے پہونچا وہاں خیمہ استادہ ہوا شاپور سے کہا جا کر خبر تو لاؤ کہ مالک اس درے کا کون ہے راستہ ہی یا نہیں شاپور واسطے خبر کے گیا اور حال دریافت کر کے آکر عرض کیا کہ حاکم یہاں کا ہامان زحل پیشانی ہے اور فرعون پرست ہے تمام درہ پہاڑ کا بند ہے اسقدر فوج اسکی پڑی ہوئی ہے پہاڑ پر اسکا قلعہ ہے قلعہ پر توپیں چڑھی ہیں کوئی قریب درے کے نہیں جا سکتا ہے ایرج نے کہا اگر جاہانیر اعظم نے تو میں اس قلعہ کو لونگا یہ تو ادھر ارادہ قلعہ گیری میں ہے مگر ہامان زحل پیشانی نے کہ شب ماہ تھی اور قلعے کے فیلبند دروازے پر بیٹھا ہوا سیر دیکھ رہا تھا دور سے اسنے چراغ و مشعل کی روشنی دیکھی دوربین سے جو دیکھا تو لشکر کا ٹیڑا تو معلوم ہوا ہرکاروں سے کہا کہ جاکر خبر لاؤ کہ یہ لشکر کسکا ہے جاسوس گئے ایک پہر کے بعد آکر عرض کیا کہ یہ لشکر آفتاب پرستوں کا ہے مالک اسکا ایرج نوجوان ہے اور دو صاحبقران وقت ہے ارادہ اسکا ہے کہ قلعہ کو لے ہامان بولا کہ یہ آفتاب پرست نہایت زبردست ہے اس سے سامنا کرنا بہت دشوار ہے اور یہ دشمن ہے میرا فرنگوشیہ پر بھائی میرا اسکے ہاتھ سے مارا گیا ہے عیاروں کو اپنے بلا کر کہا کہ تم میں سے ہے کوئی ایسا کہ جاکر اس آفتاب پرست کو پکڑ لائے کہ میں اپنے بھائی الکن بن لکنات زنگی کے خون کا عوض اس سے لوں عنطر باد رفتار نے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھیے میں جاکر اسے پکڑ لاؤنگا اور رخصت ہو کر روانہ ہوا پہر رات گئی ہوگی کہ لشکر ایرج میں پہونچا رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک خدمتگار کی بناکر لشکر کو طے کرتا ہوا بارگاہ ایرج کے پاس پہونچا دیکھا تو لوگ بہت ہوشیار ہیں نگہبان پاسبان سب جاگ رہے ہیں یہ نہیں باتیں کر رہے ہیں کہ بھائیو بہت ہوشیار رہنا کیونکہ سامنا حریف کا ہے رات کو نہیں معلوم کیسی گذرے وہ یہ رنگ دیکھکر ادھر سے پھر ا پشت خیمہ پر آیا دیکھا کہ کچھ فراش بیٹھے ہوئے چکیں جھیل رہے ہیں اسنے ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی اڑائی سب فراموش چھینکیں مار مار کر بیہوش ہوئے عنطر باد رفتار قریب آیا قنات چاک کر کے جھانکنے لگا دیکھا کہ دو سپاہی ہے پہرہ کھڑے ہیں دو خدمتگار کرسی پر بیٹھے ہیں شمع پر پروانہ بیہوشی کے مارا کہ دھواں اسکا منتشر ہوا خدمتگار سپاہی سب بیہوش ہوئے اب اندر خیمے کے آیا چادر عیاری ہلا کر روشنی گل کی بعد اسکے کچھ عیاری ہاتھ پر چڑھایا اسمیں بیہوشی رکھکر قریب ایرج کے لایا جیسے ہی اوپر کی سانس لی تمام بیہوشی دماغ تک پہونچگئی چھینک مار کر بیہوش ہوگیا جلدی سے حلقہاے کمند میں گرفتار کر کے چادر عیاری میں پشتارہ باندھکر پیٹھ پر لگا کر روانہ ہوا تمام لشکر کو طے کیا طلایہ کی گشت سے گذرا بھاگا بھاگ دروازۂ قلعہ پر پہونچا دربانوں کو بیدار کیا انھوں نے دروازہ کھولا عنطر پشتارہ بدوش اندر آیا سامنے ہامان کے پشتارہ ایرج رکھا ہامان کو رات بھر انتظار کرتے ہوئے گذری تھی کہ یکایک عنطر پشتارہ بدوش پہونچا کہا کہ لیجیے دشمن آپ کا حاضر ہے ہامان نے کہا بلاؤ آہنگروں کو اسی وقت آہنگر حاضر ہوئے عنطر کو خلعت زر عنایت کیا اور آہنگروں سے کہا کہ اس آفتاب پرست کو اسیر غل و زنجیر کرو آہنگروں نے خوب قید گران ڈالی دو بیڑیاں دوہرا طوق دوہری ہتھکڑی اب عنطر سے کہا اسے ہوش میں لاؤ عنطر نے فتیلہ رفع بیہوشی دیا ایرج نوجوان کی آنکھ جو کھلی بارگاہ غیر نظر آئی متعجب ہو کر بطریق آفتاب پرستان سلام کیا اور پوچھا تم کون ہو وجہ مجھے

کس واسطے پکڑوا کر اسیر کیا ہی ہامان نے کہا او آفتاب پرست تو نے میرے بھائی الکین بن لکنات زنگی کو مارا ہی
مین مجھے اسکے عوض مین قتل کرونگا اور حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو غضنفر اسی وقت جلاد کو بلا لایا ہامان نے جلاد سے
کہا کہ قتل کر اسے جلاد نے چبوترہ ریگ کا تیار کیا اور ایرج کو بٹھایا سیاہ خط گردن پر کھینچا پوچھا جو کہنا ہو کہہ لے
جو کھانا ہو کھا لے کہ وقت آخر تیرا قریب ہی ایرج نے جواب نہ دیا جلاد نے پھر پوچھا ایرج نے تغیظ سے کہا کہ تو اپنا کام
میری کوئی حاجت نہین ہی اُدھر ہامان نے کہا کہ قتل کر دیکھتا کیا ہی جلاد دو حکمون کا منتظر ہی ہامان نے پھر
جھلا کر کہا کہ قتل نہین کرتا ہی دیر لگا رہا ہی ایرج کی یہ کیفیت ہی کہ اپنے حال زار پر زار زار رو رہا ہی کہ افسوس سب دل کی
حسرتین دل مین رہین اسطرح قتل ہوتے ہین کہ کسی کو خبر نہین ادھر جلاد دیکھیے حکم کا منتظر ہی اور ہامان حکم دیا چاہتا
ہی کہ ہمرہ مند وزیر ہامان کا پہونچا جلاد کو منع کیا اور ہامان سے کہا آپ یہ کیا غضب کرتے ہین کہ اتنے بڑے سردار
کو قتل کروائے ڈالتے ہین کہ جسکا مثل و نظیر نہین ہی صاحبقران وقت دیکھیے تو انکے لشکر مین کیسے کیسے سردار
ہین اگر یہ قتل ہو گیا قلعہ کو تس نس کر دینگے یہ شخص آفتاب پرستون کی جان و قوت ایمان ہی اسکا قتل کرنا
مناسب نہین ہی بہتر یہ ہی کہ اسکو قید رکھیے ہامان نے کہا اچھا لیجاکر زندانخانے مین اسے قید رکھو لوگ ایرج کو کشان
کشان زندانخانۂ تاریک و تنگ مین لائے در بند کیا نگہبانون سے کہا خوب نگہبانی اسکی کرنا مگر حال سنیے
لشکر ایرج کا کہ صبح کو بارگاہ ایرج مین غلغلہ ہوا کہ کوئی ایرج کو چرا کر لیگیا ادھر مالک بن ملکوت شاہ تخت
پر آکر بیٹھا سردار دنگلون پر آکر بیٹھتے جاتے ہین مالک کہہ رہا ہی کہ آج کچھ خود بخود دم گھبراتا ہی کیا سبب ایرج
نوجوان ابھی تک بارگاہ مین نہین آیا ہی باتین ہین کہ رفیق ایرج کے گریان و نالان پہونچے مالک بن ملکوت شاہ
نے گھبرا کر پوچھا ارے خیر تو ہی جلد حال بیان کرو انھون نے کہا کہ ایرج نوجوان بستر خواب پر سے گم ہو گیا یہ سنکر
مالک بن ملکوت شاہ سُن ہو گیا مگر شاپور سے کہا کہ جاکر دریافت کرو کہ ایرج کو کون لیگیا شاپور اسی وقت
بارگاہ مین آیا تیر اچھار کا لگا ہوا پایا پیچھے قنات بھی چاک دیکھی معلوم کیا کہ کوئی عیار لیگیا ہی آکر مالک بن
ملکوت شاہ سے بیان کیا کہ کوئی عیار آکر چرا لیگیا ہی مگر مین اسے پہچانتا نہین ہون حکم دیا کہ اے شاپور تم بھی جاؤ
اور عیارون پر بھی تاکید کرو کہ دریافت کرین کہ ایرج نوجوان کہان ہی کسنے چرا منگایا ہی عیار یہان سے صورتین
بدل بدلکر چلے شاپور شیر دل ایک صحرا مین جاکر سوچا کہ کسی تدبیر سے چلکر دریافت کرنا چاہیے خیال مین گذرا کہ سوداگر
بنکر چلنا چاہیے اس سے بہتر تدبیر نہین ہی اور پشت قلعہ کی طرف سے چلنا اور مناسب ہی تاکہ گمان حریف کا اہل قلعہ
کو نہو یہ سوچکر رنگ ملے روغن عیاری لگا کر صورت اپنی سوداگر کی بنائی اور کچھ لوگ اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا پشت قلعہ پر
پہونچا لوگون نے ہامان سے خبر کی کہ ایک سوداگر اس طرف سے جاتا ہی ہامان نے کہا بلا لو لوگ گئے اور شاپور سے
کہ صورت سوداگر کی بنا تھا کہا کہ بادشاہ ہمارا تمکو طلب کرتا ہی جواب دیا کہ بادشاہ تمھارا آفت مین تو پھنسا ہوا ہی
ہمین بھی کیا عذاب مین ڈالیگا سامنے قلعہ کے اتنا بڑا لشکر اترا ہوا ہی کہا کہ تم نہ گھبراؤ بادشاہ نے ہمارے سردار لشکر
کو کہ نام اسکا ایرج ہی اور صاحبقران وقت ہی حیلہ سے پکڑوا کر قید کر لیا ہی اب کسی کا حوصلہ نہ ہوگا کہ ہمسے لڑے
جب تک سردار انکا قبضے مین ہی کہا اچھا چلو اور ہمراہ اُن لوگون کے اندر قلعہ کے آیا ہامان کو سلام کیا اُسنے پوچھا
نام تمھارا کیا ہی اور کہان سے آئے ہو اسنے دست بستہ عرض کیا کہ نام میرا مشکل فروش ہی آتا ہون ملک [illegible]
سے جہازون پر مال و اسباب بہت لدا ہی مین کچھ آدمیون سے تھوڑا جواہر ساتھ لیکر نکلا تھا اسطرف بھی آنکلا
کیسے آپنے کیون مجھے طلب فرمایا ہی ہامان نے کہا کہ کچھ اشیائے جواہر ہمنے بھی لینگے کہا بہت خوب ہامان نے

عنطر سے اشارہ کیا اُسنے کرسی لاکر بچھادی ہامان نے اشارہ کیا کہ بیٹھو مخمل فروش سلام کرکے بیٹھ گیا اور ایک ڈبیا
جیب سے نکالی کہ مخمل سرخ سے منڈھی ہوئی تھی ہامان نے پوچھا اسمین کیا ہو عرض کیا کہ دو لعل بے بہا ہین اور ڈبیا
جو کھولی تمام وہ مقام روشن ہوگیا ہامان نے کہا قیمت انکی کیا ہو بس یہ سنتے ہی سوداگر نے دونون لعلون کو ڈبیا مین
رکھکر اُسی طرح بند کرلیا ہامان نے کہا بھئی یہ کیا ہمنے قیمت پوچھی تمنے لعل بند کرلیے کہا حضور یون تو بادشاہ مال دیکھکر
خوش ہوتے ہین جب قیمت کہی جاتی ہی تو کوئی نہین لیتا اور ہزارہا نقص نکالتا ہو لوگون کے کہے سُنے پر پھیر دیتا ہو
یہ سنکر ہامان نے کہا تم جو قیمت کہوگے ہم وہی دینگے مصرع قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری + ہم کسی کے کہے سُنے مین
کیون آئینگے کیا نگاہ نہین رکھتے ہین سوداگر نے بادشاہ کو پکارکے دو کرور روپیہ قیمت کے کہے اور ڈبیا آگے بڑھادی
ہامان نے ارادہ کیا کہ اُٹھالے کہا پہلے روپیہ منگوا دیجیے پھر ڈبیا کو اُٹھائیے گا مگر نگاہ شاپور شیر دل کی عنطر
سے لڑی ہوئی ہو کہ یہ عیار ہی پہچان نہ لے اسی کے خوف سے بادشاہ کو خرید پر پکار لیا غرضکہ روپیہ لیکر قلعہ
سے روانہ ہوا یہان بادشاہ نے ڈبیا کھولی عنطر نے کہا مین تو دیکھون ہامان نے اُسے بھی دکھایا عنطر تو دیکھکر
چپ ہورہا کہ ہامان کو پیاس لگی پانی مانگا خدمتگار نے گلاس آگے بڑھایا ہامان نے ایک ہاتھ مین گلاس لیا
وہ ہاتھ سے پھسلنے لگا چاہا کہ دوسرے ہاتھ سے سنبھالون کہ دونون لعل چھوٹ کر جام مین جاتے رہے ہامان
نے جلدی سے انھین نکالا اب جو دیکھا تو پانی سرخ ہورہا ہو اور لعل سفید ڈلیان مصری کی معلوم ہوتی ہین کہا
یہ کیا سحر کیہ ہو عنطر نے کہا کوئی عیار آپ کو فریب دیکر روپیہ لے گیا یہ مصری ہو چاہیے نوش کرکے دیکھ لیجیے
بادشاہ نے زبان پر جو رکھا صاف مصری کا مزا معلوم ہوا ہامان نے کہا معلوم ہوا کہ یہ عیار آفتاب ستون
کا خبرگیر اسلیے آیا تھا جب ہی میرے ملازمون سے کہا تھا کہ ہم نہین آئینگے تم خود دشمنون مین گھرے ہوے ہو
اس فریب سے حال دریافت کر گیا مگر کیا پروا ہو اور عنطر سے کہا اب انتظام رکھو کہ کوئی قلعہ مین نہ آئے ادھر
شاپور شیر دل خبر دریافت کرکے روپیہ لیکر خدمت مین مالک بن ملکوت شاہ کی آیا اور بیان کیا کہ
زبدۂ آفتاب پرستان اسی قلعہ مین قید ہو مالک بن ملکوت شاہ نے حکم دیا کہ ابھی لشکر تیار ہو
اُسی وقت کمر بندیان ہونے لگین ایک آن واحد مین لشکر تیار ہوگیا اب حکم دیا مالک نے کہ قلعہ کا محاصرہ
کرلو لشکر نے چارطرف سے گھیر لیا ہامان نے فیلبند دروازے پر سے دوربین لگاکر دیکھا لا انتہا لشکر نظر آیا
ادھر مالک بن ملکوت شاہ نے پکار کر کہا کہ اگر بہتری اپنی جان کی چاہتے ہو تو ایرج نوجوان کو چھوڑ دو
نہین تو تم سب مارے جاؤگے قلعہ ایک دم مین چھن جائیگا ادھر قلعہ پر سے جواب ملا کہ اگر تمنے قلعہ پر یورش
کرکے لیا تو ہم ایرج کو اُسی وقت قتل کروا دینگے اور ایرج کو زیر دیوار بٹھالا اور پکار کر کہا کہ تم آگے بڑھے اور
ہمنے اسکا سر کاٹ کر پھینک دیا ناچار مالک بن ملکوت شاہ پھر داخل بارگاہ ہوا اور کہا کہ یہ قلعہ بغیر عیاری
کے ہاتھ نہ آئیگا عیار فکر مین مصروف ہوے مگر اتفاقات روزگار ایک بیٹی تھی ہامان کی کہ حسن مین یکتائے زمانہ تھی
اور نام اسکا ملکہ شوخ نگاہ کج ابرو تھا جس روز کہ لوگ ایرج کو زندانخانے مین لائے تھے ملکہ اپنے قصر پر
بیٹھی تھی اور زندانخانہ زیر قصر واقع ہوا تھا اور نگاہ اُسکی جمال بیمثال ایرج نوجوان پر پڑی ہزار جان سے
دلدادہ و فریفتہ ہوگئی ہو دم بھر مین نقشہ بدل گیا غم و الم سے میل عیش و سرور سے بگاڑ ہر وقت یار کا خیال
فرقت کا ملال کبھی اپنے اوپر نفرین کرنا کہ غیر شخص غیر ملت کا اس سے محبت کیسی دوسرے وہ شخص جسکا تیرا
باپ دشمن اگر اپنے باپ سے دشمنی لیتا ہو تو اسکا عشق بجا ہو غرضکہ طرح طرح کے خیال انواع و اقسام کے

ملال دل پر گند سے بابت بیقراری ہوئی یہ اشعار عشق آمیز زبان پر لائی **غزل**

جادہ ہی عدم کا اسی منزل کے برابر
اس قید سے ہوئی نہین جا نسبت رہائی
قاتل کی رکاوٹ بھی ہو قاتل کے برابر
آئے مرنے کی خبر سنکے وہ خوش خوش
یہ آگ بری بھڑکی ہی ساحل کے برابر
جب بحر مین لی سانس چھری چلگئی دلپر
دو چار رگوے جو ہین محمل کے برابر
ارمان سے آسان جو گودم کا نکلنا
لی آہ نے فرقت مین رسائی بھی نہ پیدا
ہو رشتۂ الفت بھی سلاسل کے برابر
الفت مین اسے گرگ بغل جانتے ہین ہم
ہی بزم عزا جیش کی محفل کے برابر
کیا دور ہی ملجائے اگر دلسے دل اسطرح
کھنچنے مین ہی دم خنجر قاتل کے برابر
پہلو رہے آباد جو اے درد محبت
لیکن یہ سہولت بھی ہو مشکل کے برابر
ہو راہ فنا کو جو قاتل کے برابر
ہم اسکو سمجھتے تھے کشش دل کے برابر
مشتاق شہادت کو کیے ذائقی ہو ذبح
کب بسمل تسکین ہو کوئی دل کے برابر
اک لاگ ہو آنکھوں نے مرے دل کی لگی کو
سمجھے مرے دل کو جو کوئی دل کے برابر
بربادی مجنون کی خبر دیتے ہین شاید
سمجھون ہین جدائی مین مجھے دل کے برابر

اس اس طرح کے اشعار محبت خیز عشق آمیز جو پڑھے بیتابی دل بڑھی ضبط نہ ہوسکا سوچی کہ کچھ تدبیر ایسی نکالنا چاہیے جس سے وہ شہریار عالیجاہ قید سے رہا ہو بس کچھ حلوا بیہوشی آمیز پکوایا اور اپنی دو چار رازدانون کو ساتھ لیکر دروازۂ زندان پر آئی زندانبانون کی حلوا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ملکہ نے دشمن کی گرفتاری کی منت مانی تھی کہ جس دن قید خانہ دشمن سے آباد ہوگا تو زندانبانون کو حلوا کھلاؤنگی کھادی نے بیجا کر زندانبانون کو دیا انھون نے ہزارون دعائین دیکر کھالیا لیک آن واحد مین بیہوش ہوگئے اب ملکہ مع انیسون دروازۂ زندان پر آئی سب کو چھوڑ کر تنہا داخل ہوئی دیکھا کہ ایرج سر جھکائے بیٹھا ہی مگر فکر کر رہا ہو کہ اے ایرج بڑے پیچ و تاب بیہاں سے چھوٹنا دشوار ہو کہ یکایک دروازہ زندان کا کھلا دیکھا ایرج نے کہ ایک نازنین حور تمثال شمع روشن ہاتھ مین لیے ہوئے آتی ہو کہ جسکے نور حسن کے آگے روشنی شمع کی کم معلوم ہوتی ہو پروانے شمع کو چھوڑکر اس روے روشن کے گرد پھرتے ہین ایرج بھی اُسے دیکھکر فریفتہ ہوا لیکن وہ حور وش قریب ایرج کے آئی ایک ہاتھ مین کھانا تھا سامنے ایرج کے رکھدیا کہا کہ اے شہریار نوش فرمایئے آپ نے قید مین طعام لذیذ کئی روز سے نوش کیا ہوگا ایرج اسکی گفتگوے محبت آمیز سے اور پینے لگا پوچھا کہ آپ کون ہین اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار مین بیٹی ہون ہامان کی ملکہ شوخ نگاہ کج ابرو میرا نام ہو جس روز سے کہ آپ کو دیکھا دل بیقرار تھا لاکھ ضبط کیا مگر کچھ کام نہ نکلا آخر بیتابی دل یہانتک لے آئی اور سوہان بھی لیتی آئی ہون کہ قید آپ کی کاٹ دون ایرج بہت ہنسا کہ ان نازک کلائیون کے زور سے قید کٹیگی کہا کہ قید کاٹنے کی حاجت نہین ہو اور پکڑ کر قید کو یا قہر الاعظم آفتاب تابان کہکر جھٹکا مارا کہ قید کو توڑ ڈالا اُسیوقت اُٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ ملکہ کے روانہ ہوا ملکہ اپنے قصر مین لائی دیکھا ایرج نے کہ قصر نہایت پر تکلف ہو سب سامان عیش مہیا ہو ملکہ نے ایرج کو مسند پر بٹھایا لیکن رنگ روے دمبدم متغیر ہوا جاتا ہی ایرج نے یہ کیفیت دیکھکر پوچھا کہ اے ملکہ کیا خوف ہو کس بات کا ڈر ہی یہ چشم نرگسین مین آنسو کیون ڈبڈبائے آتے ہین یہ کیون اُترا چہرہ خود بخود شرمندہ ہوا جاتا ہو اُسنے عرض کی کہ اے شہریار باپ میرا آپ کا دشمن جانی ہو جسوقت اُسے خبر پہنچیگی یہان آکر مجھے اور آپ کو دونون کو قتل کریگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا سو جب شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد + اے شہریار افسوس ہو کہ چند دن بھی عیش سے نہ بسر ہونگے ایرج نے جواب دیا کہ اے ملکہ تم کچھ اپنے دل مین خوف و ہراس نہ کرو کہو تو بارگاہ مین گھسکر اُسے باندھ لاؤن اُسکے سردارون کے ٹکڑے اڑاؤن ملکہ نے کہا کہ اے شہریار آپ تنہا ہین وہان لشکر کثیر آپ کیا کر سکتے ہین اگر آپ نے وہان جانے کا ارادہ کیا

کو یہی اپنا گلا کاٹ کر مر جاؤنگی بہتر یہی کہ یہ چند ساعت کی زندگی ہماری عیش و راحت سے بسر کیجیے غم کو دل سے دور
کیجیے یہ کہکر گلے میں ہاتھ ڈالدیے ایرج نے آنسو اُسکے پاک کیے اب جام شراب گردش مین آیا باہم اختلاط ہونے لگا
مگر وہان زندانبانون کو جو ہوش آیا دیکھا کہ قفل زندان ٹوٹا ہوا ہے اندر آکر جو دیکھا قیدی کو نہ پایا روتے پیٹتے
اپنے مالک کی خدمت مین آئے دست بستہ لرزان و ترسان عرض کی کہ اے شہریار عجب واردات ہے کہ آپ کے
قلعہ مین سے کوئی قیدی کو چرا کر لیگیا ہامان زحل پیشانی پر نہایت غیظ و غضب طاری ہوا کہا جلد تلاش کرو
جسکے یہان سے قیدی نکلیگا اُسکے گھر بار کو مٹا دونگا تمام قلعہ مین ڈھونڈھ پڑگئی ہر گھر مین عورتین گھستی پھرتی
ہین کہ یہان قیدی بادشاہ کا ہو دیکھو جو چھپائیگا سزاے معقول پائیگا ہر ایک پر خوف طاری ہے کہ دیکھیے
کیا ہوتا ہے ایک شور و غل قلعہ مین برپا ہے ایک مرتبہ دو ایک عورتین دوڑی ہوئی پاس ہامان کے آئین عرض
کی اے شہریار جان کی امان پائین تو عرض کرین کہا بیان کرو تمھاری جان تمکو بخشی عرض کی اے شہریار اور تو
کچھ ہم نہین جانتے مگر قیدی آپ کی بیٹی ملکہ شوخ نگاہ کج ابرو کے ساتھ قصر مین بیٹھا ہوا مصروف شرابخواری ہے
یہ سنکر ہامان کو نہایت غیظ آیا تلوار کھینچکر چلا کہ ابھی جاکر مار ڈالونگا اور ہمراہ اُن عورتون کے داخل محل ہوا دیکھا کہ
ایرج ملکہ کے ساتھ بیٹھا ہوا میخواری کر رہا ہے باتین محبت آمیز ہو رہی ہین گلون مین ہاتھ پڑے ہوے ہین یہ دیکھکر
آگ ہو گیا جہان نظر مین تیرہ و تاریک ہو گیا نعرہ کیا او آفتاب پرست تو نے غضب کیا کہ ناموس مین میرے
خلل انداز ہوا بغیر مارے نہ چھوڑونگا اور جھپٹ کر تلوار ایرج پر ماری ملکہ تو سہم کر الگ ہو گئی ایرج نے بجرأت تمام
آئی تلوار خالی دیکر کے جھٹکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی فوراً کر کے ہاتھ تلوار چھینلی ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ نعرہ یا معظم آفتاب کا بان
کمر پر ہاتھ مارا کر سر سے بلند کر دیا سر پر پیچ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا ایرج کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا چاہتا
تھا کہ دھڑ سے سر کھینچکر پھینکدون کہ اُسنے امان مانگی کہا بشرط ایمان اگر تو دین آفتاب پرستی اختیار کرے تو مین
چھوڑ دون اُسنے کہا مین نے لعنت کی فرعون پر دین آپ کا اختیار کیا ایرج اُسکے سینہ پر سے اترا وہ ایرج
کے قدمون پر جھکا ایرج نے اُسے گلے سے لگایا اور کہا کہ اب ہمارے بادشاہ مالک بن ملکوت شاہ کو بلاؤ ہامان
نے عرض کی بہت خوب اور وہان سے اُسی وقت اپنی بارگاہ مین آیا ایرج کو بھی ساتھ لایا حکم دیا کہ دروازے شہر کے
کھولدو جاکر مالک بن ملکوت شاہ سے عرض کرو کہ اے شہریار اب آپ قلعہ مین بخوف و خطر تشریف لائیے مین نے
غلامی زبدۂ آفتاب پرستان کی اختیار کی یہ سنکر اہل دربار بہت گھبرائے کہ یہ کیا معاملہ ہے یا یہ کوئی اسکی
وہی عیار عنطر باد رفتار کہ ایک مرتبہ ایرج کو گرفتار کر کے لایا تھا خدمت مین مالک بن ملکوت شاہ کی روانہ
ہوا وہان مالک دربار مین شاپور سے کہ رہا تھا کہ تم کچھ تدبیر نہین کرتے ہو زبدۂ آفتاب پرستان کیونکر رہا ہوگا
شاپور عرض کر رہا ہے کہ اے شہریار مین کوشش سے غافل نہین ہون کہ سامنے سے چوبدار نے آکر عرض کیا کہ
عنطر باد رفتار عیار ہامان زحل پیشانی کا حاضر ہے کہا بلاؤ عنطر اندر بارگاہ کے آیا سلام کیا دست ادب بستہ عرض کی
کہ بادشاہ نے ہمارے غلامی زبدۂ آفتاب پرستان کی اختیار کی اب آپ شوق سے قلعہ مین تشریف لیچلیے بادشاہ کے
دیدار کا نہایت مشتاق ہے یہ سنتے ہی آفتاب پرستون مین نہایت عید ہوئی اور مالک نے عنطر کو خلعت دیا اور
تیاری کر کے روانہ ہوا اُدھر سے ہامان زحل پیشانی اور ایرج استقبال کو آئے باعزاز و اکرام تمام اندر قلعہ کے
لائے تخت پر بٹھایا خود ہامان کرسی پر بیٹھا دعوت کی تیاری کی تمام شہر کو آفتاب پرست کیا غرضکہ
دور دور تک خوب جشن رہا ناچ راگ رنگ کی صحبت رہی دوسرے روز ہامان نے عرض کیا کہ مین نے

شوخ نگاہ کج ابرو کو زبدۂ آفتاب پرستان کی کنیزی مین دیا مالک نے کہا ہمین منظور ہے اب مالک نے کہا
کہ تم تیاری کرو ہم قلعہ سے باہر جاتے ہین برات لیکر آئینگے یہ کہکر مالک قلعہ سے باہر آیا سامان شادی کا ہونے لگا
سہ پہر کے وقت ہامان نے مانجھا بھیجا ایرج مانجھا پہنکر بیٹھا اور تاریخ برات کی قارن قمر مین نے ٹھہرائی اب
جبتک دن برات کا آئے ایرج روز مانجھا پہنے ہوے دربار مین آتا ہے تمام اہالیان دربار کی کلاہین نیم رہ مین ایک دن
ایرج دربار سے اٹھکر اپنے خیمے کی طرف جاتا ہے بہزاد و مرتد و دیلم شباطہ زنگی ہمراہ ہین کہ یکایک برق چمکی کہ آنکھین
سب کی جھپک گئیں اب جو دیکھا تو ایرج نہین ہے بہزاد و دیلم نے کہا نیر اعظم خیر ہے یہ کیا ماجرا ہے روتے ہوئے خدمت
مین مالک شاہ کی آئے عرض کیا کہ ابھی ہم ساتھ ایرج نوجوان کے انکے خیمے کیطرف جاتے تھے کہ ایک تجلی ایسی
چمکی کہ آنکھین ہماری جھپک گئیں پھر جو دیکھا تو زبدۂ آفتاب پرستان کو نہ پایا مالک نے اسیوقت قارن
کو طلب کیا اور کہا کہ اگر یہ شادی راس نہ تھی تو تو نے کیون نہ آگاہ کیا دیکھا اسطرح زبدۂ آفتاب پرستان
غائب ہوگیا قارن نے عرض کی کہ مین نے پہلے علم نجوم مین دریافت کیا تھا اُس سے معلوم ہوا کہ درمیان مین
کوئی افتاد پڑیگی لیکن انجام بخیر ہوگا مالک نے کہا پھر ایرج کب تک ظاہر ہوگا قارن نے کہا آج کے تیسرے دن
جو برات کا دن ہے آپ رسوم شادی کے مثل سانچق مہندی کے بھیجے برات کے روز زبدۂ آفتاب پرستان آجائیگا
انکو تو یہین چھوڑیے مگر حال سنیے ایرج نوجوان کا کہ اسکو بجبر اٹھا لیگیا تھا ایرج تنج ہوا سے بیہوش ہوگیا تھا
جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک باغ بہشت آئین مین دیکھا کہ قصر تکلف مین مسند پر ایک نازنین بیٹھی ہے اور زانو پر
اُسکے میرا سر ہے یہ دیکھکر ایرج نے پوچھا تو کون ہے اُسنے جواب دیا کہ عاشق ہون تیری نام میرا دل افروز جادو ہے
لیکن واضح رہے ناظرین ہو کہ یہ ساحرہ بعد قتل ستمش جادو فرعونیہ سے بھاگ کر آئی ہے اور اس صحرا مین رہنا
اختیار کیا ہے ایرج نے کہا مین ساحرہ کا وصل ہرگز قبول نہ کرونگا یہ سنکر اُس نازنین نے کہا کہ اگر تو وصل قبول نہ کریگا
تو مین تجکو مار ڈالونگی اور اگر دل میرا شاد کریگا تو تجھے بادشاہ ہفت کشور بناؤنگی ایرج نے کہا مین عورت کی مدد نہین
چاہتا ہر چند دل افروز جادو نے اصرار کیا ایرج نے نہ مانا اس ساحرہ نے ایرج کو ستون سے بندھوا دیا اور سحر
سے ہاتھ پاؤن ایرج کے بیکار کر دیے اور آپ چلیگئی ایرج ہر چند زور کرتا ہے لیکن جس رسّی مین بندھا ہوا ہے وہ
نہین ٹوٹ سکتی دوسرے روز ساحرہ پھر آئی ساتھ اسکے بہن اُسکی چشم افروز جادو بھی آئی اور ایرج کو دیکھکر عاشق ہوگئی
کہا کہ بہن دل افروز یہ کون ہے اُسنے کہا یہ میرا گنہگار ہے چشم افروز نے کہا تمھارا گنہگار ہے تو ہمارا دلدار ہے اسے مین
دیدو اسپر دل افروز گھبرائی کہا کہ مین نے آپ کے لحاظ سے کہا کہ میرا گنہگار ہے ورنہ مین تو خود عاشق ہو کر اسے
لائی ہون چشم افروز نے کہا او قحبہ تو نے مجھسے چھپایا کیون تھا اب یہی تیری سزا ہے کہ اسے تجھسے چھین لیجاؤن
دل افروز نے کہا جب تک میرے دم مین دم ہے اُسوقت تک کوئی نہین لیجا سکتا بس خیر اسی مین ہے کہ یہان سے
چلی جاؤ تم بڑی ہو مین نے تمھارا بہت لحاظ کیا ورنہ سحر و ساحری مین تمسے کسی طرح کم نہین ہون یہ سنکر چشم افروز نے
کہا تو تجھے اپنے سحر پر ناز ہے اب تو حوصلہ اپنا نکال لے یہ سنکر دل افروز جادو جلی ہوئی تو تھی ہی جلدی سے
ایک گولہ جھولی سے نکالکر کھینچ مارا چشم افروز نے دستک دی کہ آنکھین دل افروز کی جھپک گئیں لیکن اب جو
دل افروز نے آنکھ کھولکر دیکھا تو چشم افروز زمین پر تڑپ رہی ہے گولہ سینے کو توڑ کر پار نکل گیا ہے یہ وہ مار اسکو لگی
تھی کہ سر پر برق چمکی اور دل افروز کے دو ٹکڑے ہوے اور چشم افروز نعرہ کرکے آسمان پر سے زمین پر آئی اب دیکھا
ایرج نے اُس باغ مین آگ لگی دھڑ دھڑ جلنے لگا آندھی چلی اور تیرہ و تاریک ہوگیا وہ قصر بھی غائب

ستون بھی عمارد اب جو روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من دل افروز جادو بود حیف جاندادم و بمطلب
خود نرسیدم ایرج نے اپنے کو ایک صحرا مین پایا اور چشم افروز کو سامنے دیکھا کہا کہ اسنے تو بڑی ظالم ہی کہ اپنی بہن کو
تونے مار ڈالا اسنے جواب دیا کہ او ظالم تیرے ہی محبت مین یہ سب کچھ ہوا اب شرط محبت یہ ہی کہ مجھسے وصل
قبول کر ایرج نے کہا تو ساحرہ ہی مجھسے یہ ہرگز نہ ہوگا یہان تو یہ رد و قدح ہی کہ یکایک دو پنجے پیدا ہوئے ایک نے گلا
چشم افروز کا پکڑا دوسرے نے کمر بند ایرج کا تھاما اور اٹھائے لیے چلا گیا اب جو آنکھ ایرج کی کھلی اپنے کو ایک صحرا
مین دیکھا کہ کھڑا ہوا ہون سامنے ایک بڑا دیو پکارا او آدمزاد غضب تونے کہ معشوقہ کو میری مروا ڈالا مین نے
چشم افروز کو تو کھا لیا لیکن تیرے باعث سے وہ ماری گئی تجھے زندہ نچھوڑونگا ایرج نے کہا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر
دیو نے ہاتھ بڑھایا کہ پکڑ کر کھا لون ایرج نے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ دیو اوندھے منھ زمین پر آیا ایرج پشت پر اسکی
چڑھ بیٹھا اور گھونسے مارنا شروع کیے کہ دیو کو بولا دیا دیو توبہ کرنے لگا ایرج نے کہا مجکو قریب قلعہ ہامانیہ کے پہونچا دے
تو تجھے چھوڑ دون دیو نے کہا اچھا خوشنگر دیو ایرج کو لیکر اڑ کر طرف قلعہ ہامانیہ کے روانہ ہوا یہان مالک
بن ملکوت شاہ نے اس خبر کو ایرج کے غائب ہونے کی چھپایا اور رسوم شادی کے ادا کیے یہان تک کہ دن
برات کا ہوا چراغان کی تیاری ہوئی ایک بارگاہ نہایت عمدہ آراستہ کی گئی قلعہ تک بارگاہ سے دو رستہ
تھا شہر بندی ہوئی درخت صحرا کے تمامی سے منڈھے گئے یہانتک کہ رات ہوئی اب سب تیاری ہو چکی ہی
اور مسند خالی ہی دولھا کا پتا نہیں مالک تمار ن قمر زمین پر خفا ہو رہا ہی کہ اس وقت تک زبیدہ آفتاب پرستان
نہ آیا مین نے خبر بھی ظاہر نہ ہونے دی شاپور نے ایک سردار کو شکل ایرج بنا دیا تھا کہ وہ دنگل یا ایرج کے
بیٹھا رہتا تھا یہی گفتگو تھی مگر شاپور شیر دل انتظار کرتا پھرتا تھا درختون مین صحرا کے روشنی کروا تا پھرتا تھا
کہ دیکھا اسنے کہ یکایک ہوا ہے تند چلی کہ تمام چراغ گل ہو گئے اور ایک پہاڑ زمین پر آ رہا اس نے فتیلہ عیاری
روشن کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک دیو ہی اور زبیدہ آفتاب پرستان پشت پر اسکی سوار ہی ایرج پشت
سے زمین پر آیا دیو کو چھوڑ دیا شاپور دوڑ کر قدمون پر گرا کہ ای شہریار آپ کے لیے سب پریشان تھے
جلد چلیے ایرج ساتھ شاپور کے چلا لیکن ہوا سے جو چراغ گل ہو گئے تھے سب یہ سمجھے تھے کہ شاید آندھی آئی
ہی مالک بن ملکوت شاہ مع جملہ سرداران نامی بارگاہ سے نکلا تھا کہ عیارون نے بڑھکر خبر دی کہ
زبیدہ آفتاب پرستان دیو پر سوار آیا اسی کے پرون کی ہوا سے چراغ گل ہو گئے تھے یہ بھی شوق مین
طرف صحرا کے چلا دور سے دیکھا کہ ایرج چلا آتا ہی شاپور ہمراہ ہی مگر وہ دیو جو ایرج کو پہونچا کر پھرا دل مین
سوچا کہ اب عیش تیرا ست چکا دل افروز جادو ماری گئی زندگی تیری بھی عبث ہی تو نے اس آدمزاد کو
کیون چھوڑ دیا یہ سوچکر پلٹا اور قریب ایرج کے آیا ایرج نے صدائے قدم جو سنی پلٹ کر دیکھا کہ وہی دیو ارّہ
پشت تہنگ پکڑے ہوئے چلا آتا ہی ایرج سپر ابدلکر سامنے آیا دیو نے کہا کیا تو زندہ بچکر جائیگا یہ کہکر ارّہ مارا
ایرج نے سپر ابدلکر خالی دیا ارّہ زمین پر گرا خاک مین در آیا مالک بن ملکوت شاہ وغیرہ یہ تماشا کھڑے
دیکھ رہے تھے ایرج بازو سے دیو کے لپٹ گیا یا نعرۂ اعظم آفتاب تابان کہکر جھٹکا دیا کہ شانے سے ہاتھ اکھڑ آیا
دیو بلبلا گیا زمین پر تڑپنے لگا ایرج نے چھاتی پر چڑھ کے دھڑ سے سر کھینچکر پھینک دیا دیو زمین پر تڑپ تڑپ کر
مر گیا مالک بن ملکوت شاہ ایرج پر سے زر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا حمام مین بھیجا ایرج
نہا دھو کر خلعت پہنکر مسند پر آ کر بیٹھا اب مالک بن ملکوت شاہ اور جملہ سردارون نے پوچھا

کہ ای شہر یار آپ کہان تھے اور یہ دیو کون تھا ایرج نے سب کیفیت بیان کی سب سرداروں نے عرض کی کہ نیر اعظم نے آپ کو بچایا غرضکہ ناچ ہونے لگا رات بھر ناچ رہا نازنینان مہ جبین طوائفین خوب ناچین گائین صبح کو برات قلعہ مین گئی ایرج اندر محل کے داخل ہوا سب سردار براتی بنے ہوئے لباس پر تکلف پہنے ہوئے آکر بیٹھے پھر ناچ شروع ہوا ایک نازنین یہ غزل گانے لگی

غزل

نکلیا وہ وقت بات اور بیمروت رہی
اشک چشم و سوز دل مین لاگ ہر اب تک وہی
کیون کیا شکوہ کسی کا یہ شکایت رہگئی
زندگی بھر پھر نہ دنیا مین کہین کا وہ رہا
کیا کہین آمادہ ہو ہو کر طبیعت رہگئی
اُسکے غم کی آجتک ہر دل مین عاشق کے چبھن
ایک دن کیسا بیان برسون قیامت رہگئی
دیدکی حسرت وہ یون نکلی کہ نظر آئی تیری
شکر ہو بات اپنی ای ضبط محبت رہگئی
وائے ناکامی نہ قاتل نے لگایا ایک ہاتھ
کون سی چال آرزو تیری نحافت رہگئی

نکلے ایام فرقت دل کو وحشت رہگئی
عشق کا جھگڑا چکا اپنی عداوت رہگئی
طول مین روز جدائی روز محشر بنگیا
جسکے دل مین کچھ دنون تیری محبت رہگئی
ناز سے ٹھکرا چلا ہو گیا کوئی محشر خرام
ترک اُلفت ہوکے بھی باقی مروت رہگئی
تعجب کیون ظاہر نہین ہوتی جدائی کی خبر
ایک مدت آنکھ مین جو بیمروت رہگئی
تیغ اُٹھائے غیظ مین وہ قتل عاشق کو چلے
دل کی بس دل ہی مین او شوق شہادت رہگئی

وقت آخر تو نہ آیا دل کو حسرت رہگئی
اک بلا سر سے ٹلی اپنے اک آفت رہگئی
تیر سے یار او دینے کا ہم کر چکے شکوہ ای زبان
جب مرے گھر آئی برسون شام فرقت رہگئی
بے طلب جانے سے بزم یار مین [illegible]
کیا ہوا کیون زلزلے مین اُسکے تربت رہگئی
فیصلہ وہ میرے انکے داد او بیداد کا
آکے شاید تیری شام فرقت رہگئی
جان گھٹ گھٹ کر اگر نکلی تو پھر کیا اسکا غم
جب کمر لچکی ارے کمر نزاکت رہگئی
اُسکے کوچے سے نہ اُٹھنے کی تھی بیجا یا حجاب

اس طرح وہ نازنین اس غزل کو گاتی کہ سمان بندھ گیا ادھر محل مین رسوم ادا ہوئے دولہا دلھن کو گود مین لایا سکھپال مین بٹھایا آپ باہر آیا مبارکباد دی گائی گئی طائفون کو انعام و اکرام ملا برات قلعہ سے باہر آئی جب چوتھی چالے سب ہوگئے ایک روز ہامان زحل پیشانی بھی بارگاہ مین ہی کہ ایرج نے کہا اب جلد ملک فرعونیہ پر اپنی آزمائش کے لیے چلنا چاہیے کل ہمارا کوچ ہو یہ سنکر ہامان نے آہ سرد کھینچی اور آنکھون مین آنسو بھر لایا ایرج نے کہا ای ہامان یہ تمنے آہ کیون کھینچی آبدیدہ کیون ہوئے آخر کیا صدمہ ہو تمکو اُسنے کہا ای صاحبقران زمان و ای زبدہ آفتاب پرستان یہان سے دو منزل پر ایک قلعہ ہو کہ اُسے پروین حصار کہتے ہین وہان ایک زنگی آدمخوار رہتا ہو کہ اُسنے تمام قلعہ کو اور نواح کو خراب کیا ہو وہ اکثر ادھر کو بھی گشت کرتا ہو تو یہان کے لوگ بھاگ جاتے ہین اور مین بھی چھپتا پھرتا ہون قریب ہوتا ہو کہ مارے صدمے کے جان نکلجائے سبب آہ کا یہ ہو کہ اب آپ یہان سے چلے جائینگے مین اُسی بلا مین گرفتار رہونگا ایرج نے کہا کہ پروین حصار مین وہ زنگی رہتا ہو ہامان نے کہا نہین بلکہ اُسکے قریب ایک غار ہو اُس مین وہ رہتا ہو اور پروین حصار کے لوگون کو تو کھا کر تمام کر دیا وہ شہر ویران پڑا ہو ہمارے یہان سے ایک آدمی روز اُسکے کھانے کے واسطے جاتا تھا اب جب سے آپ تشریف لائے ہین مین نے کوئی آدمی اُسکے واسطے نہین بھیجا دیکھیے اب وہ کیا آفت برپا کرتا ہو ایرج نے کہا تم خاطر جمع رکھو مین بغیر اُسے سزا دیے یہان سے نہ جاؤنگا اور تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑا ہوا ہامان نے کہا ای شہر یار وہ بڑا زبردست ہو آدمی نہین ہو بلکہ کوئی بلا ہو آپ نہ تشریف لیجائین پھر جو بلا آئیگی جھیلینگے ایرج نے کہا مین صاحبقران ہون اگر تمام عالم پر غالب نہ ہوا تو صاحبقران کیسا سُنا ہی مین نے کہ حمزہ نے بہت سی بلائین دفع کی ہین راہ مین اکثر اژدہون کو مارا قسم ہو نیر اعظم کی بغیر اُسکو سزا دیے نہ رہونگا جب ہامان نے ایرج کو ایسا آمادہ پایا کہا مین ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون ایرج نے

کہا تمھاری کچھ حاجت نہین ہی یہ کہکر تنہا روانہ ہوا سرچند اور سرداروں نے شل ویلم شباط زنگی پرپہزادہ وغیرہ کے کہا کہ ہم ساتھ چلینگے لیکن ایرج نے سب کو منع کیا کہ جو میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہی پس تمام بیابان کو طی کرکے جب ایرج قریب اُس قلعہ کے پہونچا دیکھا کہ قلعہ پرورین حصار نہایت مضبوط ہی اور سامنے پہاڑ ہی بہت بلند ہو سربفلک کشیدہ اور راہ پہاڑ کی پیچ در پیچ ہی درہ کوہ سے نکلکر ایک صحرا ہی اور نیچے پہاڑ کے ایک غار ہی مگر نہایت عمیق ایرج نے اُس غار کو دیکھتے ہی نعرہ کیا کہ اے زنگی سیاہ رو مردم آزار نکل غار سے باہر نعرہ کرنے کے ایک زنگی سیاہ رو مہیب شکل کہ غول اُسکو دیکھے تو راہ گم کرے گویا خدائے تعالی نے روز فرح سے اُسکے خلق کیا تھا دو دانت اُسکے مانند گراز کے باہر نکلے ہوے قد مانند مینار بلند کے دیونگ اُس سے ترسان تھے اور تمام لوگ اُس نواح کے جو اُسکے کھانے سے بچے تھے مطیع و فرمانبردار تھے انواع اقسام کے کھانے رنگ رنگ کی شراب و کباب میوہ و نقل اُسے بھیجتے تھے اور ہر مہینے مین دس کنیزین اُسکے لیے بھیجتے تھے گویا خراج گذار تھے القصہ آواز ایرج کے نعرے کی سُنکر حربے کی جگہ استخوان ماہی ہاتھ مین لیے ہوے نکلا سامنے آیا پکارا تو کون ہی ایرج نے کہا منم صاحبقران زمان ایرج نوجوان تمام زنگبار کو مین نے زیر کیا ہی ویلم شباط زنگی میرا غلام حلقہ بگوش ہی آ میری اطاعت اختیار کر یہ مردم آزاری موقوف کر یہ سُنکر وہ بہت برہم ہوا اور پہاڑ پر چڑھ گیا وہانسے ایک گول پتھر اُٹھاکر ڈھلکایا جب وہ سنگ گران قریب ایرج کے پہونچا ایرج نے اُسے ہاتھ سے پکڑکر دور پھینک دیا کئی سنگ اُس نے پھینکے کچھ نہ ہوا ایرج نے سب رد کیے اب وہ زنگی وہی استخوان ماہی اُٹھاکر دوڑا اور قریب آکر وار کیا ایرج نے گرز مارا کہ استخوان کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے کسی قدر جو اُسکے ہاتھ مین باقی رہی وہ بھی اُسنے ایرج پر کھینچ ماری ایرج نے اُسے خالی دیا اور گرز اپنا بقوت تمام اُس زنگی پر مارا اُس بیوقوف نے سر پہ روکا گرز جو سر پر پڑا مغز اُسکا پارہ پارہ ہوگیا خون ناک کان سے مانند فوارے کے جاری ہوا چیخ کھاکر زمین پر گرا ایرج نے جلدی سے سر اُسکا کاٹ لیا اور دیدبانون کی طرف پھینکدیا آپ قلعہ پرورین حصار مین داخل ہوا ہرکارون سے کہا جاکر لاؤ ہامان دربندی کو اور ہمارے سردارون کو ہامان یہ خبر سُنکر دوڑا مالک بن ملکوت شاہ ایرج کے لیے دعائین کررہا تھا یہ خبر جو سُنی خوش ہوکر دوڑا ایرج نے لاشہ اُس زنگی کا دکھایا ہامان گردپھر تصدق ہوا دست بستہ عرض کیا کہ آپنے وہ کار نمایان کیا کہ اس نواح والون کی جان بچائی ایرج نے کہا ای ہامان آباد کر واس شہر کو اُسنے عرض کیا ایسا ہی ہوگا اور مال و اسباب قلعہ کا اپنے قبضہ مین کیا چند روز وہان استقامت کی مگر دیدبانون نے جاکر تمام کیفیت گرد و نواح مین بیان کی کہ وہ بلا تم سے ایرج صاحبقران نے دفع کی اب وہ قلعہ پرورین حصار مین موجود ہی سب رئیس قصبون اور قریون کے جمع ہوے اور صلاح کی کہ چلکر قاتل زنگی کو دیکھا چاہیے کہ وہ بہادر کیسا ہی تحفے وہانکے عنبر و زعفران اور کپڑا اسب قسم کا تھا لیکر خدمت ایرج نوجوان مین حاضر ہوے اور پیش کیے اور شکر یہ بجالائے کہ آپنے اس بلا سے نجات دی ایرج نے اُن سب کو آفتاب پرست ہونے کی ترغیب دی وہ سب آفتاب پرست ہوئے تمام علاقے کا مالک ہامان کو کیا وہان سے تیر دربند ہامانیہ مین آئے یہان بھی دو چار روز رہکر فرعونیہ کو روانہ ہوے

اب چند کلمے داستان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ غلہ بہت سا فراہم کرکے اور جابجا حکم جدا جدا بھیجکر کہ غلہ جمع کرکے فرعونیہ کو بھیجو آپ روانہ ہوا

کوچ بکوچ متصل درۂ قلماق کوہ کے ہرکارون کو خبر کے واسطے روانہ کیا وہ جاکر خبر لائے کہ حاکم اس درے کا بدر بن زلازل بخشی خود تو مدد فرعون کو بمقابلہ حمزہ صاحبقران گیا ہی دو سردار اسکی طرف سے حاکم ہین کہ نام ایک کا سرخاب آہن کلاہ اور دوسرے کا مقاتل زرین کمر ہی فرمایا سمجھا جائیگا اہراس زنگی و اخراس زنگی نے عرض کیا اگر حکم ہو تو جاکر لڑین اور اس درے پر قبضہ کرین فرمایا کیا مضائقہ ہی جاؤ یہ دونون سائٹھ ہزار زنگی ساتھ لیکر روانہ ہوے درے کے سامنے پہونچکر خیمہ استادہ کیا ہرکارون نے خبر سرخاب و مقاتل کو پہونچائی کہ نورالدہر لشکر بے پایان اور فوج فراوان لیے ہوے آیا ہی کوئی تین منزل پر لشکر اسکا ہی جاہتا ہی کہ ادھر سے ملک فرعونیہ کو جائے یہ سنکر دونون کہنے لگے کہ ہم ادھر سے ملک فرعونیہ کو نہ جانے دینگے کہ اتنے مین خبر پہونچی کہ نورالدہر تو وہین ہی آگے نہین بڑھا مگر دو رفیق اسکے اہراس و اخراس زنگی فوج لیکر درے پر آئے ہین یہ سنکر دونون مسلح و کمل لشکر لیکر درے سے باہر نکلے اور طبل جنگی بجوایا ادھر اہراس و اخراس نے خبر سنکر طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون لشکر مقابل ہوکر میدان مین صف آرا ہوے سرخاب و مقاتل یہ دونون میدان مین آئے اور مبارز طلب کیے اہراس سرخاب کے مقابل ہوا اور اخراس مقاتل کے سامنے آیا بڑی دیر تک رد و بدل رہی گرز و نیزے سے مطلب نہ حاصل ہوا سرخاب نے تلوار ماری اہراس نے روکی اپنا وار کیا اس نے بھی رد کیا سرخاب نے دوسری تلوار ماری گھوڑے نے اہراس کے سکندری کھائی تیغہ سر پر بیٹھا کتا دو ابرو اتر گیا اہراس چاہتا تھا کہ دستانہ مارے کہ سرخاب نے جھٹکا دیا تا جگرگاہ تلوار اتر آئی اہراس شہید ہوا ادھر اخراس مقاتل سے لڑ رہا تھا کہ دیکھا بھائی مارا گیا بس جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا ہاے بھائی کہکر طرف سرخاب کے جھپٹا کہ پہلے تجھے مار لون تو اس سے لڑونگا اور جھپٹ کر تلوار سرخاب پر ماری اسنے سپر پر روکی لیکن پشت سے مقاتل نے آنکر تلوار ماری کہ سر پر اخراس کے پڑی یہ سعید بھی شہید ہوا فوج انکی دوڑ پڑی ادھر سے سرخاب و مقاتل کا لشکر بھی آپڑا اگلی تلوار چلنے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی مگر فوج بے سردار کہان لڑ سکتی ہی آخر اپنے سردار کی لاشین لیکر بھاگے اور خدمت مین شاہزادہ نورالدہر کے حاضر ہوئے اور تمام حال انکے مارے جانے کا بیان کیا شاہزادے کو کمال صدمہ ہوا جنازے کی انکے نماز پڑھی اور وہین دفن کروایا اور فرمایا کہ اس درے کا لینا جملہ واجبات سے ہی مگر جو یورش کرونگا تو درۂ کوہ پر توپین چڑھی ہوئی ہین لوگ مارے جائینگے مگر حملہ تو کرونگا نہین بہ تدبیر لونگا درے پر قبضہ کرنا ضرور ہی کہ اسد بن کرب غازی نے چپکے سے کان مین کہا کہ بھائی صاحب آپ سامنے درے کے اترے ہین اور طرف سے جاکر داخل قلعہ ہوتا ہون ہرکارون کو حکم دیدیجیے کہ خبر رکھین جسوقت آواز میرے بوق کی قلعہ سے آئے اسوقت آپ یہان سے یورش کیجیے گا پھر گولا گولی کچھ نہ چل سکیگا درہ پہاڑ کا مع قلعہ ہاتھ آجائیگا یہ کہکر ادھر سے اپنے قزاقون کو لیکر طرف صحرا کے نکلگیا صبح کو شاہزادہ نورالدہر طرف درے کے کوچ کرکے سامنے قلعہ کے آکر اترا ادھر سے سرخاب و مقاتل نے درے پر اور توپین چڑھوائین کہ ہم اس نبیرۂ حمزہ کا سامنا تو نہین کر سکتے مگر ادھر سے جانے بھی نہ دینگے القصہ اسد بن کرب غازی اپنے رفیقون سمیت کئی منزل اس طرف قلعہ سے نکلگیا اور صورت اپنی ایک سوداگر کی بنائی قافلہ درست کرکے دوسرے دروازے کی طرف آیا یہان لوگون نے پکار کر کہا کہ خبردار اس طرف نہ آنا اور ایک آدھ گولہ داغا اسد گولے کی زد سے

ہٹ آیا اور ایک عرضی لکھکر ضرغام شیر دل کو دی کہ اسے لیجا کر سرخاب آہن کلاہ اور مقاتل زرین کمر کو دو اور جواب اسکا لاؤ ضرغام عرضی لیکر روانہ ہوا اور رومال ہلاتا دروازۂ قلعہ پر پہونچا اور پکارکر کہا کہ عرضی خواجہ بازرگان کی لایا ہون کہ دونون مالکان قلعہ کو دون لوگون نے شہر قلماق کے چاہا کہ ضرغام کو پکڑین اور بیحرمت کرین ضرغام نے کہا صاحبو مین ایلچی ہون میرے بیحرمت کرنے سے کیا حاصل خواجہ بازرگان کی عرضی لایا ہون چاہیے کہ تم جاکر حال میرا سرخاب آہن کلاہ اور مقاتل زرین کمر سے بیان کرو اگر مجھے طلب کرین فبہا نہین واپس جاؤن یہ کہکر دس بیس انگوٹھیان نکالکر اُن لوگون کو دین خوب چیتے یار بنایا کہ ان لوگون نے کہا تم یہین ٹھہرو ہم تمھاری اطلاع کرتے ہین اور ایک جمعدار پیادہ نکالا گیا اور خدمت مین سرخاب و مقاتل کے حال بیان کیا وہ حال اُس عرضی کا سُنکر جمعدار پر خفا ہوا کہ مین نے تجھے غنیم کے روکنے کے لیے مقرر کیا تھا یا سوداگرون کے روکنے کو کہا تھا جلد جاکر اُس شخص کو مع عرضی کے حاضر خدمت کر وہ گیا اور بارگاہ مین لایا ضرغام نے سلام کیا عرضی گذرانی سرخاب و مقاتل نے پوچھا کہ تو کون ہی کس نے تجھے یہان بھیجا ہی کسکی عرضی لایا ہی کہا کہ خواجہ بازرگان نے یہ عرضی بھیجی ہی مین خواجہ کا نوکر ہون سرخاب و مقاتل نے وہ عرضی دبیر سے پڑھوائی اُسمین تحریر تھا کہ ای شاہان قلماق کوہ مین خواجہ بازرگان بہت اسباب نفیس و اشیاء لطیف ہر شہر و دیار سے لیکر آیا ہون جاتا ہون شہر فرعونیہ کو کہ یہ اسباب لیجاکر لقا اور فرعون شاہ کی خدمت مین گذرانون باخبر سے آتا تھا سنا مین نے کہ نورالدہر لشکر لیے ہوے درے پر اترا ہی مین اسکے خوف سے اور راستے سے آیا ہون آپ سے امیدوار ہون کہ قلعہ مین مجکو آنے دیجے جو اسباب کہ آپ کو درکار ہو آپ لین باقی لیکر شہر فرعونیہ کو چلا جاؤن عرضی پڑھتے ہی ضرغام شیر دل سے کہا کہ جلد جاکر تو اُس سوداگر کو لاؤ اور سمہان راہدار سے کہا کہ تو جاکر اچھی طرح سے لا سمہان اپنے لوگون کو ساتھ لیکر روانہ ہوا قافلہ باشی پاس آیا کہا کہ راہداری دیجیے تو چلیے ساتھ روپیہ راہداری کے لیے سوداگرون کو ساتھ لیکر مع قافلے شہر قلماق کوہ مین داخل ہوا کاروانسرا مین قافلہ آکر اترا سمہان نے جاکر دونون بادشاہون سے کہا کہ سوداگر کاروان سرا مین داخل ہوے کہا صبح کو ہمارے پاس لانا کہا بہت اچھا جب صبح ہوئی اسد اور فتاح پلنگینہ پوش لباس سوداگری پہنکر کشتیان نذر کی ہمراہ لیکر بارگاہ مین آئے سلام کیا کشتیان نذر کی گذرانی سرخاب نے خلعت دیا کرسیان بیٹھنے کو عنایت کین پھر دیکھا کہ چہرے پر خواجہ کے ایک جرأت و شجاعت پائی جاتی ہی بہت پسند کیا کہا کہ خواجہ کہان کہان پھرے لشکر حمزہ مین بھی کبھی گئے تھے کہا کہ اکثر گیا ہون صحبت بھی اُنسے رہی ہی کہا کہ نورالدہر بارگاہ حمزہ مین کیسا دلاور ہی کہا کہ نہایت زبردست بہادر و بامروت ہی شجاعت مین اپنا نظیر نہین رکھتا ہی سرخاب و مقاتل یہ سُنکر بہت ہنسے اور کہا کہ بہادری اور شجاعت اُسکی معلوم ہوگی عرصے سے درۂ قلماق کوہ پر پڑا ہی دیکھتے ہین کہ وہ کیونکر ادھر سے جاتا ہی یہ تو کیا ہی اگر دادا اُسکا حمزہ آئے تو وہ بھی نہ جا سکے اور اُسکی حقیقت کیا ہی مین نے سنا ہی کہ حمزہ ایک مجاور زادہ مکہ ہی اب ایک ایک اولاد اُسکی شجاع و بہادر ہو گئی نوشیروان سے نمک حرامی کرکے حمزہ بنگیا حمزہ محسن کش ہی بس وہی بات کہے جو اسد نے سُنے تاب باقی نہ رہی پکارا کہ او منکر چپ رہ کیا غیبت مین حمزہ اور اولاد حمزہ کو بُرا کہتے ہو یہ اچھا نہین سرخاب و مقاتل بولے کہ تم اُنکے طرفدار ہو کہا کہ طرفداری پر کیا ہی جو بہادر ہوگا بہادری کی بڑائی دشمن بھی کریگا سرخاب نے کہا کہ تم بہادر ہو اور ہمارے سامنے اپنی بہادری بیان کرتے ہو اسد نے کہا جس طرح ہو سکے ہمین آزمالو حال ہماری بہادری کا معلوم ہو جائے

بس یہ کلمات سُنتے ہی حکم دیا کہ ارے پکڑ لو انھین یہ سوداگر ہین باطرفدار ہین مسلمانون کے لوگ چہار طرف سے
دوڑ پڑے اسد نے تلوار کھینچی اور اُن کافرون پر جا پڑا نعرہ شیرانہ کرکے تلوارین مارنے لگا نعرہ اسد
اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ۔ بدرم دل شیر و چرم پلنگ ۔ اُدھر فتاح نے تلوار کھینچی قتل کرنا شروع کیا
وہان رفیق اسد کے آمادۂ مرگ و مہیائے قضا بیٹھے تھے کہ اگر ہمارے مالک سے کچھ فساد ہو جاوین بس
جیسے ہی اسد کے نعرہ کی آواز گوش زد ہوئی وہین سے تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑ پڑے اندر قلعہ کے گھس گئے
سہمان راہ دار نے روکا ابراہیم بن مالک آگے بڑھا سہمان نے نیزہ مارا ابراہیم نے نیزے کو نیزے پر
گانٹھکے جھٹکا دیا کہ صاف ہاتھ سے سہمان کے نکلگیا اور اسی نیزے کو تکلے اُٹھا لیا کہ سہمان ترپ ترپکر
واصل جہنم ہوا راہ کھلی تمام قزاق بوقین بجا بجا کر دوڑ پڑے اب گھمسان کی تلوار چلنے لگی اُدھر ہرکارے جو
نورالدہر کے لگے ہوئے تھے خبر شاہزادے کو پہونچائی کہ اسد دلاور قلعہ مین لڑ رہا ہے اُسی وقت مرکب پر چڑھکے
چل کھڑا ہوا طہماس بن عنقویل دیو پرور ہمراہ رکاب ہوا اور سردار بھی چل کھڑے ہوئے اور اندر قلعہ کے
گھس آئے بس ایک غلغلہ ہوا اب چہار طرف تلوار چلنے لگی نورالدہر نے طہماس سے کہا کہ بھئی اسپے کو قریب
اسد غازی کے پہونچاؤ اور اسکی کمک کرو دیکھو تو کسطرف ہے طہماس تلوارین مارتا ہوا چلا جہان اسد نے کشتون
کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے ہین تلوارین مارتا چلا جاتا ہے کہ مقاتل زرین کمر سے سامنا ہوا اُسنے تلوار ماری
اسد نے تلوار اسکی چھینلی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اُٹھا لیا تلقین بدین اسلام کیا اُسنے
کہا ہزار جانین میری نثار لقا پر بس یہ سنتے ہی اسد غازی نے چکر دیکر زمین پر مارا کہ استخوان چور ہوگئے وہ
شقی جہنم واصل ہوا بس ایک غل ہوا کہ مقاتل قتل ہوا سرخاب نے جو سنا کہ مقاتل مارا گیا دوڑا کہ جا کر
عوض خون کا لون کہ اُدھر سے طہماس بن عنقویل دیو پرور آتا تھا کہ اُن دونون کا مقابلہ ہوا سرخاب نے
تلوار ماری طہماس نے پشت ساطور پر روک کر جو ہاتھ ساطور گران کا مارا سر پر اُس مغرور کے پڑا کہ مع مرکب
چار ٹکڑے ہوئے اتنے فوج کو تلوار کے نیچے رکھ لیا دو پہر کامل تلوار چلی مگر فوج بے سردار کہان لڑ سکتی ہے آخر ہر طرف سے
آواز الامان کی بلند ہوئی شاہزادہ نورالدہر نے اپنے لوگون کو منع کیا کہ اب نہ لڑو اُن سب کو امان دی رؤسائے
شہر حاضر ہوئے نذرین دین شاہزادے نے تلقین بدین اسلام کیا وہ سب از سر صدق کلمہ کہکر مسلمان ہوئے
بہر مرتا جدار تخت پر جلوہ افروز ہوا حکم دیا کہ جتنے تھانے ہین وہ توڑ ڈالے جائین مسجدون کی بنا پڑی آواز اذان
کی چہار طرف بلند ہوئی تمام مال بدر بن زلازل کا قبضے مین آیا خزانے مین شاہزادہ نورالدہر کے داخل
کر دیا گیا لاشین کفار کی مع سرخاب مقاتل ایک گڑھا کھدوا کر اُسمین ڈلوادی گئین مگر ایک عیار کہ نام اُسکا
عنطر باد پا ہے پہلے وہ انجم جادو بادشاہ طلسم جان بن جان کا ملازم تھا جب شاہزادہ نورالدہر نے طلسم فتح کیا
اور انجم جادو مارا گیا تو یہ عیار وہان سے بھاگ کر بہمن جادو کے پاس آیا اُسنے نوکر رکھ لیا آج عنطر شہر قلماق
مین موجود تھا اُسنے دیکھا کہ سرخاب آہنی اور مقاتل دونون مارے گئے مال اسباب بدر کا برباد ہوا اُسنے
جا کر بہمن جادو سے تمام حال بیان کیا کہ سرخاب مقاتل مارے گئے اور مال و اسباب بدر کا برباد ہوا
بس بہمن جادو یہ سنتے ہی آگ ہوگئی کہا دیکھو تماشا کہ کیا ہوتا ہے اس نبیرۂ حمزہ نے میرا گھر برباد کیا بقول شخصے
گھر جھڑکے ننے آیا مین ایک گوشے مین چھپی بیٹھی رہتی تھی کبھی ان لوگون سے سامنا نہین کیا کوئی آزار نہین پہنچایا
لیکن اب مجبور ہون کہ اس موئے نے میرا گھر مٹایا تو مین کب چھوڑتی ہون لیکن دو بیٹیان ہین اسکی اور

دو بہنیں ہیں کہ ان کو زرنگار جادو اور زرافشان جادو اور سمن جادو اور گلبدن جادو کہتے ہیں
سبھوں نے کہا کہ بلا لوں آپ غصہ نہ کیجیے ہم ان سبھوں کو پکڑ لائینگے اور گلبدن جادو رخصت ہوئی اسیوقت
ایک اسم سحر پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا اور صورت عقاب کی زمین پر لوٹ کر بنی پرواز کر کے طرف لشکر شاہزادہ
نور الدہر کے روانہ ہوئی جب وہاں پہونچی ایک نخل پر بیٹھ گئی شب کو فکر میں ہوئی کہ نور الدہر کو کیونکر پہچانیے سیر کرتی
ہوئی چلی آتی ہو ایک ایک خیمے کو بخوبی دیکھتی ہو اتفاقاً سعادت شاہ نے اُس دن شب ماہ کی تیاری کی تھی جلسہ
ہو رہا تھا ناچ دیکھ رہا تھا گلبدن جادو سمجھی کہ یہی نور الدہر ہے اُسوقت تک توقف کیا کہ جب تک ناچ ہوا کی جب
صحبت برخاست ہوئی اور سعادت شاہ پلنگ پر لیٹا اسوقت گلبدن جادو نے گلدستہ سحر مارا کہ جسکی خوشبو سے
تمام نگہبان اور پاسبان بیہوش ہوگئے گلبدن جادو سعادت شاہ کو لیکر روانہ ہوئی جسوقت جزیرۂ فندق میں
پہونچی برہمن جادو سے کہا کہ لائی ہوں دشمن کو کہا سامنے لاؤ اُسنے سعادت شاہ کو سامنے رکھا برہمن نے غور سے
دیکھا کہا اے گلبدن یہ نور الدہر نہیں ہے میں نے بارہا اُسے دیکھا ہے میں خوب پہچانتا ہوں خیر اسے رہنے دو یہ بھی کسی
اُسکا خیر خواہ ہی ہوگا گلبدن نے کہا آج جا کر نور الدہر کو لاؤنگی زرنگار جادو بولی تو کیا لائیگی میں لاؤنگی گلبدن
نے کہا اچھا تو بھی چل میں بھی چلوں دونوں شب کے وقت ایک ایک سردار کو دیکھتی ہوئی چلی آتی ہیں زرنگار
جادو کی نظر طہماس پر پڑی دل سے کہا ہو نہو یہی نور الدہر ہو کیونکہ یہی سب سے زبردست اور قوی معلوم
ہوتا ہے یہ خیال کر کے کمر میں پنجہ ڈالکر اُٹھا لے گئی گلبدن نے کیوان انجم سیاہ کو دیکھا اسکی شان و شوکت
پر نور الدہر کا دھوکا ہوا گلبدن کیوان کو اُٹھا لائی سامنے برہمن جادو کے لیجا کر رکھدیا برہمن نے دیکھا
کہا اے سردارو یہ بھی نور الدہر نہیں ہے ان دونوں کو بھی زندانخانے میں بھیجا آج سمن جادو نے کہا
میں جا کر نور الدہر کو لاؤنگی اور تھوڑی مٹی اُٹھا کے کچھ اسم دم کر کے شانوں پر ملی پر پیدا کر کے روانہ
ہوئی طرف لشکر نور الدہر کے خیمہ و بارگاہ میں دیکھتی چلی آتی ہو کہ ایک بارگاہ نہایت آراستہ پیراستہ دیکھی
کہ جسکا شمسہ مثل خورشید عالمتاب کے درخشان تھا اندر اُس بارگاہ کے گئی اور دو سرداروں کو لیگئی کہ نام
ایک کا صدران ماہ منظر اور دوسرے کا دُرج دُر گوش تھا لیجا کر برہمن جادو کو دکھایا اُسنے کہا
بے سیرے جانے نہ پنے گا مگر یہاں شاہزادہ نور الدہر کو روز خبر پہونچتی ہے کہ آج فلان سردار گم ہوگیا اور آج
فلان بادشاہ غائب ہوگیا شاہزادے نے عیاروں پر تاکید کی کہ تلاش کرو وہ سب طلایہ کرتے ہیں
عیاروں کو کمینگاہ میں بٹھاتے ہیں مگر انکو کوئی لیجانے والا نظر نہیں آتا ناچار ہر روز تاجدار سے آکر حال
بیان کرتے ہیں کہ ہم ہر چند تلاش کرتے ہیں ہمکو چور نہیں معلوم ہوتا کوئی آسمان سے آتا ہے یا زمین سے نکلتا ہے مگر
ہم بلاے ارضی و سماوی سے مجبور ہیں مگر وہاں وہ دونوں جادوگرنیاں روز آتی ہیں اور ایک تین سرداروں
کو لیجاتی ہیں برہمن نے عاجز ہو کر کہا اے تم ان سب کو لاتی ہو مگر اب تک نور الدہر اور وہ دیوانہ بانی فساد
نہ گرفتار ہوا زرافشان جادو نے کہا کہ مجھے شکل شمائل کا پتا دیجیے آج میں جا کے لاؤنگی برہمن نے
دونوں کے نقشے کھینچدیے زرافشان جادو زمین پر لوٹی اور صورت باز کی بنکر روانہ ہوئی اُس روز اہل
بن کرب غازی تیرکمان ہاتھ میں لیے واسطے حفاظت شاہزادہ نور الدہر کے بیٹھا ہو شاہزادہ نور الدہر
اسد سے باتیں کرتے کرتے سو گیا زرافشان جادو نے آسمان سے دیکھا کہ نور الدہر تو سو رہا ہے اور
وہی دیوانہ تیر و کمان ہاتھ میں لیے ہوے طرف آسمان کے دیکھ رہا ہے بس اسنے کچھ اسم سحر کا دم کیا اور دانے

گے اسد پر مارے کہ ہوا سے سر چلی اسد سو گیا زر افشان جادو نے ایک ہاتھ کمر مین اسد و لاور کے اور دوسرا ہاتھ کمر مین شاہزادہ نور الدہر کے دیا اور وہان سے اڑی تیغ قریب تھی کہ یہ خدمت مین برہمن جادو کے پہونچی برہمن نور الدہر کو دیکھتے ہی عاشق ہوئی اور اسکو لیکر تنہائی مین آئی ہوشیار کیا اور کہا کہ ای نور الدہر تو نے سرخاب مقاتل کو مارا شہر قلماق کوہ کو برباد کیا مال و اسباب بدر کا لوٹا مین نے تجھے قتل کرنے کو بلایا ہی مگر کیا کرون دل میرا تجھپر مائل ہی تو مطلب دل میرا حاصل کر جو تیری مراد ہوگی وہ مین بر لاؤنگی نور الدہر نے کہا اور برہمن جادو ہمارے خاندان مین کوئی ساحرہ سے مصاحبت نہین ہوا مجھے مطلب دل تیرا نہ بر آئیگا اس نے کہا تو مارا جائیگا جواب دیا کہ جان دینا گوارا ہی اُسنے برہم ہوکر کہا کہ ارے اسے زندانخانے مین لیجاؤ اور زر افشان جادو سے کہا کہ ہان اُس دیوانے کو میرے سامنے لاؤ کہ جسنے تمام فساد کر رکھا ہی سرخاب و مقاتل کو مارا ہی زر افشان جادو اسد کو لائی اسد بیہوش تھا برہمن نے جو صورت زیبا اسد کی دیکھی بدل مائل ہوگئی اور زر افشان جادو نے صحبت خاص کی اور اپنے کو ایک حسین بنا کر بیٹھی اسد کو اسم پڑھکر ہوشیار کیا اسد جو ہوش مین آیا سامنے ایک نازنین خوبصورت کو بیٹھے ہوئے دیکھا اپنے دل مین کہا کہ یہ مقرر جادوگرنی ہی اور اسی نے سب کو گرفتار کروایا ہی اسکو ملکر مارا چاہیے اُٹھکر سلام کیا اور کہا کہ مجکو آپ ہی نے بلوایا ہی برہمن جادو نے کہا ہان مین نے تجکو گرفتار کیا نور الدہر اور اسکے چند سردارون کو بھی گرفتار کروایا ہی اس لیے کہ عوض خون سرخاب و مقاتل کا تم سب سے لون مگر تجھے جو دیکھا دل میرا تجھپر آگیا جو تو اپنے وصل سے دل میرا شاد کر دے تو تجھے اور جسکو تو کہے اُسے چھوڑ دونگی اور جو جو کہیگا وہ بجا لاؤنگی اور اگر انکار کیا تو مفت مین مارا جائیگا بلکہ یہ سب مارے جائینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اسد شاگرد عمرو کا ہی خود بھی کیسا عیار ہی کہا کہ ای ملکہ برہمن جادو مین اوصاف حمیدہ تمھارے سنکر مدت سے غائبانہ عاشق ہوا آرزو تھی کہ کسطرح آپ کو دیکھون لیکن اب تک بیچون کہ میری قسمت نے رسائی پیدا کی کہ آپ نے خود مجھے بلایا گویا میرے جذبۂ دل نے اثر دکھایا برہمن جادو نے جو یہ کلمے محبت آمیز سُنے شاد و خرم ہوگئی زر افشان جادو سے کہا کہ تو سحر اپنا اسیر سے اُتار کہ یہ میرا عاشق ہی اُسنے کہا بہت خوب اور اُسیوقت اپنا رد سحر کیا کہ اسد کے ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی کچھ اثر سحر کا باقی نہ رہا بس جا کر پاس برہمن جادو کے بیٹھا وہ اور بھی خوش ہوئی اور شراب طلب کی زر افشان جادو نے گلابیان ساغر کی اور سب کچھ حاضر کیا برہمن نے اپنے ہاتھ ایک جام لبریز کیا اور سامنے اسد کے لائی اسد نے تکلف یہ شعر پڑھکر جام پی لیا شعر دل ہو وہ چشم مست ہو بزم شراب ہو + کوئی خراب ہو تو بلا سے خراب ہو اسد کی اس عشق آمیز حرکت پر برہمن جادو اور بھی کھچی جاتی ہی اب اسد نے گلابی اپنی ہاتھ مین لی اور جام لبریز کرکے برہمن جادو کو دیا وہ بھی پی گئی اسد نے کئی جام پلا کر اُسے خوب مست کیا قضاے کار ضرغام شیر دل بھی ایک کنیز کی صورت بنا ہوا وہان موجود تھا جب اُسنے دیکھا کہ اسد خود عیاری کر رہا ہی یہ چپ ہو رہا شاہزادہ نور الدہر اور چلہ سردار اُس صحبت مین موجود تھے مگر گرفتار سحر تھے اسد حکمت عملی سے چھوٹا ہوا تھا مگر برہمن جادو نے مست ہوکر ہاتھ گلے مین اسد کے ڈالدیے اور بوسے لینے لگی اسد اگرچہ بوسے بدلے انکے دہن کی تھین ہی مگر چپ ہی آخر کار اسد نے اُسے گودی مین اُٹھایا خوب سا پیار کیا باتین محبت کی کرنے لگا برہمن جادو سمجھی کہ اب مطلب دلی حاصل ہوگا اب اسد نے اُسکے بوسے لیا وہ شتر غمزہ کرنے لگی کہ یہ تو کیا کرتا ہی اسد چڑھ بیٹھا چھاتی پر اُسکی ہکر مار کر پسلیان توڑ ڈالین مُنہ کو اُسکے بند کر لیا کہ روح نجس اُسکی اور طرف سے

راستہ پاکر راہی سقر ہوئی بس ایک شور وغل ہوا آندھی چلی پانی برسا بیر اسکے خاک ازا کیے مگر کچھ نہ ہوسکا آخر آواز آئی کشتی مرا نام سن برہمن جادو بود حیف جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم تیمن جادو نے جو دیکھا کہ اسد نے برہمن جادو کو مار ڈالا پکاری او دیولے غضب کیا تو نے کہ ماں کو میری مار ڈالا کب چھوڑتی ہون تجکو اور کچھ سحر پڑھنا شروع کیا تھا کہ پشت پر سے ضرغام شیر دل نے خنجر مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے گلبدن جادو پکاری ارے موذیتے گھر ہمارا برباد کر دیا میری ماں اور بہن دونون کو مارا یہ کہکر چلی تھی کہ اسد تیر کمان سے لا چکا تھا اب جو مارتا ہی سینے پر گلبدن کے پڑا کہ پشت سے پار گذر گیا یہ بھی گر کر تڑپنے لگی زر نگار جادو نے دیکھا کہ سب مارے گئے اپنے پر پرواز پیدا کیے اڑ کر چلی تھی کہ کہتے خیر ہو وقت تو مین جاتی ہون مگر سمجھا جائیگا کہ ضرغام شیر دل نے پتھر منجنیق مین رکھکر مارا کہ سر پر اس ساحرہ کے پڑا تیورا کر زمین پر گری ضرغام نے خنجر سے سر اسکا کاٹ لیا مگر زر افشان جادو یہ ماجرا دیکھ غرق زمین ہوکر بھاگی اسکا حال بر وقت گذارش ہوگا یہان سب سردار قید سے چھوٹے دوڑ دوڑ کر جتنی عورتین تھین سب کو پکڑ لیا گلے دبا کے کہ سحر نہ کر سکین جو سحر نہ جانتی تھین وہ بچین باقی سب جادوگرنیان ماری گئین اب اسد نے سب کو مسلمان کیا یکایک یہ خبر مشہور ہوئی کہ برہمن جادو اپنے ہمراہیون سمیت ماری گئی تمام روساے جزیرۂ فندق حاضر ہوے سلام کیا ملازمت حاصل کی شاہزادے نے تلقین بدین اسلام کیا سب مسلمان ہوے تمام خزانہ بدد برہمن کا نور الدہر کے سپرد کیا تمام شہر اسلام آباد ہوا بتخانے ٹوٹے مسجدون کی بنا پڑی اب نور الدہر نے عرضی ہرمز تاجدار کو لکھی کہ بفضل خدا سے برہمن جادو کو مع لواحقین مارا حضور یہان تشریف فرما ہون یہان کی سیر کر لیجیے تو فرعونیہ کو روانہ ہون ضرغام شیر دل کو وہ عرضی دیکر روانہ کیا یہان ہرمز تاجدار اور سب سردار نور الدہر کے جو باقی تھے حیران و پریشان ہین کہ یہ آفت یکایک کیا آگئی کہ نور الدہر اور اسد بھی غائب ہوگئے چار طرف لوگ ڈھونڈھتے پھرتے ہین کہین سراغ نہین لگتا ساتوان دن تھا کہ ضرغام عرضی لیے ہوے پہونچا ہرمز تاجدار کو سلام کیا عرضی گذرانی اور زبانی حال بھی بیان کیا عرضی بھی پڑھی گئی سب لشکر خوش و محظوظ ہوے ہرمز تاجدار نے ضرغام کو خلعت دیا اور بہت نوازش فرمائی اور حکم کیا پیش خیمہ جزیرۂ فندق کو روانہ کرد دوسرے دن کوچ کر کے روانہ ہوے جب قریب پہونچے نور الدہر استقبال کو آیا اپنے ہمراہ لیگیا مکان مین برہمن جادو کے تخت حکومت پر بٹھایا شہر کی سیر کروائی جشن کیا بعد اسکے صدران ماہ منظر کو وہان کا حاکم کیا دراج درود گوش کو شہر غلماق کوہ مین حکومت بخشی اور تاکید کی کہ ورے سے خوب ہوشیار رہنا اور آپ کوچ کر کے فرعونیہ کو روانہ ہوا پانچوین منزل تھی کہ کئی افسران فوج غائب ہوگئے شاہزادہ نور الدہر نے وہین مقام کیا اور حکم تاکیدی دیا کہ ہرکارے جاکر خبر دریافت کرین کہ یہ کیا سانحہ ہی کوئی بلا یہان کہین ہی عیار چار طرف خبر کو گئے دوسرے دن آکر عرض کیا کہ اے شہریار یہان سے چالیس کوس پر ایک پہاڑ ہی وہان ایک دیو رہتا ہی کہ قہرات اسکا نام ہی اسکے سبب سے یہ راہ مسدود ہی جہان آدمی اس نواح مین نکل آیا اور وہ پکڑ لیگیا اور کھا گیا نور الدہر نے کہا ابھی جاکر اسے مارونگا خیر اسد اور طہماس نے کہا کہ غلام آپکے کافی ہین اس ایسے ہزار دیو دن کو مار لینگے لیکن نہ مانا اور کہا کہ بھئی اب تو مین ارادہ کر چکا ہر چہ بادا باد یہ کہکر تنہا روانہ ہوا جب وہان پہونچا پہاڑ پر چڑھ گیا جاکر دیکھا تو ایک سنگ پر دیو پڑا سو رہا ہی اور سامنے مکان ہی اور اسمین کچھ آدمی معلوم ہوتے ہین

نورالدہر نے نعرہ کیا کہ او کافر مردم آزار اُٹھ کہ ملک الموت تجھے یاد کرتا ہی دیو قہرات خواب غفلت سے بیدار
ہوا دیکھا ایک آدمزاد کو کہ نہایت خوبصورت فربہ تیار کھڑا ہوا ہی قہرات پکارا ای آدمزاد تجکو خداوند ابلیس نے
میرے کھانے کے واسطے بھیجا ہی شاہزادے نے کہا کہ مین جان نکالنے آیا ہون یہ سُنکر دیو نے ایک چنگھاڑ ماری کہ
زمین ہل گئی اور دونون ہاتھ مارے کہ شاہزادے کو اُٹھا کر حلق مین رکھ لے نورالدہر نے ہاتھ اُس کا پکڑ کے
پکڑ کر جھٹکا دیا کہ مُنھ کے بل سامنے آیا ایک گھونسا مارا کہ ہاتھ سر مین گھس گیا مغز اُسکا پریشان ہوگیا دیو چیخ کھا کر
زمین پر گرا اور تڑپا کر ہاتھ پاؤن ہلنے لگا آخر مرگیا وہ لوگ جو سامنے کھڑے تھے آکر قدمون پر گرے کہ شہریار آپ نے کیا
کارنمایان کیا کہا کہ ہمارے عزیزون نے ہزارہا دیو مارے مین مال جو اُس دیو کا تھا شاہزادے نے اپنے قبضے
مین کیا اُن لوگون کو تلقین بدین اسلام کیا وہ سب مسلمان ہوئے وہان سے شاہزادہ اپنے لشکر مین آیا
جن لوگون کو کہ دیو پکڑ لیگیا تھا اُنکو شاہزادہ اپنے ہمراہ لایا پھر کوچ کرکے طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا
لیکن حال بیان ہوتا ہی بدر بن زلازل حبشی کا کہ یہ واسطے مدد لقا کے طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا تھا
کوچ بر کوچ چلا جاتا تھا اثناے راہ مین خبر پہونچی کہ سرخاب آہنی اور مقاتل زرین کمر ہاتھ سے اسد
و طہماس رفیقان نورالدہر کے مارے گئے بدر یہ سُنکر برہم ہوا اُس روز اُسنے وہین مقام کیا کہ دوسرے روز
خبر قتل برہمن جادو کی پہونچی بدر نے یہ سُنتے ہی مُنھ اپنا پیٹ لیا کہا غضب ہوا ارے کس نے برہمن کو
مارا ہر کارون نے بیان کیا کہ اسد نے عیاری کرکے مارا بدر نے کہا اب مین فرعونیہ کو جا کر کیا کرونگا
پہلے اس نبیرہ حمزہ کا کام تمام کرلون تو پھر فرعونیہ کو جاؤنگا لشکر کو لیکر پلٹ پڑا دوسری منزل تھی کہ تیرہ گرد
و غبار بلند ہوا اور کئی ہزار علم و نشان نمودار ہوئے بدر اُسی جگہ اُتر پڑا ادھر لشکر شاہزادہ نورالدہر کا
آتا تھا سُنا کہ بدر بن زلازل سدراہ ہوا ہی شاہزادے نے اُدھر اپنا لشکر اُتارا بارگاہ استادہ ہوئی شاہزادہ
داخل بارگاہ ہوا ہر سر تاجدار تخت پر جلوہ افروز ہوا شاہزادہ وُگل جواہر نگار پر متمکن ہوا اسد دار
چپ و راست بیٹھے ہین کہ جوڑی ہرکارون کی آئی اور خبر دی کہ طبل جنگ لشکر مین بدر بن زلازل
کے بجا ہی فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی
اور آواز نقارے کی گرجی غرضکہ چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر
معرکہ آراے کارزار ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئے تبردار نکلے نخل کاٹ کر زمین کو ہموار کیا سقون
نے آبپاشی کی نقیب نہیب دے کر نکلگئے تھے کہ بدر بن زلازل مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا سراپا دکھایا
نیزے کے ہاتھ نکالے دم کو آراستہ کرکے مبارز طلب کیا ادھر سے سہمان زنگی سامنے تخت ہر سر تاجدار کے
آیا گھوڑے سے اُتر کر اجازت میدان طلب کی فرمایا جاؤ خداوند کریم مالک و مختار ہی سہمان سلام کرکے
بار دگر مرکب پر بیٹھکر مقابلے کو آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی اور مطلب حاصل نہ ہوا گرز چلا
برابر رہے یہان تک کہ نوبت شمشیر کی پہونچی کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی سہمان نے کئی تلوارین دھوکا
دے دے کر لگائین لیکن بدر کے جرکا بھی نہ آیا جب تلوار پڑی اُچٹ گئی اثر نہ کیا بدر نے سر بتا کر کمر کا
وار کیا کہ دو ٹکڑے ہوئے وہ مرد مسلمان شہید ہوا فشواط زنگی نکلا کئی تلوارین ماریں کچھ اثر نہ ہوا
آخر کار اسکا بھی انجام وہی ہوا سہراب زنگی نکلا یہ پہر کامل لڑا لیکن بدر کا کیا کرسکتا ہی کہ اُسکے پاس
خفتان مرنجند ہی ایک مقام پر بدر نے کمر بتا کر جو سر کا وار کیا سہراب بھی شہید ہوا الالقصہ اس

غریب کی تڑپ رہی تھی بدر ربار زطلب کیا چاہتا تھا کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ
سر گرد بر آسمان رسیدہ دریاے گرد در زمین پیچیدہ کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا
اور دل گرد سے ہزار علم نمایان ہوئے اور لشکر بے پایان دکھائی دیا ہرکارے گئے اور خبر دریافت کرکے آکر
عرض کیا کہ پرویز بن ہرمز کسرے حصار سے دس لاکھ سوار کی جمعیت سے فرعون کی مدد کو جاتا ہی ہنوز
یہ نہ پہونچا تھا کہ اور گرد اڑی اور زبور شاہ سات لاکھ کی جمعیت سے پہونچا ان دونون کی آمد مین دن تمام
ہوگیا تھا بدر بن نرلازل پرویز بن ہرمز اور زبور شاہ کو لے کر پھر داخل بارگاہ ہوا اور سامان دعوت مہیا
کیا جام شراب گردش مین آیا ناچ ہونے لگا عین صحبت مین پرویز نے کہا ای بدر یہان جنگ و جدال کرنے
سے کیا حاصل ہی بدر نے تمام حال برہمن جادو کے مارے جانے کا بیان کیا پرویز بولا کہ اگر یہان
لڑائی ہوئی اور نورالدہر مارا گیا تو لوگ کہینگے کہ نورالدہر اکیلا تھا ان سب نے ملکر مار لیا بدر نے کہا
کہ اب اگر مین نہ لڑونگا تو زمانہ کہیگا کہ بدر نورالدہر سے ڈر گیا پرویز بولا کہ ای بدر ہم اس بدنامی کو
اسطرح دفع کرینگے کہ کسی کو گمان تمہارے پہلو تہی کرنے کا نہوگا بدر بولا آپ کو اختیار ہی پرویز نے اسی وقت
ایک نامہ نورالدہر کو لکھا مضمون جسکا یہ تھا کہ ای نبیرۂ حمزہ صاحبقران فرعونیہ یہان سے قریب ہی
لقا اور فرعون شاہ اور حمزہ سب وہین ہین یہان ہمارا تمہارا لڑنا بیکار ہی فرعونیہ مین چلکر لڑیے کہ
سب دیکھین اور داد مردی و مردانگی دین یہ نامہ لکھکر عیار کے ہاتھ نورالدہر کو بھیجا ادھر شاہزادہ نورالدہر
لاشین سیمان زنگی وغیرہ کی دفن کرا کر بارگاہ مین بیٹھا ہی افسوس اپنے رفیقون کا کر رہا ہی کہ چوبدار نے آکر
عرض کیا کہ قاصد نامہ لیے آتا ہی شاہزادے نے فرمایا بلالو قاصد سامنے آیا نامہ پیش کیا شاہزادے نے
نامہ دبیر کو دیا اُسنے باواز بلند پڑھا مضمون سے آگاہی ہوئی قاصد کو خلعت دے کر رخصت کیا جواب نامہ
نامہ کا لکھ بھیجا کہ جو کچھ تمنے تحریر کیا ہمکو منظور ہی چلو میدان فرعونیہ مین انشاء اللہ مقابلہ ہوگا قاصد سلام کرکے
روانہ ہوا مگر ہرمز تاجدار کی مہر پدری نے جوش کیا کہ بیٹے کو جا کر دیکھ آؤن نورالدہر سے کہا کہ اگر آپ اجازت
دین تو ایک نظر جاکر فرزند کو دیکھکر چلا آؤن اور اُسکو نصیحت کرون شاید راہ راست پر آجائے شاہزادے
نے کہا حضور کو اختیار ہی مگر میرے نزدیک جانا آپ کا اُن کافرون مین مناسب نہین اگر اُسے اسلام لانا منظور ہوتا
تو وہ خود آپ کے پاس چلا آتا اور مجھے یہ خیال ہی کہ وہ گمراہ ہی ایسا نہو کہ آپ سے دغا کرے ہرمز بولا نہین وہ
میرے ساتھ بدی کیا کریگا نورالدہر نے کہا تشریف لیجائیے آپ جانین آپ کا کام جانے مین خوشی سے
اجازت نہین دیتا ہرمز نے کہا مین جا کر تھوڑی دیر بیٹھکر چلا آؤنگا شاہزادے نے کہا کہ اگر آپ جاتے ہین تو
رات کو وہان نہ رہیے گا ہرمز بولا ایسا ہی ہوگا اور چند خادم اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہوا جب قریب اُسکے
لشکر کے پہونچا پرویز نے سنا ہرمز آتا ہی بہت خوش ہوا اور اُسی وقت واسطے استقبال کے روانہ ہوا اُسنے
راہ مین ملازمت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لے کر بارگاہ مین آیا مسند پر بٹھایا صحبت عیش ہوئی ناچ
ہونے لگا ایک پریوش یہ غزل گانے لگی

غزل

ہمہ آفاق پُر از فتنہ و شر مے بینم
ابلہان را ہمہ شربت ز گلاب و قند ست
ہیچ مہرے نہ پدر را بہ پسر مے بینم

ہمہ کس روز بہی مے طلبد از ایام
قوت دانا ہمہ از خون جگر مے بینم
دختران را ہمہ جنگ ست و جدل با مادر

این چہ شوریست کہ در دور قمر مے بینم
مشکل اینست کہ ہر روز بتر مے بینم
ہیچ الفت نہ برادر بہ برادر دارد
پسران را ہمہ بدخواہ پدر مے بینم

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان
طوق زرین ہمہ در گردن خرمے بینم
زانکہ این پند بہ از گنج گہرمے بینم
پند حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کن

جسوقت یہ غزل اُس نازنین نے گائی عبرت در و دیوار پر چھاگئی اور ہر ایک کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے پرویز نے نصیحت کرنا شروع کی کہ پدر بزرگوار تعجب ہو کہ آپنے دین قدیم کو چھوڑ کر مذہب جدید اختیار کیا ہو بس بہتر اسی مین ہو کہ مجکو بدنام نکیجیے اور دین قدیم اختیار کیجیے کہ سب بزرگ اسی دین پر تھے اُسنے یہ سنکر کہا کہ ای فرزند تو چند کلمے سن لے اگر مجکو پسند آئین بہتر نہ پسند آئین خیر پھر جو کہو نگا پرویز بولا کہیے اُسوقت ہرمز نے کہا جسوقت تک کہ مجکو حقیقت دین اسلام کی معلوم نہ تھی اور خدا کو مین نے نہ پہچانا تھا بادیہ ضلالت مین گمراہ سرگشتہ و تباہ تھا اب پروردگار نے مجکو راہ راست پر لگایا لذت دین اسلام کی مین نے چکھی معلوم ہوا کہ یہ دین برحق ہو کیونکہ پتھر مین اتنی قدرت تو ہو نہین کہ وہ خود حرکت کر سکے یہ سب چیزین دنیا کی جسنے خلق کی ہین وہی خدا ہو کیونکہ کوئی چیز بے بنائے نہین بنتی ہو تو معلوم ہوا کہ دنیا کا بھی کوئی بنانے والا ہو اور وہی خدا ہو اور خدا کی یہ صفت ہو کہ مثل بندون کے نہ ہو دیکھنے اور سننے مین محتاج ناک کان کا نہ ہو اور مین اسی واسطے آیا تھا کہ تو میرا فرزند ہو تجکو بھی راہ راست پر لاؤن کہ دین اسلام قبول کرے اور شرف اسلام سے مشرف ہو کر خدمت شاہزادۂ عالی وقار مین چلکر شرف سعادت دارین حاصل کرے پرویز نے کہا ای پدر بزرگوار آپ بجا فرماتے ہین جو کچھ آپ نے ارشاد کیا مین نے بگوش ہوش سنا صبح کو مین آپکے ہمراہ خدمت شاہزادہ نور الدہر مین چلونگا ہرمز بہت خوش ہوا اب پرویز نے چاپلوسی اور خوشامد شروع کی اور حال شاہزادہ نور الدہر کا پوچھنے لگا ہرمز تعریفین خلق و مروت و جرأت و قوت کی کرنے لگا بعد اسکے ہرمز نے نور الدہر سے کہلا بھیجا کہ صبح کو پرویز کو ساتھ لیکر آؤنگا میری نصیحت اسنے مان لی مگر پرویز نے اپنے دل مین کہا کہ یہ مسلمان ہو چکا اب راہ راست پر نہ آئیگا اُسکو فریب سے پکڑ لینا چاہیے کہ اتنے مین ایک خدمتگار نے اکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہو پرویز نے ہرمز سے کہا کہ کچھ نوش فرمائیے ہرمز نے کہا جو تمھاری خوشی غرضکہ دسترخوان بچھا اور کھانا چنا گیا لیکن پرویز نے اپنے عیار سے کہا کہ کھانا ہرمز کے لیے بیہوشی آمیز لا اُسنے دیا ہی کیا ہرمز نے دو چار نوالے کھائے تھے کہ پیاس معلوم ہوئی پانی طلب کیا دو تین جام برابر پیے تھے کہ بیہوش ہو گیا پرویز نے کہا بلاؤ آہنگرون کو وہ پہلے ہی سے حاضر تھے عیار بلا لایا تھا آہنگرون نے قید شدید مین ہرمز کو اسیر کیا پرویز نے ہرمز کو صندوق مین بند کر دیا اور زبور شاہ سے کہا کہ تم اسے کسرے حصار مین لیجاؤ اور اچھی طرح انکو رکھو مین آؤنگا تو سمجھ لونگا زبور شاہ اسی وقت راتا رات قید ہرمز کی لیکر طرف کسرے حصار کے روانہ ہوا لوگ ہرمز کے کچھ تو مارے گئے کچھ بھاگ کر نور الدہر کی خدمت مین آئے اور حال گرفتار ہونے ہرمز تاجدار کا بیان کیا اور عرض کیا کہ رات ہی کو زبور شاہ کسرے حصار کو قید لیکر چلا گیا نور الدہر نے ہاتھ زانو پر مارا اور کہا کہ مین اسی واسطے منع کرتا تھا کہ آپ نجائیے میرا کہنا نہ مانا افسوس ہزار افسوس کہ ہرمز تاجدار بے ترکیب قید ہوئے اسد نے جو نور الدہر کو رنجیدہ دیکھا کہا کہ بھائی صاحب آپ کچھ ملال نہ فرمائیے مین ابھی جاکر ہرمز کو چھڑائے لاتا ہون اور اُٹھکر بارگاہ سے باہر آیا پشت مرکب پر بیٹھکر بوق کو دم دیا تمام قزاق انکے رفیق جو جہان تھا جس حال مین تھا جلدی سے گھوڑے کو آراستہ کرنے لگا دوسری بوق مین سب سوار ہو گئے تیسری بوق مین چل کھڑے ہوئے ادھر تو اسد مع قزاقون کے تعاقب مین زبور شاہ کے جاتا ہے

اور اُدھر زبور شاہ بھاگا بھاگ قید شہریار ہر فرتا جدار کی لیے ہوئے چلا جاتا ہی مقام نہین کرتا تیسرے روز سب بھوکے پیاسے تھے راستے مین ایک صحرا ملا کہ نہایت سبز و خرم تھا سب وہان ٹھہرے کہ مین بھی دیکھوں تھین کہ عقب سے تنق گرد و غبار ہوا اور آواز برق کی آئی اسد دلاور بارہ ہزار قزاقون سے آگر گرد قتل کرنے لگا اور نعرہ کیا زبور شاہ کو دیکھکر کہ باش او گبر نابکار کہان جاتا ہی کب چھوڑتا ہون تجکو کہ تو قید ہر فر تاجدار کی لیجائے زبور شاہ نے دیکھا کہ دیوانہ آپہونچا عنطر تیز پا عیار بھی ساتھ تھا قید ہر فر کی اُسکے سپرد کی کہ تو لیکر جا مین سد راہ ہوتا ہون اور اگر دیوانہ تیرا تعاقب کرے اور تجھ تک پہنچ جائے تو تو سر ہر فر کا کاٹ ڈالنا کہ دیوانہ اُسکو زندہ نہ لیجائے عنطر پشتارہ ہر فر کا دوش پر لگا کر روانہ ہوا زبور شاہ نے لشکر سے کہا کہ مار لو اس دیوانہ کو جانے نہ پائے لوگ زبور شاہ کے اسد پر ٹوٹ پڑے اسد اپنی تلوار کھینچ کر گرا تمام رفیق اور قزاق اسد کے کفار پر ہو قہین بجا . بجا کر گرے قتل کرنا شروع کیا لگی تلوار چلنے اسد ہر مرتبہ حملہ کر کے طرف تخت زبور شاہ کے جاتا ہی لوگ بیچ مین آجاتے ہین آخر کار اسد قریب تخت پر پہونچا ایک پہلوان ہی کہ نام اُسکا سہیم بن شہیم ہی للکارا کہ او دیوانے کہان جاتا ہی اور قریب ہو نکر تیر مارا اسد نے تیر کو قلم کیا اور ایک ہاتھ تیغ کا مارا کہ مع کرگدن چار ٹکڑے ہوئے اب اسد تلوارین مارتا ہوا پاس تخت کے پہونچا اور آواز دی کہ او کافر لیجلا تھا ہر فر کو آیا مین زبور شاہ نے کہا او دیوانے تیرے ہاتھ سے کلیجا پکا ہوا ہی آج تجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکر تلوار اسد پر ماری اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اُٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر مشکین باندھین فوج بے سردار ہوئی شکست کھاکر بھاگی اسد نے پوچھا او کافر کہ تو نے ہر فر کو کیا کیا اُسنے کہا اُسے عنطر عیار لے گیا اسد نے زبور شاہ کو تو باندھکر خدمت مین شاہزادہ نور الدہر کی روانہ کیا آپ تعاقب مین عنطر عیار کے روانہ ہوا تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ دیکھا سامنے عیار پشتارہ بر دوش بھاگا جاتا ہی نعرہ کیا کہ او کافر کہان جاتا ہی آیا مین دیکھا اُس حرامزادے نے کہ اسد نامدار آپہونچا جلدی سے اُسنے سر کاٹ کر پھینک دیا اور بھاگا اسد نے دیکھا کہ اس ظالم نے تو غضب کیا لاش کو تو رفیقون کے سپرد کیا کہ خدمت مین شاہزادۂ نور الدہر کی لیجاؤ اور آپ پیچھے اُس عیار کے چلا کہا کہ او حرامزادے کہان جائیگا اب آگے آگے تو عیار ہی اور پیچھے پیچھے اسد نامدار گھوڑا اُڑائے چلا جاتا ہی عنطر بھاگتا ہوا قریب لشکر ایرج کے پہونچا لشکر ایرج کا دامنۂ کوہ مین اُترا ہوا تھا عنطر خوف سے اسد دلاور کے لشکر مین گھس گیا اسد بھی بخوف داخل لشکر ہوا گھوڑا سرپٹ اُڑائے ہوئے چلا جاتا ہی جو جھپٹ مین آیا پامال ہوا عنطر بدحواس بارگاہ ایرج مین گھس گیا اور پکارا کہ ای ایرج نوجوان مجھے بچالے مین دامن پناہ لینے آیا ہون ایرج نے کہا تو کون ہی کسکے خوف سے بھاگا ہی عنطر چاہتا ہی کہ حال بیان کرے کہ غل ہوا اور اسد مع مرکب درانہ بارگاہ مین گھس آیا دیکھا عنطر کو کہ ایرج سے باتین کر رہا ہی نعرہ کیا کہ او کافر آیا مین اور کود کر گھوڑے سے عنطر کی طرف دوڑا عنطر جلدی سے ارسلان شاہ کے تخت کے نیچے گھس گیا اسد نے تلوار ماری کہ ارسلان شاہ کو کاٹ کر تخت کو قلم کر کے کمر بد عنطر کے پڑی کہ دو ٹکڑے ہو گئے ایرج نے نعرہ کیا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ بادشاہ کو میرے مارا اور تلوار پر ہاتھ ڈالا تھا کہ اسد نے پھر کر جو ہاتھ تلوار کا مارا سپر کو کاٹ کر سر پر پڑا کہ تیغہ تا دو ابرو اُتر گیا ایرج نے دستانہ مارا

تلوار تو جھناکر نکل گئی لیکن چادر خود کی سر سے باہر آئی زخم کاری لگا ایرج کو غش آیا ویلم شباط زنگی دوڑا کہ او دیوانے ارے یہ کیا کیا تونے کہ بادشاہ کو مارا زبدۂ آفتاب پرستان کو زخمی کیا جائیگا کہاں میرے ہاتھ سے بچکر یہ کہکر وارہ اسد پر مارا اسد نے تلوار سے ارے کو قلم کیا اور ہاتھ تلوار کا کمر پر مارا کہ شل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے بہزاد مرتد نے دوڑ کر پہلو پر اسد کے تلوار ماری اسد نے تلوار اُسکی شمشیر پر روکی اور اپنا وار کیا کہ پا تو تلوار سر پر چمکی تھی یا زمین میں اُتر گئی دو ٹکڑے ہوے مرجان دریا باری دوڑا کہ ارے غضب کیا تونے کہ دو سرداروں کو مارا ایرج نوجوان کو زخمی کیا اور دوڑ کر تلوار ماری اسد نے اُسکے حملے کو بھی روکیا اور ہاتھ جینو کا مارا کہ تلوار شانے پر پڑی اور زیر بغل اُتر آئی وہ بھی جہنم واصل ہوا قارن بن طوطج گردن سے مقابلہ ہوا اُسنے کہا کہ او دیوانے ارے تو سب کو تو قتل کیے جاتا ہی الغرض چوبدست سر پر چرخ دے کر اسد پر ماری اسد نے چوبدست کو شل خیار قلم کیا اور تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوے القصہ جتنے سردار ایرج کے تھے اُس روز اسد کے ہاتھ سے سب مارے گئے اسد لاش پر لاش گرا کر سر عنظر عیار کا کاٹ کر فتراک سے باندھکر روانہ ہوا آفتاب پرستوں نے ہجوم کیا اُدھر سے قزاق بوقین بجا بجا کر آ پڑے لگی تلوار چلنے آفتاب پرست تو ہلشے کے اسد کے مارے ہوے ہیں تمام بھاگ بھاگ کر دور چلے گئے اسد رفیقوں سمیت صاف نکلا ہوا چلا گیا یہاں جب اسد جا چکا تو مالک بن ملکوت شاہ کی جان میں جان آئی زخم سر میں ایرج کے ٹانکے لگوائے بیٹے کی لاش پر خوب رویا حال تباہ کیا آخر ارتھی اُسکی بنوائی اور جاکر مرگھٹ میں جلا پھونک آیا اور سرداروں کی لاشیں اُٹھوا کر اُنکے وطنوں کو روانہ کیں ایرج نے ایسا زخم کھایا تھا کہ تیسرے روز ہوش و حواس اسکے بجا ہوئے اپنا علاج کرتا ہوا طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا اور کہا کہ جب حمزہ کو زیر کرونگا یہ دیوانہ بھی مطیع ہو جائیگا یہاں نور الدہر بارگاہ میں بیٹھا ہوا ہی جب سے اسد گیا ہی اُسی کا تصور بندھا ہوا ہی کہ رہا ہی کہ خدا جانے کیا ہوا اسد تعاقب میں زبور شاہ کے گیا ہوا ہی لیکن ہرکارے خبر کے واسطے گئے ہوئے ہیں تیسرا دن ہی کہ ابراہیم بن مالک تابوت ہر فر کا اور قید زبور شاہ کی لیے ہوے آیا اور حال بیان کیا کہ اسد تعاقب میں عنظر عیار کے گیا ہی نور الدہر لاش ہر فر کی دیکھکر بہت رنجیدہ ہوا اور کہا کہ افسوس قضا نے اسے مہلت نہ دی پر حسرت و ارمان دنیا سے گیا بہت رویا بعد اسکے تابوت اُسکا درست کروایا لوگوں کو ساتھ کر کے طرف ملک مدائن کے روانہ کیا اور فرمایا کہ باغ داؤدی میں دفن کرنا زبور شاہ کو زندان خانہ میں بھیجا کہ صاحبقران کے سامنے دیوان اُسکا کیا جائیگا اور فکر میں غرق ہوا کہ اُسکے دوسرے روز اسد سر عنظر کا لیے ہوے آیا اور تمام حال بیان کیا نور الدہر گلے سے لپٹ گیا کہ بھائی جامہ شجاعت خداوند کریم نے تیرے جسم کے لیے قطع کیا تھا اسد کارے کردی کہ یادگار زمانہ رہیگا اُسکے دوسرے دن کوچ کر کے طرف ملک فرعونیہ کے روانہ ہوا اسد نے ایک روز بعد رسد کا سامان درست کر کے خود بھی کوچ کیا

اب دو کلمے داستان صاحبقران کے بیان ہوتے ہیں

کہ امیر حمزہ بارگاہ میں تشریف فرما ہیں ذکر خواجہ عمرو کا ہو رہا ہی کہ خواجہ کو گئے ہوئے عرصہ ہوا ابھی تک پھرے نہیں بادشاہ نے کہا کہ وہ اپنا مال و اسباب ایرج سے لینے گیا ہی جلدی کیونکر پھریگا یہی باتیں تھیں کہ صحرا سے ایک بگولا گرد نمایاں ہوا اور آواز نگولوں کی بلند ہوئی دیکھا تو عمرو بن امیہ ضمری آتا ہی امیر اسے

دیکھکر خوش ہوئے عمرو نے آکر سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا گرد پھرا اور خطوط جو خواتین معظمہ کے لایا تھا پیش کیے
عرضیان دین تمام حال باختر کا بیان کیا امیر نے کہا خواجہ کہو مال بھی اپنا لیا عمرو نے کہا کہ جلا گئی ہوئی
چیز کہین ملی ہی امیر نے کہا بھلا آپ کی چیز جا سکتی ہی عمرو نے کہا نہ مین تیرے ساتھ آتا نہ میرا مال تباہ ہوتا
دو کرور روپیہ جرمانے کا آپکو بھی دینا ہوگا امیر نے کہا لیجیے لیکن سچ سچ بیان کیجیے عمرو نے کہا حمزہ خوب دوب
کی مین نے اور مال اپنا ایرج سے لیا کہ اسی اثنا مین داروغہ جانورخانے کا حاضر ہوا اور آکر عرض کیا کہ شکار
ملک فرعونیہ مین بہت ہی اور جانوران صیدگیر بھی خوب طیار ہین صاحبقران نے رفقا سے کہا کہ بالفعل
فرعون نے مہلت لی ہی جب تک کمک اسکی آئے سیر و شکار مین بسر کرین سب سردارون نے کہ مشتاق تھے مدت سے
شکار نہین کھیلا تھا عرض کیا بہت خوب تشریف لیچلیے ہم بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہین امیر نے حکم دیا
کہ ہم صبح کو شکار کے لیے جائینگے جانوران صیدگیر دروازے پر حاضر ہوئے دوسرے روز صاحبقران متوجہ شکار
ہوئے جب ایک صحرا مین پہونچے صید افگنی مین مصروف تھے شکار کھیلتے جاتے تھے کہ سامنے سے ایک گرد
بلند ہوئی اور اُس گرد سے گلۂ آہوان نمودار ہوا اور آگے آگے اُن ہرنون کے دیکھا کہ ایک ہرن عجیب و غریب
خط و خال اُسیر تھے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ یہ قابل اسکے ہی کہ مین بادشاہ کو نذر دون اگر تم اسے زندہ
گرفتار کرو تو پانسو تومان مین تمھین دونگا عمرو بولا مین ابھی پکڑے لاتا ہون اور اُسکے تعاقب مین چلا امیر بھی
مقبل وفادار کو ساتھ لیے پیچھے پیچھے عمرو کے چلے جاتے تھے کہ ایک دامنہ کوہ مین پہونچے کہ نہایت سبز و خرم
تھا گرم ہوا گرم چلتی تھی امیر مرکب سے اتر پڑے گھوڑے کو چراگاہ پر چھوڑا مقبل سے کہا کہ تو میرے واسطے کھانا
کہین سے ڈھونڈھ کر لا کہ مین نہایت بھوکا ہون مقبل تلاش مین کھانے کی روانہ ہوا امیر زین پوش پر بیٹھے
سایۂ درخت کا گھنا تھا امیر سو گئے اتفاقات روزگار دیو زرین اُدھر سے جاتا تھا کہ اسکے بہت سے بھائی بند امیر
کے ہاتھ سے مارے گئے تھے امیر کو جو سوتے دیکھا ہوا سے نیچے اُترا بخوبی پہچانا کہ یہ زلزلۂ قاف ہی اپنے دلمین
کہا کہ خوب دشمن تیرے ہاتھ لگا کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا کر لیچلا کہ پردۂ قاف مین چلکر اسے مارا و رکباب کرکے
کھا جب یہ بلند ہوا ہوا کے فرفرے سے آنکھ امیر کی کھل گئی دیکھا کہ دیو لیے جاتا ہی پوچھا کہ تو کون ہی کیون
مجھے لیے جاتا ہی اُسنے کہا کہ میرے بھائی بندون کو تونے قتل کیا ہی تجکو اسلیے لیے جاتا ہون کہ اُنکے خون کے عوض
قتل کرون امیر ہاتھ مین اُسکے تڑپے زور جو کیا ہاتھ سے دیو کے چھوٹے غلطان و پیچان دریا مین گرے مگر
یہان عمرو نے تعاقب کرکے اُس ہرن کو پکڑا امیر کو ڈھونڈھتا ہوا چلا ادھر سے مقبل کو آتے دیکھا مقبل
جو آیا دیکھا کہ صاحبقران اپنے مقام پر نہین ہین عمرو سے پوچھا کہ صاحبقران کہان ہین عمرو نے کہا مین
کیا جانون مین تو ہرن کو پکڑنے گیا تھا تو ساتھ تھا مقبل بولا مجھے کھانا لینے کو بھیجا تھا عمرو یہ سنکر
متردد ہوا جہان صاحبقران سوتے تھے وہان آکر جو دیکھا تو نشان دیو کی اُنگلیون کے زمین پر
پائے مقبل سے کہا کوئی دیو حمزہ کو لیگیا ہی کہ اس اثنا مین دیو زرین پھر کر آیا عمرو کو دیکھا اُٹھا لیگیا کہ یہ
تو حمزہ سے زیادہ ہی مقبل خنگ سیہ قیطاس کو لیکر بھاگا کہ چلکر لشکر مین خبر کیجیے لیکن دیو زرین عمرو
کو لیے ہوے پہاڑ پر آیا اور کہا کہ مین تجھے بھون کے کھاؤنگا عمرو نے کہا اے عزیز مین افیون اسقدر پیتا ہون
اور دُبلا پتلا اسقدر ہون کہ صرف پوست و استخوان ہین وہ بھی بکثرت افیون نوشی سے تلخ ہو گئے ہین
عمرو نے ہر چند منت و عاجزی کی دیو نے نہ مانا آگ روشن کی جب عمرو کو یقین مرگ ہوا رونے لگا

دعا مانگنے لگا کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی ای کارساز ای بے نیاز تو نے مجھ سے کوہ سراندیپ پر وعدہ
کیا تھا کہ تو جب تک اپنے منھ سے اپنی موت نہ مانگیگا ملک الموت تیرے پاس نہ آئیگا اب ملک الموت کا
سامنا ہی ہنوز دعا عمرو کی ناتمام تھی کہ دیکھا لکۂ ابر سفید رنگ آسمان پر نمایان ہوا اور اُسمین سے دیوان
مہیب صورت دکھائی دیے اور دیوؤن کی گردنون پر آدمی سوار ہین اور ایک تخت مرصع نگار پر ایک
نقابدار سفید پوش اور ایک نقابدار سیاہ پوش چلے آتے ہین کہ دیوؤن نے تخت زمین پر رکھدیا نقابدار
تخت پر سے کودا اور نعرہ کیا کہ او حرامزادے چھوڑدے خواجہ کو آیا ہین دیو زرین دوڑا کہ آ اسمین میرا پیٹ
نہ بھرتا تجھے بھی کھاؤنگا اور دونون ہاتھ بڑھائے کہ نقابدار کو پکڑے نقابدار نے ہاتھ دیو کے پکڑلیے اور ایک
گھونسا مارا کہ دیو کو چکر آیا نقابدار نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ دیو کو اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر
مارا چھاتی پر چڑھکر خنجر سے سر کاٹ لیا لاشہ اُسکا تڑپنے لگا اب نقابدار نے جاکر عمرو کو کھولا کہ دیو نے ایک
رسی کا پھندا گلے مین ڈالکر کھونٹے سے اُنھین باندھ دیا تھا اور کہا کہ جاؤ یہان سے عمرو نے کہا ای نقابدار مجھے
حمزہ کا حال معلوم ہو نقابدار نے کہا کہ حمزہ پردۂ ظلمات مین شہید ہوا عمرو پکارا ای نقابدار زبان اپنی بند کر
کہ امیر زندہ و سلامت ہین یہی دیو زرین عالم خواب مین اُنھین اُٹھا کر نہین معلوم کہان پھینک آیا نقابدار
چپ ہوا عمرو سے کہا کہ حمزہ آئے تو میری طرف سے کہدینا کہ اسباب صاحبقرانی مجھے دیدین نہین تو
بزور سر میدان چھین لونگا اور تخت اُڑا کر روانہ ہوا عمرو لشکر کی طرف چلا لیکن امیر جو دیو کے ہاتھ
سے چھوٹے ایک دریا مین گرے پہلے تو یہ زمین پر پہونچے اب جو پانی نے اُچھالا امیر شناوری کرنے لگے امیر
بڑے بڑے دریاہاے پردۂ قاف مین پیرے ہوے ہین اس دریا کو ایک دو گھڑی کی شناوری مین طی کیا کنارے
پر پہونچے ایک بیشۂ سبز و خرم دکھائی دیا اُسی بیشے مین چل نکلے کوئی دو کوس آئے ہونگے کہ دیکھا کہ ایک چنار
کے نیچے بہت سے زنگی بیٹھے ہوئے ہین آگ روشن ہو اور کچھ آدمی مر رہے ہین اُنکے کباب لگا رہے ہین آپسمین
ہنس رہے ہین قلقاریان مار رہے ہین کہ اُن زنگیون نے امیر کو آتے دیکھا خوش ہوکر کہا کہ اس آدمی کو
حضرت سلیمان نے ہمارے کھانے کے واسطے بھیجا ہے دیکھو تو کیا فربہ ہے گوشت اسکا نہایت مزے کا اور چربیلا
ہوگا ایک زنگی اُٹھا اور نعرہ کیا کہ او آدمزاد کدھر ارہ کہان جاتا ہے تو میرا لقمہ ہے صاحبقران پکارے او
ناپاک مین لقمۂ سخت آدم زنگی خوار ہون تمھارے مارنے کو آیا ہون وہ زنگی غضبناک ہوکر دوڑا کہ تو ہمین دھمکاتا
ہے اور دونون ہاتھ امیر پر مارے کہ امیر کو اُٹھالے امیر نے ہاتھ بڑھا کر دونون ہاتھ اُسکے پکڑ لیے اور جھٹکا دیا
کہ وہ منھ کے بل زمین پر گرا ایک گھونسا سر پر اُسکے مارا کہ بھیجا ناک کان کے راستے سے بہ گیا مثل مینار کے زمین
پر گرا اور زنگی جو بیٹھے تھے اُنمین سے دو زنگی امیر پر دوڑے اور دونون برابر سے حملہ آور ہوئے امیر نے دونون
ہاتھ بڑھا کر دونون کی کلائیان پکڑ لین اور ایسے جھٹکے دیے دونون کی گردن مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا
اور سر ٹکرا دیے کہ بھیجے نکل پڑے اُن دونون کی لاشین پھینک کر اور زنگیون پر دوڑے وہ بھاگے کہ میان
یہ آدم زنگی شکار آیا ہے بھاگو یہان سے دور جاکر پکارے کہ رہ ای آدمزاد اسقدر لشکر تیرے واسطے لاتے ہین کہ
اگر ہزار جانین لایا ہوگا تو ایک سلامت نہ بچا سکیگا یہ کہکر بھاگے چلے گئے امیر بیشے کی سیر مین مصروف
تھے کہ گرد بلند ہوئی اور چالیس زنگی دراز قد پیدا ہوے اور پکارے کہ ای آدمزاد تو نے ہمارے بھائیون کو
مارا ہے کہان جائیگا اور دوڑے امیر پر امیر اُنپر دوڑے تھے ابھی لڑائی نہ ہونے پائی تھی کہ ایک زنگی

انکا سردار تھا اسنے زنگیون کو منع کیا کہ خبردار اس شخص سے نہ لڑو کہ بادشاہ نے اُسے بلایا ہی وہ زنگی حکم سے اپنے
سردار کے رُکے مگر سردار زنگیون کا سامنے امیر کے آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ خبردار آپ کی ہمارے بادشاہ کو پہونچی
اُسنے ہمین آپ کے لینے کو بھیجا ہی فرمایا چلو ہم چلتے ہین زنگی تخت لیکر آئے امیر کو اسپر سوار کیا لیکر چلے تھوڑی دور
اس بیشے سے گئے تھے کہ ہشتاد زنگی دکھائی دیے کہ صف باندھے کھڑے ہین اور چار ہاتھیون پر تخت کسا ہی اور ایک
زنگی قوی ہیکل درشت چنگال تکیہ لگائے ہوے بیٹھا ہی امیر نے جو اُسے دیکھا بطریق اہل اسلام سلام کیا اسنے جواب
سلام دیا اور کہا کہ آپ کون ہین اپنے حسب و نسب سے مجکو آگاہ کیجیے امیر نے تمام حال اپنا بیان کیا جب
اُسنے جانا کہ یہ **حمزہ صاحبقران** ہین تخت سے اُترا دوسری مرتبہ باادب ہوکر سلام کیا اور عرض کیا کہ ای
شہریار عفو تقصیر کا امیدوار ہون مین نے آپ کو پہچانا نہ تھا اور اپنے ساتھ امیر کو شہر مین لایا بارگاہ مین لاکر
تخت پر بٹھایا مانند غلامون کے خدمت کرنے لگا امیر نے ہاتھ اُسکا پکڑکر برابر بٹھا لیا پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہی
اُسنے عرض کیا کہ مجھے **تریمان زنگی** کہتے ہین نام اس شہر کا بہزادانیہ ہی نام بیشے کا رمانیہ ہی اور یہ شہر مجھے
حضرت سلیمان نے بخشا ہی اُن پیغمبر کا یہان معجزہ ہی اور نزدیک اُس شہر کے **آصف بن برخیا** نے ایک
ملک بنایا ہی اور وہان ایک مکان بنایا ہی سنگ مرمر کے صفحہ بنائے ہین اور اسپر ایک تخت رکھا ہی اور ایک
آدمی کے شکل کا پتلا بناکر اُسپر بٹھایا ہی جب شام ہوتی ہی تو چار فرسنگ تک کے جانور چرند و پرند جمع ہوتے ہین
اور اس صورت پر صدقے ہوتے ہین صبح کو اُس صورت سنگی سے ایک آواز پیدا ہوتی ہی کہ سب جانور چلے جاتے
ہین کوئی نہین جانتا کہ یہ کیا اسرار ہی اگر آپ اس اسرار کو مجھپر ظاہر کرین تو مین غلامی آپ کی اختیار کرون
امیر نے فرمایا تم مجکو وہان لیچلو اُس مکان کو دکھاؤ **تریمان زنگی** امیر کو ساتھ لے کر وہین آیا کہ جسکی تعریف کی
تھی امیر وہان ایک روز ایک رات رہے جو کچھ تریمان سے سُنا تھا سب آنکھون سے دیکھا امیر نے تریمان سے کہا
کہ ہمارے لیے سفید راوٹی استادہ کرا دُاُسی وقت راوٹی سفید کپڑے کی استادہ ہوئی امیر وضو کرکے اندر راوٹی
کے داخل ہوے اور دو رکعت نماز حاجت پڑھکر دعا مانگنا شروع کیا کہ ای خالق عالم مجکو اس راز سے آگاہ کر
بہت الحاح و زاری کی قریب صبح آنکھ لگ گئی خواب مین **حضرت سلیمان علی نبینا و آلہ و علیہ السلام** کو دیکھا
امیر نے سلام کیا اور عرض کیا کہ یا حضرت حال اس مکان حیرت بنیان کا معلوم ہو کہ کیا سبب ہی کہ رات بھر
جانوران چرند و پرند اس تصویر سنگی پر تصدق ہوا کرتے ہین صبح کو صدا اُس تصویر سنگی کی سُنکر چلے جاتے ہین
حضرت نے فرمایا کہ ای فرزند جسوقت موت میری قریب ہوئی مجکو خیال گذرا کہ انگوٹھی میری میرے مرنے
بعد جسکے ہاتھ لگیگی وہ دعوی خدائی کا کرنے لگیگا اس انگوٹھی کے چھپانے کو یہ جگہ مین نے تجویز کی اُس بت کے
نیچے وہ انگوٹھی رکھی ہی اور طلسم بند ہوا دیا ہی صبح کو اُٹھکر تم اُس تخت کی طرف متوجہ ہونا جسوقت قریب ہوجاؤگے
تخت کے نیچے سے ایک اژدہا پیدا ہوگا اور وہ قلابہ آتشین تمپر چھوڑیگا خبردار ڈرنا نہین اُس اژدہے کے
مُنھ مین کود پڑنا ایک مکان مین پہونچوگے کہ تمام مکان سنگ مرمر کا ہی اور چھت مین اُسکے ایک میخ طلائی نصب
ہی کہ اُسمین صندوق چوب صندل کا آویزان ہی اُسے کھولکر انگوٹھی نکال لو جہان وہ انگوٹھی ہوگی جانور بھی
وہین آئینگے یہ فرماکر حضرت نظر سے غائب ہوگئے امیر خواب سے چونکے نماز صبح پڑھی سجدہ شکر بجا لاکر عبادتخانہ
سے باہر تشریف لائے احوال تریمان زنگی سے بیان کیا وہ سُنکر حیپ ہوا فرمایا مدد پروردگار سے انگوٹھی لاکر
تمکو دکھاونگے مگر ای تریمان مجھے اژدہا نگلجائے تو تم کچھ اندیشہ نہ کرنا یہ علامت طلسم فتح کرنے کی ہی

یہ کہکر اُسی تخت کی طرف راہی ہوئے قریب اُسکے پہونچے تھے کہ زیر تخت سے اژدہا قلا پاآتشین چھوڑتا ہوا نمودار ہوا مُنھ کھول کر صاحبقران کی طرف دوڑا امیر جست کرکے اژدہے کے مُنھ مین کود پڑے زریمان نے دیکھا کہ ایک آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا پکارا ہائے آتش اڑنے لگے تمام مکان دھوان دھار ہوگیا مگر امیر کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ مکان بہت تکلف کا ہے صندوق مِیخ طلائی مین لٹکا ہے امیر نے دوڑ کر اُس صندوق کو اُتارا اُسے کھولکر انگوٹھی نکالی دیکھا کہ اسم اعظم اُسپر کندہ ہے امیر انگوٹھی لے کر باہر آئے اور انگوٹھی زریمان کو دکھائی اور اسم اعظم پڑھا کہ سب چرند و پرند اُسکی وقت حاضر ہوئے زریمان زنگی نے قدمون کو بوسہ دیا حلقہ بگوش ہوا امیر نے پھر جو اسم اعظم پڑھا تو ایک شیر اٹھارہ ہاتھ کا پیدا ہوا امیر اُسپر سوار ہوئے اور صحرائے لق و دق مین جاکر اُس انگوٹھی کو دفن کردیا پھر کر وہان سے آئے زریمان زنگی شہر مین لایا دعوت کی امیر دو روز یہان رہکر زریمان کو ساتھ لیکر وہان سے اپنے لشکر کو روانہ ہوئے جب قریب پہونچے ہرکارون نے خبر بادشاہ اسلام کو دی کہ صاحبقران باقبال تشریف لاتے ہین بادشاہ یہ سنکر خوش ہوگئے اور جملہ سرداران سمیت واسطے استقبال کے آئے امیر نے راستے مین بادشاہ کی ملازمت حاصل کی لشکر مین بادشاہ کے قدمبوس ہوکے بارگاہ مین آکر داخل شوکت پر متمکن ہوئے بادشاہ نے فرمایا ہمکو بڑی تشویش تھی جب سے عمرو نے آکر بیان کیا کہ امیر کو دیو اُٹھائے گیا ہے ہر طرف ہرکارے خبر کو روانہ کیے تھے عمرو نے کہا کہ لقا بدار نے دیو زرین کو مار ڈالا اور پیغام دیا ہے کہ اسامہ صاحبقرانی دیدو نہین تو سر میدان بزور شمشیر آکرے لونگا امیر نے کہا خواجہ ایسے کلمات واہیات مزخرفات بہت سے سنتے ہین عمرو بولا کہ حمزہ اب چار صاحبقران وہ جو آتے ہین تورج و خورشید و داراب و ایرج خصوصاً ایرج جو سب پر غالب ہے انکی تو کچھ فکر کرو فرمایا خواجہ خدا جو بہتر جانیگا وہ کریگا غرضکہ تیسرا دن تھا امیر کو آئے ہوئے صحبت عیش مین بیٹھے ہین کہ جوڑی ہرکارون کی نامیان خبری و تومیان خبری دوڑی ہوئی آئی دعائے ترقی جاہ و جلال دے کر عرض کیا کہ دارائے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان آپہونچا امیر نے عمرو سے کہا خواجہ خبر تو لاؤ عمرو وہان سے روانہ ہوا جب وہان پہونچا دیکھا کہ لندھور مع لشکر غلہ و اجناس لیے ہوئے آتا ہے عمرو لندھور پاس آیا لندھور نے سلام کیا حال صاحبقران باقبال کا پوچھا عمرو بولا کہ اے لندھور حمزہ تجھ سے نہایت بیزار ہے خبر جو سُنی ہے کہ شہر فرنگوشیہ برباد اور ختم قتل ہوا اور لندھور دیکھا کیا اس سبب سے نہایت بیزار ہین لندھور بولا کہ خواجہ کوئی صورت صفائی کی نکالو ہمیشہ سے تمہارا خادم ہون عمرو بکارا ای ہندی اس کام کو روپیہ چاہیے مفت ایسے کام نہین ہوتے لندھور بولا خواجہ جو کچھ روپیہ میرے پاس تھا مین قلعہ ذوالامان پر آپ کو دے چکا اُس آمد و رفت مین میرا بہت کچھ صرف ہوا اب میرے پاس کیا ہے ہان کچھ پان کھانے کو حاضر کرونگا اور پانچ ہزار روپیہ منگوا کر عمرو کو دیے عمرو نے روپیہ لیکر تو نذر زنبیل کیا اور وہان سے خدمت امیر مین آیا کہا کہ حمزہ تو کس خیال مین بیٹھا ہے لندھور آج پر عاشق ہوا ہے تجھ سے ڈرنے آتا ہے مع لشکر اُسکے ساتھ ہے فرمایا کہ خواجہ وہ میرا یار ہے برائے خدا میرے اُسکے صفائی کراؤ عمرو بولا مجھ سے کیا ہوگا مین نے ہرچند اُسے سمجھایا وہ نہین سمجھتا فرمایا کہ ابھی دس ہزار روپیہ مجھ سے لے اور مجھ سے اُس سے صلح کرادو عمرو بولا ایک طرح سے صفائی ہوسکتی ہے جو آپ اُسکے استقبال کو چلیے فرمایا کہ ابھی سر کے بل چلونگا عمرو نے دس ہزار روپیہ امیر سے لیے امیر سرداروں سمیت استقبال اُسکے لیے

روانہ ہوئے عمرو و بشیر لندھور کے پاس آیا کہ مین حمزہ کو تیرے استقبال کے واسطے لایا ہون لندھور کمال
خوش ہوا پانچہزار روپیہ عمرو کو اور دیئے اور رومال سے اپنے ہاتھ باندھکر امیر کشور گیر کے سامنے آیا سلام کر کے
پیرون پر جھکا امیر نے اُسے گلے سے لگایا فرمایا کہ بھئی مین بدل تجھسے راضی ہون اور ساتھ لیکر وہان سے داخل
ہوئے بارگاہ فلک اشتباہ مین آئے لندھور نے بادشاہ کو مجرا کیا نذر گذرانی پایۂ تخت کو بوسہ دیا اپنے دنگل
پر بیٹھا امیر نے حال ایرج کا پوچھا لندھور نے تمام سرگذشت بیان کی عرض کی شہر یار یہ دو قلعے جو
قتل ہوئے تو اسد کے ورغلانے سے کیونکہ اسکو ایک عداوت قلبی ایرج کے ساتھ تھی ترکون کو بہکایا ایرج
کی بیعت نہ کرنے دی یہان تک کہ شہر فرنگو شیہ قتل ہوا اور اختم کی بھی یہی صورت ہوئی فرمایا کہ بھئی تم
آج تک میرے حکم سے ایرج کی بیعت مین رہے میرے کہنے سے باہر نہ ہوئے مین تجسے بہت راضی ہون یہی
باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارون نے آکر بعد دعا و ثنائے بادشاہی بجالانے کے عرض کیا کہ غضنفر بن اسد
دلاور بارگاہ سلیمانی لیے ہوئے آتا ہے امیر نے لندھور سے پوچھا کہ بارگاہ اُسکے ہاتھ کیونکر آئی اُسنے تمام
حال عرض کیا کہ یہ اپنے باپ کو دغا دیکر لے آیا ہے امیر نے تبسم کیا لیکن غضنفر بہت سے تحفے اور اسباب
لیے ہوئے آیا سلام کیا بادشاہ کے گرد پھرا امیر کے قدمون کو بوسہ دیا امیر نے اُسے گلے سے لگایا پیشانی کو
بوسہ دیا خلعت عنایت کیا فرمایا کہ بھئی دادا کی قدمبوسی کرو غضنفر کرب دلاور سے آکر لپٹا کرب نے بھی
بہت مہربانی کی صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی دوسرے روز خبر آئی کہ شاہزادہ خاور سیاہ
ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری تمام حرم محترم کو ساتھ لیے ہوئے آتا ہے امیر نے کل سردارون
کو واسطے استقبال کے بھیجا سب گئے استقبال کر کے قاسم کو لائے قاسم نے آکر سلام کیا پایہ تخت شاہی کو
بوسہ دیا نذر گذرانی بادشاہ نے خلعت سے سرفراز فرمایا آپ قاسم نے علمشاہ کی قدمبوسی حاصل کی امیر اندر محل کے
گئے سب خواتین کو دیکھا ہر ایک دوڑ دوڑ کر قدمون سے لپٹی صاحبقران نے سب کو گلے سے لگایا بدیع الزمان
و علمشاہ بھی ہمراہ امیر کے آئے اپنی اپنی مان کے قدمبوس ہوئے وہ گرد پھرین تصدق ہوئین رات بھر عجب صحبت
رہی منتین جو مانی تھین وہ ادا ہوئین صبح کو امیر بارگاہ فلک اشتباہ مین بصد حشمت و جاہ دنگل شوکت پر
جلوہ افروز تھے تمام سردار جمع تھے کہ نامیان خیبری و تومیان خیبری بنجر بلخی ابوالفتح اصفہانی وغیرہ
دوڑے ہوئے آئے دعا و ثنائے بادشاہی بجا لا کر عرض کیا کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان آپہونچا
امیر نے فرمایا سب سردار واسطے استقبال کے جائین بدیع الزمان چلے آکر بیٹے سے ملا شاہزادہ قدمون سے
لپٹا خاک قدم طوطیائے چشم کی پھر تو تمام سردار پہونچے شاہزادے سے ملے ہمراہ لیکر بارگاہ مین آئے
نور الدہر نے پایہ تخت کو بوسہ دیا نذر گذرانی جو جو تحفے لایا تھا پیش کیے امیر کے قدمون سے لپٹا امیر نے نسل
جان کے آغوش مین لیا پیشانی چومی اسد کا حال پوچھا کہ وہ تمھارے ساتھ کیون نہ آیا شاہزادے نے تمام حال
اسد کا بیان کیا کہ شہر یار جو جو کار نمایان اسد سے ہوئے وہ رستم سے بھی نہ ہوتے اب وہ نظر کردہ بھی ہو چکا ہے
غلہ ہمراہ لیے ہوئے آتا ہے امیر خوش ہوئے کہ اتنے مین ضرغام شیر دل پہونچا اور عرض کیا کہ اسد شیر دل
آپہونچا امیر نہایت خوش ہوئے مگر غضنفر بہت مضطر ہوا امیر سے عرض کیا کہ غلام کو پدر بزرگوار مار ڈالینگے
امیر نے فرمایا تم گھبراؤ نہین مین خطا تمھاری معاف کروا دونگا اور فرمایا لاؤ اشقر کو مین خود اسد کے
استقبال کو جاؤنگا اسی وقت اشقر حاضر ہوا امیر کشور گیر مرکب پر بیٹھ کر اسد کے استقبال کو گئے تمام سردار

ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے اثناے راہ مین اسد نے صاحبقران کو آتے دیکھا جلد مرکب سے کود زمین
ادب چومی سلام کیا کوئی سو قدم پر اسد تھا کہ امیر بھی پیادہ ہوئے تمام سردار بھی پیادہ ہوئے اسد نے چاہا کہ
قدمون کو صاحبقران کے بوسہ دون امیر نے سر اسد کا دونون ہاتھون مین لیا اور جھک کر پشت کو بوسہ دیا
سب سردارون نے آکر آنکھین اپنی پشت اسد سے رگڑین ایک ایک گرد پھرا تصدق ہوا اسد نے ارادہ کیا کہ
امیر کے بلا گردان ہون امیر نے فرمایا کہ بھئی تم نظر کردہ شاہ مردان شیر یزدان ہو تمکو یہ امر زیبا نہین ہم جہانتک
ہوسکے تمھاری بزرگی کرین تو بجا ہی اور خوب اسد سے بغلگیر ہوئے پھر کرب سے کہا کہ بھئی مین اس فرزند شیر دل سے
بہت راضی ہون خدا بھی اس سے راضی ہو اور بھئی یہ نظر کردۂ شاہ مردان ہوچکا ہی کرب نے بھی اسد کو گلے سے لگایا
آنکھین چومی اسد کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے فرزند مین نے جو کچھ مال و اسباب کہ سکندر بن ہپلان عاد کا ستائیس
شبخون مارکر پیدا کیا ہی وہ سب مین نے تجھے بخشا اور مرکب ابرش گل اندام سکندری بھی تجھے دیا اور خنجر زنبوس عاد
بھی لے اسد نے سلام کیا اور ہمراہ امیر کے بارگاہ مین آیا بادشاہ دروازے پر استقبال کے واسطے کھڑے تھے
اسد نے سلام کیا دوڑ کر قدمبوس ہوا بادشاہ نے پشت کو اسکی بوسہ دیا گلے سے لگایا پھر تو تمام سردار اسد سے ملے
امیر نے غضنفر کو قدمون پر اسد کے گرایا فرمایا کہ بھئی یہ تمھارا فرزند ہی خطا اسکی معاف کرو اسد نے اُسے دلاسا
دیا گلے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا آکر اپنے زرنگل پر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی مگر سرکار فرعون ولقا کے لگے
ہوے تھے اُنھون نے خبر پہونچائی کہ لشکر حمزہ کا دونا ہوگیا بارگاہ سلیمانی بھی آگئی اولاد حمزہ جو باختر مین تھی
وہ سب آگئی اور ایک لشکر بے پایان فوج فراوان لے آیا ہی وہ دونون کافر بولے کچھ اندیشہ نہین ہی
فرعون نے زمردشاہ سے کہا کہ اپنے لشکر سے کہو کہ اسباب جنگ مہیا کرے ہرکارون نے خبر حمزہ صاحبقران
کو پہونچائی امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ یہ کافر فرعون بلندی پر بیٹھے گا اور بادشاہ اسلام بہت پست ہونگے
کوئی صورت ایسی نکالو کہ تخت بادشاہی گنبد مینائی سے پست نرہے عمرو نے کہا حمزہ اسکے لیے روپیہ چاہیے مزدور
لگائے جائین فرمایا پانچ ہزار روپیہ تو انعام کا تم لو اور جتنا روپیہ مزدورون مین صرف ہو وہ ہمسے لو عمرو نے کہا
آپ مجھسے ہاتھ دو ہاتھ گنبد مینائی سے بلند مکان لیجیے اور عمرو بیلدارون کو ساتھ لیکر سامنے گنبد مینائی کے آیا
اور ایک ٹیلا بلند مٹی کا بنوا کر بنوایا ہزارہا مزدور بیلدار لگ گئے تین روز کے عرصہ مین وہ دمامہ برابر گنبد مینائی
کے بلکہ کچھ اونچا بنکر تیار ہوگیا عمرو نے اوپر اُسکے خیمہ استادہ کرایا تخت مرصع بادشاہ کا بچھا کر سائبان زربفت چوبہائے طلا
پر قائم کیا اور کئی ہزار سوار واسطے نگہبانی کے مقرر کیے اور آکر خدمت صاحبقران مین عرض کیا کہ حضور چلکر اُس
دمدمے کو ملاحظہ فرمالیجیے امیر مع جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی و بادشاہ اسلام سوار ہوکر گئے اُس دمدمے
کو دیکھکر بہت خوش ہوئے عمرو کو خلعت دیا وہان سے پھر کر داخل بارگاہ ہوئے بیٹھے باتین کر رہے ہین کہ جانب
صحراے تق گرد و غبار بلند ہوا اور پانچسو علم ہاتھیون پر آگے آگے نشانہ پانچ لاکھ سوار کا نمایان ہوئے ہر علم
پر تعریف خداوند پرورین مرقوم بعد اُسکے جلوس سواری کا گذار دیکھا کہ خورشید ستارہ پرست مرکب پر سوار
تخت بہا ختر اختران پشت پر فوج پانچ لاکھ سوار و پیادے کی جمعیت آکر صحرا مین خیمہ برپا کروایا خورشید مرکب سے
اُترا آکر بارگاہ مین بیٹھا جام شراب گردش مین آیا دو تین جام پیکر نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل صبح
کو حمزہ کا اور میرا مقابلہ ہی اسی وقت نقارہ رزمی بجا خبر امیر کشورگیر کو ہوئی کہ خورشید ستارہ پرست
نے واسطے آزمائش کے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے پروردگار مالک مختار ہی

اُدھر فرعون کے لشکر میں بھی نقارۂ رزمی بجا صبح کو تینوں لشکر مقابل یکدیگر صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے نقیب نیب دے کر
نکل گئے خورشید ستارہ پرست مرکب اپنا چمکا کر سامنے تخت اختر اختران کے آیا گھوڑے سے اتر کر اجازت
میدان طلب کی کہا جاؤ خداوند پروین معاون و مددگار ہے خورشید اجازت لڑائی کی لیکر دوسری
مرتبہ مرکب پر سوار ہو کر برچھے کے ہاتھ نکالتا ہوا میدان میں آیا بعد سلح شوری بسیار مبارز طلب کیا
اور کہدیا کہ سوا حمزۂ صاحبقران کے اور کوئی میرے مقابلے کو نہ آئے صاحبقران نے عمرو سے
کہا کہ خواجہ میدان کو قرق کر دو اب کوئی نہ نکلے عمرو نے کلاہ نمد اُچھالی سب کو معلوم ہوا کہ امیر خود
میدان میں نکلینگے تمام لشکر میں علم جلوہ گری پر آئے سب سردار پیادہ پا ہو کر امیر کے پاس آئے امیر
بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اجازت طلب کی فرمایا جائیے پروردگار آپ کا نگہبان ہے امیر سلام کر کے
اشقر پر سوار ہوئے چلے طرف میدان کے فرعون اگر گنبد مینائی پر بیٹھا ہے لقا اور جملہ سردار زیر گنبد مینائی ٹھہرے
ہیں اور ادھر بادشاہ اسلام اسی دمدمے پر فروکش ہیں سب سردار نیچے دمدمے کے کھڑے ہیں امیر اشقر کو اڑا کر
سامنے آئے خورشید نے عجب دبدبہ امیر کا دیکھا سلام کیا امیر نے بھی سر پر ہاتھ رکھا خورشید نے کہا یا
صاحبقران مجکو کمال آرزو تھی کہ آپ سے آزمائش کروں فرمایا کیا مضائقہ ہے خورشید بولا اپنا حربہ کیجیے
فرمایا کہ آج تک پیشدستی نہیں کی اُسوقت خورشید نے نیزہ امیر پر تولکر مارا امیر نے نیزہ اُٹھا نیزہ بردو ہونے
لگی نیزہ بازی ہونے ایک دو گھڑی کے بعد امیر نے نیزہ خورشید کا ہوائی کیا خورشید نے برہم ہو کر گرز مارا
امیر نے گرز کو خورشید کے گرز سام پر روکا مگر گرز جو سر گرز پر بیٹھا آواز تڑاقے کی بلند ہوئی خاک اُڑی
اشقر زمین میں دھنس گیا امیر تک گرد میں چھپ گئے بیہوشی طاری ہوئی عمرو نے جانا کہ امیر مارے گئے
بیقرار ہو کر اندر گرد کے گھسا امیر کو پکارا کہ شہریار ہوش میں آیئے کہ حریف لاف و گزاف کر رہا ہے امیر نے اشقر
کو اشارہ کیا وہ طبقہ زمین کا ایکر نکلا امیر گرد چہرے کی جھاڑتے ہوئے نکلے خورشید نے جھپٹکر تلوار ماری کہ
برسوں کا جھگڑا فیصل کرتی ہے امیر نے سپر گرشاسپ پر روکی اُسمیں سے چار بچے پیدا ہوئے خورشید کی
تلوار کو پکڑ لیا خورشید نے ہر چند زور کیا تلوار نہ چھوٹی آخر پکارا کہ یا صاحبقران کیسی سپر ہے آپ کی کہ تلوار
نہیں چھوڑتی امیر نے کہا اے خورشید مجکو تلوار کی لڑائی منظور نہیں ہے تلوار کا کام کاٹ ڈالنا ہے اسمیں کوئی
شہزوری کمزوری ظاہر نہیں ہوتی میں چاہتا ہوں کہ میرے تمہارے کشتی ہو خورشید نے کہا میں کشتی میں بھی
موجود ہوں باہر نہیں ہوں مگر تلوار میری چھوٹ جائے قبضہ ہاتھ سے نہ چھوڑونگا امیر نے بچے اسکے ڈھیلے
کر دیے تلوار چھوٹ گئی خورشید نے تلوار میان میں کی گھوڑے سے اُترا ادھر امیر پیادہ ہوئے دونوں کشتی
لڑنے لگے ایک عالم تماشائی تھا دن بھر کشتی رہی شام کو بھی جدا ہوئے دونوں طرف سے روشنی آئی سب سردار
اودھر اودھر جمع ہیں تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہیں کہ دیکھیے کون کس پر غالب آتا ہے اسی حالت میں صبح ہو گئی دیکھا
تو اسی طرح جھگڑا کشتی کا بندھا ہوا ہے کسی کے زور میں کمی نہیں دم تک نہیں پھولا تھکنا کس کو کہتے ہیں یہ دن بھی
گذرا شام ہوئی غرضکہ اسی طرح پانچ شبانہ روز کشتی رہی کوئی چار گھڑی دن باقی تھا کہ اُسوقت خورشید
نے آواز دی کہ یا امیر ہوشیار ہو جیے میں زور آخر کرتا ہوں امیر نے کہا بسم اللہ خورشید نے کمربند
میں ہاتھ ڈال کر زور کیا لیکن امیر کوئی بالشت بھر زمین سے اونچے ہوئے تھے کہ چھوٹ گئے اب
خورشید نے کہا آپ زور کیجیے اور آپ بیٹھا امیر نے کمر میں ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگہ سے کھینچا اور زور کیا

لنگر خورشید کا توڑا پہلے زور مین کمر تک دوسرے زور مین تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا مگر نعرہ صاحبقرانی سے گھوڑے بھاگ گئے تھے بہت سے بزدلون کے جگر شق ہو گئے بہت سے بیہوش ہو گئے کتنے گھوڑے اور آدمی صحرا کو بھاگ گئے فرعون گنبد بینائی پر تھرا گیا القصہ صاحبقران نے سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا اور باندھکر مشکین خواجہ عمرو کے حوالے کیا کہ اسے اپنے پاس اسیر غل و زنجیر رکھو عمرو خورشید کو لیگیا دونون لشکرون نے مراجعت کی بختیارک نے لقا اور فرعون شاہ سے کہا کل حال کھلیگا کہ خورشید حمزہ کا بیٹا ہی یا پوتا ہی لقا نے کہا تجکو ایسی ہی سوجھتی ہی کیا واہیات بکتا ہی فرعون بولا ای لقا بختیارک عاقل ہی کہنا اُسکا خلاف نہین ہوتا یہان تو یہ گفتگو ہی مگر امیر نے شبکو آرام کیا صبح کو بارگاہ مین تشریف لائے دنگل پر جلوہ افروز ہوئے تمام سردار آ آ کر اپنے اپنے دنگلون پر گرد و اطراف مین جمع ہوئے امیر نے کہا خواجہ خورشید کو لاؤ عمرو خورشید کو لایا خورشید نے بطریق شاہ پرستان سلام کیا امیر نے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی خورشید بیٹھا امیر نے طرف ساقی کے اشارہ کیا کہ دے جام شراب کا ساقی نے ساغر مے گلرنگ سامنے کیا خورشید نے امیر کو سلام کر کے پی لیا اب امیر نے فرمایا ای خورشید مین نے تجکو کیونکر زیر کیا ہی کہا جس طرح بہادرون کو زیر کرتے ہین اسطرح آپ نے گرفتار کیا امیر نے فرمایا کہ ای خورشید دین اسلام اختیار کر مین تجھے مثل فرزندون کے سمجھونگا خورشید نے کہا کہ ہمیشہ سے بزرگ میرے اسی دین پر تھے مین مسلمان نہ ہونگا امیر یہ سنکر بہت آزردہ ہوئے نور الدہر و اسد سے کہا کہ بھی تم لیجا کر خورشید کو سمجھاؤ نور الدہر کو تو ہمیشہ سے خورشید سے محبت ہی اپنے ہمراہ خیمے مین اپنے لایا صحبت عیش برپا ہوئی اور سمجھانا شروع کیا کہ بھی صاحبقران نے سب کو زیر کیا ہی پھر تجکو مقرر نہین ہوا اور ہم تم ہمسن ہین تم ہمیشہ یہی کہتے تھے کہ وہ دن کون سا ہوگا کہ ہمارے آپ کے یکجائی ہوگی اب خدا نے فضل کیا کہ صاحبقران با اقبال نے تمھین زیر کیا پھر اب تم دین اسلام کیون نہین اختیار کرتے خورشید بولا ای شاہزادہ نور الدہر آپ جو کہتے ہین سب بجا اور درست ہی مگر دین اپنا نہین ترک کیا جاتا اگر مین مسلمان ہوا تو لوگ کہینگے کہ خورشید خوف جان سے مسلمان ہوا یہ ننگ مجھے گوارا نہین ہی جان دونگا مگر مسلمان نہونگا رات بھر یہی صحبت رہی خورشید نے جو اسلام سے انکار کیا تھا پھر اقرار نہ کیا صبح کو امیر سے آکر حال بیان کیا فرمایا صاحبقران نے کہ مین ناچار ہون اور حکم کیا لیجاؤ ذو الخمار عادی کے حوالے کرو کہ اسے قتل کرے لوگ اسے لے کر ذو الخمار عادی پاس آئے اُسنے لباس خورشید کا اُتارا ایک ہیکل اُسکے گلے مین سے نکلی ذو الخمار نے چاہا کہ اُسے اُتارے کہ عمرو اُدھر سے آتا تھا دیکھا عمرو نے کہ ذو الخمار نے ہیکل گلے سے خورشید کے اُتاری عمرو نے کہا ای ذو الخمار مین دیکھون اُس ہیکل کو ذو الخمار نے چاہا کہ پوشیدہ کرلون عمرو نے دوڑ کر ہاتھ سے اُسکے چھین لی دیکھا تو اُسمین جواہر اعلے بیش قیمت نصب ہین اور ایک فیروزہ بہت بڑا ہی اُسپر نام حمزہ صاحبقران کا کھُدا ہی یہ دیکھکر عمرو نے ذو الخمار عادی سے کہا کہ خبردار خورشید کو ابھی قتل نہ کرنا اور خود وہان سے خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا وہ ہیکل دکھائی اور کہا کہ یہ ہیکل آپکی ہی امیر نے فرمایا ہان یہ ہیکل میری ہی عمرو نے کہا آپ کو یاد ہی کہ یہ ہیکل آپ نے کسے دی تھی امیر نے فرمایا مجھے یاد ہی کہ مین نے ملکہ گردیہ بانو کو دی تھی عمرو وہان سے گردیہ بانو پاس آیا اور پوچھا کہ یہ ہیکل تمنے کسے دی تھی اُسنے کہا خواجہ مین نے یہ ہیکل بدیع الزمان کو پہنا دی تھی اب عمرو بدیع الزمان پاس آیا پوچھا کہ یہ ہیکل تمنے کسے دی تھی بدیع الزمان نے کہا کہ مین نے ملکہ ماہ اختری کو دی تھی عمرو

پاس ماہ اختری کے آیا دریافت کیا کہ تمنے یہ ہیکل کسے دی تھی ماہ اختری ہیکل کو دیکھکر رونے لگی عمرو نے کہا اے
ملکہ ماہ اختری جلد بیان کرو رُو و نہین اُسنے بیان کیا کہ مین حاملہ تھی باپ میرا اختران شاہ میرے قتل پر مستعد
ہوا مین تو چھپ کر وہان سے بھاگی راستے مین وضع حمل ہوا لڑکا پیدا ہوا مین اُس لڑکے کو ایک کپڑے مین
لپیٹکر یہ ہیکل اُسکے گلے مین پہنا کر جنگل مین چھوڑ کر بھاگی پھر مجکو نہین معلوم کہ وہ لڑکا کیا ہوا عمرو نے کہا اے
ماہ اختری تو مبارک ہو خورشید تمھارا بیٹا ہی اُسنے کہا کہ خواجہ میرا ایسا نصیبا کہان عمرو محل سے باہر آیا
صاحبقران سے تمام حال بیان کیا امیر نے فرمایا لاؤ اختران شاہ کو اسی وقت چوبدار روانہ ہوا وہان
اختران شاہ جب سے خورشید زیر ہوا ہی خبر دمبدم کی منگاتا ہی ہرکارون کی ڈاک بیٹھی ہوئی ہی یہانتک
کہ خبر حکم قتل خورشید کی پہونچی اختران شاہ نے ارادہ کیا کہ غم مین خورشید کے جان اپنی دیدون یکایک
چوبدار صاحبقران کا پہونچا اور کہا کہ صاحبقران زمان نے تمھین جلد بلایا ہی حال خورشید کا پوچھنے لگے
اختران شاہ اُسی وقت سوار ہوکر خدمت صاحبقران مین آیا سلام کیا امیر نے اُسے بٹھایا خورشید کو
بھی طلب کیا عمرو خورشید کو لیے ہوئے آیا جام شراب کا دور ہوا اب امیر نے اختران شاہ سے پوچھا
کہ صحیح صحیح حقیقت خورشید کی بیان کرو کہ یہ کسکا بیٹا ہی اُسنے کہا پیر و مرشد مین شکار کو گیا تھا نیچے ایک جنگل
کے پہونچا دیکھا مین نے کہ لڑکے کے رونے کی آواز آتی ہی دیکھا کہ ایک کپڑے مین لپٹا ہوا ایک لڑکا پڑا ہی بس
مین اُٹھا لایا اور پرورش کی یہ خورشید وہی ہی اور یہ ہیکل خورشید کے گلے مین تھی اور جس کپڑے مین خورشید
تھا وہ بھی موجود ہی امیر نے کہا منگاؤ اس کپڑے کو اختران شاہ نے اُسی وقت وہ کپڑا منگایا وہ کپڑا امیر
نے پاس ملکہ ماہ اختری کے بھجوایا ملکہ ماہ اختری نے پہچانا اور کہا کہ یہ میری پیشواز کا کپڑا ہی اب بالکل
ظاہر ہوگیا کہ خورشید بدیع الزمان کا بیٹا ہی امیر نے خورشید کی طرف دیکھکر کہا کہ اب تمھین اسلام لانے
مین کیا عذر ہی تم کہتے تھے میرے بزرگ دین ستارہ پرستی پر ہین اب تو ثابت ہوگیا کہ تم ہماری اولاد ہو
خورشید اُسی وقت کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا امیر نے قید اُسکی دور کروائی اور بطریق اہل اسلام غسل کیا خلعت
پہنا امیر خورشید کو ہمراہ لے کر داخل محل ہوئے ماہ اختری سے کہا کہ یہ تمھارا فرزند ہی ملکہ ماہ اختری نے
خورشید کو گلے سے لگایا پیار کیا سجدہ شکر بجا لائی گریہ بانو نے بلائین لین تمام محل مین خوشی ہوئی ہر ایک نے
ماہ اختری کو مبارکباد دی خورشید باہر آیا شاہزادہ بدیع الزمان کے قدمون پر جھکا اُسنے گلے لگایا پیشانی
کو بوسہ دیا نور الدہر بغلگیر ہوا اگر صاحبقران عالیشان نے اختران شاہ سے کہا کہ اب تم دین اسلام قبول
کرو اُسی طرح بادشاہ لشکر خورشید کے رہو وہ بھی اُسی وقت از صدق مسلمان ہوا اور عرض کی کہ یا امیر اگر حکم
ہو تو جاکر اپنے لشکر کو بھی مسلمان کرکے ساتھ لے آؤن فرمایا بسم اللہ اختران شاہ اسی وقت اپنے لشکر مین آیا
اور افسران فوج کو بلاکر کہا کہ مین تو مسلمان ہوا اگر تم سب کو میرا ساتھ دینا ہی تو تم بھی مسلمان ہو نہین جہان چاہے
رہو سب نے عرض کیا ہم آپ کے ساتھ ہین جو آپ کی رائے وہ ہماری رائے اختران شاہ نے کلمہ تعلیم
کیا سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے اور وہان سے اپنے اپنے رسالے مین آکر سب کو مسلمان کیا اب اختران شاہ
اپنے لشکر کو مسلمان کرکے ہمراہ لے کر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا لشکر مین امیر کے عجب خوشی تھی مگر
غضنفر بن اسد خورشید کے مسلمان ہونے کی خبر سنکر لشکر سے نکلگیا اور ایک درہ کوہ مین مقام کیا ذکر اسکا
بر وقت ہوگا یہان امیر کشورگیر نے جشن کیا صحبت عیش آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق حاضر ہین شراب و کباب سب

مہیا ہے جام مئے ارغوانی کا دور چل رہا ہے ایک نازنین مہر تمکین مصروف رقص و غنا ہے غزل

آخر کو عشق کفر سے ایمان ہو گیا
آئینہ مین نہین ہون کہ حیران ہو گیا
مے تو حلال ہے جو پیے دست بادہ نوش
زاہد بھی ہم مین بیٹھ کے انسان ہو گیا
گر دل پھنسا ہے مجھسے ترا سہل ہے علاج
مجموعہ اپنے دل کا پریشان ہو گیا
کیا حال دل کہین کرون عرض مدعا
آزار میری جان کو ارمان ہو گیا

مین بت پرستیون سے مسلمان ہو گیا
قاتل زر دکھاتہ کرتی ہے میری جان
مین توبہ کرکے اور پشیمان ہو گیا
اس غنچے مین سمائی ہے وحشت برنگ بو
یا یہ بھی چاک جیب مری جان ہو گیا
حاصل ہوے مزے ترے خنجر کے غیر کو
تیر اغاب حلق کا دربان ہو گیا
لو اے بتو سنو کرو داغ صنم پرست

کیا جانے چپ ہون کیون تری صورت کو دیکھ کر
خنجر تو ادروم کا نگہبان ہو گیا
رندان بے ریا کی ہے صحبت کسے نصیب
دل کتنی تنگیون پہ بیابان ہو گیا
حسرت کسی طرف ہے تمنا کسی طرف
سر پر ہمارے مفت کا احسان ہو گیا
امید ہے کہ پھر عبادت وہ کرینگے
مسجد مین جاکے آج مسلمان ہو گیا

غرضکہ رات بھر عجب صحبت رہی عین صحبت مین خورشید نے امیر سے کہا کہ یا صاحبقران نامدار غضنفر مجھے دغا دے کر انگشتری مہر و ماہ اور اسپ باد خود تیغہ رو مین شگاف لیگیا ہے امید دار ہون کہ میرا مال مجھے دلوا دیجیے امیر نے اسد سے کہا کہ ابھی غضنفر کو بلاؤ خورشید کا اسباب لوا دو عرض کیا بہت خوب اور کہا ضرغام سے کہ لاؤ غضنفر کو دیکھو تو کہان ہے ضرغام شیر دل گیا سارے لشکر کو ڈھونڈھ مارا کہین نشان بھی لشکر غضنفر کا نہ پایا آکر عرض کیا کہ غضنفر اپنے لوگون سمیت کہین چلا گیا جب امیر پر ظاہر ہوا کہ غضنفر لشکر مین نہین ہے خورشید سے کہا کہ تم نہ گھبراؤ جس وقت وہ لشکر مین آئیگا مین اُس سے تمھارا تیغہ گھوڑا انگوٹھی سب دلوا دونگا خورشید چپ ہو رہا صبح ہو گئی صحبت جشن برخاست ہوئی سب سردار رات بھر کے جاگے ہوے تھے اپنے اپنے خیمون مین آکے سو رہے مگر ہرکارون نے خبر فرعون کو پہونچائی کہ خورشید ستارہ پرست پسر بدیع الزمان ہے بختیارک نے صلواۃ پڑھی اور خوب تادھنا تا چالقا سے کہا سنا آپ نے مجکو آپ واہی بتاتے تھے فرعون نے کہا اے بختیارک تو سچا ہے مگر نقابدار قنطورہ پوش یعنے ملکہ ناہید قمر طلعت نام بیٹی ہے منور وزیر کی منسوب ہے روشن تاجدار کے ساتھ فرعون بھی ناہید پر مائل ہے اور ناہید عاشق ہے خورشید ستارہ پرست پر اُسنے جو سُنا کہ خورشید پوتا ہے صاحبقران کا اُسی رات کو مع اپنے مال و اسباب آکر خیمے مین عمرو کے داخل ہوئی عمرو نے بہت عزت و خاطر کی حال پوچھا کہ ہمشیرہ کیونکر یہان آنا ہوا کہا بھیا مین مسلمان تو جب سے ہون کہ تمنے جب سے مجکو مین کہا اور مین عاشق ہون خورشید پر یہ آپ خوب جانتے ہین اب وہ مسلمان بھی ہوا لازم آپ کو یہ ہے کہ حق بھائی گری کا ادا کیجیے اور عقد میرا کوشش کرکے خورشید سے کروا دیجیے عمرو بولا ہمشیرہ نہ گھبراؤ بخوبی اسکا سرانجام ہو جائیگا اور سامان دعوت واسطے ناہید کے مہیا کر کے آپ خدمت مین حمزہ صاحبقران کی روانہ ہوا اور امیر دربار مین بیٹھے تھے کہ عمرو سامنے سے آیا اسلام کیا پایہ تخت شاہی کو بوسہ دیا امیر سے عرض کیا کہ اے شہریار آپ کو معلوم ہے کہ نقابدار قنطورہ پوش یعنے ملکہ ناہید قمر طلعت نے کیسی کیسی لشکر اسلام کی مددگاری کی ہے فرمایا واقعی ہم اُسکے ممنون ہین عرض کیا کہ وہ رات سے میرے خیمے مین آئی ہے اور مدت سے مسلمان ہے مگر خورشید پر عاشق ہے اُسی کی محبت مین چلی آئی ہے چاہتی ہے کہ عقد خورشید کے ساتھ ہو جائے امیر مخاطب ہوئے خورشید کی طرف خورشید اسد سے کہ رہا ہے کہ اسی نے مجکو تیغہ اور انگشتری اور گھوڑا دیا تھا مدت سے مجھپر عاشق ہے کہ امیر نے فرمایا خورشید تحقیق کیا منظور ہے اسد نے کہا نانا جان یہ تو مدت سے ملکہ ناہید پر عاشق ہین

انکی تو مراد برآئی امیر نے عمرو سے فرمایا کہ اسباب شادی مہیا کرو عرض کیا بہت خوب مگر اسد نے امیر کشور گیر سے
عرض کیا کہ زبور شاہ مدت سے قید ہی فرمایا کہ حاضر کرو اُسی وقت ضرغام شیر دل قید زبور شاہ کی لایا امیر نے
تلقین بدین اسلام کیا وہ از روے ترس مسلمان ہوا امیر نے خلعت سے سرفراز فرمایا خیمہ اُسکے لیے استادہ ہوا
یہ کافر رات کو بھاگ کر چلا گیا صبح کو خبر امیر کو ہوئی صاحبقران بہت رنجیدہ ہوئے فرمایا کہان جائیگا لیکن
ہرکارون نے خبر ملکہ ناہید قمر طلعت کی فرعون شاہ کو پہونچائی کہ داخل لشکر اسلام ہی اور خورشید کے ساتھ
شادی کی طیاری ہی فرعون نے منور وزیر کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ تمھاری بیٹی نے کیا کیا منور وزیر تو غیرت ار
ہو سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا بختیارک نے کہا ای وزیر اعظم کچھ تمھارے اوپر ہی نئی نہین ہوئی ہی لقا
خداے باختر کی دو بیٹیون کو خدا پرست لے گئے فرامرز بن نوشیروان بیٹھے ہین انکی بہن کو حمزہ لے گیا تم ہرگز
اسکا ملال نہ کرو منور وزیر صاحب غیرت ہی بختیارک کو کچھ جواب نہ دیا چپکا وہان سے اُٹھکر ایک گوشے مین آیا
خنجر نکال کر سینے پر زور کیا کہ پشت کے پار گذر گیا زمین پر گرا تڑپنے لگا آخر دم بھر مین تمام ہو گیا جب کچھ لوگ ادھر
سے آئے لاشہ اُسکا پڑے دیکھا اُٹھا کر پاس فرعون کے لائے فرعون کو بڑا صدمہ ہوا لاشہ اُسکا گھر اُسکے
بھجوا دیا ناموس مین اُسکے کہرام پڑ گیا مگر روشن تاجدار کہ بیٹا ہی فرعون شاہ کا خبر ملکہ ناہید قمر طلعت کی
سنکر لشکر صاحبقران مین چلی گئی زہر کا پیالہ تیار کیا چاہتا تھا کہ پیے ادھر سے ایک عیار آتا تھا اُسنے دوڑ کر وہ
پیالہ ہاتھ سے لیلیا اور خبر فرعون کو دی فرعون نے روشن تاجدار کو بُلایا گلے سے لگایا دلاسا دیا کہ مین
تیری معشوقہ کو منگا دونگا تو اپنی جان نہ دے اور لقا سے کہا کہ یہ فرقہ خدا پرست عجب طرح کا ہی کہ میرا بھی لحاظ نہ کیا
دیکھو کیسا اپنا غضب اُنپر نازل کرتا ہون بختیارک بولا یا خداوند میری صلاح پر عمل کیجیے تو عروس ہاتھ آئے
فرعون پکارا کہ بعض امور خدائی کے ہین اُسکی تقدیر مین نے تیرے اوپر مقرر کی ہی کہ کیا صلاح ہی اُسنے کہا کہ آپ
نامہ حمزہ کو لکھیے کہ ناہید منسوب ہی روشن تاجدار کے ساتھ اور کسی مذہب مین روا نہین ہی کہ زن شوہر دار
کی شادی دوسرے مرد کے ساتھ ہو اگر تو بہادر ہی اور دعوے مردی کا رکھتا ہی تو ملکہ ناہید قمر طلعت کو
سوار کرکے بھیجدے اور اگر دعوی بہادری کا نہین ہی تو تجھ چوڑیان پہنکر عورتون مین بیٹھ بس یہ نامہ پڑھکر
حمزہ آگ ہو جائیگا اور ناہید کو سوار کرکے بھیجدیگا اور آپ نامہ روشن تاجدار کو دیکر روانہ فرمایئے
فرعون یہ سنکر خوش ہوا بختیارک کو گلے سے لگا دیا اور نامہ لکھوا کر روشن تاجدار کو دیا بختیارک سے
کہا ایسا نہو حمزہ غصے مین آکر روشن تاجدار کو مار ڈالے بختیارک نے کہا حمزہ بہادر ہی کبھی ایسا
نہ کریگا فرعون نے یہ سنکر روشن تاجدار کو روانہ کیا یہان جاسوسون نے خبر عمرو کو پہونچائی کہ بختیارک
نے ایسا کچھ لکھوا کر روشن تاجدار کے ہاتھ نامہ فرعون کی طرف سے بھجوایا ہی عمرو اپنے خیمے سے بارگاہ
صاحبقران مین آیا سلام اور عرض کیا کہ ای شہریار ایک عرض ہی امیر نے فرمایا کہو عمرو نے کہا بختیارک
کے ورغلانے سے فرعون نے روشن تاجدار کو بھیجا ہی وہ آپ کے پاس آتا ہی یہ مقدمہ عورت کا
ای شہریار زن مسلمہ کافر کو دے دینا کسی طرح درست نہین ہی اور ناہید یہان سے زندہ نجائیگی امیر نے
فرمایا خواجہ مین ایسا نادان نہین ہون تم اُسے آنے تو دو کہ بعد دو گھڑی کے چوبدار نے آکر عرض کیا کہ
بیٹا فرعون کا برسم ایلچی گری آتا ہی فرمایا آنے دو روشن تاجدار سامنے آیا بطریق فرعون پرستان
سلام کیا کسی نے جواب سلام تو نہ دیا دنگل آہنی بیٹھنے کو ملا امیر نے ساقی کو اشارہ کیا

کر دے اسے جام شراب کا ساقی نے بحکم جام لبریز کرکے دیا روشن تاجدار نے کئی جام پیے اور نامہ نکالکر امیر
باتوقیر کے ہاتھ مین دیا امیر جو نامہ پڑھکر مضمون سے آگاہ ہوئے مارے غصے کے تھرتھر کانپنے لگے فرمایا ای
عزیز اگر تو ایلچی نہ ہوتا تو مین بہت بُری طرح پیش آتا میرا کوئی بیٹا پوتا ناہید کو تیرے گھر سے نکال نہین لایا
وہ مدت سے مسلمان تھی میرے لشکر مین چلی آئی مین نا انصاف نہین ہون کہ تجھ کافر کو اُسے حوالے کردون
مگر تیرے آنے سے اعتبار کرتا ہون کہ مین اُسکو محافے مین سوار کرکے میدان مین بھیجدونگا تو طبل جنگ بجواکر میدان
مین نکل اُدھر سے خورشید تیرے مقابلے کو آئیگا جو غالب ہو وہ محافہ ناہید کا اُٹھوا لیجائے روشن تاجدار
نے کہا کہ مجھے منظور ہے یہ کہکر وہان سے اُٹھا اور فرعون پاس آکر سب حال بیان اُسنے کہا کیا مضائقہ ہے مین نے
تقدیر کی کہ تو خورشید کو ماریگا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے
کی گرجی خبر امیر کشور گیر کو ہوئی یہان بھی طبل جنگ بجا تمام رات طیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون
لشکر معرکہ آرائے میدان مصاف ہوئے محافہ ملکہ ناہید قمر طلعت کا میدان مین آیا فرعون گنبد مینائی پر
بیٹھا بادشاہ اسلام اسی دمدمے پر متمکن ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب پکارنے لگے روشن تاجدار
میدان مین نکلکر پکارا کہ جو طالب عروس ہو وہ آئے میرے مقابلے کو تاکہ اُسے عروس اجل سے ہمکنار کرون
خورشید مرکب چمکاکر سامنے روشن تاجدار کے آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی خورشید نے چند طعن
مین نیزہ روشن تاجدار کا ہوائی کیا اُسنے خشمناک ہوکر تلوار ماری خورشید نے باسیب سپر رد کرکے جو ہاتھ
تیغۂ آبدار کا مارا تو مرکب چار ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ وہ روشن تاجدار مارا گیا دو غلام تھے اسکے کہ نام ایک
کا قابض دوسرے کا مبارک تھا دونون تلوارین کھینچکر دوڑے اور چپ و راست خورشید کے آکر وار کیا
خورشید نے کلائیون پر ہاتھ ڈال دیا اور تلوارین چھینکر پھینکدین گردن مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اُٹھالیا
اور تلقین دین اسلام کیا جب اُنھون نے نہ مانا تو سر اُڑا دیے کہ بھیجے باہر نکل پڑے پھر مبارز طلب کیا معاد
زرہ پوش نکلا بعد گفتگو معاد نے حلقہاے کمند درست کرکے آنکھ بچاکر خورشید پر مارے کہ ساتون حلقے گردن مین
خورشید کے پڑے معاد نے کھینچا کہ کوکب عیار خورشید کا دیکھ رہا تھا دیکھا اُسنے کہ میرے آقا کو اُسنے کمند مین گرفتار
کیا غضب ہوا ایک تیر جو تاک کر اُسپر مارا کہ سینے پر معاد کے پڑا پشت سے پار گذر گیا گر کر تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر
کے جہنم واصل ہوا تبوق عاد نے دیکھا کہ میرے بھائی کو اس عیار نے مارا جلدی سے دوڑکر خنجر کوکب پر مارا
کوکب نے خالی دیا اور اپنا خنجر اُسپر مارا کہ پشت سے پار گذر گیا وہ بھی گر کر تڑپنے لگا اور جہنم واصل ہوا
دسواس عیار نے جو یہ تماشا دیکھا پشت پر سے کوکب کے آکر کمند ماری اور چاہا کہ کھینچے اور گرادے کہ
مہتر قران حبش دوڑ چرا شل بادصرصر کے پہونچا اور نعرہ کیا کہ او کافر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر اور
بغدہ کمر پر اسکی مارا کہ وہ جہنم واصل ہوا دو پہر ڈھل چکی تھی کہ گرد و غبار کا تتق بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ و تار
کردیا جسوقت گرد شق ہوئی تو چھ سو علم ماہی پیکر نشانہ چھ لاکھ سوار کا نمایان ہوئے اور جلوس سواری کا گذرا
بعد سب کے داراب کشور کشا مالک اژدر کے ہمراہ نمودار ہوا جسوقت لشکر داراب کا میدان مین پہونچکر
ایک جانب قائم ہوا مالک اژدر نے داراب سے کہا کہ بس اب مین خدمت مین اپنے آقاے نامدار
کی جاتا ہون اور رخصت لیکر پاس امیر کشور گیر کے آیا قدمبوس ہوا بادشاہ کو مجرا کیا امیر نے مالک کو
گلے سے لگایا اور بہت شفقت فرمائی کہ یکایک اور گرد اڑی اور آن واحد مین قریب آکر شق ہوئی اور چار سو

علم نشانہ چار لاکھ سوار کا نمایاں ہوئے بعد اُن سب کے تورج ماہ پرست مرکب پر سوار میدان میں پہونچا ایک طرف اپنے لشکر سمیت اُترا خیمہ بارگاہیں استادہ ہوئیں تورج اپنی بارگاہ میں آیا داراب نے اپنی بارگاہ میں آکر قرار لیا شام ہو گئی طبل بازگشت بجا امیر بھی مع لشکر میدان سے پھرے اُدھر فرعون بیٹے کے غم میں کمال پریشان پھرا لیکن یہاں امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ میں پہلے عقد خورشید کا ناہید قمر طلعت سے کر دوں کیونکہ جنگ و جدل تو ہوا ہی کریگی عمرو نے کہا حکم کی دیر ہے سب سامان موجود ہے اُسی وقت تیاری ہوئی خورشید نے بانجھا پہنا امیر نے داراب اور تورج کو بلا کر شریک شادی کیا برات کے دن امیر نے بہت سامان کیا کہ تمام درخت صحرا کے تمامی سے منڈھوائے اور قندیلیں لٹکوائیں ہر طرف چراغاں کی تیاری ایسی تھی کہ معلوم ہوتا تھا آگ لگی ہوئی ہے غرضکہ صحبت عیش و طرب آراستہ ہوئی نازنینان حور پیکر آکر مصروف رقص و غنا ہوئیں داراب و تورج بھی آئے شریک محفل ہوئے صبح کو برات گئی خورشید ناہید کو بیاہ کر حجلۂ عروسی میں لایا گوہر مقصد حاصل کیا ناہید اسی روز حاملہ ہوئی اُس سے لڑکا پیدا ہوگا تورج نامہ میں اس سے بڑے بڑے کام ہونگے بعد شادی کے داراب صاحبقران سے رخصت ہوا اور کہا کہ میں اپنی آزمائش آپ سے کرونگا فرمایا بہتر کیا مضائقہ داراب نے اپنے لشکر میں پہونچتے ہی طبل جنگ بجوا دیا اُدھر امیر کے لشکر میں کوس حربی بجا اور لشکروں میں بھی نقارہ رزمی بجا رات طیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو چاروں لشکر میدان میں آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نہیب دے کر چلے گئے داراب کشورشاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور پکارا کہ یا امیر آئیے آج میرے آپ کے فیصلہ ہو جاوے یا آپ صاحبقران ہوں یا میں ہوں امیر اشقر کو بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے گھوڑے سے اُترے بادشاہ نے تخت نیچے رکھوا دیا غرضکہ امیر اجازت لے کر سامنے داراب کے آئے داراب نے سلام کیا بعد از گفتگو داراب نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے تا دیر نیزہ بازی رہی امیر بند باندھتے ہیں تو داراب کھولتا ہے داراب بند باندھتا ہے تو امیر کھولتے ہیں ایک مقام پر امیر نے نیزہ داراب کا ہوائی کیا داراب نے گرز مارا امیر نے گرز کو گرز پر روکا یہ معلوم ہوا کہ کوہ پر کوہ دے مارا آواز تڑاقے کی بلند ہوئی تتق گرد کا اُٹھا امیر چھپ گئے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا اشقر زمین میں دھنس گیا عمرو دوڑ کر گرد کے چیخ مار کر اندر گرد کے آیا پکارا یا امیر ہوشیار ہوجیے کہ حریف لاف و گزاف کر رہا ہے امیر نے آنکھیں کھول دیں کہا خواجہ واقع میں داراب نہایت زبردست ہے اشقر کو اشارہ کیا وہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا اب امیر نے ہوشیار باش کہکر گرز اپنا داراب پر مارا داراب نے بھی گرز امیر کا گرز پر روکا آواز تڑاقے کی بلند ہوئی تتق گرد اُٹھا کہ داراب چھپ گیا فتاح عیار دوڑ کر اندر گرد کے گھسا دیکھا تو داراب بیہوش کھڑا ہے منہ پر پانی کا چھینٹا دیا داراب کو ہوش آیا دیکھا تو مرکب غرق زمین ہے اشارہ کیا گھوڑا اتنی دیر میں سرد بھی ہو چکا تھا دیکھا داراب نے کہ گھوڑا مارا گیا تلوار کھینچکر طرف امیر کے دوڑا کہ گھوڑے کو امیر کے پے کر دوں امیر آگے سے آتے دیکھکر خود بھی گھوڑے سے کود پڑے داراب امیر کو پیادہ دیکھکر ہتھیار رکھکر دوڑا اُدھر سے امیر چلے لگی کشتی ہونے سب لشکر آگے بڑھ آئے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے چار پہر دن کشتی رہی شام کو بھی جدا نہوئے دوسرا دن ہوا وہی کیفیت تھی یہاں تک کہ پانچ شبانہ روز کشتی رہی چھٹے دن امیر نے لنگر داراب کا توڑا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا کود کر چھاتی پر مشکیں باندھکر عمرو کے سپرد کیا طبل بازگشت بجوا کر

میدان سے پھرے لشکر داراب کا نہایت اُداس کمال پریشان پھر گیا اُدھر فرعون ولقا داخل قلعہ فرعونیہ
ہوئے امیر نے آکر خاصہ نوش کرکے آرام کیا صبح کو بارگاہ مین تشریف لائے بادشاہ کو مجرا کرکے ونگل شوکت پر
متمکن ہوئے اور عمرو سے کہا لاؤ داراب کو عمرو نے داراب کو لاکر سامنے موجود کیا داراب نے بطریق
آب پرستان سلام کیا امیر نے کرسی جواہر نگار پر اُسے بٹھایا اور زبان معجز بیان سے ارشاد کیا کہ ہمنے کیونکر تمھین
زیر کیا داراب نے کہا جسطرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین امیر نے فرمایا کہ تم کسکے فرزند ہو سچ بیان کرو
عرض کیا کہ مین بیٹا ہون سکندر گاذر کا باپ میرا شہر کشوریہ مین موجود ہی امیر نے فرمایا ای داراب تو ہماری اولاد
مین سے ہی سکندر کا بیٹا تو نہین ہی سکندر نے کہا کہ جبکہ باپ زندہ ہو اُسے حرام کا نہین کہتے ہین باپ میرا موجود ہی امیر نے
ارشاد کیا ای داراب بدیع الزمان کو بھی ایک دھوبی نے پالا تھا آخر تحقیق کیا تو میرا فرزند ثابت ہوا داراب نے
کہا ہوگا اب امیر با توقیر نے کشورشاہ کو بلایا اُس سے پوچھا کہ داراب کسکا بیٹا ہی اُسنے عرض کیا مین اتنا ہی
جانتا ہون کہ داراب سکندر کا بیٹا ہی امیر نے قمرزاد سے کہا کہ تم اپنے دیوون مین سے ایک دیو تیز پر کو بلاؤ
قمرزاد نے اُسیوقت بلایا دیو حاضر ہوا امیر نے دیو سے فرمایا کہ یہان سے شہر کشوریہ مین جاکر سکندر گاذر کو
لے آ دیو نے عرض کیا کہ مین اسے کیا جانون کیونکر پہچانون فتاح عیار داراب کا موجود تھا اُسنے کہا مین
چلتا ہون سکندر کو لیے آتا ہون امیر نے فرمایا بہت بہتر ہی دیو فتاح کو لیکر شہر کشوریہ مین آیا سکندر گاذر
سے ملاقات ہوئی اُسنے فتاح کو بیٹا سمجھکر گلے سے لگایا حال داراب کا پوچھا فتاح نے تمام حال بیان کیا اور کہا
چلو حمزہ صاحبقران نے تمھین بلایا ہی جو کچھ راست راست ہو سامنے صاحبقران کے بیان کرنا اُسنے کہا ای
فرزند ایسا ہی کرونگا اور صندوق اپنے ساتھ لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اسلام کرکے ہاتھ باندھکر
کھڑا ہوا امیر نے فرمایا ای سکندر تو سچ سچ حال کہہ کہ داراب تیرا بیٹا ہی اُسنے کہا ای شہریار مین نے اسے پالا ہی
سب اپنی دولت اُسپر صرف کی ہی فرمایا کہ یہ کیونکر تیرے ہاتھ آیا کہ تو نے پالا اُسنے عرض کیا کہ شہریار ایک روز
مین سویرے سے دریا پر کپڑے دھو رہا تھا کہ دیکھا مین نے ایک صندوق بہا چلا آتا ہی مین نے اُس صندوق کو دریا
سے نکالا اور گھر مین لاکر جو کھولا تو دو لڑکے اُسمین سے نکلے کہ نال بھی اُنکی نہ کٹی تھی مین نے دائی کو بلایا نال کٹوائی
دودھ پلائیان رکھین پرورش کرنا شروع کیا اور اُس صندوق مین ایک سفارشنامہ بھی تھا اُسکا مضمون یہ تھا کہ جو کوئی
ان لڑکون کو پالے اور مثل فرزندون کے رکھے وہ فیضیاب ہوگا کہ یہ لڑکے خاندان عالی سے ہین ای شہریار مین نے انکے
پڑھانے لکھانے مین بہت سا اپنا مال و دولت صرف کیا ہی اپنی جان سے زیادہ انکو عزیز رکھتا تھا فرمایا وہ
سفارشنامہ کہان ہی اُسنے صندوق سے نکالکر امیر کے ہاتھ مین دیا امیر نے فرمایا صاحبو اس خط کو پہچانو کسکے ہاتھ کا
خط ہی طہماس پکارا یہ خط میری بہن کا ہی امیر نے عمرو سے کہا کہ یہ خط لیجاکر صنوبر بانو کو دکھاؤ عمرو اندر گیا اور وہ
خط صنوبر بانو کو دکھایا اُسنے کہا واقعی مین یہ خط میرا لکھا ہوا ہی مین حاملہ تھی جسوقت وضع حمل ہوا تو باپ کے
خوف سے مین نے لڑکے کو صندوق مین بند کرکے سفارشنامہ رکھکر دریا مین بہا دیا تھا اور دوسرا لڑکا خواجہ تمھارا
ہی کہ شگوفے سے پیدا ہوا ہی عمرو نے صنوبر بانو سے کہا کہ مبارک ہو داراب تمھارا فرزند ہی ادھر امیر سے
آکر تمام حال بیان امیر بہت خوش ہوئے داراب کو گلے سے لگایا قید اُسکی دور کی عمرو نے فتاح کو پیار
کیا کشورشاہ مسلمان ہوا سکندر گاذر بھی اسلام لایا امیر نے جشن کیا چراغان کی تیاری کی گئی
صحبت رقص و غنا آراستہ ہوئی سردار دورہ باندھکر بیٹھے ایک نازنین نے یہ غزل جناب نواب

لا ڈلے مرزا صاحب جارسی کی گانا شروع کی غزل

ہم کہین کچھ اور شرما جامین آپ
ہم ابھی گردن جھکا دین پھر قتل
روٹھکر یا دام بان چھڑکا ئین آپ
ہو مزا عاشق اسے چھپنے کا جبھی
غیر سے جوڑا اگر کھلوائین آپ

سیخ جوڑا پھر ہین کر آئین آپ
تیغ کھینچے سامنے تو آئین آپ
وصل مین اسدم حیا کا ہو مزہ
نکلے عنقا حشر مین کبھی آئین آپ
ہو پریشان حال شیدا اسقدر

وصل کا اسدم سمان دکھلائین آپ
حسرتون کا خون پھر کر جائین آپ
کشتۂ چشم سیہ جتنان ہین دفن
شرم بھی آئے تو شرما جائین آپ
زندگی کیونکر نہ ہو میری وبال
یا علی پھر مدد اب آئین آپ

غرضکہ اسطرح وہ نازنین یہ غزل گاتی کر سمان بندھ گیا یہان تو جشن ہی وہان خبر فرعون کو پہونچی کہ داراب کا لشکر لشکر حمزہ کے شریک ہوا اور داراب بیٹا امیر کا ہی فرعون نے لقا سے کہا کہ حریف دن پر دن زور پکڑتا جاتا ہی جلد طبل جنگ بجواؤ کہ انکا کام تمام کردون لقا نے اسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ہرکارے خبر لیکر خدمت امیر مین حاضر ہوئے دعا و ثنائے بادشاہی بجالا کر عرض کیا کہ لشکر فرعون مین طبل جنگ بجا ہی فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا بہادر آراستگی مین مصروف ہوئے حربہ ہائے جنگ کو درست کرنے لگے غرضکہ چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے میدان نبرد ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نہیب دیکر نکل گئے ابھی کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ دریا کی طرف سے ایک آندھی اٹھی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بعد دو گھڑی کے دیکھا کہ ایک اژدر آتش فشان نمودار ہوا اسپر ایک ساحرہ زشت رو کریہ منظر سیاہ فام سوار اور چار تلوارین اسکے سر پر چلتی ہوئین نمایان ہوئی آن واحد مین قریب پہونچی ہرکارون نے یہ خبر دریافت کرکے فرعون کی خدمت مین آکر عرض کیا کہ یہ بہن ہی ساحر شمش کی شور انگیز جادو اسکا نام ہی فرعون یہ سنکر بہت خوش ہوا لقا سے کہا جاؤ استقبال کرکے لاؤ لقا وہان سے چلا جب قریب شور انگیز جادو کے پہونچا وہ پکاری ای عزیز میرے قریب نہ آنا نہین تو مارا پڑیگا فرعون سے کہدینا کہ مین خدا پرستون سے مقابلہ کرلون تو آپکی خدمت مین آتی ہون لقا تو ادھر پھر گیا یہ لگاتہ میدان مین آئی بعد تھوڑی دیر کے پکاری کہ ای گروہ خدا پرستان تمنے ساحر شمش کو نہین معلوم کیونکر مارا اگر اسکے عوض مین نے تم سب کو نہ مارا ہوگا تو اپنا نام ملکہ شور انگیز جادو نہ پایا ہوگا آؤ میرے مقابلے کو دیکھو کیا ہوتا ہی بہزاد طوسی اجازت لیکر میدان مین آیا وہ دور سے پکاری کہ ای عزیز اگر زیست اپنی چاہتا ہی تو فرعون کو سجدہ کر بہزاد پکارا او مردار کیا بکتی ہی یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ شور انگیز نے اشارہ کیا وہ تلوارین جو اسکے سر پر چلتی تھین ایک تلوار بہزاد پر گری کہ اسکا تن سے جدا ہوا دھڑ اس بیچارے کا زمین پر تڑپنے لگا وہ مرد مسلمان شہید ہوا دوسری جانب لشکر توریح کا تھا وہ لکاتہ ادھر رخ کرکے پکاری کہ ہی کوئی تم مین کہ آئے میرے مقابلے کو ہزبر نامے ایک پہلوان تھا اسے جوش شجاعت بلکہ قضا دامنگیر ہوئی سیفول شاہ سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا اسطرح اس لکاتہ نے تلوار کو اشارہ کیا سر ہزبر پر کے پڑی کہ دو ٹکڑے ہوئے وہ بھی مانند بہزاد کے مارا گیا شور انگیز پکاری کہ ای خدا پرستو ای ماہ پرستو اگر تم نے کل آکر فرعون کو سجدہ کیا فبہا نہین تو تم سب کو قتل کرونگی یہ کہکر طبل بازگشت بجواکر پھر گئی فرعون شاہ سے ملازمت حاصل کی صحبت عیش آراستہ ہوئی بختیارک نے اٹھکر سلام کیا شور انگیز وضع اسکی دیکھکر بہت ہنسی نام پوچھکر اور زیادہ ہنسی اور کہا ملک جی تم تنگ صحبت ہو

بختیارک بولا جب ساحر شمشش مارے گئے تھے اُسوقت آپ کہاں تھیں اُسنے کہا کہ میں ظلمات میں گئی ہوئی
تھی بختیارک نے کہا ای ملکہ شورانگیز کیا بیان کروں کہ ساحر شمشش کس خرابی سے مارے گئے دریا کے اندر تماشا
بنے ہوئے پھر رہے تھے مرشد دریا میں گھسکر انکو پکڑ لائے اور سینہ چاکر مار ڈالا جادوگر کے تو جان کے دشمن ہیں
شورانگیز نے کہا ملک جی میں تدبیر سے اُسے گرفتار کرونگی میدان میں دیکھاگی وہ عیار دکھائی نہ دیا بختیارک
نے کہا کہ وہ حریف کو دیکھکر غائب ہو جاتے ہیں مگر عجب بلا ہیں شورانگیز بولی کہ ملک جی سب کو مار دونگی
بختیارک نے کہا کہ خداپرست ساحر پر غالب آئے ہیں شورانگیز نے کہا کس باعث سے بختیارک بولا ایک تو حمزہ مالک
اسم اعظم باطل السحر ہے دوسرے عمرو سر برندہ جادوگران ہے شورانگیز نے کہا اسم اعظم تو آج ہی بند کیے لیتی ہوں
اور عمرو جسوقت ہاتھ آجائیگا اُسے گرفتار کرونگی بختیارک نے کہا کچھ کرو خداپرست تمھیں زندہ نہ چھوڑینگے
فرعون نے کہا کیا بکتا ہے القصہ شورانگیز نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ زرمی پر چوب پڑی اور
آواز نقارے کی گرجی خبر لشکر امیر میں ہوئی شورانگیز جادو نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے یہاں بھی طبل جنگ بجا
لیکن لشکر میں ایک انتشار ہو گیا کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے ایک ایک سے گلے ملنے لگا خطا بخشوانے لگا ہر شخص آمادہ
مرگ و مہیائے قضا تھا یقین کامل تھا کہ جان نہ بچیگی یہاں تو یہ حال وہاں شورانگیز جادو طبل جنگ بجواکر رات
کو ہوم خانے میں آئی اور ایک پتلہ موم کا بناکر اُسکے منہ اور دل پر سوئیاں مارکے شیشے میں بند کیا دو پہر رات گئے
خواب مرگ میں گرفتار ہوئی ادھر امیر کے لشکر میں بھی طبل جنگ بجا کیا تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی
صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نسیب دیکر چلے گئے تھے کہ شورانگیز جادو میدان
میں آئی مبارز طلب کیا ادھر سے مالاگرد فرنگی رفیق قدیم شاہزادۂ علمشاہ رومی بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے
کو آیا قریب اُسکے نہ ہونچا تھا کہ شورانگیز جادو نے اشارہ کیا تلوار چمک کر سر گری کہ وہ مرد مسلمان شہید ہوا
اسیطرح بہت سے اہل اسلام درجۂ شہادت پر فائز ہوئے امیر کا اسم اعظم بند ہے کوئی مقابلے کے لیے انھیں جانے نہیں
دیتا سب رکاب چپ لپٹے ہوئے ہیں یہ لکاتہ مبارز طلبی کر رہی ہے بادشاہ دعا مانگ رہے ہیں عجب غلغلہ ہے پر اب کوئی
مقابلے کو نہیں آتا شورانگیز پکاری ای خداپرستو اگر تم نہیں آتے تو میں تیرا آتی ہوں اور چاہا اُسنے کہ اپنے اژدہے
کو بڑھائے لشکر اسلام پر جائے کہ صحرا سے تیق گرد و غبار بلند ہوا اور آواز بوق کی کان میں آئی غضنفر بن اسعد
بتیس ہزار قزاقوں سے ہونچا لاشے اہل اسلام کے سامنے پڑے دیکھے غیظ و غضب طاری ہوا مرکب اڑا کر
اُسکے مقابلے کو چلا اور نعرہ کیا کہ حریف تیرا میں موجود ہوں آیا میں بختیارک نے لقا سے کہا کہ یہ لکاتہ مارگی
اب نہیں بچتی لقا بولا حمزہ تو اسکے مقابلے کو آتا نہیں یہ دیوانہ کیا کریگا بختیارک بولا دیکھیے کیا ہوتا ہے
مگر اسد و کرب گھوڑے اٹھا کر دوڑے اور غضنفر سے کہا کہ خبردار اسکے مقابلے کو نہ جانا اگر قریب پہونچیگا
مارا جائیگا دیکھو کہ امیر کشورگیر بھی اسکے مقابلے کو نہیں جاتے ہیں غضنفر نے کہا حضور تشریف لیجائیں میں
جاکر اسے مارے ڈالتا ہوں سحر اسکا مجھپر تاثیر نہ کریگا یہ کہکر شورانگیز کی طرف روانہ ہوا نعرہ کیا کہ او قحبہ
آیا میں تیری خدمت گذاری کو شورانگیز پکاری نزدیک تو آ غضنفر قریب اُسکے گیا شورانگیز نے تلوار
کو اشارہ کیا تلوار چلکر چلی تھی کہ غضنفر نے اسپ بادخور کو اڑایا اور تلوار پر عکس انگشتری مہر و ماہ کا ڈالکر پکڑ لی
اور سامنے شورانگیز کے گھٹنے پر رکھکر زور کیا کہ تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے اور پھر مرکب اڑاکر آسمان پر گیا
دوسری تلوار لایا اور توڑ ڈالی اسی طرح چاروں تلواریں جو سر پر اُس لکاتہ کے تھیں انکو توڑ ڈالا

اور نعرہ کیا کہ او قحبہ خبر جو کچھ تو نے کیا وہ کیا اب بھی باز آ اپنے فعل سے اُسنے کہا تو بھی ساحر معلوم ہوتا ہی غضنفر بولا
مین ساحر پر لعنت کرتا ہون لیکن ساحر کش ہون یہ کہکر تلوار کھینچکر دوڑا اُسنے اپنے بال نوچکر سحر کرکے پھینکے وہ
اژدہے بنکر دوڑے غضنفر نے عکس انگشتری کا ڈالا کہ وہ سب ہیئت اصلی پر آگئے کسی نے غضنفر کو گزند نہ پہونچائی
اب غضنفر قریب اُسکے پہونچ گیا شور انگیز بیتاب ہوکر بھاگی اسم سحر کا دم کیا کہ دونون بازو دون سے پر پیدا
ہوے اڑکر آسمان کو چلی غضنفر نے دیکھا کہ یہ نکلی جاتی ہی اسپ بادخور کو اشارہ کیا وہ بھی اڑکر چلا عقب
مین شور انگیز کے روانہ ہوا شور انگیز ہرچند اپنے کو بچایا کی کچھ نہوا غضنفر سر پر پہونچ گیا اور ہاتھ تیغہ
رو مین شگاف کا مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے غضنفر زمین پر اترا آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آوازین
مہیب پیدا ہوئین کہ کشتی مرا نام من ملکہ شور انگیز جادو بود حیف جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم اسد
نے دوڑکر غضنفر کو گلے سے لگایا صاحبقران نہایت خوش ہوے خورشید بھی دوڑکر لپٹ گیا کہ بھئی کیا کارنمایان
تمنے کیا یہ انگوٹھی تلوار گھوڑا مین نے بخوشی تمھین دیا اب تم کچھ خیال دل مین نہ کرنا اور اپنے ساتھ خدمت صاحبقران
مین لایا امیر نے اُسے گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا بادشاہ نے خلعت عنایت فرمایا فرعون لقا مظفر و منصور
پھر گئے مگر تورج ماہ پرست نے اپنے لشکر مین حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی
ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوے بعد دعا و ثنائے شاہی بجالانے کے عرض کیا کہ لشکر مین
تورج ماہ پرست کے طبل جنگ بجا ہی فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی بجے طبل جنگی
اُسی وقت کوس حربی بجا چار پہر رات تیاری مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفوف
جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نہیب دیکر چلے گئے کہ تورج ماہ پرست مرکب جا کر سیقول شاہ سے
اجازت لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اور پکارا کہ ای شاہان وای یاران مین اپنے میدان مین سوا
حمزۂ صاحبقران کے اور کسی کو نہین چاہتا کہ مقابلے کو میرے آئے اور اگر حمزہ مقابلے سے میرے خائف ہو تو
اسباب صاحبقرانی بھیج دے مانند بارگاہ سلیمانی و علم اژدہا پیکر و طبل سکندری وغیرہ کے امیر یہ
آوازہ سنتے بغیر اجازت بادشاہ مرکب اڑا کر دوڑ پڑے کہ آیا مین تورج نگاہ دوزن ہوا اور کہا کہ آفرین صد آفرین
کہ اس ضعیفی مین آپ کو یہ حرارت ہی مگر مین آپکا حربہ دیکھون کہ کیسا ہی فرمایا کہ مین نے کبھی پیش دستی نہین
کی تورج نے نیزہ صاحبقران پر مارا امیر نے نیزے کو نیزے پر رد کا لگی نیزہ بازی ہونے ایک مقدار پر امیر نے
نے نیزہ تورج کا ہوائی کیا تورج نے غیظ و غضب مین آکر گرز مارا امیر نے وہ بھی رد کیا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی
اُس سے بھی مطلب حاصل نہوا دونون مرکبون سے کود پڑے کشتی ہونے لگی تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے
دن امیر نے لنگر تورج کا توڑا سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا اور باندھکر عمرو کے حوالے کیا طبل بازگشت
بجا کر مراجعت فرمائی داخل بارگاہ ہوے دربار نہ کیا خاصہ کھاکر آرام فرمایا صبح کو آکر بارگاہ مین بیٹھے عمرو سے
فرمایا کہ لاؤ تورج کو عمرو اُسی وقت لایا تورج نے بطریق ماہ پرستان کے سلام کیا امیر نے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی
اور پوچھا کہ ای تورج تو کسکا فرزند ہی عرض کیا کہ سیقول شاہ کا بیٹا ہون حکم کیا کہ لاؤ سیقول شاہ کو جب
وہ آیا سلام کیا امیر نے بعزت تمام اُسے بٹھایا اور فرمایا کہ ای سیقول شاہ سچ سچ کہو کہ تورج کسکا بیٹا ہی اور اگر
جھوٹ کہا تو ابھی دیو کو اشارہ کرونگا کہ وہ کھالیگا سیقول شاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار مین شکار کے واسطے
گیا تھا دامنہ کوہ مین پہونچا ایک زن جمیلہ کو دیکھا کہ گود مین اس لڑکے کو لیے ہوے بیٹھی ہی مین تنہا اسکے پاس

گیا اور پوچھا کہ تو کون ہی اور یہ لڑکا کسکا ہی اُسنے کہا کہ اگر تو حال میرا کسی سے بیان نہ کرے تو مین کہون مین نے
قسم کھائی کہ مین ہرگز کسی سے نہ کہونگا اُسوقت اُسنے کہا کہ مین زوجہ ہون ہاشم تیغزن کی حیات بانو میرا
نام ہی یہ لڑکا ہاشم تیغزن کا ہی مین اُس عورت کو اپنے گھر مین لیگیا بہت اچھی طرح سے رکھا ازبسکہ اُسنے ایذا
بہت اُٹھائی تھی بہت ناتوان ہوگئی تھی تین روز زندہ رہی آخر کو مرگئی اُسے دفن کردیا اور اس لڑکے کو بجاے
فرزند پالا توریج نام رکھا صاحبقران نے جو حال سنا بہت خوش ہوے اُسی وقت قید توریج کی دور کی اُسے
گلے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا خلعت سلیمانی پہنایا ہاشم تیغزن کو نہایت شادی ہوئی فرزند کو گلے سے لگایا
امیر نے سیقول شاہ سے کہا کہ تم دین اسلام قبول کرو اب بھی توریج کو تم اپنا فرزند جانو سیقول شاہ
از سر صدق مسلمان ہوا تمام لشکر کو مسلمان کیا شریک اہل اسلام ہوا امیر نے صحبت عیش برپا کی ہرکارون نے
یہ خبر زمرد شاہ اور فرعون شاہ کو پہونچائی کہ توریج بھی حمزہ کا پوتا ہی حکم کیا کہ بجے نقارہ رزمی خبر امیر کو ہوئی
کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے لشکر مین بھی بتائید ایزدی کوس حربی بجے اُسوقت
نقارہ رزمی بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر مقابل یکدیگر صفین باندھکر کھڑے ہوے فرعون
گنبد مینائی پر آکر بیٹھا لقا فوج کو لیکر پیچھے کھڑا ہوا ادھر بادشاہ اسلام دمدمے پر جلوہ افروز ہوے امیر پیچھے
دمدمے کے مع لشکر صفین باندھکر کھڑے ہوے میدان تیار ہوا نقیب نسیب کر چلے گئے کہ لشکر فرعون سے
نقابدار زرہ پوش میدان مین آیا مبارز طلب کیا خورشید یزدان پرست اپنے گھوڑے کو اُڑا کر اُسکے مقابل ہوا
بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی خورشید نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے غضبناک ہوکر تیغہ مارا خورشید نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا لیکن گھوڑے نے سکندری کھائی تیغہ سر پہ بیٹھا تا دو ابرو اُتر گیا دستانہ مارا تلوار جھنا کر نکلگئی سر سے چادر
خون کی باہر آئی چاہا اُسنے کہ دوسری تلوار مارے کہ توریج دوڑ پڑا او کافر خبردار اب زخمی پر ہاتھ نہ ڈالنا اور
آکر سامنا کیا خورشید کو پھیر دیا اُسنے کہا کہ ای خدا پرست تونے شکار کو میرے ہاتھ سے بچا دیا اب تجکو بجاے مارون
تو پھر سمجھ لونگا یہ کہکر وہی تیغہ توریج پر مارا توریج نے سپر پر روکا اُسکے عوض مین اپنی تلوار اُس کافر پر ماری
اُسنے پشت تیغ پر روکی اب رد و بدل ہونے لگی دو گھڑی تک خوب تلوار چلی ایک مقام پر گھوڑے نے
توریج کے سکندری کھائی تیغہ نقابدار کا سر پہ بیٹھا تا دو ابرو اُتر گیا دستانہ مارا تلوار توجھنا کر نکلگئی مگر چادر خون
کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا لوگ توریج کے آکر اُٹھا لیگئے القصہ شام تک کوئی چار سردار اس
نقابدار نے زخمی کیے اور پانچ پہلوان جان سے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی
آرامگاہ پر آئے فرعون نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر امیر مین بھی نقارہ رزمی بجا صبح کو دونون لشکر میدان
مین آئے بعد صف آرائی پھر نقابدار میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے کئی سردار نکلے کچھ زخمی
ہوے کچھ شہید ہوے یہانتک کہ تین روز کی میدانداری مین بہت سے اہل اسلام مارے گئے اور کچھ زخمی
ہوے چوتھے روز نقابدار مبارز طلب کر رہا ہی اسد گھوڑا بڑھا کر سامنے تخت شاہی کے آیا ہی پیادہ ہوکر
اجازت طلب کی ہی ہنوز اجازت نہین ملی ہی کہ از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ و خیرہ
سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ تمام صحرا تیرہ و تار ہوگیا کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے
مارا ہوا کو اور دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نو سو علم ہاے زرین نشانہ لولاک سوار کا نمودار
ہوے اور تمام علم مع فیل و فیلبان و علمدار سنہری پوش دریا کے طلا مین غوطہ مارے ہوے زنجیرمین

طلائی سونڈون مین لپٹی ہوئین ہر علم کے پھریرے پر تعریف نیر اعظم آفتاب تابان کی مرقوم تھی اور جلوس
سواری کا گذرا بعد اُسکے ایرج نوجوان مرکب پری پیکر پر سوار خود کج سر پر رکھا ہوا گھوڑا میں جیلیان کرتا ہوا پشت پر
مالک ابن ملکوت شاہ تخت پر سوار نولاکھ سوار اور پیدل کی جمعیت سے پیچھے آکر ایک سمت قایم ہوا دیکھا کہ
عادی لقا بدار میدان مین کھڑا ہوا مبارز طلب کر رہا ہی ایرج نے نعرہ کیا کہ او کافر حریف تیرا مین موجود ہون
آیا مین اور مرکب اُڑا کر اُسکے مقابل ہوا اُسنے ایرج کو دیکھکر کہا کہ نہین معلوم تجکو کہان سے کھینچکر قضا تیری
سیرے سامنے لائی ہی تو نہین جانتا مین کون ہون مین عزرائیل فرعون شاہ ایرج پکارا مین تیری جان کا
عزرائیل ہون یہ سنتے ہی وہ بولا کہ لا حربا ایرج نے کہا مین صاحبقران ہون پیشدستی نہین کرتا تو اپنا حربہ کیے
جب نیر اعظم مجھے بچائیگا تو مین بھی وار اپنا کرونگا اُسوقت اُس کافر نے نیزہ ایرج پر مارا ایرج نے نیزے کو نیزے
پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چند طعنون مین ایرج نے نیزہ اُسکا ہوا لی کیا اُسنے غضبناک ہوکر تلوار ماری ایرج نے
با سیب سپر پر روکی اور ہاتھ تیغہ ابدار کا جو اُسپر مارا اُسنے بھی سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار کو ضامن دیا مگر تلوار
ایرج کی جوہری صاف سپر سر تلوار خود کو کاٹتی ہوئی سر پر بیٹھی کر مع مرکب چار ٹکڑے کیے اور زمین مین ڈوب کر نکلی
ایک غل ہوا کہ وہ عزرائیل فرعون کا مارا گیا اور ایرج نے لشکر اسلام کی طرف دیکھکر نعرہ کیا کہ ای خدا پرستو دیکھا
تمنے کہ کیسے پہلوان کو مین نے کسطرح مارا اسد نے جو یہ لاف و گذاف سنی پکارا کہ او کرباس فروش بچہ بازاری اس
گھسن کھائے پہلوان کو مار کر غرہ کرتا ہی ایرج پکارا کہ ای دیوانے مین تجسے تو کہتا نہین مگر فرعون نے جو دیکھا
کہ عزرائیل قدرت تیرا مارا گیا حکم کیا کہ مارو اس آفتاب پرست کو جانے نہ پائے تمام فرعون پرست
ایرج پر دوڑے ایرج اُنپر جا پڑا مالک بن ملکوت شاہ نے اپنی فوج کو اشارہ کیا وہ بھی فرعون پرستون پر
آپڑی جنگ مغلوبہ ہوئی بختیارک نے لقا سے کہا کہ ایرج از پرستان روزگار ہی اور آگے بھی آپ ایرج
کے شریک تھے اب بھی ایرج کے شریک ہو جیے لقا نے کہا ای بختیارک مین نے ستر ہزار برس پیشتر ہی تقدیر
کی تھی اور اپنی فوج سے کہا کہ مارو فرعون پرستون کو فرعون پرست حیران کہ یہ کیا ہوا کہ لقا فرعون سے
باغی ہو گیا غرض شام تک جنگ مغلوبہ رہی طبل بازگشت بجا دونون لشکر علیحدہ ہوے لیکن لاکھون آدمی اس
لڑائی مین مارا گیا لقا ایرج کے پاس آیا ایرج نے سلام کیا اور بہت عزت و حرمت سے بارگاہ مین لایا لقا
نے کہا کہ ای زبدہ آفتاب پرستان مین نے آگے بھی دامن پناہ آپ پاس لیا تھا اب ہاتھ میرا ہی اور
دامن آپ کا ہی ایرج بولا ای زمرد شاہ مین نے جو تجسے وعدہ کیا ہی وہی ہوگا کہ بعد فیصلہ حمزہ صاحبقران
کے تمھین قیطولون پر بٹھاؤنگا غرض صحبت عیش برپا ہوئی ادھر فرعون شاہ بہت برہم ہوا کہ لقا سے
سمجھونگا مگر ایرج نے نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل مین حمزہ سے سامنا کرونگا بختیارک نے کہا
کہ ای ایرج نوجوان حمزہ کے پاس گھوڑا اشقر و لوزا دیسا موجود ہی حمزہ تو اُسپر سوار ہوکر میدان مین آئیگا تم
کس گھوڑے پر سوار ہوکر مقابلہ کروگے ایرج نے کہا ای بختیارک پھر اسکی تدبیر کیا ہی بختیارک بولا حمزہ
کے پاس دو گھوڑے ہین ایک آپ جا کر حمزہ سے مانگ لائیے یا یہ کہ اسد کے پاس کرہ بن اشقر اور
بادپای بحری ہی اُنمین سے ایک مانگ لیجے ایرج نے کہا مین اسد سے تو نہ مانگونگا مگر حمزہ سے
جا کر مانگ لونگا یہ کہکر اُسی وقت سوار ہوکر روانہ ہوا خدمت حمزہ صاحبقران مین جب دربارگاہ پر
پہونچا خبر امیر کو ہوئی کہ ایرج آتا ہی فرمایا کوئی نہ روکے آنے دو ایرج بارگاہ سلیمانی کے اندر آیا

بادشاہ اسلام اور صاحبقران کو سلام کیا امیر نے دنگل جواہر نگار بیٹھنے کو مرحمت کیا جام شراب گردش مین
آیا ایرج نے کئی جام پیئے کہ دماغ اُسکا بادہ ناب سے گرم ہوا اب امیر نے پوچھا کہ اے ایرج کیونکر ادھر آنا ہوا
عرض کیا کہ یا صاحبقران مین چاہتا ہون کہ سر میدان آپ سے اپنی آزمائش کرون جو غالب ہو وہ
صاحبقران ہے امیر نے کہا مین موجود ہون ایرج نے کہا کہ آپ کے پاس اسباب صاحبقرانی ہے وہ میرے
پاس کہان آپ اس اسباب کو اُتار کر مجھسے سامنا کیجیے اور گھوڑے آپ کے پاس دو ہین ایک مجھے عنایت کیجیے
امیر نے فرمایا کہ اچھا تم خنگ سیہ قیطاس لیجاؤ مگر یہ مرکب بادشاہ کی سواری کا ہے مین عاریتًا تمھین دیتا ہون
ایرج نے کہا مجھے قبول ہے امیر اُٹھے اور خنگ سیہ قیطاس پاس آئے اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالکر سمجھایا کہ اے
سیہ قیطاس ہمنے تمھین عاریتًا دو چار روز کے واسطے ایرج کو دیا ہے تم اُسکی سواری اچھی طرح دینا کہ ایرج ہماری
اولاد مین ہے کوئی غیر نہین ہے خنگ نے سر ہلایا کہ بہت اچھا امیر نے ایرج سے کہا کہ ابھی لیجاؤ ایرج خنگ کو
لے کر روانہ ہوا اپنے لشکر مین آیا زیر نگیرہ اُسے بند ہوایا آپ کھانا کھاکر سو رہا طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا
چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئی
نقیب نسب و کر چلے گئے ایرج نے یور اباگ کا لیا سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان
مانگی کہا جاؤ نیر اعظم آفتاب تابان نگہبان ہے ایرج باد گرد مرکب پر سوار ہوا اور سلح شوری کرتا ہوا میدان
مین آیا دم کو آراستہ کرکے مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے بہرام بن خاقان چین بادشاہ سے اجازت لیکر
مقابل ہوا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی ایرج نے چند طعنون مین نیزہ بہرام کا ہوا کیا بہرام نے تلوار
ماری ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بہرام نے گریبان مین ہاتھ ڈالا زور ہونے لگے آخر کار ایرج بہرام کو گرفتار
کرکے لیگیا دوسرے روز جمہور جانسوز تیز زن نے سامنا کیا نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا تلوار سے بھی کچھ کام
نہ چلا نوبت کشتی پر آئی دو شبانہ روز کشتی رہی آخر کار لنگر جمہور کا ایرج نے توڑا اور سر سے بلند کیا چرخ دے کر زمین پر
مارا مشکین باندھکر عیار کے سپرد کیا طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھرا خاصہ کھاکر آرام کیا دوسرے روز
طبل جنگ بجوایا لشکر امیر مین بھی نقارہ رزمی بجا ساری رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوئے
ایرج نے میدان مین آکر پھر مبارز طلب کیا فرامرز نے سامنا کیا دوسرے روز یہ بھی زیر ہوا یہان تک کہ کل
سرداران حمزہ صاحبقران سوا علمشاہ اور قاسم بدیع الزمان و نور الدہر و لندھور و مالک اژدر
و کرب دیا غم کے اور سب گرفتار ہوئے اور پھر طبل جنگ بجا آج ایرج نے یہ کہکر طبل جنگ بجوایا ہے کہ کل حمزہ سے
مقابلہ کرونگا خبر امیر کشور گیر کو ہوئی فرمایا کہ ان سب صاحبون سے ایرج سے مقابلہ ہو بھی ہو چکا ہے کل مین سامنا
کرونگا خدا میری آبرو رکھ لے تو بڑی بات ہے دونون لشکرون مین چار پہر رات تیاری رہی لوگ آپس مین کہے
ملتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے ایرج ایسا زبردست ہے کہ اتنے سردار امیر کے گرفتار کر لیگیا امیر تک
ہراسان ہین دیکھیے کیا ہوتا ہے عجب طرح کا غدر ہے سب بہادر آلات حرب و ضرب درست کر رہے ہین کوئی تلوار
کی دھار دیکھتا ہے کوئی سیف کو تیغ چیتا ہے کوئی تیرون کو زہر سے بجھاتا ہے کہ کل کفار سے سامنا ہے ادھر لشکر
آفتاب پرستان مین بھی ایک چل چل ہے کہ اب کل فیصلہ ہو جائیگا اگر ستارہ اقبال ایرج نوجوان کا اوج پر ہے تو
حمزہ کو زیر کر لیگا کیونکہ اتنے سردار اُسکے زیر کر لیے ہین غرضکہ اسی حال مین نیمہ شب کا بر طرف ہوا اور وقت صبح
آیا شاہ خاور تخت نور پر جلوہ افروز ہوا خطوط شعاعی خنجر بکف لشکر انجم پر گرے کہ ایک آن مین محل قاف سے

تا قاف تھا دیا لشکروں میں وردو بیان کہیں اہل اسلام اذانین لیکر مصروف نماز ہوئے آفتاب پرستون مین یا
نیر اعظم آفتاب تابان کی پکار ہوئی ایرج تیاری جنگ مین مصروف ہوا اسلاح حرب تن پر آراستہ کیکے متوجہ عرصہ کارزار
ہوا ادھر حمزہ صاحبقران بعد فراغ فریضۂ سحری مصروف مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات ہوئے کہ ای کارسازی
بے نیاز اس پیرانہ سالی مین شرم میری رکھیو کیونکہ سامنا ایسے نوجوان زبردست سے ہی تو ہی آبرو بخشنے والا ہی۔
وتعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر جسے چاہے تو عزت دے جسے چاہے تو ذلت دے اور آنکھون سے
آنسو جاری ہین بلبلا بلبلا کر دعا مانگ رہے ہین کہ عمرو بھی پہونچا اور امیر کی یہ حالت دیکھکر پکارا کہ پروردگار دعا
حمزہ کی مستجاب کر اس ضعیفی مین اسکی مدد کر امیر نے پھر کر عمرو کی طرف دیکھا اور کہا کہ خواجہ بسبب ناتوانی اور
ضعیفی کے دعا کر رہا ہون عمرو نے کہا کہ حمزہ خاطر جمع رکھو اپنے دل مین غم نہ کر عنایت خدا سے تیری فتح ہوگی جسنے
تجھے صاحبقران کیا ہی وہی مدد کریگا خوش و خرم سوار ہو کر لشکر میدان مین پہونچگیا ہی امیر اسیوقت مسلح ومکمل ہوئے
مقبل صندوق تبرکات پیغمبرون کا لایا فرمایا کہ اسے لیجاؤ کہ ایرج مجھے منع کر گیا ہی اور قریب اشقر کے آکر اسے پیار کیا
اور سوار ہو کر دروازہ بادشاہی پر گئے سب سردارون نے سلام کیا کہ تخت بادشاہی برآمد ہوا امیر نے سلام کیا چوبدار
نے سلام کروایا پھر اور سردارون نے سلام کیا سواری بادشاہ کی چلی نوبت و نقارہ بجتا ہوا اسلامی آرمی ہوئی آکر
قلب سپاہ پر تخت بادشاہی قائم ہوا کردار دست راس ودست چپ پرے باندھکر کھڑے ہوئے امیر بمرتبہ
صاحبقرانی چالیس قدم آگے بڑھکے زیر سایہ علم اژدہا پیکر متمکن ہوئے اودھر فرعون گنبد مینائی پر آکر بیٹھا فوج
اسکی نیچے گنبد کے کھڑی ہوئی اودھر سے آمد لشکر ایرج کی ہوئی کہ مالک بن ملکوت شاہ اور لقا دونون ایک
تخت پر سوار آگے آگے ایرج نوجوان خنگ سیہ قیطاس پر سوار دریائے آہن مین غرق پیچھے بولا کہ آفتاب پرست
جلتہ پوش بکتر پوش چار آئینہ بند دوش بدوش گرد دونون لشکر بمقابل یکدیگر صفین باندھکر کھڑے ہوئے تیر دارون نے
نکلکر درخت کاٹ کر پھینکدیے سقون نے آبپاشی کی گرد بٹھائی نقیب نکلکر نہیب دینے لگے کہ کہان ہی رستم کہان ہی سام
کونسا دلاور نامدار ہی کہ نکلکر اپنے باپ دادا کا نام روشن کرے اور نام رستم و سام کا مانند حرف غلط کے صفحۂ ہستی سے
مٹا دے انکا نہیب بکر نکلجاتا تھا کہ ہر بہادر کی رگون مین خون جوش مارنے لگا امنگین بڑھ گئین پیرون کے بھی
دلولے جوان ہوگئے ہر شخص آمادہ مرگ مہیائے قضا تھا کہ یکایک لشکر مین آفتاب پرستون کے علماے آفتاب پیکر
جلوہ گری پر آئے آواز کرنا ودمگا و دم نفیری شتری و رامون کی بلند ہوئی ایرج نے بود ا باگ کا لیا مرکب کو جھکا کر سامنے
تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ سپرد کیا نیر اعظم آفتاب تابان کو ہاتھ
مین ہاتھ دیا پنجہ خورشید درخشان کے وہی تمہارا نگہبان ہی ایرج نے سلام کیا اور مرکب کو جھکا کر تمدبر بیان کرتا ہوا
میدان مین آیا کہا لاؤ ہمارا اسباب ملجہ شوری اسیوقت چالیس ہاتھی کہ سونڈون مین انکے تلوارین بندھی
ہوئی تھین ایرج آکر ان فیلان مست پر گرا ان سب نے ایرج پر حملہ کیا ایرج نے کسی ہاتھی کا سونڈا کھینچ لیا
کسی کے دانت گھسیٹ لیے کسی کی مستک پر گھونسا مارا کہ سر پھٹ گیا کسی کو ڈھکیل دیا اسیطرح چالیسون
ہاتھی مار ڈالے ہر طرف سے غل تحسین و آفرین کا بلند ہوا بعد اسکے تیر کمان مین پیوستہ کرکے طرف آسمان کے
مارا کہ وہ گرنے نہ پایا تھا کہ دوسرا تیر مارا کہ پیکان اس تیر کا سوفار مین پہلے تیر کے در آیا اور اسے لیکر بلند ہوا
وہ گرا نہ تھا کہ تیسرا تیر مارا وہ اسکو لیکر بلند ہوا اسی طرح تو تیر کا نیزہ بنا کر اڑاتا رہا ہر طرف سے صدا احسنت و مرحبا
بلند ہوئی پھر نیزے کے ہاتھ نکالنا شروع کیے نیزہ ہاتھ مین گھوڑا رو مین چلا جاتا ہی ایرج مع نیزے گھوڑے کے

پیٹ کے تلے سے نکلگیا کبھی ایک رکاب پر کھڑے ہوکر نیزہ ہلایا بعد اُسکے چھلے انگوٹھیان بھنگلین نشان نیزے پر
روکین کوئی نیچے نہ گرنے پائی پھر شاپور نے ایک ہاتھی فولاد کا بہت بڑا لاکر میدان مین قائم کیا ایرج نے
جھپٹکر گرز مارا کہ وہ غرق زمین ہوگیا اور ایک تالاب بنگیا پھر مزدورون نے زمین کھودکر اُسے نکالا اور میدان
مین قائم کیا ایرج نے دوڑکر تلوار ماری شاپور نے کہا ای شہریار وار آپ کا پورا نہین پڑا شاید تلوار اُچٹ گئی ایرج
نے جھپٹکر ایک لات ماری دیکھا تو نصف ہاتھی زمین پر گر پڑا اس صفائی سے دو ٹکڑے ہوے کہ معلوم ہوا ہر طرف سے
شور احسنت و آفرین بلند تھا شاپور نے پھر ایک درخت طلائی حلقہ دار میدان مین لاکر نصب کیا کہ ہر حلقے
مین خوشہ مروارید نصب تھے ایرج نے جس خوشہ کو تیر مارا اُسے اڑا دیا شاپور پکارا اسکی سند نہین ہے ای شہریار
ایک ہی موتی اُنمین سے اڑ جاے دوسرے کو خبر نہ ہو ایرج نے کئی بار ایک ایک موتی اڑا دیا اور دوسرے خوشے کو جنبش
بھی نہوئی القصہ ایسی ہلچل شوری کی کہ دونون لشکر دیکھکر محو ہوگئے اور تعریفین کرنے لگے ایرج جوش شجاعت مین
پکارا نعرہ ایرج ۔ منم ایرج شاہ عالیجناب * کہ ہستم غلامی رہے آفتاب * اگر قطب دوران یاری کند *
فلک رحم بر خاکساری کند * اور آواز دی کہ سوا حمزہ صاحبقران کے اور کوئی میرے مقابلے کو نہ آئے
امیر نے یہ آواز سنکر عمرو سے کہا کہ خواجہ میدان فرق گرد خود کلاہ تمری اُچھالی سب پر ثابت ہوا کہ
صاحبقران خود نکلینگے سب سردار پیادہ ہوے اگر امیر کو گھیر لیا امیر سامنے تخت بادشاہی کے آکر پیادہ ہوے
سلام کیا اجازت میدان مانگی بادشاہ نے تخت اپنا رکھوا دیا گلے مین ہاتھ ڈالکر خوب روئے کہ بادشاہی میری
آپکے دم سے ہے خدا آپ کی عزت و حرمت رکھے اور جام کلاہ عقربیت عنایت کیا امیر نے جام پی کر سمند گرم رکیب
کو جست کیا اور سوار ہوکر با تند باد تند کے وہان سے چلے یہان تک کہ متصل ایرج نامدار پہونچے اور تلوار کھینچی
اُسنے گھوڑا چمکایا امیر نے تلوار گھوڑے کے سُمون پر ماری کہ چارون نعل گھوڑے کے اڑ گئے اور اسکو خبر نہ ہوئی گھوڑا
سرپٹ چلا گیا چہار طرف سے آواز مرحبا کی بلند ہوئی دوست دشمن تعریف کر رہے تھے ایرج کی رنگت زرد ہوگئی
امیر سامنے ایرج کے آئے ایرج نگاہ دوزن ہوا کہ کوئی پانچ قدم اشقر پیچھے ہٹا اور چھ قدم خنگ پیچھے سرکا اب
ایک دوسرے کے مقابل ہوا ایرج نے سلام تعظیم کیا امیر نے کہا ای ایرج یہ کیا تھا کہ بعد میرے فرنگوشیہ اور
اختر کو قتل کیا ایرج نے کہا کہ یا امیر ایک روز کافر نگوشیہ مین کوٹھے پر سے گرا تھا مین نے اسے بر ردے ہوا
روکا تھا اُسنے مجھے انگوٹھی اپنی اتار کر دی کہ با اختر مین نے تجکو دیا اور گیتی افروز کو کر قاسم مجھے زبردستی
لیگیا حالانکہ وہ بھی مین نے تجھے دی یہ سبب میری شورش کا ہے امیر نے جو نام گیتی افروز کا سنا آزردہ ہوکر کہا کہ ای
آفتاب پرست زبان اپنی بند کر بازو اپنے کھول جو کچھ تجسے ہو سکے قصور نہ کر ایرج نے کہا آپ پہلے
اپنا حربہ کریں نیچے فرمایا یہ نہوا ہے نہ ہوگا غرضکہ نیزہ بازی ہونے لگی تا دیر نیزہ بازی رہی آخرکار امیر نے نیزہ ایرج
کا ہوائی کیا جہان ایرج کی نگاہون مین تیرہ و تار ہوگیا اور دوڑ کر اپنے عربے بسے گرز گران سنگ
آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ ہندرہ سومن کی ضرب اٹھا کر پکارا یا حمزہ صاحبقران غضب کیا آپ نے
کہ نیزہ میرا ہوائی کیا مگر یہ گرز کا تجکو ہی ملک الموت کا خبردار رہیے گا یہ کہکر گرز صاحبقران پر مارا امیر نے
اپنے گرز پر روکا پکارے کہ ای پروردگار چہرہ ام از گل نازک تر است پناہ دست دگر ز ندارم پناہ تو دارم
یا قاضی الحاجات ای حافظ حقیقی ادھر گرز پر گرز پڑا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی کہ گوش گردون تک کر ہوگئے
طبق زمین کے ہل گئے یہ معلوم ہوا کہ میدان مین زلزلہ آگیا دونون ہاتھ امیر کے جس طرح ستون گرز سے تھے اُسمین خلل

نہ واقع ہوا مگر زمین شق ہوئی اشقر کے دونوں زانو زمین سے جا لگے منہ زمین پر اس زور سے پڑا کہ دو دانت ٹوٹ
گئے اشقر تھرتھر کانپنے لگا امیر بیہوش ہو گئے آفتاب پرستوں میں غل ہوا ایرج نے نعرہ کیا کہ زدم و لیست کردم عمرو دوڑا
گرد گرد کے چرخ مار کر اندر آیا دیکھا تو امیر بیہوش ہیں اشقر کے منہ سے لہو جاری ہے عمرو نے پکارا حمزہ ہوش میں
آؤ کہ حریف زیادتی کر رہا ہے امیر ہوشیار ہوئے اشقر کو اس حال میں دیکھکر اتر پڑے اسد کے پاس سے
مادیان بحری کو منگوایا اس پر سوار ہوئے کہ ایرج نے دوڑ کر دوسری ضرب ماری امیر نے پھر گرز کو رد کیا وہی حالت
پیش ہوئی اور کمر مادیان کی ٹوٹی تڑپ کر مر گئی اب امیر نے کرہ بن اشقر کو منگوایا اور ایرج کو دیا اور
خنگ سیہ قیطاس پر آپ سوار ہوئے کہ ایرج نے دوڑ کر تیسرا گرز مارا دو دستی کہ خنگ سیہ قیطاس بھی شہید ہو
گیا جب امیر گرد سے نکلے تو دیکھا کہ خنگ کا تپ رہا ہے اتر پڑے اشقر پکارا کہ آقا مجھی پر سوار ہو جیسے میری زندگی
میں دوسرے گھوڑے پر نہ بیٹھیے امیر اشقر پر سوار ہوئے ایرج سے کہا کہ تین ضربیں تیرے ہاتھ کی میں سہ چکا
اب ایک ضرب میرے ہاتھ کی تو روک ایرج نے کہا مشتاق ہوں امیر گرز اٹھا کر چلے ایرج نے قسم دی کہ آپ بھی
دو دستی گرز مجھے لگائیے امیر نے دو دستی گرز ایرج پر مارا ایرج نے اپنے گرز پر روکا دونوں گرزوں سے شرارے
آتش کے نکلے جگر زمین کا ہول سے شق ہو گیا کرہ بن اشقر زمین میں سما گیا کمر مرکب کی ٹوٹی ایرج بیہوش ہو گیا
ہر سر مو بدن مو سے پسینہ جاری ہوا چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا یہ شور گرد میں تھا امیر نے پکار کر کہا کہ
صاحبو اگر اسکی خبر لو دیکھو کیا گذری شاپور دوڑا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گھسا دیکھا کہ ایرج بیہوش ہے پانی کے
چھینٹے دے کر ہوش میں لایا ایرج کی آنکھ کھلی گھوڑے کو تڑپتے دیکھا کود پڑا تڑپ کر مر گیا ایرج پھر خنگ پر سوار
ہوا اور تلوار کھینچکر امیر پر دوڑا قریب پہونچکر تلوار ماری امیر نے بآسیب سپر وار ایرج کا رد کیا راوی کہتا
ہے کہ جنگ ایرج میں امیر کے بدن پر اسلحہ پیغمبران سے کچھ نہ تھا کہ ایرج نے دور کروا ڈالا تھا غرضکہ امیر نے اپنی
تلوار ایرج پر ماری اسنے بھی پشت شمشیر پر روکی یہاں تک تلوار چلی کہ تیغوں کی آریاں بن گئیں آخر تلواریں
ہاتھ سے پھینک کر ایک دوسرے پر دوڑا اور دست و گریباں ہوئے اور ایک روایت یوں ہے کہ بعد کرہ کے
مارے جانے کے ایرج اور گھوڑے پر سوار ہوا وہ گھوڑا تلوار سے صاحبقران کی مارا گیا ایرج اشقر پر دوڑا
اور کاکل اسکی پکڑ کر جھٹکا دیا کہ کچھ بال نچ گئے اشقر غضبناک ہو کر منہ پھیلا کے دوڑا اور چاہا کہ سر ایرج
کا دھڑ سے اتار لے امیر نے اشقر کو منع کیا اور کہا اے ایرج یہ کیا کیا تو نے کہ بال اشقر کے نوچے اگر میں
اس دیوزاد کو منع نہ کرتا البتہ تجکو ضائع کرتا یہ کہکر اشقر سے کود پڑے اور کہا اے ایرج اب کشتی ہماری تمہاری
باقی رہی وہ بھی ہو جائے ایرج نے کہا کہ میں موجود ہوں دونوں دامن گردان آستینیں چڑھا کر سرگرم
تلاش ہوئے دن بھر کشتی رہی شام کو دونوں طرف سے روشنی آگئی پھر کشتی ہونے لگی تماشہ بینوں کا ہر طرف
سے ہجوم سب کو اس اشتیاق میں کھانا پینا حرام کہ دیکھیے کسکی فتح ہو کسکی شکست کون غالب ہو کون مغلوب
اسی طرح سات روز برابر کشتی رہی وقت نماز عصر کا تھا کہ ایرج صاحبقران کو ریل کرے چلا امیر دم کے بھروسے
قدم کے شمار پر پیچھے ہٹتے چلے جاتے تھے آٹھ نو قدم تک ایرج ریل لے گیا وہاں جا کر جھٹکا دیا کہ دونوں گھٹنے
زمین سے آشنا ہوئے مگر تڑپ کر لنگر پا کر پشت پا تک غرق زمین ہو گئے ایرج نے ہر چند زور کیا کچھ نہ ہو سکا لنگر
امیر کا نہ اکھڑا ایرج نے ہاتھ اٹھا لیا اور کہا کہ میں اپنا زور کر چکا اب آپ بھی زور کیجیے امیر نے اٹھکر بازو ایرج
کے پکڑے اور ریلکر لیچلے تو دس قدم لیگئے وہاں پہونچکر جھٹکا دیا دونوں گھٹنے زمین کو جانے لگے مگر تڑپ کر

لنگر مارا کر پشت پا تک غرق زمین ہو گیا امیر نے بھی ہر چند زور کیا مگر لنگر نے ایرج کے جنبش نہ کھائی امیر نے
بھی ہاتھ اُٹھا لیے اور کہا ای ایرج ہم تم ہر لڑائی مین برابر رہے مآل کار کیا ہوگا ایرج نے کہا جیسا آپ
فرمائین ویسا کیا جائے امیر نے کہا ای ایرج کشتی کئی طرح کی ہوتی ہو عجمی ترکی ہندی عربی اور کشتیان ہمارے
تمہارے ہو چکین ایک جنگ عربی باقی ہو ایرج نے کہا وہ کشتی کیسی ہوتی ہو فرمایا کہ تم چار زانو بیٹھو مین زور
کرون مین بیٹھون چار زانو تم زور کرو جو جسپر غالب ہو وہ صاحبقران ہو ایرج نے کہا یا امیر یا تو فقیر چار زانو
بیٹھنے مین لنگر تو قائم ہو نہ سکیگا مقرر ایک دوسرے کو اُٹھا لیگا اور پہلے کون بیٹھے گا امیر نے فرمایا کہ پہلے مین بیٹھونگا
تم تین زور مجھپر کرو اگر تمنے مجھے اٹھایا تو بہتر نہین تو پھر مین تمپر زور کرونگا ایرج نے کہا یا صاحبقران آپ اس
کشتی کو جانے دیجیے مین آپ برابر ہون نصف ملک مین آپ صاحبقرانی کیجیے نصف مجکو دیجیے فرمایا کہ ای
ایرج دو چھریان ایک میان مین نہین رہ سکتین دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند و دو درویش در گلیمے بخسپند ای ایرج دو
صاحبقران نہین رہ سکتے ہین بغیر فیصلہ ہوے کچھ نہوگا اس سے بہتر یہ ہو کہ پہلے مین چار زانو بیٹھتا ہون تم اگر مجپر زور
کرو عمرو نے ہر چند کہا کہ حمزہ تو بوڑھا ہو پہلے ایرج کو ٹھال امیر نے نہ مانا چار زانو ہو کر بیٹھے ایرج نہایت خوش ہوا کہ اب
تو نے امیر کو اُٹھایا اور کہا کہ یا صاحبقران آپ فنون سپہگری مین یگانۂ آفاق ہین مگر یہان آپ چوکتے ہین اگر آپ پولاد
آہن بنکر بیٹھیگے یا اہرمن زمانہ ہونگے تو مین آپ کو اُٹھا لونگا فرمایا تم سچے ہو دیکھین کیونکر اُٹھا لیتے ہو ایرج نے کہا دیکھیے
اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر نعرہ کیا کہ یا نیر اعظم آفتاب تابان اور زور کیا لنگر صاحبقران کا اکھڑا ایرج آہستہ آہستہ
اُٹھائے جاتا ہو اور غل ہوا کہ وہ حمزہ صاحبقران کو ایرج نے اُٹھا لیا یہان تک کہ کمر تک اُٹھا لایا تمام اہل اسلام کی رنگت
زرد ہو گئی عمرو پکارا کہ ای حمزہ بسبب پیری کے تو ناطاقت ہو گیا ہو بلا کر پہلوان عادی کو کمر مین تیری باندھ دون کہ لنگر
تیرا بھاری ہو جائے امیر نے جو یہ کلمہ سُنا غیظ و غضب طاری ہوا مانند ماہی بے آب کے تڑپے کہ کمر بند ٹوٹ گیا زمین
پر گرے اور کمال طیش مین لنگر مارا کہ نصف ران تک غرق ہو گئے ایرج نے امیر سے کہا کہ ابکی تو کمر بند ٹوٹ گیا آپ
ہاتھ سے میرے گر پڑے ابھی دو زور میرے باقی ہین امیر نے کہا ای ایرج اب وہ وقت گذر گیا اب میرا لنگر نہ اُٹھیگا
تم شوق سے زور کرو ایرج نے کمر بند خوب کسکے باندھا اور پھر زور کیا ابکی لنگر نے جنبش نہ کھائی امیر نے کہا ای ایرج
دیکھا تو نے آسنے کہا یا امیر ابھی ایک زور میرا اور باقی ہو امیر نے فرمایا وہ بھی زور کر لو ایرج نے خوب دم لیکر تیسرا
زور کیا پھر بالکل لنگر نہ ہلا تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا امیر نے پوچھا ای ایرج کیون ہاتھ اُٹھایا کہا کہ دروغگوئی بہادرون
کو پسند نہین آتی مین نے آپ کو سب طرح آزمایا دیکھا مین نے کہ مین آپ کا کچھ نہین کر سکتا ہاتھ اُٹھا لیا اب باری
آپکی ہو امیر بولے تمنے تین زور کیے تو مین بھی تین زور کرون ایرج بولا آپکو اختیار ہو مین آپکے سامنے بیٹھتا
ہون فرمایا کہ اگر مین نے بھی تین زور کیے تو فوقیت کیا ہوئی ایک زور تو مین راہ خدا پر چھوڑتا ہون دوسرا زور
واسطے خلق اللہ کے کہ سات روز سے بیخواب ہین ایک زور مین تمپر کرتا ہون اُس ایک زور مین اگر مین نے لنگر
تمہارا توڑ ڈالا تو فبہا نہین پھر زور نہ کرونگا اب ہوشیار ہو کہ مین نعرہ کرتا ہون ایرج نے کہا صحرا کش دہ ہو جتنا
جاہے غل مچایے امیر نے عمرو سے کہا کہ لوگون کو خبردار کرو کہ مین نعرہ کرتا ہون عمرو نے کلاہ تمد سر سے اچھالی سب
آگاہ ہوے کہ امیر نعرہ کرینگے روئی نکال نکال کر اپنے کانون مین اور گھوڑے کے کانون مین سب نے دی کہ امیر
نے دوہری زنجیر کمر مین ایرج کے خوب کسکے باندھی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر آہستہ آہستہ مانند شیر کے غرش
کرکے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا نعرۂ امیر چنان نعرہ زد میر منزل مصاف + کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف +

یکے نعرہ زد آن مخلقش دگر٭ کہ آہن دلی را دریدہ جگر٭ زور جو کیا لشکر ایرج کا اکھڑا پہلے زور مین تا بہ کمر لائے
دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا ایک غل ہوا کہ وہ ایرج کو زیر کیا نور الدہر نے اسعد
سے کہا کہ مجکو بھی صاحبقران نے یونہین زیر کیا تھا مگر امیر نے ایرج کو سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ نقش بند ہو
گیا ایرج نے چاہا کہ مونڈھے کی کھا کر سنبھلے امیر نے نہ سنبھلنے دیا چھاتی پر چڑھکر مشکین آصفائے باصفا سے
باندھین کر اور کمند کو ایرج توڑ ڈالتا اور عمرو کے حوالے کیا کہ آج کی رات خوب حفاظت سے اسے اپنے
پاس رکھو کہ دشمن اسکے بہت ہین اگر کسی نے اسے چشم زخم پہونچایا تو تمسے سمجھونگا صبح کو حال اسکا دریافت
کیا جائیگا طبل بازگشت بجا کر مراجعت فرمائی لشکر اسلام نہایت شادان و فرحان پھرا آفتاب پرست
نہایت پریشان کمال اداس پھرے بختیارک نے لقا سے کہا کہ اندھے کی ایک لاٹھی تھی وہ بھی ٹوٹ گئی جو ای
تھا چلکر فرعون کے شریک ہو اُسنے کہا جو تیری رائے یہ تو فرعون کی طرف روانہ ہوا مگر امیر آکر داخل
بارگاہ ہوئے دربار نہ کیا خاصہ کھا کر آرام فرمایا مگر قاسم ایرج کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہوا خیمے مین کیتی افروز
کے آکر بیٹھا دونون بیٹے ملک زادہ ملک شاہ دہنی بائین طرف بیٹھے قاسم نے دونون سے کہا ای فرزندو
اس آفتاب پرست نے مجکو جہان مین رسوا کیا اگر یہ مسلمان ہوا تو اور غضب ہو گیا کہ رقیب گویا سر پر
آکر موجود ہوا بہتر یہ ہو کہ اسکو مار ڈالیے مگر وہ عمرو کی قید مین ہو اسپر ہاتھ ڈالنا مشکل ہو لیکن خواجہ عمرو
کو طمع دے کر قتل کیجیے یہ صلاح کر کے سیارہ عیار کو بلا کر کہا کہ تم جا کر عمرو کو جسطرح ہو ہمارے پاس لاؤ سیارہ نے
عرض کیا کہ بہت خوب یہ کہکر روانہ ہوا مگر یہان عمرو ایرج کو قید آہن مین گرفتار کر کے اپنے شاگردون کے سپرد
چوکی دینے کو بیٹھا کہ سیارہ پہونچا سلام کیا ہاتھ باندھکے کھڑا ہوا عمرو نے کہا کیا ہو عرض کیا خلوت مین عرض
کرونگا عمرو سیارہ کے ساتھ گوشے مین گیا جب عمرو تنہا ہوا سیارہ نے عرض کیا کہ شاہزادہ خاور سپاہ
ملک قاسم نے آپ کو یاد کیا ہو عمرو نے کہا اولاد حمزہ کی بہت ہو مین کس کس پاس جاؤن سیارہ نے کہا کہ مجھ
دینے کو بلایا ہو اور واسطہ خدا کا دیا ہو کہ مجھے کچھ ضروری کام ہو لحہ بھر کے واسطے ہو آئیے عمرو بولا واسطے خدا
کے جان تک حاضر ہو اُسی وقت ہمراہ سیارہ کے قاسم پاس آیا اُسنے اُٹھ کر سلام کیا اور بعزت تمام اپنے
پاس بٹھایا دو توڑے پیش کیے کہ یہ آپ کی نذر ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ اپنا مطلب تو کہیے جس واسطے مجھے بلایا
ہو قاسم نے کہا دادا جان آپ خوب جانتے ہین کہ اس آفتاب پرست نے مجھ ایسے باعزت کو کیسا بدنام
کیا ہو اگر یہ مسلمان ہوا تو بڑا غضب ہو گا چاہتا ہون کہ یہ آفتاب پرست مارا جائے لاکھ روپیہ دیتا ہون اگر
آپ ایرج جوان کو میرے سپرد کیجیے کہ مین اسے مار ڈالون عمرو نے کہا ای قاسم اگر مین نے ایرج کو تجھے دیا اور
تو نے اُسے قتل کیا تو حمزہ تجھے تو کچھ نہ کہیگا مگر مجکو مار ڈالیگا مین روپیہ لیکر کیا کرونگا قاسم نے ایک صندوقچہ
جواہر کا معمول کر دیا کہ یہ بھی حاضر ہو عمرو نے جو وہ صندوقچہ دیکھا رگ طمع حرکت مین آئی دل سے کہا کہ یہ
مال و اسباب ہاتھ تو آتا ہو مگر خطرہ جان ہو ای عمرو سونے کی کثاری سے کوئی پیٹ نہین مارتا جیسے پڑے وہ
سونا جس سے ٹوٹے کان یہ خیال دل مین ہو مگر جواہر کا صندوقچہ دیکھکر پانی منہ مین بھر آیا - دریائے فکر مین غوطہ
مارا بعد تھوڑی دیر سر اُٹھایا اور کہا ای قاسم ایک کام کر کہ مین بدنام ہون نہ تو رسوا ہو اور آفتاب پرست راہ جائے
قاسم نے کہا جیسا آپ فرمائین ویسا مین کرون عمرو نے کہا کہ پہر رات رہے تم آؤ پیچھے خیمے کے کھڑے رہو مین سب کو
وہان سے ہٹا دونگا اور آواز دونگا کہ ای مالکان صندوق جواہر آؤ اپنی امانت لو تم اُسی وقت اپنے

دونون بیٹون سمیت آنا ایرج کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے چلے جانا بعد اسکے مین شور وغل مچاؤنگا کہ کوئی ایرج کو مار گیا اس تدبیر سے ہم تم دونون بدنام نہ ہونگے اور کام بھی ہو جائیگا قاسم یہ سنتے ہی گلے عمرو کے لپٹ گیا کہا سبحان اللہ کیا خوب تدبیر آپ سوچے واہ واہ عمرو نے کہا کہ اب مجھے جانے دو کہ مین جاکر تدبیر کرون قاسم نے کہا بسم اللہ عمرو وہان سے صندوق جواہر کا لیکر باہر آیا اور لشکر کا ایرج کے راستہ لیا تھوڑی دور آیا ہوگا کہ دیکھا ایک آفتاب پرست لشکر اسلام سے پھرا ہوا آتا ہے عمرو سوچا کہ یہ کوئی جاسوس ہے راستے مین کمند بچھا کر پوشیدہ ہوا جب وہ آفتاب پرست اس جگہ پہونچا عمرو نے جھٹکا دیا وہ گرا آکر بیہوش کیا اور پشتارہ باندھکر اپنے خیمے مین آیا اور ایرج کو لیجا کر کسی اور جگہ پوشیدہ کر دیا اور اس آفتاب پرست کو ایرج کی صورت بناکر غل و زنجیر مین گرفتار کرکے بٹھا دیا اور اپنے عیارون کو بھی پہلے ہٹا دیا تھا کسی پہ یہ راز ظاہر نہوا اب سب کو بلا لیا جب پہر رات باقی رہی قاسم اپنے دونون بیٹون سمیت سیاہ پوش ہو کر آیا پشت خیمے کے کھڑے ہو کر کھنکھارا عمرو سمجھا کہ قاسم آگیا تمام عیارون کو ہٹا دیا کسی کام کا بہانہ کر دیا اور آواز دی کہ ای مالکان صندوق آؤ اور اپنی امانت کو لو قاسم یہ سنتے ہی چوب خیمہ کی اکھیڑ کر اندر آیا دیکھا کہ ایرج سر جھکائے بیٹھا ہے قاسم دیکھتے ہی غضبناک ہوا آنکھین سرخ ہوگئین کانپنے لگا پکار کر او نراز بچے خوب تو نے مجھکو بدنام کیا تھا اور تلوارین کھینچکر جو گرے ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے کر ڈالا خیمے سے نکلکر چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد عمرو نے غل مچایا کہ کوئی آکر ایرج کو مار گیا اور رونے لگا پچھاڑین کھانے لگا کہ ہاے زبدۂ آفتاب پرستان وای شاگرد رشید عمرو کہ اور عیار بھی عمرو کا نالہ سنکر دوڑے ہوئے ایک قیامت برپا ہوئی سب نے پوچھا کہ کیا ہوا عمرو نے کہا ابھی تین شخص گھس آئے اور ایرج کو مار کر چلے گئے مین تمہارے خوف کے مارے سامنا نکیا وہ صاف نکلگئے عمرو صبح تک بلبلایا کیا صبح کو امیر آکر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے سردار جا بجا کرسی دنگلون پر حسب مراتب کے فروکش ہوئے امیر نے فرمایا عمرو سے کہو کہ ایرج کو لے کر آئے لوگون نے عرض کیا کہ شہریار شب کو پہر رات رہے کئی شخص خیمے مین گھس آئے اور ایرج کو مار کر چلے گئے عمرو اسوقت سے اب تک رو رہا ہے امیر یہ سنتے ہی گریان ہوئے اور فرمایا کہ افسوس ایرج ایسا بہادر تھا کہ دوسرا کم ہوگا اور خوب روئے اسد باوجودیکہ عداوت رکھتا تھا لیکن ہاے کا نعرہ مار خاک اڑانے لگا کہ کیا جری تھا بدیع الزمان نورالدہر دارابکشور کشا وغیرہ نے حالت اپنی تباہ کی اتنے مین لاش ایرج کی لشکر سامنے آئی امیر نے لاش ایرج کی دیکھکر فرمایا کہ ای مقبل جلد جاکر عمرو کو لاؤ مقبل اسطرف روانہ ہوا یہان امیر نے جو سردارون کی طرف دیکھا سب کو غمگین پایا مگر قاسم کو دیکھا کہ اپنے بیٹون سمیت خوش وخرم ہے ہرگز رنج و الم چہرون پر ظاہر نہین بلکہ پیشانی کشادہ ہے صورت سے خوشی ظاہر ہے امیر نے دل مین کہا کہ سوا قاسم کے کسی اور نے نہین مارا ہے یہ اسی کا کام ہے کیونکہ ناموس کو اسکے اسنے بدنام کیا تھا اسنے عمرو کو رشوت دی ہوگی کہ اتنے عرصے مین مقبل جاکر عمرو کو لایا عمرو نے سلام کیا دیکھا کہ صاحبقران نہایت غضبناک بیٹھے ہین اور رو رہے ہین غم وغصہ چہرے سے ظاہر ہے لیکن امیر نے جو عمرو کو دیکھا کہا کیون صاحب ہمنے تاکید کر کے ایرج کو تمہارے سپرد کیا تھا کہدیا تھا کہ دشمن اسکے بہت ہین ہوشیار رہنا تمنے ایسی غفلت کی کہ ایرج مارا گیا اور اسکے قاتل کا بھی پتا نہ لگا سکے عمرو پکارا کہ ای شہریار مین بیگناہ ہون میری اسمین کیا خطا ہے فرمایا آخر حال تو شب کا بیان کرو عمرو نے عرض کیا کہ ای شہریار مین پہر رات تک عیارون سمیت بیدار تھا کہ تین سیہ پوش قوی ہیکل حرام خور مسلح مکمل بے تحاشا خیمے مین گھس آئے تلوارین ننگی ہاتھون مین تھین ایسی ہیبت آئی تھی کہ مین بدحواس ہو گیا

منھ بند ہوگیا کچھ مارے دہشت کے زبان سے نہ نکلا بس وہ بہ نگاہ غضب مجھے دیکھتے ہوئے ایرج پر جا پڑے
مارے تلوارون کے اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کیا بھاگ کر چلے گئے بعد اُنکے جانے کے مین نے غل مچایا ایک ایک
کو پکارا کہ دوڑو کہ دیکھون کدھر جاتے ہین کوئی نہ معلوم ہوا فرمایا امیر نے کہ او دزد باریک گردن عجب باتین
مکاری کی ہین تو نے خوب رشوت لیکر ایرج کو قتل کروایا عمرو نے کہا حمزہ جو محبت مجکو ایرج سے تھی وہ کاہے کو
کسی کو ہوگی کہ مین نے اُسے فن سپہ گری بتایا صاحبقران بنایا تھا اور مین اُسے قتل کرواتا فرمایا یہ مکاری
کی گفتگو مجھے پسند نہین آتی باندھو اس مکار کو مقبل نے عمرو کو پکڑا کہا کہ بلاؤ جلاد کو کہ جلد اسکی گردن مارے
تاکہ ایرج کے ساتھ دفن کرون اور قسم ہو مجھے کہ اگر بغیر مارے چھوڑ دون تو نام اپنا حمزہ صاحبقران نہ رکھون جلاد
نے جانے مین تامل کیا فرمایا خیر مین اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا اور با شمشیر برہنہ اُٹھے عمرو نے کہا ای طوطہ چشم
بے دید تو کیون اسقدر برہم ہوتا ہے ایرج کو مجھسے لیگا یا میری جان لیگا چھوڑ دے مجھے کہ مین ایرج کو لاکر تجھے
سپرد کرون فرمایا مجھے تو فریب دیتا ہے کہ مین تجھے چھوڑ دون تو بھاگ جائے عمرو نے کہا مین لندھور کو ضامن
دیتا ہون یہ کہکر لندھور کی طرف دیکھا لندھور پکارا کہ یا صاحبقران مین عمرو کا ضامن ہون اگر عمرو بھاگ جائے
تو آپ اُسکے عوض مجھے قتل کیجیے گا فرمایا لندھور تم اسمین دخل نہ دو کہین مردے زندہ ہوے ہین لندھور
بولا کہ حضور عمرو کو چھوڑ دین مجکو اسکے عوض قید کرین امیر نے فرمایا کہ واللہ مین تجھے عمرو کے عوض ماردونگا لندھور
پکارا مجھے قبول ہے امیر نے عمرو کو چھوڑ دیا لندھور کو قید کر لیا عمرو نے کہا ای دارائے ہند مین ابھی ایرج کو
لایا تم کچھ وسواس اپنے دل مین نہ کرنا لندھور نے دیکھا کہ عمرو بدحواس نہین ہے القصہ عمرو روانہ ہوا قاسم نے
اپنے بیٹون سے کہا کہ یہ معاملہ کیا ہے ملک ادو ملک شاہ نے کہا اے پدر بزرگوار یہ سب شعبدے ہین عمرو اس حیلے
سے اپنی جان بچا کر چلا گیا ہے آپ نے اُسکو مار ڈالا مردہ کہین زندہ ہوا ہے ادھر امیر لندھور سے فرما رہے ہین کہ
تم مفت جان دینے پر آمادہ ہوئے ایک مکار کے لیے مین دو چار گھڑی انتظار کرتا ہون لندھور سر جھکائے بیٹھا ہے
امیر فرماتے ہین کہ ابھی عمرو پر تاکید کرو اپنے لوگون کو بھیجو کہ جلد ایرج کو لائے لندھور عرض کر رہا ہے کہ بہت اچھا
کہ ایک ساعت بھر کے بعد عمرو ایرج کو لے کر چلا ابھی پہونچا نہ تھا کہ یہان امیر نے جلاد سے کہا لندھور کو
قتل کر جلاد کو تامل ہوا ہے خود عقرب سلیمانی ٹیک کر اُٹھے کہ مین خود قتل کرونگا لندھور نے سر جھکایا کہ اتنے
مین عمرو سامنے سے آیا کہا کہ حمزہ اپنی امانت لے اور ایرج کو سامنے کھڑا کر دیا امیر اُسے دیکھکر بہت خوش
ہوے مگر خیال آیا کہ شائد عمرو کسی اور کو صورت ایرج کی بنا کر لے آیا ہو فرمایا کہ منھ اسکا دھلاؤ ملازمون نے
اُسی وقت گرم پانی سے منھ ایرج کا دھلایا دیکھا کہ صورت نہ بدلی امیر اُٹھے ایرج کی تعظیم کی کرسی جواہر پر بٹھایا
قاسم نے جو دیکھا کہ ایرج زندہ ہے نہایت پریشان ہوا اور سوچا کہ عمرو نے تیرے ساتھ دغا کی خیر دیکھ تو کہ اب کیا ہوتا ہے
مگر امیر نے ایرج سے کہا کہ تم ہمین خوب آزما چکے اب ہم تم پر غالب ہوئے بہتر یہ ہے کہ دین اسلام اختیار کرو ایرج نے کہا
کہ بیشک آپ نے مجھے زیر کیا مگر مین ہرگز دین آپ کا اختیار نہ کرونگا میرا ایسا دین روشن ہے مین اسے کیونکر
چھوڑون یہ کبھی نہوگا امیر پیچ و تاب کھا کر چپ ہو رہے نور الدہر سے کہا کہ تم ایرج کو اپنے ساتھ لیجاؤ صحبت عیش
برپا کرو اور اُسے خوب طرح سمجھاؤ بقول شاعر مصرع مرغ زیرک چون بدام افتد تامل بایدت ✣ جب
اسکا غصہ فرو ہوگا جب یہ سمجھیگا نور الدہر اُسی وقت ایرج کو اپنے خیمے مین لایا صحبت عیش برپا ہوئی
اسد سکندر فرخ لقا سلیمان ثانی تورج داراب طہماس سب گرد و اطراف ایرج کے آکر بیٹھے

صحبت گرم ہوئی جام مئے ناب گردش مین آیا ہر ایک نے ایرج سے کہا کہ ہم سب غلام حلقہ بگوش صاحبقران ہین
امیر نے ہم سب کو زیر کیا ہی ہمنے اطاعت اختیار کی ہی ای ایرج تم بھی جہالت کو ترک کرو مسلمان ہو ہمیشہ ہمارے
تمہارے یہی گفتگو رہتی تھی کہ خدا ایسا کرے کہ ہمارا تمہارا مقدمہ فیصل ہو جائے کہ ایک جگہہ رہین اب خدا نے فیصل کیا
تم پھر کیون انکار کرتے ہو دین اسلام سے بہتر کوئی دین بھی ہی آفتاب و مہتاب و ستارے ہین اور یہ بھی اسی کے
محکوم ہین دیکھو کہ آفتاب رات کو نہین رہ سکتا اور مہتاب دن کو نہین نکلتا کیا حکم ہی اُسکا برادر خدائی پروردگار عالم
اور ایسے قادر مطلق کو زیبا ہی اور سزاوار ہی اور کوئی سوا اُسکے خالق نہین ہی خوب رات بھر ایرج کو سمجھایا مگر ایرج
نے جواب صاف دیا کہ مین دین اپنا نچھوڑونگا مجھے مارے جانا قبول ہی ناچار صبح کو امیر پاس لائے حال
بیان کیا امیر نے بار دگر زبان مبارک کو ثبوت وحدانیت الٰہی مین جنبان کیا اور اسقدر حمد و ثنا اُس خالق یکتا
کی بیان کی کہ سب کی زبانون پر صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی ایرج نے بھی گوش دل سے سنا اور جی مین قائل
ہوا کہ بیشک یہی دین برحق ہی مگر جوش شجاعت مین سر اٹھا کر کہا کہ یا امیر اگر مین مسلمان ہوا تو کیا دیجیگا اور اگر مسلمان
نہونگا تو کیا کیجیگا فرمایا کہ ای ایرج اگر تو مسلمان ہوا تو مانند اپنے فرزندون نورالدہر وغیرہ کے جانونگا اور جو کچھ تیرا
ارادہ ہوگا وہی کرونگا اور اگر مسلمان نہوگا تو قسم ہی خانۂ کعبہ کی کہ بغیر قتل کیے نرہوگا یہ سنکر ایرج ہنسا اور کہا کہ امیر غضب
کا کلمہ کہا آپ نے اب اگر مسلمان ہوتا بھی تو نہ ہونگا لوگ کہینگے کہ ایرج ڈر کر مسلمان ہوگیا امیر آپ کو قسم ہی کہ میرا بند بند
جدا کیجیے جسطرح چاہیے قتل کیجیے اب مین مسلمان نہونگا اور جلد جلاد کو بلائیے تاکہ اس کشمکش رنج و الم سے نجات پاؤن
عمرو نے کہا ای ایرج یہ سعادت کسی کو نصیب نہین ہوئی کہ امیر اسطرح اپنی زبان گوہر فشان سے نصیحت کرین غضب ہی
اگر تم نمانو اور کلمہ سخت زبان پر جاری کرو کسی وقت سوائے حمزہ عرب کے اور کچھ نہ کہو ایرج نے کہا کہ مجکو ہر وقت
لوگ کہا کرتے ہین فرزند بچہ بازاری تاجرزادہ کہا کیے ہین مین نے اگر حمزہ عرب کہا تو کوئی بڑی بات نہین کہی اور مین
تو آمادۂ مرگ مہیائے قضا ہون جو میرے جی مین آجائیگا وہ کہونگا امیر یہ کلمہ سنکر بہت برہم ہوئے رنگ متغیر
ہوگیا فرمایا کہ یہ واجب القتل ہی قاسم اٹھ کھڑا ہوا کہ یا جد بزرگوار اسے آپ مجھے دیجیے کہ مین سزا پہونچاؤن اور اگر ایسے
مجھے عنایت نہ کیجیگا تو قسم ہی روح مطہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور بسر مبارک حضور مین اپنے کو ہلاک کرونگا
فرمایا ای فرزند تجھے اختیار ہی لیجا کر اسے تیرباران کر ایرج تو یہ سنکر سر نگون ہوا قاسم نے سر زنجیر پکڑ کر کھینچا کہ آ او
آفتاب پرست اور ایسا جھٹکا دیا کہ طوق کا کنارہ گردن مین ایرج کی چبھا خون جاری ہوا آنکھین ایرج کی غصہ سے
لال ہوگئین اور ایسا جھٹکا مارا کہ سر از زنجیر کا قاسم کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور زور کرکے قید توڑ ڈالی اور خنجر ایک
شخص کا چھینکر قاسم پر دوڑا پکارا کہ ای خاوری کہان جائیگا اب امیر نے جو دیکھا رگ ہاشمی جوش مین آئی دنگل پر
سے اٹھ کر کہا او آفتاب پرست یہ تو نے قید توڑ ڈالی اور دوڑے ایرج کی طرف ایرج نے خنجر امیر پر مارا امیر نے
ہاتھ اُسکا مع خنجر پکڑ لیا اور لپٹ گئے چار گھڑی کی کشتی مین مشکین باندھ لین اور عمرو کے حوالے کیا کہ لیجا کر قتل کر
عمرو اور قاسم ایرج کو لیکر باہر چلے اندر سے بارگاہ کیطرف اُردو بازار کے لیے چلے بارگاہ حشامی مین ناموس تھا
تمام خواتین رابعہ اطلس پوش گردیہ بانو گوہر ملک وغیرہ سب عورتین دیکھنے کو آئین اور جوانی پر ایرج کے
افسوس کرنے لگین گیتی افروز کی نگاہ جو ایرج پر پڑی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے خون عزیزی نے جوش مارا
دودھ چھاتیون مین بھر آیا مہر مادری حرکت مین آئی بے اختیار رونے لگی گوہر ملک نے پوچھا کہ تم کیون روتی
ہو کیا ایرج کے لیے غمگین ہوگئی گیتی افروز نے کہا ہمشیرہ کیا بیان کرون مین جب ایرج کو دیکھتی ہون دودھ

چھاتیون مین بیری بھر آتا ہو اور مہر مادری جوش مارتی ہو گوہر ملک یہ سنکر ہنسی اور کہا کہ سچ ہو وہ تمکو چاہتا ہو تمھین اُسکی محبت ہو شعر دل را بدل رہی ست درین گنبد سپہر* از روے کینہ کینہ واز روے مہر مہر* دیگر دلے داند کہ او آگاہ باشد* کراز دلہا بدلہا راہ باشد* گیتی افروز بولی کہ تم جو چاہو سو کہو مگر دیکھو کہ یہ دودھ کیا ہی یہان تو یہ باتین ہین مگر قاسم ایرج کو کوتوالی چبوترے پر لایا اور ذوالخمار عادی سے کہا کہ جلد اسے قتل کر اُسی وقت اسباب سیاست موجود ہوا قاسم نے کہا کہ اسکو دار پر کھینچو کہ مین اسے تیر باران کرونگا اور بند بند اسکے جدا کرکے ملک باختر مین بھیجونگا تاکہ دشمنون کو عبرت ہو ایرج نے جو یہ کلمہ سنا عمرو سے کہا کہ آپ نے مجھے خاک سے پاک کیا آپ قاسم سے اتنی سعی میری فرمائین کہ قتل مجھے شوق سے کرین مین مرنے پر تو خود آمادہ ہوا ہون ڈرتا نہین مگر تیر باران نہ کرے دار پر نہ کھینچے عمرو یہ سنکر رو دیا اور قاسم سے آکر کہا کہ ایرج کو تیر باران نہ کرو بند بند اُسکا ہرگز جدا نہ کرنا اور اگر کہا میرا نہ مانیگا تو قسم خدا کی کبھی صورت تیری نہ دیکھونگا قاسم نے دیکھا کہ عمرو نے قسم کھائی ہو کہا کہ جیسا آپ فرماتے ہین ویسا ہی کیا جائیگا مگر دار پر ضرور چڑھاؤنگا اور ذوالخمار عادی سے کہا کہ اسکے دار پر کھینچو یہی گفتگو تھی کہ نورالدہر اور اسد اور داراب اور خورشید ہو بچے ایرج کو نصیحت کی کہ اب بھی مسلمان ہو کیون جان دیتے ہو ایرج بولا قول مردون کا ایک ہو جو کہا وہ کہا ہرگز ہرگز آفتاب پرستی نہ چھوڑونگا رباعی تا در نہ رسد وعدہ ہر کار کہ ہست* سودے ندہد یاری ہر یار کہ ہست* تا سردی گرمی نہ زمستان بخشد* یک گل نہ شود دمیں ہر خار کہ ہست* سب سمجھا کر تھکے ایرج نے نہ مانا افسوس کرتے ہوے پھرے قاسم نے ذوالخمار عادی سے کہا کہ قتل کر اسے کیا دیر لگائی ہو ذوالخمار ایرج کے پاس آیا لباس اُسکا اُتارنے لگا قاعدہ جلادونکا ہوتا ہو کہ جسکو گردن مارتے ہین لباس اُسکا اُتار لیتے ہین کہ خون مین آلودہ نہو ایرج کو برہنہ کرکے نطعہ پر بٹھایا خط سیاہ گردن پر کھینچا نگاہ ذوالخمار کی بازو پر ایرج کے جا پڑی بازو بند بہت نایاب دیکھا اُسے کھولا قاسم نے کہا کہ یہ کیا ہو ذوالخمار بولا کہ تعویذ ہو اور کچھ نہین قاسم نے کہا کہ مین تو دیکھون اور اُسکے ہاتھ سے لے لیا اسد و نورالدہر و بدیع الزمان وغیرہ سب تھے عمرو نے دیکھا پہچانا کہ یہ بازو بند قباد کا ہو کہ نوشیروان کے پاس تھا نوشیروان نے قارن دیوبند کو دیا تھا امیر نے جب قارن کو مارا ہو تو مین نے بازو بند اُسکے بازو سے کھول لیا تھا اور امیر کے ہاتھ بیچا تھا عمرو نے ذوالخمار عادی سے کہا کہ تو ٹھہر جا ہرگز ابھی اسے قتل نکرنا مین حمزہ صاحبقران کو یہ بازو بند دکھاؤن یہ کہکر جلد خدمت صاحبقران مین آیا اور بازو بند ہاتھ مین امیر کے دیا امیر نے پہچانا پوچھا کہ خواجہ یہ کہان سے لائے کہا کہ ایرج کے بازو پر سے نکلا ہو کہا کہ ایرج کو مار ڈالا عرض کیا کہ نہین ابھی اسیر ہاتھ نہین ڈالا کہا کہ جلد جاکر اُسے لاؤ عمرو روانہ ہوا یہان قاسم ذوالخمار سے کہ رہا ہو اس آفتاب پرست کو جلد دار پر کھینچ وہ کہ رہا ہو کہ عمرو کو آلینے دیجے قاسم برہم ہوکر اُٹھا تازیانہ لگایا کہ تو میرا کہنا نہین مانتا کہ اتنے مین عمرو بھی پہنچا قاسم سے کہا کہ امیر نے ایرج کو بلایا ہی جلدی لے چلو ناچار ہوکر ایرج کو دار سے کھولکر سامنے امیر با توقیر کے لایا امیر نے اُسے زندہ دیکھکر شکر خدا کیا اور کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور فرمایا کہ ایرج سچ کہ کہ یہ بازو بند کہان سے لایا ایرج نے عرض کیا کہ مین نے عہد طفلی سے اپنے بازو پر بند تھے دیکھا تھا مجکو معلوم نہین کسنے باندھا امیر نے فرمایا تو میری اولاد سے ہو پھر فرمایا کہ اے ایرج اسلام اختیار کر ایرج نے کہا کہ کلام مردون کا ایک ہو جب تک کہ حقیقت بازو بند کی ظاہر نہوگی مین مسلمان نہونگا اور مجھے کیونکر یقین ہو کہ مین آپ کی اولاد سے ہون اسد اپنے دنگل سے اُٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ یا امیر تقیر جسوقت مجھے علی شاہ مردان شیر یزدان نے نظر کردہ کیا ہو مانند سلیمان فارسی کے موت سے بچایا ہو کہ مبتلا ہوئی مین نے

استدعا کی کہ یا حضرت الیاس زور مجھے عطا ہو کہ مین ایرج کو پکڑون اور قتل کرون حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ایرج
نسل بنی ہاشم سے ہو سوا امیر کے اور کسی کی قدرت نہین ہو کہ اوسپر غالب ہو اور تو خبردار ارادہ اوسکے قتل کا نہ کرنا
کیونکہ بہت جلد اسکا حال کھل جائیگا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اسکو تاجزادہ نہ کہنا اور مین نے یہ مقدمہ میدان مین بھی ایرج
سے بیان کیا تھا ایرج نے کہا سچ ہو مجھے یاد ہو کہ تمنے کہا تھا مگر مجکو کیونکر معلوم ہو کہ مین اولاد صاحبقران سے
ہون میرا باپ زندہ وسلامت موجود ہو کہ اتنے مین عمرو نے امیر سے کہا کہ دیکھیے ابھی ایرج کو معلوم ہوا جاتا ہو
کہ ایرج آپ کی اولاد مین سے ہو یا نہین یا صاحبقران آپ یاد کیجیے کہ یہ بازوبند آپ نے کسے دیا تھا امیر نے
ایک لمحہ تامل فرمایا اور کہا کہ خواجہ مین نے ملکہ رابعہ اطلس پوش کو دیا تھا تم جاکر اوس سے پوچھو کہ اوسنے کسے دیا
تھا عمرو گیا رابعہ سے استفسار کیا اوسنے کہا کہ مین نے بازو پر علمشاہ کے باندھ دیا تھا عمرو علمشاہ کے پاس لایا
علمشاہ بولا کہ مین نے خورشید خاوری کو دیا تھا عمرو پھر محل مین آیا خورشید خاوری کو وہ بازوبند دکھایا اوسنے کہا
مین نے قاسم کے بازو پر باندھ دیا تھا قاسم نے کہا کہ مین نے ملکہ گیتی افروز کو دیدیا تھا جب یہ قیطول بلاآفات ہوئی
تھی عمرو گیتی افروز پاس گیا پوچھا اے ملکہ قاسم نے جو بازوبند تمہین باغ شبستان مین دیا تھا وہ تمنے کیا کیا گیتی افروز
یہ سنکر بہت روئی کہا کہ خواجہ کیا حال گردش فلکی کا بیان کرون جب لقا نے لشکر اسلام پر جادوگرون سے برف باری
کروائی ہو اہل اسلام قتل ہوئے ہین اور لوگ بھاگے ہین تو مین اور فتنہ گھوڑون پر سوار ہو کر بھاگی مین حاملہ تھی راہ مین
دردزہ نے بیچین کیا کچھ درخت ایک مقام پر لگے تھے اور چشمہ آب تھا وہان مین اوتر پڑی لڑکا پیدا ہوا ایسا کہ مانند
آفتاب کے چہرہ اوسکا روشن تھا جلدی سے فتنہ نے نال کاٹا نہلا کر میری گود مین ڈال دیا کہ اوسیوقت فتنہ کے درد نے
شدت کی اور اوسکے بھی لڑکا پیدا ہوا وہ تمہارا لڑکا تھا اوسکو غسل دیا کہ اوسی وقت ایک جانب سے گرد اوڑی مین
خائف ہوئی کہ شاید لشکر لقا تعاقب مین آتا ہو تحیر مستی کے ڈر سے ان دونون لڑکون کو دامن پیشواز مین لپیٹا اور تھیلی
جواہر کی اور سفارشنامہ لکھکر لڑکون کے پاس رکھدیا اور یہ بازوبند بازو پر باندھ دیا تھا عمرو نے کہا اے ملکہ یہ بازوبند
ایرج کے بازو پر سے نکلا ہو مین نے پہچانا لاکر صاحبقران کو دیا امیر نے ایرج سے پوچھا اوسنے کہا میرے پاس عہد طفلی سے
ہو اے ملکہ مبارک ہو کہ ایرج تمہارا فرزند ہو گیتی افروز یہ سنتے ہی مارے خوشی کے بیہوش ہو گئی عمرو باہر آیا امیر سے
تمام حال بیان کیا قاسم کو مبارکباد دی وہ بھی نہایت خوش ہوا امیر نے ایرج سے کہا اب تمکو یقین ہوا کہ تم قاسم کے
بیٹے ہو ایرج بولا فرخ بازرگان موجود ہو اس سے یہ حال دریافت ہو تو مین بھی جانون اور یقین لاؤن امیر نے
پوچھا کہ فرخ بازرگان کہان ہو کہا کہ شہر فرنگوشیہ مین امیر نے قمرزادے کہا کہ ایک دیو سے کہو کہ جاکر شہر فرنگوشیہ سے
فرخ کو لائے دیو نے کہا کہ کوئی آدمی پہچاننے والا میرے ساتھ چلے تو اوسے لاؤن شاپور شیر دل کہ آیا ہوا تھا ساتھ ہوا
دیو جاکر فرخ کو اوٹھا لایا امیر نے اوسکی تعظیم کی فرخ دست ادب بستہ کھڑا ہو کر آداب بجا لایا امیر نے بیٹھنے کی اجازت
دی بعد تھوڑی دیر کے مخاطب ہوئے کہ اے فرخ سچ کہو کہ ایرج تمہارا پسر صلبی ہو اوسنے کہا اے شہریار میری کوئی
اولاد سوا ان دو لڑکون کے نہین ہو امیر نے فرمایا تجھے قسم ہو اپنے دین و مذہب کی سچ کہو اوسنے قسم کھاکر کہا کہ
ایرج میرا بیٹا ہو امیر نے فرمایا کہ تم محض دروغ کہتے ہو اوسنے کہا کہ کیا مجال فرمایا خیر بہتر ہو نہ کہو اور کسی دیو
سے کہا کہ اسے آسمان پر لیجاکر چھوڑ دے کہ ہڈی پسلی اسکی سرمہ سا ہو جائے اور اگر سچ کہنے کا اقرار کرے تو
نہ پھینکنا میرے پاس لے آنا دیو اوسی وقت مانند بلاے مبرم کے فرخ سے لپٹا اور لیکر آسمان کی طرف چلا
دیکھا فرخ نے کہ اب جان نہین بچتی پکارا کہ یا صاحبقران اب مین سچ سچ کہونگا فرمایا کہ ہمارے پاس لاؤ

دیو فرخ کو سامنے لایا فرمایا امیر نے کہو عرض کیا اے شہریار سچ تو یہ ہے کہ مین ترکستان سے آتا تھا بر ابر دامنہ کوہ
کے پہونچا تھا کہ ایک درہ درختون کا تھا وہان لشکر میرا اترا اسباب بے انتہا میرے پاس تھا سب وہان رکھا اور وہ
مقام آذر کوہ تھا چشمہ پانی کا بہت صاف و شفاف تھا لب چشمہ ایک درخت تھا مین چشمے پر واسطے منہہ ہاتھ
دھونے کے گیا بیٹھا ہوا پیر دھو رہا تھا کہ آواز لڑکے کے رونے کی کان مین آئی جا کر جو دیکھا تو شاخ درخت پر
دو لڑکے کپڑے مین لپٹے ہوے رکھے ہین مین اُنھین اتار لایا دیکھا مین نے کہ ایک سفارشنامہ ہے اور ایک لڑکے کے بازو
پر بازو بند بندھا ہوا ہے اور ایک جواہر کی تھیلی بھی ہے سفارشنامہ جو پڑھا اسمین لکھا تھا کہ یہ لڑکا خاندان عالی سے
ہے جو کوئی اسے پالیگا رتبۂ اعلے سے سرفراز ہوگا مین نے اُس لڑکے کا نام ایرج رکھا کہ جسکے بازو بند بندھا تھا اور
دوسرے کا نام شاپور رکھا کہ شاپور کو عیاری سے شوق ہے مین نے ان دونون کو کمال محبت و مشقت سے پالا کہ
اپنی جان انکے ساتھ لگا دی اور اسطرح انھین رکھتا تھا کہ کوئی اولاد کو بھی نہ رکھتا ہوگا امیر نے فرمایا وہ سفارشنامہ
کہان ہے عرض کیا کہ شہر فرنگوشیہ مین میرے مکان کے اندر ایک کوٹھری مین بہت احتیاط سے رکھا ہے فرمایا کہ
دیو پر سوار ہوکے جاؤ اور اُسے جلد لے آؤ عرض کیا بہت خوب اور اُسی وقت دیو پر سوار ہوکے گیا ایک گھڑی
مین وہ صندوق لے کر آیا جسمین سفارشنامہ اور تھیلی رکھی تھی اور امیر کو دیا امیر نے مہر اُسکی توڑی اور کاغذ اور تھیلی
جواہر کی اور دامن پیشواز کا نکالا نوشتہ پڑھا مطابق فرخ بازرگان کے کہنے کے تھا عمرو سے کہا کہ ملکہ گیتی افروز
پاس اسے لیجاؤ اور دکھا کر پوچھو کہ یہ خط تمھارا ہے عمرو محل مین گیا گیتی افروز گوہر ملک وغیرہ سے کہہ رہی تھی کہ مجھے
جو محبت ایرج سے تھی اب تم سبھون پر حال کھلا کہ جب مین اُسے دیکھتی تھی چھاتیون مین دودھ بھر آتا تھا اور مین
اُسکے واسطے روتی تھی اور پھر اپنے کو بپاس رسوائی ضبط کرتی تھی اور تم لوگ ہنستے تھے کہ دل کو دل سے راہ ہوتی
ہے یعنے ایرج کو محبت ہے تو تمکو بھی اُس سے محبت ہے سب نے کہا اے ملکہ جو کچھ تم کہتی تھین سچ کہتی تھین اگر خدا نے فضل کیا کہ
ایسا فرزند تمکو ملا یہی باتین تھین کہ عمرو وہ کاغذ پیشواز کا دامن جواہر کی تھیلی لیے ہوے پہونچا کہ ملکہ دیکھو اسے پہچانو
گیتی افروز نے کہا خواجہ یہ میرا لکھا ہوا ہے اور وہ پیشواز نکلوائی جسکا دامن پھاڑ کر ایرج کو لپیٹا تھا وہ دامن اُس
پیشواز مین ملگیا عمرو وہ پیشواز اور دامن لیے باہر آیا امیر کو دکھایا قاسم کے ہاتھ مین سفارشنامہ دیا قاسم نے خط
پہچانا کہ گیتی افروز کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے امیر سے عرض کیا کہ غلام نے پہچانا بیشک یہ خط گیتی افروز کا ہے غرض سب
ثابت ہوگیا کہ ایرج فرزند ہے ملک قاسم کا عجب خوشی قاسم کو حاصل ہوئی امیر باغ باغ ہوگئے سب سردار شادان و
فرحان ہوئے امیر نے ایرج سے کہا کہ اے فرزند اب تجھپر ثابت ہوا کہ تو میری اولاد سے ہے ایرج نے عرض کیا کہ آپنے
اسطرح تحقیق فرمایا کہ سب پر آئینہ ہوگیا کہ مین آپ کی نسل مین سے ہون فرمایا کہ اب کلمہ پڑھو عرض کیا جو ارشاد ہو
فرمایا کہ پڑھو اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان ابراہیم خلیل اللہ ایرج نے کلمہ پڑھا مسلمان ہوا امیر نے فرمایا کہ
ایرج کو حمام مین لیجاؤ ملک زاد و ملک شاہ دونون بھائی ایرج کو حمام مین لے گئے ایرج حمام سلیمانی مین نہایا
امیر نے کشتیان جواہر کی اور قسم قسم کی پوشاک شاہانہ انواع اقسام کی انگوٹھیان خلعت سلیمانی جیغہ کلغی سرپیچ بھیجا کہ ایرج
اسطرح آئے ایرج بعد فراغ حمام خلعت سلیمانی اپنے بدن پر آراستہ کرکے سامنے امیر با توقیر کے آیا سلام کیا نذر گذرانی
امیر نے اُسے گلے سے لگا یا پیشانی چومی اور فرمایا کہ دنگل ایرج کا سرداران دست چپ بالا تر بچھے ملازمون نے اُسیوقت
دنگل مرصع کار بچھایا ایرج سلام کرکے اپنے باپ ملک قاسم کے پاس بیٹھا عمرو بھی شاپور کو حمام مین لیگیا امیر نے اُسکے
لیے بھی خلعت بھیجا شاپور بھی نہا دھو کر خلعت پہن کر آیا اندر دیکر عمرو کے پاس بیٹھا عمرو کا یہ عالم ہے کہ مارے خوشی کے

آکر

پھولا نہین سماتا ہی اور سب بیٹے عمرو کے شاپور سے گلے مل رہے ہین شاپور ہر ایک سے جھک جھک کر ملتا ہی ادھر قاسم اور علمشاہ ایرج کو گلے لگا رہے ہین اور قاسم نے جو آزار ایرج کو پہونچائے تھے اُنھین یاد کر کے رو رہا ہی نورالدہر نے آکر قاسم کو ایرج سے علٰحدہ کیا کہا کہ یہ وقت خوشی کا ہی اور اب ایرج سے بغلگیر ہو کر خوب رویا پھر اسد کرب سکندر فرخ لقا سلیمان ثانی داراب تورج بدیع الزمان اور سب شاہزادے اور سردار ایرج سے ملے ایرج ہر ایک سے بخلق پیش آتا ہی جھک جھک کر ملتا ہی امیر نورالدہر اسد سلیمان ثانی داراب تورج خورشید سکندر فرخ لقا بدیع الزمان اور شاہزادے سب نے ایرج پر سے جواہر نثار کیا بعد اسکے عمرو نے شاپور کو لا کے قدمون پر امیر کے ڈالا امیر نے اُسے بھی گلے سے لگایا زر و جواہر عنایت کیا اُسنے قدم چومے بعد اُسکے نورالدہر کی قدمبوسی کی پھر تو شاپور شاہزادے کو کورنش اور تسلیمات بجا لایا سب نے اُسے بہت سا مال و زر دیا عمرو کی خاطر سے مال و جواہر کا انبار ہو گیا عمرو نے سب مال نذر زنبیل کیا اور ملکہ گیتی افروز کے پاس گیا کہ مبارک ہو کہ ایرج تمھارا بیٹا ہی ہمنے کیسا دریافت کیا گیتی افروز نے پیرون پر گر پڑی خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ مفت مین بیٹا لیا چاہتی ہو کہا کہ خواجہ مین کیا آپ سے باہر ہون اور جواہر و زر عمرو کو دیا عمرو خورشید خاوری پاس آیا کہا او صاحب پوتا مبارک ہو مگر وہی مثل ہی کر بویا نہ جوتا اللہ نے دیا پوتا مفت مین پوتے والی آپ ہوئین اور ساری محنت و مشقت ہمنے کی بنایا سنوارا ایرج کو ہمنے خورشید خاوری نے بھی بہت سا مال و جواہر دیا اب عمرو وہان سے باہر چلا تھا کہ گیتی افروز نے کہا خواجہ مین مشتاق ہون ایرج کے دیکھنے کی عمرو نے کہا کہ مین جا کر ایرج کو لاتا ہون تم سب تصدق کے خوان تیار کر دیہ کہکر باہر آیا امیر سے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ شہریار ایرج کو اندر بھیجیے کہ تمام خواتین مشتاق ہین خصوصاً گیتی افروز چاہتی ہی کہ ایرج کو دیکھون امیر نے ایرج سے کہا کہ بیٹا اندر محل مین جاؤ ایرج اٹھ کھڑا ہوا قاسم علمشاہ نورالدہر بدیع الزمان اسد اور سب شاہزادے ساتھ ہو کر ایرج کو اندر لے گئے تمام خواتین مشتاق کھڑی تھین امیر کے استقبال کو آئین ایرج نے ہر ایک کو سلام کیا ہر ایک گرد پھری بلائین لین پیشانی کو بوسہ دیا زر نثار کیا عمرو ہر ایک کو بتلاتا ہی کہ یہ دادی ہی یہ چچی ہی اور جو روپیہ نثار ہوتا تھا وہ لے لیتا تھا یہانتک کہ گیتی افروز کی بارگاہ مین پہونچا ملکہ منتظر کھڑی تھی ننگے پیر دوڑی ایرج گیتی افروز کو پہچانتا تھا دوڑ کر پیرون پر گرا گیتی افروز نے اُسے گلے سے لگایا پیشانی چومی جوش محبت مین چھاتیون سے دودھ بہنے لگا مارے خوشی کے بیہوش ہو گئی تمام خواتین دوڑین گلاب کیوڑا چھڑکا کہ ہوش مین آئی زر و جواہر موتی اسقدر نثار ہوئے کہ قریب تھا کہ ایرج اُنمین غرق ہو جائے انبار ہو گیا تھا مگر ایرج کہ دل سے گیتی افروز کا عاشق تھا اب جو حال کھلا کمال شرمندہ ہوا جب محل سے باہر آیا اسد نے خوش طبعی کرنا شروع کی کہ کیون ایرج مدت سے تمھین آرزوے وصل تھی اب تو وصل گیتی افروز کا نصیب ہوا آرزو تمھاری بر آئی ایرج یہ سنکر نہایت شرمندہ ہوا کہا کہ ای اسد یہ کیسی ہنسی ہی اسے چھوڑو اسد ہنستا ہوا ساتھ ساتھ بارگاہ مین آیا امیر نے فرمایا کہ بمقابل شاہزادہ نورالدہر صندلی ایرج کی بچھاؤ ایرج نے رو بقبلہ ہو کر دعا کی پروردگار اس دین مبین پر میرا خاتمہ کیجیو اور پایون کو صندلی کے چوما جا کر صندلی پر بیٹھا اور امیر سے عرض کیا کہ مالک بن ملکوت شاہ اور فرخ بازرگان کو بلا کر مسلمان کیجیے امیر نے حکم دیا کہ جلد جا کر کوئی انکو لائے اُسی وقت چوبدار نے جا کر کہا کہ امیر با توقیر نے یاد کیا ہی دونون خرم و شادان خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے امیر نے تعظیم و توقیر کر کے بٹھایا اور زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ تم دونون دین اسلام قبول کرو ایرج کے پاس رہو دونون کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئے امیر نے

انھین خلعت دیا اور ملک فرنگوشیہ مین فرخ بازرگان کو مالک بن ملکوت شاہ کا نائب کیا اسکے بعد جشن بلوکانہ
کیا اور نوروز بھی تھا ہر طرف لشکر مین ناچ راگ رنگ کی صحبت آراستہ تھی عجب جشن امیر نے کیا تھا کہ کبھی ایسی
خوشی اور جشن مین نہ کی تھی تمام لشکر کو ادنے سے اعلے تک خلعت دیا تھا کہ کوئی باقی نرہا تھا تمام لشکر مین عجب دہوم دھام
تھی ہر طرف نوبتین بج رہی تھین گھر گھر ناچ ہو رہا تھا چراغان نے رونق انجم سپہر کی گرد کر دی تھی جشن جمشید کی
اسکے آگے کوئی حقیقت نہ تھی چشم زمانہ نے ایسا جشن ندیکھا ہوگا صاحبقران نے اسقدر مال و زر لٹایا تھا کہ جسکا شمار
نہ تھا حاتم کی سخاوت کی حقیقت نرہی تھی اور تمام لشکر یکرنگ سرخ پوش تھا دست راستی تک دست چپی ہو رہے تھے
وہ اتحاد بڑھا تھا کہ گویا ہمرنگ ہو گئے تھے امیر کا دنگل برابر تخت شاہی کے تھا اور اور فرزندون سردارون کے دنگل
چہار طرف بچھے ہوئے تھے ڈورا بندھا ہوا تھا اور تمام سردار لباس جواہر نگار پہنے ہوئے تھے اور شاہزادے تو دریاے
جواہر مین غوطہ مارے ہوئے تھے اور بیچ مین طائفے چیدہ چیدہ ناچ رہے تھے عمرو بن امیہ ضمری کو شاپور کی
نہایت خوشی تھی بارگاہ حضرت آدم علیہ السلام برپا کی اسمین صحبت آراستہ تھا دو لاکھ عیار جمع تھے انواع اقسام کے
حقہ ہائے آتشبازی چھٹ رہے تھے ایک ایک عیار نئی نئی طرح بنا کر لایا تھا اپنے اپنے وزن دکھا رہے تھے عمرو دیو جامہ
پہنے ہوئے شاپور کو پاس لیے بیٹھا تھا شاپور لباس پہنے ہوئے انواع طرح کا جواہر اسپر آراستہ بیٹھا ہوا تھا اور چالاک
و امیہ و سیارہ و ابو الفتح گلباد برق فرنگی یزک خطائی سنجر بلخی جواہر مین لدے ہوئے تھے اور طائفے بہت
اچھے اچھے سامنے ناچ رہے تھے اور جہتر قران کشتم کا رتھا سب سے زیادہ خوش تھا شاپور کہ عیار زبردست ہے
قران کو نہایت محبت اس سے پیدا ہوئی دوڑ دوڑ کر کام کرتا پھرتا تھا یہان تو جشن ہو رہا ہو مگر لقا نے جب دیکھا کہ
ایرج گرفتار ہو گیا بختیارک سے کہا کہ اے شیطان درگاہ اب کیا تقدیر کرون مین اسنے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ چلکر فرعون کے
پاؤن پر گر اور تقصیر اپنی معاف کروا کہ ابھی اسکی خدائی کا زمانہ بنا ہوا ہے لقا نے کہا کہ تقدیر کی مین نے کہ تو جا کر صفائی
کروا بختیارک نے کہا کہ بہت اچھا اور اسی وقت خدمت فرعون شاہ مین روانہ ہوا جب دروازے پر
فرعون شاہ کے پہونچا عرض کروا بھیجی فرعون نے سامنے بلایا بختیارک نے جا کر مجرا کیا اور قدمون پر گر کر توتلے
مسخرہ پن کرنے لگا خوب فرعون کو خوش کیا فرعون نے پوچھا کہ اے بختیارک لقا کہان ہے بختیارک نے ہاتھ جوڑ کر
کہا کہ یا خداوند لقا نہایت شرمندہ ہے مارے خجالت کے خدمت مین حاضر نہین ہوا فرعون نے کہا کہ اے بختیارک
دیکھا تو نے ہماری تقدیر کو کہ اس آفتاب پرست کو کسطرح حمزہ کے ہاتھ سے گرفتار کروا دیا اب لقا نے ناچار ہو کر ہم
میری طرف رجوع کیا خیر تیری خاطر سے مین نے تقصیر اسکی معاف کی جا اور اسکو میرے پاس لے آ بختیارک گیا
اور لقا کو مع سردارون اسکے لے آیا اور فرعون کے قدمون پر گرایا فرعون نے اسے گلے لگایا اور کہا کہ خبردار پھر
ایسی حرکت نہ کرنا لقا نے کہا کہ اے فرعون اب ایسی خطا مجھسے نہوگی فرعون نے لقا کو مع سرداران خلعت دیا تھا
لشکر بھی لقا کا آکر شریک لشکر فرعون ہوا فرعون خوش و محظوظ بیٹھا ہو کہ جوڑی ہرکارے کی پسینے مین عرق گردن
آلودہ آئی مجرا کیا ہاتھ اٹھا کر بد دعا دی بعد اسکے عرض کیا کہ قباط سر زندان اور بہرام فیلزور کوہ مقناطیس
کی طرف سے لاکھ سوار کی جمعیت سے آپ کی مدد کو آ پہونچے فرعون نے یہ خوشخبری سنتے ہی حکم دیا کہ طبل شادمانی
لشکر مین اسکے طبل شادمانی بجنے لگا اور تمام سردارون کو حکم ہوا کہ جا کر مع لقا سب استقبال کرکے لائین لقا و بختیارک
کوئی دو کوس آگے ہونگے کہ گرد و غبار کا تتق بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تاریک کر دیا سواری انکی ٹھہر گئی تھی جسوقت گرد تھمگئی
تو سو علم نشانہ لاکھ سوار کا دکھائی دیے بعد اسکے اور جلوس سواری کا تھا اسمین شتر نالین قبچیان بانون کے اسکے بعد خاصبردار

بہت تکلف کے لباس پہنے ہوئے خاصیان کاندھون پر رکھے ہوئے سامنے سے گذرے بعد اُسکے مرکب باساز و یراق مرصع دو دو سائیس چوبیان ہاتھون مین لیے ہوئے بعد اُسکے ایک پہلوان زبردست کو دیکھا کہ کرگدن سیاہ رنگ پر سوار اور برابر اُسکے ایک پہلوان اور زبردست چلا آتا ہے لقانے ان دونون سے ملاقات کی اور ساتھ اپنے لیکر فرعون شاہ کے پاس آیا دونون کافرون نے فرعون کو سجدہ کیا فرعون نے دست بخس اپنا انکی پیٹھون پر پھیرا خلعت دیکر سرفراز کیا غرض جام شراب گردش مین آیا دونون کافر جب خوب نشے مین ہوئے اُسوقت فرعون شاہ سے کہا کہ یا خداوند کون لوگ ہین کہ جنکے ہاتھ سے آپ عاجز آگئے ہین اُسوقت فرعون نے اشارہ لقا کی طرف کیا کہ یہ بلا اُسکی ذات سے ہمپر آئی ہے مقیاط ببر دندان لقا کی جانب مخاطب ہوا کہ آپ بیان کیجیے حال ان خدا پرستون کا لقانے بختیارک کی طرف اشارہ کیا کہ یہ خوب بیان کریگا بختیارک نے مسخرہ پن کرکے حال صاحبقران کا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا مقیاط ببر دندان نے کہا کہ حقا یا از بردستان زمانہ ہین مگر عنایت خداوند سے آن سب کو نہ مارا ہوگا تو نام اپنا مقیاط نہ پایا ہوگا اور فرعون سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے کہ کل ان سب خدا پرستون کو مارونگا فرعون نے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا ہرکارے باہر جاسوسی لگے ہوے تھے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے اور عرض کیا کہ مقیاط کے نام پر طبل جنگی بجاہے فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہے کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی جو کچھ پروردگار عالم بہتر جانیگا وہ کریگا اُسی وقت عمرو بن امیہ ضمری نامدار اُٹھ کر نقار خانہ سلیمانی مین آیا بعد اُسکے نقار خانہ جمشیدی مین گیا داروغہ نے نذر گذرانی عمرو نے نذر انکی لیکر نذر نبیل کی اور طبل سکندری پر سے غاشیہ اُٹھا کر دوال طبل سکندری پر مارا کہ آواز اُسکی بلند ہوئی اور تمام لشکر کو خبر ہوئی کہ طبل جنگی بجا ہے سب اپنی اپنی طیاری مین مصروف ہوئے رات بھر طیاری رہی صبح کو حمزہ صاحبقران بادشاہ اسلام کے ہمراہ تمام سردار ساتھ نوبت و نقارہ بجتا ہوا کہ وعدہ گاہ مصاف مین پہونچے تخت بادشاہی قلب سپاہ پر قائم ہوا دست راسی دست راست کو دست چپی بسوے چپ پرے باندھکر کھڑے ہوئے صاحبقران بمرتبہ صاحبقرانی صف سے چالیس قدم آگے بڑھکر زیر سایہ علم اژدہا پیکر کھڑے ہوئے ادھر سے آمد آمد لشکر کفار ضلالت شعار کی ہوئی کہ فرعون تخت پر سوار آگے آگے لقا فوج کو ہمراہ لیے چلا آتا ہے ایک طرف کو مقیاط ببر دندان بہرام فیلزور دونون دریاے آہن مین غوطہ مارے ہوئے فوج انکی ساتھ ایک طرف کو چلے آتے ہین غرض لشکر کفار سامنے لشکر اسلام کے صف باندھکر کھڑا ہوا صفوف جدال آراستہ ہونے لگین صف آرا صف آرائی کرتے پھرتے تھے تبردار درختون کو کاٹ کاٹ کر پھینکتے جاتے تھے بیلچہ کار پست و بلند زمین کو ہموار کرتے پھرتے سقے آبپاشی کر رہے تھے جب میدان تیار ہوچکا نقیبون نے نکلکر نہیب دی کہ کہان ہے رستم کہان ہے سام کہان ہے اسفندیار کہان ہے سہراب کو نسا بہادر نامدار ہے کہ میدان مین نکلے اور اپنے باپ دادا کا نام روشن کرے اور نام رستم و سام کا مانند حرف غلط کے صفحہ ہستی سے مٹادے نقیبون کا نہیب دیکر نکلنا تھا کہ مقیاط ببر دندان نے اپنے کرگدن کو بڑھایا اور سامنے تخت فرعون شاہ کے آیا گینڈے پر سے اُترکر سلام کیا ہاتھ باندھکر اجازت خواہ ہوا فرعون شاہ نے کہا کہ جا تو سب پر غالب آئیگا مین نے اپنی ید قدرت کے سپرد کیا مقیاط ببر دندان سلام کرکے بار دگر مرکب پر بیٹھکر میدان مین آیا اور بعد سلح شوری بسیار مبارز طلب کیا اسطرف سے شاہزادہ جمہور جہانسوز تبرزن نے مرکب اپنا نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آیا مرکب سے

اُتر کر اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے کہا حافظ حقیقی نگہبان ہے جمہور بار دگر مرکب پر بیٹھکر میدان میں آیا مقیاط
سے سامنا کیا بعد از تگاورزنی و نیزہ بازی نوبت شمشیر پہونچی مقیاط نے تلوار ماری جمہور نے مرکب کو بڑھایا
کہ قبضے پر ہاتھ ڈال دون کہ گھوڑے نے سکندری کھائی تیغہ سر پر بیٹھا تا دو ابرو آ گیا جمہور نے دستانہ مار کر تلوار
جھٹکا کر نکلگئی چادر خون کی سر سے باہر آئی زخم کاری لگا چاہا مقیاط بیر دندان نے کہ ایک تلوار اور لگا کر سر جمہور کا
جدا کرے کہ فرامرز مغربی دوڑ پڑا اور پکارا کہ او نامرد کیا کرتا ہے زخمی پر ہاتھ اٹھاتا ہے مقیاط پکارا اے خدا پرست تو نے
شکار کو میرے بچا دیا اب تجھے اور اُسے دونون کو قتل کرونگا یہ کہکر تلوار فرامرز پر ماری فرامرز نے بآسیب سپر
رد کی اور اپنا وار کیا مقیاط نے بھی حربہ فرامرز کا رد کرکے پھر تلوار ماری یونہیں چار گھڑی تک تلوار چلی آخر فرامرز
بھی زخمی ہوا اسی طرح کئی سردار نکلے اور زخمی ہوئے اور دو ایک شہید ہوئے مقیاط نے پھر مبارز طلب کیا اب کی مرتبہ
شیر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران تہمتن زند آور طہماس بن عنقویل دیو پرور بادشاہ سے اجازت لیکر مقابل ہوا
بعد از تگاورزنی مقیاط بیر دندان نے نام پوچھا طہماس نے اپنا بیان کیا مقیاط نے کہا کہ تو تو ہمیشہ سے پرستار
تھا لقا کا اب تجھے کیا ہوا کہ خدا پرستون کے شریک ہو گیا ہے طہماس نے کہا کہ یہ دین و مذہب کا مقدمہ ہے میں نے لقا
کو قابل خدائی نجانا اسپر لعنت کی اور اسلام قبول کیا مقیاط بیر دندان نے کہا کہ حال تیرا معلوم ہوا اب قضا
تیری میرے سامنے لیکر آئی طہماس نے کہا کہ خیر معلوم ہو جائیگا مقیاط بیر دندان نے کہا کہ تو اپنا حربہ مجھپر کرے طہماس
نے کہا کہ ہم اہل اسلام ہیں ہمارا دستور پیشدستی کا نہیں ہے مقیاط بیر دندان بولا کہ میرے حربے کا طالب ہے میرا حربہ
غضب ہے خداوند فرعون شاہ کا طہماس نے کہا کہ وہ تیری جان کے اوپر نازل ہوگا جھنجلا کر مقیاط بیر دندان
نے وہی تلوار جس سے سب کو زخمی کیا تھا طہماس پر ماری طہماس نے انگشت ساطور پر روکا تلوار جھٹکا کر اُچٹ
گئی طہماس پکارا کہ او کافر تو اپنا وار کرچکا اب میری باری ہے یہ کہکر ساڑھے نو سو من کا ساطور اٹھا کر اسپر مارا اُسنے
سپر تلوار دونون اٹھا کر کے چہرے کی پناہ کی کہ یا خداوند فرعون شاہ تو ہی بچانے والا ہے مگر ساطور جو آکر
پڑا سپر تلوار دونون کے دو ٹکڑے کیے اور سر پہ اُسکے گرا کہ خود دو بلغہ عرق چینی زرہ ٹوپ کو کاٹ کر
سر پر پڑا کہ سر اسر کلے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرہ سیماب کے گذر گیا صندوق سینہ کو کاٹ کر
شرمگاہ تک پہانک کو بھی ویران کرکے گنبدے کو بھی کاٹ کر زیر تنگ اُس کرے کہنہ لنگ کے بوسہ دیا غل ہوا کہ
وہ مقیاط بیر دندان مارا گیا بختیارک تو آنکھر تا دھنا ناچنے لگا پکارا کہ صلواۃ بر محمدؐ و لعنت بر لات و علی
و منات عُلی ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ طہماس سے کیا لڑ سکیگا آخر شش کو مارا گیا یہ تو لقا سے باتیں کر رہا تھا
مگر بھائی مقیاط بیر دندان کا بہرام فیلزور آ سنے جو بھائی کا لاشہ دیکھا وہیں سے گریبان کو چاک کیا
اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ ارے خدا پرست غضب کیا تو نے کہ ایسے بہادر کو مارا کہ جسکا عدیل و نظیر نہ تھا مگر جلیگا
کہاں میرے ہاتھ سے نہ مارا ہوگا تجھے تو نام اپنا بہرام فیلزور نہ رکھا ہوگا یہ کہکر تلوار طہماس پر ماری
طہماس نے ساطور کے اوپر روکی اور رد کرکے اسکی تلوار کو ساطور اُسپر مارا بہرام نے ساطور کو خالی دیا
اور دوسری تلوار طہماس پر ماری طہماس نے ساطور کا ہاتھ آگے تلوار پہ مارا کہ تین ٹکڑے ہوئے قبضہ اُسکے
ہاتھ میں رہگیا تھا پھر اُسکے طہماس کے منہ پر مارا طہماس نے خالی دیا اور پھر ہاتھ ساطور کا مارا کہ مع مرکب
چار ٹکڑے ہوئے یہ دیکھکر فرعون شاہ پکارا کہ ارے مار لو اس عادی کو غضب کیا اُسنے کہ ایسے دو پہلوانوں
کو مارا لشکر کفار دوڑ پڑا لگی تلوار چلنے ادھر سے سب سے پہلے شاہزادہ نورالدہر طہماس کی مدد کو پہونچا

بادشاہ نے لشکر کو اشارہ کیا کہ مار لو ان کافرون کو جانے نہ پائین اہل اسلام تکبیرین کہہ کر تلوارین کھینچ کھینچ کر کفار پر
جا پڑے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہو گئی مصرع بہیجان در دریا در آمد بجوش ٭ اسطرح سے بھڑ کر تلوار چل رہی تھی کہ تیغون
کی قینچیان بنی تھین اور ان قینچیون سے سوائے کفن کے دوسری چیز قطع نہ ہوتی اور خون اسقدر بہا تھا کہ سبزہ بھی
اُس سرزمین پر نہ اُگیگا اگر اُگیگا بھی تو لالہ وہ بھی داغ بردل یا دم الاخوین اُگیگا کہ جس سے ہمیشہ خون جاری رہتا ہے
اور اُس دریائے خون مین جو سپرین پڑی ہوئی تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ کچھوے تیر رہے ہین اور بازو زرہ پوشون کے
کٹ کٹ کے گرے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ مچھلیان جال مین پھڑک رہی ہین عجب ہنگامہ محشر انگیز برپا ہے ملک الموت
لوٹ مین پڑا ہے ایک کی قبض روح نہین کر چکتا ہے کہ دس اور مر کر گر پڑتے ہین فرعون اور لقا یہ بھی دونون تلوارین
ہاتھون مین کھینچے ہوئے لڑتے پھرتے ہین اور لاش پر لاش اُنھون نے بھی گرا دی ہے اسی حالت مین شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان سے اور فرعون سے سامنا ہوا فرعون نے کہا او خدا پرست تو میرے غضب سے
نہین ڈرتا ہے کہ ابھی تجکو سنگ سیاہ کر دون نور الدہر نے کہا کہ کیا جھک مارتا ہے یہ سنتے ہی تلوار جو اُسکے ہاتھ مین
کھچی ہوئی تھی نور الدہر پر ماری شاہزادے نے تلوار اُسکی چھین کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا ادھر فرعون کو نور الدہر
نے گرفتار کر لیا ادھر لقا سے اور ایرج سے سامنا ہوا اُسنے بھی تلوار لقا کی چھینکر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور
پھر لگے لڑنے جو اُنپر تلوار مارتا تھا یہ فرعون و لقا کو سامنے کرتے تھے اور یہ دونون پکارتے تھے کہ میان ہمارے
تلوارین مارتے ہو اُنکے ہاتھ رک جاتے تھے اُنکی تلوار اوپر سے پڑتی بھی اُنکے دو ٹکڑے ہوتے تھے مگر ہاتھ مین یہ
دونون کے دونون تڑپ رہے تھے کہ کمر بند اُنکے ٹوٹ گئے ہاتھ سے چھوٹ گئے بھاگ گئے سامنے سے ادھر مین
گرمی جنگ مین لندھور بن سعدان اور ضیغم بن خون آشام سے سامنا ہوا ضیغم پکارا کہ او ہندی آج بغیر
مارے تجھے نہ چھوڑونگا اور یہ کہکر اُسنے گرز اپنا لندھور پر مارا لندھور نے اپنے گرز پر اُسکا گرز روکا اور اپنا
گرز جو اُسپر مارا اُسنے گرز پر تو گرز اُسکا روکا مگر دونون ہاتھ تھرا گئے اور گرز سر پر ضیغم بن خون آشام کے پڑا کہ سر
تو اُسکا گردن مین اور گردن چھاتی مین اور چھاتی پیٹ مین اور پیٹ جوڑون مین اور سب گیندے مین گھسا
اور ضیغم خون آشام دونون پراتھا بنکر رہ گئے ادھر سعادت شاہ بھائی زبرجد شاہ کا شہزبرجد نگار سے
لقا کے ساتھ آیا تھا اُس سے اور داراب کشورکشا سے سامنا ہوا سعادت شاہ نے دوڑ کر تلوار ماری داراب
نے تلوار اُسکی تلوار پر روکی اور اُسی الجھاوے مین سے ہاتھ نکالکر جو تلوار سعادت شاہ پر ماری تو سپر کو اُسکی
کاٹ کر زیر تنگ جا کر بوسہ دیا مع مرکب و راکب چار ٹکڑے ہوئے جالوت رعد آواز سے اور خورشید یزدان پرست
سے مقابلہ ہوا جالوت نے کہا او خدا پرست نہین ڈرتا تو مجھ سے کہ ابھی آواز مارونگا تو زہرہ تیرا آب ہو جائیگا
خورشید نے کہا کہ پھر تو کیون نہین چیخ مارتا اُسنے نعرہ کیا اور تلوار خورشید پر ماری خورشید نے تلوار اُسکی سپر پر
روکی اور کہا کہ خبردار ہو یہ کہکر جو تلوار اُسپر ماری سر پر اُسکے پڑی کہ مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر
افریلق خونخوار اور نور الدہر سے سامنا ہوا رکابشت تفنگ اُسکے پاس تھا نور الدہر پر مارا نور الدہر نے
تلوار سے اُسکے دو ٹکڑے کیے ایک ٹکڑا جو اُسکے ہاتھ مین تھا اُسے پھر اُٹھا کر نور الدہر پر مارا شاہزادے نے خالی دیا
اور تلوار جو کمرگاہ پر اُسکے ماری مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اہرمن خونخوار سے اور ایرج سے سامنا ہوا اہرمن
نے تلوار ایرج پر ماری ایرج نے آتی تلوار خیال مین کر کے خالی دے کر ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالکر قاش زین پر سے اُکھیڑ لیا ہاتھ پر تول کر آسمان کیطرف کو پھینکا کہ وہ مرغ چڑیا سا لگا نظر آنے اُترتے ہوئے

تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے مرغ روح اُسکا قفس تن سے جہنم کو چلا گیا سامان باختری سے اور بہرام گردون
خاقان چین سے سامنا ہوا تلوار اُسنے بہرام نے پشت شمشیر پر روکی اور اپنی تلوار اُسپر ماری شانے پر اُسکے پڑی
کہ زیر بغل اُتر گئی عاد شتر لب سے اور مالک اژدر سے سامنا ہوا عاد شتر لب نے ساریخ مالک اژدر
پر ماری مالک نے اسے سپر پر روکا اور برچھا دو زبانہ مارا سینے پر عاد شتر لب کے پڑا کہ پشت کو توڑ کر پار
گذر گیا مالک نے اُسے نگاہ دے کر برچھے پر اٹھا لیا جس طرح کہ کباب سیخ سے چھید کر اٹھا لیتے ہین اور چرخ
دے کر زمین پر مارا کہ مردہ صد سالہ تھا اُدھر شاہزادہ انجم گردہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر پہلوان تہمتن
بدیع الزمان گرد شکر شکن سے اور کلکال خون آشام سے سامنا ہوا کلکال خون آشام پکارا کہ او پسر
حمزہ تیرے ہاتھ سے تو جگر خون ہو گیا ہی کہان جائیگا میرے ہاتھ سے دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون یہکر تلوار ماری
بدیع الزمان نے تلوار اُسکی رد کی اور تیغہ افعی سلیمانی اُسپر مارا کہ اُسکے جس بازو پر پڑا تھا اُس بازو کو کاٹ کر
گذر گیا زنگار خون آشام سے اور قاسم سے سامنا ہوا قاسم نے تلوار اُسکی رد کر کے جو تیغہ پلارک افراسیابی مارا
اُسکے مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے اودھر سے اسد لڑتا چلا آتا تھا اور اُدھر سے سہراب اژدر گیر مارتا ہوا آتا تھا دونون
کا سامنا ہوا بعد از گفتگوے بسیار سہراب نے تلوار کا ہاتھ بلند کیا اسد پر چالاک زیر بغل جو خالی پایا تیغہ فیروز جمشیدی
مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اُدھر عمرو بن امیہ ضمری خنجر ہاتھ مین کھینچا ہوا انگول اور گند ھول لڑتا چلا آتا تھا کبھی تو
بیٹھکر پالٹ مارتا تھا کہ حریف کے پانون کٹ جاتے تھے اور گر پڑتا تھا اور کبھی اُچک کر کندھے پر حریف کے جا رہتا
تھا خنجر مار کر سر گرا دیتا تھا اور اچھے کپڑے جو حریف کے پاتا تھا وہ زنبیل مین رکھ لیتا تھا اُدھر سے بہارے دوند
عیار فرعون کا لڑتا ہوا چلا آتا تھا عمرو سے سامنا ہوا لگا نیمچہ چلنے لڑتے لڑتے خواجہ عمرو نے اُسے غافل
کر کے ایک خنجر اُسکے سینے پر مارا کہ پشت کو توڑ کر پار گذر گیا اب لقا بار دگر تخت پر سوار ہوا ہی اور فوج کو کہ رہا ہی کہ
خدا پرستون کو مار لو کہ امیر کافرون کو قتل کرتے ہوئے برابر لقا کے پہونچ گئے اور نعرہ کیا کہ او روباہ خصلت کہان
جائیگا میرے ہاتھ سے لقا پکارا کہ او حمزہ نہین ڈرتا تو میرے غضب سے امیر نے کہا کہ کیا بکتا ہی کیا جھک مارتا ہی
تیرا غضب کیا اور تو کیا یہکر برابر اُسکے ہاتھی کے گھوڑا لے آئے لقا نے دیکھا کہ حمزہ میرے پاس آگیا ناچار تلوار اُسنے کھینچی
مگر وہ تلوار مانند انگشت ششم کے بیکار تھی اُسکو ہلانا شروع کیا یعنے صاحبقران پر تلوار ماری صاحبقران نے
ہاتھ بڑھا کر تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر ہاتھی پر سے اُٹھا لیا اور عمرو نے حلقہ ہاے کمند
مار کر بختیارک کو پکڑ لیا اور بعضون نے بیان کیا ہی کہ ضیغم خون آشام ابتک زندہ رہا اور ہاتھ سے لندھور بن
سعدان کے اسیر ہوا شاہزادہ سلطان سعد نے فرامرز بن نوشیروان کو حملہ اُسکا رد کر کے کمر مین ہاتھ
ڈالکر اُٹھا لیا مشکین اُسکی باندھ لین توریج یزدان پرست لڑتا ہوا چلا آتا تھا اُدھر سے یاقوت شاہ تلوار
ہاتھ مین کھینچی ہوئی اہل اسلام کو قتل کرتا ہوا آتا تھا کہ توریج للکار کر دوڑا جب قریب یاقوت شاہ کے پہونچا للکارا کہ
او کافر کہان جاتا ہی یاقوت شاہ نے کہا کہ مین بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا یہکر تلوار توریج پر ماری توریج نے دھار
تلوار کی بچا کر شغلی دیکر تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر لنگر اُسکا توڑ لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر
مارا مشکین اُسکی باندھکر عیار کے حوالے کیا ایک طرف کو قبہ دین ستون اسلام کرب بر حرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر
شرق و غرب لڑتا ہوا برابر علمدار کے پہونچا علمدار کو مع علم قتل کیا علم کفار سرنگون ہوتا تھا کہ فوج کفار مین شکست ہوئی
فرعون بھاگا کا جانے رستم پیلتن و پیل کش شاہزادہ علمشاہ رومی فرعون کے پیچھے تعاقب مین چلا بھاگتے بھاگتے فرعون

قلعہ فرعونیہ مین داخل ہوا اور دروازہ قلعہ کا بند ہوچکا تھا کہ علمشاہ مع ردیسون اندر قلعہ کے گھس آیا اور قلعہ لگا قتل ہونے فرعون تو بھاگ کر قیطولون کے اندر بند ہوا اور دروازے قیطولون کے بند کیے اوپر سے تیر و تفنگ مارنا شروع کیا کہ اسی عرصہ مین حمزہ صاحبقران بھی قلعہ کے اندر داخل ہوئے آکر قیطولونکو گھیر لیا فوج کو حکم دیا کہ چہار طرف قیطولون کو گھیر و یہ کافر نکلکر کسیطرف جا نہ سکے اور یہان قلعہ کے باہر لڑائی پڑی ہوئی ہو اہل اسلام کفار کو قتل کر رہے ہین ہر گلی کوچ مین لڑائی ہو رہی ہو لوگ اپنے اپنے ناموس کے بچانے کے لیے کوٹھون پر چڑھے ہین تیر و کمان ہاتھ مین ہو جو انکے مکان کی طرف آنے کا ارادہ کرتا ہو اور قریب پہونچتا ہو یہ بارش تیر کرتے ہین لوگ رک جاتے ہین مکان کے اندر نہین جاتے اور بڑے مکانون مین لوگ سنگین باندھے بیٹھے ہین کسی کو اپنے مکان کی طرف آنے نہین دیتے دوڑتے پتھر مارتے ہین اہل اسلام رکجاتے ہین مگر عمرو کا یہ عالم ہو کہ کھاروے کا تھان انکے ہاتھ مین ہو جس مہاجن کا مکان دیکھا اسپر ایک جھنڈی کھاروے کی بنا کر اپنا نام اسپر لکھکر کوٹھے پر اس مہاجن کے گاڑ دی لوگ جو لوٹتے ہوئے آتے تھے انکی نگاہ جو اس جھنڈی پر پڑی بس وہین رک رہے کبھی یہان نہ جاتا یہ خواجہ عمرو سے علاقہ رکھتا ہو ایک حبہ کا اسباب جائیگا تو ہزار روپیہ بھرے گا غرض عجب طرح کا غل تھا شہر مین دکانین بند راستہ مسدود غلغلہ دار و گیر برپا ہر گلی کوچہ مین ہر بازار مین لاشون کے انبار کوئی زخمی پڑا سسک رہا ہو کوئی تڑپ رہا ہو بہتیرے فرعون کو گالیان دے رہے ہین کہ اسکی دوستی مین جان بھی گئی مال بھی برباد ہوا پہلے سے جانتے تو اسپر لعنت کرتے بعضے کہتے ہین یہان خیر جو ہو سو ہوا بہادرون کا یہی کام ہو جسطرف ہوئے اپنی جان تک دیدی غرض کہان تک بیان کرون کہ ایکدن اور ایک رات قلعہ فرعونیہ قتل ہوا آخرش کو چہار طرف سے الامان کی صدا بلند ہوئی کہ دہائی امیر کی اور بادشاہ اسلام کی ہم رعایا ہین ہماری کیا خطا ہو ہمنے لعنت کی فرعون کے اوپر جب یہ آواز کان مین امیر کے پہونچی فرمایا کہ ابھی ابھی انھین قتل نہ کرو ہمنے انکو امان دی سب طرف قتل ہونا موقوف ہوا امیر آکر ایوان بادشاہی مین پر جلوہ افروز ہوئے رئیسان شہر آنے لگے اور نذرین گذراننے لگے خلعت پانے لگے بعد اسکے امیر نے حال فرعون کا پوچھا عرض کیا کہ قیطولون پر بیٹھا ہوا لڑ رہا ہو کسی کو قیطولون پر نہین آنے دیتا امیر مع سردارون کے سوار ہو کر سامنے قیطولون کے آئے اور نعرہ کیا کہ او فرعون بہتر ہو کہ اپنے اعمال شنیع اور افعال قبیح سے باز آ خدائی سے بادشاہت کچھ کم نہین ہوتی اگر دین اسلام قبول کر ایک شہر فرعونیہ کیا اور جو ملک تو مانگیگا مین تجھے دونگا فرعون یہان سے پکارا کہ حمزہ تو نہین ڈرتا میرے غضب سے ابھی زمین کو حکم کرون کہ زمین پھٹ جاے اور تو سما جائے آسمان کو اشارہ کرون کہ تجھپر پھٹ پڑے امیر نے جو یہ کلمے اسکی زبان سے سنے فرمایا کہ یہ کافر کبھی مسلمان نہو گا عمرو کو بلا کر حکم دیا کہ خواجہ تبردارونکو حکم دو کہ جنگل سے لکڑیان کاٹ کر لائین اور گرد قیطولون کے انبار کرین اسیوقت تبردارون کو حکم پہونچا تھا لکھا ہو کہ تبردارون نے جا کر درخت کاٹ کاٹ کر چھکڑون پر لدوا کر بھجنا شروع کیا کہ ایکدم مین گرد قیطولون کے انبار بلند ہو گیا امیر نے پھر واسطے اتمام حجت کے فرعون کو سمجھایا جب اسنے نہ مانا تو حکم دیا کہ آگ لگا دو چہار طرف سے آگ لگائی گئی فرعون مع اپنے متعلقین کے جلکر جہنم واصل ہوا امیر نے جشن کیا واللہ اعلم بالصواب

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بعد حمد و نعت بخدمت عاشق مزاجان باوقار و فراق زدگان نادیدہ روے نگار التماس ہو کہ کہان ہین وہ لوگ جو ایک مدت دراز سے داستان امیر حمزہ صاحبقران کے مطالعہ کے واسطے چشم براہ رہتے تھے اور تہ دل سے دعائین مانگتے تھے کہ اس ناطورہ دلفریب کے جمال جہان آرا سے دل کا سرور اور آنکھونکا نور حاصل کرین سب حضرات کو مژدہ ہو کہ یہ شاہد دلفریب جو آج تک احباب نازنین مخفی و مستور تھا بکوشش بلیغ او بصرف زر کثیر بحسن با اقبال زیب دہ

وسادۂ عظمت واجلال عالی ہمت مشہور شام و روم جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای مرحوم آرایش طبع سے بعزت ہوکر
مصروف خودنمائی ہو حقیقت میں جسطرح سے یہ داستان رفیع الشان کل قصوں اور فسانوں کی سرتاج ہے ویسا ہی اُسکے ترجمہ
کرانے اور طبع ہونے میں بھی انتظام مالاکلام ہوا ہے آفرین اسکے اصول فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابوالفیض فیضی پر
جنھوں نے اس داستان کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہند کے کسقدر خون جگر کھا کر تصنیف فرمایا ہوگا
وسعت بیان ملاحظہ ہو کہ اس داستان رفیع الشان کے بڑے بڑے آٹھ دفتر ہیں اور کئی دفتر کی متعدد جلدیں اور بعض
جلد بوجہ ضخامت کثیرہ دو حصوں پر منقسم ہے اس تفصیل سے دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلد میں دفتر دوم کوچک باختر
ایک جلد میں دفتر سوم بالا باختر ایک جلد میں دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلد میں دفتر پنجم طلسم ہوش ربا سات جلد
میں اور اسی کی جلد پنجم بوجہ ضخامت کثیرہ دو حصوں پر منقسم ہے اور پھر اسی طلسم ہوش ربا کی باقی داستانیں جو طبع
اول میں رہگئی تھیں بنام بقیہ طلسم ہوش ربا دو جلدوں میں طبع ہوئیں دفتر ششم صندلی نامہ ایک جلد میں
دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلد میں دفتر ہشتم لعل نامہ دو جلد میں۔ تمام زمانہ واقف ہے کہ اس داستان کو سوائے
روسا و امرا کے علی العموم کوئی سن نہ سکتا تھا کیونکہ بجز وسیلۂ داستانگو کے اسکا سُننا ممکن نہ تھا اور اس میں ہزاروں روپیہ کا
صرف اور برسوں کی محنت درکار تھی۔ مالک مطبع ممدوح نے اپنی دریا دلی سے اتنی بڑی داستان کے کل دفتروں کے
ترجمہ و طبع کو بنظر رفاہ عام اپنے ذمہ لے لیا اور بڑے بڑے نامی و نامور شاران داستانگو سے ترجمہ کرا کے طبع فرمایا اور
کوڑیوں کے مول میں اسکی سیر سے تمام عالم کو شادکام فرما دیا چنانچہ اس داستان کے دفتر پنجم طلسم ہوش ربا کی اول چار
جلدوں کا ترجمہ شاعر بے بدل ماہر اکمل شاعر سخن آگاہ منشی محمد حسین صاحب جاہ مرحوم نے اور آخری تین جلدوں
اور بقیہ طلسم ہوش ربا کی دونوں جلدوں کا ترجمہ استاد باکمال سخنور شیرین مقال ذی استعداد دیرینہ منشی احمد حسین صاحب
قمر سلمہ نے بڑی فصاحت و بلاغت سے مثل عبارت فسانہ عجائب از جانب مطبع فرمایا اور یہ جلدیں مکرر طبع ہو کر
نذر شائقین ہو گئیں۔ باقی دفتروں مذکورہ بالا کا ترجمہ بکمال جانفشانی اور لیاقت علمی سے بزبان شستہ درخت
گل گلزار خوش بیانی بلبل شاخسار شیرین زبانی ابر نیسان آئین منشی شیخ تصدق حسین صاحب داستانگو نے فرمایا۔
واقع میں اس مترجم لائق و فائق نے بھی عجب دماغ سوزی اور وفور لیاقت سے ترجمہ فرمایا ہے کہ لائق صد ہزار تحسین و آفرین
ہے اس ماہر ہمہ دان نے اپنے ترجمہ میں یہ بڑی صنعت کی ہے کہیں حشو و زوائد کا نام نہیں رکھا اور فقط اصل مطلب سے
کام رکھکر گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا۔ اب بفضل ایزدی کل دفاتر مذکورہ پورے پورے مع جلد دوم
تورج نامہ کے طبع ہو کر موجود مطبع ہیں، و ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہے ہیں اور اکثر دفتر مکرر معرض طبع میں آ چکے
علاوہ ان دفاتر مذکورہ کے ماہر با ہنر منشی احمد حسین صاحب قمر نے از جانب مطبع طلسم نور افشاں تین جلدوں میں
تصنیف کیا اور وہ بھی طبع ہو گیا اور طلسم ہفت پیکر بڑی فصاحت سے تین جلدوں میں تصنیف کیا جسکی جلد اول و دوم
و سوم سب طبع ہو چکی ہیں پس الحمد للہ والمنۃ کہ دفتر چہارم داستان امیر حمزہ صاحبقران موسوم بہ ایرج نامہ جلد
دوم مطبع نامی و گرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بعالی ہمتی جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ مالک مطبع
موصوف بماہ جولائی ۱۹۱۳ء مطابق ماہ رجب المرجب ۱۳۳۱ھ بار سوم حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر زیب محافل شائقین باتمکین ہوئی

نام کتاب	قیمت
کامروپ کا جادو۔ اردو [illegible]	۱؍
الف با تصویر۔ کامل [illegible] جان	
مولانا محمد حامد علیخان صاحب مطبوعہ ۱۹۲۶ء	۱۴؍
قصۂ سند باد جہازی۔ ماخوذ از الف لیلہ	۲؍
سروش سخن با تصویر۔ بجواب فسانۂ عجائب	
از سید فخر الدین حسین مودودی۔	۵؍۳
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۴؍۳
طلسم حیرت۔ افسانۂ دلچسپ۔ از منشی	
جعفر علی متخلص شیون۔	۵؍
باغ و بہار معروف بقصۂ چہار درویش باتصویر	۲؍
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۳؍۶
طلسم فصاحت۔ قصۂ عجیب و غریب	
از سید محمد حسین جاہ مرحوم۔	۹؍
آرائش محفل قصۂ حاتم طائی باتصویر از سید حیدر بخش	۶؍
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۵؍
مقتول جفا معروف بہ فسانۂ غم آسود تالیف امیر الدین	
نوطرز مرصع۔ از محمد عوض۔	۱؍۶
بستان حکمت۔ اردو ترجمۂ انوار سہیلی ترجمۂ محمد [illegible] خان	[illegible]
سیراب باغ۔ از میر محمد علی قلق مرحوم مغفور۔	۳؍۶
فسانۂ دلپذیر۔ مصنفہ منشی احمد علیخان تائب	
دلچسپ فصیح بلیغ نوطرز مرصع رزم نرہ و فوج عمدہ	۸؍
فسانۂ جمیل۔ مترجمۂ منشی حامد حسن	۴؍
قصۂ سیاہ پوش۔ از عنایت اللہ متخلص قیس	۶
فسانۂ معقول۔ از سید غلام حیدر خان بہادر	۸؍۳
فسانۂ دلفریب۔ از منشی فدا علی عرف چھبے صاحب	۵؍
قصۂ زاہد شمسی۔ مصنفۂ شیخ برہان الدین احمد	۱؍۶
سنگاسن بتیسی۔	۳؍۶
ناٹک نل دمنتی۔ مولفۂ منشی بنایک پرشاد	۲؍۶
قصۂ موتی و نیولہ۔ ذخیرۂ پند خردمندانہ	۹ پائی
بیتال پچیسی باتصویر۔ قصۂ مشہور	۳؍

نام کتاب	قیمت
گل بکاولی۔ از منشی نہال چند۔	۳؍
طوطا کہانی باتصویر۔ از سید حیدر بخش متخلص حیدری	۲؍۶
قصۂ گل صنوبر۔ از منشی پریم چند۔	۱؍۶
ایک روسی زمیندار کا قصہ۔ مترجمہ	
مسٹر ہنری فانتوم صاحب۔	۵؍
نورتن۔ قصۂ مشہور۔ از محمد بخش صاحب مہجور۔	۵؍۶
قصۂ اگر گل۔ قصۂ مشہور۔	۲؍
سیر مقبول۔ فسانۂ نادر از سید غلام حیدر خان بہادر	۹؍۶
قصۂ گوپی چند بھرتھری۔	۹ پائی
لطائف ہندی۔ چٹکلے اور لطیفے مصنفہ	
لالہ دیبی پرشاد صاحب۔	۲؍
بزم قہقہہ۔ انگریزی لطیفے و چٹکلے۔	۲؍
قصۂ چہار گلزار۔ از منشی ہرگوپال۔	۴؍
ریاض تحقیق نادرہ۔ اردو شرح سکندر نامہ بری	
مصنفۂ مولوی عبد المجید صاحب متوطن پیلی بھیت	۱۲؍
کتب قصہ جات نظم اردو	
الف لیلہ منظوم۔ کی متفرق جلدیں حسب	
ذیل فروخت میں ہیں۔ جلد اول۔	۱۲؍
ایضاً۔ جلد دوم از منشی طوطا رام شایان۔	۱۰؍
ایضاً۔ جلد سوم مترجمۂ منشی طوطا رام شایان۔	۶؍
ایضاً۔ جلد چہارم مترجمۂ منشی شادی لال۔	۱۲؍
مجموعۂ قصص۔ باتصویر شامل پانچ قصہ	
(۱) قصۂ سوداگر بچہ (۲) قصۂ ماہی گیر (۳) قصۂ	
بجمہ (۴) قصۂ منصور (۵) قصۂ شاہ روم۔	۱؍۶
قصۂ سوداگر بچہ۔	۶ پائی
قصۂ ماہی گیر۔	۶ پائی
ناٹک ہمت عالی۔ معروف بہ گل بکاولی۔	
حصہ اول مولفۂ مولوی الٰہی بخش صاحب۔	۲؍
قصۂ ماہ رمضان۔ از عبد اللہ خان۔	۳
قصۂ قاضی جونپور حمق و عقل کا امتحان۔	۹ پائی

نام کتاب	قیمت
قصۂ جمجمہ۔	۶ پائی
قصۂ شاہ روم۔ باتصویر۔	۶ پائی
قصۂ شیخ منصور۔ از شیخ احمد متخلص برسا	۹ پائی
سنگاسن بتیسی منظوم۔ از منشی لکھمن لال۔	۴/
گلزار ابراہیم۔ قصہ حضرت ابراہیم ادہم۔	۲/۳ ۹
چشمۂ شیرین یا قصہ شیرین و فرہاد۔	۱/۲ ۹
جوگن نامہ۔ از میان باطن اکبر آبادی۔	۹ پائی
ایجاد رنگین۔ حکایات نصائح از رنگین دہلوی۔	۱/
مجموعہ چوہے نامہ بلی نامہ و افیونی نامہ از منشی منی رام	۱/
پدماوت اردو ترجمہ از فارسی شعر شعر ملک محمد جائسی	۱۲/
پدماوت اردو۔ از عبرت و عشرت۔	۳/
فسانہ عجائب منظوم۔ از منشی بھولا ناتھ۔	۱/
نلدمن اردو۔	۱/۳ ۹
ہدیۂ انظار۔ از مولوی ممتاز علی۔	۶ پائی
قصہ حاتم طائی منظوم۔	۸/
قصۂ عابد و شیطان۔ موعظت آمیز	۳ پائی
شیرین خسرو۔ باتصویر۔	۲/۹ ۹
بنجارہ نامہ۔ از نظیر اکبر آبادی۔	۳ پائی
لیلیٰ مجنون۔ از میر تقی ہوس۔	۲/
بہار دانش۔ اردو منظوم از تپش۔	۲/۹ ۹
مجموعۂ قصہ سپاہی زادہ۔ شامل بارہ قصہ (۱) قصہ سپاہی زادہ (۲) چار باغ رنگین (۳) قصہ محمود شاہ (۴) قصہ سوداگر بچہ (۵) عاشق کلجبانہ (۶) قاصد نامہ (۷) ہنس نامہ (۸) تنہائی نامہ (۹) دکھ سکھ نامہ (۱۰) دولت نامہ (۱۱) بھونچال نامہ (۱۲) رنگین نامہ۔	۱/۳ ۹
شاہنامہ۔ اردو باتصویر از منشی مولچند۔	۵/۹ ۹
طلسم شایان۔ ترجمۂ داستان امیر حمزہ۔	۱۰/۳ ۹
بکٹ کہانی۔	۶ پائی
سراپائے تصویر غم۔ از منشی اشرف علی مست۔	۹ پائی

نام کتاب	قیمت
قصہ گلفام نثر مصنفہ منشی اشرف علی مست۔	۱ پائی
باغ عاشق یعنی قصہ گل و صنوبر۔	۳/
گلدستۂ شجاعت۔ ترجمۂ اردو نظم سکندر نامہ بحری و بری از مولوی غلام حیدر گوپاموی۔	۱۲/
کتب ناولی مرغوب دل اردو	
خدائی فوجدار ترجمہ کتاب ڈان کوئکساٹ ڈی لامان جلد اول و دوم یکجائی مترجمہ پنڈت رتن ناتھ صاحب در لکھنوی	عما/
فسانۂ آزاد۔ کل ہر چہار جلد مصنفہ پنڈت رتن ناتھ در لکھنوی۔ یہ تمام ہندوستانی ناولوں میں ایک دلچسپ و مشہور افسانہ ہے۔ اور متفرق جلدیں بھی بابر فروخت ذیل میں درج ہیں	[illegible]
۱۔ جلد اول۔	[illegible]
۲۔ جلد دوم	[illegible]
۳۔ جلد سوم۔	[illegible]
۴۔ جلد چہارم	[illegible]
فسانۂ آزاد جلد ثانی و جلد ثالث کے ماہواری رسالے بھی علیحدہ متفرق طور پر فروخت کے لیے موجود ہیں۔ فی رسالہ۔	۳/
سیر کوہسار۔ کامل در دو جلد مصنفہ پنڈت صاحب موصوف۔	صہ/
جام سرشار باتصویر جسکا پہلے نام فسانہ جدید تھا بنظر ثانی پنڈت صاحب موصوف چھپا۔	عہ/
فسانہ جدید کے متفرق رسالہ ماہواری بابت ماہ جون و ست لغایتہ دسمبر ۱۸۸۰ء علیحدہ علیحدہ فی ماہ۔	۲/۶ ۹
فریب حسن۔ ترجمۂ ناول فوسٹ مصنفہ انلڈ صاحب مترجمۂ جناب خواجہ اکبر حسین صاحب ساکن ریاست ہینگن پلے۔	عما/